صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کی مبارک
زندگیوں کے بعض گوشوں کی جھلک پر مشتمل ایک نادر تالیف

مؤلف

امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی الجوزی

المتوفیٰ ۵۹۷ھ

صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کی مبارک زندگیوں

کے بعض گوشوں کی جھلک پر مشتمل ایک نادر تالیف

عُیُوْنُ الْحِکَایَات (مترجم)

(حصہ اوّل)

مؤلف

امام ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی الجوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی

المتوفٰی ۵۹۷ ھ

پیشکش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

(شعبہ تراجم کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب : عُیُونُ الْحِکَایَات (مترجم)

مؤلف : امام ابو الفرج عبدالرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی

پیش کش : مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ تراجم کتب)

سن طباعت : شوال المکرّم ۱۴۲۸ھ، بمطابق اکتوبر 2007ء

ناشر : مکتبۃ المدینہ فیضان مدینہ باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- ......**کراچی** : شہید مسجد، کھارادر، باب المدینہ کراچی فون 021-32203311
- ......**لاهور** : داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ فون 042-37311679
- ......**سردار آباد** : (فیصل آباد) امین پور بازار فون 041-2632625
- ......**کشمیر** : چوک شہیداں، میرپور فون 058274-37212
- ......**حیدر آباد** : فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن فون 022-2620122
- ......**ملتان** : نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ فون 061-4511192
- ......**اوکاڑہ** : کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال فون 044-2550767
- ......**راولپنڈی** : فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ فون 051-5553765
- ......**خان پور** : دُرانی چوک، نہر کنارہ فون 068-5571686
- ......**نواب شاہ** : چکرا بازار، نزد MCB فون 0244-4362145
- ......**سکھر** : فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ فون 071-5619195
- ......**گوجرانواله** : فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ فون 055-4225653
- ......**پشاور** : فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور سٹریٹ، صدر

E.mail: ilmia@dawateislami.net

''اولیاء کی اطاعت میں عظمت ہے'' کے 22 حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ''22 نیّتیں''

فرمانِ مُصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم: **نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ** یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(معجم کبیر طبرانی حدیث ۵۹۴۲ ، ج ۶ ص ۱۸۵ بیروت)

دومَدَنی پھول: ﴿۱﴾ بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

﴿۲﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

{۱} ہر بار حمدو {۲} صلوٰۃ اور {۳} تعوُّذ و {۴} تَسمِیّہ سے آغاز کروں گا۔(اسی صَفْحہ پراُوپر دی ہوئی دوعَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پرعمل ہوجائے گا)۔ {۵} رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخِر مطالعہ کروں گا۔ {۶} حتَّی الْوَسْعْ اِس کا باوُضُو اور {۷} قِبلہ رُو مُطالعہ کروں گا {۸} قرآنی آیات اور {۹} اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا {۱۰} جہاں جہاں ''اللہ'' کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور {۱۱} جہاں جہاں ''سرکار'' کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پڑھوں گا۔ {۱۲} اس کتاب کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے اس کے مؤلف کو ایصال ثواب کروں گا۔ {۱۳} (اپنے ذاتی نسخے پر) عِندَالضَّرورت خاص خاص مقامات پر انڈر لائن کروں گا۔ {۱۴} (اپنے ذاتی نسخے کے) ''یادداشت'' والے صَفْحہ پرضَروری نِکات لکھوں گا۔ {۱۵} اولیاء کی صفات کو اپناؤں گا۔ {۱۶} دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ {۱۷،۱۸} اس حدیثِ پاک ''**تَهَادَوْا تَحَابُّوْا**'' ایک دوسرے کوتحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔'' {مؤطا امام مالک ، ج۲،ص۴۰۷، رقم:۱۷۳۱} پرعمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا۔ {۱۹} اس کتاب کے مطالعہ کا ثواب ساری اُمّت کو ایصال کروں گا۔ {۲۰} اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے روزانہ فکرِ مدینہ کرتے ہوئے مَدَنی انعامات کا کارڈ پرکیا کروں گا اور ہر اسلامی ماہ کی دس تاریخ تک اپنے یہاں کے ذمہ دار کو جمع کروا دیا کروں گا۔اور {۲۱} عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سفر کیا کروں گا۔ {۲۲} کتابت وغیرہ میں شَرعی غَلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طورپر مُطَّلع کروں گا (ناشِرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

المدینة العلمیة

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ

مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للّٰہ علٰی اِحْسَانِهٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِهٖ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سر انجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ''**المدینة العلمیة**'' بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء ومُفتیانِ کرام کَثَّرَ هُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۲) شعبۂ تراجمِ کتب (۳) شعبۂ درسی کُتُب
(۴) شعبۂ اصلاحی کُتُب (۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب (۶) شعبۂ تخریج

''**المدینة العلمیة**'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البَرکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالمِ شَرِیعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر وبَرَکت، حضرتِ علّامہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوُسعَ سَہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ''**دعوتِ اسلامی**'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''**المدینة العلمیة**'' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اِخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

فہرست

تعارفِ مؤلف

ابوالفرج حضرت سیدنا عبدالرحمٰن ابن جوزی حنبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی

نام ونسب:

آپ کا لقب: جمال الدین، **کنیت:** ابوالفرج اور **نام ونسب:** عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبداللہ بن حمادی بن احمد بن محمد بن جعفر الجوزی بن عبداللہ بن قاسم بن قاسم بن نصر بن قاسم بن محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق خلیفہ المسلمین خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔

ولادت وپرورش:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۵۱۱ھ میں **عروس البلاد بغداد شریف** میں پیدا ہوئے۔ ابھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تین سال کے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد محترم اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ والد کی وفات کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پھوپھی نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پرورش کا ذمہ لیا اور خوب پیار ومحبت سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پرورش کی۔

تعلیم:

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ ہوش سنبھالا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پھوپھی جان آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس علاقے کے مشہور حافظ **حضرت سیدنا ابوالفضل بن ناصر** علیہ رحمۃ اللہ القادر کے پاس لے گئیں اور خواہش ظاہر کی کہ میرے بھتیجے کو حافظ بنا دیں، اُستاد کی جوہر شناس نگاہوں نے دیکھ لیا کہ یہ بچہ دینِ اسلام کا سرمایہ ہے اور اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ! مستقبل میں دینِ متین کی خوب خدمت کرے گا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے حلقۂ تلامذہ میں شامل فرمالیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ذہانت، محنت اور استاد کے اَدب واِحترام کی وجہ سے **کلامِ مجید** کو اپنے دل کے **آبگینے میں** سجالیا اور بہت جلد حافظِ قرآن بن گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے درسِ حدیث کی ابتداء بھی حضرت سیدنا ابن ناصر علیہ رحمۃ اللہ القادر ہی سے کی اور انہی سے **علم القرأۃ** سیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **علمِ فقہ** اپنے زمانے کے مشہور حنبلی فقیہ **حضرت ابوبکر دینوری** حنبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی اور حضرت **ابن الفراء** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے **علمِ ادب ولغت** حضرت ابومنصور ابن جوالیقی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے

حاصل کیا۔ ان کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تقریباً 87 اساتذہ کرام سے علمی استفادہ کیا جن میں ابوالقاسم ھبۃ محمد بن عبدالواجد الشیبانی، ابوالبرکات عبدالوہاب بن مبارک انماطی، ابن طبری، ابوالحسن ابن زاغوانی اور ابن عقیل رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ شامل ہیں۔

وعظ و نصیحت کا شوق:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو وعظ و نصیحت اور بیان کرنے کا بہت شوق تھا، اسی شوق کی بناء پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت چھوٹی عمر میں بیان کرنا شروع کر دیا اور لوگ بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیان میں دلچسپی لینے لگے لیکن ابھی اس گوہر نایاب کو تراشنے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اُستاد **ابن زاغوانی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اس زمانے کے مشہور واعظ تھے، انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بیان سکھایا اور ان کی زیرِ نگرانی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت جلد ایک بہت اچھے **واعظ** بن گئے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی سعیِ پیہم، اور مشفق اُستاد **ابوالحسن ابن زاغوانی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خصوصی شفقتوں اور خاص توجہ سے تقریباً **20** سال کی عمر میں باقاعدگی سے وعظ فرمانے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وعظ سننے دور و نزدیک سے لوگ آنے لگے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مستقل تربیتی اِجتماع شروع کر دیا۔ اس تربیتی اِجتماع میں علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ، طلباء، خلفاء، وزراء، بڑے بڑے بادشاہ، عوام اور ہر طرح کے لوگ شامل ہوتے اور اپنی علمی و عملی پیاس بجھاتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے **تربیتی اجتماع** میں لوگوں کی تعداد تقریباً دس ہزار (10,000) تک ہوتی اور کبھی کبھی تو اس اجتماع میں تعداد ایک لاکھ (1,00000) تک پہنچ جاتی ۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت فصیح و بلیغ کلام فرماتے اور دورانِ بیان اشعار بھی پڑھتے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان نصیحت آموز کلمات پر مشتمل ہوتا، لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان سن کر آخرت کی تیاری کی طرف راغب ہوتے، گناہ گار گناہوں سے تائب ہو جاتے، متقی و پرہیزگار لوگوں کو مزید جذبہ ملتا، بے علموں کو علم و عمل کی دولت نصیب ہوتی، بے سکونوں کو سکون ملتا۔

الغرض! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دور کے عظیم مُبَلِّغ تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انداز سب سے منفرد تھا، دورانِ بیان قرآن پاک کی آیتیں پڑھتے، ترغیب کے لئے واقعات بیان فرماتے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تربیتی اجتماع میں شریک ہونے والا خوب فیض یاب ہوتا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دینِ اسلام کے ایک عظیم مُبَلِّغ تھے۔

حدیث پاک سے محبت:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حدیثِ پاک سے بہت زیادہ محبت تھی۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پختہ ارادہ کر لیا کہ جب تک ''صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سُنَنِ ابو داؤد، سُنَنِ نسائی، سُنَنِ ابنِ ماجہ، مسند امام احمد، طبقات ابن سعد، تاریخ الخطیب، حلیۃ الاولیاء، ان کے علاوہ چند اور کتابیں حفظ نہ کرلوں اس وقت تک مستقل علمِ حدیث حاصل نہیں کروں گا۔ چنانچہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تھوڑے ہی عرصے میں یہ ساری کتابیں زبانی یاد کرلیں ، اس کے بعد مستقل علمِ حدیث سیکھنا شروع کیا۔

تصنیف وتالیف:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علمِ قرآن، علمِ حدیث، علمِ فقہ، جغرافیہ، علمِ طِب ، تاریخ، تفسیر، علمِ نجوم، حساب، لغت، نحووغیرہ کے علاوہ اور بہت سے علوم پر کتابیں تصنیف فرمائیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بہت سی کتب ضائع ہوگئیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف کی تعداد300 بتائی جاتی ہے جن میں کئی تو مُجلَّد ہیں اور کچھ رسالے وغیرہ ہیں۔

آپ کی بعض تصانیف وتالیفات کے نام یہ ھیں:

(١) اَحکام النسآء (٢) اخائر الذخائر(٣) اخبارالاخبار(٤) اخبار اھل الرسوخ فی الفقه والحدیث بمقدار المنسوخ(٥) اخبار البرامکة (٦) الاریب فی تفسیر الغریب(٧) اسباب الهدایة لارباب البد ایة(٨) اعمار الاعیان فی التاریخ والتراجم(٩) اعلام العالم بعد رسوخه بحقائق ناسخ الحدیث ومنسوخه(١٠) الانصاف فی مسائل الخلاف(١١) بستان الصادقین(١٢) بستان الواعظین ورياض السامعین(١٣) التحقیق فی احادیث الخلاف(١٤) تذکرة الخواص(١٥) تذکرة المنتبه فی عیون المشتبه(١٦) تلبیسِ ابلیس(١٧) تلقیح فهوم الاثرفی التاریخ والسیر(١٨) تیسیرالبیان فی تفسیرالقران(١٩) جامع المسانید بالحصی الاسانید(٢٠) الجمال فی اسماء الرجال(٢١) الخطا والصواب عن احادیث الشهاب(٢٢) الدر الثمین من خصائص النبی الامین صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ(٢٣) الدر الفائق بالمجالس والاحادیث الرقائق (٢٤) درة الاکلیل فی التاریخ (٢٥)الدلائل فی منثورالمسائل(٢٦) ذم الهوی(٢٧) الذهب المسبوك فی سیر الملوك(٢٨) الذیل علی طبقات الحنابلة (٢٩) الرد علی المتعصب العنید المانع من ذم یزید (٣٠) روح الارواح(٣١)روضة المجالس ونزهة المستأنس(٣٢) روضة المریدین(٣٣) روضة الناقل(٣٤) زاد المسیرفی علم التفسیر(٣٥) زاهر الجواهر (٣٦)السّهم المصیب(٣٧) سیرة العمرین(٣٨) شذورالعقود فی تاریخ العهود(٣٩) شرف المصطفٰی (صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیه وَآلِهٖ وَسَلَّمَ) (٤٠) شم الریاض(٤١) صفوة الصفوة مختصرحلیة الاولیاء (٤٢) صید الخاطر(٤٣) عجالة المنتظر فی شرح حال الخضر (٤٤)العلل المتناهیة فی الاحادیث الواهیة(٤٥) عیون الحکایات (٤٦)غوامض الهٰیات (٤٧) فضائل المدینة(٤٨) قصیدة فی الاعتقاد (٤٩) کتاب الاذکیاء(٥٠) کتاب الالقاب (٥١) کتاب الحمقاء والمغفّلین(٥٢)منهاج الوصول الی علم الاصول(٥٣) النور فی فضائل الایام والشهور(٥٤) الواهیات(ثلاث مجلدات)(٥٥) الوفا فی فضائل المصطفٰی صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیه وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تین صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔صاحبزادوں کے نام یہ ہیں، عبد العزیز،

ابوالقاسم علی اورمحی الدّین یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ ۔سب سے بڑے صاحبزادے حضرت سیدنا عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید عالمِ شباب ہی میں اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے ،اس وقت حضرت سیدنا عبدالرحمٰن ابن جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی عمر تقریباً 40 سال تھی۔ جبکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے حضرت سیدنا محی الدین یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی آپ جیسی خوبیاں پائیں اورآپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعدوہ وعظ وبیان فرماتے ،ان میں اپنے والدِ محترم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رنگ نظر آتا اورلوگ ان کا بیان بھی بڑی توجہ اور اِہتمام سے سنتے۔

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم :

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نبی ٔمکرّم ،نورِ مجسَّم ،شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سچے عاشق تھے، جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیث لکھتے تو طہارت وپاکیزگی کا بہت اِہتمام فرماتے اور بڑے مؤدبانہ انداز میں بیٹھتے۔ جس قلم سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیثِ پاک لکھتے اس پرلگی سیاہی کوجمع فرماتے رہتے اوراسے بڑے اَدب واِحترام سے رکھتے اورفرماتے: ''جب مَیں مرجاؤں توجس پانی سے مجھے غسل دواس میں یہ سیاہی ڈال دینا، مجھے اللہ عزوجل سے اُمید ہے کہ جس سیاہی سے مَیں نے اس کے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی احادیثِ مبارکہ لکھی ہیں وہ بابرکت سیاہی جب میرے جسم سے لگے گی تو ضرور میری مغفرت ہوجائے گی ،جس سیاہی سے مَیں نے اپنے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا نام نامی لکھا جب وہ میرے جسم کو چھولے گی تو اُسے جہنم کی آگ ہرگز نہ چھوئے گی اورنام محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی برکت سے مَیں قبروآخرت کے عذاب سے محفوظ رہوں گا۔''

آقا کا گدا ہوں اے جہنم! تو بھی سن لے ۔۔۔ وہ کیسے جلے جو کہ غلام مدنی ہو

وِصال پُر مَلال:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 597 ہجری بروز ہفتہ رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں آخری تربیتی اِجتماع منعقد کیا جس میں کثیرافراد نے شرکت کی اس کے بعدآپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیمار ہوگئے اور 597 ہجری 12 رمضان المبارک مغرب اور عشاء کے درمیان دینِ اِسلام کا یہ عظیم محدّث ومُبلِّغ اس دنیائے فانی میں اپنی دنیوی زندگی کے 87 سال گزار کر دائمی واُخروی منزل کی طرف کوچ کرگیا اورگلشنِ اسلام میں ایک اورگُل کی کمی ہوگئی لیکن اس گُل کی خوشبوؤں سے آج بھی عالمِ اسلام مُعطّر ومُعنبر ہے،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسلام کا بہت بڑا سرمایہ تھے،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے وقت لوگوں کی حالت بہت عجیب تھی ،ہرآنکھ پُرنم تھی اور ہردل غمزدہ۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح ہزاروں لوگوں کوروتا ہوا چھوڑ کر عالمِ بالا کی طرف پرواز کرگئی، یہاں دنیا میں لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جدائی سے غمگین وپریشان تھے اور عالمِ بالا میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اِستقبال کی تیاریاں

ہورہی تھیں اور آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی آمد پر خوشی و مسرت کا سماں تھا۔

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومنِ صالح ملا　　فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے جنازہ میں بہت زیادہ لوگ شریک ہوئے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی نماز جنازہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے بیٹے **ابو قاسم علی** علیہ رحمۃ اللہ القوی نے پڑھائی اور آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو حضرت سیدنا امام **احمد بن حنبل** رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پہلو میں دفن کیا گیا، لوگوں نے کئی راتیں مسلسل آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی قبرِ اَطہر پر قرآن خوانی کی، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے وصیت فرمائی تھی کہ جب میں اس دنیائے فانی سے رخصت ہوجاؤں تو میری قبر پر یہ اَشعار لکھ دینا، چنانچہ بمطابق وصیت آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی قبر پر مندرجہ ذیل اشعار لکھے گئے:

یَا کَثِیْرَ الْعَفْوِ یَامَنْ　　کَثُرَتْ ذَنْبِیْ لَدَیْهِ

جَآءَکَ الْمُذْنِبُ　　یَرْجُوالصَّفْحَ عَنْ جُرْمِ یَدَیْهِ

اَنَا ضَیْفٌ وَجَزَآءُ　　الضَّیْفِ الْاِحْسَانُ اِلَیْهِ

ترجمہ: اے بہت زیادہ عفوودرگزر فرمانے والے پروردگار عزوجل! اے بزرگ و برتر مالک! میرے گناہ بہت زیادہ ہیں۔ اے (رحیم و کریم) پروردگار عزوجل! تیرا گناہ گار بندہ تیری بارگاہ میں اپنے گناہوں کی بخشش کی آس لگائے حاضر ہے۔ اے (مُنعمِ حقیقی) مَیں (تیرا) مہمان ہوں اور مہمان کی جزاء یہی ہے کہ اس پر احسان کیا جائے (لہٰذا اے میرے مہربان رب عزوجل! مجھ پر احسان فرما اور مجھے بخش دے)۔

تُو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم　　دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِ حجاز کا

بے سبب بخش دے نہ پوچھ عمل　　نام غفار ہے تیرا یا رب عزوجل

(ماخوذ از بستان الواعظین ورياض السامعین ،ذم الھوٰی، عیون الحکایات،سیر اعلام النبلاء)

اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم

پہلے اسے پڑھ لیجئے

خدائے بزرگ و برتر، رحمٰن ورحیم عزوجل کا ہم ناتوانوں پر کروڑہا کروڑ احسان، کہ اس نے ہمیں دولت ایمان، اوردامنِ نبی آخرالزمان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم جیسی عظیم نعمت سے نوازا۔ وہ رحیم وکریم پروردگار عزوجل تو اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے، لیکن انسان اس کا ناشکرا اور نافرمان ہے، اللہ رب العزت عزوجل نے انسانوں کی بھلائی کے لئے انبیاء ورسل علیہم الصلوۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ اُن پاکیزہ ہستیوں نے انسان کو خالق لم یزل عزوجل کی اطاعت وفرمانبرداری کی دعوت دی۔ انبیاء ورسل علیہم الصلوۃ والسلام کی تشریف آوری کا یہ سلسلہ چلتا رہا اور خاتم النبیین، شفیع المذنبین، رحمۃٌ للعٰلمین، محبوبِ ربُّ العٰلمین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بعثت شریف پر ختم ہوگیا۔

آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تشریف آوری سے قبل انسانیت، تباہی و بربادی کے عمیق گڑھے میں گری ہوئی تھی، ہرطرف کفروشرک اور جہالت وگمراہی کا دور دورہ تھا، ظلم وستم، بے حیائی، شراب و کباب کی محفلیں، دھوکا بازی، جوا، سودی لین دین، قتل وغارت الغرض ہرطرف برائیوں کے سیاہ بادلوں نے گھٹا ٹوپ اندھیرا کر رکھا تھا۔ اس وقت کوئی ایسا چراغ نہ تھا جو اس اندھیرے کو ختم کر کے دنیا کو اپنی ضیاء سے منور کرتا۔

پھر جب کفروشرک کے اندھیروں میں بھٹکے ہوئے انسانوں کو کعبے کے بدر الدجیٰ، طیبہ کے شمس الضحیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور نے اپنے حلقے میں لیا، تو ان کی بے چین روحوں اور شکستہ دلوں کو قرار نصیب ہوا۔ کفروشرک کے سیاہ بادل چھٹ گئے، ظلم وستم کی آندھیاں تھم گئیں، بحرِ ظلمات کی تلاطم خیز لہریں ساکن ہوگئیں، متلاشیانِ حق منزلِ مقصود پانے کے لئے اس منارۂ نور کی گرداگرد جمع ہوگئے، اس آفتاب رسالت کی کرنوں سے اندھے شیشے جگمگانے لگے، چہاردانگِ عالم میں اسلام کی حقانیت کے ڈنکے بجنے لگے۔ شمع رسالت کے پروانوں نے اسلام کا نور دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچانا شروع کردیا۔

شیطانِ لعین جو کہ مسلمانوں کا کھلا دشمن ہے اس سے اسلام کی یہ شان وشوکت نہ دیکھی گئی، چنانچہ وہ مردود اور اس کے چیلے اسلام کی شمع کو بجھانے کی مذموم کوشش میں ایڑی چوٹی کا زور لگانے لگے مگر اسلام کے شیدائیوں (حضرات صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین عظام اور پھر اولیاء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے جان کی بازی لگادی اور اس شمع کو بجھنے نہ دیا۔

جب تک حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنی ظاہری حیات کے ساتھ اس دنیا میں جلوہ گر رہے اسلام روز بروز ترقی کرتا رہا، لیکن جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا، تو شیطان اور اس کا طاغوتی لشکر، اسلام کے لہلاتے گلشن کو تباہ و برباد کرنے کے مذموم ارادے سے آگے بڑھا، اور بہارِ اسلام کو خزاں میں بدلنے کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرنا

شروع کردیئے۔لیکن انہیں اسلام کے چاہنے والوں سے ہر میدان میں شکست اٹھانی پڑی۔

مگر جب ان مبارک ہستیوں نے یکے بعد دیگرے اس دارِفانی سے پردہ فرمانا شروع کردیا تو شیطانی لشکر جواب تک ہر''رزمِ حق وباطل''میں ذلیل وخوار ہوتا آرہا تھا اس نے ایک بار پھر مجتمع ہوکر مسلمانوں کو ان کے دین حق سے دور کرنے کی مذموم کوشش شروع کردی۔لیکن اب پہلے جیسی بات نہ رہی، جو برکتیں اور رحمتیں قرونِ ثلثہ (یعنی حضرات صحابہ،تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مبارک زمانوں) میں تھیں وہ ان کے بعد نہ رہیں۔چنانچہ،

مخبرِ صادق، رسولِ عالمیان، نبی غیب دان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''اِنَّ خَیْرَکُمْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ۔ترجمہ: بے شک سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر وہ لوگ جو اِن کے بعد آئیں گے، پھر وہ جو اُن کے بعد آئیں گے۔''(صحیح مسلم ،کتاب فضائل الصحابة ،باب فضل الصحابة ثم الذین یلونهم ، الحدیث:۲۵۳۵)

یہ وہ بہترین زمانے تھے جن میں تبع تابعین، تابعین عظام سے، وہ صحابہ کرام سے اور وہ اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اکتسابِ فیض کرتے یوں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی باتیں سن کر تابعین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اپنے دلوں کو تقویت بخشتے۔اسی طرح تابعین عظام کے واقعات سن کر تبع تابعین اپنی تشنگی کو بجھاتے اور یوں ایمان کی حفاظت اور اعمالِ صالحہ کا جذبہ بڑھتا رہتا لیکن اس کے بعد زمانہ تیزی سے تبدیل ہونے لگا اور ایک بار پھر شیطان اپنے لشکر سمیت مسلمانوں کو ان کے پیارے دین سے دور کرنے کے لئے سرگرم ہوگیا۔

اب ضرورت اس اَمر کی تھی کہ ان طاغوتی قوتوں کا مقابلہ کس طرح کیا جائے؟ اور کس طرح سے شیطانی سازشوں کو ناکام بنایا جائے۔اللہ رب العزت عزوجل نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر کرم فرماتے ہوئے انہیں اپنے صالحین بندوں (اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ) کی صورت میں رہنما عطا فرمادیئے، یہی وہ سلفِ صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں جن کے حالات وواقعات اور عظیم کارنامے آج تک امت کی رہنمائی کررہے ہیں، ان بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ نے ہر میدان میں شیطانی قوتوں کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی۔انہوں نے اپنے قلم، زبان اور عمل کے ذریعے لوگوں کی رہنمائی فرمائی، وہ خود بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نقش قدم پر چلے اور لوگوں کو بھی ان کے راستے پر چلنے کی دعوت دی۔

پھر حضرات علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس امت پر یہ احسان کیا کہ انہوں نے اِن بابرکت ہستیوں کے حالات وواقعات کو کتابی شکلوں میں جمع کردیا جن کو پڑھ کر لوگوں میں خوفِ خدا وعشقِ مصطفیٰ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دین پر عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔چنانچہ شیخ طریقت، امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دام ظلہ اپنے رسالے''گلدستہ عطاریہ''

کے صفحے پر کسی دانا کا قول نقل کرتے ہیں: ''قَصَصُ الْاَوَّلِیْنَ مَوَاعِظُ الْاٰخِرِیْنَ یعنی اگلوں کے قصے پچھلوں کے لئے نصیحت ہوتے ہیں۔''

زیرِ نظر کتاب ''**عیون الحکایات**'' چھٹی سن ہجری کے عظیم محدث ومبلغ، **امام ابوالفرج جمال الدین عبدالرحمٰن ابن جوزی** علیہ رحمۃ اللہ القوی کی تالیف ہے۔ جس میں جگہ بہ جگہ بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کے **خوفِ خدا وعشقِ مصطفیٰ** عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلَّم، عبادت وریاضت، زہدوورع، شرم وحیاء، سخاوت وشجاعت، شوقِ شہادت، صبر واستقامت، باہمی شفقت ومحبت، ادب وتعظیم، اور جذبۂ احیاءِ دین پر مشتمل واقعات وحکایات اپنی خوشبوئیں لٹا رہی اور اپنے پڑھنے والے کو عمل کی طرف بھرپور دعوت دیتی ہیں۔

''**اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش**'' کے مقدس جذبے کے تحت دعوتِ اسلامی کی مجلس ''**المدینۃ العلمیۃ**'' کے ''**شعبہ تراجم کتب**'' کے مدنی اسلامی بھائیوں نے اس کتاب کا ترجمہ بنام ''**عیون الحکایات (مترجم)**'' آپ تک پہنچانے کے لئے دن رات کوششیں کی ہیں۔ اس ترجمہ میں جو خوبیاں ہیں وہ یقیناً **ربِّ رحیم** اور اس کے **محبوب کریم** عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی عطاؤں، **اولیائے کرام** رحمہم اللہ تعالیٰ کی عنایتوں اور شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس عطارؔ قادری** دامت برکاتہم العالیہ کی پُرخلوص دعاؤں کا نتیجہ ہے اور جو خامیاں ہیں ان میں ہماری کوتاہ فہمی کو دخل ہے۔

ترجمہ کرتے ہوئے درج ذیل اُمور کا خیال رکھا گیا ہے:

☆......کوشش کی گئی ہے کہ پڑھنے والوں تک وہی کیفیت منتقل کی جائے جو اصل کتاب میں جلوے لٹا رہی ہے۔

☆......اس سلسلے میں بعض مقامات پر تمہیدی جملوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس طرح اس کتاب کی حیثیت محض تحت اللفظ ترجمہ کی نہیں، بلکہ ترجمانی کی ہے۔

☆......حکایات وواقعات کی اصل زمین برقرار رکھی گئی ہے۔

☆......عربی عنوانات کو سامنے رکھتے ہوئے مستقل اردو عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔

☆......اس کے علاوہ (مفہومِ حکایت کو مدِنظر رکھتے ہوئے) کئی ایک ذیلی عنوانات کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

☆......آیات کا ترجمہ امامِ اہلِ سنت، مجدِّدِ دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے ترجمۂ قرآن ''کنز الایمان'' سے درج کیا گیا ہے۔

☆......احادیث کی تخریج اصل مأخذ سے کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

☆......ترجمہ میں حتی الامکان آسان اور عام فہم الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

☆......کئی الفاظ پر اعراب لگادیئے گئے ہیں۔

☆......موقع کی مناسبت سے **امامِ اہلِ سنت، مجددِ دین وملت، الشاہ امام احمد رضاخان** علیہ رحمۃ الرحمٰن اور **عاشق اعلیٰ حضرت، آفتاب قادریت، مہتاب رضویت، بانئ دعوت اسلامی، امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطارؔ قادری رضوی ضیائی** دامت برکاتہم العالیہ **اور دیگر علماء اہلسنت** دامت فیوضھم العالیہ کے اشعار لکھے گئے ہیں۔

☆......ہر حکایت کو علیحدہ ایک مستقل نام دیا گیا ہے۔

☆......اکثر حکایات کے آخر میں ہلالین کے اندر دعائیہ کلمات ذکر کئے گئے ہیں جو اصل کتاب کا حصہ نہیں۔

☆......بعض مقامات پر مفید حواشی بھی دیئے گئے ہیں۔

☆......حکایات کے نمبر عربی متن کے اعتبار سے نہیں بلکہ ترجمہ کی ترتیب کے مطابق دیئے گئے ہیں۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ ہمیں **''اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش''** کرنے کے لئے **مدنی انعامات** پر عمل اور **مدنی قافلوں** میں سفر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول **مجلس المدینة العلمیة** کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم

شعبہ تراجِم کتب (مجلس المدینة العلمیة)

شرف انتساب

دنیائے اسلام کی اُن دو عظیم ہستیوں کے نام جنھوں نے امتِ مسلمہ کو گناہوں کی دلدل سے نکالنے میں اپنا تاریخی کردار ادا کیا یعنی

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت، مجددِ دین وملت، پروانۂ شمع رسالت الشاہ المفتی الحافظ

امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

اور

شیخِ طریقت، عاشقِ اعلیٰ حضرت، امیرِ اہلِ سنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی

حضرت علامہ مولانا

ابو بلال محمد الیاس عطارؔ قادری رَضَوی

دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَۃ

مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

حکایت نمبر1: اے کاش ! مجھے عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے گورنر مل جائیں

حضرت سیدنا عمیر بن سعد الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں حِمص کا گورنر بنا کر بھیجا۔ایک سال گزر گیا لیکن ان کی کوئی خبر نہ آئی ۔ چنانچہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کاتب کو بلایا اور فرمایا: ''عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف خط لکھو کہ جیسے ہی تمہیں میرا یہ خط ملے فوراً میرے پاس چلے آؤ، مالِ غنیمت وخراج وغیرہ بھی ساتھ لیتے آنا۔'' جب حضرت سیدنا عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام ملا تو آپ نے اپنا تھیلا اٹھایا، اس میں زادِ راہ اور ایک پیالہ رکھا، پانی کا برتن لیا پھر اپنی لاٹھی اٹھا کر پیدل ہی سفر کرتے ہوئے مدینہ منوّرہ پہنچ گئے ۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوئے کہ آپ کا چہرہ گرد آلود اور رنگ متغیر ہو چکا تھا اور طویل سفر کے آثار چہرے پر ظاہر تھے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہوتے ہی اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ یَا اَمِیۡرَ الۡمُؤۡمِنِیۡن وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَمَغۡفِرَتُہٗ کہا۔حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا: ''اے عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تمہارا کیا حال ہے؟'' حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''میرا وہی حال ہے جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھ رہے ہیں، کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ میں صحیح وسالم ہوں اور دنیا میرے ساتھ ہے جسے میں کھینچ رہا ہوں۔

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''تم کیا کچھ لے کر آئے ہو؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گمان تھا کہ شاید حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مالِ غنیمت وغیرہ لائے ہوں گے، حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''میرے پاس میرا تھیلا ہے جس میں اپنا زادِ راہ رکھتا ہوں، ایک پیالہ ہے جس میں کھانا کھاتا ہوں اور اسی سے اپنا سر اور کپڑے وغیرہ دھوتا ہوں، ایک پانی کا برتن ہے جس میں پانی پیتا ہوں اور وضو وغیرہ کرتا ہوں اور ایک لاٹھی ہے جس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اگر کوئی دشمن آجائے تو اسی لاٹھی سے اس کا مقابلہ کرتا ہوں، خدا عزوجل کی قسم !اس کے علاوہ میرے پاس دنیاوی مال ومتاع نہیں۔'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا: ''اے عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کیا تم پیدل آئے ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''کیا مسلمانوں میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو تمہیں سواری دیتا تاکہ تم اس پر سوار ہو کر آتے ؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''نہیں، ان میں سے کسی نے مجھے کہا نہ ہی میں نے کسی سے سوال کیا۔'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''وہ کتنے برے لوگ ہیں جن کے پاس سے تم آئے ہو۔حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! انہیں برا نہ کہئے، میں ان لوگوں کو صبح کی نماز پڑھتے چھوڑ کر آیا ہوں، وہ اللہ عزوجل کی عبادت کرنے والے ہیں۔'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا:

''تم جس مال کی وصولی کے لئے بھیجے گئے تھے وہ کہاں ہے؟ اور تم نے وہاں رہ کر کیا کیا کام سرانجام دیئے؟'' حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''آپ مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''سبحان اللہ عزوجل! میں جو پوچھنا چاہتا ہوں وہ بالکل واضح ہے۔''

حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''اللہ عزوجل کی قسم! اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ میرے نہ بتانے سے آپ کو غم ہوگا تو میں ہرگز آپ کو نہ بتاتا، سنئے! جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بھیجا تھا تو وہاں پہنچ کر میں نے وہاں کے تمام نیک لوگوں کو جمع کیا اور انہیں مال جمع کرنے کے لئے کہا۔ جب انہوں نے مالِ غنیمت اور جزیہ وغیرہ جمع کرلیا تو میں نے اس مال کو اس کے مصارف (یعنی خرچ کرنے کی جگہوں) میں خرچ کردیا۔ اگر اس میں سے کچھ بچتا تو میں یہاں ضرور لے کر آتا۔'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا: ''تم یہاں کچھ بھی نہیں لے کر آئے؟'' انہوں نے عرض کی: ''نہیں۔'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوبارہ وہاں کا حاکم بنا کر بھیجا جاتا ہے اس کے لئے عہد لکھو۔'' حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ سنا تو عرض کی: ''اب میں یہ کام نہ تو آپ کے لئے کروں گا نہ آپ کے بعد کسی اور کے لئے، کیونکہ اس کام میں مَیں اپنے آپ کو گناہوں سے نہیں بچا سکتا بلکہ مجھ سے ایک خطا بھی سرزد ہوئی ہے، میں نے ایک نصرانی کو یہ کہہ دیا تھا کہ ''اللہ عزوجل تجھے رسوا کرے حالانکہ وہ ہمیں جزیہ دیا کرتا تھا اور ذمی کافر کو اذیت دینا منع ہے لہٰذا میں اب یہ عہدہ قبول نہیں کروں گا۔'' پھر انہوں نے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اجازت چاہی اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوگئے۔

ان کا گھر مدینہ منورہ سے کافی دور تھا۔ وہ پیدل ہی گھر کی جانب چل دیئے۔ جب وہ چلے گئے تو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''ان کے بارے میں تحقیق کرنی چاہیے۔ لہٰذا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حارث نامی ایک شخص کو بلایا اور اسے ایک سو دینار دے کر فرمایا: ''تم حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ اور وہاں مہمان بن کر رہو، اگر وہاں دولت کے آثار دیکھو تو واپس آجانا اور اگر انہیں تنگدستی اور فقر وفاقہ کی حالت میں پاؤ تو یہ دینار اُنہیں دے دینا۔''

جب وہ شخص وہاں پہنچا تو دیکھا کہ حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں اور اپنے کُرتے سے گرد وغبار وغیرہ صاف کررہے ہیں۔ وہ ان کے پاس گئے اور سلام عرض کیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اور فرمایا: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، آپ ہمارے ہاں مہمان ہوجایئے۔ لہٰذا وہ ان کے ہاں بطورِ مہمان ٹھہر گیا پھر حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا: ''آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟'' اس نے کہا: ''میں مدینہ منورہ سے آیا ہوں۔'' حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''امیرالمؤمنین کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو؟'' جواب دیا: ''اچھی حالت میں۔'' پھر آپ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''کیا حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجرموں کو سزا نہیں دیتے؟'' اس نے کہا: ''کیوں نہیں۔'' وہ حدود قائم فرماتے ہیں اور انہوں نے تو اپنے بیٹے پر بھی کسی خطا[1] پر حد قائم فرمائی یہاں تک کہ وہ فوت ہوگئے۔'' حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، اے اللہ عزوجل! تو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عزت عطا فرما، ان کی مدد فرما، بے شک وہ تجھ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں۔

وہ شخص حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تین دن مہمان رہا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں جَو کی ایک روٹی ہوتی جو اسے کھلا دیتے اور خود بھوکے رہتے۔ یہاں تک کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشقت میں پڑ گئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت زیادہ پریشانی ہونے لگی۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے معذرت کرتے ہوئے فرمایا: ''ہمیں بہت زیادہ پریشانی کا سامنا ہے، اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم سے رخصت ہوجائیں، جب اس نے یہ سنا تو دینار نکال کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کئے اور کہا: ''یہ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بھیجے ہیں، انہیں قبول فرمائیے اور اپنی ضروریات میں استعمال کیجئے۔'' جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنا تو ایک زوردار چیخ ماری اور فرمایا: ''مجھے ان کی کچھ حاجت نہیں، انہیں واپس لے جاؤ۔'' یہ دیکھ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''آپ انہیں قبول کر لیجئے، اگر ان کی ضرورت محسوس ہو تو استعمال کر لینا ورنہ حاجت مندوں اور فقراء میں تقسیم فرما دینا۔'' حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کی قسم! میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس میں انہیں رکھ سکوں۔'' یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے کرتے کا نیچے والا حصہ پھاڑ کر دیا، اور کہا: ''اس میں رکھ لیجئے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ دینار لے کر اس کپڑے میں رکھ لئے پھر گھر سے باہر تشریف لے گئے اور تمام دینار شہداء کے اقرباء اور فقراء و مساکین میں تقسیم فرما دیئے۔ جب واپس گھر آئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک دینار بھی نہ تھا، دینار لانے والے کا گمان تھا کہ شاید مجھے بھی کچھ حصہ ملے گا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب دینار فقراء میں تقسیم فرما دیئے تھے۔ پھر حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا: ''امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرا سلام عرض کرنا۔'' پھر وہ شخص وہاں سے روانہ ہو کر حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا: ''تم نے وہاں کیا دیکھا؟'' عرض کی: ''بہت تنگدستی اور فقر و فاقہ کی حالت میں زندگی گزار رہے ہیں، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''انہوں نے دیناروں کا کیا کیا؟'' عرض کی: ''مجھے معلوم نہیں۔''

---

[1]: ان کی خطا یہ تھی کہ انہوں نے نبیذ پی تھی جس سے نشہ ہوگیا تھا۔ فتاوی فیض الرسول میں ہے: ''ان کی جانب شراب پینے اور زنا کرنے کی نسبت غلط ہے، صحیح یہ ہے کہ انہوں نے نبیذ پی تھی جس کے سبب نشہ ہوگیا تھا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان پر حد قائم فرمائی، پھر وہ بیمار ہو کر انتقال فرما گئے۔''

(فتاوی فیض الرسول بحوالہ مجمع البحار، ج ۲، ص ۷۱۰)

پھر حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی طرف خط بھیجا اور اس میں لکھا: ''جیسے ہی ہمارا یہ خط پہنچے فوراً ہمارے پاس چلے آؤ ، لہٰذا خط پاکر حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے، حضرت سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا: ''آپ نے دینار کہاں خرچ کئے؟ بولے: ''میں نے جہاں چاہا انہیں خرچ کیا، آپ ان کے متعلق کیوں پوچھ رہے ہیں؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں مجھے بتاؤ تم نے وہ دینار کہاں خرچ کئے؟'' حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''میں نے وہ دینار اپنی آخرت کے لئے ذخیرہ کر لئے ہیں۔''

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر فرمایا: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوش وخرم رکھے، اسی طرح حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو دعائیں دیتے رہے، پھر حکم فرمایا: انہیں چھ من گندم اور کچھ کپڑے دے دیئے جائیں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر کہا: ''مجھے گندم کی کوئی حاجت نہیں، مَیں گھر میں دو صاع گندم چھوڑ کر آیا ہوں، جب وہ ختم ہو جائے گی تو اللہ عزوجل ہمیں اور عطا فرمائے گا۔ پس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گندم قبول نہ فرمائی اور کپڑے بھی یہ کہہ کر لئے کہ فلاں غریب عورت کو ان کی حاجت ہے، میں یہ کپڑے اسے دے دوں گا، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے اور کچھ عرصہ بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اِنتقال ہو گیا۔ (اللہ عزوجل کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین)

جب حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے وصال کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت صدمہ ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی تدفین کے لئے پیدل ہی جنت البقیع کی طرف چل پڑے، بہت سے لوگ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے، جب حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کر دیا گیا تو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے کہا: ''تم اپنی اپنی خواہش کا اظہار کرو۔'' ان میں سے ایک شخص بولا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میری یہ خواہش ہے کہ میرے پاس بہت سا مال ہو اور میں اس کے ذریعے غلاموں کو آزاد کرواؤں تاکہ اللہ عزوجل کی رضا نصیب ہو۔'' دوسرے نے کہا: ''میری یہ خواہش ہے کہ میرے پاس بہت سا مال ہو جسے میں اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کر دوں۔'' ایک اور شخص نے کہا: ''میری خواہش ہے کہ اللہ عزوجل مجھے بہت زیادہ قوت عطا فرمائے تاکہ میں بئرِ زمزم سے پانی نکال کر حجاج کو سیراب کروں۔'' پھر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میری تو یہ خواہش ہے کہ **مجھے عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے لوگ مل جائیں جنہیں میں گورنر بناؤں اور مسلمانوں کے کاموں کا والی بنادوں۔''**

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر2:

اہلِ حمص کی چار شکایات

حضرت سیدنا خالد بن معدان علیہ رحمۃ اللہ المنّان فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا سعید بن عامر بن حذیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حمص کا عامل مقرر فرمایا پھر جب حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حمص تشریف لے گئے تو آپ نے اہلِ حمص سے دریافت فرمایا: ''تم نے اپنے عامل کو کیسا پایا؟'' تو انہوں نے حضرت سیدنا سعید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف شکایات کیں۔ (گورنروں اور عاملوں کی بکثرت شکایات کرنے کی وجہ سے حمص کو ''کوفۂ صغریٰ'' کہا جاتا ہے) انہوں نے حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی: ''ہمیں اپنے امیر سے چار شکایات ہیں:

(۱) یہ ہمارے پاس دن چڑھے بہت دیر سے تشریف لاتے ہیں:

(۲) یہ رات کو کسی کی بات نہیں سنتے۔

(۳) مہینے میں ایک دن ایسا بھی آتا ہے کہ اس دن یہ ہمارے پاس تشریف ہی نہیں لاتے۔

(۴) کبھی کبھی ان پر بہت زیادہ رنج وغم کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور یہ بے ہوش ہو جاتے ہیں۔

حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا سعید بن عامر بن حذیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور تمام لوگوں کو جمع کیا، پھر دعا فرمائی: ''اے میرے پروردگار عزوجل! آج اس معاملے میں میرے فیصلے کو کمزور نہ کرنا (یعنی مجھے صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمانا)۔'' پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''تمہیں ان کے بارے میں کیا شکایات ہیں؟'' لوگوں نے عرض کی: ''یہ ہمارے پاس دن چڑھے بہت دیر سے تشریف لاتے ہیں۔'' حضرت سیدنا سعید بن حذیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ شکایت سنی تو ارشاد فرمایا: ''مجھے یہ بتاتے ہوئے شرم آتی ہے کہ میں کیوں دیر سے آتا ہوں، خدا عزوجل کی قسم! میرے پاس کوئی خادم نہیں، میں خود آٹا پیستا ہوں، پھر اسے گوندھ کر روٹی پکاتا ہوں، اس کے بعد وضو کر کے ان کے پاس آجاتا ہوں۔ میرے دیر سے آنے کی یہی وجہ ہے۔''

حضرت سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے پوچھا: ''اور کیا شکایت ہے؟'' کہنے لگے: ''یہ رات کو ہمارے مسائل نہیں سنتے۔'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''اے سعید! تمہارے پاس اس شکایت کا کیا جواب ہے؟'' انہوں نے کہا: ''میں نے دن مخلوق کے لئے خاص کر رکھا ہے اور رات کو اپنے رب عزوجل کی عبادت میں مصروف ہوتا ہوں۔'' پھر انہوں نے تیسری شکایت کرتے ہوئے کہا: ''ہر مہینے ایک دن ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ ہمارے پاس تشریف ہی نہیں لاتے۔'' حضرت سیدنا

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تم کیا کہتے ہو؟'' عرض کی: ''حضور! میرے پاس کوئی خادم نہیں، مہینے میں ایک مرتبہ میں اپنے کپڑے دھوتا ہوں۔ میرے پاس کوئی دوسرا لباس نہیں ہوتا جسے پہن کر ان کے پاس آؤں۔ پھر جب وہ کپڑے سوکھ جاتے ہیں تو انہیں پہن کر ان کے پاس آجاتا ہوں۔'' چوتھی شکایت کرتے ہوئے وہ لوگ کہنے لگے: ''انہیں کبھی کبھی شدید دورہ پڑتا ہے اور یہ بیہوش ہوجاتے ہیں۔

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اس شکایت کا جواب دو۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''اسلام کی دولت حاصل ہونے سے پہلے میں نے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ایک صحابی حضرت سیدنا خبیب الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک میدان میں دیکھا تھا جنہیں کفارِ قریش نے کھجور کے درخت سے باندھ رکھا تھا اور تیروں سے ان کا جسم چھلنی کر رہے تھے، میں بھی ان لوگوں میں موجود تھا۔ پھر قریش ان سے پوچھنے لگے: ''کیا تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ تیری جگہ محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کو یہ سزا دی جائے؟'' یہ سن کر ان صحابیٔ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''خدا عزوجل کی قسم! میں تو اس بات کو بھی پسند نہیں کرتا کہ میں گھر میں اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ رہوں اور میرے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو کوئی کانٹا بھی چبھے، میرے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر میری ہزاروں جانیں قربان:

ترے نام پر سر کو قربان کر کے ۔۔۔ ترے سر سے صدقے اتارا کروں میں
یہ اک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں ۔۔۔ ترے نام پر سب کو وارا کروں میں (سامانِ بخشش)

اس کے بعد اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں استغاثہ پیش کیا، اور یا محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) یا محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی صدائیں بلند کیں۔ افسوس! وہاں ہوتے ہوئے بھی میں ان کی کچھ مدد نہ کرسکا (کیونکہ آپ اس وقت مسلمان نہ تھے) شاید میرا یہ گناہ کبھی بھی معاف نہ کیا جائے۔ بس یہ خیال آتے ہی میری حالت خراب ہوجاتی ہے، اور مجھ پر غشی طاری ہوجاتی ہے۔'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ اس نے میری فراست کو ضائع نہیں کیا اور مجھے ایسی عظیم ہستیاں عطا فرمائیں۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ہزار دینار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''ان کے ذریعے اپنی ضروریات پوری کر لینا۔'' جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دینار دیکھے، تو کہنے لگی: ''اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں غنی کر دیا۔'' یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''ہمارے لئے زیادہ بہتری اسی میں ہے کہ ہم یہ تمام دولت ان لوگوں کو دے دیں جو ہم سے زیادہ محتاج ہیں، کیا تو اس بات پر راضی ہے؟'' وہ صبر و شکر کی پیکر بولی: ''میں راضی ہوں۔''

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام دینار تھیلیوں میں بھرے اور اپنے گھر کے سب سے امین شخص کو بلایا اور فرمایا: ''یہ تھیلی فلاں خاندان کی بیواؤں کو دے دو، یہ فلاں خاندان کے یتیم کو، یہ فلاں خاندان کے مسکین کو اور یہ فلاں خاندان کے حاجت مند کو دے دو'' اس طرح آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساری رقم تقسیم فرمادی صرف کچھ دینار باقی بچے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر تشریف لائے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا: ''کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے لئے غلام نہیں خریدیں گے؟ جو مال بچا ہے اس سے غلام خرید لینا چاہئے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اگر ہم سے زیادہ کوئی محتاج آ گیا تو ہم یہ مال اس کو دے دیں گے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر3: کفر وشرک کی آندھیاں اور شمعِ ایمان

حضرت سیدنا اسد بن حارثہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دس صحابہ کرام علیہم الرضوان پر مشتمل ایک قافلہ کسی محاذ پر روانہ فرمایا اور حضرت سیدنا عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان پر امیر مقرر فرمایا، جب یہ حضرات عسفان اور مکہ مکرمہ کے درمیان واقع ایک وادی میں پہنچے تو قبیلہ **ہذیل** کے کچھ لوگوں کو ان کی خبر ملی، لہٰذا سو تیر اندازوں نے ان کا تعاقب شروع کر دیا، ایک جگہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ قافلہ کھانے کے لئے ٹھہرا اور وہاں کھجوریں وغیرہ تناول فرمائیں، پھر آگے روانہ ہو گئے۔ جب یہ لوگ پیچھا کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے اور وہاں کھجوروں کی گٹھلیاں دیکھیں تو آپس میں کہنے لگے: ''یہ تو مکۂ مکرمہ کی کھجوروں کی گٹھلیاں ہیں، انہیں ڈھونڈو، وہ ضرور کہیں آس پاس ہی موجود ہوں گے، جب حضرت سیدنا عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محسوس فرمایا کہ ہمارا پیچھا کیا جا رہا ہے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کو لے کر ایک میدان میں آ گئے جیسے ہی یہ میدان میں آئے تو دشمنوں نے انہیں گھیر لیا اور کہا: ''تم سب اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو، ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہیں قتل نہیں کریں گے۔'' حضرت سیدنا عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں ہرگز کسی کافر کے وعدہ کا اعتبار نہیں کروں گا، ہم اپنے آپ کو تمہارے حوالے نہیں کریں گے۔'' جب دشمنوں نے یہ سنا تو ان پر تیروں کی بارش کر دی۔ حضرت سیدنا عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور عرض کی:

''اے میرے پروردگار عزوجل! ہماری اس حالت کی خبر رسول اللہ عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو پہنچا دے۔ابھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصروفِ دعا ہی تھے کہ ان ظالموں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیر مار مار کرشہید کر دیا اوراسی طرح اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی شہید کرتے رہے جب آخر میں صرف حضرت سیدنا خبیب ، حضرت سیدنا زید بن ثابت اور ایک اور صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہم باقی رہ گئے ،تو انہوں نے اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا۔کفار نے یہ دیکھ کرفوراًان سے تلواریں چھین لیں اورانہیں گھیرے میں لے لیا اور زدوکوب کرنے لگے۔ یہ دیکھ کران میں سے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:'' خدا عزوجل کی قسم! یہ تمہاری پہلی بدعہدی ہے، اب میں ہرگز تمہارے وعدے پر اعتبار نہ کروں گا اور تمہارے ساتھ نہ جاؤں گا ، یہ سن کر کفار نے انہیں گھسیٹنا شروع کر دیا انہوں نے مزاحمت کی اوران کے ساتھ جانے سے انکار کیا تو ظالموں نے انہیں بھی شہید کر دیا، پھر وہ حضرت سیدنا خبیب اور حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مکہ مکرمہ لے گئے اورانہیں وہاں فروخت کر دیا۔

یہ واقعہ غزوۂ بدر کے بعد پیش آیا۔غزوہ بدر میں حضرت سیدنا خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حارث بن عامر کو قتل کیا تھا، چنانچہ بنوحارث نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوخرید لیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوشہید کرنے کے لئے ایک دن مقرر کیا تا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر کے حارث بن عامر کے قتل کا بدلہ لے سکیں۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوقید میں ڈال دیا گیا۔ایک دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حارث کی لڑکی سے استرا مانگا تا کہ بال وغیرہ کاٹنے کے لئے اسے تیز کریں۔لڑکی نے استرا دے دیا۔

تھوڑی دیر بعداس لڑکی کا ایک چھوٹا سا بچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں بیٹھ گیا، اس لڑکی کو یہ بات معلوم نہ تھی۔ جب وہ دوبارہ اس طرف آئی اوراس نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں استرا ہے اور بچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں بیٹھا ہوا ہے تو وہ بہت خوفزدہ ہوئی کہ کہیں یہ میرے بچے کو قتل نہ کردے، جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے خوفزدہ دیکھا تو فرمایا، کیا تو اس بات سے خوفزدہ ہے کہ میں اسے قتل کردوں گا؟ اس نے کہا:''ہاں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''خدا عزوجل کی قسم! میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچے کو اس کی طرف بھیج دیا۔'' وہ لڑکی کہا کرتی تھی:'' خدا عزوجل کی قسم! میں نے خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔'' میں نے ایک دن دیکھا:'' حضرت سیدنا خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں انگور کا ایک خوشہ تھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں سے تناول فرمارہے تھے حالانکہ ان دنوں مکۂ مکرمہ میں کہیں بھی انگور نہ تھے، یہ رزق اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کوایسی ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے کہ جہاں کا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔

جب حضرت سیدنا خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوشہید کرنے کے لئے حدودِحرم سے باہر لایا گیا تو اس مردِ مجاہد کو کفارِ مکہ نے چاروں

طرف سے گھیر لیا اور تماشائی بن کر ایک سچے عاشق رسول اور ربُّ العٰلمین کی وحدانیت کا علی الاعلان اظہار کرنے والے مردِ مؤمن کے گرد جمع ہوگئے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکل نہ گھبرائے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پایۂ استقلال میں ذرہ برابر بھی کمی نہ آئی بلکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں جلتی ہوئی ایمان کی شمع مزید روشن ہوگئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کفارِ بداطوار سے فرمایا: ''مجھے دو رکعت ادا کر لینے دو تاکہ میں اپنے اس ربِّ حقیقی عزوجل کی بارگاہ میں آخری بار سجدہ ریز ہوسکوں جس کے نام پر مجھے شہادت مل رہی ہے، انہوں نے اجازت دے دی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیڑیاں کھول دیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبلہ رو ہوکر نماز شروع فرمادی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے اطمینان سے نماز ادا کی پھر کفار سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا: ''اگر مجھے اس بات کا احساس نہ ہوتا کہ میری طویل نماز سے شاید تم یہ سمجھنے لگو گے کہ میں موت کے خوف سے نماز طویل کر رہا ہوں تو میں بہت خشوع خضوع سے نماز پڑھتا اور اپنے ربّ عزوجل کی بارگاہ میں خوب طویل سجدے کرتا۔ پھر ان ظالموں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھجور کے ایک تنے کے ساتھ باندھ دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں استغاثہ پیش کیا اور **یامحمداہ** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم **یامحمداہ** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم **کی صدائیں بلند کیں**، پھر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس طرح دعا کی: ''اے پروردگار عزوجل! تو ان سب کو چن چن کر تباہ وبرباد کردے اور ان میں سے کسی کو بھی باقی نہ رکھ۔'' اس کے بعد ابوسروعہ بن عقبہ بن حارث آگے بڑھا اور اس ظالم نے ایک سچے عاشق رسول کو بڑی ہی بے دردی سے شہید کردیا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

؎ غلامانِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پرواہ نہیں کرتے

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** دیکھا آپ نے! اس مردِ مجاہد نے جان تو دے دی لیکن شمعِ ایمان کو کفر وشرک کی آندھیوں سے محفوظ رکھا، ان کی شہادت ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے، انہوں نے وقتِ شہادت بھی نماز نہ چھوڑی، بس دل میں یہی آرزو مچل رہی تھی کہ وقتِ رخصت بھی اپنے ربّ عزوجل کی بارگاہ میں سر جھکالوں اور اس کی عبادت کرلوں۔ اللہ عزوجل ہمیں بھی ان کے صدقے صبر واستقامت عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

حکایت نمبر4:

قرآن اور نماز کا شیدائی

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مجاہدات اور عبادات کا ذکر کرتے ہوئے شمعِ رسالت کے دو پروانوں کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ ہم رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ کسی غزوہ میں گئے، واپسی پر ہم پہاڑی علاقے سے گزرے اور رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے وہاں قیام کا حکم فرمایا۔ سب صحابہ کرام علیہم الرضوان آرام کی خاطر وہاں ٹھہر گئے، اللہ کے محبوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آج رات تم میں سے کون پہرہ دے گا؟'' ایک مہاجر اور ایک انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھڑے ہوئے اور عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ سعادت ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں، ہمیں قبول فرمالیجئے۔'' چنانچہ وہ دونوں صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجازت پاکر پہرہ دینے کے لئے تیار ہوگئے، دونوں نے مشورہ کیا اور انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''ہم ایسا کرتے ہیں کہ آدھی رات ہم میں سے ایک پہرہ دے گا اور دوسرا سو جائے گا پھر بقیہ آدھی رات دوسرا پہرہ دے گا اور پہلا سو جائے گا، انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''آپ آرام فرمائیں، میں جاگتا ہوں پھر آپ پہرہ دینا پس مہاجر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرام فرمانے لگے اور انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہرہ دینے کے لئے تیار ہوگئے۔ کچھ دیر کے بعد انہوں نے نماز پڑھنا شروع کردی اور سورۂ کہف کی قراءَت کرنے لگے۔ دشمنوں کی طرف سے ایک شخص آیا اور اس نے پہاڑی پر چڑھ کر دیکھا تو اسے ایک شخص نماز پڑھتا ہوا دکھائی دیا، اس نے کمان پر تیر چڑھایا اور نشانہ باندھ کر اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تیر چلادیا تیر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم میں پیوست ہوگیا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی حرکت نہ کی اور نماز میں مشغول رہے اس ظالم نے دوسرا تیر مارا، وہ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم اقدس میں اتر گیا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز نہ توڑی پھر اس نے تیسرا تیر مارا، وہ بھی سیدھا آیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخمی کرتا ہوا جسم میں پیوست ہوگیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رکوع وسجود کئے اور نماز مکمل کرنے کے بعد اپنے رفیق کو جگایا۔ جب اس کافر نے دیکھا کہ یہاں یہ اکیلا نہیں بلکہ اس کے رفقاء بھی قریب ہی موجود ہیں تو وہ فوراً بھاگ گیا۔ مہاجر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رفیق کی یہ حالت دیکھی تو جلدی جلدی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم سے تیر نکالے اور پوچھا: ''جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دشمن نے حملہ کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے جگایا کیوں نہیں؟'' اس پر قرآن ونماز کے شیدائی اس انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: ''میں نے نماز میں ایک سورت شروع کی ہوئی تھی میں نے یہ گوارا نہ کیا کہ سورت کو ادھورا چھوڑ کر نماز توڑ ڈالوں، خدا عزوجل کی قسم! اگر مجھے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پہرے کی ذمہ داری نہ دی ہوتی تو میں اپنی جان دے دیتا لیکن سورت کو ضرور مکمل کرتا لیکن مجھے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پہرہ دینے کا

حکم فرمایا تھا اس لئے میری ذمہ داری تھی کہ اس کو احسن طریقے سے سرانجام دوں۔ جب میں نے دیکھا کہ میں بہت زیادہ زخمی ہو گیا ہوں تو اسی احساس ذمہ داری کی وجہ سے نماز کو مختصر کر دیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جگا دیا تاکہ دشمن مزید حملہ نہ کر سکے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(سبحان اللہ عزوجل! قربان جائیے! ان پاک ہستیوں کو نماز وقرآن سے کیسی محبت ولگن تھی کہ جان کی پرواہ نہ کی اور نماز میں مشغول رہے اور قرآن کی تلاوت جاری رکھی۔ اللہ عزوجل ان کے صدقے ہمیں بھی عبادت کی حقیقی لذت، قرآن کی محبت اور حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا سچا عشق عطا فرمائے۔)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر5: حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی پاکدامنی

ایک مرتبہ رحمتِ عالم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے والد محترم حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں سفر پر جا رہے تھے کہ راستے میں ایک یہودی عورت ملی جو اپنے مذہب کی کتابوں کو خوب جانتی تھی اور وہ کاہنہ بھی تھی، اس کا نام ''**فاطمہ بنت مُرّ**'' تھا، بہت زیادہ حسین وجمیل اور پارسا تھی، لوگ اس سے شادی کی خواہش کرتے تھے، حسن و خوبصورتی میں اس کا بہت چرچا تھا، جب اس کی نظر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑی تو اسے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی میں نورِ نبوت چمکتا ہوا نظر آیا، وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب آ کر کہنے لگی: ''اے نوجوان! اگر تو مجھ سے ابھی مباشرت کر لے تو میں تجھے سو اونٹ دوں گی۔'' یہ سن کر عفت وحیا کے پیکر حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''**مجھے حرام کام میں پڑنے سے موت زیادہ عزیز ہے** اور حلال کام تیرے پاس نہیں یعنی تو میرے لئے حلال نہیں پھر میں تیری خواہش کیسے پوری کر سکتا ہوں۔''

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس گھر تشریف لائے اور حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحبت فرمائی۔ چند دنوں کے بعد ایک مرتبہ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات اس عورت سے ہوئی، اس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ انور پر نورِ نبوت نہ پا کر پوچھا: ''تم نے مجھ سے جدا ہونے کے بعد کیا کیا؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں اپنی زوجہ کے پاس گیا اور اس سے مباشرت کی۔'' یہ سن کر وہ بولی: ''خدا عزوجل کی قسم! میں بدکارہ نہیں لیکن میں نے تمہارے چہرے پر نورِ نبوت دیکھا تو میں نے چاہا کہ وہ نور مجھے مل جائے مگر اللہ عزوجل کو کچھ اور ہی منظور تھا اس نے جہاں چاہا اس نور کو رکھا۔ جب یہ بات لوگوں کو معلوم ہوئی تو انہوں نے اس عورت سے پوچھا: ''کیا واقعی عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجھے قبول نہ کیا، کیا تو نے اسے اپنی طرف دعوت دی

تھی؟'' یہ سن کر اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا ترجمہ یہ ہے:

میں نے ایک بجلی دیکھی جس نے سیاہ بادلوں کو بھی جگمگا دیا، اس بجلی میں ایسا نور تھا جو سارے ماحول کو چودھویں کے چاند کی طرح روشن کر رہا تھا، میں نے چاہا کہ اس نور کو حاصل کرلوں تا کہ اس پر فخر کرتی رہوں مگر ہر پتھر کی رگڑ سے آگ پیدا نہیں ہوتی مگر اے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! وہ زُہری عورت (یعنی حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بڑی نصیب والی ہے جس نے تیرے دونوں کپڑے لے لئے وہ کیا جانے کہ اس نے کتنی عظیم چیز حاصل کر لی ہے۔ (یعنی حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تم سے وہ شہزادہ حاصل کر لیا جس کے وجود پر دو چادریں ہیں: ایک حکومت کی اور دوسری نبوت کی) وہ عورت اکثر یہ اشعار پڑھا کرتی تھی۔

(اس واقعہ سے رحمتِ عالم، نورِ مجسّم شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے والدِ محترم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پاک دامنی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایک نوجوان کو حسین وجمیل مال دار عورت گناہ کی دعوت دے اور صرف گناہ کی دعوت ہی نہیں بلکہ سو اونٹ بھی ساتھ دے لیکن پھر وہ غیرت منداور عفت وحیا کا پیکر اپنی عزت کو محفوظ رکھنے کے لئے اس کی طرف بالکل بھی توجہ نہ دے اور اس کی دعوت کو ٹھکرا دے، تو کیا یہ عمل پاکدامنی، تقویٰ، پرہیزگاری اور خوفِ خدا عزوجل کی ایک اعلیٰ ترین مثال نہیں؟ یقیناً یہ خوف خدا عزوجل کی بہترین مثال ہے، ایسے مردِ مؤمن کی پاکدامنی پر کروڑوں سلام۔

سیدی اعلیٰحضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے ''**فتاوی رضویہ شریف**'' جلد ۳۰ صفحہ ۲۷۰ پر حضور نبیٔ رحمت، شافعِ امّت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ اقدس نقل فرمایا، چنانچہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ عزوجل مجھے ہمیشہ پاک ستھری پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل فرماتا رہا صاف ستھرا آراستہ جب دو شاخیں پیدا ہوئیں، میں ان میں بہتر شاخ میں تھا۔**''

(بحوالہ کنز العمال، ج۱۲، ص۱۹۲، الحدیث: ۳۵۴۸۴)

سبحان اللہ عزوجل صادق ومصدوق صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا کلام بالکل برحق ہے۔ اللہ عزوجل ان مبارک ہستیوں کے صدقے ہمیں بھی شرم وحیا کی عظیم نعمت سے مالا مال فرمائے۔)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر6: فضائلِ صدیق اکبر بزبانِ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت سیدنا اُسید بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو مدینے کی فضا میں رنج وغم کے آثار تھے، ہر شخص شدّتِ غم سے نڈھال تھا، ہر آنکھ سے اشک رواں تھے، صحابہ کرام علیہم الرضوان پر اسی طرح پریشانی کے آثار تھے جیسے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وصال ظاہری کے وقت تھے، سارا مدینہ غم میں ڈوبا ہوا تھا۔ پھر جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دینے کے بعد کفن پہنایا گیا تو حضرت سیدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم تشریف لائے، اور کہنے لگے: آج کے دن نبی آخرالزماں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے خلیفہ ہم سے رخصت ہوگئے۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کھڑے ہوگئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، آپ رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے بہترین رفیق، اچھے محبّ، با اعتماد رفیق اور محبوب خدا عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے راز داں تھے۔ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں سب سے پہلے مؤمن، ایمان میں سب سے زیادہ مخلص، پختہ یقین رکھنے والے اور متقی و پرہیز گار تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دین کے معاملات میں بہت زیادہ سخی اور اللہ کے رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سب سے زیادہ قریبی دوست تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت سب سے اچھی تھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ سب سے بلند تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے لئے بہترین واسطہ تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اندازِ خیر خواہی، دعوت وتبلیغ کا طریقہ، شفقتیں اور عطائیں رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرح تھیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے بہت زیادہ خدمت گزار تھے۔ اللہ عزوجل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور اسلام کی خدمت کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دینِ متین اور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بہت زیادہ خدمت کی، اللہ عزوجل اپنی رحمت کے شایانِ شان آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جزاء عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

جس وقت لوگوں نے رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو جھٹلایا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تصدیق فرمائی، حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ہر فرمان کو حق وسچ جانا اور ہر معاملے میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تصدیق فرمائی، اللہ عزوجل نے قرآنِ کریم میں آپ کو صدیق کا لقب عطا فرمایا فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ O (پارہ۲۴، الزمر:۳۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔

اس آیت میں صَدَّقَ بِہٖ سے مرادصدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا تمام مؤمنین ہیں۔

پھرحضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے مزید فرمایا: ''اے صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! جس وقت لوگوں نے بخل کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سخاوت کی ،لوگوں نے مصائب وآلام میں رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ساتھ چھوڑ دیا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ رہے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی ٔکریم ،رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی صحبتِ بابرکت سے بہت زیادہ فیضیاب ہوئے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان تو یہ ہے کہ ،آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ثانی اثنین کا لقب ملا ،آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یارِ غار ہیں ،اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سکینہ نازل فرمایا ،آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی ٔکریم ،رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ ہجرت فرمائی ،آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے رفیق وامین اور خلیفہ فی الدین تھے ،آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کا حق ادا کیا ،آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتدوں سے جہاد کیا ،حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد لوگوں کے لئے سہارا بنے ، جب لوگوں میں اُداسی اور مایوسی پھیلنے لگی تو اس وقت بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوصلے بلند رہے۔لوگوں نے اپنے اسلام کو چھپایا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایمان کا اظہار کیا ، جب لوگوں میں کمزوری آئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو تقویت بخشی ،ان کی حوصلہ افزائی فرمائی اور انہیں سنبھالا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیشہ نبی ٔکریم ،رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سنتوں کی اتباع کی ،آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے خلیفہ برحق تھے ،منافقین وکفار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوصلوں کو پست نہ کرسکے ،آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار کو ذلیل کیا ، باغیوں پر خوب شدت کی ،آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار ومنافقین کے لئے غیض وغضب کا پہاڑ تھے۔لوگوں نے دینی اُمور میں سستی کی لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بخوشی دین پر عمل کیا۔لوگوں نے حق بات سے خاموشی اختیار کی مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علی الاعلان کلمۂ حق کہا ، جب لوگ اندھیروں میں بھٹکنے لگے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ان کے لئے منارۂ نور ثابت ہوئی۔انہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رُخ کیا اور کامیاب ہوئے ،آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے زیادہ ذہین وفطین ،اعلیٰ کردار کے مالک ، سچے ،خاموش طبیعت ،دوراَندیش ،اچھی رائے کے مالک ، بہادر اور سب سے زیادہ پاکیزہ خصلت تھے۔

خدا عزوجل کی قسم ! جب لوگوں نے دین اسلام سے دوری اختیار کی تو سب سے پہلے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نے اسلام قبول کیا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے سردار تھے ،آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں پر مشفق باپ کی طرح شفقتیں فرمائیں ،جس بوجھ سے وہ لوگ تھک کر نڈھال ہوگئے تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں سہارا دیتے ہوئے وہ بوجھ اپنے کندھوں پر لادلیا۔جب لوگوں نے بے پروائی کا مظاہرہ کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قوم کی باگ ڈور سنبھالی ،جس چیز سے لوگ بے خبر تھے آپ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ اسے جانتے تھے اور جب لوگوں نے بے صبری کا مظاہرہ کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبر سے کام لیا۔ جو چیز لوگ طلب کرتے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عطا فرما دیتے۔ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی کرتے رہے اور کامیابی کی طرف بڑھتے رہے۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشوروں اور حکمت عملی کی وجہ سے انہیں ایسی ایسی کامیابیاں عطا ہوئیں جوان لوگوں کے وہم وگمان میں بھی نہ تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافروں کے لئے دردناک عذاب اور مؤمنوں کے لئے رحمت، شفقت اور محفوظ قلعہ تھے۔ خداعزوجل کی قسم! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی منزلِ مقصود کی طرف پرواز کر گئے۔ اور اپنے مقصود کو پالیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کبھی غلط نہ ہوئی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی بزدلی کا مظاہرہ نہ کیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت نڈر تھے، کبھی بھی نہ گھبراتے گویا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جذبوں اور ہمتوں کا ایسا پہاڑ تھے جسے نہ تو آندھیاں ڈگمگا سکیں نہ ہی سخت گرج والی بجلیاں متزلزل کرسکیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکل ایسے ہی تھے جیسے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدن کے اعتبار سے اگرچہ کمزور تھے لیکن اللہ عزوجل کے دین کے معاملے میں بہت زیادہ قوی ومضبوط تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آپ کو بہت عاجز سمجھتے، لیکن اللہ عزوجل کی بارگاہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رتبہ بہت بلند تھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کی نظروں میں بھی بہت باعزت وباوقار تھے۔''

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے مزید فرمایا: ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی کسی کو عیب نہ لگایا، نہ کسی کی غیبت کی اور نہ ہی کبھی لالچ کیا۔ بلکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں پر بہت زیادہ شفیق ومہربان تھے، کمزور ونا تواں لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک محبوب اور عزت والے ہوتے، اگر کسی مالدار اور طاقتور شخص پر ان کا حق ہوتا تو انہیں ضرور ان کا حق دلواتے۔ طاقت اور شان وشوکت والوں سے جب تک لوگوں کا حق نہ لے لیتے وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک کمزور ہوتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک امیر وغریب سب برابر تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ مقرب ومحبوب وہ تھا جو سب سے زیادہ متقی وپرہیزگار تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدق وسچائی کے پیکر تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ اٹل ہوتا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت مضبوط رائے کے مالک اور حلیم وبردبار تھے۔ خداعزوجل کی قسم! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سب سے سبقت لے گئے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد والے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سب کو پیچھے چھوڑ دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی منزلِ مقصود کو پہنچ گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت عظیم کامیابی حاصل ہوئی، (اے یارِ غار!) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شان سے اپنے اصلی وطن کی طرف کوچ کیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت کے ڈنکے آسمانوں میں بج رہے ہیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جدائی کا غم ساری دنیا کو رُلا رہا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ہم ہر حال میں اپنے رب عزوجل کے ہر فیصلے پر راضی ہیں، ہر معاملے میں اس کی اطاعت کرنے والے ہیں۔ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! رسول اللہ عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جدائی کا غم مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا غم ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات اہل اسلام کے لئے عزت کا باعث بنی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے لئے بہت بڑا سہارا اور جائے پناہ تھے۔ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آخری آرام گاہ اپنے پیارے نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے قرب میں بنائی۔ اللہ عزوجل ہمیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے اچھا اجر عطا فرمائے، اور ہمیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔ اور گمراہی سے بچائے۔'' (آمین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم)

لوگ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کا کلام خاموشی سے سنتے رہے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاموشی اختیار کی تو لوگوں نے زار وقطار رونا شروع کردیا اور سب نے بیک زبان ہو کر کہا، اے حیدرِ کرّار! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالکل سچ فرمایا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالکل سچ فرمایا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 7: امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

حضرت سیدنا عمرو بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جس دن حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کیا گیا اس دن میں وہیں موجود تھا۔ حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمازِ فجر کے لئے صفیں درست کروا رہے تھے۔ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بالکل قریب کھڑا تھا، ہمارے درمیان صرف حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حائل تھے۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفوں کے درمیان سے گزرتے اور فرماتے: اپنی صفیں درست کرلو۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ صفیں بالکل سیدھی ہوچکی ہیں، نمازیوں کے درمیان بالکل خلا نہیں رہا اور سب کے کندھے ملے ہوئے ہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور تکبیر تحریمہ کہی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادتِ کریمہ تھی کہ صبح کی نماز میں اکثر **سورۂ یوسف** اور **سورۂ نحل** میں سے قراءت فرماتے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی رکعت میں کچھ زیادہ تلاوت فرماتے تاکہ بعد میں آنے والے بھی جماعت میں شامل ہوسکیں، ابھی آپ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے نماز شروع ہی کی تھی کہ ایک مجوسی غلام جو پہلی صف میں چھپ کر کھڑا تھا اس نے موقع پاتے ہی ایک دو دھاری تیز خنجر سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کر دیا۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سنائی دی کہ مجھے کسی کتے نے قتل کر دیا یا کاٹ لیا ہے وہ مجوسی غلام حملہ کرنے کے بعد پیچھے پلٹا اور بھاگتے ہوئے تیرہ نمازیوں پر حملہ کیا جن میں سے سات شہید ہو گئے، ایک نمازی نے آگے بڑھ کر اس پر کپڑا ڈالا اور اسے پکڑ لیا، جب اس بد بخت غلام نے دیکھا کہ اب میں پکڑا جا چکا ہوں، تو اپنے ہی خنجر سے خودکشی کر لی، جب حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ ہوا تو صفوں میں دور دور کھڑے اکثر نمازی اس حملہ سے بے خبر تھے جب انہوں نے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قراءَت نہ سنی تو سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنا شروع کر دیا۔ حضرت سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر نماز فجر پڑھائی، اکثر لوگوں کو نماز کے بعد واقعہ کا علم ہوا۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید زخمی ہو چکے تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا: ''اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما! معلوم کرو کہ مجھے کس نے زخمی کیا ہے؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر گئے، کچھ دیر بعد واپس آ کر بتایا: ''مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام (ابولؤلؤہ فیروز) نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کیا ہے۔''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''وہی غلام جو لوہار تھا؟'' حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا: ''جی ہاں۔'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''اللہ عزوجل اسے غارت کرے! میری اس سے کوئی دشمنی نہیں تھی، بلکہ میں نے تو اسے نیکی کی دعوت دی تھی، میں تو اس کے ساتھ بھلائی کا خواہاں تھا۔ اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ میں کسی مسلمان کے ہاتھوں زخمی نہ ہوا۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھر لے جایا گیا۔ حضرت سیدنا عمرو بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ہم لوگ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی طرف چل دیئے۔ لوگوں پر مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔ گویا اس سے پہلے کبھی ایسی پریشانی اور مصیبت سے دو چار نہ ہوئے تھے۔ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دینے لگے: حضور! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پریشان نہ ہوں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم جلد ہی ٹھیک ہو جائیں گے، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھجور کی نبیذ پلائی گئی لیکن وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیٹ سے زخموں کے ذریعے باہر آ گئی۔ پھر دودھ پلایا گیا تو وہ بھی زخموں کے راستے پیٹ سے باہر نکل آیا، لوگ سمجھ گئے کہ اب ہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت سے زیادہ دیر تک فیضیاب نہ ہو سکیں گے۔

پھر لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرنا شروع کر دی، ایک نوجوان آ کر کہنے لگا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ کو مبارک ہو کہ عنقریب اللہ عزوجل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے رِحلت فرمانے والے دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ملا دے گا۔ اے امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ کو خلافت کا منصب عطا کیا گیا تو آپ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے عدل وانصاف سے کام لیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اچھے خلیفہ اور لوگوں کے خیر خواہ ومحسن ہیں۔'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: ''میں تو اس بات کو پسند کرتا تھا کہ مجھے بقدرِ کفایت رزق ملے، نہ کوئی میرا مقروض ہو، نہ ہی میں کسی کا مقروض ہوؤں۔'' پھر وہ نوجوان واپس جانے لگا تو اس کا تہبند ٹخنوں سے نیچے تھا اور زمین پر لگ رہا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے فرمایا: ''اس نوجوان کو میرے پاس بلاؤ۔'' جب وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی ہی شفقت سے فرمایا: ''اے بھتیجے! اپنا کپڑا ٹخنوں سے اونچا کرلے، بیشک اس میں تیرے کپڑوں کی پاکیزگی اور تیرے رب عزوجل کی بارگاہ میں تیرا یہ عمل تقوی اور پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے۔ (سبحان اللہ عزوجل! قربان جایئے ان پاکیزہ ہستیوں کے جذبہ تبلیغ پر کہ آخری لمحات میں بھی نیکی کی دعوت دینا ترک نہ کی اور اس حالت میں بھی خلافِ شرع کام برداشت نہ ہوسکا۔ اللہ عزوجل ان کے صدقے ہمیں بھی جذبہ تبلیغ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا: ''حساب لگا کر بتاؤ، ہم پر کتنا قرض ہے؟'' انہوں نے حساب لگا کر بتایا: ''تقریباً چھیاسی ہزار (86,000) درہم۔''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اگر یہ قرض میرے مال سے ادا ہوجائے تو ادا کردینا اور اگر میرا مال کافی نہ ہو تو **بنی عدی بن کعب** کے مال سے ادا کرنا اگر پھر بھی ناکافی ہو تو قریش سے سوال کرنا، ان کے علاوہ اور کسی سے سوال نہ کرنا، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا: ''تم اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں چلے جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ عمر بن خطاب اس بات کی اجازت چاہتا ہے کہ اسے اس کے ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا جائے اور حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قرب میں جگہ عطا فرمائی جائے۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رو رہی تھیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو سلام عرض کر رہے ہیں اور اس بات کی اجازت چاہتے ہیں کہ انہیں ان کے ساتھیوں کے قرب میں دفن کیا جائے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: ''یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی تھی لیکن اب میں یہ جگہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایثار کرتی ہوں، انہیں جا کر یہ خوشخبری سنادو۔'' چنانچہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجازت لے کر واپس تشریف لائے۔

جب حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا گیا کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آگئے ہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''مجھے بٹھادو۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سہارا دے کر بٹھا دیا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے میرے بیٹے! کیا خبر لائے ہو؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت عطا فرمادی ہے، آپ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش ہو جائیں، جس چیز کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پسند کیا کرتے تھے وہ آپ کو عطا کر دی گئی ہے۔'' یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''مجھے اس چیز سے زیادہ اور کسی چیز کی فکر نہیں تھی، الحمد للہ عزوجل مجھے میری پسندیدہ چیز عطا کر دی گئی ہے۔''

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''جب میری روح پرواز کر جائے تو مجھے اٹھا کر سرکارِ ابدِ قرار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے روضۂ اقدس پر لے جانا، پھر بارگاہِ نبوت میں سلام عرض کرنا اور حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کرنا: ''عمر بن خطاب اپنے دوستوں کے ساتھ آرام کی اجازت چاہتا ہے، اگر وہ اجازت دے دیں تو مجھے وہاں دفن کر دینا اور اگر اجازت نہ ملے تو مجھے عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفنا دینا۔

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح خالقِ حقیقی عزوجل سے جا ملی تو ہم لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد نبوی شریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں لے گئے، اور حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حجرۂ مبارکہ سے باہر کھڑے ہو کر اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سلام عرض کیا، اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حجرۂ مبارکہ میں دفن کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اجازت عطا فرما دی، چنانچہ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے جلووں میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

حکایت نمبر 8:

جنت کی خوشبو

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میرے چچا حضرت سیدنا انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ **غزوۂ بدر** میں نہ جا سکے، جب ان سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے افسوس کرتے ہوئے فرمایا: ''غزوۂ بدر جو کہ مسلمانوں اور کفار کے درمیان پہلی جنگ تھی میں اس میں حاضر نہ ہو سکا۔ اگر اب اللہ ربُّ العزّت نے مجھے کسی غزوہ میں شرکت کا موقع دیا تو تُو دیکھے گا میں کس بہادری سے لڑتا ہوں، پھر جب **غزوۂ اُحد** کا موقع آیا تو کچھ لوگ بھاگنے لگے، میرے چچا حضرت سیدنا انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''اے میرے پروردگار عزوجل! ان بھاگنے والوں میں جو مسلمان ہیں، میں ان کی طرف سے معذرت خواہ

ہوں اور جو مشرک ہیں، میں ان سے بری ہوں۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار لے کر میدان کارزار کی طرف دیوانہ وار بڑھے۔ راستے میں حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی تو فرمایا: ''اے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کہاں جاتے ہو؟ اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں اُحد پہاڑ کے قریب جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں (پھر یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے) واہ جنت کی ہوا کیسی عمدہ، خوشگوار اور پاکیزہ ہے۔ بار بار یہی کلمات دہراتے رہے (اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے)

حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جیسا کارنامہ انہوں نے سرانجام دیا ہم ایسا نہیں کرسکتے، جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش مبارک کو ڈھونڈا گیا تو ہم نے اسے شہیدوں میں پایا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم مبارک پر تیروں، تلواروں اور نیزوں کے اسّی (80) سے زائد زخم تھے، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعضاء جگہ جگہ سے کاٹ دیئے گئے تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچاننا بہت مشکل ہو چکا تھا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمشیرہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُنگلیوں کے نشانات سے پہچانا، حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر یہ آیت پڑھ رہے تھے:

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ ج (پ۲۱، الاحزاب: ۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کردیا جو عہد اللہ سے کیا تھا۔

(صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب قول الله: مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا......الخ، الحدیث ۲۸۰۵، ص ۲۲۶)

(السنن الکبری للبیهقی، کتاب السیر، باب من تبرع بالتعرض للقتل.....الخ، الحدیث ۱۷۹۱۷، ج ۹، ص ۷۵-۷۶)

حکایت نمبر 9:

عظیم ماں کے عظیم بیٹے

ایک مرتبہ پتھر توڑنے والے چند مزدور حضرت سیدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ''حضور! جس قدر مصیبتوں کا ہمیں سامنا ہے۔ کیا ہم سے پہلے لوگ بھی کبھی ایسی مصیبتوں سے دوچار ہوئے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی یہ بات سن کر ارشاد فرمایا: ''اگر تم اپنی مصیبتوں اور اپنے سے سابقہ لوگوں کے مصائب کا موازنہ کرو تو تمہیں ان کے مصائب کے سامنے اپنی مصیبتیں ایسے محسوس ہوں گی جیسے آگ کے مقابلے میں دُھواں (یعنی ان کی مصیبتیں آگ اور تمہاری مصیبتیں دھوئیں کی طرح ہیں) پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی، جس کا نام سارہ تھا، اس کے سات بیٹے

تھے۔ جس ملک میں وہ رہتی تھی وہاں کا بادشاہ بڑا ظالم تھا۔ وہ لوگوں کو زبردستی خنزیر کا گوشت کھلاتا، جو انکار کرتا اسے قتل کروا دیتا، چنانچہ اس عورت کو بھی اس کے بیٹوں سمیت بادشاہ کے سامنے لایا گیا، اس ظالم بادشاہ نے سب سے بڑے لڑکے کو بلوایا اور کہا: ''یہ خنزیر کا گوشت کھاؤ۔'' اس مردِ مجاہد نے جواب دیا: **''میں اللہ عزوجل کی حرام کی گئی چیز کو ہرگز نہیں کھاؤں گا۔''** بادشاہ نے جب یہ سنا تو حکم دیا کہ اسے سخت ترین سزا دی جائے، جلاد آگے بڑھا اور اس کے ہر ہر عضو کو کاٹ ڈالا اور اسے شہید کر دیا۔

پھر ظالم بادشاہ نے اس سے چھوٹے لڑکے کو بلایا اور اس کے سامنے بھی خنزیر کا گوشت رکھتے ہوئے کہا: ''اسے کھاؤ۔'' اس نے بھی جرأتِ ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا: ''میں اللہ عزوجل کی حرام کی گئی اشیاء کبھی بھی نہیں کھاؤں گا، یہ سن کر ظالم بادشاہ آگ بگولا ہو گیا اور اس نے حکم دیا کہ ایک تانبے کی دیگ میں تیل ڈال کر اسے آگ پر رکھ دو، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب تیل خوب گرم ہو گیا تو اس نوجوان مجاہد کو تیل میں ڈال دیا گیا۔ اس طرح اس نے بھی جامِ شہادت نوش کر لیا۔'' پھر بادشاہ نے اس سے چھوٹے کو بلایا اور کہا: ''یہ گوشت کھاؤ۔'' اس نے بادشاہ سے کہا: ''تو ذلیل و کمزور ہے، تو اللہ عزوجل کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں، تو مجھے اللہ عزوجل کے حکم کے خلاف کسی بات پر ہرگز آمادہ نہیں کر سکتا، جو تیرے جی میں آئے تو کر لے، لیکن میں اللہ عزوجل کی حرام کردہ اشیاء کبھی بھی نہیں کھاؤں گا۔'' بادشاہ یہ سن کر ہنسنے لگا اور لوگوں سے کہنے لگا: ''کیا تم جانتے ہو کہ اس نے مجھے گالی کیوں دی؟'' اس نے یہ سوچ کر مجھے گالی دی ہے کہ میں گالی سن کر طیش میں آجاؤں گا اور فوراً اسے قتل کرنے کا حکم دے دوں گا، اس طرح یہ آسانی سے موت کے گھاٹ اتر جائے گا، لیکن میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔ پھر اس ظالم بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے سخت سے سخت سزا دی جائے۔

چنانچہ ظالم بادشاہ کے حکم پر پہلے اس نوجوان کی گردن کی کھال کاٹی گئی پھر اس کے سر اور چہرے کی کھال اُتار لی گئی۔ اور اس طرح اسے بھی شہید کر دیا گیا۔ بادشاہ نے اسی طرح مختلف ظالمانہ انداز میں باقی بھائیوں کو بھی شہید کروا دیا، آخر میں سب سے چھوٹا بھائی بچا، بادشاہ نے اس کی والدہ کو بلایا اور کہا: ''میں تیرا بھی یہی حشر کروں گا، اگر تو اپنی اور اپنے اس بیٹے کی سلامتی چاہتی ہے، تو اسے تنہائی میں لے جا کر سمجھا اگر یہ ایک لقمہ کھانے پر بھی راضی ہو گیا تو میں تم دونوں کو چھوڑ دوں گا۔ پھر تم من پسند زندگی گزارنا۔'' اس عورت نے کہا: ''ٹھیک ہے، میں اسے سمجھانے کی کوشش کرتی ہوں۔'' پھر وہ اپنے بیٹے کو تنہائی میں لے گئی اور کہا: ''اے میرے لختِ جگر! کیا تو جانتا ہے کہ تیرے بھائیوں میں سے ہر ایک پر میرا ایک حق ہے اور تجھ پر میرے دو حق ہیں، وہ اس طرح کہ میں نے تیرے بھائیوں کو دو دو سال دودھ پلایا تھا۔ تیری پیدائش سے چند دن قبل تیرے والد کا انتقال ہو گیا پھر جب تیری ولادت ہوئی تو تُو بہت زیادہ کمزور تھا۔ مجھے تجھ پر بڑا ترس آیا اور میں نے تیری کمزوری اور تجھ سے اپنی شدید محبت کی

وجہ سے تجھے چار سال دودھ پلایا۔ میں تجھے اللہ عزوجل اور اس احسان کا واسطہ دے کر کہتی ہوں جو میں نے تجھ پر کیا کہ تو ہرگز اس چیز کو نہ کھانا جسے اللہ ربُّ العزَّت نے حرام کیا ہے اور بروزِ قیامت اپنے بھائیوں سے اس حال میں نہ ملنا کہ تو ان میں سے نہ ہو، جب سعادت مند بیٹے نے ماں کی یہ باتیں سنیں تو کہا: ''میں تو ڈر رہا تھا کہ شاید آپ مجھے خنزیر کا گوشت کھانے پر ابھاریں گیں لیکن اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ اس نے مجھے تم جیسی عظیم ماں عطا فرمائی۔''

پھر وہ عورت اپنے بیٹے کو لے کر بادشاہ کے پاس آئی اور کہا: ''یہ لو، اب یہ وہی کرے گا جو میں نے اس سے کہا ہے۔'' بادشاہ بڑا خوش ہوا اور اس کی طرف خنزیر کا گوشت بڑھاتے ہوئے کہا: ''یہ لو، اس میں سے کچھ کھالو۔'' یہ سن کر بہادر نوجوان نے جواب دیا: ''خدا عزوجل کی قسم! میں ہرگز اس چیز کو نہیں کھاؤں گا جسے اللہ عزوجل نے حرام کیا ہے۔'' بادشاہ کو یہ سن کر بہت غصہ آیا۔ چنانچہ اس ظالم نے اس مردِ مجاہد کو بھی شہید کروا دیا۔ اسی طرح یہ بھی اپنے بھائیوں سے جاملا۔ پھر بادشاہ نے اس عظیم عورت سے کہا: ''میرا خیال ہے کہ مجھے تیرے ساتھ بھی وہی سلوک کرنا پڑے گا جو تیرے بیٹوں کے ساتھ کیا ہے۔ اے بڑھیا! تیری ہلاکت ہو، تو صرف ایک لقمہ ہی کھالے تو میں تجھے منہ مانگا انعام دوں گا، اور جو تو کہے گی میں وہی کروں گا، تو صرف ایک لقمہ کھالے، پھر عیش وعشرت سے زندگی گزارنا۔'' یہ سن کر اس عظیم ماں نے جواب دیا: ''اے ظالم! تو نے میرے بچوں کو میرے سامنے مار ڈالا، اور اب تو یہ چاہتا ہے کہ میں تیرے کہنے پر اللہ عزوجل کی نافرمانی بھی کروں، اپنے بچوں کی موت کے بعد مجھے زندگی سے کوئی سروکار نہیں۔ خدا عزوجل کی قسم! تو جو کچھ کرسکتا ہے کرلے میں کبھی اللہ عزوجل کی حرام کردہ شئے نہیں کھاؤں گی۔'' یہ سن کر اس سفاک وظالم بادشاہ نے اسے بھی شہید کروا دیا۔ اس طرح اس عظیم ماں کی روح بھی اپنے عظیم فرزندوں سے جاملی۔ (سبحان اللہ عزوجل! ان سب نے ایک ایک کر کے اپنی جانیں تو دے دیں لیکن اللہ عزوجل کے حکم کی خلاف ورزی نہ کی)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 10:

اللہ عزوجل دیکھ رہا ہے

حضرت سیدنا اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر رات کے وقت مدینہ منورہ کا دورہ فرماتے تا کہ اگر کسی کو کوئی حاجت ہو تو اسے پورا کریں، ایک رات میں بھی ان کے ساتھ تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلتے چلتے اچانک ایک گھر کے پاس رک گئے، اندر سے ایک عورت کی آواز آرہی تھی: ''بیٹی دودھ میں تھوڑا سا پانی ملادو۔''

لڑکی یہ سن کر بولی: ''امی جان! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا حکم جاری فرمایا ہے؟'' اس کی ماں بولی: ''بیٹی! ہمارے خلیفہ نے کیا حکم جاری فرمایا ہے؟'' لڑکی نے کہا: ''امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اعلان کروایا ہے کہ کوئی بھی دودھ میں پانی نہ ملائے۔''

ماں نے یہ سن کر کہا: ''بیٹی! اب تو تمہیں حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں دیکھ رہے، انہیں کیا معلوم کہ تم نے دودھ میں پانی ملایا ہے، جاؤ اور دودھ میں پانی ملا دو۔'' لڑکی نے یہ سن کر کہا: ''خدا عزوجل کی قسم! میں ہرگز ایسا نہیں کر سکتی کہ ان کے سامنے تو ان کی فرمانبرداری کروں اور ان کی غیر موجودگی میں ان کی نافرمانی کروں، اس وقت اگرچہ مجھے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں دیکھ رہے، **لیکن میرا رب عزوجل تو مجھے دیکھ رہا ہے،** میں ہرگز دودھ میں پانی نہیں ملاؤں گی۔''

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماں بیٹی کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو سن لی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا: ''اے اسلم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اس گھر کو اچھی طرح پہچان لو۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات اسی طرح گلیوں میں دورہ کرتے رہے، جب صبح ہوئی تو مجھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا: ''اے اسلم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اس گھر کی طرف جاؤ اور معلوم کرو کہ یہاں کون کون رہتا ہے؟ اور یہ بھی معلوم کرو کہ وہ لڑکی شادی شدہ ہے یا کنواری؟''

حضرت سیدنا اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں اس گھر کی طرف گیا اور ان کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ اس گھر میں ایک بیوہ عورت اور اس کی بیٹی رہتی ہے، اور اس کی بیٹی کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی۔'' معلومات حاصل کرنے کے بعد میں حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور انہیں ساری تفصیل بتائی،

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میرے تمام صاحبزادوں کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔'' جب سب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی شادی کرنا چاہتا ہے؟'' حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی: ''ہم تو شادی شدہ ہیں۔''

پھر حضرت سیدنا عاصم بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: ''ابا جان! میں غیر شادی شدہ ہوں، میری شادی کرا دیجئے۔'' چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لڑکی کو اپنے بیٹے سے شادی کے لئے پیغام بھیجا جو اس نے بخوشی قبول کر لیا۔ اس طرح حضرت سیدنا عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی اس لڑکی سے ہو گئی اور پھر ان کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جس سے حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر11:

ایک روٹی کی برکت

حضرت سیدنا ابو بردہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جب حضرت سیدنا ابو موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے تمام بیٹوں کو اپنے پاس بلا کر فرمایا: ''میں تمہیں صاحب الرغیف (یعنی روٹی والے) کا قصہ سناتا ہوں، اسے ہمیشہ یاد رکھنا،

پھر فرمایا: ''ایک عابد شخص اپنی جھونپڑی میں لوگوں سے الگ تھلگ عبادت کیا کرتا تھا۔ وہ ستر سال تک اسی جھونپڑی میں رہا، اس عرصہ میں کبھی بھی اس نے عبادت کو ترک نہ کیا اور نہ ہی کبھی اپنی جھونپڑی سے باہر آیا۔ پھر ایک دن وہ جھونپڑی سے باہر آیا تو اسے شیطان نے ایک عورت کے فتنے میں مبتلا کر دیا، اور وہ سات دن یا سات راتیں اسی عورت کے ساتھ رہا، سات دن کے بعد جب اس کی آنکھوں سے غفلت کا پردہ ہٹا تو وہ اپنی اس حرکت پر بہت نادم ہوا، اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی، اور وہاں سے رخصت ہو گیا۔ وہ اپنے اس فعل پر بہت نادم تھا، اب اس کی یہ حالت تھی کہ ہر ہر قدم پر نماز پڑھتا اور توبہ کرتا۔ پھر ایک رات وہ ایسی جگہ پہنچا جہاں بارہ مسکین رہتے تھے۔ وہ بہت زیادہ تھکا ہوا تھا، تھکاوٹ کی وجہ سے وہ ان مسکینوں کے قریب گر پڑا۔

ایک راہب روزانہ ان بارہ مسکینوں کو ایک ایک روٹی دیتا تھا۔ جب وہ راہب آیا تو اس نے روٹی دینا شروع کی اور اس عابد کو بھی مسکین سمجھ کر ایک روٹی دے دی، اور ان بارہ مسکینوں میں سے ایک کو روٹی نہ ملی تو اس نے راہب سے کہا: ''آج آپ نے مجھے روٹی کیوں نہیں دی؟'' راہب نے جب یہ سنا تو کہا: ''میں تو بارہ کی بارہ روٹیاں تقسیم کر چکا ہوں۔'' پھر اس نے مسکینوں سے مخاطب ہو کر کہا: ''کیا تم میں سے کسی کو دو روٹیاں ملی ہیں؟'' سب نے کہا: ''نہیں ہمیں تو صرف ایک ایک ہی ملی ہے۔''

یہ سن کر راہب نے اس شخص سے کہا: ''شاید تم دوبارہ روٹی لینا چاہتے ہو، جاؤ آج کے بعد تمہیں روٹی نہیں ملے گی۔''

جب اس عابد نے یہ سنا تو اسے اس مسکین پر بڑا ترس آیا چنانچہ اس نے وہ روٹی مسکین کو دے دی اور خود بھوکا رہا اور اسی بھوک کی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا۔

جب اس کی ستر سالہ عبادت اور غفلت میں گزری ہوئی سات راتوں کا وزن کیا گیا، تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں گزاری ہوئیں راتیں اس کی ستر سالہ عبادت پر غالب آ گئیں۔ پھر جب ان سات راتوں کا موازنہ اس روٹی سے کیا گیا جو اس نے مسکین کو دی تھی تو وہ روٹی ان راتوں پر غالب آ گئی اور اس کی مغفرت کر دی گئی۔

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی حکایت اس طرح مروی ہے: ''ایک عابد نے ستر سال تک اللہ عزوجل کی عبادت کی، پھر اس نے ایک فاحشہ عورت سے گناہ کیا۔ تو اللہ عزوجل نے اس کے تمام اعمال ضائع کر دیئے، (پھر جب اسے اپنے گناہ

کا احساس ہوا تو وہ تائب ہوگیا) کچھ دنوں کے بعد اسے ایسی بیماری لاحق ہوئی کہ وہ چلنے پھرنے سے معذور ہوگیا۔ ایک دن اس نے دیکھا کہ ایک شخص روٹیاں تقسیم کررہا ہے گرتے پڑتے یہ بھی وہاں پہنچا اور اس نے بھی ایک روٹی حاصل کرلی۔ ابھی اس نے روٹی کھانا شروع بھی نہ کی تھی کہ اسے ایک مسکین نظر آیا، چنانچہ اس نے وہ روٹی مسکین کو دے دی اور خود بھوکا ہی رہا۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس کا یہ عمل ایسا مقبول ہوا کہ اس کی مغفرت کردی گئی اور اسے ستر سالہ عبادت کا ثواب بھی لوٹا دیا گیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 12: آسمانِ ولایت کے آٹھ ستارے

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''تابعین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے آٹھ بزرگ ایسے عظیم ہیں گویا ان پر زہد وتقوی کی انتہاء ہوگئی۔

حضرت سیدنا عامر بن عبداللہ، حضرت سیدنا اویس قرنی، حضرت سیدنا ہرم بن حیان، حضرت سیدنا ربیع بن خُثَیم، حضرت سیدنا ابو مسلم خولانی، حضرت سیدنا اسود بن یزید، حضرت سیدنا مسروق بن اجدع اور حضرت سیدنا حسن بن ابو حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(۱) حضرت سیدنا عامر بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا عامر بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے متعلق بتایا: ''حضرت سیدنا عامر بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو بہت خشوع وخضوع سے نماز پڑھتے۔ شیطان ان کو بہکانے کے لئے سانپ کی شکل میں آتا اور ان کے جسم سے لپٹ جاتا، پھر قمیص میں داخل ہوکر گریبان سے نکلتا لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہ تو اس سے خوفزدہ ہوتے، نہ ہی اسے دور کرتے بلکہ انتہائی خشوع خضوع سے اپنی نماز میں مگن رہتے۔''

جب ان سے کہا جاتا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سانپ کو اپنے آپ سے دور کیوں نہیں کرتے؟ کیا آپ کو اس سے ڈر نہیں لگتا؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے: ''مجھے اس بات سے حیاء آتی ہے کہ میں اللہ عزوجل کے علاوہ کسی اور سے ڈروں۔''

پھر کسی کہنے والے نے کہا: آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جتنی محنت ومشقت کررہے ہیں اس کے بغیر بھی تو جنت حاصل کی جاسکتی

ہے اوراس کے بغیر بھی جہنم کی آگ سے بچا جاسکتا ہے۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کی قسم! میں تو خوب مجاہدات کروں گا اوردن رات اپنے رب عزوجل کی عبادت کروں گا۔ اگر نجات ہوگئی تو اللہ عزوجل کی رحمت سے ہوگی، اور خدا نخواستہ جہنم میں گیا تو اپنی محنت ومشقت میں کمی کی وجہ سے جاؤں گا۔''

پھر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زاروقطار رونے لگے۔ لوگوں نے پوچھا: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتنا کیوں رورہے ہیں؟ کیا موت کا خوف آپ کو رلا رہا ہے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میں کیوں نہ روؤں، کیا مجھ سے بھی زیادہ کوئی رونے کا حقدار ہے؟ خدا عزوجل کی قسم! میں نہ تو موت کے خوف سے رورہا ہوں، نہ ہی اس بات پر کہ دنیا مجھ سے چھوٹ رہی ہے، بلکہ مجھے تو اس بات کا غم ہے کہ میری عبادت وریاضت، راتوں کا قیام اور سخت گرمیوں کے روزے چھوٹ جائیں گے، پھر کہنے لگے: اے میرے پاک پروردگار عزوجل! دنیا میں غم ہی غم اور مصیبتیں ہی مصیبتیں ہیں اور آخرت میں حساب وعذاب کی سختیاں پھر انسان کو آرام وسکون کیسے نصیب ہو؟''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم }

(۲) حضرت سیدنا ربیع بن خُثَیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا ربیع بن خُثَیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت بلند مرتبہ بزرگ تھے۔ جب ان کو فالج کا مرض لاحق ہوا تو ان سے کہا گیا: ''حضور: اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چاہیں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا علاج کیا جاسکتا ہے۔'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''بیشک علاج حق ہے، لیکن عاد وثمود کیسی بڑی بڑی قومیں تھیں، ان میں بڑے بڑے ماہر طبیب تھے، اوران میں بیماریاں بھی تھیں، اب نہ تو وہ طبیب باقی رہے نہ ہی مریض۔'' اسی طرح جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ پوچھا جاتا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لوگوں کو وعظ ونصیحت کیوں نہیں کرتے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جواباً ارشاد فرماتے: ''ابھی تو مجھے خود اپنی اصلاح کی ضرورت ہے، پھر میں لوگوں کو کیسے نصیحت کروں؟ انہیں کیسے ان کے گناہوں پر ملامت کروں؟'' بے شک لوگ اللہ عزوجل سے دوسروں کے گناہوں کے بارے میں تو ڈرتے ہیں لیکن اپنے گناہوں کے بارے میں اس سے بے خوف ہیں۔''

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا جاتا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صبح کس حال میں کی؟'' تو ارشاد فرماتے: ''ہم نے صبح اس حال میں کی کہ اپنے آپ کو کمزور اور گناہ گار پایا، ہم اپنے حصے کا رزق کھاتے ہیں اوراپنی موت کے انتظار میں ہیں۔''

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں: ''جب حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھتے تو سورۂ حج کی آیت مبارکہ کا یہ حصہ ''وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ'' تلاوت کرتے اور فرماتے: ''اے ربیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! اگر تجھے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم دیکھتے تو تجھ سے بہت خوش ہوتے۔''

حضرت سیدنا ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کرتے: ''اے ربیع! اپنا زادِ راہ باندھ لے اور سفرِ آخرت کی خوب تیاری کر لے، اور سب سے پہلے اپنی اصلاح کر اور اپنے نفس کو خوب نصیحت کر۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

(۳) حضرت سیدنا ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبھی بھی کسی ایسے شخص کے پاس نہ بیٹھتے جو دنیاوی باتوں میں مشغول ہوتا۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں گئے تو دیکھا کہ کچھ لوگ ایک جگہ جمع ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ گمان کیا کہ یہ لوگ ذکر اللہ عزوجل کے لئے یہاں جمع ہیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ وہ لوگ آپس میں باتیں کر رہے تھے، کوئی کہہ رہا تھا: ''میرا غلام فلاں فلاں جگہ گیا۔'' کوئی کہہ رہا تھا: ''میں نے غلام کو سفر کا سامان مہیا کر دیا ہے۔'' الغرض اسی طرح کی دنیاوی باتیں اس محفل میں ہو رہی تھیں۔''

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی یہ باتیں سنیں تو فرمایا: ''سبحان اللہ عزوجل! ''میرا تو تمہارے متعلق کچھ اور ہی گمان تھا مگر تم کچھ اور نکلے۔ میری اور تمہاری مثال تو ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص سردی کے موسم میں شدید موسلا دھار بارش میں بھیگ رہا ہو پھر اچانک اسے ایک بڑی عمارت نظر آئی، جب وہ پناہ لینے کے لئے اس میں داخل ہوا تو اسے معلوم ہوا کہ اس بلند و بالا عمارت پر تو چھت ہی نہیں، اور اس عمارت سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔''

میں بھی تمہارے پاس اس لئے آیا تھا کہ ''شاید تم ذکر اللہ عزوجل میں مشغول ہو، لیکن تم تو دنیا دار لوگ ہو، تمہارے پاس بیٹھنا فضول ہے، یہ کہتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے تشریف لے گئے۔''

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑھاپے کی وجہ سے بہت زیادہ کمزور ہو گئے تو لوگوں نے عرض کی: ''حضور! اپنے مجاہدات میں کچھ کمی کر دیجئے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ اگر تم مقابلے کے لئے میدان میں گھوڑا بھیجو تو کیا تم اس کے سوار کو ہدایت نہیں کرو گے کہ گھوڑا خوب بھگانا، اور کسی کو اپنے سے آگے نہ نکلنے دینا اور جب

تمہیں وہ جیت کا نشان نظر آئے جس تک پہنچنا ہے تو گھوڑے کی رفتار مزید تیز کر دینا۔''

لوگوں نے کہا: ''حضور! ہم ایسی ہی ہدایتیں گھڑسوار کو کرتے ہیں۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! میں بھی اپنی موت کے بالکل قریب پہنچ چکا ہوں، پھر میں اپنے عمل کو کم کیسے کر دوں؟ بلکہ اب تو مجھے اپنے رب عزوجل کی اور بھی زیادہ عبادت کرنی چاہئے۔'' پھر فرمایا: ''ہر کوشش کرنے والے کی کوئی نہ کوئی غایت ہوتی ہے، اور ہر شخص کی غایت موت ہے۔ کچھ تو اپنی موت تک پہنچ چکے اور جو باقی ہیں عنقریب وہ بھی پہنچ جائیں گے، بالآخر مرنا سب نے ہے۔

ملک فانی میں فنا ہر شئے کو ہے

سن لگا کر کان آخر موت ہے

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(۴) حضرت سیدنا اسود بن یزید علیہ رحمۃ اللہ المجید

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا اسود بن یزید علیہ رحمۃ اللہ المجید عبادت و ریاضت میں خوب کوشش فرماتے۔ بہت زیادہ مجاہدات کرتے، بکثرت روزے رکھتے یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رنگ سبزی مائل اور پیلا پڑ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسّی (80) حج کئے۔''

حضرت سیدنا علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سے کہتے: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کب تک اپنے جسم پر مشقت کرتے رہیں گے؟'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے: ''میں اپنے جسم کے آرام وسکون کے لئے ہی تو یہ سب کچھ کر رہا ہوں۔'' پھر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے۔ لوگوں نے پوچھا: ''حضور! یہ رونا کیسا؟'' فرمایا: ''میں کیوں نہ روؤں؟ کیا مجھ سے بھی زیادہ کوئی رونے کا حق دار ہے؟ (پھر عاجزی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا) خدا عزوجل کی قسم! اگر اللہ عزوجل نے مجھے بخش بھی دیا تب بھی مجھے اپنے گناہوں کی وجہ سے اللہ عزوجل سے حیا آتی رہے گی، اگر بندہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی کر لے اور اسے بخش بھی دیا جائے لیکن پھر بھی اسے اپنے گناہ پر شرمندگی ضرور رہے گی۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(۵) حضرت سیدنا مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے، حضرت سیدنا مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجہ محترمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتی ہیں: ''حضرت سیدنا مسروق علیہ رحمۃ اللہ المعبود نماز میں طویل قیام کرتے جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پنڈلیاں سوج جاتیں۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز پڑھتے تو میں ان کے پیچھے بیٹھ جاتی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حالت دیکھ دیکھ کر مجھے بہت ترس آتا اور میں روتی رہتی۔

پھر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''میں کیوں نہ روؤں، اس وقت میں اپنے آپ کو اس حالت میں پاتا ہوں کہ موت میرے سامنے ہے، میرے ایک طرف جنت اور دوسری طرف جہنم ہے، اب معلوم نہیں کہ موت مجھے جہنم کی طرف دھکیلتی ہے یا جنت میں لے جاتی ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

(۶) حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے متعلق فرماتے ہیں: ''ہم نے حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے زیادہ غمگین کسی بھی شخص کو نہیں دیکھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر وقت غمگین و اداس رہتے، اور فرمایا کرتے: ہم ہنستے ہیں اور ہمیں اس بات کی فکر ہی نہیں کہ اگر (بروزِ قیامت) اللہ عزوجل نے ہمارے اعمال کے بارے میں یہ فرمادیا: ''جاؤ تمہارا کوئی بھی عمل میرے نزدیک مقبول نہیں۔'' (تو ہمارا کیا بنے گا)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے: ''اے ابن آدم! تیری ہلاکت ہو، کیا تو اللہ عزوجل سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے؟ ہاں! ہاں! جس نے اللہ عزوجل کی نافرمانی کی گویا اس نے اپنے پروردگار عزوجل سے جنگ کی۔ خدا عزوجل کی قسم! میں ستّر (70) **بدری صحابہ کرام** علیہم الرضوان سے ملا ہوں، ان میں سے اکثر اون کا لباس پہنتے، اگر تم انہیں دیکھتے تو انہیں دیوانہ سمجھتے، اور اگر وہ تمہارے نیک و پرہیزگار لوگوں کو دیکھ لیتے تو ان کے متعلق کہتے: ''ان کے اندر کوئی قابل تعریف بات نہیں۔'' اور اگر وہ تمہارے گناہگاروں اور برے لوگوں کو دیکھ لیتے تو ان کے متعلق فرماتے: ''(ایسا لگتا ہے جیسے) ان لوگوں کا آخرت پر ایمان ہی نہیں۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''خدا عزوجل کی قسم! میں نے ایسے لوگ بھی دیکھے جن کے نزدیک دنیا کی وقعت

قدموں کی خاک جتنی بھی نہیں، اور وہ ایسے عظیم لوگ تھے کہ اگر ان میں سے کسی کو رات کے وقت تھوڑا سا بھی کھانا ملتا تو کہتا: میں اکیلا یہ سارا کھانا نہیں کھاؤں گا بلکہ اس میں سے کچھ ضرور اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر صدقہ کروں گا، حالانکہ خود ان کی ایسی حالت ہوتی کہ ان پر صدقہ کیا جائے۔

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جب حضرت سیدنا عمر بن ہبیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عراق کے گورنر بن کر آئے تو انہوں نے حضرت سیدنا امام حسن بصری اور امام شعبی علیہما رحمۃ اللہ الکافی کو اپنے پاس بلایا اور انہیں ایک گھر دے دیا جس میں آپ دونوں حضرات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما تقریباً ایک ماہ قیام فرما رہے۔ ایک دن صبح صبح ایک خادم ان کے پاس آیا اور کہا: ''حضرت سیدنا عمر بن ہبیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ سے ملاقات کے لئے آرہے ہیں، اتنی ہی دیر میں حضرت سیدنا عمر بن ہبیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی لاٹھی سے سہارا لیتے ہوئے وہاں آپہنچے۔ آتے ہی سلام کیا اور بڑے مؤدبانہ انداز میں آپ دونوں حضرات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے سامنے بیٹھ گئے۔

پھر (گورنرِ عراق) حضرت سیدنا عمر بن ہبیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''یزید بن عبدالملک نے مجھے ایک خط بھیجا ہے جس میں کچھ احکام نافذ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور میں جانتا ہوں کہ ان احکام کے نفاذ میں ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ اب اگر میں اس کی اطاعت کرتا ہوں تو اللہ عزوجل کی نافرمانی ہوتی ہے، اور اگر اللہ عزوجل کی اطاعت کروں تو اس (یعنی یزید بن عبدالملک) کے حکم سے روگردانی ہوگی، اب آپ حضرات ہی کوئی ایسا طریقہ بتائیں کہ میں یزید بن عبدالملک کے حکم سے خلاصی پاجاؤں۔''

یہ سن کر حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے حضرت سیدنا امام شعبی علیہ رحمۃ اللہ الکافی سے فرمایا: ''اے ابو عمر! تم ہی ان کے سوال کا جواب دو۔'' حضرت سیدنا امام شعبی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے کچھ اس طرح گفتگو کی: ''اے ابن ہبیرہ! تمہاری سلامتی اسی میں ہے کہ تم یزید بن عبدالملک کی بات مان لو۔'' یہ سن کر حضرت سیدنا عمر بن ہبیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''امام شعبی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے جو کچھ کہا وہ تو آپ سن چکے۔'' عرض کی: ''حضور! آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟''

امام حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ارشاد فرمایا: ''اے ابن ہبیرہ! عنقریب اللہ عزوجل کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ تیرے پاس آئے گا، جو بہت مضبوط اور انتہائی کرخت لہجے والا ہوگا۔ وہ کبھی بھی اللہ عزوجل کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتا، پھر وہ تجھے تیرے خوبصورت و کشادہ محل سے نکال کر انتہائی تنگ و تاریک قبر میں پہنچا دے گا۔ اے ابن ہبیرہ! اگر تو اللہ عزوجل سے ڈرے گا تو

وہ تجھے یزید بن عبدالملک کے شر سے محفوظ رکھے گا جبکہ یزید بن عبدالملک تجھے اللہ عزوجل کی پکڑ سے ہر گز نہیں بچا سکتا۔

اے ابن ہبیرہ! ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا، اگر تو نے یزید بن عبدالملک کا کوئی ایسا حکم مانا جس میں اللہ عزوجل کے حکم کی نافرمانی ہو تو کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی وجہ سے اللہ عزوجل تجھ پر نگاہِ غضب ڈالے اور مغفرت کے دروازے تجھ پر بند کر دے۔

میری ملاقات اس امت کے سابقہ لوگوں سے بھی ہوئی ہے۔ وہ دنیا سے اتنے ہی دور بھاگتے تھے جتنی تم اس کی خواہش کرتے ہو، حالانکہ دنیا ان کے قدموں میں گرتی تھی اور تم سے کوسوں دور بھاگتی ہے۔ اے ابن ہبیرہ! اللہ عزوجل نے جس مقام سے تجھے ڈرایا ہے، میں بھی تجھے اس مقام سے ڈراتا ہوں۔" اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

ذٰلِکَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَخَافَ وَعِیْدِ۝ ترجمۂ کنزالایمان: یہ اس لئے ہے جو میرے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور میں نے جو عذاب کا حکم سنایا ہے اس سے خوف کرے۔ (پ۱۳، ابراہیم: ۱۴)

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "اگر تو اللہ عزوجل کی اطاعت کرے گا تو اللہ عزوجل تجھے یزید بن عبدالملک کے شر سے بچائے گا اور اگر تو یزید بن عبدالملک کی اطاعت اور اللہ عزوجل کی نافرمانی کرے گا تو اللہ عزوجل تجھے یزید بن عبدالملک کے سپرد کر دے گا۔"

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ نصیحت آموز باتیں سن کر حضرت سیدنا عمر بن ہبیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھیں بھر آئیں اور وہ زار وقطار روتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔

دوسرے دن حضرت سیدنا عمر بن ہبیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان دونوں بزرگوں کے لئے تحائف بھجوائے، حضرت سیدنا امام شعبی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کی نسبت حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے تحائف زیادہ تھے (حضرت سیدنا امام شعبی علیہ رحمۃ اللہ الہادی) مسجد کی طرف روانہ ہوئے اور (تحائف دیکھ کر) کہا: "اے لوگو! تم میں سے جو بھی اس بات پر قادر ہو کہ وہ اللہ عزوجل کے حکم کو دنیاداروں پر ترجیح دے تو اسے ضرور ایسا ہی کرنا چاہئے۔

اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ایسا نہیں ہے کہ جس چیز کو حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی جانتے ہیں، میں اس سے جاہل ہوں، بلکہ بات دراصل یہ ہے میں نے ابن ہبیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خوشنودی چاہی لیکن اللہ عزوجل نے مجھے اس سے دور کر دیا (یعنی میں حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(۷) حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے خاندان والوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مجنون سمجھا ہوا تھا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے اپنے گھروں کے قریب کمرہ بنایا ہوا تھا۔ دو دو سال گزر جاتے لیکن گھر والے آپ کی طرف توجہ نہ دیتے، نہ ہی آپ کی خبر گیری کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی گزر بسر اس طرح کرتے کہ کھجور کی گٹھلیاں چنتے، شام کو انہیں بیچتے اور ان کے بدلے جو رَدِی کھجوریں وغیرہ ملتیں انہیں افطاری کے لئے رکھ لیتے (اور انہیں کھا کر اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے)

جب حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے، تو ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کے اجتماع میں فرمایا: ''اے لوگو! کھڑے ہو جاؤ۔'' حکم پاتے ہی تمام لوگ کھڑے ہو گئے۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''قبیلہ مُراد کے لوگوں کے علاوہ سب بیٹھ جائیں۔'' (چند لوگوں کے علاوہ) سب بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا: ''تم میں سے ''قبیلہ قرن'' کے لوگ کھڑے رہیں باقی سب بیٹھ جائیں۔'' ایک شخص کے علاوہ سب بیٹھ گئے، یہ کھڑا ہونے والا شخص حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کا چچا تھا۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا: ''کیا آپ ''قبیلہ قرن'' کے رہنے والے ہیں؟'' انہوں نے عرض کی: ''جی ہاں! میں ''قرن'' ہی کا رہنے والا ہوں۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''کیا آپ اویس قرنی کو جانتے ہیں؟'' اس نے جواب دیا: ''حضور! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس اویس (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے متعلق سوال کر رہے ہیں وہ تو ہمارے ہاں احمق مشہور ہے، وہ اس لائق کہاں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے متعلق استفسار فرمائیں، وہ تو پاگل و مجنون ہے۔''

یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے، اور فرمایا: ''میں اُس پر نہیں بلکہ تم پر رو رہا ہوں، میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''اللہ عزوجل اُویس قرنی کی شفاعت سے ''قبیلہ ربیعہ'' اور ''قبیلہ مضر'' کے برابر لوگوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔''

(سنن ابن ماجة، ابواب الزهد، باب صفة النار، الحديث ٤٣٢٣، ص ٢٧٤٠)

(مصنف ابن ابی شيبة، كتاب الفضائل، باب ما ذكر فی اويس القرنی، الحديث ١، ج٧، ص٥٣٩)

حضرت سیدنا ہرم بن حیان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں: ''جب مجھ تک یہ حدیث پہنچی تو میں فوراً ''کوفہ'' کی طرف روانہ ہوا۔ میرا وہاں جانے کا صرف یہی مقصد تھا کہ حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی زیارت کرلوں، اور ان کی صحبت سے فیضیاب ہو سکوں۔ ''کوفہ'' پہنچ کر میں انہیں تلاش کرتا رہا۔ بالآخر میں نے انہیں دوپہر کے وقت نہر فرات کے کنارے وضو کرتے پایا۔ جو نشانیاں مجھے ان کے متعلق بتائی گئی تھیں ان کی وجہ سے میں نے انہیں فوراً پہچان لیا۔

ان کا رنگ انتہائی گندمی، جسم دبلا پتلا، سر گرد آلود اور چہرہ انتہائی بارعب تھا۔ میں نے قریب جا کر انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا، اور میری طرف دیکھا۔ میں نے فوراً مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن انہوں نے مصافحہ نہ کیا۔ میں نے کہا: ''اے اویس (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیسے ہیں؟'' ان کو اس حالت میں دیکھ کر اور ان سے شدید محبت کی وجہ سے میری آنکھیں بھر آئیں اور میں رونے لگا۔ مجھے روتا دیکھ کر وہ بھی رونے لگے۔

اور مجھ سے فرمایا: ''اے میرے بھائی ہرم بن حیان (علیہ رحمۃ اللہ المنّان)! اللہ عزوجل آپ کو سلامت رکھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیسے ہیں؟ اور میرے بارے میں آپ کو کس نے بتایا کہ میں یہاں ہوں؟'' میں نے جواب دیا: ''اللہ عزوجل نے مجھے تمہاری طرف راہ دی ہے۔''

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' اور ''سُبْحٰنَ اللّٰهِ'' کی صدائیں بلند کیں، اور فرمایا: ''بے شک ہمارے رب عزوجل کا وعدہ ضرور پورا ہونے والا ہے۔''

پھر میں نے ان سے پوچھا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو میرا اور میرے والد کا نام کیسے معلوم ہوا؟'' حالانکہ آج سے پہلے نہ کبھی میں نے آپ کو دیکھا اور نہ ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے دیکھا۔''

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''مجھے میرے علیم وخبیر پروردگار عزوجل نے خبر دی ہے۔ اے میرے بھائی ھرم بن حیان (علیہ رحمۃ اللہ المنّان)! میری روح تیری روح کو اس وقت سے جانتی ہے جب (عالمِ ارواح) میں تمام روحوں کی آپس میں ملاقات ہوئی تھی۔ بے شک بعض مؤمن اپنے بعض مؤمن بھائیوں کو جانتے ہیں اور وہ اللہ عزوجل کے حکم سے ایک دوسرے سے اُلفت ومحبت رکھتے ہیں، اگرچہ ان کی بظاہر ملاقات نہ ہوئی ہو، اگرچہ وہ ایک دوسرے سے بہت دور رہتے ہوں۔

پھر میں نے ان سے کہا: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، مجھے رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی کوئی حدیث سنایئے۔'' یہ سن کر انہوں نے فرمایا: ''حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر میرے ماں باپ قربان! مجھے نہ تو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی صحبت با برکت نصیب ہوئی اور نہ ہی میں ان کی زیارت سے مشرف ہوسکا، ہاں! اتنا ضرور ہے کہ میں نے ان عظیم ہستیوں کی زیارت کی ہے جن کی نظریں میرے آقا ومولیٰ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے والضحیٰ والے چہرے کی زیارت کر چکی ہیں۔ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اپنے اوپر اس بات کا دروازہ کھولوں کہ لوگ مجھے محدث، مفتی یا راوی کہیں، میں لوگوں سے دور رہنا چاہتا ہوں اور اپنی اس حالت پر خوش ہوں۔''

پھر میں نے ان سے کہا: ''اے میرے بھائی! مجھے اللہ عزوجل کے کلام سے کچھ تلاوت ہی سنا دیجئے، اور مجھے کچھ نصیحت

فرمایئے تا کہ میں اسے یاد رکھوں۔ بے شک میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے صرف اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر محبت کرتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے میرا ہاتھ پکڑا، اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھ کر فرمایا: میرے رب عزوجل کا کلام سب کلاموں سے اچھا ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سورۂ دخان کی یہ آیتیں تلاوت فرمائیں:

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ۝ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۝ اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ مِیْقَاتُهُمْ اَجْمَعِیْنَ۝ یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَیْــٴًـا وَّ لَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ۝ (پ۲۵، الدخان: ۳۸ تا ۴۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، کھیل کے طور پر۔ ہم نے انہیں نہ بنایا مگر حق کے ساتھ لیکن ان میں اکثر جانتے نہیں۔ بے شک فیصلہ کا دن ان سب کی میعاد ہے۔ جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد ہوگی، مگر جس پر اللہ رحم کرے، بے شک وہی عزت والا مہربان ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ چند آیتیں پڑھیں پھر ایک زوردار چیخ ماری۔ میرے گمان کے مطابق شاید آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے ہوش ہو گئے تھے، جب انہیں کچھ افاقہ ہوا تو فرمانے لگے: ''اے ابن حیان! تیرا باپ فوت ہو چکا، عنقریب تو بھی اس دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔ پھر یا تو تیرا ٹھکانا جنت میں ہوگا یا پھر معاذ اللہ عزوجل جہنم میں۔ (اللہ عزوجل ہم سب کو جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھے)

اے ابن حیان علیہ رحمۃ اللہ المنّان! تیرا باپ حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور تیری ماں ''حضرت سیدتنا حوا'' رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس دنیائے فانی سے جا چکے، حضرات انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام حضرت سیدنا نوح، حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ، حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ، حضرت سیدنا داؤد علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بھی اس دنیا سے ظاہری پردہ فرما چکے، خلیفۂ اوّل امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی انتقال ہو گیا، اور میرے بھائی اور دوست خلیفۂ ثانی امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی وصال ہو گیا۔ جب میں نے یہ سنا تو فوراً کہا: ''حضور! یہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا فرما رہے ہیں؟ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ابھی حیات ہیں، ان کا ابھی وصال نہیں ہوا۔'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''مجھے میرے پروردگار عزوجل نے خبر دی ہے، اور میرا دل اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے، عنقریب میں اور آپ بھی اس دنیائے فانی سے رخصت ہو جائیں گے۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں درود و سلام کے گجرے نچھاور کئے اور آہستہ آواز میں دعائیں مانگنا شروع کر دیں۔

پھر فرمایا: ''میری ایک نصیحت ہمیشہ یاد رکھنا۔ کتاب اللہ عزوجل میں تمام احکامات آچکے، تمام انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اس دنیا سے کوچ کر جانا ہمارے لئے ایک بہت بڑی نصیحت ہے۔ ہمیشہ موت کو یاد رکھنا۔ اپنے دل کو دنیا میں نہ الجھانا اور جب تو یہاں سے اپنی قوم کے پاس جائے تو انہیں (عذابِ آخرت) سے خوب ڈرانا، اور تمام لوگوں کا خیر خواہ اور ناصح بن کر رہنا اور کبھی بھی جماعت سے دور نہ ہونا، اگر تو مسلمانوں کی بڑی جماعت سے جدا ہو گیا، تو تُو دین سے جدا ہو جائے گا۔ تجھے معلوم بھی نہ ہوگا اور تو جہنم میں داخل ہو جائے گا۔''

پھر فرمایا: ''اے میرے بھائی! تو اپنے لئے بھی دعا کرنا اور مجھے بھی دعاؤں میں یاد رکھنا۔'' اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کرنے لگے: ''اے پروردگار عزوجل! ہرم بن حیان کا گمان ہے کہ ''یہ مجھ سے تیری خاطر محبت کرتا ہے اور تیری رضا ہی کی خاطر مجھ سے ملاقات کرنے آیا ہے۔ یا اللہ عزوجل! مجھے جنت میں اس کی پہچان کرا دینا، اور جنت میں بھی میری اس سے ملاقات کرا دینا۔ یا اللہ عزوجل! جب تک یہ دنیا میں باقی رہے اس کی حفاظت فرما، اور اسے تھوڑی ہی دنیا پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ عزوجل اسے جو نعمتیں تو نے عطا کی ہیں ان پر شکر کرنے والا بنا دے، ہماری طرف سے اسے خوب بھلائی عطا فرما۔''

پھر مجھ سے فرمایا: ''اے ابن حیان! تجھ پر اللہ عزوجل کی رحمت ہو اور خوب برکت ہو، آج کے بعد میں تجھ سے ملاقات نہ کر سکوں گا، بے شک میں شہرت کو پسند نہیں کرتا۔ جب میں لوگوں کے درمیان ہوتا ہوں تو سخت پریشان اور غمگین رہتا ہوں۔ بس مجھے تو تنہائی بہت پسند ہے۔ آج کے بعد تو میرے متعلق کسی سے نہ پوچھنا۔ اور نہ ہی مجھے تلاش کرنا۔ میں ہمیشہ تجھے یاد رکھوں گا، اگرچہ تم مجھے نہ دیکھو گے اور میں تجھے نہ دیکھ سکوں گا۔ میرے بھائی! تو مجھے یاد رکھنا، میں تجھے یاد رکھوں گا۔ میرے لئے دعا کرتے رہنا۔ اللہ عزوجل نے چاہا تو میں تجھے یاد رکھوں گا اور تیرے لئے دعا کرتا رہوں گا۔ اب تو اس سمت چلا جا اور میں دوسری طرف چلا جاتا ہوں۔

یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک طرف چل دیئے۔ میں نے خواہش ظاہر کی کہ کچھ دُور تک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ چلوں، لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انکار فرما دیا، اور ہم دونوں روتے ہوئے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔

میں بار بار آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مڑ مڑ کر دیکھتا رہا، یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک گلی کی طرف مڑ گئے۔ اس کے بعد میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت تلاش کیا لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے نہ مل سکے، اور نہ ہی کوئی ایسا شخص ملا جو مجھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق خبر دیتا۔ ہاں! اللہ عزوجل نے مجھ پر یہ کرم کیا مجھے ہفتے میں ایک، دو مرتبہ خواب میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت ضرور ہوتی ہے،

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم﴾

حکایت نمبر13: **حضرت اُویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے فضائل**

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رحمتِ عالم، نورِ مجسّم شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بیشک اللہ عزوجل اپنے بندوں میں سے ان کو زیادہ پسند فرماتا ہے جو مخلص، پرہیز گار اور گمنام ہوتے ہیں، جن کے چہرے گرد آلود، بھوک کی وجہ سے پیٹ کمر سے ملے ہوئے، اور بال بکھرے ہوئے ہوں، اگر وہ امراء کے پاس جانا چاہیں تو انہیں اجازت نہ ملے، اگر کسی محفل میں موجود نہ ہوں تو کوئی ان کے متعلق سوال نہ کرے، اور اگر موجود ہوں تو کوئی انہیں اہمیت نہ دے، اگر وہ کسی سے ملاقات کریں تو لوگ ان کی ملاقات سے خوش نہ ہوں، اگر وہ بیمار ہو جائیں تو کوئی ان کی عیادت نہ کرے، اور جب مرجائیں تو لوگ ان کے جنازہ میں شریک نہ ہوں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ایسے لوگوں سے ہماری ملاقات کیسے ہوسکتی ہے؟ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اویس قرنی (علیہ رحمۃ اللہ الغنی) انہی لوگوں میں سے ہیں۔'' صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کون ہے؟'' میٹھے میٹھے آقا، مدینے والے مصطفٰے صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اس کا قد درمیانہ، سینہ چوڑا، رنگ شدید گندمی، داڑھی سینہ تک پھیلی ہوئی اس کی نگاہیں جھکی جھکی، اپنے سیدھے ہاتھ کو الٹے ہاتھ پر رکھ کر قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے، زاروقطار رونے والا ہے، اس کے پاس دو چادریں ہیں؛ ایک بچھانے کے لئے اور ایک اوڑھنے کے لئے، دنیا والوں میں گمنام ہے، لیکن آسمانوں میں اس کا خوب چرچا ہے۔ اگر وہ کسی بات پر اللہ عزوجل کی قسم کھالے تو اللہ عزوجل ضرور اس کی قسم کو پورا کرے گا، اس کے سیدھے کندھے کے نیچے سفید نشان ہے۔ کل بروزِ قیامت نیک لوگوں سے کہا جائے گا: ''تم لوگ جنت میں داخل ہو جاؤ۔'' لیکن اویس قرنی (علیہ رحمۃ اللہ الغنی) سے کہا جائے گا: ''تو ٹھہر جا اور لوگوں کی سفارش کر۔'' چنانچہ وہ قبیلہ ربیعہ اور مضر کے لوگوں کی تعداد کے برابر گناہگاروں کی سفارش کرے گا۔''

(حلیۃ الاولیاء، اویس بن عامر القرنی، الحدیث:۱۵۶۷، ج۲، ص۹۶-۹۷)

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل اویس القرنی، الحدیث:۲۲۴(۲۵۴۲)، ص۱۱۲۳)

پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت سیدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ''جب بھی تم دونوں کی ملاقات اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی سے ہو، تو اس سے اپنے لئے دعائے مغفرت کروانا۔''

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم اور حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی

اللہ تعالیٰ عنہما تقریباً دس سال تک حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو تلاش کرتے رہے، لیکن ان کے بارے میں معلومات نہ ہو سکیں۔ پھر جس سال امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا، اسی سال آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کے موقع پر جبل ''**ابوقیس**'' پر کھڑے ہو کر لوگوں سے مخاطب ہوتے ہوئے باآواز بلند فرمایا:

''اے یمن سے آنے والے حاجیو! کیا تم میں کوئی **اویس** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نامی شخص موجود ہے؟'' یہ سن کر ایک بوڑھا شخص کھڑا ہوا اور عرض کی: ''ہم نہیں جانتے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس **اویس** کے متعلق پوچھ رہے ہیں؟ ہاں! میرا ایک بھائی ہے جس کا نام **اویس** ہے، لیکن وہ تو بہت غریب اور عام سا آدمی ہے، وہ اس قابل کہاں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے متعلق سوال کریں، وہ تو ہمارا چرواہا ہے، اور ہمارے ہاں اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔'' یہ سن کر حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت غمگین ہوئے گویا کہ حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے بارے میں اس شخص کا اس طرح بولنا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت ناگوار گزرا ہو۔''

تھوڑی دیر بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بوڑھے شخص سے پوچھا: ''تیرا وہ بھائی کہاں ہے؟ کیا وہ ہمارے حرم میں موجود ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''جی ہاں! وہ حرم شریف ہی میں موجود ہے، شاید! اب وہ میدان عرفات کی طرف ہوگا۔''

یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم اور حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فوراً میدان عرفات کی طرف چل دیئے۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ عاشقِ صادق ایک درخت کے نیچے نماز پڑھ رہا ہے، اور اونٹ اس کے اردگرد چر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم اور حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی سواریوں سے نیچے اتر آئے اور اس عاشقِ صادق کے پاس آکر سلام کیا۔

حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے نماز کو مختصر کیا، اور نماز سے فارغ ہو کر سلام کا جواب دیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم اور حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پوچھا: ''اے شخص! تو کون ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''میں اپنی قوم کا مزدور اور چرواہا ہوں۔ آپ دونوں حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ''ہم تجھ سے ان چیزوں کے متعلق سوال نہیں کر رہے بلکہ یہ بتائیں، آپ کا نام کیا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''میں عبداللہ (یعنی اللہ عزوجل کا بندہ) ہوں۔'' فرمایا: ''یہ تو ہم بھی جانتے ہیں کہ زمین و آسمان میں موجود تمام لوگ اللہ عزوجل ہی کے بندے ہیں، تم اپنا وہ نام بتاؤ جو تمہاری ماں نے رکھا ہے؟''

یہ سن کر حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے عرض کی: ''آپ لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''ہمارے میٹھے میٹھے آقا، مدینے والے مصطفٰے صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے متعلق چند نشانیاں

بتائی ہیں، ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی باتوں اور رنگت کے متعلق بتائی ہوئی نشانیاں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں دیکھ چکے ہیں، لیکن ہمارے غیب دان آقا، مدینے والے مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ایک نشانی اور بتائی تھی کہ اس کے سیدھے کندھے کے نیچے ایک سفید نشان ہوگا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ذرا اپنا سیدھا کندھا ہمیں دکھادیں، اگر وہ نشان موجود ہوا تو ہم پہچان جائیں گے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کے متعلق ہمارے غیب دان آقا، مدینے والے مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے غیب کی خبر دی ہے۔

یہ سن کر حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے اپنے کندھے سے چادر ہٹائی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مبارک کندھے کے نیچے سفید نشان موجود تھا۔ نشان دیکھتے ہی دونوں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو بوسہ دیا اور فرمایا: ''ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم ہی وہ اویس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہو جس کے متعلق ہمیں نبی غیب داں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے خبر دی تھی۔ اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے لئے مغفرت کی دعا کریں۔''

یہ سن کر حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے عرض کی: ''میں نہ تو صرف اپنے لئے استغفار کرتا ہوں اور نہ ہی کسی فردِ معین کے لئے، بلکہ میں تو ہر مؤمن مرد وعورت کے لئے استغفار کرتا ہوں۔ آپ لوگوں پر اللہ عزوجل نے میرا حال تو منکشف فرما ہی دیا ہے، اب آپ اپنے متعلق بتائیں کہ ''آپ کون ہیں؟''

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے یہ سن کر جواب دیا: ''یہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور میں علی بن ابو طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوں۔'' یہ سنتے ہی حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی باادب کھڑے ہوگئے اور عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اللہ عزوجل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلامت رکھے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔''

یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل آپ پر بھی رحم فرمائے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی مقام پر میرا انتظار فرمائیں۔ تاکہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے مکہ مکرمہ سے کچھ چیزیں خرید لاؤں اور کچھ کپڑے وغیرہ لے آؤں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے یہیں ملنا۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی: ''حضور! آپ تکلف نہ فرمائیں، شاید! آج کے بعد میں آپ کی زیارت نہ کرسکوں گا اور ویسے بھی میں کپڑوں اور پیسوں کا کیا کروں گا؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھ ہی رہے ہیں کہ میرے پاس اون کی دو چادریں موجود ہیں، میں انہیں پھاڑ تو نہیں دوں گا۔ اور یہ دیکھیں میرے پاس چمڑے کے جوتے ہیں میں اتنی جلدی انہیں بیکار تھوڑا ہی کروں گا، باقی رہا پیسوں کا مسئلہ تو میری قوم نے مجھے اونٹوں کی رکھوالی اور چرائی کے بدلے چار درھم دیتے ہیں جو میرے لئے کافی ہیں۔

اے امیرالمؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میرے اور آپ کے سامنے ایک تنگ اور دشوار گزار گھاٹی ہے، جسے صرف کمزور اور ضعیف لوگ ہی عبور کرسکیں گے پس ہوسکے تو اپنے آپ کو ہلکا کرلیں، اللہ عزوجل آپ پر رحم وکرم فرمائے۔''

یہ سن کر حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا درہ زمین پر مارا اور فرمایا: ''اے عمر! کاش! تجھے تیری ماں نے جنا ہی نہ ہوتا، کاش! وہ بانجھ ہوتی۔''

پھر فرمایا: ''کیا کوئی ایسا ہے جو مجھ سے خلافت کو اس کی ذمہ داریوں اور اس کے ثواب کے ساتھ قبول کرلے۔''

حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے عرض کی: ''اے امیرالمؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! جو کوئی اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے وہ اس (خلافت) سے دور بھاگتا ہے (ہماری جدائی کا وقت آگیا ہے) اب آپ ایک طرف تشریف لے جائیں اور میں دوسری طرف چلا جاتا ہوں۔ چنانچہ امیرالمؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکۃ المکرّمہ کی طرف تشریف لے گئے۔ اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اونٹوں کو لے کر دوسری طرف چل دیئے، اور اونٹوں کو قوم کے حوالے کردیا۔

پھر سب کام چھوڑ کر صرف اللہ عزوجل کی عبادت میں مشغول ہوگئے اور بالآخر اپنے خالقِ حقیقی عزوجل سے جاملے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 14:

باہمت ومخلص مبلغ

حضرت سیدنا خالد بن صفوان بن الاھتم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ (یمن کے گورنر) **یوسف بن عمر** نے مجھے عراق کے ایک وفد کے ساتھ خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے پاس بھیجا، جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ خلیفہ ہشام بن عبدالملک اپنے لشکر، اہل وعیال، خادموں اور غلاموں کے ساتھ سیر وسیاحت کے لئے روانہ ہورہا ہے۔ چنانچہ میں بھی اس سفر میں لشکر کے ساتھ شامل ہوگیا۔ خلیفہ نے ایک ایسی وادی میں لشکر کے پڑاؤ کا حکم دیا جو نہایت وسیع وعریض، خوبصورت اور صاف ستھری تھی۔ موسم بہار میں وہاں کئی بارشیں ہوچکی تھیں جس کی وجہ سے وادی پھولوں اور مختلف قسم کے نباتات سے آراستہ وپیراستہ تھی۔ وہ وادی ایسی خوبصورت اور دل کو لبھانے والی تھی کہ اسے دیکھتے ہی وہاں قیام کرنے کو جی چاہتا تھا اور ویسے بھی وہ ہر اعتبار سے قیام کے لئے موزوں تھی۔ وہاں کی مٹی ایسی تھی جیسے کافور کی ڈلیاں، اور وہاں کے ڈھیلے ایسے صاف وشفاف تھے کہ اگر انہیں اٹھا کر پھینکا جائے تو ہاتھ بالکل گرد آلود نہ ہوں۔ وہاں خلیفہ کے لئے وہ ریشمی خیمے نصب کئے گئے جنہیں یوسف بن عمر نے یمن سے بھجوایا تھا، پھر ان خیموں میں سرخ ریشم کے چار بستر لگائے گئے اور ایسے ہی سرخ ریشمی تکیے ان پر رکھے گئے۔

تمام انتظامات کے بعد جب محفل سج گئی اور تمام لوگ اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے ، تو میں نے سر اٹھا کر خلیفہ کی طرف دیکھا۔اس کی نظر بھی مجھ پر پڑ گئی ،اس کے دیکھنے کا انداز ایسا تھا گویا وہ کہہ رہا ہو: ''بولو! کیا بولنا چاہتے ہو؟'' میں نے کہا: ''اے امیر المؤمنین! اللہ عزوجل آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔اور آپ کو نعمتوں پر شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور امورِ خلافت میں اللہ عزوجل آپ کو سیدھی راہ پر رکھے۔اور آپ کا انجام ایسا فرمائے جو قابل تعریف ہو، اللہ عزوجل نے آپ کو یہ نعمتیں اس لئے دی ہیں تاکہ آپ ان کے ذریعے تقوی اختیار کریں۔اللہ عزوجل نے آپ کو بکثرت پاکیزہ نعمتیں عطا کی ہیں، ان میں کوئی کدورت (یعنی مَیل) نہیں۔اور ایسی نعمتیں عطا کی ہیں جن میں خوشیاں ہیں، غم نہیں۔

آپ مسلمانوں کے لئے ایک قابلِ اعتماد خلیفہ ہیں اور آپ ان کے لئے خوشی اور سرور کا باعث ہیں۔جب انہیں کوئی مصیبت درپیش ہوتی ہے تو وہ آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور ہر مشکل کے وقت آپ ان کے لئے جائے پناہ ہیں، اے امیر المؤمنین! اللہ عزوجل مجھے آپ پر فدا کرے، جب مجھے آپ کی ہم نشینی اور زیارت کا موقع مل ہی گیا ہے تو اب میرا حق بنتا ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ پر جو نعمتیں نچھاور فرمائی ہیں اور جو جو کمالات عطا کئے ہیں، میں آپ کو ان کی یاد دہانی کراؤں اور آپ کو ان نعمتوں پر شکر کرنے کی ترغیب دلاؤں۔اس کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ میں آپ کو سابقہ بادشاہوں کے قصے سناؤں، کیا آپ کی طرف سے مجھے اس بات کی اجازت ہے؟ یہ سن کر خلیفہ ہشام بن عبدالملک سیدھا ہو گیا، سب تکیے ایک طرف رکھ دیئے اور کہا: ''اب مجھے سابقہ بادشاہوں کے حالات بتاؤ۔''

میں نے کہا: ''اے امیر المؤمنین! سابقہ بادشاہوں میں ایک بادشاہ تھا۔ وہ بھی سیر و سیاحت کے لئے ایسے ہی موسم میں نکلا جیسا اب موسم ہے، اس سال بھی خوب بارشیں ہوئی تھیں۔زمین پھولوں اور نباتات سے مزین ہو گئی تھی۔جب اس بادشاہ نے ان تمام نعمتوں، اپنے مال و متاع، خُدّام اور لشکر کی طرف نظر کی تو بڑے فخر سے کہنے لگا: ''جیسی نعمتیں میرے پاس ہیں کیا کسی اور کو بھی ایسی عظیم الشان نعمتیں ملی ہیں؟'' اس وقت اس کے لشکر میں ایک حق گو مردِ مجاہد بھی موجود تھا۔اس نے بڑے دلیرانہ انداز میں کہا: ''اے بادشاہ! تو نے ایک بہت بڑے امر کے متعلق سوال کیا ہے۔اگر اجازت ہو تو میں اس کا جواب دوں؟''

بادشاہ نے کہا: ''ہاں! تم جواب دو۔'' چنانچہ اس مردِ مجاہد نے فرمایا: ''اے بادشاہ! یہ جو نعمتیں تمہارے پاس موجود ہیں کیا یہ تمام کی تمام ہمیشہ تمہارے پاس رہیں گی؟ کیا ان میں کمی واقع نہ ہو گی؟ کیا یہ تجھے بطورِ میراث نہیں پہنچیں؟ کیا تجھ سے زائل ہو کر یہ تیرے بعد والوں کو نہ مل جائیں گی؟''

جب بادشاہ نے اس باہمت و مخلص مبلغ کی حقیقت پر مبنی گفتگو سنی تو کہنے لگا: ''اے نوجوان! تو نے جو باتیں کیں وہ بالکل

برحق ہیں، کیونکہ ان نعمتوں میں کمی بھی ہوجائے گی۔اور جس طرح یہ مجھے میراث میں ملی ہیں اسی طرح میرے مرنے کے بعد میرے ورثاء کو مل جائیں گی۔

یہ سن کر اس باہمت مبلغ نے کہا:''اے بادشاہ! جب یہ سب باتیں حق ہیں تو پھران معمولی نعمتوں پر فخر کرنا ایک تعجب خیز بات نہیں؟ اے بادشاہ! یہ نعمتیں تیرے پاس بہت کم عرصہ رہیں گی، اور جب تو اس دنیا سے جائے گا تو خالی ہاتھ جائے گا۔ اور کل بروزِ قیامت تجھ سے ان تمام نعمتوں کا حساب لیا جائے گا (اور یہ انتہائی سخت امر ہے) پھر بھی اس دنیائے فانی میں تیرا دل کیونکر لگا ہوا ہے؟''

دین کا درد رکھنے والے مبلغ کی یہ باتیں بادشاہ کے دل میں تاثیر کا تیر بن کر پیوست ہوگئیں۔اس کی آنکھوں سے غفلت کا پردہ ہٹ گیا، اور اس نے بے چین ہوکر کہا:''اے نوجوان! پھر تم ہی مجھے بتاؤ کہ میں ان مصائب سے نجات پاکر کس طرح اپنے مقصدِ اصلی تک پہنچ سکتا ہوں؟'' اس پر اس خیر خواہ مبلغ نے کہا:''اے بادشاہ! تیرے لئے نجات کے دو راستے ہیں: ایک تو یہ ہے کہ تو اپنی بادشاہت قائم رکھ۔اور ہر حال میں اللہ عزوجل کی اطاعت کر، تمام فیصلے شریعت کے مطابق کر، عدل وانصاف سے کام لے۔ خوشی وغمی، تنگی اور فراخی ہر حال میں اپنے رب عزوجل کا شکر ادا کر۔ دوسری صورت یہ ہے کہ تو تاج وتخت چھوڑ کر درویشی لباس اختیار کرلے، اور کسی پہاڑ کے دامن میں گوشہ نشین ہوکر اپنے پاک پروردگار عزوجل کی عبادت میں مشغول ہوجا۔ تیری نجات کے یہی دو راستے ہیں تو جس کو چاہے اختیار کرلے۔'' بادشاہ نے کہا:''اے نوجوان! کل میرے پاس آنا، آج رات میں غور کروں گا، کہ کونسا راستہ اختیار کروں۔ اگر میں نے بادشاہت والا راستہ اختیار کیا تو میں تجھے اپنا وزیر بناؤں گا۔ اور ہر معاملے میں تیری اطاعت کروں گا، کبھی بھی تیری نافرمانی نہ کروں گا۔

اور اگر بادشاہت چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کروں گا تو تُو میرے ساتھ میرا رفیق بن کر رہنا۔ میں تیری ہر بات مانوں گا۔'' اتنا کہنے کے بعد بادشاہ اپنے خیمے کی طرف چلا گیا۔

صبح کے وقت جب وہ مخلص مبلغ بادشاہ کے پاس گیا تو اس نے دیکھا کہ بادشاہ نے شاہی تاج اور شاہی لباس اتار کر فقیروں والا لباس پہنا ہوا ہے۔ اس بادشاہ نے پختہ ارادہ کرلیا تھا کہ خلوت میں رہ کر اپنے رب عزوجل کی عبادت کرے گا۔ چنانچہ وہ تاج وتخت اور دنیا کی رنگینیوں کو چھوڑ کر اس مخلص مبلغ کے ساتھ جنگل کی طرف چلا گیا۔ اور وہ دونوں آخری وقت تک وہیں ایک پہاڑ پر اپنے خالقِ حقیقی عزوجل کی عبادت میں مشغول رہے۔''

بنو تمیم کے مشہور شاعر ''**عدی بن زید العیادی المرادی**'' نے ان کی شان میں چند اشعار کہے، جن کا مفہوم کچھ اس

طرح ہے:

ترجمہ: (۱)......اے زمانے کو گالی دینے والے! کیا تو ہر چیز میں کامل، اور ہر عیب سے بری ہے۔

(۲)......یا تو نے زمانے سے پختہ عہد لے رکھا ہے؟ یا تو جاہل اور مغرور ہے؟

(۳)......کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جسے موت نے چھوڑ دیا ہو؟ یا کوئی ایسا شخص ہے جو (تجھے) موت سے بچالے؟

(۴)......کہاں ہے کسریٰ، فارس کے بادشاہ اوران سے پہلے کے بادشاہ؟ ابوساسان اور سابور کہاں گئے؟

(۵)......بہت شان وشوکت والے بادشاہ اور رومی بادشاہ کہاں ہیں؟ ان میں سے کوئی ایک بھی تو باقی نہ رہا۔

(۶)......وہ بادشاہ کہاں ہے جس نے ایک محل بنایا جس کے ایک جانب سے دریائے **دجلہ** اور دوسری جانب سے دریائے **''حلبوز''** بہتا تھا۔

(۷)......اوراس نے محل کو سنگ مرمر سے آراستہ کیا اور اسے مختلف رنگوں سے مزین کیا اوراس میں ایسے باغات لگائے جن میں پرندوں کے گھونسلے تھے۔ (یعنی باغ میں ہر وقت پرندے چہچہاتے رہتے تھے)

(۸)......موت نے اسے بھی نہ چھوڑا اوراس کی بادشاہت جاتی رہی اور وہ عظیم الشان محل بھی ویران ہوگیا۔

(۹)......خورنق کے بادشاہ نے جب ایک دن غور وفکر کیا (تو اسے ہدایت کی راہ ملی) لہٰذا ہدایت پانے کے لئے غور وفکر ضروری ہے۔

(۱۰)...... جب اس نے اپنی حالت پر غور کیا اوران کثیر نعمتوں میں غور وفکر کیا جو اسے عطا کی گئیں اور جب اس نے وسیع وعریض سمندر کو عبرت کی نگاہ سے دیکھا۔

(۱۱)......تو اس کا دل ڈر گیا۔ اور کہا کہ ایسی زندگی پر کیا اِترانا اور کیا غرور کرنا جو موت کی طرف لے جارہی ہے۔

(۱۲)...... بالآخر اسے حکومت، کامیابی اور سرداری کے بعد قبر میں دفن کر دیا گیا۔

حضرت سیدنا خالد بن صفوان بن الاھتم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کی زبانی خورنق کے بادشاہ کا واقعہ سن کر خلیفہ ہشام بن عبدالملک رونے لگا۔ اور اتنا رویا کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ اوراس کا عمامہ بھی آنسوؤں سے بھیگ گیا۔ پھر خلیفہ نے حکم دیا: ''تمام خیمے اکھاڑ دیئے جائیں اور تمام بستر اٹھالئے جائیں اور تمام لشکر فوراً محل کی طرف روانہ ہوجائے۔''

چنانچہ خلیفہ اپنے سارے لشکر کو لے کر روتا ہوا محل کی طرف روانہ ہوگیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے (تمام امورِ مملکت اپنے بھائیوں کے سپرد کئے اور خود) محل کا ایک کونہ سنبھال لیا۔ اور تمام دنیاوی آسائشوں کو چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی عزوجل کی عبادت میں مشغول ہوگیا۔ جب اس کے اہل خانہ اور خُدّام وغیرہ نے خلیفہ کی یہ حالت دیکھی تو وہ سب کے سب حضرت سیدنا خالد بن صفوان بن الاھتم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کے پاس آئے، اور کہنے لگے: آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امیر المؤمنین کی کیا حالت کردی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی تمام لذّات ختم کردی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی باتیں سن کر اس نے سیر وسیاحت کو بھی ترک کر دیا ہے۔

تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''تم سب مجھ سے دور ہوجاؤ، بے شک میں نے اپنے پروردگار عزوجل سے وعدہ کیا ہے

کہ ''جب بھی میں کسی بادشاہ سے ملوں گا تو اسے نیکی کی دعوت دوں گا اور بری باتوں سے منع کروں گا۔ اور اسے اللہ عزوجل کی یاد ضرور دلاؤں گا۔ (چنانچہ خلیفہ کو نصیحت کر کے میں نے اللہ عزوجل سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کیا ہے، کوئی بُرا کام نہیں کیا)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 15: جس دن قدم پھسل رہے ہوں گے

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض علیہ رحمۃ اللہ الوھاب کی خلیفۃ المسلمین ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کو نصیحت

فضل بن ربیع کا بیان ہے: ''جب خلیفۃ المسلمین ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید حج ادا کرنے کے لئے مکۃ المکرّمہ آئے، تو ان دنوں مَیں اپنے گھر ہی میں موجود تھا۔ اچانک مجھے اطلاع ملی کہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید میرے پاس تشریف لا رہے ہیں۔ اطلاع ملتے ہی میں فوراً حاضر خدمت ہوا اور عرض کی: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیوں زحمت فرمائی، مجھے پیغام بھجوا دیا ہوتا میں خود ہی حاضر ہو جاتا۔''

خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے فرمایا: ''اے ابن ربیع! میرے دل میں ایک بات کھٹک رہی ہے، تم جلدی سے مجھے کسی ایسے بزرگ کے پاس لے چلو جو میری مشکل کو آسان کر دے، کیا تمہاری نظر میں کوئی ایسا شخص ہے؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں! حضرت سیدنا سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکہ مکرمہ میں موجود ہیں۔'' خلیفہ نے کہا: ''مجھے فوراً ان کے پاس لے چلو۔''

چنانچہ ہم ان کے گھر پہنچے اور میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے آواز آئی: ''کون ہے؟'' میں نے کہا: ''خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید تشریف لائے ہیں۔ جلدی سے حاضر خدمت ہو جاؤ۔ ہارون الرشید کا نام سنتے ہی حضرت سیدنا سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوراً باہر آئے اور کہا: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تکلیف کیوں کی؟'' مجھے حکم نامہ بھیجا ہوتا میں خود ہی حاضر ہو جاتا۔'' خلیفہ نے کہا: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے۔ ہم جس مقصد کے لئے آئے ہیں اس کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیے۔'' پھر خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے ان کے سامنے اپنا مسئلہ پیش کیا اور دیر تک ان سے باتیں کرتے رہے۔

پھر ان سے پوچھا: ''کیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کسی کا قرض ہے؟'' کہا: ''جی ہاں! میں مقروض ہوں۔'' خلیفہ نے فرمایا: ''اے عباس! ان کا قرض ادا کر دینا۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے لے کر وہاں سے آگے چل دیئے اور فرمایا: ''میں ان سے مطمئن نہیں ہوا، مجھے کسی اور بزرگ کے پاس لے چلو۔''

میں نے عرض کی: ''حضرت سیدنا عبدالرزاق ابن ہمام علیہ رحمۃ اللہ المنّان کے پاس چلتے ہیں۔'' فرمایا: ''جلدی کرو، چنانچہ ہم ان کے گھر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا، اندر سے آواز آئی: ''کون ہے؟'' میں نے کہا: ''جلدی باہر تشریف لائیے، خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملنے آئے ہیں۔'' یہ سنتے ہی حضرت سیدنا عبدالرزاق ابن ہمام علیہ رحمۃ اللہ المنّان باہر تشریف لائے، اور کہنے لگے: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیوں زحمت فرمائی، مجھے پیغام بھیجا ہوتا میں خود حاضر ہو جاتا۔'' خلیفہ نے کہا: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک مقصد لے کر حاضر ہوئے ہیں، ہماری پریشانی دور فرما دیجئے۔''

پھر خلیفہ نے ان کے سامنے اپنا مسئلہ پیش کیا، اور کچھ دیر ان سے باتیں کرتے رہے۔ پھر فرمایا: ''کیا تم پر کسی کا قرض ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''جی ہاں۔'' خلیفہ نے کہا: ''اے عباس ان کا قرض ادا کر دینا۔'' یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آگے بڑھے، اور مجھ سے فرمانے لگے: ''ان کے پاس آنے سے بھی میرا مسئلہ حل نہیں ہوا، اے ابن ربیع! مجھے کسی بہت کامل بزرگ کی بارگاہ میں لے چلو۔''

میں نے عرض کی: ''حضور! اب ہم حضرت سیدنا فضیل بن عیاض علیہ رحمۃ اللہ الوھاب کی بارگاہ میں چلتے ہیں۔'' (وہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسئلہ ضرور حل ہو جائے گا) خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے فرمایا: ''ٹھیک ہے، انہیں کی بارگاہ میں چلتے ہیں''۔

چنانچہ ہم ان کے گھر پہنچے دیکھا تو وہ نماز میں مشغول تھے اور بار بار قرآن پاک کی کسی آیت کو پڑھ رہے تھے۔ میں نے دروازہ پر دستک دی، اندر سے پوچھا گیا: ''کون ہے؟'' میں نے کہا: ''حضور! باہر تشریف لائیں، خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملنا چاہتے ہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: ''مجھے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کیا غرض؟ اور انہیں مجھ سے کیا کام ہے؟'' میں نے کہا: ''سبحان اللہ عزوجل! کیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر امیر کی اطاعت واجب نہیں؟ کیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور نبیٔ رحمت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی یہ حدیث پاک نہیں سنی کہ ''**مؤمن کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے آپ کو ذلت میں ڈالے۔**'' (جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب لا یتعرض من البلاء لما لا یطیق، الحدیث:٢٢٥٤، ص١٨٧٩)

فرمانِ مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سنتے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نیچے تشریف لے آئے اور چراغ بجھا دیا پھر کمرے کے ایک کونے میں جا کر چھپ گئے۔ ہم کمرے میں داخل ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ڈھونڈنے لگے۔ اچانک خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کی ہتھیلی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسم سے لگی۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے: ''اے امیر المؤمنین! رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کی ہتھیلی کتنی نرم و نازک ہے، اے کاش! یہ جہنم کی آگ سے بچ جائے۔'' یہ سن کر میں نے دل میں کہا: ''آج آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

خوب وعظ ونصیحت فرمائیں گے اورامیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے (خوف خداعزوجل کے متعلق) خوب کُھل کر بات کریں گے۔''

پھر خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی: ''حضور! ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں ایک مسئلہ لے کر حاضر ہوئے ہیں، خدارا! ہمارا مسئلہ حل فرما دیجئے تاکہ میرے بیقرار دل کو قرار آجائے۔''

تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''جب حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ العزیز خلیفہ بنے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا سالم بن عبداللہ، حضرت سیدنا محمد بن کعب قرظی اور حضرت سیدنا رجاء بن حیوۃ رحمھم اللہ تعالیٰ کو اپنے پاس بلایا اور ان سے کہنے لگے: ''میں تو اس خلافت کی وجہ سے سخت مصیبت میں گرفتار ہوگیا ہوں، مجھے امورِ خلافت کے بارے میں کچھ مشورہ دیجئے۔''

پھر حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین! دیکھئے! حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ العزیز نے خلافت کو مصیبت سمجھا لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے ساتھی اسے نعمت سمجھتے ہیں۔''

اے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! جب حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ العزیز نے ان حضرات سے مشورہ لیا تو حضرت سیدنا سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ العزیز! اگر تو اللہ عزوجل کے عذاب سے بچنا چاہتا ہے تو مسلمانوں میں سے جو بزرگ ہیں، ان کی عزت اپنے باپ کی طرح کر، اور جو درمیانی عمر کے ہیں انہیں اپنے بھائیوں کی طرح جان، اور جو تجھ سے عمر میں چھوٹے ہیں انہیں اپنی اولاد کی طرح سمجھ۔''

حضرت سیدنا رجاء بن حیوۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ العزیز! اگر تو عذابِ الٰہی عزوجل سے بچنا چاہتا ہے تو مسلمانوں سے محبت کر، اور ان کے لئے بھی وہی پسند کر جو اپنے لئے پسند کرتا ہے تو دُنیا و آخرت میں مامون رہے گا۔''

اس کے بعد حضرت سیدنا فضیل بن عیاض علیہ رحمۃ اللہ الوھاب نے فرمایا: ''اے خلیفہ! میں بھی تجھے سمجھا رہا ہوں اور میں تیرے بارے میں اس دن کی سختی سے شدید خوف زدہ ہوں **''جس دن قدم پھسل رہے ہوں گے۔''** ذرا سوچ! کیا وہاں تجھے کوئی مشورہ دینے والا ہوگا؟ کیا وہاں تیرے وزیر، مشیر تیرا ساتھ دیں گے؟

نہ بیلی ہوسکے بھائی، نہ بیٹا باپ تے مائی
تو کیوں پھرتا ہے سودائی، عمل نے کام آنا ہے

یہ سن کر خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ العزیز اتنا روئے کہ ان پر غشی طاری ہوگئی۔ میں نے کہا: ''حضور! خلیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کچھ نرمی فرمائیے۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے ربیع! میں ان پر نرمی ہی تو کر رہا ہوں جبھی تو ایسی باتیں کی ہیں۔ اے ابن ربیع! حقیقت تو یہ ہے کہ تو اور تیرے دوستوں نے تو خلیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو برباد کر دیا ہے۔

جب خلیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، مجھے کچھ اور نصیحت فرمایئے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! مجھے خبر پہنچی ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ العزیز کے ایک گورنر نے شکایت کی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے خط بھیجا جس میں لکھا تھا:

''میں تجھے جہنمیوں کی اس شدید بے چینی و بے آرامی سے ڈراتا ہوں جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوگی۔ خبر دار! ایسے کاموں سے کوسوں دور بھاگنا جو تجھے اللہ عزوجل کی یاد سے دور کر دیں۔ یاد رکھ! آخری لمحات میں امیدیں ختم ہو جائیں گی۔''

جب اس گورنر نے یہ خط پڑھا تو فوراً حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ العزیز کی طرف چل دیا۔ جب وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس پہنچا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے پوچھا: ''تجھے کس چیز نے یہاں آنے پر مجبور کیا؟'' اس نے عرض کی: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خط نے میرا دل پارہ پارہ کر دیا ہے، اب میں کبھی بھی گورنر کا عہدہ قبول نہیں کروں گا یہاں تک کہ مجھے موت آجائے۔'' یہ سن کر خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید پھر زور زور سے رونے لگے، اور فرمایا: اے فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، مزید کچھ نصیحت فرمایئے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! جب ہمارے پیارے آقا، دو عالم کے داتا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پیارے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مجھے کسی شہر کا حاکم بنا دیں تو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''بے شک امارت (یعنی حکومت) حسرت و ندامت ہے، اگر تجھ سے ہو سکے تو کبھی بھی (کسی پر) امیر نہ بننا۔''

(سنن النسائی، کتاب آداب القضاۃ، باب النھی عن مسألۃ الامارۃ، الحدیث:٥٣٨٧،ص ٢٤٣١)

(حلیۃ الاولیاء، الفضیل بن عیاض، الحدیث:١١٥٣٦، ج٨، ص١٠٩)

خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید یہ سن کر پھر رونے لگے، اور عرض کی: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، مزید کچھ ارشاد فرمائیں۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے حسین و جمیل چہرے والے! یاد رکھ! کل بروزِ قیامت اللہ عزوجل تجھ سے مخلوق کے بارے میں سوال کرے گا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا یہ خوبصورت چہرہ جہنم کی آگ سے بچ جائے تو کبھی بھی صبح یا شام اس حال میں نہ کرنا کہ تیرے دل میں کسی مسلمان کے متعلق کینہ یا عداوت ہو۔ بے شک رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اس حال میں صبح کی کہ وہ کینہ پرور ہے تو وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا۔'' (حلیۃ الاولیاء، الفضیل بن عیاض، الحدیث ١١٥٣٦،ج٨،ص ١١٠)

خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید رونے لگے، اور عرض کی: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کسی کا کوئی قرض وغیرہ ہے؟''

تو آپ نے فرمایا: ''جی ہاں! میرے پروردگار عزوجل کا مجھ پر قرض ہے، لیکن اس نے ابھی تک میرا محاسبہ نہ کیا۔ اگر اس نے مجھ سے سوال کرلیا یا میرا حساب لے لیا تو میرے لئے ہلاکت ہوگی، اور اگر مجھے جواب دینے کی توفیق نہ دی گئی تو میری تباہی و بربادی ہے۔'' خلیفہ نے کہا: ''حضور! میری مراد یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کسی بندے کا تو کوئی قرض وغیرہ نہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میرے رب عزوجل نے مجھے اس کا حکم نہیں دیا۔ بے شک مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کی اطاعت کروں، اور اس کا مخلص بندہ بن جاؤں۔'' اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ 0 مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ 0 اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ 0 (پ۲۷، الذّٰریٰت: ۵۶تا۵۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور میں نے جنّ اور آدمی اتنے ہی اسی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔ میں ان سے کچھ رزق نہیں مانگتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں۔ بے شک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا، قوت والا، قدرت والا ہے۔

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض علیہ رحمۃ اللہ الوھاب کی نصیحت آموز باتیں سن کر خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کے دل پر بہت گہرا اثر ہوا۔ پھر خلیفہ نے ایک ہزار دینار آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیتے ہوئے عرض کی: ''حضور! یہ حقیر سا نذرانہ قبول فرمالیں، انہیں اپنے اہل و عیال پر خرچ کریں اور ان کے ذریعے عبادت پر قوت حاصل کریں۔''

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''سبحان اللہ عزوجل! میں تجھے نجات کا راستہ بتا رہا ہوں اور تو اس کے صلہ میں مجھے یہ (حقیر) دولت دے رہا ہے۔ اللہ عزوجل تجھے نیک اعمال کی توفیق دے، اور تجھے سلامت رکھے۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خاموش ہوگئے، اور ہم سے کوئی کلام نہ فرمایا۔ فضل بن ربیع کہتے ہیں: پھر ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس سے اٹھ کر چلے آئے۔ جب ہم دروازے پر پہنچے تو خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے مجھ سے کہا: ''اے عباس! جب بھی مجھے کسی کے پاس لے جانا چاہو تو ایسے ہی پاکباز اولیاء کرام کے پاس لے جایا کرو، بے شک ایسے لوگ ہی مسلمانوں کے سردار ہیں۔''

ابھی ہم یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ حضرت سیدنا فضیل بن عیاض علیہ رحمۃ اللہ الوھاب کے اہلِ خانہ میں سے ایک عورت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئی اور کہنے لگی: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جانتے ہی ہیں کہ ہم کیسے تنگ حالات میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ رقم قبول کر لیتے تو اس میں کیا حرج تھا، ہمارے حالات کچھ بہتر ہوجاتے۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس عورت سے فرمایا: ''میری اور تم لوگوں کی مثال اس قوم کی سی ہے کہ جن کے پاس اونٹ ہو اور وہ اس کے ذریعے روزی

حاصل کرتے ہوں پھر جب وہ اونٹ بوڑھا ہوجائے تو اسے ذبح کرلیں، اوراس کا گوشت کھالیں ۔خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گفتگوسنی تو مجھ سے کہا: ''آؤ! ہم دوبارہ انہیں مال پیش کرتے ہیں، شاید! اب قبول فرمالیں۔''

جب حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھا کہ ہم دوبارہ آرہے ہیں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے اٹھے اور جاکر چھت پر بیٹھ گئے۔''

خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس چھت پر پہنچ گئے، اورآپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ہی زمین پر بیٹھ گئے ۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے گفتگو کرنا چاہی مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔

اتنی دیر میں ایک سیاہ فام لونڈی آئی ۔اور کہنے لگی: ''آپ لوگ ساری رات انہیں تنگ کرتے رہے ہیں، خدارا! اب آپ یہاں سے تشریف لے جائیں، اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے۔'' چنانچہ ہم وہاں سے واپس پلٹ آئے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر16:

رزق کے خزانوں کا مالک

فضل بن ربیع کا بیان ہے: ''میں ایک مرتبہ سفرِ حج میں خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کے ساتھ تھا۔ واپسی پر جب ہمارا گزر ''کوفہ'' سے ہوا تو دیکھا کہ حضرت سیدنا بہلول دانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک جگہ کھڑے ہیں اور بہت بلند آواز سے چیخ رہے ہیں۔میں نے ان سے کہا: ''خاموش ہوجایئے۔'' خلیفۃ المسلمین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لا رہے ہیں۔ یہ سن کر وہ خاموش ہوگئے۔ پھر جب خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کی سواری قریب آئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زور سے کہا: ''اے امیر المؤمنین (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! ذرا میری بات سنئے۔'' خلیفہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز سنی تو رک گئے۔

حضرت سیدنا بہلول دانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! مجھے ''ایمن بن نایل'' رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث سنائی کہ حضرت سیدنا قدامہ بن عبداللہ عامری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں نے رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ''وادیٔ منیٰ'' میں دیکھا کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک سادے سے کجاوے میں تشریف فرما تھے اور وہاں نہ مارنا تھا، نہ اِدھر اُدھر ہٹانا تھا اور نہ ہی یہ کہ ایک طرف ہوجاؤ۔'' (جامع الترمذی، ابواب الحج، باب ماجاء فی کراھیۃ طرد الناس...الخ، الحدیث:۹۰۳،ص۱۷۳۷)

تیری سادگی پہ لاکھوں تیری عاجزی پہ لاکھوں
ہوں سلام عاجزانہ مدنی مدینے والے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم!

فضل بن ربیع کا بیان ہے: میں نے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا: ''حضور! یہ بہلول دیوانہ ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میں انہیں جانتا ہوں، پھر کہا: ''اے بہلول (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! مجھے کچھ اور نصیحت کرو۔'' چنانچہ انہوں نے یہ دو عربی اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

ترجمہ: (۱)......(بالفرض) اگر تجھے ساری دنیا کی حکومت مل جائے اور تمام لوگ تیرے مطیع وفرمانبردار بن جائیں،

(۲)......پھر بھی کیا تیرا آخری ٹھکانا تنگ وتاریک قبر نہیں؟ (یعنی تیرے مرنے کے بعد) لوگ باری باری تجھ پر مٹی ڈالیں گے۔

یہ سن کر خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے کہا: ''اے بہلول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حق بات کو پہچان لیا، مجھے کچھ اور نصیحت فرمائیے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! اللہ عزوجل نے جس کو حسن وجمال اور مال دیا، پھر اس نے اپنے آپ کو گناہوں سے محفوظ رکھا اور اپنے مال کو اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کیا تو اس کا نام نیک لوگوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔''

فضل بن ربیع کا بیان ہے: یہ گفتگو سن کر خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید سمجھے کہ شاید یہ کچھ مال وغیرہ طلب کر رہے ہیں لہٰذا ان سے کہنے لگے: ''اے بہلول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! اگر آپ پر کسی کا قرض وغیرہ ہو تو وہ میں ادا کر دوں گا۔'' تو انہوں نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین! رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! ایسا ہرگز نہ کر۔ کیا تو قرض کو قرض کے بدلے ادا کرنا چاہتا ہے؟ جا اور جا کر حق داروں کو ان کا حق ادا کر۔ اور پہلے اپنے نفس کا قرض اتار۔ بے شک تیرے پاس ایک ہی زندگی ہے۔ جب تو مر جائے گا تو پھر دوبارہ دنیا میں نہ بھیجا جائے گا۔'' پھر امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''اے بہلول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے کچھ وظیفہ مقرر کرنا چاہتا ہوں۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! ایسا ہرگز نہ کر۔ مجھے میرا اجر وہی پروردگار عزوجل دے گا جو تجھے نوازتا ہے، ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ میرا پروردگار عزوجل تجھے تو رزق دے، اور مجھے میرے رزق سے محروم رکھے۔'' اتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ اشعار پڑھتے ہوئے واپس پلٹ گئے:

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَمَا اَرْجُوْ سِوَى اللّٰهِ

وَمَا الرِّزْقُ مِنَ النَّاسِ بَلِ الرِّزْقُ عَلَى اللّٰهِ

ترجمہ: میں نے اللہ عزوجل پر بھروسہ کیا اور میں اس کے سوا کسی اور سے امید نہیں رکھتا لوگوں کے پاس رزق نہیں بلکہ رزق کے خزانے تو اللہ عزوجل ہی کے پاس ہیں۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر17:

باکمال و بے مثال لوگ

حضرت سیدنا ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''غزوۂ یرموک کے دن میں اپنے چچازاد بھائی کو تلاش کر رہا تھا اور میرے پاس ایک برتن میں پانی تھا۔ میرا یہ ارادہ تھا کہ میں زخمیوں کو پانی پلاؤں گا۔ اتنی ہی دیر میں مجھے میرے چچازاد بھائی نظر آئے۔ میں ان کی طرف لپکا دیکھا تو وہ زخموں سے چُور چُور اور خون میں لت پت تھے، میں نے ان کے چہرے سے خون صاف کیا اور پوچھا: ''کیا تم پانی پیؤ گے؟'' انہوں نے گردن کے اشارے سے ہاں کی تو میں نے پانی کا پیالہ ان کی طرف بڑھا دیا۔

ابھی انہوں نے برتن منہ کے قریب ہی کیا تھا کہ اچانک کسی زخمی کے کراہنے کی آواز آئی، فوراً پیالہ میری طرف بڑھایا اور کہا: ''جاؤ، پہلے اس زخمی کو پانی پلاؤ۔'' میں دوڑ کر وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہ حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت سیدنا ہشام بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ میں نے ان سے پوچھا: ''کیا تم پانی پینا چاہتے ہو؟'' انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔ میں نے ان کو پانی دیا۔ اتنے میں ایک اور زخمی کی آواز آئی، تو انہوں نے فرمایا: ''جاؤ، پہلے میرے اس زخمی بھائی کو پانی پلاؤ۔'' میں دوڑ کر وہاں پہنچا تو وہ بھی جامِ شہادت نوش فرما چکے تھے، میں واپس حضرت سیدنا ہشام بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا تو وہ بھی اپنے خالقِ حقیقی عزوجل کی بارگاہ میں جا چکے تھے۔ پھر میں اپنے چچازاد بھائی کے پاس آیا تو وہ بھی واصلِ بحق ہو چکے تھے۔

امام واقدی اور حضرت سیدنا ابن الاعرابی رحمہما اللہ تعالیٰ سے مروی ہے: ''حضرت سیدنا عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب پانی دیا گیا تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا سہل بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شدید پیاس میں مبتلا ہیں اور ان کی طرف دیکھ رہے ہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی نہ پیا، اور فرمایا: ''جاؤ، پہلے میرے بھائی کو پانی پلاؤ۔''

جب ان کو پانی دیا گیا تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شدید زخمی حالت میں ہیں، اور شدّتِ پیاس کی وجہ سے ان کی طرف دیکھ رہے ہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''جاؤ، پہلے میرے بھائی کو پانی پلاؤ، جب ان کے پاس پہنچے تو وہ بھی دم توڑ چکے تھے۔ دوبارہ جب حضرت سیدنا سہل بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے تو وہ بھی جاں بحق ہو چکے تھے۔

حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ان کے پاس سے گزرے تو ارشاد فرمایا: ''تم جیسے عظیم لوگوں پر میری جان قربان ہو۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر18:

کنجوسی کا انجام

حضرت سیدنا یزید بن میسرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ہم سے پہلی امتوں میں ایک شخص تھا جس نے بہت زیادہ مال ومتاع جمع کیا ہوا تھا، اوراس کی اولاد بھی کافی تھی، طرح طرح کی نعمتیں اسے میسر تھیں، کثیر مال ہونے کے باوجود وہ انتہائی کنجوس تھا۔ اللہ عزوجل کی راہ میں کچھ بھی خرچ نہ کرتا، ہر وقت اسی کوشش میں رہتا کہ کسی طرح میری دولت میں اضافہ ہو جائے۔ جب وہ بہت زیادہ مال جمع کر چکا تو اپنے آپ سے کہنے لگا: ''اب تو میں خوب عیش وعشرت کی زندگی گزاروں گا۔ چنانچہ وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ خوب عیش وعشرت سے رہنے لگا۔

بہت سے خُدّام ہر وقت ہاتھ باندھے اس کے حکم کے منتظر رہتے، الغرض! وہ ان دنیاوی آسائشوں میں ایسا مگن ہوا کہ اپنی موت کو بالکل بھول گیا۔ ایک دن ملک الموت حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام ایک فقیر کی صورت میں اس کے گھر آئے، اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ غلام فوراً دروازے کی طرف دوڑے، اور جیسے ہی دروازہ کھولا تو سامنے ایک فقیر کو پایا، اُس سے پوچھا: ''تو یہاں کس لئے آیا ہے؟'' ملک الموت علیہ السلام نے جواب دیا: ''جاؤ، اپنے مالک کو باہر بھیجو مجھے اُسی سے کام ہے۔''

خادموں نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا: ''وہ تو تیرے ہی جیسے کسی فقیر کی مدد کرنے باہر گئے ہیں۔'' حضرت سیدنا ملک الموت علیہ السلام یہ سن کر وہاں سے چلے گئے۔'' کچھ دیر بعد دوبارہ آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا، غلام باہر آئے تو ان سے کہا: ''جاؤ، اور اپنے آقا سے کہو: مَیں ملک الموت علیہ السلام ہوں۔''

جب اس مالدار شخص نے یہ بات سنی تو بہت خوف زدہ ہوا اور اپنے غلاموں سے کہا: ''جاؤ، اور ان سے بہت نرمی سے گفتگو کرو۔'' خدام باہر آئے اور حضرت سیدنا ملک الموت علیہ السلام سے کہنے لگے: ''آپ ہمارے آقا کے بدلے کسی اور کی روح قبض کرلیں اور اسے چھوڑ دیں، اللہ عزوجل آپ کو برکتیں عطا فرمائے۔''

حضرت سیدنا ملک الموت علیہ السلام نے فرمایا: ''ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔'' پھر ملک الموت علیہ السلام اندر تشریف لے گئے، اور اس مالدار شخص سے کہا: ''تجھے جو وصیت کرنی ہے کرلے، میں تیری روح قبض کئے بغیر یہاں سے نہیں جاؤں گا۔''

یہ سن کر سب گھر والے چیخ اُٹھے، اور رونا دھونا شروع کر دیا، اس شخص نے اپنے گھر والوں اور غلاموں سے کہا: ''سونے چاندی سے بھرے ہوئے صندوق اور تابوت کھول دو، اور میری تمام دولت میرے سامنے لے آؤ۔'' فوراً حکم کی تعمیل ہوئی، اور سارا خزانہ اس کے قدموں میں ڈھیر کر دیا گیا۔ وہ شخص سونے چاندی کے ڈھیر کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''اے ذلیل وبدترین مال! تجھ پر لعنت ہو، تو نے ہی مجھے پروردگار عزوجل کے ذکر سے غافل رکھا، تو نے ہی مجھے آخرت کی تیاری سے روکے رکھا۔''

یہ سن کروہ مال اس سے کہنے لگا: ''تو مجھے ملامت نہ کر، کیا تو وہی نہیں کہ دنیاداروں کی نظروں میں حقیر تھا؟ میں نے تیری عزت بڑھائی۔ میری ہی وجہ سے تیری رسائی بادشاہوں کے دربار تک ہوئی ورنہ غریب و نیک لوگ تو وہاں تک پہنچ ہی نہیں سکتے، میری ہی وجہ سے تیرا نکاح شہزادیوں اورامیر زادیوں سے ہوا۔ ورنہ غریب لوگ ان سے کہاں شادی کرسکتے ہیں۔ اب یہ تو تیری بدبختی ہے کہ تو نے مجھے شیطانی کاموں میں خرچ کیا۔ اگر تو مجھے اللہ عزوجل کے کاموں میں خرچ کرتا تو یہ ذلت ورسوائی تیرا مقدر نہ بنتی۔ کیا میں نے تجھ سے کہا تھا کہ تو مجھے نیک کاموں میں خرچ نہ کر؟ آج کے دن میں نہیں بلکہ تو زیادہ ملامت ولعنت کا مستحق ہے۔''

اے ابن آدم! بے شک میں اورتُو دونوں ہی مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔ پس بہت سے لوگ ایسے ہیں جو نیکی کی راہ پرگامزن ہیں اور بہت سے گناہوں میں مستغرق ہیں۔ (امام ابن جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:) ''گویا مال ہر شخص سے اسی طرح کہتا ہے، لہٰذا مال کی برائیوں سے بچ کر رہو اور اسے نیک کاموں میں خرچ کرو۔''

اجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا — اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہراک لے کے کیا کیا نہ حسرت سدھارا — پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر19:

دو بادشاہ، ساحل سمندر پر

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ''پہلی اُمتوں میں ایک بادشاہ تھا۔ خوب شان وشوکت سے اس کے دن رات گزر رہے تھے۔ ایک دن اس کی قسمت کا ستارہ چمکا اور وہ اپنی آخرت کے بارے میں غوروفکر کرنے لگا، اورسوچنے لگا کہ میں جن دنیاوی آسائشوں میں گم ہو کر اپنے رب عزوجل کو بھول چکا ہوں عنقریب یہ ساری نعمتیں مجھ سے منقطع ہوجائیں گی، میری حکومت وبادشاہت نے تو مجھے اپنے پاک پروردگار عزوجل کی عبادت سے غافل کررکھا ہے۔

چنانچہ وہ رات کی تاریکی میں اپنے محل سے نکلا، اور ساری رات تیزی سے سفر کرتا رہا۔ جب صبح ہوئی تو وہ اپنے ملک کی سرحد عبور کر چکا تھا۔ اس نے ساحلِ سمندر کا رخ کیا اور وہیں رہنے لگا۔ وہاں وہ اینٹیں بنا بنا کر بیچتا، جو رقم حاصل ہوتی اس

میں سے کچھ اپنے خرچ کے لئے رکھ لیتا اور باقی سب صدقہ کر دیتا۔

اسی حالت میں اسے کافی عرصہ گزر گیا۔ بالآخر اس کی خبر اس ملک کے بادشاہ کو ہوئی، تو اس بادشاہ نے پیغام بھیجا: ''مجھ سے آکر ملو۔'' لیکن اس نے انکار کر دیا، اور بادشاہ کے پاس نہ گیا۔ بادشاہ نے پھر اپنا قاصد بھیجا اور اسے اپنے پاس بلوایا اس نے پھر انکار کر دیا، اور کہا: ''بادشاہ کو مجھ سے کیا غرض، اور مجھے بادشاہ سے کیا کام کہ میں اس کے پاس جاؤں۔''

جب بادشاہ کو یہ بتایا گیا تو وہ خود گھوڑے پر سوار ہو کر ساحلِ سمندر پر آیا۔ جب اس نیک شخص نے دیکھا کہ بادشاہ میری طرف آرہا ہے تو اس نے ایک طرف دوڑ لگا دی۔ بادشاہ نے جب اسے بھاگتے دیکھا تو وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے بھاگنے لگا لیکن وہ بادشاہ کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ جب بادشاہ اسے نہ ڈھونڈ سکا تو بلند آواز سے کہا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! میں تجھ سے کچھ بھی نہیں کہوں گا، تو مجھ سے خوف زدہ نہ ہو (میں تجھ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں)۔''

جب اس نیک شخص نے یہ سنا تو وہ بادشاہ کے سامنے آ گیا۔ بادشاہ نے اس سے کہا: ''اللہ عزوجل تجھے برکتیں عطا فرمائے، تو کون ہے؟ اور کہاں سے آیا ہے؟'' اس نے اپنا نام بتایا اور کہا: ''میں فلاں ملک کا بادشاہ تھا، جب میں نے غور و فکر کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میں جس دنیا کی دولت میں مست ہوں، یہ تو عنقریب فنا ہو جائے گی، اور اس دولت و حکومت نے تو مجھے غفلت کی نیند سلا رکھا ہے۔

؎ وہ ہے عیش و عشرت کا کوئی محل بھی	جہاں تاک میں ہر گھڑی ہو اجل بھی
بس اب اپنے اس جہل سے تو نکل بھی	یہ جینے کا انداز اپنا بدل بھی
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے	یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

چنانچہ میں نے اپنے تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کی اور تمام دنیاوی آسائشوں کو چھوڑ کر دنیا سے الگ تھلگ اپنے رب عزوجل کی عبادت شروع کر دی، اللہ عزوجل میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔ جب بادشاہ نے یہ سنا، تو کہنے لگا: ''میرے بھائی! جو کچھ تو نے کیا میں تو تجھ سے زیادہ اس کا حق دار ہوں۔ یہ کہتے ہوئے وہ گھوڑے سے اترا، اور اسے وہیں چھوڑ کر اس نیک شخص کے ساتھ چل دیا۔

چنانچہ وہ دونوں بادشاہ ایک ساتھ رہنے لگے، اور اب وہ ہر وقت اپنے رب عزوجل کی عبادت میں مصروف رہتے، اور انہوں نے دعا کی: ''اے ہمارے پروردگار عزوجل! ہمیں ایک ساتھ موت دینا۔'' چنانچہ ان دونوں کا ایک ہی دن انتقال ہوا اور ان کی قبریں بھی ایک ساتھ ہی بنائی گئیں۔

یہ حکایت نقل کرنے کے بعد حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اگر میں مصر میں ہوتا تو ان کی قبروں کی جو نشانیاں ہمیں اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے بتائی ہیں میں

ان کی وجہ سے انہیں ضرور پہچان لیتا اور تمہیں وہ قبریں ضرور دکھاتا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰہ بن مسعود، الحدیث: ۴۳۱۲، ج۲، ص۱۶۶۔۱۶۷)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر20: **حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے نصیحت آموز فرامین**

حضرت سیدنا کمیل بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنگل کی طرف لے گئے۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ بیٹھ گئے اور ایک آہِ سرد بھر کر فرمایا: ''اے کمیل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! یہ دل برتنوں کی مانند ہیں، ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ نصیحت قبول کرنے والا ہو۔ لہٰذا میں تجھے جو نصیحتیں کروں انہیں اچھی طرح یاد رکھنا پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے کمیل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! لوگ تین طرح کے ہیں:

(۱) عالم ربانی

(۲) راہ نجات (یعنی دین) کے طلب گار

(۳) بیوقوف وکمتر لوگ: جو ہر بلانے والے کی بات پر کان دھریں، ہر ہوا کی طرف جھک جائیں، علم کے نور سے کبھی منور نہ ہوئے ہوں، اور نہ ہی کسی مضبوط شئے کو پناہ گاہ بنایا ہو۔

اے کمیل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! علم مال ودولت سے بہتر ہے کیونکہ علم تیری حفاظت کرتا ہے جبکہ مال کی حفاظت تجھے کرنی پڑتی ہے، مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے جبکہ علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے، علم حاکم ہے اور مال محکوم۔

اے کمیل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! عالم کی محبت دین ہے اور اس محبت کی وجہ سے بہت بڑا اجر دیا جائے گا۔ علم دنیاوی زندگی میں عالم کو نیک اعمال کی ترغیب دلاتا ہے اور اس کی وفات کے بعد اس کا بہترین سرمایہ ہے جبکہ مال سے ملنے والی آسائشیں اس مال کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہیں۔

اے کمیل بن زیاد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! بڑے بڑے مال دار زندہ ہونے کے باوجود مُردوں کی طرح ہیں، علماء کرام اگرچہ دنیا سے پردہ کر چکے لیکن جب تک زمانہ باقی ہے تب تک وہ باقی رہیں گے، ان کی آنکھیں اگرچہ بند ہوگئیں لیکن ان کی عظمت اور شان وشوکت آج بھی دلوں میں زندہ وباقی ہے۔

پھر حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''افسوس! یہاں علم تو بہت جمع ہے، کاش! مجھے کوئی اس کا اہل مل جائے تا کہ میں سارا علم اسے دے دوں، پھر فرمایا: ''ہاں! میری کچھ لوگوں سے ملاقات ہوئی لیکن میں ان سے مطمئن نہ ہوا، وہ دین کو دنیا کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں اور اللہ عزوجل کی نعمتوں کے ذریعے اس کے بندوں پر بڑھائی چاہتے ہیں، اور اپنے دلائل کے ذریعے اللہ عزوجل کی تقدیر پر غالب آنا چاہتے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے ملے جو اہلِ حق کے فرمانبردار تو ہیں لیکن ان میں بصیرت وحکمت نہیں، تھوڑے سے شک وشبہ سے ان کا دل ڈگمگا جاتا ہے، نہ اِدھر کے نہ اُدھر کے، بس خواہشات نفسانیہ کے پیچھے پڑے ہیں، ہر مال ودولت جمع کرنے میں مگن ہیں۔ دین کے مبلغین سے انہیں کوئی غرض نہیں، ایسے ہی لوگ ہیں جو چوپایوں کی طرح ہیں۔ اسی طرح اہل علم کے اٹھنے سے علم بھی اٹھتا جارہا ہے۔

لیکن دنیا میں ہر وقت ایسے لوگ بھی موجود رہتے ہیں جو اللہ عزوجل کی حدود کو قائم کرنے والے ہیں تا کہ اللہ عزوجل کی نشانیاں بالکل معدوم نہ ہوجائیں۔ ان میں سے کچھ تو مشہور ومعروف ہوتے ہیں اور کچھ پوشیدہ۔ لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں، ایسے لوگوں کی اللہ عزوجل کے ہاں بہت قدر ومنزلت ہے، انہیں کے ذریعے اللہ عزوجل اپنی نشانیوں کی حفاظت فرماتا ہے۔ یہاں تک کہ یہ لوگ اللہ عزوجل کی ان نشانیوں کو اپنے جیسے لوگوں تک پہنچا دیتے ہیں اور ان کے دلوں میں یہ نشانیاں اچھی طرح راسخ کر دیتے ہیں، علم نے انہیں واضح حقیقت پر کھڑا کر دیا پھر وہ راستے جو (دنیاداروں کے لئے) مشکل تھے ان کے لئے آسان ہوجاتے ہیں۔ اور جن چیزوں سے جاہل لوگ خوف زدہ ہوتے ہیں یہ لوگ (یعنی علماء ربانی) ان سے بالکل نہیں ڈرتے۔

اہل علم دنیا میں ایسے رہتے ہیں کہ ان کے بدن تو دنیا میں ہوتے ہیں مگر ان کی روحیں ملاءِ اعلیٰ میں ہوتی ہیں۔

اے کمیل بن زیاد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! ایسے لوگ ہی زمین میں اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں اور اس کے دین کے مبلغ ہیں۔ ہائے! ہائے! میں ایسوں کو دیکھنے کا کتنا مشتاق ہوں۔

(اللہ عزوجل میری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر21:

صحراء کی اونچی قبر

حضرت سیدنا ابراہیم بن بشار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کے ساتھ تھا۔ ہم ایک صحراء میں پہنچے، وہاں ایک اونچی قبر تھی۔ حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم اس قبر کو دیکھ کر رونے لگے۔

مَیں نے پوچھا: ''حضور! یہ کس کی قبر ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''یہ حمید بن جابر علیہ رحمۃ اللہ القادر کی قبر ہے جو کہ ان تمام شہروں کے حاکم تھے، پہلے یہ دنیاوی دولت کے سمندر میں غرق تھے، پھر اللہ عزوجل نے انہیں ہدایت عطا فرمائی (اور ان کا شمار اللہ عزوجل کے نیک بندوں میں ہونے لگا)

مجھے ان کے متعلق خبر ملی ہے کہ ایک رات یہ اپنی لہو ولعب کی محفل میں مست تھے، دنیا کی دولت وآسائش کے دھوکے میں تھے، جب کافی رات بیت گئی تو اپنی سب سے زیادہ محبوب اہلیہ کے ساتھ خواب گاہ میں گئے اور خواب خرگوش کے مزے لینے لگے۔ اسی رات انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں ایک کتاب لئے ان کے سرہانے کھڑا ہے، انہوں نے اس سے وہ کتاب طلب کی اور اسے کھولا تو سنہری حروف میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی: ''**باقی رہنے والی اشیاء پر فانی چیزوں کو ترجیح نہ دے۔**'' اپنی بادشاہی، اپنی طاقت، اپنے خدام اور اپنی نفسانی خواہشات سے ہرگز دھوکا نہ کھا، اور اپنے آپ کو دنیا میں طاقتور نہ سمجھ، اصل طاقتور ذات تو وہ ہے کہ جو معدوم نہ ہو۔ اصل بادشاہی تو وہ ہے جسے زوال نہ ہو، حقیقی خوشی وفرحت تو وہ ہے جو بغیر لہو ولعب کے حاصل ہو۔'' لہٰذا اپنے رب عزوجل کے حکم کی طرف جلدی کر۔ بے شک اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُہَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ 0 (پ۴، اٰل عمران:۱۳۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان وزمین آجائیں پرہیزگاروں کے لئے تیار رکھی ہے۔

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم فرماتے ہیں: ''پھر ان کی آنکھ کھل گئی۔ وہ بہت خوفزدہ تھے۔ پھر کہنے لگے: ''یہ (خواب) اللہ عزوجل کی طرف سے میرے لئے تنبیہ ونصیحت ہے۔'' یہ کہہ کر فوراً اپنی بادشاہت کو چھوڑا اور اپنے ملک سے نکل کر ایسی جگہ آگئے جہاں کوئی انہیں پہچان نہ سکے، اور انہوں نے ایک پہاڑ پر اللہ عزوجل کی عبادت کرنا شروع کر دی۔''

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم فرماتے ہیں: ''جب مجھے ان کے بارے میں علم ہوا تو میں ان کے پاس آیا، اور ان سے ان کے حالات دریافت کئے تو انہوں نے مجھے اپنا یہ واقعہ سنایا، اور میں نے انہیں اپنے سابقہ حالات کے بارے میں

بتایا، پھران کے انتقال تک میں اکثر ملاقات کے لئے ان کے پاس آتا، بالآخران کا انتقال ہوگیا اور اسی جگہ انہیں دفن کردیا گیا، یہ انہیں کی قبر ہے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

حکایت نمبر22: سَر دُ رَات میں سوکوڑے

حضرت سیدنا ابو وداعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''مَیں حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محفل میں باقاعدگی سے حاضر ہوا کرتا تھا، پھر چند دن میں حاضر نہ ہوسکا۔ جب دوبارہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''تم اتنے دن کہاں تھے؟'' میں نے کہا: ''میری اہلیہ کا انتقال ہوگیا تھا بس اسی پریشانی میں چند دن حاضری کی سعادت حاصل نہ ہوسکی۔'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''تو نے مجھے اطلاع کیوں نہیں دی تاکہ میں بھی جنازہ میں شرکت کرتا؟'' حضرت سیدنا ابو وداعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اس پر میں خاموش رہا۔'' جب میں نے رخصت چاہی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''کیا تم دوسری شادی کرنا چاہتے ہو؟'' میں نے کہا: ''حضور! میں تو بہت غریب ہوں، میرے پاس بمشکل چند درہم ہوں گے، مجھ جیسے غریب کی شادی کون کروائے گا۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے: ''میں تیری شادی کرواؤں گا۔'' میں نے حیران ہوتے ہوئے عرض کی: ''کیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میری شادی کرائیں گے؟'' فرمایا: ''جی ہاں! میں تیری شادی کراؤں گا۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اللہ عزوجل کی حمد بیان کی اور حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم پر درود وسلام پڑھا اور میری شادی اپنی بیٹی سے کرادی۔

میں وہاں سے اٹھا اور گھر کی طرف روانہ ہوا۔ میں اتنا خوش تھا کہ میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کروں، پھر میں سوچنے لگا کہ مجھے کس کس سے اپنا قرضہ وصول کرنا ہے، اور اسی طرح میں آنے والے لمحات کے بارے میں سوچنے لگا پھر میں نے مغرب کی نماز مسجد میں ادا کی اور دوبارہ گھر کی طرف چلا آیا۔ میں گھر میں اکیلا ہی تھا، پھر میں نے زیتون کا تیل اور روٹی دسترخوان پر رکھی اور کھانا شروع ہی کیا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ میں نے پوچھا: ''کون؟'' آواز آئی: ''سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔'' میں سمجھ گیا کہ ضرور یہ حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی ہوں گے۔ اتنی دیر میں وہ اندر تشریف لے آئے۔ میں نے کہا: ''آپ

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے پیغام بھیج دیتے، میں خود ہی حاضر ہو جاتا۔'' فرمانے لگے:''نہیں، بلکہ تم اس بات کے زیادہ حق دار ہو کہ تمہارے پاس آیا جائے۔'' میں نے کہا:''فرمائیے! میرے لئے کیا حکم ہے؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''اب تم غیر شادی شدہ نہیں ہو، تمہاری شادی ہو چکی ہے، میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ تم شادی ہو جانے کے بعد بھی اکیلے ہی رہو، پھر ایک طرف ہٹے تو ان کی بیٹی ان کے پیچھے کھڑی تھی۔ انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کمرے میں چھوڑ آئے اور مجھے فرمایا:''یہ تمہاری زوجہ ہے۔'' اتنا کہنے کے بعد تشریف لے گئے۔ میں دروازے کے قریب گیا اور جب اطمینان ہو گیا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جا چکے ہیں تو میں واپس کمرے میں آیا تو اس شرم وحیا کی پیکر کو زمین پر بیٹھے ہوئے پایا۔ میں نے جلدی سے زیتون کے تیل اور روٹیوں والا برتن اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا تاکہ وہ اسے نہ دیکھ سکے۔ پھر میں اپنے مکان کی چھت پر چڑھا اور اپنے پڑوسیوں کو آواز دینے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں سب جمع ہو گئے اور مجھ سے پوچھنے لگے:''تمہیں کیا پریشانی ہے؟'' میں نے کہا:''حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی بیٹی سے میری شادی کرادی ہے اور وہ اپنی بیٹی کو میرے گھر چھوڑ گئے ہیں۔ لوگوں نے بے یقینی سے پوچھا:''کیا حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تجھ سے اپنی بیٹی کی شادی کرائی ہے؟'' میں نے کہا:''اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو میرے گھر جا کر دیکھو، ان کی بیٹی میرے گھر میں موجود ہے۔'' یہ سن کر سب میرے گھر آگئے۔ جب میری والدہ کو یہ خبر ملی تو وہ بھی فوراً ہی آگئیں اور مجھ سے فرمانے لگیں:''اگر تین دن سے پہلے تو اس کے پاس گیا تو تجھ پر میرا چہرہ بھی دیکھنا حرام ہے۔ تین دن تک میں اس کی اصلاح کرلوں اس کے بعد ہی تو اس سے قربت اختیار کرنا۔'' میں تین دن انتظار کرتا رہا، چوتھے دن جب اس کے پاس گیا اور اسے دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ وہ حسن وجمال کا شاہکار تھی، قرآن پاک کی حافظہ، حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سنتوں کو بہت زیادہ جاننے والی، اور شوہر کے حقوق کو بہت زیادہ پہچاننے والی تھی۔ اسی طرح ایک مہینہ گزر گیا۔ نہ تو حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرے پاس آئے اور نہ ہی میں حاضر ہو سکا، پھر میں ہی ان کے پاس گیا۔ وہ بہت سارے لوگوں کے جھرمٹ میں جلوہ فرما تھے، میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا۔ اس کے بعد مجلس کے ختم ہونے تک انہوں نے مجھ سے کوئی بات نہ کی، جب سب لوگ جا چکے اور میرے علاوہ کوئی اور نہ بچا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا:''اس انسان کو کیسا پایا؟''

میں نے عرض کی:''حضور! (آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیٹی ایسی صفات کی حامل ہے کہ) شاید کوئی دشمن ہی اسے ناپسند کرے ورنہ دوست تو ایسی چیزوں کو پسند کرتے ہیں۔'' فرمایا:''اگر وہ تجھے تنگ کرے تو لاٹھی سے اصلاح کرنا۔'' پھر جب میں گھر کی طرف روانہ ہوا تو انہوں نے مجھے بیس ہزار درہم دیئے۔ میں انہیں لے کر گھر کی طرف چلا آیا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن سلمان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں:''حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اسی

صاحبزادی کے لئے خلیفہ عبدالملک بن مروان نے اپنے بیٹے ولید کی شادی کا پیغام بھیجا تھا لیکن حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انکار کردیا، عبدالملک نے ہر طرح کوشش کی کہ کسی طرح آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ راضی ہوجائیں لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برابر انکار کرتے رہے پھر وہ ظلم و ستم پر اتر آیا اور ایک سرد رات اس ظالم نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سو کوڑے مارے اور اُون کا جبہ پہنا کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ٹھنڈا پانی ڈلوایا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر23: قبریں پھٹنے اور ستارے ٹوٹنے کا دن

حضرت سیدنا مطروق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا نام ''حــمــمة'' تھا۔ایک بار حضرت سیدنا ہرم بن حیان علیہ رحمۃ اللہ المنان نے ان کے ہاں رات کو قیام کیا تو دیکھا کہ وہ ساری رات روتے ہی رہے۔صبح حضرت سیدنا ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا: ''تمہیں کس چیز نے اتنا رُلایا؟'' کہنے لگے: ''مجھے اس دن کی یاد نے رُلایا ہے جس دن قبریں پھٹ جائیں گی اور اہلِ قبور باہر آجائیں گے۔اسی طرح ایک رات حضرت سیدنا حــمــمة رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا ہرم بن حیان علیہ رحمۃ اللہ المنان کے ہاں گزاری۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر ساری رات روتے رہے۔صبح ان سے پوچھا گیا: ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس چیز نے رلایا؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے: ''مجھے اس دن کی یاد نے رلایا ہے جس دن ستارے ٹوٹ پھوٹ جائیں گے۔''

حضرت سیدنا مطروق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جب یہ دونوں حضرات (یعنی حضرت سیدنا ہرم بن حیان اور حضرت سیدنا حممہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بازار میں جاتے اور کسی عطر بیچنے والے کی دُکان کے قریب سے گزرتے تو اللہ عزوجل سے جنت مانگتے، اور جب کسی لوہار کی دکان کے قریب سے گزرتے تو جہنم کی آگ سے پناہ مانگتے، اور پھر اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے جاتے۔ان کی عبادت کا انداز یہ تھا کہ ساری ساری رات اللہ عزوجل کی عبادت کرتے یہاں تک کہ صبح ہوجاتی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 24:

بارہ سالوں میں حساب وکتاب سے فارغ ہوئے

حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پڑوسی تھے، میں نے لوگوں میں ان سے زیادہ افضل کسی کو نہیں پایا، ان کی راتیں عبادت میں گزرتیں، دن کو روزہ رکھتے، اور سارا دن لوگوں کی حاجات پورا کرنے میں گزر جاتا، جب حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا تو میں نے اللہ عزوجل سے دعا کی: ''مجھے حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواب میں زیارت ہو جائے۔'' الحمد للہ عزوجل! میری دعا قبول ہوئی اور ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف کے بازار کی جانب جا رہے ہیں، میں نے سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ میں نے پوچھا: ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا حال ہے؟'' فرمایا: ''ابھی ابھی حساب و کتاب سے فارغ ہوا ہوں، اگر میں اپنے رب عزوجل کو رحیم وکریم نہ پاتا تو میری خلافت مجھے لے ڈوبتی۔''

اسی طرح حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''میں نے اپنے والدِ گرامی حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا تو عرض کی: ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معاملہ کیسا رہا؟'' فرمانے لگے: ''الحمد للہ عزوجل! بہتر رہا، قریب تھا کہ میری خلافت مجھے لے ڈوبتی لیکن میں نے اپنے پروردگار عزوجل کو بہت رحیم وکریم پایا۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے پوچھا: ''بیٹا! بتاؤ تم سے جدا ہوئے مجھے کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''تقریباً بارہ سال ہو چکے ہیں۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں ابھی ابھی حساب وکتاب سے فارغ ہوا ہوں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 25:

حُسن وجمال کی پیکر

حضرت سیدنا ہیثم بن عدی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید کی زوجہ حضرت فاطمہ بنت عبدالملک بن مروان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے پاس ایک لونڈی تھی جو حسن و جمال میں بے مثال تھی، وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت محبوب تھی، خلیفہ بننے سے پہلے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی زوجہ سے کہا: ''یہ لونڈی مجھے ہبہ کر دو۔'' لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔

پھر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلیفہ بنایا گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجۂ محترمہ اس لونڈی کو تیار کر کے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لائی اور عرض کی: ''میں یہ لونڈی بخوشی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پیش کرتی ہوں کیونکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ بہت زیادہ پسند ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت خوش ہوئے، اور فرمایا: ''اسے میرے پاس بھیج دو۔'' جب وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کا حسن وجمال دیکھ کر بہت متعجب ہوئے، اور اس سے قربت اختیار کرنا چاہی لیکن پھر رک گئے، اور اس لونڈی سے کہا: ''بیٹھ جاؤ، اور پہلے مجھے یہ بتاؤ: تم کون ہو اور فاطمہ کے پاس تم کہاں سے آئیں؟''

وہ کہنے لگی: ''میں ''کوفہ'' کے گورنر کی غلامی میں تھی اور وہ گورنر حجاج بن یوسف کا بہت مقروض تھا، اس نے مجھے حجاج بن یوسف کے پاس بھیج دیا۔ حجاج بن یوسف نے مجھے عبدالملک بن مروان کے پاس بھیج دیا۔ ان دنوں میرا لڑکپن تھا، پھر عبدالملک بن مروان نے مجھے اپنی بیٹی فاطمہ کو ہبہ کر دیا اور یوں میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس پہنچ گئی۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے پوچھا: ''اس گورنر کا کیا ہوا؟'' کہنے لگی: ''وہ تو مر گیا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''کیا اس کی کوئی اولاد ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''جی ہاں! اس کا ایک لڑکا ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استفسار فرمایا: ''اس کا کیا حال ہے؟'' کہنے لگی: ''اس کا حال بہت برا ہے، بہت زیادہ مفلسی کی زندگی گزار رہا ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی وقت کوفہ کے موجودہ گورنر ''**عبدالحمید علیہ رحمۃ اللہ المجید**'' کو خط لکھا کہ فلاں شخص کو فوراً میرے پاس بھیج دو، فوراً حکم کی تعمیل ہوئی اور وہ شخص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''تجھ پر کتنا قرض ہے؟'' تو اس نے جتنا بتایا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سارا ادا کر دیا۔

پھر فرمایا: ''یہ لونڈی بھی تمہاری ہے، اسے لے جاؤ۔'' یہ کہتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ لونڈی اس کے حوالے کر دی، جوں ہی اس نے لونڈی کا ہاتھ پکڑنا چاہا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''خبردار! تم دونوں ایک دوسرے کی قربت سے بچنا، ہوسکتا ہے تیرے والد نے اس لونڈی سے وطی کی ہو۔'' (کیونکہ اولاد پر اپنے باپ، دادا کی موطوءہ حرام ہے تفسیر نعیمی، ج ٤، ص ٥٦٥ ملخصًا)

اس نے کہا: ''اے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! یہ لونڈی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی رکھ لیجئے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''مجھے اب اس کی کوئی حاجت نہیں۔'' اس نے عرض کی: ''پھر آپ مجھ سے خرید لیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پھر انکار کر دیا اور فرمایا: ''جاؤ، اسے اپنے ساتھ ہی لے جاؤ۔'' یہ سن کر وہ (لونڈی) کہنے لگی: ''اے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! آپ تو مجھے بہت چاہتے تھے، اب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وہ چاہت کہاں گئی؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میری تجھ سے محبت وچاہت اپنی جگہ برقرار ہے بلکہ اب تو اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔'' پھر ان دونوں کو روانہ کر دیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر26: **حق گوئی اور سمجھداری**

حضرت سیدنا جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا: ''ایک مرتبہ حضرت سیدنا سہیل بن عمرو، حضرت سیدنا حارث بن ہشام، حضرت سیدنا ابوسفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور قریش کے دیگر بڑے بڑے سردار حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت سیدنا صہیب، حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اسی طرح کے کچھ اور بدری صحابہ کرام بھی ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے، جو پہلے غلامی کی زندگی گزار چکے تھے، پھر آزاد ہوگئے اور وہ دنیاوی اعتبار سے بہت غریب تھے۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے انہی غریب صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بلایا کیونکہ یہ پہلے آئے ہوئے تھے یہ دیکھ کہ ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے: ''جیسا آج ہم نے دیکھا ہے ایسا کبھی نہیں دیکھا، غریبوں کو تو بلالیا گیا لیکن ہماری طرف توجہ ہی نہ کی گئی اور ہمیں دروازے سے باہر ہی ٹھہرا دیا گیا۔''

یہ سن کر حضرت سیدنا سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ بہت حق گو اور سمجھدار تھے، کہنے لگے: ''اے لوگو! خدا عزوجل کی قسم! آج میں تمہارے چہرے پر ناگواری کے آثار دیکھ رہا ہوں اگر غصہ کرنا ہی ہے تو اپنے آپ پر کرو کیونکہ تمہیں اور انہیں ایک ساتھ اسلام کی دعوت دی گئی، ان خوش نصیبوں نے حق بات قبول کرنے میں جلدی کی اور تم نے سستی سے کام لیا۔ ذرا غور تو کرو، اس وقت تم کیا کرو گے جب بروزِ قیامت انہیں (جنت کی طرف) جلدی بلالیا جائے گا اور تمہیں چھوڑ دیا جائے گا۔

اس کے بعد حضرت سیدنا سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کپڑے جھاڑے اور وہاں سے تشریف لے گئے۔

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''خدا عزوجل کی قسم! حضرت سیدنا سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالکل حق فرمایا، اللہ عزوجل کبھی بھی اپنی اطاعت میں سبقت لینے والے بندے کو اس جیسا نہیں بناتا جو اس کی اطاعت میں سستی کرے۔''

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم﴾

حکایت نمبر27:

اُڑنے والی دیگ

حضرت سیدنا بکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''گزشتہ لوگوں میں ایک بادشاہ تھا، جو بہت زیادہ سرکش تھا۔ وہ اللہ عزوجل کی نافرمانی میں حد سے گزرا ہوا تھا۔ اس دور کے مسلمانوں نے اس ظالم وسرکش بادشاہ سے جہاد کیا اور اسے زندہ گرفتار کرلیا۔ اب اس کو قتل کرنے کے لئے مختلف قسم کی سزائیں تجویز کی جانے لگیں، بالآخر یہ طے پایا کہ اسے ایک تانبے کی بڑی دیگ میں کسی اونچی جگہ پر رکھا جائے اور اس کے نیچے آگ جلادی جائے تاکہ یہ یکدم مرنے کی بجائے تڑپ تڑپ کر مرے اور اس ظالم کو اس کے ظلم کی پوری پوری سزا ملے۔

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اسے تانبے کی دیگ میں رکھ کر نیچے آگ جلادی۔ وہ بادشاہ بہت گھبرایا اور اپنے جھوٹے خداؤں کو باری باری پکارنا شروع کردیا اور کہنے لگا: ''اے میرے معبودو! میں ہمیشہ تمہاری عبادت کرتا رہا، تمہیں سجدے کرتا رہا، اب مجھے اس دردناک عذاب سے بچاؤ۔'' اسی طرح باری باری اس نے تمام جھوٹے خداؤں کو پکارا لیکن اس کا پکارنا رائیگاں گیا۔ کیونکہ وہ تو خود اپنی حفاظت کے محتاج تھے، اس کی کیا حفاظت کرتے۔ بالآخر وہ اپنے جھوٹے خداؤں سے مایوس ہوگیا اور اس نے اپنا چہرہ آسمان کی طرف اٹھایا اور خالقِ حقیقی عزوجل کی طرف دل سے متوجہ ہوا، اور ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کی صدائیں بلند کرنے لگا اور گڑگڑا کر سچے دل سے اللہ عزوجل کو پکارنے لگا۔

اللہ ربُّ العزَّت عزوجل کی بارگاہ میں اس کی یہ مخلصانہ گریہ وزاری مقبول ہوئی، اور اللہ تعالیٰ نے ایسی بارش برسائی کہ ساری آگ بجھ گئی۔ پھر تیز ہوا چلی اور اسے دیگ سمیت اڑا کر لے گئی، اب وہ ہوا میں اڑنے لگا اور یہ صدا بلند کرتا رہا، ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔'' پھر اللہ عزوجل نے اسے دیگ سمیت ایسی قوم میں اُتارا جو مسلمان نہ تھی بلکہ ساری قوم ہی کافر تھی، جب لوگوں نے دیکھا کہ دیگ میں ایک شخص ہے اور وہ کلمہ طیبہ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' پڑھ رہا ہے تو سب لوگ اس کے گرد جمع ہوگئے اور کہنے لگے: ''تیری ہلاکت ہو! یہ تو کیا کہہ رہا ہے۔''

بادشاہ نے کہا: ''میں فلاں ملک کا بادشاہ ہوں اور میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے۔'' جب لوگوں نے بادشاہ کا قصہ سنا تو سب کے سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے اور معبودِ حقیقی عزوجل کی عبادت کرنا شروع کردی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر28:

سمندر میں راستے

حضرت سیدنا قدامہ بن حماطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا سہم بن منجاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ ''ایک مرتبہ ہم حضرت سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنگ کے لئے ''دارین'' کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستجاب الدعوات تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے راستے میں تین دعائیں کیں اور تینوں مقبول ہوئیں۔ راستے میں ایک جگہ پانی بالکل ختم ہوگیا، ہم نے ایک جگہ قافلہ روکا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کے لئے پانی منگوایا اور وضو کرنے کے بعد دو رکعتیں ادا فرمائیں، پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور بارگاہِ خداوندی عزوجل میں اس طرح عرض گزار ہوئے: ''اے ہمارے پروردگار عزوجل! ہم تیرے بندے ہیں، تیری راہ کے مسافر ہیں، ہم تیرے دشمنوں سے قتال کریں گے، اے ہمارے رحیم وکریم پروردگار عزوجل! ہمیں **بارانِ رحمت** سے سیراب فرمادے تاکہ ہم وضو کریں اور اپنی پیاس بجھائیں۔''

اس کے بعد قافلے نے کوچ کیا۔ ابھی ہم نے تھوڑی سی مسافت ہی طے کی تھی کہ گھنگور گھٹائیں چھا گئیں اور یکا یک بارانِ رحمت ہونے لگی، سب نے اپنے اپنے برتن بھر لئے اور پھر ہم وہاں سے آگے چل دیئے۔

حضرت سیدنا سہم بن منجاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''تھوڑی دور چلنے کے بعد مجھے یاد آیا کہ میں اپنا برتن تو اسی جگہ بھول آیا ہوں جہاں بارش ہوئی تھی۔ چنانچہ میں اپنے رفقاء کو بتا کر اس طرف چل دیا جہاں بارش ہوئی تھی۔ جب میں وہاں پہنچا تو یہ دیکھ کر مجھے بڑی حیرانگی ہوئی کہ ابھی کچھ دیر پہلے جہاں شدید بارش کا سماں تھا اب وہاں بارش کے آثار تک نہ تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے یہاں کی زمین پر برسوں سے ایک قطرہ بھی نہیں برسا۔ بہرحال میں اپنے برتن کو لے کر واپس قافلے میں شامل ہوگیا۔

جب ہم ''**دارین**'' پہنچے تو ہمارے اور دشمنوں کے درمیان ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔ ہمارے پاس ایسا ساز وسامان نہ تھا کہ ہم سمندر پار کرسکیں۔ ہم بہت پریشان ہوئے اور معاملہ حضرت سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور ان کلمات کے ساتھ دعا کرنے لگے: ''**یَا عَلِیُّ، یَا عَلِیْمُ، یَا حَلِیْمُ، یَا عَظِیْمُ**'' اے ہمارے پروردگار عزوجل! ہم تیرے بندے ہیں اور تیری راہ کے مسافر ہیں، ہم تیرے دشمنوں سے قتال کریں گے، اے ہمارے پروردگار عزوجل! ہمارے لئے ان کی طرف کوئی راستہ بنا دے۔''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا قبول ہوئی اور ہمارے لئے سمندر میں راستے بن گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں لے کر سمندر میں اُتر گئے اور ہم نے اس طرح سمندر پار کیا کہ ہمارے کپڑے بھی گیلے نہ ہوئے۔ جنگ کے بعد جب ہماری واپسی ہوئی تو راستے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیٹ میں درد ہونے لگا اور اسی درد کی حالت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوگیا۔ ہم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

غسل دینا چاہا لیکن پانی بالکل ختم ہوگیا تھا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بغیر نہلائے کفن دیا گیا، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کر دیا گیا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین کے بعد ہم وہاں سے رخصت ہوگئے۔ ایک جگہ ہمارے قافلے کو پانی میسر آیا تو ہم نے باہم مشورہ کیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دے کر دوبارہ دفن کیا جائے۔ چنانچہ ہم اس جگہ پہنچے جہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کیا تھا۔ لیکن وہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش موجود نہ تھی۔ خوب تلاش کیا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لاشہ مبارک نہ مل سکا پھر ہمیں ایک شخص نے بتایا کہ میں نے حضرت سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصال سے پہلے یہ دعا کرتے سنا تھا: ''یَاعَلِیُّ، یَاعَلِیْمُ، یَاحَلِیْمُ، یَاعَظِیْمُ '' اے ہمارے پروردگار عزوجل! میری موت کو ان لوگوں پر پوشیدہ کر دینا اور میرے ستر کو کسی پر ظاہر نہ فرمانا۔ جب ہم نے یہ سنا تو ہم واپس لوٹ آئے اور ہم سمجھ گئے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ دعا بھی قبول ہو چکی ہے، اسی لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم اطہر نہیں مل رہا۔

حضرت سیدنا عمر بن ثابت بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ بصرہ کے رہنے والے ایک شخص کے کان میں ایک کنکری چلی گئی، طبیبوں نے بہت علاج کیا مگر وہ نہ نکلی بلکہ مزید اندر چلی گئی اور دماغ تک جا پہنچی، اس شخص کا تکلیف کے مارے برا حال تھا، راتوں کی نینداور دن کا آرام وسکون سب برباد ہوگیا، پھر بصرہ میں حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے رفقاء میں سے ایک شخص آیا۔ یہ غم کا مارا اس کے پاس پہنچا اور اپنا درد بیان کیا۔

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے رفیق نے کہا: ''تیرا بھلا ہو، اگر تو چاہتا ہے کہ تیری تکلیف دور ہو جائے تو ان کلمات کے ساتھ اللہ عزوجل سے دعا کر جن کے ذریعے حضرت سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا کرتے تھے، انہوں نے صحراؤں اور سمندروں میں ان کلمات سے دعا کی تو ان کی دعا مقبول ہوئی۔ پس تو بھی انہیں کلمات کے ذریعے دعا کر۔'' وہ شخص عرض گزار ہوا: ''وہ کلمات کون سے ہیں؟'' اس نے بتایا: ''وہ کلمات یہ ہیں: ''یَاعَلِیُّ، یَاعَلِیْمُ، یَاحَلِیْمُ، یَاعَظِیْمُ'' جیسے ہی اس شخص نے ان کلمات کے ساتھ دعا کی فوراً اس کے کان سے وہ کنکری نکلی اور دیوار سے جا لگی اور اس شخص کو سکون نصیب ہوگیا۔

علّامہ ابن حجر عسقلانی قدّس سرہُ الرَّبانی فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصل نام ''عبداللہ بن عماد بن اکبر بن ربیعہ بن مالک بن عوف حضرمی'' تھا۔

آپ نبیِ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابی تھے، حضور نبیِ رحمت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''بحرین'' کا امیر بنا کر بھیجا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحرین کے امیر رہے اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحرین کا امیر برقرار رکھا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر29:

شانِ اولیاء

حضرت سیدنا وہب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے: ''ایک مرتبہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کے حواریوں نے پوچھا: ''اے عیسیٰ علیہ السلام! اللہ عزوجل کے وہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کون ہیں جن پر کوئی خوف ہوگا نہ غم۔''

تو حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ''وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب دنیا داروں کی نظریں دنیا کے ظاہر پر ہوتی ہیں تو ان کی نظریں دنیا کے انجام اور باطن پر ہوتی ہیں۔ جن چیزوں سے انہیں (دینی اعتبار سے) نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو ان اشیاء کو فنا کر ڈالتے ہیں۔ جن چیزوں کے بارے میں انہیں علم ہوتا ہے کہ یہ اشیاء انہیں چھوڑ دیں گی تو ایسی چیزوں کو پہلے ہی ترک کر دیتے ہیں، ان کی نظروں میں کسی شئے کی کثرت، انتہائی قلیل ہوتی ہے اور یہ لوگ عارضی چیزوں کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے۔

جب انہیں دنیوی چیزیں ملتی ہیں تو غمگین ہو جاتے ہیں، دنیاوی آسائشوں کو خاطر میں نہیں لاتے، جس رتبے اور عہدے کے اہل نہیں ہوتے اسے کبھی بھی قبول نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک دنیا پرانی ہو چکی ہے، یہ اس کی تجدید نہیں چاہتے، دنیا ان کی نظروں میں کچھ بھی نہیں، یہ اسے کوئی وقعت نہیں دیتے، خواہشات ان کے سینوں میں دم توڑ چکی ہیں، یہ دنیا کو ترک کرنے کے بعد دوبارہ طلب نہیں کرتے بلکہ اخروی نعمتوں کے خواہش مند رہتے ہیں، انہوں نے اپنی دنیوی نعمتوں کے بدلے اخروی ودائمی نعمتوں کو خرید لیا ہے، اور یہ اس سودے پر بہت خوش ہیں اور اسے نفع بخش سمجھتے ہیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اہلِ دنیا، دنیا کے حصول کے لئے ایک دوسرے سے دست وگریباں ہیں اور دنیا انہیں دھتکار کر چلی گئی تو انہوں نے موت کی یاد کو اپنا مشغلہ بنا لیا اور زندگی کے متعلق غور وفکر ترک کر دیا۔ یہ لوگ اللہ عزوجل اور اس کے ذکر سے محبت کرتے ہیں اور اس کے نور سے فیض یاب ہو کر منور ہو جاتے ہیں۔

ان کی باتیں عجیب وغریب اور ان کی حالت حیران کن ہوتی ہے، کتاب اللہ میں ایسے لوگوں کے لئے خوشخبریاں ہیں اور یہ کتاب اللہ عزوجل پر عمل کرنے والے ہیں۔ قرآن حکیم میں ان کی صفات بیان کی گئی ہیں، اور یہ قرآن پاک کی خوب تلاوت کرتے ہیں، ان کے متعلق قرآن کریم میں معلومات ہیں اور یہی لوگ قرآن پاک کو صحیح سمجھنے والے ہیں۔ یہ اپنے نیک اعمال کو زیادہ گمان نہیں کرتے بلکہ انہیں بہت کم خیال کرتے ہیں، اور جس (یعنی ثواب وانعام) کی انہیں آخرت میں اُمید ہے اس کے علاوہ (دنیا کی) کسی اور نعمت کی امید نہیں رکھتے اور (اخروی عذاب کے علاوہ) کسی چیز سے نہیں ڈرتے بلکہ ہر وقت جہنم کے خوف سے لرزاں رہتے ہیں۔

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم﴾

آنکھیں بے نور ہو گئیں

حکایت نمبر 30:

حضرت سیدنا عثمان بن عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب مسجد سے اپنے گھر کی طرف تشریف لے جاتے تو دروازے پر پہنچ کر ''اللّٰہ اکبر'' کی صدا بلند کرتے، جواب میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجۂ محترمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا بھی ''اللّٰہ اکبر'' کہتیں۔ پھر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صحن میں جاتے تو ''اللّٰہ اکبر'' کہتے، جواب میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجہ بھی ''اللّٰہ اکبر'' کہتیں۔ جب کمرے میں داخل ہوتے تو پھر ''اللّٰہ اکبر'' کہتے اور جواب میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجۂ محترمہ بھی ''اللّٰہ اکبر'' کہتیں، یہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہر روز کا معمول تھا۔

ایک رات جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گھر تشریف لائے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دروازے پر پہنچ کر حسبِ معمول ''اللّٰہ اکبر'' کہا لیکن جواب نہ ملا، پھر جب صحن میں پہنچ کر ''اللّٰہ اکبر'' کہا تب بھی جواب نہ ملا۔ جب کمرے میں پہنچے اور ''اللّٰہ اکبر'' کہا تب بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجہ نے جواباً ''اللّٰہ اکبر'' نہ کہا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجۂ محترمہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کھانا دیا اور چپ چاپ زمین پر بیٹھی رہی، ایسا لگتا تھا جیسے وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ناراض ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر میں روشنی کے لئے چراغ تک نہیں تھا (لیکن آپ پھر بھی صابر و شاکر تھے)۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی زوجہ کو ناراض پایا تو ان سے دریافت کیا: ''اے اللہ عزوجل کی بندی! تو کیوں پریشان ہے؟''

یہ سن کر وہ کہنے لگی: ''تمہارا امیر المؤمنین حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں بڑا مرتبہ ہے، وہ تمہاری بہت تعظیم کرتے ہیں، اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سے ایک خادم مانگ لیں تو وہ ضرور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عنایت فرما دیں گے، ہمارے پاس ایک بھی خادم نہیں جو ہماری خدمت کر سکے، خادم آجائے گا تو ہمیں آسانی ہو جائے گی۔'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور اس طرح بارگاہ خداوندی عزوجل میں عرض گزار ہوئے: ''اے میرے پروردگار عزوجل! اسے اندھا کر دے جس نے میرے گھر والوں کا ذہن خراب کیا ہے اور ہم میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا کا اثر فوراً ظاہر ہوا اور پڑوسیوں کی ایک عورت کی آنکھیں اچانک بے نور ہو گئیں جو اپنے گھر میں تھی اور اسی نے آ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجۂ محترمہ سے کہا تھا کہ اگر تو اپنے خاوند سے کہے تو وہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے غلام حاصل کر سکتے ہیں، اور اگر تمہیں غلام مل گیا تو اس طرح تمہاری زندگی پرسکون ہو جائے گی۔ کچھ نظر نہ آنے کی بناء پر اس نے گھر والوں سے کہا: ''تم نے چراغ کیوں بجھا دیئے؟'' گھر والوں نے کہا: ''چراغ تو جل رہے ہیں، شاید! تمہاری آنکھیں بے کار ہو چکی ہیں۔'' اب وہ عورت بہت پریشان ہوئی اور جب اسے معلوم ہوا کہ یہ حضرت

سیدنا ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا کا اثر ہے تو وہ اپنی حرکت پر بہت شرمندہ ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے معافی چاہی اور زاروقطار رونے لگی، اور عرض کرنے لگی: ''مجھے اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر معاف فرما دیں اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ میری بینائی لوٹ آئے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس پر ترس آنے لگا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور اس کی بینائی کے لئے دعا کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابھی دعا سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ اس عورت کی آنکھیں منور ہوگئیں اور وہ بالکل ٹھیک ہوگئی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 31:

عبادت گزار اور صاحبِ کرامت مجاہد

حضرت سیدنا حماد بن جعفر بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں: ''مجھے میرے والد نے بتایا کہ ایک مرتبہ ہمارا لشکر جہاد کے لئے ''کابُل'' کی طرف گیا۔ ہمارے ساتھ حضرت سیدنا صلہ بن اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، رات کے وقت لشکر نے ایک جگہ قیام کیا، میں نے دل میں ٹھان لی کہ آج میں حضرت سیدنا صلہ بن اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوب غور سے دیکھوں گا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس طرح عبادت کرتے ہیں کیونکہ لوگوں میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادت کا خوب چرچا ہے لہٰذا میں ان کی طرف متوجہ ہوگیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھی اور پھر لیٹ گئے اور لوگوں کے سونے کا انتظار کرنے لگے، جب لوگ خوابِ خرگوش کے مزے لینے لگے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دم اُٹھے اور قریبی جنگل کی طرف چل دیئے۔ میں بھی چپکے چپکے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے چل دیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑے ہوگئے، یکا یک ایک خونخوار شیر نمودار ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بڑھنے لگا۔ میں بہت خوفزدہ ہوا اور درخت پر چڑھ گیا، لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت پر قربان جاؤں، نہ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیر سے ڈرے، نہ ہی اس کی طرف توجہ دی بلکہ نماز ہی میں مگن رہے، جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سجدے میں گئے تو میں نے گمان کیا کہ اب شیر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کرے گا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چیر پھاڑ دے گا لیکن شیر زمین پر بیٹھ گیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اطمینان سے نماز مکمل کی اور سلام پھیرنے کے بعد شیر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: **''اے جنگلی درندے! جا کسی دوسری جگہ اپنا رزق تلاش کر۔''** آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اتنا فرمانا تھا کہ شیر اُلٹے قدموں چل پڑا۔ وہ ایسی خوفناک آواز سے دھاڑ رہا

تھا کہ لگتا تھا کہ پہاڑ بھی اس کی دھاڑ سے پھٹ جائیں گے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر نماز میں مشغول ہوگئے، طلوعِ فجر سے کچھ دیر قبل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھ گئے اور ایسے پاکیزہ الفاظ میں اللہ ربُّ العزَّت کی حمد کی کہ میں نے کبھی حمد کے ایسے کلمات نہ سنے تھے، مگر جس کو اللہ عزوجل چاہے توفیق عطا فرمائے، وہ جس پر چاہے اپنا خاص کرم کرے۔

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور یوں دعا کرنے لگے: ''اے میرے پروردگار عزوجل! میں تجھ سے التجاء کرتا ہوں کہ مجھے جہنم کی آگ سے بچا، میں اس قابل کہاں کہ تجھ سے جنت طلب کروں۔''

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس لشکر کی طرف لوٹ آئے۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حال میں صبح کی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکل تروتازہ تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ گویا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساری رات بستر پر گزاری ہو، اور مجھ پر جو تھکاوٹ اور سستی طاری تھی اسے اللہ عزوجل ہی بہتر جانتا ہے۔

پھر لشکر نے دشمن کی طرف پیش قدمی کی اور جب دشمن کی سرحد کے قریب پہنچے تو امیر لشکر نے اعلان کیا کہ کوئی سوار اپنی سواری پر بھاری سامان نہ چھوڑے، تمام مجاہدین اپنی اپنی سواریاں ہلکی کرلیں۔

اتفاقی بات تھی کہ حضرت سیدنا صلہ بن اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خچر سامان سمیت کہیں بھاگ گیا۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی تو آپ نے نماز پڑھنا شروع کردی۔ لوگوں نے کہا: ''حضور! سارا لشکر جا چکا ہے اور آپ ابھی یہیں موجود ہیں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اس طرح بارگاہ خداوندی عزوجل میں عرض گزار ہوئے: ''اے میرے پروردگار عزوجل! تجھے تیری عزت وجلال کی قسم! میری سواری مجھے سامان سمیت لوٹا دے۔'' ابھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سواری سامان سمیت سامنے موجود تھی۔ پھر جب دشمنوں سے جنگ چھڑی اور دعوتِ مبارزت دی گئی تو ہمارے لشکر کی طرف سے حضرت سیدنا صلہ بن اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا ہشام بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدانِ جنگ میں اترے اور ایسے جنگی جوہر دکھائے کہ جس طرف جاتے دشمنوں کی لاشیں بکھیر دیتے، جو دشمن سامنے آتا اسے واصلِ جہنم کر دیتے، نیزہ زنی اور شمشیر زنی کے ایسے جوہر دکھائے کہ دشمنوں کے پاؤں اکھڑ گئے، ان کے حوصلے پست ہوگئے اور وہ کہنے لگے: ''جب عرب کے دو شہسواروں نے ہمارا یہ حال کر دیا تو اگر پورا عربی لشکر ہم سے لڑا تو ہمارا کیا انجام ہوگا، بہتری اسی میں ہے کہ ہم مسلمانوں سے صلح کرلیں۔ چنانچہ انہوں نے ہم سے جزیہ کی شرط پر صلح کرلی اور مسلمانوں کا لشکر فتح یاب ہو کر واپس پلٹا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر32: **صبر کی انوکھی داستان**

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیٹا جو کہ حضرت سیدتنا اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے تھا وہ فوت ہو گیا، حضرت سیدتنا اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تمام گھر والوں سے کہا کہ جب تک میں ابوطلحہ کو بیٹے کی وفات کا نہ بتاؤں اس وقت تک کوئی بھی انہیں اس کے متعلق نہ بتائے۔ جب حضرت سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کو گھر تشریف لائے تو حضرت سیدتنا اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں رات کا کھانا پیش کیا اور جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھانے سے فارغ ہو چکے تو حضرت سیدتنا اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایسا بناؤ سنگھار کیا کہ اس سے پہلے کبھی نہ کیا تھا پھر حضرت سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے ہمبستری کی اور جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فراغت پا چکے تو حضرت سیدتنا اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: ''اے ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر کسی قوم کو کوئی چیز امانت کے طور پر دی جائے اور پھر وہ امانت ان سے طلب کی جائے تو انہیں وہ امانت واپس کرنی چاہئے یا نہیں؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''انہیں ضرور وہ امانت ادا کرنی چاہئے۔'' یہ جواب سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: ''بس پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹے کو اسی طرح گمان کریں (یعنی وہ بھی ایک امانت تھی جو واپس لے لی گئی)۔''

انہوں نے صبح حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بتایا تو غمخوار آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ دعا فرمائی: ''اللہ عزوجل تمہاری اس رات میں تمہارے لئے برکت عطا فرمائے۔'' پھر حضرت سیدتنا اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاملہ ہو گئیں۔

ایک مرتبہ سفر میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ حضرت سیدتنا اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ جب حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سفر سے واپس تشریف لائے تو رات کا وقت تھا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سفر سے واپسی پر رات کو مدینے میں نہ جاتے۔ جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مدینہ شریف کے قریب پہنچے تو حضرت سیدتنا اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دردِ زِہ اٹھا، چنانچہ حضرت سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے پاس ٹھہرا دیا گیا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم آگے تشریف لے گئے، حضرت سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: ''اے میرے پروردگار عزوجل! تو خوب جانتا ہے کہ میں تو اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب مدینہ طیبہ سے نکلوں تب بھی تیرے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ساتھ ہو، اور جب مدینہ منورہ میں داخلہ ہو تب بھی تیرے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی رفاقت نصیب ہو، اور تجھے معلوم ہے کہ اب میں کیسی آزمائش میں مبتلا ہو گیا ہوں۔'' حضرت سیدتنا اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''اے ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اب میں پہلے کی طرح شدید درد محسوس نہیں کر رہی۔'' چنانچہ ہم چل پڑے اور جب مدینہ منورہ آئے تو انہیں دوبارہ دردِ زِہ شروع ہو گیا اور خوشیاں لٹاتا ہوا ایک مدنی منا تولُّد ہوا۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میری والدہ نے مجھ سے فرمایا: ''اے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تم جب تک صبح اس بچے کو رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ بابرکت میں نہ لے جاؤ اس وقت تک کوئی بھی اسے دودھ نہ پلائے۔'' چنانچہ میں صبح بچے کو لے کر بارگاہِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوگیا، اس وقت حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ہاتھ میں اونٹوں کو داغنے والا آلہ تھا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی نظرِ عنایت جب مجھ پر پڑی تو استفسار فرمایا: ''شاید! اُمِ سلیم کے ہاں بیٹے کی ولادت ہوئی ہے؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے وہ لوہے کا آلہ رکھ دیا۔ میں بچے کو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس لے آیا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے اپنی آغوشِ رحمت میں لے لیا اور مدینہ منورہ کی ''عجوہ'' کھجور منگوائی، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے دہن اقدس میں لے کر چبائی، جب وہ خوب نرم ہوگئی تو بچے کے منہ میں ڈال دی، بچے نے اسے چوسنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس بچے کے چہرے پر اپنا دست شفقت پھیرا اور اس بچے کا نام ''عبداللہ'' رکھا۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی طلحة الأنصاری، الحدیث:۱۰۷(۲۱۴۴)،ص۱۱۰۹)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 33: نعمت پر غمگین اور مصیبت پر خوش ہونے والی عورت

حضرت سیدنا ابن یسار مسلم علیہ رحمۃ اللہ المنعم فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں تجارت کی غرض سے ''بحرین'' کی طرف گیا، وہاں میں نے دیکھا کہ ایک گھر کی طرف بہت لوگوں کا آنا جانا ہے، میں بھی اس طرف چل دیا۔ وہاں جا کر دیکھا کہ ایک عورت نہایت افسردہ اور غمگین پھٹے پرانے کپڑے پہنے مصلے پر بیٹھی ہے اور اس کے اردگرد غلاموں اور لونڈیوں کی کثرت ہے، اس کے کئی بیٹے اور بیٹیاں ہیں، تجارت کا بہت سارا ساز و سامان اس کی ملکیت میں ہے، خریداروں کا ہجوم لگا ہوا ہے، وہ عورت ہر طرح کی نعمتوں کے باوجود نہایت ہی غمگین تھی نہ کسی سے بات کرتی، نہ ہی ہنستی۔

میں وہاں سے واپس لوٹ آیا اور اپنے کاموں سے فارغ ہونے کے بعد دوبارہ اسی گھر کی طرف چل دیا۔ وہاں جا کر میں نے اس عورت کو سلام کیا۔ اس نے جواب دیا اور کہنے لگی: ''اگر کبھی دوبارہ یہاں آنا ہوا اور کوئی کام ہو تو ہمارے پاس ضرور آنا،

پھر میں واپس اپنے شہر چلا آیا۔ کچھ عرصہ بعد مجھے دوبارہ کسی کام کے لئے اسی عورت کے شہر میں جانا پڑا۔ جب میں اس کے گھر گیا تو دیکھا کہ اب وہاں کسی طرح کی چہل پہل نہیں۔ نہ تجارتی سامان ہے، نہ خدّام ولونڈیاں نظر آرہی ہیں اور نہ ہی اس عورت کے لڑکے موجود ہیں، ہر طرف ویرانی چھائی ہوئی ہے۔ میں بڑا حیران ہوا اور میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے کسی کے ہنسنے اور باتیں کرنے کی آواز آنے لگی۔ جب دروازہ کھولا گیا اور میں اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ وہی عورت اب نہایت قیمتی اور خوش رنگ لباس میں ملبوس بڑی خوش وخرم نظر آرہی تھی، اور اس کے ساتھ صرف ایک عورت گھر میں موجود تھی۔ اس کے علاوہ کوئی اور نہ تھا۔ مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں نے اس عورت سے پوچھا: ''جب میں پچھلی مرتبہ تمہارے پاس آیا تھا تو تم کثیر نعمتوں کے باوجود غمگین اور نہایت افسردہ تھیں لیکن اب خادموں، لونڈیوں اور دولت کی عدم موجودگی میں بھی بہت خوش اور مطمئن نظر آرہی ہو، اس میں کیا راز ہے؟''

تو وہ عورت کہنے لگی: ''تم تعجب نہ کرو، بات دراصل یہ ہے کہ جب پچھلی مرتبہ تم مجھ سے ملے تو میرے پاس دنیاوی نعمتوں کی بہتات تھی، میرے پاس مال ودولت اور اولاد کی کثرت تھی، اس حالت میں مجھے یہ خوف ہوا کہ شاید! میرا رب عزوجل مجھ سے ناراض ہے، اس وجہ سے مجھے کوئی مصیبت اور غم نہیں پہنچتا ورنہ اس کے پسندیدہ بندے تو آزمائشوں اور مصیبتوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ اس وقت یہی سوچ کر میں پریشان وغمگین تھی اور میں نے اپنی حالت ایسی بنائی ہوئی تھی۔

اس کے بعد میرے مال واولاد پر مسلسل مصیبتیں ٹوٹتی رہیں، میرا سارا اثاثہ ضائع ہوگیا، میرے تمام بیٹوں اور بیٹیوں کا انتقال ہوگیا، خدّام ولونڈیاں سب جاتی رہیں اور میری تمام دنیاوی نعمتیں مجھ سے چھن گئیں۔ اب میں بہت خوش ہوں کہ میرا رب عزوجل مجھ سے خوش ہے اسی وجہ سے تو اس نے مجھے آزمائش میں مبتلا کیا ہے۔ پس میں اس حالت میں اپنے آپ کو بہت خوش نصیب سمجھ رہی ہوں، اسی لئے میں نے اچھا لباس پہنا ہوا ہے۔ حضرت سیدنا یسار مسلم علیہ رحمۃ اللہ المُنعِم فرماتے ہیں: اس کے بعد میں وہاں سے چلا آیا اور میں نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اس عورت کے متعلق بتایا تو وہ فرمانے لگے: ''اس عورت کا حال تو حضرت سیدنا ایوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی طرح ہے اور میرا تو یہ حال ہے کہ ایک مرتبہ میری چادر پھٹ گئی میں نے اسے ٹھیک کروایا لیکن وہ میری مرضی کے مطابق ٹھیک نہ ہوئی تو مجھے اس بات نے کافی دن غمگین رکھا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر34:

حجام اور دو ہزار دینار

حضرت سیدنا احمد جعفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا ابو علی حسین بن خیران کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابو تراب نخشبی علیہ رحمۃ اللہ القوی حجام کے پاس گئے اور فرمایا: ''اللہ عزوجل کی رضا کے لئے میرے سر کے بال مونڈ دو۔'' حجام نے کہا: ''بیٹھ جائیے۔'' آپ بیٹھ گئے اور حجام نے آپ کے بال مونڈنا شروع کر دیئے، اسی دوران اس شہر کے حاکم کا وہاں سے گزر ہوا تو اس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھ کر اپنے خدّام سے پوچھا: ''کیا یہ حضرت سیدنا ابو تراب نخشبی علیہ رحمۃ اللہ القوی تو نہیں؟'' خدّام نے کہا: ''جی ہاں! یہ حضرت سیدنا ابو تراب نخشبی علیہ رحمۃ اللہ القوی ہی ہیں۔'' حاکم نے خدّام سے کہا: ''تمہارے پاس اس وقت کتنی رقم موجود ہے؟'' ایک خادم نے کہا: ''حضور! میرے پاس اس وقت اس چمڑے کے بیگ میں ایک ہزار دینار ہیں۔'' حاکم نے کہا: ''جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حلق کروا چکیں تو آپ کو ہماری طرف سے یہ ہزار دینار نذرانہ پیش کرنا اور معذرت بھی کرنا کہ اس وقت ہمارے پاس اتنے ہی موجود تھے ورنہ کچھ زیادہ نذرانہ پیش کرتے۔''

خادم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا اور عرض گزار ہوا: ''حضور! یہ کچھ رقم حاکم شہر نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے بھجوائی ہے اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سلام عرض کیا ہے، اور کہا ہے کہ ہمارے پاس ابھی اسی قدر رقم موجود تھی ورنہ کچھ زیادہ پیش کرتے، یہی حقیر سا نذرانہ قبول فرمالیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ سن کر کہا: ''یہ رقم اس حجام کو دے دو۔'' حجام فوراً بولا: ''میں اتنی رقم کا کیا کروں گا؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''یہ رقم لے لو۔'' حجام نے عرض کی: ''میں یہ رقم کبھی بھی قبول نہیں کروں گا، خدا عزوجل کی قسم! اگر یہ دو ہزار دینار بھی ہوتے پھر بھی میں انہیں قبول نہ کرتا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس خادم سے فرمایا: ''یہ رقم واپس اپنے حاکم کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہنا کہ یہ تو حجام نے بھی قبول نہیں کی، اسے آپ اپنے پاس رکھیں اور اپنے ان امور میں خرچ کریں جو آپ کے ذمہ ہیں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر35:

اِسے کفن کون دے گا........؟

حضرت سیدنا ابوعبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مسجد میں مُؤَذِّن تھے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''میرا ایک نوجوان پڑوسی تھا، جیسے ہی میں اذان دیتا وہ فوراً مسجد میں آجاتا اور ہر نماز میرے ساتھ باجماعت پڑھتا، نماز کے فوراً بعد جوتے پہنتا اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوجاتا، میری یہ خواہش تھی، اے کاش! یہ نوجوان مجھ سے گفتگو کرے یا مجھ سے اپنی کوئی حاجت طلب کرے، پھر ایک دن وہ نوجوان میرے پاس آیا اور کہنے لگا:''اے ابوعبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! کیا تم مجھے کچھ دیر کے لئے عاریتاً قرآن پاک دے سکتے ہو تاکہ میں تلاوت کرسکوں؟'' میں نے اسے قرآن پاک دے دیا، اس نے قرآن حکیم کو اپنے سینے سے لگایا اور کہنے لگا:''آج ہمیں ضرور کوئی عظیم واقعہ پیش آنے والا ہے۔'' یہ کہہ کر وہ نوجوان اپنے گھر کی طرف روانہ ہوگیا اور سارا دن مجھے نظر نہ آیا۔ میں نے مغرب کی اذان دی اور نماز پڑھی لیکن وہ نوجوان نہ آیا پھر عشاء کی نماز میں بھی وہ نہ آیا تو مجھے بڑی تشویش ہوئی۔نماز کے فوراً بعد میں اس کے گھر کی طرف روانہ ہوگیا۔جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ اس نوجوان کی میت وہاں موجود ہے اور ایک طرف بالٹی اور لوٹا پڑا ہوا ہے اور قرآن پاک اس نوجوان کی گود میں ہے۔ میں نے قرآن پاک اٹھایا اور لوگوں کو اس کی موت کی خبر دی اور پھر ہم نے اسے اٹھا کر چارپائی پر رکھا۔ میں ساری رات یہ سوچتا رہا کہ اس کا کفن کس سے مانگوں؟ اسے کفن کون دے گا؟ جب نماز فجر کا وقت ہوا تو میں نے اذان دی اور پھر جیسے ہی مسجد میں داخل ہوا تو مجھے محراب میں ایک نور سا نظر آیا۔ جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک کفن وہاں پڑا ہوا ہے، میں نے اسے اٹھایا اور اپنے گھر رکھ آیا اور اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا کہ اس نے کفن کا مسئلہ حل فرمادیا پھر میں نے نماز فجر پڑھنا شروع کی جب سلام پھیرا تو دیکھا کہ میری دائیں طرف حضرت سیدنا ثابت بنانی، حضرت سیدنا مالک بن دینار، حضرت سیدنا حبیب فارسی اور حضرت سیدنا صالح المری رحمہم اللہ تعالیٰ موجود ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا:''اے میرے بھائیو! آج صبح صبح آپ لوگ یہاں کیسے تشریف لائے؟ خیریت تو ہے؟'' وہ فرمانے لگے:''کیا تمہارے پڑوس میں آج رات کسی کا انتقال ہوا ہے؟'' میں نے کہا:''جی ہاں! ایک نوجوان کا انتقال ہوا ہے جو میرے ساتھ ہی نماز پڑھا کرتا تھا۔'' انہوں نے کہا:''ہمیں اس کے پاس لے چلو۔'' میں انہیں لے کر اس نوجوان کے گھر پہنچا تو حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور اس کے سجدے والی جگہ کو بوسہ دینے لگے، پھر فرمایا:''اے حجاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! میرے ماں باپ تجھ پر قربان! جہاں بھی تیرا حال لوگوں پر ظاہر ہوا تو نے اس جگہ کو چھوڑ دیا اور ایسی جگہ سکونت اختیار کرلی جہاں کوئی تجھے جاننے والا نہ تھا۔''

اس کے بعد ان بزرگوں نے اس نوجوان کو غسل دینا شروع کیا۔ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک کفن تھا، ہر ایک یہی

کہنے لگا: ''اس نوجوان کو میں کفن دوں گا۔'' جب معاملہ طول پکڑ گیا تو میں نے ان سے کہا: ''میں ساری رات اسی پریشانی میں رہا کہ اس نوجوان کو کفن کون دے گا، پھر صبح جب میں مسجد میں آیا اور اذان دینے کے بعد نماز پڑھنے لگا تو سامنے محراب میں مجھے یہ کفن نظر آیا، میں نہیں جانتا کہ کس نے یہ کفن وہاں رکھا تھا۔'' اس پر سبھی کہنے لگے: ''اس نوجوان کو یہی کفن دیا جائے گا۔'' پھر ہم نے اسے وہی کفن دیا اور اسے لے کر قبرستان کی طرف چل دیئے، اس نوجوان کے جنازہ میں اتنے لوگ شریک ہوئے کہ ہمیں کندھا دینے کا بھی موقع نہ مل سکا، معلوم نہیں کہ اتنے زیادہ لوگ کہاں سے اس نوجوان کے جنازے میں شرکت کے لئے آ گئے تھے؟

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر36: ریشمی کفن

حضرت سیدنا ابو عبداللہ براثی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں، مجھے حضرت سیدنا خلف برزائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا: ''میری کفالت میں ایک کوڑھ زدہ نوجوان دیا گیا جس کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے تھے اور آنکھوں سے بھی اندھا تھا، میں نے اسے کوڑھ زدہ لوگوں کے ساتھ کر دیا، اسی طرح کافی دن گزر گئے کہ میں اس سے بالکل غافل رہا۔ پھر مجھے اس کا خیال آیا، چنانچہ میں اس کے پاس گیا اور اس سے کہا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! تمہارا کیا حال ہے؟ میں تمہاری طرف سے کافی دن غفلت میں رہا، تم سے تمہارا حال دریافت نہ کر سکا۔''

وہ کہنے لگا: ''میرا ایک دوست ہے جس کی محبت نے میری تمام تکلیفوں کا احاطہ کیا ہوا ہے، اس کی محبت کی وجہ سے مجھے اپنا درد وغم محسوس نہیں ہوتا، میرا وہ دوست مجھ سے کبھی بھی غافل نہیں ہوتا۔''

میں نے کہا: ''(مجھے معاف کرنا) میں تمہیں بھول گیا تھا۔'' وہ کہنے لگا: ''مجھے تمہارے بھولنے کی کوئی پرواہ نہیں، مجھے یاد کرنے والا موجود ہے، اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک دوست دوسرے دوست کو یاد نہ رکھے، میرا دوست ہر وقت میرا خیال رکھتا ہے۔'' میں نے اس سے کہا: ''اگر تم چاہو تو میں تمہاری شادی کسی ایسی عورت سے کرا دوں جو تمہاری اس گندگی کو دور کر دے اور تمہارے زخموں کی دیکھ بھال کرے۔'' تو وہ رونے لگا، پھر ایک آہِ سرد دل پر درد سے کھینچی اور آسمان کی طرف نظر اٹھاتے ہوئے کہنے لگا: ''اے میرے دل وجان سے پیارے دوست!'' اتنا کہہ کر اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی، پھر جب افاقہ ہوا تو میں نے اس سے پوچھا: ''تم کیا کہتے

ہو؟ کیا تمہاری شادی کرادوں؟'' کہنے لگا:''تم میری شادی کیسے کراؤ گے حالانکہ میں تو دنیا کا بادشاہ اور سردار ہوں۔'' میں نے کہا: ''تیرے پاس دنیا کی کونسی نعمت ہے؟'' ہاتھ پاؤں تیرے نہیں، آنکھوں سے تو اندھا ہے اور تو اپنے منہ سے اس طرح کھاتا ہے جیسے جانور کھاتے ہیں، پھر بھلا تو دنیا کا سردار کیسے ہوسکتا ہے؟'' وہ کہنے لگا:''میں اپنے مولا سے راضی ہوں کہ اس نے میرے جسم کو آزمائش میں مبتلا کیا اور میری زبان کو اپنے ذکر سے تروتازہ رکھا، یہ میری سب سے بڑی خوش نصیبی ہے۔''

پھر وہ شخص میرے پاس سے چلا گیا اور کچھ ہی عرصہ بعد اس کا انتقال ہوگیا، میں اس کے لئے کفن لے کر آیا جو کچھ بڑا تھا، میں نے بڑا حصہ کاٹ لیا اور اس کو کفن پہنا کر نماز جنازہ پڑھی پھر اسے دفنا دیا گیا، رات کو میں نے خواب دیکھا تو کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا:''اے خلف! تم نے ہمارے ولی اور دوست کے کفن میں کنجوسی کی، یہ لو تمہارا کفن تمہیں واپس دیا جاتا ہے، اور ہم نے اپنے اس ولی کو سندس وریشم کا قیمتی کفن پہنا دیا ہے۔ جب میں بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرا دیا ہوا کفن گھر میں پڑا ہوا تھا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

حکایت نمبر37:

چمکتے ہوئے چراغ

حضرت سیدنا بشر بن حارث علیہ رحمۃ اللہ الوارث فرماتے ہیں:''ایک مرتبہ میں ملک شام روانہ ہوا، راستے میں میری ملاقات ایک عجیب وغریب شخص سے ہوئی، اس کے جسم پر ایک پھٹا پرانا کرتہ تھا جس میں جگہ جگہ گرہیں لگی ہوئی تھیں، وہ بڑا حیران وپریشان ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا گویا کہ وہ کسی خوفناک چیز سے وحشت زدہ ہے۔ میں اس کے قریب گیا اور کہا:''اے بھائی! اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، آپ کہاں سے آئے ہیں؟'' کہنے لگا:''اسی کے پاس سے آیا ہوں۔'' میں نے پوچھا:''کہاں کا ارادہ ہے؟'' کہنے لگا:''اسی کی طرف۔'' میں نے کہا:''اللہ عزوجل آپ پر رحم کرے، نجات کس چیز میں ہے؟'' کہنے لگا:''تقوی وپرہیزگاری اور اس ذات کے بارے میں غوروفکر کرنے میں جس کے تم طالب ہو۔''

میں نے کہا:''مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔'' وہ شخص کہنے لگا:''میں تمہیں اس قابل نہیں سمجھتا کہ تم نصیحت قبول کرو گے۔'' میں نے کہا:''ان شاء اللہ عزوجل! میں نصیحت قبول کروں گا۔'' یہ سن کر اس نے کہا:''لوگوں سے ہمیشہ دور بھاگنا، کبھی ان کی قربت اختیار نہ کرنا، دنیا سے ہمیشہ بے رغبت رہنا ورنہ یہ تجھے ہلاکتوں کے منہ میں ڈال دے گی۔ جس نے دنیا کی حقیقت کو جان لیا وہ کبھی بھی اس کی طرف سے مطمئن نہیں ہوگا، جس نے اس کی تکالیف کو دیکھ لیا اس نے ان تکالیف کی دوائیں بھی تیار کرلیں، اور جس نے آخرت کو جان لیا وہ اس کے حصول میں مگن ہوگیا۔ جو شخص بھی آخرت کی نعمتوں میں غوروفکر کرتا ہے وہ ضرور ان کو طلب

کرتا ہے اور مشکل ترین نیک اعمال اس کے لئے آسان ہو جاتے ہیں۔ جب ان اخروی نعمتوں کی طرف ہر سمجھدار کا دل مائل ہوتا ہے تو جس پروردگار عزوجل نے یہ نعمتیں بنائیں اور انہیں پاکیزہ وسرورکن بنایا وہ ذات اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ اس کی طرف رغبت کی جائے، اور اسی کی رضا کے لئے اعمال صالحہ کئے جائیں ۔ لٰہذا عقل مند لوگ مخلوق کی بجائے خالق کی طرف دل لگائے ہوئے ہیں، اسی کی محبت کے اسیر ہیں۔ وہ پروردگار عزوجل انہیں اپنی محبت کے جام پلاتا ہے اور یہ لوگ اپنی زندگی میں ہر وقت اس کی محبت کے پیاسے ہیں، انہیں سیرابی ہوتی ہی نہیں، وہ ہر وقت اپنے خالق حقیقی عزوجل کے عشق میں مست رہتے ہیں۔

پھر وہ مجھ سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگا: ''کیا تم ان باتوں کو سمجھ چکے ہو جو میں نے بیان کیں؟'' میں نے کہا: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، جو کچھ آپ نے بیان کیا میں وہ تمام باتیں سمجھ چکا ہوں۔'' کہنے لگا: ''اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ اس نے تمہیں یہ باتیں سمجھا دیں۔ یہ کہتے وقت اس کے چہرے پر ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی، پھر مجھ سے کہا: ''تمہارے لئے وہ لوگ مشعلِ راہ ہیں جو اس کی محبت کے پیاسے ہیں اور وہ جامِ عشق سے سیر نہیں ہوتے، ان کے دلوں میں حکمت کے چشمے موجزن ہیں، یہ لوگ بہت عقل مند و تیز فہم ہیں، ان کی خواہشات انہیں گمراہ نہیں کر سکتیں اور نہ ہی کوئی انہیں اللہ عزوجل کی محبت سے غافل کر سکتا ہے، اپنی مضبوطی اور دلیری میں یہ شیر کی طرح ہیں، اپنے توکل میں غنی ہیں، مصیبتوں میں ثابت قدم رہنے والے ہیں، مخلوق میں سب سے زیادہ نرم دل اور انیس ہیں، شرم وحیا کے معاملے میں بہت شدید ہیں اور اپنے مقاصد میں بہت شریف۔ نہ غرور وتکبر کرتے ہیں، نہ ہی جھوٹی عاجزی کرتے ہیں۔ پس یہ لوگ اللہ عزوجل کے مخلص بندے اور مخلوق کے لئے چمکتے ہوئے چراغ ہیں۔

پھر مجھ سے کہا: ''اللہ عزوجل ہمیں ان چند کلمات کا اچھا صلہ عطا فرمائے۔'' پھر اس نے سلام کیا اور جانے لگا تو میں نے کہا: ''میں آپ کی صحبت میں رہنا چاہتا ہوں۔'' مگر اُس نے انکار کر دیا اور کہا: ''میں تجھے یاد رکھوں گا تو مجھے یاد رکھنا۔'' یہ کہہ کر وہ چلا گیا، اور میں وہیں کھڑا اسے دیکھتا رہا۔

حضرت سیدنا بشر بن حارث علیہ رحمۃ اللہ الوارث فرماتے ہیں: ''جب حضرت سیدنا عیسٰی بن یونس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے میری ملاقات ہوئی اور میں نے انہیں یہ واقعہ سنایا تو وہ فرمانے لگے: ''کہ اس نے تجھ سے محبت کا اظہار کیا، وہ بہت نیک شخص ہے اور اس کا شمار بڑے بڑے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں ہوتا ہے، اس نے ایک پہاڑ پر رہائش رکھی ہوئی ہے، صرف نماز جمعہ کے لئے شہر میں آتا ہے اور اس دن سوکھی لکڑیاں بیچتا ہے، ان سے جو رقم ملتی ہے وہ اسے پورے ہفتے کفایت کرتی ہے۔ مجھے تو تعجب ہے کہ اس نے تجھ سے بات چیت کی اور تو نے اس سے سنی ہوئی نصیحتوں کو یاد کر لیا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر38:

خوفِ خدا عزوجل کے سبب اپنی آنکھ نکال دی

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، ایک مرتبہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بہت سے لوگوں کو لے کر بارش کی دعا کرنے چلے، وحی نازل ہوئی کہ ''جب تک تمہارے ساتھ گناہگار لوگ موجود ہیں بارش نہیں برسائی جائے گی۔'' چنانچہ آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان کیا: ''تم میں سے جو جو گناہگار ہے وہ چلا جائے، جس نے کوئی گناہ کیا ہو وہ ہمارے ساتھ نہ رکے۔'' یہ سن کر تمام لوگ واپس پلٹ گئے لیکن ایک ایسا شخص باقی رہا جس کی ایک آنکھ ضائع ہو چکی تھی۔ آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے دریافت فرمایا: ''تم واپس کیوں نہیں گئے؟'' وہ شخص عرض گزار ہوا: ''یا روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام! میں نے لمحہ بھر بھی اللہ عزوجل کی نافرمانی نہیں کی، البتہ! ایک مرتبہ بلا قصد میری نظر ایک اجنبی عورت کے پاؤں پر پڑ گئی تھی، اپنے اس فعل پر میں بہت شرمندہ ہوا اور اپنی سیدھی آنکھ نکال پھینکی۔ خدا عزوجل کی قسم! اگر میری دوسری آنکھ ایسی خطا کرتی تو میں اسے بھی نکال پھینکتا۔''

یہ سن کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام رونے لگے اور اتنا روئے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی، پھر اس شخص سے فرمایا: ''تو ہمارے لئے دعا کر میری نسبت تو زیادہ دعا کرنے کا حق دار ہے کیونکہ میں تو نبوت کی وجہ سے گناہوں سے **معصوم** ہوں، اور تو معصوم بھی نہیں لیکن پھر بھی ساری زندگی گناہوں سے بچتا رہا۔''

چنانچہ وہ شخص آگے بڑھا اور اپنے ہاتھ بلند کر دیئے، پھر کچھ اس طرح سے بارگاہ خداوندی عزوجل میں عرض گزار ہوا: ''اے ہمارے پروردگار عزوجل! تو نے ہی ہمیں پیدا فرمایا اور تو ہماری پیدائش سے پہلے بھی جانتا تھا کہ ہم کیا عمل کرنے والے ہیں، پھر بھی تو نے ہمیں پیدا فرمایا، جب تو نے ہمیں پیدا فرما دیا تو تُو ہی ہمارے رزق کا کفیل ہے۔ اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہمیں بارانِ رحمت عطا فرما۔''

اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں عیسیٰ (علیہ السلام) کی جان ہے! ابھی وہ شخص دعا سے فارغ بھی نہ ہونے پایا تھا کہ ایسی بارش آئی گویا آسمان پھٹ پڑا ہو اور اس کی دعا کی برکت سے پیاسے سیراب ہو گئے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر39:

ایسے ہوتے ہیں ڈرنے والے!

حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں، میں ایک اندھیری رات سفر پر روانہ ہوا، میں راستے میں ایک جگہ بیٹھ گیا، اچانک میں نے کسی نوجوان کے رونے کی آواز سنی جو روتے ہوئے اس طرح کہہ رہا تھا: ''اے میرے پروردگار عزوجل! تیری عزت وجلال کی قسم! میں نے تیری نافرمانی تیری مخالفت کی بناء پر نہیں کی اور نہ ہی گناہ کرتے وقت میں تیرے عذاب سے بے خبر تھا بلکہ میری بدبختی نے گناہ کو میرے لئے مزیّن کر دیا، اور میں تیری صفتِ ستاری کی وجہ سے گناہوں پر دلیر ہو گیا۔ تو بار بار میرے گناہوں پر پردہ ڈالتا رہا، میں گناہوں پر جرأت کرتا رہا۔ ہائے میری بربادی! اب مجھے تیرے عذاب سے کون بچائے گا؟ اگر تو نے مجھ سے تعلق ختم کر دیا تو میں کس سے رشتہ قائم کروں گا۔ ہائے افسوس! میں نے ساری جوانی تیری نافرمانی میں گزار دی، میں بار بار توبہ کرتا پھر گناہ کر ڈالتا، اب تو توبہ کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔''

حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ''اس نوجوان کی گریہ وزاری سن کر میں نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت کی:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓىِٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ (پ۲۸، تحریم:۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، اس پر سخت کرّے (طاقتور) فرشتے مقرر ہیں۔

جب میں نے یہ آیت تلاوت کی تو مجھے ایک چیخ سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہوگئی۔ اس کے بعد میں وہاں سے آگے روانہ ہوگیا، صبح جب میں دوبارہ اسی مکان کے قریب آیا تو وہاں کسی کا جنازہ رکھا ہوا تھا، اور ایک بوڑھی عورت وہاں موجود تھی۔ میں نے اس سے پوچھا: ''یہ کس کا جنازہ ہے؟'' کہنے لگی: ''تو کون ہے؟ اور اس کے متعلق پوچھ کر میرے غم کو کیوں تازہ کرنا چاہتا ہے؟'' میں نے کہا: ''میں ایک مسافر ہوں۔'' پھر اس بوڑھی عورت نے بتایا: ''یہ میرے بیٹے کی لاش ہے، کل رات یہ نماز پڑھ رہا تھا کہ کوئی شخص گلی سے گزرا اور اس نے ایسی آیت پڑھی جس میں جہنم کی آگ کا تذکرہ تھا، پس اُس آیت کو سن کر میرا بیٹا تڑپنے لگا اور اس نے روتے روتے جان دے دی۔'' یہ سن کر حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار وہاں سے چلے آئے اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرمانے لگے: ''اے ابن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار! **''ایسے ہوتے ہیں ڈرنے والے۔''**

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 40:

تلاوتِ قرآن کریم کی چاشنی

حضرت سیدنا صالح مری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار میرے پاس آئے اور فرمانے لگے: ''کل صبح فلاں جگہ پہنچ جانا، میرے کچھ اور دوست بھی وہاں پہنچ جائیں گے، پھر ہم حضرت سیدنا ابو جہیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات کے لئے چلیں گے۔'' میں نے کہا: ''ٹھیک ہے، میں مقررہ وقت پر وہاں پہنچ جاؤں گا۔'' جب میں صبح اس جگہ پہنچا جہاں کا مجھے کہا گیا تھا تو حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار مجھ سے پہلے ہی وہاں موجود تھے اور ان کے ساتھ حضرت سیدنا محمد بن واسع، حضرت سیدنا ثابت بنانی اور حضرت سیدنا حبیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم بھی موجود تھے۔ میں نے ان سب کو ایک ساتھ دیکھ کر دل میں کہا: ''اللہ عزوجل کی قسم! آج کا دن بہت خوش کن ہوگا۔'' پھر ہم سب حضرت سیدنا ابو جہیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف چل دیئے۔ حضرت سیدنا ابو جہیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے گھر میں عبادت کے لئے ایک جگہ مخصوص کر رکھی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''بصرہ شہر'' میں صرف نمازِ جمعہ کے لئے تشریف لاتے اور نماز کے بعد فوراً ہی واپس تشریف لے جاتے۔

حضرت سیدنا صالح مری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ہم ایک انتہائی خوبصورت جگہ سے گزرے تو حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے فرمایا: ''اے ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! اس جگہ نماز پڑھ لو، کل بروزِ قیامت یہ جگہ تمہاری گواہی دے گی۔'' پھر ہم حضرت سیدنا ابو جہیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر پہنچے اور ان کے متعلق پوچھا تو پتا چلا کہ وہ نماز پڑھنے گئے ہیں، ہم ان کا انتظار کرنے لگے، کچھ ہی دیر بعد حضرت سیدنا ابو جہیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت غمزدہ، پریشان حال اور بہت کمزور تھے، ایسا لگتا تھا جیسے ابھی قبر سے نکل کر آرہے ہوں۔ پھر انہوں نے مختصر سی نماز پڑھی اور نہایت غمگین حالت میں ایک جگہ بیٹھ گئے۔ ان سے مصافحہ کرنے کے لئے سب سے پہلے حضرت سیدنا محمد بن واسع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گئے اور انہوں نے سلام کیا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا اور پوچھا: ''تم کون ہو؟ میں تمہاری آواز نہیں پہچان پایا۔'' حضرت سیدنا محمد بن واسع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی: ''میں بصرہ سے آیا ہوں۔'' پوچھا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: ''میرا نام محمد بن واسع ہے۔'' یہ سن کر فرمانے لگے: ''مرحبا، مرحبا! کیا تم ہی محمد بن واسع ہو جن کے متعلق بصرہ والے یہ کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ فضیلت والے یہی ہیں، خوش آمدید بیٹھ جایئے۔'' پھر حضرت سیدنا ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلام کیا، ان سے بھی نام پوچھا تو انہوں نے بتایا: ''میرا نام ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔'' یہ سن کر فرمانے لگے: ''مرحبا، اے ثابت! کیا تمہارے ہی متعلق لوگوں میں مشہور ہے کہ سب سے زیادہ لمبی نماز پڑھنے والے ثابت بنانی ہیں، خوش آمدید! آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) تشریف رکھیں۔''

پھر حضرت سیدنا حبیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلام کے لئے حاضر ہوئے۔ ان سے پوچھا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' عرض کی:

''حبیب ۔''فرمایا:''کیاتم ہی وہ حبیب ہوجن کے متعلق مشہور ہے کہ اللہ عزوجل کے سوا کبھی کسی سے کوئی سوال نہیں کرتے ،خوش آمدید! تشریف رکھئے ۔''پھر حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے سلام کیا اور جب اپنا نام بتایا تو فرمایا:''مرحبا! مرحبا! اے مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار! تمہارے ہی متعلق مشہور ہے کہ تم سب سے زیادہ مجاہدہ کرنے والے ہو۔''پھر انہیں بھی اپنے پاس بٹھالیا۔

پھر میں سلام کے لئے حاضر ہوا۔جب میرانام پوچھا تو میں نے اپنا نام بتایا،فرمانے لگے:''اچھا! تمہارے ہی متعلق مشہور ہے کہ تم قرآن بہت اچھا پڑھتے ہو،میری بڑی خواہش تھی کہ تم سے قرآن سنوں: آج مجھے قرآن سناؤ۔''حکم ملتے ہی میں نے تلاوت شروع کردی۔خداعزوجل کی قسم! ابھی میں تَعَوُّذ (یعنی اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم) بھی مکمل نہ کر پایا تھا کہ وہ بے ہوش ہوگئے۔جب افاقہ ہوا تو فرمانے لگے:''اے صالح (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! مجھے قرآن سناؤ۔''چنانچہ میں نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت کی:

وَقَدِمْنَاۤ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو کچھ انہوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کردیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔ (پ ۱۹، الفرقان: ۲۳)

جیسے ہی انہوں نے یہ آیت سنی ایک چیخ ماری اور پھر ان کے گلے سے عجیب وغریب آواز آنے لگی اور تڑپنے لگے پھر یکدم ساکت ہوگئے۔ہم ان کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی،ہم نے لوگوں سے پوچھا: ''کیا ان کے گھر والوں میں سے کوئی موجود ہے؟''لوگوں نے بتایا:''ایک بوڑھی عورت ان کی خدمت کرتی ہے۔''جب اس بوڑھی عورت کو بلایا گیا تو اس نے پوچھا:''کس طرح ان کا انتقال ہوا؟''ہم نے بتایا:''ان کے سامنے قرآن کی ایک آیت پڑھی گئی جسے سنتے ہی ان کی روح پرواز کرگئی۔''

اُس عورت نے پوچھا:''تلاوت کس نے کی تھی؟ شاید! حضرت سیدنا صالح قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے تلاوت کی ہوگی۔''ہم نے کہا:''جی ہاں! تلاوت تو حضرت صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی نے کی ہے لیکن تم انہیں کس طرح جانتی ہو؟'' کہنے لگی: ''میں انہیں جانتی تو نہیں مگر حضرت سیدنا ابوجہیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر میرے سامنے حضرت سیدنا صالح قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے تلاوت کی تو میں ان کی تلاوت سنتے ہی مرجاؤں گا۔''

پھر اس عورت نے کہا:''خداعزوجل کی قسم! حضرت صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (کی پردرد آواز) نے ہمارے حبیب کو قتل کر ڈالا۔'' یہ کہہ کر وہ عورت رونے لگی۔پھر ہم سب نے مل کر حضرت سیدنا ابوجہیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تجہیز وتکفین کی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

عقل کے چور

حکایت نمبر41:

حضرت سیدنا عبدالواحد بن یزید علیہ رحمۃ اللہ المجید فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں ایک راہب کے پاس سے گزرا جو لوگوں سے الگ تھلگ اپنے صومعہ (یعنی عبادت خانہ) میں رہتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: ''اے راہب! تو کس کی عبادت کرتا ہے؟'' کہنے لگا: ''میں اس کی عبادت کرتا ہوں جس نے مجھے اور تجھے پیدا کیا۔'' میں نے پوچھا: ''اس کی عظمت و بزرگی کا کیا عالم ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''وہ بڑی عظمت و مرتبت کا مالک ہے، اس کی عظمت ہر چیز سے بڑھ کر ہے۔'' میں نے پوچھا: ''انسان کو دولتِ عشق کب نصیب ہوتی ہے؟'' تو وہ کہنے لگا: ''جب اس کی محبت بے غرض ہو اور وہ اپنے معاملہ میں مخلص ہو۔''

میں نے پوچھا: ''محبت کب خالص و بے غرض ہوتی ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''جب غم کی کیفیت طاری ہو اور وہ محبوب کی اطاعت میں لگ جائے۔'' میں نے کہا: ''محبت میں اخلاص کی پہچان کیا ہے؟'' کہنے لگا: ''جب غمِ فرقت کے علاوہ کوئی اور غم نہ ہو۔

میں نے پوچھا: ''تم نے خلوت نشینی کو کیوں پسند کیا؟'' کہنے لگا: ''اگر تو تنہائی و خلوت کی لذت سے آشنا ہو جائے تو تجھے اپنے آپ سے بھی وحشت محسوس ہونے لگے۔''

میں نے پوچھا: ''انسان کو خلوت نشینی سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے؟'' راہب نے جواب دیا: ''لوگوں کے شر سے امان مل جاتی ہے اور ان کی آمد و رفت کی آفت سے جان چھوٹ جاتی ہے۔'' میں نے کہا: ''مجھے کچھ اور نصیحت کر۔'' تو وہ کہنے لگا: ''ہمیشہ حلال رزق کھاؤ پھر جہاں چاہو سو جاؤ تمہیں غم و پریشانی نہ ہوگی۔'' میں نے پوچھا: ''راحت و سکون کس عمل میں ہے؟'' اس نے کہا: ''خلافِ نفس کام کرنے میں۔'' میں نے پوچھا: ''انسان کو راحت و سکون کب میسر آئے گا؟'' تو وہ کہنے لگا: ''جب وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔''

میں نے پوچھا: ''اے راہب! تو نے دنیا سے تعلق توڑ کر اس صومعہ (یعنی عبادت خانہ) کو کیوں اختیار کر لیا؟'' کہنے لگا: ''جو شخص زمین پر چلتا ہے وہ اوندھے منہ گر جاتا ہے اور دنیا داروں کو ہر وقت چوروں کا خوف رہتا ہے، پس میں نے دنیا داروں سے تعلق ختم کر لیا اور دنیا کے فتنہ و فساد سے محفوظ رہنے کے لئے اپنے آپ کو اس ذات کے سپرد کر دیا جس کی بادشاہی زمین و آسمان میں ہے، دنیا دار لوگ **عقل کے چور** ہیں پس مجھے خوف ہوا کہ یہ میری عقل چُرا لیں گے اور حقیقی بات یہ ہے کہ جب انسان اپنے دل کو تمام خواہشاتِ نفسانیہ اور برائیوں سے پاک کر لیتا ہے تو اس کے لئے زمین تنگ ہو جاتی ہے (یعنی اسے دنیا قید خانہ معلوم ہوتی ہے) پھر وہ آسمانوں کی طرف بلندی چاہتا ہے اور قُربِ الٰہی عزوجل کا متمنّی ہو جاتا ہے اور اس بات کو پسند کرتا ہے کہ ابھی فوراً اپنے مالک حقیقی عزوجل سے جا ملے۔''

پھر میں نے اس سے پوچھا: ''اے راہب! تو کہاں سے کھاتا ہے؟'' کہنے لگا: ''میں ایسی کھیتی سے اپنا رزق حاصل کرتا ہوں جسے میں نے کاشت نہیں کیا بلکہ اسے تو اس ذات نے پیدا فرمایا ہے جس نے یہ چکّی یعنی داڑھیں میرے منہ میں نصب کیں، میں اسی کا دیا ہوا رزق کھاتا ہوں۔'' میں نے پوچھا: ''تم اپنے آپ کو کیسا محسوس کرتے ہو؟'' کہنے لگا: ''اس مسافر کا کیا حال ہوگا جو بہت دشوار گزار سفر کے لئے بغیر زادِراہ کے روانہ ہوا ہو، اور اس شخص کا کیا حال ہوگا جو اندھیری اور وحشت ناک قبر میں اکیلا رہے گا، وہاں کوئی غم خوار و مونس نہ ہوگا پھر اس کا سامنا اس عظیم وقہار ذات سے ہوگا جو احکم الحاکمین ہے جس کی بادشاہی تمام جہانوں میں ہے۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ راہب زاروقطار رونے لگا۔

میں نے پوچھا: ''تجھے کس چیز نے رلایا؟'' کہنے لگا: ''مجھے جوانی کے گزرے ہوئے وہ ایام رُلا رہے ہیں جن میں، مَیں کچھ نیکی نہ کر سکا اور سفرِ آخرت میں زادِراہ کی کمی مجھے رُلا رہی ہے، کیا معلوم میرا اٹھکانا جہنم ہے یا جنت؟''

میں نے پوچھا: ''غریب کون ہے؟'' کہنے لگا: ''غریب اور قابلِ رحم وہ شخص نہیں جو روزی کے لئے شہر بہ شہر پھرے بلکہ غریب (اور قابلِ رحم) تو وہ شخص ہے جو نیک ہو اور فاسقوں میں پھنس جائے۔''

بار بار صرف (زبان سے) استغفار کرنا (اور دل سے توبہ نہ کرنا) تو جھوٹوں کا طریقہ ہے، اگر زبان کو معلوم ہو جاتا کہ کس عظیم ذات سے مغفرت طلب کی جارہی ہے تو وہ منہ میں خشک ہو جاتی۔ جب کوئی دنیا سے تعلق قائم کرتا ہے تو موت اس کا تعلق ختم کر دیتی ہے۔

پھر کہنے لگا: ''اگر انسان سچے دل سے توبہ کرے تو اللہ عزوجل اس کے بڑے بڑے گناہوں کو بھی معاف فرما دیتا ہے، اور جب بندہ گناہوں کو چھوڑنے کا عزمِ مصمّم کر لے تو اس کے لئے آسمانوں سے فتوحات اترتی ہیں، اور اس کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں، اور ان دعاؤں کی برکت سے اس کے سارے غم کافور ہو جاتے ہیں۔'' راہب کی حکمت بھری باتیں سن کر میں نے اس سے کہا: ''میں تمہارے ساتھ رہنا چاہتا ہوں، کیا تم اس بات کو پسند کرو گے؟'' تو وہ راہب کہنے لگا: ''میں تمہارے ساتھ رہ کر کیا کروں گا، مجھے تو اس خدا عزوجل کا قرب نصیب ہے جو رزّاق ہے اور روحوں کو قبض کرنے والا ہے، وہی موت وحیات دینے والا ہے، وہی مجھے رزق دیتا ہے، کوئی اور ایسی صفات کا مالک ہو ہی نہیں سکتا (یعنی مجھے وہ ذات کافی ہے، میں کسی غیر کا محتاج نہیں)

حکایت نمبر42:

شہزادے کی انگوٹھی

حضرت سیدنا عبداللہ بن الفرج العابد علیہ رحمۃ اللہ الماجد فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ مجھے کسی تعمیری کام کے لئے مزدور کی ضرورت پڑی، میں بازار آیا اور کسی ایسے مزدور کو تلاش کرنے لگا جو میری خواہش کے مطابق ہو، یکا یک میری نظر ایک نوجوان پر پڑی جو سب سے آخر میں بیٹھا ہوا تھا۔ چہرہ شرافت وعبادت کے نور سے چمک رہا تھا، اس کا جسم بہت ہی کمزور تھا، اس کے سامنے ایک زنبیل اور رسی پڑی ہوئی تھی، اس نے اُون کا جبہ پہنا ہوا تھا اور ایک موٹی چادر کا تہبند باندھا ہوا تھا۔

میں اس کے پاس آیا اور پوچھا: ''اے نوجوان! کیا تم مزدوری کرو گے؟'' کہنے لگا: ''جی ہاں۔'' میں نے پوچھا: ''کتنی اُجرت لو گے؟'' اس نے جواب دیا: ''ایک درہم اور ایک دانق (یعنی درہم کا چھٹا حصہ) لوں گا۔'' میں نے کہا: ''ٹھیک ہے، میرے ساتھ چلو۔'' وہ نوجوان کہنے لگا: ''جیسے ہی مُؤَذِّن ظہر کی اذان دے گا میں کام چھوڑ کر نماز کی تیاری کروں گا اور نماز کے بعد دوبارہ کام شروع کر دوں گا، پھر جب عصر کی اذان ہوگی تو میں فوراً کام چھوڑ کر نماز کی تیاری کروں گا اور نماز کے بعد کام کروں گا، اگر تمہیں یہ شرط منظور ہے تو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں ورنہ کوئی اور مزدور ڈھونڈ لو۔'' میں نے کہا: ''مجھے تمہاری یہ شرط منظور ہے۔

میں اسے لے کر اپنے گھر آیا اور کام کی تفصیل بتا دی، اس نے کام کے لئے کمر باندھی اور اپنے کام میں مشغول ہوگیا۔ اور مجھ سے کوئی بات نہ کی۔ جب مؤذن نے ظہر کی اذان دی تو اس نے مجھ سے کہا: ''اے عبداللہ! مؤذن نے اذان دے دی ہے۔'' میں نے کہا: ''آپ جائیے اور نماز کی تیاری کیجئے۔'' نماز سے فراغت کے بعد وہ عظیم نوجوان دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہوگیا اور بڑی دیانتداری سے احسن انداز میں کام کرنے لگا۔ عصر کی اذان ہوتے ہی اس نے مجھ سے کہا: ''اے عبداللہ! مؤذن اذان دے چکا۔'' میں نے کہا: ''جائیے اور نماز پڑھ لیجئے۔'' نماز کے بعد وہ دوبارہ کام میں مشغول ہوگیا اور غروبِ آفتاب تک کام کرتا رہا پھر میں نے اسے طے شدہ اُجرت دی اور وہ وہاں سے رخصت ہوگیا۔

کچھ دنوں کے بعد مجھے دوبارہ مزدور کی ضرورت پڑی تو مجھ سے میری زوجہ نے کہا: ''اسی نوجوان کو لے کر آنا کیونکہ اس کے عمل سے ہمیں بہت نصیحت حاصل ہوئی ہے اور وہ بہت دیانتدار ہے، چنانچہ میں بازار گیا تو مجھے وہ نوجوان کہیں نظر نہ آیا۔ میں نے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا تو وہ کہنے لگے: ''کیا آپ اسی کمزور ونحیف نوجوان کے بارے میں پوچھ رہے ہیں جو سب سے آخر میں بیٹھتا ہے؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں، میں اسی کے متعلق پوچھ رہا ہوں۔'' تو انہوں نے کہا: ''وہ تو صرف ہفتہ کے دن آتا ہے، اس کے علاوہ کسی دن کام نہیں کرتا۔'' یہ سن کر میں واپس آگیا اور ہفتے کا انتظار کرنے لگا پھر بروز ہفتہ میں دوبارہ بازار گیا تو میں نے اس پُرکشش وعظیم نوجوان کو اسی جگہ موجود پایا۔ میں اس کے پاس گیا اور اس سے پوچھا: ''کیا تم مزدوری کرو گے؟''

اس نے کہا: ''جی ہاں، لیکن میری وہی شرائط ہوں گی جو میں نے پہلے بتائی تھیں۔'' میں نے کہا: ''مجھے منظور ہے، تم میرے ساتھ چلو۔'' وہ میرے ساتھ میرے گھر آیا اور میں نے اسے کام کی تفصیل بتا دی وہ بڑی دیانتداری سے پہلے کی طرح کام کرتا رہا اور اس نے کئی مزدوروں جتنا کام کیا، شام کو میں نے اسے طے شدہ اُجرت سے زیادہ رقم دینا چاہی تو اس نے زائد رقم لینے سے انکار کر دیا۔ میں نے بہت اصرار کیا مگر وہ نہ مانا اور اجرت لئے بغیر ہی وہاں سے جانے لگا مجھے اس بات سے بڑا رنج ہوا کہ وہ بغیر اجرت لئے ہی جا رہا ہے۔ میں نے اس کا پیچھا کیا اور بصد عاجزی اسے اُجرت دی۔ اس نے زائد رقم واپس کر دی اور طے شدہ مزدوری لے کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ کچھ دنوں کے بعد جب دوبارہ ہمیں مزدور کی ضرورت پڑی تو میں ہفتہ کے دن بازار گیا اور اسی نوجوان کو تلاش کرنے لگا لیکن وہ مجھے کہیں نظر نہ آیا میں نے اس کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ ہفتے میں صرف ایک دن کام کرتا ہے اور مزدوری میں ایک درہم اور ایک دانق (یعنی درہم کا چھٹا حصہ) اُجرت لیتا ہے، وہ روزانہ ایک دانق اپنے استعمال میں لاتا ہے۔ آج وہ بیمار تھا اس لئے نہیں آیا۔ میں نے پوچھا: ''وہ کہاں رہتا ہے؟'' لوگوں نے بتایا: ''فلاں مکان میں رہتا ہے۔'' میں وہاں پہنچا تو وہ ایک بڑھیا کے مکان میں موجود تھا۔ بڑھیا نے بتایا کہ یہ کئی دنوں سے بیمار ہے۔ میں اس کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ سخت بیماری میں مبتلا ہے اور اینٹوں کا تکیہ بنایا ہوا ہے، میں نے اسے سلام کیا اور پوچھا: ''اے میرے بھائی! کیا تمہاری کوئی حاجت ہے؟'' کہنے لگا: ''جی ہاں، مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے، کیا تم اسے پورا کرو گے؟ میں نے کہا: ''ان شاء اللہ عزوجل میں تمہارا کام ضرور پورا کروں گا، بتاؤ! کیا کام ہے؟''

اس نوجوان نے کہا: ''جب میں مرجاؤں تو یہ لوٹا اور زنبیل بیچ کر گورکن کو اُجرت دے دینا اور کفن کے لئے مجھے میرا یہی اُون کا جبہ اور چادر کافی ہے، مجھے اسی لباس میں سپرد خاک کر دینا اور میری جیب میں ایک انگوٹھی ہے اسے اپنے پاس رکھنا اور میری تدفین کے بعد اسے امیر المؤمنین ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کے پاس لے جانا، جب ان کی شاہی سواری فلاں دن فلاں مقام سے گزرے تو انہیں کہنا: ''میرے پاس آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ایک امانت ہے پھر انہیں یہ انگوٹھی دکھا دینا، وہ خود ہی تمہیں اپنے پاس بلا لیں گے اور اس بات کا خیال رکھنا کہ یہ کام میری تدفین کے بعد ہی کرنا۔'' میں نے کہا: ''ٹھیک ہے، میں تمہاری وصیت پر عمل کروں گا۔''

پھر اس عظیم نوجوان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ مجھے اس کی موت کا بہت دکھ ہوا، بہر حال میں نے اس کی وصیت کے مطابق اس کی تجہیز و تکفین کی اور پھر انتظار کرنے لگا کہ خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کی سواری کس دن نکلتی ہے۔ جب وہ دن آیا تو میں راستے میں بیٹھ گیا، امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ جاہ وجلال کے عالم میں ہزاروں شہسواروں کے ساتھ بڑی شان وشوکت سے چلے آ رہے تھے۔ جب ان کی سواری میرے قریب سے گزری تو میں نے بلند آواز سے کہا: ''اے امیر

المؤمنین (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! میرے پاس آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک امانت ہے۔'' پھر میں نے وہ انگوٹھی دکھائی، انہوں نے انگوٹھی دیکھ کر حکم دیا کہ اسے ہمارے مہمان خانے میں لے جاؤ میں اس سے علیٰحدگی میں گفتگو کروں گا۔

چنانچہ مجھے محل میں پہنچا دیا گیا، جب خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کی واپسی ہوئی تو انہوں نے مجھے اپنے پاس بلایا اور باقی تمام لوگوں کو باہر جانے کا حکم دیا، پھر مجھ سے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' میں نے کہا: ''میرا نام عبداللہ بن فرج ہے۔'' انہوں نے پوچھا: ''تمہارے پاس یہ انگوٹھی کہاں سے آئی؟'' میں نے اس عظیم نوجوان کا سارا واقعہ خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کو سنا دیا۔''

یہ سن کر وہ اس قدر روئے کہ مجھے ان پر ترس آنے لگا۔ پھر جب وہ میری طرف متوجہ ہوئے تو میں نے ان سے پوچھا: ''اے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! اس نوجوان سے آپ کا کیا رشتہ تھا؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''وہ میرا بیٹا تھا۔'' میں نے پوچھا: ''اس کی یہ حالت کیسے ہوئی؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''وہ مجھے خلافت ملنے سے پہلے پیدا ہوا تھا۔'' ہم نے اس کی خوب نیک ماحول میں پرورش کی اور اس نے قرآن کا علم سیکھا پھر جب مجھے خلافت کی ذمہ داری سونپی گئی تو اس نے مجھے چھوڑ دیا، اور میری دنیاوی دولت سے کوئی فائدہ حاصل نہ کیا، یہ اپنی ماں کا بہت فرمانبردار تھا، میں نے اِس کی ماں کو ایک انگوٹھی دی جس میں بہت ہی قیمتی یاقوت تھا اور اس سے کہا: ''یہ میرے بیٹے کو دے دو تا کہ بوقتِ ضرورت اسے بیچ کر اپنی حاجت پوری کر سکے۔'' اس کے بعد وہ ہمیں چھوڑ کر چلا گیا اور ہمیں اس کے متعلق بالکل معلومات نہ مل سکیں، آج تم نے اس کے متعلق بتایا ہے پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے اور کہا: ''آج رات مجھے اس کی قبر پر لے چلنا۔''

جب رات ہوئی اور ہم دونوں اس کی قبر پر پہنچے تو خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید اس کی قبر کے پاس بیٹھ گئے اور زار وقطار رونا شروع کر دیا اور ساری رات روتے روتے گزار دی جب صبح ہوئی تو ہم وہاں سے واپس آ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھ سے فرمانے لگے: ''تم روزانہ رات کے وقت میرے پاس آیا کرو، ہم دونوں اس کی قبر پر آیا کریں گے۔'' چنانچہ میں ہر رات ان کے پاس جاتا، وہ میرے ساتھ قبر پر آتے اور رونا شروع کر دیتے پھر واپس چلے جاتے۔ حضرت سیدنا عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ نوجوان خلیفۃ المسلمین ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کا شہزادہ تھا۔'' مجھے تو اس وقت معلوم ہوا جب خود امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا کہ وہ میرا بیٹا تھا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر43:

تیس ہزار درہم

حضرت سیدنا یحییٰ بن اسود کلابی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کو میں نے اپنے باغ کی دیکھ بھال کے لئے اجیر (یعنی ملازم) رکھا، تقریباً ایک سال بعد میں اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ باغ میں گیا اور حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم سے کہا: ''ہمارے لئے چند میٹھے انار توڑ لاؤ۔'' وہ گئے اور چند انار ہمارے سامنے رکھے۔ جب ہم نے انہیں کھایا تو وہ بہت کھٹے تھے، میں نے ان سے کہا: ''تمہیں اس باغ میں پورا ایک سال گزر چکا ہے، ابھی تک تمہیں میٹھے اور کھٹے اناروں کی بھی پہچان نہ ہوسکی؟'' تو وہ فرمانے لگے: ''آپ مجھے بتا دیجئے کہ کس درخت کے انار میٹھے ہیں، میں ابھی حاضر کر دوں گا۔'' پھر میں نے انہیں میٹھے اناروں کے بارے میں بتایا تو وہ میٹھے انار لے آئے۔

پھر ایک شخص عمدہ اونٹ پر سوار ہو کر ہمارے پاس آیا اور اس نے حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے بارے میں پوچھا: ''ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کون ہیں؟'' میں نے اسے بتایا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فلاں جگہ موجود ہیں۔'' وہ شخص آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پاس آیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی دست بوسی کی اور نہایت مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے استفسار فرمایا: ''تم یہاں کس سلسلے میں آئے ہو؟'' وہ شخص کہنے لگا: ''میں ''بلخ شہر'' سے آیا ہوں، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے چند غلاموں کا انتقال ہو گیا ہے، میں ان کا مال لے کر آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ یہ تیس ہزار درہم آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہی کے ہیں، آپ انہیں قبول فرما لیں۔''

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: ''تمہیں میرے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی؟'' وہ کہنے لگا: ''حضور! میں اتنی دور سے سفر کی تکالیف برداشت کر کے حاضر ہوا ہوں، برائے کرم! یہ رقم قبول فرما لیجئے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: ''ایک چادر بچھاؤ اور سارا مال اس پر ڈال دو۔'' اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: ''اس مال کے برابر برابر تین حصے کرو۔'' اس نے تین حصے کر دیئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: ''ایک حصہ تیرے لئے کیونکہ تو سفر کی صعوبتیں اور مشکلات برداشت کر کے یہاں پہنچا ہے، اور دوسرا حصہ لے جاؤ اور اسے بلخ کے غرباء و مساکین میں تقسیم کر دینا۔

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ حضرت سیدنا یحییٰ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی طرف متوجہ ہوئے جن کے باغ میں آپ بطورِ اجیر کام کرتے تھے اور ان سے فرمایا: ''یہ ایک حصہ تم لے لو اور اسے ''عسقلان'' کے غرباء و فقراء میں تقسیم کر دینا۔'' اتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ وہاں سے تشریف لے گئے اور ان تیس ہزار دراہم میں سے ایک درہم بھی نہ لیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر44:

دشوار گزار گھاٹی

حضرت سیدنا ابو حازم علیہ رحمۃ اللہ المُنعم فرماتے ہیں: ''جب حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید خلیفہ بن گئے تو ایک دن میں ان سے ملاقات کے لئے گیا۔ وہ کچھ لوگوں میں تشریف فرما تھے، میں انہیں نہ پہچان سکا لیکن انہوں نے مجھے پہچان لیا اور فرمایا: ''اے ابو حازم (علیہ رحمۃ اللہ المُنعم)! میرے قریب آؤ، میں ان کے قریب گیا اور عرض کی: ''کیا آپ ہی امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز (علیہ رحمۃ اللہ المجید) ہیں؟'' انہوں نے فرمایا: ''جی ہاں میں ہی عمر بن عبدالعزیز ہوں۔''

میں بہت حیران ہوا اور عرض کی: ''جس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ منورہ میں ہمارے امیر تھے اس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حسن و جمال عروج پر تھا، چہرہ انتہائی تاباں اور روشن تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بہترین لباس اور بہت ہی عمدہ سواریاں تھیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کثیر خدام تھے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رہائش گاہ بہت ہی عمدہ تھی۔ اب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کس چیز نے اس حال میں پہنچا دیا۔ حالانکہ اب تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امیر المؤمنین ہیں، اب تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس زیادہ آسائشیں ہونی چاہئیں تھیں۔'' امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید یہ سن کر رونے لگے اور فرمایا: ''اے ابو حازم علیہ رحمۃ اللہ المُنعم! اس وقت میرا کیا حال ہوگا جب میں اندھیری قبر میں پہنچ جاؤں گا اور میری آنکھیں بہہ کر میرے رخساروں پر آجائیں گی، میرا پیٹ پھٹ جائے گا، زبان خشک ہو جائے گی اور کیڑے میرے جسم پر رینگ رہے ہوں گے چاہے میں کتنا ہی انکار کروں۔''

پھر روتے ہوئے فرمانے لگے: ''اے ابو حازم (علیہ رحمۃ اللہ المُنعم)! مجھے وہ حدیث سناؤ جو تم نے مجھے مدینہ منورہ میں سنائی تھی۔'' تو میں نے کہا: ''اے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! میں نے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: **''تمہارے سامنے دشوار گزار گھاٹی ہے جس سے صرف کمزور اور نحیف لوگ ہی گزر سکیں گے۔''** (حلیۃ الاولیاء، مسند عمر بن عبد العزیز، رقم: ۷۲۹۸، ج۵، ص۳۳۳)

یہ حدیثِ پاک سن کر حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید بہت دیر تک روتے رہے، پھر فرمایا: ''اے ابو حازم (علیہ رحمۃ اللہ المُنعم)! کیا میرے لئے یہ بہتر نہیں کہ میں اپنے جسم کو کمزور و نحیف بنالوں تاکہ اس ہولناک وادی سے گزر سکوں؟ لیکن مجھے اس خلافت کی آزمائش میں مبتلا کر دیا گیا ہے، پس معلوم نہیں کہ مجھے نجات ملے گی یا نہیں۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر غشی طاری ہوگئی۔ لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق باتیں بنانا شروع کر دیں، میں نے لوگوں سے کہا: ''تم امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق باتیں نہ بناؤ، تمہیں کیا معلوم! یہ کس مصیبت سے دوچار ہیں۔''

پھر انہوں نے اچانک رونا شروع کر دیا اور اتنا زور سے روئے کہ ہم سب نے ان کی آواز سنی، پھر یکدم ہنسنے لگے۔ میں نے کہا: ''حضور! ہم نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بڑی تعجب خیز حالت میں دیکھا۔ پہلے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خوب روئے پھر ہنسنا شروع کر دیا، اس میں کیا راز ہے؟'' انہوں نے پوچھا: ''کیا تم نے مجھے اس حالت میں دیکھ لیا؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں! ہم سب نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ تعجب خیز حالت دیکھی ہے۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے: ''اے ابو حازم (علیہ رحمۃ اللہ المُنعم)! بات دراصل یہ ہے کہ جب مجھ پر غشی طاری ہوئی تو میں نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے، اور مخلوق حساب و کتاب کے لئے میدان محشر میں جمع ہے، تمام اُمتوں کی 120 صفیں ہیں جن میں سے اسّی (80) صفیں اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی ہیں۔ تمام لوگ منتظر ہیں کہ کب حساب کتاب شروع ہوتا ہے۔

اچانک ندا دی گئی: ''عبداللہ بن عثمان ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہاں ہے؟'' چنانچہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرشتوں نے بارگاہِ خداوندی عزوجل میں حاضر کیا۔ ان سے مختصر حساب لیا گیا اور انہیں دائیں جانب جنت کی طرف جانے کا حکم ہوا۔ پھر حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آواز دی گئی؟ وہ بھی بارگاہِ ربُّ العزَّت عزوجل میں حاضر کئے گئے اور مختصر حساب کے بعد انہیں بھی جنت کا مژدہ سنا دیا گیا، پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی مختصر حساب کے بعد جنت میں جانے کا حکم سنایا گیا پھر حضرت سیدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم کو ندا دی گئی۔ چنانچہ وہ بھی بارگاہِ احکم الحاکمین عزوجل میں حاضر ہو گئے اور انہیں بھی مختصر حساب کے بعد جنت کا پروانہ مل گیا۔

جب میں نے دیکھا کہ اب میری باری آنے والی ہے تو میں منہ کے بل گر پڑا اور مجھے معلوم نہیں کہ خلفاء اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد والوں کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا، پھر ندا دی گئی کہ عمر بن عبدالعزیز کہاں ہے؟ میری حالت خراب ہونے لگی اور میں پسینے میں شرابور ہو گیا، مجھے بارگاہ خداوندی عزوجل میں حاضر کیا گیا اور مجھ سے حساب کتاب شروع ہوا اور ہر اس فیصلے کے بارے میں پوچھا گیا جو میں نے کیا حتّٰی کہ گٹھلی، اس کے دھاگے اور گٹھلی کے چھلکے تک کے بارے میں پوچھ گچھ کی گئی، پھر مجھے بخش دیا گیا (اور جنت میں جانے کا حکم صادر ہوا) راستے میں میری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جو گلے سڑے جسم کے ساتھ راکھ پر پڑا تھا۔ میں نے فرشتوں سے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' تو فرشتوں نے کہا: ''آپ اس سے بات کیجئے، یہ آپ کو جواب دے گا۔'' میں اس کے پاس گیا اور اسے ٹھوکر ماری تو اس نے آنکھیں کھول دیں اور سر اٹھا کر میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے اس سے پوچھا: ''تو کون ہے؟'' اس نے کہا: ''آپ کون ہو؟'' میں نے کہا: ''میں عمر بن عبدالعزیز ہوں۔'' پھر اس نے پوچھا: ''اللہ ربُّ العزَّت نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' میں نے کہا: ''مجھے میرے رحیم و کریم پروردگار عزوجل نے اپنے فضل و کرم سے بخش دیا اور

میرے ساتھ بھی وہی معاملہ فرمایا جو خلفاء اربعہ علیہم الرضوان کے ساتھ فرمایا اور مجھے بھی جنت میں جانے کا حکم ہوا ہے۔ان کے علاوہ باقی لوگوں کے بارے میں مجھے معلوم نہیں کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ وہ شخص کہنے لگا:''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت بہت مبارک ہو کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کامیاب ہو گئے۔''میں نے پوچھا:''تم کون ہو؟''اس نے کہا:''میرا نام حجاج بن یوسف ہے، مجھے جب اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو میں نے اپنے پروردگار عزوجل کو بہت غضب وقہر کے عالم میں پایا اور مجھے ہر اس قتل کے بدلے سخت عذاب دیا گیا جو میں نے دنیا میں کیا تھا جن طریقوں سے میں نے دنیا میں بے گناہ لوگوں کو قتل کیا تھا انہی طریقوں سے مجھے بھی سخت عذاب دیا گیا۔اب میں یہاں پڑا ہوا ہوں اور اپنے رب عزوجل کی رحمت کا اُمیدوار ہوں جس طرح کہ سب مُوحِّدین منتظر ہیں۔اب یا تو ہمارا ٹھکانا جنت ہوگا یا جہنم۔''حضرت سیدنا ابو حازم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید کے اس خواب کے بعد میں نے عہد کر لیا کہ آئندہ کبھی بھی کسی مسلمان کو قطعی جہنمی نہیں کہوں گا۔''(یعنی بندہ چاہے کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو اللہ عزوجل کی رحمت بڑی وسیع ہے وہ جسے چاہے بخش دے)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر45:

مکّار سانپ

حضرت سیدنا محمد بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''ایک مرتبہ حضرت سیدنا حمیری بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شکار کے لئے گئے۔ جب وہ ایک ویران جگہ پہنچے تو اچانک ان کی سواری کے سامنے ایک سانپ آگیا اور اپنی دم پر کھڑا ہو گیا اور بڑی لجاجت سے حضرت سیدنا حمیری بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض گزار ہوا:''(خدا کے لئے) مجھے میرے دشمن سے پناہ دیجئے، اللہ رب العزت عزوجل آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے عرش عظیم کے سائے میں اس دن پناہ دے گا جس دن اس کے عرش کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، برائے کرم! مجھے میرے دشمن سے بچا لیجئے ورنہ وہ میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔''حضرت سیدنا حمیری بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''میں تجھے کہاں چھپاؤں؟''وہ سانپ کہنے لگا:''اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نیکی کرنا چاہتے ہیں تو مجھے اپنے پیٹ میں پناہ دے دیجئے۔''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا:''آخر تو ہے کون اور مجھ سے پناہ کیوں چاہتا ہے؟''سانپ نے کہا:''میں مسلمان ہوں، مجھے مسلمان سمجھ کر پناہ دے دیجئے۔''حضرت سیدنا حمیری بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے لئے اپنا منہ کھول دیا اور اسے اپنے پیٹ میں جانے دیا۔کچھ دیر کے بعد ایک نوجوان آیا جس نے ایک تیز تلوار اپنے کندھے پر لٹکائی ہوئی

تھی۔اس نے آتے ہی کہا: ''اے شیخ! کیا تم نے ایک سانپ دیکھا ہے، مجھے گمان ہے کہ شاید تم نے اسے اپنی چادر میں چھپا رکھا ہے؟'' حضرت سیدنا حمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''میں نے کسی سانپ کو نہیں دیکھا۔'' نوجوان یہ بات سن کر وہاں سے چلا گیا۔ اس نوجوان کے جاتے ہی سانپ نے اپنا منہ نکالا اور پوچھا: ''کیا میرا دشمن جا چکا؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''ہاں! وہ جا چکا، اب تو بھی میرے جسم سے باہر آجا تا کہ مجھے تکلیف نہ ہو۔'' تو وہ **مکار سانپ** کہنے لگا: ''اب تو میں تیرے جسم سے باہر نہیں آؤں گا، اب تیرے لئے دو راستے ہیں یا تو میں تجھے زہر سے ہلاک کر دوں گا یا تیرے دل میں سوراخ کر دوں گا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے کہا: ''تو مجھے کس دشمنی کی وجہ سے سزا دینا چاہتا ہے؟'' سانپ نے کہا: ''تُو بہت احمق ہے کہ تو نے مجھے نیکی کے لئے منتخب کیا، کیا تو مجھے نہیں جانتا کہ میں نے تیرے باپ آدم سے کس طرح دشمنی کی آخر تو نے میرے ساتھ احسان کیوں کیا؟'' آخر تجھے مجھ سے کیا لالچ تھا، نہ تو میرے پاس مال و دولت ہے اور نہ ہی کوئی سواری وغیرہ ہے کہ جسے بطور انعام تجھے دوں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میں نے تو صرف رضائے الٰہی عزوجل کے لئے تیرے ساتھ نیکی کی تھی، اگر تو مجھے مارنا ہی چاہتا ہے تو مجھے پہاڑ پر جانے دے تا کہ میں وہیں رہ کر اپنی جان دے دوں۔'' سانپ نے کہا: ''ٹھیک ہے، تم پہاڑ پر چلے جاؤ۔'' چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہاڑ پر آئے اور موت کا انتظار کرنے لگے۔

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہاڑ پر پہنچے تو اچانک وہاں ایک نوجوان نظر آیا جس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن تھا، اس نے کہا: ''اے شیخ! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہاں زندگی سے مایوس ہو کر موت کا انتظار کیوں کر رہے ہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سانپ والا سارا واقعہ بتایا اور کہا: ''اب سانپ میرے پیٹ میں موجود ہے، میں نے تو اِسے دشمن سے بچانے کے لئے پناہ دی تھی مگر یہ مجھے مارنا چاہتا ہے۔''

اس نوجوان نے کہا: ''میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مدد کے لئے آیا ہوں۔'' پھر اس نے اپنی چادر سے ایک بُوٹی نکالی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کھلائی۔ جیسے ہی آپ نے وہ بُوٹی کھائی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کپکپانے لگے پھر اس نوجوان نے دوبارہ وہی بُوٹی کھلائی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیٹ میں شدید ہل چل ہوئی اور درد سا محسوس ہونے لگا، پھر جب تیسری بار وہ بُوٹی کھلائی تو سانپ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پیچھے کے مقام سے نکل گیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سکون حاصل ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس نوجوان سے پوچھا: ''اے محسن! آپ یہ تو بتاؤ کہ آپ کون ہو؟ آج آپ نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔''

وہ نوجوان کہنے لگا: ''کیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے نہیں پہچانا؟ ارے میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نیک عمل ہوں۔ جب

سانپ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کودھوکا دیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جان کے درپے ہوگیا تو تمام ملائکہ نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: ''یا اللہ عزوجل! اس کو سانپ کے شر سے محفوظ رکھ۔'' چنانچہ اللہ ربُّ العزَّت عزوجل نے مجھے حکم فرمایا: ''اے فلاں بندے کے نیک عمل! تو جا کر میرے بندے کی مدد کر اور اس سے کہہ کہ تو نے محض ہماری رضا کی خاطر نیکی کی، جا تیری اس نیکی کے بدلے ہم نے تجھے احسان کرنے والوں میں شامل کرلیا اور ہم تیرا انجام بھی محسنین کے ساتھ فرمائیں گے اور ہم تیرے دشمنوں سے تیری حفاظت کریں گے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم }

وضاحت: یہ حکایت اس لئے پیش کی گئی ہے کہ گناہ ومعاصی سے انسان کو ہمیشہ دور رہنا چاہئے ورنہ شیطان ہر طرح انسان کو ورغلانے کی کوشش کرتا ہے اور اس حکایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر انسان محض رضائے الٰہی عزوجل کے لئے نیکی کرے تو اللہ رب العزت جل جلالہ اس کی مدد فرماتا ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے وہ ہر صورت میں آکر ہر طرح کی جھوٹی قسمیں کھا کر انسان کو ورغلاتا ہے لہٰذا سمجھدار وہی ہے جو اپنے دشمن کی جانب سے ہر وقت چوکنا رہے، اور اس کے ہر وار کو ناکام بنادے۔

حکایت نمبر 46:

مقصد میں کامیابی

حضرت سیدنا عبداللہ بن سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، حضرت سیدنا حاتم اصم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے فرمایا: میں تقریباً تیس سال حضرت سیدنا شفیق بلخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی صحبت بابرکت میں رہا، ایک دن انہوں نے مجھ سے پوچھا: ''اے حاتم (علیہ رحمۃ اللہ الاکرم)! تم اتنے دن ہمارے ساتھ رہے، تم نے کیا سیکھا؟'' میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں رہ کر جو ہم باتیں سیکھی تھیں، وہ بیان کرنی شروع کردیں کہ ''جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ میرے رزق کا مالک اللہ ربُّ العزَّت ہے، میرے حصے کا رزق اسی کی ملکیت میں ہے تو میں اللہ ربُّ العزَّت کے علاوہ تمام مخلوق سے بے نیاز ہوگیا۔

پھر میں نے دیکھا کہ اللہ ربُّ العلمین نے مجھ پر دو فرشتے مقرر فرمائے ہیں جو میری ہر بات کو لکھتے ہیں تو میں نے اپنے اوپر یہ بات لازم کرلی کہ حق کے سوا کچھ نہ بولوں گا۔ پھر میں نے غور کیا کہ مخلوق کی نظر ظاہر پر ہوتی ہے اور خالق عزوجل انسان کی باطنی کیفیت کو دیکھتا ہے تو میں نے اپنے باطن کی اصلاح میں تگ ودو شروع کردی اور لوگوں سے پہلو تہی اختیار کرلی۔

پھر جب میں نے دیکھا کہ ملک الموت علیہ السلام ہمیں اللہ ربُّ العزَّت کی بارگاہ میں ضرور لے جائیں گے، تو میں نے اپنے آپ کو ان کی آمد سے پہلے ہی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش ہونے کے لئے تیار کرلیا تا کہ ان کی آمد کے وقت میں کسی چیز کی طرف محتاج نہ ہوں۔''

یہ سن کر حضرت سیدنا شقیق بلخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے فرمایا:''اے حاتم اصم! تمہاری کوشش بے کار نہ گئی بلکہ **تم اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے۔''**

حضرت سیدنا حاتم اصم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم فرماتے ہیں:''ایک مرتبہ مجھ سے حضرت سیدنا شقیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''لوگ چار چیزوں کا دعوی تو کرتے ہیں لیکن ان کا عمل ان کے دعوی کے بالکل خلاف ہے:

(1)......لوگ دعوی تو یہ کرتے ہیں کہ ہم اللہ عزوجل کے غلام ہیں مگر وہ عمل آزاد لوگوں والے کرتے ہیں۔

(2)......ان کا دعوی تو یہ ہے کہ ہمارے رزق کا کفیل اللہ ربُّ العزّت ہی ہے لیکن وہ اس بات پر مطمئن نہیں ہوتے۔

(3)......ان کا دعوی تو یہ ہے کہ آخرت کی زندگی دنیاوی زندگی سے بہتر ہے لیکن پھر بھی وہ دنیا کا مال جمع کرنے میں سرگرداں ہیں۔

(4)......ان کا دعوی تو یہ ہے کہ موت برحق ہے لیکن ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے انہوں نے مرنا ہی نہیں۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر47:

جنت کے سبز حُلّے

حضرت سیدنا ابراہیم بن عبداللہ بن علاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے ابو عامر واعظ علیہ رحمۃ اللہ الواحد کو یہ فرماتے ہوئے سنا:''ایک مرتبہ میں مسجد نبوی شریف کی نور بار فضاؤں میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک کالا غلام آیا جس کے پاس ایک خط تھا، اس نے وہ خط مجھے دیا اور پڑھنے کو کہا۔ میں نے خط کھولا تو اس میں یہ مضمون لکھا تھا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

(اے ابو عامر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ!) اللہ عزوجل نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اُمورِ آخرت میں غور وخوض کرنے کی سعادت عطا فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو (لوگوں سے) عبرت حاصل کرنے کی توفیق بخشی، اور خلوت نشینی کی عظیم دولت سے سرفراز فرمایا، اے

ابو عامر! بے شک میں بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان بھائیوں میں سے ہوں جو سفر آخرت کے مسافر ہیں۔ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ منورہ میں آئے ہوئے ہیں، مجھے اس بات سے بہت خوشی ہوئی اور میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کا متمنی ہوں اور مجھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت اختیار کرنے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گفتگو سننے کا اتنا شوق ہے کہ میرا رواں رواں آپ کے دیدار کی طلب میں تڑپ رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس کریم ذات کا واسطہ جس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو محبت کے جام پلائے مجھے اپنی قدم بوسی اور زیارت سے محروم نہ کیجئے گا (برائے کرم میرے غریب خانہ پر تشریف لائیے اور مردہ دلوں کو جلا بخشئے)۔

والسّلام

حضرت سیدنا ابو عامر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں اسی وقت اس خط لانے والے غلام کے ساتھ اس کے آقا کے گھر کی طرف چل دیا، ہم چلتے ہوئے ایک ویران جگہ پر پہنچے، وہاں ایک خستہ حال ٹوٹا پھوٹا گھر تھا۔ غلام نے مجھے دروازے کے پاس کھڑا کیا اور کہا: ''آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) تھوڑی دیر یہاں انتظار فرمائیں، میں آپ کے لئے اجازت طلب کرتا ہوں۔ چنانچہ میں وہاں انتظار کرنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد غلام نے آکر کہا: ''حضور! اندر تشریف لے آئیے۔'' جب میں کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ کمرہ نہایت بوسیدہ اور خالی ہے، اس کا دروازہ کھجور کے تنے سے بنا ہوا ہے اور ایک نہایت کمزور ونحیف شخص قبلہ رو بیٹھا ہوا ہے، چہرے پر خوف وکرب کے آثار نمایاں ہیں اور اسے دیکھ کر مجھے احساس ہوا کہ یہ شدید غم وپریشانی میں ہے۔ کثرت بکاء (یعنی بہت زیادہ رونے) کی وجہ سے اس کی آنکھیں بھی ضائع ہو چکی تھیں۔ میں نے اسے سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ اندھا اور اپاہج بھی ہے اور نہایت غم والم میں مبتلا ہے اور اسے جذام کی بیماری بھی لاحق ہے۔ پھر اس نے مجھ سے کہا: ''اے ابو عامر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! اللہ عزوجل آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دل کو گناہوں کی بیماری سے حفاظت میں رکھے، میں ہمیشہ اس بات کا خواہش مند رہا ہوں کہ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی صحبت اختیار کروں اور آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے نصیحت آموز گفتگو سنوں، اے ابو عامر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! مجھے ایک ایسا زخمِ دل لاحق ہے کہ تمام واعظین وناصحین بھی اس کا علاج نہ کر سکے اور اطباء اس کے علاج سے عاجز آ چکے ہیں۔ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی تجویز کردہ دوا اور مرہم زخموں کے لئے بے حد سود مند ہے، برائے کرم! میرے زخمی دل کا علاج فرمائیں اگرچہ دوا کتنی ہی تلخ وناگوار کیوں نہ ہو، میں شفاء کی امید لگائے دوا کی تلخی وناگواری برداشت کرلوں گا۔''

حضرت سیدنا ابو عامر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اس بزرگ کی یہ بات سن کر مجھ پر رُعب ودبدبہ طاری ہو گیا، اس کی باتوں میں مجھے بڑی حقیقت نظر آئی۔ میں کافی دیر خاموش رہا اور غور وفکر کرتا رہا پھر میں نے اس بزرگ سے کہا: ''اگر تم اپنی بیماری

کا علاج چاہتے ہو تو اپنی نظر کو عالم ملکوت کی طرف پھیرو، اپنے کانوں کو اسی عالم کی طرف مشغول کرلو اور اپنے ایمان کی حقیقت کو جنت ماوٰی کی طرف منتقل کرلو۔ اگر ایسا کروگے تو ربِّ کائنات عزوجل نے اپنے مقرب بندوں کے لئے جو نعمتیں اور آسائشیں اس میں رکھی ہیں وہ تم پر منکشف ہوجائیں گی۔ اسی طرح پھر اپنی تمام توجہ جہنم کی طرف کرو اور اس میں غور وفکر کرو اور حقیقی نظر سے اس کو دیکھو تو تمہیں وہ تمام عذاب ومصائب نظر آجائیں گے جو اللہ جلّ جلالہ کے دشمنوں اور نافرمانوں کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔ اگر اس طرح کروگے تو تمہیں دونوں چیزوں میں فرق معلوم ہوجائے گا اور یہ بات بالکل واضح ہوجائے گی کہ نیکوں اور بدوں کی موت برابر نہیں۔''

حضرت سیدنا ابو عامر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میری یہ بات سن کر وہ بزرگ رونے لگے اور سرد آہیں بھرنے لگے اور ایک چیخ مار کر کہنے لگے: ''اے ابو عامر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! اللہ عزوجل کی قسم! تمہاری دوا نے فوراً میرے زخمی دل پر اثر کیا ہے، میں اُمید رکھتا ہوں کہ تمہارے پاس مجھے ضرور شفاء نصیب ہوجائے گی، رحیم وکریم پروردگار عزوجل آپ پر رحم فرمائے۔ مجھے مزید نصیحت فرمایئے۔''

حضرت سیدنا ابو عامر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، پھر میں نے اس بزرگ سے کہا: ''اے مرد صالح! اللہ عزوجل تجھے اس وقت بھی دیکھتا ہے جب تو تنہائی میں ہوتا ہے اور جب تو جلوت میں ہوتا ہے تو بھی وہ تجھے دیکھتا ہے۔'' تو اس بزرگ نے پہلے کی طرح پھر چیخ ماری پھر فرمایا: ''وہ کون سی ہستی ہے جو میرے گناہوں کو معاف کرے، جو میرے غم وحزن کو دور کرے اور میری خطاؤں کو معاف کرے؟ اے میرے رحیم وکریم پروردگار عزوجل! تیری ہی ذات ایسی ہے جو میری مددگار ہے، اور میں تجھی پر بھروسہ کرتا ہوں اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ بزرگ زمین پر گرے اور ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

حضرت سیدنا ابو عامر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''کچھ دیر بعد ایک لڑکی وہاں آئی جس نے اُون کا کرتہ پہنا ہوا تھا اور اُون ہی کی چادر اوڑھی ہوئی تھی اور اس کے ماتھے پر سجدوں کی کثرت کی وجہ سے نورانی نشانات بن چکے تھے، روزوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا رنگ زرد ہوگیا تھا اور طویل قیام کی وجہ سے پاؤں سوجھے ہوئے تھے۔ اس نے مجھ سے کہا: ''اے عارفین کے دلوں کو تقویت دینے والے اور اے غم زدوں کی مصیبتوں کو حل کرنے والے! تو نے بہت اچھا کیا، ان شاء اللہ عزوجل تمہارا یہ عمل رائیگاں نہیں جائے گا، اے ابو عامر! یہ بزرگ میرے والد تھے اور تقریباً بیس سال سے کوڑھ کی بیماری انہیں لاحق تھی، یہ ہر وقت نماز ہی میں مشغول رہتے یہاں تک کہ یہ اپاہج ہوگئے، رونے کی کثرت کی وجہ سے ان کی آنکھیں ضائع ہوگئیں اور یہ اللہ رب

العزت سے امید رکھتے تھے کہ آپ سے ملاقات ضرور ہوگی۔'' اور یہ فرمایا کرتے تھے: ''میں ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابو عامر واعظ علیہ رحمۃ اللہ الواحد کی محفل میں حاضر ہوا تھا۔ ان کی پُر اثر باتوں نے میرے مردہ دل کو زندہ کر دیا، اور مجھے خوابِ غفلت سے بیدار کر دیا، اگر دوبارہ کبھی میں ان کی محفل میں چلا گیا یا ان کی باتیں سن لیں تو میں ان کی باتیں سن کر ہلاک ہو جاؤں گا، پھر وہ لڑکی کہنے لگی: ''اے ابو عامر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! اللہ عزوجل تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے کہ تم نے میرے والد کو وعظ ونصیحت کی اور ان کو سکون وآرام مہیا کیا، اللہ عزوجل تمہیں اس کا اچھا صلہ عطا فرمائے۔''

پھر وہ لڑکی اپنے باپ کے پاس آئی اور اس کی آنکھوں کو بوسہ دینے لگی اور روتے ہوئے کہنے لگی: ''اے وہ عظیم شخص جس نے اللہ عزوجل کے خوف سے رو رو کر اپنی آنکھیں گنوا دیں! اے میرے کریم باپ! تجھے تیرے رب عزوجل کے عذاب کی وعیدوں نے ہلاک کر دیا، تم ہمیشہ اپنے رب عزوجل کے خوف سے گریہ وزاری کرتے رہے اور دعاء واستغفار میں مشغول رہے۔''

میں نے اس سے پوچھا: ''اے نیک بندی! تو اتنا کیوں رو رہی ہے؟'' اور اتنی غمزدہ کیوں ہو رہی ہے، تمہارے والدِ گرامی تو اب دارالجزاء میں جا چکے ہیں اور وہ اپنے ہر عمل کا بدلہ دیکھ چکے ہوں گے اور ان کے اعمال ان کے سامنے پیش کر دیئے جائیں گے اگر ان کے اعمال اچھے تھے تو ان کے لئے خوشخبری ہے اور اگر اعمال نامقبول تھے تو یہ افسوسناک بات ہے۔''

یہ سن کر اس لڑکی نے بھی اپنے باپ کی طرح چیخ ماری اور تڑپنے لگی اور اسی حالت میں ان کی روح بھی عالم بالا کی طرف پرواز کر گئی۔ پھر میں عصر کی نماز کے لئے مسجد نبوی شریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوا اور میں نے نماز کے بعد ان دونوں باپ بیٹی کے لئے خوب رو رو کر دعا کی، پھر وہ غلام آیا اور اس نے اطلاع دی کہ ان دونوں کی تکفین ہو چکی ہے، آپ نماز جنازہ کے لئے تشریف لے چلیں۔ پھر ہم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور انہیں دفنا دیا گیا۔ پھر میں نے لوگوں سے دریافت کیا: ''یہ باپ بیٹی کون تھے؟'' تو مجھے بتایا گیا: ''یہ حضرت سیدنا حسن بن علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد سے ہیں۔

حضرت سیدنا ابو عامر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''مجھے کافی دنوں تک ان کی موت کا افسوس رہا پھر ایک رات میں نے ان دونوں باپ بیٹی کو خواب میں دیکھا، انہوں نے سبز جنّتی حُلّے زیب تن کئے ہوئے تھے۔ میں نے ان کو دیکھ کر کہا: ''مرحبا! تمہیں مبارک ہو، میں تو تمہاری وجہ سے بہت غمگین تھا، تمہارے ساتھ اللہ عزوجل نے کیا معاملہ فرمایا؟'' اس بزرگ نے فرمایا: ''ہمیں بخش دیا گیا اور ہمیں نعمتیں ملیں، ان میں تم بھی ہمارے ساتھ شریک ہو۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر48: **محبت الٰہی عزوجل میں مرنا، فکرِ آخرت سکھا گیا**

حضرت سیدنا محمد بن داؤد دینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا اسحاق ہروی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ میں بصرہ میں موجود تھا کہ میرے پاس حضرت سیدنا ابن خیوطی علیہ رحمۃ اللہ القوی تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''چلو، ہم اُبُلَّہ چلتے ہیں۔'' (یہ بصرہ کے ایک قصبہ کا نام ہے)

چنانچہ ہم سفر پر روانہ ہوئے۔ بدرِ کامل نے اپنی روشنی سے سارے قصبے کو نور بار کیا ہوا تھا، ہر طرف خاموشی کا سماں تھا جب ہم اس قصبہ کے قریب پہنچے تو وہاں ایک عظیم الشان عمارت نظر آئی جو کسی رئیس کی ملکیت میں تھی، پھر یکا یک خاموش فضاؤں میں سارنگی بجنے کی آواز آئی۔ جب ہم اس سمت گئے تو دیکھا کہ ایک لونڈی محل کے قریب بیٹھی سارنگی بجا رہی ہے اور بار بار ایک شعر گنگنا رہی ہے، جس کا مفہوم یہ ہے: ''تم روزانہ بدلتے ہو، کیا تمہیں اس کے علاوہ بھی کوئی شئے زیبا ہے۔''

اس عمارت کی ایک طرف ایک فقیر دو چادروں میں لپٹا ہوا بیٹھا تھا۔ جب اس نے یہ شعر سنا تو زور زور سے چیخنے لگا اور لونڈی سے کہنے لگا: ''خدارا! وہ شعر مجھے دوبارہ سناؤ، ہائے افسوس! میرا حال بھی میرے رب عزوجل کے ساتھ ایسا ہی ہے۔ جلدی کرو، مجھے دوبارہ وہ شعر سناؤ، جب اس لونڈی کے مالک نے یہ حالت دیکھی تو لونڈی سے کہا: ''سارنگی بجانا چھوڑ دو اور اس فقیر کو جا کر شعر سناؤ، یہ خدا رسیدہ بزرگ ہے۔'' چنانچہ وہ لونڈی اس فقیر کے پاس آئی اور دوبارہ یہی شعر پڑھا، وہ شعر پڑھتی جاتی اور فقیر چیختا جاتا اور کہتا: ''خدا عزوجل کی قسم! میری حالت بھی میرے رب عزوجل کے ساتھ ایسی ہی ہے۔'' پھر یکدم اس نے ایک دِل خراش چیخ ماری اور زمین پر گر پڑا۔ ہم اس کے پاس گئے اور اسے ہلا جلا کر دیکھا تو اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔

جب یہ خبر اس عظیم الشان عمارت کے مالک کو پہنچی تو وہ نیچے آیا اور اس فقیر کی لاش کو اپنے گھر لے گیا۔ ہمیں اس واقعہ پر بہت افسوس ہوا، پھر ہم اپنے کام کے سلسلہ میں آگے روانہ ہو گئے۔ جاتے وقت ہم نے دیکھا کہ اس صاحبِ عمارت نے اپنے سامنے موجود تمام آلاتِ لہو ولعب توڑ دیئے تھے، پھر ہم وہاں سے روانہ ہو گئے۔

پھر جب صبح ہمارا گزر اسی مقام سے ہوا تو دیکھا کہ اس عمارت کے گرد لوگوں کا جمِ غفیر ہے اور وہاں اس فقیر کا جنازہ رکھا ہوا ہے، ایسے لگتا تھا گویا پورے شہرِ بصرہ میں اس فقیر کی موت کی اطلاع پہنچا دی گئی ہے، شہر کا ہر عام وخاص اس کے جنازے میں شرکت کے لئے موجود تھا، قاضی اور حکام بھی وہاں موجود تھے۔

پھر اس خدا رسیدہ بزرگ کے جنازہ کو سوئے قبرستان لے جایا گیا۔ اس کے پیچھے فوجی لشکر اور عوام خواص کا ہجوم تھا، سب کے سب ننگے سر اور ننگے پاؤں تھے، سب افسردہ وغمگین تھے، جب اس مردِ قلندر کو دفنایا گیا تو اس عمارت والے رئیس نے

لوگوں سے کہا:''تم سب لوگ گواہ ہوجاؤ، میرے تمام غلام اور لونڈیاں آج کے بعد اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر آزاد ہیں، میری تمام جاگیر اور مال ودولت سب اللہ عزوجل کی راہ میں وقف ہے، میری ملکیت میں چار ہزار دینار ہیں، میں انہیں بھی اللہ عزوجل کی راہ میں وقف کرتا ہوں۔'' پھر اس نے اپنا قیمتی لباس اُتار کر پھینک دیا، اب اس کے پاس صرف ایک شلوار باقی بچی۔ اس نیک بخت رئیس کی یہ حالت دیکھ کر قاضی نے کہا:''میرے پاس دو چادریں موجود ہیں، آپ وہ قبول فرمالیں۔'' چنانچہ قاضی صاحب نے اس رئیس کو وہ دو چادریں دے دیں۔ اس نے ایک کو اوڑھ لیا اور دوسری کو بطورِ تہبند استعمال کیا، لوگ میت سے زیادہ رئیس کی اس حالت پر روئے، پھر وہ نیک بخت رئیس مالکِ حقیقی عزوجل کی رضا کی خاطر اپنی تمام دولت چھوڑ کر دائمی نعمتوں کے حصول کے لئے ایک نامعلوم سمت روانہ ہوگیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر49: امیر المومنین کے نام ''نصیحتوں بھرا مکتوب''

ایک مرتبہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید نے حضرت سیدنا سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف ایک تحریر بھیجی جس کا مضمون کچھ اس طرح تھا۔ **السّلام علیکم:** عمر بن عبدالعزیز (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی طرف سے آپ پر سلامتی ہو۔ وحدہٗ لاشریک ذات جو رحیم وکریم ہے، اس کی حمد وثناء کے بعد عمر بن عبدالعزیز عرض کرتا ہے:''اے سالم بن عبداللہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! اللہ ربُّ العزّت نے اس امت کی حکومت کا بوجھ میرے کندھوں پر ڈال دیا ہے اور میرے مشورے کے بغیر ہی امورِ خلافت میرے سپرد کردیئے گئے، میں نے کبھی بھی خلافت کی خواہش نہ کی تھی، بس اللہ ربُّ العزّت کی مرضی، اب اس کے حکم سے مجھے خلافت کی ذمہ داری ملی ہے۔ لہٰذا میں اُمورِ خلافت کے تمام مسائل میں اسی کریم ذات سے مدد طلب کرتا ہوں کہ وہ مجھے اچھے اعمال اور اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اور مجھے مخلوق پر شفقت ونرمی کی توفیق مرحمت فرمائے۔ وہی ذات میری مدد کرنے والی ہے، (اے میرے بھائی) جب آپ کے پاس میری یہ تحریر پہنچے تو مجھے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کے متعلق اور ان کے فیصلوں کے بارے میں کچھ معلومات فراہم کرنا اور یہ بتانا کہ انہوں نے مسلمانوں اور ذمیوں کے ساتھ اپنے دورِ خلافت میں کیسا رویہ اختیار کیا؟ میں امور خلافت میں ان کی پیروی کرنا چاہتا ہوں، اللہ عزوجل میری مدد فرمائے گا۔

والسّلام: من عمر بن عبدالعزیز (علیہ رحمۃ اللہ المجید)

جب یہ تحریر حضرت سیدنا سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہنچی تو انہوں نے حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید کو اس کا جواب لکھا جس کا مضمون کچھ اس طرح تھا: ''اے عمر بن عبدالعزیز (علیہ رحمۃ اللہ المجید)! تم پر سلامتی ہو، اللہ رب العزت کی حمد وثنا اور حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم پر درود وسلام کے بعد میں کہتا ہوں: ''اللہ رب العزت قادرِ مطلق ہے، اس کی عظمت وبلندی کو کوئی نہیں پہنچ سکتا، اس کا کوئی شریک نہیں، وہ کسی غیر کے شریک ہونے سے منزّہ ومبرّا ہے، جب اس نے چاہا دنیا کو پیدا فرمایا اور جب تک چاہے گا باقی رکھے گا، اس نے دنیا کی ابتداء وانتہاء کے درمیان بہت قلیل مدت رکھی جو حقیقتاً دن کے کچھ حصے کے برابر بھی نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس دنیا اور اس میں موجود تمام مخلوقات کی فناء کا فیصلہ بھی فرما دیا اور یہ سب چیزیں فانی ہیں، صرف اللہ عزوجل کی ذات ہی کو بقاء ہے، اس کے سوا باقی سب چیزیں فانی ہیں، جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (پ۲۰، القصص: ۸۸)

ترجمۂ کنزالایمان: ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے، اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے۔

(اے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ!) بے شک دنیا والے دنیا کی کسی چیز پر قادر نہیں، وہ خود مختار نہیں، جب انہیں حکم الٰہی عزوجل ہوگا وہ اس دنیا کو چھوڑ دیں گے اور یہ بے وفا دنیا ان کو چھوڑ دے گی۔ اللہ عزوجل نے (لوگوں کی رہنمائی کے لئے) قرآن کریم اور دیگر کتب سماویہ نازل فرمائیں، انبیاء ورُسُل علیہم الصلوٰۃ والسلام مبعوث فرمائے، اپنی کتاب میں جزاء وسزا بیان فرمائی، مثالیں بیان فرمائیں اور اپنے دین کی وضاحت قرآن کریم میں فرمادی، حرام وحلال اشیاء کا بیان اسی کتاب میں فرما دیا اور عبرت آموز واقعات اس میں بیان فرمائے۔

اے عمر بن عبدالعزیز (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! کیا تجھ سے اس بات کا وعدہ نہیں لیا گیا کہ تو ہر ایک انسان کے کھانے پینے کا ذمہ دار ہے اور تو ان کو کافی ہے بلکہ تجھے تو خلافت دی گئی ہے، بے شک تجھے بھی اتنا کچھ ہی کھانا اور لباس کافی ہے جتنا کہ ایک عام انسان کو کافی ہے، بے شک تجھے جو ذمہ داری ملی ہے یہ اللہ رب العزت ہی کی طرف سے ملی ہے۔ اگر تجھ میں اتنی استطاعت ہے کہ تو اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو نقصان وبربادی سے بچا سکتا ہے تو ضرور بچا اور قیامت کی ہولناکیوں سے بچ اور نیکی کرنے کی طاقت اور برائی سے بچنے کی توفیق اللہ رب العزت ہی کی طرف سے ہے۔ بے شک جو لوگ تجھ سے پہلے گزرے انہوں نے جو کچھ کرنا تھا وہ کیا، جو ترقیاتی کام کرنے تھے کئے، جن چیزوں کو ختم کرنا تھا ختم کیا، اور ہر شخص اپنے اپنے انداز میں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرتا رہا اور یہی سمجھتا رہا کہ اصل طریقہ یہی ہے جو میں نے اختیار کیا ہے، ان میں سے بعض لوگوں نے قابلِ گرفت لوگوں سے بھی نہایت نرمی سے کام لیا اور ان کی سرکشی کے باوجود انہیں بے جا ڈھیل دی تو اللہ رب العزت نے ایسے لوگوں پر

آزمائش کا دروازہ کھول دیا۔اگر تو بھی کسی قابلِ گرفت شخص سے نرمی کا برتاؤ کرنا چاہتا ہے تو کر، پھر اس کا انجام خود ہی دیکھ لے گا اگر تو نے کسی مجرم سے کسی دینی معاملہ میں نرمی کا برتاؤ کیا تو اللہ رب العزت تجھ پر بھی آزمائش کے دروازے کھول دے گا، اگر تو کسی کو گورنر بننے کے قابل نہ سمجھے تو بے دھڑک اس کو عہدے سے معزول کر دے اور کسی کا خوف نہ کر اور اس بات سے نہ ڈر کہ اب کون گورنر و حاکم بنے گا۔اس بات کا مالک اللہ ربُّ العٰلمین ہے، وہ تیرے لئے ان نااہل گورنروں اور حاکموں سے بھی اچھے مددگار لوگ عطا فرمادے گا،تو مخلوق سے بالکل بھی نہ ڈر اور اپنی نیت کو خالص رکھ۔ ہر انسان کی مدد اس کی نیت کے مطابق کی جاتی ہے،جس کی نیت کامل ہے تو اس کو اجر بھی کامل ہی ملے گا اور جس کی نیت میں فتور ہوگا اس کو صلہ بھی ایسا ہی دیا جائے گا۔الغرض انسان کی مدد اس کی نیت کے مطابق کی جاتی ہے۔

اے عمر بن عبدالعزیز (علیہ رحمۃ اللہ المجید)! اگر تو یہ چاہتا ہے کہ بروزِ قیامت تو اس حال میں آئے کہ کوئی تیرے خلاف ظلم کا دعویدار نہ ہو اور جو لوگ تجھ سے پہلے گزر گئے وہ تجھ پر رشک کرتے ہوں کہ اس کے متبعین کو اس سے کوئی شکایت نہیں، اس کی رعایا اس سے خوش ہے تو تُو ایسے اعمال کر کہ تجھے اس دن وہ مقام حاصل ہو جائے یعنی اپنے اعمال اچھے رکھ اور بے شک اللہ عزوجل ہی کی طرف سے نیکی کرنے کی قوت دی جاتی ہے اور برائی سے بھی وہی ذات بچانے والی ہے۔

اور جو لوگ موت اور اس کی ہولناکیوں سے خوف کھاتے تھے مرنے کے بعد ان کی وہ آنکھیں ان کے چہروں پر بہہ گئیں جو دُنیوی لذتوں سے سیر ہی نہ ہوتی تھیں، ان کے پیٹ پھٹ گئے اور وہ تمام چیزیں بھی ضائع ہو گئیں جو وہ کھایا کرتے تھے ،ان کی وہ گردنیں جو نرم نازک تکیوں پر آرام کرنے کی عادی تھیں آج قبر کی مٹی میں بوسیدہ حالت میں پڑی ہیں۔جب وہ دنیا میں تھے تو لوگ ان سے خوش ہوتے اور ان کی خدمت کرتے لیکن آج یہی لوگ موت کے بعد ایسی حالت میں ہیں کہ ان کے جسم گل سڑ گئے، اگر ان لوگوں کو اور ان کی دنیوی غذاؤں کو آج کسی مسکین کے سامنے رکھ دیا جائے تو وہ بھی اس کی بدبو سے اذیت محسوس کرے، اب اگر ان کے تعَفُّن زدہ جسموں پر خوب خوشبو ملی جائے تب بھی ان کی بدبو ختم نہ ہو بلکہ خوشبو ملنا اِسراف ہوگا۔

ہاں! اللہ عزوجل جسے چاہے اپنی رحمتِ خاصہ سے حصہ عطا فرمائے اور اسے دائمی نعمتیں عطا فرمائے ، بے شک ہم سب اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

اے عمر بن عبدالعزیز (علیہ رحمۃ اللہ المجید)! تیرے ساتھ واقعی ایک بہت بڑا معاملہ درپیش ہے،تو کبھی بھی جزیہ اور زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے ایسے عامل مقرر نہ کرنا جو بہت زیادہ سختی کریں اور لوگوں سے بہت زیادہ ترش روئی سے پیش آئیں اور بے جا ان کا خون بہائیں۔اے عمر! اس طرح مال حاصل کرنے سے بچ، ایسی خون ریزی سے ہمیشہ کوسوں دور بھاگ، اور اگر تجھے

کسی گورنر کے بارے میں یہ خبر ملے کہ وہ لوگوں پر ظلم کرتا ہے اور پھر بھی تو اسے گورنری کے عہدے سے معزول نہ کرے تو یاد رکھ! اگر تو اس طرح کی جرأتیں کرے گا تو تجھے جہنم سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا اور تو رسوائی وذلت کی طرف مائل ہو جائے گا۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اپنی حفظ وامان میں رکھے، آمین۔ اور اگر تو ان تمام ظلم وزیادتی والے امور سے اجتناب کرتا رہا تو تجھے دلی سکون حاصل ہوگا اور تو مطمئن رہے گا۔ (ان شاء اللہ عزوجل)

اے عمر بن عبدالعزیز (علیہ رحمۃ اللہ المجید)! تو نے مجھ سے کہا کہ میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت اور ان کے فیصلوں کے متعلق تجھے معلومات فراہم کروں تو اے عمر بن عبدالعزیز (علیہ رحمۃ اللہ المجید)! امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور کے مطابق فیصلے کئے۔ جیسی ان کی رعایا تھی اب ایسی نہیں، ان کے فیصلے اس دور کے اعتبار سے تھے اور تم اپنے دور کے اعتبار سے فیصلے کرو، اور اپنے دور کے لوگوں کو مدِّنظر رکھتے ہوئے ان سے معاملات کرو، اگر تم ایسا کرو گے تو مجھے اللہ رب العزت سے امید ہے کہ وہ تمہیں بھی امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی مدد ونصرت عطا فرمائے گا اور جنت میں ان کے ساتھ مقام عطا فرمائے گا۔ اور اے عمر بن عبدالعزیز! تم یہ آیتِ مبارکہ پڑھا کرو:

وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَکُمْ اِلٰی مَآ اَنْھٰکُمْ عَنْہُ ؕ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ ؕ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ ۝ (پ۱۲، ھود: ۸۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں آپ اس کے خلاف کرنے لگوں، میں تو جہاں تک بنے سنوارنا ہی چاہتا ہوں، اور میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

اے عمر بن عبدالعزیز (علیہ رحمۃ اللہ المجید)! اللہ رب العزت تجھے اپنے حفظ وامان میں رکھے اور دارین کی سعادتیں عطا فرمائے۔ آمین

والسّلام: من سالم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر50:

نفس کُشی کا کامیاب طریقہ

حضرت سیدنا ابو القاسم انباری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں، مجھے ایک شخص نے بتایا کہ ''میں ایک دن صبح صبح حضرت سیدنا بشر بن حارث علیہ رحمۃ اللہ الوارث سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ جیسے ہی میں دروازے کے قریب پہنچا تو اندر سے کسی کی درد بھری آواز سنائی دی۔ میں دروازہ کھٹکھٹانے سے باز رہا اور کان لگا کر گھر سے آنے والی درد بھری آواز سننے لگا۔ حضرت سیدنا بشر بن حارث علیہ رحمۃ اللہ الوارث کے سامنے ایک خربوزہ رکھا ہوا تھا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شدید خواہش کے باوجود اس کو نہیں کھا رہے تھے بلکہ اپنے نفس کو ملامت کرتے ہوئے کہہ رہے تھے: ''اے نفس! تیرا ناس ہو، کیا تو اسے کھانا چاہتا ہے تجھے اس کی طرف رغبت کیوں ہوئی؟''

اسی طرح بار بار اپنے نفس کو ملامت کر رہے تھے، جب میں نے دیکھا کہ معاملہ طُول پکڑ گیا ہے اور دن بلند ہو رہا ہے تو مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے دروازے پر دستک دے دی، آواز آئی: ''کون؟'' میں نے اپنا نام بتایا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اندر آجاؤ۔'' میں اندر داخل ہوا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بیٹھ گیا اور میں نے عرض کی: ''اے ابو نصر بشر بن حارث (علیہ رحمۃ اللہ الوارث)! آپ اپنے نفس پر اتنی سختی کیوں کر رہے ہیں؟ اسے حلال چیز کے کھانے سے کیوں روک رہے ہیں؟ کیا اللہ رب العزت جلّ جلالہ نے بندوں کو رخصت اور رعایتیں عطا نہ فرمائیں؟ کیا یہ چیزیں ہمارے لئے حلال نہیں ہیں؟ پھر آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اپنے اوپر اتنی سختی کیوں کر رہے ہو؟''

حضرت سیدنا بشر بن حارث علیہ رحمۃ اللہ الوارث فرمانے لگے: ''اے میرے بھائی! میں نے کافی عرصہ سے اپنے نفس کو صبر کا عادی بنا رکھا ہے۔ جب کبھی یہ کسی چیز کی خواہش کرتا ہے تو میں اسے صبر کی تلقین کرتا ہوں اور یہ صبر کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے، اگر اس کو ڈھیل دی جائے تو یہ مزید خواہشات کا متمنی ہوتا ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک شعر پڑھا جس کا مفہوم یہ ہے: ''نفس کے لئے یہی بہتر ہے کہ انسان اسے خواہشات سے روکے رکھے۔ اگر اسے اس کی دل پسند چیز کھلاؤ گے تو وہ مزید طلب کرے گا اور اسے ہر طرح حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ خربوزہ پھینک دیا اور کہا: ''اسے یہاں سے اٹھا لو۔'' پھر کچھ اشعار پڑھنے لگے، جن کا مفہوم یہ ہے: ''بے شک میرا نفس مجھ سے مطالبہ کرتا ہے کہ میں پیٹ بھر کر اس کی من پسند غذائیں کھاؤں اور اپنے دین کو داؤ پر لگا دوں، مگر یہ ناممکن بات ہے، اور جو شخص دنیا حاصل کر لے لیکن دین سے محروم رہے تو وہ بہت زیادہ خسارے میں ہے۔''

{اللہ عزّوجلّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر51: سفر ہوتو ایسا، رفیقِ سفر ہوتو ایسا

حضرت سیدنا محمد بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، حضرت سیدنا مخول نے مجھے بتایا کہ ''ایک مرتبہ حضرت سیدنا بہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرے پاس آئے اور مجھ سے فرمانے لگے:'' میرا حج کا ارادہ ہے، اگر تمہارے علم میں کوئی ایسا شخص ہے جو حج کا ارادہ رکھتا ہو تو مجھے اس کے بارے میں بتاؤ تاکہ ہم دونوں سفرِ حج پر روانہ ہوں اور ایک دوسرے کی رفاقت میں حج کی سعادت حاصل کریں۔'' میں نے حضرت سیدنا بہیم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے عرض کی:'' ہمارے پڑوس میں ایک دین دار اور بہت نیک شخص رہتا ہے وہ بھی حج کا ارادہ رکھتا ہے، آئیے میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس سے ملاقات کرادیتا ہوں۔ چنانچہ میں انہیں اپنے اس دوست کے پاس لے گیا اور اسے صورت حال سے آگاہ کیا تو وہ تیار ہوگیا اور کہا:'' ان شاء اللہ عزوجل ہم ایک ساتھ سفرِ حج پر روانہ ہوں گے۔

پھر ہم وہاں سے چلے آئے اور حضرت سیدنا بہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ کچھ ہی دنوں بعد میرا وہی دوست میرے پاس آیا اور کہنے لگا:'' میں یہ چاہتا ہوں کہ جس شخص کو آپ نے میرا رفیق بنایا ہے آپ اسے میرا رفیق نہ بنائیں بلکہ اس کے لئے کوئی اور رفیق تلاش کرلیں، میں اس کے ساتھ سفر نہیں کرسکتا۔'' جب میں نے یہ سنا تو اپنے اس دوست سے کہا: ''تجھ پر افسوس ہے! آخر کیوں تو اس کے ساتھ سفر کرنے کو تیار نہیں؟ خدا عزوجل کی قسم! پورے کوفہ میں میرے نزدیک ان سے بڑھ کر کوئی متقی و پرہیزگار نہیں، میں نے ان کے ساتھ کئی سمندری اور صحرائی سفر کئے ہیں، میں نے ان میں ہمیشہ بھلائی اور خیر ہی کو پایا اور تم ہو کہ ان کی رفاقت سے محروم رہنا چاہتے ہو، آخر وجہ کیا ہے؟'' وہ کہنے لگا:'' مجھے خبر ملی ہے کہ جسے آپ میرا رفیق بنانا چاہتے ہیں وہ تو ہر وقت روتے ہی رہتے ہیں اور انہیں رونے سے کبھی فرصت ہی نہیں ملتی، ہر وقت آہ و بکا کرتے رہتے ہیں، اب آپ ہی بتائیے کہ میں ایسے شخص کے ساتھ سفر کیسے کرسکتا ہوں؟ ان کے رونے کی وجہ سے ہمارا سفر خوش گوار نہیں رہے گا اور ہمیں بہت پریشانی ہوگی۔''

میں نے اپنے اس دوست سے کہا:'' بعض اوقات انسان وعظ و نصیحت سن کر رو پڑتا ہے تو اس میں کیا حرج ہے؟ یہ تو رقتِ قلبی کی وجہ سے ہوتا ہے کیا آپ کبھی وعظ و نصیحت سن کر نہیں روئے؟'' اس نے کہا:'' یہ تو آپ بجا فرما رہے ہیں لیکن ان کے بارے میں تو مجھے یہ خبر ملی ہے کہ وہ ہر وقت ہی روتے رہتے ہیں اور ان کا رونا بہت طویل ہوتا ہے۔''

میں نے کہا:'' آپ اس کی صحبت اختیار کریں، اللہ رب العزت آپ کو اس مردِ صالح کے ذریعے برکتیں عطا فرمائے گا، آپ بے فکر ہو کر ان کے ساتھ سفر کریں۔'' چنانچہ میرا وہ دوست تیار ہوگیا اور کہنے لگا:'' ٹھیک ہے، میں ان کے ساتھ سفر کرنے کو تیار ہوں، اللہ ربُّ العزَّت ہمارے اس سفر میں خیر و برکت عطا فرمائے۔''

پھر جس دن ان کی حج کے لئے روانگی تھی تو میں اور میرا دوست حضرت سیدنا بہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دیوار کے سائے تلے بیٹھے زاروقطار رو رہے ہیں اور آپ کے آنسو داڑھی مبارک کو تر کرتے ہوئے زمین پر گر رہے ہیں۔

جب میرے دوست نے یہ دیکھا تو مجھ سے کہنے لگا: ''دیکھو! انہوں نے تو ابھی سے ہی رونا شروع کر دیا، بقیہ سفر میں ان کا کیا حال ہوگا۔ آپ نے تو مجھے بڑی آزمائش میں ڈال دیا ہے، میں ان کے ساتھ سفر کس طرح کر سکوں گا؟'' میں نے کہا: ''ہوسکتا ہے کہ یہ اپنے اہل وعیال سے جدائی کی وجہ سے رو رہے ہوں۔ میری یہ بات حضرت سیدنا بہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سن لی اور کہا: ''اے مخول! میں گھر والوں سے جدائی کی وجہ سے نہیں رو رہا بلکہ مجھے تو سفر آخرت کی طوالت اور صعوبتیں رُلا رہی ہیں۔'' یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پھر رونے لگے۔

مجھ سے میرا دوست کہنے لگا: ''ان کی رفاقت کے لائق تو حضرت سیدنا داؤد طائی اور حضرت سیدنا سلام ابوالاخوص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما جیسے بزرگ ہیں کیونکہ وہ بھی ایسے ہی رونے والے ہیں۔ جب یہ سب جمع ہوں گے تو انہیں قرار نصیب ہو جائے گا یا پھر سارے ہی رو رو کر جان دے دیں گے، میں ان کی رفاقت کے قابل نہیں۔''

میں نے پھر اپنے دوست کو سمجھایا اور کہا: ''آپ تھوڑا صبر سے کام لیں اور انہیں برداشت کریں، ہوسکتا ہے یہ سفر آپ کے لئے ذریعۂ نجات بن جائے۔'' بالآخر وہ کہنے لگا: ''اکثر لوگ جب حج پر روانہ ہوتے ہیں تو وہ خوش خوش اور بہت زیادہ زادِراہ لے کر جاتے ہیں اور ان میں کوئی بھی غم زدہ یا محتاج نہیں ہوتا۔ میں نے تو ہمیشہ ایسے ہی خوشحال لوگوں کے ساتھ سفر کیا ہے، اب پہلی مرتبہ مجھے ایسے شخص کی رفاقت مل رہی ہے جو گریہ وزاری کرنے والا ہے۔ بہر حال میں ان کے ساتھ سفر ضرور کروں گا شاید! یہ سفر میرے لئے خیر وبرکت کا سبب بنے۔ بالآخر میرا وہ دوست سفر کے لئے تیار ہو گیا۔ حضرت سیدنا بہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہمارے مابین ہونے والی گفتگو کا علم نہ تھا اور نہ وہ اگر ہماری یہ باتیں سن لیتے تو کبھی بھی میرے اس دوست کے ساتھ سفر نہ کرتے۔ بہر حال میں نے ان دونوں کو سوئے حرم روانہ کر دیا۔

مدینے جانے والو! جاؤ جاؤ فی امان اللہ (عزوجل)
کبھی تو اپنا بھی لگ جائے گا بستر مدینے میں

پھر جب حاجیوں کے قافلے فریضۂ حج ادا کر کے اور اپنی آنکھوں سے خانہ کعبہ اور روضۂ رسول کے جلوے دیکھ کر واپس کوفہ پہنچے تو میں اپنے اس دوست کے پاس گیا اسے سلام کیا اور پوچھا: ''آپ نے اپنے رفیق کو کیسا پایا؟'' تو اس نے مجھے دعائیں

دیتے ہوئے کہا:''اللہ عزوجل آپ کو میری طرف سے اچھا بدلہ عطا فرمائے، خدا عزوجل کی قسم! آپ نے جس مردِ قلندر کو میرا رفیق بنایا مجھے ان میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کے جلوے نظر آتے تھے، انہوں نے حقِ صحبت خوب ادا کیا۔ وہ خود تنگ دست ہونے کے باوجود مجھ پر خرچ کرتے رہے حالانکہ میں اپنے ساتھ بہت سارا زادِراہ لے گیا تھا مگر وہ مجھ پر اپنے زادِراہ سے خرچ کرتے رہے، میں جوان تھا اور وہ ضعیف العمر۔ لیکن پھر بھی انہوں نے میری خدمت کی۔ وہ میرے لئے کھانا تیار کرتے اور مجھے کھلاتے اور خود سارا دن روزہ رکھتے، اللہ رب العزت انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

میں نے اپنے دوست سے پوچھا:''آپ خوف زدہ تھے کہ وہ روتے بہت زیادہ ہیں، اس کا کیا ہوا؟ کیا تمہیں ان کے رونے سے پریشانی نہیں ہوئی؟'' وہ کہنے لگا:''خدا عزوجل کی قسم! مجھے ان سے محبت ہوگئی اور ان کے رونے کی وجہ سے مجھے قلبی سکون ملتا اور میں بھی ان کے ساتھ رویا کرتا تھا۔ پھر ابتداءً تو ہمارے رونے کی وجہ سے دوسرے رفقاء کو پریشانی ہوئی لیکن پھر وہ بھی ہم سے مانوس ہوگئے پھر ایسا ہوتا کہ ہمیں روتا دیکھ کر وہ بھی رونا شروع کر دیتے اور ان سب نے ہم سے پیار و محبت بھرا سلوک کیا اور جب ہم روتے تو ہمارے رفقاء بھی یہ کہتے ہوئے رونے لگتے:''جس غم نے انہیں رُلایا ہے وہ سفرِ آخرت کا غم تو ہمیں بھی لاحق ہے پھر ہم کیوں نہ روئیں لہٰذا وہ بھی ہمارے ساتھ رونے لگتے۔ الحمد للہ عزوجل! ہمارا یہ سفر بہت اچھا رہا۔ اللہ عزوجل آپ کو جزاء خیر عطا فرمائے۔

پھر میں سیدنا بہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا اور ان سے پوچھا:''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رفیق کو کیسا پایا؟'' وہ فرمانے لگے:''الحمد للہ عزوجل! وہ بہت اچھے رفیق ثابت ہوئے، وہ اللہ عزوجل کا ذکر کثرت سے کرنے والے، قرآن پاک کی بہت زیادہ تلاوت کرنے والے، بہت جلد رو دینے والے اور اپنے ہم سفر کی لغزشوں سے درگزر کرنے والے تھے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر52:

رونے والی آنکھیں

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر علیہ رحمۃ اللہ القادر فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں نے حضرت سیدنا یزید بن مرثد علیہ رحمۃ اللہ الاحد سے پوچھا: ''میں نے ہمیشہ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو روتے ہوئے ہی دیکھا ہے کبھی آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے خالی نہیں ہوتیں؟ آخر آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اتنا کیوں روتے ہیں؟'' تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: ''آپ یہ سوال کیوں کر رہے ہیں؟'' میں نے کہا: ''اس امید پر کہ شاید مجھے اس سوال کی وجہ سے کچھ فائدہ حاصل ہو اور مجھے کوئی نصیحت آمیز جواب ملے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میرے رونے کی وجہ تم پر ظاہر ہے۔'' میں نے پھر پوچھا: ''آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) صرف تنہائی میں ہی ایسی گریہ وزاری کرتے ہیں یا اس کے علاوہ بھی روتے ہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ سن کر فرمایا: ''خدا عزوجل کی قسم! مجھ پر یہ حالت اکثر طاری رہتی ہے۔ کبھی میرے سامنے کھانا لایا جاتا ہے تو مجھ پر خوفِ خدا عزوجل سے رقت طاری ہو جاتی ہے اور میں کھانے سے بے پرواہ ہو جاتا ہوں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہوتا ہوں تو اچانک مجھ پر یہ کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور میں بے اختیار رونا شروع کر دیتا ہوں، مجھے دیکھ کر میرے بچے اور تمام گھر والے بھی رونا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ انہیں معلوم بھی نہیں ہوتا کہ وہ کیوں رو رہے ہیں بس میرے رونے کی وجہ سے وہ بھی میرے ساتھ رونے لگتے ہیں۔

میری زوجہ اکثر یہ شکایت کرتی ہے کہ ہائے افسوس! شاید ہی مسلمانوں کی عورتوں میں کوئی ایسی عورت ہو گی جس کے شوہر کو آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) جیسا غم لاحق ہو، میں تو تمہاری محبت و پیار کو ترس گئی ہوں، عورتوں کو جو خوشی اور سرور اپنے شوہر کی خوشی سے ملتا ہے میں اس سے محروم ہوں، آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) پر کبھی ایسی خوشی طاری نہیں ہوتی جسے دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔''

میں نے پوچھا: ''اے میرے بھائی! آخر وہ کون سی چیز ہے جس نے آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو اتنا غمزدہ اور خوف وحزن کا مجسمہ بنا دیا ہے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے: ''اے میرے بھائی! اگر میری نافرمانیوں کے صلہ میں مجھے گرم پانی میں غوطے لگانے کا فیصلہ سنا دیا جاتا تو پھر بھی یہ اتنی سخت سزا ہے کہ اس کی وجہ سے رونا چاہئے لیکن معاملہ تو اس سے کہیں زیادہ سخت ہے کیونکہ اللہ عزوجل کی نافرمانیوں کی وجہ سے مجرموں کو جہنم کی آگ میں قید کیا جائے گا اور وہ آگ ہماری برداشت سے باہر ہے، پھر میں اس آگ کے خوف سے کیوں نہ روؤں۔ {اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

دردِ سر ہو یا بخار آئے تڑپ جاتا ہوں
میں جہنم کی سزا کیسے سہوں گا یا رب (عزوجل)

حکایت نمبر53:

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا دورِ خلافت

حضرت سیدنا سہل بن یحییٰ المروزی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''خلیفہ سلیمان بن عبد الملک کی وفات کے بعد جب حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید نے اسے دفن کر دیا اور قبرستان سے واپس آنے لگے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شاہی سواری پیش کی گئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' عرض کی گئی ''یہ وہ سواری ہے جس پر خلفاء سوار ہوا کرتے ہیں چونکہ اب آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہی ہمارے خلیفہ ہیں لہٰذا شاہی سواری حاضر خدمت ہے، قبول فرمائیے۔''

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اسے مجھ سے دور کر دو، میرے لئے میرا خچر ہی کافی ہے۔ چنانچہ آپ نے شاہی سواری کو چھوڑا اور اپنے خچر پر سوار ہو گئے پھر ایک خادم آیا اور عرض کی: ''حضور! چلئے، میں آپ کے خچر کی لگام پکڑ کر ساتھ چلتا ہوں۔'' آپ نے اس سے بھی انکار فرما دیا اور خود ہی اپنے خچر پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے اور لوگوں سے فرمایا: ''تم مجھے عجیب وغریب مخلوق نہ سمجھو میں بھی تمہاری ہی طرح ایک عام مسلمان ہوں، مجھے اپنے جیسا ہی سمجھو۔''

سب لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیچھے پیچھے آرہے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں داخل ہوئے اور منبر پر چڑھ کر خطبہ دینے لگے۔ تمام لوگ جمع ہو گئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام سننے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے لوگو! میرے کندھوں پر خلافت کا بارِگراں رکھ دیا گیا ہے مگر میں اسے سرانجام دینے کی طاقت نہیں رکھتا لہٰذا جس نے میری بیعت کی ہے میں اسے اختیار دیتا ہوں کہ وہ میرے علاوہ جس کے ہاتھ پر چاہے بیعت کر لے میں یہ خلافت قبول نہیں کرتا لہٰذا مسلمانوں میں سے تم جسے چاہو اپنا خلیفہ مقرر کر لو۔'' جب لوگوں نے یہ سنا تو ان کی چیخیں بلند ہونے لگیں اور سب نے بیک زبان کہا: ''اے عمر بن عبد العزیز (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! ہم نے آپ ہی کو خلیفہ مقرر کیا، ہم آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے راضی ہیں، ہم سب آپ ہی کی خلافت پر متفق ہیں۔ آپ اللہ عزوجل کا نام لے کر اُمورِ خلافت سرانجام دیں، اللہ عزوجل اس میں برکت دے گا۔'' جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لوگوں کی یہ عقیدت دیکھی اور آپ کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ لوگ بخوشی میری خلافت قبول کرنے پر آمادہ ہیں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اللہ عزوجل کی حمد وثناء کی اور حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود وسلام پڑھنے کے بعد لوگوں سے کچھ اس طرح مخاطب ہوئے: ''**اے لوگو!** میں تمہیں اللہ عزوجل سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، تم تقویٰ اختیار کرو اور اپنی آخرت کے لئے اعمال صالحہ کرو۔ بے شک جو شخص آخرت کے لئے نیک اعمال کرے گا اللہ عزوجل اس کی دُنیوی حاجات کو خود پورا فرمائے گا۔

اے لوگو! تم اپنے باطن کی اصلاح کی کوشش کرو اللہ عزوجل تمہارے ظاہر کی اصلاح فرمائے گا۔ موت کو کثرت سے یاد کیا کرو اور موت سے پہلے اپنے لئے اعمالِ صالحہ کا خزانہ اکٹھا کر لو، موت تمام لذات ختم کر دے گی۔ **اے لوگو!** تم اپنے آباؤ اجداد

کے احوال میں غور وفکر کیا کروو ہ بھی دنیا میں آئے اور زندگی گزار کر چلے گئے اسی طرح تم بھی چلے جاؤ گے۔ اگر تم ان کے احوال کو یاد نہ رکھو گے تو موت تمہارے لئے بہت سختی کا باعث ہوگی لہٰذا موت سے پہلے موت کی تیاری کرلو۔

اور بے شک یہ امت مسلمہ اپنے رب عزوجل، اس کے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور اس کی کتاب قرآن مجید کے بارے میں ایک دوسرے سے جھگڑا نہیں کرے گی، اس مسئلے میں ان کے درمیان اختلاف نہ ہوگا بلکہ ان کے درمیان عداوت وفساد تو دراہم ودنانیر کی وجہ سے ہوگا۔ اللہ عزوجل کی قسم! میں کسی ایک کو بھی ناحق کوئی چیز نہ دوں گا اور حق دار کو اس کا حق ضرور دوں گا۔''

پھر آپ نے مزید فرمایا: ''اے لوگو! جو اللہ عزوجل کی اطاعت کرے، تم پر اس کی اطاعت واجب ہے اور جو اللہ عزوجل کی اطاعت نہ کرے اس کی اطاعت ہرگز نہ کرو۔ جب تک میں اللہ عزوجل کی اطاعت کرتا رہوں اس وقت تک تم میری اطاعت کرنا اگر تم دیکھو کہ (معاذ اللہ عزوجل) میں اللہ عزوجل کی اطاعت نہیں کررہا تو اس معاملے میں تم میری ہرگز اطاعت نہ کرنا۔''

یہ خطبہ دے کر آپ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ اپنا مال ودولت اور تمام کپڑے وغیرہ منگوائے اور انہیں بیت المال میں جمع کرادیا پھر تمام شاہی لباس جو خلفاء کے لئے تھے اور تمام آرائشی چیزیں منگوائیں اور حکم دیا کہ ان کو بیچ کر بیت المال میں جمع کرادو۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوئی اور تمام رقم مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کردی گئی۔

آپ دن رات لوگوں کے مسائل حل کرنے میں مصروف رہتے کبھی تو ایسا بھی ہوتا کہ آرام کے لئے بالکل وقت نہ ملتا اور آپ لوگوں کے مسائل کی وجہ سے آرام کو ترک کردیتے۔ ایک دن ظہر کی نماز سے قبل بہت زیادہ تھکاوٹ محسوس ہونے لگی تو کچھ دیر قیلولہ کرنے کے لئے کمرے میں تشریف لے گئے ابھی آپ لیٹے ہی تھے کہ آپ کے صاحبزادے حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے: ''اے امیر المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہاں کیسے تشریف فرما ہیں؟'' آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا: ''مجھے مسلسل بے آرامی کی وجہ سے بہت زیادہ تھکاوٹ ہورہی تھی اس لئے کچھ دیر کے لئے آرام کی غرض سے آیا ہوں۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے نے کہا: ''حضور! لوگ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے منتظر ہیں اور مظلوم اپنی فریاد لے کر حاضر ہیں اور آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہاں آرام فرما ہیں۔'' آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا: ''میں ساری رات نہیں سوسکا اب تھوڑی دیر آرام کرکے ظہر کے بعد لوگوں کے مسائل حل کروں گا۔'' تو آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے عظیم صاحبزادے نے کہا: ''اے امیر المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ ظہر تک زندہ رہیں گے؟

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اپنے لختِ جگر کا فکرِ آخرت سے بھرپور یہ جملہ سنا تو فرمایا: ''اے میرے بیٹے! میرے قریب آؤ۔'' جب وہ قریب آئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمانے لگے: ''تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے

لئے ہیں جس نے مجھے ایسی اولاد عطا فرمائی جو دین کے معاملہ میں میری مدد کرتی ہے۔''

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً ہی آرام کئے بغیر باہر تشریف لائے اور اعلان کروادیا کہ جس کا کسی پر کوئی حق ہے یا جس کو کوئی مسئلہ درپیش ہے وہ آجائے میں اسے اس کا حق دلواؤں گا اور اس کے مسائل حل کروں گا۔ تھوڑی دیر میں ایک ذمی کافر آیا اور کہنے لگا: ''میں حمص سے آیا ہوں اور آپ سے کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ چاہتا ہوں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''آخر تمہارا معاملہ کیا ہے؟ تم کس بات کا فیصلہ چاہتے ہو؟'' وہ ذمی جواباً کہنے لگا: ''عباس بن ولید نے میری زمین مجھ سے غصب کرلی ہے۔'' عباس بن ولید بھی اسی مجلس میں موجود تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا: ''اے عباس! تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟'' عباس بن ولید کہنے لگے: ''حضور! یہ زمین مجھے امیر المؤمنین ولید بن عبدالملک نے دی تھی، ان کی لکھی ہوئی سند میرے پاس موجود ہے۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذمی سے فرمایا: ''اے ذمی! تو اس بارے میں کیا کہتا ہے؟ اس کے پاس تو زمین کی ملکیت کی سند ولید بن عبدالملک کی طرف سے موجود ہے جس کے مطابق یہ زمین عباس کی ملکیت میں ہے۔'' ذمی کہنے لگا: ''اے امیر المؤمنین! میں آپ سے کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ چاہتا ہوں۔'' امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''ولید بن عبدالملک کی کتاب (یعنی سند) کی بجائے کتاب اللہ زیادہ لائق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ لہٰذا اے عباس! تو یہ زمین اس ذمی کو واپس کردے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ زمین عباس بن ولید سے لے کر اس ذمی کو دلوائی تب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرار حاصل ہوا۔ اسی طرح جو بھی جائداد اور زمین وغیرہ شاہی خاندان کے پاس ناحق موجود تھی وہ سب کی سب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے حق داروں کو واپس کرادی، جن لوگوں کے اموال ناحق مقبوض تھے سب ان کو واپس کردیئے گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتہائی عدل وانصاف کا مظاہرہ کیا اور شاہی خاندان کے پاس کوئی چیز بھی ایسی نہ چھوڑی جس پر کسی دوسرے کا حق ثابت ہو رہا ہو۔

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدل وانصاف پر مبنی ان فیصلوں کی خبر عمر بن ولید بن عبدالملک کو پہنچی تو اس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ایک مکتوب بھیجا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت زیادہ سخت الفاظ سے مخاطب کیا۔ چنانچہ اس نے لکھا:

''اے عمر بن عبدالعزیز (علیہ رحمۃ اللہ المجید)! تم نے اپنے سے پہلے تمام خلفاء پر عیب لگایا ہے اور تم حد سے تجاوز کرگئے ہو، تم نے بغض وعناد کی وجہ سے اپنے پہلوں کے طریقوں کو چھوڑ دیا ہے اور ان کے خلاف چل رہے ہو، تم نے قریش اور ان کی اولاد کی میراث کو جبراً بیت المال میں داخل کرکے اللہ عزوجل کی نافرمانی کی ہے اور قطع رحمی سے کام لیا ہے۔ اے عمر بن عبدالعزیز! اللہ عزوجل سے ڈرو اور اس بات کا خیال کرو کہ تم ظلم وزیادتی سے کام لے رہے ہو، اے عمر بن عبدالعزیز! ابھی تمہارے پاؤں صحیح طور پر تختِ

خلافت پر جچے بھی نہیں اور تم نے ایسے سخت فیصلے کرنا شروع کر دیئے ہیں۔ یاد رکھو! تم اللہ عزوجل کی نگاہ میں ہو جو بہت جبّار و قہار ہے۔''

جب حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا یہ خط ملا تو آپ نے اس کو پڑھ کر اسی انداز میں اسے عدل وانصاف اور جرأتِ ایمانی سے بھر پور خط روانہ کیا جس کا مضمون کچھ اس طرح تھا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اللہ عزوجل کے بندے عمر بن عبد العزیز کی طرف سے عمر بن ولید کو۔ تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور سلام ہو تمام رسولوں پر۔

اَمَّابعد ! اے عمر بن ولید! مجھے تمہاری طرف سے جو مکتوب ملا ہے اس کا جواب اسی انداز میں لکھ رہا ہوں۔ اے عمر بن ولید! تو ذرا اپنے آپ کو پہچان کہ کس کی اولاد ہے؟ تو ایک ایسی لونڈی کے بطن سے پیدا ہوا تھا جسے **ذبیان بن دیان** نے خریدا تھا اور اس کی قیمت بیت المال سے ادا کی تھی پھر اس نے وہ لونڈی تیرے والد کو تحفۃً دے دی تھی۔ اور اب تو اتنا شدید و سخت بن رہا ہے اور تو گمان کر رہا ہے کہ میں نے حدود اللہ نافذ کر کے ظلم کیا ہے۔ یاد رکھ! وہ زمین اور جائداد جو تمہارے خاندان والوں کے پاس ناحق تھی وہ میں نے ان کے حق داروں کو دے کر ظلم نہیں کیا بلکہ اللہ عزوجل کی کتاب کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ ظالم تو وہ شخص ہے جس نے اللہ عزوجل کے احکام کا لحاظ نہ رکھا اور جس نے ایسے لوگوں کو گورنر اور بلند حکومتی عہدے دیئے جو صرف اپنے اہل خانہ اور اپنی اولاد کا بھلا چاہتے تھے اور مسلمانوں کی مشکلات اور ان کے حقوق سے انہیں کوئی غرض نہ تھی اور وہ اپنی مرضی سے فیصلے کرتے تھے۔ اے عمر بن ولید! تجھ پر اور تیرے باپ پر بہت زیادہ افسوس ہے، بروزِ قیامت تم دونوں سے حق مانگنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی، اس دن لوگ تم سے اپنے حقوق کا مطالبہ کریں گے اور مجھ سے زیادہ ظالم تو **حجاج بن یوسف** تھا جس نے ناحق خون بہایا اور مالِ حرام پر قبضہ کیا اور مجھ سے زیادہ ظالم و نافرمان تو وہ شخص تھا جس نے اللہ عزوجل کی حدود قائم کرنے کے لئے **قرہ بن شریک** جیسے شخص کو مصر کا گورنر مقرر کیا حالانکہ وہ نرا جاہل تھا، اس نے شراب کو عام کیا اور آلاتِ لہو ولعب کو خوب پروان چڑھایا۔

اے عمر بن ولید! تمہیں مہلت ہے کہ جن جن کا حق تم پر ہے جلد ان کو واپس کر دو ورنہ تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے پاس جو بھی ایسا مال ہے کہ اس میں کسی غیر کا حق شامل ہے تو میں اسے حق داروں میں تقسیم کر دوں گا اور اگر تم غور و فکر کرو تو تمہارے اموال میں بہت سارے لوگوں کا حق شامل ہے۔ اگر دنیا وآخرت کی بھلائی چاہتے ہو تو دوسروں کے حق واپس کر دو۔

وَالسَّلَامُ عَلَیۡنَا وَلَاسَلَامُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیۡنَ یعنی ہم پر سلامتی ہو اور ظالموں پر اللہ عزوجل کی طرف سے سلامتی نہ ہو۔

حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت و کردار سے آپ کے دشمن بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور انہوں

نے بھی اعتراف کیا کہ یہ مردِ مجاہد واقعی خلافت کے لائق ہے۔ یہاں تک کہ جو لوگ آپ کی جان کے درپے تھے انہوں نے بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اچھی سیرت اور کردار سے متاثر ہوکر اپنے ارادوں کو ترک کر دیا۔ خوارج بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دشمنی رکھتے تھے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنا چاہتے تھے لیکن جب ان کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت اور طرز حکومت کی خبر ہوئی تو انہوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ ہم ایسے عظیم شخص سے جنگ کریں اور اسے قتل کر دیں، یہ کام ہمیں زیب نہیں دیتا لہٰذا وہ اپنے اس مذموم فعل سے باز رہے اور جب تک اللہ عزوجل نے چاہا آپ نہایت عدل وانصاف سے اُمورِ خلافت انجام دیتے رہے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 54: طویل ترین سفر ''دو دنوں'' میں طے کرلیا

حضرت سیدنا عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے اپنی توبہ سے قبل کا ایک واقعہ بتایا جو واقعات آپ کی توبہ کا سبب بنے ان میں یہ سب سے پہلا واقعہ تھا، آپ فرماتے ہیں: ''موسم گرما کی ایک سخت دوپہر، مَیں اپنے محل کے بالا خانے میں دنیا کی رنگینیوں میں مگن تھا، مجھے ہر طرح کی سہولت میسر تھی، محل کی ایک کھڑکی شارع عام کی طرف کھلتی تھی جس سے میں باہر کے نظاروں سے لطف اندوز ہوا کرتا تھا۔ اس دن بہت شدید گرمی تھی لیکن میں اپنے آرام دہ، ٹھنڈے، ہوادار بالا خانے میں اپنے رفقاء کے ساتھ بڑے سکون سے خوش گپیوں میں مصروف تھا۔ یکا یک میری نظر اس کھڑکی کی طرف پڑی جو شارع عام کی طرف کھلتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ اس سخت گرمی میں ایک بزرگ بوسیدہ سی چادر میں لپٹا دنیا کے غموں سے بے فکر محل کی دیوار کے سائے تلے بڑے سکون سے بیٹھا ہے۔ میں اس کی یہ حالت دیکھ کر بہت حیران ہوا۔ میں نے فوراً خادم کو بلایا اور کہا: ''اس بزرگ کے پاس جاؤ اور اسے میری طرف سے سلام عرض کرنا اور کہنا کہ آپ کچھ دیر محل میں تشریف لے چلیں، ہمارا بادشاہ آپ کو بلا رہا ہے۔'' خادم فوراً بزرگ کے پاس گیا اور اسے میرا پیغام دیا۔ وہ خادم کے ساتھ میرے پاس آیا اور مجھے سلام کیا۔ میں نے جواب دیا اور اسے اپنے پہلو میں بٹھایا اس کی قربت سے مجھے دلی سکون نصیب ہوا اور میرے دل سے دنیا کی محبت زائل ہونے لگی۔ میں نے اس بزرگ کے لئے کھانا منگوایا تو اس نے کھانے سے انکار کر دیا۔ میں نے اس سے پوچھا: ''آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟'' فرمانے لگے: ''میں وراء النہر سے آیا ہوں۔'' میں نے پوچھا: ''کہاں

کا ارادہ ہے؟'' فرمانے لگے: ''ان شاء اللہ عزوجل حج کا ارادہ ہے۔'' میں بہت حیران ہوا کیونکہ اس دن ذوالحجۃ الحرام کی دو تاریخ تھی۔ میں نے پوچھا: ''آپ حج کے لئے اب روانہ ہوئے ہیں حالانکہ ذوالحجۃ الحرام کی دو تاریخ ہو چکی ہے، آپ اتنے کم وقت میں حرمین شریفین کیونکر پہنچ پائیں گے؟'' تو وہ بزرگ فرمانے لگے: ''اللہ عزوجل جو چاہتا ہے کرتا ہے، وہ ہر شے پر قادر ہے۔'' میں نے کہا: ''حضور! اگر آپ قبول فرمائیں تو میں بھی آپ کے ساتھ حرمین شریفین کی حاضری کے لئے چلوں۔'' فرمایا: ''جیسے تمہاری مرضی۔''

چنانچہ میں نے اسی وقت ارادہ کرلیا کہ اس بزرگ کی صحبت ضرور حاصل کروں گا اور اس کے ساتھ حج کرنے جاؤں گا۔ جب رات ہوئی تو اس بزرگ نے مجھ سے فرمایا: ''چلو! ہم اپنے سفر پر روانہ ہوتے ہیں۔'' میں سفر کی کچھ ضروری چیزیں لے کر ان کے ساتھ چلنے کو تیار ہو گیا۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم رات ہی کو **بلخ** سے روانہ ہو گئے۔ ہم نے رات کے کچھ ہی حصہ میں کافی فاصلہ طے کرلیا پھر ہم ایک گاؤں میں پہنچے تو مجھے ایک شخص ملا میں نے اسے چند ضروری اشیاء لانے کو کہا تو اس نے فوراً وہ چیزیں حاضر کردیں پھر ہمیں کھانا پیش کیا۔ ہم نے کھانا کھایا، پانی پیا اور اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا۔ پھر اس بزرگ نے مجھ سے فرمایا: ''اٹھئے، پھر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور چل دیئے ہم منزل پر منزل طے کرتے جاتے۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ زمین ہمارے لئے سمیٹ دی گئی ہے اور خود بخود ہمیں کھینچ کر منزل کی طرف لے جا رہی ہے۔ ہم کئی شہروں اور بستیوں کو پیچھے چھوڑتے ہوئے اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھے۔ جب بھی کوئی شہر آتا تو وہ بزرگ مجھے بتاتے کہ یہ فلاں شہر ہے، یہ فلاں جگہ ہے۔

جب ہم کوفہ پہنچے تو انہوں نے مجھ سے کہا: ''تم مجھے رات کو فلاں وقت فلاں جگہ ملنا'' اتنا کہنے کے بعد وہ وہاں سے چلے گئے۔ جب میں وقتِ مقررہ پر اس جگہ پہنچا تو وہ بزرگ وہیں موجود تھے۔ انہوں نے مجھے دیکھا تو میرا ہاتھ پکڑا اور پھر منزل کی طرف چل دیئے۔ میں حیران تھا کہ اس بزرگ کی صحبت میں نہ تو مجھے تھکاوٹ کا احساس ہو رہا تھا اور نہ ہی کسی قسم کی وحشت محسوس ہو رہی تھی۔ ہماری منزل قریب سے قریب تر ہوتی جا رہی تھی۔ پھر اس بزرگ نے فرمایا: ''اے ابراہیم! اب ہم اپنی عقیدتوں کے مرکز اور عُشّاق کی آنکھوں کی ٹھنڈک ''مدینہ منورہ'' کی نور بار فضاؤں میں داخل ہونے والے ہیں۔

ہم دھڑکتے دل کے ساتھ روضۂ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر حاضر ہوئے اور درود وسلام کے نذرانے پیش کئے میرے دل کو کافی قرار نصیب ہوا، میں روضۂ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی معطر ومعنبر فضاؤں میں گم ہو گیا۔

ڈھونڈا کرے پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو ؎ ایسا گما دے ان کی وِلا میں خدا ہمیں

پھراس بزرگ نے مجھ سے فرمایا: ''اب میں کسی کام سے جا رہا ہوں اور رات کے فلاں حصے میں تم مجھے فلاں جگہ ملنا۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ بزرگ میری نظروں سے اوجھل ہوگئے پھر جب میں مقررہ وقت پر اس جگہ پہنچا تو دیکھا کہ وہ وہاں مجھ سے پہلے ہی موجود ہیں اور نماز میں مشغول ہیں۔ نماز سے فراغت کے بعد انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: ''چلو اب ''مکہ مکرمہ'' کی طرف چلتے ہیں۔'' ہم نے چلنا شروع کر دیا اور تھوڑی ہی دیر بعد ہم ''مکہ مکرمہ'' کی مشکبار فضاؤں میں سانس لے رہے تھے۔'' اب اس بزرگ نے فرمایا: ''اے ابراہیم! اب تم مکہ مکرمہ پہنچ چکے ہو، اب میں تم سے جدائی چاہتا ہوں۔'' یہ سنتے ہی میں نے ان کا دامن تھام لیا اور عرض کی: ''میں آپ کی صحبتِ بابرکت سے مزید فیضیاب ہونا چاہتا ہوں۔'' اس عظیم بزرگ نے فرمایا: ''میں ملک شام جانا چاہتا ہوں۔'' میں نے کہا: ''حضور! مجھے بھی اپنی رفاقت میں شام لے چلیں۔'' فرمانے لگے: ''جب تم حج مکمل کرلو تو مجھے بیر زمزم کے پاس ملنا، میں وہیں تمہارا انتظار کروں گا۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ بزرگ وہاں سے تشریف لے گئے اور میں حسرت بھری نگاہوں سے ان کو دیکھتا رہا۔ جب میں فریضہ حج ادا کر چکا تو مقررہ وقت پر بیر زمزم کے پاس پہنچا۔ وہ عظیم بزرگ وہاں میرے منتظر تھے مجھے دیکھ کر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم نے خانہ کعبہ کا طواف کیا، پھر ہم مکۂ مکرَّمہ کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے ملک شام کی طرف روانہ ہوگئے۔

ہم جب شام کی طرف روانہ ہوئے تو اس بزرگ نے ایک مقام پر پہنچ کر پہلے ہی کی طرح مجھ سے فرمایا: ''تم یہاں میرا انتظار کرنا میں فلاں وقت تمہیں یہیں ملوں گا۔'' وہ وقت مقررہ پر وہاں پہنچ گئے اسی طرح انہوں نے تین مرتبہ کیا پھر ہمیں بہت جلد شام کی سرحدیں نظر آنے لگیں۔ ہم بہت ہی قلیل وقت میں مکۂ مکرمہ سے شام پہنچ گئے۔ وہ بزرگ مجھے لے کر ''بیت المقدس'' پہنچے اور مسجد میں داخل ہوئے اور مجھ سے فرمانے لگے: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! یہی میری رہائش گاہ ہے۔ اب ہماری جدائی کا وقت آ گیا ہے، اللہ عزوجل تجھے اپنی حفظ وامان میں رکھے اور تم پر سلامتی ہو۔''

اس کے بعد وہ بزرگ اچانک میری نظروں سے غائب ہوگئے۔ میں نے ان کو بہت تلاش کیا لیکن مجھے وہ نہ مل سکے اور نہ ہی ان کے متعلق کسی سے کوئی معلومات مل سکیں اور میں یہ بھی نہ جان سکا کہ جس عظیم ہستی کی کچھ دنوں کی صحبت نے میری زندگی کی کایا پلٹ دی، میرے دل سے دنیا کی محبت ختم کر دی میرے اس محسن کا نام کیا ہے۔ میں اس کے نام سے بھی ناواقف رہا پھر میں اپنے دل میں اس بزرگ کی جدائی کا غم لئے شام سے بلخ کی طرف روانہ ہوا اور اب میں اس سفر کو بہت طویل محسوس کر رہا تھا اور میرا واپسی کا سفر مجھ پر بہت سخت ہوگیا تھا مجھے اس بزرگ کی رفاقت میں گزرے ہوئے نورانی لمحات بار بار یاد آ رہے تھے۔ بالآخر میں سفر کی کافی صعوبتیں برداشت کر کے کئی دنوں کے بعد اپنے شہر بلخ پہنچا۔

جو واقعات میری توبہ کا سبب بنے یہ ان میں سب سے پہلا واقعہ تھا اور اس کی وجہ سے میں دنیاوی زندگی سے کافی بیزار ہو چکا تھا، مجھے اس بزرگ کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات بار بار یاد آتے اور میں ان کے دیدار کا مشتاق ہی رہا لیکن دوبارہ ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر55: فکرِ آخرت کے لئے کوئی نہیں روتا

حضرت سیِّدنا یزید بن صلت الجوشی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے ایک عابد و زاہد دوست سے ملنے بصرہ گیا۔ جب میں ان کے گھر پہنچا تو دیکھا کہ ان کی حالت بہت نازک ہے اور شدَّتِ مرض سے قریبُ المرگ ہیں، ان کے بچے، زوجہ اور ماں باپ اِردگرد کھڑے رو رہے ہیں اور سب کے چہروں پر مایوسی عیاں ہے۔ میں نے جاکر سلام کیا اور پوچھا:''آپ اس وقت کیا محسوس کر رہے ہیں؟'' یہ سن کر میرے وہ دوست کہنے لگے:''میں اس وقت ایسا محسوس کر رہا ہوں جیسے میرے جسم کے اندر چیونٹیاں گھوم پھر رہی ہوں۔''

اتنی دیر میں ان کے والد رونے لگے تو میرے دوست نے پوچھا:''اے میرے شفیق باپ! آپ کو کس چیز نے رلایا؟'' کہنے لگے:''میرے لال! تیری جدائی کا غم مجھے رُلا رہا ہے، تیرے مرنے کے بعد ہمارا کیا بنے گا۔'' پھر ان کی ماں، بچے اور زوجہ بھی رونے لگی۔ میرے دوست نے اپنی والدہ سے پوچھا:''اے میری مہربان و شفیق ماں! تم کیوں رو رہی ہو؟'' ماں نے جواب دیا:''میرے جگر کے ٹکڑے! مجھے تیری فرقت کا غم رُلا رہا ہے، میں تیرے بغیر کیسے رہ پاؤں گی۔'' پھر اپنی بیوی سے پوچھا:''تمہیں کس چیز نے رونے پر مجبور کیا؟'' اس نے بھی کہا:''میرے سرتاج! تیرے بغیر ہماری زندگی اجیرن ہو جائے گی، جدائی کا غم میرے دل کو گھائل کر رہا ہے، تیرے بعد میرا کیا بنے گا؟'' پھر اپنے روتے ہوئے بچوں کو قریب بلایا اور پوچھا:''میرے بچو! تمہیں کس چیز نے رُلایا ہے؟'' بچے کہنے لگے:''آپ کے وصال کے بعد ہم یتیم ہو جائیں گے، ہمارے سر سے سایۂ پدری اٹھ جائے گا، آپ کے بعد ہمارا کیا بنے گا؟ آپ کی جدائی کا غم ہمیں رلا رہا ہے۔''

ان سب کی یہ باتیں سن کر میرے دوست نے کہا:''مجھے بٹھا دو۔'' جب انہیں بٹھا دیا گیا تو گھر والوں سے کہنے لگے: ''تم سب دنیا کے لئے رو رہے ہو۔ تم میں سے ہر شخص میرے لئے نہیں بلکہ اپنا نفع ختم ہو جانے کے خوف سے رو رہا ہے، کیا تم

میں سے کوئی ایسا بھی ہے جسے اس بات نے رُلایا ہو کہ مرنے کے بعد قبر میں میرا کیا حال ہوگا، عنقریب مجھے وحشت ناک تنگ وتاریک قبر میں چھوڑ دیا جائے گا، کیا تم میں سے کوئی اس بات پر بھی رویا کہ مجھے مرنے کے بعد منکر ونکیر سے واسطہ پڑے گا؟ کیا تم میں سے کوئی اس خوف سے بھی رویا کہ مجھے میرے پروردگار عزوجل کے سامنے (حساب وکتاب کے لئے) کھڑا کیا جائے گا، تم میں سے کوئی بھی میری اُخروی پریشانیوں کی وجہ سے نہیں رویا بلکہ ہر ایک اپنی دنیا کی وجہ سے رو رہا ہے، پھر ایک چیخ ماری اور ان کی رُوح قفسِ عُنصری سے پرواز کرگئی۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر56:

چوتھے آسمان کا فرشتہ

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کیا کرتے تھے، ایک مُلک سے دوسرے مُلک اور ایک شہر سے دوسرے شہر مالِ تجارت لے جاتے، وہ بہت متقی وپرہیز گار تھے اور ان کی عادت تھی کہ اکیلے ہی سفر کرتے۔

اسی طرح ایک مرتبہ وہ سامانِ تجارت لے کر سفر پر روانہ ہوئے۔ جب ایک جنگل میں پہنچے تو اچانک آہنی زِرہ پہنے ایک مسلّح ڈاکو نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روک لیا اور کہا:''اپنا سارا مال میرے حوالے کردو اور قتل ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ۔'' یہ سن کر وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے:''تمہارا مقصود مال ہے تم میرا سارا مال لے لو اور مجھے جانے دو، مجھے قتل کرنے سے تمہیں کیا فائدہ ہوگا؟ یہ لو میں اپنا تمام مال تمہارے حوالے کرتا ہوں۔''

یہ سن کر ڈاکو نے کہا:''میں تمہارا مال تو لوں گا ہی مگر تمہیں قتل بھی ضرور کروں گا۔'' اتنا کہنے کے بعد جب وہ حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھا تو اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:''جب تم میرے قتل کا ارادہ کر ہی چکے ہو تو مجھے تھوڑی مہلت دو تاکہ میں اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں سجدہ کرلوں اور اس سے دعا کرلوں۔'' یہ سن کر ڈاکو نے کہا:''جو کرنا ہے جلدی کرو میں تمہیں قتل ضرور کروں گا، جلدی سے نماز وغیرہ پڑھ لو۔'' اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کیا، چار رکعت نماز پڑھی، پھر سجدہ کی حالت میں اللہ ربُّ العزت عزوجل سے اس طرح دعا مانگنے لگے:

''یَا وَدُوْدُ یَا ذَاالْعَرْشِ الْمَجِیْدِ، یَا فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ، اَسْئَلُکَ بِعِزِّکَ الَّذِیْ لَا یُرَامُ وَمُلْکِ الَّذِیْ

لَایُضَامُ ، بِنُوْرِکَ الَّذِیْ مَلَأَ اَرْکَانَ عَرْشِکَ اَنْ تَکْفِیَنِیْ شَرَّ ھٰذَا اللِّصِّ ، یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ ، یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ ، یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ۔ **ترجمہ:** اے ودود! اے عرش مجید کے مالک! اے وہ ذات جو ہر ارادے کو پورا کرنے والی ہے! میں تیری عزت کا واسطہ دیتا ہوں ایسی عزت جس کی کوئی انتہاء نہیں اور اے ایسی بادشاہت کے مالک! جس پر کوئی دباؤ نہیں ڈال سکتا، میں تجھے تیرے اس نور کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس نے تیرے عرش کے ارکان کو منور کیا ہوا ہے، اے میرے پروردگار عزوجل! مجھے اس ڈاکو کے شر سے محفوظ رکھ، اے مدد کرنے والے! میری مدد فرما، اے مدد کرنے والے! میری مدد فرما، اے مدد کرنے والے! میری مدد فرما۔''

اس صحابی نے بڑی آہ وزاری کے ساتھ ان کلمات کے ذریعے تین مرتبہ بارگاہِ خداوندی عزوجل میں دعا کی، ابھی وہ دعا سے فارغ بھی نہ ہونے پائے تھے کہ ایک جانب سے ایک شہسوار ہاتھ میں نیزہ لئے نمودار ہوا اور اس ڈاکو کی طرف بڑھا، جب ڈاکو نے اسے دیکھا تو اس پر حملہ کرنا چاہا لیکن سوار نے نیزے کے ایک ہی وار سے ڈاکو کا کام تمام کردیا۔ پھر وہ سوار اُس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا: ''کھڑے ہو جایئے۔''

یہ سن کر وہ صحابیٔ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور اس سوار سے کہنے لگے: ''اے عظیم شخص! میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں! آج اس مصیبت کے دن تم نے میری مدد کی ہے، تم کون ہو؟'' سوار نے کہا: ''میں اللہ عزوجل کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں اور چوتھے آسمان سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کے لئے آیا ہوں، جب آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے (ان پاکیزہ کلمات کے ساتھ) پہلی بار دعا کی تو آسمان کے دروازوں کی آواز ہمیں سنائی دی، پھر جب دوسری مرتبہ دعا کی تو ہم نے آسمان میں ایک چیخ وپکار سنی، پھر جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیسری مرتبہ یہی دعا کی تو ہمیں یہ آواز سنائی دی: ''یہ ایک پریشان حال کی دعا ہے۔ لہٰذا میں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: ''یا ربَّ العالمین عزوجل! مجھے اس مظلوم کی مدد کرنے اور اس ڈاکو کو قتل کرنے کی اجازت دے۔'' چنانچہ میں اللہ عزوجل کے حکم سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کرنے آیا ہوں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جو شخص وضو کرے اور چار رکعت نماز پڑھے پھر ان مذکورہ بالا کلمات کے ساتھ اللہ ربُّ العزّت عزوجل سے دعا کرے تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے، چاہے دعا کرنے والا حالتِ کرب میں دعا کرے یا اس کے علاوہ (یعنی جب بھی دعا کرے اس کی دعا قبول کی جاتی ہے)۔''

(موسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب مجابی الدعوۃ، الحدیث:۲۳، ج۲، ص ۳۲۱۔ ۳۲۳)

یاالٰہی عزوجل جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں　　قدسیوں کے لب سے آمیں رَبَّنَا کا ساتھ ہو

حکایت نمبر57: **پُراَسرار جزیرہ**

حضرت سیدنا **ابو ھیثم** علیہ رحمۃ اللہ الاکرم حضرت سیدنا عبداللہ بن غالب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے چند رُفقاء کے ساتھ بحری سفر پر روانہ ہوا، ہماری کشتی سمندر کے سینہ کو چیرتی ہوئی جانبِ منزل چلی جارہی تھی۔ اچانک ہماری کشتی ایک جزیرہ کے قریب جا پہنچی، ہم نے وہاں کشتی روکی تو وہ ایک ویران اور بڑی ہولناک جگہ تھی وہاں ہمیں کوئی شخص نظر نہ آیا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں اس جگہ کو ضرور دیکھوں گا شاید یہاں کوئی عجیب وغریب شئے نظر آئے۔ چنانچہ میں کشتی سے اُترا اور اکیلا ہی اس **پُراَسرار جزیرے** کی طرف چل دیا، وہاں کا منظر بڑا ہولناک تھا، مجھے نہ تو وہاں کوئی انسان نظر آیا نہ ہی کوئی گھر وغیرہ۔ پھر کچھ دور ایک گھر نظر آیا، میں نے جان لیا کہ اس میں ضرور کوئی نہ کوئی رہتا ہوگا اور یہاں کوئی عجیب وغریب بات ضرور ہوگی کیونکہ اس ویرانے میں کسی گھر کا موجود ہونا ایک عجیب سی بات تھی۔

میں نے تہیہ کرلیا کہ اس گھر کے راز کو ضرور جانوں گا، چنانچہ میں وہاں سے واپس اپنے دوستوں کے پاس آیا اور ان سے کہا: ''مجھے تم سے ایک کام ہے، اگر تم اسے پورا کردو تو احسان ہوگا۔'' انہوں نے پوچھا: ''بتایئے کیا کام ہے؟'' میں نے جواب دیا: ''آج رات ہم اسی جزیرہ میں قیام کریں گے اور صبح سفر پر روانہ ہوں گے۔'' میرے رفقاء میری اس خواہش پر وہیں رات بسر کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ میں پھر یہ سوچتے ہوئے اسی گھر کی طرف چل دیا کہ جب رات ہوگی تو اس گھر میں رہنے والے ضرور یہاں آئیں گے اور میں ان سے ملاقات کرلوں گا۔ چنانچہ میں وہیں ٹھہر گیا پھر یہ سوچ کر میں اس گھر میں داخل ہوگیا کہ آخر دیکھوں تو سہی کہ اس میں کیا ہے۔ میں نے اس چھوٹے سے گھر کو بالکل خالی پایا، اس میں صرف ایک گھڑا تھا اور وہ بھی بالکل خالی اور ایک بڑا سا تھال تھا جس میں کچھ نہ تھا، ان کے علاوہ اس گھر میں کوئی شئے نہیں تھی۔ میں ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا اور رات ہونے کا انتظار کرنے لگا، جب سورج غروب ہوگیا اور رات نے اپنے پَر پھیلا دیئے تو مجھے اچانک ایک آہٹ سی محسوس ہوئی اور پہاڑ کی جانب سے ہلکی ہلکی آواز آنے لگی، میں محتاط ہوکر بیٹھ گیا اور غور سے اس آواز کو سننے لگا۔ یہ کسی نوجوان کی آواز تھی جو **اَللّٰہُ اَکْبَرُ، سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** عزوجل کی صدائیں لگاتا ہوا اسی گھر کی طرف آرہا تھا۔ کچھ دیر بعد ایک پُرکشش نورانی شکل وصورت والا نوجوان اس گھر میں داخل ہوا، اس نے آتے ہی نماز پڑھنا شروع کردی اور کافی دیر نماز میں مشغول رہا، نماز سے فراغت کے بعد وہ اس برتن کی طرف بڑھا جو بالکل خالی تھا۔ نوجوان نے اس برتن سے کھانا شروع کردیا حالانکہ میں دیکھ چکا تھا کہ وہ برتن بالکل خالی تھا لیکن وہ نوجوان اسی برتن میں سے نہ جانے کیا کھا رہا تھا؟ کچھ دیر بعد وہ اٹھا اور گھڑے کی طرف آیا اور ایسا لگا گویا کہ اس میں سے پانی پی رہا ہو حالانکہ میں نے دیکھا تھا کہ اس گھڑے میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ تھا، میں

بڑا حیران ہوا اور چھپ کر بیٹھا رہا۔

اس نوجوان نے کھانے پینے کے بعد اللہ عزوجل کا شکرادا کیا اور دوبارہ نماز میں مشغول ہوگیا اور فجر تک نماز پڑھتا رہا، فجر کے وقت مجھ سے رہا نہ گیا پس میں اس کے سامنے ظاہر ہوگیا۔ اس کی اِقتداء میں نماز فجر ادا کی، نماز کے بعد وہ نوجوان مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! تُو کون ہے اور میری اجازت کے بغیر میرے گھر میں کیسے داخل ہوگیا؟'' میں نے کہا: ''اے مردِ صالح! اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے میں کسی بُری نیت سے یہاں نہیں آیا بلکہ میں تو بھلائی ہی کے لئے یہاں آیا ہوں، مجھے چند باتوں سے بڑی حیرانی ہوئی ہے، میں نے آپ کے آنے سے پہلے گھڑے کو دیکھا تھا تو اس میں پانی بالکل نہ تھا لیکن آپ نے اسی میں سے پانی پیا، اسی طرح جس برتن سے آپ نے کھانا کھایا وہ تو بالکل خالی تھا پھر آپ نے کیسے کھانا کھایا؟ میرے لئے یہ باتیں بڑی حیران کن ہیں۔'' یہ سن کر وہ نوجوان کہنے لگا: ''تم نے بالکل ٹھیک کہا کہ وہ برتن اور گھڑا خالی تھا لیکن میں نے جو کھانا اس برتن سے کھایا وہ ایسا کھانا نہیں جسے لوگ طلب کرتے ہیں، اسی طرح میں نے جو پانی پیا وہ ایسا نہیں جیسا لوگ پیتے ہیں۔''

یہ سن کر میں نے اس نوجوان سے کہا: ''اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو تازہ مچھلی لا کر دوں''؟ نوجوان کہنے لگا: ''کیا تم مجھے (دنیوی) غذا کی دعوت دے رہے ہو؟'' میں نے کہا: ''اے نوجوان! اس اُمت کو یہ حکم نہیں دیا گیا جیسے آپ کر رہے ہیں بلکہ ہمیں تو یہ حکم دیا گیا کہ جماعت کے ساتھ رہیں، مساجد میں حاضر ہوں، باجماعت نماز کی فضیلت حاصل کریں، مریضوں کی عیادت کریں، مسلمانوں کے جنازوں میں حاضر ہوں اور مخلوقِ خدا عزوجل کی خیر خواہی کریں، لیکن آپ نے یہ سب کام چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کر لی ہے اور ان سعادتوں سے محروم ہوگئے ہیں۔'' یہ سن کر وہ نوجوان کہنے لگا: ''آپ نے جو باتیں ذکر کیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عزوجل مجھے وہ تمام سعادتیں حاصل ہیں، یہاں قریب ہی ایک بستی ہے جہاں جا کر میں عوام الناس کی خیر خواہی بھی کرتا ہوں اور آپ کے ذکر کردہ باقی اُمور بھی سرانجام دیتا ہوں۔'' اتنا کہنے کے بعد اس نوجوان نے ایک پرچہ پر کچھ لکھا اور پھر زمین پر لیٹ گیا میں سمجھا کہ شاید اس کا اِنتقال ہوگیا، قریب جا کر دیکھا تو وہ واقعی خالقِ حقیقی عزوجل سے جا ملے تھے۔ جب ان کی قبر کھودی گئی تو اس سے مُشک کی خوشبو آ رہی تھی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر58:

نصیحت آموز چار اشعار

حضرت سیدنا محمد بن محمد صوفی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ میں ایک بار موسمِ سرما کی بہت سرد رات کسی کام سے ''حلوان'' کی پہاڑیوں میں گیا۔ سردی اپنی انتہاء کو پہنچ چکی تھی، میں نے اپنے جسم پر دوہرا لباس پہنا ہوا تھا اور ایک موٹا کمبل بھی اوڑھ رکھا تھا لیکن پھر بھی سردی کی وجہ سے مجھے بہت پریشانی ہورہی تھی۔ اچانک میری نظر ایک نوجوان پر پڑی جس کے جسم پر صرف دو چادریں تھیں جن سے صرف ستر پوشی ہوسکتی تھی، اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی کپڑا نہیں تھا۔ وہ بالکل مطمئن نظر آرہا تھا گویا سردی کی وجہ سے اسے کوئی پریشانی ہی نہیں۔ میں اس کی جانب بڑھا لیکن وہ مجھ سے دُور ہٹ کر چلنے لگا۔ میں پھر اس کے قریب گیا لیکن وہ مجھ سے دور ہوگیا، پھر میں جلدی جلدی چلا اور اس کے پاس پہنچ گیا اور پوچھا: ''تم مجھ سے دور کیوں بھاگ رہے ہو؟'' کیا میں کوئی درندہ ہوں جو تم مجھ سے دوری چاہ رہے ہو؟'' یہ سن کر اس نوجوان نے کہا: ''اگر ستّر (70) درندے میرے سامنے آجائیں تو مجھے ان سے اتنی پریشانی نہیں ہوگی جتنی تمہاری ملاقات سے ہورہی ہے۔''

میں نے اس سے کہا: ''اتنی سخت سردی میں تم نے صرف دو معمولی چادریں جسم پر لپیٹی ہوئی ہیں اور تمہیں سردی کا احساس تک نہیں ہورہا اور میری حالت یہ ہے کہ سردی سے حفاظت کے لئے کئی کپڑے موجود ہیں پھر بھی سردی محسوس کررہا ہوں، تم مجھے کوئی نصیحت کرو تا کہ میں اپنے رب عزوجل سے صلح کرلوں اور میرے دل میں اس کی محبت راسخ ہوجائے۔'' وہ نوجوان کہنے لگا: ''کیا تم نصیحت آموز باتیں سننا چاہتے ہو؟'' میں نے کہا: ''ہاں۔'' پھر اس نوجوان نے یہ چار اشعار پڑھے:

إِذَا مَا عَدَتِ النَّفُسُ عَنِ الْحَقِّ زَجَرْنَاهَا
وَإِنْ مَالَتْ إِلَى الدُّنْيَا عَنِ الْأُخْرٰى مَنَعْنَاهَا
تُخَادِعُنَا وَنَخْدَعُهَا وَبِالصَّبْرِ غَلَبْنَاهَا
لَهَا خَوْفٌ مِّنَ الْفَقْرِ وَفِي الْفَقْرِ اَنَخْنَاهَا

ترجمہ: (۱)......جب کبھی نفس اللہ عزوجل کے معاملہ میں کوتاہی کرتا ہے تو ہم اسے زجر وتوبیخ کرتے ہیں۔

(۲)......جب اُخروی نعمتوں کو چھوڑ کر دنیا کی طرف مائل ہوتا ہے تو ہم اسے منع کردیتے ہیں۔

(۳)......نفس ہمیں دھوکا دینا چاہتا ہے تو ہم بھی اس کا مقابلہ کرتے ہیں اور صبر کی وجہ سے اس پر غالب آجاتے ہیں۔

(۴)......نفس فقر وفاقہ سے خوف زدہ ہوتا ہے جبکہ ہم فقر وفاقہ کی وجہ سے خوش ہوتے ہیں۔

اس کے بعد وہ نوجوان میری نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ تین یا چار دن کے بعد جب میری واپسی ہوئی تو میں نے حضرت سیدنا ابراہیم بن شیبان علیہ رحمۃ اللہ المنّان سے ملاقات کی اور اس نوجوان کی باتوں کی وجہ سے میری یہ حالت تھی کہ میں نے

کمبل اُتار پھینکا تھا اور صرف سادہ لباس پہنا ہوا تھا حالانکہ سخت سردی تھی جب میں ابراہیم بن شیبان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے پاس پہنچا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے پوچھا: ''سفر میں تمہاری ملاقات کس سے ہوئی۔'' میں نے اس نوجوان کا واقعہ بتایا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے: ''وہ ابو محمد بسطامی علیہ رحمۃ اللہ الوالی تھے اور اس دن وہ مجھ سے ملاقات کر کے گئے تھے، جو اشعار انہوں نے تمہیں سنائے وہ ہمیں بھی سناؤ۔'' میں نے وہ اَشعار سنانا شروع کئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا: ''یہ اَشعار بہت نصیحت آموز ہیں، انہیں لکھ لو۔'' چنانچہ انہوں نے وہ اشعار قلم بند کر لئے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

حکایت نمبر59: اور وہ زندہ ہو گیا......!

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم ایک انصاری نوجوان کی عیادت کے لئے گئے، وہ اپنی بوڑھی ماں کا اِکلوتا بیٹا تھا اور وہ مرض الموت میں مبتلا تھا، عیادت کے بعد ہم واپس ہونے والے ہی تھے کہ اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ ہم وہیں ٹھہر گئے، اس کی آنکھیں بند کیں اور اس پر چادر ڈال دی۔ اس نوجوان کی بوڑھی ماں ہمارے قریب ہی کھڑی تھی، ہم نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا: ''یہ جو مصیبت تجھ پر آن پڑی ہے اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر اس پر صبر کر۔'' یہ سن کر وہ بڑھیا کہنے لگی: ''کیا ہوا، کیا میرا بیٹا مر گیا؟'' ہم نے کہا: ''جی ہاں۔'' اس نے کہا: ''کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟'' ہم نے کہا: ''ہم سچ کہہ رہے ہیں، واقعی تمہارے بیٹے کا اِنتقال ہو چکا ہے۔'' یہ سن کر اس بوڑھی عورت نے دعا کے لئے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور بڑی آہ وزاری سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس طرح عرض گزار ہوئی:

''اے میرے پروردگار عزوجل! میں تجھ پر ایمان لائی اور تیرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف میں نے ہجرت کی، مجھے تیری ذات سے اُمیدِ واثق ہے کہ تُو ہر مصیبت میں میری مدد کرے گا۔ اے پروردگار عزوجل! آج کے دن مجھ پر (میرے بیٹے کی جدائی کی) مصیبت کا بوجھ نہ ڈال۔'' حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ابھی وہ بڑھیا اپنی دعا سے فارغ بھی نہ ہونے پائی تھی کہ اس کے مردہ بیٹے کے منہ سے کپڑا ہٹ گیا اور وہ (مسکراتا ہوا) اٹھ بیٹھا اور پھر ہم سب نے مل کر کھانا کھایا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

؎ ہاتھ اُٹھتے ہی بر آئے ہر مُدَّعا
وہ دعاؤں میں مولیٰ اثر چاہیے

حکایت نمبر60:

آسمانی لشکر

حضرت سیدنا ابو عتبہ الخوّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق فرماتے ہیں: میری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جو ان عظیم ہستیوں میں سے تھا جنہوں نے اپنے آپ کو عبادت الٰہی عزوجل کے لئے وقف کر رکھا تھا اور لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو کر پہاڑوں میں عبادت کیا کرتے تھے۔ اس شخص نے مجھے بتایا: ''دنیا میں مجھے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اور ابدالوں سے ملاقات کرنے اور ان کی صحبت سے برکتیں لوٹنے سے زیادہ کوئی چیز مرغوب ومحبوب نہ تھی، میں بزرگوں کی تلاش میں جگہ جگہ پھرتا، جنگلوں اور پہاڑوں میں جاتا اس اُمید پر کہ شاید کسی اللہ عزوجل کے ولی سے ملاقات ہو جائے۔''

ایک مرتبہ اسی طرح گھومتا پھرتا میں ایک ایسے ساحل پر پہنچ گیا جہاں بالکل آبادی نہ تھی اور نہ ہی اس ساحل کی طرف کشتیاں آتی تھیں، وہ ایک ویران جگہ تھی، اچانک میری نظر ایک شخص پر پڑی جو پہاڑ کی اوٹ سے آ رہا تھا، جب اس نے مجھے دیکھا تو ایک طرف دوڑ لگا دی۔ میں بھی اس کی طرف دوڑا کہ شاید یہ کوئی اللہ عزوجل کا ولی ہے، میں اس سے ملاقات ضرور کروں گا، میں اس کے پیچھے پیچھے بھاگ رہا تھا کہ اچانک اس کا پاؤں پھسلا اور وہ گر پڑا، میں اس کے قریب پہنچ گیا اور اس سے پوچھا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! تُو مجھ سے خوفزدہ ہو کر کیوں بھاگ رہا ہے؟''

وہ خاموش رہا اور مجھ سے کوئی بات نہ کی۔'' میں نے اس سے کہا: ''میں تو تجھ سے نصیحت آموز اور خیر کی باتیں سننا چاہتا ہوں، مجھے کچھ خیر و بھلائی کی باتیں بتاؤ۔'' یہ سن کر وہ شخص کہنے لگا: ''تم جہاں بھی رہو حق کو اپنے اوپر لازم کرلو، اللہ عزوجل کی قسم! میں اپنی ایسی اچھائیاں نہیں پاتا جن کی مثل تمہیں دعوت دوں کہ تم بھی ایسی ہی اچھائیاں کرو۔'' پھر اس شخص نے چیخ ماری اور زمین پر گر پڑا۔ جب اسے دیکھا تو پتا چلا کہ اس کی روح جسم سے جدا ہو چکی ہے۔

میں بہت پریشان ہوا کہ اس ویرانے میں اس کی تجہیز و تکفین کیسے کروں گا، یہاں میری مدد کو کون آئے گا، یہاں تو دور دور تک آبادی کا نام ونشان نہیں۔ میں اسی شش و پنج میں رہا یہاں تک کہ رات نے اپنے پر پھیلانا شروع کر دیئے اور ہر طرف تاریکی چھا گئی۔ میں ایک طرف جا کر بیٹھ گیا تھوڑی ہی دیر بعد مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ میں نے خواب دیکھا کہ آسمان سے چار لشکر اس پہاڑ پر اُترے اور انہوں نے اس شخص کے لئے قبر کھودی، پھر اسے کفن پہنایا اور نمازِ جنازہ پڑھ کر اسے دفن کر دیا۔

اچانک میری آنکھ کھل گئی اور میں خواب سے بہت خوفزدہ تھا۔ باقی رات میں نے جاگ کر گزاری، نیند میری آنکھوں سے بہت دور تھی۔ جب صبح ہوئی تو میں اسی جگہ پہنچا جہاں اس شخص کو مردہ حالت میں چھوڑا تھا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں اس کی لاش موجود نہ تھی۔ میں نے خوب تلاش کیا لیکن اس کی لاش نہ مل سکی پھر مجھے وہاں سے کچھ فاصلہ پر ایک تازہ قبر نظر آئی، میں

سمجھ گیا کہ یہ وہی قبر ہے جسے میں نے خواب میں دیکھا تھا۔

؎ محبت میں اپنی گما یا الٰہی عزوجل نہ پاؤں میں اپنا پتا یا الٰہی عزوجل

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر61: **سمندر کی لہروں پر چلنے والا نوجوان**

حضرت سیدنا یوسف بن الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی صحبت میں رہتے ہوئے مجھے کافی عرصہ گزر گیا اور میں ان سے بہت زیادہ مانوس ہوگیا۔

تو ایک مرتبہ میں نے ہمت کر کے ان سے پوچھا: ''حضور! آپ کو سب سے پہلے کون سا عجیب وغریب واقعہ پیش آیا؟''

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: ''میں ایامِ جوانی میں خوب لہو ولعب کی محفلوں میں مگن رہتا اور دنیا کی رنگینیوں نے میری آنکھوں پر غفلت کا پردہ ڈال رکھا تھا پھر اللہ عزوجل نے مجھے توبہ کی توفیق عطا فرمائی اور میں تمام معاملات چھوڑ کر حج کے ارادے سے ساحلِ سمندر پر آیا، وہاں میں نے ایک بحری جہاز پایا جس میں مصری تاجر سوار تھے، میں بھی ان کے ساتھ جا ملا۔

اس جہاز میں ہمارے ساتھ ایک نہایت حسین وجمیل نوجوان بھی تھا جس کی پیشانی سے سجدوں کا نور جھلک رہا تھا اور اس کے منور چہرے نے گویا ساری فضا کو نور بار کیا ہوا تھا۔ جب ہمارا جہاز کافی فاصلہ طے کر چکا اور وسطِ سمندر میں آ گیا تو جہاز کے مالک کی رقم سے بھری تھیلی گم ہوگئی۔ اس نے پُوچھ گچھ کی لیکن تھیلی نہ ملی، لہٰذا اس نے سب سواروں کو جمع کیا اور سب کی تلاشی لینا شروع کر دی لیکن تھیلی کسی کے پاس بھی نہ ملی بالآخر جب تلاشی لینے والا اس نوجوان کے پاس آیا تو اس نوجوان نے اچانک جہاز سے سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ یہ دیکھ کر میں حیرت میں ڈوب گیا کہ سمندر کی موجوں نے اسے نہ ڈبویا بلکہ وہ اس کے لئے تخت کی طرح ہوگئیں اور وہ نوجوان لہروں پر اس طرح بیٹھ گیا جس طرح کوئی تخت پر بیٹھتا ہے، ہم سب مسافر بڑی حیرانگی سے اسے دیکھ رہے تھے۔ پھر اس نوجوان نے کہا:

''اے میرے پاک پروردگار عزوجل! ان لوگوں نے مجھ پر چوری کی تہمت لگائی ہے۔ اے میرے دل کے محبوب عزوجل! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تُو سمندر کے تمام جانوروں کو حکم فرما کہ وہ اپنے اپنے مونھوں میں ہیرے جواہرات لے کر ظاہر ہو جائیں۔''

حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابھی اس عظیم نوجوان کا کلام مکمل بھی نہ ہونے پایا تھا کہ جہاز کے چاروں جانب سمندری جانور ظاہر ہوگئے، سب کے مونہوں میں اتنے زیادہ ہیرے جواہرات تھے کہ ان کی چمک سے سارا سمندر روشن ہوگیا اور ہماری آنکھیں چندھیانے لگیں پھر اس نوجوان نے پانی کی موجوں سے چھلانگ لگائی اور لہروں پر چلتا ہوا ہماری نگاہوں سے اوجھل ہوگیا، وہ عظیم نوجوان یہ آیت تلاوت کرتا جا رہا تھا:

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ O (پ۱،الفاتحۃ:۴) ترجمۂ کنزالایمان: ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں: یہی وہ پہلا واقعہ ہے جس کی وجہ سے مجھے سیر و سیاحت کا شوق ہوا کیونکہ سیر و سیاحت میں اکثر اولیاء کرام رحمہم اللہ المبین سے ملاقات ہوتی ہے اور حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عظیم ہے:

''میری اُمت میں ہمیشہ 30 مرد ایسے رہیں گے جن کے دل حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) کے دل پر ہوں گے جب ان میں سے کوئی ایک مرجائے گا تو اللہ عزوجل اس کی جگہ دوسرا بدل دے گا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبادۃ بن الصامت، الحدیث:۲۲۸۱۵،ج۸،ص۴۱۰۔۴۱۱)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر62:

بارہ سواروں کا قافلہ

حضرت سیدنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: مجھے ایک بزرگ نے یہ واقعہ سنایا کہ میں اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی تلاش میں ہر وقت سرگرداں رہتا اور ان کی قیام گاہوں کو ڈھونڈنے کے لئے صحراؤں، پہاڑوں اور جنگلوں میں پھرتا تاکہ ان کی صحبت سے فیض یاب ہوسکوں۔

ایک مرتبہ اسی مقصد کے لئے مصر کی طرف روانہ ہوا، جب میں مصر کے قریب پہنچا تو ویران سی جگہ میں ایک خیمہ دیکھا، جس میں ایک ایسا شخص موجود تھا جس کے ہاتھ، پاؤں اور آنکھیں (جذام کی) بیماری سے ضائع ہوچکی تھیں لیکن اس حالت میں بھی وہ مردِ عظیم ان الفاظ کے ساتھ اپنے رب عزوجل کی حمد و ثناء کر رہا تھا:

''اے میرے پروردگار عزوجل! میں تیری وہ حمد کرتا ہوں جو تیری تمام مخلوق کی حمد کے برابر ہو۔ اے میرے پروردگار عزوجل! بے شک تُو تمام مخلوق کا خالق ہے اور تو سب پر فضیلت رکھتا ہے، میں اس انعام پر تیری حمد کرتا ہوں کہ تُو نے مجھے اپنی مخلوق میں کئی لوگوں سے افضل بنایا۔''

وہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس شخص کی یہ حالت دیکھی تو میں نے کہا: ''خدا عزوجل کی قسم! میں اس شخص سے یہ ضرور پوچھوں گا کہ کیا حمد کے یہ پاکیزہ کلمات تمہیں سکھائے گئے ہیں یا تمہیں الہام ہوئے ہیں؟'' چنانچہ اسی ارادے سے میں اس کے پاس گیا اور اسے سلام کیا، اس نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا: ''اے مردِ صالح! میں تم سے ایک چیز کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہوں کیا تم مجھے جواب دو گے؟'' وہ کہنے لگا: ''اگر مجھے معلوم ہوا تو ان شاء اللہ عزوجل ضرور جواب دوں گا۔'' میں نے کہا: ''وہ کونسی نعمت ہے جس پر تُم اللہ عزوجل کی حمد کر رہے ہو اور وہ کونسی فضیلت ہے جس پر تُم شکر ادا کر رہے ہو؟'' (حالانکہ تمہارے ہاتھ، پاؤں اور آنکھیں وغیرہ سب ضائع ہو چکی ہیں پھر بھی تُم کس نعمت پر حمد بجالا رہے ہو۔)

وہ شخص کہنے لگا: ''کیا تُو دیکھتا نہیں کہ میرے رب عزوجل نے میرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' میں نے کہا: ''کیوں نہیں، میں سب دیکھ چکا ہوں۔'' پھر وہ کہنے لگا: ''دیکھو! اگر اللہ عزوجل چاہتا تو مجھ پر آسمان سے آگ برسا دیتا جو مجھے جلا کر راکھ بنا دیتی، اگر وہ پروردگار عزوجل چاہتا تو پہاڑوں کو حکم دیتا اور وہ مجھے تباہ و برباد کر ڈالتے، اگر اللہ عزوجل چاہتا تو سمندر کو حکم فرماتا جو مجھے غرق کر دیتا یا پھر زمین کو حکم فرماتا تو وہ مجھے اپنے اندر دھنسا دیتی لیکن دیکھو، اللہ عزوجل نے مجھے ان تمام مصیبتوں سے محفوظ رکھا پھر میں اپنے رب عزوجل کا شکر کیوں نہ ادا کروں، اس کی حمد کیوں نہ کروں اور اس پاک پروردگار عزوجل سے محبت کیوں نہ کروں؟''

پھر مجھ سے کہنے لگا: ''مجھے تم سے ایک کام ہے، اگر کر دو گے تو تمہارا احسان ہوگا، چنانچہ وہ کہنے لگا: ''میرا ایک بیٹا ہے جو نماز کے اوقات میں آتا ہے اور میری ضروریات پوری کرتا ہے اور اسی طرح افطاری کے وقت بھی آتا ہے لیکن کل سے وہ میرے پاس نہیں آیا، اگر تم اس کے بارے میں معلومات فراہم کر دو تو تمہارا احسان ہوگا۔'' میں نے کہا: ''میں تمہارے بیٹے کو ضرور تلاش کروں گا اور پھر میں یہ سوچتے ہوئے وہاں سے چل پڑا کہ اگر میں نے اس مردِ صالح کی ضرورت پوری کر دی تو شاید اسی نیکی کی وجہ سے میری مغفرت ہو جائے۔'' چنانچہ میں اس کے بیٹے کی تلاش میں ایک طرف چل دیا، چلتے چلتے جب ریت کے دو ٹیلوں کے درمیان پہنچا تو وہاں کا منظر دیکھ کر میں ٹھٹک کر رُک گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک درندہ ایک لڑکے کو چیر پھاڑ کر اس کا گوشت کھا رہا ہے، میں سمجھ گیا کہ یہ اسی شخص کا بیٹا ہے، مجھے اس کی موت پر بہت افسوس ہوا اور میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور واپس اسی شخص کے خیمے کی طرف چل دیا۔

میں یہ سوچ رہا تھا کہ اگر میں نے اس پریشان حال شخص کو اس کے بیٹے کی موت کی خبر فوراً ہی سنا دی تو وہ یہ خبر سن کر کہیں

مر ہی نہ جائے، آخر کس طرح اسے یہ غمناک خبر سناؤں کہ اسے صبر نصیب ہوجائے چنانچہ میں اس شخص کے پاس پہنچا، اسے سلام کیا اس نے جواب دیا، پھر میں نے اس سے پوچھا: ''میں تم سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کیا تم جواب دو گے؟'' یہ سن کر وہ کہنے لگا کہ اگر مجھے معلوم ہوا تو ان شاء اللہ عزوجل ضرور جواب دوں گا۔'' میں نے کہا: ''تم یہ بتاؤ کہ اللہ عزوجل کے ہاں حضرت سیدنا ایوب علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام و مرتبہ زیادہ ہے یا آپ کا؟'' یہ سن کر وہ کہنے لگا: ''یقیناً حضرت سیدنا ایوب علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرتبہ و مقام ہی زیادہ ہے۔'' پھر میں نے کہا: ''جب آپ علیہ السلام کو مصیبتیں پہنچیں تو آپ علیہ السلام نے ان بڑی بڑی مصیبتوں پر صبر کیا یا نہیں؟'' وہ کہنے لگا: ''حضرت سیدنا ایوب علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کما حقّہٗ مصیبتوں پر صبر کیا۔'' پھر میں نے کہا: ''ان کو تو اس قدر بیماری اور مصیبتیں پہنچیں کہ جو لوگ ان سے بہت زیادہ محبت کیا کرتے تھے انہوں نے بھی آپ علیہ السلام سے دوری اختیار کرلی اور راہ چلنے والے آپ علیہ السلام سے اعراض کرتے ہوئے چلتے تھے۔ کیا آپ علیہ السلام نے ایسی حالت میں صبر سے کام لیا یا نہیں؟'' وہ شخص کہنے لگا: '' آپ علیہ السلام نے ایسی حالت میں بھی صبر و شکر سے کام لیا اور صبر و شکر کا حق ادا کیا۔'' یہ سن کر میں نے اس شخص سے کہا: ''پھر تم بھی صبر سے کام لو، سنو! اپنے جس بیٹے کا تم نے تذکرہ کیا تھا اس کو درندہ کھا گیا ہے۔''

یہ سن کر اس شخص نے کہا: ''تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے میرے دل میں دنیا کی حسرت ڈالی۔'' پھر وہ شخص رونے لگا اور روتے روتے اس نے جان دے دی۔ میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور سوچنے لگا کہ میں اس جنگل بیابان میں اکیلے اس کی تجہیز و تکفین کیسے کروں گا، یہاں اس ویرانے میں میری مدد کو کون آئے گا۔ ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک ایک سمت مجھے دس بارہ سواروں کا قافلہ نظر آیا۔ میں نے انہیں اشارے سے اپنی طرف بلایا تو وہ میرے پاس آئے اور مجھ سے پوچھا: ''تم کون ہو اور یہ مردہ شخص کون ہے؟'' میں نے انہیں سارا واقعہ سنایا تو وہ وہیں رُک گئے اور اس شخص کو سمندر کے پانی سے غسل دیا اور اسے وہ کفن پہنایا جو ان کے پاس تھا پھر مجھے اس کی نماز جنازہ پڑھانے کو کہا تو میں نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہوں نے میری اِقتداء میں نماز جنازہ ادا کی۔

پھر ہم نے اس عظیم شخص کو اسی خیمہ میں دفن کر دیا۔ ان نورانی چہروں والے بزرگوں کا قافلہ ایک طرف روانہ ہوگیا، میں وہیں اکیلا رہ گیا، رات ہوچکی تھی لیکن میرا وہاں سے جانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا، مجھے اس صابر و شاکر انسان سے محبت ہوگئی تھی، میں اس کی قبر کے پاس ہی بیٹھ گیا، کچھ دیر بعد مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا تو میں نے خواب میں ایک نورانی منظر دیکھا کہ میں اور وہ شخص ایک سبز قبے میں موجود ہیں اور وہ سبز لباس زیبِ تن کئے کھڑے ہو کر قرآنِ حکیم کی تلاوت کر رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: ''کیا تُو میرا وہی دوست نہیں جس پر مصیبتیں ٹوٹ پڑی تھیں اور وہ اِنتقال کر گیا تھا؟'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا: ''ہاں! میں

وہی ہوں ۔'' پھر میں نے پوچھا:''تمہیں یہ عظیم الشان مرتبہ کیسے ملا اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟'' یہ سن کر وہ کہنے لگا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! مجھے میرے رب عزوجل نے ان لوگوں کے ساتھ جنت میں مقام عطا فرمایا ہے جو مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں اور جب انہیں کوئی خوشی پہنچتی ہے تو شکرادا کرتے ہیں۔''

حضرت سیدنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''میں نے جب سے اس بزرگ سے یہ واقعہ سنا ہے تب سے میں اہل مصیبت سے بہت زیادہ محبت کرنے لگا ہوں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

مَصائب میں کبھی حَرفِ شِکایت لَب پہ مت لانا ۔ وہ کرکے مُبتلا بندوں کو اپنے آزماتا ہے
زباں پر شکوہ رنج والم لایا نہیں کرتے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر63:

قدرت کا کرشمہ

حضرت سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میرے والد نے بتایا کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے درمیان جلوہ فرما تھے کہ اچانک ہمارے قریب سے ایک شخص گزرا جس نے اپنے بچے کو کندھوں پر بٹھا رکھا تھا۔حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان باپ بیٹے کو دیکھا تو فرمایا:''جتنی مشابہت ان دونوں میں پائی جارہی ہے میں نے آج تک ایسی مشابہت اور کسی میں نہیں دیکھی۔'' یہ سن کر اس شخص نے عرض کی:''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میرے اس بچے کا واقعہ بہت عجیب وغریب ہے،اس کی ماں کے فوت ہونے کے بعد اس کی ولادت ہوئی ہے۔'' یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:''پورا واقعہ بیان کرو۔'' وہ شخص عرض کرنے لگا:''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میں جہاد کے لئے جانے لگا تو اس کی والدہ حاملہ تھی،میں نے جاتے وقت دعا کی:''اے اللہ عزوجل! میری زوجہ کے پیٹ میں جو حمل ہے میں اُسے تیرے حوالے کرتا ہوں،تُو ہی اس کی حفاظت فرمانا۔''

یہ دعا کر کے میں جہاد کے لئے روانہ ہوگیا جب میں واپس آیا تو مجھے بتایا گیا کہ میری زوجہ کا انتقال ہوگیا ہے،مجھے بہت افسوس ہوا۔ایک رات میں نے اپنے چچازاد بھائی سے کہا:''مجھے میری بیوی کی قبر پر لے چلو۔'' چنانچہ ہم جنت البقیع میں پہنچے اور اس نے میری بیوی کی قبر کی نشاندہی کی۔جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ قبر سے روشنی کی کرنیں باہر آرہی ہیں۔میں نے

اپنے چچازاد بھائی سے کہا: ''یہ روشنی کیسی ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''اس قبر سے ہر رات اسی طرح روشنی ظاہر ہوتی ہے، نہ جانے اس میں کیا راز ہے؟'' جب میں نے یہ سنا تو ارادہ کیا کہ میں ضرور اس قبر کو کھود کر دیکھوں گا۔'' چنانچہ میں نے پھاوڑا منگوایا ابھی قبر کھودنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ قبر خود بخود کھل گئی۔ جب میں نے اس میں جھانکا تو اللہ عزوجل کی **قدرت کا کرشمہ** نظر آیا کہ یہ میرا بچہ اپنی ماں کی گود میں بیٹھا کھیل رہا تھا جب میں قبر میں اُترا تو کسی ندا دینے والے نے ندا دی: ''تُو نے جو امانت اللہ عزوجل کے پاس رکھی تھی وہ تجھے واپس کی جاتی ہے، جا! اپنے بچے کو لے جا، اگر تُو اس کی ماں کو بھی اللہ عزوجل کے سپرد کر جاتا تو اسے بھی صحیح وسلامت پاتا۔'' پس میں نے اپنے بچے کو اٹھایا اور قبر سے باہر نکالا جیسے ہی میں قبر سے باہر نکلا قبر پہلے کی طرح دوبارہ بند ہوگئی۔

(میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے ! صحابیِ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا بیٹا اللہ عزوجل کے سپرد کیا تو اللہ عزوجل نے اسے قبر میں بھی زندہ رکھا۔ اے اللہ عزوجل! ہم بھی اپنا ایمان تیرے سپرد کرتے ہیں تو ہمارے ایمان کی حفاظت فرمانا اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمانا)

مسلماں ہے عطارؔ تیری عطا سے ہو ایمان پر خاتمہ یا الٰہی عزوجل

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر64:

ایک پُر اثر پیغام

حضرت سیدنا نافع طاحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میرا گزر حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے ہوا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' میں نے کہا: ''میں عراق کا رہنے والا ہوں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''کیا تم حضرت سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جانتے ہو؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''حضرت سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور میرے بہت گہرے دوست تھے، پھر انہوں نے حکومتی عہدہ طلب کیا اور بصرہ کے والی بن گئے، تم جب بصرہ پہنچو تو ان کے پاس جانا۔ جب وہ پوچھیں: ''کیا تمہیں کوئی حاجت ہے؟'' تو کہنا: ''میں آپ سے تنہائی میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔'' پھر جب وہ تنہائی میں تم سے ملاقات کریں تو کہنا: ''میں حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام لے کر آیا ہوں، انہوں نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور کہا ہے: ''ہم کھجوریں کھاتے ہیں اور پانی پیتے ہیں، زندگی ہماری بھی گزر رہی ہے اور تمہاری بھی گزر رہی ہے۔''

حضرت سیدنا نافع طاحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جب میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس

حاضر ہوا اور انہوں نے مجھ سے پوچھا: ''کیا تمہیں مجھ سے کوئی کام ہے؟'' میں نے کہا: ''میں علیحدگی میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں، پھر میں نے کہا: ''میں حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام لے کر آیا ہوں۔'' جیسے ہی انہوں نے یہ سنا تو مجھے ایسا لگا جیسے وہ کانپ رہے ہوں، میں نے کہا: انہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ ''ہم تو کھجوریں کھا کر اور پانی پی کر گزارہ کر لیتے ہیں، زندگی ہماری بھی گزر رہی ہے اور تمہاری بھی۔'' اتنا سننا تھا کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا منہ چادر میں چھپایا اور اتنا روئے کہ چادر آنسوؤں سے تر ہو گئی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

حکایت نمبر65:

روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں

حضرت سیدنا ابوسلیم الھذلی علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر نے جو آخری خطبہ دیا وہ ان کلمات پر مشتمل تھا: تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں اور درود وسلام ہو نبی آخرالزماں حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر،

اَمَّا بعد: اے لوگو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں فضول پیدا نہیں فرمایا اور نہ ہی تمہارے معاملات یونہی چھوڑ دیئے جائیں گے یعنی تمہارے اُمور نظرانداز نہیں کئے جائیں گے، بے شک تمہارے لئے ایک دن مقرّر ہے جس میں تمہارا حساب وکتاب ہوگا اور اس دن اللہ عزوجل تمہارے اعمال کا فیصلہ فرمائے گا، اس دن جو شخص اللہ عزوجل کی رحمت سے محروم رہا اور اس جنت کے حصول سے محروم رہا جس کی چوڑائی زمین وآسمان کے برابر ہے تو خدا عزوجل کی قسم! وہ شدید نقصان اور گھاٹے میں رہا جو تھوڑی چیزوں کو زیادہ کے بدلے خریدتا ہے اور باقی رہنے والی اُخروی نعمتوں کے بدلے فانی (دنیوی نعمتوں) کو خریدتا ہے، اور امن کے بدلے خوف کو ترجیح دیتا ہے، کیا تمہیں یہ بات معلوم نہیں کہ تم جن کی اولاد ہو وہ اس دنیا سے جاچکے اور موت کا مزہ چکھ چکے اسی طرح عنقریب تم بھی اس دارِفانی سے رخصت ہو جاؤ گے اور تمہاری جگہ تمہاری اولاد آجائے گی اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہے گا، بالآخر سب کے سب اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، اس دنیا میں جس کی مدتِ حیات ختم ہو جاتی ہے وہ زمین کے گھرے گڑھے میں پہنچ جاتا ہے اور تم لوگ اسے اپنے ہاتھوں سے قبر میں اُتارتے ہو اور وہ ایسی حالت میں قبر میں تنہا ہوتا ہے کہ نہ تو اس کے لئے بستر ہوتا ہے نہ تکیہ، پھر تم اسے بے یار ومددگار چھوڑ کر چلے آتے ہو، اس کے عزیز واقارب اس سے جدا ہو جاتے ہیں،

اس کا مال ومتاع سب دنیا ہی میں رہ جاتا ہے اور اس کا مسکن مٹی کی قبر ہوتی ہے، اب وہ ہوگا اور اس کے اعمال ہوں گے اور وہ اپنے اچھے اعمال کا محتاج ہوگا یعنی اسے اپنے کئے ہوئے اچھے اعمال کام آئیں گے باقی تمام دنیاوی معاملات سے اسے کوئی غرض نہ ہوگی جو دنیاوی چیزیں اس نے پیچھے چھوڑیں وہ اسے کچھ نفع نہ دیں گی، پس اے لوگو! اللہ عزوجل سے ڈرو اور موت سے پہلے موت کی تیاری کرلو، پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عاجزی کرتے ہوئے فرمایا: ''خدا کی قسم! میں اپنے آپ کو تم سب سے زیادہ گناہگار سمجھتا ہوں۔''

اے لوگو! جب بھی مجھے یہ معلوم ہوا کہ تم میں سے کسی کو کوئی حاجت ہے تو میں نے اس کی حاجت پوری کرنے کی بھرپور کوشش کی، اسی طرح جب بھی تمہیں کسی ایسی چیز کی ضرورت پڑی جو میرے پاس تھی اور میرے اختیار میں تھی تو میں نے اسے کبھی بھی تم سے نہیں روکا اور میں نے اس بات کو پسند کیا کہ میں بھی تمہاری ہی طرح زندگی گزاروں اللہ عزوجل کی قسم! اگر میں حکومت وامارت کو ان باتوں کے علاوہ کسی اور غرض کے لئے استعمال کرتا اور حکومت کی وجہ سے دنیاوی عیش وعشرت چاہی ہوتی تو میری زبان اس بیان میں میرا ساتھ نہ دیتی جو میں نے تمہارے سامنے کیا کیونکہ وہ میری حالت سے واقف ہے کہ میں نے حکومت وامارت کو صرف اللہ عزوجل کی مخلوق کی خیر خواہی کے لئے ہی استعمال کیا اور قرآن کریم ہمارے درمیان موجود ہے جو ہمیں سچا قانون بتاتا، ہماری رہنمائی فرماتا، ہمیں اللہ عزوجل کی اطاعت کا حکم دیتا ہے اور اس کی نافرمانی سے روکتا ہے۔

حضرت سیدنا ابو سلیم الھذلی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''اتنا خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی چادر اپنے منہ پر رکھی اور رونے لگے، روتے روتے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہچکیاں بندھ گئیں اور آپ اتنا روئے کہ لوگوں نے بھی رونا شروع کر دیا اور یہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا آخری خطبہ تھا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر66:

محبوب سے ملاقات کا وقت قریب آ گیا

حضرت سیدنا عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سیدنا ربعی بن خراش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے بتایا: ''ہم تین بھائی تھے اور ہم میں سب سے زیادہ عبادت گزار اور سب سے زیادہ روزے رکھنے والا ہمارا منجھلا (یعنی درمیانہ) بھائی تھا۔ ایک مرتبہ میں اپنے دونوں بھائیوں کو چھوڑ کر ایک جنگل کی طرف نکل گیا، پھر جب میں واپس گھر پہنچا تو مجھے بتایا گیا کہ میرا وہی عبادت گزار بھائی مرض الموت میں مبتلا ہے۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو معلوم ہوا کہ ابھی کچھ دیر پہلے اس کا انتقال ہو چکا ہے۔ لوگوں نے اُسے ایک کپڑے میں لپیٹا ہوا تھا۔ میں اس کے لئے کفن لینے چلا گیا، جب کفن لے کر آیا تو یکا یک میرے اس مردہ بھائی کے چہرے سے کپڑا ہٹ گیا۔ اس نے مجھے مسکراتے ہوئے سلام کیا۔ میں نے بڑی حیرانگی کے عالم میں جواب دیا اور اس سے پوچھا: ''اے میرے بھائی! کیا تو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو گیا؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں! الحمدللہ عزوجل میں دوبارہ زندہ ہو چکا ہوں، اور تم سے جدا ہونے کے بعد میں اپنے ربّ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوا، میرا ربّ عزوجل مجھ سے بہت خوش ہے، اور وہ پاک پروردگار عزوجل مجھ سے ناراض نہیں۔ اس نے مجھے سبز رنگ کے ریشمی حُلّے عطا فرمائے، اور میں نے اپنا معاملہ تمہارے معاملے سے بہت آسان پایا لہٰذا تم نیک اعمال کی طرف خوب رغبت کرو اور سستی بالکل نہ کرو، اور (موت) سے بے خبر نہ رہو۔ دنیا سے رخصت ہونے کے بعد الحمدللہ عزوجل میری ملاقات، میری حسرتوں کے محور حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے ہوئی، انہوں نے کرم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''جب تک تم نہیں آؤ گے میں تمہاری قبر سے نہیں جاؤں گا۔ لہٰذا تم میری تجہیز و تکفین میں جلدی کرو اور بالکل دیر نہ کرو، قبر میں میری ملاقات حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے ہوگی۔ بقول شاعر:

قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں پر گروں
گر فرشتے بھی اٹھائیں تو میں ان سے یوں کہوں
اب تو پائے ناز سے میں اے فرشتو! کیوں اٹھوں
مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دِلرُبا کے واسطے

پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئیں، اور اس کی روح اس طرح آسانی سے اس کے بدن سے نکلی جیسے کوئی کنکر جب پانی میں ڈالا جاتا ہے تو آسانی سے تہہ میں اتر جاتا ہے۔

جب تیری یاد میں دنیا سے گیا ہے کوئی
جان لینے کو دلہن بن کے قضا آئی ہے

جب یہ واقعہ اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے بیان کیا گیا تو انہوں نے اس کی تصدیق فرمائی اور فرمایا: ''ہم یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ اس اُمت میں ایک شخص ایسا ہوگا جو مرنے کے بعد بات کرے گا۔''

حضرت سیدنا ربعی بن خراش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں: ''میرا وہ بھائی سخت سردی کی راتوں میں بہت زیادہ قیام کرتا، اور سخت گرمیوں کے دنوں میں ہم سے زیادہ روزے رکھتا تھا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر67:

خونخوار درندوں کی وادی

اس حکایت کے راوی حضرت سیدنا جعفر السائح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں، وہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا عامر بن عبد قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانے کے عابدوں میں سب سے افضل تھے۔انہوں نے اپنے اُوپر یہ بات لازم کرلی تھی کہ میں روزانہ ایک ہزار نوافل پڑھوں گا۔ چنانچہ وہ اشراق سے لے کر عصر تک نوافل میں مشغول رہتے پھر جب گھر آتے تو ان کے پنڈلیاں اور قدم متوّرم (یعنی سوجھے ہوئے) ہوتے، ایسا لگتا جیسے ابھی پھٹ جائیں گے۔اتنی عبادت کے باوجود آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عاجزی کا یہ عالم تھا کہ اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہتے: ''اے برائیوں پر ابھارنے والے نفس! تو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے، خدا عزوجل کی قسم! میں اتنے نیک اعمال کروں گا کہ تجھے ایک پل بھی سکون میسر نہ ہوگا اور تو بستر سے بالکل دور رہے گا، میں تجھے ہر وقت مصروفِ عمل رکھوں گا۔''

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک ایسی وادی میں تشریف لے گئے جس کے بارے میں مشہور تھا کہ یہ **خونخوار درندوں کی آماجگاہ** ہے۔اس وادی میں ''حَـمَـمَـہ'' نامی ایک حبشی عبادت گزار بھی رہتا تھا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی وہاں رہنے لگے۔ دونوں بزرگ اس ایک وادی میں رہتے لیکن ایک دوسرے سے ملاقات نہ کرتے ۔ حضرت سیدنا عامر بن عبد قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وادی کی ایک سمت میں رہتے اور حممہ عابد دوسری سمت میں رہتا۔ان دونوں کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ جب فرض نمازوں سے فارغ ہوجاتے تو نوافل پڑھنا شروع کردیتے۔اسی طرح ان دونوں بزرگوں کو اس ایک ہی وادی میں چالیس دن اور چالیس راتیں گزر گئیں۔

چالیس دن کے بعد حضرت سیدنا عامر بن عبد قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حممہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس گئے، سلام کیا اور پوچھا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے، تو کون ہے؟'' تو وہ کہنے لگا: ''تم مجھے چھوڑ دو اور میرے بارے میں فکر مند نہ ہو۔'' حضرت سیدنا عامر بن عبد قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میں تجھے قسم دیتا ہوں، تم مجھے اپنے بارے میں بتاؤ کہ تم کون ہو؟'' وہ کہنے لگا: ''میرا نام حممہ ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اگر تو وہی حممہ ہے جس کے بارے میں مجھے خبر دی گئی ہے تو پھر دنیا میں سب سے بڑا اعبادت گزار تو ہی ہے، آخر تمہارے اندر وہ کونسی خوبی ہے جس کی وجہ سے تمہیں یہ مرتبہ ملا ہے؟''

حممہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عاجزی کرتے ہوئے کہا: ''میں تو بہت زیادہ سست اور کوتاہ ہوں (یعنی مجھ میں ایسی کوئی فضیلت والی بات نہیں) ہاں! میری یہ خواہش ہے کہ اگر فرض نمازوں کی وجہ سے مجھے قیام وسجود نہ کرنا پڑتا تو میں اپنی ساری زندگی رکوع میں ہی گزارتا اور اپنا چہرہ کبھی بھی اوپر نہ اٹھاتا یہاں تک کہ میری زندگی تمام ہو جاتی اور اسی حالت میں اپنے خالقِ حقیقی عزوجل سے جا ملتا، لیکن کیا کروں فرائض کی وجہ سے مجھے قیام وغیرہ کرنا پڑتا ہے۔ اچھا! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے بارے میں بتائیں کہ ''آپ کون ہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میرا نام عامر بن عبد قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔'' تو حممہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''اگر آپ وہی عامر بن عبد قیس ہیں جن کے بارے میں مجھے خبر ملی ہے، تو پھر لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار آپ ہی ہیں، آپ بتائیں کہ آپ کے اندر ایسی کونسی خوبی ہے جس کی وجہ سے آپ کو یہ مرتبہ ملا؟''

تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی عاجزی کرتے ہوئے فرمانے لگے: ''میں تو بہت سست اور کوتاہ ہوں ہاں! ایک بات ہے کہ میرے دل میں اللہ عزوجل کی ہیبت اور رُعب گھر کر گیا ہے، اب اس پاک پروردگار عزوجل کے علاوہ مجھے کسی چیز سے خوف نہیں آتا، میں صرف اسی وَحدَہٗ لَا شَرِیک ذات سے ڈرتا ہوں، اس کے علاوہ کسی اور سے نہیں ڈرتا۔'' ابھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ بات کہہ ہی رہے تھے کہ اچانک بہت سے درندوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور ایک خونخوار درندہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیچھے سے آپ پر چھلانگ لگا کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کندھوں پر سوار ہو گیا لیکن قربان جائیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دلیری پر کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی اور بالکل خوفزدہ نہ ہوئے، بس قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کرتے رہے:

ذٰلِکَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِکَ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ۝ (پ۱۲، ھود: ۱۰۳)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ دن ہے جس میں سب لوگ اکٹھے ہوں گے اور وہ دن حاضری کا ہے۔

کچھ دیر بعد درندہ آپ کو نقصان پہنچائے بغیر وہاں سے چلا گیا۔ یہ منظر دیکھ کر حممہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ سے پوچھا: ''جومنظر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھا کیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سے خوفزدہ نہیں ہوئے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''مجھے اس سے حیا آتی ہے کہ میں اللہ عزوجل کے علاوہ کسی اور سے ڈروں۔''

پھر حممہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''کیا کروں مجھے اس پیٹ کی آزمائش میں مبتلا کردیا گیا ہے جس کی وجہ سے کھانا وغیرہ کھانا پڑتا ہے اور پھر بول وبراز کی حاجت ہوتی ہے۔ اگر یہ معاملات نہ ہوتے تو خدا عزوجل کی قسم! میرا رب عزوجل مجھے ہمیشہ رکوع وسجود کی حالت میں دیکھتا۔ حممہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ دن رات میں آٹھ سو رکعت نوافل پڑھتے۔ پھر بھی اپنے نفس کو ڈانٹتے ہوئے کہتے: میں تو بہت سست اور کوتاہ ہوں، میں بہت سست اور کوتاہ ہوں، کچھ بھی عبادت نہ کرسکا۔

(میٹھے اسلامی بھائیو! سبحان اللہ عزوجل! عمل ہو تو ایسا اور عاجزی اور خوفِ خدا عزوجل ہو تو ایسا کہ روزانہ ہزار ہزار رکعت پڑھیں، جسم کو لمحہ بھر بھی آرام نہ دیں، ہر وقت عبادت میں مشغول رہیں اور بتقضائے بشریت جو وقت بقدرِ ضرورت کھانے وغیرہ میں گزر جائے اس پر بھی افسوس کریں کہ کاش! ہمیں کھانے کی ضرورت ہی نہ پڑتی تاکہ جو وقت یہاں گزرتا ہے وہ بھی عبادت ہی میں گزرتا۔ ایسی عظیم عبادت کے باوجود عاجزی کرتے ہوئے اپنے آپ کو سست اور کوتاہ سمجھنا ان عظیم ہستیوں ہی کا حصہ تھا۔ اور ایک ہماری حالت ہے کہ اوّلاً تو عمل کرتے ہی نہیں، اگر کبھی دو چار نوافل پڑھ بھی لیں تو اپنے آپ کو اولیاء کی صف میں شمار کرنے لگتے ہیں اور اپنے آپ کو بڑا متقی اور عبادت گزار تصور کرنے لگتے ہیں اور اگر کہیں عاجزی کرتے ہیں تو وہ بھی جھوٹی عاجزی جس کی دل تصدیق نہیں کر رہا ہوتا۔ اللہ عزوجل ہمارے حالِ زار پر رحم فرمائے اور ان عظیم بزرگوں کی عبادت اور سچی عاجزی کے صدقے ہمیں بھی کثرتِ عبادت اور سچی عاجزی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان بزرگوں کے صدقے ہم بروں کو بھی بھلا بنائے۔ آمین)

ہر بھلے کی بھلائی کا صدقہ
اس بُرے کو بھی کر بھلا یا رب عزوجل

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر68:

چرواہے کی حکیمانہ باتیں

حضرت سیدنا نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ مدینہ منورہ کی ایک وادی میں گیا۔ ہمارے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے۔ گرمی اپنے جوبن پر تھی گویا سورج آگ برسا رہا تھا۔ ہم نے ایک سایہ دار جگہ میں دستر خوان لگایا اور سب مل کر کھانا کھانے لگے۔ تھوڑی دیر بعد ہمارے قریب سے ایک چرواہا گزرا، حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس سے فرمایا: ''آئیے! آپ بھی ہمارے ساتھ کھانا تناول فرمائیے۔'' چرواہے نے جواب دیا: ''میرا روزہ ہے۔''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس سے فرمایا: ''تو اس شدید گرمی کے عالم میں سارا دن جنگل میں بکریاں چراتا ہے، تو اتنی مشقت کا کام کرتا ہے اور پھر بھی تو نے نفلی روزہ رکھا ہوا ہے؟ کیا تجھ پر نفلی روزہ رکھنا ضروری ہے؟''

یہ سن کر وہ چرواہا کہنے لگا: ''کیا وہ وقت آ گیا جن کے بارے میں قرآن پاک میں فرمایا گیا:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِى الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝ (پ۲۹، الحاقۃ:۲۴)

ترجمۂ کنز الایمان: کھاؤ اور پیو رچتا ہوا، صلہ اس کا جو تم نے گزرے دنوں میں آگے بھیجا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس **چرواہے کی حکیمانہ باتیں** سن کر بڑے حیران ہوئے اور اس سے فرمانے لگے: ''تم ہمیں ایک بکری فروخت کر دو ہم اسے ذبح کریں گے، اور تمہیں بکری کی مناسب قیمت بھی دیں گے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات سن کر وہ چرواہا عرض گزار ہوا: ''حضور! یہ بکریاں میری ملکیت میں نہیں بلکہ یہ میرے آقا کی ہیں، میں تو غلام ہوں میں انہیں کیسے فروخت کر سکتا ہوں؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی امانت داری سے بہت متاثر ہوئے۔ اور ہم سے فرمایا: ''یہ بھی تو ممکن تھا کہ یہ چرواہا ہمیں بکری بیچ دیتا اور جب اس کا آقا پوچھتا تو جھوٹ بول دیتا کہ بکری کو بھیڑیا کھا گیا لیکن دیکھو یہ کتنا امین و متقی چرواہا ہے۔''

چرواہے نے بھی یہ بات سن لی۔ اس نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور یہ کہتے ہوئے وہاں سے چلا گیا، ''اگرچہ میرا آقا مجھے نہیں دیکھ رہا لیکن میرا پروردگار عزوجل تو مجھے دیکھ رہا ہے، میرا رب عزوجل تو میرے ہر ہر فعل سے باخبر ہے۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس چرواہے کی باتوں اور نیک سیرت سے بہت متاثر ہوئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس چرواہے کے مالک کے پاس پہنچے اور اس نیک چرواہے کو خرید کر آزاد کر دیا اور ساری بکریاں بھی خرید کر اس چرواہے کو ہبہ کر دیں۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر69:

دھوکے باز دُلہن

حضرت سیدنا ابو صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید کو یہ نصیحت آموز خط لکھا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اَمَّا بَعد: اے امیر المؤمنین (علیہ رحمۃ اللہ المبین)! جان لیجئے کہ یہ دنیا دھوکے باز اور بے وفا ہے، یہ دائمی اقامت گاہ نہیں، حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہاں دنیا میں آزمائش کے لئے بھیجا گیا، تحقیق ایسے امور جن پر ثواب دیا جاتا ہے ان کا حساب لیا جائے گا اور جن پر عقاب ہے ان پر سزا ہوگی، خواہ ان پر ثواب وعذاب کا حق دار ہونے کا کسی کو علم ہو یا نہ ہو بہرحال حساب ضروری ہے، ہر دور میں دنیا کو پچھاڑنا ضروری ہے، اور اس کو پچھاڑنا عام پچھاڑنے کی مانند نہیں بلکہ جو اسے شکست دیتا ہے یہ اس کی تعظیم کرتی ہے، اور جو اس کی تعظیم کرتا ہے یہ اسے ذلیل وخوار کر دیتی ہے۔ ہر دور میں یہ ڈائن (یعنی دنیا) کسی نہ کسی کو تباہ وبرباد ضرور کرتی ہے، یہ میٹھے زہر کی مانند ہے کہ لوگ اسے فائدہ مند شئے سمجھ کر کھالیتے ہیں حالانکہ وہ ہلاکت خیز ہوتی ہے۔ دنیا میں زادِ راہ یہ ہے کہ دنیوی آسائشوں کو ترک کر دیا جائے، دنیا میں تنگدستی غناء ہے، جو یہاں فقر وفاقہ کا شکار رہے درحقیقت وہی غنی ہے۔

اے امیر المومنین (علیہ رحمۃ اللہ المبین)! دنیا میں اس مریض کی طرح رہو جو اپنے مرض کے علاج کی خاطر دواؤں کی سختی برداشت کرتا ہے تاکہ اس کا زخم اور مرض مزید نہ بڑھے، اس تھوڑی تکلیف کو برداشت کر لو جس کی وجہ سے بڑی تکلیف سے بچا جا سکے۔

بے شک عظمت اور فضیلت کے لائق وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ حق بات کہتے ہیں، انکساری وتواضع سے چلتے ہیں، ان کا رزق حلال وطیب ہوتا ہے، ہمیشہ حرام چیزوں سے اپنی نگاہوں کو محفوظ رکھتے ہیں، وہ خشکی میں ایسے خوفزدہ رہتے ہیں جیسے سمندری مسافر، اور خوشحالی میں ایسے دعائیں کرتے ہیں جیسے مصائب وآلام میں دعا کی جاتی ہے۔ اگر موت کا وقت متعین نہ ہوتا تو اللہ عزوجل سے ملاقات کے شوق، ثواب کی امید اور عذاب کے خوف سے ان کی روحیں ان کے اجسام میں لمحہ بھر بھی نہ ٹھہرتیں، خالقِ لم یزَل کی عظمت اور ہیبت ان کے دلوں میں راسخ ہے اور مخلوق ان کی نظروں میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ (یعنی وہ فقط رضائے الٰہی عزوجل کے طلب گار رہوتے ہیں)

اے امیر المومنین (علیہ رحمۃ اللہ المبین)! جان لیجئے! ''غور وفکر کرنا، اعمالِ صالحہ اور بھلائی کی طرف لے جاتا ہے، گناہوں پر

ندامت اعمالِ قبیحہ کو چھوڑنے کی طرف لے جانے والی ہے، فانی اشیاء اگرچہ کثیر ہوں باقی رہنے والی اشیاء کی مانند نہیں، اگرچہ لوگ فانی اشیاء کے زیادہ طالب ہیں۔ اس تکلیف کا برداشت کرلینا جس کے بعد طویل ودائمی راحت ہو، اس راحت کے حصول سے بہتر ہے جس کے بعد طویل غم والم، تکالیف اور ندامت وذلت کا سامنا کرنا پڑے۔

اس بے وفا، شکست خوردہ اور ظالم دنیا سے آخرت کی زندگی کئی درجے بہتر ہے۔ یہ دھوکے باز، لوگوں کے سامنے مزیّن ہوکر آتی ہے اور خوب دھوکا دے کر تباہ وبرباد کرڈالتی ہے، لوگ اس کی جھوٹی امیدوں کی وجہ سے ہلاکت میں پڑ جاتے ہیں، یہ اس **دھوکے باز دلہن** کی طرح ہے جو کسی کو نکاح کا پیغام دے، پھر آراستہ و پیراستہ ہوکر سامنے آجائے، لوگ اس پر فریفتہ ہو رہے ہوں، اس کا بناوٹی حسن وجمال آنکھوں کو خیرہ کرنے لگے، دل اس کی طرف مائل ہوجائیں، اس کی ظاہری خوبصورتی دل ودماغ پر چھاجائے، پھر جب اس کا شوہر اس کے قریب جائے تو وہ اسے ظالمانہ انداز میں قتل کرڈالے۔

اے امیر المؤمنین (علیہ رحمۃ اللہ المبین)! گزرے ہوئے زمانے سے کوئی عبرت حاصل نہیں کرتا اور نہ ہی موجودہ صورتحال سے لوگ عبرت حاصل کرتے ہیں، اور نہ ہی موجودہ لوگ گزرے ہوؤں سے عبرت حاصل کرتے ہیں ہر شخص اپنی ہی دنیا میں مگن ہے عقلمند لوگ بھی تجربہ کے باوجود اپنے تجربوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے، اور سمجھ دار لوگ بھی عبرت آموز واقعات سے درسِ عبرت حاصل نہیں کرتے۔

اب تو صورتحال یہ ہے کہ ہر شخص اس ظالم دنیا کا شیدائی ہے، اس کی محبت میں غرق ہو چکا ہے، اور یہ محبت عشق کے درجے تک جا پہنچی ہے، اس کا عاشق اس کو چھوڑ کر کسی اور شئے کی طرف راغب ہوتا ہی نہیں، دنیا اور اس کا چاہنے والا دونوں ہی ایک دوسرے کے طلبگار ہیں۔ دنیا کا شیدائی یہ سمجھتا ہے کہ میں حصولِ دنیا کے بعد کامیاب ہوگیا ہوں حالانکہ وہ ہلاکت کے عمیق گڑھوں میں گر چکا ہوتا ہے وہ دھوکا کھا کر اس کی محبت میں اس طرح گرفتار ہوجاتا ہے کہ حساب وکتاب اور اپنے مقصدِ حیات کو بھول جاتا ہے، اپنی نیکیوں کو ضائع کر بیٹھتا ہے، پھر وہ اس بے وفا دنیا کے عشق میں اس قدر پاگل ہوجاتا ہے کہ اس کے قدم پھسل جاتے ہیں۔ جب اسے ہوش آتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ میں نے تو اپنی تمام زندگی غفلت میں گزاردی، میں تو تباہ وبرباد ہوگیا مجھے تو بہت بڑا دھوکا دیا گیا، ہائے! میں نے جھوٹی امیدوں پر آسرا کیوں کیا؟ اب اس شخص کی پریشانی وغم قابلِ دید ہوتا ہے، پھر حالتِ نزع میں سختیاں بڑھ جاتیں ہیں وہ پریشانیوں اور غموں کے سمندر میں غرق ہورہا ہوتا ہے، وہی شخص جو اپنے تئیں کامیابی حاصل کر چکا تھا اب اسے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت مَیں دھوکے باز دنیا سے بُری طرح شکست کھاچکا ہوں، پھر وہ عاشقِ ناشاد ونامراد اس دنیا سے اسی حالت میں رخصت ہوجاتا ہے، اور بے وفا دنیا اس کا ساتھ چھوڑ کر کسی اور کو دھوکا دینے چلی جاتی ہے، اب یہ شخص دشوار گزار

سفر کی طرف بغیر ہم سفر اور بغیر زادِ راہ کے روانہ ہوتا ہے۔

اے امیر المؤمنین (علیہ رحمۃ اللہ المبین)! اس دنیا اور اس کی فریب کاریوں سے بچئے، اس دنیا کی مثال اس سانپ کی طرح ہے جسے ہاتھ لگائیں تو نرم و نازک معلوم ہوتا ہے لیکن اس کا زہر جان لیوا ہوتا ہے، (اسی طرح یہ دنیا بھی دیکھنے میں بہت اچھی ہے لیکن حقیقت میں بہت بری ہے) اس دنیا کی جو شئے اچھی لگے اسے ترک کر دیجئے، غمِ دنیا کی وجہ سے ہلکانہ ہوں اس کے غموں کی پرواہ بھی نہ کیجئے، دنیا سے ہرگز محبت نہ کیجئے گا کیونکہ اس کا انجام بہت برا ہے۔

دنیا کا عاشق جب دنیا حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو یہ بے وفا دنیا اسے طرح طرح سے پریشان کرتی ہے، اس کی خوشیوں کو غم میں بدل دیتی ہے، جو اس کی فانی اشیاء کے ملنے پر خوش ہوتا ہے وہ بہت بڑے دھوکے میں پڑا ہے اس کا فائدہ پانے والا درحقیقت شدید نقصان میں ہے، دنیاوی آسائشوں تک پہنچنے کے لئے انسان تکالیف و مصائب کا سامنا کرتا ہے، جب اسے خوشی ملتی ہے تو یہ خوشی غم و ملال میں تبدیل ہو جاتی ہے نہ تو اس کی خوشی دائمی ہے اور نہ ہی اس کی نعمتیں، ان کا ساتھ تو پل بھر کا ہے۔

اے امیر المؤمنین (علیہ رحمۃ اللہ المبین)! اس دنیا کو تارک الدنیا کی نظر سے دیکھئے، نہ کہ عاشقِ دنیا کی نظر سے، جو اس دارِ ناپائیدار میں آیا وہ یہاں سے ضرور رخصت ہوگا۔ نہ ہی یہاں سے جانے والا کبھی واپس آتا ہے، اور نہ ہی اسے امید ہوتی ہے کہ کوئی اس کی واپسی کا انتظار کر رہا ہوگا، اس کی دھوکا دینے والی امیدوں میں ہرگز نہ پڑیئے، اس دنیا سے ہر دم بچئے، اس کی جو اشیاء بظاہر صاف وشفاف ہیں درحقیقت وہ گدلی و بیکار ہیں۔

اے امیر المؤمنین (علیہ رحمۃ اللہ المبین)! یہ دنیوی زندگی بہت کم ہے، اس کی امیدیں جھوٹی ہیں جب تک آپ دنیا میں ہیں خطرہ ہی خطرہ ہے، بہر حال اس کی نعمتیں بہت جلد ختم ہو جائیں گی اور مصیبت پیہم اترتی رہیں گی عقل مند شخص ہمیشہ اس کے دھوکوں سے محفوظ رہتا ہے، اللہ عزوجل نے دنیا سے بچنے کی خوب تاکید فرمائی۔

اللہ ربّ العزت کی بارگاہ میں دنیا کی وقعت کچھ بھی نہیں اس کا وزن اس کی بارگاہ میں ایک چھوٹی سی کنکری کی طرح بھی نہیں، جو لوگ اللہ عزوجل کو چاہنے والے ہیں اور اسی کی محبت کے طلبگار ہیں، وہ لوگ دنیا سے بہت نفرت کرتے ہیں۔

اے امیر المؤمنین (علیہ رحمۃ اللہ المبین)! سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار، باذنِ پروردگار دو عالم کے مالک و مختار، شہنشاہِ اَبرار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو دنیا اور اس کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے لینے سے انکار فرما دیا، حالانکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ان کی طلب سے منع نہ فرمایا گیا تھا اور اگر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ان چیزوں کو قبول بھی فرما لیتے تب بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مرتبہ میں کوئی کمی واقع نہ ہوتی اور جس مقام و مرتبہ کا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے

وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ملتا،لیکن ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم جانتے تھے کہ اللہ عزوجل کو یہ دنیا ناپسند ہے لہٰذا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے بھی اس کو قبول نہ فرمایا، جب اللہ عزوجل کے ہاں اس کی کوئی وقعت نہیں تو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے بھی اس کو کوئی وقعت نہ دی ، اگر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اسے قبول فرمالیتے تو لوگوں کے لئے دلیل بن جاتی کہ شاید آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس سے محبت کرتے ہیں،لیکن آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے قبول نہ فرمایا، کیونکہ یہ کیسے ہوسکتا ہے ایک شے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ناپسند ہواور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اسے قبول فرمالیں۔

اے امیر المؤمنین (علیہ رحمۃ اللہ المبین)! موت سے پہلے جتنی نیکیاں ہوسکتی ہیں کرلیجئے ورنہ بوقت نزع فائدہ نہ ہوگا، اللہ عزوجل ان نصیحت آموز باتوں سے ہمیں اور آپ کو خوب نفع عطا فرمائے، اللہ عزوجل آپ کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ والسَّلام

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم }

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر70:

جرأت مند مبلغ اور ظالم حکمران

حضرت سیدنا مالک بن فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:''سابقہ اُمتوں میں ''عُقَیب'' نامی ایک بزرگ لوگوں سے الگ تھلگ ایک پہاڑی پر اللہ عزوجل کی عبادت کیا کرتے تھے۔ایک مرتبہ انہیں خبر ملی کہ قریبی شہر میں ایک ظالم وجابر بادشاہ ہے جو لوگوں پر بہت ظلم کرتا ہے۔اور بلاوجہ ان کے ہاتھ پاؤں اور ناک،کان وغیرہ کاٹ ڈالتا ہے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ اطلاع ملی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اندر اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْکَر (یعنی نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے) کا عظیم جذبہ شدت سے ابھرا اور اپنے آپ سے کہنے لگے:''مجھ پر یہ لازم ہے کہ میں اس ظالم کو اللہ عزوجل سے ڈرنے کی تلقین کروں اور اسے عذاب الٰہی عزوجل سے ڈراؤں۔'' چنانچہ آپ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْکَر کے عظیم جذبہ کے تحت پہاڑ سے اترے اور اس ظالم حکمران کے پاس پہنچ کر اس سے بڑے ہی جرأت مندانہ انداز میں فرمایا:''تو اللہ عزوجل سے ڈر۔'' وہ بدبخت وظالم بادشاہ آگ بگولا ہوگیا اور بڑے متکبرانہ انداز میں گستاخانہ جملے بکتے ہوئے اس بزرگ سے کہنے لگا:''اے کتے ! تیرے جیسا حقیر شخص مجھے اللہ عزوجل سے ڈرنے کا حکم دے رہا ہے، میں تجھے اس گستاخی کی ضرور سزا دوں گا اور تجھے ایسی سزا دوں گا کہ آج تک دنیا میں ایسی سزا کسی کو نہیں دی گئی ہوگی۔''

پھر اس ظالم نے حکم دیا کہ اس کے قدموں سے اس کی کھال اتارنا شروع کرو اور سر تک اس کی کھال اتار لو تاکہ یہ درد

ناک عذاب میں مبتلا ہواور اس کی روح تڑپ تڑپ کرتن سے جدا ہو۔حکم پاتے ہی جلاد آگے بڑھے۔اس عظیم مبلغ کو پکڑ کر زمین پر لٹایا اور اس کے قدموں سے کھال اتارنا شروع کردی۔وہ صبروشکر کا پیکر بنے رہے، زبان سے اُف تک نہ کہا۔لیکن جب ان کی کھال پیٹ تک اُتار لی گئی تو درد کی شدت سے ان کے منہ سے درد بھری آہ نکلی۔انہیں فوراً حکم الٰہی عزوجل پہنچا:''اے عقیب! صبر سے کام لو، ہم تجھے غم وحزن کے گھر سے نکال کر راحت وآرام کے گھر (یعنی جنت) میں داخل کریں گے اور اس تنگ وتاریک دنیا سے نکال کر وسیع وعریض جنت میں داخل کریں گے۔'' حکم الٰہی عزوجل پا کر وہ عظیم مبلغ خاموش ہوگئے اور اس دردناک تکلیف کو صبر سے برداشت کرتے رہے۔

جب ظالموں نے ان کی کھال چہرے تک اتار لی تو شدتِ درد سے دوبارہ ان کے منہ سے بے اختیار درد بھری آہ نکلی۔ انہیں پھر حکم الٰہی عزوجل پہنچا:''اے عقیب! تیری اس مصیبت پر دنیا اور آسمان کی مخلوق رو رہی ہے، تمہاری اس تکلیف نے فرشتوں کی توجہ تمہاری طرف کرادی ہے۔اگر تو نے تیسری مرتبہ بھی ایسی ہی پُر درد آہ بھری تو میں اس ظالم قوم پر دردناک عذاب بھیجوں گا۔اور انہیں شدید عذاب کا مزا چکھاؤں گا۔

یہ حکم الٰہی عزوجل پا کر وہ خاموش ہوگئے۔اور پھر بالکل بھی منہ سے آواز نہ نکالی، اس خوف سے کہ کہیں میری آہ وزاری سے اللہ عزوجل میری اس قوم کو عذاب میں مبتلا نہ کردے، میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کوئی عذاب میں مبتلا ہو، بالآخر اس مرد مجاہد کی تمام کھال اتار لی گئی لیکن اس نے دوبارہ سسکی تک نہ لی اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔

(آفرین، اے عظیم بہادر مبلغ! آفرین؛ تیرے جذبہ تبلیغ اور امت سے خیر خواہی کے جذبہ پر لاکھوں سلام۔تو نے نیکی کی دعوت کی خاطر کتنی شدید تکالیف برداشت کیں، اور ظالم وجابر حاکم کا ظلم وجبر تجھے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے عظیم مقصد سے نہ روک سکا۔اور تو نے اس کے سامنے حق بات کہہ کر جہاد اکبر کیا پھر امت کی خیر خواہی کی خاطر شدید تکلیف کے باوجود اف تک نہ کہا اور جان دے دی۔اے مرد مجاہد! تیری ان پاکیزہ خصلتوں پر ہماری ہزاروں جانیں قربان ہوں، اللہ عزوجل تجھے ہماری طرف سے اچھی جزاء عطا فرمائے، اور تیرے صدقے ہمیں بھی نیکی کی دعوت عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔خیر خواہی امت کا عظیم جذبہ ہمیں بھی عطا فرمائے، اور ہر وقت سنّتوں کی تبلیغ کی سعادت عطا فرمائے۔)

شہا! ایسا جذبہ پاؤں کہ میں خوب سیکھ جاؤں (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)
تیری سنّتیں سکھانا مدنی مدینے والے (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 71:

''یومِ عقبہ'' کی تیاری

حضرت سیدنا شبیب بن شیبہ الخطیب علیہ رحمۃ اللہ اللطیف فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ ہم مکۂ مکرمہ (زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی شَرَفاً وَتَعْظِیْماً) کے صحرائی راستوں میں سفر پر تھے۔ ایک جگہ ہم نے قیام کیا، دسترخوان لگایا اور کھانا کھانے لگے۔ گرمی کی شدت سے زمین تانبے کی طرح دہک رہی تھی، گرم گرم ہوائیں جسم کو جُھلسا رہی تھیں۔ ہم نے ابھی کھانا شروع ہی کیا تھا کہ ایک اعرابی اپنی حبشی لونڈی کے ساتھ ہمارے پاس آیا۔

ہم نے اس سے کہا: '' آیئے! ہمارے ساتھ کھانا کھایئے۔'' تو وہ کہنے لگا: ''میں روزہ سے ہوں۔'' ہم اُس کے اِس جواب سے بہت متعجب ہوئے (اور ایسی شدید گرمی میں نفلی روزہ رکھنا واقعی تعجب خیز بات تھی) پھر وہ اعرابی ہم سے کہنے لگا: ''کیا تم میں کوئی قرآن پاک کا قاری اور کاتب ہے کہ میں اس سے کوئی چیز لکھوانا چاہتا ہوں کیا تم میں سے کوئی میری اس حاجت کو پورا کرسکتا ہے؟''

جب ہم کھانے وغیرہ سے فراغت پاچکے، تو ہم نے اس سے پوچھا: ''اب بتایئے آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ (حتی الامکان ہم آپ کی مدد کریں گے) وہ اعرابی کہنے لگا: ''اے میرے بھائی! بے شک یہ دنیا پہلے سے موجود تھی لیکن میں اس میں نہ تھا (پھر میں پیدا ہوا) اب یہ دنیا ایک مقررہ مدت تک باقی رہے گی لیکن میں اسے عنقریب چھوڑ جاؤں گا۔''

ے دِلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
بغیچے چھوڑ کر خالی زمین اندر سمانا ہے

اے میرے بھائی! میں چاہتا ہوں کہ اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر ''یوم عقبہ'' کے لئے اپنی اس لونڈی کو آزاد کردوں، کیا تم جانتے ہو کہ ''یوم عقبہ'' کیا ہے؟'' قرآن کریم میں اللہ عزوجل کا ارشادِ پاک ہے:

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝ (پ۳۰، البلد: ۱۱ تا ۱۳)

ترجمۂ کنز الایمان: پھر بے تامل گھاٹی میں نہ کودا۔ اور تو نے کیا جانا وہ گھاٹی کیا ہے۔ کسی بندے کی گردن چھڑانا۔

لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ اس لونڈی کو اللہ عزوجل کی رضا اور یوم عقبہ کے لئے آزاد کردوں۔ اب میں تم سے جو لکھواؤں وہ مجھے لکھ دو اور میرے الفاظ کے علاوہ ایک لفظ بھی زائد نہ لکھنا۔ پھر اس نے لکھوانا شروع کیا، اس کے الفاظ کا مفہوم یہ تھا: ''یہ میری لونڈی ہے، اور میں نے اسے اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر، یوم عقبہ کے لئے آزاد کیا۔'' اتنا لکھوانے کے بعد وہ اعرابی اس لونڈی کو آزاد کر کے ایک سمت روانہ ہوگیا۔

حضرت سیدنا شبیب علیہ رحمۃ اللہ اللطیف فرماتے ہیں: ''میں پھر بصرہ واپس آگیا اور جب بغداد میں میری ملاقات حضرت

سیدنا مہدی علیہ رحمۃ اللہ الہادی سے ہوئی تو میں نے انہیں اس اعرابی اور لونڈی والا واقعہ بتایا۔تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے: ''اس اعرابی نے اسی طرح اپنے **سو غلام اور لونڈیاں** آزاد کی ہیں۔ اور وہ جب بھی کوئی لونڈی یا غلام آزاد کرتا ہے تو اسی طرح ایک مضمون لکھوا کر اپنے پاس رکھ لیتا ہے اور لونڈی یا غلام کو آزاد کر دیتا ہے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر72:
شرابی کی ہدایت کا سبب

حضرت سیدنا یوسف بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ساتھ ایک تالاب کے کنارے موجود تھا۔ اچانک ہماری نظر ایک بہت بڑے بچھو پر پڑی جو تالاب کے کنارے بیٹھا ہوا تھا، اتنی دیر میں ایک بڑا سا مینڈک تالاب سے نکلا اور وہ اس بچھو کے قریب کنارے پر آ گیا۔ بچھو اس مینڈک پر سوار ہوا اور مینڈک اسے لے کر تیرتا ہوا تالاب کے دوسرے کنارے کی طرف بڑھنے لگا۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے فرمایا: ''چلو! ہم بھی تالاب کے دوسرے کنارے چلتے ہیں اس طرف ضرور کوئی عجیب وغریب واقعہ پیش آنے والا ہے۔

چنانچہ ہم بھی تالاب کے دوسرے کنارے پہنچے، کنارے پر پہنچ کر مینڈک نے بچھو کو اتار دیا، بچھو تیزی سے ایک سمت چلنے لگا۔ ہم بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے، کچھ دور جا کر ہم نے ایک عجیب وغریب خوفناک منظر دیکھا۔ ایک نوجوان نشے کی حالت میں بیہوش پڑا ہے، اچانک ایک اژدھا ایک جانب سے اس نوجوان کی جانب بڑھا اور اس کے سینے پر چڑھ گیا۔ جیسے ہی اس نے نوجوان کو ڈسنا چاہا بچھو نے اس پر حملہ کیا اور اس کو ایسا زہریلا ڈنک مارا کہ وہ اژدہا تڑپنے لگا اور نوجوان کے جسم سے دور ہٹ گیا، پھر تڑپ تڑپ کر مر گیا، جب سانپ مر گیا تو بچھو واپس تالاب کی طرف گیا۔ وہاں مینڈک پہلے ہی موجود تھا۔ اس پر سوار ہو کر بچھو دوبارہ دوسرے کنارے کی طرف چلا گیا۔

فانوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

پھر ہم اس نوجوان کے پاس آئے، وہ ابھی تک نشے کی حالت میں بے ہوش پڑا تھا۔ حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ

رحمۃ اللہ القوی نے اس شخص کو ہلایا تو اس نے آنکھیں کھول دیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے نوجوان! دیکھ تیرے پاک پروردگار عزوجل نے کس طرح تیری جان بچائی ہے، یہ جو مردہ سانپ تم دیکھ رہے ہو، یہ تجھے ہلاک کرنے آیا تھا لیکن اللہ عزوجل نے تیری حفاظت اس طرح کی کہ تالاب کے دوسرے کنارے سے ایک بچھو نے آکر اس اژدھے کو مار ڈالا اور اس طرح تو اژدھے کے حملے سے محفوظ رہا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس نوجوان کو سارا واقعہ بتایا اور یہ اشعار پڑھنے لگے:

یَا غَافِلًا وَالْجَلِیلُ یَحْرُسُهُ مِنْ کُلِّ سُوْءٍ یَدُوْرُ فِی الظُّلَمِ

کَیْفَ تَنَامُ الْعُیُوْنُ عَنْ مَلِکٍ یَأْتِیْکَ مِنْهُ فَوَائِدُ النِّعَمِ

ترجمہ: اے غافل! (اُٹھ) رب جلیل (اپنے بندے کی) ہر اس برائی سے حفاظت کرتا ہے جو اندھیروں میں گھومتی ہے، پھر تیری آنکھیں اس مالکِ حقیقی سے غافل ہوکر کیوں سو گئیں جس کی طرف سے تجھے نعمتوں کے فائدے پہنچتے ہیں۔

نوجوان نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان باا ثر سے جب یہ حکمت بھرے اشعار سنے، تو وہ خواب غفلت سے جاگ گیا، اور اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں تائب ہوگیا، اور کہنے لگا: ''اے میرے پاک پروردگار عزوجل! جب تو اپنے نافرمان بندوں کے ساتھ ایسا رحمت بھرا برتاؤ کرتا ہے، تو اپنے اطاعت گزار بندوں پر تیری رحمت کی برسات کس قدر ہوتی ہوگی۔

اس کے بعد وہ نوجوان ایک جانب جانے لگا تو میں نے اس سے پوچھا: ''اے نوجوان! کہاں کا ارادہ ہے؟'' اس نے کہا: ''اب میں جنگلوں میں اپنے رب عزوجل کی عبادت کروں گا، اور خدا عزوجل کی قسم! میں آئندہ کبھی بھی دنیا کی رنگینیوں کی طرف التفات نہ کروں گا اور شہر کی طرف کبھی بھی قدم نہ بڑھاؤں گا۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ نوجوان جنگل کی طرف روانہ ہوگیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر73:

ویران پہاڑیاں

حضرت سیدنا محمد بن ابو عبداللہ خزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''شام کے رہنے والے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ ''ایک مرتبہ میں ویران پہاڑیوں میں پہنچا، وہ ایسی جگہ تھی کہ لوگ ایسی جگہوں کی طرف کم ہی آتے ہیں، وہاں میں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جس کی بھنویں بھی سفید ہوچکی تھیں وہ گردن جھکائے بیٹھا تھا اور اس طرح صدائیں بلند کر رہا تھا ''اگر تو نے

دنیوی زندگی میں میری محنت ومشقت کو طویل کر دیا، اور اُخروی زندگی میں بدبختی وشقاوت کو طویل کر دیا تو اے کریم پروردگار عزوجل پھر تو میں بالکل بیکار ہو گیا تیری رحمت سے دور ہو گیا، وہ شامی شخص کہتا ہے کہ، میں اس بوڑھے شخص کے پاس گیا، اسے سلام کیا تو اس نے اپنا سر اوپر اٹھایا، اس کا سارا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا اور آنسوؤں نے زمین کو تر کر دیا تھا پھر وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''کیا دنیا تمہارے لئے وسیع وعریض نہیں، کیا وہاں کے لوگ تم سے مانوس نہیں؟ جب میں نے اس کا یہ عقلمندانہ کلام سنا تو میں بہت متأثر ہوا اور کہا: ''اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے تم نے لوگوں سے دوری اختیار کر لی ہے اور تم اس ویران جگہ آ گئے ہو، تم نے ایسا کیوں کیا؟

یہ سن کر اس نے کہا: ''اے نوجوان! جس راستہ کو تم قربِ الٰہی عزوجل کے حصول کے لئے بہتر سمجھتے ہو، وہی راستہ اختیار کرو، اس کے علاوہ تمہارے لئے کوئی اور راستہ نہیں۔''

میں نے پوچھا: ''تم کہاں سے کھاتے ہو؟'' کہا: مجھے کھانے کی کم ہی حاجت پڑتی ہے، بہرحال جب مجھے بہت زیادہ بھوک محسوس ہوتی ہے تو درختوں کے پتے اور گھاس وغیرہ کھا کر گزارہ کر لیتا ہوں۔ میں نے کہا: ''اے بزرگ! اگر چاہو تو میں تمہیں اس ویران جگہ سے نکال کر سر سبز وشاداب جگہ لے چلتا ہوں؟'' یہ سن کر اس نے روتے ہوئے کہا: ''بہاریں اور سر سبز وشاداب علاقوں میں اس وقت رہنا بہتر ہے جب وہاں اللہ عزوجل کی فرمانبرداری کی جائے، اب میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور مرنے کے قریب ہوں، نہ اب مجھے لوگوں کے پاس جانے کی حاجت ہے اور نہ ہی سر سبز وشاداب علاقوں میں جانے کی تمنا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 74: زرد چہرے والا موچی

حضرت سیدنا خلد بن ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''بنی اسرائیل کے ایک عابد نے پہاڑ کی چوٹی پر ساٹھ سال تک اللہ عزوجل کی عبادت کی۔ ایک رات اس نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے: ''فلاں موچی تجھ سے زیادہ عبادت گزار ہے اور اس کا مرتبہ تجھ سے زیادہ ہے۔''

جب وہ عابد نیند سے بیدار ہوا تو خواب کے بارے میں سوچا، پھر خود ہی کہنے لگا: ''یہ تو محض خواب ہے، اس کا کیا اعتبار۔'' لہٰذا اس نے خواب کی طرف توجہ نہ دی، کچھ عرصہ بعد اسے پھر اسی طرح خواب میں کہا گیا کہ فلاں موچی تجھ سے افضل

ہے۔مگراب کی بار بھی اس نے خواب کی طرف کوئی توجہ نہ دی، تیسری مرتبہ پھر اسے خواب میں اسی طرح کہا گیا۔بار بار خواب میں جب اسے موچی کی فضیلت کے بارے میں بتایا گیا تو وہ پہاڑ سے اترا اور اس موچی کے پاس پہنچا۔موچی نے جب اسے دیکھا تو اپنا کام چھوڑ کر تعظیماً کھڑا ہو گیا اور بڑی عقیدت سے اس عابد کی دست بوسی کرنے لگا، پھر عرض گزار ہوا:''حضور! آپ کو کس چیز نے عبادت خانے سے نکلنے پر مجبور کیا ہے؟''

وہ عابد کہنے لگا:''میں تیری وجہ سے یہاں آیا ہوں، مجھے بتایا گیا ہے کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں تیرا رتبہ مجھ سے زیادہ ہے؟''اس وجہ سے میں تیری زیارت کرنے آیا ہوں، مجھے بتا کہ وہ کونسا عمل ہے جس کی وجہ سے تجھے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اعلیٰ مقام حاصل ہے؟ وہ موچی خاموش رہا، گویا وہ اپنے عمل کے بارے میں بتانے سے ہچکچاہٹ محسوس کر رہا تھا۔پھر کہنے لگا:''میرا اور تو کوئی خاص عمل نہیں، ہاں! اتنا ضرور ہے کہ میں سارا دن رزق حلال کمانے میں مشغول رہتا ہوں اور حرام مال سے بچتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ مجھے سارے دن میں جتنا رزق عطا فرماتا ہے میں اس میں سے آدھا اس کی راہ میں صدقہ کر دیتا ہوں اور آدھا اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہوں۔دوسرا عمل یہ ہے کہ میں کثرت سے روزے رکھتا ہوں، اس کے علاوہ کوئی اور چیز میرے اندر ایسی نہیں جو باعث فضیلت ہو۔''

یہ سن کر عابد اس نیک موچی کے پاس سے چلا گیا اور دوبارہ عبادت میں مشغول ہو گیا۔کچھ عرصہ بعد پھر اسے خواب میں کہا گیا:''اس موچی سے پوچھو کہ کس چیز کے خوف نے تمہارا چہرہ زرد کر دیا ہے؟ چنانچہ وہ عابد دوبارہ موچی کے پاس آیا، اور اس سے پوچھا:''تمہارا چہرہ زرد کیوں ہے؟ آخر تمہیں کس چیز کا خوف دامن گیر ہے؟''موچی نے جواب دیا:''جب بھی میں کسی شخص کو دیکھتا ہوں تو مجھے یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ شخص مجھ سے اچھا ہے، یہ جنتی ہے اور میں جہنم کے لائق ہوں، میں اپنے آپ کو سب سے حقیر جانتا ہوں اور اپنے آپ کو سب سے زیادہ گناہگار تصور کرتا ہوں اور مجھے ہر وقت جہنم کا خوف کھائے جا رہا ہے۔بس یہی وجہ ہے کہ میرا چہرہ زرد ہو گیا ہے۔''وہ عابد واپس اپنے عبادت خانے میں چلا گیا۔

حضرت سیدنا خلد بن ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''اس موچی کو اس عبادت گزار شخص پر اسی لئے فضیلت دی گئی کہ وہ دوسروں کے مقابلے میں اپنے آپ کو حقیر سمجھتا تھا اور اپنے علاوہ سب کو جنتی سمجھتا تھا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

حکایت نمبر75:
حضرت سیدتنارابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا کے شب وروز

حضرت سیدنا عیسیٰ بن مرحوم عطار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ''ایک نیک سیرت لونڈی حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی خدمت میں رہا کرتی تھی۔ اس لونڈی نے مجھے حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی عبادت وریاضت کے بارے میں بتایا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا ساری ساری رات نماز میں مشغول رہتیں۔ جب صبح صادق ہوتی تو تھوڑی دیر کے لئے اپنے مصلّے پر لیٹ جاتیں، اور جب ہلکا ہلکا اجالا ہونے لگتا تو فوراً اٹھ کھڑی ہوتیں اور اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہتیں: ''اے نفس! تو اس ناپائیدار دنیا میں کب تک سوتا رہے گا؟ یہ دنیا تو تنگی کا گھر ہے، پھر اس میں اتنی نیند کیوں؟ آج کچھ دیر جاگ لے کچھ نیک اعمال کر لے، پھر قبر میں خوب میٹھی نیند سو جانا، وہاں تجھے قیامت تک کوئی نہیں جگائے گا عمل یہاں کر لے آرام وہاں کرنا۔''

ے جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سائے تلے
حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سائے تلے

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اٹھ بیٹھتیں اور دوبارہ عبادت میں مشغول ہو جاتیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے پوری زندگی اسی طرح عبادت وریاضت میں گزاری۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی وفات کا وقت قریب آیا تو مجھے بلا کر فرمانے لگیں: ''میری موت کی وجہ سے مجھے اذیت نہ دینا یعنی میرے مرنے کے بعد چیخ وپکار نہ کرنا، اور اسی اُون کے جُبّے میں میری تکفین کرنا۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اسی جبہ کو پہن کر ساری ساری رات اللہ عزوجل کی عبادت میں مشغول رہتیں، لوگ نیند کے مزے لے رہے ہوتے لیکن یہ اللہ عزوجل کی بندی لذتِ عبادت سے لطف اندوز ہو رہی ہوتی۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی وفات کے بعد ہم نے آپ کو اسی جُبّہ میں کفن دیا جس کی آپ نے وصیت فرمائی تھی، اور وہ چادر بھی کفن میں شامل کر دی جسے اوڑھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا عبادت کیا کرتی تھیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی وفات کے تقریباً ایک سال بعد میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کو خواب میں دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا جنت کے اعلیٰ درجوں میں ہیں اور آپ نے سبز ریشم کا بہترین لباس زیبِ بدن کیا ہوا ہے، اور سبز ریشم کا دوپٹہ اوڑھا ہوا ہے، خدا عزوجل کی قسم! میں نے کبھی ایسا خوبصورت لباس نہیں دیکھا جیسا آپ نے پہنا ہوا تھا۔

میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے پوچھا: ''اے رابعہ! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے اس جبے اور چادر کا کیا ہوا جس میں ہم نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کو کفن دیا تھا؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کی قسم! وہ لباس مجھ سے لے لیا گیا، اور اس کی جگہ یہ بہترین لباس مجھے عطا کیا گیا ہے جسے تم دیکھ رہی ہو، اور میرے اس جبے اور چادر کو لپیٹ کر اس پر مہر لگا دی گئی اور اسے مقام

عِلِّیِّین میں رکھ دیا گیا ہے تا کہ قیامت کے دن اس کے بدلے مجھے ثواب عطا کیا جائے۔'' میں نے پوچھا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کو اپنے دنیا میں کئے ہوئے اعمال کے بدلے میں اور کیا کیا نعمتیں عطا کی گئیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرمانے لگیں: ''اللہ عزوجل نے اپنے نیک بندوں کے لئے جو نعمتیں تیار کر رکھی ہیں، وہ بیان سے باہر ہیں۔ تم نے تو ابھی ان نعمتوں کی ایک جھلک ہی دیکھی ہے، اس کے علاوہ نہ جانے کیا کیا نعمتیں اس نے اپنے اولیاء کے لئے تیار کر رکھی ہیں۔''

پھر میں نے پوچھا: ''عبیدہ بنت ابو کلاب علیہا رحمۃ اللہ الوھاب کے ساتھ آخرت میں کیا معاملہ پیش آیا؟'' فرمانے لگیں: ''اللہ عزوجل کی قسم! وہ ہم سے سبقت لے گئیں اور ہم سے اعلیٰ مرتبوں میں انہیں رکھا گیا ہے۔'' میں نے پوچھا: ''کس وجہ سے انہیں آپ پر فضیلت دی گئی؟ حالانکہ لوگوں کی نظروں میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا مرتبہ ان سے زیادہ تھا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے فرمایا: ''وہ ہر حال میں اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتی تھیں، اور دنیاوی فکروں سے پریشان نہ ہوتی تھیں۔'' پھر میں نے پوچھا: ''ابو مالک ضیغم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا گیا؟'' فرمانے لگیں: ''اللہ عزوجل نے انہیں بہت بڑا انعام عطا فرمایا ہے، وہ جب چاہتے ہیں اپنے پروردگار عزوجل کی زیارت کر لیتے ہیں، ان کا اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بہت مرتبہ و مقام ہے۔

میں نے پوچھا: ''حضرت سیدنا بشر بن منصور علیہ رحمۃ الغفور کے ساتھ کیا ہوا؟'' فرمانے لگیں: ''ان کا مرتبہ تو قابلِ رشک ہے، انہیں تو ایسی ایسی نعمتوں سے نوازا گیا ہے جن کے بارے میں انہوں نے کبھی سوچا بھی نہ ہوگا۔''

پھر میں نے عرض کی: ''مجھے کسی ایسے عمل کے متعلق بتا دیجئے جس کے ذریعے مجھے اللہ عزوجل کا قرب اور اس کی رضا نصیب ہو جائے۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے فرمایا: ''کثرت سے ذکر اللہ عزوجل کرو، ہر وقت اپنے اوپر ذکر اللہ عزوجل کو لازم کر لو۔ اگر ایسا کرو گی تو کچھ بعید نہیں کہ تمہاری قبر میں تمہیں ایسی نعمتوں سے نوازا جائے کہ تم قابل رشک ہو جاؤ۔''

میں بے کار باتوں سے بچ کر ہمیشہ
کروں تیری حمد و ثنا یا الٰہی عزوجل

(اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہمیں بھی ان بزرگ ہستیوں کے صدقے ایسی زبان عطا فرما جو ہر وقت تیرے ذکر میں مشغول رہے۔ ایسا جسم عطا فرما جو دین کی راہ میں آنے والی مصیبتوں پر صبر کرے اور ایسا دل عطا فرما جو ہر وقت تیرا شکر ادا کرتا رہے۔)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 76: **حضرت سیدنا ابو مسلم خولانی قدِّس سرہ الربانی کی کرامت**

حضرت سیدنا عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ زمانے کے مشہور تابعی بزرگ حضرت سیدنا ابو مسلم خولانی قدّس سرّہ الرّبّانی کی زوجہ محترمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا: ''ہمارے پاس آٹا بالکل ختم ہو گیا ہے، اور کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''کیا تیرے پاس کچھ رقم وغیرہ ہے جس سے آٹا خریدا جا سکے؟'' تو اس نے عرض کی: ''میرے پاس ایک درہم ہے جو اُون بیچ کر حاصل ہوا ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''لاؤ وہ درہم مجھے دو، میں آٹا خرید لاتا ہوں۔''

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک درہم اور تھیلا لے کر بازار کی طرف گئے۔ جب دکان سے آٹا خریدنا چاہا تو اچانک ایک فقیر آ گیا اور اس نے کہا: ''اے ابو مسلم خولانی! یہ درہم مجھ پر صدقہ کر دو۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے پلٹے اور دوسری دکان پر پہنچے، جیسے ہی آپ نے آٹا خریدنا چاہا دوبارہ وہی فقیر آ گیا اور کہنے لگا: ''اے ابو مسلم خولانی! میں بہت مجبور ہوں، یہ درہم مجھ پر صدقہ کر دو۔'' اسی طرح وہ فقیر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیچھے لگا رہا بالآخر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ درہم فقیر کو دے دیا۔ اب سوچنے لگے کہ گھر والوں کو کیا جواب دوں گا، وہ تو خالی تھیلا دیکھ کر پریشان ہو جائیں گے۔

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک بڑھئی کی دکان پر گئے اور وہاں سے تھیلے میں لکڑی کا برادہ اور مٹی بھری اور گھر کی طرف چل دیئے۔ گھر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا جیسے ہی دروازہ کھلا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ تھیلا گھر والوں کے حوالے کیا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گھر میں داخل ہوئے بغیر ہی واپس پلٹ گئے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پریشان تھے کہ جب تھیلا کھولا جائے گا تو اس میں سے مٹی اور برادہ نکلے گا اور گھر والے آٹا نہ ملنے کی وجہ سے بہت پریشان ہوں گے، اسی خوف و پریشانی کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سارا دن گھر نہ گئے۔

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجۂ محترمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے تھیلا کھولا تو وہ نہایت ہی عمدہ آٹے سے بھرا ہوا تھا۔ چنانچہ انہوں نے جلدی جلدی کھانا تیار کیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتظار کرنے لگیں۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رات گئے چپکے سے گھر میں داخل ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجۂ محترمہ فوراً آپ کے لئے بہترین قسم کی روٹیاں لے کر آئی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روٹیاں دیکھ کر حیران ہوئے، اور پوچھا: ''یہ روٹیاں کہاں سے آئیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجۂ محترمہ نے کہا: ''یہ اسی آٹے کی روٹیاں ہیں جسے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لے کر آئے تھے۔'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے، اور اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا کہ اس نے لاج رکھ لی اور مٹی کو عمدہ آٹے میں تبدیل کر دیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر77: **بارگاہِ الٰہی عزوجل میں درد بھری مناجات**

حضرت سیدنا احمد بن سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں، اللہ عزوجل کے ایک عظیم ولی حضرت سیدنا ابوفروہ سائح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ بعض ویران پہاڑیوں میں گھوم رہا تھا کہ ایک پہاڑ کے پیچھے سے مجھے کسی کی آواز سنائی دی، میں نے کہا: یہاں ضرور کوئی خاص بات ہے، لہٰذا میں اسی سمت چل دیا جدھر سے آواز آرہی تھی۔ جب وہاں پہنچا تو ایک شخص اللہ عزوجل کی بارگاہ میں یہ التجا کررہا تھا: ''اے وہ پاک ذات جس نے اپنے پاک ذکر سے مجھے اُنسیّت بخشی اور مخلوق کی محبت میرے دل سے نکال دی! اے ارحم الراحمین! مجھے تیری یاد میں آنسو بہانا بہت محبوب ہے، اے میرے مولیٰ عزوجل! مجھے اپنی ایسی معرفت عطا فرما کہ مجھے تیرا قرب نصیب ہوجائے، اے اپنے مُحبّین پر احسان کرنے والے! مجھے بھی اپنے نیک بندوں میں شامل فرمالے۔''

پھر میں نے ایک زوردار چیخ سنی، لیکن آس پاس کوئی بھی موجود نہ تھا، میں اسی سمت چلتا رہا جہاں سے آواز آرہی تھی۔ جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص بے ہوش پڑا ہے اور اس کا جسم کپکپا رہا ہے، کافی دیر وہ اسی حالت میں رہا، میں بھی وہیں کھڑا رہا۔ پھر جب اسے افاقہ ہوا تو مجھ سے پوچھا: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، آپ کون ہیں؟'' میں نے کہا: ''میں بنی آدم کا ایک فرد ہوں۔'' پھر اس نے کہا: ''جاؤ! مجھ سے دور ہوجاؤ، میں انسانوں سے دور رہنے ہی میں عافیت سمجھتا ہوں۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ بزرگ اُٹھ کھڑے ہوئے اور روتے ہوئے ایک جانب چل دیئے۔ میں نے ان سے عرض کی: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، مجھے راستہ تو بتاتے جائیں۔'' تو انہوں نے آسمان کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''**اصل منزل وہاں ہے، اصل منزل وہاں ہے۔**''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر78: **نافرمان پاؤں کی سزا**

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: ''بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار شخص تھا۔ جو دن رات اللہ عزوجل کی عبادت میں مشغول رہتا، اسی طرح عبادت کرتے ہوئے اسے کافی عرصہ گزر گیا، ایک مرتبہ وہ چھت پر چڑھا تو اچانک اس کی نظر باہر کھڑی ہوئی ایک حسین وجمیل عورت پر پڑی تو اس کا دل عورت کی طرف مائل ہوگیا، وہ نیچے اترا اور اس نے ارادہ کیا کہ اس عورت کی طرف جاؤں، جیسے ہی اس نے گناہ کے ارادے سے اپنا ایک قدم دروازے سے

باہر نکالا فوراً اس کی عبادت اس کے کام آ گئی، اللہ عزوجل نے اس کی سابقہ عبادت کے سبب اسے اس گناہ سے محفوظ رکھا، چنانچہ وہ عابد اپنے اس فعل پر بہت نادم ہوا اور کہنے لگا: ''یہ میں کیا کرنے جا رہا ہوں (یعنی میرا دل گناہ کی طرف کیوں مائل ہو گیا) چنانچہ وہ وہیں رک گیا اور کہنے لگا: ''جس قدم نے اللہ عزوجل کی نافرمانی کے لئے سبقت کی میں اسے واپس اس عبادت گاہ میں نہ لاؤں گا، اے نافرمان پاؤں! تجھ پر افسوس ہے کہ تو اللہ عزوجل کی نافرمانی کے لئے باہر نکلا، اب تو سزا کا مستحق ہے، خدا عزوجل کی قسم! میں تجھے کبھی بھی واپس عبادت گاہ میں نہ لاؤں گا۔

چنانچہ عابد نے اپنے اس پاؤں کو باہر ہی رہنے دیا۔ مسلسل سردی، گرمی، بارش اور دھوپ وغیرہ سے اس کا پاؤں گل سڑ کر جسم سے علیحدہ ہو گیا تو اس عابد نے کہا: ''جو پاؤں اللہ عزوجل کی نافرمانی کے لئے بڑھے اس کی یہی سزا ہے، اے اللہ عزوجل! تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے اس پاؤں سے نجات دی جو تیری نافرمانی کے لئے بڑھا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 79:

جنت کی ابدی نعمتیں

حضرت سیدنا سری بن یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا سید والان بن عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانے کے مشہور اولیاء کرام میں سے تھے، وہ بہت عبادت گزار شخص تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا: ''ایک مرتبہ میں رات کے پچھلے پہر تہجد کے لئے مسجد میں گیا، اللہ عزوجل نے جتنی توفیق دی اتنی دیر میں نے نماز پڑھی اور ذکر کیا، پھر مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا، میں نے خواب دیکھا کہ ایک قافلہ مسجد میں آیا ہے، اہل قافلہ کے چہرے نہایت حسین وجمیل اور نورانی ہیں، میں نے جان لیا کہ یہ انسان نہیں بلکہ کوئی اور مخلوق ہے۔ ان کے ہاتھوں میں تھال ہیں، جن میں عمدہ آٹے کی برف کی طرح سفید روٹیاں ہیں، ہر روٹی پر انگوروں کی طرح چھوٹے چھوٹے قیمتی موتی ہیں۔ اہل قافلہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے: ''یہ روٹیاں کھا لو۔'' میں نے کہا: ''میرا تو روزہ ہے۔'' تو وہ کہنے لگے: ''یہ مسجد جس کا گھر ہے اس نے حکم دیا ہے کہ تم یہ کھانا کھا لو۔'' میں نے کھانا شروع کر دیا کہ جب میرا مالک حقیقی عزوجل مجھے حکم دے رہا ہے تو پھر میں کیوں نہ کھاؤں۔ کھانے کے بعد میں نے وہ موتی اٹھانا چاہے تو مجھے کہا گیا: ''انہیں چھوڑ دو، ہم تمہارے لئے ان کے بدلے ایسے درخت لگائیں گے جن کے پھل ان موتیوں سے بہتر ہوں گے۔''

میں نے کہا: ''وہ درخت کہاں لگائے جائیں گے؟'' کہا گیا: ''ایسے گھر میں جو کبھی برباد نہ ہو گا، اور وہاں ہمیشہ پھل اگتے رہیں گے، کبھی ختم نہ ہوں گے اور نہ ہی خراب ہوں گے، وہ ایسا ملک ہے جو کبھی منقطع نہ ہو گا، وہاں ایسے کپڑے ہوں گے جو کبھی پرانے نہ ہوں گے، اس گھر (یعنی جنت) میں خوشی ہی خوشی ہے، میٹھے پانی کے چشمے ہیں، وہاں سکون وآرام ہے اور ایسی پاکباز

بیویاں ہیں جو فرمانبردار، ہمیشہ خوش رہنے والیاں اور دل کو بھانے والی ہیں، وہ نہ تو کبھی ناراض ہوں گی اور نہ ہی ناراض کریں گی۔ لہٰذا دنیا میں جتنا ہو سکے تم نیک اعمال کی کثرت کرو۔ یہ دنیا تو نیند کی مانند ہے کہ آنکھ کھلتے ہی رخصت ہو جائے گی، لہٰذا اس میں جتنا ہو سکے عمل کرو اور جلدی سے جنت کی طرف آجاؤ جہاں دائمی نعمتیں ہیں۔

پھر میری آنکھ کھل گئی لیکن ابھی تک میرے ذہن میں وہ خواب سمایا ہوا تھا اور میں جلدی جلدی اس گھر (یعنی جنت) میں پہنچنا چاہتا تھا جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا۔

حضرت سیدنا سید سری بن یحیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اس کے بعد حضرت سیدنا والان بن عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تقریباً پندرہ دن زندہ رہے پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہو گیا۔ جس رات انتقال ہوا میں نے اسی رات اُن کو خواب میں دیکھا، مجھ سے فرمانے لگے: ''کیا تم ان درختوں کے پھلوں کو دیکھ کر متعجب ہو رہے ہو کہ ان میں کیسے کیسے پھل لگے ہوئے ہیں؟'' میں نے پوچھا: ''تمہارے لئے جو درخت جنت میں لگائے گئے ہیں ان میں کس طرح کے پھل ہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''وہ تو ایسے پھل ہیں کہ جن کی تعریف بیان نہیں کی جا سکتی۔''

خدا عزوجل کی قسم! جب کوئی اللہ عزوجل کا مہمان بنتا ہے تو وہ پاک پروردگار عزوجل اس کو ایسی ایسی نعمتیں عطا فرماتا ہے جن کے اوصاف بیان نہیں ہو سکتے، اس کے کرم کی کوئی انتہا نہیں، وہ اپنے بندوں پر بے انتہا کرم فرماتا ہے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(اللہ عزوجل ہم گناہ گاروں پر بھی اپنا خصوصی کرم فرمائے، اور ہمیں بھی اپنے مدنی حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے)

چُھپ چُھپ کے جہاں سے کہ انہیں دیکھ سکوں میں
جنّت میں مجھے ایسی جگہ میرے خدا دے (عزوجل)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 80:

سب سے بڑا عبادت گزار

حضرت سیدنا محمد بن معاویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ہمیں ہمارے شیخ نے بتایا: ''ایک مرتبہ حضرت سیدنا یونس علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام کی آپس میں ملاقات ہوئی، حضرت سیدنا یونس علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے

حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام سے فرمایا: ''مجھے کسی ایسے شخص کے پاس لے چلو جو زمین میں سب سے بڑا عبادت گزار ہو۔'' چنانچہ حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام آپ علیہ السلام کو ایک ایسے شخص کے پاس لے گئے جو جذام کا مریض تھا اور اس بیماری کی وجہ سے اس کے ہاتھ پاؤں گل سڑ کر جسم سے جدا ہو گئے تھے، اور وہ صابر وشاکر شخص کہہ رہا تھا: ''اے میرے پاک پروردگار عزوجل! جب تک تو نے چاہا ان اعضاء سے مجھے فائدہ بخشا اور جب تو نے چاہا لے لیا، تیرا شکر ہے کہ تو نے میری امید صرف اپنی ذات میں باقی رکھی، اے میرے پروردگار عزوجل! میرا مطلوب تو بس تُو ہی تُو ہے (یعنی میں تیری رضا پر راضی ہوں)

اس شخص کو دیکھ کر حضرت سیدنا یونس علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام سے فرمایا: ''اے جبریل علیہ السلام! میں نے تو تجھے ایسے شخص کے بارے میں کہا تھا جو بہت زیادہ نماز پڑھنے والا ہو اور خوب روزے رکھنے والا ہو۔'' یہ سن کر جبریل امین علیہ السلام نے کہا: ''ان مصیبتوں کے نازل ہونے سے پہلے یہ خوب روزے رکھتا اور خوب نمازیں پڑھتا تھا اور اب مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کی آنکھیں بھی لے لوں۔'' یہ کہہ حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام نے اس شخص کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا تو اس کی دونوں آنکھیں باہر امنڈ آئیں۔

عابد پھر وہی الفاظ دہرانے لگا: ''اے میرے مالک حقیقی عزوجل جب تک تو نے چاہا مجھے ان آنکھوں سے فائدہ بخشا اور جب چاہا لے لیا اور اپنی ذات میں میری محبت کو باقی رکھا (اے مولیٰ تیرا شکر ہے) میرا مطلوب تو بس تو ہی تو ہے۔

یہ حالت دیکھ کر حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام نے اس عظیم صابر وشاکر شخص سے کہا: ''آؤ، ہم سب مل کر دعا کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل تجھے تیری آنکھیں، اور ہاتھ پاؤں لوٹا دے اور تجھے اس بیماری سے شفاء عطا فرمائے تاکہ تم پہلے کی طرح عبادت کرو اور روزے رکھو۔'' وہ شخص کہنے لگا: ''میں اس بات کو پسند نہیں کرتا۔''

حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام نے فرمایا: ''آخر کیوں تم اس بات کو پسند نہیں کرتے؟'' وہ عابد بولا: اگر میرے رب عزوجل کی رضا اسی میں ہے کہ میں بیمار رہوں تو پھر مجھے تندرستی وصحت نہیں چاہئے، میں تو اپنے رب عزوجل کی رضا پر راضی ہوں، وہ مجھے جس حال میں رکھے میں اسی میں راضی ہوں۔''

؎ جے سوہنا میرے دکھ وچ راضی   میں سکھ نوں چُلّھے پاواں

اس عابد کی یہ گفتگو سن کر حضرت سیدنا یونس علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''اے جبریل علیہ السلام! واقعی میں نے آج تک اس سے بڑھ کر کوئی عبادت گزار شخص نہیں دیکھا۔

حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام نے کہا: ''یہ ایسا عظیم راستہ ہے کہ رضائے الٰہی عزوجل کے حصول کے لئے اس سے افضل

کوئی اور راستہ نہیں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر81:

چھوٹی مصیبت نے بڑی مصیبت سے بچالیا

حضرت سیدنا سعید بن مُسَیَّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ حضرت سیدنا لقمان حکیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم نے اپنے بیٹے کو (نصیحت کرتے ہوئے) فرمایا: ''اے میرے پیارے بیٹے! جب بھی تجھے کوئی مصیبت پہنچے تو تُو اسے اپنے حق میں بہتر جان اور یہ بات دِل میں بٹھالے کہ میرے لئے اسی میں بھلائی ہے اگرچہ بظاہر وہ مصیبت ہی نظر آرہی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ تیرے حق میں بہتر ہوگی۔''

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیٹا کہنے لگا: ''جو کچھ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا میں نے اس کو سن لیا اور اس کا مطلب بھی سمجھ لیا لیکن یہ بات میرے بس میں نہیں کہ میں ہر مصیبت کو اپنے لئے بہتر سمجھوں، میرا یقین ابھی اتنا پختہ نہیں ہوا۔''

جب حضرت سیدنا لقمان حکیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم نے اپنے بیٹے کی یہ بات سنی تو فرمایا: ''اے میرے بیٹے! اللہ عزوجل نے دنیا میں وقتاً فوقتاً انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام مبعوث فرمائے، ہمارے زمانے میں بھی اللہ عزوجل نے نبی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے آؤ، ہم اس نبی علیہ السلام کی صحبتِ بابرکت سے فیضیاب ہونے چلتے ہیں، ان کی باتیں سن کر تیرے یقین کو تقویت حاصل ہوگی۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیٹا اللہ عزوجل کے نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے تیار ہوگیا۔

چنانچہ ان دونوں نے اپنا سامانِ سفر تیار کیا، اور خچروں پر سوار ہوکر اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگئے۔ کئی دن، رات انہوں نے سفر جاری رکھا، راستے میں ایک ویران جنگل آیا وہ اپنے سامان سمیت جنگل میں داخل ہوگئے، اللہ تعالیٰ نے ان کو جتنی ہمت دی اتنا انہوں نے جنگل میں سفر کیا، پھر دوپہر ہوگئی، گرمی اپنے زور پر تھی، گرم ہوائیں چل رہیں تھیں، دریں اثناء ان کا پانی اور کھانا وغیرہ بھی ختم ہوگیا، خچر بھی تھک چکے تھے، پیاس کی شدت سے وہ بھی ہانپنے لگے، یہ دیکھ کر حضرت لقمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کا بیٹا خچروں سے نیچے اتر آئے اور پیدل ہی چلنے لگے۔ چلتے چلتے حضرت سیدنا لقمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت دور ایک سایہ اور دھواں سا نظر آیا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گمان کیا کہ وہاں شاید کوئی آبادی ہے، اور یہ کسی درخت وغیرہ کا سایہ ہے، چنانچہ آپ

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی طرف چلنے لگے۔ راستے میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیٹے کوٹھوکر لگی اور اس کے پاؤں میں ایک ہڈی اس طرح گھسی کہ وہ پاؤں کے تلوے سے پار ہو کر ظاہر قدم تک نکل آئی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیٹا درد کی شدت سے بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے اپنے سینے سے چمٹا لیا، پھر اپنے دانتوں سے ہڈی نکالنے لگے۔ کافی مشقت کے بعد بالآخر وہ ہڈی نکل گئی۔

بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفقت پدرانہ کی وجہ سے رونے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے عمامے سے کچھ کپڑا پھاڑا اور اسے زخم پر باندھ دیا۔ حضرت لقمان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی آنکھوں سے بہنے والے آنسو جب اُن کے بیٹے کے چہرے پر گرے تو اسے ہوش آ گیا، جب اس نے دیکھا کہ میرے والد رو رہے ہیں تو کہنے لگا: ''اے ابا جان! آپ تو مجھ سے فرما رہے تھے کہ ہر مصیبت میں بھلائی ہے۔ لیکن اب میری اس مصیبت کو دیکھ کر آپ رونے کیوں لگے؟'' اور یہ مصیبت میرے حق میں بہتر کس طرح ہو سکتی ہے؟ حالانکہ ہماری کھانے پینے کی تمام اشیاء ختم ہو چکی ہیں، اور ہم یہاں اس ویران جنگل میں تنہا رہ گئے ہیں، اگر آپ مجھے یہیں چھوڑ کر چلے جائیں گے تو آپ کو میری اس مصیبت کی وجہ سے بہت رنج وغم لاحق رہے گا، اور اگر آپ یہیں میرے ساتھ رہیں گے تو ہم دونوں یہاں اس ویرانے میں بھوکے پیاسے مر جائیں گے، اب آپ خود ہی بتائیں کہ اس مصیبت میں میرے لئے کیا بہتری ہے؟''

بیٹے کی یہ باتیں سن کر حضرت سیدنا لقمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے میرے بیٹے! میرا رونا اس وجہ سے تھا کہ میں ایک باپ ہوں اور ہر باپ کا اپنی اولاد کے دکھ درد کی وجہ سے غمگین ہو جانا ایک فطری عمل ہے، باقی رہی یہ بات کہ اس مصیبت میں تمہارے لئے کیا بھلائی ہے؟ تو ہو سکتا ہے اس چھوٹی مصیبت میں تجھے مبتلا کر کے تجھ سے کوئی بہت بڑی مصیبت دور کر دی گئی ہو، اور یہ مصیبت اس مصیبت کے مقابلے میں چھوٹی ہو جو تجھ سے دور کر دی گئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیٹا خاموش ہو گیا۔

پھر حضرت سیدنا لقمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سامنے نظر کی تو اب وہاں نہ تو دھواں تھا اور نہ ہی سایہ وغیرہ، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دل میں کہنے لگے: ''میں نے ابھی تو اس طرف دھواں اور سایہ دیکھا تھا لیکن اب وہ کہاں غائب ہو گیا، ہو سکتا ہے کہ ہمارے پروردگار عزوجل نے ہماری مدد کے لئے کسی کو بھیجا ہو، ابھی آپ اسی سوچ بچار میں تھے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دور ایک شخص نظر آیا جو سفید لباس زیب تن کئے، سفید عمامہ سر پر سجائے، چتکبرے گھوڑے پر سوار آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف بڑی تیزی سے بڑھا چلا آ رہا ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سوار کو اپنی طرف آتا دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ آپ کے بالکل قریب ہو گیا، پھر وہ سوار اچانک نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

پھر ایک آواز سنائی دی:''کیا تم ہی لقمان ہو؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''جی ہاں! میں ہی لقمان ہوں۔'' پھر آواز آئی:''کیا تم حکیم ہو؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''مجھے ہی لقمان حکیم کہا جاتا ہے۔'' پھر آواز آئی:''تمہارے اس ناسمجھ بیٹے نے تم سے کیا کہا ہے؟'' حضرت سیدنا لقمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''اے اللہ عزوجل کے بندے! تو کون ہے؟ ہمیں صرف تیری آواز سنائی دے رہی ہے اور تو خود نظر نہیں آرہا۔'' پھر آواز آئی:''میں جبرائیل (علیہ السلام) ہوں اور مجھے صرف انبیاء کرام علیہم السلام اور مقرّب فرشتے ہی دیکھ سکتے ہیں، اس وجہ سے میں تجھے نظر نہیں آرہا، سنو! میرے رب عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فلاں شہر اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو زمین میں دھنسا دوں۔ مجھے خبر دی گئی کہ تم دونوں بھی اس شہر ہی کی طرف آرہے ہو تو میں نے اپنے پاک پروردگار عزوجل سے دعا کی کہ وہ تمہیں اس شہر میں جانے سے روکے۔ لہٰذا اس نے تمہیں اس آزمائش میں ڈال دیا اور تیرے بیٹے کے پاؤں میں ہڈی چبھ گئی، اس طرح تم اس چھوٹی مصیبت کی وجہ سے ایک بہت بڑی مصیبت (یعنی زمین میں دھنسنے) سے بچ گئے ہو۔''

پھر حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے اپنا ہاتھ اس زخمی لڑکے کے پاؤں پر پھیرا تو اس کا زخم فوراً ٹھیک ہو گیا۔ پھر آپ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ اس برتن پر پھیرا جس میں پانی بالکل ختم ہو چکا تھا تو ہاتھ پھیرتے ہی وہ برتن پانی سے بھر گیا اور جب کھانے والے برتن پر ہاتھ پھیرا تو وہ بھی کھانے سے بھر گیا۔ پھر حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے حضرت سیدنا لقمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، آپ کے بیٹے اور آپ کی سواریوں کو سامان سمیت اٹھایا اور کچھ ہی دیر میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے بیٹے اور سارے سامان سمیت اپنے گھر میں موجود تھے حالانکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا گھر اس جنگل سے کافی دن کی مسافت پر تھا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

(اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہم سے ہماری تمام مصیبتیں دور فرما دے، ہم پر آنے والی بلاؤں کو شہیدِ کربلا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے ردّ فرما دے۔ ہمیں اپنے فضل وکرم سے مصائب پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرما اور بے صبری سے بچا)

ے یاالٰہی عزوجل ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو — جب پڑے مشکل، شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

اور..........اے اللہ عزوجل!

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے — کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

حکایت نمبر82:

چاند جیسا نورانی چہرہ

حضرت سیدنا یوسف بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ میں لبنان کی پہاڑیوں میں رات کے وقت سفر پر تھا، چلتے چلتے مجھے ایک درخت نظر آیا جس کے قریب ایک خیمہ نما جھونپڑی تھی۔ یکایک اس جھونپڑی سے ایک حسین وجمیل نوجوان نے اپنا چاند جیسا نورانی چہرہ باہر نکالا اور کہنے لگا: ''اے میرے پروردگار عزوجل! میرا دل ہر حال میں (چاہے خوشی ہو یا غمی) اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ تیری ہی ذات ایسی ہے جو تمام صفاتِ کمالیہ سے متّصف ہے (یعنی تمام فضیلتیں اور عظمتیں تیرے ہی لئے ہیں) میرا دل اس بات کی گواہی کیوں نہ دے، حالانکہ میرے دل میں تیرے سوا اور کسی کی محبت سمائی ہی نہیں، میں تو بس تجھ ہی سے محبت کرتا ہوں، افسوس! صد ہزار افسوس! ان لوگوں پر جنہوں نے تجھ سے محبت نہ کی، اور کوتاہی کرتے رہے۔''

پھر اس نوجوان نے اپنا نورانی چہرہ جھونپڑی میں داخل کرلیا۔ میں اس کی باتیں سن کر بڑا حیران ہوا، لیکن ان باتوں کو یاد نہ رکھ سکا، میں وہیں حیران وپریشان کھڑا رہا یہاں تک کہ فجر کا وقت ہوگیا، اس نوجوان نے پھر اپنا نور بار چہرہ جھونپڑی سے باہر نکالا، اور چاند کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا: ''اے میرے معبودِ حقیقی عزوجل! تیرے ہی نور سے زمین وآسمان روشن ہیں، تیرا ہی نور اندھیروں کو ختم کرتا ہے اور اسی سے ہر جگہ اُجالا ہوتا ہے، اے میرے پاک پروردگار عزوجل! تیرا جلوہ ہماری آنکھوں سے حجاب میں ہے، اور تیری معرفت اہلِ معرفت کو حاصل ہوتی ہے، اے میرے رحیم وکریم مالک عزوجل! میں اس رنج وغم کی حالت میں صرف تجھ ہی سے التجاء کرتا ہوں کہ تو مجھ پر کرم کی ایسی نظر فرما جیسی اپنے فرمانبردار بندوں پر ڈالتا ہے۔

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''جب میں نے نوجوان کی یہ باتیں سنیں، تو مجھ سے نہ رہا گیا اور میں اس کے پاس گیا اسے سلام کیا، اس نے جواب دیا، میں نے کہا: ''اے نوجوان! اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے، میں تجھ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔'' نوجوان نے کہا: ''نہیں، تو مجھ سے سوال نہ کر۔'' میں نے کہا: ''تو مجھے سوال کرنے سے کیوں منع کر رہا ہے؟'' اس نے کہا: ''اس لئے کہ ابھی تک میرے دل سے تیرا رعب نہیں نکلا، میں ابھی تک تجھ سے خوفزدہ ہوں۔'' میں نے کہا: ''اے نیک سیرت نوجوان! میں نے ایسی کونسی حرکت کی جس نے تجھے خوفزدہ کر دیا ہے؟'' وہ نوجوان کہنے لگا: ''تم کام (یعنی عبادت) کے دنوں میں بے کار پھر رہے ہو، اور آخرت کی تیاری کے لئے کچھ بھی عمل نہیں کر رہے، اے ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی تم نے صرف اچھے گمان پر تکیہ کیا ہوا ہے۔''

حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں اس نوجوان کی یہ باتیں سن کر بے ہوش ہوگیا اور زمین پر

گر پڑا، میں کافی دیر بے ہوش رہا، پھر سورج کی تیز دھوپ کی وجہ سے مجھے ہوش آیا، میں نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا تو بڑا حیران ہوا کہ اب میرے سامنے نہ تو کوئی درخت ہے نہ جھونپڑی اور نہ ہی وہ نوجوان۔ یہ سب چیزیں نہ جانے کہاں غائب ہوگئیں، میں کافی دیر اسی طرح حیران وپریشان وہاں کھڑا رہا، اس نوجوان کی باتیں اب تک میرے دل و دماغ میں گھوم رہی ہیں، پھر میں اپنے سفر پر روانہ ہوگیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

(اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہمیں بھی ہر وقت اپنے جلووں میں گم رہنے کی توفیق عطا فرما، فکر دنیا سے بچا کر فکر آخرت نصیب فرما، اور اپنی محبت کا ایسا جام پلا کہ ہم ہر وقت تیرے جلووں میں ایسے گم ہو جائیں کہ ہمیں اپنا بھی ہوش نہ رہے)

محبت میں اپنی گما یا الٰہی عزوجل!
نہ پاؤں میں اپنا پتا یا الٰہی عزوجل!

حکایت نمبر83:

مال کا وبال

حضرت سیدنا جریر علیہ رحمۃ اللہ القدیر حضرت سیدنا لیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں: ''ایک مرتبہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سفر پر روانہ ہوئے، راستے میں ایک شخص ملا، اس نے عرض کی: ''حضور! مجھے بھی اپنی بابرکت صحبت میں رہنے کی اجازت عطا فرما دیں، میں بھی آپ علیہ السلام کے ساتھ سفر کرنا چاہتا ہوں۔'' آپ علیہ السلام نے اسے اپنی ہمراہی کی اجازت عطا فرما دی اور دونوں ایک ساتھ سفر کرنے لگے۔ راستے میں ایک پتھر کے قریب آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''آؤ ہم یہاں کھانا کھا لیتے ہیں۔'' چنانچہ دونوں کھانا کھانے لگے، آپ علیہ السلام کے پاس تین روٹیاں تھیں، ایک ایک روٹی دونوں نے کھا لی، اور تیسری روٹی بچی رہی۔ آپ علیہ السلام روٹی کو وہیں چھوڑ کر نہر پر گئے اور پانی پیا، پھر جب واپس آئے تو دیکھا کہ روٹی غائب ہے، آپ علیہ السلام نے اس شخص سے پوچھا: ''تیسری روٹی کہاں گئی؟ اس نے کہا: مجھے معلوم نہیں، پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''آؤ ہم اپنے سفر پر چلتے ہیں۔'' وہ شخص اٹھا اور آپ علیہ السلام کے ساتھ چلنے لگا، راستے میں ایک ہرنی اپنے دو خوبصورت بچوں کے ساتھ کھڑی تھی، آپ علیہ السلام نے ہرنی کے ایک بچے کو اپنی طرف بلایا تو وہ آپ علیہ السلام کا حکم پاتے ہی فوراً حاضر خدمت ہوگیا،

آپ علیہ السلام نے اسے ذبح کیا، اسے بھونا اور دونوں نے اس کا گوشت کھایا، پھر آپ علیہ السلام نے اس کی ہڈیاں ایک جگہ جمع کیں اور فرمایا: ''اللہ عزوجل کے حکم سے کھڑا ہوجا، یکایک وہ ہڈیاں دوبارہ ہرنی کا بچہ بن گئیں اور وہ بچہ اپنی ماں کی طرف روانہ ہوگیا، آپ علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا: ''اے شخص! تجھے اس ذات کی قسم! جس نے تجھے میرے ہاتھوں یہ معجزہ دکھایا، تو سچ سچ بتا کہ وہ روٹی کس نے لی تھی؟ وہ شخص بولا: ''مجھے معلوم نہیں کہ روٹی کس نے لی تھی؟'' آپ علیہ السلام اس شخص کو لے کر دوبارہ سفر پر روانہ ہوئے، راستے میں ایک دریا آیا آپ علیہ السلام نے اس شخص کا ہاتھ پکڑا اور اسے لے کر پانی پر چلتے ہوئے دریا پار کرلیا، پھر آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا: ''تجھے اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم! جس نے تجھے میرے ہاتھوں یہ معجزہ دکھایا سچ سچ بتا کہ تیسری روٹی کس نے لی تھی؟'' اس نے پھر وہی جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں۔ آپ علیہ السلام اس شخص کو لے کر آگے بڑھے، راستے میں ایک ویران صحراء آگیا۔ آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ، پھر آپ علیہ السلام نے کچھ ریت جمع کی اور فرمایا: ''اے ریت! اللہ عزوجل کے حکم سے سونا بن جا تو وہ ریت فوراً سونے میں تبدیل ہوگئی۔ آپ علیہ السلام نے اس کے تین حصے کئے اور فرمایا: ''ایک حصہ میرا دوسرا تیرا اور تیسرا حصہ اس کے لئے ہے جس نے وہ روٹی لی تھی، یہ سن کر وہ شخص بولا: ''وہ روٹی میں نے ہی چھپائی تھی۔''

حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شخص سے فرمایا: ''یہ تینوں حصے تم ہی لے لو۔'' اتنا کہنے کے بعد آپ علیہ السلام اس شخص کو وہیں چھوڑ کر آگے روانہ ہوگئے۔ وہ اتنا زیادہ سونا ملنے پر بہت خوش ہوا، اور اس نے وہ سارا سونا اٹھالیا اتنے میں وہاں دو اور شخص پہنچے جب انہوں نے دیکھا کہ اس ویرانے میں اکیلا شخص ہے اور اس کے پاس بہت سا سونا ہے تو انہوں نے ارادہ کیا کہ ہم اس شخص کو قتل کر دیتے ہیں اور اس سے سونا چھین لیتے ہیں جب وہ اسے قتل کرنے کے لئے آگے بڑھے تو اس شخص نے کہا: ''تم مجھے قتل نہ کرو بلکہ ہم اس سونے کو باہم تقسیم کر لیتے ہیں، اس پر وہ دونوں شخص قتل سے باز رہے اور اس بات پر راضی ہوگئے کہ ہم یہ سونا برابر برابر تقسیم کرلیتے ہیں، پھر اس شخص نے کہا: ''ایسا کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص جا کر قریبی بازار سے کھانا خرید لائے کھانا کھانے کے بعد ہم یہ سونا باہم تقسیم کرلیں گے۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص بازار گیا جب اس نے کھانا خریدا تو اس کے دل میں یہ شیطانی خیال آیا کہ میں اس کھانے میں زہر ملا دیتا ہوں جیسے ہی وہ دونوں اسے کھائیں گے تو مرجائیں گے اور سارا سونا میں لے لوں گا، چنانچہ اس نے کھانے میں زہر ملا دیا اور اپنے ساتھیوں کی طرف چل دیا، وہاں ان دونوں کی نیّتوں میں بھی سونا دیکھ کر فتور آگیا اور انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ جیسے ہی ہمارا تیسرا ساتھی کھانا لے کر آئے گا ہم اسے قتل کردیں گے اور سونا ہم دونوں آپس میں بانٹ لیں گے، چنانچہ جیسے ہی وہ کھانا لے کر ان کے پاس پہنچا ان دونوں نے اسے قتل کردیا اور بڑے مزے سے زہر ملا کھانا کھانے لگے، کچھ ہی دیر بعد زہر نے اپنا اثر دکھایا اور وہ دونوں بھی وہیں ڈھیر ہوگئے اور سونا ویسے ہی

وہاں پڑا رہا۔

کچھ عرصہ بعد حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام دوبارہ وہیں سے گزرے تو دیکھا کہ سونا وہیں موجود ہے اور وہاں تین لاشیں پڑی ہیں۔ آپ علیہ السلام نے یہ دیکھ کر لوگوں سے فرمایا: ''یہ دنیا ایک دھوکا ہے لہٰذا اس سے بچو (یعنی جو اس کے لالچ میں پھنسا وہ ہلاک ہوگیا)

(اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہمیں دنیا کے لالچ سے بچا کر اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا سچا عشق عطا فرما اور مال کے وبال سے بچا)

نہ مجھ کو آزما دنیا کا مال وزر عطا کر کے
عطا کر اپنا غم اور چشمِ گریاں یا رسول اللہ ﷺ!

آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 84: راہِ علم کی مشقتوں میں صبر پر انعام

حضرت سیدنا ابو الحسن فقیہہ صفار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ''ہم مشہور محدث حضرت سیدنا حسن بن سفیان النسوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمت بابرکت میں رہا کرتے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمیت کا ڈنکا ملک بھر میں بج رہا تھا، لوگ تحصیلِ علم کے لئے دور دراز سے سفر کر کے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے احادیث سن کر لکھ لیتے، الغرض آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دور کے مشہور ومعروف محدث اور فقیہہ تھے اور آپ کے کاشانۂ اطہر پر طُلَبا کا ہجوم لگا رہتا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان علم دین کے متوالوں کو احادیث مبارکہ لکھواتے اور انہیں فقہ کے مسائل سے آگاہ کرتے۔

ایک مرتبہ جب ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس علم میں حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث لکھوانے کی بجائے لوگوں سے فرمایا: ''پہلے آج تم لوگ توجہ سے میری بات سنو اس کے بعد تمہیں حدیث لکھواؤں گا، تمام لوگ بڑی توجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بات سننے لگے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے دین کا علم سیکھنے کے لئے دور دراز سے سفر کی صعوبتیں اور تکالیف جھیل کر آنے والو! بے شک میں جانتا ہوں کہ تم خوب ناز ونعم میں پلے ہو اور اہلِ فضیلت میں سے ہو، تم نے دین کی خاطر

اپنے اہل وعیال اور وطنوں کو چھوڑا (یہ یقیناً تمہاری قربانی ہے) لیکن خبردار! تمہارے دل میں ہرگز یہ خیال نہ آئے کہ تم نے جو سفر کی مشقتیں اور تکالیف برداشت کی ہیں اور حصولِ علم دین کے لئے اپنے اہل وعیال سے دوری اختیار کی ہے اور بہت سی خواہشوں کو قربان کیا مگر ان تمام مشکلات پر صبر کر کے تم نے علم دین سیکھنے کا حق ادا نہیں کیا کیونکہ تمہاری تکلیفیں دین کی راہ میں بہت کم ہیں۔ آؤ میں تمہیں اپنے زمانہ طالب علمی کی کچھ تکالیف سناتا ہوں تاکہ تمہیں بھی تکالیف پر صبر کرنے کی ہمت ورغبت ملے۔

سنو! جب مجھے علم دین سیکھنے کا شوق ہوا تو اس وقت میں عالمِ شباب میں تھا، میری شدید خواہش تھی کہ میں حدیث وفقہ کا علم حاصل کروں۔ چنانچہ ہم چند دوست حصولِ علم دین کے لئے مصر کی طرف روانہ ہوئے اور ہم نے ایسے اساتذہ اور محدثین کی تلاش شروع کر دی جو اپنے دور کے سب سے زیادہ ماہر حدیث اور سب سے بڑے فقیہہ اور حافظ الحدیث ہوں، بڑی تلاش کے بعد ہم اس زمانے کے سب سے بڑے محدث کے پاس پہنچے وہ ہمیں روزانہ بہت کم تعداد میں احادیث اِملاء کرواتے (یعنی لکھواتے) وقت گزرتا رہا یہاں تک کہ مدت طویل ہوگئی اور ہمارا ساتھ لایا ہوا نان ونفقہ بھی ختم ہونے لگا۔ جب سب کھانا وغیرہ ختم ہوگیا تو ہم نے اپنے زائد کپڑے اور چادریں وغیرہ فروخت کیں اور کچھ کھانا وغیرہ خریدا پھر جب وہ بھی ختم ہوگیا تو فاقوں کی نوبت آگئی۔ ہم سب دوست ایک مسجد میں رہا کرتے تھے، کوئی ہماری مشقتوں اور تکالیف سے واقف نہ تھا اور نہ ہی ہم نے کبھی اپنی تنگدستی اور غربت کی کسی سے شکایت کی، ہم صبر وشکر سے علمِ دین حاصل کرتے رہے، اب ہمارے پاس کھانے کو کچھ بھی نہ رہا بالآخر ہم نے تین دن اور تین راتیں بھوک کی حالت میں گزار دیں۔ ہماری کمزوری اتنی بڑھ گئی کہ ہم حرکت بھی نہ کر سکتے تھے۔ چوتھے دن بھوک کی وجہ سے ہماری حالت بہت خراب تھی، ہم نے سوچا کہ اب ہم ایسی حالت کو پہنچ چکے ہیں کہ ہمیں سوال کرنا جائز ہے کیوں نہ ہم لوگوں سے اپنی حاجت بیان کریں تاکہ ہمیں کچھ کھانے کو مل جائے لیکن ہماری خودداری اور عزت نفس نے ہمیں اس پر آمادہ نہ ہونے دیا کہ ہم لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں اور اپنی پریشانی ان پر ظاہر کریں، ہم میں سے ہر شخص اس بات سے انکار کرنے لگا کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے لیکن حالت ایسی تھی کہ ہم سب قریب المرگ تھے اور مجبور ہو گئے تھے۔ چنانچہ یہ طے پایا کہ ہم قرعہ ڈالتے ہیں جس کا نام آگیا وہی سب کے لئے لوگوں سے کھانا طلب کرے گا تاکہ ہم اپنی بھوک ختم کر سکیں جب سب کے نام لکھ کر قرعہ ڈالا گیا تو قرعہ میرے نام نکلا، چنانچہ میں بادلِ نخواستہ لوگوں سے اپنی حاجت بیان کرنے کے لئے تیار ہوگیا لیکن میری غیرت اس بات کی اجازت نہ دے رہی تھی پس میں عزت نفس کی وجہ سے لوگوں کے پاس مانگنے کے لئے نہ جاسکا اور میں نے مسجد کے ایک کونے میں جا کر نماز پڑھنا شروع کر دی اور بہت طویل دو رکعت نماز پڑھی پھر اللہ عزوجل سے اس کے پاکیزہ اور بابرکت ناموں کے وسیلے سے دعا کی کہ وہ ہم سے اس پریشانی اور تکلیف کو دور کر دے اور ہمیں

اپنے علاوہ کسی کا محتاج نہ بنائے۔ ابھی میں دعا سے فارغ بھی نہ ہوا تھا کہ مسجد میں ایک حسین وجمیل نوجوان داخل ہوا۔ اس نے نہایت عمدہ کپڑے پہنے تھے، اس کے ساتھ ایک خادم تھا جس کے ہاتھ میں رومال تھا۔ اس نوجوان نے مسجد میں داخل ہوتے ہی پوچھا: ''تم میں سے حسن بن سفیان (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کون ہے؟ یہ سن کر میں نے سجدے سے سر اٹھایا اور کہا: ''میرا نام حسن بن سفیان ہے، تمہیں مجھ سے کیا کام ہے؟'' وہ نوجوان بولا: ''ہمارے شہر کے حاکم ''طولون'' نے تمہیں سلام بھیجا ہے اور وہ اس بات پر معذرت خواہ ہے کہ تم ایسی سخت تکلیف میں ہو اور اسے معلوم ہی نہیں کہ تمہاری حالت فاقوں تک پہنچ چکی ہے، ہمارا حاکم اپنی اس کوتاہی پر آپ لوگوں سے معافی کا طلبگار ہے، اس نے آپ کے لئے یہ کھانا بھجوایا ہے، کل وہ خود آپ لوگوں کی خدمت میں حاضر ہوکر معذرت کرے گا، برائے کرم! آپ یہ کھانا قبول فرمالیں، پھر اس نوجوان نے کھانا اور کچھ تھیلیاں ہمارے سامنے رکھیں جن میں ہم سب احباب کے لئے ایک ایک سو دینار تھے، ہم سب یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔

میں نے اس نوجوان سے کہا: ''یہ سب کیا قصہ ہے اور تمہارے حاکم کو ہمارے بارے میں کس نے خبر دی ہے؟'' تو وہ نوجوان کہنے لگا: ''میں اپنے حاکم کا خادم خاص ہوں۔ آج صبح جب میں اس کی محفل میں گیا تو اس کے پاس اور بھی بہت سے خدام اور درباری موجود تھے، کچھ دیر بعد ہمارے حاکم ''طولون'' نے کہا: ''میں کچھ دیر خلوت چاہتا ہوں لہٰذا تم سب یہاں سے چلے جاؤ چنانچہ ہم سب اسے تنہا چھوڑ کر اپنے اپنے گھروں کی طرف پلٹ گئے، میں گھر پہنچا اور ابھی میں بیٹھا بھی نہ تھا کہ امیر طولون کا قاصد میرے پاس آیا، اس نے آتے ہی کہا: ''تمہیں امیر طولون بلا رہے ہیں، جتنا جلدی ہوسکے ان کی بارگاہ میں حاضر ہوجاؤ۔'' میں بہت حیران ہوا کہ ابھی تو وہاں سے آیا ہوں پھر ایسی کیا بات ہوگئی کہ مجھے طلب کیا گیا ہے بہر حال میں جلدی سے حاضر دربار ہوا جب میں اس کے کمرے میں پہنچا تو دیکھا کہ وہ اکیلا ہی کمرے میں موجود ہے۔ اس نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے پہلو پر رکھا ہوا ہے اور شدید تکلیف کی حالت میں ہے۔ امیر طولون کے پہلو میں شدید درد ہو رہا تھا جیسے ہی میں ان کے پاس پہنچا تو مجھ سے کہنے لگے: ''کیا تم حسن بن سفیان اور ان کے رفیق طلباء کو جانتے ہو؟'' میں نے عرض کی: ''نہیں۔''

تو کہنے لگے: ''فلاں محلّہ کی فلاں مسجد میں جاؤ، یہ کھانا اور رقم بھی لے جاؤ اور بصد احترام ان لوگوں کی بارگاہ میں پیش کرنا، وہ دین کے طالب علم تین دن اور تین راتوں سے بھوکے ہیں، اور میری طرف سے ان سے معذرت کرنا کہ میں ان کی حالت سے ناواقف رہا حالانکہ وہ میرے شہر میں تھے میں اپنی اس حرکت پر بہت شرمندہ ہوں، کل میں خود ان کی بارگاہ میں حاضر ہوکر معافی مانگوں گا۔'' اس نوجوان نے ہمیں بتایا کہ جب میں نے امیر طولون سے یہ باتیں سنیں تو میں نے عرض کی: ''حضور! آخر کیا واقعہ پیش آیا ہے اور آپ کو یہ کمر کی تکلیف یکدم کیسے ہوگئی حالانکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ بالکل ٹھیک ٹھاک تھے؟''

امیر طولون نے مجھے بتایا کہ'' جب تم لوگ یہاں سے چلے گئے تو میں آرام کے لئے اپنے بستر پر لیٹا، ابھی میری آنکھیں بند ہی ہوئی تھیں کہ میں نے خواب میں ایک شہسوار کو دیکھا جو ہوا میں اس طرح اڑتا آرہا تھا جیسے کوئی شہسوار زمین پر چلتا ہے، اس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا۔ مجھے اس کی یہ حالت دیکھ کر بڑا تعجب ہوا، وہ اڑتا ہوا میرے دروازے پر آیا پھر گھوڑے سے اترا اور نیزے کی نوک میرے پہلو میں رکھ دی اور کہنے لگا:'' فوراً اُٹھو اور حسن بن سفیان اور ان کے رفقاء کو تلاش کرو، جلدی اُٹھو، جلدی کرو، وہ دین کے طلباء راہِ خدا عزوجل کے مسافر تین دن سے بھوکے ہیں اور فلاں مسجد میں قیام فرما ہیں۔''

میں نے اس پر اسرار شہسوار سے پوچھا:'' آپ کون ہیں؟'' اس نے کہا:'' میں جنت کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں، اور تمہیں ان دین کے طلباء کی حالت سے خبردار کرنے آیا ہوں، فوراً ان کی خدمت کا انتظام کرو۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ سوار میری نظروں سے اوجھل ہوگیا اور میری آنکھ کھل گئی بس اس وقت سے میرے پہلو میں شدید درد ہو رہا ہے۔ تم جلدی کرو اور یہ سارا مال اور کھانا وغیرہ لے کر ان دین کے طلباء کی خدمت میں پیش کردو تاکہ مجھ سے یہ تکلیف دور ہو جائے۔

حضرت سیدنا حسن بن سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:'' اس نوجوان سے یہ باتیں سن کر ہم سب بڑے حیران ہوئے اور اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور اس رحیم و کریم مالک کی عطا پر سربسجود ہو گئے۔

پھر ہم سب دوستوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ابھی رات ہی کو ہمیں اس جگہ سے کوچ کر جانا چاہئے ورنہ ہمارا واقعہ لوگوں میں مشہور ہو جائے گا اور حاکم شہر ہماری حالت سے واقف ہو کر ہمارا ادب و احترام کرے گا، اس طرح لوگوں میں ہماری نیک نامی ہو جائے گی، ہوسکتا ہے پھر ہم ریاکاری اور تکبر کی آفت میں مبتلا ہو جائیں۔ ہمیں لوگوں سے عزت افزائی نہیں چاہئے، ہمیں تو اپنے رب عزوجل کی خوشنودی چاہئے۔ ہم اپنا عمل صرف اپنے مالک حقیقی کے لئے ہی کرنا چاہتے ہیں، لوگوں کے لئے ہم عمل کرتے ہی نہیں اور نہ ہی ہمیں یہ بات پسند ہے کہ ہمارے اعمال سے لوگ واقف ہوں۔ چنانچہ ہم سب دوستوں نے راتوں رات وہاں سے سفر کیا، اس علاقے کو خیر باد کہا، اور ہم مختلف علاقوں میں چلے گئے۔ **علمِ دین کی راہ میں ایسی مشقتوں اور تکالیف پر صبر وشکر کرنے کی وجہ سے ہم میں سے ہر ایک اپنے دور کا بہترین محدث اور ماہر فقیہ بنا اور علم دین کی برکت سے ہمیں بارگاہ خداوندی عزوجل میں اعلیٰ مقام عطا کیا گیا۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حَمْدًا کَثِیْرًا۔**

پھر جب صبح امیر طولون اس محلے میں آیا اور اسے معلوم ہوا کہ ہم یہاں سے جا چکے ہیں تو اس نے اس تمام محلے کو خرید ا اور وہاں ایک بہت بڑا جامعہ بنوا کر اسے ایسے طُلَبا کے لئے وقف کر دیا جو وہاں دین کا علم سیکھیں، پھر اس نے تمام طُلَبا کی خوراک اور دیگر ضروریات اپنے ذمہ لے لیں اور سب کی کفالت خود ہی کرنے لگا تاکہ آئندہ کسی طالب علم کو کبھی ایسی پریشانی نہ ہو جیسی

ہمیں ہوئی تھی، ہمیں جو سعادتیں ملیں وہ سب علم دین کی برکت اور ہمارے یقین کامل کا نتیجہ تھیں۔ ہمیں اپنے رب کریم پر مکمل بھروسہ ہے وہ اپنے بندوں کو بے یار و مدد گار نہیں چھوڑتا، وہ ہم سب کا والی و مالک ہے۔''

(اللہ عزوجل تمام طُلَبا کو خود داری اور یقین کامل کی دولت نصیب فرمائے اور ان کی خدمت کرنے والوں کو دارین کی سعادتیں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

حکایت نمبر85: **حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پند و نصائح**

حضرت سیدنا عمر بن سلیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اپنے حواریوں کے پاس اس حالت میں تشریف لے گئے کہ آپ علیہ السلام کے جسم انور پر اُون کا جبہ تھا اور ایک عام سی شلوار پہنی ہوئی تھی، ننگے پاؤں تھے اور سر پر بھی کوئی کپڑا وغیرہ نہیں تھا، آنکھوں سے آنسو رواں تھے، بھوک کی وجہ سے آپ علیہ السلام کا رنگ متغیر ہو گیا تھا اور پیاس کی شدت سے ہونٹ بالکل خشک ہو چکے تھے۔

آپ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو سلام کیا، اور فرمایا: ''اے بنی اسرائیل! اگر میں چاہوں تو اللہ عزوجل کے حکم سے دنیا تمام تر نعمتوں کے ساتھ میرے قدموں میں آ جائے لیکن میں اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ اے بنی اسرائیل! تم دنیا کو ہمیشہ حقیر جانو، اسے کوئی وقعت نہ دو یہ خود تمہارے لئے نرم ہو جائے گی، تم دنیا کی مذمت کرو تمہارے لئے آخرت مزین ہو جائے گی، ایسا ہر گز نہ کرنا کہ تم آخرت کو پسِ پشت ڈال دو اور دنیا کی تعظیم و توقیر کرو، بے شک دنیا کوئی قابل احترام شئے نہیں کہ اس کی تعظیم کی جائے۔ دنیا تو تمہیں ہر روز کسی نہ کسی نئی آفت یا نقصان کی طرف بلاتی ہے لہٰذا اس کے دھوکے سے بچو۔''

پھر فرمایا: ''اے لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ میرا گھر کہاں ہے؟'' لوگوں نے کہا: ''اے اللہ عزوجل کے نبی علیہ السلام! آپ کا گھر کہاں ہے؟'' آپ علیہ لسلام نے فرمایا: ''مساجد میری قیام گاہ ہیں، میری خوشبو اور عطریات پانی ہے، میرا بھوکا رہنا ہی میری شکم سیری ہے، میرے پاؤں میری سواری ہیں، رات کو چمکتا ہوا چاند میرا چراغ ہے، سخت سردیوں کی راتوں میں نماز پڑھنا میرا محبوب ترین عمل ہے، میرا کھانا خشک پتے وغیرہ ہیں، زمین کی گھاس اور نباتات میرے لئے پھلوں کی مانند ہیں، انہی سے جانوروں کو خوراک ملتی ہے، وہی سبزی اور نباتات میں کھالیتا ہوں، میرا لباس اُون ہے، اللہ عزوجل سے ڈرنا میرا شعار ہے، اور مساکین و فقراء میرے محبوب ترین رفقاء ہیں۔

میں صبح اس حالت میں کرتا ہوں کہ میرے پاس دنیاوی اشیاء میں سے کوئی شے نہیں ہوتی اور ایسی ہی حالت میں شام کرتا ہوں کہ میرے پاس کوئی دنیاوی شے نہیں ہوتی لیکن پھر بھی میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ فلاں شخص اتنا مال دار ہے۔ میں اپنی اس حالت میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت اور بہت زیادہ غنی سمجھتا ہوں (یعنی میں اس حال میں بھی اپنے رب عزوجل کی رضا پر راضی ہوں)۔''

آپ علیہ السلام کے بارے میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام دنیا سے بہت زیادہ بے رغبت تھے، کبھی بھی دنیوی نعمتوں کو خاطر میں نہ لاتے، آپ علیہ السلام نے ایک ہی اُون کے جبہ میں اپنی زندگی کے دس سال گزار دیئے، جب وہ جبہ کہیں سے پھٹ جاتا تو اسے رسّی سے باندھ لیتے یا پیوند لگا لیتے، آپ علیہ السلام نے چار سال تک اپنے مبارک بالوں میں تیل نہ لگایا، پھر چار سال بعد چربی کی چکنائی بالوں میں لگائی اور چربی کو تیل کی جگہ استعمال فرمایا۔

آپ علیہ السلام نے اللہ عزوجل پر بھروسہ کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے بنی اسرائیل! مساجد کو لازم پکڑ لو، اور انہی میں پڑے رہو، تمہارے اصلی گھر تو تمہاری قبریں ہیں، دنیا میں تو تم ایک مہمان کی حیثیت سے ہو، عنقریب یہاں سے اپنے اصلی گھر (یعنی قبر) کی طرف چلے جاؤ گے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ پرندے آسمان کی طرف پرواز کرتے ہیں، نہ تو وہ کھیتی اگاتے ہیں، نہ ہی فصل کاٹتے ہیں لیکن پھر بھی تمام جہانوں کا پروردگار عزوجل انہیں رزق عطا فرماتا ہے۔ اے لوگو! جَو کی روٹی کھا کر بسر اوقات کرو، اور زمین کے نباتات اور سبزی وغیرہ کھا کر پیٹ بھر لیا کرو۔ اگر تم اتنی ہی دنیا پر قناعت کر لو تب بھی تم اللہ عزوجل کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کر سکتے اور اگر تم کثیر نعمتوں کے طلبگار بنو گے اور ان سے فائدہ اٹھاؤ گے تو پھر کس طرح ان نعمتوں کا شکر ادا کرو گے۔''

ایک مرتبہ آپ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا: ''اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں اپنا دوست اور رفیق رکھوں تو تم دنیا داروں سے بالکل کنارہ کشی اختیار کر لو، مالداروں سے بالکل جدا رہو، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر میں تمہیں اپنے ساتھ نہ رکھوں گا اور تمہارا رفیق بھی نہ بنوں گا۔ بے شک تمہیں اپنے مقصد میں کامیابی اسی وقت ہوگی جب تم اپنی خواہشات کو ترک کر دو گے، تم اس وقت تک اپنی پسندیدہ چیز کو حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم ناپسندیدہ چیزوں پر صبر نہ کرو، اور خبردار! بدنگاہی سے ہمیشہ بچتے رہنا کیونکہ بدنگاہی کی وجہ سے دل میں شہوت ابھرتی ہے۔

خوشخبری ہے اس عظیم شخص کے لئے جس کی نظر اپنے دل پر ہوتی ہے، وہ سوچ سمجھ کر نظر اٹھاتا ہے اور اپنے دل کو نظر کے تابع نہیں کرتا بلکہ نظر کو دل کے تابع رکھتا ہے۔ افسوس ہے اس شخص پر جو دنیا کے لئے اتنی مشقتیں برداشت کرتا ہے حالانکہ یہ بے وفا دنیا اسے چھوڑ کر چلی جائے گی اور موت اسے دنیا سے جدا کر دے گی، کتنا بے وقوف ہے وہ شخص جو دنیا کی فکر میں سرگرداں ہے

اور دنیا اسے دھوکا دیتی جا رہی ہے وہ دنیا پر اعتماد کرتا ہے اور دنیا اسے دھوکا دیتی ہے اور اس سے بے وفائی کرتی ہے۔

افسوس ہے ان لوگوں پر جو دنیا کے دھوکے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ عنقریب انہیں وہ چیز (یعنی موت) پہنچنے والی ہے جسے وہ ناپسند کرتے ہیں اور جس دن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے وہ دن (یعنی قیامت کا دن) ان سے بہت قریب ہے۔ جس چیز کو وہ پسند کرتے ہیں اور جو محبوب اشیاء ان کے پاس ہیں عنقریب وہ ان تمام چیزوں کو چھوڑ کر اس دارِ فانی سے رخصت ہو جائیں گے۔

اے لوگو! تم فضول گوئی سے بچتے رہو، کبھی بھی ذکر اللہ عزوجل کے علاوہ اپنی زبان سے کوئی لفظ نہ نکالو، ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے، بے شک دل نرم ہوتے ہیں لیکن فضول گوئی انہیں سخت کر دیتی ہے۔

اور جس شخص کا دل سخت ہو جائے وہ اللہ عزوجل کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے (یعنی اگر تم اللہ عزوجل کی رحمت کے امیدوار ہو تو اپنے دلوں کو سختی سے بچاؤ)

(اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہمیں قساوتِ قلبی کی بیماری سے بچا، اور ہمارے دلوں کو اپنی یاد سے معمور رکھ، فضول گوئی سے ہماری حفاظت فرما اور ہر وقت اپنا ذکر کرنے والی زبان عطا فرما)

میں بے کار باتوں سے بچ کر ہمیشہ
کروں تیری حمد و ثنا یا الٰہی عزوجل!

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 86:

شاید اِسی میں بھلائی ہو!

حضرت سیدنا اعمش بن مسروق علیہ رحمۃ اللہ القدوس سے روایت ہے: ''ایک نیک شخص کسی جنگل میں رہا کرتا تھا اس مردِ صالح کے پاس ایک مرغ، ایک گدھا اور ایک کتا تھا، مرغ صبح سویرے اسے نماز کے لئے جگاتا، گدھے پر وہ پانی اور دیگر سامان لاد کر لاتا اور کتا اس کے مال ومتاع اور دیگر چیزوں کی رکھوالی کرتا۔

ایک دن ایسا ہوا کہ اس کے مرغ کو ایک لومڑی کھا گئی جب اس نیک شخص کو معلوم ہوا تو اس نے کہا: میرے لئے اس میں بہتری ہوگی (یعنی وہ اپنے رب عزوجل کی رضا پر راضی رہا اور صبر کا دامن نہ چھوڑا) لیکن گھر والے اس سے بہت پریشان ہوئے کہ ہمارا نقصان ہو گیا۔ چند دن کے بعد ایک بھیڑیا آیا اور اس نے ان کے گدھے کو چیر پھاڑ ڈالا جب گھر والوں کو اس کی اطلاع ملی تو وہ بہت غمگین ہوئے اور آہ و زاری کرنے لگے کہ ہمارا بہت بڑا نقصان ہو گیا۔

لیکن اس نیک شخص نے کوئی بے صبری والے جملے زبان سے نہ نکالے بلکہ کہا کہ اس گدھے کے مرجانے ہی میں ہماری عافیت ہوگی، پھر کچھ عرصہ کے بعد کُتے کو بھی بیماری نے آلیا اور وہ بھی مرگیا، لیکن اس صابروشاکر شخص نے پھر بھی بے صبری اور ناشکری کا مظاہرہ نہ کیا بلکہ وہی الفاظ دہرائے کہ ہمارے لئے اس کے ہلاک ہوجانے میں ہی عافیت ہوگی۔

وقت گزرتا رہا کچھ دنوں کے بعد دشمنوں نے رات کو اس جنگل کی آبادی پر حملہ کیا اور ان تمام لوگوں کو پکڑ کر لے گئے جو اس جنگل میں رہتے تھے ان سب کی قید کا سبب یہ بنا کہ ان کے پاس جانور وغیرہ موجود تھے جن کی آواز سن کر دشمن متوجہ ہوگیا اور دشمنوں نے جانوروں کی آواز سے ان کی رہائش کی جگہ معلوم کرلی پھر ان سب کو ان کے مال واَسباب سمیت قید کرکے لے گئے۔

لیکن وہ نیک شخص اور اس کا ساز وسامان سب بالکل محفوظ رہا کیونکہ اس کے پاس کوئی جانور ہی نہ تھا جس کی آواز سن کر دشمن اس کے گھر کی طرف آتے۔ اب اس نیک مرد کا یقین اس بات پر مزید پختہ ہوگیا کہ اللہ عزوجل کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے۔'' {اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

(میٹھے اسلامی بھائیو! اس مردکامل کا اس بات پر پختہ یقین تھا کہ اللہ عزوجل جب بھی ہمیں کسی مصیبت میں مبتلا کرتا ہے اس میں ہمارا ہی فائدہ اور ہماری ہی بھلائی پیشِ نظر ہوتی ہے اگرچہ بظاہر نظر نہ بھی آئے)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 87:

جستجو بڑھتی گئی

حضرت سیدنا محمد بن عبید زاہد علیہ رحمۃ اللہ الواحد فرماتے ہیں: ''میرے پاس ایک لونڈی تھی جسے میں نے بیچ دیا، بعد میں خیال آیا کہ اس لونڈی کو نہیں بیچنا چاہیئے تھا وہ میرے پاس ہی رہتی تو بہتر تھا، اسے دوبارہ حاصل کرنے کی مجھے بہت زیادہ جستجو ہوئی لہٰذا میں لونڈی کے نئے مالک کے پاس پہنچا اور اس سے کہا: ''تم یہ لونڈی مجھے واپس دے دو اور ادا کردہ قیمت کے علاوہ بیس دینار مزید لے لو، وہ اس بات پر راضی نہ ہوا چنانچہ میں وہاں سے واپس آگیا، لیکن اس لونڈی کو واپس لینے کی خواہش مزید بڑھنے لگی میں نے اپنے آپ کو بہت سمجھایا مگر بے سود، ساری رات اسی پریشانی میں جاگتے ہوئے گزار دی، لیکن مسئلہ پھر بھی حل نہ ہوا، اس لونڈی کا نیا مالک لونڈی کو لے کر مدائن چلا گیا، اسے یہ خوف تھا کہ کہیں میں اس سے دشمنی نہ کرلوں اور زبردستی اس سے لونڈی نہ چھین لوں، جب مجھے یہ اطلاع ملی تو میں مزید بے قرار ہوگیا، بالآخر میں نے اسی لونڈی کا نام اپنے صحن کی دیوار پر لکھ

دیا، جب بھی کوئی مسافر آتا اور وہ اس نام کو دیکھ کر اس کے متعلق سوال کرتا تو میں آسمان کی طرف اپنی ہتھلیاں اٹھاتا اور کہتا: ''اے میرے سردار! میرا یہ معاملہ ہے۔ دو دن اسی طرح گزر گئے تیسری صبح کسی نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا: ''کون ہے؟'' کہا: ''میں تمہاری سابقہ لونڈی کا مالک ہوں میں نے ہی تم سے یہ لونڈی خریدی تھی، اب میں بخوشی یہ لونڈی تمہیں دیتا ہوں، یہ لو اپنی لونڈی سنبھالو! اللہ عزوجل اس میں برکت عطا فرمائے، میں نہ تو تم سے اس کی قیمت لوں گا اور نہ ہی اس پر کسی قسم کا نفع، میں یہ لونڈی تمہیں تحفہ میں پیش کرتا ہوں۔'' میں نے کہا: ''آخر تم یہ سب کچھ کیوں کر رہے ہو؟'' اس نے کہا: ''کل رات مجھے خواب میں کسی کہنے والے نے کہا: ''یہ لونڈی محمد بن علی ابن عبید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو واپس کر دو۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر88:

قصاب کی توبہ

حضرت سیدنا بکر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''بنی اسرائیل کا ایک قصاب اپنے پڑوسی کی لونڈی پر عاشق ہو گیا۔ اتفاق سے ایک دن لونڈی کو اس کے مالک نے دوسرے گاؤں کسی کام سے بھیجا، قصاب کو موقع مل گیا اور وہ بھی اس لونڈی کے پیچھے ہولیا، جب لونڈی جنگل سے گزری تو اچانک قصاب نے سامنے آکر اسے پکڑ لیا اور اسے گناہ پر آمادہ کرنے لگا۔ جب اس لونڈی نے دیکھا کہ اس قصاب کی نیت خراب ہے تو اس نے کہا:

''اے نوجوان تُو اس گناہ میں نہ پڑ! حقیقت یہ ہے کہ جتنا تُو مجھ سے محبت کرتا ہے اس سے کہیں زیادہ میں تیری محبت میں گرفتار ہوں لیکن مجھے اپنے مالک حقیقی عزوجل کا خوف اس گناہ کے اِرتکاب سے روک رہا ہے۔''

اس نیک سیرت اور خوفِ خدا عزوجل رکھنے والی لونڈی کی زبان سے نکلے ہوئے یہ الفاظ تاثیر کا تیر بن کر اس قصاب کے دل میں پیوست ہو گئے اور اس نے کہا: ''جب تُو اللہ عزوجل سے اِس قدر ڈر رہی ہے تو مَیں اپنے پاک پروردگار عزوجل سے کیوں نہ ڈروں، مَیں بھی تو اسی مالک عزوجل کا بندہ ہوں، جا! تو بے خوف ہو کر چلی جا۔'' اتنا کہنے کے بعد اس قصاب نے اپنے گناہوں سے سچی توبہ کی اور واپس پلٹ گیا۔

راستے میں اسے شدید پیاس محسوس ہوئی لیکن اس ویران جنگل میں کہیں پانی کا دور دور تک کوئی نام و نشان نہ تھا قریب

تھا کہ گرمی اور پیاس کی شدت سے اس کا دم نکل جاتا، اتنے میں اسے اس زمانے کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک قاصد ملا، جب اس نے قصاب کی یہ حالت دیکھی تو پوچھا: ''تجھے کیا پریشانی ہے؟'' کہا: ''مجھے سخت پیاس لگی ہے۔'' یہ سن کر قاصد نے کہا: ''آؤ! ہم دونوں مل کر دعا کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل ہم پر اپنی رحمت کے بادل بھیجے اور ہمیں سیراب کرے یہاں تک کہ ہم اپنی بستی میں داخل ہوجائیں۔'' قصاب نے جب یہ سنا تو کہنے لگا: ''میرے پاس تو کوئی ایسا نیک عمل نہیں جس کا وسیلہ دے کر دعا کروں، آپ نیک شخص ہیں آپ ہی دعا فرمائیں۔''

اس قاصد نے کہا: مَیں دعا کرتا ہوں، تم آمین کہنا، پھر قاصد نے دعا کرنا شروع کی اور وہ قصاب آمین کہتا رہا، تھوڑی ہی دیر میں بادل کے ایک ٹکڑے نے ان دونوں کو ڈھانپ لیا اور وہ بادل کا ٹکڑا ان پر سایہ فگن ہوکر ان کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔

جب وہ دونوں بستی میں پہنچے تو قصاب اپنے گھر کی جانب روانہ ہوا اور وہ قاصد اپنی منزل کی طرف جانے لگا، بادل بھی قصاب کے ساتھ ساتھ رہا جب اس قاصد نے یہ ماجرہ دیکھا تو قصاب کو بلایا اور کہنے لگا: ''تم نے تو کہا تھا کہ میرے پاس کوئی نیکی نہیں، اور تم نے دعا کرنے سے اِنکار کر دیا تھا، پھر میں نے دعا کی اور تم آمین کہتے رہے، لیکن اب حال یہ ہے کہ بادل تمہارے ساتھ ہولیا ہے اور تمہارے سر پر سایہ فگن ہے، سچ سچ بتاؤ! تم نے ایسی کون سی عظیم نیکی کی ہے جس کی وجہ سے تم پر یہ خاص کرم ہوا؟'' یہ سن کر قصاب نے اپنا سارا واقعہ سنایا۔ اس پر اس قاصد نے کہا: ''اللہ عزوجل کی بارگاہ میں گناہوں سے توبہ کرنے والوں کا جو مقام و مرتبہ ہے وہ دوسرے لوگوں کا نہیں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(اے ہمارے پاک پرورد گار عزوجل! ہمیں بھی اپنے گناہوں سے سچی توبہ کی توفیق عطا فرما اور ہمیں اپنا خوف عطا فرما، اپنے خوف سے رونے والی آنکھیں عطا فرما، گناہوں کے مرض سے نجات عطا فرما کر بیمارِ مدینہ بنادے، دنیا کے غموں سے بچا کر غم آخرت نصیب فرما، ہر وقت تیرے خوف اور تیرے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے غم میں رونے والی آنکھیں عطا فرما ۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

ترے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ   میں تھر تھر رہوں کانپتا یا الٰہی عزوجل!
بہتی رہے ہر وقت جو سرکار کے غم میں   روتی ہوئی وہ آنکھ مجھے میرے خدا عزوجل دے
کب گناہوں سے کنارہ میں کروں گا یارب عزوجل!   نیک کب اے میرے اللہ بنوں گا یا رب عزوجل

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر89:
شہوت پرست بادشاہ اور لالچی عورت پر قہرِ الٰہی عزوجل

حضرت سیدنا میسرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''بنی اسرائیل میں ایک بہت عبادت گزار لکڑہارا تھا، اس کی بیوی بنی اسرائیل کی عورتوں میں سب سے زیادہ حسین وجمیل تھی، دونوں میاں بیوی ہنسی خوشی زندگی گزار رہے تھے، جب اس ملک کے بادشاہ کو لکڑہارے کی بیوی کے حسن وجمال کی خبر ملی تو اس کے دل میں شیطانی خیال آیا اور اس نے تہیہ کرلیا کہ میں کسی طرح اس عورت کو ضرور حاصل کروں گا، چنانچہ اس ظالم وشہوت پرست بادشاہ نے ایک بڑھیا کو اس لکڑہارے کی بیوی کے پاس بھیجا تاکہ وہ اسے ورغلائے اور لالچ دے کر اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ لکڑہارے کو چھوڑ کر شاہی محل میں ملکہ بن کر زندگی گزارے۔

چنانچہ وہ مکار بڑھیا لکڑہارے کی بیوی کے پاس گئی اور اس سے کہا: ''تُو کتنی عجیب عورت ہے کہ اتنے حسن وجمال کے باوجود ایسے شخص کے ساتھ زندگی گزار رہی ہے جو نہایت ہی مفلس اور غریب ہے جو تجھے آسائش وآرام فراہم نہیں کرسکتا، اگر تُو چاہے تو بادشاہ کی ملکہ بن سکتی ہے۔ بادشاہ نے پیغام بھیجا ہے کہ اگر تُو لکڑہارے کو چھوڑ دے گی تو مَیں تجھے اس جھونپڑی سے نکال کر اپنے محل کی زینت بناؤں گا، تجھے ہیرے جواہرات سے آراستہ وپیراستہ کردوں گا، تیرے لئے ریشم اور عمدہ کپڑوں کا لباس ہوگا، ہر وقت تیری خدمت کے لئے کنیزیں اور خُدّام ہاتھ باندھے کھڑے ہوں گے اور تجھے اعلیٰ درجے کے بستر اور تمام سہولتیں مل جائیں گی بس تُو اس غریب لکڑہارے کو چھوڑ کر میرے پاس چلی آ۔'' جب اس عورت نے یہ باتیں سنیں تو لالچ میں آگئی اور اس کی نظروں میں بلند وبالا محلات اور اس کی آسائشیں گھومنے لگیں۔ چنانچہ اس نے لکڑہارے سے بے رُخی اِختیار کرلی اور ہر وقت اس سے ناراض رہنے لگی، جب اس نیک شخص نے محسوس کیا کہ یہ مجھ سے بے رخی اختیار کررہی ہے تو اس نے پوچھا: ''اے اللہ عزوجل کی بندی! تم نے یہ رویہ کیوں اختیار کرلیا ہے؟'' یہ سن کر اس لالچی عورت نے مزید سخت رویہ اختیار کرلیا، بالآخر لکڑہارے نے مجبوراً اس حسین وجمیل بے وفا لالچی عورت کو طلاق دے دی، وہ خوشی خوشی بادشاہ کے پاس پہنچی۔

بادشاہ اسے دیکھ کر پھولا نہ سمایا، اس نے فوراً اس سے شادی کرلی، بڑی دھوم دھام سے جشن منایا گیا پھر جب بادشاہ اپنی نئی دلہن کے پاس حجرۂ عروسی میں پہنچا اور پردہ ہٹایا تو یکدم بادشاہ بھی اندھا ہوگیا اور وہ عورت بھی اندھی ہوگئی، نہ تو وہ عورت اس بادشاہ کو دیکھ سکی نہ ہی بادشاہ اس لالچی وبے وفا عورت کے حسن وجمال کا جلوہ دیکھ سکا۔ پھر بادشاہ نے اپنی دلہن کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ اسے چھوسکے لیکن اس کا ہاتھ خشک ہوگیا پھر اس عورت نے بادشاہ کو چھونا چاہا تو اس کے ہاتھ بھی خشک ہوگئے، جب انہوں نے ایک دوسرے سے بات کرنا چاہی تو دونوں ہی بہرے اور گونگے ہوگئے اور ان کی شہوت بالکل ختم ہوگئی، اب وہ دونوں بہت پریشان ہوئے صبح جب خُدّام حاضرِ خدمت ہوئے، تو دیکھا کہ بادشاہ اور اس کی نئی ملکہ دونوں ہی گونگے، بہرے اور

اندھے ہوچکے ہیں اوران کے ہاتھ بھی بالکل بے کار ہوچکے ہیں۔

جب یہ خبراس دور کے نبی علیہ السلام کوپہنچی تو انہوں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ان دونوں کے بارے میں عرض کی تو بارگاہِ خداوندی عزوجل سے ارشاد ہوا: ''مَیں ہرگز ان دونوں کو معاف نہیں کروں گا، کیا انہوں نے یہ گمان کرلیا کہ جوحرکت انہوں نے لکڑہارے کے ساتھ کی میں اس سے بے خبر ہوں۔''

(اے ہمارے اللہ عزوجل! ہمیں اپنے عذاب سے محفوظ رکھ اور ہمیں دنیا اور عورت کے فتنے سے محفوظ رکھ، ہماری خطاؤں کو اپنے فضل وکرم سے معاف فرما، دنیا کی محبت سے بچا کر اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے عشق حقیقی کی دولت سے مالا مال فرما۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

؎ دل عشقِ محمد میں تڑپتا رہے ہر دم سینے کو مدینہ میرے اللہ عزوجل بنادے (آمین)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر90:

شیطان کا جال

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام محفل میں تشریف فرما تھے کہ ابلیس ملعون آپ علیہ السلام کے پاس آیا، اس نے اپنے سر پر مختلف رنگوں والی بڑی سی ٹوپی پہن رکھی تھی، ابلیس آپ (علیہ السلام) کے قریب آیا اور رنگین ٹوپی اُتار کر آپ علیہ السلام کے سامنے رکھ دی، پھر کہنے لگا: اے موسیٰ (علیہ السلام)! آپ پر سلامتی ہو۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے پوچھا: ''تُو کون ہے؟'' اس نے کہا: ''میں ابلیس ہوں۔'' آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ سن کر فرمایا: ''تُو ابلیس ہے، اللہ تعالیٰ تجھے سلامتی نہ دے بلکہ برباد کرے، تُو میرے پاس کیوں آیا ہے؟'' اس لعین نے جواب دیا: ''اللہ عزوجل کی بارگاہ میں آپ (علیہ السلام) کا مقام بہت بلند وبرتر ہے، آپ (علیہ السلام) اللہ عزوجل کے برگُزیدہ پیغمبر ہیں، مَیں اسی لئے آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے آیا ہوں۔

آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا: ''یہ مختلف رنگوں والی ٹوپی کیا ہے اور تُو نے یہ کیوں پہن رکھی ہے؟'' ابلیس نے جواب دیا: ''یہ میرا جال ہے، میں اس کے ذریعے لوگوں کے دِلوں کو شکار کرتا ہوں، انہیں اپنے جال میں پھنساتا ہوں اور ان پر

حاوی ہوجاتا ہوں۔''

یہ سن کر آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے استفسار فرمایا: ''کس سبب سے تُو نیک لوگوں پر حاوی ہو جاتا ہے؟'' شیطان نے کہا: ''جب انسان (اپنے اعمال پر) مغرور ہوجائے، اپنی نیکیوں کو بہت زیادہ شمار کرنے لگے اور گناہوں کو بھول جائے تو میں اس پر غالب آجاتا ہوں اور اسے مضبوطی سے جکڑ لیتا ہوں۔''

اے موسیٰ (علیہ السلام)! مَیں آپ کو تین باتوں سے خبر دار کرتا ہوں،

(۱)......کبھی بھی کسی ایسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہنا جو اَجنبیہ (یعنی غیر محرم) ہو کیونکہ جب انسان کسی غیر محرم عورت کے ساتھ ہوتا ہے تو ان دونوں کے درمیان تیسرا مَیں ہوتا ہوں اور انہیں گناہ میں مبتلا کر دیتا ہوں۔

(۲)...... جب کبھی اللہ عزوجل سے کوئی وعدہ کرو تو اسے ضرور پورا کرو، اور اسے پورا کرنے میں جلدی کرو کیونکہ جب بھی کوئی شخص اللہ عزوجل سے وعدہ کرتا ہے تو مَیں اور میرے ساتھی اس کو وعدہ پورا کرنے سے روکتے ہیں۔

(۳)...... جب بھی کسی پر صدقہ کرنے کا ارادہ کرو تو فوراً اس پر عمل کرو کیونکہ جب بھی کوئی شخص ایسا نیک ارادہ کرتا ہے تو مَیں اور میرے ساتھی اسے وَرغلاتے ہیں اور اسے اس نیک عمل سے روکتے ہیں۔ اتنا کہنے کے بعد شیطان مردود آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے رخصت ہوگیا وہ یہ کہتا جا رہا تھا: ''ہائے افسوس! موسیٰ (علیہ السلام) میرے تینوں وَاروں سے واقف ہوگئے، ان کے ذریعے ہی تو میں لوگوں کو بہکاتا ہوں، اب موسیٰ (علیہ السلام) تو لوگوں کو ان باتوں سے آگاہ کر دیں گے۔''

(اللہ عزوجل ہمیں شیطان کے حملوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

حکایت نمبر91: عورت کا فتنہ

حضرت عبد المُنعِم بن ادریس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار شخص تھا جو اپنے زمانے کا سب سے بڑا عبادت گزار شمار کیا جاتا تھا، وہ بستی سے الگ تھلگ ایک مکان میں اللہ عزوجل کی عبادت کیا کرتا، اسی بستی میں تین بھائی اپنی ایک جوان کنواری بہن کے ساتھ رہا کرتے تھے، اچانک ان کے ملک پر دشمن حملہ آور ہوگیا، ان تینوں بہادر نوجوانوں نے جہاد پر جانے کا عزمِ مُصمَّم کرلیا، لیکن انہیں اس بات کی

فکر لاحق ہوئی کہ ہم اپنی جوان بہن کس کے سپرد کرکے جائیں انہوں نے بہت غور وفکر کیا لیکن کوئی ایسا قابل اِعتماد شخص نظر نہ آیا جس کے پاس وہ اپنی جوان کنواری بہن کو چھوڑ کر جاتے، پھر انہیں اس عابد کا خیال آیا اور وہ سب اس بات پر راضی ہوگئے کہ یہ عابد قابل اِعتماد ہے، ہم اپنی بہن کو اس کی نگرانی میں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔

چنانچہ وہ تینوں اس عابد کے پاس آئے اور اسے صورت حال سے آگاہ کیا۔ عابد نے صاف انکار کرتے ہوئے کہا: ''میں یہ ذمہ داری ہرگز قبول نہیں کروں گا، لیکن وہ تینوں بھائی اس کی منت سماجت کرتے رہے بالآخر وہ عابد اس بات پر راضی ہوگیا کہ مَیں تمہاری بہن کو اپنے ساتھ نہیں رکھوں گا بلکہ میرے مکان کے سامنے جو خالی مکان ہے تم اپنی بہن کو اس میں چھوڑ جاؤ، وہ تینوں بھائی اس پر راضی ہوگئے اور اپنی بہن کو اس عابد کے مکان کے سامنے والے مکان میں چھوڑ کر جہاد پر روانہ ہوگئے۔

وہ عابد روزانہ اپنے عبادت خانے سے نیچے اُترتا اور دروازے پر کھانا رکھ دیتا پھر اپنے عبادت خانے کا دروازہ بند کر کے اُوپر اپنے عبادت خانے میں چلا جاتا پھر لڑکی کو آواز دیتا کہ کھانا لے جاؤ، لڑکی وہاں سے کھانا لے کر چلی جاتی۔

اس طرح کافی عرصہ تک عابد اور اس لڑکی کا آمنا سامنا نہ ہوا۔ وقت گزرتا رہا، ایک مرتبہ شیطان مردود نے اس عابد کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ وہ بے چاری اکیلی لڑکی ہے، روزانہ یہاں کھانا لینے آتی ہے، اگر کسی دن اس پر کسی مرد کی نظر پڑ گئی اور وہ اس کے عشق میں گرفتار ہوگیا تو یہ کتنی بری بات ہے، کم از کم اتنا تو کر کہ دن کے وقت تو اس لڑکی کے دروازے پر کھانا رکھ آیا کر، تاکہ اسے باہر نہ نکلنا پڑے، اس طرح تجھے زیادہ اَجر بھی ملے گا اور وہ لڑکی غیر مردوں کے شر سے بھی محفوظ رہے گی، اس عابد کے دل میں یہ وسوسہ گھر کر گیا اور وہ شیطان کے جال میں پھنس گیا۔

چنانچہ وہ روزانہ دن میں لڑکی کے مکان پر جاتا اور کھانا دے کر واپس آجاتا لیکن اس سے گفتگو نہ کرتا پھر کچھ عرصہ بعد شیطان نے اسے ترغیب دلائی کہ تیرے لئے نیکی کمانے کا کتنا عظیم موقع ہے کہ تُو کھانا اس کے گھر میں پہنچا دیا کر، تاکہ اس لڑکی کو پریشانی نہ ہو، اس طرح تجھے اس کی خدمت کا ثواب زیادہ ملے گا، چنانچہ اس عابد نے اب گھر میں جاکر کھانا دینا شروع کر دیا کچھ عرصہ اسی طرح معاملہ چلتا رہا، شیطان نے اسے پھر مشورہ دیا کہ دیکھ وہ لڑکی کتنے دنوں سے اکیلی اس مکان میں رہ رہی ہے، اسے تنہائی میں وحشت ہوتی ہوگی، اگر تُو اس سے کچھ دیر بات کرلے اور اس کے پاس تھوڑی بہت دیر بیٹھ جائے تو اس کی وحشت ختم ہوجائے گی اور اس طرح تجھے بہت اَجر و ثواب ملے گا۔ عابد پھر شیطان لعین کے چکر میں پھنس گیا اور اس نے اب لڑکی کے پاس بیٹھنا اور اس سے بات چیت کرنا شروع کردی، پہلے پہل تو اس طرح ہوا کہ وہ عابد اپنے عبادت خانے سے بات کرتا اور لڑکی اپنے مکان سے، پھر وہ دونوں دروازوں پر آکر گفتگو کرنے لگے، پھر شیطان کے اُکسانے پر وہ عابد اس لڑکی کے مکان

میں جا کر اس کے پاس بیٹھتا اور باتیں کرتا، بالآخر شیطان نے اب اسے ورغلانا شروع کر دیا کہ دیکھ یہ لڑکی کتنی خوبصورت ہے! کیسی حسین وجمیل ہے! جب اس نے جوان لڑکی کی جوانی پر نظر ڈالی تو اس کے دل میں گناہ کا اِرادہ ہوا۔ ایک دن اس نے لڑکی سے بہت زیادہ قربت اِختیار کی اور اس کی ران پر ہاتھ رکھا پھر اس سے بوس وکنار کیا، بالآخر اس بدبخت عابد نے شیطان کے بہکاوے میں آکر اس لڑکی سے زنا کیا جس کے نتیجے میں لڑکی حاملہ ہوگئی اور اس حمل سے ایک بچہ پیدا ہوا۔

پھر شیطان مردود نے اس عابد کے پاس آکر کہا: ''دیکھ! تیری حرکت کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے، تیرا کیا خیال ہے کہ جب اس لڑکی کے بھائی آئیں گے اور وہ اپنی بہن کو اس حالت میں دیکھیں گے تو تجھے کتنی رسوائی ہوگی اور وہ تیرے ساتھ کیا معاملہ کریں گے؟ تیری بہتری اسی میں ہے کہ تُو اس بچے کو مار ڈال تا کہ انہیں اس واقعہ کی خبر ہی نہ ہو اور تُو رسوائی سے بچ جائے۔''

چنانچہ اس بدبخت نے بچے کو ذبح کر ڈالا اور ایک جگہ دفن کر دیا، اب وہ مطمئن ہوگیا کہ لڑکی اپنی رسوائی کے خوف سے اپنے بھائیوں کو اس واقعے کی خبر نہ دے گی لیکن شیطان ملعون دوبارہ اس عابد کے پاس آیا اور کہا: اے جاہل انسان! کیا تُو نے یہ گمان کر لیا ہے کہ یہ لڑکی اپنے بھائیوں کو کچھ نہیں بتائے گی، یہ تیری بھول ہے، یہ ضرور تیری حرکتوں کے بارے میں اپنے بھائیوں کو آگاہ کرے گی اور تجھے ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا، تیری بہتری اسی میں ہے کہ تُو اس لڑکی کو بھی قتل کر کے دفن کر دے تا کہ معاملہ ہی ختم ہو جائے۔ عابد نے شیطان کے مشورہ پر عمل کیا اور لڑکی کو قتل کر کے اسے بھی بچے کے ساتھ ہی دفن کر دیا اور عابد دوبارہ مصروفِ عِبادت ہوگیا۔

وقت گزرتا رہا جب اس لڑکی کے بھائی جہاد سے واپس آئے تو انہوں نے اس مکان میں اپنی بہن کو نہ پا کر عابد سے پوچھا تو اس نے بڑے مغموم انداز میں روتے ہوئے جواب دیا: ''تمہارے جانے کے بعد تمہاری بہن کا انتقال ہوگیا اور یہ اس کی قبر ہے، وہ بہت نیک لڑکی تھی، اتنا کہنے کے بعد وہ عابد رونے لگا اور اس کے بھائی بھی قبر کے پاس رونے لگے۔ کافی دن وہ اسی مکان میں اپنی بہن کی قبر کے پاس رہے پھر اپنے گھروں کو لوٹ گئے اور انہیں اس عابد کی باتوں پر یقین آگیا۔

ایک رات جب وہ تینوں بھائی اپنے اپنے بستروں پر آرام کے لئے لیٹے اور ان کی آنکھ لگ گئی تو شیطان ان تینوں کے خواب میں آیا اور سب سے بڑے بھائی سے سوال کیا: ''تمہاری بہن کہاں ہے؟'' اس نے کہا: ''وہ تو مر چکی ہے اور فلاں جگہ اس کی قبر ہے۔'' شیطان نے کہا: ''اس عابد نے تم سے جھوٹ بولا ہے، اس نے تمہاری بہن کے ساتھ زنا کیا اور اس سے بچہ پیدا ہوا، پھر اس نے رسوائی کے خوف سے تمہاری بہن اور اس بچے کو مار ڈالا اور ان دونوں کو ایک ساتھ دفن کر دیا، اگر تمہیں یقین نہیں آئے تو تم وہ جگہ کھود کر دیکھ لو۔'' اس طرح اس نے تینوں بھائیوں کو خواب میں آکر ان کی بہن کے متعلق بتایا، جب صبح سب کی

آنکھ کھلی تو سب حیران ہوکر ایک دوسرے سے کہنے لگے: ''رات تو ہم نے عجیب وغریب خواب دیکھا ہے۔'' پھر سب نے اپنا اپنا خواب بیان کیا، بڑا بھائی کہنے لگا: ''یہ محض ایک جھوٹا خواب ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں، لہٰذا اسے ذہن سے نکال دو۔'' چھوٹے بھائی نے کہا: ''میں اس کی ضرور تحقیق کروں گا اور ضرور اس جگہ کو کھود کر دیکھوں گا۔''

چنانچہ وہ تینوں بھائی اسی مکان میں پہنچے اور جب اس جگہ کو کھودا جس کی شیطان نے نشاندہی کی تھی تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہاں ان کی بہن اور ایک بچہ ذبح شدہ حالت میں موجود ہیں۔ چنانچہ وہ اس بدبخت عابد کے پاس پہنچے اور اس سے پوچھا: ''سچ سچ بتا تُو نے ہماری بہن کے ساتھ کیا کیا ہے؟'' عابد نے جب ان کا غصہ دیکھا تو اپنے گناہ کا اعتراف کرلیا اور سب کچھ بتادیا۔ چنانچہ وہ تینوں بھائی اسے پکڑ کر بادشاہ کے دربار میں لے گئے، بادشاہ نے ساری بات سن کر اسے پھانسی کا حکم دے دیا۔

جب اس بدبخت عابد کو پھانسی دی جانے لگی تو شیطان مردود اپنا آخری وار کرنے پھر اس کے پاس آیا اور اسے کہا: ''میں ہی تیرا وہ ساتھی ہوں جس کے مشوروں پر عمل کرکے تو عورت کے فتنے میں مبتلا ہوا، پھر تُو نے اسے اور اس کے بچے کو قتل کردیا، ہاں! اگر آج تُو میری بات مان لے گا تو میں تجھے پھانسی سے رہائی دلوا دوں گا۔'' عابد نے کہا: ''اب تو مجھ سے کیا چاہتا ہے؟'' شیطان لعین بولا: ''**تو اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اِنکار کردے** اور کافر ہوجا، اگر تُو ایسا کرے گا تو میں تجھے آزاد کروادوں گا۔'' یہ سن کر کچھ دیر تو عابد سوچتا رہا لیکن پھر دنیاوی عذاب سے بچنے کی خاطر اُس نے اپنی زبان سے کفریہ کلمات بکے اور اللہ عزوجل کی وحدانیت کا منکر ہوگیا (والعیاذ باللہ تعالیٰ)۔ جب شیطان ملعون نے اس بدبخت عابد کا ایمان بھی برباد کروادیا تو اُسے حالتِ کفر میں پھانسی دے دی گئی اور وہ فوراً اپنے ساتھیوں سمیت وہاں سے غائب ہوگیا۔''

شیطان کی شیطانیت کے بارے میں قرآن کریم بیان فرماتا ہے:

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ○ (پ۲۸، الحشر:۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: شیطان کی کہاوت جب اس نے آدمی سے کہا کفر کر پھر جب اس نے کفر کرلیا بولا میں تجھ سے الگ ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا رب۔

(تفسیر القرطبی، سورة الحشر، تحت الآیة:۱۶، الجزء الثامن عشر، جلد۹، ص ۳۰ تا ۳۲)

(اے ہمارے پروردگار عزوجل! عورت کے فتنوں اور شیطان کی مکاریوں سے ہماری حفاظت فرما، ہمیں دنیوی اور اُخروی ذلت ورسوائی اور عذاب سے محفوظ فرما، ہماری عصمتوں اور ہمارے ایمان کی حفاظت فرما، اے اللہ عزوجل! ہم تیری ہی عطا سے مسلمان ہیں، تجھے تیرے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ! ہمارا خاتمہ بالخیر فرما)

مسلماں ہے عطار تیری عطا سے ہو اِیمان پر خاتمہ یا الٰہی عزوجل

آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم

حکایت نمبر92: ساداتسے محبت پر دُگنا انعام

حضرت سیدنا ابو عبداللہ واقدی قاضی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ عید کے موقع پر ہمارے پاس خرچ وغیرہ کے لئے کچھ بھی رقم نہ تھی، بڑی تنگدستی کے دن تھے، ان دنوں یحیٰی بن خالد برمکی حاکم تھا، عید روز بروز قریب آرہی تھی، ہمارے پاس کچھ بھی نہ تھا، چنانچہ میری ایک خادمہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی: ''عید بالکل قریب ہے اور گھر میں کچھ بھی خرچہ وغیرہ نہیں، آپ کوئی ترکیب کیجئے تاکہ گھر والے عید کی خوشیوں میں شریک ہوسکیں۔

خادمہ کی یہ بات سن کر مَیں اپنے ایک تاجر دوست کے پاس گیا اور اس کے سامنے اپنی حالتِ زار بیان کی۔ انہوں نے فوراً مجھے ایک مہر بند تھیلی دی، جس میں بارہ سو درہم تھے، میں انہیں لے کر گھر آیا اور وہ تھیلی گھر والوں کے حوالے کردی، گھر والوں کو کچھ ڈھارس ہوئی کہ اب عید اچھی گزر جائے گی، ابھی ہم نے اس تھیلی کو کھولا بھی نہ تھا کہ میرا ایک دوست میرے پاس آیا جس کا تعلق سادات کے گھرانے سے تھا، اس نے آکر بتایا: ''ان دنوں ہمارے حالات بہت خراب ہیں اور عید بھی قریب آگئی ہے، گھر میں خرچہ وغیرہ بالکل نہیں، اگر ہوسکے تو مجھے کچھ رقم قرض دے دو۔'' اپنے اس دوست کی بات سن کر میں اپنی زوجہ کے پاس گیا اور اسے صورتحال سے آگاہ کیا، وہ کہنے لگی: ''اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟'' میں نے کہا: ''ہم اس طرح کرتے ہیں کہ آدھی رقم اس سیدزادے کو قرض دے دیتے ہیں اور آدھی ہم خرچ میں لے آئیں گے، اس طرح دونوں کا گزارہ ہو جائے گا۔''

یہ سن کر میری زوجہ نے عشقِ رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم میں ڈوبا ہوا جملہ کہا جس نے میرے دل میں بہت اثر کیا، وہ کہنے لگی: ''جب تیرے جیسا ایک عام شخص اپنے دوست کے پاس اپنی حاجت مندی کا سوال لے کر گیا تو اس نے تجھے بارہ سو درہم کی تھیلی عطا کی، اور اب جبکہ تیرے پاس دو عالم کے مختار، سید الابرار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی اولاد میں سے ایک شہزادہ اپنی حاجت لے کر آیا ہے تو تُو اسے آدھی رقم دینا چاہتا ہے کیا تیرا عشق اس بات کو گوارا کرتا ہے؟ یہ ساری رقم اس سیدزادے کے قدموں پر نچھاور کر دے، اپنی زوجہ سے یہ محبت بھرا کلام سن کر میں نے وہ ساری رقم اٹھائی اور بخوشی اپنے دوست کو دے دی، وہ دعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔''

میرا وہ سیدزادہ دوست جیسے ہی اپنے گھر پہنچا تو اس کے پاس میرا وہی تاجر دوست آیا اور اس سے کہا: ''میں ان دنوں بہت تنگ دستی کا شکار ہوں، مجھے کچھ رقم اُدھار دے دو۔'' یہ سن کر اُس سیدزادے نے وہ رقم کی تھیلی میرے اس تاجر دوست کو دے دی جو میں اسی (تاجر) سے لے کر آیا تھا، جب میرے اس تاجر دوست نے وہ رقم کی تھیلی دیکھی تو فوراً پہچان گیا اور میرے پاس آکر پوچھنے لگا: ''جو رقم تم مجھ سے لے کر آئے ہو، وہ کہاں ہے؟'' میں نے اسے تمام واقعہ بتایا تو وہ کہنے لگا: ''اِتّفاق سے وہی سیدزادہ میرا بھی دوست ہے، میرے پاس صرف یہی بارہ سو درہم تھے جو میں نے آپ کو دے دیئے، آپ نے اس سیدزادے کو دیئے اور اس نے وہ مجھے دے دیئے اس طرح ہم میں سے ہر ایک نے اپنے آپ پر دوسرے کو ترجیح دی اور دوسرے کی خوشی کی خاطر اپنی خوشی قربان کردی۔''

ہمارے اس واقعے کی خبر کسی طرح حاکمِ وقت یحییٰ بن خالد برمکی کو پہنچ گئی، اس نے فوراً اپنا قاصد بھیجا جس نے میرے پاس آکر یحییٰ بن خالد برمکی کا پیغام دیا: ''مَیں اپنی کچھ مصروفیات کی بناء پر آپ کی طرف سے غافل رہا اور مجھے آپ کے حالات کے بارے میں پتہ نہ چل سکا، اب میں غلام کے ہاتھ دس ہزار دینار بھیج رہا ہوں، ان میں سے دو ہزار آپ کے لئے، دو ہزار آپ کے تاجر دوست کے لئے اور دو ہزار اس سیدزادے کے لئے باقی چار ہزار دینار تمہاری عظیم وسعادت مند بیوی کے لئے کیونکہ وہ تم سب سے زیادہ غنی، افضل اور عشقِ رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کی پیکر ہے۔''

{اللہ عزَّوجلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم}

(اے ہمارے پروردگار عزَّوجلَّ! ہمیں بھی ان پاکیزہ اور نیک سیرت لوگوں کے صدقے اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ خوب خیر خواہی کرنے کا جذبہ عطا فرما اور مل جل کر دین کا کام کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر93:

سفید محل

حضرت سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دس افراد پر مشتمل ایک قافلہ یمن کی جانب روانہ فرمایا۔ مَیں بھی اس قافلے میں شریک تھا، قافلہ جانبِ منزل رواں دواں تھا، دورانِ سفر ہمارا قافلہ ایک ایسی بستی کے قریب سے گزرا جسے دیکھ کر ہمیں بہت زیادہ حیرت ہوئی۔ اس بستی میں بہترین قسم کی عمارتیں تھیں، ہمارے رفقاء نے کہا: ''کیا ہی اچھا ہو اگر ہم اس بستی میں داخل ہو جائیں اور یہاں کے حالات معلوم کریں۔''

چنانچہ ہمارا قافلہ اس خوبصورت بستی میں داخل ہوا، اس کی خوبصورتی دیکھ کر ہماری حیرانگی اِنتہاء کو پہنچ چکی تھی، ایسا لگ

رہا تھا جیسے اس کی تمام عمارتوں کو سونے چاندی سے ڈھانپ دیا گیا ہو، اس کی عمارتیں ایسی تھیں جیسی ہم نے کبھی نہ دیکھی تھیں، اس بستی میں ایک **سفید محل** تھا جس کی سفیدی خالص برف جیسی تھی اور اس کا صحن بھی اسی طرح سفید تھا، وہاں پر بہترین لباس میں ملبوس چند کنواری خوبصورت نوجوان لڑکیاں موجود تھیں، ان کے درمیان میں ایک نہایت ہی حسین وجمیل دوشیزہ تھی جس کا حُسن ان سب لڑکیوں پر غالب تھا، دوسری لڑکیاں اس کے گرد گھوم رہی تھیں اور وہ دف بجاتے ہوئے یہ شعر گنگنا رہی تھی:

مَعْشَرَ الْحُسَّادِ مُوْتُوْا كَمَدًا　　　كَذَا تَكُوْنُ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا

غُيِّبَ عَنَّا مَنْ نَعَانَا حَسَدًا　　　وَكَانَ وَحْدَهُ الْتَقٰى الْأَنْكَدَا

ترجمہ: اے حسد کرنے والو! تم شدتِ غم سے مرجاؤ، ہم تو اسی طرح عیش وعشرت سے زندگی گزاریں گی، جو ہم سے حسد کرتے ہوئے ہمیں موت کی خبر دیتا ہے وہ خود ہی غمگین اور محروم ہو کر پھینک دیا جاتا ہے (یعنی مرجاتا ہے)۔

وہ دوشیزہ اِنہی اَشعار کی تکرار کر رہی تھی، وہاں اس بستی میں ایک بہترین حوض بنا ہوا تھا، جس میں صاف شفاف پانی تھا، قریب ہی ایک چھوٹی سی بہترین چراگاہ تھی جس میں بہترین قسم کے جانور چر رہے تھے، عمدہ نسل کے گھوڑے، اُونٹ، گائے اور گھوڑے کے چھوٹے چھوٹے بچے وہاں موجود تھے، قریب ہی ایک گول محل بنا ہوا تھا۔ ہم اس جگہ کا حسن وجمال اور زیب وزینت دیکھ کر محوِ حیرت تھے۔ ہمارے بعض رفقاء نے کہا: ''ہم کچھ دیر یہاں قیام کر لیتے ہیں تاکہ یہاں کے مناظر سے لُطف اندوز ہوسکیں اور ہمیں اس خوبصورت بستی میں کچھ دیر آرام میسر آجائے۔ چنانچہ ہم نے وہیں اپنے کجاوے اُتارے (اور سامان کو ترتیب دینے لگے) اتنے میں محل کی جانب سے کچھ لوگ آئے، ان کے پاس چٹائیاں تھیں، انہوں نے آتے ہی وہ چٹائیاں بچھا دیں پھر ان پر انواع واقسام کے کھانے چُن دیئے، پھر ہمیں کھانے کی دعوت دی۔ ہم نے کھانا کھایا، اس کے بعد کچھ دیر آرام کیا اور وہاں کے نظاروں سے لُطف اَندوز ہوتے رہے پھر ہم نے وہاں سے کوچ کرنے کا ارادہ کیا اور اپنے کجاوے کسنے لگے۔

ہمیں جاتا دیکھ کر محل کی جانب سے چند لوگ آئے اور کہا: ''ہمارا سردار تمہیں سلام کہتا ہے اور اس نے پیغام بھجوایا ہے کہ مَیں معذرت خواہ ہوں کہ آپ سے ملاقات نہ کرسکا اور کَمَا حَقُّہٗ آپ کی خدمت نہ کرسکا، ان دنوں ہمارے ہاں ایک جشن کی تیاری ہو رہی ہے جس کی مصروفیت اتنی زیادہ ہے کہ میں آپ لوگوں سے ملاقات نہیں کرسکتا، برائے کرم! میری اس تقصیر کو معاف فرمانا، آپ لوگ ہمارے مہمان ہیں، آپ جب تک چاہیں ہمارے ہاں قیام فرمائیں۔''

بادشاہ کا یہ پیغام سن کر ہم نے ان لوگوں سے کہا: ''اب ہم یہاں مزید نہیں ٹھہر سکتے، ہماری منزل ابھی بہت دور ہے، ہم اب جانا چاہتے ہیں، اللہ عزوجل تمہیں اس مہمان نوازی کی اچھی جزاء اور برکتیں عطا فرمائے۔''

جب ہم جانے لگے تو ان خادموں نے ہمیں بہت سا کھانا اور کافی ساز وسامان دیا اور اتنا زادِراہ دیا کہ وہ ہمارے تمام

سفر کے لئے کافی تھا۔ پھر ہم وہاں سے رخصت ہو کر اپنی منزل کی طرف چل دیئے، جب ہماری واپسی ہوئی تو ہم اس راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے سے مدینہ منوّرہ پہنچے۔ کافی عرصہ گزر گیا اور جب حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو ان کے ایک وفد کے ساتھ مَیں دوبارہ سوئے یمن روانہ ہوا، میں نے اپنے رفقاء کو اس بستی کے متعلق بتایا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ہم نے ایک عظیم الشان بستی دیکھی تھی، پھر میں نے ان کو وہ سارا واقعہ بتایا۔ یہ سن کر ان کا تَجَسُّس بڑھا اور ان میں سے ایک شخص نے کہا: ''کیا ہی بہتر ہو اگر ہم بھی اس بستی کو دیکھ لیں۔''

چنانچہ ہم اسی بستی کی طرف چل دیئے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو میں اس جگہ کو دیکھ کر بہت حیران ہوا کیونکہ اب تو وہاں کا نقشہ ہی بدل چکا تھا، اب وہاں عظیم الشان محل تھا نہ ہی اس کا بہترین سفید فرش بلکہ وہاں ویرانی چھائی ہوئی تھی اور ریت کے ڈھیر لگے ہوئے تھے، عمارتیں کھنڈرات میں تبدیل ہو چکی تھیں، چراگاہ میں جانوروں کا نام ونشان تک نہ تھا، بڑی بڑی خودرو گھاس نے ساری چراگاہ کو وحشت ناک بنا دیا تھا، تالاب میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ تھا۔

الغرض! چند سال قبل جہاں ہر قسم کی زیب وزینت تھی اب وہاں ویرانی چھائی ہوئی تھی، اب وہاں نہ تو خُدّام تھے نہ ہی لونڈیاں۔ ہم سب اس منظر کو دیکھ کر محوِ حیرت تھے کہ ان تباہ وبرباد عمارتوں میں ہمیں ایک شخص نظر آیا۔ میں نے اپنے ایک رفیق کو یہ کہتے ہوئے بھیجا کہ ''ہم اس شخص سے دُور ہی رہتے ہیں، تم جاؤ اور وہاں کے حالات معلوم کر کے آؤ اور دیکھو! یہ شخص کون ہے؟'' میرا دوست وہاں گیا اور کچھ ہی دیر بعد وہ خوف زدہ سا ہماری جانب پلٹا۔ میں نے پوچھا: ''تم نے وہاں کیا دیکھا ہے کہ اتنے پریشان ہو رہے ہو؟'' وہ کہنے لگا: ''جب میں اس شخص کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ ایک بوڑھی اور اندھی عورت ہے، جب اس نے میری آہٹ محسوس کی تو کہنے لگی: تجھے اس کی قسم جس نے تجھے صحیح وسالم بھیجا ہے، میری آنکھوں کا نور تو ضائع ہو چکا تم جو بھی ہو میرے پاس آؤ (یہ سن کر میں وہاں سے واپس آ گیا ہوں)۔''

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: پھر مَیں بوسیدہ اور ٹوٹی پھوٹی سیڑھیاں چڑھتا ہوا اس ویران عمارت میں پہنچا جہاں وہ بڑھیا موجود تھی۔ اس بڑھیا نے کہا: ''تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو؟'' میں نے کہا: ''تُو کون ہے اور یہاں اس ویرانے میں تیرے ساتھ کون کون رہتا ہے؟'' یہ سن کر بڑھیا بولی: میرا نام ''عمیرہ'' ہے اور مَیں اس بستی کے سردار **ذویل** کی بیٹی ہوں، میرا باپ ایسا سخی اور فیاض تھا کہ راہ گیروں کو بلا بلا کر مہمان نوازی کرتا اور لوگ ہماری اس بستی میں قیام کیا کرتے تھے اور یہاں چند سال پہلے مہمانوں کی خوب ضیافتیں ہوا کرتی تھیں، پھر اس بڑھیا نے یہ شعر پڑھا:

وَمِنْ مَعْشَرٍ صَارُوْا رَمِیْمًا   اَبُوْهُمْ كَرِیْمٌ اَبُو الْجِحَافِ بِالْخَیْرِ ذُوَیْلُ

ترجمہ: اور وہ لشکر بوسیدہ وخراب بے یار و مددگار ہو گئے جن کا باپ ذویل ایسا کریم تھا جو خیر کی طرف بہت رغبت کرتا تھا۔

میں نے اس بڑھیا سے کہا: ''تمہارے باپ اور تمہاری باقی قوم کا کیا ہوا؟'' کہنے لگی: ''انہیں موت نے آلیا، وہ اس دارِفانی سے رخصت ہو گئے، زمانے نے انہیں فنا کر دیا، ان کے بعد مَیں اس پرندے کے بچے کی طرح ہوگئی ہوں جو کمزور گھونسلے میں اکیلا بیٹھا ہو۔'' میں نے اس سے کہا: ''کیا تمہیں یاد ہے کہ چند سال پہلے ایک مرتبہ ہم یہاں سے گزرے تھے، اس وقت یہ جگہ آباد تھی اور یہاں جشن کی تیاریاں ہورہی تھیں، اس محل کے صحن میں چند لڑکیاں ایک حسین وجمیل دوشیزہ کے گرد جمع تھیں اور وہ دوشیزہ دف بجاتے ہوئے یہ شعر گنگنا رہی تھی:

مَعْشَرَ الْحُسَّادِ مُوْتُوْا کَمَدًا

ترجمہ: اے حاسدو! تم شدتِ غم سے مرجاؤ۔

یہ سن کر بوڑھی عورت نے روتے ہوئے کہا: ''اللہ عزوجل کی قسم! مجھے وہ دن اچھی طرح یاد ہے، ان لڑکیوں میں میری بہن بھی تھی اور دف بجا کر شعر گنگنانے والی دوشیزہ مَیں ہی تھی۔

یہ سن کر میں نے کہا: ''اگر تم پسند کرو تو ہم تجھے اپنے ساتھ اپنے وطن لے جائیں اور تم ہمارے اہل خانہ کے ساتھ رہو؟ میری یہ بات سن کر اس نے کہا: ''یہ بات مجھ پر بہت گراں ہے کہ میں اپنی اس جگہ کو چھوڑ دوں، مَیں اسی جگہ رہنا پسند کروں گی یہاں تک کہ مجھے بھی اپنے باپ اور قوم کی طرح موت آجائے اور میں بھی اس دنیائے ناپائیدار سے رخصت ہو جاؤں۔''

پھر میں نے پوچھا: ''تمہارے کھانے پینے کا بندوبست کس طرح ہوتا ہے؟'' اس نے کہا: ''یہاں سے قافلے گزرتے ہیں اور میرے لئے کھانا وغیرہ پھینک جاتے ہیں، مَیں اسے کھا کر گزارا کر لیتی ہوں اور یہاں ایک گھڑا موجود ہے جو پانی سے بھرا رہتا ہے، مَیں نہیں جانتی کہ اسے کون بھرتا ہے، بس اسی میں سے میں پانی پی لیتی ہوں، اس طرح میری زندگی کے دن گزر رہے ہیں۔''

پھر اس نے مجھ سے پوچھا: ''اے مسافر! کیا تمہارے قافلے میں کوئی عورت ہے؟ میں نے کہا: ''نہیں۔'' پھر پوچھا: ''کیا تمہارے پاس کوئی سفید چادر ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں، چادر تو ہے۔'' پھر میں نے اسے دو چادریں لا کر دیں جو بالکل نئی تھیں۔ چادریں لے کر وہ ایک طرف چلی گئی، کچھ دیر بعد انہیں پہن کر واپس آئی اور کہنے لگی: ''میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ مَیں دُلہن بنی ہوئی ہوں اور ایک گھر سے دوسرے گھر کی جانب جارہی ہوں، یہ خواب دیکھ کر مجھے گمان ہو رہا ہے کہ میں آج مرجاؤں گی، کاش! کوئی عورت ہوتی جو میرے غسل وغیرہ کا اِنتظام کر دیتی۔'' ابھی وہ بوڑھی عورت مجھ سے یہ باتیں کر ہی رہی تھی کہ یکدم زمین پر گری اور اس کی روح قَفَسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ ہم نے اسے تیمّم کرایا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی پھر اسے وہیں دفن کر دیا۔

جب میں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور انہیں یہ واقعہ بتایا تو وہ رونے لگے اور فرمایا: ''اگر میں تمہاری جگہ وہاں ہوتا تو ضرور ایک کریم وفیاض باپ کی اس بیکس و بے بس بیٹی کو اپنے ساتھ لے آتا لیکن مقدَّر کی بات

ہے، اس کے نصیب میں یہی لکھا تھا۔'' {اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(اللہ عزوجل ہر مسلمان کی مغفرت فرمائے اور ہمیں غیروں کی محتاجی سے بچا کر صرف اپنا محتاج رکھے، چار روزہ اس نیرنگیٔ دُنیا کے دھوکے سے محفوظ رکھے اور موت سے پہلے موت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں اپنے انجام کو ہر وقت پیش نظر رکھتے ہوئے آخرت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے، دنیوی نعمتوں پر غرور و تکبر کرنے سے ہمیں محفوظ رکھے، صرف اور صرف اپنی رضا کی خاطر تمام نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور صبر و قناعت کی دولت عطا فرمائے اور ہمیں مفلسی سے بچائے۔آمین)

نہ محتاج کر تو جہاں میں کسی کا　　مجھے مفلسی سے بچا یا الٰہی عزوجل!

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر94:

چند نصیحتیں

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن حفص الجمحی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ ایک قافلہ سفر پر روانہ ہوا اور اہلِ قافلہ راستہ بھول گئے، انہیں بڑی پریشانی ہوئی بالآخر ایک طرف انہیں آبادی کے آثار نظر آئے اور وہ اسی سمت چل دیئے۔ بستی سے دور ایک راہب اپنی عبادت گاہ میں مشغولِ عبادت تھا۔ سارے قافلے والے وہاں پہنچے اور راہب کو آواز دی۔ راہب نے آواز سن کر نیچے جھانکا تو قافلے والوں نے کہا: ''ہم راستہ بھول گئے ہیں، برائے کرم! صحیح راستے کی طرف ہماری رہنمائی کرو۔'' یہ سن کر اس راہب نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا: ''تمہاری (اصلی) منزل اس طرف ہے۔'' راہب کی یہ بات سن کر قافلے والے جان گئے کہ راہب ہمیں یہ سمجھانا چاہتا ہے کہ اصلی منزل تو آخرت کی منزل ہے۔

پھر قافلے والوں میں سے بعض نے کہا: ''ہم اس راہب سے کچھ نصیحت آموز باتیں سن لیں تو بہتر ہوگا۔'' چنانچہ وہ راہب سے کہنے لگے: ''ہم تجھ سے کچھ سوالات کرنا چاہتے ہیں، کیا تم جواب دینا پسند کرو گے؟'' یہ سن کر وہ بولا: ''جو پوچھنا ہے جلدی پوچھو لیکن سوالات میں کثرت نہ کرنا کیونکہ جو دن گزر گیا وہ کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا اور جو عمر گزر گئی وہ کبھی پلٹ کر نہیں آئے گی پس جو آخرت میں کامیابی کا طالب ہو اسے چاہئے کہ جلد از جلد اپنی آخرت کے لئے زادِ راہ تیار کرلے۔'' قافلے والے اس راہب سے یہ حکمت بھری باتیں سن کر بہت حیران ہوئے اور اس سے پوچھا: ''کل بروز قیامت مخلوق اپنے خالقِ حقیقی عزوجل کے سامنے کس حالت میں ہوگی؟'' اس نے جواب دیا: ''اپنی اپنی نیتوں کے مطابق وہ بارگاہ خداوندی عزوجل میں حاضر ہوں گے، پھر

انہوں نے پوچھا: ''نجات کا بہترین راستہ کیا ہے؟''

راہب نے جواب دیا: ''تمہارے نیک اعمال جو تم آگے بھیجتے ہو وہ تمہاری نجات کا باعث بنیں گے۔'' اہلِ قافلہ نے کہا: ''اے راہب! ہمیں مزید نصیحت کرو۔'' اس نے کہا: ''اپنے لئے اتنا ہی زادِراہ لو جتنا تمہارا سفر ہے اور دنیاوی سفر کے لئے صرف اتنا ہی توشہ کافی ہے جتنا ایک جانور کے لئے ہوتا ہے۔'' اس کے بعد راہب نے اہل قافلہ کو راستہ بتایا اور اپنی عبادت گاہ میں داخل ہو گیا۔''

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر95:

اخلاص فروش مسلمان

حضرت سیدنا مبارک بن فُضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ''کسی علاقے میں ایک بہت بڑا درخت تھا، لوگ اس کی پوجا کیا کرتے تھے اور اس طرح اس علاقے میں کفر وشرک کی وبا بہت تیزی سے پھیل رہی تھی۔ ایک مسلمان شخص کا وہاں سے گزر ہوا تو اسے یہ دیکھ کر بہت غُصّہ آیا کہ یہاں غیر اللہ کی عبادت کی جارہی ہے۔ چنانچہ وہ جذبہ توحید سے معمور بڑی غضبناک حالت میں کلہاڑا لے کر اس درخت کو کاٹنے چلا، اس کے ایمان نے یہ گوارا نہ کیا کہ اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کی عبادت کی جائے۔ اسی جذبہ کے تحت وہ درخت کاٹنے جارہا تھا کہ شیطان مردود اس کے سامنے اِنسانی شکل میں آیا اور کہنے لگا: ''تُو اتنی غضبناک حالت میں کہاں جارہا ہے؟'' اس مسلمان نے جواب دیا: ''میں اس درخت کو کاٹنے جارہا ہوں جس کی لوگ عبادت کرتے ہیں۔'' یہ سُن کر شیطان مردود نے کہا: ''جب تُو اس درخت کی عبادت نہیں کرتا تو دوسروں کا اس درخت کی عبادت کرنا تجھے کیا نقصان دیتا ہے؟ تُو اپنے اس ارادے سے باز رہ اور واپس چلا جا۔'' اس مسلمان نے کہا: ''میں ہرگز واپس نہیں جاؤں گا۔'' معاملہ بڑھا اور شیطان نے کہا: ''میں تجھے وہ درخت نہیں کاٹنے دوں گا۔''

چنانچہ دونوں میں کُشتی ہوگئی اور اس مسلمان نے شیطان کو پچھاڑ دیا، پھر شیطان نے اسے لالچ دیتے ہوئے کہا: ''اگر تُو اس درخت کو کاٹ بھی دے گا تو تجھے اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ میرا مشورہ ہے کہ تو اس درخت کو نہ کاٹ، اگر تُو ایسا کرے گا تو روزانہ تجھے اپنے تکیے کے نیچے سے دو دینار ملا کریں گے۔'' وہ شخص کہنے لگا: ''کون میرے لئے دو دینار رکھا کرے گا۔'' شیطان نے کہا: ''میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ روزانہ تجھے اپنے تکیے کے نیچے سے دو دینار ملا کریں گے۔'' وہ شخص شیطان کی اِن لالچ بھری باتوں میں آگیا اور دو دینار کی لالچ میں اس نے درخت کاٹنے کا ارادہ ترک کیا اور واپس گھر لوٹ آیا۔ پھر جب صبح

بیدار ہوا تو اس نے دیکھا کہ تکیے کے نیچے دو دینار موجود تھے۔

پھر دوسری صبح جب اس نے تکیہ اٹھایا تو وہاں دینار موجود نہ تھے، اسے بڑا غُصّہ آیا اور کلہاڑا اٹھا کر پھر درخت کاٹنے چلا۔شیطان پھر انسان کی شکل میں اس کے پاس آیا اور کہا:''کہاں کا ارادہ ہے؟'' وہ کہنے لگا:''مَیں اس درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں جس کی لوگ عبادت کرتے ہیں، میں یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ لوگ غیر خدا کی عبادت کریں، لہٰذا میں اس درخت کو کاٹ کر ہی دم لوں گا۔'' شیطان نے کہا:''تُو جھوٹ بول رہا ہے، اب تُو کبھی بھی اس درخت کو نہیں کاٹ سکتا۔'' چنانچہ شیطان اور اس شخص کے درمیان پھر سے کُشتی شروع ہوگئی۔ اِس مرتبہ شیطان نے اس شخص کو بری طرح پچھاڑ دیا اور اس کا گلا دبانے لگا قریب تھا کہ اس شخص کی موت واقع ہو جاتی۔اس نے شیطان سے پوچھا:''یہ تو بتا کہ تُو ہے کون؟'' شیطان نے کہا:''میں ابلیس ہوں اور جب تُو پہلی مرتبہ درخت کاٹنے چلا تھا تو اس وقت بھی میں نے ہی تجھے روکا تھا لیکن اس وقت تُو نے مجھے گرا دیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت تیرا غصہ اللہ عزوجل کے لئے تھا لیکن اس مرتبہ میں تجھ پر غالب آ گیا ہوں کیونکہ اب تیرا غُصّہ اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں بلکہ دیناروں کے نہ ملنے کی وجہ سے ہے۔لہٰذا اب تو کبھی بھی میرا مقابلہ نہیں کرسکتا۔''

(اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں ہر عمل میں اخلاص عطا فرما اور ریا کاری کی مذموم بیماری سے ہماری حفاظت فرما کر ہمیں ہر عمل صرف اپنی رضا کی خاطر کرنے کی توفیق عطا فرما اور ہمیں اپنے مخلص بندوں میں شامل فرما۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

کر اِخلاص ایسا عطا یا الٰہی عزوجل ؎ میرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر96: **حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی کرامت**

حضرت سیدنا ابراہیم بن بشار علیہ رحمۃ اللہ الغفّار فرماتے ہیں:''میں حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کی صحبت بابرکت میں چھ سال اور کچھ ماہ رہا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر خاموش رہتے اور ہم سے کبھی بھی کوئی بات نہ پوچھتے بلکہ ہم ہی ان سے کلام کرتے۔ہمیں ایسا محسوس ہوتا جیسے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منہ میں کوئی چیز ڈال کر کلام کرنے سے روک دیا گیا ہو۔میں جب بھی آپ کو دیکھتا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حالت ایسی ہوتی جیسی اس ماں کی ہوتی ہے جس کا بچہ گم ہو گیا ہو اور مجھے دنیا میں

سب سے زیادہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی غمگین نظر آتے اور ایسا لگتا جیسے آپ پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہوں اور آپ کے کلیجے کو غموں نے چھلنی کر دیا ہو، آپ کے پاخانہ اور پیشاب میں خون کی آمیزش ہوتی۔ ہمیں اس کی وجہ یہی نظر آتی کہ شدتِ غم کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ حالت ہوگئی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیں وصیت کرتے ہوئے فرماتے: ''لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرلو، جسے تم نہیں جانتے اسے جاننے کی کوشش نہ کرو اور جسے جانتے ہو اس سے بھی دور رہنے میں ہی عافیت ہے۔''

اسی طرح کی نصیحتیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت سیدنا ابراہیم بن بشار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ میں، حضرت سیدنا ابو یوسف الغسولی اور حضرت ابو عبداللہ سنجاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جہاد کے لئے روانہ ہوئے، چنانچہ ہم چاروں ساحل سمندر پر پہنچے اور کشتی میں سوار ہوگئے۔ جب کشتی چلنے لگی تو اس میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: ''سب مسافر ایک ایک دینار کرایہ ادا کریں، چنانچہ سب نے کرایہ دینا شروع کیا۔ ہماری حالت یہ تھی کہ ہمارے لباس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی شئے نہ تھی۔ جب وہ شخص ہمارے پاس آیا تو حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھڑے ہوئے اور کشتی سے اُتر کر ساحل پر چلے گئے، تھوڑی ہی دیر کے بعد آپ واپس آئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس چار ایسے دینار تھے جن کی چمک سے آنکھیں چندھیا رہی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان دیناروں سے کرایہ ادا کیا۔

کشتی کے لنگر اٹھا دیئے گئے اور سفر شروع ہوگیا، ہماری کشتی کے ساتھ دوسرے ممالک **اسکندریہ، عسقلان، تِنّیس اور دَقیاط** وغیرہ کی کشتیاں بھی سفر کررہی تھیں۔ اس طرح تقریباً سولہ یا سترہ کشتیوں نے ایک ساتھ سفر شروع کیا، قافلے جانبِ منزل رواں دواں تھے کہ ایک رات اچانک تیز ہوائیں چلنا شروع ہوگئیں، ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا، سمندر میں بھونچال سا آگیا، طوفان کا سلسلہ شروع ہوگیا، موجوں میں اِضطراب بڑھتا ہی جارہا تھا، ہمیں اپنی ہلاکت کا یقین ہو چکا تھا، سب لوگوں نے ہاتھ اُٹھائے اور گڑگڑا کر دعائیں مانگنے لگے۔

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی چادر اوڑھے اطمینان وسکون سے ایک جانب سو رہے تھے۔ ایک شخص نے جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس طرح سوتے دیکھا تو آپ کے قریب آکر کہنے لگا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! سمندر میں طوفان آیا ہوا ہے، ہم سب موت کے منہ میں پہنچ چکے ہیں پھر بھی آپ اطمینان سے سو رہے ہیں۔ آپ بھی ہمارے ساتھ مل کر دعا کریں کہ اللہ عزوجل ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا۔ ہم نے نہ تو آپ کے ہونٹ ہلتے دیکھے اور نہ ہی آپ کے منہ

سے کوئی کلام سُنا، یکا یک ایک غیبی آواز گونجی، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ''اے آنے والی شدید ہواؤ! اور اے مضطرب موجو! تم ٹھہر جاؤ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے اوپر ابراہیم بن ادہم (علیہ رحمۃ اللہ الاکرم) موجود ہے۔ یہ آواز گونج رہی تھی لیکن معلوم نہیں کہ یہ آواز کہاں سے آرہی تھی۔ نہ تو سمندر میں کوئی شخص نظر آرہا تھا نہ ہی آسمان کی طرف کوئی ایسا شخص تھا جو یہ صدا بلند کررہا ہو، پھر اس آواز کے گونجتے ہی ہوائیں بالکل بند ہوگئیں، اندھیرا چھٹ گیا اور سمندر میں سکون آگیا، ایک بار پھر ساری کشتیاں ایک ساتھ سفر کرنے لگیں۔

پھر سب کشتیوں کے مالکوں نے آپس میں ملاقات کی، ان میں سے کسی نے کہا: ''کیا تم نے سمندری طوفان کے وقت غیبی آواز سُنی تھی؟'' سب نے بیک زبان کہا: ''ہاں! ہم نے آواز سُنی تھی۔'' پھر سب نے مشورہ کیا کہ جب ہم ساحل پر پہنچیں گے تو ہر شخص کو اس کے رفقاء کے ساتھ کر دیں گے تاکہ ہمیں معلوم ہوجائے کہ وہ غیبی آواز کس شخص کے متعلق تھی پھر ہم اس عظیم شخص سے دعا کروائیں گے جس کی برکت سے ہم ہلاکت سے بچ گئے۔''

جب کشتیاں ساحل سمندر پر پہنچیں تو سب لوگوں نے مطلوبہ قلعے کی طرف پیش قدمی کی۔ جب قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ قلعہ تو بہت مضبوط ہے اور اس کے دروازے لوہے کے ہیں، بظاہر اس کو فتح کرنا بہت دشوار تھا، سب شش و پنج میں تھے۔ بالآخر حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے لوگو! جس طرح میں کہوں تم بھی اسی طرح کہنا، پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ کلمات کہے: '' لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ ''لوگوں نے بھی یہ پاکیزہ کلمات کہے، یکا یک قلعے کی دیوار سے ایک بہت بڑا پتھر گر پڑا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوبارہ فرمایا: ''جس طرح میں کہوں تم بھی ایسے ہی کہنا۔'' چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پھر یہی کلمات فرمائے: '' لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ ''لوگوں نے بھی یہ کلمات دہرائے پھر ایک بہت بڑا پتھر قلعے کی دیوار سے گر گیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تیسری بار بھی یہی کلمات دہرائے اور لوگوں نے بھی کہے تو دیوار سے پھر ایک پتھر گر گیا اور دیوار میں اتنا شگاف ہوگیا کہ باآسانی اس سے گزرا جاسکے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے لوگو! جاؤ اللہ عزوجل کا نام لے کر قلعے میں داخل ہوجاؤ، اللہ عزوجل برکت عطا فرمائے گا لیکن میں تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں: ''تم کسی پر ظلم مت کرنا اور حد سے تجاوز نہ کرنا، میری اس بات کو اچھی طرح یاد رکھنا۔'' لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نصیحتیں سننے کے بعد قلعے میں داخل ہوگئے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہاں سے ہمیں بغیر جہاد کئے اتنا مالِ غنیمت حاصل ہوا کہ ہماری کشتیاں بوجھ سے بھر گئیں۔

پھر ہم واپس ہوئے اور تمام کشتیاں دوبارہ ایک ساتھ چلنے لگیں جب اللہ عزوجل نے ہمیں خیریت سے اپنی منزل تک پہنچا دیا، تو حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے رفقاء کے ساتھ بندرگاہ کی طرف روانہ ہوئے۔آپ نے مالِ غنیمت کی تقسیم پر کوئی اعتراض نہ کیا حالانکہ ان لوگوں نے ہمیں مالِ غنیمت میں سے ایک دینار بھی نہ دیا تھا۔ہم نے باقی مسافروں میں سے ایک سے پوچھا: ''تمہیں کتنا کتنا حصّہ مالِ غنیمت ملا؟'' اس نے کہا: ''ہم میں سے ہر ایک کو تقریباً ایک سو بیس سونے کی اشرفیاں ملیں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** سبحان اللہ عزوجل! قربان جائیں بزرگوں کی شانِ بے نیازی پر کہ جن کی برکت سے فتح ہوئی ان کو ایک درہم بھی نہ ملا لیکن پھر بھی مطالبہ نہ کیا، وہ دنیاوی دولت کے خواہاں نہ تھے بلکہ انہیں تو صرف اللہ عزوجل کی رضا مطلوب تھی، اللہ عزوجل ہمیں بھی ان بزرگوں کے صدقے اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے اور دنیاوی مال کے وبال سے بچائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 97:

ایک ناشپاتی سے چار دن کی بھوک جاتی رہی

حضرت سیدنا سعید بن عثمان علیہ رحمۃ اللہ المنّان فرماتے ہیں: ''ایک دن ہم حضرت سیدنا محمد بن منصور علیہ رحمۃ اللہ الغفور کی خدمت میں حاضر تھے۔آپ کی بارگاہ میں اس وقت زاہدوں اور محدثین کی کثیر تعداد موجود تھی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے: ''ایک دن میں نے روزہ رکھا اور ارادہ کیا کہ اس وقت تک کوئی شے نہیں کھاؤں گا جب تک مجھے معلوم نہ ہو جائے کہ یہ بالکل حلال ذریعے سے حاصل کی گئی ہے اور اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں۔

اس طرح میرا ایک دن گزر گیا لیکن ایسی کوئی شے نہ ملی پھر دوسرا دن گزر گیا لیکن میں نے کوئی چیز نہ کھائی یہاں تک کہ تین دن گزر گئے لیکن میں نے کوئی چیز نہ کھائی صرف چند گھونٹ پانی پی کر گزارہ کیا۔چوتھے دن میں نے کہا کہ آج میں اس عظیم ہستی کے ہاں کھانا کھاؤں گا جس کے رزق کو اللہ عزوجل نے حلال وطیب رکھا ہے اور اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں۔'' چنانچہ مَیں حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ میں حاضری کے لئے روانہ ہوا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں تھے، میں نے سلام کیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا۔مغرب کی نماز کے بعد سب نمازی چلے گئے۔ہم دونوں کے علاوہ صرف ایک اور شخص مسجد میں باقی رہا تو حضرت سیدنا معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے طوسی۔'' میں نے کہا: ''حضور میں حاضر ہوں۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے طوسی! تُو اپنے بھائی کے پاس اس لئے آیا ہے کہ وہ تیرے ساتھ عیش وعشرت کی زندگی گزارے۔'' میں نے دل میں کہا: میں نے تو چار دنوں سے کچھ بھی نہیں کھایا اور بھوک سے میری حالت خراب ہو رہی ہے، میرے پاس رات کے کھانے کو کچھ بھی نہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ دیر خاموش رہے، پھر فرمایا: ''میرے قریب آؤ۔'' میں بڑی مشکل سے اُٹھا کمزوری کی وجہ سے اٹھنا مشکل ہو رہا تھا بہر حال میں قریب چلا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میرا سیدھا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنی اُلٹی آستین میں داخل کیا تو مجھے وہاں ناشپاتی جیسا ایک پھل ملا جو کچھ سخت تھا اور ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اسے دانتوں سے چبایا گیا ہو۔

میں نے وہ پھل کھایا تو اس میں مجھے بہترین قسم کا ذائقہ محسوس ہوا۔ وہ پھل اتنا لذیذ تھا کہ اس کا ذائقہ بیان سے باہر ہے۔ اسے کھاتے ہی میری بھوک ختم ہوگئی اور پانی کی بھی حاجت نہ رہی، یہ دیکھ کر مسجد میں بیٹھے ہوئے اس اَجنبی شخص نے کہا: کیا تم ہی ابوجعفر ہو؟ میں نے کہا: ''جی ہاں! میں ہی ابوجعفر ہوں اور میں نے آج تک کبھی بھی ایسا لذیذ اور خوش ذائقہ پھل نہیں کھایا جیسا آج کھایا ہے۔'' پھر حضرت سیدنا محمد بن منصور علیہ رحمۃ اللہ الغفور ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''جب تک میں دنیا میں زندہ رہوں تم میرے اس واقعے کی ہرگز تشہیر نہ کرنا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر98:

گدڑی میں لعل

حضرت سیدنا احمد بن بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''ایک مرتبہ سفر کرتے ہوئے میں ایک ویران جنگل میں پہنچا۔ کچھ دور بانس کی بنی ہوئی ایک جھونپڑی نظر آئی۔ میں اسی طرف چل دیا۔ وہاں میں نے ایک بوڑھا شخص دیکھا جو کوڑھ کے مرض میں مبتلا تھا اور کیڑے اس کے جسم کو کھا رہے تھے۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر مجھے اس پر بہت ترس آیا، میں نے کہا: ''اے بزرگ! اگر آپ چاہیں تو میں اللہ عزوجل سے دعا کروں کہ وہ آپ کو صحت عطا فرمادے؟'' میری یہ بات سن کر جب اس بزرگ نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو معلوم ہوا کہ وہ نابینا ہے۔ پھر اس نے کہا: ''اے یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! اگر تجھے اپنی دعا کی قبولیت پر اتنا ہی ناز ہے تو اپنے لئے دعا کیوں نہیں کرتا کہ اللہ عزوجل تیرے دل سے اناروں کی محبت نکال دے؟'' اس بزرگ کی یہ بات سن کر میں بہت حیران ہوا۔ میں نے اللہ عزوجل سے عہد کیا تھا کہ نفسانی خواہش کی خاطر کبھی بھی کوئی چیز نہ کھاؤں گا بلکہ جس چیز کی نفس تمنا کرے گا اسے ترک کردوں گا لیکن مجھے انار بہت پسند تھے، انہیں ترک کرنے پر

میں قادر نہ ہوسکا۔ اس بزرگ نے میری اس حالت کو جان لیا اور کہا: ''پہلے اپنے لئے دعا کرو، میں اس بیماری کی حالت میں بھی اپنے رب عزوجل سے راضی ہوں۔'' پھر اس بزرگ نے مجھ سے کہا: ''جاؤ! اور کبھی بھی اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے ٹکر نہ لینا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 99:

ملاوٹ کرنے کی سزا

حضرت عبدالحمید بن محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا اور عرض کی: ''حضور! ہم بہت سے لوگ حج کرنے آئے ہیں۔ صفا و مروہ کی سعی کے دوران ہمارے ایک دوست کا انتقال ہوگیا۔ غسل و تکفین وغیرہ کے بعد اسے قبرستان لے جایا گیا۔ جب اس کے لئے قبر کھودی تو ہم یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ایک بہت بڑا **اژدھا قبر** میں موجود ہے۔ ہم نے اسے چھوڑ کر دوسری قبر کھودی۔ وہاں بھی وہی اژدہا موجود تھا۔ پھر تیسری قبر کھودی تو اس میں بھی وہی خوفناک سانپ کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ ہمیں بڑی پریشانی لاحق ہوئی۔ اب ہم اس میّت کو وہیں چھوڑ کر آپ کی بارگاہ میں مسئلہ دریافت کرنے آئے ہیں کہ اس خوفناک صورت حال میں کیا کریں؟''

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ''وہ اژدہا اس کا بُرا عمل ہے جو وہ دنیا میں کیا کرتا تھا۔ تم جاؤ اور ان تین قبروں میں سے کسی ایک میں اسے دفن کردو، اللہ عزوجل کی قسم! اگر تم اس شخص کے لئے ساری زمین بھی کھود ڈالو تب بھی وہاں اس اژدہے کو ضرور پاؤ گے۔''

وہ شخص واپس چلا گیا اور اس فوت شدہ شخص کو ان کھودی ہوئی قبروں میں سے ایک قبر میں دفن کر دیا گیا اور اژدہا بدستور اس قبر میں موجود تھا۔ پھر جب ہمارا قافلہ حج کے بعد اپنے علاقے میں پہنچا تو لوگوں نے اس شخص کی زوجہ سے پوچھا: ''تمہارا شوہر ایسا کون سا گناہ کرتا تھا جس کی وجہ سے اس کو ایسی دردناک سزا ملی؟'' اس عورت نے افسوس کرتے ہوئے کہا: ''میرا شوہر غلّے کا تاجر تھا اور وہ غلّے میں ملاوٹ کیا کرتا تھا۔ روزانہ گھر والوں کی ضرورت کے مطابق گندم نکال لیتا اور اتنی مقدار میں جَو کا بھوسا گندم میں ملا دیتا، یہ اس کا روز کا معمول تھا۔ بس اس (ملاوٹ کے) گناہ کی اس کو سزا دی گئی ہے۔''

(اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں عذاب قبر سے محفوظ رکھنا، ہماری قبر میں سانپ اور بچھو نہ آئیں بلکہ ہمارے

پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تشریف آوری ہو اور اُن کے نورانی جسم سے ہماری قبر منور ہو جائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

؎ جب فرشتے قبر میں جلوہ دکھائیں آپ کا ہو زباں پر پیارے آقا الصلوٰۃ والسلام

یاالٰہی گور تیرہ کی جب آئے سخت رات ان کے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو

حکایت نمبر 100:

اندھے، گنجے اور کوڑھی کا امتحان

نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بنی اسرائیل میں تین شخص تھے۔ ایک برص (کوڑھ) کا مریض، دوسرا گنجا، تیسرا اندھا۔ اللہ عزوجل نے ان کی آزمائش کے لئے ایک فرشتہ (بشری صورت میں) ان کے پاس بھیجا۔ پہلے وہ برص کے مریض کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: ''تجھے سب سے زیادہ کون سی چیز محبوب ہے؟'' اس نے کہا: ''مجھے اچھا رنگ اور اچھی جِلد پسند ہے اور میری خواہش ہے کہ جس بیماری کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں وہ مجھ سے دور ہو جائے۔'' فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اس کی وہ بیماری جاتی رہی، اس کا رنگ بھی اچھا ہو گیا اور جِلد بھی اچھی ہو گئی۔'' فرشتے نے پھر اس سے پوچھا: ''تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟'' اس نے کہا: ''مجھے اونٹنی پسند ہے۔'' اسی وقت اسے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی دے دی گئی، اور فرشتے نے دعا دی: ''اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت دے۔''

پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: ''تجھے کون سی شے سب سے زیادہ محبوب ہے؟'' اس نے کہا: ''مجھے خوبصورت بال زیادہ پسند ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ جس چیز کی وجہ سے لوگ مجھ سے گِھن کھاتے ہیں وہ دور ہو جائے۔'' فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی وہ شے جاتی رہی جس سے لوگ گِھن کھاتے تھے اور اس کے سر پر بہترین بال آ گئے۔'' فرشتے نے پوچھا: ''تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟'' اس نے کہا: ''مجھے گائے بہت پسند ہے۔'' چنانچہ اسے ایک گابھن گائے دے دی گئی۔ فرشتے نے اس کے لئے دعا کی: ''اللہ تعالیٰ تیرے لئے اس میں برکت دے۔''

پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے کہا: ''تجھے سب سے زیادہ کون سی چیز محبوب ہے؟'' اس نے کہا: ''مجھے یہ پسند ہے کہ اللہ عزوجل میری بینائی مجھے واپس کر دے تا کہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔'' فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔'' پھر اس سے پوچھا: ''تجھے کون سا مال زیادہ محبوب ہے؟'' اس نے کہا: ''بکریاں۔'' چنانچہ اسے ایک گابھن بکری دے دی گئی۔

اب اونٹنی، گائے اور بکری نے بچے دینا شروع کئے۔ کچھ ہی عرصے میں ان کے جانور اِتنے بڑھے کہ ایک کے اونٹوں، دوسرے کی گائیوں اور تیسرے کی بکریوں سے ایک پوری وادی بھر گئی۔ پھر فرشتہ اس برص کے مریض کے پاس اس کی پہلی صورت یعنی برص کی حالت میں آیا اور اس سے کہا: ''میں ایک غریب ومسکین شخص ہوں، میرے پاس زادِراہ ختم ہو گیا ہے اور واپس جانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی مگر اللہ عزوجل کی رحمت سے اُمید ہے اور مَیں تیری مدد کا طلب گار ہوں۔ جس ذات نے تجھے خوبصورت رنگ، اچھی جِلد اور مال عطا کیا میں تجھے اس کا واسطہ دیتا ہوں کہ آج مجھے ایک اُونٹ دے دے تاکہ میں اپنی منزل تک پہنچ سکوں۔'' یہ سن کر اس نے انکار کرتے ہوئے کہا: ''میرے حقوق بہت زیادہ ہیں۔'' تو فرشتے نے کہا: ''مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں تجھے جانتا ہوں، کیا تُو وہی نہیں جس کو کوڑھ کی بیماری لاحق تھی اور لوگ تجھ سے نفرت کیا کرتے تھے اور تو فقیر ومحتاج تھا، پھر اللہ عزوجل نے تجھے مال عطا کیا۔'' اس نے کہا: ''مجھے تو یہ سارا مال وراثت میں ملا ہے اور نسل در نسل یہ مال مجھ تک پہنچا ہے۔'' فرشتے نے کہا: ''اگر تو اپنی اس بات میں جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ایسا ہی کر دے جیسا تُو پہلے تھا۔''

پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس اس کی پہلی صورت میں آیا اور اس سے بھی وہی بات کہی جو برص والے سے کہی تھی۔ اس نے بھی برص والے کی طرح جواب دیا۔ فرشتے نے کہا: ''اگر تو اپنی بات میں جھوٹا ہے تو اللہ عزوجل تجھے تیری سابقہ حالت پر لوٹا دے۔'' پھر فرشتہ اندھے کے پاس اُس کی پہلی حالت میں آیا اور کہا: ''میں ایک مسکین مسافر ہوں اور میرا زادِراہ ختم ہو چکا ہے۔ آج کے دن میں اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا مگر اللہ عزوجل کی ذات سے اُمید ہے اور اس کے بعد مجھے تیرا آسرا ہے۔ میں اسی ذات کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں جس نے تجھے آنکھیں عطا فرمائیں کہ مجھے ایک بکری دے دے تاکہ میں اپنی منزل تک پہنچ سکوں۔'' تو وہ کہنے لگا: ''میں تو پہلے اندھا تھا پھر اللہ عزوجل نے مجھے آنکھیں عطا فرمائیں تو جتنا چاہے اس مال میں سے لے لے اور جتنا چاہے چھوڑ دے۔'' خدا عزوجل کی قسم! تُو جتنا مال اللہ عزوجل کی خاطر لینا چاہے لے لے، مَیں تجھے مشقت میں نہ ڈالوں گا (یعنی منع نہ کروں گا)۔'' یہ سن کر فرشتے نے کہا: ''تیرا مال تجھے مبارک ہو، یہ سارا مال تُو اپنے پاس ہی رکھ۔ تم تینوں شخصوں کا امتحان لیا گیا تھا، تیرے لئے اللہ عزوجل کی رضا ہے اور تیرے دونوں دوستوں (یعنی کوڑھی اور گنجے) کے لئے اللہ عزوجل کی ناراضگی ہے۔''

(اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں مال کے وبال اور اپنی ناراضگی سے بچا کر اپنی دائمی رضا عطا فرما، اور ہم سے ایسا راضی ہو جا کہ پھر کبھی ناراض نہ ہو)

؎ عفو کر اور سدا کے لئے راضی ہو جا　　گر کرم کر دے تو جنّت میں رہوں گا یارب!

حکایت نمبر101: **ایک عابد کی سخاوت اور یقین کامل**

حضرت سیدنا احمد بن ناصح المصیصی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک غریب شخص بہت عبادت گزار اور کثیر العیال تھا۔ گھر کا خرچ وغیرہ اس طرح چلتا کہ گھر والے اُون کی رسیاں بناتے اور وہ انہیں فروخت کر کے کھانے پینے کا سامان خرید لاتا، جتنا مل جاتا اسی کو کھا کر اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے۔''

حسبِ معمول ایک مرتبہ وہ نیک شخص اُون کی رسیّاں بیچنے بازار گیا۔ جب رسیّاں بِک گئیں تو وہ گھر والوں کے لئے کھانے کا سامان خریدنے لگا۔ اتنے میں اس کا ایک دوست اس کے پاس آیا اور کہا: ''میں سخت حاجت مند ہوں، مجھے کچھ رقم دے دو۔'' اس رحم دل عبادت گزار شخص نے وہ ساری رقم اس غریب حاجت مند سائل کو دے دی اور خود خالی ہاتھ گھر لوٹ آیا۔

جب گھر والوں نے پوچھا: ''کھانا کہاں ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''مجھ سے ایک حاجت مند نے سوال کیا وہ ہم سے زیادہ حاجت مند تھا لہٰذا میں نے ساری رقم اس کو دے دی۔'' گھر والوں نے کہا: ''اب ہم کیا کھائیں گے؟ ہمارے پاس تو گھر میں کچھ بھی نہیں۔'' اس نیک شخص نے گھر میں نظر دوڑائی تو اسے ایک ٹوٹا ہوا پیالہ اور گھڑا نظر آیا۔ اس نے وہ دونوں چیزیں لیں اور بازار کی طرف چل دیا اس اُمید پر کہ شاید انہیں کوئی خرید لے اور میں کچھ کھانے کا سامان لے آؤں۔

چنانچہ وہ بازار پہنچا لیکن کسی نے بھی اس سے وہ ٹوٹا ہوا پیالہ اور گھڑا نہ خریدا۔ اتنے میں ایک شخص گزرا جس کے پاس ایک خراب پھولی ہوئی مچھلی تھی، مچھلی والے نے کہا: ''تُو میرا خراب مال اپنے خراب مال کے بدلے خرید لے یعنی یہ ٹوٹا ہوا پیالہ اور گھڑا مجھے دے دے اور مجھ سے یہ پھولی ہوئی خراب مچھلی لے لے۔'' اس عابد شخص نے یہ سودا منظور کرلیا اور خراب مچھلی لے کر گھر پلٹ آیا اور گھر والوں کے حوالے کر دی۔

جب انہوں نے اس مچھلی کو دیکھا تو کہنے لگے: ''ہم اس بے کار مچھلی کا کیا کریں؟'' اس عابد شخص نے کہا: ''تم اسے بھون لو ہم اسے ہی کھالیں گے، اللہ عزوجل کی ذات سے اُمید ہے کہ وہ مجھے رزق ضرور عطا کرے گا۔'' چنانچہ گھر والوں نے مچھلی کو کاٹنا شروع کر دیا، جب اس کا پیٹ چاک کیا تو اس کے اندر سے ایک نہایت **قیمتی موتی** نکلا، گھر والوں نے اس عابد کو خبر دی۔ اس نے کہا: ''دیکھو! اس موتی میں سوراخ ہے یا نہیں۔ اگر سوراخ ہے تو یہ کسی کا استعمالی موتی ہوگا اور ہمارے پاس یہ امانت ہے۔ اگر اس میں سوراخ نہیں تو پھر یہ رزق ہے جسے اللہ ربّ العزت عزوجل نے ہمارے لئے بھیجا ہے۔'' جب اس موتی کو دیکھا گیا تو اس میں سوراخ وغیرہ نہیں تھا، وہ کسی کا استعمالی موتی نہیں تھا۔ ان سب نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا۔

پھر جب صبح ہوئی تو وہ عابد شخص اس موتی کو لے کر جوہری کے پاس گیا اور اس سے پوچھا: ''اس موتی کی کتنی قیمت

ہوگی؟'' جب جوہری نے وہ موتی دیکھا تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور وہ حیران ہوکر کہنے لگا: ''تیرے پاس یہ موتی کہاں سے آیا ہے؟'' اس نیک آدمی نے جواب دیا: ''ہمیں اللہ ربّ العزت عزوجل نے یہ رزق عطا فرمایا ہے۔'' جوہری نے کہا: ''یہ تو بہت قیمتی موتی ہے اور میں تو اس کی صرف تیس ہزار (درہم) قیمت ادا کرسکتا ہوں، حقیقت یہ ہے کہ اس کی مالیت اس سے کہیں زیادہ ہے۔ تم ایسا کرو کہ فلاں جوہری کے پاس چلے جاؤ وہ تمہیں اس کی پوری قیمت دے سکے گا۔''

چنانچہ وہ نیک شخص اس موتی کو لے کر دوسرے جوہری کے پاس پہنچا۔ جب اس نے قیمتی موتی دیکھا تو وہ بھی اسے دیکھ کر حیران رہ گیا اور پوچھا: ''یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟'' اس عابد نے وہی جواب دیا کہ یہ ہمیں اللہ عزوجل کی طرف سے رزق عطا کیا گیا ہے۔'' جوہری نے کہا: ''اس کی قیمت کم از کم ستر ہزار (درہم) ہے، مجھے تو اس شخص پر افسوس ہو رہا ہے جس نے تمہیں اتنا قیمتی موتی دیا ہے بہر حال ستر ہزار درہم لے لو اور یہ موتی مجھے دے دو۔

میں تمہارے ساتھ دو مزدور بھیجتا ہوں، وہ ساری رقم اٹھا کر تمہارے گھر تک چھوڑ آئیں گے۔ چنانچہ اس جوہری نے دو مزدوروں کو درہم دے کر اس نیک شخص کے ساتھ روانہ کر دیا۔ جب وہ عابد اپنے گھر پہنچا تو اس کے پاس ایک سائل آیا اور اس نے کہا: ''مجھے اس مال میں سے کچھ مال دے دو جو تمہیں اللہ عزوجل نے عطا کیا ہے۔''

تو اس نیک شخص نے کہا: ''ہم بھی کل تک تمہاری طرح محتاج اور غریب تھے۔ یہ لو تم اس میں سے آدھا مال لے جاؤ۔ پھر اس نے مال تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر اس سائل نے کہا: ''اللہ عزوجل تمہیں برکتیں عطا فرمائے، میں تو اللہ عزوجل کا ایک فرشتہ ہوں، مجھے تمہاری آزمائش کے لئے بھیجا گیا تھا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** یہ حقیقت ہے کہ جو شخص کسی کی مدد کرتا ہے اللہ عزوجل اس کی مدد کرتا ہے۔ دوسروں کا خیر خواہ کبھی نامراد نہیں ہوتا، جو کسی پر رحم کرتا ہے اللہ عزوجل اس پر رحم کرتا ہے، اور صدقہ کرنے سے مال میں کمی نہیں آتی بلکہ برکت ہوتی ہے اور جو لوگ مال کی محبت دل میں نہیں بڑھاتے وہی لوگ سخاوت جیسی نعمت سے حصہ پاتے ہیں۔ جو شخص اللہ عزوجل سے اُمید واثق رکھے اللہ عزوجل اس کو کبھی رُسوا نہیں فرماتا۔) اس **حکایت** میں ایک نیک شخص کی سخاوت اور یقین کامل کی عظیم مثال موجود ہے کہ اس نے ایک سائل کو آدھا مال دینا منظور کر لیا اور دوسرا یہ کہ خود اپنے لئے کھانے کی شدید حاجت کے باوجود اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر اپنا حصہ اپنے دوسرے حاجت مند بھائی کو دے دیا، پھر اللہ عزوجل نے بھی اسے ایسا نوازا اور ایسی جگہ سے رزق عطا کیا جہاں سے اس کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اللہ عزوجل ہمیں ہر وقت اپنی رحمتِ کاملہ کا سایہ عطا فرمائے رکھے اور سخاوت

وایثار اور یقینِ کامل کی عظیم نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ۔ مذکورہ حکایت کی طرح کا ایک واقعہ کتب حدیث میں موجود ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے بیان فرمایا کہ،''بنی اسرائیل میں تین شخص تھے۔ ایک برص (کوڑھ) کا مریض ، دوسرا گنجا، تیسرا اندھا۔ اللہ عزوجل نے ان کی آزمائش کے لئے ایک فرشتہ (بشری صورت میں) ان کے پاس بھیجا۔ پہلے وہ برص کے مریض کے پاس آیا اور اس سے پوچھا:'' تجھے سب سے زیادہ کون سی چیز محبوب ہے؟'' اس نے کہا:'' مجھے اچھا رنگ اور اچھی جلد پسند ہے اور میری خواہش ہے کہ جس بیماری کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں وہ مجھ سے دور ہو جائے۔'' فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اس کی وہ بیماری جاتی رہی، اس کا رنگ بھی اچھا ہو گیا اور جلد بھی اچھی ہوگئی۔'' فرشتے نے پھر اس سے پوچھا:'' تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟'' اس نے کہا:'' مجھے اونٹنی پسند ہے۔'' اسی وقت اسے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی دے دی گئی، اور فرشتے نے دعا دی:'' اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت دے۔''

پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا:'' تجھے کون سی شے سب سے زیادہ محبوب ہے؟'' اس نے کہا:'' مجھے خوبصورت بال زیادہ پسند ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ جس چیز کی وجہ سے لوگ مجھ سے گھن کھاتے ہیں وہ دور ہو جائے۔'' فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی وہ شے جاتی رہی جس سے لوگ گھن کھاتے تھے اور اس کے سر پر بہترین بال آ گئے۔'' فرشتے نے پوچھا:'' تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟'' اس نے کہا:'' مجھے گائے بہت پسند ہے۔'' چنانچہ اسے ایک گابھن گائے دے دی گئی۔ فرشتے نے اس کے لئے دعا کی:'' اللہ تعالیٰ تیرے لئے اس میں برکت دے۔''

پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے کہا:'' تجھے سب سے زیادہ کون سی چیز محبوب ہے؟'' اس نے کہا:'' مجھے یہ پسند ہے کہ اللہ عزوجل میری بینائی مجھے واپس کر دے تا کہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔'' فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔'' پھر اس سے پوچھا:'' تجھے کون سا مال زیادہ محبوب ہے؟'' اس نے کہا:'' مجھے بکریاں (بہت زیادہ محبوب ہیں)۔'' چنانچہ اسے ایک گابھن بکری دے دی گئی۔

اب اونٹنی، گائے اور بکری نے بچے دینا شروع کئے۔ کچھ ہی عرصے میں ان کے جانور اِتنے بڑھے کہ ایک کے اونٹوں، دوسرے کی گائیوں اور تیسرے کی بکریوں سے ایک پوری وادی بھر گئی۔ پھر فرشتہ اس برص کے مریض کے پاس اس کی پہلی صورت یعنی برص کی حالت میں آیا اور اس سے کہا:'' میں ایک غریب و مسکین شخص ہوں، میرے پاس زادِراہ ختم ہو گیا ہے اور واپس جانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی مگر اللہ عزوجل کی رحمت سے اُمید ہے اور مَیں تیری مدد کا طلب گار ہوں۔ جس ذات نے تجھے خوبصورت رنگ، اچھی جلد اور مال عطا کیا میں تجھے اس کا واسطہ دیتا ہوں کہ آج مجھے ایک اُونٹ دے دے تا کہ میں اپنی منزل تک پہنچ

سکوں۔'' یہ سن کراس نے انکار کرتے ہوئے کہا:'' میرے حقوق بہت زیادہ ہیں۔'' تو فرشتے نے کہا:'' مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں تجھے جانتا ہوں، کیا تُو وہی نہیں جس کو کوڑھ کی بیماری لاحق تھی اور لوگ تجھ سے نفرت کیا کرتے تھے اور تو فقیر ومحتاج تھا، پھر اللہ عزوجل نے تجھے مال عطا کیا۔'' اس نے کہا:'' مجھے تو یہ سارا مال وراثت میں ملا ہے اور نسل در نسل یہ مال مجھ تک پہنچا ہے۔'' فرشتے نے کہا:'' اگر تُو اپنی اس بات میں جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ایسا ہی کر دے جیسا تُو پہلے تھا۔''

پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس اس کی پہلی صورت میں آیا اور اس سے بھی وہی بات کہی جو برص والے سے کہی تھی۔ اس نے بھی برص والے کی طرح جواب دیا۔ فرشتے نے کہا:'' اگر تُو اپنی بات میں جھوٹا ہے تو اللہ عزوجل تجھے تیری سابقہ حالت پر لوٹا دے۔'' پھر فرشتہ اندھے کے پاس اُس کی پہلی حالت میں آیا اور کہا:'' میں ایک مسکین مسافر ہوں اور میرا زادِ راہ ختم ہو چکا ہے۔ آج کے دن میں اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا مگر اللہ عزوجل کی ذات سے اُمید ہے اور اس کے بعد مجھے تیرا آسرا ہے۔ میں اسی ذات کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں جس نے تجھے آنکھیں عطا فرمائیں کہ مجھے ایک بکری دے دے تاکہ میں اپنی منزل تک پہنچ سکوں۔'' تو وہ کہنے لگا:'' میں تو پہلے اندھا تھا پھر اللہ عزوجل نے مجھے آنکھیں عطا فرمائیں تو جتنا چاہے اس مال میں سے لے لے اور جتنا چاہے چھوڑ دے۔'' خدا عزوجل کی قسم! تُو جتنا مال اللہ عزوجل کی خاطر لینا چاہے لے لے، مَیں تجھے مشقت میں نہ ڈالوں گا (یعنی منع نہ کروں گا)۔'' یہ سن کر فرشتے نے کہا:'' تیرا مال تجھے مبارک ہو، یہ سارا مال تُو اپنے پاس ہی رکھ۔ تم تینوں شخصوں کا امتحان لیا گیا تھا، تیرے لئے اللہ عزوجل کی رضا ہے اور تیرے دونوں دوستوں (یعنی کوڑھی اور گنجے) کے لئے اللہ عزوجل کی ناراضگی ہے۔''

(بخاری شریف، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث ابرص واعمیٰ واقرع......الخ،الحدیث: ٣٤٦٤،ص ٢٨٢،٢٨٣)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں مال کے وبال اور اپنی ناراضگی سے بچا کر اپنی دائمی رضا عطا فرما، اور ہم سے ایسا راضی ہو جا کہ پھر کبھی ناراض نہ ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم)

؎ عفو کر اور سدا کے لئے راضی ہو جا گر کرم کر دے تو جنّت میں رہوں گا یا رب!

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 102:

نوجوانوں کو کیسا ہونا چاہئے

حضرت سیدنا سعید حربی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرمایا کرتے تھے:'' کچھ نوجوان ایسے ہیں کہ اپنی نوجوانی اور کم عمری کے باوجود

اُدھیڑ عمر کے دکھائی دیتے ہیں، ان کی نظریں کبھی بھی حرام چیز کی طرف نہیں اٹھتیں، ان کے کان ہمیشہ حرام اور لہو ولعب کی باتیں سننے سے محفوظ رہتے ہیں، ان کے قدم حرام وباطل اشیاء کی طرف نہیں اٹھتے بلکہ بہت زیادہ بوجھل ہوجاتے ہیں، ان کے پیٹ میں کبھی بھی حرام اشیاء داخل نہیں ہوتیں۔ ایسے لوگ اللہ عزوجل کو محبوب ہیں۔

آدھی رات کو وہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور رکوع وسجود کرتے ہیں تو اللہ رب العزت عزوجل ان پر رحمت بھری نظر فرماتا ہے، ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ قرآن پاک پڑھتے وقت ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں۔ جب کبھی وہ ایسی آیت کی تلاوت کرتے ہیں جس میں جنت کا تذکرہ ہوتا ہے تو اس جنت کی محبت میں رونے لگتے ہیں اور جب ایسی آیت تلاوت کرتے ہیں جس میں جہنم کا تذکرہ ہو تو جہنم کے خوف سے چیخنے لگتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے وہ جہنم کی چنگھاڑ کو سن رہے ہیں اور آخرت بالکل ان کی نظروں کے سامنے ہے۔

یہ پاکیزہ نوجوان اتنی کثرت سے نماز پڑھتے ہیں کہ زمین ان کی پیشانیوں اور گھٹنوں کو کھا گئی ہے (یعنی کثرتِ سجود کی وجہ سے ان کی نورانی پیشانیوں اور گھٹنوں پر داغ پڑ گئے ہیں اور گوشت خشک ہوچکا ہے)

شب بھر قیام کرنے اور دن بھر روزہ رکھنے کی وجہ سے ان کے رنگ متغیر ہوگئے ہیں، یہ لوگ موت کی تیاری میں مشغول ہیں اور ان کی یہ تیاری کتنی عظیم ہے اور ان کی کوششیں کتنی عمدہ ہیں، ساری ساری رات رو کر گزار دیتے ہیں اور اپنی آنکھوں سے نیند کو دور رکھتے ہیں، ان کا دن اس حالت میں گزرتا ہے کہ یہ روزہ رکھتے ہیں اور آخرت کی فکر میں غمگین رہتے ہیں، انہیں ہر وقت غمِ آخرت لاحق رہتا ہے۔ جب کبھی ان کے سامنے دنیا کا تذکرہ ہوتا ہے تو ان کی دنیا سے بے رغبتی میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے کیونکہ یہ دنیا کی حقیقت کو جانتے ہیں کہ یہ دنیا فانی ہے۔ پھر جب کبھی ان کے سامنے آخرت کا تذکرہ ہوتا ہے تو آخرت کی طرف انہیں مزید رغبت پیدا ہوتی ہے کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ آخرت کی نعمتیں ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ دنیا ان کی نظروں میں بہت حقیر ہے اور یہ اس سے شدید نفرت کرتے ہیں۔

ان کے نزدیک دُنیوی زندگی مصیبت ہے کیونکہ اس میں فتنے ہی فتنے ہیں اور راہِ خدا عزوجل میں شہید ہونا انہیں بہت زیادہ محبوب ہے کیونکہ انہیں اللہ عزوجل کی ذات سے اُمید ہے کہ شہادت کے بعد راحت وآرام اور عیش وعشرت کی زندگی ہے۔ یہ کبھی بھی نہیں ہنستے، یہ اپنے لئے نیک اعمال کا ذخیرہ اکٹھا کر رہے ہیں کیونکہ انہیں آخرت کی ہولناکیوں کا اندازہ ہے۔

جہاد کا اعلان سن کر یہ فوراً اپنی سواریوں پر بیٹھتے ہیں، اور میدان کارزار کی طرف روانہ ہوجاتے ہیں گویا پہلے ہی سے انہوں نے اپنے آپ کو جہاد کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ پھر جب صف بندی ہوتی ہے اور لشکر آپس میں ملتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ دشمنوں کی طرف سے نیزہ بازی شروع ہوگئی ہے، تیر برسنے لگے ہیں، تلواریں آپس میں ٹکرانے لگی ہیں، ہر طرف موت کی

گرج سنائی دے رہی ہے اور لاشیں گر رہی ہیں تو یہ لوگ موت کی گرجتی ہوئی آواز سے نہیں ڈرتے بلکہ میدانِ کارزار میں بے دھڑک مردانہ وار کود پڑتے ہیں اور انہیں موت سے بالکل ڈر نہیں لگتا بلکہ انہیں تو اللہ عزوجل کے عذاب کا خوف دامن گیر رہتا ہے۔

یہ بے خوف وخطر دشمن پر جھپٹ پڑتے ہیں اور لڑتے لڑتے ان میں سے بعض کے سرتن سے جدا ہوجاتے ہیں اور ان کے گھوڑے لشکروں میں گم ہوجاتے ہیں ان کی لاشوں کو گھوڑوں کے سُموں سے روندھ دیا جاتا ہے پھر جب جنگ ختم ہوجاتی ہے اور لشکر واپس چلے جاتے ہیں تو ان میں سے جن کی لاشیں میدانِ جنگ میں باقی رہ جاتی ہیں ان پر درندے اور آسمانی پرندے ٹوٹ پڑتے ہیں اور انہیں کھاجاتے ہیں یہ عظیم لوگ بالآخر اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاتے ہیں۔

یہ لوگ خوش بخت اور کامیاب ہیں کیونکہ انہوں نے عظیم سعادت حاصل کرلی ہے اور جیسے ہی ان کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے فوراً ان کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اور ان کے جسم قبر میں پھٹنے اور گل سڑنے سے محفوظ ہیں پھر جب بروزِ قیامت یہ اپنی قبروں سے نکلیں گے تو بہت زیادہ مسرور ہوں گے اور اپنی تلواروں کو لہراتے ہوئے میدان حشر کی طرف جائیں گے اور یہ اس حال میں وہاں پہنچیں گے کہ عذاب سے نجات پاچکے ہوں گے۔انہیں حساب وکتاب کے سخت مرحلے سے بھی نہیں گزرنا پڑے گا اور بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہوجائیں گے۔

وہ جنت کتنی عظیم ہے جہاں ان عظیم لوگوں کی مہمان نوازی ہوگی اور وہ نعمتیں کیسی دائمی اور عظیم ہیں جن کی طرف انہوں نے سبقت کی۔

اب جنت میں ان پر نہ تو کوئی مصیبت نازل ہوگی، نہ ہی انہیں آفات وبلیّات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ جنت میں اَمن وسکون کے ساتھ رہیں گے پھر ان کا نکاح حورعین سے کیا جائے گا (جو جنت کی سب سے حسین حوریں ہیں)، ان کی خدمت کے لئے ہر وقت خُدام حاضر ہوں گے جو ان کے بلانے سے پہلے ہی ان کے پاس پہنچ جائیں گے، وہاں کی نعمتیں ایسی دائمی نعمتیں ہیں کہ جو شخص ان کی معرفت حاصل کرلے وہ ہر وقت ان کی طلب میں لگا رہے۔

اے لوگو! اگر تم موت کو ہر وقت پیش نظر رکھو گے اور اپنی اَصلی منزل (جنت) کو یاد رکھو گے تو پھر کبھی بھی تمہیں نیک اعمال میں سستی نہ ہوگی اور نہ ہی تم دنیا کے دھوکے میں پڑو گے۔''

کچھ نیکیاں کما لے جلد آخرت بنالے — کوئی نہیں بھروسہ اے بھائی زندگی کا

(اے میرے اللہ عزوجل! ہمیں بھی ان عظیم نوجوانوں جیسی صفات سے متصف فرما اور ان کے جذبۂ عبادت وریاضت میں سے ہمیں بھی کچھ حصہ عطا فرما، جس طرح ان کی نظروں میں دنیا کی کوئی حیثیت نہیں اسی طرح ہمیں بھی دنیا سے بے رغبتی عطا

فرما اور ہر وقت ہمیں اپنی یاد اور اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے جلوؤں میں گم رکھ۔

اے اللہ عزوجل! ہمیں ایسا جذبہ عطا فرما دے کہ ہم ہر وقت اپنا مال اپنی جان اور اپنی تمام چیزیں تیرے نام پر قربان کرنے کے لئے تیار رہیں، ہمیں شہادت کی دولت عطا فرما اور کثرت عبادت کی توفیق دے۔ ہمارے تمام اعضاء کو گناہوں سے محفوظ رکھ اور ہمیں جنت الفردوس میں ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پڑوس میں جگہ عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

جنت میں آقا کا پڑوسی بن جائے عطّار، الٰہی (عزوجل)
بہرِ رضا اور قطبِ مدینہ یا اللہ میری جھولی بھر دے (عزوجل)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 103: ماں کو قتل کرنے والے کا عبرتناک انجام

حضرت سیدنا جعفر بن سلیمان علیہ رحمۃ المنّان فرماتے ہیں، حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفّار نے فرمایا: ''ایک مرتبہ حج کے موسم میں، مَیں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کی اتنی کثرت تھی کہ انہیں دیکھ کر تعجب ہوتا تھا۔ میرے دل میں یہ خواہش اُبھری کہ کاش! کسی طرح مجھے معلوم ہو جائے کہ ان لوگوں میں سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں کون مقبول ہے تاکہ میں اس کو مبارکباد دوں اور جس کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ یہ مردود ہے اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس کا حج قبول نہیں تو اس کو نیکی کی دعوت دوں اور اس کے لئے دعا کروں۔''

جب رات کو میں سویا تو خواب میں کسی کہنے والے نے کہا: ''اے مالک بن دینار! تو حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کے بارے میں فکر مند ہے؟ تو سن! اس مرتبہ اللہ عزوجل نے ہر چھوٹے بڑے، مرد و عورت، سفید و سیاہ رنگت والے، عربی و عجمی الغرض ہر حج اور عمرہ کرنے والے کو بخش دیا ہے لیکن ایک شخص کی مغفرت نہیں کی گئی، اللہ عزوجل کا اس شخص پر بہت زیادہ غضب ہے اور اللہ عزوجل اس سے ناراض ہے۔ اس کا حج قبول نہیں کیا گیا بلکہ اس کے منہ پر مار دیا گیا ہے۔''

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اس خواب کے بعد میری جو حالت ہوئی اسے اللہ عزوجل ہی بہتر جانتا ہے۔'' میں نے یہ گمان کر لیا کہ وہ مغضوب شخص شاید مَیں ہی ہوں اور اللہ عزوجل مجھ سے ناراض ہے۔ میں بہت پریشان رہا۔ سارا دن اسی غم اور فکر میں گزر گیا پھر دوسری رات تھوڑی دیر کے لئے میری آنکھ لگی تو پھر مجھے اسی طرح کا خواب نظر آیا اور

ایسی ہی غیبی آواز سنائی دی، پھر کہا گیا: ''اے مالک بن دینار! تُو وہ نہیں جس کا ذکر کیا جا رہا ہے بلکہ وہ تو خراسان کا ایک شخص ہے جو بلخ شہر میں رہتا ہے، اس کا نام محمد بن ہرون بلخی ہے۔ اللہ عزوجل اس سے شدید ناراض ہے، اس کا حج مردود ہے اور اس کے منہ پر مار دیا گیا ہے۔''

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں صبح خراسان سے آئے ہوئے حاجیوں کے قافلے میں گیا انہیں سلام کیا اور ان سے پوچھا: ''کیا تم میں بلخ شہر کے حجاج موجود ہیں؟'' انہوں نے کہا: ''ہاں! ہم میں بلخ کے کئی حاجی موجود ہیں۔'' میں نے پھر پوچھا: ''کیا تم میں کوئی محمد بن ہرون بلخی ہے؟'' انہوں نے کہا: ''مرحبا! اس نیک شخص کو کون نہیں جانتا، اس سے بڑھ کر عابد وزاہد پورے خراسان میں کوئی نہیں۔''

(حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ) مجھے ان لوگوں کی زبانی اس کی تعریف سن کر بڑا تعجب ہوا کیونکہ خواب میں معاملہ اس کے برعکس تھا۔ بہر حال میں نے ان سے پوچھا: ''اس وقت وہ کہاں ہوگا؟'' لوگوں نے کہا: ''وہ چالیس سال سے مسلسل روزے رکھ رہا ہے اور ساری ساری رات عبادت میں گزار دیتا ہے، اگر تم اسے تلاش کرنا چاہتے ہو تو مکہ مکرمہ کے کسی ٹوٹے پھوٹے مکان میں تلاش کرو وہ ایسی ہی جگہوں میں قیام کرتا ہے۔''

ان لوگوں سے یہ معلومات حاصل کرنے کے بعد میں مکہ شریف کے ویران علاقے کی طرف گیا اور اس ابن ہرون کو ڈھونڈنے لگا۔ بالآخر ایک دیوار کے پیچھے میں نے ایک شخص کو دیکھا۔ میں نے جان لیا کہ یہی ابن ہرون ہے۔ اس کی حالت یہ تھی کہ اس کا سیدھا ہاتھ کٹا ہوا تھا اور اس ہاتھ کی ہڈی میں سوراخ کر کے زنجیر ڈال دی گئی تھی۔

ابن ہرون نے اپنے کٹے ہوئے ہاتھ کو زنجیر کی مدد سے گردن سے لٹکایا ہوا تھا۔ اسی طرح اس نے اپنے قدموں میں بھی بیڑیاں ڈال رکھی تھیں اور وہ مشغولِ عبادت تھا۔ جب اس نے میرے قدموں کی آہٹ سنی تو وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! تُو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟'' میں نے کہا: ''میرا نام مالک بن دینار (علیہ رحمۃ اللہ الغفار) ہے اور مَیں بصرہ کا رہنے والا ہوں۔'' وہ کہنے لگا: ''اچھا! تم وہی مالک بن دینار (علیہ رحمۃ اللہ الغفار) ہو جن کی علمیت اور زُہد وتقوی کے ڈنکے پورے عراق میں بج رہے ہیں۔'' میں نے کہا: ''عالم تو اللہ عزوجل کی ذات ہے اور زاہد وعابد حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید ہیں ، وہ اگر چاہیں تو خوب عیش وعشرت سے زندگی گزار سکتے ہیں لیکن بادشاہت کے باوجود انہوں نے زُہد وتقوی اختیار کیا اور دنیا سے بے رغبتی ان کے اندر بدرجۂ اَتم پائی جاتی ہے، ہمیں تو دنیاوی نعمتیں میسر ہی نہیں اس لئے ان سے دور ہیں۔''

اُس نے مجھ سے کہا: ''اے مالک بن دینار (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! تم میرے پاس کس لئے آئے ہو؟ اگر تم نے میرے

بارے میں کوئی خواب دیکھا ہے تو بیان کرو۔'' میں نے کہا: ''مجھے تمہارے سامنے وہ خواب بیان کرتے ہوئے شرم محسوس ہو رہی ہے۔'' تو وہ کہنے لگا: ''اے مالک بن دینار (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! تم نے جو خواب دیکھا ہے وہ بیان کرو اور مجھ سے شرم نہ کرو۔''

(حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ) بالآخر مَیں نے اسے اپنا خواب سنایا۔ خواب سن کر وہ کافی دیر تک روتا رہا، پھر کہنے لگا: ''اے مالک بن دینار (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! مسلسل چالیس سال سے میرے بارے میں حج کے موقع پر اسی طرح کا خواب کسی نیک وزاہد بندے کو دکھایا جاتا ہے اور اسے بتایا جاتا ہے کہ میں جہنمی ہوں۔'' حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں کہ یہ باتیں سن کر میں نے اس سے پوچھا: ''کیا تیرے اور اللہ عزوجل کے درمیان کوئی بہت بڑا گناہ حائل ہے؟'' اس نے کہا: ''ہاں! میرا گناہ زمین وآسماں اور عرش وکرسی سے بھی بڑا ہے۔'' میں نے کہا: ''مجھے تم اپنا وہ گناہ بتاؤ تاکہ میں لوگوں کو اس کے اِرتکاب سے بچاؤں اور انہیں اس گناہ سے ڈراؤں جس کی سزا تم بھگت رہے ہو۔''

تو وہ کہنے لگا: ''اے مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! مَیں شراب کا عادی تھا اور ہر وقت شراب کے نشے میں مدہوش رہتا۔ ایک مرتبہ میں اپنے ایک شرابی دوست کے پاس گیا۔ میں نے وہاں خوب شراب پی پھر جب مجھ پر نشہ طاری ہونے لگا اور میری عقل پر پردہ پڑ گیا تو میں نشے کی حالت میں گرتا پڑتا اپنے گھر پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میری زوجہ نے دروازہ کھولا۔ میں گھر میں داخل ہوا تو میری والدہ تنور میں آگ جلا کر لکڑیاں ڈال رہی تھی اور اس میں خوب آگ بھڑک رہی تھی۔''

جب میری والدہ نے مجھے نشے کی حالت میں دیکھا تو میری طرف آئی۔ مَیں لڑکھڑا کر گرنے لگا تو اس نے مجھے تھام لیا اور کہنے لگی: ''آج شعبان المعظم کی آخری تاریخ ہے اور رمضان المبارک کی پہلی رات شروع ہونے والی ہے، لوگ صبح روزہ رکھیں گے اور تیری صبح اس حالت میں ہوگی کہ تُو شراب کے نشے میں ہوگا، کیا تجھے اللہ عزوجل سے حیا نہیں آتی؟'' یہ سن کر مجھے غصہ آ گیا اور میں نے ایک گھونسا اپنی والدہ کے سینے پر مارا اور اسے اُٹھا کر جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیا، مَیں اس وقت نشے میں تھا اور میرے ہوش وحواس بحال نہ تھے، جب میری زوجہ نے یہ دردناک منظر دیکھا تو اس نے مجھے دھکیل کر ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا اور باہر سے کنڈی لگا دی تاکہ پڑوسی میری آواز نہ سن سکیں اور انہیں معاملے کی خبر نہ ہو۔''

میں اسی طرح نشے کی حالت میں پڑا رہا جب رات کافی گزر گئی تو مجھے ہوش آیا اب میرا نشہ دور ہو چکا تھا۔ میں دروازے کی طرف بڑھا تو دروازہ بند تھا۔ میں نے اپنی زوجہ کو آواز دی کہ دروازہ کھولو۔ اس نے بڑے سخت لہجے میں جواب دیا: ''میں دروازہ نہیں کھولوں گی۔'' میں نے کہا: ''آخر تم مجھ سے اِتنی ناراض کیوں ہو؟ آخر مَیں نے ایسی کون سی خطا کی ہے؟'' اس نے کہا: ''تُو نے اتنی بڑی خطا کی ہے کہ تُو اس لائق ہی نہیں کہ تجھ پر رحم کیا جائے۔'' میں نے کہا: ''آخر بات کیا ہے؟ مجھے بھی تو

معلوم ہو کہ میں نے کیا بُری حرکت کی ہے؟'' میری زوجہ نے کہا: '' تُو نے اپنی ماں کو قتل کر دیا ہے اور اسے جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیا ہے اور اب وہ جل کر کوئلہ بن چکی ہے۔''

جب میں نے یہ بات سنی تو مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے دروازہ اُکھاڑ پھینکا اور تنور کی طرف لپکا، جب تنور میں دیکھا تو میری والدہ جل کر کوئلہ ہو چکی تھی۔ میں یہ حالت دیکھ کر بہت افسردہ ہوا اور اُلٹے قدموں ٹوٹے ہوئے دروازے کی طرف بڑھا اپنا ہاتھ چوکھٹ پر رکھا اور اس ہاتھ کو کاٹ ڈالا جس سے میں نے اپنی ماں کو گھونسا مارا تھا، پھر میں نے لوہا گرم کر کے اس ہاتھ کی ہڈی میں سوراخ کیا اور اس میں زنجیر ڈال کر گلے میں لٹکا لیا پھر اپنے دونوں پاؤں میں بھی بیڑی ڈال لی۔ اس وقت میری ملکیت میں آٹھ ہزار دینار تھے وہ سب کے سب میں نے غروبِ آفتاب سے قبل صدقہ کر دیئے۔ 26 لونڈیاں اور 23 غلام آزاد کئے اور اپنی تمام جائیداد اللہ عزوجل کے نام پر وقف کر دی۔

اب مسلسل چالیس سال سے میری یہ حالت ہے کہ دن میں روزہ رکھتا ہوں اور ساری ساری رات اپنے پروردگار عزوجل کی عبادت کرتا ہوں اور چالیس دن کے بعد کھانا کھاتا ہوں۔ صرف افطاری کے وقت تھوڑا سا پانی اور کوئی معمولی سی چیز کھا لیتا ہوں۔ میں ہر سال حج کرنے آتا ہوں اور ہر سال کسی عالم وزاہد کو میرے متعلق ایسا ہی خواب دکھایا جاتا ہے جیسا آپ کو دکھایا گیا ہے، یہ ہے میری ساری داستانِ عبرت نشان۔''

حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ''یہ سن کر میں نے اس کے چہرے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اور کہا: ''اے منحوس انسان! قریب ہے کہ جو آگ تجھ پر نازل ہونے والی ہے وہ ساری زمین کو جلا ڈالے۔ پھر میں وہاں سے ایک طرف ہو گیا اور ایک جگہ چھپ گیا تاکہ وہ مجھے نہ دیکھ سکے۔ جب اس نے محسوس کیا کہ میں جا چکا ہوں تو اس نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھایا اور اللہ عزوجل سے اس طرح مناجات کرنے لگا:

''اے غموں اور مصیبتوں کو دور کرنے والے! اے مجبور اور پریشان حال لوگوں کی دعائیں قبول کرنے والے! اے میری اُمیدوں کی لاج رکھنے والے! اے گہرے سمندروں کو پیدا کرنے والے! اے میرے پاک پروردگار عزوجل! اے وہ ذات جس کے دستِ قدرت میں تمام بھلائیاں ہیں! میں تیری رضا چاہتا ہوں اور تیری ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں، تُو اپنے عفو وکرم کے صدقے مجھے عذاب سے محفوظ رکھ اور مجھے اپنی ناراضگی سے بچا۔ اے میرے پاک پروردگار عزوجل! مَیں کماحقہ تیری تعریف نہیں کر سکتا، تُو ایسا ہی ہے جیسا تُو نے اپنی تعریف خود بیان فرمائی، اے میرے رحیم وکریم پروردگار عزوجل! تُو میری اُمیدوں کی لاج رکھ لے، بے شک میں تجھ سے تیری رحمت کا طالب ہوں۔ (مجھے یقین ہے) کہ تُو میری دعا کو رد نہیں کرے گا۔ میں صرف تجھ ہی سے دعا

کرتا ہوں۔ اے اللہ عزوجل! موت سے پہلے مجھے اپنی رضا کا مژدہ سنا دے اور مجھے اپنے عفو وکرم کی ایک جھلک دکھا دے۔''

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی یہ رِقّت انگیز مناجات سن کر مَیں اپنی منزل کی طرف لوٹ آیا۔ پھر جب رات کو نیند آئی تو دل کی آنکھیں کھل گئیں۔ مجھے خواب میں پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے مالک بن دینار! تُو لوگوں کو اللہ کی رحمت اور اس کے عفو وکرم سے مایوس مت کر۔'' بے شک اللہ عزوجل **محمد بن ہرون** کے افعال سے باخبر ہے اور اللہ عزوجل نے اس کی دعا قبول فرما کر اس کی لغزشوں اور خطاؤں کو معاف فرما دیا ہے تُو صبح اس کے پاس جانا اور اس سے کہنا: ''بے شک اللہ عزوجل بروز قیامت میدانِ محشر میں تمام اولین وآخرین کو جمع فرمائے گا۔ اگر کسی سینگ والے جانور نے بغیر سینگ والے جانور کو مارا ہوگا تو اس کو بدلہ دلوائے گا اور ذرے ذرے کا حساب لے گا۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! مَیں ذرے ذرے کا حساب لوں گا اور اگر کسی نے ذرہ بھر بھی ظلم کیا ہوگا تو مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلواؤں گا۔ اے ابن ہرون! کل بروزِ قیامت اللہ عزوجل تجھے اور تیری ماں کو اکٹھا کرے گا اور تیرے بارے میں فیصلہ ہوگا۔ فرشتے تجھے مضبوط زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی طرف دھکیل دیں گے پھر تُو دنیوی تین دن اور تین رات کے برابر جہنم کی آگ کا مزہ چکھے گا کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''میں نے اپنے اُوپر یہ بات لازم کرلی ہے کہ میرا جو بندہ بھی ناحق کسی جان کو قتل کرے گا یا شراب پئے گا تو میں اسے جہنم کی آگ کا مزہ ضرور چکھاؤں گا اگرچہ وہ کیسا ہی برگزیدہ کیوں نہ ہو۔'' اے ابن ہرون! پھر اللہ عزوجل تیری ماں کے دل میں تیرے لئے رحم ڈالے گا اور اس کے دل میں یہ بات ڈال دے گا کہ وہ اللہ عزوجل سے سوال کرے کہ: ''اے اللہ عزوجل! تُو میرے بیٹے کو بخش دے۔'' پھر اللہ عزوجل تجھے، تیری والدہ کے حوالے کردے گا، تیری والدہ تیرا ہاتھ پکڑ کر تجھے جنت میں لے جائے گی۔''

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جب صبح ہوئی تو میں فوراً ابن ہرون کے پاس گیا اور اسے بشارت دی کہ آج رات خواب میں مجھے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے تیرے بارے میں اس طرح بتایا ہے پھر میں نے اسے اپنا پورا خواب سنایا۔ خدا عزوجل کی قسم! میرا خواب سن کر وہ جھوم اُٹھا اور اس کی روح اس طرح آسانی سے اس کے تن سے جدا ہوئی جیسا کہ پتھر کو جب پانی میں ڈالا جائے تو وہ آسانی سے نیچے کی جانب چلا جاتا ہے۔ پھر اس کی تجہیز وتکفین کا انتظام کیا گیا اور میں نے اس کے جنازہ میں شرکت کی۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اللہ عزوجل اس پر رحم فرمائے اور ہم سب کو اپنی رحمت کاملہ کا سایہ عطا فرمائے، ہمیں لحہ بھر کے لئے بھی جہنم کی آگ میں نہ ڈالے، ہمارے کمزور جسم جہنم کی آگ کو برداشت نہیں کر سکتے، ہم سے تو دنیاوی آگ کی چنگاری بھی برداشت نہیں ہوتی جہنم کی وہ سخت آگ کس طرح براداشت ہوگی، اللہ عزوجل ہمیں حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صدقے نارِ جہنم سے محفوظ رکھے اور ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے، ہمیں دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے اور اپنی دائمی رضا سے مالا مال فرمائے، سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ساری اُمت کی مغفرت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

حکایت نمبر 104: تقوی ہو تو ایسا

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم فرماتے ہیں: ''میں نے بعض مشائخ سے پوچھا کہ میں رزق حلال کس طرح اور کہاں سے حاصل کروں۔'' میرے اس سوال پر مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اگر تُو رزق حلال کا طالب ہے تو ملک شام چلا جا، وہاں تجھے رزق حلال کمانے کے وسائل میسر آجائیں گے۔'' میں نے ملک شام کی طرف کوچ کیا اور اس کے ایک شہر ''مصیصہ'' میں پہنچ گیا۔ وہاں میں کافی دن رہا اور لوگوں سے پوچھتا رہا کہ میں کون سا کام کروں جس کے ذریعے مجھے رزقِ حلال حاصل ہو اور اس میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو لیکن میری صحیح طرح کوئی رہنمائی نہ کر سکا۔

بالآخر میں نے اپنا مسئلہ وہاں کے مشائخ کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے فرمایا: ''اگر تُو رزق حلال کا طالب ہے تو ''طرسوس'' نامی شہر میں چلا جا۔ وہاں اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! تجھے کسب حلال کے ذریعے رزق حلال میسر آجائے گا۔ چنانچہ مَیں طرسوس شہر پہنچا اور وہاں اپنے مقصد کی خاطر اِدھر اُدھر گھومتا رہا۔ ایک دن میں ساحلِ سمندر پر گیا تا کہ وہاں کوئی کام تلاش کروں جس کے ذریعے رزقِ حلال حاصل ہو سکے۔ میں ساحلِ سمندر پر تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا: ''مجھے اپنے انگوروں کے باغ کی دیکھ بھال کے لئے ایک باغبان کی ضرورت ہے کیا تم اُجرت پر میرے باغ کی نگہبانی کے لئے تیار ہو؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں! میں تیار ہوں۔''

چنانچہ میں اس شخص کے ساتھ چلا گیا اور خوب محنت ولگن سے اپنا کام کرتا رہا۔ مجھے اس باغ میں کام کرتے ہوئے جب کافی دن گزر گئے تو ایک دن باغ کا مالک اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ باغ میں آیا اور مجھے بلا کر کہا: ''ہمارے لئے بہترین قسم کے میٹھے انگور

توڑ کرلاؤ۔'' یہ سن کر میں نے اپنی ٹوکری اُٹھائی اور ایک بیل سے کافی انگور لا کر اس باغ کے مالک کے سامنے رکھ دیئے۔ جب اس نے انگور کا دانہ کھایا تو وہ کھٹا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: ''اے باغبان! تجھ پر افسوس ہے، کیا تجھے حیا نہیں آتی کہ تُو اتنے دنوں سے اس باغ میں کام کر رہا ہے اور ابھی تک تجھے کھٹے اور میٹھے انگوروں کی پہچان نہ ہوسکی حالانکہ تُو یہاں سے انگور وغیرہ خوب کھاتا ہوگا۔''

میں نے کہا: ''اللہ عزوجل کی قسم! میں نے آج تک اس باغ سے انگور کا ایک دانہ بھی نہیں کھایا، پھر مجھے کھٹے اور میٹھے انگوروں کی پہچان کس طرح حاصل ہوسکتی ہے، مجھے تو صرف اس باغ کی دیکھ بھال کے لئے خادم رکھا گیا تھا، لہٰذا میں دیکھ بھال تو کرتا رہا لیکن اس باغ میں سے انگور کا ایک دانہ بھی نہ کھایا۔''

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ جواب سن کر باغ کا مالک اپنے دوستوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''تمہاری کیا رائے ہے؟ کیا اس سے بھی زیادہ کوئی عجیب بات ہوسکتی ہے کہ ایک شخص اتنے عرصہ تک باغ میں رہے اور پھر اِتنی ایمانداری سے رہے کہ وہاں سے ایک دانہ بھی نہ کھائے؟ یہ شخص تو ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرح متقی اور پرہیزگار معلوم ہوتا ہے (اس باغ والے کو معلوم نہ تھا کہ یہی حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں) حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''پھر میں اپنے کام میں لگ گیا اور باغ کا مالک وہاں سے رخصت ہوگیا۔''

دوسرے دن میں نے دیکھا کہ آج پھر باغ کا مالک بہت سارے لوگوں کے ساتھ باغ کی طرف آرہا ہے۔ مَیں سمجھ گیا کہ میرے اس واقعہ کی خبر اس نے لوگوں کو دی ہوگی اس لئے لوگ مجھے ملنے آرہے ہیں۔ چنانچہ میں چھپ کر باغ سے نکل گیا، وہ لوگ باغ میں داخل ہوئے، ان کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ وہ مجھے باغ میں تلاش کرتے رہے لیکن میں انہیں نہ ملا، مَیں وہاں ہوتا تو انہیں ملتا میں تو وہاں سے باہر آ گیا تھا۔ وہ لوگ کافی دیر تک مجھے ڈھونڈتے رہے بالآخر تھک ہار کر واپس چلے گئے اور میں نے کسی سے بھی ملاقات نہ کی۔ {اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** سبحان اللہ عزوجل! تقوی ہو تو ایسا کہ اتنا عرصہ باغ میں رہنے کے باوجود بھی وہاں سے کوئی چیز نہ کھائی حالانکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اگر وہاں سے انگور کھاتے تو مالک کو کوئی اعتراض نہ ہوتا لیکن یہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کمال درجہ احتیاط تھی۔ اللہ عزوجل ان کے صدقے ہمیں بھی تقوی و پرہیزگاری کی دولت سے مالا مال فرمائے اور رزقِ حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

رہوں مست و بے خود میں تیری ولا میں　　پلا جام ایسا پلا یاالٰہی

حکایت نمبر105:

تیس سال تک روٹی نہ کھائی

حضرت سیدنا عبداللہ دینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میرے پاس ایک فقیر آیا۔ اسے دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ یہ کسی سخت مصیبت سے دوچار اور کسی سخت تکلیف میں مبتلا ہے۔ اس کی حالت دیکھ کر میرے دل میں رحم آگیا اور میں نے سوچا کہ اسے کوئی چیز دوں اور اس کی مدد کروں۔ میں نے ارادہ کیا کہ اپنی جوتیاں اسے دے دوں جیسے ہی میں نے یہ ارادہ کیا فوراً نفس نے مجھے روک دیا اور کہا: ''اگر تُو اپنی جوتیاں اسے دے دے گا تو تُو ننگے پاؤں رہ جائے گا اور اس طرح تُو اپنے پاؤں وغیرہ کو نجاست سے کس طرح بچائے گا؟''

پھر مَیں نے ارادہ کیا کہ اسے اپنا مشکیزہ دے دوں نفس نے پھر مجھے روک دیا اور کہا: ''اگر مشکیزہ اسے دے دے گا تو تُو وضو وغیرہ کیسے کرے گا؟'' پھر میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنا رومال اسے صدقہ کر دیتا ہوں، نفس بدکار نے پھر مجھے منع کیا اور کہا: ''اگر تُو رومال اسے دے دے گا تو پھر تُو خود ننگے سر رہ جائے گا اور تجھے اس طرح پریشانی ہوگی۔''

مَیں ابھی اسی شش و پنج میں تھا کہ فقیر یکایک اپنی لاٹھی لے کر اُٹھا پھر میری طرف متوجہ ہو کر بولا: ''اے نفسِ بدکار کی بات ماننے والے! تُو اپنا رومال اپنے پاس ہی رکھ، میں جارہا ہوں اور میں نے اپنے رب عزوجل سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ میں اس وقت تک ایک لقمہ بھی نہیں کھاؤں گا جب تک مجھے مخلوق سے مانگے بغیر خود بخود رزق نہ مل جائے۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ فقیر وہاں سے چلا گیا۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے 30 سال سے روٹی نہیں کھائی تھی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

(میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حکایت میں مخلوق سے سوال نہ کرنے کے بارے میں کتنا زبردست درس موجود ہے۔ واقعی اللہ عزوجل پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے غیر اللہ سے بے نیاز ہو جانا کامل ہستیوں کا ہی حصہ تھا۔ اے اللہ عزوجل! ہمیں بھی ایسا توکل عطا فرما اور اپنی راہ میں خوب خرچ کرنے کی توفیق عطا فرما، شیطانی وسوسوں اور نفس کی چالوں سے ہماری حفاظت فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

حکایت نمبر106: **خدا ترس عورت کو ڈوبا ہوا بچہ کیسے ملا؟**

حضرت سیدنا عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک ملک کا بادشاہ بہت ظالم اور کنجوس تھا۔ اس نے اپنے ملک میں یہ اعلان کر دیا کہ ''کوئی بھی شخص کسی فقیر یا مسکین پر کوئی چیز صدقہ نہ کرے، کوئی کسی غریب کی مدد نہ کرے۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دوں گا۔''

یہ خبر سن کر لوگوں میں سنسنی مچ گئی، اب ہر کوئی صدقہ دینے سے ڈرنے لگا۔ ایک دن ایک فقیر مجبور ہو کر ایک عورت کے پاس آیا اور اس سے کہا: ''اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر مجھے کوئی چیز کھانے کے لئے دو۔'' تو وہ عورت بولی: ''ہمارے ملک کے بادشاہ نے اعلان کیا ہے کہ جو کوئی کسی کو صدقہ دے گا اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا، اب میں تمہیں کس طرح کوئی چیز دوں؟'' فقیر نے کہا: ''تم مجھے اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر کوئی کھانے کی چیز دے دو۔'' عورت کو اس فقیر پر بہت ترس آیا اور اس نے بادشاہ کی ناراضگی اور سزا کی پرواہ کئے بغیر اللہ عزوجل کی رضا کے لئے اس فقیر کو دو روٹیاں دے دیں۔ فقیر روٹیاں لے کر دعائیں دیتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ فلاں عورت نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی ہے تو اس نے عورت کی طرف اپنے سپاہی بھیجے اور عورت کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے گئے۔ کچھ عرصہ بعد بادشاہ نے اپنی والدہ سے کہا: ''مجھے کسی ایسی عورت کے بارے میں بتاؤ جو سب سے زیادہ حسین وجمیل ہو تا کہ میں اس سے شادی کروں۔'' تو اس کی والدہ نے اسے بتایا: ''ہمارے ملک میں ایک ایسی خوبصورت اور بے مثال حسن و جمال کی پیکر عورت رہتی ہے کہ میں نے آج تک اس جیسی حسین وجمیل عورت نہیں دیکھی لیکن اس میں ایک بہت بڑا عیب ہے، بادشاہ نے پوچھا: ''اس میں کیا عیب ہے؟'' اس کی والدہ نے جواب دیا: ''اس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں۔''

بادشاہ نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ فلاں عورت کو میرے پاس حاضر کیا جائے۔ چند سپاہی گئے اور اسی عورت کو بادشاہ کے پاس لے آئے جس کے ہاتھ فقیر کو روٹیاں دینے کی وجہ سے کاٹ دیئے گئے تھے۔ جب بادشاہ نے اس عورت کو دیکھا تو اس کے حسن و جمال نے بادشاہ کو حیرت میں ڈال دیا۔ بادشاہ نے اس سے کہا: ''کیا تم مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہو؟'' عورت نے کہا: ''مجھے کوئی اعتراض نہیں اگر تم مجھ سے شادی کرنا چاہو تو مجھے منظور ہے۔'' چنانچہ ان دونوں کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہوئی، جشن منایا گیا اور اس طرح وہ ہنسی خوشی زندگی گزارنے لگے۔

بادشاہ کی دوسری بیویوں کو اس عورت سے حسد ہو گیا اور وہ دن رات حسد کی آگ میں جلنے لگیں، ان کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ بادشاہ اب ہمیں اتنی وقعت نہیں دیتا جتنی اس غریب و نادار نئی دلہن کو دیتا ہے۔

چنانچہ وہ ہر وقت اسی فکر میں رہتیں کہ کسی طرح اس نئی دلہن کو بادشاہ کی نظروں سے گرا دیا جائے لیکن وہ اپنے اس مذموم اِرادے میں کامیاب نہ ہوسکیں۔ پھر اچانک بادشاہ کسی محاذ پر روانہ ہوگیا اور وہاں اسے کافی دن دشمنوں سے لڑنا پڑا۔ بادشاہ کی بیویوں کو یہ بہت اچھا موقع مل گیا۔ انہوں نے بادشاہ کو خط لکھا کہ تمہارے پیچھے سے تمہاری نئی دلہن نے تمہاری عزت کو داغ دار کر دیا ہے اور وہ بدکارہ ہوگئی ہے اور اس بدکاری کے نتیجہ میں اس کے ہاں بچہ بھی پیدا ہوا ہے۔ جب بادشاہ کو یہ خط ملا تو وہ آگ بگولا ہوگیا۔ اس نے فوراً اپنے قاصد کو یہ پیغام دے کر اپنی والدہ کے پاس بھیجا کہ اس بدکارہ عورت کو اس کے بچے سمیت میرے ملک سے نکال دو، اس کے گلے میں کپڑا باندھ کر بچہ اس میں ڈال دو اور انہیں کسی جنگل میں چھوڑ دو۔

جب اس کی والدہ کو یہ پیغام ملا تو اس نے ایسا ہی کیا اور اس کے گلے میں کپڑا ڈال کر بچہ اس میں ڈال دیا پھر اسے ملک سے دور ایک جنگل میں چھوڑ دیا گیا۔ اب وہ بیچاری تنہا جنگل میں رہ گئی لیکن اسے اپنے رب عزوجل سے کسی قسم کا کوئی شکوہ نہ تھا، وہ تو اس کی رضا پر راضی تھی۔ وہ بیچاری اسی طرح جنگل میں گھومتی رہی، پیاس کی شدت نے اسے پریشان کر رکھا تھا بالآخر اسے دور ایک نہر نظر آئی وہ نہر پر گئی اور جیسے ہی پانی پینے کے لئے جھکی تو اس کا بچہ گہرے پانی میں جا گرا اور ڈوبنے لگا۔

جب عورت نے اپنے بچے کو ڈوبتا دیکھا تو وہ رونے لگی۔ اتنے میں اس کے پاس دو خوبصورت نوجوان آئے اور اس سے پوچھا: ''تم کیوں رو رہی ہو؟'' اس نے کہا: ''میں پانی پینے کے لئے جھکی تو میرا بیٹا اس نہر میں گر کر ڈوب گیا، میں اسی کے غم میں رو رہی ہوں۔'' ان خوبصورت نوجوانوں نے پوچھا: ''کیا تُو چاہتی ہے کہ ہم تیرے بچے کو نکال لائیں؟'' عورت نے بیتاب ہو کر کہا: ''ہاں! میں چاہتی ہوں کہ اللہ عزوجل مجھے میرا بچہ واپس لوٹا دے۔''

ان نوجوانوں نے دعا کی اور اس کا بچہ نکال کر اسے دے دیا۔ پھر انہوں نے پوچھا: ''اے رحم دل عورت! کیا تُو چاہتی ہے کہ تیرے ہاتھ تجھے واپس کر دیئے جائیں اور تُو ٹھیک ہوجائے؟'' اس نے کہا: ''ہاں! میں چاہتی ہوں۔'' چنانچہ ان دونوں نوجوانوں نے دعا کی اور اس کے دونوں ہاتھ بالکل ٹھیک ہوگئے۔ عورت نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور حیران کُن نظروں سے ان نوجوانوں کو دیکھنے لگی جن کی برکت سے اسے ڈوبا ہوا بچہ بھی مل گیا اور اس کے ہاتھ بھی اسے لوٹا دیئے گئے۔ پھر ان نوجوانوں نے پوچھا: ''اے عظیم عورت! کیا تُو جانتی ہے کہ ہم کون ہیں؟'' عورت نے کہا: ''میں آپ کو نہیں پہچانتی۔'' عورت کا یہ جواب سن کر انہوں نے کہا: ''ہم تیری وہی دو روٹیاں ہیں جو تُو نے ایک مجبور سائل کو دی تھیں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم}

(میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سبحان اللہ عزوجل! اس حکایت میں ہمارے لئے کیسی کیسی نصیحتیں ہیں کہ اللہ عزوجل کی رضا کی

خاطر جو نیک عمل کیا جاتا ہے وہ کبھی رائیگاں نہیں جاتا، آخرت میں تو اس کا اَجر ملتا ہی ہے لیکن دنیا میں بھی اس کے ثمرات ظاہر ہوتے ہیں، جس طرح اس عظیم عورت کے ساتھ ہوا کہ دنیا ہی میں اس کو نیکی کا بدلہ مل گیا۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ اپنا ہر عمل اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر کریں۔ جو عمل اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر کیا جاتا ہے وہ کبھی رائیگاں نہیں جاتا۔ اللہ عزوجل اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے، وہ اپنی رحمت سے کسی کو مایوس نہیں کرتا۔ اس حکایت سے یہ بھی درس ملا کہ جو کسی کے ساتھ بھلا کرتا ہے اس کے ساتھ بھی بھلا ہوتا ہے، اس کی بھرپور مدد کی جاتی ہے اور اسے مایوس نہیں کیا جاتا۔ اللہ عزوجل ہمیں بھی اپنے مسلمان بھائیوں پر خوب شفقت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حکایت نمبر 107:

دریائے نیل کے نام ایک خط

حضرت سیدنا قیس بن الحجاج علیہما رحمۃ اللہ الوھاب سے مروی ہے: ''جب مصر فتح ہوا تو وہاں کے کچھ لوگ حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس عجمی مہینوں میں سے کسی مہینے کی تاریخ کو آئے (اس وقت حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر کے گورنر تھے)، ان لوگوں نے عرض کی: ''اے ہمارے محترم امیر! ہمارے اس دریائے نیل کی ایک پُرانی رسم ہے جب تک وہ رسم ادا نہ کی جائے اس وقت تک یہ جاری نہیں ہوتا۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''وہ کون سی رسم ہے جس کے ادا کئے بغیر یہ دریا جاری نہیں ہوتا؟'' لوگوں نے عرض کی: ''اس ماہ کی بارہ تاریخ ہم کسی نوجوان خوبصورت لڑکی کے والدین کے پاس جاتے ہیں اور انہیں اس بات پر راضی کرتے ہیں کہ وہ اپنی خوبصورت دوشیزہ کو دریائے نیل میں ڈالنے کے لئے ہمارے حوالے کر دیں تاکہ یہ دریا جاری ہو اور ہم سب سیراب ہوسکیں پھر ہم اس نوجوان خوبصورت لڑکی کو عمدہ کپڑے پہنا کر زیورات سے آراستہ کرتے ہیں پھر اسے دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں۔ اس طرح ہر سال ہم اپنی ایک جوان لڑکی کی قربانی دیتے ہیں تب دریائے نیل جاری ہوتا ہے۔'' ان لوگوں کی یہ عجیب وغریب بات سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اِسلام میں ایسی کوئی بے ہودہ رسم جائز نہیں، بے شک اِسلام نے ایسی تمام باطل رسمیں مٹادی ہیں، تم اس مرتبہ اس رسم پر ہرگز عمل نہ کرنا۔''

لوگ آپ کی بات سن کر واپس چلے گئے اور انہوں نے اس مرتبہ کسی بھی لڑکی کو دریا میں نہ پھینکا، دریائے نیل خشک رہا اور اس مرتبہ اس میں بالکل بھی پانی نہ آیا۔ لوگ بہت پریشان ہوئے اور انہوں نے اِرادہ کرلیا کہ ہم یہ ملک چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے جاتے ہیں۔

جب حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کی یہ حالت دیکھی تو انہوں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب خط لکھا اور انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا، جب حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط ملا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً لکھوا کر بھیجا: ''تم نے بالکل سچ کہا کہ اِسلام بے ہودہ پُرانی رسموں کو مٹا دیتا ہے۔ مَیں تمہاری طرف مکتوب میں ایک رقعہ بھیج رہا ہوں جب تمہارے پاس میرا یہ مکتوب اور رقعہ پہنچے تو تم اس رقعے کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔'' جب حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مبارک مکتوب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا تو اس میں ایک چھوٹا سا رقعہ بھی تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ رقعہ لیا اور اسے پڑھنا شروع کیا۔ اس مبارک رقعے میں درج الفاظ کا مفہوم یہ ہے:

اللہ عزوجل کے بندے امیر المؤمنین (حضرت سیدنا) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی جانب سے مصر کے دریا ''نیل'' کی طرف!

اما بعد! اے دریائے نیل! اگر تُو اپنی مرضی سے جاری ہوتا ہے تو جاری مت ہو (ہمیں تیری کوئی حاجت نہیں) اور اگر تجھے اللہ عزوجل واحد وقہار جاری فرماتا ہے تو ہم اس سے سوال کرتے ہیں کہ وہ تجھے جاری فرمادے۔''

حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ رقعہ پڑھا اور دریائے نیل میں ڈال دیا جس وقت یہ رقعہ دریا میں ڈالا گیا اس وقت دریا بالکل خشک تھا اور لوگوں نے اس ملک کو چھوڑنے کا ارادہ کرلیا تھا لیکن جب لوگ صبح دریائے نیل پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک ہی رات میں اللہ عزوجل نے (امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رقعہ کی برکت سے) دریا میں سولہ گز پانی جاری فرما دیا اور اللہ عزوجل نے وہ رسمِ باطل مٹا دی اور آج تک یہ رسم ختم ہے۔ (دریائے نیل اس کے بعد آج تک خشک نہیں ہوا)

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** سبحان اللہ عزوجل! اِسلام کتنا عظیم ہے کہ اس نے آکر مظلوموں کو ظلم سے نجات دلوائی، بے سہاروں کو سہارا دیا اور دینِ اسلام ایسے عظیم اَحکام کا مجموعہ ہے کہ جن میں لوگوں کی دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ اس حکایت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی اللہ عزوجل کا ہو جاتا ہے ہر چیز اس کے تابع کردی جاتی ہے جو اپنے گلے میں نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی غلامی کا پٹہ ڈال لیتا ہے وہ درحقیقت جہاں کا سردار بن جاتا ہے:۔

مدینے کے گدا دیکھے ہیں دنیا کے امام اکثر
بدل دیتے ہیں تقدیریں محمد ﷺ کے غلام اکثر

ایسے عظیم لوگ اسباب پر نہیں بلکہ خالقِ اسباب پر نظر رکھتے ہیں۔ ان کا اللہ عزوجل پر توکل بہت کامل ہوتا ہے۔ جب غلاموں کا یہ

حال ہے تو سردارِ مکۂ مکرمہ، سلطانِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طاقت اور اختیارات کا کیا عالم ہوگا۔ اللہ عزوجل ہمیں حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سچی غلامی عطافرمائے اوران کے جلوؤں میں شہادت کی موت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

حکایت نمبر108: ٹوکریوں والانوجوان

حضرت سیدنا ابوعبداللہ بلخی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:''بنی اسرائیل میں ایک نہایت ہی پاکباز حسین وجمیل نوجوان تھا جس کے حسن کی مثال نہ تھی، وہ ٹوکریاں بنا کر بیچا کرتا۔اسی طرح اس کی گزر بسر ہورہی تھی۔ایک روز وہ ٹوکریاں بیچتا ہوا شاہی محل کے قریب سے گزرا۔ایک خادمہ کی اس نوجوان پرنظر پڑی تو وہ فوراً شہزادی کے پاس گئی اوراسے بتایا کہ باہر ایک نوجوان ٹوکریاں بیچ رہا ہے، وہ اِتنا خوبصورت ہے کہ میں نے آج تک ایسا خوبصورت نوجوان نہیں دیکھا۔یہ سن کرشہزادی نے کہا:''اسے میرے پاس بلالاؤ۔'' خادمہ باہرگئی اورنوجوان سے کہا:''اندرآجاؤ۔''

(نوجوان سمجھا شاید انہیں ٹوکریاں چاہئیں) پس وہ اس کے ساتھ محل میں داخل ہوگیا۔وہ اسے ایک کمرے میں لے گئی جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا اس خادمہ نے دروازہ بند کردیا، پھر اسے دوسرے کمرے میں لے گئی اوراسی طرح اس کا دروازہ بھی بند کردیا۔جب وہ تیسرے کمرے میں پہنچا تو اس کے سامنے ایک خوبصورت نوجوان شہزادی موجود تھی، اس نے اپنا نقاب اُٹھایا ہوا تھا اور سینہ بھی عریاں تھا۔جب نوجوان نے شہزادی کو اس حالت میں دیکھا تو کہنے لگا:''جو چیز تم نے خریدنی ہے جلدی سے خرید لو۔'' شہزادی کہنے لگی:''میں نے تجھے کوئی چیز خریدنے کے لئے نہیں بلایا بلکہ مَیں تو تجھ سے قُرب چاہتی ہوں اوراپنی خواہش کی تسکین چاہتی ہوں، آؤاور میری شہوت کوتسکین دو۔''اس پاکباز نوجوان نے کہا:''اے شہزادی!تُو اللہ عزوجل سے ڈر۔''اس نیک نوجوان نے شہزادی کو بہت سمجھایا لیکن وہ نہ مانی اور بار بار بُرائی کا مطالبہ کرتی رہی۔ پھراس نوجوان سے کہنے لگی:''اگرتُو نے میری بات نہ مانی تو بادشاہ کوشکایت کردوں گی کہ یہ نوجوان برائی کے اِرادے سے محل میں گھس آیا ہے پھر تجھے بہت سخت سزا دی جائے گی، تیری بہتری اسی میں ہے کہ تُو میری بات مان لے اور میری خواہش پوری کردے۔''نوجوان نے پھر انکار کیا اوراسے نصیحت کرنے لگا بالآخر جب وہ باز نہ آئی تو اس عظیم نوجوان نے کہا:''میں وضو کرنا چاہتا ہوں، میرے لئے وضو کا انتظام کردو۔'' یہ

سن کرشہزادی بولی: ''کیا تُو مجھے دھوکا دینا چاہتا ہے۔ پھر اس نے خادمہ سے کہا: ''اس کے لئے محل کی چھت پر وضو کا برتن لے جاؤ تاکہ یہ فرار نہ ہو سکے۔''

چنانچہ اس نوجوان کو چھت پر لے جایا گیا۔ محل کی چھت سطح زمین سے تقریباً 40 گز اونچی تھی جس سے چھلانگ لگانا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ جب نوجوان چھت پر پہنچ گیا تو اس نے اپنے پاک پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے اللہ عزوجل! مجھے تیری نافرمانی پر مجبور کیا جارہا ہے اور مَیں اس برائی سے بچنا چاہتا ہوں، مجھے یہ تو منظور ہے کہ اپنے آپ کو اس بلند و بالا چھت سے نیچے گرادوں لیکن یہ پسند نہیں کہ میں تیری نافرمانی کروں۔''

چنانچہ اس نے بِسْمِ اللّٰہِ شریف پڑھ کر چھت سے چھلانگ لگادی۔ اللہ عزوجل نے ایک فرشتے کو بھیجا جس نے اس نوجوان کو بازو سے پکڑا اور زمین پر بڑے سکون سے اُتار دیا اور اسے کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی نوجوان نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے میرے پاک پروردگار عزوجل! اگر تُو چاہے تو مجھے ان ٹوکریوں کی تجارت کے بغیر بھی رزق عطا فرما سکتا ہے۔ اے میرے پروردگار عزوجل! مجھے اس تجارت سے بے نیاز کردے۔'' جب اس نے یہ دعا کی تو اللہ ربُّ العزَّت نے اس کی طرف ایک بوری بھیجی جو سونے سے بھری ہوئی تھی۔ اس نے بوری سے سونا بھرنا شروع کردیا یہاں تک کہ اس کی چادر بھر گئی۔ پھر اس عظیم نوجوان نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے اللہ عزوجل! اگر یہ اسی رزق کا حصہ ہے جو مجھے دنیا میں ملنا تھا تو اس میں برکت عطا فرما اور اگر یہ اس اَجر کا حصہ ہے جو مجھے آخرت میں ملنا ہے اور اس کی وجہ سے میرے آخرت کے اَجر میں کمی ہوگی تو مجھے یہ دولت نہیں چاہیے۔''

جب اس نوجوان نے یہ کہا تو اسے ایک آواز سنائی دی: ''یہ جو سونا تجھے عطا کیا گیا ہے یہ اس اَجر کا پچیسواں حصہ ہے جو تجھے اس گناہ سے صبر کرنے پر ملا ہے۔'' تو اس عظیم نوجوان نے کہا: ''اے میرے پروردگار عزوجل! مجھے ایسے مال کی حاجت نہیں جو میرے آخرت کے خزانے میں کمی کا باعث بنے۔'' جب نوجوان نے یہ بات کہی تو وہ سارا سونا غائب ہوگیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر109: حضرت سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کا تبرک

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن یعقوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمارے پاس ایک نیک بزرگ تشریف لائے جن کا نام ابوعبداللہ تھا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ میں تہجد کے وقت **مسجد الحرام** میں گیا اور بیر زم زم کے قریب بیٹھ گیا۔ اتنے میں ایک بزرگ آئے انہوں نے اپنے چہرے پر رومال ڈالا ہوا تھا۔ وہ کنوئیں کے قریب آئے اور اس سے پانی نکال کر پینے لگے۔ جب وہ پی چکے تو تھوڑا سا پانی برتن میں بچ گیا۔ میں نے ان سے لے کر وہ پانی پیا تو وہ بہت عمدہ اور لذیذ تھا اور اس میں باداموں کا ستّو ملا ہوا تھا۔ میں نے ایسا خوش ذائقہ اور لذیذ پانی کبھی نہیں پیا تھا۔ جب میں نے اس بزرگ کی طرف دیکھا تو وہ وہاں موجود نہ تھے۔

دوسری رات پھر تہجد کے وقت میں بیر زم زم کے پاس بیٹھ گیا۔ وہی بزرگ پھر کنوئیں کے پاس آئے پانی نکالا اور پینے لگے کچھ پانی بچ گیا۔ جب میں نے بزرگ کا بچا ہوا پانی پیا تو وہ سادہ پانی نہ تھا بلکہ اس میں خالص شہد ملا ہوا تھا اور ایسا لذیذ وعمدہ تھا جیسا میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں پیا تھا۔ پانی پینے کے بعد جب میں نے اس بزرگ کی طرف دیکھا تو وہ وہاں سے جا چکے تھے۔

میں بہت حیران ہوا کہ یہ عظیم الشان بزرگ کون ہیں؟ تیسری رات پھر میں تہجد کے وقت کنوئیں کے پاس بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ بزرگ بھی تشریف لے آئے، کنوئیں سے ڈول بھر کر پانی نکالا اور نوش فرمانے لگے۔ آج پھر کچھ پانی بچ گیا میں نے ان کا بچا ہوا پانی پیا۔ آج اس کا ذائقہ ایسا تھا جیسے اس میں خالص دودھ ملا دیا گیا ہو۔ ایسا عمدہ ولذیذ پانی میں نے کبھی نہ پیا تھا۔ پانی پینے کے فوراً بعد میں نے اس بزرگ کا دامن تھام لیا اور عرض گزار ہوا: ''اے عظیم بزرگ! آپ کو اسی ذات کریم کا واسطہ جس نے آپ کو یہ کرامت عطا کی ہے، مجھے بتائیں کہ آپ کون ہیں اور آپ کا نام کیا ہے؟'' تو وہ بزرگ فرمانے لگے: ''اگر تم مجھ سے وعدہ کرو کہ جب تک میں اس دنیا میں زندہ ہوں تب تک میرے اس راز کو چھپائے رکھو گے اور لوگوں پر ظاہر نہ کرو گے تو میں تمہیں اپنا نام بتاتا ہوں، کیا تم مجھ سے وعدہ کرتے ہو؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں۔'' وہ بزرگ فرمانے لگے: ''میں **سفیان بن سعید ثوری** ہوں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر110: **حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ الولی کی چند نصیحتیں**

حضرت سیدنا ابو عبیدہ الناجی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں، ایک مرتبہ ہم حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیمار تھے اور اسی بیماری کی حالت میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوگیا۔ ہم لوگوں نے خدمت عالیہ میں حاضر ہوکر سلام عرض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا اور بڑی خوشی سے فرمانے لگے: ''مرحبا! خوش آمدید! اللہ عزوجل تمہیں درازیٔ عمر بالخیر عطا فرمائے اور ہم سب کو جنت میں اعلیٰ مرتبہ عطا فرمائے۔''

پھر ارشاد فرمایا: مَیں تمہیں چند نصیحت آموز باتیں بتاتا ہوں، انہیں توجہ سے سننا ایسا نہ ہو کہ ایک کان سے سنو اور دوسرے کان سے نکال دو۔ سنو! جس نے حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی صبح وشام زیارت کی اس نے عمل کی راہ کو اختیار کیا اور کبھی بھی اپنے وقت کو ضائع نہ کیا، ہر آن اپنے عمل میں اضافے کی کوشش کی۔ جب بھی اسے کسی بات کا علم ہوا اس نے فوراً اس علم پر عمل کیا پھر تم لوگ اعمالِ صالحہ کی طرف سعی کیوں نہیں کرتے۔ ربِّ کعبہ کی قسم! تمہارے اعمال تمہارے ساتھ ہیں۔

اللہ عزوجل اس شخص پر رحم فرمائے جس نے اپنی زندگی آخرت کے لئے وقف کردی۔ اپنا مقصد صرف آخرت کی تیاری ہی کو رکھا، سوکھی روٹی کھا کر ہی گزارہ کرلیا، پھٹے پُرانے کپڑے پہن کر اور زمین کو بچھونا بنا کر گزر بسر کی اور اپنے رب عزوجل کی خوب عبادت کی، اپنی خطاؤں پر شرمندگی کے آنسو بہائے، آخرت کے خوف سے ہر وقت لرزاں وترساں رہا اور اپنی ساری زندگی اسی حال میں گزار دی یہاں تک کہ اس فانی دنیا میں اس کی مدت ختم ہوگئی اور وہ عبادت وریاضت کرتے ہوئے اس دارِفانی کو چھوڑ کر راحت وسکون کی جگہ (یعنی جنت) کی طرف پہنچ گیا۔ وہ شخص بہت ہی خوش قسمت ہے جس نے اپنی زندگی اس طرح عبادت وریاضت میں گزار دی۔

اے بیوقوف انسان! اگر تجھے کوئی دنیاوی نعمت نہ ملے اور تو اس پر واویلا کرنا شروع کردے کہ مجھے یہ نعمت کیوں نہیں ملی تو یہ تیری بے وقوفی ہے۔ اللہ عزوجل جسے چاہے جو عطا کرے اور جس سے چاہے اپنی نعمتوں کو روک لے اور اگر تجھے کوئی دنیاوی نعمت نہ ملی تو اس کے نہ ملنے میں ہی تیری بھلائی ہوگی۔ پھر بھی اگر تُو اپنے رب عزوجل کی تقسیم پر راضی نہیں ہوگا تو بروزِ قیامت اس پاک پروردگار عزوجل سے تیری ملاقات اس حال میں ہوگی کہ تیرے سارے اعمال اکارت ہوچکے ہوں گے۔

اللہ عزوجل اس مردِ صالح پر رحمت فرمائے جس نے حلال رزق کمایا اور پھر بخوشی راہِ خدا عزوجل میں اپنا مال خرچ کرکے اپنی آخرت کے لئے جمع کرلیا تاکہ وہاں محتاج نہ ہو اور اپنے مال کو ایسی جگہ استعمال کیا جہاں خرچ کرنے کا اللہ عزوجل نے حکم فرمایا

ہے اور فضول کاموں میں اپنے مال کو استعمال نہ کیا۔

بے شک تمہارے اسلاف دنیا سے بقدرِ ضرورت مال استعمال میں لاتے۔ باقی تمام مال اپنے رب عزوجل کی راہ میں خرچ کر دیتے اور انہوں نے اپنے مال و جان کا جنت کے بدلے اللہ عزوجل سے سودا کر لیا تھا۔

اے لوگو! بے شک اللہ عزوجل نے دنیا کو آزمائش کے لئے اور آخرت کو جزا کے لئے بنایا ہے اور انسان کو ایمان کی دولت صرف اللہ عزوجل کی عطا ہی سے نصیب ہوتی ہے۔ اللہ عزوجل جسے چاہتا ہے ایمان کی عظیم دولت سے مالا مال فرما دیتا ہے۔ بے شک اللہ عزوجل کی رضا حاصل کرنے کا ایک ہی راستہ ہے جس کی بنیاد ہدایت ہے۔ جو اس راستے پر سیدھا چلتا جائے گا اس کا ٹھکانہ جنت ہے اور شیطان کے کئی راستے ہیں جن کی اِبتدا ہی گمراہی سے ہوتی ہے اور جو ان راستوں میں سے کسی بھی راستے پر چلے گا وہ سیدھا جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جا گرے گا۔

خدا عزوجل کی قسم! اِیمان صرف زبانی کلامی دعوؤں کا نام نہیں کہ انسان دعوے کرتا پھرے کہ میں ایمان والا ہوں بلکہ ایمان تو دل کی تصدیق کا نام ہے جس کا اِقرار زبان سے ہوتا ہے۔ جب دل میں پختہ یقین ہوتا ہے تو یہ یقین کی پختگی ایمان کہلاتی ہے اور اَعمالِ صالحہ اس ایمان کی تصدیق کرتے ہیں، لہٰذا اے ایمان والو! نیک اعمال کے لئے خوب سعی کرو۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 111:

بہترین زادِراہ کیا ہے؟

حضرت سیدنا علی بن محمد مدائنی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے، ایک مرتبہ شیرِ خدا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم ایک جگہ کھڑے ہوئے اور روتے ہوئے یوں نصیحت فرمائی: ''اے لوگو! یہ دنیا اس کے لئے حقائق اور سچائیوں کا گھر ہے جو اس کی حقیقت کو پہچان لے، یہ اس کے لئے دارِ عافیت ہے جو اسے اچھی طرح سمجھ جائے، جو یہاں سمجھداری سے تجارت کرتا ہے اسے نفع ملتا ہے، اس دنیا میں اللہ عزوجل کی مساجد ہیں، دنیا میں ہی انبیاء کرام علیہم السلام پر وحی نازل ہوئی، اللہ عزوجل کے ملائکہ دنیا میں بھی اس کی عبادت کرتے ہیں، یہ دنیا اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے مزین ہے۔ اس دنیا میں رہ کر خوب نیک عمل کرو اور عافیت حاصل کرو۔ جو شخص دنیا کی خواہ مخواہ مذمت کرتا ہے وہ اذیت میں مبتلا رہتا ہے، وہ اپنے نفس اور اہل دنیا کی تعریف کرتا رہتا ہے دنیا اپنی

تمام تر مصیبتوں کے ساتھ بلاؤں کی صورت اختیار کرکے اس کے پاس آجاتی ہے، اور یہی دنیا اپنی خوشیوں اور آرائشوں کے ساتھ مزین ہے، پس اس دنیا سے خوف زدہ بھی رہنا چاہئے، اس سے بچنا بھی چاہئے اور (بقدرِ ضرورت) اس کی طرف رغبت کرنی چاہئے۔

کچھ لوگ دنیا کی مذمت کرتے ہیں اور کچھ لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں اور دنیا تو عبرت اور نصیحت کی جگہ ہے، جو چاہے اس سے عبرت ونصیحت حاصل کرے۔

اے دنیا کی دھوکے بازیوں کی وجہ سے دنیا کو ملامت کرنے والے! کیا دنیا نے تجھے زبردستی ذلت میں ڈالا ہے؟ اس نے کب تجھے تیری منزل مقصود سے دور کیا؟ کیا اس نے تیرے آباؤ اجداد کو مصیبت میں گرفتار نہ کیا؟ اے انسان! تو خود اپنے ہی ہاتھوں بیماری میں مبتلا ہے اگر تو چاہے تو مرضِ دنیا کا علاج خود ہی کرسکتا ہے، تجھے اطبّاء کے پاس جانے کی حاجت نہیں، آج جو کرنا ہے کرلے، دنیا میں غرق ہونے سے بچ، بقدرِ کفایت اس سے نفع حاصل کرلے، کل تجھے تیری تدابیر کام نہ آئیں گی۔ آج جو کرنا ہے کرلے، یہ دنیا نئے نئے رنگوں والی اور پچھاڑنے والی ہے۔

حضرت سیدنا علی بن محمد مدائنی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، اس نصیحت آموز تقریر کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبرستان والوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے اہل قبور! تمہارے مرنے کے بعد تمہارے مال تقسیم ہوگئے، تمہاری عورتوں نے شادی کرلی، اے اہل قبور! تمہارے مرنے کے بعد تمہارے مال تقسیم ہوگئے، عورتوں نے نئے نکاح کرلئے، یہ تو تمہارے بعد ہماری خبر ہے، اب تم بتاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے لوگو! اگر انہیں کلام کرنے کی اجازت ہوتی تو اس طرح کہتے: ''بے شک **بہترین زادِ راہ تقوی ہے۔**''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر112:

ایک عالم ربانی کی للّٰہیت

حضرت سیدنا مقاتل بن صالح خراسانی قدّس سرہ الربّانی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دولت خانہ پر حاضر ہوا۔ آپ کے گھر میں صرف ایک چٹائی تھی جس پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف فرما تھے اور آپ کے سامنے قرآن پاک رکھا ہوا تھا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تلاوت فرمارہے تھے۔ اس کے علاوہ گھر میں ایک تھیلا رکھا ہوا تھا جس میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ ایک برتن تھا جس سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وضو وغیرہ کیا کرتے تھے، ان اشیاء کے

علاوہ گھر میں اور کوئی چیز نہ تھی۔

میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک بچے کو بھیجا: ''دیکھو! دروازے پر کون آیا ہے؟'' بچہ باہر گیا اور کچھ دیر بعد آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''کون ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''خلیفہ کا قاصد آنا چاہتا ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''جاؤ اور اس سے کہو کہ صرف تم اکیلے اندر آجاؤ اور کسی کو ساتھ نہ لانا۔'' بچے نے قاصد کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پیغام دیا۔ چنانچہ قاصد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا اور ایک خط آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ خط لیا اور اسے کھولا تو اس میں یہ الفاظ لکھے تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

محمد بن سلمان کی جانب سے حماد بن سلمہ کی طرف،

امابعد!

اے حماد بن سلمہ! اللہ عزوجل آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی صبح خیریت سے کرے جیسے وہ اپنے اولیاء اور اطاعت کرنے والوں کی صبح کرتا ہے۔ حضور! مجھے ایک مسئلہ درپیش ہے جس کے متعلق آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے گفتگو کرنی ہے۔

والسّلام

یہ خط پڑھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیٹے سے فرمایا: ''جاؤ قلم دوات لے کر آؤ۔'' پھر مجھے فرمایا کہ اس خط کے پیچھے یہ عبارت لکھو۔

امّابعد!

(اے خلیفہ محمد بن سلمان!) اللہ عزوجل تیری صبح خیر سے کرے جس طرح اپنے فرمانبرداروں اور نیک بندوں کی صبح کرتا ہے۔ بے شک میں نے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی صحبت پائی ہے اور ان کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ کسی دنیادار کے پاس مسئلہ بتانے کے لئے نہیں جاتے۔ لہٰذا اگر تجھے کوئی مسئلہ درپیش ہے تو تُو میرے پاس آجا۔ پھر مجھ سے سوال کر مَیں تجھے جواب دوں گا۔ جب تُو میرے پاس آئے تو اکیلے ہی آنا اور گھوڑے وغیرہ پر سوار ہو کر نہ آنا، نہ ہی اپنے ساتھ سپاہی وغیرہ لانا۔ مَیں نہ تو تجھے نصیحت کرنے والا ہوں اور نہ ہی اپنے آپ کو۔

والسلام

خلیفۂ وقت محمد بن سلمان کا قاصد خط لے کر وہاں سے چلا گیا۔ میں آپ کے پاس ہی بیٹھا رہا۔ کچھ دیر بعد پھر دروازے پر دستک ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''جاؤ دیکھو! دروازے پر کون ہے؟'' بچہ فوراً گیا اور واپس آکر جواب دیا:

''خلیفہ محمد بن سلمان آیا ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اس سے جا کر کہو کہ اکیلا اندر آ جائے۔''

چنانچہ خلیفہ محمد بن سلمان اکیلا ہی اندر داخل ہوا اور آ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سلام کیا۔ پھر آپ کے سامنے دو زانو بیٹھ گیا اور کہنے لگا: ''حضور! ایک بات بتائیں جیسے ہی میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا مجھ پر رعب و دبدبہ طاری ہو گیا اور میں خوف کی سی کیفیت محسوس کر رہا ہوں، اس میں کیا راز ہے؟''

یہ سن کر حضرت سیدنا حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میں نے حضرت سیدنا ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سنا ہے، وہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ رسول کریم رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''بے شک جب عالم اپنے علم کے ذریعے اللہ عزوجل کی رضا چاہتا ہے تو ہر چیز اس سے ڈرتی ہے اور جو علم کے ذریعے دنیا کی دولت چاہتا ہے وہ (عالم) ہر چیز سے ڈرتا ہے۔''

(فردوس الأخبار للدیلمی، باب العین، فضل العالم، الحدیث ٤٠٤٠، ج٢، ص٨٣تا٨٤)

پھر محمد بن سلمان عرض کرنے لگا: ''حضور! میں آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے یہ مسئلہ دریافت کرنے آیا تھا کہ اگر کسی شخص کے دو بیٹے ہوں اور ایک اسے زیادہ محبوب ہو اور وہ ارادہ کرے کہ اپنی زندگی میں ہی اپنے مال کا تیسرا حصہ اسے دے دے تو کیا اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟'' تو حضرت سیدنا حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''ہرگز ایسا نہ کرنا۔'' میں نے حضرت سیدنا ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ حدیثِ پاک سنی ہے، حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''اللہ عزوجل جب اپنے بندے کے ساتھ یہ ارادہ کرتا ہے کہ اس کے مال کی وجہ سے اسے عذاب نہ دے تو اس کی موت کے وقت اسے جائز وصیت کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔''

(کنز العمال، کتاب الوصیة/قسم الأفعال، محظورات الوصیة، الحدیث٤٦١٢٣، ج١٦، ص٢٦٦)

حضرت سیدنا حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبانی یہ حدیث مبارکہ سننے کے بعد محمد بن سلمان کہنے لگا: ''حضور! اگر آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی کوئی حاجت ہو تو ارشاد فرمائیں؟''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اگر تمہارے پاس کوئی ایسی چیز ہے جس میں دین کا کچھ نقصان نہیں تو وہ لے آؤ۔'' محمد بن سلمان نے کہا: ''حضور! میں آپ کی بارگاہ میں چالیس ہزار درہم پیش کرتا ہوں، آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) انہیں بطورِ نذرانہ قبول فرمالیں۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اس دولت کو ان مظلوموں کی طرف لوٹا دے جن سے یہ ظلماً وصول کی گئی ہے۔'' محمد بن سلمان نے کہا: ''اللہ عزوجل کی قسم! جو رقم میں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں یہ مجھے ورثے میں ملی ہے، میں نے اسے ظلماً حاصل نہیں کیا۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''مجھے اس دولت کی کوئی حاجت نہیں، اسے فوراً مجھ سے دور کر لے، اللہ عزوجل بروزِ قیامت تجھ سے وزن کو دور کرے۔'' محمد بن سلمان نے پھر کہا: ''حضور! اور کوئی حاجت ہو تو ارشاد فرمائیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اگر کوئی ایسی چیز ہے جس میں دین کا نقصان نہیں تو وہ لے آ۔'' محمد بن سلمان نے کہا: ''اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ رقم اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتے تو اپنے دستِ مبارک سے فقراء میں تقسیم کر دیں۔'' حضرت سیدنا حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرمانے لگے: ''اگر مَیں یہ رقم لوگوں میں تقسیم کروں اور خوب عدل وانصاف سے کام لوں لیکن پھر بھی اگر کسی حق دار کو اس کا حق نہ ملا اور اس نے بدگمانی کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ میں نے عدل وانصاف سے کام نہیں لیا تو ایسا شخص گناہ گار ہوگا۔ لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ تو یہ مال ودولت مجھ سے دور لے جا، اللہ عزوجل بروزِ قیامت تیرے وزن کو ہلکا فرمائے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر113:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

حضرت سیدنا شفیق بن ابراہیم بلخی علیہما رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں حج کے اِرادے سے سفر پر روانہ ہوا۔ مقام قادسیہ میں ہمارا قافلہ ٹھہرا۔ وہاں اور بھی بہت سے عازمینِ حرمینِ شریفین موجود تھے، بہت سہانا منظر تھا، بہت سے حجاج کرام وہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ میں انہیں دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا تھا کہ یہ خوش قسمت لوگ سفر وہجر کی صعوبتیں برداشت کر کے اپنے رب عزوجل کی رضا کی خاطر حج کرنے جا رہے ہیں۔ میں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے میرے پروردگار عزوجل! یہ تیرے بندوں کا لشکر ہے، انہیں ناکام نہ لوٹا بلکہ حج قبول فرماتے ہوئے کامیابی کی دولت سے ہمکنار فرما۔''

دعا کے بعد میری نظر ایک نوجوان پر پڑی جس کے گندمی رنگ میں ایسی نورانیت تھی کہ نظریں اس کے چہرے سے ہٹتی ہی نہ تھیں۔ اس نے اُون کا لباس زیبِ تن کیا ہوا تھا اور سر پر عمامہ سجایا ہوا تھا۔ وہ لوگوں سے الگ تھلگ ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ میرے دل میں شیطانی وسوسہ آیا کہ یہ اپنے آپ کو صوفی ظاہر کرنا چاہتا ہے تاکہ لوگ اس کی تعظیم کریں اور اسے اپنے قافلے کے ساتھ حج کے لئے لے جائیں۔ یہ خیال آتے ہی میں نے دل میں کہا: ''اللہ عزوجل کی قسم! میں ضرور اس کی نگرانی کروں گا اور اسے ملامت کروں گا کہ اس طرح کا بناوٹی انداز درست نہیں۔'' چنانچہ میں اس نوجوان کے قریب گیا جیسے ہی میں اس کے قریب پہنچا،

اس نے میری طرف دیکھا اور میرا نام لے کر کہا: ''اے شفیق (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)!اور یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کرنے لگا:

اِجۡتَنِبُوۡا کَثِیۡرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ ترجمۂ کنز الایمان: بہت گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔ (پ۲۶، الحجرات:۱۲)

اتنا کہنے کے بعد وہ پُراسرار نوجوان مجھے وہیں چھوڑ کر رخصت ہو گیا، میں نے اپنے دل میں کہا: ''یہ تو بہت حیران کن بات ہے کہ اس نوجوان نے میرے دل کی بات جان لی اور مجھے میرا نام لے کر پکارا حالانکہ میری کبھی بھی اس سے ملاقات نہیں ہوئی۔ یہ ضرور اللہ عزوجل کا مقبول بندہ ہے میں نے خواہ مخواہ اس کے بارے میں بدگمانی کی، میں ضرور اس نوجوان سے ملاقات کروں گا اور معذرت کروں گا۔'' چنانچہ میں اس نوجوان کے پیچھے ہو لیا لیکن کافی تگ و دو کے بعد بھی میں اسے نہ ڈھونڈ سکا۔

پھر ہمارے قافلے نے مقام ''واقصہ'' میں قیام کیا وہاں میں نے اس نوجوان کو حالتِ نماز میں پایا۔ اس کا سارا وجود کانپ رہا تھا اور آنکھوں سے سیلِ اشک رواں تھے۔ میں نے اسے پہچان لیا اور اس کے قریب گیا تاکہ اس سے معذرت کروں، وہ نوجوان نماز میں مشغول تھا۔ میں اس کے قریب ہی بیٹھ گیا نماز سے فراغت کے بعد وہ میری جانب متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''اے شفیق! یہ آیت پڑھو:

وَاِنِّیۡ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اھۡتَدٰی ۝ ترجمۂ کنز الایمان: اور بے شک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا پھر ہدایت پر رہا۔ (پ۱۶، طٰہٰ:۸۲)

اِتنا کہنے کے بعد وہ نوجوان پھر وہاں سے رخصت ہو گیا۔ میں نے کہا: ''یہ نوجوان ضرور اَبدالوں میں سے ہے۔'' دو مرتبہ اس نے میرے دل کی باتوں کو جان لیا اور مجھے میرے نام کے ساتھ مخاطب کیا۔ میں اس نوجوان سے بہت زیادہ متاثر ہو چکا تھا۔

پھر جب ہمارے قافلے نے مقام ''رَبال'' میں پڑاؤ کیا تو وہی نوجوان مجھے ایک کنوئیں کے پاس نظر آیا۔ اس کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک تھیلا تھا اور وہ کنوئیں سے پانی نکالنا چاہتا تھا۔ اچانک اس کے ہاتھ سے وہ تھیلا چھوٹ کر کنوئیں میں گر گیا، اس نوجوان نے آسمان کی جانب نظر اٹھائی اور عرض کی: ''اے میرے پروردگار عزوجل! ''جب مجھے پیاس ستاتی ہے تو تُو ہی میری پیاس بجھاتا ہے، جب مجھے بھوک لگتی ہے تو تُو ہی مجھے کھانا عطا فرماتا ہے، میری اُمید گاہ بس تُو ہی تُو ہے، اے میرے پروردگار عزوجل! میرے پاس اس تھیلے کے سوا اور کوئی شے نہیں، مجھے میرا تھیلا واپس لوٹا دے۔''

حضرت سیدنا شفیق بلخی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''اللہ عزوجل کی قسم! ابھی اس نوجوان کے یہ کلمات ختم ہی ہوئے تھے کہ کنوئیں کا پانی اُوپر آنا شروع ہو گیا۔ اس نوجوان نے اپنا ہاتھ بڑھایا، آسانی سے تھیلا نکالا اور اسے پانی سے بھر لیا کنوئیں کا پانی واپس نیچے چلا گیا۔ نوجوان نے وضو کیا اور نماز پڑھنے لگا۔ نماز سے فراغت کے بعد وہ ایک ریت کے ٹیلے کی طرف گیا۔ میں بھی

چپکے سے اس کے پیچھے ہولیا۔ وہاں جا کر اس نے ریت اٹھائی اور اس تھیلے میں ڈالنے لگا پھر تھیلے کو ہلایا اور اس میں موجود ریت ملے ہوئے پانی کو پینے لگا۔ میں اس کے قریب گیا اور سلام عرض کیا۔ اس نے جواب دیا۔

پھر میں نے کہا: ''اے نیک سیرت نوجوان! جو رزق اللہ عزوجل نے تجھے عطا کیا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی عطا کر۔''

یہ سن کر اس نوجوان نے کہا: ''اللہ عزوجل اپنے بندوں پر ہر وقت فضل وکرم فرماتا رہتا ہے، کوئی آن ایسی نہیں گزرتی جس میں وہ پاک پروردگار عزوجل اپنے بندوں پر نعمتیں نازل نہ فرماتا ہو، اے شفیق! اپنے رب عزوجل سے ہمیشہ اچھا گمان رکھنا چاہئے۔'' اِتنا کہنے کے بعد اس نوجوان نے وہ چمڑے کا تھیلا میری طرف بڑھایا جیسے ہی میں نے اس میں سے پیا تو وہ شکر اور خالص ستو ملا ہوا بہترین پانی تھا۔ ایسا خوش ذائقہ پانی میں نے آج تک نہ پیا تھا، میں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔

میں حیران تھا کہ ابھی میرے سامنے اس تھیلے میں ریت ڈالی گئی ہے لیکن اس نوجوان کی برکت سے وہ ریت ستو اور شکر میں بدل گئی ہے، وہ پانی پینے کے بعد کئی دن تک مجھے پانی اور کھانے کی طلب نہ ہوئی۔

پھر ہمارا قافلہ مکہ مکرمہ پہنچا وہاں میں نے اسی نوجوان کو ایک کونے میں آدھی رات کو نماز کی حالت میں دیکھا۔ وہ بڑے خشوع وخضوع سے نماز پڑھ رہا تھا، آنکھوں سے سیلِ اَشک رواں تھا۔ اس نے اسی طرح نماز کی حالت میں ساری رات گزار دی پھر جب فجر کا وقت ہوا تو وہ اپنے مصلّے پر ہی بیٹھ گیا اور اللہ عزوجل کی حمد وثنا کرنے لگا، فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد اس نے طواف کیا اور ایک جانب چل دیا میں بھی اس کے پیچھے ہولیا۔ اس مرتبہ میری نظروں کے سامنے ایک حیران کُن منظر تھا، اس نوجوان کے اِردگرد کئی خُدام ہاتھ باندھے کھڑے تھے اور لوگ جوق در جوق اس کی دست بوسی اور سلام کے لئے حاضر ہو رہے تھے۔ میں یہ حالت دیکھ کر حیران وپریشان کھڑا تھا۔

پھر میں نے ایک شخص سے پوچھا: ''یہ عظیم نوجوان کون ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''یہ حضرت سیدنا موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔'' میں نے کہا: ''اتنی کرامات کا ظاہر ہونا اس سیدزادے کی شان کے لائق ہے، یہی وہ ہستیاں ہیں جنہیں اللہ عزوجل اتنی کرامات سے نوازتا ہے۔'' {اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

؎ تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تُو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

حکایت نمبر114:

یقین کامل

حضرت سیدنا ابو عبداللہ احمد بن عاصم انطا کی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں، ایک شخص نے حضرت سیدنا امام محمد بن سیرین علیہ رحمۃ اللہ المُبین کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: ''میں نے لوگوں سے پوچھا کہ بصرہ میں سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار شخص کون ہے؟ تو انہوں نے آپ کی طرف میری رہنمائی کی کہ آپ پورے بصرہ میں سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار ہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''تم میرے ساتھ چلو میں تمہیں بصرہ کے سب سے بہتر اور بڑے عبادت گزار سے ملواتا ہوں۔'' یہ کہہ کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روٹی کا ایک ٹکڑا اپنی جیب میں ڈالا اور اس شخص کو لے کر ایک جانب چل دیئے۔

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بصرہ شہر کے ایک گاؤں میں گئے وہاں ایک شخص کے پاس پہنچے، جس کے دو ننھے بچے تھے، وہ بھوک کی وجہ سے رو رہے تھے اور اپنے والد سے کہہ رہے تھے کہ ہمیں کوئی چیز کھانے کو دو لیکن اس شخص کے پاس اس وقت کوئی بھی شئے نہیں تھی۔

اس شخص نے بچوں کو سمجھاتے ہوئے کہا: ''میرے بچو! میں تمہارا خالق نہیں ہوں، تمہارا خالق تو اللہ عزوجل ہے، اس نے ہی تمہیں پیدا کیا، تمہیں قوتِ گویائی اور قوتِ بصارت عطا فرمائی، وہی تمام جہانوں کو رزق دینے والا ہے، جس کریم ذات نے تمہیں پیدا کیا ہے وہ تمہیں رزق بھی ضرور دے گا۔ اس کی ذات پر کامل یقین رکھو، وہ عنقریب تمہیں تمہارے حصہ کا رزق عطا فرمائے گا۔''

علامہ ابن سیرین علیہ رحمۃ اللہ المُبین نے اپنے رفیق سے فرمایا: ''اس عظیم مرد کا تو کُّل دیکھو اور اس کی ایمان افروز باتیں سنو، اس کو اپنے پروردگار عزوجل پر کتنا یقین ہے۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دوست کے ساتھ اس شخص کے پاس پہنچے اور فرمایا: ''ہم یہ روٹی لے کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئے ہیں، آپ اسے قبول فرمالیں۔'' یہ سن کر اس شخص نے کہا: ''آپ صحیح وقت پر پہنچے ہیں۔''

اسی دوران حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار بھی تشریف لے آئے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آتے ہی اس شخص سے فرمایا: ''میں یہ دو درہم آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پاس لے کر آیا ہوں، انہیں قبول فرمالیجئے۔'' وہ شخص کہنے لگا: ''ان درہموں کی اب کوئی ضرورت نہیں، الحمد للہ عزوجل! ہمارے پاس آج کا رزق پہنچ چکا ہے، وہ ہمیں آج کے لئے کافی ہے۔'' حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے ارشاد فرمایا: ''آپ یہ دو درہم اپنے پاس رکھیں تا کہ کل آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ان سے کھانے کی کوئی چیز خرید سکیں۔''

یہ سن کر وہ شخص کہنے لگا:''کیا تم مجھے اس بات سے خوفزدہ کررہے ہو کہ کل ہمیں رزق کہاں سے ملے گا؟ حالانکہ تم دیکھ چکے ہو کہ اللہ عزوجل نے مجھے میرا آج کا رزق آج ہی عطا فرما دیا ہے اور اسی طرح وہ پاک پروردگار عزوجل ہمیں روزانہ ہمارا رزق عطا فرماتا ہے، میرا اس کی ذات پر پختہ یقین ہے۔ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اپنے درہم واپس لے جائیں، کل ہمارا پروردگار عزوجل ہمیں ہمارے حصے کا رزق ضرور عطا فرمائے گا، وہ ہمارا خالق عزوجل ہے وہ ہمیں ہرگز بے یار و مددگار نہ چھوڑے گا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر115:

دیوار سے کھجوریں نکل پڑیں

حضرت سیدنا یوسف بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے:''ایک دفعہ حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی محفل میں جلوہ گر تھے۔ آس پاس معتقدین ومحبّین کا ہجوم تھا۔ اس بابرکت محفل میں اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا ذکرِ خیر ہورہا تھا۔ حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی لوگوں سے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کرامات سن رہے تھے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کا ذکرِ خیر ہونے لگا۔ لوگوں نے کہا: آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اللہ ربُّ العزّت نے بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت سی کرامات کا صدور ہوا۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے چند رفقاء کے ساتھ کسی پہاڑ پر بیٹھے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک رفیق نے کہا:''فلاں بزرگ کی بڑی شان ہے، وہ اپنے چراغ میں تیل کی بجائے پانی ڈالتے ہیں اور ان کا چراغ پانی سے جلتا ہے اور ساری ساری رات جلتا رہتا ہے۔''

یہ سن کر حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے فرمایا:''اگر اللہ عزوجل کا مخلص وصادق بندہ کسی پہاڑ کو حکم دے کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیتا ہے۔'' اِتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پہاڑ کو ٹھوکر ماری تو یکا یک پہاڑ حرکت میں آگیا، یہ دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رفقاء خوف زدہ ہوگئے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوبارہ پہاڑ کو ٹھوکر ماری اور فرمایا:''اے پہاڑ! ساکن ہوجا، میں نے تو اپنے ساتھیوں کو سمجھانے اور مثال بیان کرنے کے لئے تجھے ٹھوکر ماری تھی، اب ساکن ہوجا۔'' چنانچہ پہاڑ فوراً ساکن ہوگیا۔

جب لوگوں نے حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ عالیہ میں حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ

الاعظم کی یہ کرامت بیان کی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اگر اللہ عزوجل کا بندہ یقینِ کامل کے ساتھ دیوار سے کہے کہ ہمیں کھجوریں کھِلا تو اللہ عزوجل اس پر قادر ہے کہ وہ اپنے بندے کو دیوار سے تازہ کھجوریں کھلادے۔'' یہ کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیوار پر اپنا دستِ کرامت مارا تو دیوار سے تازہ وعمدہ کھجوریں گرنا شروع ہوگئیں۔ لوگوں نے آج پہلی مرتبہ ایسی کھجوریں کھائیں جو درخت سے نہیں بلکہ ایک ولی اللہ کی کرامت سے دیوار سے حاصل ہوئیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی مغموم ہوگئے، اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے: ''اے میرے پاک پروردگار عزوجل! میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تُو مجھ پر ناراض ہو، مجھے اپنی ناراضگی سے ہمیشہ محفوظ رکھنا، کبھی بھی مجھ سے ناراض نہ ہونا۔''

؎ عفو کر اور سدا کے لئے راضی ہوجا　　　یہ کرم کردے تو جنت میں رہوں گا یارب عزوجل

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر116:

خشک زبانیں

حضرت سیدنا محمد بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا ابو معاویہ اسود علیہ رحمۃ اللہ الاحد کو مقام ''طرطوس'' میں آدھی رات کے وقت دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زار وقطار رو رہے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان مبارک پر یہ نصیحت آموز کلمات جاری تھے:

خبردار! جس شخص نے دنیا ہی کو اپنا مقصدِ عظیم بنالیا اور ہر وقت اسی کی تگ ودو میں لگا رہا تو کل بروزِ قیامت اسے بہت زیادہ غم وپریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا اور جو شخص آخرت میں پیش آنے والے معاملات کو یاد رکھتا ہے اور بروزِ قیامت پیش آنے والی سختیوں اور اور گھبراہٹوں کو ہر دم پیشِ نظر رکھتا ہے تو اس کا دل دنیا سے اُچاٹ ہوجاتا ہے اور جو شخص اللہ عزوجل کے عذاب کی وعیدوں سے ڈرتا ہے وہ بھی دنیاوی خواہشات کو چھوڑ دیتا ہے۔

اے مسکین! اگر تُو چاہتا ہے کہ تجھے راحت وسکون اور عظیم نعمتیں ملیں تو رات کو کم سویا کر اور شب بیداری کو اپنا معمول بنا لے، جب تجھے کوئی نصیحت کرے، نیکی کی دعوت دے اور برائی سے منع کرے تو اس کی دعوت قبول کر۔ تو اپنے پیچھے والوں کے رزق کی فکر میں غمگین نہ ہو کیونکہ تو ان کے رزق کا مکلّف نہیں بنایا گیا۔

تو اپنے آپ کو اس عظیم دن کے لئے تیار رکھ جب تیرا سامنا خالقِ کائنات عزوجل سے ہوگا تو اس کی بارگاہ میں حاضر ہوگا پھر تجھ سے سوال وجواب ہوں گے۔ اس سخت دن کی تیاری میں ہر وقت مشغول رہ، نیک اعمال کی کثرت کر اور اپنے آخرت کے خزانے کو اعمالِ صالحہ کی دولت سے جلد از جلد بھرنے کی کوشش کر، فضول مشاغل کو ترک کردے اور موت سے پہلے موت کی تیاری کرلے ورنہ بعد میں بہت پچھتا وا ہوگا۔ جس وقت تیری روح نکل رہی ہوگی اور گلے تک پہنچ جائے گی تو تیری تمام محبوب اَشیاء جن کی تُو خواہش کیا کرتا تھا، سب کی سب دنیا ہی میں رہ جائیں گی اور اس وقت تیری حسرت اِنتہا کو پہنچ چکی ہوگی لہٰذا اس وقت سے پہلے آخرت کی تیاری کرلے۔''

آخرت کی تیاری کا بہترین طریقہ:

(آخرت کی تیاری کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ) تُو ہر وقت یہ تصور رکھ کہ بس موت آپہنچی ہے، روح میرے گلے میں اٹکی ہوئی ہے، بس چند سانس باقی ہیں اور میں سکرات کے عالم میں غمگین و پریشان ہوں۔ میری تمام خواہشات ملیا میٹ ہوگئیں، گھر والوں کے لئے جو تمنائیں تھیں وہ خاک میں مل گئیں۔ میرے اِردگرد میرے اہل وعیال کھڑے ہیں اور میں انہیں بڑی حسرت سے دیکھ رہا ہوں، ان میں سے کوئی بھی میرے ساتھ قبر میں جانے کو تیار نہیں۔ بس میرے اعمال میرے ساتھ ہوں گے، اگر اعمال اچھے ہوئے تو آخرت میں آسانی ہوگی اور اگر (معاذ اللہ عزوجل) اعمال برے ہوئے تو وہاں کی تکلیف برداشت نہ ہوسکے گی۔

؎ نہ بیلی ہوسکے بھائی نہ بیٹا باپ تے مائی — تو کیوں پھرتا ہے سودائی عمل نے کام آنا ہے

پھر حضرت سیدنا ابو معاویہ اسود علیہ رحمۃ اللہ الاحد نے فرمایا: ''تمام اُمور میں سب سے زیادہ اَجر وثواب کا باعث **صبر** ہے، مصائب پر صبر کرنا بہت عظیم اَمر ہے، لہٰذا صبر سے کام لے۔ اپنی زبان کو ہر وقت اللہ عزوجل کے ذکر سے تر رکھ۔ کبھی بھی اس کے ذکر سے غافل نہ رہ، ہر ہر سانس پر اس کی پاکی بیان کر۔''

؎ غلام اک دم نہ کر غفلت حیاتی پر نہ غُرّہ — خدا کی یاد کر ہر دم کہ جس نے کام آنا ہے

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوبارہ رونا شروع کردیا۔

پھر فرمانے لگے: ''ہائے افسوس! وہ دن کیسا خوفناک ہوگا جس دن میرا رنگ متغیر ہوجائے گا، اس دن کا خوف مجھے کھائے جاتا ہے، جب زبانیں خشک ہوجائیں گی، اگر بروزِ قیامت میرا زادِ آخرت کم پڑ گیا تو میرا کیا بنے گا، اس وقت میں کہاں جاؤں گا؟ کون میری مدد کرے گا؟'' اِتنا کہنے کے بعد پھر درد بھرے انداز میں رونے لگے۔

؎ دِلا غافل نہ ہو، یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے — بغیچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سمانا ہے

جب آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے پوچھا گیا: ''حضور! یہ نصیحت آموز اور عظیم باتیں کس کے لئے ہیں اور آپ نے کہاں سے سیکھی ہیں؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: ''یہ ہر عقل مند کے لئے مفید باتیں ہیں، جو بھی ان پر عمل کرے گا فلاح وکامرانی سے مشرف ہوگا اور یہ تمام باتیں مَیں نے ایک بہت ہی دانا شخص حضرت سیدنا علی بن فضیل رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سیکھی ہیں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر117:

زمین سونا بن گئی

حضرت سیدنا محمد بن داؤد علیہ رحمۃ اللہ الودود فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا ابو سلیمان مغربی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے سنا: ''مَیں رزقِ حلال حاصل کرنے کے لئے پہاڑ سے لکڑیاں کاٹ کر لاتا اور انہیں بیچ کر اپنی ضرورت کی چیزیں خریدتا، اس طرح میرا گزر بسر ہوتا تھا۔مَیں حد درجہ اِحتیاط کرتا کہ کہیں میرے رزقِ حلال میں شبہ والی یا ناجائز چیز شامل نہ ہوجائے۔الغرض! میں خوب احتیاط سے کام لیتا اور شکوک وشبہات والی چیزوں کو ترک کردیتا۔

ایک رات مجھے خواب میں بصرہ کے مشہور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالی کی زیارت ہوئی، ان میں حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی، حضرت سیدنا فرقد علیہ رحمۃ اللہ الاحد اور حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار بھی شامل تھے۔

مَیں نے انہیں اپنے حالات سے آگاہ کیا اور عرض کی: ''آپ لوگ مسلمانوں کے امام ومقتدا ہیں، مجھے رزقِ حلال کے حصول کا کوئی ایسا طریقہ بتائیں کہ جس میں نہ خالق عزوجل کی نافرمانی ہو، نہ مخلوق میں سے کسی کا اِحسان ہو۔'' میری یہ بات سن کر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مقام ''**طرطوس**'' سے دور ایک ایسی جگہ لے گئے جہاں حلال پرندوں کی کثرت تھی۔ان بزرگوں نے مجھے یہاں چھوڑ دیا اور فرمایا: ''تم یہاں رہو اور اللہ عزوجل کی نعمتیں کھاؤ۔یہی وہ طریقہ ہے جس میں نہ خالق عزوجل کی نافرمانی ہے، نہ مخلوق میں سے کسی کا احسان۔''

حضرت سیدنا ابو سلیمان مغربی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں تقریباً چھ ماہ اس جگہ ٹھہرا رہا، وہاں سے حلال پرندے شکار کرتا، کبھی ان کو بھون کر اور کبھی کچا ہی کھالیتا اور پھر شام کو ایک مسافر خانہ میں جاکر قیام کرتا۔میری اس حالت سے لوگ باخبر ہوگئے اور جب مَیں مشہور ہوگیا تو لوگ میری عزت کرنے لگے۔مَیں نے اپنے دل میں سوچا کہ اب یہاں رہنا مناسب نہیں۔

اگر مزید یہاں رہا تو ریا کاری یا غرور وتکبر جیسے فتنوں میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ میں نے اس مسافر خانہ میں جانا چھوڑ دیا اور تین ماہ کسی اور جگہ رہائش رکھی۔ اب اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے میں اپنے دل کو پاک وصاف اور مطمئن پاتا اور میری حالت ایسی ہو چکی تھی کہ مجھے لوگوں کی باتوں سے بالکل اُنس بھی نہ رہا۔

ایک مرتبہ میں مقام''**مدیف**'' کی طرف گیا اور راستے میں بیٹھ گیا۔ اچانک میری نظر ایک نوجوان پر پڑی جو''**لامیس**،، سے''**طرطوس**'' کی جانب جا رہا تھا۔ میرے پاس کچھ رقم تھی جو میں نے اس وقت سے بچا کر رکھی تھی جب میں لکڑیاں بیچا کرتا تھا۔ میں نے سوچا، مَیں تو حلال پرندوں کا گوشت کھا کر گزارہ کر لیتا ہوں، کیا ہی اچھا ہو اگر میں یہ رقم اس مسافر کو دے دوں تا کہ جب یہ طرطوس شہر میں داخل ہو تو وہاں سے کوئی چیز خرید کر کھا لے۔ اس خیال کے آتے ہی میں اس نوجوان کی طرف بڑھا اور رقم کی تھیلی نکالنے کے لئے جیسے ہی میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو اس مسافر نوجوان کے ہونٹوں نے حرکت کی اور میرے آس پاس کی ساری **زمین سونا بن گئی**۔ قریب تھا کہ اس کی چمک سے میری آنکھوں کی روشنی ضائع ہو جاتی، مجھ پر یکدم ایسی وحشت طاری ہوئی کہ میں آگے بڑھ کر اسے سلام بھی نہ کر سکا اور وہ وہاں سے آگے گزر گیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد اس عظیم نوجوان سے دوبارہ میری ملاقات ہوئی، وہ طرطوس کے علاقے میں ایک بُرج کے نیچے بیٹھا تھا اور اس کے سامنے ایک برتن میں پانی رکھا ہوا تھا۔ میں اس کے پاس گیا، سلام کیا اور درخواست کی: ''حضور! مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔'' میری اس بات پر نوجوان نے اپنا پاؤں پھیلایا اور اس برتن کو الٹا دیا جس میں پانی تھا، سارا پانی بہہ گیا اور اسے زمین نے فوراً جذب کر لیا۔ پھر اس نوجوان نے کہا: ''فضول گوئی نیکیوں کو اس طرح چوس لیتی ہے جس طرح خشک زمین پانی کو چُوس لیتی ہے، پس اب تم جاؤ تمہارے لئے اتنی ہی نصیحت کافی ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

میں بے کار باتوں سے بچ کر ہمیشہ ۔۔۔ کروں تیری حمد وثناء یا الٰہی عزوجل !

حکایت نمبر118: گستاخِ صحابہ علیہم الرضوان کا عبرتناک انجام

حضرت سیدنا خلف بن تمیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم فرماتے ہیں، مجھے حضرت سیدنا ابو الحصیب بشیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا کہ میں تجارت کیا کرتا تھا اور اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے کافی مال دار تھا۔ مجھے ہر طرح کی آسائشیں میسر تھیں اور میں اکثر ایران کے شہروں میں رہا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ میرے ایک مزدور نے مجھے خبر دی کہ فلاں مسافر خانے میں ایک شخص مرگیا ہے، وہاں اس کا کوئی بھی وارث نہیں، اب اس کی لاش بے گور وکفن پڑی ہے۔'' جب میں نے یہ سنا تو میں مسافر خانے پہنچا، وہاں میں نے ایک شخص کو مردہ حالت میں پایا، اس کے پیٹ پر کچی اینٹیں رکھی ہوئی تھیں۔ میں نے ایک چادر اس پر ڈال دی، اس کے پاس اس کے کچھ ساتھی بھی تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا: ''یہ شخص بہت عبادت گزار اور نیک تھا لیکن آج اسے کفن بھی میسر نہیں اور ہمارے پاس اتنی رقم بھی نہیں کہ اس کی تجہیز وتکفین کر سکیں۔'' جب میں نے یہ سنا تو اُجرت دے کر ایک شخص کو کفن لینے کے لئے اور ایک کو قبر کھودنے کے لئے بھیجا اور ہم اس کے لئے کچی اِینٹیں تیار کرنے لگے پھر میں نے پانی گرم کیا تا کہ اسے غسل دیں۔ ابھی ہم لوگ انہیں کاموں میں مشغول تھے کہ یکا یک وہ مردہ اُٹھ بیٹھا، اینٹیں اس کے پیٹ سے گر گئیں پھر وہ بڑی بھیانک آواز میں چیخنے لگا: ہائے آگ، ہائے ہلاکت، ہائے بربادی! ہائے آگ، ہائے ہلاکت، ہائے بربادی! جب اس کے ساتھیوں نے یہ خوفناک منظر دیکھا تو وہ وہاں سے بھاگ گئے۔ میں اس کے قریب گیا اور اس کا بازو پکڑ کر ہلایا۔ پھر اس سے پوچھا: ''تُو کون ہے اور تیرا کیا معاملہ ہے؟''

وہ کہنے لگا: ''میں کوفہ کا رہائشی تھا اور بدقسمتی سے مجھے ایسے برے لوگوں کی صحبت ملی جو حضرات سیدنا صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ ان کی صحبتِ بد کی وجہ سے میں بھی ان کے ساتھ مل کر شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں دیا کرتا اور ان سے نفرت کرتا تھا۔

سیدنا ابوالخصیب علیہ رحمۃ اللہ اللطیف فرماتے ہیں، میں نے اس کی یہ بات سن کر اِستغفار پڑھا اور کہا: ''اے بدبخت! پھر تو تجھے سخت سزا ملنی چاہئے اور تُو مرنے کے بعد زندہ کیسے ہوگیا؟'' تو اُس نے جواب دیا: ''میرے نیک اعمال نے مجھے کوئی فائدہ نہ دیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی گستاخی کی وجہ سے مجھے مرنے کے بعد گھسیٹ کر جہنم کی طرف لے جایا گیا اور وہاں مجھے میرا ٹھکانا دکھایا گیا، وہاں کی آگ بہت بھڑک رہی تھی۔

پھر مجھ سے کہا گیا: ''عنقریب تجھے دوبارہ زندہ کیا جائے گا تا کہ تُو اپنے بدعقیدہ ساتھیوں کو اپنے دردناک انجام کی خبر دے اور انہیں بتائے کہ جو کوئی اللہ عزوجل کے نیک بندوں سے دشمنی رکھتا ہے اس کا آخرت میں کیسا دردناک انجام ہوتا ہے، جب تُو ان کو اپنے بارے میں بتادے گا تو پھر دوبارہ تجھے تیرے اصلی ٹھکانے (یعنی جہنم) میں ڈال دیا جائے گا۔''

یہ خبر دینے کے لئے مجھے دوبارہ زندہ کیا گیا ہے تا کہ میری اس حالت سے گستاخانِ صحابہ عبرت حاصل کریں اور اپنی گستاخیوں سے باز آجائیں ورنہ جو کوئی ان حضرات کی شان میں گستاخی کرے گا اس کا انجام بھی میری طرح ہوگا۔''

اِتنا کہنے کے بعد وہ شخص دوبارہ مردہ حالت میں ہوگیا۔ میں نے بھی اور دیگر لوگوں نے بھی اس کی یہ عبرت ناک باتیں سنیں، اتنی

سنیں، اتنی ہی دیر میں مزدور کفن خرید لایا، میں نے وہ کفن لیا اور کہا: ''میں ایسے بدنصیب شخص کی ہرگز تجہیز و تکفین نہیں کروں گا جو شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا گستاخ ہو، تم اپنے ساتھی کو سنبھالو میں اس کے پاس ٹھہرنا بھی گوارا نہیں کرتا۔''

اِس کے بعد میں وہاں سے واپس چلا آیا پھر مجھے بتایا گیا کہ اس کے بدعقیدہ ساتھیوں نے ہی اسے غسل و کفن دیا اور ان چند بندوں ہی نے اس کی نماز جنازہ پڑھی، ان کے علاوہ کسی نے بھی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی، اس کے بدعقیدہ ساتھیوں کی بدبختی دیکھو کہ وہ پھر بھی لوگوں سے پوچھ رہے تھے کہ تم نے ہمارے ساتھی کی نماز جنازہ میں شرکت کیوں نہیں کی؟

حضرت سیدنا خلف بن تمیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا ابوالحصیب علیہ رحمۃ اللہ اللطیف سے پوچھا: ''کیا تم اس واقعے کے وقت وہاں موجود تھے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''جی ہاں! میں نے اپنی آنکھوں سے اس بدبخت کو دوبارہ زندہ ہوتے دیکھا اور اپنے کانوں سے اس کی باتیں سنیں۔''

یہ سن کر حضرت سیدنا خلف بن تمیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم نے فرمایا: ''اب میں بھی اس بے ادب و گستاخ شخص کی اس بدترین حالت کی خبر لوگوں کو ضرور دوں گا۔

(اللہ عزوجل ہمیں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں گستاخی اور بے ادبی سے محفوظ رکھے اور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سچی محبت عطا فرمائے، ان کی خوب خوب تعظیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

ے محفوظ سدا رکھنا شہا بے ادبوں سے　　اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

صحابہ کا گدا ہوں اور اہل بیت کا خادم　　یہ سب ہے آپ ہی کی تو عنایت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

حکایت نمبر 119: بدنامِ زمانہ فاحشہ نے توبہ کیسے کی؟

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ایک فاحشہ عورت کے بارے میں مشہور تھا کہ اسے دنیا کا تہائی حُسن دیا گیا ہے۔ اس کی بدکاری بھی اِنتہاء کو پہنچ چکی تھی، جب تک وہ سو دینار نہ لے لیتی اپنے قریب کسی کو نہ آنے دیتی۔ لوگ اس کے حُسن کی وجہ سے اِتنی بھاری رقم ادا کر کے بھی اس سے بدکاری کرتے۔

ایک مرتبہ ایک عابد کی اس عورت پر اچانک نظر پڑ گئی، اِتنی حسین و جمیل عورت کو دیکھ کر وہ عابد اس کے عشق میں مبتلا ہو گیا اور اس نے اِرادہ کیا کہ مَیں اس حسین و جمیل عورت کا قُرب ضرور حاصل کروں گا، جب اسے معلوم ہوا کہ 100 دینار

دیئے بغیر میری یہ حسرت پوری نہیں ہوسکتی تو اس نے مطلوبہ رقم حاصل کرنے کے لئے دن رات مزدوری کی ۔ کافی تگ و دو کے بعد جب 100 دینار جمع ہو گئے تو وہ اس بدکار عورت کے پاس پہنچا اور کہا: ''اے حسن و جمال کی پیکر! مَیں پہلی ہی نظر میں تیرا دیوانہ ہو گیا تھا، تیرا قُرب حاصل کرنے کے لئے میں نے مزدوری کی اور اب سو دینار لے کر تیرے پاس آیا ہوں۔''

یہ سن کر اس فاحشہ عورت نے کہا: ''اندر آجاؤ۔'' جب وہ عابد کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ حسین و جمیل عورت سونے کے تخت پر بیٹھی ہے۔ اس نے عابد سے کہا: ''میرے قریب آؤ اور اپنی دیرینہ خواہش پوری کر لو، مَیں حاضر ہوں، آؤ! میرے قریب آؤ۔'' وہ عابد بے تاب ہو کر اس کی طرف بڑھا اور اس کے قریب تخت پر جا بیٹھا۔ جب وہ دونوں بدکاری کے لئے بالکل تیار ہو گئے تو اس عابد کی سابقہ عبادت اس کے کام آ گئی اور اسے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضری کا دن یاد آ گیا۔ بس یہ خیال آنا تھا کہ اس کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی، اس کی شہوت ختم ہو گئی اور اسے اپنے اس فعلِ بد کے ارادے پر بڑی شرمندگی ہوئی۔ اس نے عورت سے کہا: ''مجھے جانے دو اور یہ سو دینار بھی تم اپنے پاس رکھو، مَیں اس گناہ سے باز آیا۔'' اس عورت نے حیران ہو کر پوچھا: ''آخر تمہیں کیا ہوا؟ تم تو کہہ رہے تھے کہ تمہارا حسن و جمال دیکھ کر میں دیوانہ ہو گیا ہوں اور میرا قُرب حاصل کرنے کے لئے تم نے بہت جتن کئے، اب جبکہ تم میرے قُرب میں ہو اور میں نے اپنے آپ کو تمہارے حوالے کر دیا ہے تو اب تم مجھ سے دور بھاگ رہے ہو، آخر کیا چیز تمہیں میرے قُرب سے مانع ہے؟''

یہ سن کر اس عابد نے کہا: ''مجھے اپنے رب عزوجل سے ڈر لگ رہا ہے اور اس کا خوف تیری طرف مائل نہیں ہونے دے رہا، مجھے اس دن کا خوف دامن گیر ہے جب میں اپنے پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا، اگر مَیں نے یہ گناہ کر لیا تو کل بروزِ قیامت اللہ عزوجل کی ناراضگی کا سامنا کس طرح کر سکوں گا، لہٰذا اب میرا دل تجھ سے اُچاٹ ہو چکا ہے، مجھے یہاں سے جانے دو۔''

عابد کی یہ باتیں سن کر فاحشہ عورت بہت حیران ہوئی اور کہنے لگی: ''اگر تم اپنی اس گفتگو میں سچے ہو تو مَیں بھی پختہ ارادہ کرتی ہوں کہ تمہارے علاوہ کوئی اور میرا شوہر ہرگز نہیں بن سکتا، مَیں تم ہی سے شادی کروں گی۔'' عابد کہنے لگا: ''تم مجھے چھوڑ دو مجھے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے۔'' عورت نے کہا: ''اگر تم مجھ سے شادی کر لو تو مَیں تمہیں چھوڑ دیتی ہوں۔'' عابد نے کہا: ''جب تک میں یہاں سے چلا نہ جاؤں اس وقت تک میں شادی کے لئے تیار نہیں۔'' عورت نے کہا: ''اچھا! ابھی تم چلے جاؤ لیکن میں تمہارے پاس آؤں گی اور تم ہی سے شادی کروں گی۔'' پھر وہ عابد سر پر کپڑا ڈالے منہ چھپائے شرمندہ شرمندہ وہاں سے نکلا اور اپنے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔

فاحشہ عورت کے دل میں اس عابد کی باتیں اَثر کر چکی تھیں ۔ چنانچہ اس نے اپنے تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کر لی پھر اس نے اپنے شہر کو خیر باد کہا اوراس عابد کے بارے میں پوچھتی پوچھتی بالآخر اس کے گھر پہنچ گئی۔''لوگوں نے عابد کو بتایا کہ فلاں عورت تم سے ملاقات کرنا چاہتی ہے۔'' عابد باہر آیا جیسے ہی اس کی نظر عورت پر پڑی تو ایک زوردار چیخ ماری اوراس کی روح عالمِ بالا کی طرف پرواز کرگئی۔ عورت اس کی طرف بڑھی تو دیکھا کہ اس کا جسم ساکت ہو چکا تھا۔ وہ بہت زیادہ غمزدہ ہوئی اوراس نے لوگوں سے پوچھا:''کیا اس کا کوئی قریبی رشتہ دار ہے؟'' لوگوں نے کہا:''ہاں، اس کا ایک بھائی ہے لیکن وہ بہت غریب ہے۔'' یہ سن کر اس عورت نے کہا:''مَیں تو اس نیک عابد سے شادی کرنا چاہتی تھی لیکن یہ تو دنیا سے رخصت ہو گیا، اب میں اس کی محبت میں اس کے بھائی سے شادی کروں گی۔''

چنانچہ اس عورت اور عابد کے بھائی کی شادی ہوگئی، اللہ ربُّ العزَّت نے انہیں نیک وصالح اولاد عطا فرمائی اوران کے ہاں سات بیٹے ہوئے جو سب کے سب اپنے زمانے کے مشہور ولی بنے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل !''ہمیں بھی اپنا ایسا خوف عطا فرما کہ ہم ہر قسم کے گناہوں سے محفوظ رہیں، ہمارا کوئی عضو کبھی بھی تیری نافرمانی والے کاموں کی طرف سبقت نہ کرے۔ اے اللہ عزوجل !ہمیں عبادت کی لذت وچاشنی عطا فرما، اگر بتقاضائے بشریت ہم سے گناہ سرزد ہوجائے تو اپنے فضل وکرم سے فوراً توبہ کی توفیق عطا فرما، اپنی ناراضگی سے ہماری حفاظت فرما، ہمیں گناہوں پر شرمندگی عطا فرما۔ اے اللہ عزوجل !تُو ہی گناہ گاروں کے گناہوں کو معاف فرمانے والا ہے، اپنے محبوبوں کے صدقے ہماری تمام خطائیں معاف فرمادے اوراپنی دائمی رضا کی دولت سے ہماری جھولیاں بھر دے۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

بخش ہماری ساری خطائیں کھول دے ہم پر اپنی عطائیں
برسا دے رحمت کی برکھا، یا اللہ (عزوجل)! میری جھولی بھر دے

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر120: معرفتِ الٰہی عزوجل رکھنے والی بوڑھی عورت

حضرت سیدنا عثمان رجائی علیہ رحمۃ اللہ الھادی فرماتے ہیں:''ایک مرتبہ میں کسی ضروری کام کے سلسلے میں بیت المقدس سے ایک گاؤں کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں ایک بوڑھی عورت ملی جس نے اُون کا جبہ پہنا ہوا تھا اور اُون ہی کی چادر اُوڑھی ہوئی

تھی۔ میں نے اسے سلام کیا اس نے جواب دیا اور پوچھا: ''بیٹا! تم کہاں سے آرہے ہو اور کہاں کا اِرادہ ہے؟'' میں نے بتایا: ''میں بیت المقدس سے آرہا ہوں اور فلاں گاؤں کسی کام کے سلسلے میں جارہا ہوں۔'' اس بوڑھی عورت نے پھر پوچھا: ''جہاں سے تم آئے ہو اور جہاں جانے کا تمہارا ارادہ ہے ان دونوں علاقوں کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟'' میں نے کہا: ''تقریباً! 18 میل کا فاصلہ ہوگا۔'' وہ کہنے لگی: ''بیٹے! پھر تو تمہارا کام بہت ضروری ہوگا جس کے لئے تم نے اتنی مشقت برداشت کی ہے؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں! مجھے واقعی بہت ضروری کام ہے۔'' اس نے پوچھا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' میں نے کہا: ''عثمان۔'' وہ کہنے لگی: ''اے عثمان! تم جس گاؤں میں اپنے کام سے جارہے ہو اس کے مالک سے عرض کیوں نہیں کرتے کہ وہ تمہیں تھکائے بغیر تمہاری حاجت پوری کردے اور تمہیں سفر کی صعوبتیں برداشت نہ کرنی پڑیں۔''

مَیں اس کلام سے اس ضعیف عورت کی مُراد نہ سمجھ سکا اور کہا: ''میرے اور اس بستی کے مالک کے درمیان کوئی خاص تعلق نہیں کہ وہ میری حاجت کو اس طرح پورا کردے۔'' اس عورت نے پھر پوچھا: ''اے عثمان! وہ کون سی شے ہے جس نے تجھے اس گاؤں کے مالکِ حقیقی کی معرفت سے نابلد رکھا ہے اور تمہارا اس مالک سے تعلق منقطع ہوگیا ہے۔''

اب مَیں اس بوڑھی عورت کی مراد سمجھ گیا کہ یہ مجھے کیا سمجھانا چاہتی ہے یعنی یہ میری توجہ اس بات کی طرف دلا رہی ہے کہ خالق حقیقی عزوجل سے اپنا تعلق مضبوط کیوں نہیں رکھا اور تُو اس کی معرفت میں ابھی تک کامل کیوں نہیں ہوا؟ جب مجھے اس کی بات سمجھ آئی تو میں رونے لگا۔ اس بڑھیا نے پوچھا: ''اے عثمان! تجھے کس چیز نے رُلایا؟ کیا کوئی ایسا کام ہے کہ تُو نے وہ سرانجام دیا اور اب تُو اسے بھول گیا یا پھر کوئی ایسی بات ہے کہ پہلے تو اسے بھولا ہوا تھا اب وہ تجھے یاد آگئی ہے؟'' میں نے کہا: ''واقعی اب تک میں غفلت میں تھا اور اب خوابِ غفلت سے بیدار ہو چکا ہوں۔'' یہ سن کر اس عورت نے کہا: ''شکر ہے اس پاک پروردگار عزوجل کا جس نے تجھے غفلت سے بیدار کیا اور اپنی طرف راہ دی۔''

اے عثمان! ''کیا تم اللہ عزوجل سے محبت کرتے ہو؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں! میں اس پاک پروردگار عزوجل سے محبت کرتا ہوں۔'' اس نے پھر پوچھا: ''کیا تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو؟'' میں نے کہا: ''اللہ عزوجل کی قسم! میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں۔''

بڑھیا نے کہا: ''اے عثمان! جس پاک ذات سے تم نے محبت کی ہے کیا تم جانتے ہو کہ اس نے تمہیں کس کس حکمت سے نوازا اور کونسی کونسی بھلائیاں عطا فرمائیں؟'' میں اس بات کا جواب نہ دے سکا اور خاموش رہا۔ اس نے کہا: ''اے عثمان! شاید تُو ان لوگوں میں سے ہے جو اپنی محبت کو پوشیدہ رکھنا چاہتے ہیں اور لوگوں پر ظاہر نہیں ہونے دیتے۔'' اس پر بھی میں اسے کوئی جواب نہ دے سکا اور میں نے رونا شروع کردیا مجھے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ میں کیا جواب دوں۔

میری اس حالت کو دیکھ کر اس عظیم بوڑھی عورت نے کہا: ''اے عثمان! اللہ ربُّ العزَّت اپنی حکمت کے چشمے، اپنی معرفت کی دولت اور اپنی پوشیدہ محبت نالائقوں کو عطا نہیں فرماتا، وہ نالائقوں اور نااہلوں سے یہ تمام نعمتیں دور رکھتا ہے۔''

میں نے اس عظیم عورت سے عرض کی: ''آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ عزوجل مجھے اپنی سچی محبت عطا فرمائے۔''

کچھ دیر کے بعد میں نے پھر اس عورت سے دعا کے لئے عرض کی تو اس نے کہا: ''اے عثمان! وہ پاک پروردگار عزوجل تو دلوں کے بھیدوں کو بھی جانتا ہے، وہ اپنے چاہنے والوں کے دلوں سے باخبر ہے کہ کون اس سے کتنی محبت کرتا ہے اور کون اس کی محبت کا طالب ہے؟ اے عثمان! تم اپنے مطلوبہ کام کے لئے جاؤ، خدا عزوجل کی قسم! اگر مجھے اپنی معرفت کے سَلب ہوجانے کا خوف نہ ہوتا تو ایسے ایسے عجائبات ظاہر کرتی کہ تُو حیران رہ جاتا۔'' پھر اس نے ایک آہِ سرد دلِ پُر درد سے کھینچی اور کہنے لگی: ''اے عثمان! جب تک تم خود اللہ عزوجل کی محبت کے لئے نہیں تڑپو گے اس وقت تک تمہیں کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا اور تمہیں غم سے اس وقت تک تسکین حاصل نہیں ہوگی جب تک تم خود نہیں چاہو گے۔ بندہ ہمیشہ اپنی سچی طلب اور شوقِ کامل سے اپنی منزل کو پاتا ہے۔''

اِتنا کہنے کے بعد وہ عظیم عورت وہاں سے رخصت ہوگئی۔ حضرت سیدنا عثمان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں: ''جب بھی مجھے اس بوڑھی عورت کی وہ باتیں اور ملاقات یاد آتی ہے تو مَیں بے اختیار رونے لگتا ہوں اور مجھ پر غشی طاری ہوجاتی ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(اے اللہ عزوجل! ہمیں اپنی دائمی محبت عطا فرما اور اپنے محبوب بندوں میں شامل فرمالے۔ اے اللہ عزوجل! تجھے تیرے ان اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا واسطہ جن کے دلوں میں تیری محبت کی شمعیں روشن ہیں اور وہ ہر وقت تیری محبت میں گم رہتے ہیں تُو ہمیں اپنی محبت و ولایت کی خیرات سے مالا مال کردے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

محبت میں اپنی گُما یا الٰہی عزوجل! نہ پاؤں میں اپنا پتا یا الٰہی عزوجل!
تُو اپنی ولایت کی خیرات دے دے میرے غوث کا واسطہ یا الٰہی عزوجل!

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر121:

چار عظیم نعمتیں

حضرت سیدنا سالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ساتھ ''لبنان'' کے پہاڑوں میں سفر پر تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مقام پر پہنچ کر مجھ سے فرمایا: ''اے سالم! جب تک میں واپس

نہ آجاؤں تم اسی جگہ ٹھہرنا۔'' اتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک پہاڑ کی سمت گئے اور میری نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ دو دن گزر گئے لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس تشریف نہ لائے۔ مَیں اکیلا اس ویران جگہ پریشان تھا، جب مجھے بھوک لگتی تو پتے اور سبزی کھالیتا، جب پیاس کی شدت ہوتی تو قریبی تالاب سے پانی پی لیتا۔ بالآخر تین دن بعد حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرے کا رنگ متغیر تھا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت زیادہ پریشانی کے عالم میں تھے۔

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حالت کچھ سنبھلی تو میں نے عرض کی: ''حضور! کیا کسی درندے کی وجہ سے آپ پر خوف طاری ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے عرض کی: ''پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتنے خوفزدہ اور پریشان کیوں ہیں؟'' فرمانے لگے: ''یہاں سے جانے کے بعد میں ایک غار کی طرف نکل گیا۔ جب میں اس میں داخل ہوا تو ایک ایسے بزرگ کو دیکھا جن کی داڑھی اور سر کے بال بالکل سفید ہوچکے تھے، جسم بہت کمزور ولاغر تھا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے یہ بزرگ ابھی قبر سے نکل کر آرہے ہیں، وہ نہایت غمگین حالت میں اپنے پاک پروردگار عزوجل کی عبادت میں مشغول تھے اور نہایت خشوع وخضوع سے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے آگے بڑھ کر انہیں سلام کیا۔'' انہوں نے جواب دیا اور دوبارہ نماز میں مشغول ہوگئے، عصر تک نماز میں مشغول رہے پھر ایک پتھر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور سبحان اللہ سبحان اللہ کی صدائیں بلند کرنے لگے۔ انہوں نے مجھ سے کوئی بات نہ کی بالآخر میں نے ہی ان سے عرض کی: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، مجھے کچھ نصیحت فرمائیے اور میرے لئے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کیجئے۔''

اس بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے بیٹا! میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل تجھے اپنی سچی محبت اور اپنے قُربِ خاص کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ اِتنا کہنے کے بعد وہ بزرگ چپ ہوگئے۔'' میں نے عرض کی: ''حضور! کچھ اور نصیحت فرمائیے۔'' فرمایا: ''جس شخص کو اللہ عزوجل اپنے قُرب کی دولت سے نوازتا ہے اسے چار عظیم نعمتیں عطا فرماتا ہے:

(۱)......بغیر خاندانی شان وشوکت کے عزت۔

(۲)......بغیر طلب کے علم۔

(۳)......بغیر مال کے غِناء۔

(۴)......بغیر جماعت کے اُنس والفت۔

اِتنا کہنے کے بعد اس بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک دردناک چیخ ماری اور بے ہوش ہوگئے۔ میں نے گمان کیا کہ شاید یہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اِنتقال فرما چکے ہیں لیکن تین دن کے بعد انہیں افاقہ ہوا فوراً قریبی چشمے پر گئے۔ وضو کیا اور مجھ سے پوچھا:

''اے بیٹا! اس حالت میں میری کتنی نمازیں فوت ہوگئیں دو یا تین نمازیں۔'' میں نے عرض کی: ''حضور! آپ کی تین دن اور تین راتوں کی نمازیں فوت ہوچکی ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تین دن تک بے ہوشی کی حالت میں رہے ہیں۔'' پس انہوں نے اپنی نمازیں مکمل کیں۔

پھر مجھ سے فرمایا: ''جب میں اپنے پاک پروردگار عزوجل کا ذکر کرتا ہوں تو میرا شوقِ ملاقات بڑھ جاتا ہے، مجھ پر وجدانی کیفیت طاری ہوجاتی ہے، میں مخلوق سے ملاقات کو پسند نہیں کرتا کیونکہ لوگوں کی ملاقات مجھے میرے رب عزوجل کے ذکر سے غافل کر دیتی ہے۔ بیٹا! اب تم یہاں سے چلے جاؤ تاکہ میں اپنے رب عزوجل کی عبادت کرسکوں، اللہ عزوجل تمہیں اپنی حفظ وامان میں رکھے۔''

جب میں نے یہ سنا تو مجھے رونا آگیا اور میں نے عرض کی: ''حضور! میں مسلسل تین دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر رہا ہوں، مجھے مزید کچھ نصیحت فرمائیے۔''

تو وہ بزرگ فرمانے لگے: ''اے میرے بیٹے! اپنے رب عزوجل سے سچی محبت کر، اس کی محبت کے عوض کوئی چیز طلب نہ کر، اس سے بے غرض محبت کر۔ بے شک جو لوگ اللہ عزوجل سے محبت کرتے ہیں وہ لوگوں کے سردار ہیں، زاہدوں کی نشانیاں ہیں۔ ایسے لوگ اللہ عزوجل کے منتخب شدہ بندے ہیں، اللہ عزوجل نے انہیں اپنی محبت کے لئے منتخب فرمالیا ہے، یہ لوگ اللہ عزوجل کے پسندیدہ بندے ہیں۔ اتنا کہنے کے بعد اس نیک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک چیخ ماری اور اس کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔''

کچھ ہی دیر بعد میں نے دیکھا کہ مختلف سمتوں سے بہت سے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پہاڑوں سے اُتر کر آرہے ہیں۔ انہوں نے اس بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تکفین کی، نمازِ جنازہ ادا کی اور اسے دفن کردیا۔

جب وہ جانے لگے تو میں نے ان سے پوچھا: ''یہ بزرگ کون تھے اور ان کا نام کیا تھا؟'' انہوں نے بتایا: ''ان کا نام **شیبان المُصاب** علیہ رحمۃ اللہ الوھاب ہے۔'' اِتنا کہنے کے بعد وہ تمام صالحین وہاں سے چلے گئے۔

حضرت سیدنا سالم علیہ رحمۃ اللہ الدائم فرماتے ہیں کہ میں نے اہلِ شام سے حضرت سیدنا شیبان المصاب علیہ رحمۃ اللہ الوہاب کے متعلق پوچھا: ''انہوں نے بتایا کہ لوگ انہیں دیوانہ سمجھتے تھے اور بچے انہیں پاگل سمجھ کر تنگ کرتے اور پتھر مارتے اسی لئے وہ یہاں سے چلے گئے اور پہاڑوں میں مشغولِ عبادت ہوگئے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں بھی اپنا قربِ خاص عطا فرما، دنیا کی محبت سے بچا کر اپنی محبت کی لازوال

دولت سے سرفراز فرما، بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرح خوب عبادت وریاضت کا ذوق وشوق عطا فرما، ہر وقت اپنے اور اپنے مدنی حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے جلووں میں گم رہنے کی سعادت عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم)

قتل کی دھمکی

حکایت نمبر122:

حضرت سیدنا علی بن الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں: ''عبدالملک بن مروان نے ایک شخص کو حاکم بنا کر مدینہ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا بھیجا تا کہ وہ بیعت وغیرہ کا سلسلہ کرے اور انتظامات سنبھالے۔'' چنانچہ میں حضرت سیدنا سالم بن عبداللہ، حضرت سیدنا قاسم بن محمد اور حضرت سیدنا ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پاس گیا اور ان سے کہا: ''آؤ ہم سب اپنے شہر کے نئے حاکم کے پاس چلتے ہیں تا کہ اس سے ملاقات کریں اور اسے اِعتماد میں لیں۔''

چنانچہ ہم اس حاکم کے پاس گئے اور اسے سلام کیا، اس نے ہمیں اپنے پاس بلایا اور کہا: ''تم میں (حضرت سیدنا) سعید بن مسیّب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کون ہے؟'' حضرت سیدنا قاسم بن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: ''حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُمراء سے تعلق نہیں رکھتے انہوں نے مسجد میں رہنے کو لازم کرلیا ہے، وہ ہر وقت دربارِ الٰہی عزوجل میں مشغولِ عبادت رہتے ہیں، دنیاداروں سے انہیں کوئی غرض نہیں، وہ اُمراء کے درباروں میں جانا پسند نہیں فرماتے۔''

اس حاکم نے کہا: ''تم لوگ اسے میرے پاس آنے کی ترغیب دلاؤ اور اسے میرے پاس ضرور لے کر آنا، اللہ عزوجل کی قسم! اگر وہ نہ آیا تو مَیں اسے ضرور قتل کردوں گا۔'' اس حاکم نے تین مرتبہ قسم کھا کر ان الفاظ کے ساتھ قتل کی دھمکی دی۔ حضرت سیدنا قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس ظالم حکمران کی یہ دھمکی سن کر ہم بہت پریشان ہوئے اور واپس چلے آئے۔ مَیں سیدھا مسجد میں گیا اور حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ستون سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ میں نے انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا اور عرض کی: ''حضور! میری تو رائے یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمرہ کرنے چلے جائیں اور کچھ عرصہ مکۂ مکرمہ میں گزاریں تا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شریر حاکم کی نظروں سے اوجھل رہیں اور معاملہ رفع دفع ہو جائے۔''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''مَیں اس عمل میں اپنی نیت حاضر نہیں پاتا اور میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہے جو خلوص نیت سے ہو اور صرف رضائے الٰہی عزوجل کے لئے ہو۔'' میں نے کہا: ''پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح کریں کہ چند دن کے لئے کسی دوست کے ہاں قیام فرمائیں اس طرح جب کسی شخص کی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نظر نہیں پڑے گی اور آپ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں نہیں ہوں گے تو چند دنوں میں معاملہ ختم ہو جائے گا اور حاکم یہی سمجھے گا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں چلے گئے ہیں۔''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:''اگر میں ایسا کروں اور کسی کے گھر میں قیام کروں، تو جب مؤذِن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کی صدائیں بلند کر کے مجھے دربارِ الٰہی عزوجل کی طرف بلائے گا تو میں اس کے حکم سے روگردانی کس طرح کر سکوں گا، دن رات مجھے میرے پاک پروردگار عزوجل کی جانب سے مسجد میں حاضری کا حکم ملے اور میں ایک ظالم حکمران کی وجہ سے احکم الحاکمین عزوجل کے حکم سے اعراض کروں۔ یہ بات میں کبھی بھی گوارا نہیں کر سکتا، چاہے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے میں مسجد کو ہرگز ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔''

یہ جرأت مندانہ جواب سن کر میں نے عرض کی:''حضور! پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح کریں کہ کسی اور مسجد میں نماز ادا فرمالیا کریں اور اپنی مجلسِ علم کسی اور جگہ قائم کرلیا کریں۔ اس طرح بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حاکم کی نظروں سے اوجھل رہ سکتے ہیں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میں عرصہ دراز سے اسی مسجد میں اسی ستون کے پاس اپنے پاک پروردگار عزوجل کی عبادت کر رہا ہوں، اب کسی ظالم کے خوف سے میں اس جگہ کو چھوڑ دوں یہ مجھے ہرگز منظور نہیں، میں اسی مسجد میں اسی ستون کے پاس عبادتِ الٰہی عزوجل میں مشغول رہوں گا۔''

حضرت سیدنا قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری تینوں باتوں سے اِنکار فرما دیا تو میں نے عرض کی:''اللہ عزوجل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے، کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی موت سے ڈر نہیں لگتا لوگ تو موت کے نام سے بھی کانپ جاتے ہیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ حاکم کی شدید دھمکی کے باوجود ذرہ برابر بھی خوفزدہ نہیں ہوئے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:''خدا عزوجل کی قسم! میں اپنے رب عزوجل کے علاوہ کسی سے بھی نہیں ڈرتا، مجھے صرف اسی پاک پروردگار عزوجل کا خوف ہے اس کے علاوہ میں مخلوق میں کسی سے نہیں ڈرتا۔''

میں نے عرض کی:''حضور! حاکم نے شدید دھمکی دی ہے، میں تو بہت پریشان ہو گیا ہوں کہیں وہ ظالم حاکم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:''اے قاسم (رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ)! تم بے فکر رہو، میرا پروردگار عزوجل میری حفاظت فرمائے گا اور ان شاء اللہ عزوجل بہتری ہوگی۔ میں اپنے رب عزوجل جو کہ عرشِ عظیم کا مالک ہے، اس کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ وہ میرے معاملہ کو اس ظالم حاکم سے بُھلا دے۔''

اے قاسم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! تم بے فکر رہو، ان شاء اللہ عزوجل سب بہتر ہوگا۔ یہ سن کر میں وہاں سے چلا آیا، مجھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے بہت پریشانی کا سامنا تھا۔ میں روزانہ لوگوں سے پوچھتا کہ آج شہر میں کوئی خاص واقعہ تو پیش نہیں آیا۔

آج حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کوئی ناخوش گوار واقعہ تو پیش نہیں آیا لیکن اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عزوجل مجھے ہر مرتبہ خیر ہی کی خبر ملتی ۔اسی طرح ایک سال امن وامان سے گزر گیا وہ حاکم ایک سال وہاں رہا لیکن وہ حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بال بھی بیکا نہ کرسکا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا بارگاہِ خداوندی عزوجل میں مقبول ہوئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر اس حاکم کو بُھلا دیا گیا۔ایک سال بعد وہ حاکم معزول کر دیا گیا اور اسے کسی اور جگہ کا حاکم بنا دیا گیا ایک دن اس حاکم نے اپنے غلام سے کہا:''تیرا ناس ہو!مَیں نے علی بن حسین ،قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ کے سامنے تین مرتبہ قسم کھائی تھی کہ میں سعید بن مسیّب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قتل کروں گا لیکن جب تک میں مدینہ منورہ میں رہا مجھے سعید بن مسیّب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا خیال تک نہ آیا، نہ جانے مجھے کیا ہو گیا تھا۔اب میں تو ان حضرات کے سامنے رُسوا ہو کر رہ گیا کہ میں اپنی قسم کو پورا نہ کرسکا۔''

اس غلام نے کہا:''اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں کچھ عرض کروں؟'' حاکم نے کہا:''تمہیں اجازت ہے جو کہنا چاہو بے دھڑک کہو۔'' غلام نے کہا:''حضور!اللہ عزوجل نے آپ سے حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر کو بھلا دیا اور آپ کو ان کے قتل کے گناہ میں ملوث نہ ہونے دیا۔یہ تو آپ کے حق میں اللہ عزوجل نے بہت بہتر فیصلہ فرمایا ہے، ورنہ (قتلِ ناحق کا) جو اِرادہ آپ نے کیا تھا اس میں سراسر آپ کا نقصان تھا۔اللہ عزوجل کا فیصلہ آپ کے حق میں یقیناً بہتر ہے۔'' غلام کی یہ بات سن کر حاکم نے کہا:''اے غلام!جاؤ تم اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر آزاد ہو۔''

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر123:

خبیث جن

حضرت ابو اسحاق محمد بن رشید معتصم باللہ سے مروی ہے:''بحری جہاز سمندر کے سینے کو چیرتا قدرت الٰہی عزوجل کا مظاہرہ کرتا ہوا جانبِ منزل جھومتا چلا جا رہا تھا۔اس جہاز میں ایک شخص کے پاس دس ہزار سونے کی اشرفیاں تھیں۔بحری جہاز کے مسافر اپنی منزل کی طرف گامزن تھے۔اچانک کسی کہنے والے نے کہا:''میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر کوئی شخص اسے کیسی ہی بڑی مصیبت میں پڑھے اللہ عزوجل اس مصیبت کو اس پاکیزہ کلمہ کی برکت سے دور فرما دے گا،کیا کوئی شخص مجھ سے یہ کلمہ سیکھنا چاہتا ہے؟ جو شخص سونے کی دس ہزار اشرفیاں خرچ کرے گا میں اسے یہ پاکیزہ کلمہ سکھاؤں گا۔جس کے پاس دس ہزار سونے کی اشرفیاں تھیں اس نے سن کر کہا:مَیں یہ عمل آپ سے سیکھنا چاہتا ہوں۔کہنے والے نے کہا:''اپنی ساری رقم سمندر میں ڈال دو۔''

اس مردِ صالح نے ساری رقم سمندر میں ڈال دی، کہنے والے نے کہا: ''پڑھ! وہ کلمہ یہ آیت مبارکہ ہے:

وَمَنۡ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجۡعَلۡ لَّهٗ مَخۡرَجًا ۝ وَّيَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَحۡتَسِبُ ؕ وَمَنۡ يَّتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمۡرِهٖ ؕ قَدۡ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَىۡءٍ قَدۡرًا ۝ (پ۲۸، الطلاق:۲۔۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا۔ اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو، اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے، بیشک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے، بیشک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے۔

اس نوجوان نے یہ آیات مبارکہ یاد کرلی اور اسے یقین ہوگیا کہ میں نے بہت بڑی دولت حاصل کرلی اور میری رقم رائیگاں نہیں گئی۔

جب باقی مسافروں نے اس شخص کا یہ طرزِ عمل دیکھا تو کہنے لگے: ''اے مسافر! یہ تُو نے کیا کیا؟ تُو نے خواہ مخواہ اپنی رقم سمندر میں پھینک دی اور اپنی ساری دولت سے محروم ہوگیا۔''

ابھی ان مسافروں کی یہ بات مکمل بھی نہ ہونے پائی تھی کہ ہر طرف سے کالی گھٹائیں چھانے لگیں، سمندر میں طغیانی آ گئی، سرکش موجوں نے آن کی آن میں بحری جہاز کو تباہ و برباد کرڈالا اور سارے مسافر غرق ہوگئے۔ آیات مبارکہ سیکھنے والا شخص کہتا ہے کہ جب جہاز طوفان کی نذر ہونے لگا تو میں نے یقینِ کامل کے ساتھ انہیں آیات مبارکہ کا وِرد شروع کردیا۔ تھوڑی ہی دیر میں مجھے ایک تختہ نظر آیا میں نے اس کا سہارا لیا۔ میری زبان پر مسلسل وہی آیات مبارکہ جاری تھیں۔ اللہ عزوجل نے کرم فرمایا اور مَیں اس تختے کے سہارے ساحل تک پہنچ گیا۔

مَیں سمندر سے باہر نکلا اور آس پاس کا جائزہ لیا تو مجھے قریب ہی ایک خوبصورت محل نظر آیا۔ مَیں اس میں داخل ہوا تو وہاں ایک حسین وجمیل عورت موجود تھی۔ میں نے اس سے پوچھا: ''تُم کون ہو؟'' اس نے کہا: ''مَیں بصرہ کی رہنے والی ہوں اور مجھے ایک جن نے یہاں قید کر رکھا ہے۔ اس سمندر میں جو بھی جہاز غرق ہوتا ہے وہ **خبیث جن** اس کا تمام مال واسباب یہاں اس محل میں لے آتا ہے۔ شاید تمہارا جہاز بھی غرق ہوگیا ہے، اب وہ خبیث جن آنے والا ہے، تم فوراً کہیں چھپ جاؤ ورنہ وہ تمہیں دیکھتے ہی قتل کردے گا، جلدی کرو اس کے آنے کا وقت ہوگیا ہے۔''

وہ شخص کہتا ہے کہ ہم ابھی یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ایک جانب مجھے شدید کالا دھواں نظر آیا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ وہی جن ہے، میں نے فوراً بلند آواز سے اُنھیں آیات مبارکہ کا وِرد شروع کردیا، جب آیت مبارکہ کی آواز فضا میں بلند ہوئی تو وہ سارا دھواں خاک ہوکر ہوا میں اُڑ گیا، اب وہاں کسی جن کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عزوجل! ان آیات مبارکہ کی برکت سے ہمیں اس ظالم جن سے نجات مل گئی۔ میں نے اس عورت سے کہا: ''چلو اٹھو! اب تم آزاد ہو، اللہ عزوجل نے اس **خبیث جن** کا کام تمام کردیا ہے۔''

چنانچہ ہم دونوں وہاں سے اُٹھے اور محل کے خزانے سے بہت ساری دولت جمع کی۔ جتنا ہم سے ہوسکا ہم نے وہاں سے خزانہ اٹھایا یہاں تک کہ ہمارے پاس مزید کوئی ایسی چیز نہ بچی جس میں ہم مال ودولت رکھتے۔ پھر ہم ساحلِ سمندر پر آئے اور کسی جہاز کا انتظار کرنے لگے۔ کچھ ہی دیر بعد ہمیں دور سے ایک جہاز دکھائی دیا ہم نے کپڑا لہرا کر اسے اپنی طرف بلایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عزوجل! جہاز ہماری طرف آیا اور اتفاق کی بات تھی کہ وہ جہاز بصرہ ہی کی جانب جا رہا تھا۔ چنانچہ ہم دونوں اس میں سوار ہوگئے بصرہ پہنچ کر اس عورت نے کہا: ''تم فلاں جگہ جاؤ اور ان سے میرے متعلق پوچھو کہ وہ کہاں ہے؟'' میں مطلوبہ جگہ پہنچا اور لوگوں سے اس عورت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا: ''وہ بیچاری تو تقریباً تین سال سے لاپتہ ہے، ہم اس کی وجہ سے بہت پریشان ہیں۔''

میں نے کہا: ''تم میرے ساتھ آؤ، میں اس سے تمہاری ملاقات کراتا ہوں۔'' وہ لوگ حیرانی اور خوشی کے عالم میں میرے ساتھ ہولئے۔ جب انہوں نے اس عورت کو دیکھا تو بڑی عقیدت سے اس کے سامنے مؤدبانہ اَنداز میں کھڑے ہوگئے۔ آج وہ لوگ بہت زیادہ خوش وخرم تھے کیونکہ انہیں ان کی گمشدہ مَلِکہ مل چکی تھی۔ پھر اس عورت نے اپنے خادموں اور دوسرے عزیز واَقارب سے کہا: ''اس شخص نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے لہٰذا میں اسی سے شادی کروں گی۔'' پس ان دونوں کی شادی کردی گئی اور وہ ہنسی خوشی زندگی گزارنے لگے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے اسلامی بھائیو!** مذکورہ بالا آیات بہت بابرکت ہیں۔ اگر کوئی شخص بہت زیادہ پریشان ہو تو وہ ان آیاتِ مبارکہ کا وِرد کرے اور پھر ان کی برکتیں دیکھے۔ ان شاء اللہ عزوجل ان آیات کی برکت سے ہر پریشانی دور ہوگی اور سکون واِطمینان نصیب ہوگا۔ اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہمیں یقین کامل کی دولت سے مالا مال فرما اور ہر پریشانی ومصیبت میں شکوہ وشکایت کرنے کی بجائے صبر وشکر کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ عزوجل! ہم تیرے عاجز بندے ہیں، ہر دشمن سے ہماری حفاظت فرما، دین ودنیا میں عافیت وکرم والا معاملہ فرما، شریعت کے دائرے میں رہ کر ہمیں اپنے تمام معاملات حل کرنے کی توفیق عطا فرما اور ہر وقت اپنی حفظ وامان میں رکھ۔ آمین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم)

حکایت نمبر124: **خلیفہ منصور کو ایک لالچی کی نصیحت**

ابو الفضل ربعی کے والد سے مروی ہے، ایک مرتبہ خلیفہ منصور نے منبر پر چڑھ کر خطبہ دینا شروع کیا۔لوگوں کو بری باتوں سے باز رہنے اور اعمالِ صالحہ کی ترغیب دلائی۔ خطبہ دیتے ہوئے اس کی آواز بھرّا گئی ، پھر زور زور سے رونے لگا۔اسی دوران مجمع میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور بڑے جرأت مندانہ انداز میں گرج کر کہا: ''اے نصیحت کرنے والے! ایسی باتوں کی نصیحت کر جن پر تُو خود بھی عمل کرتا ہے اور ایسی باتوں سے لوگوں کو منع کر جن سے تُو خود بھی بچتا ہے، سب سے پہلے اِنسان کو اپنی اِصلاح کرنی چاہئے، پھر دوسروں کو نصیحت کرنی چاہئے لہٰذا پہلے تُو اپنی اصلاح کر پھر دوسروں کو نصیحت کرنا۔''

بھرے مجمع میں خلیفہ منصور اس شخص کی یہ گفتگو سن کر خاموش ہو گیا۔ کچھ دیر بعد اپنے مشیر خاص سے کہا: ''اس شخص کو یہاں سے لے جاؤ۔'' چنانچہ اس شخص کو وہاں سے دور لے جایا گیا۔خلفیہ منصور نے دوبارہ خطبہ شروع کیا پھر نماز پڑھی اور اپنے محل کی طرف آیا اور اپنے مشیر خاص کو بلا کر اس سے پوچھا: ''وہ شخص کہاں ہے؟'' عرض کی: ''اس کو قید میں ڈال دیا گیا ہے۔'' خلیفہ منصور نے کہا: ''اسے ڈھیل دو، اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ، پھر اسے مال و دولت کا لالچ دو۔اگر وہ ان تمام باتوں سے اعراض کرے اور مال و دولت کی طرف توجہ نہ دے تو وہ شخص مُخلِص ہے اور اس نے اِصلاح کی نیت سے مجھے دورانِ خطبہ ٹوکا ہو گا اور وہ میری بھلائی کا خواہاں ہو گا اور اگر مال و دولت کی طرف راغب ہو اور دنیاوی نعمتیں دیکھ کر خوش ہو جائے تو پھر وہ اپنی اس دعوت میں مخلص نہیں بلکہ اس کا بھرے دربار میں خلیفہ کو ڈانٹنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس دعوت کے ذریعے وہ اپنا رُعب جمانا چاہتا ہے، وہ دنیاوی مال کا حریص ہے اور خلفاء پر طعن و تشنیع کرنا اس کی عادت ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو میں اسے دردناک سزا دوں گا، جاؤ اور جا کر اسے آزماؤ۔''

پس مشیر چلا گیا اور اس شخص کو اپنے گھر ناشتے کی دعوت دی۔انواع و اقسام کے کھانے چُنے گئے، خوب پُر تکلف دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ جب وہ شخص وہاں پہنچا تو مشیر نے اس سے پوچھا: ''تجھے کس چیز نے اس بات پر اُبھارا کہ تُو بھرے دربار میں خلیفہ کو سرزنش کرے اور لوگوں کے سامنے اسے اِتنے سخت کلمات سے نصیحت کرے؟'' تو اس نے کہا: ''یہ مجھ پر اللہ عزوجل کی جانب سے حق تھا جسے میں نے ادا کیا، پس میں نے جو کچھ کیا درست کیا۔'' یہ سن کر مشیر نے کہا: ''اچھا! آؤ ہم نے تمہارے لئے دعوت کا اہتمام کیا ہے، ہماری دعوت قبول کرو اور ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔'' وہ کہنے لگا: مجھے تمہاری دعوت کی کوئی حاجت نہیں۔''

مشیر بولا: ''اگر تمہاری نیت اچھی ہے تو ہماری دعوت قبول کرنے میں کیا حرج ہے؟ آؤ! دیکھو تمہارے سامنے انواع و اقسام کے کھانے موجود ہیں۔'' جب اس شخص نے طرح طرح کے کھانے دیکھے تو اس سے نہ رہا گیا اور اس نے خوب سیر ہو کر

کھانا کھایا پھر مشیر نے اسے واپس بھیج دیا۔

کچھ دنوں بعد دوبارہ مشیر نے اسے اپنے پاس بلایا اور کہا: ''اے شخص! خلیفہ تمہارے معاملے کو بھول چکا ہے اور تم ابھی تک قید میں ہو، میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ اگر تم چاہو تو میں تمہیں ایک لونڈی دے دوں جو تمہاری خدمت کرے اور تم اس سے تسکین حاصل کرو۔'' اس پر وہ شخص لالچ میں آگیا اور کہنے لگا: ''اگر ایسا ہو جائے تو آپ کی مہربانی ہوگی۔'' چنانچہ اس کو لونڈی بھی دے دی گئی اور اسے اچھا کھانا بھی دیا جانے لگا۔ کچھ دن کے بعد مشیر نے اس سے کہا: ''اگر تم چاہو تو میں خلیفہ کی بارگاہ میں عرض کروں کہ وہ تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کے لئے کچھ روزمرہ کے خرچ کا بندوبست کر دے۔'' تو وہ لالچی شخص کہنے لگا: ''یہ تو آپ کا بڑا احسان ہوگا۔'' چنانچہ اس کے لئے اور اس کے گھر والوں کے لئے روزمرہ کے خرچ کا انتظام کر دیا گیا۔

دن گزرتے رہے، ایک دن مُشیر اس شخص کے پاس آیا اور کہا: ''اے شخص! میں تمہارا خیرا خواہ ہوں، اگر تم چاہو تو ایک ایسی راہ تمہیں بتاتا ہوں جس کے ذریعے تم خلیفہ کا قُرب حاصل کر سکتے ہو۔'' اس شخص نے بے تاب ہو کر کہا: ''جلدی بتاؤ، وہ کون سا طریقہ ہے جس کے ذریعے مجھے دربارِ شاہی میں کوئی مقام مل جائے اور میں خلیفہ کا مُقرب بن جاؤں۔'' مشیر نے کہا: ''میں تمہیں مُحتسِب مقرر کرتا ہوں تم جہاں بھی خلاف شرع کام ہوتا دیکھو اسے بند کرا دو، جہاں کہیں ظلم ہو رہا ہو ظالموں کو سزا دو، آج سے تم بھی سرکاری عہدہ داروں میں شامل ہو جاؤ اور اپنا کام سنبھالو، لوگوں کو ناجائز اُمور سے روکو اور اچھی باتوں کا حکم دو۔'' یہ سن کر اس لالچی شخص کی خوشی کی اِنتہا نہ رہی۔ اسی طرح اس کا تقریباً ایک مہینہ گزر گیا۔

مشیر خلیفہ منصور کے پاس آیا اور اس سے کہا: ''حضور! میں نے اس شخص کو خوب آزمالیا ہے، جب اسے کھانے کی دعوت دی گئی تو اس نے قبول کر لی، مال و دولت کے لالچ میں بھی بری طرح پھنس گیا ہے پھر اسے سرکاری عہدے کی پیشکش کی تو اس نے بخوشی قبول کر لی اور اب وہ بڑے سکون سے زندگی بسر کر رہا ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو اسے آپ کے دربار میں حاضر کروں۔ اب اس کی یہ حالت ہے کہ وہ خوب عیش و عشرت کی زندگی گزار رہا ہے، لوگوں کو تو بری باتوں سے منع کرتا ہے لیکن خود برائیوں میں مبتلا ہے۔''

خلیفہ منصور نے کہا: ''جاؤ اور اسے ہمارے دربار میں حاضر کرو۔'' مشیر فوراً اس شخص کے پاس پہنچا اور کہا: ''میں نے خلیفہ کو بتا دیا ہے کہ تم اب اس کے سرکاری عہدہ داروں میں شامل ہو اور تمہارے ذِمہ یہ کام ہے کہ بری باتوں سے لوگوں کو منع کرو، ظالموں کو ظلم سے روکو اور اچھی باتیں عام کرو۔ اب خلیفہ تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہے تم اس کے دربار میں حاضر ہو جاؤ جیسا لباس تم کہو گے تمہیں مہیا کر دیا جائے گا۔'' یہ سن کر وہ شخص بہت خوش ہوا کہ آج تو خلیفہ نے میری معراج کرا دی۔

چنانچہ اس نے ایک بہترین جبہ پہنا، خنجر لیا، گلے میں تلوار لٹکائی اور بڑی مغرورانہ چال چلتے ہوئے دربار کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے بال اتنے بڑے تھے کہ کندھوں سے بھی نیچے آرہے تھے۔ وہ خوشی خوشی دربار میں پہنچا اور جاکر بڑے ادب سے خلیفہ منصور کو سلام کیا۔

خلیفہ نے جواب دیا اور کہا: ''کیا تُو وہی شخص ہے جس نے اُمراء، وزراء اور عوام کے بھرے مجمع میں مجھے سرزنش کی تھی اور بڑے سخت کلمات کے ساتھ مجھے نصیحت کی تھی؟'' اس نے کہا: ''ہاں، میں وہی شخص ہوں۔'' یہ سن کر خلیفہ نے کہا: ''پھر اب تجھے کیا ہو گیا ہے، اب تو تُو خود ایسی حالت میں ہے کہ تجھے سخت سزا دی جائے۔ اس دن تمہیں کیسے جرأت ہوئی کہ تم نے بھرے دربار میں مجھے رُسوا کیا اور اب تمہاری یہ حالت ہے کہ میرے سامنے جھک رہے ہو، اس وقت کیا تھا اور اب کیا ہے؟'' تو وہ لالچی شخص کہنے لگا: ''اے مہربان خلیفہ! اس واقعہ کے بعد میں نے غور وفکر کیا تو مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا، اس وقت میں نے واقعی غلطی کی، آپ مجھے معاف فرما دیں، آپ حق پر تھے میں نے آپ پر بے جا تنقید کی تھی، آپ کی ہاں میں ہاں ملانا ہی بہتر تھا۔''

یہ سن کر خلیفہ منصور نے کہا: ''اے شخص! تجھ پر افسوس ہے، تُو اپنے مؤقف سے پھر گیا حالانکہ تُو نے بالکل حق بات کی تھی لیکن تُو اپنی نیت میں مخلص نہ تھا، تیرا غصہ اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر نہ تھا۔ جب تُو نے مجھے رُسوا کیا تھا تو میں یہ سمجھا تھا تیرا غضب وغصہ اللہ عزوجل کی خاطر ہے اس لئے میں نے تجھے اس وقت کوئی سزا نہ دی اور تیرے معاملے میں توقف کیا لیکن اب مجھ پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ تیرا غصہ وغضب دُنیا حاصل کرنے کے لئے تھا اور تُو اپنی نیکی کی دعوت میں مخلص نہ تھا۔ رضائے الٰہی عزوجل تیرا مقصود نہ تھا بلکہ تُو حُبِّ جاہ اور دنیاوی دولت کا طالب تھا، اب میں تجھے ایسی دردناک سزا دوں گا کہ آئندہ کسی کو اس بات کی جرأت نہ ہوگی کہ بادشاہوں کے دربار میں ان کی بے عزتی کرے اور جس طرح چاہے انہیں ڈانٹ دے۔ خدا عزوجل کی قسم! میں تجھے عبرت کا نشان بنا دوں گا تاکہ لوگ تجھ سے عبرت پکڑیں۔''

یہ کہہ کر خلیفہ منصور نے جلاد کو حکم دیا کہ اس دنیادار کا سر قلم کر دیا جائے، جلاد آگے بڑھا اور بھرے دربار میں اس کی گردن اڑا دی گئی۔

(اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں اخلاص کی دولت سے مالا مال فرما اور دنیاوی مال کے وبال سے بچا، ہر کام اپنی رضا کی خاطر کرنے کی توفیق عطا فرما۔ ہمارا مطلوب بس اپنی ہی ذات کو بنائے رکھ، میرے مولا عزوجل! ہمیں صرف اپنی رضا کی خاطر سنتوں کی تبلیغ کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم)

؎ میرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو   کر اِخلاص ایسا عطا یا الٰہی عزوجل!

حکایت نمبر125: **جس کا عمل ہو بے غرض، اس کی جزاء کچھ اور ہے**

حضرت سیدنا صالح بن کیسان علیہ رحمۃ الرحمٰن سے مروی ہے کہ خلیفہ ولید بن یزید نے حضرت سیدنا سعد بن ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم کو مدینہ منورہ کا قاضی بنا کر بھیجا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں گئے اور بخوبی اپنی ذِمہ داری سرانجام دینے لگے۔ خوب عدل وانصاف سے کام لیتے، حدود اللہ عزوجل کی پاسداری کرتے۔ جب حج کا سہانا موسم قریب آنے لگا تو خلفیہ ولید بن یزید نے بھی حج کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس نے ایک عمدہ قسم کا خیمہ بنوایا اور اس کی نیت یہ تھی کہ جب میں حج کرنے جاؤں گا تو اس خیمہ کو خانہ کعبہ کے قریب نصب کروادوں گا۔ اس طرح مَیں، میرے دوست احباب اور اہل وعیال اس خیمہ کے اندر رہ کر خانہ کعبہ کا طواف کریں گے اور عوام الناس باہر سے طواف کریں گے۔

ولید بن یزید بڑا ہی سخت مزاج اور متکبر شخص تھا۔ جس کام کا اِرادہ کرلیتا اسے پورا کرنے کی بھرپور کوشش کرتا چاہے کسی پر کتنا ہی ظلم کرنا پڑے۔ جب بہترین قسم کا عمدہ خیمہ تیار ہو گیا تو اس نے وہ خیمہ ایک ہزار شہسواروں کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا اور اس لشکر کو بہت سا مال واسباب دیا کہ اس سارے مال کو اہل مدینہ میں تقسیم کر دینا۔ ولید خود ابھی ملک شام ہی میں تھا، لشکر بڑی شان وشوکت سے چلا اور مدینہ منورہ پہنچ گیا پھر وہ خیمہ حضور نبی ٔکریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مصلّٰی کے قریب نصب کر دیا گیا۔ لوگوں نے جب یہ معاملہ دیکھا تو بہت خوفزدہ ہوئے اور سب نے جمع ہو کر مشورہ کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ خلیفہ نے تو یہ حکم صادر کر دیا ہے، اب اس کے حکم کو کون ٹال سکتا ہے۔ سب کو معلوم تھا کہ ولید بن یزید کیسا بدمزاج خلیفہ ہے پس کسی کو بھی ہمت نہ ہوئی کہ وہ لشکر والوں کو مُصلّٰی ٔرسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر خیمہ نصب کرنے سے منع کرے۔ بالآخر یہ طے پایا کہ ہم اپنے قاضی سعد بن ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم کو جا کر اس معاملہ کی خبر دیتے ہیں۔

چنانچہ سب لوگ جمع ہو کر حضرت سیدنا سعد بن ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم کے پاس حاضر ہوئے اور انہیں صورتحال سے آگاہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''جاؤ اور جا کر اس خیمے کو آگ لگا دو۔'' یہ سن کر لوگ خوف زدہ ہو گئے اور کہنے لگے: ''حضور! ہم میں اتنی جرأت نہیں کہ اس خیمہ کو آگ لگائیں۔ ملک شام سے ایک ہزار شہسوار آئے ہوئے ہیں، ہم ان کی موجودگی میں یہ کام کیسے کر سکتے ہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب لوگوں سے یہ بُزدِلانہ جواب سنا تو اپنے غلام سے فرمایا: ''جاؤ اور فلاں تھیلے سے وہ قمیص نکال لاؤ جسے پہن کر حضرت سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور انہوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔'' خادم فوراً وہ مبارک قمیص لے آیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ قمیص پہنی اور خچر پر سوار ہو کر شامی لشکر کی جانب روانہ ہوئے، تمام لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیچھے پیچھے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہاں پہنچ کر فرمایا: ''آگ لے آؤ۔'' خادم نے

فوراً حکم کی تعمیل کی۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے خوف وخطر آگے بڑھے اور جا کر اس قیمتی خیمے کو آگ لگا دی، جب سالارِ لشکر نے یہ دیکھا تو وہ بڑا غضب ناک ہوا اور آپے سے باہر ہو گیا۔لوگوں نے اسے بتایا:''یہ مدینہ منورہ کے قاضی ہیں اور انہیں خلیفہ ولید بن یزید نے قاضی بنا کر مدینہ شریف بھیجا ہے، تم ان سے کوئی گستاخانہ انداز اختیار نہ کرنا، تمام اہل مدینہ اِن کی بہت عزت کرتے ہیں۔لہٰذا عافیت اسی میں ہے کہ تم خاموشی اختیار کرو۔'' یہ سن کر سارا لشکر واپس شام کی طرف چلا گیا اور کافی مال واسباب وہاں چھوڑ گیا۔اہل مدینہ کے فقراء نے ان کا بچا ہوا مال واسباب لے لیا اور خوشی خوشی اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔

جب اس واقعہ کی خبر خلیفہ ولید بن یزید کو ہوئی تو اس نے فوراً حضرت سیدنا سعد بن ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم کو پیغام بھیجا تم اپنی جگہ کسی اور کو قاضی بنا کر فوراً ملک شام پہنچو جیسے ہی تمہیں میرا پیغام پہنچے فوراً چلے آنا۔

حضرت سیدنا سعد بن ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم کو جب خلیفہ کا پیغام پہنچا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک بااعتماد شخص کو قاضی بنایا اور خود ملک شام کی جانب چل دیئے۔جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شام کی سرحد پر پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شہر سے باہر ہی روک دیا گیا اور کافی عرصہ تک آپ کو داخلہ کی اجازت نہ ملی۔بالآخر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا زادِ راہ ختم ہونے لگا اور اب وہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزید ٹھہرنا دشوار ہو گیا۔ایک رات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں مصروف عبادت تھے کہ ایک شخص کو دیکھا کہ نشے کی حالت میں بدمست ہے اور مسجد میں گھوم رہا ہے۔یہ دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا:''یہ شخص کون ہے؟''لوگوں نے بتایا:''یہ خلیفہ ولید بن یزید کا ماموں ہے، اس نے شراب پی ہے اور اب نشے کی حالت میں مسجد کے اندر گھوم پھر رہا ہے۔''

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت جلال آیا کہ یہ کتنی دیدہ دِلیری سے اللہ عزوجل کی نافرمانی کر رہا ہے اور اس کے پاک دربار میں ایسی گندی حالت میں بے خوف گھوم پھر رہا ہے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے غلام کو درہ لانے کا حکم فرمایا۔غلام نے درہ (کوڑا) دیا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''مجھ پر لازم ہے کہ میں اس پر حدِ شرعی نافذ کروں چاہے یہ کوئی بھی ہو، اسلام میں سب برابر ہیں۔'' چنانچہ آپ آگے بڑھے اور مسجد میں ہی اس کو اسّی (80) کوڑے مارے۔

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے خچر پر سوار ہوئے اور مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہو گئے۔وہ شخص اسّی (80) کوڑے کھانے کے بعد نہایت زخمی حالت میں خلیفہ ولید بن یزید کے پاس پہنچا۔خلیفہ نے جب اپنے ماموں کی یہ حالت دیکھی تو بہت غضبناک ہوا اور پوچھا:''تمہاری یہ حالت کس نے کی؟ کس نے تمہیں اتنا شدید زخمی کیا ہے؟''اس نے جواب دیا:''ایک شخص مدینہ منورہ سے آیا ہوا تھا، اس نے مجھے اسّی (80) کوڑے سزا دی اور کہا:''یہ سزا دینا اور حد قائم کرنا مجھ پر لازم ہے۔''اس نے مجھے مارا اور پھر مدینہ منورہ کی طرف چلا گیا۔'' خلیفہ نے جب یہ سنا تو اس نے فوراً حکم دیا کہ ہماری سواری تیار کی جائے، فوراً حکم کی تعمیل ہوئی اور خلیفہ کچھ سپاہیوں کو لے کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تعاقب میں چلا اور ایک منزل پر جا کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو روک لیا۔

خلفیہ ولید بن یزید نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا:''اے ابواسحاق! تُو نے میرے ماموں کے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا،

اسے اتنی دردناک سزا کیوں دی؟'' حضرت سیدنا سعد بن ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم نے ارشاد فرمایا: ''اے خلیفہ! تُو نے مجھے قاضی بنایا تاکہ میں شریعت کے اَحکام نافذ کروں اور اس کی خلاف ورزی کرنے والے کو سزا دوں۔'' چنانچہ جب میں نے دیکھا کہ سرِعام اللہ عزوجل کی نافرمانی کی جا رہی ہے۔ یہ شخص نشے کی حالت میں اللہ عزوجل کے دربار میں گھوم پھر رہا ہے اور کوئی اسے پوچھنے والا نہیں تو میری غیرتِ ایمانی نے اس بات کو گوارا نہ کیا کہ میں اللہ عزوجل کی نافرمانی ہوتی دیکھوں اور تمہاری قرابت داری کی وجہ سے چشم پوشی کروں اور شرعی حدود قائم نہ کروں۔ میں نے اس شخص کو اس کے جرم کی سزا دی اور دوسری بات یہ کہ اگر میں اسے سزا نہ دیتا تو لوگ تجھ سے بدظن ہوتے کہ خلیفہ اپنے عزیز واَقارب پر حدود قائم نہیں کرتا اگرچہ وہ سرِعام جرم کا اِرتکاب کریں اس طرح تمہاری بدنامی ہوتی اور لوگوں کے دلوں میں تمہاری نفرت بیٹھ جاتی لہٰذا میں نے وہی کیا جو مجھے کرنا چاہئے تھا۔'' جب خلیفہ ولید بن یزید نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہ پُرخلوص کلمات سنے تو بے اختیار پکار اٹھا: ''اے سعد بن ابراہیم! اللہ عزوجل تجھے اچھی جزاء عطا فرمائے تُو نے واقعی وہ کام کیا جو تجھ پر لازم تھا۔''

پھر خلیفہ ولید بن یزید نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت سارا مال دیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مدینہ منورہ کی طرف روانہ کردیا اور اس خیمے کے متعلق کچھ بھی گفتگو نہ کی جسے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آگ لگائی تھی حالانکہ خلیفہ نے اسی مقصد کے لئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مدینہ منورہ سے شام بلایا تھا لیکن اب خلیفہ نے اس بات کا معمولی سا بھی تذکرہ نہ کیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس مدینہ منورہ کی نور بار فضاؤں میں سانس لینے کے لئے جلدی جلدی مدینہ شریف کی طرف چل دیئے۔

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** سبحان اللہ عزوجل! ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کیسے جرأت مند ہوا کرتے تھے کہ انہیں اللہ عزوجل کے علاوہ کسی سے بھی خوف نہ آتا۔ وہ اللہ عزوجل کی نافرمانی برداشت ہی نہ کرتے تھے، چاہے اس کے لئے انہیں کتنے ہی بڑے ظالم سے ٹکر لینی پڑتی، ان کے اندر جذبہ ایمانی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ وہ صرف اللہ عزوجل کی رضا چاہتے تھے جب وہ شریعت مُطہرہ کی خلاف ورزی دیکھتے تو ان سے یہ بات برداشت نہ ہوتی اور ہر کوئی اپنے اپنے منصب کے مطابق **اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف اور نَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر** کا فریضہ سرانجام دیتا، انہیں مخلوق کی ناراضگی کا خوف نہ ہوتا، وہ اپنی نیت میں مخلص ہوتے تھے۔ اور جو شخص اپنی نیت میں مخلص ہو اللہ عزوجل اسے دنیا میں بھی اجر عطا فرماتا ہے اور آخرت میں بھی۔ واقعی جو عمل صرف رضائے الٰہی عزوجل کے حصول کی خاطر کیا جائے، اس کی تو بات ہی کچھ اور ہے۔ اللہ عزوجل ہمیں اپنی دائمی رضا عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

حکایت نمبر126: **دیانت دار تاجر**

حضرت سیدنا مطفر بن سہل المُقرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا علان الخیاط علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ دورانِ گفتگو حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا ذکرِ خیر شروع ہو گیا، ہم ان کے فضائل ومناقب بیان کرنے لگے۔

حضرت سیدنا علان الخیاط علیہ رحمۃ اللہ الرزاق نے فرمایا: ''ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمتِ بابرکت میں حاضر تھا، اچانک ایک عورت نہایت پریشانی کے عالم میں آئی اور آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگی: ''اے ابوالحسن (علیہ رحمۃ اللہ الاعظم)! میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پڑوس میں رہتی ہوں، مجھ پر ایک مصیبت آن پڑی ہے، رات میرے بیٹے کو سپاہی پکڑ کر لے گئے اور مجھے خطرہ ہے کہ وہ اسے تکلیف پہنچائیں گے اور اسے سزا دیں گے۔ میں آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی بارگاہ میں حاضر ہوئی ہوں۔ اگر آپ میری مدد فرمائیں اور میرے ساتھ چل کر میرے بیٹے کی سفارش کریں یا پھر کسی کو میرے ساتھ بھیج دیں جو آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا پیغامِ سفارش حاکم کو پہنچا دیں تو مجھے اُمید ہے کہ حاکم میرے بیٹے کو چھوڑ دے گا۔ خدارا! میرے حال پر رحم فرمائیں۔''

حضرت سیدنا علان الخیاط علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں کہ اس عورت کی یہ فریاد سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھڑے ہوئے اور نماز میں مشغول ہو گئے اور اِنتہائی خشوع وخضوع سے نماز پڑھنے لگے۔ جب کافی دیر ہو گئی تو اس عورت نے کہا: ''اے ابوالحسن (علیہ رحمۃ اللہ الاعظم)! جلدی کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ حاکم میرے بیٹے کو قید میں ڈال کر سزا دے اور اسے تکلیف پہنچائے، برائے کرم! میرے معاملے کو جلدی حل فرما دیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز میں مشغول رہے، پھر سلام پھیرنے کے بعد فرمایا: ''اے اللہ عزوجل کی بندی! میں تیرے ہی معاملے کو حل کر رہا ہوں۔

ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اس عورت کی خادمہ آئی اور اس نے کہا: ''محترمہ! گھر چلئے، آپ کا بیٹا بخیر وعافیت گھر لوٹ آیا ہے۔'' یہ سن کر وہ عورت بہت خوش ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دعائیں دیتی ہوئی وہاں سے رخصت ہو گئی۔

حضرت سیدنا علان الخیاط علیہ رحمۃ اللہ الرزاق نے یہ واقعہ سنانے کے بعد ارشاد فرمایا: ''اے مطفر! اس سے بھی زیادہ عجیب بات میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بتاتا ہوں۔ حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی تجارت کیا کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ عہد کیا ہوا تھا کہ تین دینار سے زیادہ نفع نہیں لوں گا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے اس عہد پر سختی سے عمل کرتے۔

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بازار تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 60 دینار کے بدلے 96 صاع بادام

خریدے اور پھر انہیں بیچنے لگے اور ان کی قیمت 63 دینار رکھی ، تھوڑی دیر کے بعد آپ کے پاس ایک تاجر آیا اور کہنے لگا: ''میں یہ سارے بادام آپ سے خریدنا چاہتا ہوں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''خرید لو۔'' اس نے پوچھا: ''کتنے دینار لو گے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''63 دینار۔'' اس تاجر نے پوچھا: ''حضور! باداموں کا ریٹ بڑھ گیا ہے اور اب 96 صاع باداموں کی قیمت 90 دینار تک پہنچ چکی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے 90 دینار میں یہ بادام فروخت کر دیں۔''

حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: ''میں نے اپنے رب عزوجل سے وعدہ کر لیا ہے کہ تین دینار سے زیادہ نفع نہیں لوں گا لہٰذا میں اپنے وعدہ کے مطابق تمہیں یہ بادام بخوشی 63 دینار میں فروخت کرتا ہوں ، اگر چاہو تو خرید لو، میں اس سے زیادہ رقم ہرگز نہیں لوں گا۔''

وہ تاجر بھی اللہ عزوجل کا نیک بندہ تھا اور اپنے مسلمان بھائی کی بھلائی کا خواہاں تھا۔ دھوکے سے ان کا مال لینے والا یا بد دیانت تاجر نہ تھا۔ جب اس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ بات سنی تو کہنے لگا: ''میں نے بھی اپنے رب عزوجل سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ کبھی بھی اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ بد دیانتی نہیں کروں گا اور نہ ہی کبھی کسی مسلمان کا نقصان پسند کروں گا۔ اگر تم بادام 90 دینار میں بیچو تو میں خرید لوں گا، اس سے کم قیمت میں کبھی بھی یہ بادام نہیں خریدوں گا۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اپنی بات پر قائم رہے اور فرمایا: ''میں 63 دینار سے زیادہ میں فروخت نہیں کروں گا۔'' چنانچہ نہ تو اس امانت دار تاجر نے یہ بات گوارا کی کہ مَیں کم قیمت میں خریدوں اور نہ ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تین دینار سے زیادہ نفع لینے پر راضی ہوئے بالآخر ان کا سودا نہ بن سکا اور تاجر وہاں سے چلا گیا۔

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت سیدنا علان الخیاط علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں: ''جن لوگوں میں ایسی عظیم خصلتیں پائی جائیں جب وہ اپنے پاک پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں تو ان کی دعائیں قبول کیوں نہ ہوں۔ اللہ عزوجل ایسے برگزیدہ بندوں کی دعاؤں کو شرف قبولیت ضرور عطا فرماتا ہے۔ جو اللہ عزوجل کا ہو جاتا ہے اللہ عزوجل اس کے تمام معاملات کو حل فرما دیتا ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 127:

ایک مستجاب الدعوات بزرگ

حضرت سیدنا محمد بن عبدالعزیز بن سلمان عابد علیہ رحمۃ اللہ الواجد فرماتے ہیں، میں نے ایک نیک شخص کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ مجھے حضرت سیدنا عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید نے اپنے پاس بلایا۔ میں اس وقت کچھ غمگین تھا لہٰذا اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکا۔ پھر جب میں آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''خیریت تو تھی، کل تم آئے نہیں۔'' میں نے کہا: ''ہاں! خیریت تھی، اللہ عزوجل جس حال میں رکھے ہم تو اس کی رضا پر راضی ہیں، کل میں گھر والوں کو خورد ونوش کا سامان مہیا کرنے کے لئے مزدوری کی تلاش میں تھا اس لئے حاضرِ خدمت نہ ہوسکا۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''کیا تمہیں کل مزدوری ملی؟'' میں نے کہا: ''نہیں۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''آؤ! ہم اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں، وہ تمام جہانوں کو رزق عطا فرمانے والا ہے، آؤ! ہم اسی کریم ذات سے رزق کے لئے دعا کرتے ہیں۔'' اتنا کہنے کے بعد حضرت سیدنا عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید نے دعا کی اور میں آمین کہتا رہا، پھر میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آمین کہنے لگے۔'' خدا عزوجل کی قسم! ابھی ہم دعا سے فارغ بھی نہ ہونے پائے تھے کہ ہمارے کمرے میں درہم ودینار گرنا شروع ہوگئے۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدنا عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید نے فرمایا: ''اے ابراہیم! کیا تجھے اتنا کافی ہے یا کچھ اور بھی چاہئے؟'' اتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے تشریف لے گئے اور میں نے جب وہ درہم ودینار جمع کئے تو سو درہم اور سو دینار تھے۔

حضرت سیدنا محمد بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید فرماتے ہیں کہ میں نے اس صالح عابد شخص سے پوچھا کہ تم نے اس رقم کا کیا کیا؟'' اس نے جواب دیا: ''میں نے اپنے اہل وعیال کے لئے اس رقم سے ایک ہفتے کا راشن خرید کر ان کے حوالے کر دیا تاکہ میں اہل وعیال کی طرف سے بے فکر ہوجاؤں اور پھر دل لگا کر اللہ عزوجل کی عبادت کروں اور کوئی چیز میرے اور میرے رب عزوجل کے درمیان حائل نہ ہو۔'' پھر میں راہِ خدا عزوجل کا مسافر بن گیا۔

حضرت سیدنا محمد بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید فرماتے ہیں: ''خدا عزوجل کی قسم! یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ عزوجل بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر128: گناہوں سے حفاظت کی انوکھی دُعا

حضرت سیدنا مالک بن انس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، حضرت سیدنا یونس بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانے کے مشہور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے تھے۔ زیادہ تر وقت مسجد میں گزارتے اور اپنے رب عزوجل کی عبادت میں مشغول رہتے۔ عالمِ شباب تھا۔انہوں نے اپنی جوانی اللہ عزوجل کی عبادت کے لئے وقف کی ہوئی تھی۔ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد سے باہر آرہے تھے کہ اچانک راستے میں ایک نوجوان عورت پر نظر پڑ گئی اور دل کچھ دیر کے لئے اس کی طرف مائل ہوگیا لیکن پھر فوراً اپنے اس فعل پر نادم ہوئے اور بارگاہ الٰہی عزوجل میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور ان الفاظ میں دعا مانگنے لگے:''اے میرے پاک پروردگار عزوجل! بے شک تُو نے مجھے آنکھیں عطا فرمائیں جو کہ بہت بڑی نعمت ہے لیکن مجھے خطرہ لگ رہا ہے کہ کہیں ان آنکھوں کی وجہ سے میں عذاب میں مبتلا نہ ہو جاؤں اور یہ آنکھیں میرے لئے ہلاکت کا باعث نہ بن جائیں، اے میرے پاک پروردگار عزوجل! تُو میری آنکھوں کی بینائی سلب کرلے۔'' جیسے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دعا سے فارغ ہوئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بینائی ختم ہوچکی تھی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نابینا ہوگئے تھے۔

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے بھتیجے کو اپنے ساتھ رکھتے جو نمازوں کے اوقات میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مسجد تک لے جاتا اور دیگر حاجات میں بھی آپ اس سے مدد لیتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھتیجا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مسجد میں چھوڑ جاتا اور خود بچوں کے ساتھ کھیلنے لگتا۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کوئی حاجت درپیش ہوتی تو اسے بلا لیتے اسی طرح وقت گزرتا رہا۔

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں تھے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے جسم پر کوئی چیز رینگتی ہوئی محسوس ہوئی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھتیجے کو آواز دی لیکن وہ بچوں کے ساتھ کھیل میں مگن رہا اور آپ کے پاس نہ آسکا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خطرہ تھا کہ کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دوبارہ فریاد کی اور ان الفاظ کے ساتھ اپنے مالک حقیقی سے دعا مانگنے لگے:''اے میرے رحیم و کریم پروردگار عزوجل! تُو نے مجھے آنکھوں کی دولت سے نوازا جو کہ بہت بڑی نعمت تھی لیکن پھر مجھے خوف ہوا کہ کہیں ان آنکھوں کے غلط استعمال کی وجہ سے میں مبتلائے عذاب نہ ہوجاؤں، چنانچہ میں نے تجھ سے دعا کی کہ میری بینائی سلب کرلے، اے میرے مولیٰ عزوجل! اب مجھے یہ خوف ہے کہ اگر میری بینائی واپس لوٹ کر نہ آئی تو کہیں یہ میرے لئے آزمائش اور رسوائی کا باعث نہ بن جائے کیونکہ مَیں اب دیکھ تو نہیں سکتا، کوئی مُوذی جانور مجھے نقصان پہنچا سکتا ہے اور بار بار اپنی حاجتوں کو پورا کرنے کے لئے دوسروں کی مدد درکار ہوتی ہے جس سے مجھے بڑی کوفت ہوتی ہے، اے میرے مالک و مختار پروردگار عزوجل! مجھے میری بینائی لوٹا دے تاکہ میں رسوائی اور لوگوں کی محتاجی سے بچ جاؤں۔''

حضرت سیدنا مالک بن انس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابھی وہ مردِ صالح اپنی دعا سے فارغ بھی نہ ہوا تھا کہ اس کی بینائی واپس لوٹ آئی اور اب وہ خود دوسروں کی مدد کے بغیر اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دونوں حالتوں میں دیکھا یعنی اس حال میں بھی دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بینائی ختم ہو چکی تھی اور اس حالت میں بھی دیکھا کہ دعا کی برکت سے آپ کو دوبارہ آنکھوں کی نعمت عطا کر دی گئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہلے کی طرح اب بھی خود مسجد کی طرف جاتے اور اپنے رب عزوجل کی عبادت کرتے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** سبحان اللہ عزوجل! ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کیسے عظیم لوگ تھے کہ انہیں یہ بات تو منظور تھی کہ ہماری آنکھیں ضائع ہو جائیں لیکن وہ اللہ عزوجل کی نافرمانی کو کبھی بھی برداشت نہ کرتے۔ جب وہ دیکھتے کہ یہ چیز ہمارے لئے آخرت کے معاملے میں نقصان دہ ہے تو اس سے بالکل پرہیز کرتے، اللہ عزوجل اپنے ایسے پاکیزہ صفات لوگوں کی دعائیں بہت جلد قبول فرماتا ہے اور انہیں کبھی رُسوا نہیں کرتا نہ ہی دوسروں کا محتاج کرتا ہے۔ اللہ عزوجل ان بزرگوں کے صدقے ہمیں بھی نعمتوں کی صحیح قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور برے اعمال کی طرف رغبت دلانے والی چیزوں سے بیزاری اور بچنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں صرف اپنا ہی محتاج رکھے، حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صدقے ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے، ہمارے ہر ہر عضو کو اپنی یاد میں مگن رکھے، بدنگاہی جیسی بری بیماری سے ہماری حفاظت فرمائے۔ اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی نیچی نیچی نظروں کا واسطہ ہماری بے باکیوں اور غفلتوں سے درگزر فرما اور ہماری دائمی مغفرت فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

؎ یاالٰہی (عزوجل)! رنگ لائیں جب مری بے باکیاں اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر129:

ماں کی دعا کا اثر

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن احمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت حضرت سیدنا بقی بن مخلد علیہ رحمۃ اللہ الصمد کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور بڑے غمگین انداز میں یوں عرض گزار ہوئی: ''حضور! میرے جوان بیٹے کو رومیوں نے قید کر لیا ہے اور وہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ان کے ظلم و ستم کا نشانہ بن رہا ہے۔ میرے پاس اِتنی رقم نہیں کہ مَیں فدیہ

دے کر اسے آزاد کرالوں، میری ملکیت میں صرف ایک چھوٹا سا گھر ہے جسے میں بیچ بھی نہیں سکتی، اپنے لختِ جگر کی جدائی کے غم نے میرے دن کا سکون اور راتوں کی نیند اُڑا دی، مجھے ایک پل سکون میسر نہیں، خدارا! میری حالتِ زار پر رحم فرمائیں، اگر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کسی صاحبِ حیثیت سے کہہ دیں گے تو وہ فدیہ دے کر میرے بیٹے کو آزاد کرالے گا اور اس طرح مجھے قرار نصیب ہوجائے گا۔''

اس بوڑھی ماں کی یہ ممتا بھری باتیں سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ''محترمہ! اللہ عزوجل پر بھروسہ رکھو وہ ضرور کرم فرمائے گا، میں آپ کے معاملے کو حل کرنے کوشش کرتا ہوں، آپ بے فکر ہوجائیں۔'' جب دکھیاری ماں نے ڈھارس بندھانے والی یہ باتیں سنیں تو دعائیں دیتی ہوئی وہاں سے رخصت ہوگئی۔

راوی کہتے ہیں کہ جب وہ بڑھیا وہاں سے چلی گئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مبارک ہونٹوں کو جنبش ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کچھ پڑھنے لگے لیکن ہم آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے کلام کو نہ سن سکے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کافی دیر تک اسی حالت میں رہے۔

کچھ عرصہ بعد وہی بوڑھی عورت اپنے جوان بیٹے کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ وہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو دعائیں دے رہی تھی اور آپ کا شکریہ ادا کر رہی تھی، پھر کہنے لگی: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی برکت سے میرے بیٹے کو اللہ عزوجل نے قید سے رہائی عطا فرمادی ہے۔ اس کا واقعہ بڑا عجیب ہے، یہ خود اپنی رہائی کا واقعہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہے۔'' یہ سن کر آپ نے فرمایا: ''اے نوجوان! اپنا واقعہ بیان کرو۔'' تو وہ کہنے لگا:

جب مجھے رومیوں نے قید کرلیا تو انہوں نے مجھے چند اور قیدیوں کے ساتھ شامل کردیا۔ وہ ہم سے بہت زیادہ مشقت والے کام کرواتے۔ پھر ہم چند قیدیوں کو ایک بڑے شاہی عہدہ دار کے پاس بھیج دیا گیا۔ اس کی ملکیت میں بہت سارے باغات تھے اور وہ بہت بڑی جاگیر کا مالک تھا، وہ ہمارے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر سپاہیوں کی نگرانی میں اپنے باغات اور کھیتوں میں کام کرنے کے لئے بھیجتا۔ ہم سارا دن زنجیروں میں جکڑے ہوئے جانوروں کی طرح کام کرتے پھر شام کو واپس ہمیں قید خانہ میں ڈال دیا جاتا۔ اس طرح ہم ان کی قید میں مشقتیں برداشت کر رہے تھے۔

ایک دن ایسا ہوا کہ جب شام کو ہمیں واپس قید خانے کی طرف لایا جارہا تھا تو یکا یک میرے پاؤں میں بندھی ہوئی مضبوط بیڑیاں خود بخود ٹوٹ کر زمین پر آپڑیں، جب سپاہیوں کو خبر ہوئی تو وہ میری طرف دوڑے اور چیختے ہوئے کہنے لگے: ''تو نے بیڑیاں کیوں توڑ ڈالیں؟'' میں نے کہا: ''بیڑیاں خود بخود ٹوٹ گئیں ہیں، مَیں نے تو ان کو ہاتھ بھی نہیں لگایا، اگر تمہیں یقین

نہیں آتا تو دوسرے قیدیوں سے پوچھ لو۔'' نوجوان کی یہ بات سن کر سپاہی بہت حیران ہوئے اور انہوں نے جا کر اپنے افسر کو یہ واقعہ بتایا وہ بھی حیران ہوا اور اس نے فوراً ایک لوہار کو بلایا اور کہا: ''اس نوجوان کے لئے مضبوط سے مضبوط بیڑیاں تیار کرو، لوہار نے پہلی بیڑیوں سے مضبوط بیڑیاں تیار کیں اور مجھے دوبارہ پابندِ سلاسل کر دیا گیا۔ ابھی میں ان بیڑیوں میں چند قدم ہی چلا ہوں گا کہ وہ بھی خود بخود ٹوٹ کر زمین پر گر پڑیں۔

یہ منظر دیکھ کر سارے لوگ بہت حیران ہوئے اور انہوں نے باہم مشورہ سے ایک راہب کو بلایا اور اسے ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ راہب نے ساری گفتگو سن کر مجھ سے پوچھا: ''اے نوجوان! کیا تمہاری والدہ زندہ ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! میری ماں زندہ ہے۔'' راہب میری بات سن کر ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''اس نوجوان کی والدہ نے اس کے لئے دعا کی ہے، اس کی دعاؤں نے اس نوجوان کو اپنے حصار میں لے رکھا ہے اور اللہ عزوجل نے اس کی ماں کی دعا قبول فرما لی ہے، اب چاہے تم اسے کتنی ہی مضبوط زنجیروں میں قید کرو یہ پھر بھی آزاد ہو جائے گا لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ اسے آزاد کر دو جس کے ساتھ ماں کی دعائیں ہوں اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔'' راہب کی یہ بات سن کر ان رومیوں نے مجھے آزاد کر دیا اور مجھے اسلامی سرحد تک چھوڑ گئے۔

جب اس نوجوان سے وہ دن اور وقت پوچھا گیا جس دن اس کی بیڑیاں ٹوٹی تھیں تو وہ وہی دن تھا جس دن بڑھیا حضرت سیدبقی بن مخلد علیہ رحمۃ اللہ الصمد کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تھی اور اس نے دعا کے لئے عرض کی تھی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے بیٹے کے لئے دعا کی تھی۔ اسی دن اور اسی وقت نوجوان کو روم میں وہ واقعہ پیش آیا، اس طرح ماں کی دعاؤں اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی برکت سے اس نوجوان کو رہائی حاصل ہوئی۔

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی ؎ بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اسی طرح کا واقعہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے کے ساتھ بھی پیش آیا، چنانچہ مروی ہے کہ حضرت سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندِ ارجمند کو مشرکین نے قید کر لیا۔ حضرت سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے اور اپنے بیٹے کی قید کے متعلق بتایا اور پھر یہ بھی بتایا کہ آج کل ہم بہت تنگی کے عالم میں زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ سن کر نبی کریم، رءُوف ورحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل سے ڈرو، صبر کرو اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم کی

کثرت کرتے رہو۔'' یہ سن کر حضرت سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر تشریف لے آئے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بیٹے کی وجہ سے بہت پریشان تھیں، جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ حضور نبی کریم، رء ُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم کی کثرت کرو۔'' تو دونوں نے لاحول شریف پڑھنا شروع کر دیا، ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ دروازے پر کسی نے دستک دی۔ جب باہر جا کر دیکھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیٹا سامنے موجود تھا اور اس کے ساتھ کافروں کی چار ہزار بکریاں بھی تھیں۔ ان کے بیٹے نے بتایا کہ دشمنوں نے مجھے قید کر لیا اور مجھ سے بکریاں چروانے لگے، آج میں نے دشمن کو غافل پایا تو ان کی بکریاں لے کر وہاں سے بھاگ آیا، انہیں میرے بھاگنے کی خبر تک نہ ہوئی۔

اپنے بیٹے کو اپنے پاس دیکھ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت خوش ہوئے اور حضور نبی کریم، رء ُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: ''میرا بیٹا دشمن کی قید سے بھاگ آیا ہے اور ان کی چار ہزار بکریاں بھی ساتھ لایا ہے، کیا یہ بکریاں ہمارے لئے حلال ہیں؟'' تو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''ہاں (یہ تمہارے لئے حلال ہیں)۔''

اس وقت سورۂ طلاق کی مندرجہ ذیل آیت مبارکہ نازل ہوئی:

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۝ (پ۲۸، الطلاق: ۲،۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے بیشک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے بیشک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے۔

(تفسیر قرطبی، سورۃ الطلاق، تحت الآیۃ: ''وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ... الٰی.. لَا یَحْتَسِبُ''، ج ۱۷، ص ۱۴۳۔۱۴۴)

مذکورہ آیتِ کریمہ کے فوائد:

یہ آیتیں بڑی ہی بابرکت اور عظمت والی ہیں۔ ان کے متعلق سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اس آیت کو پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے شبہاتِ دُنیا، غمراتِ موت اور بروزِ قیامت سختیوں سے خلاصی کی راہ نکالے گا۔'' اور اس آیت کی نسبت نبی کریم، رء ُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ بھی فرمایا: ''میرے علم میں ایک ایسی آیت ہے جسے لوگ محفوظ کر لیں تو ان کی ہر ضرورت وحاجت کے لئے کافی ہے۔ تفسیر خزائن العرفان، سورۃ الطلاق، تحت الآیۃ: ۲۔۳)

(یہ آیت مبارکہ نہایت مُجرّب ہے جسے کوئی پریشانی ہو، دنیاوی تکالیف کا سامنا ہو، فکر معاش دامن گیر ہو، دشمن کا خوف ہو یا

دشمن کی قید میں ہو تو اس آیت کو کامل یقین کے ساتھ پڑھے اِن شاءَاللہ عزوجل تمام پریشانیوں سے نجات حاصل ہو جائے گی، خوشحالی اور فراخی حاصل ہوگی۔اس کے علاوہ اُخروی نجات کے لئے بھی یہ آیت مبارکہ بہت مفید ہے۔ چنانچہ اس کا وِرد کرتے رہنا چاہئے، اللہ عزوجل ہمیں قرآن پاک کی تلاوت اور اس کے اَحکام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر130:

جگمگاتا خیمہ

حضرت سیدنا مسمع بن عاصم علیہ رحمۃ اللہ المُنعم سے مروی ہے کہ حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا بہت زیادہ عبادت کیا کرتیں۔ ساری ساری رات قیام فرماتیں، دن کو روزہ رکھتیں اور تلاوت قرآن پاک کیا کرتیں۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا ہر ہر لمحہ یادِ الٰہی عزوجل میں گزرتا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں بہت زیادہ بیمار ہوگئی جس کی وجہ سے میں تہجد کی دولت سے محروم رہی اور دن کو بھی اپنے پاک پروردگار عزوجل کی عبادت نہ کر سکی، بیماری کی وجہ سے بہت زیادہ کمزوری آگئی، اسی طرح کئی دن گزر گئے مجھے اپنی عبادت چھوٹ جانے کا بہت افسوس ہوا لیکن اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! بیماری کی حالت میں بھی جتنا مجھ سے ہوسکتا میں عبادت کی کوشش کرتی، کبھی دن میں نوافل کی کثرت کرتی، کبھی رات کو نوافل پڑھتی۔اسی طرح کئی دن گزر گئے۔

پھر اللہ عزوجل نے کرم فرمایا اور مجھے صحت عطا فرمائی میں نے دوبارہ نئے جذبے کے ساتھ عبادت شروع کردی۔ سارا سارا دن عبادت الٰہی عزوجل میں گزر جاتا اور اسی طرح رات کو بھی عبادت کرتی۔

ایک رات مجھے نیند نے آلیا اور میں غافل ہو کر سوگئی۔ میں نے خواب دیکھا کہ میں فضاؤں میں اُڑ رہی ہوں، پھر میں ایک سرسبز و شاداب باغ میں پہنچ گئی۔ وہ باغ اتنا حسین تھا کہ میں نے کبھی ایسا باغ نہ دیکھا۔اس باغ میں بہت خوبصورت محل تھے، ہر طرف بلند و بالا، سرسبز درخت تھے، جگہ جگہ پھولوں کی کیاریاں تھیں، درخت پھلوں سے لدے ہوئے تھے، میں اس باغ کے حسن و جمال کے نظاروں میں گم تھی کہ یکایک مجھے ایک سبز پرندہ نظر آیا، وہ پرندہ اتنا خوبصورت تھا کہ اس سے پہلے میں نے کبھی ایسا پرندہ نہ دیکھا تھا، ایک لڑکی اسے پکڑنے کے لئے بھاگ رہی تھی، میں اس خوبصورت لڑکی اور خوبصورت پرندے کو بغور دیکھنے لگی اتنی دیر میں وہ حسین و جمیل لڑکی میری طرف متوجہ ہوئی۔ میں نے اس سے کہا: ''یہ پرندہ بہت خوبصورت ہے، تم اسے

آزادی کے ساتھ گھومنے دواور اسے مت پکڑو۔‘‘

میری بات سن کراس لڑکی نے کہا: ’’ کیا تمہیں اس سے بھی زیادہ خوبصورت چیز نہ دکھاؤں ؟‘‘ میں نے کہا: ’’ضرور دکھاؤ۔‘‘ یہ سن کراس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے لے کرمختلف باغات سے ہوتی ہوئی ایک عظیم الشان محل کے دروازے پرپہنچ کر دستک دی۔ دروازہ فوراً کھول دیا گیا، اندر کا منظر بہت سہانا تھا، دروازہ کھلتے ہی ایک خوبصورت باغ نظر آیا، وہ لڑکی مجھے لے کر باغ میں آئی اور پھرایک خیمے کی جانب چل دی۔ میں بھی ساتھ ساتھ تھی۔ اس نے حکم دیا کہ خیمے کے پردے ہٹا دیئے جائیں۔ جیسے ہی خادموں نے پردے ہٹائے تو اندر ایسی نورانی کرنیں تھیں جنہوں نے آس پاس کی تمام چیزوں کو منور کررکھا تھا۔ پورا خیمہ نور سے جگمگا رہا تھا۔ وہ لڑکی اس خیمے میں داخل ہوئی اور پھر مجھے بھی اندر بلالیا وہاں بہت ساری نوجوان کنیزیں موجود تھیں جن کے ہاتھوں میں عود(یعنی خوشبو) سے بھرے ہوئے برتن تھے اوروہ کنیزیں عود کی دھونی دے رہی تھیں۔‘‘

یہ دیکھ کراس لڑکی نے کہا: ’’تم سب یہاں کیوں جمع ہو؟ یہ اتنا اِہتمام کیوں کیا جارہا ہے؟ اورتم کس لئے خوشبو کی دھونی دے رہی ہو؟‘‘ تو ان کنیزوں نے جواب دیا: ’’ آج ایک مجاہد راہِ خداعزوجل میں شہید ہوگیا ہے، ہم اس کے اِستقبال کے لئے یہاں جمع ہیں اور یہ سارا اِہتمام اسی مرد مجاہد کی خاطر کیا جارہا ہے۔‘‘

اس لڑکی نے میری جانب اشارہ کیا اور پوچھا: ’’ کیا ان کے لئے بھی کوئی اہتمام کیا گیا ہے؟‘‘ تو ان کنیزوں نے کہا: ہاں، اس کے لئے بھی اس طرح کی نعمتوں میں حصہ ہے۔‘‘ پھراس لڑکی نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا اور کہا: ’’اے رابعہ عدویہ! جب لوگ نیند کے مزے لے رہے ہوں اس وقت تیرا نماز کے لئے کھڑا ہونا تیرے لئے نور ہے اور نماز سے غافل کردینے والی نیند سراسر غفلت اور نقصان کا باعث ہے، تیری زندگی کے لمحات تیرے لئے سواری کی مانند ہیں اور جو شخص دنیاوی زندگی میں مگن رہے اور اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو فضول کاموں میں گزار دے تو وہ بہت بڑے خسارے میں ہے۔‘‘

یہ نصیحت آموز کلمات کہنے کے بعد وہ لڑکی میری آنکھوں سے اوجھل ہوگئی اور میری آنکھ کھل گئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتی ہیں: ’’جب بھی مجھے یہ خواب یاد آتا ہے تو میں بہت زیادہ حیران ہوتی ہوں۔‘‘

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

حکایت نمبر131:

جرأت مند چیف جسٹس

حضرت سیدنا نمیر مدنی علیہ رحمۃ اللہ الولی سے مروی ہے، خلیفہ منصور جب مدینہ منورہ میں آیا تو اس وقت حضرت سیدنا محمد بن عمران طلحی علیہ رحمۃ اللہ القوی مدینہ منورہ میں عہدہ قضاء پر فائز تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت عادل وجرأت مند قاضی تھے۔ حق دار کو اس کا حق دلواتے اگرچہ مدِ مقابل کتنا ہی اثر ورُسوخ والا ہو آپ اس معاملے میں بالکل رعایت نہ کرتے۔

میں ان کا کاتب تھا۔ جب خلیفہ منصور مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تو کچھ لوگوں نے خلیفہ کے خلاف قاضی کی عدالت میں دعوی کیا: ''ہمارے اونٹ ناجائز طریقے سے خلیفہ نے چھین لئے ہیں لہٰذا ہمیں انصاف دلایا جائے۔'' ان غریب لوگوں کی فریاد سن کر حضرت سیدنا محمد بن عمران طلحی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے مجھے حکم فرمایا: اے نمیر (علیہ رحمۃ اللہ القدیر)! فوراً خلیفہ کی جانب پیغام لکھو: ''چند لوگوں نے آپ کے خلاف دعوی کیا ہے اور وہ انصاف چاہتے ہیں لہٰذا آپ پر لازم ہے کہ فوراً تشریف لائیں تاکہ فریقین کی موجودگی میں شرعی فیصلہ کیا جاسکے۔''

حضرت سیدنا نمیر علیہ رحمۃ اللہ القدیر فرماتے ہیں کہ میں نے قاضی صاحب سے عرض کی: ''حضور! مجھے اس معاملہ سے دور ہی رکھیں، خلیفہ میری لکھائی کو پہچانتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میں کسی مشکل میں پھنس جاؤں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے نمیر (علیہ رحمۃ اللہ القدیر)! یہ پیغام تم ہی لکھو گے اور تم ہی اسے لے کر خلیفہ کے پاس جاؤ گے، جلدی کرو اور پیغام لکھو۔'' میں نے جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ بات سنی تو پیغام لکھا اس پر مہر لگائی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اب جلدی سے یہ خط لے کر خلیفہ کے پاس جاؤ۔'' چنانچہ مجھے مجبوراً جانا ہی پڑا۔ میں سیدھا خلیفہ منصور کے مشیرِ خاص ربیع کے پاس گیا اور اسے صورتحال سے آگاہ کرنے کے بعد کہا: ''آپ یہ پیغام خلیفہ تک پہنچا دیں، مجھ میں اتنی ہمت نہیں۔'' ربیع نے کہا: ''تم خود ہی جا کر خلیفہ کو قاضی کا خط دو۔''

لہٰذا چاروناچار مجھے ہی خلیفہ کے پاس جانا پڑا میں نے جا کر اسے قاضی صاحب کا خط دے دیا اور فوراً واپس چلا آیا۔ حضرت سیدنا محمد بن عمران طلحی علیہ رحمۃ اللہ القوی عدالت میں بیٹھے تھے اور لوگوں کے مسائل حل فرما رہے تھے۔ وہاں مدینہ منورہ کے بڑے بڑے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ، اُمراء اور دیگر لوگ کافی تعداد میں موجود تھے۔ اتنی ہی دیر میں خلیفہ منصور کا مشیرِ خاص ربیع کمرہ عدالت میں آیا اور اس نے خلیفہ منصور کا پیغام سنایا:

اے لوگو! خلیفہ نے آپ سب کو سلام بھیجا ہے اور کہا ہے کہ مجھے بطورِ مدعا علیہ (یعنی جس پر دعوی کیا جائے) عدالت میں طلب کیا گیا ہے لہٰذا مجھ پر عدالت میں حاضر ہونا لازم ہے۔ تمام لوگوں کو تاکید ہے کہ جب میں آؤں تو کوئی بھی میری تعظیم کے لئے کھڑا نہ ہو اور نہ ہی کوئی سلام کرنے کے لئے میری طرف بڑھے۔

لوگوں کوخلیفہ کا پیغام سنانے کے بعد ربیع وہاں سے چلا گیا، میں بھی ساتھ تھا۔ کچھ ہی دیر بعد خلیفہ منصور، ربیع اور مسیّب کے ساتھ آیا۔ میں بھی اس کے پیچھے تھا۔ خلیفہ کو دیکھ کر مجلس سے کوئی شخص بھی تعظیم کے لئے کھڑا نہ ہوا اور نہ ہی کسی نے سلام میں پہل کی بلکہ خود خلیفہ نے آتے ہی لوگوں کو سلام کیا پھر وہ رسول کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی قبرِ انور پر حاضر ہوا، صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے بعد ربیع سے کہا: ''اگر آج قاضی محمد بن عمران طلحی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے میرے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا اور میرے منصب کی وجہ سے کوئی غلط فیصلہ کیا تو میں اسے فوراً معزول کر دوں گا۔''

پھر خلیفہ منصور، قاضی کی عدالت میں آیا اس وقت اس کے جسم پر چادر تھی اور ایک تہبند تھا۔ جب حضرت سیدنا محمد بن عمران طلحی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے خلیفہ کو دیکھا تو ذرہ برابر بھی مرعوب نہ ہوئے اور اپنی نشست پر بیٹھے رہے۔ خلیفہ منصور کی چادر اس کے کندھے سے گر گئی تو کسی نے بھی اسے چادر اٹھا کر نہ دی بلکہ اس نے خود ہی اپنی چادر اٹھائی۔

قاضی محمد بن عمران علیہ رحمۃ اللہ المنان نے مقدمہ کی کاروائی شروع کرتے ہوئے دونوں فریقوں کو اپنے سامنے بلایا۔ پھر مدعیین (یعنی دعوی کرنے والوں) سے پوچھا: ''تمہارا خلیفہ پر کیا دعوی ہے؟'' انہوں نے کہا: ''ہمارے اُونٹوں کو جبراً چھینا گیا ہے۔'' چنانچہ قاضی صاحب نے خلیفہ وقت کے خلاف ان لوگوں کے حق میں فیصلہ کر دیا اور بالکل رُورعایت سے کام نہ لیا اور خلیفہ سے کہا: ''ان غریبوں کو ان کا پورا پورا حق دیا جائے۔'' چنانچہ انہیں خلیفہ کی طرف سے ان کے اُونٹ واپس کر دیئے گئے۔

اس فیصلہ کے بعد خلیفہ منصور اپنی قیام گاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ قاضی صاحب لوگوں کے مسائل حل کرنے میں مشغول رہے اور خلیفہ کی طرف بالکل توجہ نہ دی۔ پھر خلیفہ نے ربیع کو بلایا اور کہا: ''جاؤ اور قاضی صاحب کو بلا کر لاؤ۔'' ربیع نے کہا: ''خدا عزوجل کی قسم! قاضی صاحب اس وقت تک آپ کے پاس نہیں آئیں گے جب تک مجلس میں موجود تمام فریادیوں کی فریاد نہ سن لیں۔ بہر حال میں چلا جاتا ہوں اور آپ کا پیغام ان تک پہنچا دیتا ہوں۔''

چنانچہ ربیع، قاضی محمد بن عمران علیہ رحمۃ اللہ المنان کے پاس آیا اور انہیں خلیفہ منصور کا پیغام دے کر واپس آ گیا۔ قاضی صاحب لوگوں کے مسائل سنتے رہے اور فیصلے کرتے رہے جب سب لوگ چلے گئے اور مجلس برخاست ہو گئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ منصور کے پاس گئے، اسے سلام کیا۔ خلیفہ نے سلام کا جواب دیا اور قاضی صاحب سے یوں مخاطب ہوا:

اے مردِ مجاہد! اے جرأت مند قاضی محمد بن عمران! اللہ عزوجل تجھے تیرے دین کی طرف سے تیری ذہانت، جرأت مندی اور اچھا فیصلہ کرنے پر اچھا بدلہ عطا فرمائے، اللہ عزوجل تیرے حسب ونسب میں برکتیں عطا فرمائے پھر خلیفہ منصور نے خادم کو حکم دیا کہ دس ہزار دینار اس مردِ مجاہد قاضی کو ہماری طرف سے بطورِ انعام پیش کئے جائیں۔ چنانچہ حضرت سیدنا محمد بن عمران علیہ رحمۃ اللہ المنان کو دس ہزار دینار بطورِ انعام پیش کئے گئے، پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف چلے آئے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** سبحان اللہ عزوجل! ہمارا دینِ اسلام کتنا عظیم دین ہے کہ اس نے آکر تمام لوگوں کو ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا۔ چاہے کوئی بادشاہ ہو یا فقیر۔ جب حقوق العباد کا معاملہ ہو تو جس کا حق ثابت ہو جائے اُسے اس کا پورا پورا حق ادا کرنے کا حکم دیا اور اللہ عزوجل نے دین اسلام میں ایسے ایسے مردانِ مجاہد پیدا فرمائے جو کبھی بھی حق سے روگردانی نہیں کرتے۔ ہمیشہ مظلوموں کا ساتھ دیتے ہیں، چاہے اس کے لئے بادشاہوں سے بھی ٹکر کیوں نہ لینی پڑے، دین اسلام نے ہمیں مساوات کا درس دیا، اللہ عزوجل ہمیں ہمیشہ حق کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے اور دین اسلام پر ہی ہمارا خاتمہ فرمائے۔ کتنا پیارا ہے ہمارا دین جس نے مساوات و برابری کا درس دیا۔ آمین بجاہِ النبی الامین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم)

ے ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز　　نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 132:

پانچ لاکھ درہم کا دعویٰ [1]

حضرت سیدنا مصعب بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کا دورِ خلافت تھا، حضرت سیدنا عبید بن ظبیان علیہ رحمۃ اللہ المنان رِقّہ (یعنی شہر) کے قاضی تھے اور اس شہر کا امیر (یعنی گورنر) عیسیٰ بن جعفر عباسی تھا، حضرت سیدنا عبید بن ظبیان علیہ رحمۃ اللہ المنان ایک باہمت، عادل اور رحم دل قاضی تھے، کسی پر ظلم برداشت نہ کرتے اور حق دار کو حق دلوا کر ہی دم لیتے۔

ایک مرتبہ ان کی عدالت میں ایک شخص آیا اور اس نے گورنر ''**عیسیٰ بن جعفر**'' کے خلاف دعوی کیا کہ اس نے مجھ سے پانچ لاکھ درہم لئے تھے اور اب دینے سے انکار کر رہا ہے، خدارا! مجھے میرا حق دلوایا جائے، جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی بات سنی تو فوراً کاتب کو بلایا اور فرمایا: ''امیر شہر کے نام پیغام لکھو، کاتب نے پیغام لکھا، جس کا مضمون کچھ اس طرح تھا:

''اے ہمارے امیر! اللہ عزوجل آپ کو سلامت رکھے، اپنی نعمتیں آپ پر نچھاور فرمائے، آپ کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آج میرے پاس ایک شخص نے دعوی درج کرایا ہے کہ ''امیرِ شہر نے مجھ سے پانچ لاکھ درہم لے کر واپس نہیں کئے لہٰذا مجھے میرا

[1]: اس حکایت کا کچھ حصہ عربی متن میں نہیں اس لئے آخری حصہ قدرے تصرف کے ساتھ علامہ محمد صالح فرفور کی کتاب من رشحات الخلود (مترجم) ص ۱۴۳ سے لیا گیا ہے

حق دلوایا جائے۔'' اے ہمارے امیر! اب شریعت کا حکم یہ ہے کہ یا تو آپ خود تشریف لائیں یا اپنا کوئی وکیل بھیجیں تا کہ فریقین کی گفتگو سن کر میں فیصلہ کر سکوں اور حق واضح ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ **والسّلام**

قاضی صاحب نے خط پر مہر ثبت فرمائی اور ایک شخص کو وہ خط دے کر امیر (یعنی گورنر) کے پاس بھیج دیا، جب قاصد نے جا کر بتایا کہ قاضی کی طرف سے آپ کو خط آیا ہے تو گورنر نے اس خط کو کوئی اہمیت نہ دی اور اپنے خادم کو بلا کر وہ خط اس کے حوالے کر دیا۔ جب قاصد نے دیکھا کہ قاضی کے خط کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی تو وہ واپس لوٹ آیا اور سارا واقعہ قاضی صاحب کو بتایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوبارہ خیر خواہی کے جذبے کے تحت خط لکھا اور اس میں بھی یہی کہا: ''آپ کے خلاف دعوی کیا گیا ہے لہٰذا آپ یا تو خود عدالت میں تشریف لائیں یا اپنے کسی وکیل کو بھیج دیں تا کہ شریعت کے مطابق فیصلہ کیا جا سکے، اللہ عزوجل آپ کو سلامت رکھے۔ پھر آپ نے خط پر مہر لگائی اور دو قاصدوں کو خط دے کر عیسیٰ بن جعفر کے پاس بھیجا۔ جب وہ دونوں قاصد اس کے پاس پہنچے تو اس نے خط دیکھ کر بہت غیض و غضب کا اظہار کیا، خط کو زمین پر پھینک دیا اور قاصدوں کو بھی ڈانٹا۔ چنانچہ دونوں قاصد شرمندہ ہو کر واپس قاضی عبید بن ظبیان علیہ رحمۃ اللہ الحنّان کے پاس آئے اور انہیں سارا واقعہ کہہ سنایا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قاصدوں کی بات سُن کر تیسری مرتبہ پھر خط بھیجا اور اس میں لکھا: ''اے ہمارے امیر! اللہ عزوجل آپ کی حفاظت فرمائے آپ کو نعمتوں سے مالا مال کرے۔ آپ کے خلاف دعوی دائر کیا گیا ہے۔ بار بار آپ کو توجہ دلائی جا رہی ہے کہ یا تو آپ خود عدالت میں آئیں یا اپنے کسی وکیل کو بھیجیں تا کہ فیصلہ کیا جا سکے۔ اگر اس مرتبہ بھی آپ یا آپ کا وکیل نہ آیا تو میں یہ معاملہ خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کی خدمت میں پیش کروں گا لہٰذا آپ جلد از جلد اس معاملے کو حل کرنے کی کوشش کریں۔ **والسّلام**

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو آدمیوں کو وہ خط دے کر عیسیٰ بن جعفر کے پاس بھیجا، جب دونوں قاصد دربار میں پہنچے تو انہیں باہر ہی روک دیا گیا۔ کچھ دیر بعد عیسیٰ بن جعفر باہر آیا تو قاصدوں نے اسے قاضی صاحب کا خط دیا۔ اس نے خط کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور اسے پڑھنا بھی گوارا نہ کیا اور پڑھے بغیر پھینک دیا۔ قاصد بیچارے شرمندہ ہو کر قاضی صاحب کے پاس آئے اور انہیں سارا واقعہ سنایا، جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ دیکھا کہ عیسیٰ بن جعفر اپنے عہدے اور طاقت کے گھمنڈ میں آ کر قانون کی خلاف ورزی کر رہا ہے اور میں حق دار کو اس کا حق نہ دلوا سکا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی سوچ کی بناء پر اپنے تمام کاغذات وغیرہ ایک تھیلے میں بھرے اور گھر کی طرف روانہ ہو گئے اور عدالت میں آنا چھوڑ دیا۔

جب معاملہ طول پکڑ گیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عدالت میں نہ آئے تو لوگوں نے خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کو

بتایا کہ ہمارے قاضی صاحب دل برداشتہ ہوکر عہدۂ قضاء سے برطرف ہو گئے ہیں اور انہوں نے عدالت میں آنا چھوڑ دیا ہے۔ یہ سن کر خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے فوراً آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے پاس بلوایا۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں پہنچے تو خلیفہ نے پوچھا: ''بتاؤ! تم دل برداشتہ کیوں ہو گئے اور کیوں اس عہدہ سے برطرف ہونا چاہتے ہو؟'' حضرت سیدنا عبید بن ظبیان علیہ رحمۃ اللہ المنان نے سارا واقعہ کہہ سنایا کہ میں نے کئی مرتبہ انتہائی نرمی اور باادب طریقے سے عیسیٰ بن جعفر کو پیغام بھجوایا لیکن اس نے بالکل توجہ نہ دی۔ خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے جب قاضی صاحب کی یہ درد بھری داستان سنی تو اسی وقت ابراہیم بن اسحاق سے فرمایا: ''فوراً عیسیٰ بن جعفر کی رہائش گاہ پر جاؤ اور اس کے گھر کے تمام راستے بند کر دو کوئی شخص بھی نہ تو باہر آسکے اور نہ ہی اندر جا سکے۔ جب تک عیسیٰ بن جعفر اس مظلوم حق دار کا حق ادا نہیں کرے گا وہ اسی طرح نظر بند رہے گا۔ اگر وہ چاہتا ہے کہ اسے اس مصیبت سے آزادی مل جائے تو وہ خود چل کر قاضی کی عدالت میں جائے یا پھر اپنے کسی وکیل کو بھیج دے تا کہ عدالت میں شرعی فیصلہ ہو سکے اور حق واضح ہو جائے۔

حکم پاتے ہی ابراہیم بن اسحاق نے 50 شہسواروں کو لے کر عیسیٰ بن جعفر کی رہائش گاہ کا محاصرہ کر لیا۔ تمام راستے بند کر دیئے، کسی کو بھی آنے جانے کی اجازت نہ دی گئی۔

جب عیسیٰ بن جعفر نے یہ حالت دیکھی تو وہ بہت حیران ہوا۔ اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ مجھے اس طرح کیوں قید کیا جا رہا ہے؟ شاید ہارون الرشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے قتل کروانا چاہتا ہے لیکن کیوں؟ آخر میں نے ایسا کون سا جرم کیا ہے؟ عیسیٰ بن جعفر بہت پریشان تھا، دوسری طرف اہل خانہ پریشان تھے، وہ چیخ و پکار کر رہے تھے اور رو رہے تھے۔ عیسیٰ بن جعفر نے ان کو خاموش کرایا اور ابراہیم بن اسحاق کے ساتھ آئے ہوئے سپاہیوں میں سے ایک کو بلایا اور اس سے کہا: ''ابراہیم بن اسحاق کو پیغام پہنچا دو کہ وہ مجھ سے ملاقات کرے میں اس سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔

جب ابراہیم بن اسحاق اس کے پاس آیا تو اس نے پوچھا: ''خلیفہ نے ہمیں اس طرح قید کیوں کروا دیا ہے۔

اس نے بتایا: ''یہ سب قاضی عبید اللہ بن ظبیان (علیہ رحمۃ اللہ المنان) کی وجہ سے کیا گیا ہے انہوں نے تمہاری شکایت کی ہے کہ تم نے قانون کی خلاف ورزی کی ہے، اور ایک شخص پر ظلم کیا ہے۔'' جب عیسیٰ بن جعفر کو سارا معاملہ معلوم ہو گیا تو اسے احساس ہو گیا کہ مجھے کس جرم کی سزا مل رہی ہے، میں نے طاقت وعہدے کے نشے میں ایک مظلوم کی بددعا لی جس کی وجہ سے مجھے ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا، واقعی ظلم کا انجام برا ہوتا ہے اور مظلوم کی مدد ضرور کی جاتی ہے مجھے میرے جرم کی سزا مل گئی ہے۔ پھر عیسیٰ بن جعفر نے اس شخص کو بلوایا جس سے پانچ لاکھ درہم لئے تھے، اسے وہ درہم واپس کئے، اس سے معذرت کی اور

آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا، اب معاملہ بالکل ختم ہو چکا تھا۔ جب خلیفۃ المسلمین ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کو اطلاع ملی کہ عیسیٰ بن جعفر نے مظلوم کا حق ادا کر دیا ہے اور اس سے معافی بھی مانگ لی ہے تو اس نے حکم دیا کہ اب محاصرہ ختم کر دیا جائے اور تمام راستے کھول دیئے جائیں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے پیغام بھجوایا کہ کبھی بھی کسی پر ظلم نہ کرنا۔ یہ عہدہ ومنصب سب عارضی چیزیں ہیں، ان کے بل بوتے پر کسی کو تنگ کرنا بہادری نہیں۔ ہمیشہ خوف خدا عزوجل کو پیش نظر رکھو، انصاف کا دامن کبھی نہ چھوڑو، اللہ ربُّ العزَّت مظلوموں کو بہت جلد ان کا حق دلوا دیتا ہے۔ اچھا ہے وہ شخص جو اللہ عزوجل کی مخلوق کو خوش رکھے اور اس کی وجہ سے کسی بھی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(سبحان اللہ عزوجل! ایسے پاکیزہ دین پر قربان جائیں جس نے ہمیں ایسے ایسے جرأت مند افراد عطا کئے جو حق کی خاطر بڑی سے بڑی طاقت سے بھی ٹکرا جاتے، کسی کی دنیاوی ہیبت وحیثیت انہیں مرعوب نہ کرسکتی تھی، وہ اس وقت تک سُکھ کا سانس نہ لیتے جب تک اہلِ حق کو اس کا حق نہ مل جائے، انہوں نے غیرِ حق کے سامنے کبھی بھی سر نہیں جھکایا، اسلام میں ایسے ایسے حکمران بھی گزرے جنہوں نے ایک غریب مظلوم فریادی کی فریاد پر گورنروں کو پابندِ سلاسل کر دیا اور جب تک حق دار کو حق نہ ملا اس وقت تک قید ہی میں رکھا، اللہ رب العزت ہمیں ایسے باہمت وعادل حکمران اور قاضی دوبارہ عطا فرمائے جو ظالموں کو ظلم کی سزا دیں اور مظلوموں اور بے بسوں کی فریاد رسی کریں، اللہ رب العزت ہمیں اچھے قائدین عطا فرمائے اور ہم سے بھی اپنے دین متین کی خدمت کا کام لے لے، ہمیں خوب خوب سنتوں کی تبلیغ کی توفیق عطا فرمائے اور غیرت ایمانی سے مالا مال فرمائے، ہمیں ہر حال میں حق کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے چاہے، اگر چہ اس معاملے میں ہمیں جان ہی کیوں نہ دینی پڑے، اللہ عزوجل ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ اٰمین بجاہِ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

؎ غلامانِ محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پرواہ نہیں کرتے

حکایت نمبر133:

آگ کی زنجیریں

حضرت سیدنا محمد بن یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ حضرت سیدنا ابو سنان علیہ رحمۃ اللہ الحنّان سے نقل کرتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں بیت المقدس کی پہاڑیوں میں تھا، ایک جگہ مجھے انتہائی پریشانی کے عالم میں اِدھر اُدھر گھومتا ہوا ایک غمگین نوجوان نظر آیا، میں اس کے پاس آیا اور سلام کے بعد اس سے پریشانی کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا: ''ہمارے ایک پڑوسی کا بھائی فوت ہوگیا ہے، تم میرے ساتھ چلو تاکہ ہم اس کی تعزیت کریں اور اسے تسلی دیں۔'' میں اس نوجوان کے ساتھ چل دیا، ہم ایک شخص کے پاس پہنچے جو بہت اداسی کے عالم میں بیٹھا ہوا تھا ہم نے اسے صبر کی تلقین کی اور تسلی دینے لگے لیکن اس نے ہماری باتیں نہ سنیں اور بے صبری کرتے ہوئے آہ وزاری اور چیخ وپکار کرنے لگا، ہم نے اسے محبت وپیار سے سمجھاتے ہوئے کہا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! اس طرح بے صبری کا مظاہرہ نہ کر، اللہ عزوجل سے ڈر! اور صبر سے کام لے۔ بے شک موت ہر کسی کو آنی ہے جس نے بھی زندگی کا سفر شروع کیا اس کی منزل وانتہاء موت ہے۔ موت ایک ایسا پُل ہے جس سے ہر ایک نے گزرنا ہے۔ کچھ گزر گئے کچھ گزر رہے ہیں اور کچھ گزر جائیں گے۔

؎ یاد رکھ! ہر آن آخر موت ہے	بن تو مت انجان، آخر موت ہے
مُلکِ فانی میں فنا ہر شَے کو ہے	سن لگا کر کان، آخر موت ہے
بارہا علمی تجھے سمجھا چکے	مان یا مت مان، آخر موت ہے

ہماری یہ باتیں سُن کر وہ شخص کہنے لگا: ''میرے بھائیو! تم نے بالکل ٹھیک کہا، تمہاری باتیں بالکل برحق ہیں لیکن میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ میرے بھائی کو قبر میں بڑی پریشانی کا سامنا ہے۔

جب ہم نے اس کی بات سنی تو کہا: ''سبحان اللہ عزوجل! کیا تم علمِ غیب جانتے ہو جو تمہیں معلوم ہوگیا کہ تمہارا بھائی قبر میں عذاب سے دوچار ہے؟'' تو وہ کہنے لگا: ''میں اس ہولناک منظر کی وجہ سے پریشان ہوں جو میں نے دیکھا ہے۔ آؤ! میں تمہیں تفصیل سے سارا واقعہ سناتا ہوں:۔

جب میرے بھائی کا انتقال ہوگیا تو تجہیز وتکفین کے بعد ہم نے اسے قبرستان لے جا کر دفن کر دیا، لوگ واپس آگئے میں کچھ دیر قبر کے پاس ہی کھڑا رہا، یکا یک میں نے قبر سے ایک دردناک آواز سُنی، میرا بھائی نہایت دردمندانہ انداز میں چیخ رہا تھا: ''مجھے بچاؤ، مجھے بچاؤ۔'' جب میں نے یہ آواز سنی تو کہا: ''واللہ! یہ تو میرے بھائی کی آواز ہے۔'' میں نے بے چین ہوکر قبر کھودنا شروع کر دی تو ایک غیبی آواز نے مجھے چونکا دیا کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! اس قبر کو نہ کھودو، یہ

اللہ عزوجل کے رازوں میں سے ایک راز ہے، اسے پوشیدہ ہی رہنے دو۔'' آواز سن کر میں قبر کھودنے سے باز رہا پھر میں وہاں سے اُٹھا اور جانے لگا تو مجھے دردناک آواز سنائی دی: ''مجھے بچاؤ، مجھے بچاؤ۔'' مجھے اپنے بھائی پر ترس آنے لگا اور میں نے دوبارہ قبر کھودنا شروع کر دی، ابھی میں نے تھوڑی سی مٹی ہٹائی تھی کہ پھر مجھے غیبی آواز سنائی دی: ''اللہ عزوجل کے رازوں کو نہ کھولو اور قبر کھودنے سے باز رہو۔'' غیبی آواز سن کر میں نے دوبارہ قبر بند کر دی، اور میں وہاں سے جانے لگا تو پھر بڑی دردناک آواز میں میرے بھائی نے مجھے پکارا: ''مجھے بچاؤ، مجھے بچاؤ۔'' اس مرتبہ جب میں نے اپنے بھائی کی آواز سنی تو مجھے بہت رحم آیا اور میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ اب تو میں ضرور قبر کھودوں گا۔ چنانچہ میں نے قبر کھودنا شروع کی جیسے ہی میں نے قبر سے سِل ہٹائی تو قبر کا اندرونی منظر دیکھ کر میرے ہوش اُڑ گئے، اندر انتہائی خوف ناک منظر تھا، ابھی ابھی ہم نے جس بھائی کو دفنایا تھا اس کا سارا جسم آگ کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا، اس کی قبر آگ سے بھری ہوئی تھی۔ جب میں نے اپنے بھائی کو اس حالت میں دیکھا تو مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے اسے زنجیروں سے آزاد کرانے کے لئے اپنا ہاتھ اس کی گردن میں بندھی ہوئی زنجیر کی طرف بڑھایا جیسے ہی میرا ہاتھ زنجیر کو لگا میرے ہاتھ کی انگلیاں جل کر ہاتھ سے جدا ہو گئیں، مجھے بہت زیادہ تکلیف محسوس ہونے لگی، میں نے جیسے تیسے قبر کو بند کیا اور وہاں سے بھاگ نکلا۔ یہ دیکھو میرے ہاتھ کی انگلیاں بالکل جل چکی ہیں اور اب تک مجھے شدید درد ہو رہا ہے، اتنا کہنے کے بعد اس نے چادر سے اپنا ہاتھ نکالا تو واقعی اس کی چار انگلیاں غائب تھیں اور ہاتھ پر زخم کا عجیب و غریب نشان موجود تھا۔ ہم نے اللہ عزوجل سے عافیت طلب کی اور وہاں سے چلے آئے۔

حضرت سیدنا ابو سنان علیہ رحمۃ اللہ المنّان فرماتے ہیں: ''کچھ عرصہ کے بعد جب میں حضرت سیدنا امام اوزاعی علیہ رحمۃ اللہ الھادی کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور انہیں یہ سارا واقعہ سنایا پھر پوچھا: ''حضور! جب کوئی یہودی یا نصرانی مرتا ہے تو اس کا عذابِ قبر لوگوں پر ظاہر نہیں ہوتا لیکن مسلمانوں کی قبروں کے حالات بعض مرتبہ ظاہر ہو جاتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''کفّار کے عذابِ قبر میں تو کسی مسلمان کو شک ہی نہیں، انہیں تو دائمی عذاب کا سامنا کرنا ہی ہے۔ سب مسلمان یقین رکھتے ہیں کہ کفار مرتے ہی عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس لئے ان کے عذاب کو ظاہر نہیں کیا جاتا۔ ہاں بعض مرتبہ گناہگار مسلمانوں کی قبروں کا حال لوگوں پر منکشف کر دیا جاتا ہے تاکہ لوگ اس سے عبرت پکڑیں اور گناہوں سے تائب ہو کر اپنے پاک پروردگار عزوجل کی رِضا والے اعمال کی طرف راغب ہوں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں عذابِ قبر سے محفوظ رکھنا، ہمارے کمزور جسم جہنم کی آگ برداشت نہیں کر سکیں

گے ہم سے تو دنیوی آگ کی تپش بھی برداشت نہیں ہوتی، ذرا سا پتنگا بھی جسم پر آ لگے تو چیخ نکل جاتی ہے، نہ گرمی برداشت ہوتی ہے اور نہ ہی کسی قسم کی گھٹن برداشت ہوتی ہے، اگر ہمیں ہمارے گناہوں کی وجہ سے عذابِ نار میں مبتلا کر دیا گیا تو ہمارا کیا بنے گا، اے ہمارے رحیم وکریم اللہ عزوجل! اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صدقے ہمیں عذابِ قبر سے محفوظ رکھ، ہماری قبروں کو سانپوں اور بچھوؤں سے محفوظ رکھ، اگر ہماری قبروں میں ایسے عذابات آ گئے تو ہم کہاں جائیں گے، کس کی پناہ لیں گے؟ اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! تو اپنے لطف وکرم سے ہمیں سانپوں اور بچھوؤں کے عذاب سے محفوظ رکھنا۔ آمین بجاہِ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

گر کفن پھاڑ کے سانپوں نے جمایا قبضہ ہائے بربادی کہاں جا کے چھپوں گا یارب عزوجل

(اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہمیں قبر وحشر کی تمام مصیبتوں سے نجات عطا فرما، جب ہمیں اندھیری قبر میں اتارا جائے تو ہماری قبروں کو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے جلوؤں سے منور فرما دے اور ہمیں ان کی رحمت کے سائے میں میٹھی میٹھی نیند سونے کی توفیق عطا فرما۔) آمین بجاہِ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

یاالٰہی! گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات ان کے پیارے منہ کی صبحِ جاں فزا کا ساتھ ہو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد ﷺ

حکایت نمبر 134: اللہ عزوجل پر توکُّل کرنے کا اجر

حضرت سیدنا وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: بنی اسرائیل کا ایک عابد بقدرِ کفایت رزقِ حلال کماتا اور باقی وقت اللہ عزوجل کی عبادت میں گزارتا۔ ایک مرتبہ مسلسل کئی روز تک اسے کہیں بھی مزدوری نہ ملی اور فاقوں تک نوبت پہنچ گئی، کئی روز تک گھر میں چولہا نہ جلا۔ وہ خود بھی بھوکا رہا اور اہل وعیال بھی بھوک کی مشقت برداشت کرتے رہے۔ جب معاملہ حد سے بڑھ گیا تو اس نے اپنی زوجہ سے کہا: ''کل میں مزدوری کے لئے جاؤں گا تم دعا کرنا، اللہ عزوجل تمام مخلوق کو رزق دینے والا ہے وہ ہمیں بھی محروم نہ رکھے گا۔'' اس کی زوجہ نے بھی یہی مشورہ دیا کہ تم یقین کامل کے ساتھ رزق کی تلاش میں نکلو اللہ عزوجل ضرور کوئی راہ نکالے گا۔ صبح سویرے وہ عابد اللہ عزوجل کا نام لے کر مزدوری کی تلاش میں نکلا اور وہ بھی دوسرے مزدوروں کے ساتھ بیٹھ گیا

کہ جس کو ضرورت ہوگی وہ مجھے مزدوری کے لئے لے جائے گا۔

یکے بعد دیگرے تمام مزدوروں کو کوئی نہ کوئی اجرت پر کام کروانے کے لئے لے گیا لیکن اس کے پاس کوئی نہ آیا۔ جب اس عابد نے یہ صورت حال دیکھی تو کہنے لگا: ''اللہ عزوجل کی قسم ! میں آج مالکِ حقیقی عزوجل کی مزدوری (یعنی عبادت) کروں گا۔'' چنانچہ وہ دریا پر آیا اور وضو کر کے نوافل پڑھنے لگا اور سارا دن اسی طرح رکوع وسجود میں گزار دیا۔ شام کو جب گھر پہنچا تو اس کی زوجہ نے پوچھا: ''کیا کسی کے ہاں تمہیں مزدوری ملی؟'' اس نے جواب دیا: ''میں نے آج بہت کریم مالک کے ہاں مزدوری کی ہے، اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ مجھے اس مزدوری کا بہت اچھا بدلہ دے گا۔

دوسری صبح دوبارہ یہ عابد مزدوروں کی صف میں کھڑا ہو گیا۔ سب کو کوئی نہ کوئی اپنے ہاں کام پر لے گیا لیکن اس کی طرف کسی نے توجہ نہ کی۔ اس نے دل میں کہا: ''خدا عزوجل کی قسم ! آج پھر میں مالک حقیقی عزوجل کی مزدوری کروں گا۔'' وہ پھر دریا پر آیا وضو کیا اور خوب خشوع وخضوع کے ساتھ عبادت کرنے لگا۔ سارا دن اسی طرح رکوع وسجود میں گزر گیا۔ شام کو جب وہ گھر پہنچا اور اس کی زوجہ نے اسے خالی ہاتھ دیکھا تو کہنے لگی: ''آج کیا ہوا؟'' اس نے جواباً کہا: ''آج پھر میں نے اسی مالک کے ہاں مزدوری کی ہے، وہ بڑا کریم ہے، اس نے مجھ سے وعدہ کر رکھا ہے کہ مجھے اس مزدوری کا اچھا بدلہ دے گا، میری اُجرت اس مالک کے پاس جمع ہو رہی ہے۔'' فاقوں کی ماری زوجہ نے جب یہ بات سنی تو شوہر سے جھگڑنے لگی کہ یہاں کئی دن سے فاقے ہو رہے ہیں، بچوں کی حالت ایسی ہو گئی ہے کہ دیکھی نہیں جاتی۔ ہم میں سے کسی نے بھی کئی دنوں سے ایک لقمہ تک نہیں کھایا اور تم جس مالک کے ہاں مزدوری کر رہے ہو اس نے تمہیں آج بھی تمہاری اُجرت نہیں دی، اس طرح کیسے گزارہ ہوگا؟''

اس پر وہ عابد بہت پریشان ہوا اور اس نے ساری رات کروٹیں بدلتے ہوئے گزار دی۔ بچے بھوک کی وجہ سے بلبلا رہے تھے۔ اس کی اپنی بھی حالت قابلِ رحم تھی بالآخر صبح وہ پھر بازار گیا اور مزدوروں کی صف میں کھڑا ہو گیا۔ آج پھر اس کے علاوہ سب کو مزدوری مل گئی لیکن اسے کوئی بھی اپنے ساتھ نہ لے گیا۔

وہ عابد بھی اپنے پاک پروردگار عزوجل کی رحمت سے مایوس ہونے والا نہیں تھا۔ وہ دریا پر پہنچا اور وضو کرنے کے بعد اپنے دل میں کہا: ''میں آج پھر اپنے مالک حقیقی عزوجل کی مزدوری کروں گا، وہ ضرور مجھے اس کا بدلہ عطا فرمائے گا۔'' چنانچہ آج پھر اس نے سارا دن عبادت میں گزار دیا لیکن شام تک اسے کہیں سے بھی رزق کا بندوبست ہوتا ہوا نظر نہ آیا۔ اب وہ سوچنے لگا کہ میں گھر جا کر بچوں اور بیوی کو کیا جواب دوں گا؟ پھر اس کے یقین نے اس کی ڈھارس بندھائی کہ جس پاک پروردگار عزوجل کی تو عبادت کرتا ہے وہ تجھے مایوس نہ کرے گا۔ اس کی ذات پر کامل یقین رکھ، وہ ضرور رزق عطا فرمائے گا۔ بالآخر وہ گھر کی طرف

روانہ ہوا۔ جب دروازے کے قریب پہنچا تو اسے گھر کے اندر سے کھانا پکنے کی خوشبو آئی اور ایسا محسوس ہوا جیسے اندر بہت خوشی کا سماں ہے، سارے گھر والے خوشی سے باتیں کررہے ہیں۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ میں سچ مچ اپنے گھر میں خوشی کا سماں محسوس کررہا ہوں اور میرے گھر سے کھانے کی خوشبو آرہی ہے۔

بہر حال اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی زوجہ نے دروازہ کھولا۔ وہ بہت خوش تھی، اپنے شوہر کو دیکھتے ہی کہنے لگی: ''جس مالک کے ہاں تم نے مزدوری کی ہے، وہ تو واقعی بہت کریم ہے، آج تمہارے جانے کے بعد اس کا قاصد آیا تھا اس نے ہمیں بہت سارے درہم و دینار اور عمدہ کپڑے دیئے، آٹا اور گوشت وغیرہ بھی کافی مقدار میں دیا۔'' اور کہا: ''جب تمہارا شوہر آجائے تو اسے سلام کہنا اور کہنا کہ تیرے مالک نے تیرا عمل قبول کرلیا ہے، اور وہ تیرے اس عمل سے راضی ہے۔ یہ اس کا بدلہ ہے جو تو نے عمل کیا تھا اگر تو زیادہ عمل کرتا تو تیرا اجر بھی بڑھا دیا جاتا۔''

(میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ تو دنیا میں اس کے عمل کا کچھ اجر تھا، رب کریم اس کا اصل بدلہ تو جنت میں عطا فرمائے گا۔ اللہ عزوجل کسی کا عمل ضائع نہیں کرتا۔ جو اس سے امید رکھتا ہے وہ کبھی مایوس نہیں ہوتا، جو اس پر توکُّل کرتا ہے وہ بہت نفع میں رہتا ہے)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور.. اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 135: تیرا خوفِ خدا عزوجل، تیری شفاعت کرے گا

حضرت سیدنا ربیعہ بن عثمان تیمی علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں: ''ایک شخص بہت زیادہ گناہگار تھا، اس کے شب و روز اللہ عزوجل کی نافرمانی میں گزرتے۔ وہ معصیت کے بحرِ عمیق میں غرق تھا۔ پھر اللہ عزوجل نے اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا اور اس کے دل میں احساس پیدا فرمایا کہ اپنے آپ پر غور کر تو کس رَوِش پر چل رہا ہے، اللہ عزوجل جب اپنے کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے احساس اور گناہوں پر ندامت کی توفیق عطا فرما دیتا ہے، اس پر بھی پاک پروردگار عزوجل نے کرم فرمایا اور اسے اپنے گناہوں پر شرمندگی ہوئی، غفلت کے پردے آنکھوں سے ہٹ گئے۔ سوچنے لگا کہ بہت گناہ ہوگئے، اب پاک پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرلینی چاہئے۔

چنانچہ اس نے اپنی زوجہ سے کہا: ''میں اپنے سابقہ تمام گناہوں پر نادم ہوں اور اپنے پاک پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں

توبہ کرتا ہوں، وہ رحیم وکریم پروردگار عزوجل میرے گناہوں کو ضرور معاف فرمائے گا۔ میں اب کسی ایسی ہستی کی تلاش میں جا رہا ہوں جو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں میری سفارش کرے۔''

اتنا کہنے کے بعد وہ شخص صحراء کی طرف چل دیا۔ جب ایک ویران جگہ پہنچا تو زور زور سے پکارنے لگا: ''اے زمین! تو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں میرے لئے شفیع بن جا، اے آسمان! تو میرا شفیع بن جا، اے اللہ عزوجل کے معصوم فرشتو! تم ہی میری سفارش کردو۔''

وہ زاروقطار روتا رہا اور اسی طرح صدائیں بلند کرتا رہا۔ ہر ہر چیز سے کہتا کہ تم میری سفارش کرو، میں اب اپنے گناہوں پر شرمندہ ہوں اور سچے دل سے تائب ہو گیا ہوں۔

وہ عابد مسلسل اسی طرح پکارتا رہا بالآخر روتے روتے بے ہوش ہو کر زمین پر منہ کے بل گر گیا، اس کی اس طرح آہ وزاری اور گناہوں پر ندامت کا یہ انداز مقبول ہوا اور اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا گیا جس نے اسے اٹھایا اور اس کے سر سے گرد وغیرہ صاف کی اور کہا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! تیرے لئے خوشخبری ہے کہ تیری توبہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں قبول ہو گئی ہے۔'' اس پر وہ بہت خوش ہوا اور کہنے لگا: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، اللہ عزوجل کی بارگاہ میں میری سفارش کون کرے گا؟ وہاں میرا شفیع کون ہوگا؟'' فرشتے نے جواب دیا: ''تیرا اللہ عزوجل سے ڈرنا، یہ ایک ایسا عمل ہے جو تیرا شفیع ہوگا اور تیرا یہی عمل بارگاہِ خداوندی میں تیری سفارش کرے گا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** سچی توبہ کی تین شرائط ہیں کہ **گناہوں پر ندامت اور اس گناہ سے فوراً رک جائے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم مصمم ہو**۔ جس کو یہ چیزیں حاصل ہو جائیں اس کی توبہ قبول ہوتی ہے، اللہ عزوجل اپنے بندوں کی خطاؤں کو معاف فرمانے والا ہے۔ بندہ چاہے کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو ایک مرتبہ سچے دل سے تائب ہو جائے تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ میرا رحیم وکریم پروردگار عزوجل اپنے بندوں پر بہت کرم فرماتا ہے۔ اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمارے گناہوں کو معاف فرما کر ہمیں سچی توبہ کی توفیق عطا فرما اور اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ اور ساری امت مسلمہ کی مغفرت فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

الٰہی واسطہ پیارے کا میری مغفرت فرما
عذابِ نار سے مجھ کو خدایا خوف آتا ہے

حکایت نمبر136:

کامیابی کی ضمانت

حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے بارہ ایسے کلمات ارشاد فرمائے کہ اگر لوگ ان پر عمل کریں تو کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہوجائیں اور کبھی بھی غلط حرکات نہ کریں۔'' لوگوں نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! وہ کون سے کلمات ہیں؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''وہ نصیحت آموز کلمات یہ ہیں:

(۱)......تو اپنے مسلمان بھائی کی پسند کا خیال رکھ، اس کے ساتھ بھلائی کر۔ پھر تجھے بھی اس کی طرف سے تیری پسندیدہ چیز ہی ملے گی۔

(۲)......کبھی بھی کسی مسلمان بھائی کے کلام میں بدگمانی نہ کر (یعنی ہمیشہ اچھا پہلو تلاش کر) تجھے ضرور اس کے کلام میں کوئی اچھی بات مل جائے گی۔

(۳)......جب تیرے سامنے دو کام ہوں تو اس کام میں ہرگز نہ پڑ جس میں نفس کی پیروی کرنا پڑے کیونکہ نفس کی پیروی میں سَر اسر نقصان ہے۔

(۴)......جب کبھی تو اللہ عزوجل سے اپنی کسی حاجت میں حاجت برآری چاہتا ہو تو دعا سے پہلے اس کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر کثرت سے درود پاک پڑھ۔ بے شک اللہ عزوجل اس شخص پر بہت لطف وکرم فرماتا ہے جو اس سے اپنی حاجتیں طلب کرے۔ پھر اگر کوئی شخص اللہ ربُّ العزَّت سے دو چیزیں مانگتا ہے تو اللہ عزوجل اسے وہ چیز عطا فرماتا ہے جو اس کے حق میں بہتر ہوتی ہے اور جو نقصان دہ ہو اسے بندے سے روک لیتا ہے۔

(۵)......جو شخص یہ چاہے کہ ہر وقت اللہ عزوجل کے ذکر میں مشغول رہے تو اسے چاہیے کہ صبر کو اپنا شِعار بنالے اور ہر مصیبت پر صبر کرے۔

(۶)......اور جو شخص دنیوی زندگی (میں طوالت) کا خواہش مند ہو تو اسے چاہیے کہ مصائب کے لئے تیار ہوجائے۔

(۷)......جو شخص یہ چاہے کہ اس کا وقار وعزت برقرار رہے تو اسے چاہیے کہ رِیا کاری سے بچے۔

(۸)......جو شخص قائد ورہنما (یعنی سردار) بننا چاہے تو اسے چاہیے کہ ہر حال میں اپنی ذمہ داری پوری کرے۔ چاہے اسے کتنی ہی دشواری کا سامنا کرنا پڑے (یعنی سرداری کے لئے ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی مشقت برداشت کرنا ضروری ہے۔ بغیر مشقت کے انسان کو بلند رتبہ حاصل نہیں ہوتا)۔

(۹)......جس بات سے تیرا تعلق نہ ہو خواہ مخواہ اس کے بارے میں سوال نہ کر۔

(۱۰)......بیماری سے پہلے صحت کو غنیمت جان اور فرصت کے لمحات سے بھر پور فائدہ اٹھا، ورنہ غم و پریشانی کا سامنا ہوگا۔

(۱۱)......استقامت آدھی کامیابی ہے، جیسا کہ غم آدھا بڑھاپا۔

(۱۲)......جو چیز تیرے دل میں کھٹکے اسے چھوڑ دے کیونکہ اس کو چھوڑ دینے ہی میں تیری سلامتی ہے۔

(سبحان اللہ عزوجل! ہمارے بزرگان دین نے ہماری رہنمائی کے لئے کیسے کیسے نصیحت آموز کلمات ارشاد فرمائے، مذکورہ بالا کلمات ایسے جامع اور حکمت آموز ہیں کہ اگر کوئی شخص ان پر عمل کرلے تو وہ دارین کی سعادتوں سے مالا مال ہو جائے، اسے دین و دنیا کے کسی معاملے میں شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے، ان بارہ کلمات میں حضرت سیدنا علی المرتضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم نے ہمیں زندگی گزارنے کا بہترین طریقہ بتا دیا ہے کہ اگر اس طرح زندگی گزارو گے تو بہت جلد ترقی و کامیابی کی دولت نصیب ہوگی اور اللہ عزوجل کی رضا نصیب ہوگی۔

یہ حضرات خود علم و عمل کے پیکر ہوا کرتے تھے اور جو شخص مخلص و باعمل ہو اس کے سینے میں اللہ عزوجل علم و حکمت کے چشمے رواں فرما دیتا ہے، پھر اس کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات کتنے ہی مُردہ دلوں کو زندہ کر دیتے ہیں، کتنوں کی بگڑی بن جاتی ہے۔ جب یہ لوگ کسی کو نصیحت کرتے ہیں تو خیر خواہی کی نیت سے کرتے ہیں اور جو بات دل کی گہرائیوں سے نکلے وہ مؤثر کیوں نہ ہو۔ حقیقۃً وہی بات اثر کرتی ہے جو دل سے نکلتی ہے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

؎ دل سے جو بات نکلتی ہے، اثر رکھتی ہے پر نہیں، طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

اللہ عزوجل ہمیں بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

حکایت نمبر 137: صبر اور قناعت کی دولت

حضرت سیدنا احمد بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا ابو عبداللہ محاملی علیہ رحمۃ اللہ الولی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''عید الفطر کے دن نمازِ عید کے بعد میں نے سوچا کہ آج عید کا دن ہے، کیا ہی اچھا ہو کہ میں حضرت سیدنا داؤد بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ میں حاضر ہو کر انہیں عید کی مبارکباد دوں، آج تو خوشی کا دن ہے، ان سے ضرور ملاقات کرنی چاہئے۔ چنانچہ اسی

خیال کے پیشِ نظر میں حضرت سیدنا داؤد بن علی علیہ رحمۃ اللہ الولی کے گھر کی جانب چل دیا۔ وہ سادگی پسند بزرگ تھے اور ایک سادہ سے مکان میں رہتے تھے۔ میں نے وہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر آنے کی اجازت چاہی تو انہوں نے مجھے اندر بلا لیا۔

جب میں کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے ایک برتن میں پھلوں اور سبزیوں کے چھلکے اور ایک برتن میں آٹے کی بُور (یعنی بھوسی) رکھی ہوئی تھی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسے کھا رہے تھے۔ یہ دیکھ کر مجھے بڑی حیرت ہوئی، میں نے انہیں عید کی مبارکباد دی اور سوچنے لگا کہ آج عید کا دن ہے، ہر شخص انواع واقسام کے کھانوں کا اہتمام کر رہا ہوگا لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آج کے دن بھی اس حالت میں ہیں کہ چھلکے اور آٹے کی بھوسی کھا کر گزارہ کر رہے ہیں۔ میں نہایت غم کے عالم میں وہاں سے رخصت ہوا اور اپنے ایک صاحب ثروت دوست کے پاس پہنچا، جس کا نام **''جرجانی''** مشہور تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا: ''حضور! کس چیز نے آپ کو پریشان کر دیا ہے، اللہ عزوجل آپ کی مدد فرمائے، آپ کو ہمیشہ خوش وخرم رکھے، میرے لئے کیا حکم ہے؟''

میں نے کہا: ''اے جرجانی! تمہارے پڑوس میں اللہ عزوجل کا ایک ولی رہتا ہے، آج عید کا دن ہے لیکن اس کی یہ حالت ہے کہ کوئی چیز خرید کر نہیں کھا سکتا۔ میں نے دیکھا کہ وہ پھلوں کے چھلکے کھا رہے تھے، تم تو نیکیوں کے معاملے میں بہت زیادہ حریص ہو، تم اپنے اس پڑوسی کی خدمت سے غافل کیوں ہو؟''

یہ سن کر اس نے کہا: ''حضور! آپ جس شخص کی بات کر رہے ہیں وہ دنیا دار لوگوں سے دور رہنا پسند کرتا ہے۔ میں نے آج صبح ہی اسے ایک ہزار درہم بھجوائے اور اپنا ایک غلام بھی ان کی خدمت کے لئے بھیجا لیکن انہوں نے میرے دراہم اور غلام کو یہ کہہ کر واپس بھیج دیا کہ جاؤ اور اپنے مالک سے کہہ دینا کہ تم نے مجھے کیا سمجھ کر یہ درہم بھجوائے ہیں؟ کیا میں نے تجھ سے اپنی حالت کے بارے میں کوئی شکایت کی ہے؟ مجھے تمہارے ان درہموں کی کوئی حاجت نہیں، میں ہر حال میں اپنے پروردگار عزوجل سے خوش ہوں، وہی میرا مقصودِ اصلی ہے، وہی میرا کفیل ہے اور وہ مجھے کافی ہے۔''

اپنے دوست سے یہ بات سن کر میں بہت متعجب ہوا اور اس سے کہا: ''تم وہ درہم مجھے دو، میں ان کی بارگاہ میں یہ پیش کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ وہ قبول فرمالیں گے۔'' اُس نے فوراً غلام کو حکم دیا: ''ہزار ہزار درہموں سے بھرے ہوئے دو تھیلے لاؤ۔'' پھر اس نے مجھ سے کہا: ''ایک ہزار درہم میرے پڑوسی کے لئے اور ایک ہزار آپ کے لئے تحفہ ہیں۔ آپ یہ حقیر سا نذرانہ قبول فرمالیں۔'' میں وہ دو ہزار درہم لے کر حضرت سیدنا داؤد بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے مکان پر پہنچا اور دروازے پر دستک دی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دروازے پر آئے اور اندر ہی سے پوچھا: ''اے ابوعبداللہ محاملی! تم دوبارہ کس لئے یہاں آئے ہو؟'' میں نے

عرض کی: ''حضور! ایک معاملہ درپیش ہے، اسی کے متعلق کچھ گفتگو کرنی ہے۔'' پس انہوں نے مجھے اندر آنے کی اجازت عطا فرمادی میں ان کے پاس بیٹھ گیا اور پھر درہم نکال کران کے سامنے رکھ دیئے۔ یہ دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میں نے تجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دی اور تم میری حالت سے واقف ہو گئے۔ میں تو یہ سمجھا تھا کہ تم میری اس حالت کے امین ہو۔ میں نے تم پر اعتماد کیا تھا، کیا اس اعتماد کا صلہ تم اس دنیوی دولت کے ذریعے دے رہے ہو؟ جاؤ! اپنی یہ دنیوی دولت اپنے پاس ہی رکھو، مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔''

حضرت سیدنا عبداللہ محاملی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ان کی یہ شانِ استغناء دیکھ کر میں واپس چلا آیا اور اب میری نظروں میں دنیا حقیر ہو گئی تھی۔ میں اپنے دوست جرجانی کے پاس گیا اسے سارا ماجرا سنایا اور ساری رقم واپس کر دینا چاہی تو اس نے یہ کہتے ہوئے وہ درہم واپس کر دیئے کہ'' اللہ عزوجل کی قسم! میں جو رقم اللہ عزوجل کی راہ میں دے چکا اسے کبھی واپس نہ لوں گا لہٰذا یہ مال تم اپنے پاس رکھو اور جہاں چاہو خرچ کرو۔'' پھر میں وہاں سے چلا آیا اور میرے دل میں مال کی بالکل بھی محبت نہ تھی میں نے سوچ لیا کہ میں یہ ساری رقم ایسے لوگوں میں تقسیم کر دوں گا جو شدید حاجت مند ہونے کے باوجود دوسروں کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے بلکہ صبر وشکر سے کام لیتے ہیں اور اپنی حالت حتی الامکان کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

نہ دولت دے نہ ثروت دے مجھے بس یہ سعادت دے — تیرے قدموں میں مر جاؤں میں رو رو کر مدینے میں
نہ مجھ کو آزما دنیا کا مال و زر عطا کر کے — عطا کر اپنا غم اور چشم گریاں یا رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم!

(یا اللہ عزوجل! ان بزرگوں کی پاکیزہ صفات کے صدقے ہمیں بھی دنیا کی محبت سے خلاصی عطا فرما، دوسروں کے سامنے دستِ سوال پھیلانے سے ہمیں محفوظ رکھ، قناعت وصبر وشکر کی نعمت عطا فرما، ہمیں زمانے میں اپنے علاوہ کسی اور کا محتاج نہ کر، صرف اپنا ہی محتاج رکھ اور دنیا کی حرص ومحبت سے ہماری حفاظت فرما۔ ہمیں اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سچی محبت عطا فرما، غمِ مال نہیں بلکہ غمِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میں رونے والی آنکھیں عطا فرما۔ ہمارے دلوں میں اپنی اور اپنے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی محبت راسخ فرما، ہمیں مال ودولت نہیں چاہیے، ہم تو تیری دائمی رضا کے ہی طلب گار ہیں۔ اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہم سے ہمیشہ کے لئے راضی ہو جا اور ہمیں ہر حال میں اپنی رضا پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرما، حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صدقے ہمیں قناعت کی دولت نصیب فرما اور دوسروں کی محتاجی سے بچا۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

نہ محتاج کر تو جہاں میں کسی کا — مجھے مفلسی سے بچا یا الٰہی عزوجل!

حکایت نمبر138:

احکامِ الٰہی عزوجل میں غور وفکر

حضرت سیدنا ابو صالح دمشقی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مَیں ''لکام'' کے پہاڑوں میں گیا۔ میری یہ خواہش تھی کہ اولیاء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہو جائے کیونکہ اللہ عزوجل کے کچھ مخصوص بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جو دنیا سے الگ تھلگ جنگلوں، صحراؤں اور پہاڑوں میں رہ کر خوب دل لگا کر ذکرِ الٰہی عزوجل میں مشغول رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے فیضیاب ہونے کے لئے میں ''لکام'' کی پہاڑیوں میں سرگرداں تھا کہ یکا یک مجھے ایک شخص نظر آیا جو ایک پتھر پر سر جھکائے بیٹھا تھا۔ اسے دیکھ کر ایسا لگتا جیسے وہ کسی بہت بڑے معاملے میں غور وفکر کر رہا ہے۔ میں اس کے قریب گیا اور سلام کر کے پوچھا: ''تم یہاں اس ویرانے میں کیا کر رہے ہو؟'' وہ شخص کہنے لگا: ''میں بہت سی چیزوں کو دیکھ رہا ہوں اور ان کے بارے میں غور وفکر کر رہا ہوں۔'' اس کی یہ بات سن کر میں نے کہا: ''مجھے تو تمہارے سامنے پتھروں کے علاوہ کوئی اور چیز نظر نہیں آ رہی پھر تم کن چیزوں کو دیکھ رہے ہو اور کن اشیاء کے بارے میں غور وفکر کر رہے ہو؟'' میری اس بات پر اس شخص کا رنگ متغیر ہو گیا اور اس نے مجھ پر ایک جلال بھری نظر ڈالتے ہوئے کہا: ''میں ان پتھروں کے بارے میں غور وفکر نہیں کر رہا بلکہ اپنے دل کی حالت پر غور وفکر کر رہا ہوں اور اس میں پیدا ہونے والے خدشات کے بارے میں سوچ رہا ہوں اور ان اُمور کے بارے میں متفکر ہوں جن کا میرے پاک پروردگار عزوجل نے حکم دیا ہے۔''

پھر وہ کہنے لگا: ''اے شخص! مجھے میرے پاک پروردگار عزوجل کی قسم جس نے ہماری ملاقات کرائی! تیرا یہ پوچھنا مجھے بہت عجیب لگا اور تیرے اس سوال پر مجھے بہت غصہ آیا لیکن اب میرا غصہ زائل ہو چکا ہے، اب ایسا کرو کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔''

میں نے اس نیک بندے سے عرض کی: ''مجھے کچھ نصیحت کیجئے تا کہ اس پر عمل کر کے دارین کی سعادتوں سے مالا مال ہو جاؤں۔ تمہاری نصیحت بھری باتیں سننے کے بعد میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔''

یہ سن کر وہ شخص بولا: ''جب کوئی شخص کسی کے دروازے پر ڈیرہ ڈال دے اور اس کی غلامی کرنا چاہے تو اس شخص پر لازم ہے کہ ہمیشہ اپنے مالک کی خوشنودی والے کاموں میں لگا رہے۔ جو شخص اپنے گناہوں کو یاد رکھتا ہے اسے اپنے گناہوں پر شرمندگی نصیب ہوتی رہتی ہے (اور گناہوں پر نادم ہونا توبہ ہے، لہٰذا انسان کو ہر وقت اپنے گناہوں پر نظر رکھنی چاہئے) جو شخص اللہ عزوجل پر توکُّل کر لیتا ہے اور اپنے لئے اللہ عزوجل کی رحیم وکریم ذات کو کافی سمجھتا ہے وہ کبھی بھی محروم نہیں ہوتا۔ اسے رب تعالیٰ ضرور عطا فرماتا ہے، بس انسان کا یقین کامل ہونا چاہئے۔ اگر یقین کامل ہو گا تو وہ کبھی بھی اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوس نہ ہو گا۔''

حضرت سیدنا ابو صالح دمشقی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں کہ اتنا کہنے کے بعد اس شخص نے مجھے وہیں چھوڑا اور خود ایک

جانب روانہ ہوگیا۔

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** سبحان اللہ عزوجل! اس پہاڑی علاقے میں رہنے والے شخص کی کیسی نصیحت بھری گفتگو تھی، اس کے ان چند کلمات میں دنیا وآخرت کی بھلائی کے بہترین اُصول ہیں۔ اللہ عزوجل ہمیں ہر حال میں اپنا مطیع وفرمانبردار رکھے، اے اللہ عزوجل! ہمیں گناہوں پر نادم ہونے کی توفیق عطا فرما۔ جب بھی کوئی گناہ سرزد ہو فوراً ہمیں توبہ کی توفیق عطا فرما، اے اللہ عزوجل! ہمارے حال زار پر رحم وکرم فرما۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

ہمیں رونا بھی تو آتا نہیں ہائے ندامت سے ؎ ندامت سے گناہوں کا اِزالہ کچھ تو ہو جاتا

حکایت نمبر139: اچھے لوگ کون ہیں؟

حضرت سیدنا زید بن عباس علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں کہ جب خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے حج کیا تو ان سے کہا گیا کہ اس سال زمانے کے مشہور ولی حضرت سیدنا شیبان علیہ رحمۃ اللہ المنان بھی حج کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ جب خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے یہ سنا تو اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ بڑے ادب واِحترام سے انہیں میرے پاس لے آؤ، ہم ان کی صحبت سے فیضیاب ہونا چاہتے ہیں۔'' چنانچہ حضرت سیدنا شیبان علیہ رحمۃ اللہ المنان کو بڑے ادب واِحترام کے ساتھ امیر المؤمنین ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کے پاس لایا گیا۔ خلیفہ نے انہیں اپنے پاس بٹھایا اور عرض کی: ''مجھے کچھ نصیحت کیجئے تاکہ میں آخرت میں نجات پاجاؤں۔'' تو حضرت سیدنا شیبان علیہ رحمۃ اللہ المنان نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین! میں عربی زبان سے اچھی طرح واقف نہیں، آپ کسی ایسے شخص کو بلوالیں جو میری ترجمانی کرسکے۔''

چنانچہ ایک ایسے شخص کو لایا گیا جو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ترجمانی کرسکے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شخص سے کہا: ''امیر المؤمنین سے کہہ دیجئے کہ جو شخص تجھے عذابِ آخرت سے ڈراتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اللہ عزوجل کی طرف سے بے خوف نہ ہونا جب تک تُو امن والی جگہ (یعنی جنت) میں نہ پہنچ جائے، ایسا شخص اس سے بہتر ہے جو تجھے لمبی لمبی اُمیدیں دلاتا ہے اور کہتا ہے کہ بس اب تو تُو بخش دیا گیا ہے حالانکہ ابھی تیری زندگی باقی ہے اور ابھی تُو امن والی جگہ میں پہنچا ہی نہیں؟''

ترجمان نے امیر المؤمنین کو یہ بات بتائی تو اس نے کہا: ''اپنے ان کلمات کی مزید وضاحت فرما دیں۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ترجمان سے فرمایا: ''امیر المؤمنین سے کہہ دو کہ نصیحت کرنے والوں میں تجھے دو قسم کے لوگ ملیں گے ایک تو وہ جو تجھے اس طرح نصیحت کریں گے: ''اے امیر المؤمنین! اللہ عزوجل سے ہر دم ڈرتے رہو تم بھی اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ایک فرد ہو مگر تم پر ایک بہت بڑی ذمہ داری آپڑی ہے اللہ عزوجل نے تمہیں لوگوں پر امیر مقرر فرمایا ہے اور ان کے مسائل حل کرنے کی ذمہ داری تمہیں سونپی ہے۔ کل بروز قیامت تم سے تمہاری ذمہ داری کے متعلق پوچھا جائے گا۔ لہٰذا اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو، عدل وانصاف سے کام لو، کسی کے ساتھ ظلم نہ کرو، سیدھا راستہ اختیار کرو، دشمنانِ اسلام سے جنگ کرنے کا موقع آئے تو ان سے بھرپور انداز میں جہاد کرو اور اپنے معاملے میں اللہ عزوجل سے ہر وقت ڈرتے رہو کبھی بھی اپنے آپ کو لوگوں سے بالاتر نہ سمجھو۔ ہر دم اللہ عزوجل کے خوف سے کانپتے رہو۔''

اے امیر المؤمنین! نصیحت کرنے والوں کی دوسری قسم میں ایسے لوگ شامل ہیں جو تمہیں اس طرح کہیں گے: ''اے امیر المؤمنین! آپ تو بڑی شان والے ہیں، آپ کو آخرت کے معاملے میں زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ تو نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قرابت داروں میں سے ہیں لہٰذا اب آپ بے فکر ہو جائیں۔''

پھر اس قسم کی باتیں کرنے والے لوگ تمہیں کسی غلط بات پر ٹوکتے بھی نہیں اور مسلسل ایسی باتیں کرتے ہیں کہ خوفِ آخرت جاتا رہتا ہے اور ایسی امیدوں کی وجہ سے بندہ آخرت کے معاملات سے بالکل بے فکر ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگ تمہیں اُمیدیں ہی دلاتے رہیں گے اور تم اپنے آپ کو مغفرت یافتہ لوگوں میں شمار کرنے لگو گے حالانکہ ابھی نہ تو تمہیں امان ملی اور نہ ہی ابھی تم امن والی جگہ (یعنی جنت) میں داخل ہوئے۔

اے امیر المؤمنین! ان دوسری قسم کے لوگوں سے پہلی قسم کے لوگ اچھے ہیں۔ عشرہ مبشرہ صحابہ کرام علیہم الرضوان جنہیں دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری دے دی گئی تھی لیکن پھر بھی ان کا عمل مزید بڑھتا ہی گیا۔ خوفِ خدا عزوجل میں مزید اضافہ ہی ہوا۔ انہوں نے کبھی بھی یہ سوچ کر کوئی نامناسب کام نہیں کیا کہ ہمیں تو جنت کی بشارت مل گئی اب ہم جو چاہیں کریں بلکہ وہ پاکیزہ لوگ ہر آن اللہ عزوجل سے ڈرتے رہتے۔ انہوں نے خوف ورجاء والا معقول راستہ اختیار کیا، اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوس بھی نہیں ہوئے اور اس کے غضب سے بے خوف بھی نہ ہوئے لہٰذا اے امیر المؤمنین! راستہ وہی اچھا جو معتدل ہو نہ تو اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوس ہونا چاہئے کہ اہلِ بیت اَطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی قرابت کی وجہ سے بڑی شان ملی ہے اور آخرت میں بھی شفاعت ضرور نصیب ہوگی لیکن اللہ عزوجل کی طرف سے بے خوف بھی نہیں ہونا چاہئے۔''

حضرت سیدنا شیبان علیہ رحمۃ اللہ المنان کی یہ حکمت بھری باتیں سن کر امیر المؤمنین خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید اور ان کے ساتھی زار و قطار رونے لگے۔ پھر امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی: ''کچھ اور نصیحت فرمائیے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''ان پر عمل کرلو یہ تمہارے لئے کافی ہیں۔'' اتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امیر المؤمنین کے پاس سے تشریف لے گئے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 140:

ظلم کا انجام

حضرت سیدنا عبد المُنعِم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد سے اور وہ حضرت سیدنا وہب علیہ رحمۃ اللہ الاحد سے روایت کرتے ہیں کہ کسی ملک میں ایک ظالم و مغرور بادشاہ رہا کرتا تھا۔ اس نے ایک عظیم الشان محل بنوایا اور اس کی تعمیر پر کافی مال خرچ کیا، جب تعمیر مکمل ہو چکی تو اس نے ارادہ کیا کہ میں سارے محل کا دورہ کروں اور دیکھوں کہ یہ میری خواہش کے مطابق بنا ہے یا نہیں۔ چنانچہ بادشاہ نے اپنے چند سپاہیوں کو ساتھ لیا اور محل کو دیکھنے چل پڑا۔ اندر سے دیکھنے کے بعد اس نے محل کے بیرونی حصوں کو دیکھنا شروع کیا اور محل کے اردگرد چکر لگانے لگا۔ ایک جگہ پہنچ کر وہ رک گیا اور ایک جھونپڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا: ''یہ ہمارے محل کے ساتھ جھونپڑی کس نے بنائی ہے؟'' سپاہیوں نے جواب دیا: ''چند روز سے یہاں ایک مسلمان بوڑھی عورت آئی ہے، اس نے یہ جھونپڑی بنائی ہے اور وہ اس میں اللہ عزوجل کی عبادت کرتی ہے۔''

جب بادشاہ نے یہ سنا تو بڑے مغرورانہ انداز میں بولا: ''اس غریب بڑھیا کو یہ جرأت کیسے ہوئی کہ ہمارے محل کے قریب جھونپڑی بنائے، اس جھونپڑی کو فوراً گرا دو۔'' حکم پاتے ہی سپاہی جھونپڑی کی طرف بڑھے، بڑھیا اس وقت وہاں موجود نہ تھی۔ سپاہیوں نے آن کی آن میں اس غریب بڑھیا کی جھونپڑی کو ملیا میٹ کر دیا۔ بادشاہ جھونپڑی گروانے کے بعد اپنے دوستوں کے ہمراہ اپنے نئے محل میں چلا گیا۔

جب بڑھیا واپس آئی تو اپنی ٹوٹی ہوئی جھونپڑی کو دیکھ کر بڑی غمگین ہوئی اور لوگوں سے پوچھا: ''میری جھونپڑی کس نے گرائی ہے۔'' لوگوں نے بتایا: ''ابھی کچھ دیر قبل بادشاہ آیا تھا، اسی نے تمہاری جھونپڑی گروائی ہے۔'' یہ سن کر بڑھیا بہت غمگین ہوئی اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں یوں عرض گزار ہوئی: ''اے میرے پاک پروردگار عزوجل! جس وقت

میری جھونپڑی توڑی جارہی تھی، میں موجود نہ تھی لیکن میرے رحیم وکریم پروردگار عزوجل! تُو تو ہر چیز دیکھتا ہے، تیری قدرت تو ہر شئے کو محیط ہے، میرے مولیٰ عزوجل! تیرے ہوتے ہوئے تیری ایک عاجز بندی کی جھونپڑی توڑ دی گئی۔''

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس بڑھیا کی آہ وزاری اور دعا مقبول ہوئی۔ اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس پورے محل کو بادشاہ اور اس کے سپاہیوں سمیت تباہ وبرباد کردے۔'' حکم پاتے ہی حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام زمین پر تشریف لائے اور سارے محل کو اس ظالم بادشاہ اور اس کے سپاہیوں سمیت زمین بوس کردیا۔''

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** یہ حقیقت ہے کہ ظالم کو اس کے ظلم کا بدلہ ضرور دیا جاتا ہے۔ مظلوم کی دعا بارگاہ خداوندی عزوجل میں ضرور قبول ہوتی ہے۔ اللہ عزوجل ہمیں ظالموں کے ظلم سے محفوظ رکھے اور ہماری وجہ سے کسی مسلمان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ اے اللہ عزوجل! ہمیں ہر وقت اپنی حفظ وامان میں رکھ اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

حکایت نمبر 141:

علماء کی شان وشوکت

حضرت سیدنا امام ابن شہاب زہری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے مروی ہے کہ جب ابراہیم بن ہشام حاکم بنا تو میں اس کے ساتھ ہی رہتا۔ وہ کئی معاملات میں مجھ سے مشورہ کرتا۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا: ''اے زہری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! کیا ہمارے شہر میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی صحبت پائی ہو، اگر کوئی ایسا شخص تمہاری نظر میں ہے تو بتاؤ۔'' میں نے کہا: ''ہاں، حضرت سیدنا ابو حازم علیہ رحمۃ اللہ الدائم اس شہر میں رہتے ہیں، انہیں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبتِ بابرکت حاصل ہوئی ہے اور ان سے سنی ہوئی کئی حدیثیں بھی آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بیان فرماتے ہیں۔''

چنانچہ ابراہیم بن ہشام نے ایک قاصد بھیج کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلوایا، آپ تشریف لائے اور سلام کیا۔ ابراہیم بن ہشام نے جواب دیا اور کہا: ''اے ابو حازم علیہ رحمۃ اللہ الدائم! ہمیں کوئی حدیث سنایئے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے ابراہیم بن ہشام! اگر مجھے تمہاری آخرت کی بھلائی مقصود نہ ہوتی تو میں کبھی بھی تیرے پاس حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سنانے نہ آتا۔ ابراہیم بن ہشام نے پوچھا: ''حضور! آپ یہ بتائیں کہ ہمیں نجات کس طرح حاصل ہوگی؟''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ تم اللہ عزوجل کے اَحکام کو تمام مخلوق پر ترجیح دو، اللہ عزوجل کے حکم

کے خلاف کسی کی بھی بات نہ مانو، مال حلال طریقے سے حاصل کرو اور جہاں اسے صرف کرنے کا حق ہے وہیں صرف کرو۔''

ابراہیم بن ہشام کہنے لگا: ''ان باتوں پر کَمَا حَقُّہٗ کون عمل کرسکتا ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: ''اے ابراہیم! اگر تُو چاہتا ہے کہ تجھے دنیا میں سے اتنی چیز ملے جو تجھے کافی ہو تو تیرے لئے تھوڑی سی دنیوی نعمتیں بھی کافی ہیں اگر تو صبر کرے۔ اور اگر تُو دنیا کا حریص ہے تو چاہے کتنا ہی مال وزر جمع کرلے تیری حرص ختم نہ ہوگی تُو کبھی بھی دُنیوی دولت سے بے نیاز نہ ہوگا، ہر وقت اس میں اضافے کا متمنی ہوگا۔''

ابراہیم بن ہشام نے پوچھا: ''کیا بات ہے کہ ہم جیسے لوگ موت کو ناپسند کرتے ہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: ''تم لوگوں نے اپنی ساری توجہ دنیا کی دولت پر دے رکھی ہے اور ہر وقت تمہارے سامنے دنیوی نعمتیں موجود رہتی ہیں۔ اس لئے تمہیں ان نعمتوں سے جدا ہونا پسند نہیں۔ اگر تم آخرت کی تیاری کرتے اور آخرت کے لئے اعمال صالحہ کئے ہوتے تو تم موت کو کبھی بھی ناپسند نہ کرتے بلکہ آخرت کی نعمتوں کی طرف جلدی کرتے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی یہ حکمت بھری باتیں سن کر حضرت سیدنا امام زہری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: ''اے امیر! خدا عزوجل کی قسم! میں نے آج تک کبھی بھی اس کلام سے بہتر کلام نہیں سنا۔'' شیخ ابو حازم علیہ رحمۃ اللہ الدائم نے کیسے جامع کلمات کے ساتھ ہمیں نصیحت کی ہے، میں عرصہ دراز سے ان کا پڑوسی ہوں لیکن افسوس! میں کبھی ان کی بارگاہ میں حاضر نہ ہوسکا اور ان کی صحبتِ بابرکت سے محروم رہا۔''

شیخ ابو حازم علیہ رحمۃ اللہ الدائم نے فرمایا: ''اے ابن شہاب زہری (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ)! اگر تو ان علماء کرام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم میں سے ہوتا جو دنیا داروں سے بے نیازی کو پسند کرتے ہیں تو ضرور میری مجلس میں بیٹھتا اور ضرور مجھ سے ملاقات کا سلسلہ رکھتا۔''

اس پر حضرت سیدنا ابن شہاب زہری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے عرض کی: ''اے ابو حازم علیہ رحمۃ اللہ الدائم! مجھے آپ کی اس بات نے غمزدہ کردیا ہے۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: ''اے زہری علیہ رحمۃ اللہ القوی! جب کوئی شخص اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر علم حاصل کرتا ہے تو وہ شخص اپنے اس علم کی بدولت مخلوق سے بے نیاز ہوجاتا ہے، اسے کوئی دُنیوی غرض وغایت نہیں ہوتی اور ایسے عالمِ ربّانی کی طرف لوگ اِکتسابِ علم کے لئے آتے ہیں۔ بڑے بڑے اُمراء ودنیادار لوگ اس عالم ربّانی کی بارگاہ میں دست بستہ کھڑے ہوتے ہیں۔ ایسا عالم اُمراء اور عوام دونوں کے لئے باعث نجات ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ انہیں حق بات ہی کا حکم دیتا ہے اور بری باتوں سے روکتا ہے۔

اگر علماء کو دنیا کی حرص بادشاہوں کے درباروں میں لے جائے تو پھر علماء اپنی شان کھو بیٹھتے ہیں اور اُمراء ان کو زیادہ

اہمیت نہیں دیتے، ایسے لوگوں کا علم حاصل کرنا اس لئے ہوتا ہے کہ ہماری تعظیم کی جائے، ہماری بات کو اہمیت دی جائے لیکن جب یہ امراء کی محفل میں جاتے ہیں تو ان کا وقار گر جاتا ہے۔ یہ حق بات کہنے کی جرأت نہیں رکھتے، ہر وقت بادشاہوں اور اُمراء کی خوشنودی کے طالب ہوتے ہیں، ایسے علماء ان بادشاہوں اور عوام الناس دونوں کے لئے ہلاکت کا باعث بنتے ہیں۔''

حضرت سیدنا ابو حازم علیہ رحمۃ اللہ الدائم کی یہ باتیں سننے کے بعد ابراہیم بن ہشام نے کہا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنی حاجت بیان کریں، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو جس چیز کی ضرورت ہو وہ دی جائے گی۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: ''اے ابراہیم بن ہشام! میں اپنی حاجتیں اس پاک پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں عرض کرتا ہوں جو زمین وآسمان کا مالک ہے، میری اُمیدوں کا مرکز صرف میرا مالکِ حقیقی عزوجل ہے۔ میں اس کے علاوہ کسی اور کا محتاج نہیں، میرا مالک عزوجل مجھے جو چیز بھی عطا فرماتا ہے میں اسے بخوشی قبول کر لیتا ہوں اور جس چیز کو مجھ سے روک لیتا ہے میں کبھی بھی اس کی شکایت نہیں کرتا نہ ہی ناشکری کرتا ہوں بلکہ میں اپنے پروردگار عزوجل سے ہر حال میں خوش ہوں۔ اس کے علاوہ کسی چیز کو پسند نہیں کرتا۔ یہ دو نعمتیں میرے نزدیک بہت بڑا سرمایہ ہیں: (۱)......اللہ عزوجل کی رضا (۲)......زُہد وتقوی۔ یہ دو نعمتیں مجھے ہر چیز سے محبوب ہیں۔''

ابراہیم بن ہشام نے عرض کی: ''اے ابو حازم (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ)! برائے کرم آپ ہمارے ہاں تشریف لایا کریں تاکہ ہم آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے اکتسابِ فیض کر سکیں، اگر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نہ آنا چاہیں تو میں خود حاضر ہو جایا کروں گا۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: ''اے ابراہیم بن ہشام! تُو میرا خیال چھوڑ دے اور میرے گھر بھی نہ آنا، اسی میں میری بھلائی ہے، ہاں اتنا ضرور ہے کہ تُو نیک اعمال کی طرف راغب ہو جا، اگر نیک کام کرے گا تو کامیابی کی راہ پر گامزن ہو جائے گا اور تجھے نجات حاصل ہو جائے گی۔'' اتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ وہاں سے تشریف لے گئے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 142: حاسد کا عبرت ناک انجام

حضرت سیدنا بکر بن عبد اللہ المزنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی سے مروی ہے: ''ایک شخص کی عادت تھی کہ وہ بادشاہوں کے درباروں میں جاتا اور ان کے سامنے اچھی اچھی باتیں کرتا بادشاہ خوش ہو کر اسے اِنعام واِکرام سے نوازتے اور اس کی خوب حوصلہ افزائی کرتے۔

ایک مرتبہ وہ ایک بادشاہ کے دربار میں گیا اور اس سے اجازت چاہی کہ میں کچھ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے اجازت دی اور اسے اپنے سامنے کُرسی پر بٹھایا اور کہا: ''اب جو کہنا چاہتے ہو کہو۔'' اس شخص نے کہا: ''محسن کے ساتھ احسان کر اور جو برائی کرے اس کی برائی کا بدلہ اسے خود ہی مل جائے گا۔'' بادشاہ اس کی یہ بات سن کر بہت خوش ہوا اور اسے انعام واکرام سے نوازا۔'' یہ دیکھ کر بادشاہ کے ایک درباری کو اس شخص سے حسد ہو گیا اور وہ دل ہی دل میں کڑھنے لگا کہ اس عام سے شخص کو بادشاہ کے دربار میں اتنی عزت اور اِتنا مقام کیوں حاصل ہو گیا بالآخر وہ حسد کی بیماری سے مجبور ہو کر بادشاہ کے پاس گیا اور بڑے خوشامدانہ انداز میں بولا: ''بادشاہ سلامت! ابھی جو شخص آپ کے سامنے گفتگو کر کے گیا ہے اگرچہ اس نے باتیں اچھی کی ہیں لیکن وہ آپ سے نفرت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بادشاہ کو گندہ دہنی (یعنی منہ سے بدبُو آنے) کا مرض لاحق ہے۔''

جب بادشاہ نے یہ سنا تو پوچھا: ''تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ وہ میرے بارے میں ایسا گمان رکھتا ہے؟'' وہ حاسد بولا: ''حضور! اگر آپ کو میری بات پر یقین نہیں آتا تو آپ آزما کر دیکھ لیں، اسے اپنے پاس بلائیں جب وہ آپ کے قریب آئے گا تو اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لے گا تاکہ اسے آپ کے منہ سے بدبُو نہ آئے۔'' یہ سن کر بادشاہ نے کہا: ''تم جاؤ جب تک میں اس معاملہ کی تحقیق نہ کرلوں اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔''

چنانچہ وہ حاسد دربارِ شاہی سے چلا آیا اور اس شخص کے پاس پہنچا جس سے وہ حسد کرتا تھا۔ اسے کھانے کی دعوت دی، اس نے حاسد کی دعوت قبول کی اور اس کے ساتھ چل دیا۔ حاسد نے اسے جو کھانا کھلایا اس میں بہت زیادہ لہسن ڈال دیا۔ اب اس شخص کے منہ سے لہسن کی بدبُو آنے لگی بہر حال وہ اپنے گھر آ گیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ بادشاہ کا قاصد آیا اور اس نے کہا: ''بادشاہ نے آپ کو ابھی دربار میں بلایا ہے۔'' وہ شخص قاصد کے ساتھ دربار میں پہنچا۔ بادشاہ نے اسے اپنے سامنے بٹھایا اور کہا: ''ہمیں وہی کلمات سناؤ جو تم سنایا کرتے ہو۔'' اس شخص نے کہا: ''مُحسِن کے ساتھ احسان کر اور جو برائی کرے گا اسے برائی کا بدلہ خود ہی مل جائے گا۔''

جب اس نے اپنی بات مکمل کر لی تو بادشاہ نے اس سے کہا: ''میرے قریب آؤ۔'' وہ بادشاہ کے قریب گیا تو اس نے فوراً اپنے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ لیا تاکہ لہسن کی بدبُو سے بادشاہ کو تکلیف نہ ہو۔ جب بادشاہ نے یہ صورتحال دیکھی تو اپنے دل میں کہا کہ اس شخص نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ میرے متعلق یہ شخص گمان رکھتا ہے کہ مجھے گندہ دہنی (یعنی منہ سے بدبُو آنے) کی بیماری ہے۔ بادشاہ اس شخص کے بارے میں بدگمانی کا شکار ہو گیا اور بلا تحقیق اس نے فیصلہ کر لیا کہ اس شخص کو سخت سزا ملنی چاہئے۔ چنانچہ اس نے اپنے گورنر کے نام اس طرح خط لکھا: ''اے گورنر! جیسے ہی یہ شخص تمہارے پاس پہنچے اسے ذبح کر دینا اور اس کی کھال اُتار کر اس میں

بھوسا بھر دینا اور اسے ہمارے پاس بھجوا دینا۔'' پھر بادشاہ نے خط پر مہر لگائی اور اس شخص کو دیتے ہوئے کہا: ''یہ خط لے کر فلاں علاقے کے گورنر کے پاس پہنچ جاؤ۔''

بادشاہ کی عادت تھی کہ جب بھی وہ کسی کو کوئی بڑا اِنعام دینا چاہتا تو کسی گورنر کے نام خط لکھتا اور اس شخص کو گورنر کے پاس بھیج دیتا وہاں اسے خوب اِنعام واِکرام سے نوازا جاتا۔ کبھی بھی بادشاہ نے سزا کے لئے کسی کو خط نہ لکھا تھا۔ آج پہلی مرتبہ بادشاہ نے کسی کو سزا دینے کے لئے گورنر کے نام خط لکھا ورنہ اس بادشاہ کے بارے میں مشہور تھا کہ جب کسی کو اِنعام دیتا تو اسے گورنر کے پاس بھیجتا۔ بہرحال یہ شخص خط لے کر دربارِ شاہی سے نکلا اس بیچارے کو کیا معلوم کہ اس خط میں میری موت کا حکم ہے۔ یہ شخص خط لے کر گورنر کے پاس جارہا تھا کہ راستے میں اس کی ملاقات اسی حاسد سے ہوگئی۔ اس نے پوچھا: ''بھائی! کہاں کا ارادہ ہے؟''

اس نے کہا: میں نے بادشاہ کو اپنا کلام سنایا تو اس نے مجھے ایک خط مہر لگا کر دیا اور کہا: ''فلاں گورنر کے پاس یہ خط لے جاؤ۔'' میں اسی گورنر کے پاس خط لئے جارہا ہوں۔'' حاسد کہنے لگا: ''بھائی! تو یہ خط مجھے دے دے میں ہی اسے گورنر تک پہنچا دوں گا۔'' چنانچہ اس شریف آدمی نے خط حاسد کے حوالے کر دیا، وہ حاسد خط لے کر خوشی خوشی گورنر کے دربار کی طرف چل دیا، وہ یہ سوچ کر بہت خوش ہو رہا تھا کہ اس خط میں بادشاہ نے گورنر کے نام پیغام لکھا ہوگا کہ ''جو شخص یہ خط لے کر آئے اسے اِنعام واِکرام سے نوازا جائے۔'' میری قسمت کتنی اچھی ہے، میں نے اس شخص کو جھانسا دے کر یہ خط لے لیا ہے اب میں مالا مال ہو جاؤں گا۔ وہ حاسد انہیں سوچوں میں مگن بڑی خوشی کے عالم میں جھومتا جھومتا گورنر کے دربار کی جانب جارہا تھا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ وہ موت کے منہ میں جا رہا ہے اور جاتے ہی اسے قتل کر دیا جائے گا۔

بہرحال وہ گورنر کے پاس پہنچا اور بڑے مؤدبانہ انداز میں بادشاہ کا خط گورنر کو دیا۔ گورنر نے جیسے ہی خط پڑھا تو پوچھا: ''اے شخص! کیا تجھے معلوم ہے کہ اس خط میں بادشاہ نے کیا لکھا ہے؟'' اس نے کہا: ''بادشاہ سلامت نے یہی لکھا ہوگا کہ مجھے اِنعام واِکرام سے نوازا جائے اور میری حاجات کو پورا کیا جائے۔'' گورنر نے یہ سن کر کہا: اے نادان شخص! بادشاہ نے اس خط میں مجھے حکم دیا ہے کہ ''جیسے ہی یہ شخص خط لے کر پہنچے اسے ذبح کر دینا اور اس کی کھال اُتار کر اس میں بھوسا بھر دینا پھر اس کی لاش میرے پاس بھجوا دینا۔'' یہ سن کر اس حاسد کے تو ہوش اُڑ گئے اور وہ کہنے لگا: ''خدا عزوجل کی قسم! یہ خط میرے بارے میں نہیں لکھا گیا بلکہ یہ تو فلاں شخص کے متعلق ہے، بے شک آپ بادشاہ کے پاس کسی قاصد کو بھیج کر معلوم کرلیں۔''

گورنر نے اس کی ایک نہ سنی اور کہا: ''ہمیں کوئی حاجت نہیں کہ ہم بادشاہ سے اس معاملہ کی تصدیق کریں بادشاہ کی مہر اس خط پر موجود ہے لہٰذا ہمیں بادشاہ کے حکم پر عمل کرنا ہوگا۔'' اتنا کہنے کے بعد اس نے جلاد کو حکم دیا اور اس حاسد شخص کو ذبح کر کے اس

کی کھال اُتار کر اس میں بھوسا بھر دیا گیا۔ پھر اس کی لاش کو بادشاہ کے دربار میں بھجوا دیا گیا۔ وہ شخص جس سے یہ حسد کیا کرتا تھا حسبِ معمول بادشاہ کے دربار میں گیا اور بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر وہی الفاظ دہرائے: ''محسن کے ساتھ احسان کر اور جو کوئی برائی کرے گا اسے عنقریب اس کی برائی کا صلہ مل جائے گا۔'' جب بادشاہ نے اس شخص کو صحیح وسالم دیکھا تو اس سے پوچھا: ''میں نے تجھے جو خط دیا تھا اس کا کیا ہوا؟'' اس نے جواب دیا: ''میں آپ کا خط لے کر گورنر کے پاس جا رہا تھا کہ مجھے راستے میں فلاں شخص ملا اور اس نے مجھ سے کہا کہ یہ خط مجھے دے دو، چنانچہ میں نے اسے خط دے دیا اور وہ خط لے کر گورنر کے پاس چلا گیا ہے۔''

بادشاہ نے کہا: ''اس شخص نے مجھے تمہارے بارے میں بتایا تھا کہ تم میرے متعلق یہ گمان رکھتے ہو کہ میرے منہ سے بدبُو آتی ہے، کیا واقعی ایسا ہے؟'' اس شخص نے کہا: ''بادشاہ سلامت! میں نے کبھی بھی آپ کے بارے میں ایسا نہیں سوچا۔'' تو بادشاہ نے پوچھا: ''جب میں نے تجھے اپنے قریب بلایا تھا تو تُو نے اپنے منہ پر ہاتھ کیوں رکھ لیا تھا؟'' اس شخص نے جواب دیا: ''بادشاہ سلامت! آپ کے دربار میں آنے سے کچھ دیر قبل اس شخص نے میری دعوت کی تھی اور کھانے میں مجھے بہت زیادہ لہسن کھلا دیا تھا جس کی وجہ سے میرا منہ بدبُو دار ہو گیا۔ جب آپ نے مجھے اپنے قریب بلایا تو میں نے یہ بات گوارا نہ کی کہ میرے منہ کی بدبُو سے بادشاہ سلامت کو تکلیف پہنچے اسی لئے میں نے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ لیا تھا۔''

جب بادشاہ نے یہ سنا تو کہا: اے خوش نصیب شخص! تُو نے بالکل ٹھیک کہا تیری یہ بات بالکل سچی ہے کہ ''جو کسی کے ساتھ برائی کرتا ہے اسے عنقریب اس کی برائی کا بدلہ مل جائے گا۔'' اس شخص نے تیرے ساتھ برائی کا اِرادہ کیا اور تجھے سزا دلوانی چاہی لیکن اسے اپنی برائی کا صلہ خود ہی مل گیا۔ سچ ہے کہ جو کسی کے لئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود ہی اس میں جا گرتا ہے۔ اے نیک شخص! میرے سامنے بیٹھ اور اپنی اسی بات کو دہرا۔'' چنانچہ وہ شخص بادشاہ کے سامنے بیٹھا اور کہنے لگا: ''محسن کے ساتھ احسان کر اور برائی کرنے والے کو عنقریب اس کی برائی کی سزا خود ہی مل جائے گی۔''

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** جو کسی پر احسان کرتا ہے اس پر بھی احسان کیا جاتا ہے اور جو کسی کے لئے برا چاہتا ہے اس کے ساتھ برا معاملہ ہی ہوتا ہے۔ جو دوسروں کی تباہی و بربادی کا خواہاں ہوتا ہے وہ خود تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ جو کسی سے حسد کرتا ہے اسے اس کے حسد کی سزا خود ہی مل جاتی ہے، اچھے کام کا اچھا نتیجہ اور برے کام کا برا نتیجہ، جیسی کرنی ویسی بھرنی، اللہ عزوجل ہمیں حسد جیسی بیماری سے محفوظ فرمائے آمین)

سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے

حکایت نمبر143: # بے ادبوں سے دوری میں عافیت

حضرت سیدنا عبداللہ الصنعانی قدس سرّہ الربّانی حضرت سیدنا حوثرہ بن محمد المقری علیہ رحمۃ اللہ الغنی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا یزید بن ہارون واسطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے اِنتقال کے بعد چار راتیں گزر گئیں پھر میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا:"مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ" یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے کہ میرے رحیم وکریم پروردگار عزوجل نے میری نیکیاں قبول فرمالیں اور میرے گناہ معاف فرمادیئے اور مجھے بہت سارے خُدّام عطا فرمائے۔ میں نے پوچھا:''پھر اس کے بعد کیا ہوا؟ فرمایا:''کریم کرم ہی کرتا ہے، میرا مولیٰ عزوجل بہت کریم ہے، اس نے میرے سارے گناہ معاف فرمادیئے اور مجھے جنت میں داخل فرمادیا۔'' میں نے پوچھا:''آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو یہ مقام ومرتبہ کن اَعمال کی بدولت حاصل ہوا؟''

آپ نے ارشاد فرمایا:''ان پانچ چیزوں کے سبب حاصل ہوا: (۱)......اجتماعِ ذکر میں شرکت (۲)......گفتگو میں سچائی (۳)......حدیث بیان کرنے میں امانت وصدق سے کام لینا (۴)......نماز میں طویل قیام کرنا (۵)......تنگدستی اور فقر وفاقہ کی حالت میں صبر وشکر کرنا۔''

میں نے پوچھا:''منکر نکیر کا معاملہ کیسا رہا؟'' فرمایا:''اُس اللہ عزوجل کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی عبادت کے لائق ہے! منکر نکیر میری قبر میں آئے اور مجھے کھڑا کر کے سوالات کرنے شروع کر دیئے:''(۱) تیرا رب کون ہے؟ (۲) تیرا دین کیا ہے؟ (۳) تیرا نبی کون ہے؟'' ان کے یہ سوالات سن کر میں نے اپنی سفید داڑھی سے مٹی جھاڑتے ہوئے کہا:''اے فرشتو! کیا تم مجھ سے سوال کرتے ہو؟ میں یزید بن ہارون واسطی ہوں، میں دنیا میں (اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر) ساٹھ سال تک لوگوں کو علمِ دین سکھاتا رہا ہوں۔'' میری یہ بات سن کر ان میں سے ایک فرشتے نے کہا:''اس نے سچ کہا ہے، یہ واقعی یزید بن ہارون واسطی علیہ رحمۃ اللہ القوی ہے۔'' پھر مجھ سے کہا:''اب تو دُلہن کی طرح سکون کی نیند سوجا، آج کے بعد تجھے کسی قسم کا غم وخوف نہ ہوگا۔''

پھر دوسرے فرشتے نے مجھ سے پوچھا:''کیا تُو نے جریر بن عثمان سے بھی کوئی حدیث سیکھی ہے؟'' میں نے کہا:''ہاں! وہ تو حدیث میں ثقہ (یعنی پختہ) راوی ہے۔'' اس فرشتے نے کہا:''یہ بات ٹھیک ہے کہ وہ ثقہ راوی ہے لیکن وہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے بغض رکھتا ہے اس لئے وہ اللہ عزوجل کے ہاں ناپسندیدہ شخص ہے۔''

حضرت سیدنا یزید بن ہارون واسطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو خواب میں دیکھنے والا واقعہ اس طرح بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک

شخص حضرت سیدنا احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''حضور! میں نے حضرت سیدنا یزید بن ہارون واسطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''میرے پاک پروردگار عزوجل نے میرے گناہوں کو بخش دیا، مجھ پر خوب کرم فرمایا لیکن مجھ پر عتاب بھی ہوا۔'' مَیں ان کی یہ بات سن کر متعجب ہوا اور پوچھا: ''آپ کی مغفرت بھی ہوگئی، آپ پر رحم بھی کیا گیا پھر عتاب بھی ہوا؟'' تو انہوں نے جواباً فرمایا: ''ہاں! مجھ سے پوچھا گیا کہ اے یزید بن ہارون واسطی! کیا تُو نے جریر بن عثمان سے کوئی حدیث نقل کی ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں! اللہ ربُّ العزّت عزوجل کی قسم! میں نے اس میں ہمیشہ بھلائی ہی پائی۔'' پھر مجھ سے کہا گیا: ''مگر وہ ابوالحسن حضرت سیدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے بغض رکھتا تھا۔''

محفوظ سدا رکھنا شہا بے ادبوں سے ۔۔۔ اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

(اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تمام اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالٰی کی سچی محبت عطا فرما، ہمارے دلوں کو ان کی محبت سے معمور فرما، ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما، تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان پر خوب رحمتوں کی برسات فرما اور ان پاکیزہ ہستیوں کے صدقے ہماری مغفرت فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم)

حکایت نمبر 144:

بُھنا ہوا ہَرن

حضرت سیدنا ابراہیم خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق حضرت سنان علیہ رحمۃ اللہ المنان کے بھائی حضرت سیدنا حسن رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت سیدنا ابوتراب نخشی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میرے چند رفقاء **حرمین شریفین** کی حاضری کے لئے سفر پر روانہ ہوئے۔ میں نے سب سے الگ تھلگ رہ کر سفر کرنا پسند کیا اور انہیں چھوڑ کر اکیلا ہی سفر کرتا رہا، چلتے چلتے جب بھوک نے بہت زیادہ ستایا تو میرے دوستوں نے ایک ہرن شکار کیا اور ذبح کرنے کے بعد اسے بھونا پھر سب مل کر کھانے کے لئے بیٹھ گئے۔ ابھی انہوں نے کھانا شروع بھی نہ کیا تھا کہ ایک بہت بڑا پرندہ آیا، اس نے بھنے ہوئے ہرن پر حملہ کیا اور اس کا چوتھائی حصہ لے کر فضا میں بلند ہوگیا۔ میرے رفقاء کا کہنا ہے: ''ہم نے اس کا پیچھا کیا لیکن کچھ دور جا کر وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہوگیا۔''

حضرت سیدنا ابو تراب نخشبی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: جب ہم سب دوست مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے تو میں نے ان سے پوچھا: ''کیا تمہیں دورانِ سفر کوئی عجیب وغریب واقعہ پیش آیا؟'' انہوں نے جواب دیا: ''جی ہاں! ہمیں ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا۔'' پھر انہوں نے پرندے اور ہرن والا واقعہ سنایا۔ ان سے یہ واقعہ سننے کے بعد میں نے کہا: ''فلاں دن فلاں وقت میں سوئے حرم سفر پر رواں دواں تھا کہ اچانک ایک پرندہ آیا اور میرے سامنے بھنے ہوئے ہرن کا چوتھائی حصہ ڈال کر وہاں سے غائب ہوگیا، دیکھو! ہمارے پاک پروردگار عزوجل نے ہمیں کس طرح ایک ہی وقت میں ایک ہی ہرن کا گوشت کھلایا۔''

(اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں حلال رزق عطا فرما اور حرام چیزوں سے ہماری حفاظت فرما اور ہمیں توکّل کی دولت سے مالا مال فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

حکایت نمبر 145: اللہ عزوجل کا ہر ولی زندہ ہے

حضرت سیدنا احمد بن منصور علیہ رحمۃ اللہ الغفور فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اُستاذ حضرت سیدنا ابو یعقوب السوسی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک مرتبہ میرا ایک شاگرد میرے پاس مکہ مکرمہ آیا اور کہنے لگا: ''اے اُستادِ محترم! کل ظہر کی نماز کے بعد میں اپنے خالق حقیقی عزوجل سے جاملوں گا۔ آپ یہ چند درہم لے لیجئے، ان سے گورکن (یعنی قبر کھودنے والے) کی اُجرت ادا کردینا اور بقیہ درہموں کی خوشبو منگوالینا اور مجھے میرے انہیں کپڑوں میں دفن کر دینا، یہ بالکل پاک وصاف ہیں۔'' اس کی یہ باتیں سن کر میں سمجھا کہ شاید بھوک کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہوگئی۔ مجھے اس کی باتوں پر تعجب بھی ہو رہا تھا بہر حال میں نے اس پر توجہ رکھی۔ دوسرے دن جب نمازِ ظہر کا وقت ہوا تو اس نے نماز ادا کی اور خانہ کعبہ کو دیکھنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ زمین پر گر پڑا۔ مَیں دوڑ کر اس کے قریب گیا اور اسے ہلا جُلا کر دیکھا تو اس کا جسم بے جان ہو چکا تھا اور خانہ کعبہ کا جلوہ دیکھتے دیکھتے اس کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔

یہ صورت حال دیکھ کر میں نے دل میں کہا: ''میرا پروردگار عزوجل بڑا بے نیاز ہے، جسے چاہے جو مقام عطا فرمائے، اس کی حکمتیں وہی جانے، وہ جسے چاہے اپنی معرفت عطا کرے۔ وہ ذات پاک ہے جس نے میرے شاگرد کو اِتنا مرتبہ عطا فرمایا کہ موت سے پہلے ہی اسے حقیقت سے آگاہی عطا فرما دی اور مَیں ایسی باتیں نہیں جانتا حالانکہ میں اس کا اُستاد ہوں۔ یہ اس کی نعمتیں ہیں جسے چاہے عطا کرے۔''

مجھے اپنے اس شاگرد کی موت کا بہت غم ہوا، بہر حال ہم نے اسے تختہ پر لٹایا اور غسل دینا شروع کیا جب میں نے اسے وضو کرایا تو اچانک اس نے آنکھیں کھول دیں۔ یہ دیکھ کر میں بڑا حیران ہوا اور اس سے پوچھا: ''اے میرے بیٹے! کیا تُو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو گیا؟'' اس نے بڑی فصیح و بلیغ زبان میں جواب دیا: ''(اے اُستادِ محترم)! میں موت کے بعد زندہ ہو گیا ہوں اور موت کے بعد اپنی قبروں میں اللہ تعالیٰ کے تمام ولی زندہ ہوتے ہیں۔''

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

دل کی دنیا بدل گئی

حکایت نمبر146:

حضرت سیدنا حسن بن حضر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر فرماتے ہیں، مجھے بغداد کے ایک شخص نے بتایا کہ حضرت سیدنا ابو ہاشم علیہ رحمۃ اللہ الدائم نے بیان فرمایا: ''ایک مرتبہ میں نے بصرہ جانے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ میں ساحل پر آیا تا کہ کسی کشتی میں سوار ہو کر جانبِ منزل روانہ ہو جاؤں، جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک کشتی موجود ہے اور اس میں ایک لونڈی اور اس کا مالک سوار ہے۔ میں نے بھی کشتی میں سوار ہونا چاہا تو لونڈی کے مالک نے کہا: ''اس کشتی میں ہمارے علاوہ کسی اور کے لئے جگہ نہیں، ہم نے یہ ساری کشتی کرایہ پر لے لی ہے لہٰذا تم کسی اور کشتی میں بیٹھ جاؤ۔'' لونڈی نے جب یہ بات سنی تو اس نے اپنے آقا سے کہا: ''اس مسکین کو بٹھا لیجئے۔'' چنانچہ اس لونڈی کے مالک نے مجھے بیٹھنے کی اجازت دے دی اور کشتی جھومتی جھومتی بصرہ کی جانب سطحِ سمندر پر چلنے لگی، موسم بڑا خوشگوار تھا۔ میں ان دونوں سے الگ تھلگ ایک کونے میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ دونوں خوش گپیوں میں مشغول خوشگوار موسم سے خوب لُطف اَندوز ہو رہے تھے۔

پھر اس لونڈی کے مالک نے کھانا منگوایا اور دستر خوان بچھا دیا گیا۔ جب وہ دونوں کھانے کے لئے بیٹھے تو انہوں نے مجھے آواز دی: ''اے مسکین! تم بھی آجاؤ اور ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔'' مجھے بہت زیادہ بھوک لگی تھی اور میرے پاس کھانے کو کچھ بھی نہ تھا چنانچہ میں ان کی دعوت پر ان کے ساتھ کھانے لگا۔

جب ہم کھانا کھا چکے تو اس شخص نے اپنی لونڈی سے کہا: ''اب ہمیں شراب پلاؤ۔'' لونڈی نے فوراً شراب کا جام پیش کیا اور وہ شخص شراب پینے لگا پھر اس نے حکم دیا کہ اس شخص کو بھی شراب پلاؤ۔ میں نے کہا: ''اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے، میں تمہارا

مہمان ہوں اور تمہارے ساتھ کھانا کھا چکا ہوں، اب میں شراب ہرگز نہیں پیوں گا۔'' اس نے کہا: ''ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی۔'' پھر جب وہ شراب کے نشے میں مست ہوگیا تو لونڈی سے کہا: ''سارنگی (یعنی باجا) لاؤ اور ہمیں گانا سناؤ۔'' لونڈی سارنگی لے کر آئی اور اپنی پُرکشش آواز میں گانے لگی، اس کا مالک گانے سنتا رہا اور جھومتا رہا، لونڈی بھی سارنگی بجاتی رہی اور پُرکشش آواز سے اپنے مالک کا دل خوش کرتی رہی۔

یہ سلسلہ کافی دیر تک چلتا رہا وہ دونوں اپنی ان رنگینیوں میں بدمست تھے اور مَیں اپنے رب عزوجل کے ذکر میں مشغول رہا۔ جب کافی دیر گزر گئی اور اس کا نشہ کچھ کم ہوا تو وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''کیا تُو نے پہلے کبھی اس سے اچھا گانا سنا ہے؟ دیکھو! کتنے پیارے انداز میں اس حسینہ نے گانا گایا ہے، کیا تم بھی ایسا گا سکتے ہو؟'' میں نے کہا: ''میں ایک ایسا کلام آپ کو سنا سکتا ہوں جس کے مقابلے میں یہ گانا کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔'' اس نے حیران ہوکر کہا: ''کیا گانوں سے بہتر بھی کوئی کلام ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں! اس سے بہت بہتر کلام بھی ہے۔'' اس نے کہا: ''اگر تمہارا دعوی درست ہے تو سناؤ ذرا ہم بھی تو سنیں کہ گانوں سے بہتر کیا چیز ہے؟'' تو مَیں نے سُوْرَۃُ التَّکْوِیْر کی تلاوت شروع کردی:

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ٥ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ٥ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ٥ (پ۳۰، التکویر: ۱تا۳)

ترجمۂ کنزالایمان: جب دھوپ لپیٹی جائے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب پہاڑ چلائے جائیں۔

میں تلاوت کرتا جارہا تھا اور اس کی حالت تبدیل ہوتی جارہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہوگیا۔ بڑی توجہ وعاجزی کے ساتھ وہ کلامِ الٰہی عزوجل کو سنتا رہا۔ ایسا لگتا تھا کہ کلامِ الٰہی عزوجل کی تجلیاں اس کے سیاہ دل کو منور کرچکی ہیں اور یہ کلام تاثیر کا تیر بن کر اس کے دل میں اُتر چکا ہے، اب اسے عشقِ حقیقی کی لذت سے آشنائی ہوتی جارہی تھی۔ تلاوت کرتے ہوئے جب میں اس آیت مبارکہ پر پہنچا: ''وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ٥ (پ۳۰، التکویر: ۱۰) ترجمۂ کنزالایمان: اور جب نامۂ اعمال کھولے جائیں گے۔'' تو اس نے اپنی لونڈی سے کہا: ''جا! میں نے تجھے اللہ عزوجل کی خاطر آزاد کیا۔'' پھر اس نے اپنے سامنے رکھے ہوئے شراب کے سارے برتن سمندر میں انڈیل دیئے۔ سارنگی، باجا اور آلات لہو ولعب سب توڑ ڈالے پھر وہ بڑے مؤدبانہ انداز میں میرے قریب آیا اور مجھے سینے سے لگا کر ہچکیاں لے لے کر رونے لگا اور پوچھنے لگا: ''اے میرے بھائی! مَیں بہت گناہگار ہوں، مَیں نے ساری زندگی گناہوں میں گزار دی اگر میں اب توبہ کروں تو کیا اللہ عزوجل میری توبہ قبول فرمالے گا؟''

مَیں نے اسے بڑی محبت دی اور کہا: ''بے شک اللہ عزوجل توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی حاصل کرنے والوں کو بہت پسند فرماتا ہے، وہ تو توبہ کرنے والوں سے بہت خوش ہوتا ہے، اللہ عزوجل کی بارگاہ سے کوئی مایوس نہیں لوٹتا، تم اس سے توبہ کرو وہ

ضرور قبول فرمائے گا۔‘‘

چنانچہ اس شخص نے میرے سامنے اپنے تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کی اور خوب رو رو کر معافی مانگتا رہا۔ پھر ہم بصرہ پہنچے اور دونوں نے اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے دوستی کر لی۔ چالیس سال تک ہم بھائیوں کی طرح رہے چالیس سال بعد اس مردِ صالح کا اِنتقال ہو گیا۔ مجھے اس کا بہت غم ہوا، پھر ایک رات میں نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا: ’’اے میرے بھائی! دنیا سے جانے کے بعد تمہارا کیا ہوا تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے؟‘‘ اس نے بڑی دِلربا اور شیریں آواز میں جواب دیا: ’’دنیا سے جانے کے بعد مجھے میرے رب عزوجل نے جنت میں بھیج دیا۔‘‘

میں نے پوچھا: ’’اے میرے بھائی! تمہیں جنت کس عمل کی وجہ سے ملی؟‘‘ اس نے جواب دیا: ’’جب تم نے مجھے یہ آیت سنائی تھی:

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ۝ (پ۳۰، التکویر: ۱۰) ترجمۂ کنز الایمان: اور جب نامۂ اعمال کھولے جائیں گے۔

تو اسی آیت کی برکت سے میری زندگی میں انقلاب آ گیا تھا۔ اسی وجہ سے میری مغفرت ہو گئی اور مجھے جنت عطا کر دی گئی۔‘‘

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** قرآنِ پاک ایک ایسی عظیم نعمت ہے کہ اس کو سن کر نہ جانے کتنے ایسے سیاہ دل روشن ہو گئے جو گناہوں کے تاریک گڑھے میں گر چکے تھے، کتنے ہی مردہ دلوں کو قرآن کریم نے جِلا بخشی، بڑے بڑے مجرموں نے جب اسے سنا تو ان کے دل خوفِ خداوندی عزوجل سے لرز اٹھے اور وہ تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کر کے صلوٰۃ وسنت کی راہ پر گامزن ہو گئے۔ کلام الٰہی عزوجل ایسا بابرکت کلام ہے کہ جس نے بڑے بڑے کفار کو کفر کے ظلمت کدوں سے نکال کر ایسی عظمتیں عطا کیں کہ وہ آفتابِ ہدایت بن کر لوگوں کے ہادی و مقتدا بن گئے اور اپنے جلووں سے دنیا کو منور کرنے لگے اور جو اِن کے دامن سے وابستہ ہو گیا وہ بھی منور ہو گیا۔ اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں قرآن کریم کو سمجھنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تعلیم عام کرنے کی توفیق عطا فرما۔)

یہی ہے آرزو تعلیمِ قرآں عام ہو جائے
ہر اک پرچم سے اُونچا پرچمِ اسلام ہو جائے

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

حکایت نمبر 147:

متوکِّل خاتون

حضرت سیدنا عفان بن مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سردیوں کے موسم میں زبردست موسلا دھار بارش ہوئی، مسلسل بارش کی وجہ سے لوگوں کو پریشانی ہونے لگی۔ حضرت سیدنا حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پڑوس میں ایک عبادت گزار عورت اپنی یتیم بچیوں کے ساتھ ایک پُرانے سے گھر میں رہتی تھی۔ جب بارش ہوئی تو ان کے کچے گھر کی چھت ٹپکنے لگی اور بارش کا پانی گھر میں آنے لگا، ان غریبوں کے پاس صرف یہ ایک ہی کمرے پر مشتمل گھر تھا۔ اس نیک عورت نے جب دیکھا کہ سردی کی وجہ سے بچے ٹھٹھر رہے ہیں اور بارش کا پانی مسلسل گھر میں گر رہا ہے جبکہ بارش رکنے کا نام تک نہیں لے رہی۔

چنانچہ اس نیک عورت نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور عرض گزار ہوئی: ''اے میرے رحیم وکریم پروردگار عزوجل! تُو رحم اور نرمی فرمانے والا ہے، ہمارے حالِ زار پر رحم اور نرمی فرما۔''

وہ نیک عورت ابھی دعا سے فارغ بھی نہ ہونے پائی تھی کہ فوراً بارش رُک گئی میرا گھر چونکہ اس صالحہ عورت کے گھر سے بالکل متصل تھا۔ میں اس کی دعا سن رہا تھا جب میں نے دیکھا کہ اس عورت کی دعا سے بارش بند ہوگئی ہے تو میں نے ایک تھیلی میں دس سونے کی اشرفیاں ڈالیں اور اس عورت کے دروازے پر پہنچ کر دستک دی دستک سُن کر عورت نے کہا: ''اللہ عزوجل کرے کہ آنے والا حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہو۔'' جب میں نے یہ سنا تو کہا کہ مَیں حماد بن سلمہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہی ہوں۔ میں نے تمہاری آواز سنی تھی تم دعا میں اس طرح کہہ رہی تھی: ''اے نرمی فرمانے والے پروردگار عزوجل نرمی فرما۔'' کیا تمہاری یہ دعا مقبول ہوگئی ہے اور اللہ عزوجل نے تم سے کیا نرمی والا معاملہ فرمایا ہے؟'' وہ نیک عورت بولی: ''میرے پروردگار عزوجل نے ہم پر اس طرح نرمی فرمائی کہ بارش رُک گئی اور جو پانی ہمارے گھر میں جمع ہوگیا تھا وہ بھی خشک ہوگیا۔ میرے بچے بھی سردی سے محفوظ ہوگئے ہیں، انہوں نے گرمائش حاصل کرنے کا بھی انتظام کرلیا ہے۔''

جب میں نے اس عورت کی یہ باتیں سنیں تو سونے کی اشرفیوں والی تھیلی نکالی اور کہا: ''یہ کچھ رقم ہے، اسے تم اپنی ضروریات میں استعمال کرو۔'' ابھی ہمارے درمیان یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک بچی اچانک ہمارے پاس آئی، اس نے اُون کا پُرانا سا کُرتا پہنا ہوا تھا جو ایک جگہ سے پھٹا ہوا تھا اور اس پر پیوند لگے ہوئے تھے۔ ہمارے پاس آکر وہ کہنے لگی: ''اے حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! کیا آپ یہ دنیاوی دولت دے کر ہمارے اور ہمارے رب عزوجل کے درمیان پردہ حائل کرنا چاہتے ہیں، ہمیں ایسی دولت نہیں چاہیے جو ہمیں ہمارے رب عزوجل کی بارگاہ سے جُدا کرنے کا سبب بنے۔''

پھراس نے اپنی والدہ سے کہا:''اے امی جان! جب ہم نے اپنے پروردگارعَزَّوَجَلَّ سے اپنی مصیبتوں کی التجاء کی تو اس نے فوراً ہی دنیاوی دولت ہماری طرف بھجوادی، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اس دنیاوی دولت کی وجہ سے اپنے مالکِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے غافل ہو جائیں اور ہماری توجہ اس سے ہٹ کر کسی اور کی طرف مبذول ہو جائے۔'' پھراس لڑکی نے اپنا چہرہ زمین پر ملنا شروع کیا اور کہنے لگی:''اے ہمارے پاک پروردگارعَزَّوَجَلَّ! ہمیں تیری عزت وجلال کی قسم! ہم کبھی بھی تیرے دَر سے نہیں جائیں گے، ہماری اُمیدیں صرف تجھ سے ہی وابستہ رہیں گی، ہم تیرے ہی دَر پر پڑے رہیں گے اگرچہ ہمیں دُھتکار دیا جائے لیکن ہم پھر بھی تیرے دَر کو نہیں چھوڑیں گے۔''

پھراس بچی نے مجھ سے کہا:''اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو اپنی حفظ وامان میں رکھے، برائے کرم! آپ یہ رقم واپس لے جائیں اور جہاں سے لائے ہیں وہیں رکھ دیں۔ ہمیں اس دولت کی کوئی حاجت نہیں، ہمیں ہمارا پروردگار عَزَّوَجَلَّ کافی ہے۔ وہ ہمیں کبھی بھی مایوس نہیں کرے گا۔ ہم اپنی تمام حاجتیں اس پاک پروردگارعَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں، وہی ہماری حاجتوں کو پورا کرنے والا ہے، وہی تمام جہانوں کا پالنے والا اور ساری مخلوق کا حاکم ووالی ہے۔''

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم﴾

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر148: ''کامل بھروسہ'' ہو تو جنگل میں بھی ''رزق'' مل جاتا ہے

حضرت سیدنا ابوابراہیم یمانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:''ایک مرتبہ ہم چند رفقاء حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کی ہمراہی میں سمندر کے قریب ایک وادی کی طرف گئے۔ ہم سمندر کے کنارے کنارے چل رہے تھے کہ راستے میں ایک پہاڑ آیا جسے جبل''کفرفیر'' کہتے ہیں۔ وہاں ہم نے کچھ دیر قیام کیا اور پھر سفر پر روانہ ہوگئے۔ راستے میں ایک گھنا جنگل آیا جس میں بکثرت خشک درخت اور خشک جھاڑیاں تھیں، شام قریب تھی، سردیوں کا موسم تھا۔ ہم نے حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی بارگاہ میں عرض کی:''حضور! اگر آپ مناسب سمجھیں تو آج رات ہم ساحل سمندر پر گزار لیتے ہیں۔ یہاں اس

قریبی جنگل میں خشک لکڑیاں بہت ہیں۔ ہم لکڑیاں جمع کر کے آگ روشن کرلیں گے اس طرح ہم سردی اور درندوں وغیرہ سے محفوظ رہیں گے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی۔'' چنانچہ ہمارے کچھ دوستوں نے جنگل سے خشک لکڑیاں اکٹھی کیں اور ایک شخص کو آگ لینے کے لئے ایک قریبی قلعے کی طرف بھیج دیا، جب وہ آگ لے کر آیا تو ہم نے جمع شدہ لکڑیوں میں آگ لگا دی اور سب آگ کے اِرد گرد بیٹھ گئے اور ہم نے کھانے کے لئے روٹیاں نکال لیں۔ اچانک ہم میں سے ایک شخص نے کہا:'' دیکھو ان لکڑیوں سے کیسے اَنگارے بن گئے ہیں، اے کاش! ہمارے پاس گوشت ہوتا تو ہم اسے ان اَنگاروں پر بھون لیتے۔'' حضرت سیدنا ابراہیم ابن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے اس کی یہ بات سن لی اور فرمانے لگے:''ہمارا پاک پروردگار عزوجل اس بات پر قادر ہے کہ تمہیں اس جنگل میں تازہ گوشت کھلائے۔''

ابھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ بات فرما ہی رہے تھے کہ اچانک ایک طرف سے شیر نمودار ہوا جو ایک فربہ ہرن کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ ہرن کا رُخ ہماری ہی طرف تھا۔ جب ہرن ہم سے کچھ فاصلے پر رہ گیا تو شیر نے اس پر چھلانگ لگائی اور اس کی گردن پر شدید حملہ کیا جس سے وہ تڑپنے لگا۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم اُٹھے اور اس ہرن کی طرف لپکے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو آتا دیکھ کر شیر ہرن کو چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''یہ رزق اللہ عزوجل نے ہمارے لئے بھیجا ہے۔ چنانچہ ہم نے ہرن کو ذبح کیا اور اس کا گوشت انگاروں پر بھون بھون کر کھاتے رہے اور شیر دور بیٹھا ہمیں دیکھتا رہا۔ اسی طرح ہماری ساری رات گزر گئی۔'' سچ ہے کہ جو اس پاک ذات پر کامل یقین رکھتا ہے وہ کبھی مایوس نہیں ہوتا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر149: حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اندازِ دعا

حضرت سیدنا محمد بن محمود سمرقندی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، زمانے کے مشہور ولی حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ علیہ رحمۃ اللہ الجبار بارگاہِ خداوندی عزوجل میں اس طرح دعا کرتے:''اے میرے پروردگار عزوجل! میں تجھ سے اس زبان کے ذریعے دعا کرتا ہوں جو تُو نے مجھے عطا کی ہے، میرے مولیٰ عزوجل! تُو اپنے فضل وکرم سے میری دعا قبول فرما۔ اے میرے پروردگار عزوجل!

تُو مجھے ہر حال میں رزق عطا فرماتا ہے اور ہر مصیبت میں میرا مددگار تُو ہی ہے، اے میرے مولیٰ عزوجل! میں تیری عظمتوں اور رحمتوں کو دل وجان سے ماننے والا ہوں، میں تیری عظمت کا مُعترِف ہوں، میرے پاس یہی دلیل وآسرا ہے کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ میری تجھ سے محبت تیری بارگاہ میں میرے لئے شفیع ہے۔ اے رحیم وکریم مولیٰ عزوجل! تُو نے ہمیں بغیر مانگے محض اپنے فضل وکرم سے ایمان کی دولت سے نوازا، دولت ایمان سب سے بڑی دولت ہے۔

اے میرے مولیٰ عزوجل! جب ہم تجھ سے کوئی چیز مانگیں تو ہمیں ضرور عطا فرمائے گا، جب بغیر مانگے تُو اتنی بڑی بڑی نعمتیں عطا فرماتا ہے تو مانگنے پر بھی تُو ضرور ہماری حاجتیں پوری کرے گا۔ اے میرے مولیٰ عزوجل! تُو ہم سے عفو ودرگزر والا معاملہ فرما۔ اے میرے پاک پروردگار عزوجل! اگر معاف کرنا تیری صفت نہ ہوتی تو اہل معرفت کبھی بھی تیری نافرمانی نہ کرتے۔ جب ایک لمحے کا ایمان پچاس سال کے کفر کو مٹا دیتا ہے اور انسان کو کفر کی پُرانی سے پُرانی گندگی سے پاک کر دیتا ہے تو پچاس سال کا ایمان گناہوں کو کیسے نہیں مٹائے گا۔

اے میرے مولیٰ عزوجل! مَیں اس بات کی اُمید رکھتا ہوں کہ جو ایمان اپنے سے قبل کفر جیسی گندگی کو انسان سے لمحہ بھر میں دور کر دیتا ہے اور ایمان کی بدولت انسان کفر جیسی بیماری سے نجات پا جاتا ہے تو یہی ایمان اپنے مابعد گناہوں کو ضرور مٹا دے گا، چاہے گناہ کتنے ہی بڑے ہوں ایمان کی بدولت ضرور معاف کر دیئے جائیں گے۔

اے الٰہی عزوجل! تیری ذات تو وہ عظیم ذات ہے کہ اگر کوئی تجھ سے نہ مانگے تو تجھے اس پر جلال آتا ہے، میں تو تجھ سے مانگ رہا ہوں۔ لہٰذا میری دعا رَدّ نہ کرنا بلکہ قبول فرما لینا۔ اے میرے پاک پروردگار عزوجل! مجھ پر ہر گھڑی نظرِ رحمت فرما، میرے پاس بس ایک ہی حجت ودلیل ہے کہ میں تیری عظمتوں اور تیری تمام صفات کا معترف ہوں۔ اے اللہ عزوجل! اسی حجت کے سبب میری مغفرت فرما دے۔ اے میرے مولیٰ عزوجل! میرا اس بات پر یقینِ کامل ہے کہ میرا اور تمام جہاں کا پالنے والا تو ہی ہے، اے اللہ عزوجل! میں اپنے آپ کو تیری رحمتوں کے سائے میں پاتا ہوں، تیری رحمت کی جلوہ گری ہر طرف ہے۔ اے میرے پاک پروردگار عزوجل! میں تجھ سے اس حال میں دعا کر رہا ہوں کہ میرے گناہوں سے لتھڑے ہوئے ہاتھ دعا کے لئے پھیلے ہوئے ہیں اور آنکھیں تیری رحمت اور تیرے عفو وکرم کی اُمید سے بھیگی ہوئی ہیں۔

اے میرے مولیٰ عزوجل! میری دعا قبول فرما لے کیونکہ تُو تو بُردبار اور بخشنے والا مالک ہے، میرے حال پر رحم فرما کیونکہ میں تو ایک کمزور وعاجز بندہ ہوں۔ اے میرے مولیٰ عزوجل! جب تجھ سے ڈرنے میں دل کو سرور وکیف حاصل ہوتا ہے تو جس وقت تُو ہم سے راضی ہو جائے گا اور ہمیں جہنم سے آزادی کا پروانہ عطا فرما دے گا تو اس وقت ہمیں کتنا کیف وسرور حاصل ہوگا۔

اے میرے مولیٰ عزوجل! جب دُنیوی زندگی میں تیری تجلیات میں اور تیری رحمتوں کے سائے تلے ہم کسی محفل میں تیرا ذکر کرتے ہیں تو ہمیں کتنا سرور ملتا ہے، تو جب ہم اُخروی زندگی میں تیرے جلوؤں اور دیدار سے مشرف ہوں گے اس وقت ہماری خوشی اور کیف وسرور کا کیا عالم ہوگا۔ اے اللہ عزوجل! جب ہم دنیاوی زندگی میں عبادات وریاضات کر کے خوش ہوتے ہیں اور مصیبتوں پر صبر کر کے خوش ہوتے ہیں تو جس وقت ہمیں آخرت میں بخششیں، مغفرتیں اور نعمتیں عطا ہوں گی اس وقت ہماری خوشی کا کیا عالم ہوگا؟ جب ہم دنیا میں تیرے ذِکر کی لذت سے مَسرور وشاداں ہوتے ہیں تو جس وقت اُخروی زندگی شروع ہوگی اس وقت ہماری خوشی اور سرور کا عالم کیا ہوگا۔

اے میرے پاک پروردگار عزوجل! مجھے اپنے اَعمال پر بھروسا نہیں کہ میں ان کی وجہ سے بخشا جاؤں گا مجھے تو بس تیری رحمت سے اُمید ہے کہ تو مجھے ضرور بالضرور بخشے گا مجھے تیری رحمت سے قوی اُمید ہے۔ اعمال میں اِخلاص شرط ہے کیا معلوم کہ میرے اَعمال میں اِخلاص ہے بھی یا نہیں؟ پھر میں کیوں نہ ڈروں اس بات سے کہ ہوسکتا ہے میرے اعمال تیری بارگاہ میں قبول ہی نہ ہوں۔ اے اللہ عزوجل! میں اس بات پر پختہ یقین رکھتا ہوں کہ میرے گناہ محض تیری رحمت ہی سے بخشے جائیں گے اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تُو گناہوں کو معاف نہ کرے حالانکہ تُو تو جواد وغفار ہے تو ضرور بالضرور میرے گناہوں کو بخشے گا۔

یا الٰہی عزوجل! مجھے اس وقت تک دنیا سے نہ اٹھانا جب تک تُو مجھے اپنی ملاقات کا خوب شوق عطا نہ فرمادے۔ جب میں دنیا سے جاؤں تو میرے دل میں تجھ سے ملاقات کا شوق مچل رہا ہو، تیری زیارت کے لئے میرا دل بے قرار ہو، تیرے جلوؤں میں گم ہونے کے لئے میری روح تڑپ رہی ہو۔

اے میرے مولیٰ عزوجل! میرے پاس ایسی زبان نہیں جو تیری خوبیاں بیان کرسکے اور نہ ہی کوئی ایسا عمل ہے جسے میں حجت ودلیل بناسکوں اور اس کے ذریعے تیرا قُرب حاصل کرسکوں۔ میرے گناہوں کی کثرت نے مجھے بولنے سے عاجز کر دیا ہے اور میرے عیوب کی وجہ سے میری قوت بیانی ختم ہوچکی ہے۔

اے میرے پاک پروردگار عزوجل! میرے پاس کوئی عمل ایسا نہیں جسے تیری بارگاہ میں وسیلہ بنا سکوں، نہ ہی کوئی ایسا عمل ہے جس کی وجہ سے میری کوتاہیاں معاف ہوجائیں۔ البتہ! یہ بات ضرور ہے کہ میں تیری رحمت سے قوی اُمید رکھتا ہوں کہ تو مجھے ضرور بخشے گا تو ضرور مجھ پر احسان فرمائے گا اور میں تیری ملاقات کو پسند کرتا ہوں۔ میرا یہ عمل بھی مجھے تیری بارگاہ سے ضرور مغفرت دِلوائے گا۔ یا اللہ عزوجل! میں تجھے تیرے فضل وکرم کا واسطہ دیتا ہوں تُو میری غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرما۔ الٰہی عزوجل! میری دعا کو قبول فرمالے اگر تُو قبول فرمالے گا تو میرے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ تیرے دریائے رحمت کا ایک

قطرہ میرے تمام گناہوں کی سیاہی دھوڈالے گا۔ اے میرے مالک ومختار رب عزوجل! تُو نے ہم پر اپنی عبادت لازم فرمائی حالانکہ تُو ہماری عبادت کا محتاج نہیں بلکہ تُو تو بے نیاز ہے، ہماری عبادت کی تجھے کوئی حاجت نہیں لیکن اے میرے مولیٰ عزوجل! میں تجھ سے مغفرت کا طالب ہوں اور میں مغفرت کا محتاج ہوں۔ اپنے کرم سے میری اس حاجت کو پورا فرمادے اور میری مغفرت فرما۔

اے میرے پیارے اللہ عزوجل! تُو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ میں تجھ سے محبت کروں حالانکہ تجھے میری محبت کی کوئی حاجت نہیں۔ اے میرے مولیٰ عزوجل! میں تجھ سے محبت کیوں نہ کروں حالانکہ تُو تو میرا پیدا کرنے والا ہے اور مجھے تیری محبت کی حاجت ہے، تیری محبت کے بغیر میرا گزارہ ہی نہیں ہوسکتا پھر میں تجھ سے محبت کیوں نہ کروں۔

اے میرے مولیٰ عزوجل! میں تیرا اَدنیٰ وحقیر بندہ ہوں، میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، میں نے تیرا دَر لازم کرلیا ہے اب کسی اور کی طرف ہرگز ہرگز اِلتفات نہ کروں گا۔ اے میرے مولیٰ عزوجل! میرے دل میں یہ بات اچھی طرح گھر کرچکی ہے کہ تیری رحمت کے سہارے میں ضرور بخشا جاؤں گا مجھے تجھ سے قوی اُمید ہے۔ پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں تجھ سے اُمید رکھوں پھر بھی میری مغفرت نہ ہو۔

میرا اس پاک پروردگار عزوجل پر پختہ یقین ہے جو دنیاوی زندگی میں ہماری کوتاہیوں کے باوجود ہمیں نعمتوں سے نوازتا جارہا ہے، وہ کل بروزِ قیامت محض اپنے لُطف وکرم سے ہمارے حالِ زار پر ضرور رحم فرمائے گا۔ وہ ایسا ستار وغفار ہے کہ دنیا میں ہماری نیکیوں کو ظاہر فرماتا اور ہمارے عیوب پر پردہ ڈالتا ہے وہ بروز قیامت ضرور ہماری ٹوٹی پھوٹی نیکیوں کو قبول فرمائے گا اور ہماری خطاؤں اور گناہوں سے درگزر فرماکر ہمیں ضرور مغفرت کا مژدۂ جاں فزا سنائے گا اور جو کسی پر احسان کرتا ہے اس کی شان یہ ہے کہ وہ اِحسان کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتا ہے۔ میرا مولیٰ عزوجل ہم پر اِحسان فرمانے والا ہے وہ ضرور ہمارے گناہوں کو چھپائے رکھے گا اور ضرور ہماری مغفرت فرمائے گا۔

اے میرے مولیٰ عزوجل! تیری بارگاہ میں میرا وسیلہ تیری نعمتیں ہیں، تیرا لطف وکرم ہی میرا وسیلہ اور تیرا احسان وشان کریمی ہی تیری بارگاہ میں میرے لئے شفیع ہیں۔ اے میرے مولیٰ عزوجل! میں گناہ گار ہوں پھر میں خوش کیسے رہ سکتا ہوں اور جب تیری رحمت کی طرف نظر کروں اور تیری بخششوں اور عطاؤں کو مدِّنظر رکھوں تو پھر میں غمگین اور پریشان کیسے رہ سکتا ہوں۔

اے اللہ عزوجل! جب میں اپنے گناہوں کی طرف نظر کرتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ تجھ سے دعا کس طرح مانگوں؟ کس منہ سے تیری بارگاہ میں اِلتجائیں کروں لیکن جب تیری رحمت اور کرم کی طرف نظر کرتا ہوں تو میری ڈھارس بندھ جاتی ہے کہ کریم سے نہ مانگوں تو کس سے مانگوں۔ اے اللہ عزوجل! بتقاضائے بشریت مجھ سے گناہ سرزد ہوجاتے ہیں لیکن میں پھر بھی تجھ سے دعا ضرور

کروں گا کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ گناہگاروں سے گناہوں کے صدور کے باوجود تُو انہیں اپنی نعمتوں سے محروم نہیں کرتا۔اے میرے مغفرت فرمانے والے پروردگار عزوجل! اگر تُو میری مغفرت فرمادے گا تو بے شک یہ محض تیری عطا ہے اور تُو سب سے زیادہ مغفرت فرمانے والا ہے اور اگر تُو مجھے عذاب دے گا تو تو اس بات پر قادر ہے۔تیرا کسی کو عذاب دینا کوئی ظلم نہیں بلکہ یہ تو تیرا عدل ہے۔

اے میرے پروردگار عزوجل! میں ذلیل وخوار ہوں، اپنی حیثیت کے مطابق تجھ سے طلب کر رہا ہوں تو اپنے کرم کے مطابق عطا فرما۔ یا اللہ عزوجل! جب مجھے تجھ سے سوال کرنے میں اِتنا سرور ملتا ہے کہ بیان سے باہر ہے تو جس وقت تُو میری دعا قبول فرمالے گا اور مجھے بخشش ومغفرت اور اپنی دائمی رضا کی دولت سے مالا مال کردے گا تو اس وقت میری خوشی کا کیا عالم ہوگا۔ اے میرے مولیٰ عزوجل! میں تیرے خوف سے تھر تھر کانپتا ہوں کیونکہ میں اِنتہائی گناہگار وخطا کار ہوں اور تیری رحمت کا اُمیدوار بھی ہوں کیونکہ تُو کریم ہے تُو رحیم وحلیم ہے۔

اے میرے مولیٰ عزوجل! میری دعا قبول فرمالے کیونکہ تُو لطیف وکریم ہے، میرے حال زار پر رحم فرما، بے شک میں کمزور وعاجز بندہ ہوں۔اے میرے مولیٰ عزوجل! اے میرے پروردگار عزوجل! اے میرے مالک عزوجل! اے رحیم وکریم ذات عزوجل! مجھ پر رحم فرما میں تیرا محتاج ہوں، میں تیرا محتاج ہوں، میں تیری بارگاہ میں رحمت ومغفرت کا طلبگار ہوں، میں اپنی حاجتیں خود پوری نہیں کرسکتا، میری اُمید گاہ کا مرکز تیری ہی ذات ہے، تیری رحمت ومغفرت کا سب سے زیادہ حق دار میں ہی ہوں، میرے گناہ بہت زیادہ ہیں اور آخرت کا معاملہ بہت سخت ہے۔نہیں معلوم میرا کیا انجام ہوگا۔یا الٰہی عزوجل! مجھے اپنی حفظ وامان میں رکھ اگرچہ میرے پاس نیک اعمال کا ذخیرہ نہیں لیکن پھر بھی میں تیری رحمت کا طلب گار ہوں۔اے اللہ عزوجل! میرے پاس ایسا کوئی عذر نہیں جسے تیری بارگاہ میں پیش کرکے خلاصی حاصل کرسکوں۔اے اللہ عزوجل! مجھے تمام آفتوں اور مصیبتوں سے اسی وقت خلاصی مل سکتی ہے جب تُو لطف وکرم فرمادے، میرے تمام گناہوں کو بخش دے اور میری تمام خطاؤں کو معاف فرمادے۔یا الٰہی عزوجل! تُو پاک ہے، تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں تُو پاک ہے، تُو پاک ہے۔"

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

ے بخش ہماری ساری خطائیں، کھول دے ہم پر اپنی عطائیں
برسادے رحمت کی برکھا، یا اللہ (عزوجل)! میری جھولی بھر دے

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر150: **بڑی چاہتوں سے ہے اس در کو پایا**

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، مجھ سے حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اِیمان لانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: مَیں ''**اصبہان**'' کے ایک گاؤں میں رہتا تھا، میرا باپ ایک بڑا جاگیر دار تھا اور وہ مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا، میں اس کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا تھا۔ اسی محبت کی وجہ سے وہ مجھے گھر سے باہر نہ نکلنے دیتا، ہر وقت مجھے گھر ہی میں رکھتا، میری خوب دیکھ بھال کرتا، میرے باپ کی یہ خواہش تھی کہ مَیں پکا مجوسی (یعنی آتش پرست) بنوں کیونکہ ہمارا آبائی مذہب ''**مجوسیت**'' ہی تھا اور میرا باپ پکا مجوسی تھا۔ وہ مجھے بھی اپنی ہی طرح بنانا چاہتا تھا لہٰذا اس نے میری ذمہ داری لگادی کہ میں آتش کدہ میں آگ بھڑکاتا رہوں اور ایک لمحہ کے لئے بھی آگ کو نہ بجھنے دوں۔ میں اپنی ذِمہ داری سرانجام دیتا رہا۔ ایک دن میرا باپ کسی تعمیری کام میں مشغول تھا جس کی وجہ سے وہ زمینوں کی دیکھ بھال کے لئے نہیں جاسکتا تھا۔

چنانچہ میرے باپ نے مجھے بلایا اور کہا: ''اے میرے بیٹے! آج میں یہاں بہت مصروف ہوں اور کھیتوں کی دیکھ بھال کے لئے نہیں جاسکتا۔ آج وہاں تُو چلا جا اور خادموں کو فلاں فلاں کام کی ذمہ داری سونپ دینا اور ان کی نگرانی کرنا، اِدھر اُدھر کہیں متوجہ نہ ہونا، سیدھا اپنے کھیتوں پر جانا اور کام پورا ہونے کے فوراً بعد واپس آجانا۔'' اپنے باپ کا حکم پاتے ہی میں اپنی زمینوں کی طرف چل دیا۔ راستے میں عیسائیوں کا عبادت خانہ تھا۔ جب میں اس کے قریب سے گزرا تو مجھے اندر سے کچھ آوازیں سنائی دیں۔ وہاں کچھ راہب نماز میں مشغول تھے۔ میں جب اندر داخل ہوا اور ان کا اندازِ عبادت مجھے بڑا انوکھا اور اچھا لگا میں نے پہلی مرتبہ اس انداز میں کسی کو عبادت کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ میں چونکہ زیادہ تر گھر ہی میں رہتا تھا اس لئے لوگوں کے معاملات سے آگاہ نہ تھا۔ اب جب یہاں ان لوگوں کو دیکھا کہ یہ ایسے انداز میں عبادت کررہے ہیں جو ہم سے بالکل مختلف ہے تو میرا دل ان کی طرف راغب ہونے لگا اور مجھے ان کا اندازِ عبادت بہت پسند آیا۔

میں نے دل میں کہا: ''خدا عزوجل کی قسم! ان راہبوں کا مذہب ہمارے مذہب سے اچھا ہے۔'' پھر میں سارا دن انہیں دیکھتا رہا اور اپنے کھیتوں پر نہیں گیا۔ جب تاریکی نے اپنے پر پھیلانا شروع کئے تو میں ان لوگوں کے قریب گیا اور ان سے پوچھا: ''تم جس دین کو مانتے ہو اس کی اصل کہاں ہے؟ یعنی تمہارا مرکز کہاں ہے؟'' انہوں نے بتایا: ''ہمارا مرکز ''**شام**'' میں ہے۔'' پھر میں گھر چلا آیا۔ میرا باپ بہت پریشان تھا کہ نہ جانے میرا بچہ کہاں گم ہوگیا؟ اس نے میری تلاش میں کچھ لوگوں کو آس پاس کی بستیوں میں بھیج دیا تھا۔ جب میں گھر پہنچا تو میرے باپ نے بے تاب ہوکر پوچھا: ''میرے لال! تُو کہاں چلا گیا تھا؟ ہم تو تیری وجہ سے بہت پریشان تھے۔'' میں نے کہا: ''میں اپنی زمینوں کی طرف جارہا تھا کہ راستے میں کچھ لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا، مجھے

ان کا اندازِ عبادت بہت پسند آیا چنانچہ میں شام تک انہی کے پاس بیٹھا رہا۔''

یہ سن کر میرا باپ پریشان ہوا اور کہنے لگا: ''میرے بیٹے! ان لوگوں کے مذہب میں کوئی بھلائی نہیں۔ جس مذہب پر ہم ہیں اور جس پر ہمارے آباؤ اجداد تھے وہی سب سے اچھا ہے لہٰذا تم کسی اور طرف توجہ نہ دو۔'' میں نے کہا: ''ہر گز نہیں، خدا عزوجل کی قسم! ان راہبوں کا مذہب ہمارے مذہب سے بہت بہتر ہے۔'' میری یہ گفتگو سن کر میرے باپ کو یہ خوف ہونے لگا کہ کہیں میرا بیٹا مجوسیت کو چھوڑ کر نصرانی مذہب قبول نہ کرلے۔ اسی خوف کے پیشِ نظر اس نے میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈلوادیں اور مجھے گھر میں قید کر دیا تاکہ میں گھر سے باہر ہی نہ نکل سکوں۔ مجھے ان راہبوں سے بہت زیادہ عقیدت ہوگئی تھی۔ میں نے کسی طریقے سے ان تک پیغام بھجوایا کہ جب کبھی تمہارے پاس ملکِ شام سے کوئی قافلہ آئے تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔

چند روز بعد مجھے اِطلاع ملی کہ شام سے راہبوں کا ایک قافلہ ہمارے شہر میں آیا ہوا ہے۔ میں نے پھر راہبوں کو پیغام بھجوایا کہ جب یہ قافلہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد واپس شام جانے لگے تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔ کچھ دن بعد مجھے اِطلاع ملی کہ قافلہ واپس شام جارہا ہے۔ میں نے بہت جدوجہد کے بعد اپنے قدموں سے بیڑیاں اُتاریں اور فوراً شام جانے والے قافلے کے ساتھ جاملا۔ مُلکِ ''شام'' پہنچ کر میں نے لوگوں سے پوچھا: ''تم میں سب سے زیادہ معزز اور صاحبِ علم وعمل کون ہے؟'' لوگوں نے بتایا: ''فلاں کنیسہ (یعنی عبادت خانہ) میں رہنے والا راہب ہم میں سب سے زیادہ قابلِ احترام اور سب سے زیادہ متقی وپرہیزگار ہے۔'' چنانچہ میں اس راہب کے پاس پہنچا اور کہا: ''مجھے آپ کا دین بہت پسند آیا ہے، اب میں اس دین کے بارے میں کچھ معلومات چاہتا ہوں۔ اگر آپ قبول فرمالیں تو میں آپ کی خدمت کیا کروں گا اور آپ سے اس دین کے متعلق معلومات بھی حاصل کرتا رہوں گا۔ برائے کرم! مجھے اپنی خدمت کے لئے رکھ لیجئے۔''

یہ سن کر اس راہب نے کہا: ''ٹھیک ہے، تم بخوشی میرے ساتھ رہو اور مجھ سے ہمارے دین کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔'' چنانچہ میں اس کے ساتھ رہنے لگا لیکن وہ راہب مجھے پسند نہ آیا۔ وہ بہت بُرا شخص تھا، لوگوں کو صدقات وخیرات کی ترغیب دلاتا۔ جب لوگ صدقات وخیرات کی رقم لے کر آتے تو یہ اس رقم کو غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم نہ کرتا بلکہ اپنے پاس ہی جمع کرلیتا۔ اس طرح اس بدباطن راہب نے بہت سارا خزانہ جمع کر کے سونے کے بڑے بڑے سات مٹکے بھر لئے تھے۔ مجھے اس کی ان حرکتوں پر بہت غصہ آتا بالآخر جب وہ مرا تو لوگوں کا بہت بڑا ہجوم اس کی تجہیز وتکفین کے لئے آیا۔ میں نے لوگوں کو بتایا: ''جس کے بارے میں تمہارا گمان تھا کہ وہ سب سے بڑا راہب ہے وہ تو بہت لالچی اور گندی عادتوں والا تھا۔'' لوگ کہنے لگے: ''یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ تمہارے پاس کیا دلیل ہے کہ وہ راہب بُرا شخص تھا؟''

میں نے کہا: ''اگر تمہیں میری بات پر یقین نہیں آتا تو میرے ساتھ چلو، میں تمہیں اس کا مال و دولت اور خزانہ دکھاتا ہوں جو وہ جمع کرتا رہا اور فقراء و مساکین اور یتیموں پر خرچ نہ کیا۔'' لوگ میرے ساتھ چل دیئے۔ میں نے انہیں وہ مٹکے دکھائے جن میں سونا بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے وہ مٹکے لئے اور کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم اس راہب کو دفن نہیں کریں گے۔'' پھر انہوں نے اس کے مردہ جسم کو سولی پر لٹکایا اور پتھر مار مار کر چھلنی کر دیا پھر اس کی لاش کو بے گور و کفن پھینک دیا۔ اس کے بعد لوگوں نے ایک اور راہب کو اس کی جگہ منتخب کر لیا۔ وہ بہت اچھی عادات و صفات کا مالک اور انتہائی متقی و پرہیز گار شخص تھا، طمع و لالچ اس میں بالکل نہ تھی، دن رات عبادت میں مشغول رہتا۔ دُنیوی معاملات کی طرف بالکل بھی توجہ نہ دیتا، میرے دل میں اس کی عقیدت و محبت گھر کر گئی۔ میں نے اس کی خوب خدمت کی اور اس سے نصرانیت کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہا۔

جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا: ''آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں؟ آپ کے بعد میری رہنمائی کون کرے گا؟'' وہ راہب کہنے لگا: ''اے میرے بیٹے! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جس دین پر میں ہوں اس میں سب سے بڑا عالم وفقیہہ ایک شخص ہے جو ''**موصل**'' میں رہتا ہے۔ میرے نزدیک اس سے بہتر کوئی نہیں جو تمہاری رہنمائی کر سکے، اگر تم سے ہو سکے تو اس کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔'' راہب کی یہ بات سن کر میں **موصل** چلا گیا اور وہاں کے راہب کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے واقعی اسے ایسا پایا جیسا اس کے بارے میں بتایا گیا تھا۔ وہ بہت نیک و زاہد شخص تھا۔ چنانچہ میں اس کے پاس رہنے لگا پھر جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا: ''اب آپ مجھے کس کے پاس جانے کا حکم دیتے ہیں جو آپ کے بعد میری صحیح رہنمائی کرے؟'' اس نے جواب دیا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس وقت ہمارے دین کا سب سے بڑا باعمل عالم ''**نصیبین**'' میں رہتا ہے۔ میری نظروں میں اس سے بہتر کوئی اور نہیں، اگر ہو سکے تو اس کے پاس چلے جاؤ۔''

چنانچہ میں سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا ہوا ''**نصیبین**'' پہنچا اور اس راہب کے پاس رہنے لگا۔ وہ بھی نہایت متقی و پرہیز گار شخص تھا، جب اس کی وفات کا وقت آیا تو میں نے پوچھا: ''آپ مجھے کس کے پاس جانے کا حکم فرماتے ہیں؟'' اس نے کہا: ''اس وقت ہمارے دین پر قائم رہنے والوں میں سب سے بڑا باعمل راہب ''**عموریہ**'' میں رہتا ہے، میری نظروں میں اس سے بہتر کوئی نہیں، تم اس کے پاس چلے جاؤ وہ تمہاری صحیح رہنمائی کرے گا۔'' چنانچہ میں ''**عموریہ**'' پہنچا اور اس راہب کی خدمت میں رہنے لگا۔ وہ واقعی بہت نیک و صالح شخص تھا۔ میں اس سے دینِ نصاریٰ کے بارے میں معلومات حاصل کرتا اور دن کو بطورِ اجیر (یعنی مزدور) ایک شخص کے جانوروں کی دیکھ بھال کرتا۔ اس طرح میرے پاس اتنی رقم جمع ہو گئی کہ میں نے کچھ گائے اور بکریاں وغیرہ خرید لیں۔ پھر جب اس راہب کی موت کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا: ''آپ مجھے کس کے پاس بھیجیں گے جو آپ کے

بعد میری صحیح رہنمائی کرے؟''

اس راہب نے کہا: ''اے میرے بیٹے! اب ہمارے دین پر قائم رہنے والا کوئی ایسا شخص نہیں جس کے پاس میں تجھے بھیجوں۔ ہاں! اگر تم نجات چاہتے ہو تو میری بات توجہ سے سنو: اب اس نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی جلوہ گری کا وقت بہت قریب آگیا ہے جو دینِ ابراہیمی لے کر آئے گا۔ وہ سرزمین عرب میں مبعوث ہوگا اور کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت فرمائے گا۔ اس نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی کچھ واضح نشانیاں یہ ہیں: ''(۱)......وہ ہدیہ قبول فرمائیں گے (۲)......لیکن صدقے کا کھانا نہیں کھائیں گے اور (۳)......اُن کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت ہوگی۔''

اگر تم اُس نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا زمانہ پاؤ تو ان کے پاس چلے جانا ان شاء اللہ عزوجل تم دنیا وآخرت میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اے میرے بیٹے! تم اس رحمت والے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے ضرور ملنا۔ اِتنا کہنے کے بعد اس راہب کا بھی اِنتقال ہوگیا۔ پھر جب تک میرے رب عزوجل نے چاہا میں ''**عموریہ**'' میں ہی رہا۔ پھر مجھے اِطلاع ملی کہ قبیلہ ''**بنی کلب**'' کے کچھ تاجر عرب شریف جارہے ہیں تو میں ان کے پاس گیا اور ان سے کہا: ''میں بھی تمہارے ساتھ عرب شریف جانا چاہتا ہوں، میرے پاس کچھ گائیں اور بکریاں ہیں، یہ سب کی سب تم لے لو اور مجھے عرب شریف لے چلو۔'' ان تاجروں نے میری یہ بات منظور کرلی اور میں نے انہیں تمام گائیں اور بکریاں دے دیں۔ چنانچہ ہمارا قافلہ سوئے عرب روانہ ہوا۔ جب ہم وادی ''**قُریٰ**'' میں پہنچے تو ان تاجروں نے مجھ پر ظلم کیا اور مجھے جبراً اپنا غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھوں فروخت کردیا۔

یہودی مجھے اپنے علاقے میں لے گیا۔ وہاں میں نے بہت سے کھجوروں کے درخت دیکھے تو میں سمجھا کہ شاید یہی وہ شہر ہے جس کے بارے میں مجھے بتایا گیا ہے کہ نبی آخر الزّماں، سلطان دو جہاں، محبوب رب الانس والجاں عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم یہاں تشریف لائیں گے۔ چنانچہ میں اس یہودی کے پاس رہنے لگا اور اس کی خدمت کرنے لگا۔ کچھ دنوں کے بعد اس یہودی کا چچا زاد بھائی **مدینہ منورہ** زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْماً سے اس کے پاس آیا۔ اس کا تعلق قبیلہ ''**بنی قریظہ**'' سے تھا۔ یہودی نے مجھے اس کے ہاتھوں فروخت کردیا۔ وہ مجھے لے کر **مدینہ منورہ** زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْماً کی طرف روانہ ہوگیا۔ خدا عزوجل کی قسم! جب میں مدینہ منورہ کی پاکیزہ فضاؤں میں پہنچا تو میں نے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا کہ یہی جگہ میری عقیدتوں کا محور و مرکز ہے۔ یہی وہ پاکیزہ شہر ہے جس میں نبیِّ آخر الزماں، سلطانِ دو جہاں، سرورِ کون ومکاں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تشریف آوری ہوگی۔ جو نشانیاں راہب نے مجھے بتائی تھیں کہ وہاں بکثرت کھجوریں ہوں گی، وہ میں نے وہاں پالی تھیں۔

اب مَیں منتظر تھا کہ کب میرے کانوں میں یہ صدا گونجے کہ اس پاکیزہ ہستی نے اپنے جلووں سے مدینہ منورہ کو نور

بار کر دیا ہے جس کی آمد کی خبر سابقہ آسمانی کتب میں دی گئی ہے۔

بالآخر اِنتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ایک دن میں کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور میرا مالک نیچے بیٹھا تھا۔اس کا چچا زاد بھائی آیا اور کہنے لگا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ فلاں قبیلے (یعنی اوس وخزرج) کو برباد کرے، وہ لوگ مقام ''قُباء'' میں جمع ہیں اور ایک ایسے شخص کا دین قبول کر چکے ہیں جو مکہ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا سے آیا ہے اور وہ اپنے آپ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نبی کہتا ہے۔اس قبیلے (یعنی اوس وخزرج) کے اکثر لوگ اپنے آباء واجداد کا دین چھوڑ کر اس پر ایمان لا چکے ہیں۔'' جب میں نے اپنے مالک کے چچازاد بھائی کی یہ بات سنی تو میں خوشی کے عالم میں جھوم اٹھا۔قریب تھا کہ میں اپنے مالک کے اوپر گر پڑتا لیکن میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور جلدی جلدی نیچے اُترا۔ پھر پوچھا: ''ابھی تم نے کیا بات کہی ہے؟ اور کون شخص مکہ سے آیا ہے؟'' میری یہ بات سن کر میرے مالک کو بہت غصہ آیا اور اس نے مجھے ایک زوردار طمانچہ مارا اور کہا: ''تمہیں ہماری باتوں سے کیا مطلب؟ جاؤ! جا کر اپنا کام کرو۔''

میں نے کہا: ''میں تو ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔'' یہ کہہ کر میں دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔میرے پاس کچھ رقم بچی ہوئی تھی۔ایک دن موقع پا کر میں بازار گیا، کچھ کھانے پینے کی اشیاء خریدیں اور بے تاب ہو کر اس رخِ زیبا کی زیارت کے لئے قباء کی طرف چل دیا جس کے دیدار کی تمنا نے مجھے فارس سے مدینہ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا تک پہنچا دیا تھا۔جب میں وہاں پہنچا تو میں نے ان کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہو کر عرض کی: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے برگزیدہ بندے ہیں اور آپ کے اصحاب میں اکثر غریب اور حاجت مند ہیں، میں کچھ اشیائے خورد ونوش لے کر حاضر ہوا ہوں، میں یہ اشیاء بطورِ صدقہ آپ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں، آپ قبول فرمالیں۔''

یہ سن کر اس پاکیزہ ومطہر ہستی نے اپنے اصحاب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''آؤ! اور یہ چیزیں کھالو۔'' لوگ کھانے لگے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس میں سے کچھ بھی نہ کھایا۔ یہ دیکھ کر میں نے دل میں کہا: ''ایک نشانی تو میں نے پالی ہے۔'' پھر کچھ دنوں کے بعد میں کھانے کا کچھ سامان لے کر حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی: ''حضور! یہ کچھ کھانے کی چیزیں ہیں، انہیں بطورِ ہدیہ قبول فرمالیں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس میں سے کچھ کھایا اور اپنے اصحاب کو بھی اپنے ساتھ کھانے کا حکم فرمایا۔میں نے دل میں کہا: ''یہ دوسری نشانی بھی پوری ہو گئی ہے۔''

پھر ایک دن میں جنت البقیع کی طرف گیا تو دیکھا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم وہاں موجود ہیں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے جسمِ اَطہر پر دو چادریں ہیں۔صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے گرد اس طرح جمع ہیں جیسے شمع کے گرد پروانے جمع ہوتے ہیں۔ میں نے جا کر سلام عرض کیا اور پھر ایسی جگہ بیٹھ گیا جہاں سے میری نظر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی پشت

مبارک پر پڑے تا کہ میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت کو دیکھ سکوں کیونکہ مجھے راہب نے جونشانیاں بتائی تھیں وہ سب کی سب میں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ذات میں دیکھ لی تھیں۔بس آخری نشانی (یعنی مہرِ نبوت) دیکھنا باقی تھی۔ میں بڑی بے تابی سے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف دیکھ رہا تھا جب نبی غیب داں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے میری یہ حالت دیکھی تو میرے دل کی بات جان لی اور میری طرف پیٹھ پھیر کر مبارک شانوں سے چادر اُتار لی جیسے ہی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے چادر ہٹائی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت جگمگا رہی تھی۔مَیں دیوانہ وار آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف بڑھا اور مہرِ نبوت کو چُومنا شروع کر دیا۔ مجھ پر رقت طاری ہوگئی، بے اِختیار میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔آج میری خوشی کی اِنتہاء نہ تھی جس کے روئے زیبا کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے مَیں نے اِتنی مصیبتیں اور مشقتیں جھیلیں آج وہ نورِ مجسّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میرے سامنے موجود تھے اور میں ان کے جلوؤں میں اپنے جسم کو منور ہوتا دیکھ رہا تھا۔

میں نے فوراً حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے میرے محبوب آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کر دیجئے اور اپنے غلاموں میں شامل فرما لیجئے۔'' پھر اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مَیں مسلمان ہوگیا۔میں ابھی تک حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی مہرِ نبوت کو بوسے دے رہا تھا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اب بس کرو۔'' چنانچہ میں ایک طرف ہٹ گیا، پھر میں نے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنی ساری رُوداد سنائی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان بہت حیران ہوئے کہ میں کس طرح یہاں تک پہنچا اور مَیں نے کتنی مشقتیں برداشت کیں۔

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا: ''اے سلمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم اپنے مالک سے مکاتبت کرلو (یعنی اسے رقم دے کر آزادی حاصل کرلو) جب حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مالک سے بات کی تو اس نے کہا: ''مجھے تین سو کھجوروں کے درخت لگا دو اور چالیس اوقیہ چاندی بھی دو پھر جب یہ کھجوریں پھل دینے لگ جائیں گی تو تم میری طرف سے آزاد ہو جاؤ گے۔''

میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہوا اور اپنے مالک کی شرطیں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بتائیں۔آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا: ''اپنے بھائی کی مدد کرو۔'' چنانچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھرپور تعاون کیا، کسی نے کھجوروں کے 30 پودے لا کر دیئے، کسی نے 50۔ الغرض! مددگار صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مدد سے میرے پاس 300 کھجوروں کے پودے جمع ہوگئے۔

پھر حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم جاؤ اور زمین کو ہموار کرو۔'' چنانچہ میں گیا اور زمین کو ہموار کرنے لگا تاکہ وہاں کھجور کے پودے لگائے جاسکیں۔ اس کام سے فارغ ہوکر میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''اے میرے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں نے زمین ہموار کردی ہے۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میرے ساتھ چل دیئے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ہمراہ تھے۔ ہم حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو کھجوروں کے پودے اُٹھا اُٹھا کر دیتے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنے دستِ اقدس سے اسے زمین میں لگاتے جاتے۔

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم جس کے قبضہء قدرت میں سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی جان ہے! حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جتنے پودے لگائے وہ سب کے سب اُگ آئے اور ان میں بہت جلد پھل لگنے لگے۔'' چنانچہ میں نے کھجوروں کے 300 پودے اپنے مالک کے حوالے کر دیئے۔ ابھی میرے ذمہ 40 اوقیہ چاندی باقی رہ گئی تھی۔ پھر حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس کسی نے مرغی کے انڈے جتنا سونے کا ایک ٹکڑا بھجوایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے استفسار فرمایا: ''سلمان فارسی کا کیا ہوا؟'' پھر مجھے بلوا کر فرمایا: ''اسے لے جاؤ، اور اپنا قرض ادا کرو۔''

میں نے عرض کی: ''اے میرے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ اِتنا سا سونا 40 اوقیہ چاندی کے برابر کس طرح ہوگا؟''

آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''تم یہ سونا لو اور اس کے ذریعے 40 اوقیہ چاندی جو تمہارے ذمہ ہے، اسے ادا کرو، اللہ عزوجل تمہارے لئے اسی سونے کو کافی کردے گا اور تمہارے ذِمہ جتنی چاندی ہے یہ اس کے برابر ہوجائے گا۔'' میں نے وہ سونے کا ٹکڑا لیا اور اس کا وزن کیا۔ اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ہے! وہ تھوڑا سا سونا 40 اوقیہ چاندی کے برابر ہوگیا اور اس طرح میں نے اپنے مالک کو چاندی دے دی اور غلامی کی قید سے آزاد ہوکر سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے غلاموں میں شامل ہوگیا۔ پھر میں غزوۂ خندق میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ شامل ہوا۔ اس کے بعد میں ہر غزوہ میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ رہا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث سلمان الفارسی، الحدیث ۲۳۷۹۸، ج۹، ص ۱۸۵ تا ۱۸۹)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم﴾

کعبۃ اللہ شریف پر پہلی نظر

حکایت نمبر 151:

حضرت سیدنا حامد اسود علیہ رحمۃ اللہ الصمد، حضرت سیدنا ابراہیم خوّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب کبھی سفر پر روانہ ہوتے تو کسی کو بھی اطلاع نہ دیتے اور نہ ہی کسی کو اپنے ساتھ سفر پر چلنے کے لئے کہتے۔ جب کبھی سفر کا اِرادہ ہوتا تو ایک برتن اپنے ساتھ لے جاتے جو وضو اور پانی پینے کے لئے استعمال فرماتے۔

ایک مرتبہ اسی طرح آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا برتن اٹھایا اور ایک سمت چل دیئے۔ میں بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیچھے ہولیا۔ ہمارا سفر جاری رہا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دورانِ سفر مجھ سے کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ ہم کوفہ پہنچ گئے۔ وہاں ہم نے ایک دن اور ایک رات قیام کیا، پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''قادسیہ'' کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہم قادسیہ پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میری طرف متوجہ ہو کر پوچھنے لگے: ''اے حامد! تم یہاں کیسے آئے؟'' میں نے عرض کی: ''حضور! میں آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ساتھ ساتھ ہی سفر کرتا آرہا ہوں۔ میں سارے سفر میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ رہا ہوں۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میرا اِرادہ تو حج کرنے کا ہے، اگر اللہ عزوجل نے چاہا تو اب میں مکہ مکرمہ کی طرف جاؤں گا۔'' تو میں نے عرض کی: ''حضور! ان شاء اللہ عزوجل میں بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ مکہ شریف چلوں گا۔'' چنانچہ ہم سوئے حرم روانہ ہوئے اور مسلسل دن رات سفر کیا۔

ہمارا سفر اسی طرح جاری وساری تھا۔ مکہ مکرمہ قریب سے قریب تر ہوتا جارہا تھا۔ اچانک ہمیں راستے میں ایک نوجوان ملا۔ وہ بھی ہمارے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ وہ ہمارے ساتھ ایک دن اور ایک رات سفر کرتا رہا لیکن راستے میں اس نے ایک بھی نماز نہ پڑھی۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے کہا: ''اے نوجوان! تُو کل سے ہمارے ساتھ ہے لیکن تُو نے ایک بھی نماز نہ پڑھی حالانکہ نماز حج سے بھی زیادہ اَہمیت کی حامل ہے۔'' اس نوجوان نے جواب دیا: ''اے شیخ! مجھ پر نماز فرض نہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''کیا تُو مسلمان نہیں؟'' اس نے جواب دیا: ''نہیں، بلکہ میں نصرانی ہوں اور میں اس جنگل بیابان میں یہ دیکھنے آیا ہوں کہ مَیں توکُّل میں کتنا کامل ہوں اور مجھے میرے پروردگار عزوجل پر کتنا بھروسا ہے کیونکہ میرا نفس مجھ سے کہتا ہے کہ تو توکُّل میں بہت کامل ہے لیکن میں نے نفس کی بات پر یقین نہ کیا اور یہ تہیہ کرلیا کہ اپنے آپ کو آزماؤں گا اور کسی ایسی جگہ جاؤں گا جہاں میرے اور میرے رب عزوجل کے سوا کوئی نہ ہو پھر وہاں دیکھوں گا کہ میرے اندر کتنا توکُّل ہے۔ چنانچہ میں اس جنگل بیابان میں آگیا ہوں اور اپنے آپ کو آزمارہا ہوں۔''

اس نوجوان کی یہ بات سن کر حضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے اٹھے اور چلتے ہوئے مجھ سے فرمایا: ''اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔'' نوجوان بھی ہمارے ساتھ ہی چلنے لگا۔ حرم شریف سے قریب ''**وادی مُر**'' میں پہنچ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے پرانے کپڑے اُتار کر دھوئے پھر وضو کرنے کے بعد اس نوجوان سے پوچھا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''عبدالمسیح''، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے عبدالمسیح! اب حرم شریف کی حد شروع ہونے والی ہے اور کفار کا داخلہ حرم شریف میں حرام ہے۔

جیسا کہ اللہ عزوجل نے اپنی آخری کتاب قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ج (پ۱۰، توبہ:۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: مشرک نرے ناپاک ہیں تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں۔

لہٰذا تم اب یہیں رکو اور ہرگز ہرگز حرم شریف میں داخل نہ ہونا اگر تم داخل ہوئے تو ہم حُکّام سے تمہاری شکایت کر دیں گے۔''

اِتنا کہنے کے بعد ہم نے اس نوجوان کو وہیں چھوڑا اور ہم مکۂ مکرمہ کی نور بار مشکبار فضاؤں میں داخل ہوگئے۔ پھر ہم میدانِ عرفات کی جانب روانہ ہوئے۔ وہاں حاجیوں کا ہجوم تھا اچانک ہم نے اسی نوجوان کو میدانِ عرفات میں دیکھا اس نے حاجیوں کی طرح اِحرام باندھا ہوا تھا اور بے تابانہ نظروں سے کسی کو تلاش کر رہا تھا جونہی اس نے ہمیں دیکھا فوراً ہمارے پاس چلا آیا اور حضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیشانی کو بوسہ دینے لگا۔ یہ صورتحال دیکھ کر حضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اے عبدالمسیح! تم یہاں کیسے آگئے؟'' اس نوجوان نے عرض کی: ''حضور! اب میرا نام عبدالمسیح نہیں بلکہ عبداللہ ہے (یعنی اب وہ عیسائی مسلمان ہو چکا تھا)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اپنا پورا واقعہ بیان کرو کہ تم کس طرح مسلمان ہوئے، تمہاری زندگی میں یہ انقلاب کیسے آیا؟'' اس نوجوان نے عرض کی: ''حضور! جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے چھوڑ کر آگئے تھے تو میں وہیں موجود رہا اور میرے دل میں یہ خواہش مچلنے لگی کہ آخر مَیں بھی تو دیکھوں کہ وہ مکہ مکرمہ کیسی جگہ ہے جس کی طرف مسلمان سفر وہجر کی صعوبتیں برداشت کر کے ہر سال حج کے لئے آتے ہیں۔ آخر اس میں ایسی کیا عجیب بات ہے۔'' اسی خواہش کی بناء پر میں نے بھیس بدلا اور مسلمانوں جیسی حالت بنالی۔ میری خوش قسمتی کہ وہاں ایک قافلہ پہنچا جو ''**حرمین شریفین**'' آرہا تھا۔ میں نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور اس قافلے میں شامل ہوگیا۔

جوں جوں ہمارا قافلہ مکہ مکرمہ سے قریب ہوتا جارہا تھا میرے دل کی دنیا بدلتی جارہی تھی۔ عجیب وغریب کیفیت کا عالم

تھا پھر جونہی میری نظر ''خانہ کعبہ'' پر پڑی تو میرے دل سے تمام اَدیان باطلہ کی محبت نکل گئی اور ''دینِ اسلام'' کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی۔ مَیں نے فوراً ''عیسائیت'' سے توبہ کر کے محمد رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی غلامی اِختیار کر لی اور مسلمان ہو گیا۔ اس وقت میرا دل بہت خوشی محسوس کر رہا تھا۔ قبولِ اسلام کے بعد میں نے غسل کیا احرام باندھا اور دعا کی: ''اے اللہ عزوجل! آج میری ملاقات حضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہو جائے۔'' بارگاہِ خداوندی عزوجل میں میری دعا قبول ہوئی اور میں اب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں۔''

حضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت خوش ہوئے۔ اسے خوب شفقتوں اور محبتوں سے نوازا۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے حامد! دیکھو سچائی میں کتنی برکت ہے۔ اس نوجوان کو حق کی تلاش تھی اور یہ اپنی طلب میں سچا تھا لہٰذا اسے حق مل گیا یعنی یہ اسلام کی دولت سے مالا مال ہو گیا۔'' پھر وہ نوجوان ہمارے ساتھ ہی رہنے لگا اور بہت بلند مرتبہ حاصل کیا۔ بالآخر وہ دارِ فنا سے دارِ بقاء کی طرف روانہ ہو گیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم }

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر 152:

ٹوٹی ہوئی صراحی

حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے، آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات ہو رہی تھی، بڑے دردمندانہ اَنداز میں رو رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے ایک صراحی ٹوٹی ہوئی تھی۔ میں نے جا کر سلام عرض کیا اور بیٹھ گیا۔ مجھے دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رونا بند کر دیا۔ میں نے عرض کی: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کس چیز نے رُلایا ہے؟ آخر آپ کو ایسا کون سا غم لاحق ہو گیا ہے جس کی وجہ سے آپ اتنی گریہ وزاری کر رہے ہیں؟''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''آج میں روزے سے تھا، میری بیٹی یہ صراحی لے کر آئی، اس میں پانی بھرا ہوا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: اے میرے والدِ گرامی! آج گرمی بہت زیادہ ہے، مَیں یہ صراحی لے کر آئی ہوں تاکہ اس میں پانی ٹھنڈا ہو جائے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ٹھنڈے پانی سے روزہ افطار کریں۔''

یہ کہنے کے بعد میری بیٹی نے وہ صراحی ٹھنڈی جگہ رکھ دی، ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں ایک حسین وجمیل عورت دیکھی، اس نے چاندی کی قمیص پہنی ہوئی تھی، اس کے پاؤں میں ایسی خوبصورت جوتیاں تھیں کہ میں نے آج تک ایسی جوتیاں کہیں نہیں دیکھیں اور نہ ہی ایسے خوبصورت پاؤں کبھی دیکھے۔ وہ میرے پاس اسی دروازے سے اس کمرے میں آئی۔

میں نے اس سے کہا: ''تُو کس کے لئے ہے؟'' اُس نے جواب دیا: ''مَیں اس کے لئے ہوں جو ٹھنڈے پانی کی خواہش نہ کرے اور صراحی کا ٹھنڈا پانی نہ پئے۔'' اِتنا کہنے کے بعد اس نے صراحی کو اپنی ہتھیلیوں سے گھمانا شروع کیا۔ میں نے وہ صراحی اس سے لی اور زمین پر دے ماری پھر میری آنکھ کھل گئی۔ یہ جو تم سامنے ٹوٹی ہوئی صراحی دیکھ رہے ہو یہ وہی صراحی ہے۔''

حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ''اس کے بعد حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے کبھی بھی ٹھنڈا پانی نہ پیا۔ مَیں جب بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر جاتا تو دیکھتا کہ وہ صراحی اسی طرح ٹوٹی ہوئی پڑی ہے اور اس پر گرد وغبار کی تہہ جم چکی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس خواب کے بعد صراحی کو ہاتھ تک نہ لگایا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر153:

خون کے آنسو

حضرت سیدنا اسماعیل بن ہشام علیہ رحمۃ اللہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سیدنا فتح موصلی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ایک مرید نے بتایا: ''ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا فتح موصلی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے ہوئے تھے، آنکھوں سے سیلِ اشک رواں تھا، ہتھیلیاں آنسوؤں سے تر بتر تھیں۔ مَیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریب ہوا اور غور سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف دیکھا تو میں ٹھٹھک کر رہ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آنسوؤں میں خون کی آمیزش تھی جس کی وجہ سے آنسو سرخی مائل ہو گئے تھے۔''

مَیں یہ دیکھ کر بہت پریشان ہوا اور عرض کی: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اللہ عزوجل کی قسم! سچ سچ بتائیں؟ کیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آنسوؤں میں خون کی آمیزش ہے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اگر تُو نے مجھے قسم نہ دی ہوتی تو میں ہرگز نہ

بتا تا لیکن اب مجبوراً بتا رہا ہوں کہ واقعی میری آنکھوں سے آنسوؤں کے ساتھ خون بھی بہتا ہے اسی وجہ سے آنسوؤں کی رنگت تبدیل ہوگئی ہے۔''

میں نے عرض کی: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کس چیز نے رونے پر مجبور کیا ہے اور آخر ایسا کون سا غم آپ کو لاحق ہے کہ آپ خون کے آنسو روتے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''میں روتا تو اس لئے ہوں کہ میں اللہ عزوجل کے اَحکام پر عمل نہ کرسکا، اس کی عبادت میں کوتاہی کرتا رہا، مَیں اپنے مالک حقیقی عزوجل کی کَمَا حَقُّہٗ فرمانبرداری نہ کرسکا اور آنسوؤں میں خون اس لئے آتا ہے کہ مجھے یہ خوف ہمیشہ دامن گیر رہتا ہے کہ میرا یہ رونا اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول بھی ہے یا نہیں۔ میرے اعمال میرے مولیٰ عزوجل کی بارگاہ میں قبول بھی ہوئے ہیں یا نہیں؟'' بس یہی خوف مجھے خون کے آنسو رُلاتا ہے۔'' اتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوبارہ رونے لگے۔ پوری زندگی آپ کی یہی کیفیت رہی اور اسی حالت میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوا۔

وصال کے بعد میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا تو عرض کی: ''**مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ** یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' آپ نے جواب دیا: ''میرے رحیم وکریم پروردگار عزوجل نے مجھے بخش دیا۔'' پھر میں نے پوچھا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آنسوؤں کا آپ کو کیا صلہ دیا گیا؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میرے پاک پروردگار عزوجل نے مجھے اپنا قُرب خاص عطا فرمایا اور پوچھا: ''اے فتح موصلی! تم دنیا میں آنسو کیوں بہایا کرتے تھے؟'' میں نے عرض کی: ''میرے رحیم وکریم پروردگار عزوجل! مَیں اس خوف سے آنسو بہاتا تھا کہ میں نے تیری عبادت کا حق ادا نہ کیا، تیری اطاعت نہ کرسکا، تیرے اَحکامات پر عمل پیرا نہ ہوسکا۔'' پھر اللہ عزوجل نے مجھ سے پوچھا: ''تمہارے آنسوؤں میں خون کیوں آتا تھا؟'' میں نے عرض کی: ''اے میرے پاک پروردگار عزوجل! مجھے ہر وقت یہ خوف دامن گیر رہتا کہ نہ جانے میرے اَعمال تیری بارگاہ میں مقبول بھی ہیں یا نہیں؟ ایسا نہ ہو کہ میرے اعمال اکارت ہوگئے ہوں، بس یہی خوف مجھے خون کے آنسو رلاتا تھا۔''

یہ سن کر میرے پاک پروردگار عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''اے فتح موصلی! یہ تیرا گمان تھا کہ تیرے اعمال مقبول ہیں یا نہیں، مجھے میری عزت وجلال کی قسم! چالیس سال سے تمہارے نامۂ اعمال میں تم پر نگہبان فرشتوں (یعنی کراماً کاتبین) نے ایک گناہ بھی نہیں لکھا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 154:

ترکِ دنیا اور فکرِ آخرت کے متعلق ایک تحریر

حضرت سیدنا شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے: ''میں نے دوسو دینار کا ایک گھر خریدا اور ایک تحریر لکھ دی، اور عادل لوگوں کو (اس پر) گواہ بنایا، اس بات کی خبر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو پہنچی تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: ''اے شریح! مجھے خبر پہنچی ہے کہ تو نے ایک گھر خریدا ہے اور ایک تحریر لکھی ہے اور اس پر عادل لوگوں کو گواہ بھی بنایا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ خبر حقیقت (پر مبنی) ہے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے شریح! جلد ہی تیرے پاس ایسا شخص آئے گا جو نہ تو تیری تحریر دیکھے گا اور نہ ہی تجھ سے تیرے گھر کے بارے میں سوال کرے گا۔ وہ تجھے اس گھر سے نکال کر تیری قبر کے حوالے کر دے گا۔ اگر تو میرے پاس آتا تو میں تیرے لئے یہ مضمون لکھتا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

یہ وہ گھر ہے جسے حقیر بندے نے اس شخص سے خریدا ہے جسے کوچ کرنے (کے حکم) کی وجہ سے پریشان کیا گیا ہے اور مرنے والا ہے۔ اس نے ایسا گھر لیا ہے جو دھوکے کا گھر ہے اور اس پر چار حدود مشتمل ہیں۔

ان میں سے **پہلی حد** مختلف امور کی طرف دعوت دینے والی چیزوں پر ختم ہوتی ہے، **دوسری حد** مصائب و تکالیف کی طرف دعوت والی باتوں پر، **تیسری حد** نفسانی خواہشات اور فضول کاموں پر اور **چوتھی حد** دھوکے باز شیطان پر ختم ہوتی ہے اور اس میں اس گھر کا دروازہ شروع ہوتا ہے۔

اس دھوکا میں پڑے شخص نے ایک امید کے ساتھ اس شخص سے سارا گھر خرید لیا جو پیغامِ اجل کی وجہ سے پریشان ہے۔ اب یہ قناعت کی عزت سے نکل کر لالچ کے گھر میں داخل ہو گیا ہے لیکن گھر خریدنے والے نے کون سی بہت بڑی حاجت پوری کر لی ہے جبکہ بادشاہوں کے اجسام کا مالک، جابر لوگوں کی جانوں کو سلب کرنے والا، فرعونوں جیسے کسریٰ، تبع حمیر اور وہ جس نے محل بنایا پھر اسے پختہ و مزین کیا اور لوگوں کو اکٹھا کر کے انہیں غلام بنا لیا اور جو اپنے بیٹے کے لئے بھی اس ملکیت کا گمان رکھتا تھا اور ان کی بادشاہت کو ختم کرنے والا ان سب کو میدانِ حشر میں جمع فرمائے گا اور جب فیصلہ سنانے کے لئے کرسی رکھی جائے گی اس وقت باطل کام کرنے والے خسارے میں ہوں گے اور منادی اس طرح ندا کرے گا: ''دو آنکھوں والے کے لئے حق کتنا واضح اور روشن ہے۔ بے شک سفر دو دن کا ہے، نیک اعمال کر کے زادِ راہ تیار کر لو کیونکہ انتقال اور زوال کا وقت قریب آن پہنچا ہے''۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر155:

رزق کی برکت سے محروم کون.....؟

حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم فرماتے ہیں، ایک مرتبہ میں اسکندریہ کے ایک شخص سے ملا جسے اسلم بن زید اَلجُھنی کہا جاتا تھا۔ وہ مجھ سے کہنے لگا: ''اے نوجوان! تم کون ہو؟'' میں نے کہا: ''میں خراسان کا رہنے والا ہوں۔'' اس نے پوچھا: ''تجھے دنیا سے بے رغبتی پر کس چیز نے ابھارا؟'' میں نے جواب دیا: ''دنیوی خواہشات کو ترک کرنے اور ان کے ترک پر اللہ عزوجل کی طرف سے ملنے والے ثواب کی امید نے۔'' وہ کہنے لگا: ''بندے کی اللہ عزوجل سے اجر وثواب کی امید اس وقت تک پوری نہیں ہوسکتی جب تک وہ اپنے نفس کو صبر کرنے کا عادی نہ بنالے۔ یہ سن کر اُس کے پاس کھڑے ایک شخص نے پوچھا: ''صبر کیا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''صبر کی سب سے پہلی منزل یہ ہے کہ انسان ان باتوں کو بھی (خوشی سے) برداشت کرلے جو اس کے دل کو اچھی نہ لگیں۔'' میں نے کہا: ''اگر وہ ایسا کرلے تو پھر کیا ہوگا؟''

اس نے کہا: ''جب وہ ناپسندیدہ باتوں کو برداشت کرلے گا تو اللہ عزوجل اس کے دل کو نور سے بھر دے گا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا: ''نور کیا ہے؟'' اس نے مجھے بتایا: ''یہ اس شخص کے دل میں موجود ایسا چراغ ہوتا ہے جو حق و باطل اور متشابہ میں فرق کرتا ہے۔ اے نوجوان! جب تو اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی صحبت اختیار کرے یا صالحین سے گفتگو کرے تو ان کی ناراضگی سے ہمیشہ بچتے رہنا کیونکہ ان کی ناراضگی میں اللہ عزوجل کی ناراضگی اور ان کی خوشی میں اللہ عزوجل کی خوشی پوشیدہ ہے۔ اے نوجوان! میری یہ باتیں یاد کرلے، اپنے اندر برداشت کا مادہ پیدا کر اور سمجھدار ہوجا۔''

یہ نصیحت آموز باتیں سن کر میری آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہوگیا۔ میں نے کہا: ''اللہ عزوجل کی قسم! میں نے اللہ عزوجل کی محبت، اس کی رضا کے حصول اور دنیوی خواہشات کو ترک کرنے کی خاطر اپنے والدین اور مال و دولت کو چھوڑا ہے۔'' اس نے کہا: ''بُخل سے کوسوں دور بھاگنا۔ میں نے پوچھا: ''بُخل کیا ہے؟'' اس نے کہا: ''دنیا والوں کے نزدیک تو بخل یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے مال میں کنجوسی کرے جبکہ آخرت کے طلبگاروں کے نزدیک بخل یہ ہے کہ کوئی اپنے نفس کے ساتھ اللہ عزوجل سے کنجوسی کرے۔ یاد رکھ! جب انسان اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر اپنے دل سے سخاوت کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے دل کو ہدایت اور تقوی سے بھر دیتا ہے اور اسے سکون، وقار، اچھا عمل اور عقل سلیم جیسی نعمتیں ملتی ہیں۔ اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور وہ مسرور و شاداں ان دروازوں کے کھلنے کی کیفیت کو دیکھتا ہے۔''

یہ سن کر اس کے رفقاء میں سے ایک شخص نے کہا: ''حضور! اس کی آتشِ عشق کو مزید بھڑکائیے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس نوجوان کو اللہ عزوجل کی طرف سے ولایت کی توفیق عطا کی گئی ہے۔''

وہ شخص اپنے رفیق کی اس بات سے بہت متعجب ہوا کہ ''اسے اللہ عزوجل کی ولایت کی توفیق عطا کی گئی ہے۔'' پھر میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''اے عزیز! عنقریب تو اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرے گا۔ جب تجھے یہ سعادت نصیب ہو تو ان کے لئے ایسی زمین کی مانند ہو جا کہ اگر وہ چاہیں تو تجھے پاؤں کے نیچے روند ڈالیں۔ اور اگر وہ تجھے ماریں، جھڑکیں یا دھتکار دیں تو تُو اپنے دل میں سوچنا کہ تو آیا کہاں سے ہے؟ اگر تو غور وفکر کرے گا تو اللہ عزوجل کی نصرت تیری مؤید ہو گی اور اللہ عزوجل تجھے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرمائے گا، پھر لوگ دل وجان سے تجھے مان لیں گے۔

اے نوجوان! یاد رکھ، جب کسی انسان کو اچھے لوگ چھوڑ دیں، پرہیزگار اس کی صحبت سے بچنے لگیں اور نیک لوگ اس سے ناراض ہو جائیں تو یہ اس کے لئے نقصان دہ بات ہے۔ اب اسے جان لینا چاہئے کہ اللہ عزوجل مجھ سے ناراض ہے۔ جو شخص اللہ عزوجل کی نافرمانی کرے گا تو اللہ عزوجل اس کے دل کو گمراہی اور تاریکی سے بھر دے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ رزق (کی برکت) سے محروم ہو جائے گا اور خاندان والوں کی جفا اور صاحبِ اقتدار لوگوں کا بغض اس کا مقدّر بن جائے گا۔ پھر اللہ عزوجل جہاں چاہے اسے ہلاک کر دے۔''

میں نے کہا: ''ایک مرتبہ میں نے ایک نیک شخص کی ہمراہی میں کوفہ سے مکہ مکرمہ تک سفر کیا۔ جب شام ہوتی تو وہ دو رکعت نماز ادا کرتا۔ پھر آہستہ آہستہ کلام کرتا۔ میں دیکھتا کہ ثرید سے بھرا ہوا پیالہ اور پانی سے بھرا ہوا ایک کوزہ اس کے دائیں جانب رکھا ہوتا۔ وہ اس کھانے میں سے خود بھی کھاتا اور مجھے بھی کھلاتا۔ میری یہ بات سن کر وہ شخص اور اس کے رفقاء رونے لگے۔''

پھر اس نے مجھے بتایا: ''اے میرے بیٹے! وہ میرے بھائی داؤد تھے اور ان کی رہائش بلخ سے پیچھے ایک گاؤں میں تھی۔ داؤد کے وہاں سکونت اختیار فرمانے کی وجہ سے وہ گاؤں دوسری جگہوں پر فخر کرتا ہے۔ اے عزیز! انہوں نے تجھے کیا کہا تھا، اور کیا سکھایا تھا؟'' میں نے کہا: ''انہوں نے مجھے اسمِ اعظم سکھایا۔'' اس شخص نے پوچھا: ''وہ کیا ہے؟'' میں نے کہا: ''اس کا بولنا میرے لئے بہت بڑا معاملہ ہے۔ ایک بار میں نے اسمِ اعظم پڑھا تو فوراً ایک آدمی ظاہر ہوا اور میرا دامن پکڑ کر کہنے لگا: ''سوال کر، عطا کیا جائے گا۔'' مجھ پر گھبراہٹ طاری ہو گئی۔ میری یہ حالت دیکھ کر وہ بولا: ''گھبرانے کی کوئی بات نہیں، میں خضر ہوں اور میرے بھائی داؤد نے تمہیں اللہ عزوجل کا اسمِ اعظم سکھایا ہے۔ اس اسمِ اعظم کے ذریعے کسی ایسے شخص کے لئے کبھی بھی بددعا نہ کرنا جس سے تمہارا ذاتی جھگڑا اور اختلاف ہو، اگر ایسا کرو گے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اسے دنیا وآخرت کی ہلاکت میں مبتلا کر دو اور پھر تم بھی نقصان اُٹھاؤ۔ بلکہ اس اسمِ اعظم کے ذریعے اللہ عزوجل سے دعا کرو کہ وہ تمہارے دل کو دینِ اسلام پر ثابت رکھے۔ تمہارے پہلو

کو شجاعت وبہادری عطا فرمائے ، تمہاری کمزوری کو قوت سے بدل دے ۔ تمہاری وحشت کو اُنسیّت سے اور تمہارے خوف کو امن سے بدل دے ۔''

پھر مجھ سے کہا: ''اے نوجوان ! نفس کی خواہشات کو ترک کرنے کی غرض سے دنیا کو چھوڑنے والوں نے اللہ عزوجل کی رضا کو (اپنا) لباس ، اس کی محبت کو اپنی چادر اور اس کی عظمت وبزرگی کو اپنا شعار بنالیا ہے ۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے ان پر ایسا فضل وانعام فرمایا کہ ایسا کسی پر نہ فرمایا ۔ اتنا کہنے کے بعد وہ چلا گیا ۔ وہ شخص میری اس بات سے بہت متعجب ہوا ۔ پھر کہنے لگا: ''یقیناً اللہ عزوجل ایسے ہدایت یافتہ لوگوں سے (دین اسلام کی) تبلیغ کا کام لیتا ہے ۔ اے عزیز ! ہم نے تجھے (ان باتوں سے) نفع پہنچایا اور جو ہم نے سیکھا تھا وہ تجھے سکھا دیا ۔ پھر ان میں سے بعض نے بعض سے کہا: ''خوب سیر ہو کر کھانے کے بعد رات جاگ کر گزارنے کی طمع نہیں کی جاسکتی ۔ دنیا کی محبت کے ہوتے ہوئے اللہ عزوجل سے محبت کی طمع نہیں کی جاسکتی ، تقویٰ اور پرہیزگاری کو ترک کرنے کے باوجود حکمت کا الہام ہونا محض خام خیالی ہے ۔

ظلمت وتاریکی کی راہوں میں گم ہونے کے باوجود تیرے سب کام صحیح ہو جائیں یہ نہیں ہوسکتا ۔ اور جب تجھے مال سے محبت ہو تو پھر تو اللہ عزوجل سے محبت کی طمع نہ کر ۔ لوگوں پر ظلم وجفا کرنے کے باوجود تمہارے دل کے نرم ہونے کا گمان نہیں کیا جاسکتا ۔ فضول کلام کرنے کے باوجود رقت قلبی ، مخلوق پر رحم نہ کرنے کے باوجود اللہ عزوجل کی رحمت اور علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی مجالس میں نہ بیٹھنے کے باوجود رشد وہدایت کی طمع محض خام خیالی ہی ہے ۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر156:

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

حضرت سیدنا ابو صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا ہقل بن زیاد اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دورانِ وعظ ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! تم اللہ عزوجل کی ان نعمتوں کا بہت شکر ادا کرو جن کی وجہ سے تم اللہ عزوجل کی بھڑکائی ہوئی اس آگ سے دور کر دیئے گئے جو دلوں تک چڑھ جاتی ہے ۔ تم ایسے گھر میں ہو جس میں تھوڑی ہی دیر ٹھہرنا ہے اور تم بہت ہی قلیل عرصہ کے لئے ان لوگوں کے نائب بن کر آئے ہو جن کی عمریں تم سے زیادہ تھیں ، ان کے جسم تم سے زیادہ لمبے تھے ، انہوں نے پہاڑوں کو کھود کر پھاڑ

ڈالا اور چٹانیں توڑ ڈالیں۔ وہ ایسے جنگجو اور بہادر تھے کہ شہروں میں پہنچ کر شدید حملہ کرتے، ان کے اجسام ستونوں کی مانند تھے۔ انہوں نے اس فانی دنیا میں بہت کم وقت گزارا۔ گردش ایام نے ان کی طویل عمریں گھٹا دیں، ان کے نشانات مٹا دیئے، ان کے گھروں کو ویران کر دیا اور ان کے ذکر کو بھلا دیا۔ ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا، جو لوگ بہت گرجدار آواز میں باتیں کرتے تھے مرنے کے بعد کبھی ان کی دھیمی سی آواز بھی سنائی نہ دی۔

وہ فضول امیدوں میں پڑے عیش وعشرت سے زندگی بسر کر رہے تھے۔ انہوں نے لوگوں کے انجام سے عبرت حاصل نہ کی اور غفلت کی وادیوں میں بھٹکتے رہے۔ پھر اچانک رات کے وقت ان پر اللہ عزوجل کا عذاب نازل ہوا تو ان میں سے اکثر اپنے گھروں میں سوئے ہی رہ گئے (یعنی موت کے منہ میں اُتر گئے)۔ اور جو باقی رہ گئے تھے وہ عذاب کے آثار ونشانات، زوالِ نعمت، اور تباہ وبرباد گھروں کو دیکھنے لگے۔ ان باتوں میں ان لوگوں کے لئے عبرت ونشانیاں ہیں جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں۔

ان کے بعد تمہاری عمریں کم ہوگئیں ہیں۔ دنیا فنا کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اب ہر طرف برائیوں کا دور دورہ ہے۔ عفو ودرگزر پیٹھ پھیر گیا، خیر خواہی اور نرمی رخصت ہوگئی۔ اب عبرتناک ہولناکیاں، مختلف قسم کی سزائیں، فتنہ وفساد، لغزشوں کی بھرمار اور گزرے ہوئے ان لوگوں کی بُری باتیں باقی رہ گئیں جن کی وجہ سے خشکی اور سمندر میں فساد برپا ہوا۔ اے لوگو! تم ان غافلوں کی طرح نہ ہوجانا جنہیں طویل عمری کی جھوٹی امیدوں نے دھوکے میں ڈالے رکھا۔''

(اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور تمہیں اطاعت گزاروں اور آخرت کی تیاری کرنے والوں میں شامل فرمائے۔)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 157:

فقراء ومساکین کا رُتبہ

حضرت سیدنا ابراہیم بن بشار خراسانی قدس سرہ الربانی سے مروی ہے، ایک مرتبہ مَیں، حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم، ابو یوسف غسولی اور ابو عبداللہ سنجاری رحمہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ **اسکندریہ** کی طرف روانہ ہوا۔ جب ہم اردن کی نہر کے قریب پہنچے تو آرام کی خاطر بیٹھ گئے۔ حضرت سیدنا ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس خشک روٹیوں کے چند ٹکڑے تھے انہوں نے وہ ہمارے سامنے رکھ دیئے، ہم نے وہ کھائے اور اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا، پھر میں جلدی سے نہر کی جانب بڑھا تاکہ پینے کے لئے پانی لاؤں مگر حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم مجھ سے پہلے نہر میں داخل ہوگئے۔ پانی ان کے گھٹنوں تک پہنچ گیا انہوں نے بسم اللہ پڑھ کر

اپنی ہتھیلیوں سے پانی پیا۔ پانی پینے کے بعد اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہہ کر نہر سے باہر تشریف لائے پھر پاؤں پھیلا کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''اے ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! اگر بادشاہ اور ان کے شہزادے ہماری نعمتوں اور سکون کو جان لیں تو وہ ہمیں تلواروں کے ساتھ مارنے لگیں۔ میں نے عرض کی: ''حضور! لوگ نعمتوں اور راحت وسکون کے تو طالب ہیں مگر انہوں نے سیدھے راستے کو چھوڑ دیا ہے۔'' میری اس بات پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسکرا دیئے۔

حضرت سیدنا ابراہیم بن بشار علیہ رحمۃ اللہ الغفار مزید فرماتے ہیں: ''ایک شام ہم نے حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کے ساتھ گزاری۔ ہم روزے سے تھے لیکن افطاری کے لئے ہمارے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب مجھے غم وحزن کے عالم میں دیکھا تو فرمایا: ''اے ابن بشار علیہ رحمۃ اللہ الغفار! دیکھو! اللہ عزوجل نے فقراء ومساکین پر نعمتوں اور راحتوں کی کیسی چھما چھم برسات فرمائی ہے کہ کل بروزِ قیامت ان سے زکوٰۃ اور حج وصدقہ کے متعلق سوال نہیں فرمائے گا۔ بلکہ فقراء ومساکین کے بارے میں ان لوگوں سے سوال کیا جائے گا جو دنیا میں امیر ہیں لیکن آخرت میں فقیر ہوں گے، اور جو دنیا میں معزز ہیں مگر آخرت میں ذلیل ورسوا ہوں گے۔ لہٰذا تم غم نہ کرو، جس رزق کا اللہ عزوجل نے ذمہ لیا ہے وہ عنقریب تجھے مل کر رہے گا۔ اللہ عزوجل کی قسم! بادشاہ اور غنی تو ہم ہیں۔ ہم ہی تو ہیں جنہیں دنیا میں ہی بہت جلد راحت وسرور میسر ہے، جب ہم اللہ عزوجل کی اطاعت میں ہوں تو ہمیں کچھ پرواہ نہیں ہوتی کہ ہم کس حال میں صبح وشام کر رہے ہیں۔ ہم ہر حال میں اللہ عزوجل کے شکر گزار ہیں۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں بھی اپنی نماز ادا کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک آدمی آٹھ روٹیاں اور بہت ساری کھجوریں لے کر ہمارے پاس آیا۔ اس نے سلام کیا اور کہا: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، یہ کچھ کھانا حاضرِ خدمت ہے، تناول فرمائیے۔'' حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے مجھ سے فرمایا: ''اے مغموم! کھانا کھاؤ۔''

ابھی ہم کھانا کھانے بیٹھے ہی تھے کہ ایک سائل آ گیا اس نے کہا: ''مجھے کچھ کھانا کھلاؤ۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تین روٹیاں اور کچھ کھجوریں سائل کو دے دیں تین روٹیاں مجھے عطا فرمائیں اور دو روٹیاں خود تناول فرمائیں۔ پھر ارشاد فرمایا: ''مؤاسات (یعنی غمخواری) مؤمنین کے اخلاق میں سے ہے۔''

ابن بشار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کے ساتھ **طرابلس** روانہ ہوا۔ میرے پاس دو روٹیوں کے علاوہ اور کوئی شئے نہ تھی۔ راستے میں ایک سائل نے سوال کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے فرمایا: ''جو کچھ تیرے پاس ہے وہ اس سائل کو دے دے'' اس معاملہ میں مَیں نے تھوڑی سی سستی کی، تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے

فرمایا: ''کیا بات ہے، سائل کو روٹی دینے میں تم سستی کیوں کر رہے ہو؟'' یہ سن کر میں نے دونوں روٹیاں تو سائل کو دے دیں لیکن میں پریشان تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''کل تو اس ذات سے ملاقات کرے گا جس کے ساتھ اس سے پہلے تو شرف ملاقات حاصل نہیں کرسکا۔ اور تو ان تمام چیزوں کا اجر بھی پائے گا جنہیں تو آگے بھیجتا رہا۔ اور جو چیزیں تو دنیا میں چھوڑ جائے گا وہ تجھے کوئی فائدہ نہ دیں گی۔ لہٰذا اپنے لئے آگے کچھ مہیا کر، تو نہیں جانتا کہ کب اچانک تجھے اپنے رب عزوجل کی طرف سے بلاوا آجائے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس گفتگو نے مجھے رُلا دیا۔ اور میری نظروں میں دنیا کی قدر و قیمت بہت کم کردی۔ جب انہوں نے مجھے روتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''ہاں اسی طرح زندگی بسر کرو۔''

ابن بشار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ میں، حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم، ابو یوسف غسولی اور ابو عبداللہ سنجاری رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے ساتھ سفر پر تھا، ہم ایک قبرستان کے پاس سے گزرے تو حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم ایک قبر کے پاس آئے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور فرمایا: ''اے فلاں! اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے۔'' پھر دوسری قبر کے پاس آئے اور اسی طرح کہا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سات قبروں کے پاس جا کر اسی طرح کہا۔ پھر ان قبروں کے درمیان کھڑے ہوگئے اور باآواز بلند اس طرح ندا کی: ''اے فلاں بن فلاں! اے اہل قبور! تم فوت ہوگئے اور ہمیں پیچھے چھوڑ آئے۔ ہم بھی جلد ہی تم سے ملنے والے ہیں۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے اور کسی گہری سوچ میں گم ہوگئے کچھ دیر اسی طرح بیٹھے رہے پھر آنسوؤں سے تر بتر چہرے کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے میرے بھائیو! آخرت کی تیاری کے لئے تم پر جدّ و جہد اور جلدی لازم ہے، جلدی کرو اور آخرت کی تیاری میں ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کرو، بے شک تیز رفتاری میں اپنے مدِّ مقابل پر وہی سبقت لے جاتا ہے جو تیز چلتا ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 158:

دنیا مصائب کا گھر ہے

حضرت سیدنا عبداللہ بن صالح عجلی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''بنی شیبان کے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''تمام تعریفیں اللہ عزوجل کیلئے ہیں

میں اسی کی حمد بیان کرتا ہوں اور اسی سے مدد مانگتا ہوں، اس پر ایمان لاتا ہوں اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ **اللہ** عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں۔ اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت **محمد مصطفٰی** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ اللہ عزوجل نے انہیں ہدایتِ کامل اور دینِ حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، تا کہ اس کے ذریعے وہ تمہاری بیماریوں کو دور فرمائے اور تمہیں غفلت کی نیند سے بیدار کرے۔ یاد رکھو! تم مرنے والے ہو اور تمہیں موت کے بعد دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ تمہیں تمہارے اعمال سے آگاہ کیا جائے گا اور ان کا بدلہ دیا جائے گا۔ لہٰذا تمہیں دنیا کی زندگی کسی طرح دھوکے میں نہ ڈالے۔

یہ دنیا مصیبتوں میں گِھرا ہوا گھر ہے۔ اور ہر شخص جانتا ہے کہ اس نے فنا ہو جانا ہے۔ یہ دھوکے کا گھر ہے۔ اس میں جو کچھ ہے زوال پذیر ہے۔ یہ کبھی ایک کے پاس ہے تو کبھی دوسرے کے پاس۔ اس میں آنے والا کبھی بھی اس کے شر سے محفوظ نہیں رہ سکتا اس میں رہنے والے خود کو خوشحال اور مسرور سمجھتے ہیں مگر اس سوچ کی وجہ سے وہ مصیبت اور دھوکہ میں پڑ جاتے ہیں۔ دنیوی خوشحالی دائمی نہیں ہوتی۔ اس کے رہنے والوں میں سے ہر ایک کی موت کا وقت معین ہے۔

اے اللہ عزوجل کے بندو! یاد رکھو: اس نیرنگیٔ دنیا میں تم جن گزرے ہوئے لوگوں کی پیروی کر رہے ہو ان کی عمریں تمہاری بنسبت بہت زیادہ تھیں۔ ان کے گھر تمہارے گھروں سے زیادہ آباد تھے۔ وہ تم سے زیادہ طاقتور تھے۔ دور دور تک ان کا رُعب و دبدبہ تھا، مگر اب ان کی آوازیں بند ہو گئیں، ان کے جسم بوسیدہ ہو گئے، گھر ویران اور خالی ہو گئے۔ ان کا نام ونشان تک مٹ گیا۔ ان کے وہ بلند و بالا محلات جن کی بنیادیں بہت مضبوط تھیں، اب پتھروں، سِلوں اور ریت میں تبدیل ہو چکے ہیں۔

اب جو لوگ یہاں آکر بسے ہیں وہ سابقہ لوگوں کو جانتے تک نہیں، اسی طرح سابقہ لوگوں کے لئے یہ نئے مکین اجنبی ہیں۔ وہ اپنے قرب وجوار اور گھر کے قریب رہنے والوں کے ساتھ ایسا تعلق نہیں رکھتے جو پڑوسیوں کا پڑوسیوں اور بھائیوں کا بھائیوں کے ساتھ ہونا چاہئے۔ اب ان کے درمیان تعلق ہو بھی کیسے؟ جبکہ بوسیدگی نے انہیں خوراک بنا کر ہلاک کر دیا ہے۔ اور ان پر چٹانوں اور مٹی نے سایہ کیا ہوا ہے۔ زندگی کے بعد موت نے انہیں آلیا، اپنے تئیں عمدہ اور خوشحال زندگی گزارنے کے بعد اب وہ فنا کے گھاٹ اتر گئے۔ ان کی وجہ سے ان کے دوست واحباب مصیبت میں مبتلا ہو گئے، انہوں نے مٹی کو اپنا مسکن بنا لیا اور دنیا سے کوچ کر گئے۔ وہاں قبروں میں ان کے لئے یہ دنیوی نعمتیں نہیں ہیں۔ ہائے افسوس! ہائے افسوس! پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ (پ ۱۸، المؤمنون: ۱۰۰)

ترجمۂ کنز الایمان: ہشت یہ تو ایک بات ہے جو وہ اپنے منہ سے کہتا ہے اور اُن کے آگے ایک آڑ ہے اس دن تک جس میں اٹھائے جائیں گے۔

گویا تم بھی انہی کی طرح ہو گئے جس طرح وہ قبر میں تنہا اور بوسیدہ ہو گئے۔ اور تمیں بھی اس خواب گاہ (یعنی قبر) میں رکھا جائے گا۔ تو اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہو گی جب اعمال انتہا کو پہنچ چکے ہونگے، قبروں کو الٹ پلٹ کر دیا جائیگا، جو کچھ سینوں میں چھپا تھا وہ سامنے آجائے گا۔ پھر تمہیں حساب و کتاب کے لئے مالکِ حقیقی عزوجل کے سامنے کھڑا کیا جائے گا، جو کہ بہت جلال والا ہے۔ سابقہ گناہوں کے خوف کے باعث تمہارے دل تھر تھر کانپ رہے ہوں گے۔ پھر تمہارے عیوب اور راز ظاہر ہو جائیں گے۔ وہاں ہر ایک اپنے کئے کی جزا پائے گا۔''

(اللہ عزوجل ہمیں اور تمہیں اپنی کتاب (یعنی قرآنِ پاک) پر عمل کرنے والا، اور اولیاء کرام کی اتباع کرنے والا بنائے۔ یہاں تک ہم اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ جائیں۔ یقیناً ہمارا پروردگار عزوجل تعریف کیا ہوا اور بزرگی والا ہے۔)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 159:

نیک جِنّ

حضرت سیدنا عبداللہ بن محمد قرشی علیہ رحمۃ اللہ القوی کہتے ہیں، مجھے میرے والد نے بتایا کہ **امیر المؤمنین** حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم جمعہ کے دن جب خطبہ ارشاد فرماتے تو اکثر یہ کہا کرتے: ''اے لوگو! نیکی کے کاموں کو لازم پکڑو اور جِنّ کے فعل کو یاد کرو۔

ایک مرتبہ ابو الاشتر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے کہا: ''آؤ! **امیر المؤمنین** حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کی خدمت میں چلیں اور ان سے اس جن کے بارے میں سوال کریں جس کے متعلق انہوں نے حکم دیا ہے اور جس کا وہ اکثر تذکرہ کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ میں اور ابو الاشتر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **امیر المؤمنین** حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المال میں تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''تمہارا اس وقت میرے پاس آنا کتنا عجیب ہے؟ ہم نے عرض کی۔ اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ''نیکی کے کاموں کو لازم پکڑو اور جِنّ کے فعل کو یاد کرو۔ حضور ہمیں یہ بتائیے کہ وہ جن کون ہے؟۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''کیا

تم نہیں جانتے کہ وہ جن کون ہے؟ ہم نے عرض کی: ''نہیں''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''وہ تم میں تھا۔ ہم نے عرض کی وہ کون تھا؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''مالک بن خزیم ہمدانی اپنے چند دوستوں کے ساتھ حج کے ارادے سے روانہ ہوا، دورانِ سفر جب وہ کسی مقام پر پہنچا تو اس نے اپنے دوستوں سے کہا: یہاں ٹھہر جاؤ! تم پانی کے حصول پر قادر ہوگئے ہو۔ چنانچہ انہوں نے وہیں قیام کیا اور سو گئے رات کے آخری پہر جب چاند نکلا تو پہاڑ سے ایک اژدہا بڑی تیزی کے ساتھ رینگتا ہوا ان کے پاس پہنچا۔ اور اہلِ قافلہ کے گرد چکر لگایا، اہلِ قافلہ میں سے ایک نوجوان اس اژدہے کو دیکھ رہا تھا۔ اژدہا جب چکر لگا کر ایک ضعیف شخص کے پاس پہنچا، تو اس نوجوان کو خوف لاحق ہوا کہ کہیں یہ اس بزرگ کو ڈس نہ لے، چنانچہ اس نے قریب ہی پڑا ہوا ڈنڈا اٹھایا اور اس پر حملہ کر دیا۔ مگر نشانہ خطا ہوگیا۔ وہ بزرگ بھی جاگ گئے اور خوفزدہ ہوکر کہنے لگے: ''کیا ہے؟'' یہ اژدہا کہاں سے نمودار ہوگیا؟ پھر اس نے قافلے والوں سے کہا: سو جاؤ! تم نے پانی کے حصول پر قدرت حاصل کر لی ہے۔ وہ سو گئے اور پھر طلوعِ آفتاب سے پہلے ان کی آنکھ نہ کھل سکی۔

طلوعِ آفتاب کے وقت وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان میں سے ہر شخص نے اپنی سواری کی لگام پکڑی اور پانی کی تلاش میں نکل پڑے مگر وہ راستہ بھول گئے تھے۔ جب اژدہے نے انہیں دیکھا تو پہاڑ پر سے بولا: ''اے لوگو! تمہارے سامنے اس وقت تک پانی نہیں آسکتا، جب تک تم آج کے دن ان تھکے ہوئے سواری کے جانوروں کی اچھی طرح دیکھ بھال نہ کر لو۔ پھر جب ایسا کر لو تو دیکھنا کہ سامنے ٹیلے کے پیچھے پانی کا ایک چشمہ ہے۔''

چنانچہ وہ رکے رہے۔ پھر مطلوبہ جگہ پہنچے تو وہاں واقعی ایک چشمہ تھا جس کا پانی رکا ہوا تھا۔ انہوں نے خود بھی پانی پیا، اپنے جانوروں کو بھی پلایا، اور قافلہ دوبارہ سوئے منزل چل دیا۔ جب وہ ایک چھوٹی سی پہاڑی کے قریب پہنچے تو کہنے لگے: اے ابو خزیم! اگر اسی طرح کا پانی یہاں بھی مل جائے تو کتنی بڑی خوش بختی ہے۔ پھر وہ پہاڑی کے قریب ٹھہر گئے اور پانی کی تلاش میں نکلے اس مرتبہ پھر راستہ بھول گئے۔ جب پہاڑی پر موجود اژدہے نے انہیں دیکھا تو پکار کر کہا: ''اے اہلِ قافلہ! اللہ عزوجل میری طرف سے تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ اب میں تمہیں اپنی طرف سے الوداع کہتا ہوں اور (آخری) سلام پیش کرتا ہوں۔ احسان اور نیکی کا کام کرنے میں کسی کو ہرگز بے رغبتی نہیں ہونی چاہئے، یقیناً جو محتاج کو محروم رکھتا ہے وہ خود محروم ہے۔ میں وہ اژدہا ہوں کہ بھٹکے ہوؤں کو راستہ بتا کر مصیبت سے نجات دلاتا ہوں، اس پر میں شکر ادا کرتا ہوں اور یقیناً شکر ادا کرنا اچھی خصلت ہے۔ جو نیکی کا کام کرتا ہے جب تک وہ زندہ رہے اس کی ضرورت کا سامان ختم نہیں ہوتا، جبکہ برائی کا انجام برائی ہی ہے۔''

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم﴾

حکایت نمبر160:

انمول نصیحتیں

حضرت سیدنا ابوعبیدہ تاجی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو اس طرح فرماتے ہوئے سنا: ''اے ابن آدم! تیرے لئے دنیا کشادہ کر دی گئی تو تُو آخرت کے عمل سے غافل ہو گیا، تیری موت قریب آن پہنچی، تجھے عمل کرنے کا حکم دیا گیا۔ اللہ عزوجل کا حق سب سے افضل ہے وہ اسوقت تک تجھ سے راضی نہ ہوگا جب تک تو ان احکام کو پورا نہ کرے جو اس نے تجھ پر لازم کئے ہیں۔ اے ابن آدم! جب تو لوگوں کو نیکی کا کام کرتا دیکھے تو ایسے کام میں تو ان پر سبقت لے جانے کی کوشش کر اور جب تو انہیں ہلاکت و بربادی کے کاموں میں دیکھے، تو ان سے اور ان کے اختیار کردہ افعال سے کوسوں دور بھاگ۔ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جنہوں نے اپنی دنیا کو عاقبت پر ترجیح دی پس وہ ذلیل وخوار ہوگئے۔

اے ابن آدم! تو اس وقت تک ایمان کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک تو لوگوں کی عیب جوئی سے باز نہ آجائے، پہلے تو ان عیوب کو تلاش کر جو تیری ذات میں موجود ہیں، پھر اپنی ذات سے اصلاح کا عمل شروع کر، جب تو ایسا کرے گا تو دوسروں کی عیب جوئی سے بچا رہے گا۔ اور اللہ عزوجل کے نزدیک پسندیدہ شخص وہ ہے جو ان خصوصیات کا حامل ہو۔

ظلم اور جفاء ظاہر ہوگئے، علماء کم ہوگئے اور سنت کو چھوڑ دیا گیا۔ مجھے ایسی برگزیدہ ہستیوں کی ہم نشینی کا شرف حاصل ہوا ہے کہ جنکی ہم نشینی ہر بندۂ مؤمن کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اللہ عزوجل کی قسم! آج کوئی بھی ایسا نہیں رہا جس سے ہم فیض اور برکات حاصل کرسکیں۔ بہترین اور اچھے لوگ گزر گئے، دنیادار سرکش لوگ باقی رہ گئے۔

اے ابن آدم! تو ایمان اور خیانت کو ایک ساتھ جمع نہیں کرسکتا۔ اے ابن آدم! تو کیسے مؤمنِ کامل ہوسکتا ہے جبکہ تیرا پڑوسی امن میں نہ ہو۔ اے ابن آدم! تو کیسے کامل مسلمان ہوسکتا ہے جبکہ لوگ تجھ سے سلامت نہ ہوں۔ دنیا میں مؤمن کی مثال ایک اجنبی کی سی ہے جو دنیوی ذلت سے نہیں گھبراتا۔ اور نہ ہی دنیوی عزت کے حصول کی خاطر دنیاداروں سے مقابلہ کرتا ہے۔ دنیاداروں کا اندازِ زندگی اور ہے، جبکہ اس کا اور۔ لوگ اس کی طرف سے راحت وسکون میں ہوتے ہیں۔ مؤمن کی صبح وشام اللہ عزوجل کے خوف ہی میں ہوتی ہے، اگرچہ وہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو۔ اس مردِ مجاہد کی حقیقت کو سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا اس لیے کہ وہ دو خوفوں کے درمیان ہے:

(۱) اس گناہ کا خوف جو اس سے سرزد ہوا۔ اب وہ نہیں جانتا کہ اس گناہ کے بدلے اللہ عزوجل اس کے ساتھ کیا معاملہ فرمائے گا۔

(۲)......عنقریب آنے والی موت کا خوف کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اسے کون کون سی ہلاکتیں اور پریشانیاں پہنچنے والی ہیں۔

اللہ عزوجل اس بندے پر رحم فرمائے جس نے غور وفکر کیا، عبرت حاصل کی اور معاملے کی گہرائی کو غور سے دیکھ لیا۔

اے لوگو! سنجیدگی اختیار کرلو۔اب وقت آگیا ہے کہ تم آنکھیں کھول لو۔اللہ عزوجل کی قسم! دنیا جب اس میں رہنے والوں کیلئے کھولی گئی تو اس کے کتے (حرص اور فتنہ وفساد) بھی کھول دیئے گئے۔اس دنیا کے کتے سب سے برے ہیں۔دنیا کے حصول کی خاطر لوگوں نے تو ایک دوسرے پر تلواروں سے حملے کئے۔اور بعض نے بعض کی حرمت کو حلال جانا۔ہائے! افسوس اس فساد پر! یہ کتنا بڑا فساد ہے

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں حَسن کی جان ہے! اس دنیا میں جس مؤمن نے بھی صبح کی تو غم اور پریشانی کی حالت میں کی۔پس جلدی سے اللہ عزوجل کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوجاؤ اس لئے کہ بندۂ مؤمن کو اللہ عزوجل سے ملاقات کا شرف حاصل کئے بغیر راحت وسکون کی دولت نصیب نہیں ہوسکتی۔

یقیناً موت نے دنیا کو رسوا کردیا۔موت نے دنیا میں کسی بھی صاحبِ عقل کیلئے کوئی خوشی نہیں چھوڑی۔بندۂ مؤمن نے جب دنیا کا قصد کیا تو اسے منہدم کردیا۔اور اس کے ذریعے اپنی آخرت کو سنوارا، دنیا کی وجہ سے اپنی آخرت کو تباہ وبرباد نہیں کیا۔ جبکہ منافق نے اپنی خواہشات کو اللہ عزوجل کی رضا پر ترجیح دی اور دنیا کو اپنا معبود بنالیا۔

اے ابن آدم! جتنا دنیوی رزق تیرے نصیب میں ہے وہ تجھے مل کر رہے گا۔مگر آخرت کے معاملے میں تو نیکیوں کا محتاج ہے، تجھ پر لازم ہے کہ تو آخرت کی تیاری کر۔اگر تو آخرت کی تیاری میں مشغول ہوجائے گا تو دنیا خود تیرے قدموں میں آجائے گی۔اللہ عزوجل ان لوگوں پر رحم فرمائے کہ جنہیں دنیا ملی لیکن انہوں نے یہ دنیوی مال ودولت اس کے حقداروں (فقراء ومساکین) پر خرچ کردیا۔پھر یہ لوگ اس حق کو ادا کرنے کے بعد ہلکے پھلکے ہوگئے۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''طلب کرنے والوں کی دو قسمیں ہیں:
(۱)......آخرت کا طلبگار، ایسا شخص اپنی طلب میں کامیاب ہوجاتا ہے اور اسکی اُخروی نعمتیں ختم نہیں ہوتیں۔
(۲)......دنیا کا طلبگار، ایسا شخص اپنی طلب میں بہت کم کامیاب ہوتا ہے، اور اسے جو دنیوی نعمتیں ملتی ہیں ان میں سے اکثر کو ضائع کر بیٹھتا ہے۔

میں نے ایسے لوگوں کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہے جن کی نظریں آخرت (کی نعمتوں) پر مرکوز تھیں۔جاہل انہیں بیمار تصور کرتے تھے۔مگر اللہ عزوجل کی قسم! وہی سب سے زیادہ صحت مند دلوں کے مالک تھے۔

اللہ عزوجل اس بندے پر رحم فرمائے جس نے اپنے آپ کو اللہ عزوجل کی عبادت میں مشغول رکھا۔اور اللہ عزوجل کی کتاب قرآن مجید پر عمل پیرا ہوا۔اگر اس کا عمل کتاب اللہ عزوجل کے موافق ومطابق ہوا تو اس نے اللہ عزوجل کی حمد وثناء بیان کی اور

اپنے اس عمل میں زیادتی کا طلبگار رہوا۔اور اگر اس کا عمل کتاب اللہ عزوجل کے منافی ہوا تو اللہ عزوجل کی ناراضی سے بچنے کیلئے قریب ہی سے لوٹ آیا۔

دنیا کا زوال بالکل ظاہر ہے۔اس کی نعمتیں دائمی نہیں ہیں۔نہ ہی اس کے مصائب وآلام سے کوئی امن میں ہے اس کی نئی چیز پوشیدہ ہو جاتی ہے۔صحت مند بیمار ہو جاتا ہے،غنی فقیر بن جاتا ہے۔اپنے رہنے والوں کو اکثر عذاب سے دوچار رکھتی ہے اور ہر حال میں انہیں کھیل تماشا بنائے رکھتی ہے۔دنیا میں سوائے اس کے کوئی چیز تیرے لئے فائدہ مند نہیں کہ جسے تو آخرت کے لئے بھیج چکا ہے۔ پس تو مال کو اپنے لیے دنیا میں ذخیرہ نہ کر اور نہ اس چیز میں اپنے نفس کی پیروی کر جس کے بارے میں تو جانتا ہے کہ اسے تو نے اپنے پیچھے چھوڑ کر چلے جانا ہے۔بلکہ آنے والی مشقتوں کے لئے زادِ راہ تیار کرلے (یعنی صدقہ وخیرات کرتا کہ آگے کام آئے) اور اللہ عزوجل کی بارگاہ اقدس سے بلاوا (یعنی موت) آنے سے قبل اس کا اہتمام کرلے۔کہیں ایسا نہ ہو کہ اچانک موت کے گھاٹ اتر جائے اور تیری خواہشات دھری کی دھری رہ جائیں۔پھر اسوقت تجھے شرمندگی اٹھانا پڑے۔مگر اسوقت کی ندامت وشرمندگی کسی کام نہ آئے گی دنیا کو اپنے جسم کی صحبت عطا کر مگر اسے اپنے دل سے دور رکھ اور اس کے غم میں مبتلا نہ ہو۔

دنیا والوں اور ان کے امور کے درمیان راستہ خالی چھوڑ دے کیونکہ وہ تھوڑا عرصہ ہی باقی رہیں گے۔مگر حقیقت میں اس کے وبال کو سجایا ہوا پیش کیا گیا ہے۔لوگوں کا دنیا کو پسند کرنا تیرے اس کو ناپسند کرنے میں اضافہ کرے اور لوگوں کا اس میں مطمئن ہونا تیرے لئے اس میں احتیاط کرنے اور اس سے مزید دور بھاگنے میں اضافہ کرے۔جس کام (یعنی عبادت) کے لئے تجھے پیدا کیا گیا ہے اس میں خود محبت کر۔اپنی مشغولیت اور فراغت اسی میں گزار دے۔تو نے جو عمل بھی کیا تو اسے دیکھ لے گا اور اس کے بارے میں تجھ سے پوچھا جائے گا،اب تو صبح وشام موت کا انتظار کر۔

اے لوگو!تم ایسے برے اور مذموم گھر میں آگئے جسے آزمائش کے طور پر پیدا کیا گیا اور اس کی ایک مقررہ میعاد ہے جب وہ پوری ہو جائے تو (زندگی) ختم ہو جاتی ہے۔یہ ایسا فانی گھر ہے کہ اللہ عزوجل اپنی مخلوق کے اس کی طرف جھکنے اور مائل ہونے سے راضی اور خوش نہیں ہوتا،اس کے عیوب،اس سے باز رہنے اور اس کے علاوہ میں رغبت رکھنے کے بارے میں بہت ساری آیات اور مثالیں بیان کی گئی ہیں،جو اس میں رہا مگر اس سے نفرت کی اور نفسانی خواہشات کو ترک کیا تو وہی سعادت مند رہا۔اور جو اس میں رہا اور اس سے رغبت اور محبت رکھی تو ایسا کرنے سے وہ بدبخت ہو گیا۔اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو گیا۔

اس کا مال ومتاع انتہائی قلیل ہے اور اس کا فنا ہو جانا لکھ دیا گیا ہے۔اس کے رہنے والے اسے چھوڑ کر ان منازل کی جانب جانے والے ہیں جو کبھی فنا نہ ہونگی۔اے ابن آدم!دنیا کی طویل عمری تجھے دھوکے میں نہ رکھے۔

بے شک آنے والی ہولناکیاں اور امور کی سختیاں جو کہ تمہارے سامنے ہیں ان سے آج تک کوئی بھی خلاصی نہیں پاسکا۔ خداعزوجل کی قسم! اس مشکل راستے پر ضرور چلنا ہے اور تمام امور ضرور پیش آنے والے ہیں۔ پھر یا تو اس کے شر سے عافیت اور اسکی ہولناکی سے نجات مل جائے گی۔ یا پھر ایسی ہلاکت و بربادی ہوگی کہ جس کے بعد خیر اور بھلائی نہیں ہے۔ اے ابن آدم! موت کی تیاری میں جلدی کر اور ''کل، کل'' کی رٹ نہ لگا۔ جو کرنا ہے آج ہی کر لے۔ اس لئے کہ تو یہ نہیں جانتا کہ کب تجھے اللہ عزوجل کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اے ابن آدم! تو ہرگز نیکی کے کسی کام کو بھی حقیر نہ جان، کیونکہ جب تو اسے دار جزاء میں دیکھے گا تو اس نیکی کا وہاں موجود ہونا تجھے خوش کردے گا۔ اور برائی کے کسی کام کو ہرگز حقیر نہ جان! کیونکہ جب تو اسے دیکھے گا تو اس کا وہاں موجود ہونا تجھے غمناک کردے گا۔ اے ابن آدم! زمین کو اپنے قدموں تلے روندھ ڈال کیونکہ یہ تیری قبر کے قریب ہے۔

اے ابن آدم! جس وقت سے تیری ماں نے تجھے جنا اس وقت سے اب تک لگا تار تیری عمر کم ہوتی جارہی ہے۔

اے ابن آدم! تیرے لئے ایک نامۂ اعمال کھول دیا گیا ہے اور تیرے اوپر دو فرشتے مقرر کردیئے گئے ہیں۔ ایک تیری دائیں جانب جبکہ دوسرا بائیں جانب ہے۔ اب کم اعمال کر! یا زیادہ، جب تو مرے گا تو اس نامۂ اعمال کو لپیٹ کر اسے تیرے گلے میں پہنا دیا جائے گا۔

اِقۡرَاۡ کِتٰبَکَ کَفٰی بِنَفۡسِکَ الۡیَوۡمَ عَلَیۡکَ حَسِیۡبًا (پ۱۵، بنی اسرائیل:۱۴)

ترجمۂ کنز الایمان: فرمایا جائے گا کہ اپنا نامہ (نامۂ اعمال) پڑھ، آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے۔

اے ابن آدم! تو ریاکاری کرتے ہوئے کوئی نیکی نہ کر اور نہ ہی شرم کی وجہ سے کسی نیکی کو چھوڑ۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر161:

روزِ جزاء کا خوف

حضرت سیدنا عبدالوھاب بن عبداللہ بن ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! نیکی کریں

جنت پائیں۔'' پھر اس نے چند عربی اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

میری بچیوں اور ان کی ماں کو کپڑے پہنائیے تو ہم ساری زندگی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے جنت کی دعا کریں گے۔ اللہ عزوجل کی قسم! آپ (یہ نیکی) ضرور کریں گے۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر میں ایسا نہ کرسکوں تو؟'' اعرابی بولا: ''اے ابوحفص رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اگر ایسا نہ ہوا تو میں چلا جاؤں گا۔''

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''اگر تُو چلا گیا تو پھر کیا ہوگا؟''

وہ کہنے لگا: ''تو پھر اللہ عزوجل کی قسم! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میرے حال کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا۔ اور اس دن عطیات احسان اور نیکیاں ہوں گی۔ تو (محشر کے دن) کھڑے شخص سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔ پھر اسے (حساب وکتاب کے بعد) یا تو جہنم کی طرف بھیج دیا جائے گا یا جنت کی خوشخبری سنائی جائے گی۔''

(اشعار کی صورت میں اس اعرابی کی یہ باتیں سن کر) امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہوگیا، یہاں تک کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی مبارک تر ہوگئی۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام کو حکم فرمایا: اے غلام! اس شخص کو میری یہ قمیص عطا کردو۔ اور یہ اس وجہ سے نہیں کہ اس نے اچھا شعر کہا ہے، بلکہ اس دن (یعنی روزِ قیامت) کیلئے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کی قسم! (اس وقت) اس قمیص کے علاوہ میں کسی اور چیز کا مالک نہیں۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 162:

صبر کی تلقین

محمد بن علی مدائنی سے منقول ہے، محمد بن جعفر نے ارشاد فرمایا: ''یمن کے کسی بادشاہ کا بھائی فوت ہوگیا۔ تو کسی عربی شخص نے اس کی تعزیت کرتے ہوئے اس طرح کہا: ''یاد رکھ! مخلوق، خالقِ حقیقی کیلئے ہے، شکر اسی ذات کا ہے جو انعام کرنے والی ہے، مصائب وآلام سے بچانے پر وہ قادر ہے۔ جو ہونا ہو وہ ضرور ہو کر رہتا ہے۔ جب (موت کا حکم) آ گیا تو اسے واپس نہیں کیا جاسکتا۔ اور نہ ہی فوت ہونے والے کی واپسی کی کوئی راہ ہے۔ تجھے ایسی چیز دی گئی ہے جو عنقریب تجھے چھوڑ جائے گی یا تو خود ہی اسے

چھوڑ دے گا۔تو جس کام کو ضرور بضرور ہونا تھا تو اس کے ہونے کے بعد پریشانی کس بات کی؟اور جس بات کے ہونے کی امید ہی نہیں تو پھر اس کی طمع کیوں؟اور جس چیز نے عنقریب منتقل ہو جانا ہے یا جس سے تو نے منتقل ہونا ہے تو اس کے لئے حیلہ کیا کرنا؟۔

ہمارے آباؤ اجداد گزر گئے جن کی ہم اولاد ہیں۔تو جب اصل ہی ختم ہو جائے تو فرع بھی باقی نہیں رہتی۔

لہٰذا مصائب و آلام کے وقت سب سے افضل شئے ''صبر کرنا'' ہے۔دراصل اس دنیا کے رہنے والے ایسے مسافر ہیں جو اپنی سواریوں کو اس دنیا کے علاوہ کسی اور مقام پر ہی اتارتے ہیں۔تو نعمت ملنے پر شکر، اور تغیراتِ زمانہ و حالات کے وقت اللہ عزوجل کے سامنے اس کی رضا کی خاطر اپنا سرِ تسلیم خم کرنا کتنی اچھی بات ہے۔

جب تو کسی پریشان حال (بے صبرے) کو دیکھے تو اس سے عبرت حاصل کر۔اور جب تو کوئی پریشانی دیکھے تو اسے اس مسئلہ کے حل کیلئے اس کی تہہ تک پہنچنے والے شخص کی طرف لوٹا دے۔کیونکہ اس کا تجھ سے زیادہ کون مستحق ہے۔

اور یاد رکھ! سب سے بڑی مصیبت اپنے پیچھے برے جانشین چھوڑ جانا ہے۔پس تو سدھر جا! اس لئے کہ لوٹنے کا وقت قریب ہے۔

یاد رکھ! یقیناً تجھ پر اِنعام و اکرام کرنے والے اللہ عزوجل نے ہی تجھے آزمائش میں مبتلا کیا ہے۔اسی عطا کرنے والے نے تجھ سے (اپنی عطا کردہ نعمت) لے لی ہے۔مگر اکثر (نعمتیں) تو (تیرے پاس) چھوڑ دیں۔لہٰذا اگر تجھے صبر کرنا بھلا دیا گیا ہے، تو پھر شکر کرنے سے تو غافل نہ ہو۔(اگر ہو سکے تو) ان دونوں میں سے کسی کو نہ چھوڑ۔اور ایسی غفلت سے بچ جو سلبِ نعمت اور ابدی ندامت و شرمندگی کا باعث ہو۔کہیں ایسا نہ ہو کہ آج ملنے والی چھوٹی مصیبت کے بجائے کل تجھے بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے۔ہم دنیا میں جس بھی مقصد کے حصول کی کوشش کرتے ہیں تو موت اور مصائب و آلام ہمارے درمیان آ کھڑے ہوتے ہیں۔ہر گھونٹ اور لقمے کے ساتھ پھندا لگا ہوتا ہے۔

کوئی بھی نعمت پہلی نعمت کے ختم ہوئے بغیر نہیں پائی جاسکتی۔اس دنیا میں زندگی گزارنے والا شخص جو دن بھی گزارتا ہے اس کے ساتھ ہی وہ اپنی پہلی گزرنے والی زندگی کو ختم کر رہا ہے۔ان گزشتہ دنوں کا نام و نشاں باقی نہیں رہتا بلکہ ختم ہو جاتا ہے۔ ہمارا گزرنے والا ہر سانس ہمیں فناء کی جانب لے جا رہا ہے، تو پھر ہم باقی رہنے کی امید کیسے کریں؟ یہ دن اور رات جس چیز کو بھی بلندی دیتے ہیں تو آخر کار اسے گرانا شروع کر دیتے ہیں۔اور جس شئے کو وہ اکٹھا کریں آخر کار اسے بکھیر دیتے ہیں۔پس تو نیک کام اور نیک لوگوں کو تلاش کر۔اور یاد رکھ! بھلائی پہنچانے والا بندہ بھی بھلا ہوتا ہے اور شر پہنچانے والا شخص شریر ہی ہوتا ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر163: حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا جنات سے مکالمہ

حضرت سیدنا جنید بن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''نوجوانی کے زمانہ میں جبکہ میرے دن بڑے اچھے گزر رہے تھے۔ ایک رات ایسی آئی کہ میں نے خود کو ایسے پہاڑ کے دامن میں پایا جہاں کوئی انسان نہ تھا۔ آدھی رات کے وقت کسی منادی نے مجھے اس طرح پکارا: ''دل، محبوب کی یادوں سے خالی نہیں ہوتے، بلکہ وہ تو محبوب کے گم ہوجانے کے خوف سے ہی پگھل جاتے ہیں۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بہت حیران ہوا اور پوچھا: یہ منادی (پکارنے والا) کوئی جن ہے یا انسان؟ پھر یہ آواز سنائی دی'' میں، اللہ عزوجل پر ایمان لانے والا جن ہوں۔ میرے ساتھ میرے اور بھی دوست ہیں۔

میں نے پوچھا: کیا ان کے پاس بھی ایسی باتیں ہیں جیسی تمہارے پاس ہیں؟ اس نے کہا: ''ہاں'' بلکہ اس سے بھی زیادہ اچھی باتیں ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر مجھے یہ الفاظ سنائی دیئے: ''بدن کی کاہلی اور سستی ہمیشہ سفر میں رہنے سے ہی دور ہوتی ہے۔'' میں نے دل میں کہا: ان کا کلام کتنا اچھا ہے۔ پھر تیسری مرتبہ یہ الفاظ سنائی دیئے: ''جو تاریکیوں سے مانوس ہوجائے تو پھر اسے کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ان کی ان باتوں کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ (تھوڑی دیر بعد) جب ایک بہت ہی پیاری خوشبو کی وجہ سے مجھے ہوش آیا، تو میں نے اپنے سینے پر نرگس کا ایک پھول پایا۔ میں اس کی خوشبو سونگھتے ہی بالکل ٹھیک ہوگیا۔ میں نے کہا: ''اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے، مجھے کوئی نصیحت کرو۔ وہ تمام جن (بیک زبان) بولے: ''اللہ عزوجل کے ذکر سے متقی لوگوں کے دل ہی جلا پاتے ہیں، جس نے اس کی یاد کے علاوہ کسی اور کام میں طمع کی تو یقیناً اس نے ایسی جگہ طمع کی جس کے وہ قابل نہ تھی اور جس نے کسی بیمار طبیب کی پیروی کی تو اس کی بیماری ہمیشہ رہے گی۔

(اس کے بعد) وہ مجھے وہاں چھوڑ کر چل دیئے۔ اب بھی جب کبھی میں اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں تو ان کے کلام کا اثر اپنے دل میں موجود پاتا ہوں۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 164: **حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ کریمہ**

حضرت سیدنا صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت سیدنا ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ''میرے سامنے حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کے اوصاف بیان کرو۔''

حضرت سیدنا ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے اس سے معاف نہ رکھیں گے؟'' ارشاد فرمایا: ''نہیں، بلکہ تم ان کے اوصاف بیان کرو۔'' حضرت سیدنا ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کی: ''کیا مجھے اس سے عافیت نہ دیں گے؟'' ارشاد فرمایا: ''نہیں، بلکہ تمہیں ان کے اوصاف ضرور بیان کرنا ہوں گے۔'' حضرت سیدنا ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''اچھا! اگر آپ ان کے اوصاف سننا ہی چاہتے ہیں تو سنئے۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کے علم وعرفان کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **اللہ** عزوجل کے معاملہ میں اور اس کے دین کی حمایت میں مضبوط ارادے رکھتے، فیصلہ کن بات کرتے اور انتہائی عدل و انصاف سے کام لیتے، ان کی ذات منبعِ علم وحکمت تھی، جب کلام کرتے تو دہنِ مبارک سے حکمت ودانائی کے پھول جھڑتے، دنیا اور اس کی رنگینیوں سے وحشت کھاتے، رات کے اندھیروں میں (عبادت الٰہی عزوجل) سے انہیں سرور حاصل ہوتا، اللہ عزوجل کی قسم! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ رونے والے، دور اندیش اور غمزدہ تھے، اپنے نفس کا محاسبہ کرتے، کھردرا اور موٹا لباس پسند فرماتے اور موٹی روٹی تناول فرماتے۔

اللہ عزوجل کی قسم! ان کا رعب ودبدبہ ایسا تھا کہ ہم میں سے ہر ایک ان سے کلام کرتے ہوئے ڈرتا تھا، حالانکہ جب ہم ان کے پاس جاتے تو وہ خود ملنے میں پہل کرتے اور جب ہم سوال کرتے تو جواب دیتے، اور ہماری دعوت قبول فرماتے۔

اللہ عزوجل کی قسم! ان کا رعب ودبدبہ ایسا تھا کہ ہم ان کے انتہائی قریب ہونے کے باوجود ان کے سامنے کلام کی جرأت نہ رکھتے۔

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسکراتے تو دندانِ مبارک ایسے معلوم ہوتے جیسے **موتیوں کی لڑی**، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دینداروں کی تعظیم کرتے، مسکینوں سے محبت کرتے، کسی طاقتور یا صاحب ثروت کو اس کی باطل آرزو میں امید نہ دلاتے، کوئی بھی کمزور شخص آپ کی عدالت سے مایوس نہ ہوتا بلکہ اسے امید ہوتی کہ مجھے یہاں انصاف ضرور ملے گا۔

اللہ عزوجل کی قسم! میں نے انہیں دیکھا کہ جب رات اپنے پر پھیلا دیتی، تو آپ اپنی داڑھی مبارک کو پکڑ کر زاروقطار

روتے اور زخمی شخص کی طرح تڑپتے۔

میں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اے دنیا! کیا تو نے مجھ سے منہ موڑ لیا ہے یا ابھی بھی تو مجھ پر مشتاق ہے؟ اے دھوکے باز دنیا! جا، تو کسی اور کو دھوکہ دے، میں تجھے تین طلاقیں دے چکا ہوں اب رجوع ہرگز نہیں۔ تیری عمر بہت کم ہے اور تیری آسائشیں اور نعمتیں انتہائی حقیر ہیں، لیکن تیرے نقصانات بہت زیادہ ہیں، ہائے! سفرِ (آخرت) بہت طویل ہے، زادِ راہ بہت قلیل اور راستہ انتہائی خطرناک اور پُر پیچ ہے۔

یہ سن کر حضرت سیدنا امیر معاویہ بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہو گئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی اور وہاں موجود لوگ بھی زار و قطار رونے لگے۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل ابو الحسن حضرت سیدنا علی المرتضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم پر رحم فرمائے، خدا عزوجل کی قسم! وہ ایسے ہی تھے۔

پھر حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ! ان (کی جدائی) کا غم تم پر کیسا ہے؟ عرض کی: ''اس عورت کے غم کی طرح جس کی گود میں اس کے بچے کو ذبح کر دیا گیا ہو۔'' جس طرح اس عورت کے آنسو نہیں تھمتے اور نہ ہی غم کم ہوتا ہے۔ اسی طرح میری بھی ایسی ہی حالت ہے۔

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم﴾

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 165: قرآن وسنت سے خلیفۂ وقت کو نصیحتیں

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عمر اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک روز میں ساحل پر تھا کہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے مجھے بلایا، میں اس کے پاس گیا اور سلام کیا اس نے جواب دیا، مجھے اپنے ساتھ بٹھایا پھر کہنے لگا: اے اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! آپ نے میرے پاس آنے میں بہت دیر لگائی اس کی کیا وجہ ہے؟ حالانکہ میں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علم وعمل کی باتیں سیکھنا چاہتا ہوں۔'' میں نے کہا: اے ابو جعفر منصور! سوچ سمجھ کر بات کرو اور جو میں کہوں اس سے غفلت میں نہ رہو، ابو جعفر نے کہا: ''میں تو خود آپ سے کچھ سیکھنے کا متمنی ہوں پھر بھلا میں کیونکر آپ کی باتوں کی طرف توجہ نہ دوں گا؟'' میں نے اسی لئے تو آپ کو بلوایا ہے کہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کچھ سیکھوں۔'' میں نے کہا: ''اے خلفیہ منصور! تم علم کی باتیں تو سنتے ہو لیکن ان پر عمل نہیں

کرتے۔'' یہ سن کر ربیع نے میری طرف تلوار بڑھائی اور غصے کا اظہار کیا، خلیفہ ابوجعفر منصور نے ربیع کو ڈانٹتے ہوئے کہا: ''اے ربیع! یہ علم کی مجلس ہے، عقوبت (یعنی سزا وغیرہ) کی مجلس نہیں۔

جب میں نے خلیفہ کی یہ بات سنی تو میری ڈھارس بندھی پھر میں نے کہا: اے ابوجعفر منصور! نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''جس کے پاس اللہ عزوجل کی طرف سے کوئی دینی نصیحت آئے تو بے شک وہ اللہ عزوجل کی جانب سے اس کے لئے نعمت ہے، اگر وہ اس نصیحت کو قبول کرے اور شکر ادا کرے (تو بہت اچھی بات ہے) ورنہ وہ نصیحت اللہ عزوجل کی جانب سے اس (بندے) کے خلاف حجت ہوگی، اور اس شخص کے گناہوں میں اضافہ ہوگا اور اللہ عزوجل کی ناراضگی اس پر زیادہ ہوگی۔'' (شعب الایمان للبیهقی، باب فی طاعة أولی الأمر، فصل فی نصیحة الولاة، الحدیث: ٧٤١٠، ج٦، ص٢٩)

اے منصور! حضرت سیدنا عطیہ بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو حاکم اس حال میں رات گزارے کہ اپنی رعایا سے بے خبر ہو تو اللہ عزوجل اس پر جنت حرام فرما دیتا ہے۔'' (شعب الایمان للبیهقی، باب فی طاعة أولی الأمر، فصل فی نصیحة الولاة، الحدیث ٧٤١١، ج٦، ص٣٠)

اے خلیفہ! لوگوں کے دل اس لئے تیرے بارے میں نرم ہیں کہ تو اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اقرباء میں سے ہے، اسی قرابت داری کی وجہ سے لوگوں نے تجھے اپنا حاکم مان لیا، ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم لوگوں پر بہت رحم و کرم فرماتے، کسی کے لئے اپنے دروازے بند نہ فرماتے اور کسی کو ملاقات سے نہ روکتے، سب سے مشفقانہ رویّہ رکھتے۔ جب لوگوں کو کوئی خوشی پہنچتی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بھی خوش ہوتے اور اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچتی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پریشان ہوجاتے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہر معاملے میں عدل وانصاف سے کام لیتے۔

اے خلیفہ منصور! تمہیں بہت سارے لوگوں کی ذمہ داری ملی ہے تم ان پر حاکم ہو۔ تمہیں تو سب کی فکر ہونی چاہئے، لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے تم صرف اپنی ہی بھلائی کی فکر میں ہو، تم پر تو لازم ہے کہ لوگوں میں عدل وانصاف قائم کرو، ذرا سوچو تو سہی کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب لوگ تمہارے بارے میں ظلم و زیادتی کی شکایت کریں گے؟۔

اے خلیفہ منصور! حضرت سیدنا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی کو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ہاتھوں چھڑی سے بلا قصد خراش آگئی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس اعرابی کو بلایا اور فرمایا: ''مجھ سے بدلہ لے لو، اس نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میرے ماں باپ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر قربان! میں نے آپ کو معاف کیا، خدا عزوجل کی قسم! اگر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مجھے قتل بھی کر دیں تو میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے بدلہ نہیں لوں گا

۔'' یہ سن کر حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے اس کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

(المستدرك، كتاب الرقاق، باب دعاالنبی صلى الله عليه وسلم اعرابیا الی القصاص من نفسه، الحدیث ۸۰۱۳، ج۵، ص ۴۷۱)

اے خلیفہ منصور! نفسانی خواہشات کی پیروی چھوڑ دو، اپنے نفس کو راضی کرنے کے بجائے خداعزوجل کی رِضا کے طلب گار بنو، اور اس جنت کی طرف رغبت کرو جس کی چوڑائی آسمانوں و زمین سے زیادہ ہے، اور جس جنت کے بارے میں سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: ''(جنت میں) تم میں سے کسی کا ایک کمان پر قبضہ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب الحور العین وصفتهن، الحدیث ۲۷۹۶، ص ۲۲۵، لقید: بدله: لقاب)

اے منصور! بادشاہی اگر ہمیشہ رہنے والی شئے ہوتی تو تجھے ہرگز نہ ملتی، جس طرح یہ تم سے پہلوں کے پاس نہ رہی اسی طرح تمہارے پاس بھی نہ رہے گی، تمہارے بعد کسی اور کو، پھر کسی اور کو، اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔

اے خلیفہ! کیا تجھے معلوم ہے کہ تمہارے دادا حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کی کیا تشریح فرمائی:

مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰهَاۚ (پ۱۵، الکھف: ۴۹) ترجمۂ کنزالایمان: اس نوشتہ کو کیا ہوا نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا جسے گھیر نہ لیا ہو۔

سنو! انہوں نے فرمایا: ''اس آیت میں صغیرہ خطا سے مراد تبسّم اور کبیرہ خطا سے مراد ضحک (یعنی ہنسنا ہے) ہے، اب ذرا سوچو کہ جو اعمال ہاتھوں اور زبان سے سرزد ہوتے ہیں تو ان کا کیا حال ہوگا۔''

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے: ''اگر دریائے فرات کے کنارے ایک بکری کا بچہ بھی مرجائے تو مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں مجھ سے اس کے بارے میں (بروزِ قیامت) سوال نہ کرلیا جائے۔''

اے منصور! تمہارے دورِ خلافت میں تو کتنے لوگ ظلم و زیادتی کے شکار ہوئے ہیں تم بروزِ قیامت کیا جواب دو گے؟

اے خلیفہ! تم بہت بڑی آزمائش میں مبتلا کر دیئے گئے ہو، یہ ذمہ داری جو تجھے سونپی گئی ہے اگر آسمانوں اور زمین کو سونپی جاتی تو وہ اسے لینے سے ڈرتے اور انکار کر دیتے، مروی ہے کہ ''امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک انصاری کو صدقہ کے مال پر عامل مقرر کیا، کچھ دنوں بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ وہ انصاری شخص عامل بننے کے لئے تیار نہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بلایا اور فرمایا: ''تجھے اپنی ذمہ داری پوری کرنے سے کس بات نے روکا؟ تمہیں معلوم نہیں کہ تمہاری اس ذمہ داری کا ثواب ایسا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا، اس کے باوجود تم یہ ذمہ داری قبول نہیں کر رہے، آخر کیا وجہ ہے؟ اس انصاری نے عرض کی: اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسولِ اکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی

آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص لوگوں کا حاکم بنا کل بروزِ قیامت اسے دوزخ کے پل پر کھڑا کیا جائے گا اس کے ہاتھ اس کی گردن سے بندھے ہونگے اور اس وقت اس کے جسم کے تمام اعضاء جدا جدا ہوجائیں گے، پھر دوبارہ اسے صحیح و سالم کھڑا کیا جائے گا، پھر اس سے حساب لیا جائے گا، اگر وہ نیک ہوا تو اپنی نیکیوں کی بدولت نجات پائے گا، اگر گناہ گار ہوا تو اس کی وجہ سے جہنم کی آگ میں گر جائے گا۔''

اس انصاری سے یہ حدیث سن کر امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''تم نے یہ حدیث کس سے سنی؟ عرض کی: حضرت سیدنا ابو ذر اور حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پاس ایک قاصد بھیج کر تصدیق کروائی تو ان دونوں حضرات نے فرمایا: ''واقعی ہم نے یہ حدیثِ پاک سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے سنی ہے۔''

جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنا تو فرمایا: ''ہائے عمر! اب کون حاکم بنے گا، ذمہ داریاں اب کون قبول کرے گا؟'' یہ سن کر حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''وہی قبول کرے گا جس کا چہرہ اللہ عزوجل زمین سے چپکا دے گا۔'' (شعب الایمان للبیہقی، باب فی طاعۃ أولی الأمر، فصل فی نصیحۃ الولاۃ، الحدیث ۷۴۱۵/۷۴۱۶، ج۶، ص ۳۱ تا ۳۲)

حضرت سیدنا امام عبدالرحمٰن بن عمر اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میری یہ باتیں سن کر منصور نے رومال منگوایا اور اپنا چہرہ اس میں چھپا کر زار و قطار رونے لگا، اس کی حالت ایسی تھی کہ اس نے ہمیں بھی رُلا دیا۔

اے خلیفہ منصور! امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''حاکم وہی شخص بن سکتا ہے جو مضبوط عقل والا، صاحب رائے، شرم و حیا کا پیکر اور اللہ عزوجل کے معاملے میں کسی ملامت گو کی ملامت سے نہ ڈرتا ہو۔

پھر فرمایا: ''حکمران چار طرح کے ہوتے ہیں:

(۱)......وہ حاکم جو خود بھی گناہوں سے بچے اور اپنے عمّال (یعنی گورنروں) کو بھی گناہوں سے بچائے، ایسا حاکم اس مجاہد کی طرح ہے جو راہِ خدا عزوجل میں جہاد کرے۔

(۲)......وہ حاکم جو خود تو گناہوں سے دور رہتا ہو لیکن اپنے عمّال کو برائی سے روکنے میں سُستی سے کام لے اور انہیں گناہوں سے نہ روکے، تو ایسا حاکم ہلاکت کے بالکل قریب ہے، ہاں اگر اللہ عزوجل چاہے تو وہ ہلاکت و بربادی سے بچ سکتا ہے۔

(۳)......وہ حاکم جو اپنے عمّال کو تو گناہوں سے باز رکھے لیکن خود مرتکبِ معاصی ہو تو وہ ''حطمہ'' حاکم کی طرح ہے، جس کے بارے میں نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے

زیادہ براحاکم ''حطمہ'' ہے۔(یعنی یہ حاکم دوسروں کوتو گناہوں سے بچاتا رہالیکن خود گناہوں میں منہمک رہااور ہلاک ہوگیا۔)

(شعب الایمان للبیهقی، باب فی طاعة أولی الأمر، فصل فی نصیحة الولاة، الحدیث۷۴۱۷/۷۴۱۸/۷۴۱۹، ج۶، ص۳۲ تا ۳۳)

(صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب فضیلة الأمیر العادل وعقوبة الجائر......الخ، الحدیث ۱۸۳۰،ص۱۰۰۶)

(۴)......وہ حاکم جوخود بھی گناہ کرے اوراس کے عمّال بھی گناہ کریں تو یہ حاکم اور عمّال سب ہلاک ہونے والے ہیں۔

اے ابوجعفر! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ، ایک بار حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام سیّدُ المبلغین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ! میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں اس وقت آیا جب اللہ رب العزت نے (فرشتوں) کو حکم دیا کہ، قیامت تک جہنم کی آگ بھڑکاتے رہو۔

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میرے سامنے دوزخ کے کچھ احوال بیان کرو، عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ! اللہ عزوجل نے ابتداً دوزخ کی آگ بھڑکانے کا حکم دیا چنانچہ وہ ایک ہزار سال تک جلتی رہی یہاں تک کہ سرخ ہوگئی، پھر ایک ہزار سال تک دوبارہ بھڑکایا گیا تو زرد ہوگئی، پھر ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا تو سیاہ ہوگئی، اور اب وہ سیاہ، سخت اندھیرے والی ہے، اس کے شعلے اور انگاروں میں روشنی نہیں، اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم! جس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو نبی برحق بنا کر بھیجا اگر جہنمیوں کے لباس کا ایک کپڑا بھی زمین والوں پر ظاہر کر دیا جائے تو روئے زمین کے تمام لوگ ہلاک ہوجائیں، اگر جہنم کے پانی کا ایک قطرہ بھی زمین کے پانی میں ڈال دیا جائے تو سارا پانی کڑوا ہوجائے اور جو بھی اسے چکھے وہ ہلاک ہوجائے، اور جہنم کی وہ زنجیریں جن کا تذکرہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے، اگر ان میں سے ایک ذراع کے برابر بھی زمین کے تمام پہاڑوں پر ڈال دی جائے تو تمام پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں، اور اگر جہنمیوں میں سے کوئی شخص جہنم سے باہر آجائے تو اس کی بدبو اور جلے ہوئے جسم کو دیکھ کر تمام لوگ ہلاک ہوجائیں۔''

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم یہ سن کر رونے لگے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو روتا دیکھ کر حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام بھی رونے لگے اور پھر عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ! اللہ عزوجل نے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صدقے آپ کے اگلوں، پچھلوں کے گناہ معاف فرمادیئے ہیں پھر بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس قدر رو رہے ہیں؟ یہ سن کر رسولوں کے سالار دوعالم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار، شہنشاہِ ابرار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں اپنے رب عزوجل کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

فکرِ امت میں راتوں کو روتے رہے ؎ عاصیوں کے گناہوں کو دھوتے رہے

تم پہ قربان جاؤں مرے مہ جبیں ؎ تم پہ ہر دم کروڑوں درود وسلام

اے جبریل امین علیہ السلام تم کیوں رو رہے ہو؟ حالانکہ تم تو روح الامین ہو اور اللہ عزوجل کی جانب سے وحی پر امین ہو، یہ سن کر حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم، مجھے اس خوف نے رلایا کہ کہیں میں بھی ہَارُوت اور مَارُوت (یہ دو فرشتوں کے نام ہیں) کی طرح آزمائش میں مبتلا نہ ہو جاؤں بس اسی خوف نے مجھے اس مرتبے پر اعتماد کرنے سے روک دیا جو مرتبہ میرا بارگاہ خداوندی عزوجل میں ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ میں بھی قربِ الٰہی عزوجل سے دور ہو جاؤں۔''

(شعب الایمان للبیهقی، باب فی طاعة أولی الأمر، فصل فی نصیحة الولاة، الحدیث ۷۴۲۰، ج۶، ص۳۳تا۳۴)

اے ابوجعفر منصور! امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس طرح دعا کی: ''اے میرے پاک پروردگار عزوجل! جب میرے پاس دو شخص فیصلہ کروانے آئیں اور میرا دل ان میں سے کسی ایک کی جانب مائل ہو جائے تو مجھے تھوڑی سی بھی مہلت نہ دینا۔

اللہ اس سے پہلے ایماں پہ موت دے دے
نقصاں میرے سبب ہو سنتِ نبی کا

اے ابوجعفر منصور! ''اللہ عزوجل کے حضور حساب وکتاب کے لئے کھڑا ہونا بہت شدید ہے، اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ مکرّم شئے تقویٰ و پرہیز گاری ہے، جو شخص اللہ عزوجل کی فرمانبرداری کے ذریعے عزت کا طلب گار ہو تو اللہ عزوجل اسے عزت و بلندی عطا فرماتا ہے، اور جو اس کی نافرمانی کے ذریعے عزت کا طلب گار ہو تو اللہ عزوجل اسے ذلیل وخوار کر دیتا ہے۔''

اے خلیفہ ابوجعفر منصور! یہ میری طرف سے کچھ نصیحت آموز کلمات تھے انہیں قبول کرلو، اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے اور سلامتی عطا فرمائے، اتنا کہنے کے بعد میں واپس جانے لگا تو خلیفہ نے کہا: ''حضور کہاں جا رہے ہیں؟'' میں نے کہا: ''میں امیر کی اجازت سے اپنے شہر اور اہل وعیال کی طرف جا رہا ہوں کیا تم مجھے جانے کی اجازت دیتے ہو؟۔''

خلیفہ ابوجعفر منصور نے کہا: ''جایئے خوشی سے جایئے اور میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شکر گزار ہوں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے نصیحت فرمائی، میں ان باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ (ان شاء اللہ عزوجل) اللہ عزوجل ہی بھلائی کی توفیق عطا فرماتا ہے اور وہی مددگار ہے، میں اسی سے مدد طلب کرتا، اسی پر بھروسہ کرتا ہوں، وہی میرا نگہبان اور کارساز ہے، اے عبدالرحمٰن بن عمر اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! آپ مجھے نہ بھولنا اور اسی طرح کی نصیحتیں وقتاً فوقتاً کرتے رہنا ان شاء اللہ عزوجل میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی باتوں پر ضرور عمل کروں گا۔'' میں نے کہا: ''اے خلیفہ! ان شاء اللہ عزوجل میں بھی تمہیں ایسی باتیں بتاتا رہوں گا۔''

حضرت سیدنا محمد بن مصعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جب حضرت سیدنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جانے لگے تو

خلیفہ منصور نے تحائف اور رقم وغیرہ بھجوائی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحائف وہدایا لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا: ''مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں کیونکہ میں اپنی دینی نصیحتوں کو دنیوی حقیر مال کے بدلے فروخت نہیں کرنا چاہتا، مجھے میرے رب عزوجل کی طرف سے ملنے والا اجر ہی کافی ہے۔

میرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو
کر اخلاص ایسا عطا یا الٰہی

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

حکایت نمبر166:

عظیم لوگوں کی عظیم سوچ

حضرت سیدنا ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ''یزید بن معاویہ نے حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام بھیجا'' کہ وہ اپنی صاحبزادی کا نکاح مجھ سے کر دیں'' حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار فرما دیا۔ پھر ایک غریب شخص نے نکاح کا پیغام بھجوایا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول فرمالیا اور اپنی صاحبزادی کا نکاح اس غریب شخص سے کر دیا۔

لوگوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی صاحبزادی کے لئے حاکمِ وقت کا رشتہ ٹھکرا دیا اور ایک غریب شخص سے اپنی صاحبزادی کا نکاح کر دیا۔ جب لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی، تو حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں نے اپنی بیٹی کی بھلائی چاہتے ہوئے یہ فیصلہ کیا ہے (یعنی میرے اس عمل میں اسی کا فائدہ ہے) تمہارا کیا خیال ہے کہ جب ہر وقت میری بیٹی کے سر پر ایک بے حیاء ظالم شخص کھڑا رہتا، اور وہ ایسے محلات میں ہوتی جن کی چکا چوند روشنی آنکھوں کو خیرہ کر دے تو بتاؤ کیا اس وقت میری بیٹی کا دِین سلامت رہتا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

حکایت نمبر167: کہاں ہے وہ مردِ صالح؟

حضرت سیدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اللہ عزوجل کے ایک ولی نے گوشہ نشینی اختیار کر رکھی تھی، لوگ اس کی زیارت وملاقات کے لئے جاتے تو وہ انہیں وعظ ونصیحت کرتا، جب اس محفل سے لوگ واپس آتے تو علم وعمل کا خزانہ لے کر آتے، ایک دفعہ لوگ اس کی محفل میں جمع تھے اس نے فرمایا: ''اے لوگو! ہم نے اپنے گھروں اور اہل وعیال کو اس لئے چھوڑ دیا کہ ان میں رہ کر کہیں ہم معصیت میں مبتلا نہ ہو جائیں، لیکن مجھے خوف ہے کہ کہیں ہمیں ایسی مصیبت لاحق نہ ہو جائے جو اس مصیبت سے بڑی ہو جو اہلِ ثروت اور مالداروں کو لاحق ہوتی ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے کہ میری دینداری کی وجہ سے لوگ میری حاجات کو پورا کریں اور جب میں کوئی چیز خریدوں تو بھی لوگ میری دینداری کی وجہ سے رعایت سے کام لیں، جب میں لوگوں سے ملوں تو میری تعظیم کی جائے لوگ میرا ادب بجالائیں۔

اے لوگو! یہ تمام امور بہت تباہ کُن ہیں لہٰذا ان سے ہمیشہ بچنا، اللہ عزوجل کے اس ولی کا یہ نصیحت آموز کلام لوگوں میں پھیل گیا حتی کہ بادشاہِ وقت کو بھی اس کی نصیحت آموز باتیں پہنچ گئیں، بادشاہ اس ولی اللہ کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کے لئے حاضر ہوا، جب وہاں پہنچا تو لوگوں نے کہا: ''اے مردصالح! دیکھو بادشاہ تم سے ملاقات کرنے آیا ہے اس نے کہا: ''بادشاہ مجھ سے کیوں ملنا چاہتا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ آپ کی نصیحت آموز باتیں سننے آیا ہے، اس نیک شخص نے یہ سنا تو کہا: ''کیا کھانے کی کوئی شئے ہے؟ ایک شخص نے کہا: جی ہاں! میرے پاس کچھ کھجوریں ہیں آپ ان سے روزہ افطار کر لینا، یہ کہہ کر اس نے کھجوریں اس مردصالح کے حوالے کر دیں اس نے فوراً کھجوریں کھانا شروع کر دیں حالانکہ وہ سارا سال روزے رکھتا تھا، جب بادشاہ نے یہ حالت دیکھی تو متعجب ہو کر لوگوں سے پوچھا: ''وہ نیک مرد کہاں ہے جس کی خاطر میں یہاں آیا ہوں، کیا یہ وہی شخص ہے؟ لوگوں نے کہا: ''جی ہاں! یہی وہ مردصالح ہے جس کی نصیحت آموز باتیں مشہور ہیں، یہ سن کر بادشاہ نے کہا: ''مجھے تو اس میں کوئی بھلائی نظر نہیں آتی یہ کہہ کر بادشاہ وہاں سے چلا گیا۔''

جب بادشاہ چلا گیا تو نیک شخص نے کہا: شکر ہے اس پاک پروردگار عزوجل کا جس نے مجھ سے بادشاہ کو دور کر دیا یہ بہت اچھا ہوا کہ بادشاہ مجھ سے متاثر نہ ہوا بلکہ اس نے مجھے برا بھلا کہا (یعنی اس طرح میں حُبِّ جاہ اور ریاکاری سے بچ گیا)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم﴾

حکایت نمبر168:

فقیر کی دعا

حضرت سیدنا ابراہیم حربی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''جمعہ کے دن میں نے حضرت سیدنا بشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے پیچھے نماز ادا کی اتنے میں ایک پراگندہ حال شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: ''اے لوگو! ڈرو کہیں میں اپنی بات میں سچا نہ ہو جاؤں، مجبوری کے وقت اختیار نہیں، جب کوئی چیز موجود نہ ہو تو سکون نہیں، جب کچھ موجود ہو تو سوال کرنا جائز نہیں، اے لوگو! اللہ عزوجل تم پر رحم کرے میری مدد کرو۔''

یہ سن کر حضرت سیدنا بشر حافی علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ الکافی نے اس فقیر کو ایک سکّہ دیا جب سکہ لے کر وہ جانے لگا تو میں اس کے پاس گیا اور کہا: ''تم یہ سکّہ مجھے دے دو اور ایک درہم مجھ سے لے لو، اس نے انکار کر دیا، میں نے کہا: ''دو درہم لے لو، اس نے پھر انکار کیا، میں نے کہا: ''دس درہم لے لو اور یہ ایک سکہ مجھے دے دو، یہ سن کر اس فقیر نے کہا: ''اے نوجوان! آخر اس سکّے میں ایسی کیا بات ہے کہ تم اس کے بدلے دس درہم دینے کو تیار ہو؟ میں نے کہا: ''جس کے ہاتھوں تمہیں یہ سکہ ملا ہے وہ اللہ عزوجل کا نیک بندہ ہے۔ (یقیناً اس کی دی ہوئی چیز بھی برکت والی ہوگی)

فقیر نے کہا: ''تب تو مجھے اس میں زیادہ رغبت ہونی چاہئے ایک ولی اللہ کے ہاتھ سے دی ہوئی چیز میں کسی قیمت پر تمہیں نہیں دوں گا، میں اسے اپنی جان پر خرچ کروں گا تا کہ میری تنگدستی دور ہو اور میری حاجات پوری ہو جائیں، میں نے کہا: ''دیکھو یہ سعادت کسی کسی کو ملتی ہے۔ اچھا تم میرے لئے دعا کرو۔'' فقیر نے دعا دیتے ہوئے کہا: ''اللہ عزوجل تمہارے دل کو زندہ رکھے، اور تجھے ان لوگوں میں سے بنائے جنہوں نے سب کچھ دے کر (ابدی) زندگی (کی نعمتوں) کو خرید لیا اور کسی بھی قیمت پر اخروی نعمتوں کا سودا نہ کیا۔

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم﴾

حکایت نمبر169:

ایک سرد رات

حضرت سیدنا محمد بن کعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں چند مہمان آئے، سخت سردی کا موسم تھا، جب رات ہوئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہمانوں کے لئے سادہ سا کھانا بھجوایا اور سردی سے بچاؤ

کے لئے بستر وغیرہ نہ بھجوائے، مہمانوں میں سے کسی نے کہا: ''ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنی سخت سرد رات میں صرف سادہ سا کھانا بھجوایا اور بستر وغیرہ نہیں بھجوائے، میں اس کی وجہ ضرور معلوم کروں گا۔'' دوسرے نے کہا: ''اس معاملے کو چھوڑ، لیکن وہ شخص نہ مانا اور حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی جانب چل دیا، وہاں جا کر اسے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اتنی سرد رات میں بھی صرف اتنا لباس تھا جس سے ستر پوشی ہو سکے اس کے علاوہ کوئی لحاف وغیرہ نہ تھا۔

اس مہمان نے کہا: ''اے ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کیا بات ہے کہ تم نے بھی اس طرح بغیر لحاف کے رات گزاری ہے جس طرح ہم نے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''بے شک ہمارے لیے آخرت میں ایک گھر ہے جس کی طرف ہمیں منتقل ہو جانا ہے، ہم نے تمام لحاف اور بستر وغیرہ اس گھر کی طرف بھیج دیئے ہیں (یعنی تمام مال واسباب راہِ خدا عزوجل میں خرچ کر کے آخرت کے لئے ذخیرہ کرلیا ہے) اگر میرے پاس کوئی بستر وغیرہ ہوتا تو میں ضرور اپنے مہمانوں کی طرف بھیجتا اور سنو! ہمارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے جسے کمزور شخص، زیادہ وزن والے کی نسبت جلدی پار کرلے گا، اے شخص! جو باتیں میں نے کیں کیا تجھے وہ سمجھ آگئیں ہیں؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں۔'' (یعنی میں خوب سمجھ چکا ہوں۔)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم﴾

حکایت نمبر170:

درسِ عرفاں

حضرت سیدنا ابن مسروق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ ہمارا قافلہ ملک شام کے شہروں میں سفر پر تھا، ہم راستہ سے ہٹ کر ایک پہاڑی علاقے کی طرف جا نکلے، ہمارے رفقاء میں سے ایک شخص نے کہا: ''ہم راستے سے بھٹک چکے ہیں اور پہاڑی علاقے میں آگئے ہیں۔ پہاڑی علاقوں، صحراؤں اور جنگلوں وغیرہ میں بعض نیک لوگ دنیا سے الگ تھلگ رہ کر اپنے پاک پروردگار عزوجل کی عبادت کرتے ہیں، آؤ! ہم بھی ان پہاڑوں میں کسی اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندے کو تلاش کریں اور اس سے اکتساب فیض کریں۔ اگر یہاں کسی وادی میں کسی عبادت گزار شخص سے ہماری ملاقات ہوگئی تو ان شاء اللہ عزوجل ہمیں ان کی صحبت سے بہت کچھ سیکھنے کو ملے گا۔ اگر انہوں نے ہم سے گفتگو کی تو ان کی حکمت آمیز باتوں سے ہمیں بہت فائدہ ہوگا۔''

چنانچہ ہم سب قافلے والے کسی عابد کی تلاش میں اس وادی میں گھومنے لگے، ایک جگہ انتہائی نورانی چہرے والا ایک شخص نظر آیا، جب ہم اس کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ زاروقطار رو رہا ہے۔

حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس بزرگ سے پوچھا: ''اے نیک انسان! تم کیوں رو رہے ہو، تمہیں کس چیز کے غم نے رُلایا ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ بات سن کر اس عابد نے جواب دیا: ''میں کیوں نہ روؤں، ہماری اُخروی منزل کے راستے بہت دشوار گزار ہیں اور ان راستوں پر چلنے والوں کی تعداد بہت کم رہ گئی ہے، نیک اعمال چھوڑ دیئے گئے ہیں، نیکیوں کی طرف رغبت کرنے والے لوگ بہت کم ہیں۔ لوگ خود حق بات نہیں کرتے لیکن دوسروں کو حق گوئی کی تلقین کرتے ہیں۔ قول وفعل میں تضاد کا یہ عالم ہے کہ ہر شخص ایک دوسرے کو نیک اعمال کی ترغیب دلاتا ہوا نظر آتا ہے لیکن خود عمل سے دور رہتا ہے۔ لوگوں نے نرمی اور رخصت والا راستہ اختیار کیا ہوا ہے اور اکثر باتوں میں کسی نہ کسی طرح کی تاویل نکال کر نیک اعمال میں سستی کرتے ہیں۔ آج کل لوگوں نے نیک لوگوں کی پیروی چھوڑ کر نافرمانوں اور دنیاداروں کے مذموم افعال کی اتباع شروع کر دی ہے۔''

پھر اس عابد نے ایک زوردار چیخ ماری اور کہنے لگا: ''نہ جانے کیوں لوگوں کے دل اس فانی دنیا کی خوشیوں سے تو مسرور وشاداں ہوتے ہیں لیکن اللہ عزوجل کی محبت سے دور ہیں۔ اس کی سچی محبت اِن کے دلوں میں گھر کیوں نہیں کرتی، زمین وآسمان کے مالک عزوجل کی محبت سے انہیں آشنائی کیوں نہیں ہوتی، یہ اس کی محبت میں کامل کیوں نہیں؟''

پھر وہ عابد چیخنے لگا اور یہ کہتا ہوا وہاں سے چل پڑا: ''ہائے حسرت وافسوس! علماء سوء کی فتنہ انگیزیوں پر! ہائے شدتِ غم! ان لوگوں پر جو (گناہوں کے باوجود) ناز ونخرے کرتے ہیں اور بڑی جرأت مندی سے دندناتے پھرتے ہیں۔'' وہ عابد کچھ سوچ کر دوبارہ ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا: ''علماء میں سے وہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کہاں ہیں جنہیں یہ توفیق ہو کہ وہ اپنے علم پر عمل کرتے ہوں پھر بھی ان کا شمار نیک لوگوں میں ہوتا ہے، اپنے آپ کو زاہد کہنے والوں میں حقیقی زاہد کون ہیں؟ آج کل ایسے عظیم لوگ کہاں ملتے ہیں؟'' اتنا کہنے کے بعد اس عابد نے رونا شروع کر دیا۔ اور کہا:

جو حقیقی عالم اور حقیقی زاہد و متقی ہوگا اسے ہر وقت حشر کے میدان میں طویل قیام، اس کی ہولنا کیوں اور وہاں کی سختیوں کی فکر دامن گیر ہوگی اور اسے تو ہر وقت یہی فکر وغم ہوگا کہ میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں کس طرح اس کے سوالوں کا جواب دوں گا، نہ جانے میرا ٹھکانہ جنت میں ہوگا یا جہنم کی آگ میرا مقدر ہوگی؟ ایسی ہی باتوں میں غور وفکر کرنا علماء ربانیین کا محبوب مشغلہ ہے۔

تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد پھر وہ بولا: ''میں کثرت کلام سے اپنے پاک پروردگار عزوجل کی پناہ چاہتا ہوں، اللہ عزوجل ہمیں فضول گوئی سے بچائے اور ایسی باتیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو نیکی کی دعوت پر مبنی ہوں۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ شخص ہمیں

چھوڑ کر وہاں سے چلا گیا لیکن جاتے جاتے ہمارے دِلوں کو غم وملال اور فکرِ آخرت سے بھر گیا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

ذکرو درود ہر گھڑی وِردِ زباں رہے　　میری فضول گوئی کی عادت نکال دو

حکایت نمبر171:

دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے

حضرت سیدنا علی بن احمد بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا ابوبکر شبلی علیہ رحمۃ اللہ الولی کو یہ فرماتے سنا:''میں ایک مرتبہ مکہ مکرمہ سے ملک شام جارہا تھا، راستے میں میری ملاقات ایک راہب (یعنی عیسائیوں کے عالم) سے ہوئی۔وہ ایک گرجا (عبادت خانہ) میں تھا۔میں نے اس سے پوچھا:''تُو نے اپنے آپ کو لوگوں سے الگ تھلگ اس گرجا میں کیوں قید کر رکھا ہے؟''اس راہب نے جواب دیا:''میں یہاں اکیلا اس لئے رہتا ہوں تاکہ زیادہ سے زیادہ عبادت کرسکوں اور دُنیوی مشاغل میری عبادت میں رکاوٹ نہ بنیں۔''میں نے پوچھا:''تُو کس کی عبادت کرتا ہے؟''اس نے جواب دیا:''میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتا ہوں اور انہیں کے لئے اعمال صالحہ کرتا ہوں۔''

میں نے کہا:''کیا وجہ ہے کہ تُو معبودِ حقیقی اللہ عزوجل کی عبادت چھوڑ کر اس کے نبی علیہ السلام کی عبادت کرتا ہے حالانکہ عبادت کے لائق تو صرف اللہ عزوجل ہی کی ذات ہے، معبودِ برحق تو صرف اللہ عزوجل ہی ہے پھر تُو حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبادت کیوں کرتا ہے؟''میری یہ بات سن کر اس راہب نے کہا:''حضرت سیدنا عیسیٰ (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) نے چالیس دن اور چالیس راتیں بغیر کھائے پیئے گزار دیں۔''

میں نے اس سے پوچھا:''اے راہب! جو شخص چالیس دن اور راتیں بغیر کھائے پیئے بھوکا پیاسا گزار دے تو کیا وہ معبود بن جاتا ہے؟''راہب نے کہا:''ہاں! ایسا شخص واقعی عبادت کے لائق ہے۔''

حضرت سیدنا ابوبکر شبلی علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں، میں نے اس سے کہا:''اے راہب! میں یہاں تیرے ساتھ رہتا ہوں تو شمار کرنا کہ میں کتنے دن تک بغیر کھائے پیئے رہ سکتا ہوں۔''چنانچہ میں اس راہب کے ساتھ اس کے گرجا میں رہنے لگا۔ مَیں دن رات عبادتِ الٰہی عزوجل میں مشغول رہتا، نہ کچھ کھاتا نہ پیتا۔اس طرح جب چالیس دن اور چالیس راتیں گزر گئیں تو میں نے اس راہب سے کہا''اگر تُو چاہے تو میں مزید کچھ دن بغیر کھائے پیئے گزار سکتا ہوں۔''راہب نے جب میری یہ حالت

دیکھی تو پوچھا: ''تمہارا دین کون سا ہے؟'' میں نے کہا: ''میں نبیٔ آخرالزماں، شہنشاہِ کون ومکاں، والیٔ دوجہاں، رحمت عالمیاں حضرت محمد مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کا اُمتی ہوں، مَیں ان کا ادنیٰ سا غلام ہوں اور ہمارا دین ''اِسلام'' ہے۔''

وہ راہب میرے پاس آیا اس نے عیسائیت سے توبہ کی اور کلمہ پڑھ کر دامنِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم سے وابستہ ہوگیا۔ پھر میں اسے اپنے ساتھ دمشق لے آیا اور وہاں کے لوگوں سے کہا: ''اے لوگو! اپنے اس نومسلم بھائی کی خوب خیر خواہی کرنا اور اسے کسی قسم کی پریشانی نہ ہونے دینا۔''

میں چند دن دمشق رہا۔ وہ شخص اب ہر وقت اللہ عزوجل کی عبادت میں مشغول رہتا، خوب مجاہدات کرتا۔ پھر جب میں دمشق سے واپس آیا تو اسے اس حال میں چھوڑ کر آیا کہ اس کا شمار اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالٰی میں ہونے لگا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر172:

عجیب وغریب نشانی

حضرت سیدنا حاتمِ اَصم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم فرماتے ہیں، ایک مرتبہ میری ایک راہب سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اس سے کہا: ''تجھے اس ذات کی قسم جس کی تُو عبادت کرتا ہے! اپنے معبود سے سوال کر کہ وہ ہمیں کوئی عجیب وغریب نشانی دکھائے۔'' میری یہ بات سن کر راہب نے کہا: ''تم کیا نشانی دیکھنا چاہتے ہو؟'' میں نے کہا: ''تم جس کی عبادت کرتے ہو اس سے دعا کرو کہ وہ سامنے خالی زمین میں تازہ کھجوروں سے لدا ہوا ایک درخت اُگا دے۔''

وہ راہب اپنے گرجا میں داخل ہوا اور کچھ دیر بعد باہر آکر کہنے لگا: ''وہ دیکھو! تمہارے سامنے کیا ہے؟'' جب میں نے سامنے کی طرف دیکھا تو وہاں ایک کھجور کا درخت نظر آیا جس میں تازہ کھجوریں لگی ہوئی تھیں۔'' پھر اس راہب نے مجھ سے کہا: ''اے دینِ محمدی کو ماننے والے! اب تُو اپنے معبود سے دعا کر کہ وہ ہمارے لئے کوئی عجیب وغریب نشانی ظاہر کرے۔'' میں نے کہا: ''اے راہب! بتا تُو کس طرح کی نشانی دیکھنا چاہتا ہے؟'' اس نے کہا: ''تم اپنے معبود سے دعا کرو کہ وہ اس کھجور کے گرد سبزہ اُگا دے اور ہر طرف ہریالی ہی ہریالی کردے۔'' راہب کی یہ بات سن کر میں ایک طرف گیا اور اپنے مالک حقیقی عزوجل کی بارگاہ میں سربسجود ہو کر اس طرح دعا کی: ''اے میرے رحیم وکریم پروردگار عزوجل! تُو خوب جانتا ہے کہ میں تجھ سے جو دعا مانگ رہا ہوں

تیرے دین کی سربلندی کے لئے مانگ رہا ہوں۔ اے میرے مولیٰ عزوجل! میری دعا قبول فرما۔''

جب میں نے سجدے سے سر اُٹھایا تو دیکھا کہ وہ زمین جو ابھی کچھ دیر پہلے ویران تھی اور اس پر سبزہ نام کو نہ تھا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! اب وہ سرسبز و شاداب ہو چکی تھی، ہر طرف ہریالی ہی ہریالی تھی اور کھجور کے چاروں طرف بہترین قسم کے پودے اُگے ہوئے تھے۔

پھر میں نے اس راہب سے پوچھا: ''اے راہب! تجھے تیرے معبود کی قسم! سچ سچ بتا کہ تُو نے کن الفاظ کے ذریعے دعا کی اور کس سے دعا کی؟'' اس راہب نے جواب دیا: ''تمہارے یہاں آنے سے پہلے ہی اسلام کی محبت میرے دل میں پیدا ہو گئی تھی۔ پھر جب تم نے نشانی دکھانے کے لئے کہا تو میں گرجا میں گیا اور تمہارے قبلہ (یعنی خانہ کعبہ) کی طرف سجدہ کیا پھر اس طرح دعا کی: ''اے میرے پروردگار عزوجل! جس دینِ محمدی کی محبت تُو نے میرے دل میں ڈالی ہے اگر وہ تیرے نزدیک حق و سچ اور مقبول ہے تو مجھے یہ نشانی دکھا دے کہ تازہ پھلوں سے لدا ہوا کھجور کا درخت اُگ آئے۔'' میں نے ان ہی الفاظ کے ساتھ دعا مانگی تھی۔

حضرت سیدنا حاتمِ اَصم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے اس راہب سے کہا: ''ہمیں یہ دونوں نشانیاں ایک ہی ذات نے دکھائی ہیں جو واقعی معبودِ حقیقی ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ باتیں سن کر اس راہب نے کہا: ''حضور! میں نصرانیت سے توبہ کرتا ہوں اور سچے دل سے مسلمان ہوتا ہوں، پھر اس نے کلمۂ شہادت پڑھا: ''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔''

شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔ بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

لاش غائب ہو گئی

حکایت نمبر 173:

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں ایک متقی و پرہیزگار شخص کے جنازہ میں شریک ہوا۔ اسے بصرہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ تدفین کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے گئے اور میں قریبی جنگل کی طرف چلا گیا۔ وہاں اللہ عزوجل کی قدرت میں غور و فکر کرتا رہا۔ ایک جگہ بہت گھنے درخت تھے۔ میں نے جب بغور دیکھا تو ان درختوں کے پیچھے ایک غار نظر آیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا: ''شاید! یہ غار ڈاکوؤں اور لٹیروں کی آماجگاہ ہے۔ جب میں اس غار کے قریب گیا تو

دیکھا کہ وہاں نورانی چہرے والا ایک حسین وجمیل نوجوان اُون کا جبّہ پہنے بڑے خشوع وخضوع سے نماز پڑھ رہا تھا۔ میں اس کے قریب جا کر بیٹھ گیا۔ اس نوجوان نے رکوع وسجود کے بعد سلام پھیرا اور میری جانب متوجہ ہوا۔ میں نے سلام کیا اس نے جواب دیا۔ میں نے اس سے پوچھا: ''اے میرے بھائی! آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟'' اس نے کہا: ''میں ملکِ ''شام'' کا رہائشی ہوں۔'' میں نے پوچھا: ''آپ شام سے بصرہ کس مقصد کے لئے آئے ہیں؟'' اس نے جواب دیا: ''میں نے سنا تھا کہ بصرہ اور اس کے قریبی علاقوں میں عابدین وزاہدین اور باعمل علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ بہت زیادہ ہیں۔ چنانچہ میں شام سے بصرہ چلا آیا تا کہ ان اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے اکتسابِ فیض کرسکوں اور ان سے علم وعمل سیکھوں۔''

میں نے اس سے پوچھا: ''اے بندۂ خدا عزوجل! تمہارے کھانے پینے کا اِنتظام کس طرح ہوتا ہے؟ یہاں جنگل میں تمہیں کھانا کیسے میسر آتا ہوگا؟'' اس نے جواب دیا: ''جب بھوک لگتی ہے تو درختوں کے پتے کھالیتا ہوں اور جب پیاس محسوس ہوتی ہے تو جنگل میں موجود تالابوں سے پانی پی لیتا ہوں۔'' میں نے کہا: ''اے نوجوان! میری خواہش ہے کہ میں تمہیں عمدہ آٹے کی دو روٹیاں پیش کردیا کروں تا کہ تم انہیں کھا کر عبادت پر قوت حاصل کرسکو۔'' تو وہ نوجوان کہنے لگا: ''ایسی باتیں چھوڑو، میں نے کئی سالوں سے کھانا نہیں کھایا، پتے کھا کر ہی گزارہ کررہا ہوں۔'' میں نے کہا: ''اے میرے بھائی!'' اگر تم ہمارے کھانے کو قبول کرلوگے تو ہماری خوش قسمتی ہوگی۔ تم ہماری طرف سے کچھ نہ کچھ قبول کرلو تا کہ ہمیں برکتیں حاصل ہوں۔'' وہ نوجوان بولا: ''اچھا اگر تم بضد ہو تو جَو کے بغیر چھنے آٹے کی دو روٹیاں لے آؤ اور سالن کی جگہ نمک لانا۔''

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: پھر میں اس نوجوان کے پاس سے چلا آیا اور ''جَو'' کے بغیر چھنے آٹے کی دو روٹیاں پکوائیں، ان پر نمک رکھا اور واپس اسی جنگل کی طرف چل دیا۔ جب میں غار کے قریب پہنچا تو وہاں کا منظر دیکھ کر میں بہت حیران ہوا۔ میں نے دیکھا کہ ایک خونخوار شیر غار کے دہانے پر بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے دل میں کہا: ''ایسا نہ ہو کہ اس خونخوار درندے نے اس نوجوان کو مار ڈالا ہو۔'' میں بہت پریشان ہوگیا تھا۔ پھر میں ایک اونچی جگہ پر چڑھا جہاں سے غار کا اندرونی حصہ نظر آرہا تھا۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! وہ نوجوان صحیح وسالم ہے اور اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں سربسجود ہے۔ میں نے بلند آواز سے اسے پکارا: ''اے میرے بھائی! تجھے کیا ہوگیا ہے کہ تُو اپنے آس پاس کے حالات سے بے خبر ہے؟ شاید عبادتِ الٰہی عزوجل میں مشغولیت کی وجہ سے تجھے باہر کے حالات کی خبر نہیں۔'' میری یہ آواز سن کر اس نوجوان نے نماز میں تخفیف کی اور سلام پھیرنے کے بعد کہنے لگا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! تم نے ایسی کیا چیز دیکھ لی ہے جس کی وجہ سے تم اتنے پریشان ہو رہے ہو؟'' تو میں نے کہا: ''وہ دیکھو غار کے دہانے پر ایک خونخوار شیر گھات لگائے بیٹھا ہے

اور ایسا لگتا ہے کہ وہ ابھی حملہ کر دے گا۔''

اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''**اے خدا عزوجل کے بندے! اگر تُو اس ذات سے ڈرتا جس نے اس شیر کو پیدا کیا ہے تو یہ تیرے لئے بہت بہتر تھا۔**'' پھر اس نوجوان نے شیر کی طرف توجہ کی اور کہا: ''اے درندے! بے شک تُو اللہ عزوجل کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔ اگر تجھے بارگاہِ خداوندی عزوجل سے حکم ملا ہے کہ تُو مجھے کوئی نقصان پہنچائے تو پھر میں تجھے روکنے کی قدرت نہیں رکھتا اور اگر تجھے اللہ ربُّ العزَّت کی طرف سے حکم نہیں ملا تو پھر مجھے تیرا کوئی خوف نہیں۔ پھر تیری بہتری اسی میں ہے کہ تُو یہاں سے چلا جا، تُو خواہ مخواہ میری اور میرے بھائی کی ملاقات میں حائل ہو رہا ہے۔''

ابھی اس نیک خصلت نوجوان نے اپنی بات مکمل بھی نہ کی تھی کہ وہ شیر دھاڑنے لگا اور دم ہلاتا ہوا وہاں سے اس طرح بھاگا جیسے اسے اپنا کوئی شکار نظر آ گیا ہو۔ جب شیر وہاں سے چلا گیا تو میں اس نوجوان کے پاس آیا اور یہ کہتے ہوئے دونوں روٹیاں اس کے سامنے رکھ دیں کہ ''اے میرے دوست! جو چیز تُو نے طلب کی تھی وہ حاضر ہے۔'' اس نے روٹیاں لیں اور انہیں حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگا پھر وہ رونے لگا، روتے روتے اس کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ پھر اس نے روٹیاں نیچے رکھ دیں اور آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا: ''اے میرے پاک پروردگار عزوجل! میں تجھے تیرے عرشِ عظیم کا واسطہ دے کر التجاء کرتا ہوں کہ اگر تیری بارگاہ میں میرا کچھ مرتبہ ومقام ہے اور میں تیری بارگاہ میں مردود نہیں بلکہ مقبول ہوں تو اے میرے اللہ عزوجل! مجھے اپنے قُربِ خاص میں بُلا لے اور میری روح قبض فرما لے۔''

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ابھی اس نوجوان نے یہ دعا مکمل ہی کی تھی کہ فوراً اس کی بے قرار روح اس دُنیوی زندگی کی قید سے آزاد ہو کر عالَمِ بالا کی طرف پرواز کر گئی۔'' میں واپس اپنے علاقے میں آیا اور چند متقی و پرہیزگار لوگوں کو جمع کیا تاکہ ہم اس نوجوان کی تجہیز وتکفین کر سکیں۔ میں اپنے ان ساتھیوں کو لے کر غار کی طرف چل دیا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ غار میں تو کوئی بھی موجود نہیں جس خوش نصیب نوجوان کی لاش کو میں ابھی ابھی یہاں چھوڑ کر گیا تھا اب وہاں اس کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ میں بہت حیران و پریشان تھا کہ آخر اس کی لاش کہاں غائب ہو گئی۔ اچانک مجھے ایک غیبی آواز سنائی دی، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ''اے ابوسعید (یہ حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی کنیت تھی)! اپنے رفقاء سے کہو کہ وہ واپس چلے جائیں اب اس نوجوان کی لاش کبھی نہیں ملے گی کیونکہ اس کی لاش کو یہاں سے اٹھا لیا گیا ہے۔''

جان لینے کو دلہن بن کے قضا آئی ہے ۔۔۔ جب تری یاد میں دنیا سے گیا ہے کوئی

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 174: **بنتِ صدیق، آرامِ جانِ نبی** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن ابوملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دربان حضرت سیدنا ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا: ''جب اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وقتِ وصال قریب آیا تو حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا شانۂ اقدس پر آئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ میں اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھتیجے حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سرہانے کھڑے تھے۔ میں نے عرض کی: ''باہر حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھڑے ہیں اور اندر آنے کی اجازت طلب کررہے ہیں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ''ابھی میرا جی نہیں چاہ رہا کہ میں (کسی سے) ملاقات کروں۔'' حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی: ''اے پھوپھی جان! حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہمارے پیارے نبئ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے خاندان میں سے ہیں اور بڑی عظمت والے ہیں، وہ آپ کے پاس آکر آپ کے لئے سلامتی کی دعا کریں گے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ''اچھا اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو اجازت دے دو۔''

چنانچہ اجازت ملتے ہی حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کی: ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خوش خبری ہو۔'' اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ''کس بات پر خوش خبری۔'' عرض کی: ''جیسے ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس دنیا سے رخصت ہوں گی تو فوراً آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ملاقات آقائے دوجہاں، مالک کون ومکاں، رحمتِ عالمیاں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ان صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ہوگی جو دنیا سے رخصت ہوچکے ہیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو حضور نبئ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنی ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہن اجمعین میں سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو طیّبہ وطاہرہ ہیں کیونکہ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم خود طیب وطاہر ہیں تو طیبین کے لئے طیبات ہی ہوتی ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو بڑی شان کی مالک ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برکت سے مسلمانوں کے لئے تیمّم کی اجازت عطا کی گئی۔ جب ایک سفر میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار گم ہوگیا اور اسے ڈھونڈنے میں دیر لگی اور لوگوں کے پاس پانی ختم ہوگیا تو اللہ عزوجل نے آیت تیمّم نازل فرمائی:

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا (پ۵، النسآء: ۴۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمّم کرو۔

(جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگائی گئی تو) اللہ عزوجل نے آپ کی پاکیزگی اور طہارت کے بارے میں قرآن کی آیتیں

نازل فرمائیں جنہیں حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام لے کر آئے، اب قیامت تک آپ کی پاکیزگی اور طہارت کا چرچا ہوتا رہے گا وہ آیتیں جو آپ کی شان میں نازل ہوئیں قیامت تک نمازوں اور خطبوں میں صبح شام مسلمانوں کی مساجد میں پڑھی جاتی رہیں گی۔''

یہ سن کر اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ''اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما! میری تعریف نہ کرو، قسم ہے مجھے میرے اس پاک پروردگار عزوجل کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں تو اس بات کو پسند کرتی ہوں کہ میں گمنام ہی رہتی اور میری شہرت نہ ہوتی۔''

بنت صدیق آرام جانِ نبی — اس حریمِ براءت پہ لاکھوں سلام
یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ — ان کی پُرنُور صورت پہ لاکھوں سلام

حکایت نمبر 175: حمص کے مثالی گورنر

حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار سے مروی ہے کہ خلیفۃ المسلمین خلیفہ ثانی امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ سلطنتِ اسلامی کے مختلف شہروں کا دورہ کرنے تشریف لے گئے تاکہ وہاں کے اِنتظامات کو دیکھیں اور ان میں بہتری لائیں۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''حمص'' پہنچے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں قیام فرمایا اور حکم دیا کہ اس شہر میں جتنے بھی فقراء ومساکین ہیں ان کے ناموں کی فہرست بنا کر مجھے دکھاؤ۔ جب فقراء ومساکین کے ناموں کی فہرست آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کی گئی تو اس میں حضرت سیدنا سعید بن عامر بن حذیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی تھا جو کہ ''حمص'' کے گورنر تھے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''یہ سعید بن عامر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کون ہے؟'' لوگوں نے عرض کی: ''وہی سعید بن عامر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جو اس شہر کے گورنر اور ہمارے امیر ہیں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعجب ہو کر پوچھا: ''کیا واقعی تمہارے امیر کی یہ حالت ہے؟'' لوگوں نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا: ''تمہارے امیر کی یہ حالت کیسے ہوئی کہ وہ فقیر و مسکین ہوگئے، ان کو جو وظیفہ ملتا ہے وہ کہاں جاتا ہے؟'' لوگوں نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! انہیں جتنا بھی وظیفہ ملتا ہے اور جب کبھی انہیں کہیں سے رقم وغیرہ ملتی ہے تو وہ اپنا سارا مال فقراء ومساکین اور مسلمانوں کی حاجتوں میں خرچ کر دیتے ہیں، اپنے لئے کچھ بھی نہیں بچاتے۔''

یہ سن کر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار دینار منگوائے اور قاصد سے فرمایا: ''یہ سارے دینار سعید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے جاؤ۔ انہیں میرا سلام کہنا اور کہنا کہ یہ دینار امیر المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے لئے بھیجے ہیں تاکہ ان کے ذریعے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی حاجتیں پوری کر سکیں، انہیں اپنی ضروریات میں استعمال کرنا۔''

قاصد نے دیناروں سے بھری ہوئی تھیلیاں اور امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا اور وہاں سے چلا آیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب تھیلیاں دیکھیں تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''میرے سرتاج! کیا ہو گیا؟ کیا کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آ گیا ہے؟ کسی نے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دھوکے سے شہید تو نہیں کر دیا؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''مجھے اس سے بھی بڑی مصیبت آ پہنچی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجۂ محترمہ نے عرض کی: ''آخر ایسی کون سی مصیبت آ گئی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنے پریشان ہو رہے ہیں؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میرے پاس دنیا کی حقیر دولت آ گئی ہے، میں ایک بہت بڑی آزمائش میں مبتلا ہو گیا ہوں۔''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''میرے سرتاج! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پریشان کیوں ہوتے ہیں، اس رقم کو جہاں مناسب سمجھیں خرچ کریں۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''کیا تم اس معاملے میں میری مدد کرو گی؟ کیا تمہارے پاس تھوڑا بہت کھانا موجود ہے؟'' عرض کی: ''جی ہاں۔'' فرمایا: ''جاؤ اور گھر میں موجود پھٹے ہوئے کپڑوں کے ٹکڑے لے آؤ۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجۂ محترمہ گھر میں موجود پُرانے کپڑوں کے ٹکڑے لے آئی۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام دینار نکالے اور کپڑوں میں باندھ باندھ کر رکھنے لگے۔ جب سب دینار ختم ہو گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم صادر فرمایا کہ یہ تمام کے تمام دینار ان مجاہدین میں تقسیم کر دو جو کفار سے برسرِ پیکار ہیں اور اللہ عزوجل کے دین کی سربلندی کے لئے اپنے گھر بار اور اہل وعیال کو چھوڑ کر راہِ خدا عزوجل میں اپنی جانوں کی بازی لگا رکھی ہے۔ جاؤ! یہ سارے دینار اسلام کے ان شیروں کی خدمت میں پیش کر دو، ہم سے زیادہ وہ اس کے ضرورت مند ہیں۔'' یہ کہہ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم نامے پر دستخط کئے اور سارا مال مجاہدین اسلام کے لئے بھیج دیا۔

یہ دیکھ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''میرے سرتاج! اللہ عزوجل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے، اگر ان دیناروں میں سے کچھ اپنے پاس رکھ لیتے تو ان کے ذریعے ہم اپنی ضروریات پوری کر لیتے اور ہمیں کچھ

آسانی ہوجاتی۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے اپنے محبوب آقا، احمدِ مصطفی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''اگر جنت کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین میں ظاہر کردی جائے تو وہ زمین کو مشک کی خوشبو سے بھر دے۔''

(الزھد لاحمد بن حنبل، زھد سعید بن عامر بن جذیمۃ بن الجمحی، الحدیث ۱۰۳۰، ص۲۰۳تا۲۰۴)

اللہ عزوجل کی قسم! ان حوروں کی اتنی خوبصورتی وپاکیزگی کے باوجود میں تجھے جنت میں ان پر ترجیح دوں گا اور تجھے اختیار کروں گا۔'' اپنے عظیم شوہر کی یہ بات سن کر سعادت مند وفرمانبردار زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاموش ہوگئیں اور کسی قسم کی شکایت نہ کی اور دنیا کی نعمتوں پر آخرت کی نعمتوں اور دنیاوی خوشیوں پر اُخروی خوشیوں کو ترجیح دی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر176:

معرفت کی باتیں

حضرت سیدنا محمد بن محمود سمرقندی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ رازی علیہ رحمۃ اللہ الباری کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''غربت اور تنگدستی زاہدین کے دیار ہیں۔ بندۂ مؤمن جب کوئی عمل کرتا ہے یا تو اس کا وہ عمل نیک ہوتا ہے یا بد۔ اس کا نیک عمل تو نیک ہی ہے لیکن اس کے بُرے عمل کے ساتھ بھی بسا اوقات نیکیاں شامل ہوجاتی ہیں وہ اس طرح کہ جب کسی نیک انسان سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو اس پر خوفِ خداوندی عزوجل طاری ہوجاتا ہے اور اللہ عزوجل سے ڈرنا نیکی ہے، اس کے بعد وہ اپنے رب عزوجل سے اُمید رکھتا ہے کہ وہ پاک پروردگار عزوجل اس کا گناہ بخش دے گا تو اس کی یہ اُمید بھی نیکی ہی ہے۔ پس مؤمن کا گناہ ایسا ہے جیسے دو شیروں کے درمیان لومڑی۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ حکمت کے سرچشمے ہیں، ان کی مجالس بابرکت ہوتی ہیں گویا یہ لوگ عمدہ باغات اور اپنی پسندیدہ جگہوں میں ہیں، ان کی مجالس میں خیر ہی خیر ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے: ''اللہ ربُّ العزّت نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ (پ۲۶، محمد:۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مَردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

اس آیت کریمہ میں خود خدائے بزرگ وبرتر حکم فرما رہا ہے: ''اے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے دعائے مغفرت کیجئے۔'' کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ اللہ عزوجل اپنے بندوں کو خود کسی کام کا حکم فرمائے اور پھر اس کی بجا آوری پر انہیں اَجر نہ دے، یا جو اس نے وعدہ کیا ہے اسے پورا نہ کرے؟ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ وہ پاک پروردگار عزوجل تو وعدوں کو پورا کرنے والا ہے جو اس سے اُمید رکھتا ہے وہ کبھی بھی مایوس نہیں ہوتا۔ جب کسی بندے سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے اور اسے اپنے گناہ پر شرمندگی بھی ہو پھر نبیِ مُکرّم، نورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کی شفاعت فرمائیں اور جس ذات کی نافرمانی اس گناہ گار شخص سے ہوئی وہ ذات بھی ایسی کریم کہ بڑے بڑے گناہوں کو محض اپنے لُطف وکرم سے بخش دے اور جو اس کے سامنے صدقِ دل سے تائب ہوجائے اور دو قطرے آنسوؤں کے بہالے تو زمین وآسمان کے برابر گناہوں کو بھی معاف فرما دے۔ کیا وہ پاک پروردگار عزوجل ہمارے گناہوں کو معاف نہیں فرمائے گا؟ ضرور فرمائے گا ہمیں اس کی پاک ذات پر کامل یقین ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''کاش! کوئی ایسا راستہ مل جائے کہ وہ ہمیں کسی عارف تک لے جائے۔ اے عارفو! تم کہاں ہو؟ میں تمہارے دیدار سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرنا چاہتا ہوں۔ تعجب وافسوس ہے ان لوگوں پر جو اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی محفلوں اور ان کے قُرب سے ناآشنا ہیں اور بادشاہوں اور وزیروں کی خوشنودی کے طلبگار ہیں، محبت الٰہی عزوجل کے طلبگاروں کو دُنیوی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جب تک انسان راہِ عشق میں تکالیف سے دوچار نہ ہو تب تک محبت کی مٹھاس نہیں پاسکتا۔''

جو رنج ومصیبت سے دو چار نہیں ہوتا ۔ وہ عشقِ حقیقی کی لذت نہیں پا سکتا

دنیا کو ترک کردینا آخرت کا مَہر ہے یعنی جس نے دُنیوی نعمتیں ترک کردیں اس نے آخرت کی نعمتوں کو پالیا۔ اُخروی نعمتوں کی خاطر دُنیوی نعمتوں کو چھوڑ دینا ایمان ویقین کے پختہ ہونے کی دلیل ہے۔ **اے میرے عقیدت مندو!** جب تم دنیا حاصل کرنے پر مجبور ہوجاؤ تو بقدرِ کفایت رزقِ حلال حاصل کرو لیکن دُنیوی مال ودولت کی محبت ہرگز دل میں نہ بٹھاؤ، اپنے جسموں کو رزقِ حلال کی طلب میں مشغول رکھو لیکن اپنے دلوں کو اس میں مشغول نہ کرو بلکہ تمہارے دلوں میں آخرت کی محبت ہونی چاہئے، ہر وقت آخرت کو مدِّ نظر رکھو۔ بے شک یہ دنیا تو ایک گزرگاہ ہے لہٰذا اس سے دور رہنے میں ہی عافیت ہے، بے وفا دنیا سے دل نہ لگاؤ بلکہ آخرت سے محبت کرو، اسی کی فکر کرو کیونکہ وہاں ہمیشہ رہنا ہے، وہی دارِ قرار ہے۔''

تو اچانک موت کا ہوگا شکار ۔ بے وفا دنیا پہ مت کر اعتبار

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''موت کا خوف موت کی تکلیف سے زیادہ ہولناک ہے یعنی جسے یہ علم ہوجائے کہ مَیں فلاں وقت مروں گا تو وہ ایسے خوف میں مبتلا ہوجائے کہ جس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا گویا موت کے خوف سے وہ گُھل گُھل کر

مُردوں کی مانند ہوجاتا ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (عاجزی کرتے ہوئے) فرماتے ہیں: ''میری حالت تو ایسی ہے کہ اگر میری کوئی حاجت پوری نہ ہو تو رونے لگتا ہوں لیکن موت کے خوف سے رونا نہیں آتا۔ **اے ابن آدم! تجھ پر افسوس ہے،** اگر تجھے کوئی دنیاوی نعمت نہ ملے تو تُو پریشان وغمگین ہوجاتا ہے اور ان عارضی چیزوں کے ملنے پر تجھے خوشی ہوتی ہے جنہیں موت تجھ سے جدا کردے گی۔ یاد رکھ! موت آتے ہی تمام دنیاوی نعمتیں تجھ سے واپس لے لی جائیں گی۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے: ''اگر عفوودرگزر اور رحم وکرم اللہ عزوجل کی صفات نہ ہوتیں تو اہلِ معرفت کبھی بھی اس کی نافرمانی نہ کرتے، جب اللہ عزوجل نے اپنے عفوودرگزر اور رحم وکرم کا مژدۂ جانفزا سنایا تو گناہگاروں کا آسرا بڑھ گیا اور انہیں پختہ یقین ہوگیا کہ ہمارا رب عزوجل ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں سے ضرور درگزر فرمائے گا۔ اللہ عزوجل نے اپنے عفووکرم کا اعلان فرمایا تاکہ لوگ جان جائیں کہ ہمارا پروردگار عزوجل بہت رحیم وکریم ہے، وہ گناہ گاروں کے بڑے بڑے گناہوں کو محض اپنے لُطف وکرم سے معاف فرمادیتا ہے، اس کی رحمت اس کے غضب پر سبقت رکھتی ہے۔ وہ اپنے بندوں پر بہت زیادہ رحیم وکریم ہے، اس لئے گناہگار گناہ ہوجانے پر اس کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنے پروردگار عزوجل سے اُمیدِ واثق رکھتے ہیں کہ وہ گناہوں کو بخش دے گا اور رحم وکرم فرمائے گا کیونکہ اس کے رحم وکرم کی کوئی اِنتہا نہیں۔

؎ سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ تُونے جب سے سنادیا یارب عزوجل! آسرا ہم گناہگاروں کا اور مضبوط ہو گیا یا رب عزوجل!

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میرے نزدیک بندہ جس گناہ کی وجہ سے اپنے آپ کو اللہ عزوجل کی رحمت کا محتاج سمجھے، وہ اس نیکی سے افضل ہے جس کی وجہ سے بندہ اپنے رب عزوجل پر دلیر ہوجائے اور مغرور ہوجائے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا: ''عبادت کیا ہے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''گوشہ نشینی اختیار کرنا، عبادت کی دُکانداری کے لئے مالِ تجارت ہے اور جنت اس تجارت کا منافع ہے یعنی جو شخص مخلوق سے بے نیاز ہوکر صرف اللہ عزوجل کی عبادت میں مشغول رہے گا اس کو عبادت کا صلہ جنت کی صورت میں دیا جائے گا۔''

(اے اللہ عزوجل! ہمیں عبادت کی لذت عطا فرما اور نیک لوگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

؎ تیرے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ نجات وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

حکایت نمبر 177:

کیا بیماری بذاتِ خود دوا بن سکتی ہے۔؟

سید الطائفہ حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ''ایک رات مجھے بڑی بے چینی ہوئی۔ میں عبادتِ الٰہی عزوجل میں مشغول رہا لیکن سکون مجھ سے کوسوں دور تھا۔ میں نے خوب کوشش کی کہ عبادت میں یکسوئی اور خشوع وخضوع حاصل ہوجائے لیکن میں اس کوشش میں کامیاب نہ ہوسکا۔ پھر میں نے قرآنِ پاک کی تلاوت شروع کردی لیکن مجھے پھر بھی یکسوئی اور دلی سکون حاصل نہ ہوا۔ میں بہت حیران تھا کہ آخر آج ایسی کیا بات ہے کہ مجھے عبادتِ الٰہی عزوجل میں یکسوئی حاصل نہیں ہورہی اور میرا سکون مجھ سے دور ہوگیا ہے۔ آخر کار رات کے پچھلے پہر میں نے اپنی چادر کندھے پر ڈالی اور گھر سے باہر نکل آیا۔ کچھ دور جاکر راستے میں مجھے ایک شخص نظر آیا جو چادر میں لپٹا ہوا تھا۔

جب میں اس کے قریب گیا تو اس نے اپنا سر اٹھایا اور مجھ سے پوچھا: ''تم اتنے پریشان کیوں ہو؟ کیا قیامت برپا ہو چکی ہے؟'' میں نے کہا: ''کیا قیامت کا مقررہ دن آگیا ہے؟'' اس شخص نے کہا: ''نہیں، بلکہ میں تو یہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا تم دل کی ہلچل اور بے چینی کی وجہ سے پریشان ہوکر دلی سکون حاصل کرنے جارہے ہو؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں! واقعی میں دِلی سکون کی تلاش میں باہر نکلا ہوں اور یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کس وجہ سے مجھے آج رات سکون نہیں مل رہا؟ (پھر میں نے اس سے پوچھا:) ''اچھا یہ بتاؤ! کیا تمہیں مجھ سے کوئی حاجت ہے؟'' اس شخص نے جواب دیا: ''ہاں، مجھے تم سے حاجت ہے۔'' میں نے استفسار کیا: ''بتاؤ، کیا حاجت ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''اے ابو قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! مجھے یہ بتایئے، کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے کہ بیماری خود ہی دوا بن جائے؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں، ایک صورت ایسی ہے کہ بیماری خود دوا بن جاتی ہے۔ غور سے سن! جب تُو خواہشاتِ نفسانیہ کی مخالفت کرے گا تو دل کی تمام بیماریاں تجھ سے دور ہوجائیں گی اور یہی بیماریاں دوا بن جائیں گی۔''

یہ سن کر اس شخص نے ایک آہِ سرد دلِ پُر درد سے کھینچی اور کہنے لگا: ''مجھے آج رات اس سوال کا جواب سات مرتبہ اسی طرح دیا جاچکا ہے لیکن میری یہ خواہش تھی کہ میں آپ کی زبانی اپنے سوال کا جواب سنوں۔ اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے میری یہ خواہش پوری ہوگئی اور میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مبارک زبان سے اپنے سوال کا جواب سن چکا۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ شخص وہاں سے رخصت ہوگیا اور پھر دوبارہ کبھی نظر نہ آیا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر178:

میں تیری رضا پر راضی ہوں

حضرت سیدنا علی بن موفق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے مروی ہے، حضرت سیدنا حاتم اَصم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے فرمایا:''ایک مرتبہ مَیں گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں جارہا تھا کہ راستے میں مجھے ایک تُرک (ترکی کا باشندہ) ملا۔ وہ مجھ سے تھوڑا دور تھا اور ہمارے درمیان ایک دیوار حائل تھی۔ میں جیسے ہی آگے بڑھا اس نے دیوار کے قریب پہنچ کر مجھ پر رسی کا پھندا ڈالا، میں گھوڑے سے نیچے گر گیا۔ وہ شخص فوراً اپنی سواری سے اُترا اور میرے سینے پر چڑھ کر میری گھنی داڑھی کو بڑی مضبوطی سے پکڑ لیا اور مجھے ذبح کرنے کے لئے اپنا خنجر نکال لیا۔

اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم جو میرا مالکِ حقیقی ہے! ایسی خطرناک صورتحال میں بھی میری توجہ نہ تو اس ظالم کی طرف تھی اور نہ ہی اس کے خنجر کی طرف، بلکہ میرا دل اللہ عزوجل کی طرف متوجہ تھا کہ وہ کب مجھے اس مصیبت سے نجات دلاتا ہے اور مَیں یہ دعا کر رہا تھا:''اے میرے پاک پروردگار عزوجل! اگر تُو نے میرے حق میں یہ فیصلہ کر دیا کہ مَیں اس کے ہاتھوں ذبح کیا جاؤں تو اے میرے مولیٰ عزوجل! تیرا حکم سر آنکھوں پر، میری جان حاضر ہے۔ مَیں تیری ملکیت ہوں اور تیرا بندہ ہوں، تُو میرے بارے میں جو چاہے فیصلہ کر، مَیں تیری رضا پر راضی ہوں۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''میں یہ دعا کر رہا تھا اور وہ میرے سینے پر چڑھا ہوا تھا اور مجھے ذبح کرنے ہی والا تھا کہ کچھ مسلمانوں نے اس پر تیر برسائے۔ ایک تیر اس کو لگا اور وہ تڑپ کر میرے سینے سے دور ہو گیا۔ مَیں فوراً کھڑا ہوا اور اسی کے خنجر سے اسے ذبح کر ڈالا۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے:''خدا عزوجل کی قسم! جو شخص اللہ عزوجل سے سچی محبت کرے گا اور اپنے دل کو اسی کی طرف متوجہ رکھے گا وہ اپنے پروردگار عزوجل کو ماں باپ سے کہیں زیادہ رحیم و کریم پائے گا، ماں باپ کی شفقتیں اللہ عزوجل کے رحم وکرم کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔''

(اللہ عزوجل ہمیں اپنی سچی محبت عطا فرمائے اور ہمیشہ اپنے رحم وکرم میں رکھے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر179:

تعظیم کی برکت

حضرت سیدنا عبداللہ بن محمد رشیدی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، مجھے حضرت سیدنا ایوب عطّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے بتایا کہ ایک مرتبہ جب میری ملاقات حضرت سیدنا بشر بن حارث حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی سے ہوئی تو انہوں نے مجھ سے فرمایا:''انسان کا کوئی نیک عمل اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ایسا مقبول ہوجاتا ہے کہ وہ تمام برائیوں کو مٹا دیتا ہے۔ وہ نیک عمل مشہور ہوجاتا ہے اور اس بندے کے بُرے اعمال کو پوشیدہ کردیا جاتا ہے۔''

میرے ساتھ بھی کچھ اسی طرح کا واقعہ پیش آیا۔ آج میں کہیں جارہا تھا کہ راستے میں مجھے دو شخص ملے ایک نے دوسرے سے کہا:''دیکھو! حضرت سیدنا بشر بن حارث حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی جارہے ہیں، یہ روزانہ ایک ہزار نوافل پڑھتے ہیں اور کچھ کھائے پیئے بغیر مسلسل تین تین دن روزہ رکھتے ہیں۔''ان کی یہ باتیں سن کر میں بڑا حیران ہوا، اللہ عزوجل کی قسم! میں نے آج تک کبھی بھی بیک وقت ایک دن میں ہزار نوافل نہیں پڑھے اور نہ ہی کبھی مسلسل تین دن بھوک و پیاس کی حالت میں گزارے لیکن لوگوں میں میرے متعلق ایسی باتیں مشہور ہونے لگی ہیں حالانکہ میں نے کبھی ایسے نیک اعمال نہیں کئے۔ ہاں! اتنا ضرور ہے کہ میرے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا ہے اگر تم جاننا چاہو تو بتاؤں۔'' میں نے عرض کی:''حضور! ضرور ارشاد فرمائیں کہ وہ واقعہ کیا ہے جس کی وجہ سے آپ کو یہ مقام و مرتبہ ملا کہ لوگوں کے دلوں میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محبت بیٹھ گئی ہے؟''

حضرت سیدنا بشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے فرمایا:''ایک مرتبہ مَیں کہیں جارہا تھا کہ اچانک میری نظر زمین پر پڑے ہوئے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر پڑی، اس کاغذ پر میرے رحیم و کریم پروردگار عزوجل کا نام لکھا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر مَیں تڑپ اٹھا کہ میرے پروردگار عزوجل کے نام کی بے حرمتی ہورہی ہے۔ مَیں نے فوراً بصد عقیدت و احترام وہ کاغذ کا ٹکڑا اُٹھایا اور سیدھا نہر کی طرف چل دیا۔ وہاں جاکر اس کاغذ کو اچھی طرح دھویا۔ اس وقت میرے پاس پانچ دانق تھے۔ مَیں نے چار دانق کی خوشبو خریدی اور بقیہ ایک دانق سے عرقِ گلاب خریدا اور بڑی محبت و عقیدت سے اس کاغذ پر خوشبو ملنے لگا جس پر میرے پاک پروردگار عزوجل کا نام پاک لکھا ہوا تھا پھر اس کاغذ کو عرق گلاب میں ڈال کر ایک متبرک مقام پر رکھ کر اپنے گھر چلا آیا۔''

جب رات کو سویا تو کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا:''اے بشر! جس طرح تُو نے ہمارے نام کو مُعطَّر و مُطَہَّر کیا اسی طرح ہم بھی تیرا ذکر بلند کریں گے۔ جس طرح تُو نے اس کاغذ کو دھویا جس پر ہمارا نام لکھا تھا اسی طرح ہم بھی تیرے دل کو خوب پاک کردیں گے اور تیرا خوب چرچا ہوگا۔''

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم﴾

(اے میرے رحیم وکریم پروردگارعزوجل! ہم تیری رحمت پہ قرباں! تُو واقعی بہت مغفرت فرمانے والا ہے، تُو جسے چاہے جو مقام ومرتبہ عطافرمادے، اے ہمارے رحیم وکریم پروردگارعزوجل! ہم پر بھی اپنا خصوصی کرم فرما، اپنی دائمی محبت سے ہم فقیروں کی جھولیاں بھر دے، اپنے ذکر کی لذَّت سے ہم بے سکونوں کو سکون عطافرما اور اپنے جلوؤں سے ہمارے تاریک دلوں کو منوَّر فرما۔ اے ہمارے پالنہار! تُو اپنے نام کی قدر کرنے والوں کو اندھیروں سے نکال کر آسمانِ ولایت کے ایسے تابندہ ستارے بنادیتا ہے کہ جن کی روشنی سے غفلت کے اندھیروں میں بھٹکے ہوؤں کو سیدھی راہ ملتی ہے۔ اے ہمارے پروردگارعزوجل! تیرا شکر ہے کہ تُو نے ہمیں مسلمان بنایا، ہمارے دِلوں میں تیرا نام بسا ہوا ہے، ہماری زبانوں پر تیرے پاک نام کا وِرد جاری رہتا ہے۔ اے ہمارے مولیٰ عزوجل! جو تیرا پاک نام ہمارے دِلوں پر کندہ اور ہماری زبانوں پر جاری ہے اسی کی برکت سے ہمارے بھی دلوں کو پاک وصاف فرما، گناہوں سے نفرت اور اپنے نام کی لذت عطافرما اور اس کی برکت سے ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ ہمیں تجھ سے اور تیرے بابرکت اَسماء سے محبت ہے۔ اسی محبت کے صدقے ہماری مغفرت فرما، ہمیں اپنی دائمی رضا سے مالا مال فرما اور اپنی ولایت کی خیرات عطافرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

تُو اپنی ولایت کی خیرات دے دے ۔۔۔ میرے غوث کا واسطہ یا الٰہی عزوجل!

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر180:

ستُّو سے افطاری

حضرت سیدنا صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا خُلَید بن حسّان علیہما رحمۃ المنّان سے روایت کرتے ہیں: ''حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی سخت گرمیوں میں بھی نفلی روزے رکھتے۔ ایک دن ہم افطاری کے وقت کھانا لے کر ان کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہمارے کھانے سے روزہ افطار کرنا چاہا تو کسی نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کی:

اِنَّ لَدَیْنَاۤ اَنْكَالًا وَّ جَحِیْمًا ۝ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝ (پ۲۹، المزمل: ۱۲۔۱۳)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ اور گلے میں پھنستا کھانا اور دردناک عذاب۔

یہ آیت سنتے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا ہاتھ کھانے سے روک لیا اور ایک لقمہ بھی نہ کھایا اور فرمایا: ''یہ کھانا یہاں سے ہٹالو۔'' دوسرے دن پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روزہ رکھا۔ اِفطار کے وقت جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے کھانا رکھا گیا تو

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پھر وہی آیت یاد آ گئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک لقمہ بھی نہ کھایا اور فرمایا: ''یہ کھانا مجھ سے دور لے جاؤ۔'' اسی طرح تیسرے دن بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بغیر کچھ کھائے اسی طرح روزہ رکھ لیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے نے جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ حالت دیکھی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بغیر کھائے پئے تین دن گزار دیئے ہیں تو وہ بہت پریشان ہوئے اور زمانے کے مشہور ولی حضرت سیدنا ثابت بنانی، حضرت سیدنا یحییٰ اور دیگر اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ''حضور! آپ جلد از جلد میرے والد کی مدد کو پہنچئے، انہوں نے مسلسل تین دن صرف چند گھونٹ پانی پی کر روزہ رکھا ہے اور تین دن سے کھانے کا ایک لقمہ تک نہیں کھایا۔ ہم جب بھی ان کے سامنے سحری یا افطاری کے لئے کھانا پیش کرتے ہیں تو انہیں قرآنِ پاک کی یہ آیت یاد آ جاتی ہے:

اِنَّ لَدَیۡنَاۤ اَنۡکَالًا وَّ جَحِیۡمًا ۙ﴿۱۲﴾ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّۃٍ وَّ عَذَابًا اَلِیۡمًا ﴿۱۳﴾ (پ۲۹، المزمل: ۱۲، ۱۳)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ اور گلے میں پھنستا کھانا اور دردناک عذاب۔

اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھانا کھانے سے اِنکار فرما دیتے ہیں، خدارا! جلدی چلئے اور یہ معاملہ حل فرمائیے۔'' یہ سن کر تمام حضرات حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس آئے، جب افطاری کا وقت ہوا تو پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مذکورہ آیت یاد آ گئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا لیکن جب حضرت سیدنا ثابت بنانی، حضرت سیدنا یحییٰ اور دیگر بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ نے پیہم اصرار کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بمشکل سَتّو ملا پانی پینے پر راضی ہوئے اور ان لوگوں کے اِصرار پر تیسرے دن سَتّو ملا ہوا شربت پیا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 181:

تُو اچانک موت کا ہوگا شکار

حضرت سیدنا عبداللہ بن محمد قرشی علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں: ''کسی شہر میں ایک بہت دولت مند نوجوان رہتا تھا۔ اسے ہر طرح کی دنیاوی نعمتیں میسّر تھیں۔ اس کے پاس ایک انتہائی حسین وجمیل لونڈی تھی جس سے وہ بہت زیادہ محبت کرتا تھا۔ خوب عیش وعشرت میں اس کے لیل ونہار گزر رہے تھے، اسے ہر طرح کی دنیاوی نعمتیں میسر تھیں لیکن وہ اولاد جیسی میٹھی نعمت سے محروم

تھا،اس کی بڑی خواہش تھی کہ اس لونڈی کے بطن سے اس کی اولاد ہو۔کافی عرصہ تک اسے یہ خوشی نصیب نہ ہو سکی پھر اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے اس لونڈی کو استقرارِ حمل ہوا۔اب تو اس مالدار نوجوان کی خوشی کی انتہا نہ رہی ، وہ خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا،انتظار کی گھڑیاں اس کے لئے بہت صبر آزما تھیں ۔ بالآخر وہ وقت قریب آگیا جس کا اسے شدّت سے انتظار تھا لیکن ہوتا وہی ہے جو اللہ عزوجل چاہتا ہے۔اچانک وہ مالدار نوجوان بیمار ہو گیا اور کچھ ہی دنوں بعد اولاد کے دیدار کی حسرت دل ہی میں لئے اس بے وفا دنیا سے کوچ کر گیا۔جس رات اس نوجوان کا انتقال ہوا اسی رات لونڈی کے بطن سے ایک خوبصورت بچے نے جنم لیا لیکن مقدر کی بات ہے کہ اس کا باپ اسے نہ دیکھ سکا ، وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔''

عمرِ دراز مانگ کر لائے تھے چار دن دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

بلبل کو باغباں سے نہ صیّاد سے گلہ قسمت میں قید لکھی تھی فصلِ بہار میں

(اللہ عزوجل ہم سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور ہماری مغفرت فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر182:

تختِ سکندری پر یہ تھوکتے نہیں

حضرت سیدنا زائدہ بن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں:''حضرت سیدنا منصور بن معتمد علیہ رحمۃ اللہ الاحد بہت متقی و پرہیزگار شخص تھے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چالیس سال اس حال میں گزارے کہ مسلسل روزہ رکھتے اور ساری ساری رات قیام فرماتے (یعنی عبادت کرتے) آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر راتوں کو روتے اور بڑے درد بھرے انداز میں اپنے پاک پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرتے ، روتے روتے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہچکیاں بندھ جاتیں ، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ محترمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتیں:''اے میرے لال ! کیا تو اپنے آپ کو اتنی مشقت میں ڈال کر ہلاک کرنا چاہتا ہے؟''تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عاجزی کرتے ہوئے فرماتے:''اے میری پیاری ماں ! میں اپنے نفس کے کارناموں سے خوب آگاہ ہوں ، میں اپنی حالت خوب جانتا ہوں کہ نفس مجھے کس طرح گناہوں میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔''

حضرت سیدنا زائدہ بن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں:''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہونٹ گلاب کی پنکھڑیوں کی مانند نرم و نازک اور خوبصورت تھے۔ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی نورانی آنکھوں میں سرمہ لگایا۔سرِ مبارک میں تیل ڈالا اور

کسی کام سے باہر تشریف لے گئے۔ راستے میں ''**کوفہ**'' کے گورنر **یوسف بن عمر** نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پکڑ لیا۔ وہ چاہتا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قاضی بنا دیا جائے لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ عہدہ قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا: ''میں کبھی بھی یہ ذمہ داری قبول نہ کروں گا۔''

جب کوفہ کے گورنر یوسف بن عمر نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جرأت مندانہ جواب سنا تو اسے بہت غصہ آیا اور اس نے حکم دیا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بیڑیوں میں جکڑ کر قید خانے میں ڈال دیا جائے۔ حضرت سیدنا زائدہ بن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں: ''جب مجھے یہ خبر ملی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو گورنر پکڑ کر لے گیا ہے تو میں فوراً اس کے دربار میں پہنچا، سپاہی بیڑیاں لے کر آیا ہی تھا کہ دو درباری گورنر کے پاس اپنے کسی مقدمے کا فیصلہ کروانے آئے لیکن اس نے نہ تو ان کے مقدمہ کی سماعت کی اور نہ ہی ان کی طرف متوجہ ہوا۔ اس کی یہ خواہش تھی کہ کسی طرح حضرت سیدنا منصور بن معتمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد قاضی کا عہدہ قبول کر لیں اور وہی لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسلسل انکار کرتے رہے۔ پھر کسی کہنے والے نے یوسف بن عمر سے کہا: ''اگر تو حضرت سیدنا منصور بن معتمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد کے جسم کا سارا گوشت بھی اتار ڈالے تب بھی یہ تیرے لئے قاضی کا عہدہ قبول نہ فرمائیں گے۔'' یہ سن کر یوسف بن عمر نے حکم دیا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو آزاد کر دیا جائے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** سبحان اللہ عزوجل! ہمارے بزرگانِ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کیا انوکھی شان تھی کہ انہیں سخت سے سخت سزا تو منظور تھی لیکن اقتدار و حکومت کی ہوس نہ تھی۔ وہ کبھی بھی دنیاوی عہدوں کی خواہش نہ کرتے، بلکہ ان کے نزدیک تو سب سے بڑا عہدہ یہ تھا کہ اللہ عزوجل کی رضا نصیب ہو جائے، اس کی بارگاہ میں ہماری مقبولیت ہو جائے۔ دنیاوی شان و شوکت، رعب و دبدبہ ان کی نظروں میں کچھ بھی نہ تھا وہ تو عاجزی اور انکساری کے پیکر ہوا کرتے تھے۔ ان کا سب سے اہم مقصد اللہ عزوجل کی دائمی رضا کا حصول تھا۔ اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں بھی دنیا کی محبت سے بچا کر اپنی محبت عطا فرما۔ اور سچی عاجزی کی توفیق عطا فرما۔ ان بزرگوں کے صدقے ہم سے ہمیشہ کے لئے راضی ہو جا۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 183:

تین بہادر بھائی

حضرت سیدنا علی بن یزیدی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے والدِ گرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ملکِ شام سے مجاہدینِ اسلام کا لشکر دینِ حق کی سر بلندی کے مقدس جذبہ سے سرشار دلوں میں شہادت کا شوق لئے روم کے عیسائیوں سے جہاد کرنے روانہ ہوا۔

اس عظیم لشکر میں تین سگے بھائی بھی شامل تھے۔ تینوں شجاعت و بہادری، جنگی مہارت، حسن و جمال اور زہد و تقوی میں اپنی مثال آپ تھے۔ وہ جامِ شہادت نوش کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے۔ لشکرِ اسلام کفار کی سرکوبی کے لئے منزلوں پر منزلیں طے کرتا روم کی سرحد کی جانب بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ ان تینوں بھائیوں کا انداز ہی نرالا تھا وہ لشکر سے علیٰحدہ ہو کر چلتے، جب لشکرِ اسلام کسی جگہ قیام کرتا تو وہ لشکر سے کچھ دور قیام کرتے۔ اگر کہیں ان کے ہم پلّہ یا ان سے زیادہ طاقتور دشمن نظر آ جاتے تو یہ تین افراد پر مشتمل مختصر سا قافلہ آن کی آن میں انہیں ختم کر دیتا۔

جب مجاہدین کا لشکر رومی سرحد کے قریب پہنچ گیا تو اچانک مسلمانوں کے ایک دستے پر رومی سپاہیوں کے ایک دستے نے حملہ کر دیا۔ رومیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی۔ اسلام کے جیالے اپنی جانوں سے بے فکر مجاہدانہ وار روم کی عیسائی فوج سے برسرِ پیکار تھے۔ مسلمانوں کی تعداد عیسائیوں کے مقابلے میں بہت کم تھی۔ اچانک رومیوں نے مسلمانوں پر شدید حملہ کر دیا اور بہت سے مسلمان جامِ شہادت نوش کر گئے اور کچھ قید کر لئے گئے۔ جب ان تین بھائیوں کو یہ خبر ملی تو وہ تڑپ اُٹھے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے: ''اب ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کو پہنچیں اور راہِ خدا عزوجل میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کریں۔

چنانچہ اسلام کے یہ تینوں شیر غیظ و غضب کی حالت میں میدانِ جنگ کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں مسلمان بہت سختی کی حالت میں تھے۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر نعرۂ تکبیر بلند کیا اور کہا: ''اے ہمارے مسلمان بھائیو! اب تم نہ گھبراؤ، ہم تمہاری مدد کو پہنچ چکے ہیں۔ سب کے سب جمع ہو جاؤ اور ہمارے پیچھے پیچھے رہو۔ ان شاءاللہ عزوجل ان رومی کُتّوں کو ہم تینوں شیر ہی کافی ہیں۔

یہ سن کر مسلمانوں کا جذبہ بڑھا اور وہ ایک جگہ جمع ہونے شروع ہو گئے۔ ان تینوں بھائیوں نے آندھی و طوفان کی طرح رومیوں کی فوج پر حملہ کیا جس طرف جاتے لاشوں کے ڈھیر لگا دیتے، ان کی تلواروں اور نیزوں نے ایسے جنگی جوہر دکھائے کہ رومیوں کو اس معرکہ میں منہ کی کھانی پڑی اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور اپنے لشکر سے جا ملے۔

وہ رومی جو اس بات پر خوش ہو رہے تھے کہ آج ہم مسلمانوں پر غالب آ جائیں گے جب ان پر اسلام کے بپھرے ہوئے ان تین شیروں نے حملہ کیا تو رومی، لومڑی کی طرح میدان جنگ سے بھاگ گئے۔ جب روم کے عیسائی بادشاہ کو یہ خبر ملی کہ

اسلام کے تین شیروں نے جنگ کا پانسہ ہی پلٹ دیا تو بادشاہ کو ان کی بہادری پر بڑا تعجب ہوا اور اس نے اعلان کیا: ''جو کوئی ان تینوں میں سے کسی کو گرفتار کر کے لائے گا میں اسے اپنے خاص عہدے داروں میں شامل کرلوں گا اور اسے گورنر بناؤں گا۔'' جب رومیوں نے یہ اعلان سنا تو روم کے بڑے بڑے بہادروں نے ان تین نوجوانوں کو قید کرنے کا ارادہ کیا اور بہت سے لوگ ان جاں نثاروں کو قید کرنے کے لئے میدانِ کارزار کی طرف گئے۔

دوسرے دن دونوں فوجوں میں گھمسان کی جنگ جاری تھی۔ یہ تینوں بھائی سب میں نمایاں تھے جس طرف رخ کرتے رومیوں کی شامت آجاتی۔ ان کی گردنیں تن سے جدا ہو کر گر پڑتیں۔ جب لالچی رومیوں نے دیکھا کہ یہ تینوں نوجوان اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر مصروفِ جنگ ہیں تو بہت سے رومیوں نے مل کر پیچھے سے ان تینوں بھائیوں کو گھیرے میں لے لیا اور پھندا ڈال کر ان شیروں کو قید کر کے بادشاہِ روم کے دربار میں لے گئے۔ جب بادشاہ نے ان تینوں مجاہدوں کو دیکھا تو کہنے لگا: ''ان سے بڑھ کر نہ تو ہمارے لئے کوئی مالِ غنیمت ہے اور نہ ہی ان کی گرفتاری سے بڑھ کر کوئی فتح۔''

پھر ان تینوں مجاہدین کو ''**قسطنطنیہ**'' لے جایا گیا اور بادشاہ نے ان کو اپنے دربار میں بلا کر کہا: ''تمہاری بہادری قابلِ تعریف ہے لیکن تم نے ہمارے خلاف جنگ کی جرأت کی لہٰذا تمہاری سزا موت کے سوا کچھ نہیں۔ ہاں! اگر تم اپنے دینِ اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہو جاؤ تو ہم تمہاری جان بخشی کر دیں گے۔ تمہیں شاہی دربار میں اعلیٰ مقام دیا جائے گا اور میں اپنی شہزادیوں کی تم سے شادی کردوں گا۔ بس تم دین اسلام کو چھوڑ کر ہمارا دینِ (عیسوی) قبول کرلو۔'' بادشاہ کی یہ بات سن کر اسلام کے ان عظیم مجاہدوں نے بہت جرأت مندی کا مظاہرہ کیا اور بڑی بے خوفی اور بہادری سے جواب دیا: ''ہم اپنے دین کو کبھی بھی نہیں چھوڑ سکتے اس دین کی خاطر سر کٹانا ہمارے لئے بہت بڑی سعادت ہے۔ تم ہمارے ساتھ جو چاہے کرو ان شاء اللہ عزوجل ہمارے پائے استقلال میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آئے گا۔'' یہ کہہ کر تینوں بھائی بیک وقت شاہِ روم کے دربار میں کھڑے ہو کر اپنے پیارے نبی، دو عالَم کے والی، سلطان دوجہاں، رحمت عالمیاں، **نبی آخر الزماں، محمد مصطفیٰ** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں استغاثہ کرتے ہوئے ''**یا محمداہ! یا محمداہ! یا محمداہ** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم!'' کی صدائیں بلند کرنے لگے۔

جب بادشاہ نے یہ دیکھا تو پوچھا: ''یہ کیا کہہ رہے ہیں؟'' لوگوں نے بتایا: ''یہ اپنے نبی، محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی بارگاہ میں استغاثہ کر رہے ہیں۔

اس بدبخت بادشاہ کو بہت غصہ آیا کہ انہیں اپنے نبی سے اتنی محبت ہے کہ اپنی جان کی پرواہ تک نہیں بلکہ ایسی حالت میں بھی ان کی توجہ اپنے نبی کی طرف ہے پھر اس بدبخت بادشاہ نے ان مجاہدین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''کان کھول کر سن لو! اگر تم

نے میری بات نہ مانی اور دین عیسوی قبول نہ کیا تو میں تمہیں ایسی دردناک سزا دوں گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ابھی موقع ہے کہ تم میری پیشکش قبول کرلو اور خوب عیش وعشرت کی زندگی گزارو۔'' ان عاشقانِ رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنی غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے بڑی بہادری سے جواب دیا: ''ہم ایسی عیش وعشرت بھری زندگی پر لعنت بھیجتے ہیں جو ہمیں اسلام کی عظیم دولت سے محروم کردے۔ تم لاکھ کوشش کرلو لیکن ہمارے دلوں میں اسلام کی جو شمع روشن ہے تم اسے کبھی بھی نہیں بجھا سکتے، ہمارے دلوں میں ہمارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی جو محبت ہے تم اسے ہمارے دلوں سے کبھی بھی نہیں نکال سکتے۔ ہم اللہ عزوجل کی وحدانیت کے کبھی بھی منکر نہ ہوں گے۔ ہمیں اپنی جانوں کی پرواہ نہیں، تمہیں جو کرنا ہے کرلو۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور اس نے اپنے جلاّدوں کو حکم دیا کہ تین بڑی بڑی دیگوں میں تیل ڈال کر ان کے نیچے آگ جلا دو۔ جب تیل خوب گرم ہوجائے اور کھولنے لگے تو مجھے اطلاع کردینا۔ جلاد حکم پاتے ہی دوڑے اور تین دیگوں میں تیل ڈال کر ان کے نیچے آگ لگادی۔ مسلسل تین دن تک وہ دیگیں آگ پر رکھی رہیں۔ ان مجاہدین کو روزانہ نصرانیت کی دعوت دی جاتی اور لالچ دیا جاتا کہ تمہیں شاہی عہدہ بھی دیا جائے گا اور شاہی خاندان میں تمہاری شادی بھی کرادی جائے گی لیکن ان کے قدم بالکل نہ ڈگمگائے۔ چوتھے دن بادشاہ نے پھر انہیں لالچ اور دھمکی دی لیکن وہ اپنے مذموم ارادے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ اب بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور اس نے سب سے بڑے بھائی کو مخاطب کر کے کہا: ''اگر تو نے میری بات نہ مانی تو تجھے اس کھولتے ہوئے تیل میں ڈال دوں گا۔'' مگر اس عاشقِ رسول، جرأت مند مجاہد پر بادشاہ کی دھمکی کا کچھ اثر نہ ہوا۔ بادشاہ نے جلادوں کو حکم دیا کہ اسے اُبلتے ہوئے تیل میں ڈال دیا جائے۔ حکم پاتے ہی جلاد آگے بڑھے اور انہوں نے اس مردِ حق کو ابلتے ہوئے تیل میں ڈال دیا۔ آن کی آن میں اس راہِ خدا عزوجل کے عظیم مجاہد کا سارا گوشت جل گیا اور تیل میں اس کی ہڈیاں نظر آنے لگیں۔ بظاہر تو یہ نظر آرہا تھا کہ اس کا گوشت جل گیا لیکن درحقیقت اس مجاہد نے اس گرم تیل میں غوطہ لگایا اور جنت کی نہروں میں پہنچ گیا اور اسے دائمی حیات کی دولت نصیب ہوگئی اور اس کی جامِ شہادت نوش کرنے کی خواہش پوری ہوگئی۔

پھر بادشاہ نے اس سے چھوٹے بھائی کو بلایا اور اسے بھی لالچ اور دھمکیاں دیں اور کہا: ''اگر تم نے میری بات نہ مانی تو تمہارا حشر بھی تمہارے بھائی جیسا ہی ہوگا۔'' اس مردِ مجاہد نے جواب دیا: ''ہم تو کب سے جامِ شہادت نوش کرنے کے لئے بیتاب ہیں۔ ہمیں نہ تو دولت وشہرت چاہئے اور نہ ہی ملک وحکومت بلکہ ہمارا مطلوب تو راہ خدا عزوجل میں جان دے دینا ہے۔ ہمیں موت تو بخوشی قبول ہے لیکن دین اسلام سے انحراف ناممکن۔

بالآخراس مجاہد کی دلیرانہ گفتگوسن کر بادشاہ نے حکم دیا: ''اسے بھی اس کے بھائی کے پاس پہنچادو۔حکم پاتے ہی ظالم جلاّ د آگے بڑھے اور اس عظیم مجاہد کو بھی اُبلتے ہوئے تیل میں ڈال دیا اور اس کی روح بھی عالَمِ بالا کی طرف پرواز کرگئی، اس کا خواب بھی شرمندۂ تعبیر ہوگیا کیونکہ اس کی جان رائیگاں نہ گئی بلکہ دین اسلام کی سربلندی اور اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر اس نے جامِ شہادت نوش کیا۔ بہر حال جب بادشاہ نے ان مجاہدین کا صبر واستقلال، بے خوفی وجرأت مندی اور دین اسلام پر استقامت دیکھی تو اسے اپنے اس فعل پر بڑی ندامت ہوئی اور کہنے لگا: ''مسلمانوں سے زیادہ بہادر اور عظیم قوم میں نے آج تک نہیں دیکھی۔ پھر بادشاہ سب سے چھوٹے مجاہد کی طرف متوجہ ہوا جس کا چہرہ عبادت وریاضت کے نور سے چمک رہا تھا اور وہ بالکل وقار واطمینان سے کھڑا تھا۔ بادشاہ نے اسے اپنے پاس بلایا، اسے خوب لالچ دیا اور ہر طرح کے حیلے استعمال کرلئے کہ کسی طرح یہ اپنے دین سے منحرف ہوجائے لیکن بادشاہ کی کوئی تدبیر بھی اس نوجوان کے ایمان کو متزلزل نہ کرسکی۔ بادشاہ کو پھر غصہ آنے لگا وہ اس مجاہد کے خلاف بھی کچھ فیصلہ کرنا چاہتا تھا کہ ایک گورنر اُس کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''بادشاہ سلامت! اگر میں اس نوجوان کو دین اسلام سے منحرف کردوں تو مجھے کیا انعام ملے گا؟ بادشاہ نے کہا: ''میں تجھے مزید ترقی دے دوں گا اور تجھے خوب انعام واکرام سے نوازا جائے گا مگر یہ تو بتاؤ کہ تم اس نوجوان کو کس طرح بہکاؤ گے۔ جب یہ موت سے بھی نہیں ڈرتا تو پھر ایسی کون سی چیز ہے جو اس مجاہد کو اس کے دین سے پھسلا دے گی؟'' وہ بے غیرت گورنر بادشاہ کے قریب گیا اور سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگا: ''بادشاہ سلامت! آپ تو جانتے ہی ہیں کہ یہ عرب لوگ حسین عورتوں کے بہت شیدائی ہوتے ہیں اور ان کی طرف بہت جلد مائل ہوجاتے ہیں۔ بادشاہ سلامت! پورے روم میں کوئی لڑکی میری بیٹی سے زیادہ حسین نہیں۔ یہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ میری بیٹی کے حسن وجمال کے چرچے پورے روم میں ہورہے ہیں۔ آپ اس نوجوان کو میرے حوالے کردیں میں اسے اپنے گھر لے جاؤں گا۔ مجھے امید ہے کہ میری بیٹی اسے ضرور اپنے حسن وجمال کے ذریعے گھائل کردے گی اور یہ اپنے دین سے ضرور منحرف ہوجائے گا۔''

بادشاہ نے کہا: ''ٹھیک ہے، میں تمہیں چالیس دن کی مدت دیتا ہوں اگر تم اسے عیسائی بنانے میں کامیاب ہوگئے تو تمہیں اتنا بڑا انعام دیا جائے گا جس کا تم تصور بھی نہیں کرسکتے۔''

چنانچہ وہ بے غیرت گورنر جو ملک ودولت کے لالچ میں اپنی بیٹی کی عزت کا سودا کرنے کے لئے تیار ہوگیا تھا، اس عظیم نوجوان کو لے کر اپنے گھر کی جانب چل دیا۔ گھر جاکر گورنر نے اس نوجوان کو اپنے گھر کے سب سے اچھے کمرے میں رہائش دی اور اپنی بیٹی کو سارا واقعہ بتایا۔ اس کی بیٹی نے کہا: ''ابا جان! آپ بے فکر ہوجائیں، میں اس نوجوان کے لئے کافی ہوں، میں چند

ہی دنوں میں اسے اپنے دامِ محبت میں پھنسالوں گی۔'' چنانچہ گورنر نے اپنی بیٹی کواس نوجوان کے پاس بھیج دیا۔وہ حسین دوشیزہ روزانہ اپنے حسن وجمال کا جال ڈال کراس شرم وحیا کے پیکرعظیم مجاہدنوجوان کو پھنسانا چاہتی لیکن صد ہزار آفرین اس نوجوان کی پاکدامنی اورشرم وحیاء پر! اس نے کبھی بھی نظر اٹھا کراس فتنے باز حسینہ کو نہ دیکھا جس کی ایک جھلک دیکھنے کوروم کے ہزاروں رومیوں کی نگاہیں ترستی تھیں۔بس یہ سب دینِ اسلام کا فیضان تھااوراس نوجوان پر نبی کریم ،رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی نظرکرم تھی کہ جن کی نگاہیں ہروقت حیاسے جھکی رہتی تھیں۔

نیچی نظروں کی شرم وحیاء پر درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

الغرض!اس لڑکی نے اسلام کے اس مجاہد کو بہکانے کی خوب کوشش کی لیکن وہ سارادن نماز پڑھتارہتا۔اسی طرح پوری رات تلاوت کرتے کرتے اور قیام وسجود میں گزرجاتی۔اس نوجوان نے کبھی بھی لڑکی کی طرف نہ دیکھا،بس ہروقت یادِالٰہی عزوجل میں مگن رہتا۔اسی طرح کافی دن گزرگئے۔مقررہ مدت ختم ہونے والی تھی۔بادشاہ نے اس گورنرکو بلوایااور پوچھا:''اس نوجوان کا کیا حال ہے؟ کیااس نے دین اسلام چھوڑ دیاہے؟'' گورنر نے کہا:''میں نے اپنی بیٹی کواسی کام پرلگایا ہواہے،میں اس سے معلوم کرلیتاہوں کہ اسے کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی ہے؟''

گورنراپنی بیٹی کے پاس آیااور پوچھا:''بیٹی!اس نوجوان کا کیا حال ہے؟''لڑکی نے جواب دیا:''ابّا جان!یہ تو ہروقت گُم سُم رہتاہے۔شایداس کی وجہ یہ ہے کہ اس شہرمیں اس کے دو بھائیوں کو ماردیا گیاہے،یہ ان کی یاد میں غمگین رہتاہےاورمیری طرف بالکل متوجّہ نہیں ہوتا۔اگرایسا ہوجائے کہ ہمیں اس شہرسے کسی دوسرے شہرمیں منتقل کردیا جائے اور بادشاہ سے مزید کچھ دنوں کی مہلت لے لی جائے،نئے شہرمیں جانے سے اس نوجوان کاغم کم ہوجائے گا۔پھرمیں اسے ضروراپنی طرف مائل کرلوں گی۔

اپنی بیٹی کی یہ بات سن کروہ بے غیرت گورنر بادشاہ کے پاس گیااوراسے ساری صورت حال بتا کرمدت میں طوالت اوران دونوں کے لئے کسی دوسرے شہرمیں رہائش کے انتظام کا مطالبہ کیا۔بادشاہ نے دونوں باتیں منظورکرلیں۔ان دونوں کو ایک دوسرے شہرمیں بھیج دیااور کچھ دنوں کی مزید مہلت دے دی۔اب ایک ہی کمرے میں ایک حسین وجمیل دوشیزہ اوریہ متقی وپرہیزگارنوجوان ایک ساتھ رہنے لگے۔وہ لڑکی روزانہ نئے نئے انداز سے بناؤسنگھارکرکےنوجوان کو مائل کرنے کی کوشش کرتی لیکن اللہ عزوجل کاوہ نیک بندہ نماز وتلاوت میں مشغول رہتا،اس کی راتیں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں آہ وزاری اورنیازمندی میں گزر

جاتیں۔اسی طرح وقت گزرتا رہا مقررہ مدت ختم ہونے میں صرف تین دن باقی تھے۔اس لڑکی نے جب دیکھا کہ گناہ کے تمام تر مواقع میسر ہونے کے باوجود یہ عظیم نوجوان اپنے رب عزوجل کے خوف سے اور اپنے دین اسلام کے احکام پر عمل کرنے کے لئے میری طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا اور اپنے پروردگار عزوجل کی محبت میں مگن رہتا ہے تو وہ لڑکی اس عظیم مجاہد سے بہت متاثر ہوئی اور دینِ اسلام کی عظمت اس کے دل میں بیٹھ گئی۔

چنانچہ ایک رات وہ اس نوجوان کے پاس آئی اور کہنے لگی:''اے شرم وحیا کے پیکر عظیم و پاک دامن نوجوان! میں تمہاری عبادت و ریاضت اور پاکدامنی سے بہت متاثر ہوئی ہوں اور اب میں تمہارے دین سے محبت کرنے لگی ہوں کہ جس کی تعلیمات ہی ایسی ہیں کہ کسی غیر عورت کو نہ دیکھا جائے تو جس دین میں ایسے اچھے اچھے احکامات ہوں یقیناً وہی دین حق ہے۔ میں آج اور ابھی عیسائیت سے توبہ کرتی ہوں اور تمہارے دین میں داخل ہوتی ہوں۔ مجھے کلمہ پڑھا کر اپنے دین میں داخل کرلیجئے۔ پھر اس لڑکی نے سچے دل سے عیسائیت سے توبہ کی اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئی۔

اب نوجوان نے اس لڑکی سے کہا:''ہمیں اس ملک سے نکل جانا چاہئے ورنہ جیسے ہی تمہارے اسلام کی خبر بادشاہ کو پہنچے گی وہ تمہاری جان کا دشمن ہوجائے گا۔کیا کوئی ایسا طریقہ ہے کہ ہم اس ملک سے دور چلے جائیں؟'' اس لڑکی نے کہا:''آپ بے فکر رہیں، میں آج رات ہی سارا انتظام کرلوں گی۔آپ تیار رہنا ہم آج رات ہی یہاں سے اسلامی ملک کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔'' جب رات نے اپنے پر پھیلائے تو نوجوان بالکل تیار تھا کیونکہ آج رات اسے اپنے ملک کی طرف روانہ ہونا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ لڑکی آئی اور کہنے لگی:''جلدی چلئے! باہر ہمارے لئے دو گھوڑے تیار ہیں، ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے۔'' نوجوان کے ترغیب دلانے پر گورنر کی اس لڑکی نے جو مسلمان ہوچکی تھی، اپنے آپ کو سر سے لے کر پاؤں تک چادر میں چھپایا اور نوجوان کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔دونوں گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اسلامی سرحد کی طرف بڑھنے لگے۔

وہ مجاہد آگے آگے یادِالٰہی عزوجل میں مصروف، بڑی تیز رفتاری سے جانب منزل بڑھتا جارہا تھا۔ پیچھے یہ نومسلم لڑکی تھی۔ چلتے چلتے جب کافی رات بیت گئی تو ایک مقام پر انہیں گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔آواز سن کر وہ نومسلم لڑکی گھبرا گئی۔اس نے سمجھا شاید دشمن ہمارے تعاقب میں آرہے ہیں، وہ کہنے لگی:''اے نیک سیرت نوجوان! اس پاک پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں دعا کرو جس پر ہم ایمان لائے ہیں کہ وہ ہمیں ہمارے دشمنوں سے چھٹکارا عطا فرمادے۔

ابھی لڑکی یہ بات کہہ ہی رہی تھی کہ چند شہسوار ان کے قریب آگئے۔انہیں دیکھ کر یہ دونوں بہت حیران ہوئے کیونکہ آنے والے شہسوار اس نوجوان کے بھائی تھے اور ان کے ساتھ چند اور نورانی چہروں والے شہسوار بھی تھے۔ جب نوجوان نے

اپنے بھائیوں کو دیکھا تو فرطِ محبت سے ان کی طرف لپکا، انہیں سلام کیا اور پوچھا: ''اے میرے بھائیو! تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟'' انہوں نے جواب دیا: ''جب ہمیں اُبلتے ہوئے تیل میں غوطہ دیا گیا تو ہم سیدھے جنت الفردوس میں جاکر نکلے اور اللہ عزوجل نے ہمیں اپنا قربِ خاص عطا فرمایا۔ اب اللہ عزوجل نے ہمیں تمہاری طرف بھیجا ہے اور ہمارے ساتھ ملائکہ کی ایک جماعت بھی آئی ہے۔ ہمیں حکم ہوا ہے کہ تیری شادی اس نو مسلم خوش قسمت لڑکی سے کروادیں۔ ہم تمہاری شادی کرانے آئے ہیں۔ چنانچہ فرشتوں کی نورانی بارات کی موجودگی میں اس عظیم نوجوان اور خوش قسمت نومسلم لڑکی کا نکاح کر دیا گیا۔ پھر وہ دونوں بھائی ملائکہ کی جماعت کے ساتھ ایک سمت روانہ ہو گئے۔

دولہا اور دلہن حسرت بھری نگاہوں سے اس نورانی قافلے کو دیکھتے رہے۔ جب یہ قافلہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تو انہوں نے بھی ملکِ شام کی طرف کوچ کیا۔ ملک شام پہنچ کر انہوں نے وہیں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ لوگوں میں ان کا واقعہ بہت مشہور ہو چکا تھا اور پورے شام میں اس نوجوان کی پاکدامنی، اس کے بھائیوں کی شجاعت و بہادری، اس نیک سیرت نومسلم لڑکی کی قربانی اور اس کی دینِ اسلام سے محبت کے چرچے ہونے لگے اور آج تک ان کا واقعہ لوگوں میں مشہور ہے۔

پھر کسی شاعر نے ان خوش نصیب عظیم میاں بیوی کے بارے میں چند اشعار کہے، جن میں سے ایک شعر یہ بھی تھا:

سَیُعْطَى الصَّادِقِیْنَ بِفَضْلِ صِدْقٍ ۔۔۔ نَجَاةٌ فِی الْحَیَاةِ وَ فِی الْمَمَاتِ

ترجمہ: عنقریب صادقین کو ان کے صدق کے سبب دنیا اور آخرت میں نجات دی جائے گی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم}

(**شیخ طریقت، امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری** دامت برکاتہم العالیہ اپنے رسالہ ''**حسینی دولہا**'' میں یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں: ''**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** دیکھا آپ نے! ان تینوں شامی بھائیوں نے ایمان پر استقامت کا کیسا زبردست مظاہرہ کیا، ان کے دلوں میں ایمان کس قدر راسخ ہو چکا تھا، یہ عشق کے صرف بلند بانگ دعوے کرنے والے نہیں حقیقی معنیٰ میں مخلص عاشقانِ رسول تھے۔ دونوں بھائی جامِ شہادت نوش کر کے جنت الفردوس کی سرمدی نعمتوں کے حقدار بن گئے اور تیسرے نے روم کی حسینہ کی طرف دیکھا تک نہیں اور دن رات ربّ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں مصروف رہا اور یوں جو بہ نیت شکار آئی تھی خود اسیر بن کر رہ گئی! اس حکایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ **مشکلات میں سرکار** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم **سے مدد چاہنا اور یارسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم **پکارنا اہلِ حق کا قدیم طریقہ رہا ہے۔**

؎ یا رسول اللہ کے نعرے سے ہم کو پیار ہے
ان شاء اللہ عزوجل دو جہاں میں اپنا بیڑا پار ہے

اُس شامی نوجوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عزم واستِقلال اور اس کی ایمان پر استِقامت مرحبا! ذرا غور تو فرمائیے! نگاہوں کے سامنے دو پیارے پیارے بھائی جامِ شہادت نوش کر گئے مگر اس کے پائے ثَبات کو ذرا بھی لغزش نہیں آئی نہ دھمکیاں ڈرا سکیں نہ ہی قید وبند کی صُعُوبتیں اسے اپنے عزم سے ہٹا سکیں۔ حق وصداقت کا حامی مصیبتوں کی کالی کالی گھٹاؤں سے بالکل نہ گھبرایا۔ طوفانِ بلا کے سیلاب سے اس کے پائے ثَبات میں جُنبش تک نہ ہوئی۔ خداو مصطفےٰ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا شیدائی دنیا کی آفتوں کو بالکل خاطر میں نہ لایا۔ بلکہ راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں پہنچنے والی ہر مصیبت کا اس نے خوش دلی کے ساتھ خیر مقدم کیا، نیز دنیا کے مال اور حُسن وجمال کا لالچ بھی اس کے عزائم سے اس کو نہ ہٹا سکا اور اس مردِ غازی نے اسلام کی خاطر ہر طرح کی راحتِ دنیا کے منہ پر ٹھوکر ماردی۔

؎ یہ غازی یہ تیرے پر اَسرار بندے جنہیں تو نے بَخشا ہے ذوقِ خدائی
ہے ٹھوکر سے دو نیم صحرا و دریا سِمَٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

آخر کار اللہ عزوجل نے رہائی کے بھی خوب اسباب فرمائے۔ وہ رومی لڑکی مسلمان ہوگئی اور دونوں رِشتۂ ازدواج میں منسلک ہوگئے۔'' (حسینی دولھا، ص ۲۱ تا ۲۳)

(اے ہمارے **پاک پروردگار** عزوجل! ہمیں بھی شوقِ شہادت کے جذبے میں اخلاص واستقامت عطا فرما۔ دین کی خاطر اپنا تن، من، دَھن سب کچھ قربان کرنے کی عظیم سعادت عطا فرما۔ دین اسلام کی سربلندی کے لئے ہمیں خوب خوب تگ ودو کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔ اے ہمارے مولیٰ عزوجل! ہمیں بھی دین اسلام پر ثابت قدم رکھ۔ ایمان وعافیت کے ساتھ سرکار مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطّر پسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے جلوؤں میں شہادت کی موت عطا فرما۔ ہمیں اپنی راہ میں سر کٹانے کی توفیق عطا فرما۔ ان عظیم مجاہدوں کے صدقے بدنگاہی، گندی سوچ اور گندے افعال سے ہماری حفاظت فرما۔ سرکار مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی جھکی جھکی باحیا آنکھوں کا واسطہ ہمیں بھی شرم وحیا سے ہر وقت نگاہیں نیچی رکھنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

؎ یاالٰہی عزوجل رنگ لائیں جب میری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

حکایت نمبر184:

فقراء ومساکین کی عید ہوگئی

حضرت سیدنا فضل بن محمد رقاشی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں، میں نے ایک مرتبہ حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو دیکھا کہ آپ زاروقطار رو رہے ہیں، میں نے عرض کی: ''حضور! آپ کو کس چیز نے رُلایا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''دنیا سے نیک لوگ رخصت ہوگئے اور اب صورتحال یہ ہے کہ لوگ دنیاوی نعمتوں کے حریص ہوگئے ہیں، دین سے دوری اختیار کرلی ہے۔ لوگوں نے آخرت کو بالکل بھلا دیا ہے اور دنیا میں مگن ہوکر رہ گئے ہیں۔'' یہ درد بھرے کلمات کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُٹھے اور بازار کی طرف چل دیئے۔ میں بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ہولیا۔ بازار میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائی کی آٹے کی دکان تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دکان پر تشریف لے گئے۔ اپنے بھائی کو سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائی نے سلام کا جواب دیا اور کہا: ''بھائی جان! آپ کچھ دیر یہیں دکان میں بیٹھیں، مجھے کچھ ضروری کام ہے، میں اس سے فارغ ہوکر ابھی آتا ہوں، آپ دکان کا خیال رکھئے گا۔'' اتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھائی اپنے کام سے چلا گیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دکان پر بیٹھے ہوئے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھا کہ کچھ اور فقراء ومساکین بازار میں موجود ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں بلایا اور آٹا دینا شروع کردیا۔ فقراء ومساکین آتے رہے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغیر کسی عوض کے ان کو آٹا دیتے رہے یہاں تک کہ دکان میں موجود تمام آٹا فقراء ومساکین میں تقسیم کردیا۔

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھائی آیا اور اس نے صورتحال دیکھی تو پوچھا: ''آٹا کہاں گیا؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''وہ آٹا میں نے فقراء ومساکین میں تقسیم کردیا۔'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھائی کہنے لگا: ''بھائی جان! آپ نے تو مجھے کنگال کردیا ہے۔''

بھائی کی یہ بات سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے اُٹھے اور مسجد کا رخ کیا پھر عبادت الٰہی عزوجل میں مشغول ہوگئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائی نے گَلّہ کھولا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ گَلّہ دراہم سے بھرا ہوا ہے۔ جب حساب لگایا تو اس گَلّے میں اتنے دراہم تھے کہ ایک درہم کے بدلے ستر درہم نفع ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھائی بہت حیران ہوا اور دل میں کہنے لگا: ''یہ سب میرے بھائی کی برکت سے ہوا ہے۔''

چند دن بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھائی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا اور سلام عرض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا اور پوچھا: ''بھائی کیسے آنا ہوا؟'' اس نے کہا: ''بھائی جان! کل آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میری دکان پر کچھ دیر کے لئے تشریف لائیں تو یہ میرے لئے سعادت ہوگی۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''تم یہ بات اس لئے کہہ رہے ہو کہ اُس دن تمہیں بہت زیادہ نفع

ہوا۔اب میں تمہاری دکان پر نہیں آؤں گا اور ہر مرتبہ ایسے معاملات نہیں ہوتے ،اس میں میرا کوئی کمال نہیں ۔

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''پاک ہے میرا پروردگار عزوجل، تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں، وہ اپنی مخلوق کو جیسے چاہے رزق عطا فرمائے ،جس پر چاہے جودوعطا کی بارش فرمائے ، وہ مالک ومختار ہے اور ہم اس کے عاجز بندے ہیں ۔'' پھر فرمایا: ''اگر ہم اللہ عزوجل سے دنیاوی نعمتوں کا سوال کرتے تو وہ ہمیں منع نہ فرماتا لیکن ہم نے تو اپنے پروردگار عزوجل سے یہ سوال کیا ہے کہ''وہ ہمیں دنیاوی مال ودولت سے محفوظ رکھے۔الحمدللہ عزوجل! اس پاک پروردگار عزوجل نے ہماری یہ دعا قبول فرمالی اور ہمیں دنیاوی مال ودولت کی حرص سے محفوظ رکھا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم }

حکایت نمبر185:

دو چادروں والا نوجوان

حضرت سیدنا علی بن محمد شیرازی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا ابراہیم بن احمد خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق کو یہ فرماتے ہوئے سنا:''میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جس نے دو چادریں اپنے جسم پر لی ہوئی تھیں،ایک کا تہبند بنایا ہوا تھا اور دوسری کندھوں اور بقیہ جسم پر ڈالی ہوئی تھی ۔ وہ خوبصورت نوجوان خانہ کعبہ کے گرد طواف کررہا تھا۔کافی دیر تک وہ طواف کرتا رہا پھر نماز پڑھنا شروع کردی، وہ نوجوان دنیا و مافیہا (یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) سے بے خبر اپنے رب عزوجل کی عبادت میں مصروف تھا۔اس کے نورانی چہرے اور عبادت وریاضت کو دیکھ کر میرے دل میں اس کی عظمت بیٹھ گئی اور وہ میری نظروں میں بہت زیادہ معزز ہوگیا۔میں روزانہ اس نوجوان کو اسی طرح طواف ونماز میں مشغول دیکھتا۔میرے پاس چارسو درہم تھے۔میں انہیں لے کر اس نوجوان کے پاس گیا، وہ مقامِ ابراہیم علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

میں نے تمام درہم اس کے قریب رکھ دیئے اور کہا:''اے میرے بھائی! یہ حقیر سا نذرانہ میری طرف سے قبول کرلو اور اس رقم کے ذریعے اپنی ضروریات پوری کرو۔'' اس پر وہ نوجوان کھڑا ہوا اور تمام درہم اٹھا کر اِدھر اُدھر رکھ دیئے اور کہنے لگا: ''اے ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ القدیم! میں نے اللہ عزوجل کی راہ میں ستر ہزار دینار خرچ کئے ہیں پھر مجھے یہ حالت اور اس جگہ عبادت کی سعادت نصیب ہوئی ہے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے اللہ عزوجل کی عبادت سے دور کرنا چاہتے ہیں اور وہ بھی اتنی کم رقم کے عوض۔''

حضرت سیدنا ابرہیم خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں: ''اس نوجوان کی یہ بات سن کر میں شرم سے پانی پانی ہوگیا اور اپنے آپ کو سب سے زیادہ حقیر سمجھنے لگا، پھر میں نے وہ درہم جمع کرنا شروع کر دیئے۔ میں بکھرے ہوئے دراہم اٹھا رہا تھا اور وہ نوجوان میری طرف دیکھ رہا تھا۔ آج میری نظروں میں اس سے زیادہ معزز کوئی نہ تھا۔ وہ مجھے سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار نظر آرہا تھا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم }

ایک غریب الوطن

حکایت نمبر186:

حضرت سیدنا علی بن محمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا ابراہیم خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میں تقریباً سترہ سال تک جنگلوں اور صحراؤں میں پھرتا رہا اور مختلف مقامات پر اپنے ربّ عزوجل کی عبادت کرتا رہا۔ ان سترہ سالوں میں مجھے جو سب سے زیادہ عجیب واقعہ پیش آیا وہ یہ تھا: ''ایک مرتبہ میں نے جنگل میں ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کے دونوں ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے تھے اور وہ گِھسٹ گِھسٹ کر چل رہا تھا۔ اس کے علاوہ بھی وہ بہت سی مشکلات سے دوچار تھا۔ میں اسے دیکھ کر بہت حیران ہوا اور مجھے اس پر ترس آنے لگا، میں نے قریب جا کر اسے سلام کیا، اس نے میرا نام لے کر جواب دیا۔ اس کے منہ سے اپنا نام سن کر مجھے بڑی حیرت ہوئی، میں نے اس سے پوچھا: ''آپ سے یہ میری پہلی ملاقات ہے، پھر آپ نے میرا نام کیسے جان لیا؟''

تو وہ کہنے لگا: ''جو ذات تجھے میرے پاس لائی ہے اسی نے مجھے تمہاری پہچان کرادی ہے۔'' میں نے کہا: ''آپ نے بالکل بجا فرمایا، واقعی میرا پروردگار عزوجل ہر چاہے پر قادر ہے۔'' پھر میں نے اس سے پوچھا: ''آپ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جانے کا ارادہ ہے؟'' اس نے کہا: ''میں شہر ''**بخارا**'' سے آرہا ہوں اور ''**حرمین طیبین**'' کی طرف جا رہا ہوں۔'' یہ سن کر مجھے بڑا تعجب ہوا کہ نہ اس شخص کے ہاتھ ہیں نہ پاؤں۔ پھر یہ بخارا سے یہاں تک کیسے پہنچا اور اب یہ **مکہ مکرمہ** (زادھا اللّٰہ شرفاً وتعظیماً) تک جانا چاہتا ہے جو یہاں سے کافی فاصلے پر ہے، یہ وہاں تک تنِ تنہا کیسے پہنچے گا؟ میں انہیں خیالات میں گم بڑی حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

اس شخص نے میری طرف جلال بھری نگاہ ڈالی اور کہنے لگا: ''اے ابراہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! کیا تجھے اس بات پر تعجب ہو رہا ہے کہ قادر وقدیر پروردگار عزوجل مجھ جیسے ضعیف واپاہج کو یہاں تک لے آیا۔'' اتنا کہنے کے بعد اس شخص کی آنکھوں سے سیلِ

اشک رواں ہوگیا اور وہ زار وقطار رونے لگا۔ میں نے اسے کہا: ''آپ بالکل پریشان نہ ہوں، اللہ عزوجل کی رحمت ہر شخص کے ساتھ ہے، وہ کسی کو مایوس نہیں کرتا۔''

پھر میں اسے وہیں چھوڑ کر آگے روانہ ہوگیا، میرا بھی اس سال حج کا ارادہ تھا جب میں **مکہ مکرمہ** (زادھا اللّٰہ شرفاً وتعظیماً) پہنچا اور طواف کے لئے خانہ کعبہ میں حاضر ہوا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہی اپاہج شخص مجھ سے پہلے **خانہ کعبہ** پہنچا ہوا ہے اور مشغولِ طواف ہے، وہ گھسٹ گھسٹ کر طواف کر رہا تھا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 187: فاحشہ عورت اور باحیا نوجوان

حضرت سیدنا عبداللہ بن وہب علیہ رحمۃ الرب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم سے نقل فرماتے ہیں: ''بنی اسرائیل میں ایک نوجوان تھا جو اہلِ دنیا سے الگ تھلگ ایک عبادت خانے میں اللہ عزوجل کی عبادت کیا کرتا تھا۔ وہ ہر وقت یادِ الٰہی عزوجل میں مشغول رہتا۔ کچھ بدباطن لوگ اس نوجوان سے حسد کرنے لگے اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ کسی طرح اس نوجوان کو ذلیل کرنا چاہئے۔

بہر حال حاسدین کی وہ جماعت ہر وقت اس عابد وزاہد نوجوان کو ذلیل کرنے کی فکر میں سرگرداں رہنے لگی۔ بالآخر ان کے گندے ذہنوں میں یہ خیال آیا کہ فلاں عورت جو بہت زیادہ حسین وجمیل اور فاحشہ ہے، اس کو لالچ دے کر اس بات پر راضی کیا جائے کہ وہ اس عابد نوجوان کو اپنے فتنے میں مبتلا کرے۔

چنانچہ ان بدبختوں کی وہ جماعت اس فاحشہ عورت کے پاس آئی اور کہا: ''اگر تو اس نوجوان کو اپنے فتنے میں مبتلا کر دے تو ہم تجھے مالا مال کر دیں گے، ہمیں امید ہے کہ تو اسے رسوا وذلیل کر سکتی ہے۔ چنانچہ وہ فاحشہ عورت اس فعلِ مذموم کے لئے تیار ہوگئی اور ایک رات اس نوجوان کے عبادت خانہ کی طرف چلی۔ رات بہت اندھیری تھی، اُوپر سے بارش شروع ہوگئی۔ عورت نے اس نوجوان کو پکارا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! مجھے پناہ دو۔'' نوجوان نے اوپر سے جھانکا تو دیکھا کہ ایک جوان عورت دروازے پر کھڑی ہے اور اندر آنے کی اجازت مانگ رہی ہے۔'' اس نوجوان نے سوچا کہ اس وقت اتنی رات گئے کسی غیر محرم عورت کو داخلے کی اجازت دینا خطرے سے خالی نہیں، چنانچہ وہ نوجوان واپس اندر چلا گیا اور نماز میں مشغول ہوگیا۔ عورت نے دوبارہ ندا دی: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! باہر بہت زیادہ بارش ہو رہی ہے اور سردی بھی بہت زیادہ ہے، خدارا!

مجھے ایک رات کے لئے پناہ دے دو۔'' بار بار وہ عورت یہی التجاء کرتی رہی آخر کار نوجوان نے ترس کھاتے ہوئے اسے پناہ دے دی اور خود ذکرواذکار میں مشغول ہو گیا۔

فاحشہ عورت سینہ کھولے نیم عریاں حالت میں اس نوجوان کے سامنے آئی اور گناہ کی دعوت دیتے ہوئے اپنا آپ اس کے سامنے پیش کر دیا۔ باحیا نوجوان نے فوراً نگاہیں جھکا لیں اور اس سے دور ہو گیا۔ وہ دوبارہ اس کے پاس آئی اور گناہ کی دعوت دینے لگی، نوجوان نے کہا: ''اللہ عزوجل کی قسم! میں ہرگز یہ گناہ نہیں کروں گا جب تک میں آزما نہ لوں کہ اگر میرا نفس گناہ کرے تو کیا وہ اس گناہ کے بدلے جہنم کی آگ برداشت کر لے گا۔'' پھر وہ نوجوان جلتے ہوئے چراغ کی طرف بڑھا اور اپنی انگلی اس پر رکھ دی یہاں تک کہ انگلی جل گئی۔ پھر وہ عبادت میں مشغول ہو گیا، فاحشہ عورت نے قریب آ کر پھر اسے گناہ کی دعوت دی تو نوجوان نے اپنی دوسری انگلی جلا ڈالی، اسی طرح وہ فاحشہ عورت بار بار اسے گناہ کی دعوت دیتی رہی اور نوجوان اپنی انگلیاں جلاتا رہا، بالآخر اس پاکدامن متقی و پرہیز گار نوجوان نے اپنی ساری انگلیاں جلا ڈالیں لیکن غیر محرم عورت کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور اپنی عزت کی حفاظت کرتا رہا۔ جب اس فاحشہ نے یہ صورتحال دیکھی کہ اس نوجوان نے ایک گناہ سے بچنے کے لئے اپنی ساری انگلیاں جلا ڈالی ہیں تو اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور تڑپ تڑپ کر مر گئی۔''

(صد ہزار آفرین! اس نوجوان پر! جو اللہ عزوجل کے خوف سے ایسے وقت میں گناہ سے باز رہا جب ارتکابِ گناہ سے اسے کوئی چیز مانع نہ تھی۔ جنہیں اللہ عزوجل کا خوف ہوتا ہے وہ ہر حال میں چاہے خلوت ہو یا جلوت، اللہ عزوجل سے ڈرتے ہیں اور گناہوں کی طرف راغب نہیں ہوتے۔ اس نوجوان نے اپنی انگلیاں تو جلا ڈالیں لیکن ایک نظر بھی اس فاحشہ پر ڈالنا گوارا نہ کی، حقیقت یہ ہے کہ جس کے ساتھ اللہ عزوجل کی مدد ہو اسے کوئی رسوا و ذلیل نہیں کر سکتا۔ جسے اللہ عزوجل توفیق عطا فرماتا ہے وہ گناہوں سے بچنے کی راہیں نکال لیتا ہے۔ حاسدین نے تو خوب کوشش کی کہ کسی طرح اس نوجوان کو ذلیل کریں لیکن جسے اللہ عزوجل عزت دے اسے کون ذلیل کر سکتا ہے، اس قادرِ مطلق عزوجل کے سامنے کسی کی کیا مجال! وہ جسے چاہے عزت دے، جسے چاہے ذلیل کرے، وہ جسے بلند کرنا چاہے اسے کوئی پست نہیں کر سکتا۔)

{اللہ عزوجل کی اُس نوجوان پر رحمت ہو..اور..اُس کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر188:

بزرگوں کی مدنی سوچ

حضرت سیدنا ابوعثمان نیشاپوری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ ہم چند رفقاء اپنے استادِ محترم حضرت سیدنا ابوحفص نیشاپوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ساتھ نیشاپور سے دور ایک شہر کی طرف سفر پر روانہ ہوئے۔ ایک جگہ ہم نے قیام کیا تو ہمارے استاذِ محترم ہمیں وعظ ونصیحت فرمانے لگے، ان کی مخلصانہ اور حکمت بھری باتیں سن کر ہمیں دلی سکون حاصل ہوا اور نیک اعمال کی طرف ہماری رغبت بڑھ گئی، استادِ محترم ہمیں نصیحت فرما رہے تھے کہ اسی دوران سامنے موجود پہاڑ سے ایک فربہ ہرنی اُتری اور ہمارے استاد حضرت سیدنا ابوحفص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے آکر کھڑی ہوگئی۔ ہرنی کو دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے اور اتنا روئے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

پھر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کچھ سکون حاصل ہوا اور آپ خاموش ہوئے تو میں نے عرض کی: اے ہمارے محترم استاد! آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہمیں کتنا پیارا درس دے رہے تھے اور ہمارے دلوں میں آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی باتوں سے رِقّت اور سوز وگداز پیدا ہو رہا تھا لیکن جب یہ ہرنی سامنے آئی تو آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے زار وقطار رونا شروع کر دیا، آخر اس ہرنی کو دیکھ کر رونے میں کیا حکمت ہے؟''

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''ہاں! میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں کیوں رویا۔ بات دراصل یہ ہے کہ ہم سب مسافر ہیں اور ہمارے پاس زادِ راہ بھی وافر مقدار میں نہیں۔ جب میں تمہیں درس دے رہا تھا تو اچانک میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اے کاش! میرے پاس کوئی بکری ہوتی جسے ذبح کر کے میں تمہاری دعوت کرتا۔ ابھی یہ خیال میرے دل میں آیا ہی تھا کہ فوراً میرے سامنے یہ ہرنی آگئی۔

اسے دیکھ کر میرے دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ اللہ عزوجل مجھے میرے نیک اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں دے رہا ہو اور کہیں میرا ربّ عزوجل مجھ سے ناراض تو نہیں؟ کیونکہ جس سے اللہ عزوجل ناراض ہوتا ہے اسے دنیا ہی میں اس کے اچھے عمل کا بدلہ دے دیتا ہے جیسا کہ فرعون اللہ عزوجل کا دشمن تھا لیکن جب اس نے اللہ عزوجل سے دعا کی کہ دریائے نیل جاری ہو جائے تو اللہ عزوجل نے اس کی دعا قبول کر لی اور دریائے نیل جاری فرما دیا حالانکہ وہ اللہ عزوجل کا دشمن تھا لیکن پھر بھی اس کی خواہش دنیا میں پوری کر دی گئی، آخرت میں ایسے لوگوں کا کوئی حصہ نہیں۔ مجھے بھی یہ خوف ہونے لگا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ مجھے میرے نیک اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں دیا جا رہا ہو اور آخرت میں میرے لئے کچھ بھی نہ بچے اور میں وہاں مفلس رہ جاؤں، بس اسی خیال نے مجھے رُلا دیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر189:

شیطان کی دھمکی

حضرت سیدنا محمد بن زیاد علیہ رحمۃ الجواد بہت متقی و پرہیز گار بزرگ تھے۔ان پر ہر وقت خوفِ خدا عزوجل کا غلبہ رہتا اور روتے ہی رہتے۔ بہت زیادہ رونے کی وجہ سے ان کی بینائی ختم ہو چکی تھی ،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ایک مرتبہ میں نے حضرت سیدنا ابراہیم خوّاص علیہ رحمۃ الرزاق سے پوچھا: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتنا عرصہ جنگلوں اور صحراؤں میں اللہ عزوجل کی عبادت کرتے رہے، کیا اس دوران کبھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کوئی بہت عجیب وغریب واقعہ پیش آیا؟''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''ایک مرتبہ مجھے ایک بہت ہی عجیب وغریب واقعہ پیش آیا۔ ہوا یوں کہ ایک رات میں جنگل میں سو رہا تھا، اچانک میرے پاس شیطان لعین آیا اور غصیلے انداز میں کہنے لگا: ''یہاں سے اٹھو اور کہیں اور چلے جاؤ۔'' تو میں نے اس سے کہا: ''اے مردود! یہاں سے دفع ہو جا۔'' شیطان کہنے لگا: ''یا تو تُو شرافت سے اٹھ جا۔ یا پھر تجھے ایسی ٹھوکر ماروں گا کہ تو ہلاک ہو جائے گا۔'' میں نے کہا: ''(اے مردود!) تجھے جو کرنا ہے کر لے، تو میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔'' شیطان نے جب میری یہ بات سنی تو بڑے زور سے مجھے ٹھوکر ماری لیکن مجھے اس کی ٹھوکر ایسے معلوم ہوئی جیسے میرے جسم پر کسی نے گھاس وغیرہ پھینکی ہو یعنی مجھے اس کی ٹھوکر سے بالکل کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

یہ دیکھ کر شیطان کہنے لگا: ''تم مجھے اللہ عزوجل کے ولی معلوم ہوتے ہو،تم کون ہو؟'' میں نے کہا: ''میرا نام ابراہیم خوّاص (علیہ رحمۃ الرزاق) ہے۔'' شیطان نے پوچھا: ''تم نے بالکل ٹھیک کہا، اب میری بات غور سے سنو! کچھ اشیاء حرام ہیں اور کچھ حلال۔ حلال تو وہ چیزیں ہیں جو پہاڑوں وغیرہ میں اُگتی ہیں، یہ مباح ہیں اور وہ چیزیں جو خیانت اور دھوکے سے حاصل کی جائیں، وہ ناجائز ہیں، (پھر شیطان کہنے لگا) مجھے دریا کے کنارے دو ماہی گیر ملے جو مچھلیاں پکڑ رہے تھے۔ اصلاً تو دریا وسمندر وغیرہ کی مچھلیاں مباح وجائز ہیں۔ جو انہیں پکڑ لے وہ اس کی ملکیت میں آجاتی ہیں لیکن وہ دونوں ماہی گیر خائن اور دھوکے باز تھے۔ اے ابراہیم خوّاص (علیہ رحمۃ الرزاق)! ہمیشہ حلال کھاؤ اور حرام اشیاء سے کنارہ کشی اختیار کرو۔''

(اللہ عزوجل ہمیں ہر وقت اپنی حفظ وامان میں رکھے، شیطان کے مکروفریب سے ہماری حفاظت فرمائے اور ہمارے دلوں سے اپنے خوف کے علاوہ سب مخلوق کا خوف نکال دے، اور ہمیں صرف اپنا ہی محتاج رکھے، اللہ عزوجل ہمارے اسلاف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے صدقے ہمیں بھی عبادت وریاضت میں اخلاص کی دولت نصیب فرمائے اور اپنی دائمی رضا عطا فرمائے، حرام اشیاء سے ہمیں محفوظ رکھے اور رزق حلال کمانے اور کھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

حکایت نمبر190: **شفاء دینے والا ہاتھ**

حضرت سیدنا ابو بکر حری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میں تقریباً بیس سال تک ساحلوں، جنگلوں، پہاڑوں اور صحراؤں میں صرف اس لئے گھومتا رہا کہ شاید اللہ عزوجل کے کسی ولی سے ملاقات ہو جائے اور میں اس کی صحبتِ بابرکت سے فیض حاصل کروں، ایک دن اسی مقصد کے تحت میں ایک جنگل میں گیا۔ وہاں مجھے ایک غار نظر آیا۔ میں اس غار میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہاں ایک لُنجا، دو اندھے اور بہت سے کوڑھ کے مریض موجود تھے، میں نے ان سے پوچھا: ''تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو اور اس ویران جنگل میں اس وقت تم کس لئے جمع ہوئے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا: ''ہم اللہ عزوجل کے ایک ولی کا انتظار کر رہے ہیں، جس کی شان یہ ہے کہ وہ جس بیمار پر اپنا مبارک ہاتھ رکھ دیتا ہے اس کی سب بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ آج وہ یہاں آئے گا، ہم اس کے انتظار میں یہاں جمع ہیں۔''

حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، میں نے دل میں کہا: ''ان شاء اللہ عزوجل آج میری مراد پوری ہو جائے گی اور آج میں کسی ولی کامل کی زیارت سے ضرور مشرف ہوں گا۔'' چنانچہ میں بھی ان مریضوں کے ساتھ بیٹھ گیا اور اس ولی کامل کا انتظار کرنے لگا، انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور ایک نہایت کمزور و نحیف شخص اُون کا جُبہ زیبِ تن کئے ہماری طرف آیا، اس نے آتے ہی سلام کیا اور بیٹھ گیا پھر اندھے شخص کو اپنے پاس بلایا۔ اس کی آنکھوں کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ اندھا فوراً انکھیارا ہو گیا۔

پھر اس مردِ صالح نے اپنے دستِ مبارک سے لُنجے شخص کی طرف اشارہ کیا، وہ بھی فوراً درست ہو گیا پھر کوڑھ کے مریضوں کو بلایا اور ان کی طرف بھی اپنا ہاتھ بڑھا کر اشارہ کیا تو سب کے سب کوڑھ پن سے نجات پا گئے اور بالکل تندرست ہو گئے، جب وہاں موجود تمام مریضوں کو اپنے اپنے مرض سے شفا مل گئی تو وہ نیک شخص اٹھا اور جانے لگا۔

حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''جب میں نے اسے جاتے دیکھا تو میں فوراً اٹھا اور ان کا دامن تھام لیا۔'' وہ کہنے لگا: ''اے سری علیہ رحمۃ اللہ القوی! تو میری طرف راغب نہ ہو، بے شک اللہ عزوجل غیور ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں تیرا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے لیکن اس نے تیرا راز پوشیدہ رکھا ہوا ہے۔ اگر تو اسے چھوڑ کر کسی اور کی طرف راغب ہو گا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی بارگاہ میں تیری قدر و منزلت کم ہو جائے۔ بس اس ایک ذات پر کامل بھروسہ رکھ اور اسی کی طرف ہر دم متوجہ رہ۔''

کوہِ لکام کا عارف:

ماقبل میں مذکور حکایت اس طرح بھی منقول ہے: حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں اللہ عزوجل سے چالیس سال تک یہ دعا کرتا رہا کہ وہ مجھے اپنا کوئی کامل ولی دکھا دے، اے کاش! میں اس کے سچے عاشق کی ایک جھلک دیکھ لوں، ایک مرتبہ میں ''لکام'' کی پہاڑیوں میں تھا، وہاں ایک جگہ میں نے بہت سے مریضوں کو جمع دیکھا۔ میں نے ان سے پوچھا: ''تم لوگ یہاں کیوں جمع ہو؟'' انہوں نے کہا: ''مہینے میں ایک مرتبہ یہاں اللہ عزوجل کا ایک نیک بندہ آتا ہے، وہ ہم جیسے مریضوں کے لئے دعا کرتا ہے، اس کی دعا کی برکت سے مریض فوراً تندرست ہو جاتے ہیں، آج اس کے آنے کا دن ہے، بس وہ آنے والا ہی ہوگا، ابھی ہم یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ایک نورانی چہرے والا شخص ہماری طرف آیا، پھر اس نے کچھ پڑھا اور سب مریضوں پر دم کیا۔ فوراً سارے مریض تندرست ہوگئے پھر وہ مردِ صالح وہاں سے اٹھا اور واپس جانے لگا تو میں بھی اس کے پیچھے ہولیا اور عرض کی: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! کچھ دیر کے لئے ٹھہر جاؤ، میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔''

وہ نیک بندہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''اے سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی! اللہ عزوجل کے علاوہ کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو، ہر وقت اسی کی یاد میں مگن رہ، کسی اور کی طرف التفات ہی نہ کر، ورنہ خطرہ ہے کہ کہیں تو اس کی بارگاہ میں غیر مقبول نہ ہو جائے۔ لہٰذا اس کے علاوہ کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو، اتنا کہنے کے بعد اللہ عزوجل کا وہ نیک بندہ جس سمت سے آیا تھا اسی طرف چلا گیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 191:

گمشدہ تھیلی کیسے ملی؟

حضرت سیدنا محمد بن سہل بن عسکر بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں، میں نے مکہ مکرمہ (زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً) میں ایک جگہ دیکھا کہ ایک مغربی شخص خچر پر سوار ہے اور اس کے آگے آگے ایک منادی یہ ندا کر رہا ہے: ''ہماری ایک تھیلی گم ہوگئی ہے اگر کوئی شخص وہ تھیلی ہم تک پہنچا دے تو اسے بطورِ انعام ایک ہزار دینار دیئے جائیں گے۔'' منادی مسلسل یہ اعلان کرتا جا رہا تھا۔

اچانک بوسیدہ لباس پہنے ہوئے ایک معذور شخص آیا، جو بظاہر بہت غریب و مفلس معلوم ہو رہا تھا۔ اس نے مغربی شخص سے کہا: ''تمہاری گمشدہ تھیلی کی کیا علامت ہے؟ اس کی کوئی نشانی بتاؤ؟'' چنانچہ مغربی شخص نے اس تھیلی کی نشانیاں بتانا شروع

کیں اور پھر کہنے لگا: ''اس میں لوگوں کی امانتیں رکھی ہوئی ہیں اور امانت رکھنے والوں کے نام بھی اس تھیلی میں موجود ہیں کہ فلاں کی اتنی رقم امانت ہے اور فلاں کی اتنی۔'' اس معذور شخص نے کہا: ''تم میں سے پڑھنا کون جانتا ہے؟'' حضرت سیدنا ابن عسکر بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے فرمایا: ''میں پڑھنا جانتا ہوں۔'' تو اس معذور شخص نے کہا: ''تم سب میرے ساتھ آؤ۔'' چنانچہ ہم اس کے ساتھ چل دیئے، وہ ہمیں راستے سے ایک طرف ایک وادی میں لے گیا پھر اس نے ایک جگہ سے تھیلی نکالی اور مجھے پکڑا دی پھر اس مغربی شخص سے کہا: ''بتاؤ! اس تھیلی میں کس کس کی کتنی کتنی رقم امانت ہے؟'' مغربی شخص نے بتایا: ''پانچ سو درہم فلاں بن فلاں کے ہیں، سو درہم فلاں کے ہیں۔'' اسی طرح اس نے سب کے نام گنوا دیئے، میں ساتھ ساتھ سب کے نام پڑھتا جا رہا تھا جس طرح مغربی شخص نے بتایا تھا واقعی اسی طرح اتنی ہی مقدار میں رقم تھیلی میں موجود تھی۔

پھر اس معذور شخص نے کہا: ''یہ تھیلی اس مغربی شخص کو دے دو۔'' چنانچہ میں نے وہ تھیلی اس شخص کو دے دی، اس نے اپنی طرف سے ایک ہزار دینار اس معذور شخص کو دیتے ہوئے کہا: ''یہ تمہارا انعام ہے جس کا میں نے وعدہ کیا تھا کہ جو شخص ہماری تھیلی ڈھونڈ کر دے گا اسے ایک ہزار دینار بطورِ انعام دیئے جائیں گے لہٰذا تم اس انعام کے مستحق ہو، لو! یہ ایک ہزار دینار رکھ لو۔'' اس معذور شخص نے کہا: ''میرے نزدیک تمہاری اس تھیلی کی قیمت دو مینگنیوں جتنی بھی نہیں پھر میں تم سے ایک ہزار دینار کیسے لے لوں؟'' جاؤ! مجھے تمہاری رقم کی ضرورت نہیں۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ معذور شخص وہاں سے اٹھا اور ایک جانب چل دیا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(سبحان اللہ عزوجل! اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے دلوں میں دنیاوی مال ومتاع کی کوئی وقعت نہیں ہوتی، ان کی نظروں میں بڑی سے بڑی رقم بھی حقیر ہوتی ہے، انہیں مال ودولت کی حرص نہیں ہوتی بلکہ ان کا مقصد تو رضائے الٰہی عزوجل کا حصول ہوتا ہے، وہ آخرت کے طالب ہوتے ہیں اور اس کی طلب میں دن رات تگ ودو کرتے ہیں۔ انہیں نہ تو دنیا سے سروکار ہوتا ہے اور نہ ہی دنیاداروں سے۔ وہ تو بس اپنے خالق حقیقی عزوجل کی خوشنودی چاہتے ہیں اور ہر کام اسی کی رضا کے لئے کرتے ہیں، اللہ عزوجل ہمیں بھی ان بزرگوں کے صدقے دنیاوی مال ودولت کی حرص سے بچائے اور آخرت کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے، دنیا کی محبت ہمارے دلوں سے مٹا کر اپنی محبت کی نعمت سے ہمیں مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

مرے دل سے دنیا کی الفت مٹا دے

مجھے اپنا عاشق بنا یا الٰہی عزوجل!

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر192:

نورانی بزرگ

حضرت سیدنا ابراہیم بن شیبان علیہ رحمۃ اللہ المنّان فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا ابوعبداللہ مغربی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا:''میں نے بہت عرصہ سے اندھیرا نہیں دیکھا (یعنی انہیں دن کی طرح رات کے وقت بھی ہر طرف روشنی ہی روشنی نظر آتی اور رات میں بھی ہر چیز واضح نظر آتی)

حضرت سیدنا ابراہیم بن شیبان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں:''واقعی! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ فرمان بالکل درست ہے، ہم جب کبھی سخت اندھیری رات میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوتے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے آگے آگے اسی طرح چلتے جیسے دن کے اجالے میں چل رہے ہوں اور ہماری یہ کیفیت ہوتی کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا، جب ہم میں سے کوئی پھسلنے لگتا یا راستے سے ایک طرف ہونے لگتا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے:''سیدھی طرف ہوجاؤ! اِس طرف چلو۔''اس طرح آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہماری رہنمائی کرتے۔

ایک مرتبہ سخت اندھیری رات میں ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ننگے پاؤں اور ننگے سر تھے، ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیچھے پیچھے چلنے لگے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہماری رہنمائی فرماتے رہے، ساری رات سفر جاری رہا، جب صبح ہوئی تو ہماری نظر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مبارک قدموں پر پڑی تو وہ ایسے صاف وشفاف تھے جیسے کجاوے سے اترنے والی دُلہن کے پاؤں صاف وشفاف ہوتے ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مبارک قدموں پر مٹی کا نام ونشان تک نہ تھا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے معتقدین کے درمیان بیٹھ جاتے اور انہیں وعظ ونصیحت فرماتے، میں نے کبھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو لوگوں کے سامنے روتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتنا روئے کہ روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔

ہوا یوں کہ ایک مرتبہ ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ''کوہِ طور''پر گئے، وہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گرد بیٹھ گئے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہمیں وعظ ونصیحت کرتے ہوئے فرمایا:''**انسان اس وقت تک اپنی مراد کو نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ سب سے الگ تھلگ ہو کر اپنے کام میں مشغول نہ ہوجائے۔**''ابھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اتنی ہی بات کی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زور زور سے رونے لگے اور تڑپنے لگے۔ ہم نے دیکھا کہ آس پاس موجود پتھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گفتگو کے بعد ریزہ ریزہ ہوگئے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی طرح روتے رہے اور تڑپتے رہے، بالآخر جب حالت سنبھلی اور ہوش میں آئے تو ایسے خوف زدہ اور غمگین تھے جیسے ابھی قبر سے نکل کر آرہے ہوں۔ پھر کئی دن تک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر خوف طاری رہا اور اس واقعہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت کمزور ہوگئے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر193:

سفید روٹی اور خطرناک اژدہا

حضرت سیدنا ابراہیم ہروی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''موسم گرما کی ایک دوپہر دوران سفر میں نے ایک شخص کو ایک سمت جاتے ہوئے دیکھا، میں بھی اس کے ساتھ ساتھ چل دیا۔ کچھ دور جا کر اس نے راستہ چھوڑ دیا اور ایک وادی کی جانب مڑ گیا، میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا پھر وہ ایک غار میں داخل ہو گیا میں بھی غار میں چلا گیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ میرے سامنے ایک بڑا اژدہا نمودار ہوا۔ میں نے اپنی زندگی میں کبھی اتنا بڑا اژدہا کبھی نہ دیکھا تھا پھر وہ اژدہا غار کے دہانے کے قریب کنڈلی مار کر بیٹھ گیا اور میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے دل میں کہا: ''شاید آج یہ مجھے کھا جائے گا، یہ خیال تو مجھے ضرور آیا لیکن نہ تو میں گھبرایا اور نہ ہی خوف زدہ ہوا۔ کچھ دیر وہ اژدہا مجھے دیکھتا رہا پھر وہ رینگتا ہوا میری طرف بڑھنے لگا۔ میں بھی اپنی جگہ کھڑا رہا جب وہ میرے بالکل قریب آ گیا تو میں نے دیکھا کہ اس کے منہ میں بہت ہی عمدہ قسم کے سفید آٹے کی تر و تازہ روٹی تھی، اس اژدھے نے وہ روٹی میرے قریب رکھی اور فوراً واپس چلا گیا، اور دوبارہ غار کے دھانے پر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا، میں حیران و پریشان کھڑا رہا اور سوچتا رہا کہ اژدہا یہ روٹی کہاں سے لایا ہے؟ پھر میں نے وہ روٹی کھائی اور دوپہر کا وقت گزارنے کے لئے آرام کی غرض سے غار ہی میں رک گیا، جب موسم کچھ ٹھنڈا ہوا اور شام ہونے لگی تو میں اس غار سے نکلا اور چلتا ہوا اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا۔ مجھے دیکھ کر وہ کہنے لگے: ''تم کہاں سے آ رہے ہو اور اب تک کہاں تھے؟'' میں نے وادی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''میں اس وادی سے آ رہا ہوں۔'' پھر انہوں نے پوچھا: ''کیا تم نے بھی وہ چیز دیکھی ہے جو ہم نے دیکھی؟'' میں نے جواباً کہا: ''تم کس چیز کی بات کر رہے ہو، ذرا وضاحت کرو؟'' انہوں نے بتایا: ''آج دوپہر کے وقت ہمارے سامنے ایک بہت بڑا اژدہا آیا، ہمارے بالکل قریب آ کر وہ اپنی دم پر کھڑا ہو گیا اور زور زور سے پھنکارنے لگا۔ ہم خوفزدہ ہو گئے ،ہم میں ایک بزرگ بھی موجود تھے جو بہت دانا اور معاملہ فہم تھے انہوں نے ہم سے فرمایا: ''میرا گمان ہے کہ یہ اژدہا بھوکا ہے، شاید خوراک کی تلاش میں ہم تک آ پہنچا ہے۔'' یہ کہنے کے بعد انہوں نے سفید آٹے کی عمدہ روٹی اس کی طرف پھینک دی ۔اژدھے نے وہ روٹی اپنے منہ میں لی اور وہاں سے چلا گیا۔ میں نے کہا: ''وہ سفید آٹے کی روٹی میں نے ہی کھائی ہے پھر میں نے انہیں سارا واقعہ سنایا۔''

(اللہ عزوجل تمام مخلوق کا رازق ہے، وہ اپنی مخلوق کو جس طرح چاہے ان کے حصے کا رزق عطا فرمائے، وہ ہر چاہے پر قادر ہے۔ چاہے تو موذی جانوروں کے ذریعے اپنے بندوں کو رزق عطا فرما دے جیسا کہ مذکورہ بالا حکایت میں ایک خطرناک اژدھے کے ذریعے حضرت سیدنا ابراہیم ہروی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو ان کے حصے کا رزق عطا فرما دیا گیا۔ بس انسان کو اپنے پاک

پروردگار عزوجل پر کامل یقین ہونا چاہئے ، اللہ عزوجل ہمیں ہمارے اسلاف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے صدقے توکّل کی دولت سے مالا مال فرمائے اور ہمیں رزق حلال کھانے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

؎ غم روزگار میں تو مرے اشک بہہ رہے ہیں　　تیرا غم اگر رلاتا تو کچھ اور بات ہوتی

حکایت نمبر 194:

مصر کا بادشاہ

حضرت سیدنا محمد بن علی مُرادانی قدس سرّہ الربّانی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں (بادشاہِ مصر) ''**احمد بن طولون**'' کی قبر کے پاس سے گزرا تو دیکھا کہ ایک شخص اس کی قبر کے قریب قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے۔

پھر ایسا ہوا کہ اس شخص نے یکدم ''**احمد بن طولون**'' کی قبر پر آنا چھوڑ دیا۔کافی عرصہ بعد میری اس سے ملاقات ہوئی تو میں نے پوچھا: ''کیا تو وہی شخص نہیں جو ''**احمد بن طولون**'' کی قبر کے پاس قرآن پاک پڑھا کرتا تھا؟'' تو وہ کہنے لگا: ''آپ نے بجا فرمایا، میں ہی ابن طولون کی قبر کے پاس قرآن پڑھا کرتا تھا کیونکہ وہ ہمارا حاکم تھا اور عدل وانصاف کے معاملے میں مشہور تھا لہٰذا میں نے اس بات کو پسند کیا کہ اس کے لئے ایصال ثواب کروں ۔ چنانچہ میں نے اس کی قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنا شروع کر دی۔''

حضرت سیدنا محمد بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، میں نے اس شخص سے پوچھا: ''پھر اب تم وہاں تلاوت کیوں نہیں کرتے؟'' وہ شخص کہنے لگا: ''ایک رات میں نے خواب میں ''**احمد بن طولون**'' کو دیکھا، اس نے مجھ سے کہا: ''تم میری قبر پر قرآن کی تلاوت نہ کیا کرو۔'' میں نے کہا: ''آپ مجھے تلاوتِ قران سے کیوں منع کر رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا: ''جب بھی تم قرآن مجید کی کوئی آیت تلاوت کرتے ہو تو مجھے سر پر زوردار ضرب لگائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے: **''کیا تم نے دنیا میں یہ آیت نہ سنی تھی؟''** لہٰذا اس خواب کے بعد میں نے ''**احمد بن طولون**'' کی قبر پر تلاوت کرنا چھوڑ دی۔''

(اللہ عزوجل ہمیں قرآن کریم کے احکام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں قبر وحشر کے عذاب سے محفوظ رکھے، دین ودنیا میں عافیت اور کرم والا معاملہ فرمائے، قرآنِ حکیم کو ہمارے لئے ذریعۂ نجات بنائے اور اس کی برکت سے ہمیں اپنی دائمی رضا عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

حکایت نمبر195:

چڑیا اور چیونٹی کی مثال

حضرت سیدنا محمد بن نعیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم فرماتے ہیں، ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا بشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی بارگاہ میں حاضر ہوا اس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیمار تھے۔ میں نے عرض کی: ''حضور! مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اس فانی دنیا میں چیونٹیوں کی یہ عادت ہے کہ وہ گرمیوں میں اپنے لئے دانے وغیرہ بِلوں میں جمع کر لیتی ہیں تاکہ سردیوں میں انہیں خوراک کے لئے باہر نہ نکلنا پڑے اور آرام سے جمع کی ہوئی خوراک کھاتی رہیں۔ ایک مرتبہ اسی مقصد کے لئے ایک چیونٹی اپنے بل سے نکلی، اس نے دانہ لیا اور دوبارہ بل کی طرف جانے لگی۔ اتنے میں ایک چڑیا آئی اور چیونٹی کو دانے سمیت کھا گئی۔ اب نہ تو وہ چیز باقی رہی جسے وہ چیونٹی جمع کرنا چاہتی تھی اور نہ ہی وہ چیونٹی باقی رہی کہ اپنی جمع کی ہوئی چیز کھالیتی۔

میں نے عرض کی: ''حضور! مزید کچھ نصیحت فرمائیے۔'' آپ نے ارشاد فرمایا: ''تیرا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جس کا مسکن (یعنی رہائش) **قبر** ہو اور گزرگاہ **پل صراط** ہو (جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے بھی زیادہ تیز ہے) اور میدان حشر اس کے ٹھہرنے کی جگہ ہو جہاں اس سے حساب لیا جائے گا۔ اور اللہ عزوجل اس سے حساب لینے والا ہو۔ پھر اس شخص کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ میں حساب و کتاب کے بعد جنت میں جاؤں گا اور مبارک باد کا مستحق ہوں گا یا جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میرا ٹھکانہ ہوگی اور میں وہاں عذاب دیا جاؤں گا۔ ہائے حسرت وافسوس! ایسے بندے کا غم کتنا طویل ہوگا، اور اس کو کیسی کیسی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ہائے! ہائے! اس وقت رونا تو ہوگا لیکن تسلّی دینے والا کوئی نہ ہوگا، اس وقت خوف و دہشت تو طاری ہوگی لیکن کوئی امن دینے والا نہ ہوگا۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھ سے بار بار یہی فرماتے رہے: ''ذرا اپنی حالت پر غور کر! (اس دن تیرا کیا حال ہوگا)، ذرا اپنی قبر کے بارے میں سوچ! اس میں تیرے ساتھ کیا معاملات پیش آئیں گے؟ دنیا داروں سے تعلقات کم کردے، اور کبھی بھی اس بات کو پسند نہ کر کہ لوگ تیری تعریف کریں اور اپنے اعمال پر لوگوں سے اپنی تعریف سننے کی خواہش نہ کر۔ دُنیوی نام ونمود نہ چاہ، عزت والا وہی ہے جو رب عزوجل کے ہاں معزز ہے اور جو اللہ عزوجل کے ہاں ذلیل ہے بظاہر وہ دنیا میں کتنا معزز ہو حقیقتاً وہ ذلیل ہے۔''

(اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں دنیا اور آخرت میں عزت عطا فرما، ہر عمل اپنی رضا کی خاطر کرنے کی توفیق دے، حُبِّ دنیا اور مال و دولت کی حرص سے ہمیں محفوظ رکھ، قبر و حشر، حساب و کتاب، اور برزخ کے تمام معاملات میں ہمارے ساتھ آسانی اور نرمی والا معاملہ فرما۔ یا اللہ عزوجل تُو تو غفار ہے اور ہمارے پلّے کچھ بھی نہیں، اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل تجھے تیرے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا واسطہ ہمیں بے سبب بخش دے، اور ہم پر اپنا خصوصی رحم و کرم فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

بے سبب بخش دے نہ پوچھ عمل ۔۔۔ نام غفار ہے ترا یا ربّ (عزوجل)!

حکایت نمبر196:

مالِ یتیم کی حفاظت

ابوالقاسم عبیداللہ بن سلیمان کہتے ہیں: ''میں موسیٰ بن بُغاء کا کاتب تھا، اس وقت ہم ''رے'' میں تھے اور وہاں کے قاضی حضرت سیدنا احمد بن بدیل کوفی علیہ رحمۃ اللہ القوی تھے۔

احمد بن بُغاء کی اس علاقے میں کچھ زمین تھی، جس میں وہ تعمیراتی کام کروانا چاہتا تھا۔ اسی جگہ سے متصل زمین کا ایک ٹکڑا ایک یتیم بچے کی ملکیت میں تھا، مجھے موسی بن بُغاء نے حکم دیا کہ وہاں جاکر زمین وغیرہ دیکھوں اور مزید زمین خریدنی پڑے تو خریدلوں۔ میں وہاں پہنچا اور زمین کو دیکھا تو یہی بات سمجھ آئی کہ جب تک اس یتیم کی زمین نہ خریدی جائے گی اس وقت تک تعمیراتی کام ٹھیک انداز میں نہ ہوگا۔ چنانچہ میں وہاں کے قاضی حضرت سیدنا احمد بن بذیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس گیا اور عرض کی: ''آپ یتیم بچے کی زمین ہمیں فروخت کردیں۔'' قاضی صاحب نے انکار کرتے ہوئے فرمایا: ''اس یتیم بچے کو اپنی زمین بیچنے کی ابھی کوئی حاجت نہیں اور میں یہ جرأت نہیں کرسکتا کہ زمین بیچ کر اسے زمین سے محروم کردوں۔ ہوسکتا ہے میں زمین کے بدلے قیمت لے لوں اور خدانخواستہ کسی طرح اس کا مال ہلاک ہوجائے تو گویا میں اس کے حق کو ضائع کرنے والا ہوجاؤں گا۔''

میں نے کہا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیں وہ زمین بیچ دیں ہم اس کی دُگنی قیمت ادا کریں گے۔'' قاضی صاحب نے کہا: ''میں دگنی قیمت پر بھی اس کی زمین نہیں بیچوں گا کیونکہ مال تو گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ زیادہ مال کا لالچ مجھے زمین بیچنے کی طرف راغب نہیں کرسکتا۔'' الغرض میں نے قاضی صاحب کو ہر طرح سے راضی کرنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ ان کے سامنے میری ایک نہ چلی۔ ان کی باتوں نے مجھے پریشان کردیا۔ میں نے تنگ آکر کہا: ''قاضی صاحب! آپ ایسا قدم نہ اٹھایئے جس سے آپ کو پریشانی ہو، کیا آپ جانتے نہیں کہ یہ موسیٰ بن بغاء کا معاملہ ہے؟ ذرا سوچ سمجھ کر قدم اٹھایئے، ایسے لوگوں سے ٹکر لینا درست نہیں۔'' قاضی صاحب نے کہا: ''اللہ عزوجل تجھے عزت عطا فرمائے، تو میرے معاملے میں پریشان نہ ہو، بے شک میرا پروردگار عزوجل عزت والا اور بلند وبرتر ہے۔'' قاضی صاحب کی یہ باتیں سن کر میں واپس پلٹ آیا اور اللہ عزوجل سے حیاء کرتے ہوئے میں دوبارہ قاضی صاحب کے پاس نہ گیا۔ جب میں ''موسیٰ بن بغاء'' کے پاس گیا تو اس نے مجھ سے پوچھا: ''تمہیں جس کام کے لئے بھیجا تھا اس کا کیا ہوا؟'' میں نے قاضی صاحب سے ملاقات کا سارا واقعہ بیان کردیا اور جب اسے قاضی صاحب کا یہ جملہ بتایا کہ ''بے شک میرا پروردگار عزوجل بلند وعظیم ہے۔'' تو یہ سنتے ہی موسیٰ بن بغاء رونے لگا اور بار بار اسی جملے کو دہراتا رہا پھر مجھ سے کہا: ''اب تم اس زمین کو رہنے دو اور قاضی صاحب کو تنگ نہ کرو۔ جاؤ! اور اس نیک مرد کے حالات معلوم کرو۔ اگر اسے کوئی حاجت درپیش ہو تو میں اسے پورا کروں گا، ایسے نیک لوگ دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں۔''

میں موسیٰ بن بغاء سے رخصت ہو کر حضرت سیدنا احمد بن بذیل کوفی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس آیا اور کہا: ''قاضی صاحب! مبارک ہو، امیر موسیٰ بن بغاء نے زمین والے معاملے میں آپ کو عافیت بخشی اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ میں نے وہ تمام باتیں جو ہمارے درمیان ہوئی تھیں، تفصیلاً موسیٰ بن بغاء کو بتا دیں۔ اب امیر موسیٰ بن بغاء نے یہ حکم دیا ہے کہ اگر آپ کو کوئی حاجت ہو تو ہمیں بتائیں ہم ضرور پورا کریں گے۔''

قاضی صاحب نے اسے دعائیں دی اور کہا: ''یہ سب اس کا صلہ ہے کہ میں نے ایک یتیم کے مال کی حفاظت کی، میں اس کے بدلے دنیوی مال و دولت کا طلب گار نہیں۔'' پھر میں نے موسیٰ بن بغاء کے حکم سے قاضی صاحب کو ایک لونڈی ہبہ کر دی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 197:

گھر میں قبر

حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں کہ مجھے میرے ایک نیک دوست نے بتایا: ''ہمارے پاس ''واسط'' کا رہنے والا ابو عیاد نامی ایک مردِ صالح ہے، وہ کثرت سے مجاہدے کرتا ہے۔ خوف خدا عزوجل کی عظیم سعادت سے مالا مال ہے، نمک کے ساتھ روٹی کھاتا ہے، ہمیشہ اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتا ہے، وہ روزانہ دو دانق کماتا ہے، ایک دانق سے سحری وافطار کا سامان خرید لیتا ہے اور دوسرا دانق صدقہ کر دیتا ہے۔ اگر آپ اس کے پاس چلیں اور کلام فرمائیں تو وہ اس بات کو پسند کرے گا اور جب آپ اسے دیکھیں گے تو امید ہے کہ اس کی ملاقات سے آپ کو بھی فائدہ ہوگا۔''

میں نے کہا: ''میں اس سے ملاقات کا متمنی ہوں، میں ضرور اس سے ملاقات کروں گا۔'' چنانچہ ہم اس مردِ صالح سے ملاقات کے لئے اس کے گھر پہنچے۔ ہم نے دستک دی تو داخلے کی اجازت مل گئی۔ وہاں مجھے ایک ایسا شخص نظر آیا جسے دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کا دل دنیا سے اُچاٹ ہو گیا ہے۔ وہ تنہائی پسند ہے اور لوگوں سے اسے وحشت ہوتی ہے، وہ خوفزدہ اور سہا سہا لگ رہا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ مسلسل مجاہدات کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہوگئی ہے اور یہ شخص سخت گرمیوں کے دنوں میں روزہ رکھتا اور ساری ساری رات قیام اور سجدوں میں گزار دیتا ہے، اس کے جسم پر ٹاٹ کا لباس تھا۔ وہ بھی صرف اتنا کہ جس سے ستر پوشی ہو سکے۔ اسے دیکھتے ہی مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا۔ میں اسے دیکھ کر خوف محسوس کرنے لگا۔ اس کی حالت ایسی وحشت ناک تھی کہ اس

سے پہلے میں نے کسی کو ایسی حالت میں نہ دیکھا تھا۔ ہم اس کے قریب گئے تو میرے دوست نے میرا تعارف کراتے ہوئے کہا: ''یہ حضرت سیدنا منصور بن عمار (علیہ رحمۃ اللہ الغفار) ہیں، جن سے ملاقات کے آپ متمنی تھے۔'' اتنا سننا تھا کہ وہ جلدی سے اٹھا، مجھ سے مصافحہ کیا اور میرا دایاں ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا: ''مرحبا! مرحبا! اللہ عزوجل آپ کو درازیٔ عمر بالخیر عطا فرمائے، مجھے اور آپ کو دنیا کے غموں سے بچا کر غمِ آخرت کی نعمت عطا فرمائے۔'' وہ مجھے ایک ایسے کمرے میں لے گیا جہاں اس نے قبر کھود رکھی تھی، اور میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''میری دیرینہ خواہش تھی کہ آپ سے ملاقات کروں اور اپنے دل کی سختی سے آپ کو آگاہ کروں، مجھے ایک بہت پرانا زخم ہے، تمام معالجین اس کے علاج سے عاجز آچکے ہیں، اب آپ ہی میرے زخمی دل کا علاج کریں اور جو مناسب سمجھیں وہ مرہم میرے زخم پر رکھیں۔

میں نے کہا: ''اے میرے بھائی! میں آپ کا علاج کس طرح کروں میں تو خود زخمی ہوں اور میرا زخم تمہارے زخم سے کہیں زیادہ ہے۔'' اس نے کہا: ''اگر واقعی ایسا ہے پھر تو میں آپ کا اور زیادہ مشتاق ہوں۔'' میں نے کہا: ''اے میرے بھائی! اگر تو اپنے گھر میں قبر کھود کر اس سے عبرت حاصل کرتا ہے اور اسے دیکھ دیکھ کر اپنے نفس کو مطمئن کر لیتا ہے اور موت سے پہلے ہی کفن خرید کر اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ میں نے آخرت کی تیاری کر لی ہے تو بعض اولیاء کرام ایسے بھی ہیں کہ ان کے سامنے ہر وقت قبر کا ہولناک منظر ہوتا ہے وہ موت سے کبھی غافل نہیں ہوتے۔ وہ ایسے ہیں کہ ان سے زیادہ حدود اللہ کی رعایت کرنے والا تو کسی کو نہ پائے گا۔ ان کے دل اللہ عزوجل کی منع کردہ اشیاء کی طرف رغبت نہیں کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ جس دن جھوٹے لوگ بہت زیادہ خسارے میں رہیں گے۔ ایسے لوگ صرف لوجہ اللہ اعمال کرتے ہیں اور ریاکاری سے بچتے ہیں۔''

میری یہ باتیں سن کر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اپنے گھر میں کھودی ہوئی قبر میں منہ کے بل گر پڑا، انتہائی کرب و تکلیف میں مبتلا شخص کی طرح ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ اس کے گلے سے عجیب وغریب آواز آنے لگی۔ میں نے اِنَّـا لِلّٰہِ وَاِنَّـا اِلَیْـہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور کہا ''اگر میری باتیں سن کر یہ شخص ہلاک ہو گیا تو گویا میں اس کے قتل کا سبب بنوں گا۔'' مجھے اس کے سامنے ایسی نصیحت آموز باتیں نہیں کرنی چاہئے تھیں۔ اسے اسی حال میں چھوڑ کر میں اس گھر سے باہر آیا اور ایک چکی والے کے پاس جا کر سارا واقعہ کہہ سنایا۔ یہ سن کر چکی والے نے مجھے ڈانٹا اور کہا: ''میرے ساتھ چلو تا کہ ہم اس کی کچھ مدد کریں۔'' چنانچہ ہم جلدی سے اس کے گھر پہنچے، وہ اسی طرح تڑپ رہا تھا۔ ہم نے فوراً اسے باہر نکالا۔ اس کی حالت بہت نازک تھی، اس کا جسم متعدد جگہوں سے زخمی ہو چکا تھا۔

ایسا لگ رہا تھا کہ شاید یہ ابھی فوت ہو جائے گا۔ چکی والا مجھے بڑی غضبناک نظروں سے گھور رہا تھا، میں فوراً باہر چلا آیا۔ پھر ظہر کے وقت دوبارہ وہاں گیا تو دیکھا کہ ابھی تک اس کی ایسی ہی حالت ہے۔ مغرب تک میں اس کے پاس رہا، پھر واپس چلا آیا اسے ابھی تک ہوش نہ آیا تھا۔ وہ رات میں نے اتنی پریشانی اور غم کے عالَم میں گزاری کہ اس سے قبل کبھی مجھے اتنی پریشانی نہ ہوئی تھی۔ صبح ہوتے ہی میں اس کے پاس پہنچا تو وہ اپنے گھر کے مشرقی حصے میں بیٹھا تھا۔ اس نے جسم کے زخمی حصوں پر ایک پرانا کپڑا باندھا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا اور آگے بڑھ کر یہ کہتے ہوئے میرا استقبال کیا: ''اے میرے محسن! تمہاری تشریف آوری کا شکریہ، اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے اور اپنی حفظ وامان میں رکھے۔'' وہ مجھے اسی طرح دعائیں دیتا رہا، میں کچھ دیر وہاں بیٹھا اور پھر خوشی خوشی واپس چلا آیا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر198:

دو ولیوں کی ملاقات

حضرت سیدنا شعیب بن حرب علیہ رحمۃ الرب سے منقول ہے: ''ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا سفیان بن سعید ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ہمراہ ''کوفہ'' سے ''مصیصہ'' حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کی زیارت کے لئے گیا۔ ہم نے ''مصیصہ'' پہنچ کر حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں ہونگے۔ ہم جامع مسجد پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مسجد میں لیٹے ہوئے پایا۔ میں نے قریب جا کر آپ کو بیدار کیا اور کہا: ''حضور! اٹھئے اور دیکھئے کہ آپ کے دوست حضرت سیدنا سفیان بن سعید ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی آپ سے ملنے آئے ہیں۔'' اتنا سنتے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک جھٹکے سے اٹھے اور خوش ہوتے ہوئے حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو گلے سے لگایا۔ پھر دونوں دوست بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے۔

میں نے اور حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے تین دن سے کچھ نہ کھایا تھا۔ حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم سے عرض کی: ''اے ابو اسحاق (علیہ رحمۃ اللہ الرزاق)! ہمیں کوئی ایسا عمل بتائیے کہ جس کے ذریعے ہم حلال رزق حاصل کر سکیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''آؤ! ہم کھیتی کاٹنے چلتے ہیں۔'' چنانچہ

ہم ایک شخص کے پاس گئے اور کہا: ''ہم مزدوری کرنا چاہتے ہیں، ہمیں اجرت پر کچھ کام دے دیجئے۔'' اس نے کہا: ''آپ دونوں کھیتی کاٹیں۔''

چنانچہ ہم ایک دن کی دو درہم اجرت پر کھیت کی کٹائی پر اجیر (یعنی مزدور) بن گئے۔ سارا دن انتہائی محنت، لگن اور دیانتداری سے کام کرتے رہے۔ شام کو جب کھیت کے مالک نے ہمارا کام دیکھا تو بڑا خوش ہوا اور کہنے لگا: ''تم لوگوں نے بہت اچھا کام کیا ہے، یہ لو اپنی اُجرت۔'' پھر اس نے دو درہم دیتے ہوئے کہا: ''تم روزانہ مزدوری کے لئے آجایا کرو۔'' پھر ہم وہاں سے چلے آئے۔

حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ایک درہم مجھے دیا اور کہا: ''جاؤ! جو بہتر سمجھو، کھانے کے لئے لے آؤ۔'' چنانچہ میں بازار جا کر کھانا خرید لایا اور ان کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم سے فرمایا: ''کھانا کھایئے۔'' حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے کہا: ''پہلے آپ کھایئے، آپ مجھ سے بڑے ہیں اور علم کے اعتبار سے بھی افضل ہیں۔'' لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی پہلے کھانے سے انکار کرتے ہوئے کہا: ''پہلے آپ کھایئے۔'' کچھ دیر اسی طرح تکرار ہوتی رہی۔ بالآخر حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم سے فرمایا: ''مجھے اس کھانے سے معافی دیجئے، کیا آپ اس بات کی ضمانت دیتے ہیں کہ ہم نے مزدوری بالکل ٹھیک کی ہے اور جو رقم ہمیں ملی ہے اس میں کسی قسم کی ملاوٹ یا شبہ نہیں؟ اگر آپ یہ ضمانت دیتے ہیں تو میں کھالیتا ہوں۔'' حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے عرض کی: ''میں کیسے ضمانت دے سکتا ہوں کہ یہ کھانا شبہ سے پاک ہے؟''

تو حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کہنے لگے: ''پھر مجھے اس کھانے کی کوئی حاجت نہیں۔'' یہ سن کر حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے کہا: ''جس چیز کو آپ نے ترک کر دیا میں اسے کیسے اختیار کرسکتا ہوں، میں بھی یہ کھانا نہیں کھاؤں گا۔'' چنانچہ ہم نے کھانا وہیں چھوڑ دیا اور ایک لقمہ بھی نہ کھایا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر199:

انوکھی ضیافت

حضرت سیدنا ابو سعید خراز علیہ رحمۃ اللہ الوھاب فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں نے اپنے ایک متقی و پرہیز گار دوست کے ساتھ مکہ مکرمہ (زادھا اللّٰہ شرفاً و تعظیماً) میں قیام کیا۔ ہم تین دن وہاں رہے۔ ہم نے ایک فقیر کو دیکھا کہ اپنی جھونپڑی میں رہتا ہے، اس کے پاس صرف ایک ڈول تھا جو ٹاٹ کے رومال سے ڈھکا رہتا۔ وہ فقیر عمدہ آٹے کی سفید روٹی کھاتا تھا۔ ہم حیران تھے کہ نہ جانے یہ روٹی اس کے پاس کہاں سے آتی ہے۔ مسلسل تین دن سے ہم نے کوئی شئے نہ کھائی تھی۔ میں نے دل میں کہا: ''خدا عزوجل کی قسم! آج میں اس فقیر سے کہوں گا کہ آج رات ہم آپ کے ہاں بطور مہمان ٹھہریں گے، چنانچہ میں اس کے پاس گیا اور کہا: ''آج رات ہم آپ کے مہمان ہیں۔'' اس نے کہا: ''خوش آمدید! یہ تو میرے لئے سعادت کی بات ہے۔'' چنانچہ ہم دونوں دوست اس کی جھونپڑی میں آگئے۔ عشاء کے وقت تک میں اسے دیکھتا رہا لیکن اس کے پاس میں نے کوئی شئے ایسی نہ دیکھی جس سے وہ ہماری ضیافت کرتا۔ کچھ دیر بعد اس نے اپنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرا تو اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جو اس نے مجھے پکڑا دی۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ بہترین قسم کے دو درہم تھے۔ چنانچہ ہم نے کھانا خریدا اور کھا کر اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا۔ کچھ دنوں بعد میری اس فقیر سے دوبارہ ملاقات ہوئی۔ میں نے سلام کیا اور پوچھا: ''جس رات ہم آپ کے ہاں ٹھہرے تھے تو میں نے دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں اچانک دو درہم آگئے تھے اور یہ بہت حیران کن بات تھی ہے، میں جاننا چاہتا ہوں کہ یہ کیا راز ہے؟ اگر کسی عملِ صالح کے ذریعے آپ کو یہ کرامت ملی ہے تو وہ عمل مجھے بھی بتائیے؟'' فقیر نے کہا: ''اے ابو سعید! وہ کوئی بڑا عمل نہیں، صرف ایک حرف ہے۔'' میں نے پوچھا: ''وہ کیا ہے؟'' فقیر نے جواب دیا: ''اپنے دل سے دنیا کی محبت نکال دے اور خالق عزوجل کی محبت دل میں بٹھالے ان شاء اللہ عزوجل تیری تمام حاجتیں پوری ہوجائیں گی۔''

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

حکایت نمبر200:

کٹے ہوئے سر سے تلاوتِ قرآن کی آواز آتی

حضرت سیدنا ابراہیم بن اسماعیل بن خلف علیہ رحمۃ الرب فرماتے ہیں، حضرت سیدنا احمد بن نصر حنبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی جلیل القدر عالم تھے، نیکی کی دعوت کی خوب دھومیں مچاتے۔ ''واثق باللہ'' نے انہیں اس لئے اپنے ہاتھوں سے شہید کیا کہ وہ قرآن کو

مخلوق نہ مانتے۔ خلیفہ واثق باللہ نے انہیں شہید کر دیا اور حکم دیا کہ ان کے سر کو بغداد کی گلیوں میں پھرایا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اس کے بعد کچھ عرصہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مبارک سر کو بغداد کی مشرقی جانب اور کچھ عرصہ مغربی جانب لٹکایا گیا اور بقیہ جسم کو ''سُرَّ مَنْ رَاٰی ''میں سولی پر لٹکائے رکھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شہید تو ہو گئے لیکن حق بات سے روگردانی نہ کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہادت کے بعد مجھے خبر ملی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سرِ اقدس سے قرآن کی تلاوت سنائی دیتی ہے۔ یہ خبر ملتے ہی میں وہاں پہنچا جہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سرِ اقدس لٹکایا گیا تھا وہاں بہت سے شہسوار اور پہرے دار نگرانی پر مامور تھے۔ رات کے آخری پہر جب سب سو گئے تو میں نے ان کے سر سے قرآن کریم کی یہ آیت سنی:

الٓمّٓ ، اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۝ (پ۲۰، العنکبوت:۱۔۲)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ کہیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔

یہ سن کر میرا جسم کانپنے لگا۔ چند دن بعد میں نے خواب دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسم پر ریشم کا بہترین لباس اور سر پر تاج تھا۔ میں نے پوچھا: ''مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ (یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا)؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل نے مجھے بخش دیا اور جنت میں داخل فرمایا لیکن میں تین دن تک غمزدہ اور پریشان رہا۔'' میں نے پوچھا: ''آپ پریشان کیوں ہوئے؟'' فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میرے قریب سے گزرے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنا رخِ زیبا مجھ سے پھیر لیا۔'' میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا مجھے حق کی خاطر قتل نہ کیا گیا؟'' حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک تو حق کی خاطر شہید ہوا لیکن تجھے ایک ایسے شخص نے شہید کیا جو میرے اہل بیت سے ہے، میں نے حیاء کی وجہ سے تجھ سے منہ پھیر لیا۔''

احمد بن علی بن ثابت فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا احمد بن نصر حنبلی علیہ الرحمۃ اللہ القوی کا سرِ اقدس بغداد میں اور بقیہ جسم ''سُرَّ مَنْ رَاٰی'' میں چھ سال تک لٹکا رہا۔ چھ سال بعد جسمِ مبارک اور سرِ اقدس کو ایک ساتھ دفن کیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزارِ اقدس بغداد شریف کی مغربی جانب واقع ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر201: **حضرت سیدنا ابراہیم خواص** علیہ رحمۃ اللہ الرزاق **اور یتیم گھرانہ**

حضرت سیدنا معمر بن احمد بن محمد اصبہانی قدس سرہ الربانی نقل فرماتے ہیں، حضرت سیدنا ابراہیم خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق نے ایک دفعہ بیان فرمایا: ''میں ہر روز دریا کے کنارے جاتا اور کھجور کے پتّوں سے ٹوکریاں بناتا پھر وہ ٹوکریاں دریا میں ڈال دیتا۔ نہ جانے کیا بات تھی کہ اس عمل سے مجھے دلی خوشی اور سکون حاصل ہوتا۔ مجھے یہ عمل کرتے ہوئے بہت دن گزر گئے۔ ایک دن میں نے دل میں کہا: ''جو ٹوکریاں میں پانی میں ڈالتا ہوں آج دیکھوں گا کہ آخر وہ کہاں جاتی ہیں۔ چنانچہ میں نے اس دن ٹوکریاں نہ بنائیں اور دریا کے کنارے کئی گھنٹے مسلسل چلتا رہا۔

آخر کار میں دریا کے کنارے ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں ایک بڑھیا بیٹھی رو رہی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا: ''تو کیوں رو رہی ہے؟'' وہ کہنے لگی: ''میرے چھوٹے چھوٹے پانچ یتیم بچے ہیں، ہمیں فقر و فاقہ اور تنگدستی پہنچی تو مَیں رزقِ حلال کی تلاش میں اس دریا کے کنارے پر آگئی۔ میں نے دیکھا کہ کھجور کے پتوں سے بنی ٹوکریاں دریا میں بہتی ہوئی میری جانب آرہی ہیں۔ میں نے انہیں پکڑا اور بیچ کر ان کی قیمت کو اپنے بچوں پر خرچ کر دیا۔ دوسرے اور تیسرے دن بھی اسی طرح ہوا۔ پھر روزانہ ایسے ہی ہوتا رہا اور یوں ہمارے گھر کا خرچ چلتا رہا لیکن آج ابھی تک ٹوکریاں نہیں آئیں، میں ان کے انتظار میں یہاں پریشان بیٹھی ہوں۔''

حضرت سیدنا ابراہیم خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور رب کی بارگاہ میں عرض کرنے لگا: ''اے میرے رحیم کریم پروردگار عزوجل! اگر میں جانتا کہ میری کفالت میں پانچ بچے اور بھی ہیں تو میں زیادہ ٹوکریاں دریا میں ڈالتا۔'' پھر میں نے اس بڑھیا سے کہا: ''محترمہ! آپ پریشان نہ ہوں، آج آپ لوگوں کے لئے کھانے وغیرہ کا بندوبست میں کروں گا۔'' پھر میں اس کے گھر کی طرف چل دیا۔ میں نے دیکھا کہ واقعی بڑھیا غریب عورت ہے۔ چنانچہ میں کئی سال تک اسی طرح اس غریب بڑھیا اور اس کے یتیم بچوں کی پرورش کرتا رہا۔ اللہ عزوجل اس عمل کو قبول فرمائے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

حکایت نمبر202: **ہر حال میں اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے**

حضرت سیدنا خالد بن ہامان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا ابراہیم بن اسحاق حربی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے سنا: ''ہر زمانے کے عقل مندوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو تقدیر پر راضی نہیں وہ اخروی زندگی میں کامیاب نہیں۔''

گویا میری قمیص سب سے زیادہ صاف قمیص اور میری چادر سب سے گندی چادر ہو پھر کبھی میرے دل میں یہ خیال نہیں گزرا کہ یہ دونوں ایک جیسی ہوں اور جب کبھی مجھے بخار ہوا تو اپنی والدہ، بہن، بیوی، اور بیٹی یہاں تک کہ کسی سے بھی اس کی کبھی شکایت نہ کی۔ اچھا آدمی وہی ہے جو اپنے غم کو اپنی ذات تک محدود رکھے اور اپنے اہل وعیال کو مغموم نہ کرے۔

ہم اپنا غم کسی کو بتاتے نہیں ؎
خود جلتے رہتے ہیں کسی کو جلاتے نہیں

مجھے چالیس سال تک دردِ شقیقہ رہا مگر میں نے اس کے متعلق کبھی کسی کو نہ بتایا۔ دس سال میں صرف ایک آنکھ سے دیکھتا رہا کیونکہ دوسری آنکھ کی بینائی ضائع ہو چکی تھی۔ مگر میں نے کبھی کسی کو نہ بتایا۔ تیس سال روزانہ میں صرف دو روٹیاں کھا کر ہی گزارہ کرتا رہا وہ بھی اگر میری ماں یا بہن لے آتیں تو کھالیتا ورنہ اگلی رات تک بھوکا پیاسا رہتا۔ اپنی زندگی کے تیس سال اس طرح گزارے کہ روزانہ صرف ایک روٹی اور چودہ کھجوریں کھاتا۔ اور اگر بالکل ادنیٰ قسم کی کھجور ہوتی تو روزانہ بیس کھجوریں استعمال کرتا۔

ایک مرتبہ میری بیٹی بیمار ہوگئی، میری بیوی ایک مہینہ تک اس کے پاس رہ کر اس کی دیکھ بھال کرتی رہی۔ اس مہینے ہمارا کھانے کا خرچ ایک درہم اور ڈھائی دانق ہوا۔ میں حمام میں گیا اور ان کے لئے دو دانق (یعنی درہم کے چھٹے حصے) کا صابن خریدا۔ لہٰذا پورے رمضان المبارک کے مہینے کا خرچ ایک درہم اور ساڑھے چار دانق ہوا لیکن ہم نے اپنا یہ حال کسی پر ظاہر نہ کیا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

حکایت نمبر203:

علم کے قدر دانوں کا صلہ

حضرت سیدنا ابو حسین بن شمعون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، مجھے احمد بن سلیمان قطیعی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے بتایا: ''ایک مرتبہ میں بہت زیادہ محتاج ہو گیا تو حضرت سیدنا ابراہیم حربی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس اپنی کیفیت بیان کرنے چلا گیا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا: ''اس معاملہ میں تیرا دل تنگ نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ عزوجل غیب سے مدد فرمانے والا ہے۔ ایک مرتبہ میں بھی اتنا محتاج ہو گیا تھا کہ نوبت فاقوں تک پہنچ گئی تھی۔ میری زوجہ نے مجھ سے کہا: ''ہم دونوں تو صبر کرلیں گے مگر ہمارے ان دو بچوں کا کیا بنے گا؟ اپنی کتابوں میں سے کوئی کتاب ہی لے آؤ تاکہ اسے بیچ کر یا کسی کے پاس رہن رکھ کر ہم بچوں کے لئے کھانے کا بندوبست کرلیں۔'' مجھے اپنی دینی کتابوں سے بہت زیادہ محبت تھی اس لئے میں نے کہا: ''ان بچوں کے لئے کوئی چیز ادھار لے لو اور مجھے آج کے دن اور رات کی مہلت دو۔''

میرے گھر کی دہلیز پر ایک کمرہ تھا جس میں میری کتابیں تھیں، میں وہیں بیٹھ کر کتابوں کا مطالعہ اور تحریری کام کرتا تھا۔ اس رات بھی میں اسی کمرے میں تھا کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا: ''کون ہے؟'' اس نے کہا: ''تمہارا پڑوسی ہوں۔'' میں نے کہا: ''اندر آجاؤ۔'' اس نے کہا: ''پہلے چراغ بجھاؤ تب میں داخل ہوں گا۔'' میں نے چراغ پر برتن اوندھا کر دیا اور کہا: ''آجاؤ۔'' وہ اندر آیا اور میرے پاس کوئی شئے چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے چراغ سے برتن ہٹایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت قیمتی رومال ہے جس میں انواع و اقسام کے کھانے اور پانچ سو درہم ہیں۔ میں نے اپنی بیوی کو بلا کر کہا: ''بچوں کو جگاؤ تاکہ وہ کھانا کھالیں۔'' دوسرے دن ہم پر جتنا قرض تھا وہ ان دراہم سے ادا کر دیا۔ پھر خراسان سے حاجیوں کے قافلوں کی آمد کا وقت آگیا لہٰذا اگلی رات میں اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ساربان ساز و سامان لدے دو اونٹ لئے آرہا ہے اور ابراہیم حربی کے گھر کے متعلق پوچھ رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ میرے پاس پہنچا تو میں نے کہا: ''میں ہی ابراہیم حربی ہوں۔'' چنانچہ اس شخص نے اونٹوں سے سامان اتارا اور کہنے لگا: ''یہ دونوں اونٹ خراسان کے ایک شخص نے آپ کے لئے بھیجے ہیں۔'' میں نے پوچھا: ''وہ نیک شخص کون ہے؟'' کہنے لگا: ''اس نے مجھ سے قسم لی تھی کہ میں اس کے متعلق کسی کو نہ بتاؤں لہٰذا میں آپ کو اس کا نام نہیں بتا سکتا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ قابلِ مطالعہ کتب

شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللّٰہ علیہ

(۱) کرنسی نوٹ کے مسائل (کِفلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِمِ فِیْ اَحْکَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاھِمِ) (کل صفحات:199)

(۲) ولایت کا آسان راستہ (تصورِ شیخ) (اَلْیَاقُوْتَۃُ الْوَاسِطَۃُ) (کل صفحات:60)

(۳) ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہید ایمان) (کل صفحات: 74)

(۴) معاشی ترقی کا راز (حاشیہ وتشریح تدبیر فلاح ونجات واصلاح) (کل صفحات:41)

(۵) شریعت وطریقت (مَقَالُ الْعُرَفَاءِ بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَعُلَمَاءِ) (کل صفحات:57)

(۶) ثبوتِ ہلال کے طریقے (طُرُقُ اِثْبَاتِ ھِلَالِ) (کل صفحات:63)

(۷) اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (اِظْھَارُ الْحَقِّ الْجَلِیْ) (کل صفحات:100)

(۸) عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وِشَاحُ الْجِیْدِ فِیْ تَحْلِیْلِ مُعَانَقَۃِ الْعِیْدِ) (کل صفحات:55)

(۹) راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے کے فضائل (رَادُّ الْقَحْطِ وَالْوَبَاءِ بِدَعْوَۃِ الْجِیْرَانِ وَمُوَاسَاۃِ الْفُقَرَاءِ) (کل صفحات:40)

(۱۰) والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (اَلْحُقُوْقُ لِطَرْحِ الْعُقُوْقِ) (کل صفحات:125)

(۱۱) دعاء کے فضائل (اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِاٰدَابِ الدُّعَاءِ مَعَہٗ ذَیْلُ الْمُدَّعَا لِاَحْسَنُ الْوِعَاءِ) (کل صفحات:140)

شائع ہونے والی عربی کتب:

از امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

(۱۲) کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِمِ (کل صفحات:74)۔ (۱۳) تَمْھِیْدُ الْاِیْمَان ۔ (کل صفحات:77)

(۱۴) اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِیْنَۃ (کل صفحات:62)۔ (۱۵) اِقَامَۃُ الْقِیَامَۃِ (کل صفحات:60) (۱۶) اَلْفَضْلُ الْمَوْھِبِیْ (کل صفحات:46)

(۱۷) اَجْلَی الْاِعْلَامِ (کل صفحات:70) (۱۸) اَلزَّمْزَمَۃُ الْقَمَرِیَّۃِ (کل صفحات:93) (۱۹،۲۰،۲۱) جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰی رَدِّالْمُحْتَارِ (المجلد الاول والثانی والثالث) (کل صفحات:570،677،713)

شعبہ اصلاحی کتب

(۲۲) خوفِ خدا عزوجل (کل صفحات:160) (۲۳) انفرادی کوشش (کل صفحات:200)

(۲۴) تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات:33) (۲۵) فکرِ مدینہ (کل صفحات:164)

شعبہ تراجمِ کتب

(٦٦) بیٹے کو نصیحت (اَیُّھَاالْوَلَد) (کل صفحات:64) (٦٧) الدعوۃ الی الفکر (کل صفحات:148)

(٦٨) آنسوؤں کا دریا (بَحْرُ الدُّمُوْعِ) (کل صفحات:301)

(٦٩) نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (قُرَّۃُ الْعُیُوْن) (کل صفحات:136)

(٧٠) عیون الحکایات (مترجم) (کل صفحات:412)

شعبہ درسی کتب

(٧١) تعریفاتِ نحویہ (کل صفحات:45) (٧٢) کتاب العقائد (کل صفحات:64)

(٧٣) نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر (کل صفحات:175) (٧٤) اربعین النوویہ (کل صفحات:121)

(٧٥) نصاب التجوید (کل صفحات:79) (٧٦) گلدستہ عقائدو اعمال (کل صفحات:180)

(٧٧) وقایۃ النحو فی شرح ھدایۃ النحو (٧٨) صرف بہائی مترجم مع حاشیہ صرف بنائی

شعبہ تخریج

(٧٩) عجائب القرآن مع غرائب القرآن (کل صفحات:422) (٨٠) جنتی زیور (کل صفحات:679)

(٨١تا٨٥،٨٦) بہارِ شریعت (پانچ حصے، حصہ١٦) (٨٧) اسلامی زندگی (کل صفحات:170)

(٨٨) آئینۂ قیامت (کل صفحات:108) (٨٩) اُمہات المؤمنین (کل صفحات:59)

(٩٠) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم (کل صفحات:274)

دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مدنی انعامات کا رسالہ پُر کرکے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوت اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے ان شاء اللہ عزوجل اس کی برکت سے پابندِ سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

مآخذ ومراجع

نمبر شمار	کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعہ
1	قرآن مجید	کلام باری تعالیٰ	ضیاء القرآن پبلیشرزلاھور
2	کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان علیہ رحمۃ الرحمٰن المتوفّٰی ۱۳۴۰ھ	ضیاء القرآن پبلیشرز
3	تفسیر قرطبی	امام محمد بن احمد القرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفّٰی ۶۷۱ھ	دار الفکر بیروت
4	الد ر المنثور فی التفسیر بالماثور	امام جلال الدین السیوطی الشافی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ المتوفّٰی ۹۱۱ھ	دارالفکر بیروت
5	المصنف لابن ابی شیبة	امام عبداللہ بن محمد بن ابی شیبۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفّٰی۲۳۵ھ	دار الفکر بیروت
6	مسند احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفّٰی ۲۴۱ھ	دارالفکربیروت
7	الزھدلامام احمدبن حنبل	الامام أبی عبداللہ أحمدبن محمدبن حنبل رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ المتوفّٰی ۲۴۱ھ	دارالغدالجدیدمصر
8	صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہتعالیٰ علیہ المتوفّٰی۲۵۶ھ	دار السلام ریاض
9	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفّٰی ۲۶۱ھ	دار السلام ریاض
10	سنن ابن ماجة	امام محمد بن یزید القزوینی ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰعلیہ المتوفّٰی۲۷۳ھ	دارالسلام ریاض
11	جامع الترمذی	امام محمد بن عیسیٰ الترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفّٰی۲۷۹ھ	دارالسلام ریاض
12	موسوعةالامام ابن أبی الدنیا	الحافظ الامام أبی بکرعبداللہ بن محمدالقرشی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ المتوفّٰی ۲۸۱ھ	المکتبةالعصریةبیروت
13	سنن نسائی	امام احمد بن شعیب النسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفّٰی۳۰۳ھ	دارالسلام ریاض
14	المستد رك علی الصحیحین	امام محمد بن عبد اللہ الحاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفّٰی۴۰۵ھ	دار المعرفة بیروت
15	حلیة الاولیاء	الامام الحافظ ابو نعیم الاصفہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفّٰی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیة بیروت
16	السنن الکبریٰ للبیھقی	الامام احمد بن الحسین البیھقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفّٰی۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیة بیروت
17	شعب الایمان	الامام احمد بن الحسین البیھقی رحمۃ اللہ تعالیٰعلیہ المتوفّٰی۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیة بیروت
18	فردوس الاخبارللدیلمی	الحافظ شھرویہ بن شھر دار بن شھرویہ الد یلمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفّٰی۵۰۹ھ	دار الفکر بیروت
19	کنز العمال	علاء الدین علی المتقی الھندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفّٰی۹۷۵ھ	دارالکتب العلمیة بیروت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جُمعرات مغرِب کی نَماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے، عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سُنّتوں کی تربیت کے لیے سفر اور روزانہ "فکرِ مدینہ" کے ذَرِیعے مَدَنی اِنعامات کا رِسالہ پُر کرکے اپنے یہاں کے ذِمّہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اِس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گُناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کُڑھنے کا ذِہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشِش کرنی ہے۔" اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کے لیے "مَدَنی اِنعامات" پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشِش کے لیے "مَدَنی قافِلوں" میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- کراچی: شہید مسجد، کھارادر۔ فون: 021-32203311
- لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ۔ فون: 042-37311679
- سردارآباد (فیصل آباد): امین پور بازار۔ فون: 041-2632625
- کشمیر: چوک شہیداں، میرپور۔ فون: 058274-37212
- حیدرآباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
- ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑگیٹ۔ فون: 061-4511192
- اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد نزد تحصیل کونسل ہال۔ فون: 044-2550767
- راولپنڈی: فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
- پشاور: فیضانِ مدینہ گلبرگ نمبر 1 النور اسٹریٹ، صدر۔
- خان پور: دُرانی چوک نہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
- نواب شاہ: چکرا بازار نزد MCB۔ فون: 0244-4362145
- سکھر: فیضانِ مدینہ بیراج روڈ۔ فون: 071-5619195
- گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4225653
- گلزارِ طیبہ (سرگودھا) فیضِ مارکیٹ، بالمقابل جامع مسجد سید حامد علی شاہ۔ 048-6007128

مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

فون: 34921389-93/34126999 فیکس: 34125858

Web: www.dawateislami.net / Email:maktaba@dawateislami.net

صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مبارک زندگیوں
کے بعض گوشوں کی جھلک پر مشتمل ایک نادر تالیف

(مترجم)

عُیُونُ الحِکَایَات

(حصہ دُوُم)

مؤلِّف: امام ابوالفَرَج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی

اَلمُتَوَفّٰی ۵۹۷ھ

صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کی مبارک زندگیوں
کے بعض گوشوں کی جھلک پر مشتمل ایک نادر تالیف

(مترجم)

(حصہ دُوُم)

مؤلف

امام ابو الفرَج عبد الرحمٰن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی

المتوفیٰ ۵۹۷ ھ

مترجمین: مدنی علماء (شعبۂ تراجم کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب : عُیُونُ الحِکَایَات (مترجم)

مؤلف : امام ابو الفَرَج عبدالرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی

مترجمین : مدنی علماء (شعبہ تراجمِ کتب)

سن طباعت : صَفَرُ الْمُظَفَّر ۱۴۳۰ھ بمطابق فروری 2009ء

ناشر : مکتبۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، بابُ المدینہ کراچی، پاکستان۔

قیمت :

تصدیق نامہ

تاریخ: ۸ صفر المظفر ۱۴۳۰ھ　　　　حوالہ نمبر: ۱۵۶

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلٰوۃ والسلام علٰی سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب ''عُیُونُ الحِکَایَات'' کے ترجمہ

''عُیُونُ الحِکَایَات (مترجم)''

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل کی جانب سے نظرِ ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے مطالب ومفاہیم کے اعتبار سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیشِ کتب ورسائل (دعوتِ اسلامی)

04 - 02 - 2009

E.mail.ilmia@dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ

مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

''فیضانِ اولیا سے زندگی سنوارو'' کے 23 حُروف کی نسبت سے

اس کتاب کو پڑھنے کی ''23 نیّتیں''

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ سَلَّم: نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۵۹۴۲، ج۶، ص۱۸۵)

دو مَدَنی پھول: ﴿۱﴾ بغیر اچّھی نیت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

﴿۲﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زیادہ، اُتنا ثواب بھی زیادہ۔

(۱) ہر بار حمد و (۲) صلوٰۃ اور (۳) تعوُّذ و (۴) تَسمِیّہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صَفْحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہو جائے گا)۔ (۵) رِضائے الٰہی کے لئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالَعہ کروں گا۔ (۶) حتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضو اور (۷) قبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا۔ (۸) قرآنی آیات اور (۹) اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا۔ (۰۱) جہاں جہاں ''اللّٰہ'' کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور (۱۱) جہاں جہاں ''سرکار'' کا اِسْمِ مبارَک آئے گا وہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ سَلَّم اور (۲۱) جہاں جہاں کسی صحابی یا بزرگ کا نام آئے گا وہاں رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ یا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پڑھوں گا۔ (۳۱) اس کتاب کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے اس کے مؤلف کو ایصالِ ثواب کروں گا۔ (۴۱) (اپنے ذاتی نسخے پر) عِندَ الضرورت خاص خاص مقامات انڈر لائن کروں گا۔ (۵۱) (اپنے ذاتی نسخے کے) ''یادداشت'' والے صَفْحہ پر ضَروری نِکات لکھوں گا۔ (۶۱) اولیا کی صفات کو اپناؤں گا۔ (۷۱) اپنی اصلاح کے لئے اس کتاب کے ذریعے علم حاصل کروں گا۔ (۸۱) دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ (۹۱) اس حدیثِ پاک ''تَھَادَوْا تَحَابُّوْا'' ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔ ﴿مؤطا امام مالک، الحدیث: ۱۷۳۱، ج۲، ص۴۰۷﴾ پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا۔ (۰۲) اس کتاب کے مطالَعہ کا ثواب ساری اُمّت کو ایصال کروں گا۔ (۱۲) اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے روزانہ فکرِ مدینہ کرتے ہوئے مَدَنی انعامات کا رسالہ پر کیا کروں گا اور ہر مدنی (اسلامی) ماہ کی 10 تاریخ تک اپنے یہاں کے ذمہ دار کو جمع کروا دیا کروں گا اور (۲۲) عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سفر کیا کروں گا۔ (۳۲) کتابت وغیرہ میں شَرْعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا (ناشِرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرْف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

المدینة العلمیة

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ

مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سر انجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک **مجلس** ''**المدینة العلمیة**'' بھی ہے جو **دعوتِ اسلامی** کے عُلما و مُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰحضرت (۲) شعبۂ تراجمِ کتب (۳) شعبۂ درسی کُتُب
(۴) شعبۂ اصلاحی کُتُب (۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب (۶) شعبۂ تخریج

''**المدینة العلمیة**'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دین و مِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، حضرتِ علّامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسع سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ''**دعوتِ اسلامی**'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''**المدینة العلمیة**'' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اِخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پہلے اسے پڑھ لیجئے!

شیخ طریقت، امیر اہلسنّت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رَضَوی مدظلہ العالی اپنے رسالے ''گلدستہ عطاریہ'' کے صفحے پر کسی دانا کا قول نقل کرتے ہیں: ''**قَصَصُ الْاَوَّلِیْنَ مَوَاعِظُ الْاٰخِرِیْنَ یعنی اگلوں کے قصے پچھلوں** (یعنی بعد والوں) کے لئے نصیحت ہوتے ہیں۔''

زیرِ نظر کتاب ''**عُیُوْنُ الْحِکَایَات**''، چھٹی سن ہجری کے عظیم محدث ومبلغ، **امام ابوالفرج جمال الدین عبدالرحمٰن ابن جوزی** علیہ رحمۃ اللہ القوی کی تالیف ہے۔ جس میں جگہ بہ جگہ بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کے خوفِ خدا وعشقِ مصطفیٰ، عبادت وریاضت، زہد وورع، شرم وحیا، سخاوت وشجاعت، شوقِ شہادت، صبر واستقامت، باہمی شفقت ومحبت، ادب وتعظیم، اور جذبہ احیائے دین پر مشتمل واقعات وحکایات اپنی خوشبوئیں لٹا رہی ہیں اور اپنے پڑھنے والے کو عمل کی بھرپور دعوت دے رہی ہیں۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! اس مبارک کتاب کے ''حصہ اوّل'' کا ترجمہ بنام ''**عیون الحکایات (مترجم)**'' شوال المکرم ۱۴۲۸ھ، بمطابق اکتوبر 2007ء کو ''**دعوتِ اسلامی**'' کے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی مجلس ''**المدینة العلمیة**'' نے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جسے **علمائے اہلسنّت** کَثَّرَھُمُ اللہ تَعَالٰی، **مبلغین** اور عام اسلامی بھائیوں نے خوب سراہا، خود بھی پڑھا اور دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی مطالعہ کرنے کی بھرپور ترغیب دی۔ اور اب **ربِّ رحیم** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے **محبوب کریم** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی عطاؤں، **اولیائے کرام** رحمہم اللہ تعالیٰ کی عنایتوں اور شیخ طریقت، امیر اہل سنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس عطّار قادری** دامت برکاتہم العالیہ کی پُرخلوص دعاؤں کے نتیجہ میں اس کتاب کا ''حصہ دُوُم'' پیش خدمت ہے۔

ترجمہ کے لئے دارُالکتب العلمیة بیروت کا نسخہ (مطبوعہ ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء) استعمال کیا گیا ہے اور ترجمہ کرتے ہوئے درج ذیل اُمور کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے:

☆......کوشش کی گئی ہے کہ پڑھنے والوں تک وہی کیفیت منتقل کی جائے جو اصل کتاب میں جلوے لٹا رہی ہے۔

☆......اس سلسلے میں بعض مقامات پر تمہیدی جملوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یوں اس کتاب کی حیثیت محض تحت اللفظ ترجمہ کی نہیں، بلکہ ترجمانی کی ہے۔

☆......حکایات وواقعات کی اصل زمین برقرار رکھی گئی ہے۔

☆......عربی عنوانات کو سامنے رکھتے ہوئے مستقل اردو عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔

☆......اس کے علاوہ (مفہومِ حکایت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے) کئی حکایات کے بعد ہلالین (......) میں ترغیبات کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

☆........ ہر حکایت کو علیحدہ ایک مستقل نام دیا گیا ہے۔

☆........ اکثر حکایات کے آخر میں منقش بریکٹ ﴿........﴾ کے اندر دعائیہ کلمات ذکر کئے گئے ہیں۔

☆.... حکایات کے نمبر عربی متن کے اعتبار سے نہیں بلکہ ترجمہ کی ترتیب کے مطابق دیئے گئے ہیں۔

☆...... آیات مقدسہ کا ترجمہ مجدد اعظم، شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے ترجمۂ قرآن ''کنز الایمان'' سے درج کیا گیا ہے۔

☆...... احادیث مبارکہ کی تخریج اصل ماخذ سے کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

☆...... جہاں حضور نبی اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکر خیر یا اسم گرامی آیا ہے، وہاں پیارے پیارے القابات لگائے گئے ہیں۔

☆...... صحابہ کرام اور اولیائے عظام کے ناموں کے ساتھ ''حضرت سیِّدُنا'' کے الفاظ اور دعائیہ کلمات کا اہتمام کیا گیا ہے۔

☆...... ترجمہ میں حتَّی الامکان آسان اور عام فہم الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اور کئی الفاظ پر اعراب لگادیئے گئے ہیں۔

☆.... موقع کی مناسبت سے امام اہل سنت، مجدد دین وملت، شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اور عاشق اعلیٰ حضرت، آفتاب قادریت، مہتاب رضویت، بانی دعوت اسلامی، امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطاؔر قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ اور دیگر علمائے اہلسنّت دامت فیوضہم العالیہ کے اشعار لکھے گئے ہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ ہمیں **''اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش''** کرنے کے لئے **مدنی انعامات** پر عمل اور **مدنی قافلوں** میں سفر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کے تمام مجالس بشمول ''**المدینة العلمیة**'' کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم

شعبہ تراجِم کتب (مجلس المدینة العلمیة)

دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مدنی انعامات کا رسالہ پُر کر کے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوت اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

فہرست

صبح وشام کا انتظار نہ کرو

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَوْ لاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے میرے کندھے پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''دنیا میں ایک اجنبی اور مسافر بن کر رہو۔'' حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''جب تو شام کرے تو آنے والی صبح کا انتظار مت کر، اور جب صبح کرے تو شام کا منتظر نہ رہ، اور حالت صحت میں بیماری کے لئے اور زندگی میں موت کے لئے تیاری کر لے۔'' (صحیح البخاری، الحدیث: ٦٤١٦، ص٥٣٩)

عذر قبول نہ ہوگا

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کا عذر قبول نہیں فرمائے گا جس کی موت کو مؤخر کر دیا حتی کہ اُسے ساٹھ سال تک پہنچا دیا۔'' (مطلب یہ کہ وہ اس عمر میں بھی گناہوں سے باز نہ آیا)

(صحیح البخاری، الحدیث: ٦٤١٩، ص٥٣٩)

حکایت نمبر204: محتاجی کا خوف

حضرتِ سیِّدُ نا ابوالقاسم بن جَبَلِی علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ حضرت سیِّدُ نا ابراہیم حَرْ بی علیہ رحمۃ اللہ القوی اتنے شدید بیمار ہوئے کہ قریبُ المرگ ہوگئے میں ان کے پاس گیا تو فرمایا: ''اے ابوقاسم! میں اور میری بیٹی ایک امرِ عظیم میں مبتلا ہیں۔'' پھر اپنی صاحبزادی سے فرمایا: ''بیٹی! یہ تمہارے چچا ہیں ان کے پاس جاؤ اور گفتگو کرو۔''

اس نے چہرے پر نقاب ڈالا اور میرے قریب آ کر کہا: ''اے میرے چچا! ہم بہت بڑی مصیبت میں مبتلا ہیں، عرصۂ دراز سے ہم خشک روٹی کے ٹکڑے اور نمک کھا کر گزارہ کر رہے ہیں۔ کل خلیفہ مُعْتَضِدُ بِاللّٰہ کی طرف سے میرے والدِ محترم کو ایک ہزار دینار اور ایک قیمتی موتی بھیجا گیا لیکن انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ فلاں، فلاں نے تحائف وغیرہ بھجوائے لیکن انہوں نے وہ بھی قبول نہ کئے۔'' اپنی بیٹی کی یہ بات سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''اے میری بیٹی! کیا تمہیں محتاجی کا خوف ہے؟'' کہا: ''ہاں۔'' فرمایا: ''میرے پاس اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے بارہ ہزار عربی مَخْطُوْطے ہیں۔ میرے مرنے کے بعد روزانہ ایک ورق، ایک درہم کے بدلے بیچ دیا کرنا۔ میری بیٹی! اب بتاؤ کہ جس کے پاس اتنی قیمتی اشیاء موجود ہوں کیا وہ محتاج ہوسکتا ہے؟ ایسا شخص ہرگز مفلس ومحتاج نہیں، لہٰذا تم مفلسی ومحتاجی سے بے خوف ہو جاؤ۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

حکایت نمبر205: بیٹے کی موت کی تمنا

حضرتِ سیِّدُ نا محمد بن خَلَف وَکِیْع علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم حَرْ بی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا گیارہ سالہ اِکلوتا بیٹا حافظِ قرآن، دینی مسائل سے واقف، بہت ہی فرمانبردار اور ذہین تھا۔ اچانک اس کا انتقال ہوگیا۔ میں نے تعزیت کی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میں تو خود اس کی موت کا مُتَمَنِّی (یعنی تمنا کرنے والا) تھا۔'' میں نے کہا: ''آپ صاحبِ علم ہو کر اپنے فرمانبردار اور ذہین بیٹے کے بارے میں ایسی باتیں کر رہے ہیں! حالانکہ وہ تو قرآن وحدیث اور فقہ کا جاننے والا تھا۔''

فرمایا: ''میں نے خواب دیکھا کہ قیامت برپا ہوگئی۔ اور میدانِ مَحشر میں گرمی اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ چھوٹے چھوٹے بچے اپنے ہاتھوں میں پیالے لئے، بڑھ بڑھ کر لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں۔ میں نے ایک بچے سے کہا: ''بیٹا! مجھے بھی پانی پلاؤ۔'' بچے نے میری طرف دیکھ کر کہا: ''تم میرے والد نہیں ہو، (میں تمہیں پانی نہیں پلاسکتا)۔'' میں نے پوچھا: ''تم کون ہو''؟ کہا: ''ہمارا

انتقال چھوٹی عمر میں ہو گیا تھا اور ہم اپنے والدین کو دنیا میں چھوڑ کر یہاں آ گئے۔ اب ان کے انتظار میں ہیں کہ وہ کب ہمارے پاس آتے ہیں؟'' جب وہ آتے ہیں تو ہر بچہ اپنے والدین کو پانی پلاتا ہے۔'' خواب بیان کرنے کے بعد حضرت سیِّدُنا ابراہیم حَرْبی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: ''میں اسی لئے اپنے بیٹے کی موت کا متمنی تھا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 206:

جوانی ہو تو ایسی!

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن مُہَلَّب علیہ رحمۃ اللہ الرَّب فرماتے ہیں: ''دورانِ سفر میں ایک ویران جنگل سے گزرا تو ایک لڑکے کو نماز میں مشغول پایا۔ جب اس نے نماز مکمل کر لی تو میں نے کہا: ''اس ویران جنگل میں تمہارا کوئی مونس و غمخوار بھی ہے؟'' کہا: ''کیوں نہیں! بالکل ہے۔'' میں نے کہا: ''کہاں ہے؟'' کہا: ''میرے دائیں، بائیں، اوپر، نیچے، آگے پیچھے ہر طرف۔''

میں سمجھ گیا کہ یہ لڑکا اہلِ معرفت میں سے ہے۔ میں نے کہا: ''کیا تمہارے پاس زادِ راہ بھی ہے؟'' کہا: ''کیوں نہیں۔'' میں نے کہا: ''تمہارا زادِ راہ کیا ہے؟'' کہا: ''اخلاص، توحید، حضورِ پاک صاحبِ لَوْ لاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی نبوت کا اِقرار، ایمانِ صادق، اور پختہ تَوَکُّل میرا زادِ راہ ہے۔'' میں نے کہا: ''میرے بیٹے! کیا تم میرے ساتھ رہنا پسند کرو گے؟'' کہا: ''جب کسی کو کوئی رفیق مل جائے تو وہ اسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے غافل کر دیتا ہے اور میں کسی بھی ایسے شخص کی رفاقت نہیں چاہتا جس کی وجہ سے لمحہ بھر کے لئے بھی اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے غافل ہو کر عبادت کی اس لذّت سے محروم ہو جاؤں جسے میں اب محسوس کر رہا ہوں۔'' میں نے کہا: ''اس خطرناک ویران جنگل میں اکیلے رہتے ہوئے تمہیں وحشت نہیں ہوتی؟'' کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کی دولت ایسی دولت ہے کہ اس نے مجھ سے ہر وحشت دور کر دی ہے۔ اور اب یہ حال ہے کہ درندوں کے درمیان بھی خوف و وَحشت محسوس نہیں ہوتی۔'' میں نے کہا: ''تم کھاتے کہاں سے ہو؟'' کہا: ''جس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے مجھے ماں کے پیٹ کی تاریکیوں میں رزق دیا، وہی پروردگار عَزَّوَجَلَّ اب بھی مجھے رزق عطا فرماتا ہے۔''

میں نے پوچھا: ''تمہارے کھانے کا انتظام کب اور کس طرح ہوتا ہے؟'' کہا: ''مجھے مقررہ وقت پر کھانا مل جاتا ہے چاہے میں کہیں بھی ہوں، میرا رزق مجھ تک ضرور پہنچتا ہے، میرا مولیٰ عَزَّوَجَلَّ خوب جانتا ہے کہ مجھے کس وقت کس چیز کی حاجت ہے۔ وہ پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ میرے حالات سے بے خبر نہیں، وہ ہر جگہ میرا محافظ و والی ہے۔'' میں نے کہا: ''تمہاری کوئی حاجت

ہے جسے میں پورا کروں؟'' کہا:''ہاں! ایک حاجت ہے اور وہ یہ کہ اگر دوبارہ مجھے دیکھو تو مجھ سے گفتگو نہ کرنا اور نہ ہی میرے بارے میں کسی کو بتانا۔'' میں نے کہا:''جیسے تمہاری مرضی، اس کے علاوہ کوئی اور حاجت ہو تو بتاؤ؟'' کہا:''ہاں! اگر ہو سکے تو دعاؤں میں یاد رکھنا، جب بھی غمگین و پریشان ہو کر دعا کرو تو میرے لئے بھی دعا ضرور کرنا۔''

میں نے کہا:''میرے بیٹے! میں تمہارے لئے کس طرح دعا کروں جبکہ تم مجھ سے افضل ہو کیونکہ خوفِ خدا اور توکل تم میں مجھ سے بہت زیادہ ہے۔'' کہا:''اس طرح نہ کہئے، کیونکہ آپ عمر میں مجھ سے بڑے ہیں، آپ کو دولتِ ایمان مجھ سے پہلے نصیب ہوئی، آپ کی نمازیں اور روزے مجھ سے زیادہ ہونگے۔'' میں نے کہا:''مجھے بھی تم سے کام ہے۔'' اس نے کہا:''بتائیے! کیا کام ہے؟'' میں نے کہا:''میرے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کرو۔'' اس نے یہ دعا کی:''اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو ہر لمحہ گناہوں سے محفوظ رکھے، ایسا غم عطا فرمائے جس میں اس کی رضا پوشیدہ ہو۔ اور اس کے علاوہ کوئی اور غم نہ ہو۔'' میں نے کہا:''اے میرے لختِ جگر! اب دوبارہ ملاقات کب ہوگی؟ میں تجھے کہاں تلاش کروں؟'' کہا:''دنیا میں مجھ سے ملاقات کی امید نہ رکھنا، اور آخرت میں مجھ سے ملنا چاہو تو ہر اس کام سے بچنا جس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے منع فرمایا ہے۔ اور کسی بھی ایسے کام میں اس کی نافرمانی نہ کرنا جس کا اس نے حکم دیا۔ آخرت متقین کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔ اگر وہاں مجھ سے ملنا چاہو تو ان لوگوں میں تلاش کرنا، جو دیدارِ الٰہی کر رہے ہوں میں آپ کو انہیں لوگوں میں ملوں گا۔''

میں نے کہا:''تجھے کیسے معلوم ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں تجھے یہ مرتبہ ملے گا؟'' کہا:''اس لئے کہ میں اس کی حرام کردہ اشیاء سے بغض رکھتا ہوں، ہر گناہ اور ہر اس کام سے بچتا ہوں جس سے بچنے کا اس نے حکم دیا ہے۔ اور میں نے اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے یہ دعا کی ہے کہ مجھے جنت میں اپنے دیدار کی دولتِ لازوال عطا فرمائے۔'' اتنا کہنے کے بعد اس لڑکے نے چیخ مار کر ایک طرف دوڑ لگا دی اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر 207:

دوستی کا تقاضا

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن داؤد علیہ رحمۃ اللہ الودود فرماتے ہیں:''میں نے حضرتِ سیِّدُنا ابوبَکْر فُوطی اور حضرت سیِّدُنا عُمر و بن آدمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا:''ہم دونوں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔

ایک مرتبہ ہم عروس البلاد (بغداد شریف) سے کوفہ کی جانب روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک جگہ دو خونخوار درندے بیٹھے ہوئے تھے۔''

حضرت سیِّدُ نا ابوبَکْر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے ابوعمرو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا: ''اے ابوعمرو! میں عمر میں تجھ سے بڑا ہوں تم میرے پیچھے چلو میں آگے چلتا ہوں تاکہ اگر یہ خونخوار درندے حملہ کریں تو میں ان کی زَد میں آجاؤں اور تم بچ جاؤ۔'' حضرت سیِّدُ نا ابوعمرو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''اگر میں نے ایسا کیا تو میرا ضمیر مجھے کبھی معاف نہیں کرے گا۔ میں ہرگز ایسا نہیں کرسکتا۔ آؤ ہم دونوں ایک ساتھ چلتے ہیں اگر خدانخواستہ کوئی حادثہ پیش آیا تو ہم دونوں کو ہی آئے گا۔'' چنانچہ ہم چلے اور درندوں کے درمیان سے گزر گئے۔ حملہ تو کُجا انہوں نے حرکت تک نہ کی۔''

ابن جَھْضَم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''دوستی کا یہی تقاضا ہے کہ کسی بھی حالت میں دوست کو تکلیف نہ پہنچنے دے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 208: حضرتِ فُضَیْل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الوَہَّاب کی توبہ

حضرتِ سیِّدُ نا علی بن خَشْرَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں: ''مجھے حضرتِ سیِّدُ نا فُضَیْل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الوھاب کے ایک پڑوسی نے بتایا کہ: ''توبہ سے قبل حضرت سیِّدُ نا فُضَیْل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الوھاب اتنے بڑے اور خطرناک ڈاکو تھے کہ پورے پورے قافلے کو اکیلئے ہی لوٹ لیتے۔ ایک مرتبہ ایک قافلہ آپ کے علاقے کے قریب سے گزرا، انہیں وہیں رات ہوگئی۔ آپ ڈاکہ ڈالنے کی نیت سے جب قافلے کے قریب پہنچے تو بعض قافلے والوں کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''تم اس بستی کی طرف نہ جاؤ بلکہ کوئی اور راستہ اختیار کرلو یہاں فُضَیْل نامی ایک خطرناک ڈاکو رہتا ہے۔''

جب قافلے والوں کی یہ آواز سنی تو آپ پر کپکپی طاری ہوگئی اور بلند آواز سے کہا: ''اے لوگو! میں فُضَیْل بن عِیَاض تمہارے سامنے موجود ہوں، جاؤ! بے خوف وخطر گزر جاؤ، تم مجھ سے محفوظ ہو۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم آج کے بعد میں کبھی بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔'' اتنا کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے چلے گئے اور اپنے تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کرکے راہِ حق کے مسافروں میں شامل ہوگئے۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس رات قافلے والوں کی دعوت کی اور فرمایا: ''تم فُضَیْل بن عِیَاض سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھو، پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے جانوروں کے لیے چارہ وغیرہ لینے چلے گئے جب واپس آئے تو کسی کو قرآن

پاک کی یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کرتے ہوئے سنا:

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (پ۲۷،الحدید:۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد کے لئے۔

قرآن کریم کی یہ آیت تاثیر کا تیر بن کر آپ کے سینے میں اتر گئی۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گریہ وزاری شروع کردی اور اپنے کپڑوں پر مٹی ڈالتے ہوئے کہا:''ہاں! کیوں نہیں! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اب وقت آگیا، اب وقت آگیا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی طرح روتے رہے اور پھر اپنے تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کرلی۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 209: پُراَسرار شخص

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن محمد طُوسی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:''میں نے اُمّتِ محمدیہ عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے مشہور ولی حضرت سیِّدُنا ابراہیم آجُرِی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو یہ فرماتے ہوئے سنا:''میرے اُستاذ حضرت سیِّدُنا ابراہیم آجُرِی کبیر علیہ رحمۃ اللہ القدیر نے فرمایا:''سردیوں کے دن تھے، میں مسجد کے دروازے کے قریب بیٹھا ہوا تھا کہ میرے قریب سے ایک شخص گزرا جس نے دو گدڑیاں اوڑھ رکھیں تھیں۔ میرے دل میں یہ بات آئی کہ شاید یہ ان میں سے ہے جو بھیک مانگتے ہیں۔کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتا۔ جب میں سویا تو خواب دیکھا کہ میرے پاس دو فرشتے آئے، مجھے بازو سے پکڑا اور اسی مسجد میں لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ قریب ہی ایک شخص دو گدڑیاں اوڑھے سو رہا ہے۔ جب اس کے چہرے سے گدڑی ہٹائی گئی تو میں حیران رہ گیا کہ یہ وہی شخص ہے جو میرے قریب سے گزرا تھا۔فرشتوں نے مجھ سے کہا:''اس کا گوشت کھاؤ۔''میں نے کہا:''میں نے تو اس کی غیبت نہیں کی۔''کہا:''کیوں نہیں! تیرے نفس نے اس کی غیبت کی اور تو نے اس کو حقیر جانا اور اس سے ناخوش ہوا۔''

حضرت سیِّدُنا ابراہیم آجُرِی کبیر علیہ رحمۃ اللہ القدیر فرماتے ہیں:''پھر میری آنکھ کھل گئی خوف کی وجہ سے مجھ پر لرزہ طاری ہوگیا۔ میں مسلسل تیس (30) دن اسی مسجد کے دروازے پر بیٹھا رہا، صرف فرض نماز کے لئے وہاں سے اٹھتا۔ میں دعا کرتا کہ دوبارہ وہ شخص مجھے نظر آجائے تاکہ اس سے معافی مانگوں۔ایک ماہ بعد وہ پُراَسرار شخص اس حال میں نظر آیا کہ اس کے جسم پر پہلے کی طرح دو گدڑیاں تھیں۔ میں فوراً اس کی طرف لپکا، مجھے دیکھ کر وہ تیز تیز چلنے لگا، میں بھی اس کے پیچھے ہولیا۔ جب مجھے محسوس

ہوا کہ شاید میں اس کے قریب نہ پہنچ سکوں گا اور یہ مجھ سے دور چلا جائے گا تو میں نے کہا:''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! میں تجھ سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔''اس نے کہا:''اے ابراہیم! کیا تم بھی ان لوگوں میں سے ہو جو دل کے ذریعے مومنین کی غیبت کرتے ہیں؟''

حضرت سیِّدُنا ابراہیم کبیر علیہ رحمۃ اللہ القدیر فرماتے ہیں:''اس کی بات سن کر میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب افاقہ ہوا تو وہ شخص میرے سرہانے کھڑا تھا۔''اس نے کہا:''کیا دوبارہ ایسا کرو گے؟''میں نے کہا:''نہیں، اب کبھی بھی ایسا نہیں کروں گا۔'' پھر وہ پُراَسرار شخص میری نظروں سے اوجھل ہو گیا اور دوبارہ کبھی نظر نہ آیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر210: ولی اللہ کی چادر پر آگ اثر نہ کر سکی

حضرت سیِّدُنا ابراہیم آجُرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:''میں ایک یہودی کا مقروض تھا وہ قرض وصول کرنے میرے پاس آیا اور کہا:''مجھے کوئی ایسی کرامت دکھاؤ جس سے میں اسلام کی عظمت جان جاؤں اور مجھ پر یہ بات ظاہر ہو جائے کہ دینِ اسلام، یہودیوں کے دین سے بہتر ہے۔ اگر تم کوئی کرامت دکھا دو تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔''میں نے کہا:''کیا تم واقعی مسلمان ہو جاؤ گے؟''اس نے کہا:''ہاں۔''اسے دینِ اسلام کی طرف راغب ہوتا دیکھ کر میں نے اس کی چادر، اپنی چادر میں لپیٹی اور اینٹوں کے بھٹّے میں ڈال دی۔ پھر میں خود بھٹے میں داخل ہوا اور جلتی ہوئی آگ سے چادریں نکال لایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! میرا ایک بال بھی نہ جلا۔ جب میں نے اس یہودی کے سامنے اپنی چادر کھولی تو وہ بالکل صحیح وسالم تھی اور یہودی کی چادر اندر ہونے کے باوجود جل کر راکھ ہو گئی تھی۔ اسلام کی یہ حقّانیت دیکھ کر وہ یہودی کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔''

یہ حکایت حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم آجُرِی صغیر علیہ رحمۃ اللہ الکبیر کے متعلق ہے۔ ایک بزرگ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم آجُرِی کبیر علیہ رحمۃ اللہ الکبیر بھی تھے جن کا ذکر پچھلی حکایت میں گزرا یہ دونوں اپنے دور کے زبردست ولی اور صاحبِ کرامت بزرگ تھے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر211:

بزرگوں کی نگاہ میں عہدۂ قضا کی حیثیت

حضرتِ سیِّدُ نا حَمَّاد بن سَلَمَہ اور حَمَّاد بن زَید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے روایت ہے کہ'' حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن مُبَارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گندم کی تجارت کیا کرتے تھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے:'' اگر پانچ بزرگ نہ ہوتے تو میں تجارت نہ کرتا۔'' پوچھا گیا کہ وہ پانچ بزرگ کون سے ہیں جن کی خاطر آپ تجارت کرتے ہیں؟'' فرمایا:'' حضرتِ سیِّدُ نا سفیان ثوری، حضرتِ سیِّدُ نا سفیان بن عُیَیْنَہ، حضرتِ سیِّدُ نا فُضَیل بن عِیَاض، حضرتِ سیِّدُ نا محمد بن سمّاک، اور حضرتِ سیِّدُ نا ابن عُلَیَّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تجارت کی غرض سے خُرَاسَان کی طرف جاتے، جو نفع حاصل ہوتا اس سے اہل وعیال کا خرچہ اور حج کے لئے زادِ راہ وغیرہ نکال کر بقیہ ساری رقم ان پانچ دوستوں کی طرف بھجوادیتے۔ ایک سال آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خبر ملی کہ ابن عُلَیَّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عہدۂ قضاء قبول کرلیا ہے۔ اس اطلاع کے بعد آپ نہ تو ابن عُلَیَّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملنے گئے اور نہ ہی انہیں رقم بھجوائی۔ جب ابن عُلَیَّہ کو خبر ملی کہ حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن مُبَارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے شہر میں آئے ہوئے ہیں تو فوراً آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہ تو ان کی طرف دیکھا نہ ہی کلام فرمایا۔ چنانچہ حضرت سیِّدُ نا ابن عُلَیَّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس چلے گئے، اور دوسرے دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک رقعہ لکھا جس کی عبارت کچھ اس طرح تھی:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہمیشہ اپنی اطاعت وفرمانبرداری میں رکھے اور سعادت مندی عطا فرمائے، میں تو آپ کے احسان اور صلہ رحمی کا کب سے منتظر تھا، کل میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا لیکن آپ نے مجھ سے کلام تک نہ فرمایا۔ میں محسوس کر رہا ہوں کہ شاید آپ مجھ سے خَفا ہیں۔ میں آپ کی عنایتوں سے محروم ہو رہا ہوں۔ خدارا! مجھے بتایئے کہ میری کونسی بات آپ کو ناپسند ہے تاکہ میں اپنی اصلاح کروں اور آپ سے معافی مانگوں۔''

جب حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن مُبَارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ابن عُلَیَّہ کا رقعہ ملا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً چند اشعار لکھ کر بھیجے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔

اے دین کو باز بنا کر مساکین کا مال شکار کرنے والے! تو نے فانی دنیا اور اس کی لذتوں کو ایسے حیلے کے ذریعے اپنے لیے جائز قرار دیا جس کی وجہ سے دین چلا گیا۔ تُو تو بے وقوفوں کا علاج کرنے والا تھا لیکن اب خود مجنون ہو گیا۔ کہاں گئیں تیری وہ روایتوں کی لڑیاں جو ابنِ عون اور ابنِ سیرین کے بارے میں تھیں؟ کہاں ہیں تیری وہ روایتیں اور باتیں جو سلاطینِ دنیا کے دروازوں کو چھوڑنے کے بارے میں تھیں؟ اگر تو یہ کہے کہ مجھے تو مجبوراً قاضی بنایا گیا ہے تو یہ باطل ہے۔''

ابن عُلَیَّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ رُقعہ ملا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجلسِ قضاء سے اُٹھ کر ہارون الرشید کے پاس آئے اور کہا: ''اے امیرالمؤمنین! میرے بڑھاپے پر رحم فرمائیں، اب میں عہدۂ قضاء کی ذمہ داری نہیں نبھا سکتا، برائے کرم مجھ سے یہ ذمہ داری واپس لے لیں۔'' خلیفہ ہارون الرشید نے کہا: ''شاید اس دیوانے (حضرت سیّدُ نا عبداللہ بن مُبارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے تجھے اس بات پر اُبھارا ہے اور تیرے دل میں کھلبلی مچادی ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! انہوں نے مجھے بچالیا، انہوں نے مجھے بچالیا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو بھی ہر مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔ آپ مجھے اس عہدے سے بَرطرف کردیں۔'' چنانچہ خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اِسْتِعْفٰی قبول کرلیا۔ جب حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن مُبارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابن عُلَیَّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو وہ رقم بھجوادی جو ہر سال بھجوایا کرتے تھے، ابن عُلَیَّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام اسماعیل بن ابراہیم بن اَسَدِی تھا، آپ بصرہ کے رہنے والے تھے۔

ایک روایت یہ ہے کہ شریک بن عبداللہ نَخَعِیّ علیہ رحمۃ اللہ القوی نے حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن مُبارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مشورہ طلب کیا کہ کیا میں قضاء کا عہدہ قبول کرلوں؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سختی سے منع فرمادیا، جب حضرت سیّدُ نا عبداللہ بن مُبارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے پاس سے واپس چلے گئے تو انہوں نے قاضی کا عہدہ قبول کرلیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خط لکھا کہ مجھے زبردستی قاضی بنایا گیا ہے، شریک بن عبداللہ نَخَعِیّ علیہ رحمۃ اللہ القوی کا یہ خط پڑھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مذکورہ اشعار لکھ کر بھیجے۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر212: دریائے رحمتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا جوش

حضرتِ سیّدُ نا عبدالرحمٰن بن ابراہیم فِھْرِیّ علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ''حضرتِ سیّدُ نا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے مُبارَک زمانہ میں ایک نوجوان گناہوں بھری زندگی گزار رہا تھا۔ اسی بد مستی کے عالم میں اسے سخت بیماری لاحق ہوگئی اور مرگی کے دورے پڑنے لگے۔ جب کمزوری حد سے بڑھنے لگی تو انتہائی رنج وغم کے عالم میں بہت ہی خفیف آواز کے ساتھ اپنے رحیم وکریم پروَرْدْگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس طرح التجا کی:

''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میرے گناہوں سے درگزر فرما، مجھے اس بیماری سے چھٹکارا عطا فرما۔ اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اب میں کبھی بھی گناہ نہ کروں گا۔''

اس کی دعا قبول ہوئی اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے شفا عطا فرمادی۔لیکن صحتیابی کے بعد وہ دوبارہ گناہوں میں منہمک ہوگیا۔اور پہلے سے زیادہ نافرمانی کرنے لگا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے دوبارہ اس پر بیماری مسلط فرمادی۔ وہ پھر گڑگڑانے لگا اور عرض گزار ہوا: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اس مرتبہ مجھے شفا عطا فرمادے اب دوبارہ کوئی گناہ نہ کروں گا۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے پھر تندرستی عطا فرمادی۔لیکن اس کی آنکھوں پر پھر غفلت کا پردہ پڑ گیا اور گناہوں کی طرف مائل ہوکر پہلے سے بھی اور زیادہ نافرمان ہوگیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے پھر بیماری میں مبتلا کردیا۔اس مرتبہ مرض بہت شدید تھا۔اس نے بڑی نقاہت بھری غمگین آواز میں خدائے رحمٰن ورحیم کو پکارا: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میرے گناہوں کو بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے بیماری سے شفا عطا فرما۔ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میں پھر کبھی تیری نافرمانی نہ کروں گا۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کرم کیا اور پھر صحت عطا فرمادی۔تندرست ہوتے ہی وہ پھر گناہوں میں مبتلا ہوا اور بہت زیادہ نافرمان ہوگیا۔ایک مرتبہ اچانک اس کی ملاقات حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری، ایوب سَخْتِیَانِی، مالک بن دینار اور صالح مُرِّی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہوئی۔ جب حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس نوجوان کو گناہوں میں منہمک دیکھا تو فرمایا۔''اے نوجوان! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اس طرح ڈر گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اسے نہیں دیکھ سکتا، تو یہ مت بھول کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔''

یہ سن کر اس نوجوان نے کہا: ''اے ابوسعید! مجھ سے دور رہیے، بے شک میں تو مصیبت وآفت میں ہوں اور دنیا کو خوب ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔'' حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے رُفقا کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! بے شک اس نوجوان کی موت قریب ہے۔موت کے وقت اسے بہت پریشانی ہوگی۔نزع کی سختیاں اسے بہت تنگ کریں گی۔'' اس واقعہ کے کچھ ہی دن بعد حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی رُفقا کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اس گناہ گار نوجوان کا بھائی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا: اے ابوسعید! میں اسی نوجوان کا بھائی ہوں جسے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نصیحت فرمائی تھی۔ میرے بھائی پر موت کے سائے گہرے ہوتے جارہے ہیں، اس پر نزع کی کیفیت طاری ہے اور بڑی مصیبت میں مبتلا ہے۔''

حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنے رُفقا سے فرمایا: ''آؤ! چل کر دیکھتے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے ساتھ کیا معاملہ فرماتا ہے؟'' چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس کے گھر پہنچے۔ دروازے پر دستک دی تو اس کی بوڑھی ماں نے پوچھا: ''کون ہے؟'' فرمایا: ''حسن۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز سن کر بوڑھی ماں نے کہا: ''اے ابوسعید! آپ جیسے نیک شخص کو کیا چیز میرے بیٹے کے پاس کھینچ لائی حالانکہ یہ تو ہمیشہ گناہوں کا مرتکب رہا اور حرام کاموں میں پڑا رہا؟'' فرمایا: ''محترمہ آپ ہمیں اپنے بیٹے کے پاس آنے کی اجازت دیں، بے شک ہمارا پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ گناہوں کو بخشنے والا اور

خطاؤں کو مٹانے والا ہے۔''

بوڑھی ماں نے اپنے بیٹے کو بتایا کہ حضرتِ سیِّدُ نا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی دروازے پر کھڑے ہیں وہ اندر آنا چاہتے ہیں۔ کہا:''اے میری پیاری ماں! حضرتِ سیِّدُ نا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی یا تو میری عیادت کرنے آئے ہیں یا پھر زَجر و تَو بیخ کرنے۔ بہرحال آپ دروازہ کھول دیں۔'' جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اندر تشریف لائے تو دیکھا کہ نوجوان نزع کی سختیوں میں مبتلا ہے۔اس پر نا اُمیدی و رَنج واَلم کے سائے گہرے ہوتے جا رہے ہیں۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''اے نوجوان! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے معافی طلب کر! بے شک وہ رحیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ تیرے گناہوں کو بخش دے گا۔'' نوجوان نے کہا: اے ابوسعید! اب وہ میرے گناہوں کو نہیں بخشے گا۔'' فرمایا:''اے نوجوان! کیا تم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے بخل ثابت کرنا چاہتے ہو؟، وہ پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ تو بہت زیادہ کریم وجوّاد ہے۔اس کی رحمت سے مایوس کیوں ہوتے ہو۔''

کہا:''اے ابوسعید علیہ رحمۃ اللہ المجید! میں نے رحیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی، تو اس نے مجھے بیماری میں مبتلا کر دیا۔ میں نے شِفا طلب کی تو اس نے شفاء عطا فرمائی۔ میں نے پھر نافرمانی کی تو دوبارہ بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ پھر گناہوں سے معافی طلب کی اور صحتیابی کی دعا مانگی۔اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے مجھے شفاء عطا فرما دی۔ میں اسی طرح گناہ کرتا رہا اور وہ معاف کرتا رہا۔اب پانچویں مرتبہ بیمار ہوا ہوں، میں نے اس مرتبہ پھر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کی اور صحتیابی کے لئے عرض گزار ہوا تو اپنے گھر کے کونے سے یہ غیبی آواز سنی:''تیری دعا و مناجات قبول نہیں ہم نے تجھے کئی مرتبہ آزمایا مگر ہر مرتبہ تجھے جھوٹا پایا۔''

نوجوان کی یہ بات سن کر حضرتِ سیِّدُ نا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا:''چلو واپس چلتے ہیں۔'' یہ کہہ کر آپ وہاں سے تشریف لے گئے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جانے کے بعد اس نوجوان نے اپنی والدہ سے کہا:''اے میری ماں! یہ حضرتِ سیِّدُ نا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی تھے شاید یہ میری طرف سے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے نا امید ہو گئے ہیں حالانکہ میرا مولیٰ عَزَّوَجَلَّ تو گناہوں کو بخشنے والا اور خطاؤں سے درگزر فرمانے والا ہے۔وہ اپنے بندوں کی توبہ ضرور قبول فرماتا ہے۔ اے میری پیاری ماں! میری موت کا وقت قریب ہے۔ جب سانس اُکھڑنے لگے اور میرا جسم بے جان ہونے لگے، میری آنکھیں بند ہو جائیں، جسم پیلا پڑ جائے، آواز بند ہو جائے اور میری روح دارُ الفناء سے دارُ البقاء کی طرف پرواز کرنے لگے تو میرا گریبان پکڑ کر مجھے گھسیٹنا، میرا چہرہ خاک آلود کر دینا۔ پھر میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے میرے گناہوں کی معافی طلب کرنا۔ بے شک وہ رحمٰن ورحیم مولیٰ عَزَّوَجَلَّ گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ میں اس کی رحمت سے نا امید نہیں۔ اتنا کہہ کر نوجوان خاموش ہو گیا۔اس کی بوڑھی ماں نے حسبِ وصیت اس کے گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹا، اس کے چہرے پر مٹی ڈالی۔ پھر اپنے ہاتھ آسمان

کی طرف بلند کئے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس طرح فریاد کرنے لگی:

''اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے تیری اُس رحمت کا سوال کرتی ہوں جو تو نے حضرتِ سیِّدُنا یعقوب علٰی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمائی اور ان کے بیٹے کو ان سے ملا دیا۔ اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تجھے اسی رحمت کا واسطہ جو تو نے حضرتِ سیِّدُنا ایوب علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمائی اور ان کی آزمائش کو دور فرما دیا۔ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میرے بیٹے پر بھی رحم فرما۔ اس کے گناہوں سے درگزر فرما کر اسے بھی معاف فرما دے۔''

جب اس نوجوان کا انتقال ہو گیا تو اس کی والدہ نے ہاتفِ غیبی سے یہ آواز سنی ''تیرے بیٹے پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے رحم فرمایا اور اس کے تمام گناہ معاف فرما دیئے'' اسی طرح ایک آواز حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو سنائی دی، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ''اے ابو سعید! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس نوجوان پر رحم فرما کر اس کے گناہوں کو بخش دیا، اب وہ جنتی ہے۔'' چنانچہ حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس نوجوان کے جنازے میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔

؎ رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگدا تیرا ‌ ‌ ‌ ‌ جے اک قطرہ بخشے مینوں کم بن جاوے میرا

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 213: محدث اور ولی کی ملاقات

حضرتِ سیِّدُنا سلیمان بن حَرْب علیہ رحمۃ اللہ الرَّب فرماتے ہیں: ''میں حضرتِ سیِّدُنا بِشْر بن حارِث حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی زیارت کا بہت مشتاق تھا۔ لیکن ابھی تک میری یہ خواہش پوری نہ ہو سکی تھی۔ ایک دن مسجد جاتے ہوئے دیکھا کہ ایک گھنے بالوں والا شخص پرانی سی چادر اوڑھے دیوار کی جانب منہ کئے تھیلے سے سوکھی روٹی کے ٹکڑے نکال کر کھا رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: ''کیا تم خُراسان کے رہنے والے ہو۔'' کہا: ''نہیں، بلکہ بغداد کا رہنے والا ہوں۔'' میں نے کہا: ''تم یہاں کس لئے آئے ہو؟'' کہا: ''آپ سے حدیث سننے آیا ہوں۔'' میں نے کہا: ''تمہارا نام کیا ہے''؟ کہا: ''آپ میرا نام پوچھ کر کیا کریں گے۔'' میں نے کہا: ''میری خواہش ہے کہ تمہارا نام جانوں۔'' کہا: ''میں ابو نصر ہوں۔'' میں نے کہا: ''میں آپ کا نام جاننا چاہتا ہوں کنیت نہیں۔'' کہا: ''میں آپ کو اپنا نام نہیں بتاؤں گا کیونکہ اگر میں نے اپنا نام بتا دیا تو میں آپ سے حدیث نہیں سن سکوں گا۔'' میں نے کہا: ''تم اپنا نام بتا دو، اس کے بعد تم حدیث سننا چاہو تو میں تمہیں ضرور سناؤں گا اور اگر نہ سننا چاہو تو تمہاری مرضی۔'' اس نے کہا:

''میرا نام ''بِشر بن حَارِث حافی ہے۔''

میں نے خوش ہوتے ہوئے کہا: ''شکر ہے اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کا جس نے مجھے جیتے جی آپ سے ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔ میں ان کے قریب بیٹھ کر رونے لگا۔ پھر ہم حدیث کا تکرار کرنے لگے کافی دیر حلقۂ درسِ حدیث جاری رہا۔ میں نے کہا: ''اب جبکہ آپ ہمارے شہر میں آگئے ہیں تو کیا میرے گھر نہیں چلیں گے؟'' فرمایا: ''میرے لیے کوئی مستقل رہائش گاہ نہیں۔ میں مسافر ہوں کسی ایک جگہ نہیں ٹھہر سکتا۔'' یہ سن کر میں رونے لگا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی رو دیئے۔ پھر سلام کیا اور مجھے روتا چھوڑ کر اپنی اگلی منزل کی جانب روانہ ہوگئے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

حکایت نمبر214: مراقبہ کی برکت

حضرتِ سیِّدُنا ابوبکُر دَقَّاق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق سے منقول ہے کہ میں نے حضرتِ سیِّدُنا احمد بن عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا کہ ''ایک مرتبہ میں صحراء میں جارہا تھا کہ اچانک چرواہوں کے دس شکاری کتوں پر میری نظر پڑی۔ مجھے دیکھ کر وہ میری جانب لپکے، جب قریب آئے تو میں نے مراقبہ شروع کردیا (یعنی دل میں خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کا تصور جمایا)۔ اچانک ان کے درمیان سے ایک سفید رنگ کا کتا نکلا اور ان کتوں پر حملہ کر کے مسلسل میرا دفاع کرتا رہا۔ جب میں ان کتوں سے کافی دور ہوگیا تو اس سفید کتے کو دیکھنے کے لئے مڑا مگر وہ کہیں نظر نہ آیا، نہ جانے کہاں غائب ہوگیا۔ میں کتوں سے اس لئے محفوظ رہا کیونکہ میرے ایک استاذ مجھے خوف سے متعلق سکھایا کرتے تھے، ایک دن انہوں نے مجھ سے کہا: ''آج میں تمہیں ایک ایسے خوف کے بارے میں بتاؤں گا جس سے تمام امورِ خیر تمہارے لئے جمع ہوجائیں گے۔'' میں نے پوچھا: ''وہ کیا ہے؟'' فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا خوف دل میں بٹھالینا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

حکایت نمبر215:

نصیحت بھرا جواب

ابوخلیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''بصرہ میں ابوسلیمان ہاشمی نامی ایک بہت بڑا تاجر رہتا تھا۔ جس کی روزانہ کی آمدنی (۸۰) اسی ہزار درہم تھی۔ اس نے علماء کرام سے پوچھا کہ: ''بصرہ'' کی کونسی نیک عورت سے شادی کرنا میرے حق میں بہتر رہے گا۔ علماء کرام نے مشورہ دیتے ہوئے کہا: ''رَابِعَہ عَدَوِیَّۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے شادی کرنا تمہارے حق میں بہت بہتر ثابت ہوگا۔

تاجر نے فوراً حضرتِ سیِّدَتُنا رَابِعَہ عَدَوِیَّۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کو یہ خط بھیجا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم،

اَمَّا بعد: '' (اے رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا!) میری روزانہ کی آمدنی اسّی (80) ہزار درہم ہے۔ اِن شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کچھ ہی دنوں میں ایک لاکھ درہم ہو جائے گی۔ میں آپ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ آپ راضی ہو جائیں تو میں ایک لاکھ درہم بطورِ مہر دینے کو تیار ہوں، شادی کے بعد اتنے درہم مزید دوں گا۔ اگر آپ راضی ہوں تو مجھے اطلاع کر دیں۔

حضرت سیِّدَتُنا رابعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے جب تاجر کا خط پڑھا تو جواب لکھا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم،

اَمَّا بعد: ''بے شک دنیا سے کنارہ کشی بدن اور دل کو تقویت بخشتی ہے۔ اور دنیا کی طرف رغبت، رنج و مَلال کا باعث ہے۔ میرا یہ خط ملتے ہی آخرت کی تیاری میں کوشش شروع کر دو۔ سفرِ آخرت کے لئے زادِ راہ اکٹھا کرنے میں مشغول ہو جاؤ۔ اپنا مال آخرت کے لئے ذخیرہ کرو۔ اپنے لئے خود وصیت کرنے والے بن جاؤ۔ اپنے غیر کو وصی نہ بنانا۔ مسلسل روزے رکھنا۔ اگر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھے تجھ سے دُگنا مال دے دے اور میں اس مال کی وجہ سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے لمحہ بھر بھی غافل ہو جاؤں تو یہ مجھے ہرگز ہرگز پسند نہیں۔ میں اسی حال میں خوش ہوں۔ والسلام۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر216:

ایک لُقمہ صدقہ کرنے کی برکت

حضرتِ سیِّدُنا ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ: ''ایک عورت کھانا کھا رہی تھی اتنے میں سائل نے صدا لگائی: ''مجھے کھانا کھلاؤ، مجھے کھانا کھلاؤ۔'' عورت کے پاس صرف ایک لقمہ بچا تھا جیسے ہی اس نے منہ کھولا سائل نے دوبارہ صدا لگائی۔

ہمدردو نیک عورت نے وہ لقمہ سائل کو کھلا دیا۔ کچھ عرصہ بعد وہی عورت اپنے ننھے منے بچے کے ساتھ کہیں سفر پر جارہی تھی کہ راستے میں ایک شیر اس کا بچہ چھین کرلے گیا۔ ابھی شیر تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اچانک ایک شخص نمودار ہوا اور شیر کی طرف بڑھا، پھر شیر کے دونوں جبڑے پکڑ کے پھاڑ ڈالے اور بچہ اس کے منہ سے نکال کر عورت کے حوالے کرتے ہوئے کہا: ''لقمے کے بدلے لقمہ۔'' یعنی تو نے جو ایک لقمہ سائل کو کھلایا تھا اس کی برکت سے تیرا بچہ شیر کا لقمہ بننے سے بچ گیا۔''

حضرتِ سیِّدُنا عِکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک عورت کے منہ میں لقمہ تھا اتنے میں سائل نے صدا لگائی اس نے وہ لقمہ سائل کو کھلا دیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کے ہاں ایک بچے کی ولادت ہوئی، جب وہ کچھ بڑا ہوا تو اسے بھیڑیا اٹھا کر لے گیا عورت اس بھیڑیئے کے پیچھے بھاگتی ہوئی پکار رہی تھی ''میرا بیٹا، میرا بیٹا'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ بھیڑیئے سے بچہ چھین لو (اور اس کی ماں کے حوالے کردو) اور اس سے کہو کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تم پر سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ لقمہ لقمے کے بدلے ہے۔'' (المجالسة و جواهر العلم، الجزء السادس والعشرون، الحديث ٣٦٢٢، ج٣، ص٢٧٧)

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم }

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر217: وعدہ نبھانے کی انوکھی مثال

اِسحاق بن ابراہیم مَوْصِلی کے والد سے منقول ہے: ''ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید اور جَعْفَر بن یحیٰ بَرْمَکی حج کے لئے روانہ ہوئے، میں بھی ساتھ تھا۔ جب ہم مدینہ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا پہنچے تو جَعْفَر بن یحیٰ نے مجھ سے کہا: ''کیا تم میرے لئے کوئی ایسی لونڈی تلاش کرسکتے ہو جو حسن و جمال اور ذہانت میں بے مثال، نغمہ گنگنانے میں باکمال اور انتہائی باادب ہو۔'' میں نے کہا: ''کوشش کرتا ہوں کہ ایسی لونڈی کہیں مل جائے۔'' چنانچہ، میں ایسی صفات کی حامل لونڈی کی تلاش میں لگ گیا۔ بالآخر مجھے معلوم ہوا کہ فلاں شخص کے پاس ایسی لونڈی مل سکتی ہے۔

میں مطلوبہ شخص کے پاس پہنچا اور اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ اس نے ایک لونڈی مجھے دکھائی تو میں اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ اتنی خوبصورت و باادب لونڈی میں نے آج تک نہ دیکھی تھی۔ اس کے چہرے کی چمک دمک آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔ جب اس نے نغمہ گنگنایا تو آواز بڑی دلکش و سریلی تھی۔ مجھے وہ بہت پسند آئی میں نے اس کے مالک سے کہا: ''بتاؤ! اس کی کیا

قیمت لوگے؟'' مالک نے کہا:'' میں ایک دام بتاؤں گا اور اس سے ایک پیسہ بھی کم نہ کروں گا۔'' میں نے کہا:'' بتاؤ۔'' کہا: ''چالیس ہزار دینار۔'' میں نے کہا:'' ٹھیک ہے، یہ لونڈی ہماری ہوگئی تم کچھ انتظار کرو میں رقم کا انتظام کرتا ہوں۔'' کہا:'' ٹھیک ہے یہ لونڈی تمہاری ہے، تم رقم لے آؤ۔''

چنانچہ، میں جَعْفَر بن یحییٰ کے پاس آیا اور کہا:'' جیسی لونڈی آپ کو مطلوب تھی وہ مل گئی ہے اس میں وہ تمام صفات بَدرجۂ اتم پائی جاتی ہیں جو آپ نے بتائی تھیں۔ وہ انتہائی حسین وجمیل، سریلی آواز کی مالک، بہترین رنگ وروپ والی اور انتہائی باادب ہے۔ میں سودا طے کر آیا ہوں آپ مزدوروں کو حکم دیں کہ رقم اٹھائیں۔'' مزدوروں نے درہموں کی تھیلیاں اٹھائیں اور میرے ساتھ لونڈی کے مالک کے پاس آگئے، جَعْفَر بن یحییٰ کچھ دیر بعد اکیلا ہی وہاں پہنچا۔ جب لونڈی کے حسن وجمال کو دیکھا بہت متعجب ہوا اور دیکھتا ہی رہ گیا۔ اسے معلوم ہوگیا کہ میں نے اس کے لئے اچھی چیز کا انتخاب کیا ہے۔ لونڈی نے اپنی دلکش وسریلی آواز میں نغمہ گنگنایا تو جَعْفَر بن یحییٰ بہت خوش ہوا اور مجھ سے کہا:'' تمہارا انتخاب ہمیں بہت پسند آیا۔ جلدی سے لونڈی کی قیمت ادا کردو۔''

میں نے مالک سے کہا:'' یہ پورے چالیس (40) ہزار دینار ہیں ہم نے ان کا وزن کرلیا ہے اگر تم چاہو تو دوبارہ وزن کرلو۔'' اس نے کہا:'' ہمیں تم پر بھروسہ ہے۔'' جب لونڈی نے ہماری گفتگو سنی تو اپنے مالک سے کہنے لگی:'' میرے سردار! یہ آپ کیا کررہے ہیں؟ کیا آپ مجھے بیچنا چاہتے ہیں؟'' اس نے کہا:'' تُو تو جانتی ہے کہ ہم کتنی خوشحال زندگی گزار رہے ہیں، ابھی ہمارے حالات بہت اچھے ہیں، لیکن حالات بدلتے دیر نہیں لگتی اگر ہم پر تنگی کے دن آگئے تو کیا بنے گا؟ میں تو کسی کے سامنے کبھی بھی ہاتھ نہیں پھیلا سکتا، لہٰذا حالات کے پیشِ نظر میں نے یہی فیصلہ کیا کہ تجھے کسی ایسے شخص کے ہاتھوں فروخت کردوں جو تجھے ہمیشہ خوش رکھے اور وہاں تیری تمام خواہشات پوری ہوسکیں۔'' لونڈی نے بڑی غمگین آواز میں کہا:'' میرے آقا! خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر آپ کی جگہ میں ہوتی اور میری جگہ آپ ہوتے تو میں تمام دنیا کی دولت کے بدلے بھی آپ کو فروخت نہ کرتی۔ کیا آپ کو اپنا وعدہ یاد نہیں؟ آپ نے ہی تو وعدہ کیا تھا کہ کبھی بھی تجھے بیچ کر تیری رقم نہیں کھاؤں گا۔''

لونڈی کی دردمندانہ گفتگو سن کر مالک کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے، اس نے روتے ہوئے کہا:'' تم سب گواہ ہوجاؤ کہ یہ لونڈی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی خاطر آزاد ہے اب میں اس سے نکاح کرتا ہوں اور میرا گھر اس کا مہر ہے۔'' جب عقدِ نکاح ہوگیا تو جَعْفَر بن یحییٰ نے مجھ سے کہا:'' چلو واپس چلتے ہیں۔'' میں نے مزدوروں کو حکم دیا کہ تمام رقم واپس لے چلو، جَعْفَر بن یحییٰ

نے کہا:''نہیں! خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اب اس رقم سے ایک درہم بھی واپس نہیں جائے گا۔'' پھر لونڈی کے مالک کی طرف متوجہ ہوکر کہا:''یہ تمام رقم تجھے مُبارَک ہو، اس سے اپنی اور اپنی نئی منکوحہ کی ضروریات پوری کرو۔'' یہ کہہ کر جعفر بن یحییٰ نے ہمیں ساتھ لیا اور چالیس ہزار دینار وہیں چھوڑ کر واپس چلا آیا۔

جنّتی محل کی ضمانت

حکایت نمبر218:

حضرتِ سیِّدُنا سَری بن یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ''ایک شخص خُراسان سے بصرہ آیا اور وہیں رہنے لگا۔ اس کے پاس دس ہزار درہم تھے، جب حج کا پُر بہار موسم آیا تو اس خُراسانی نے اپنی زوجہ کے ساتھ حج پر جانے کا ارادہ کیا۔ اب یہ مسئلہ درپیش ہوا کہ یہ دس ہزار درہم کس کے پاس امانت رکھے جائیں؟ لوگوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا:''تم اپنی رقم حبیب ابومحمد عجمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس رکھ دو۔'' چنانچہ وہ حضرتِ سیِّدُنا حبیب عجمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس آیا اور کہا:''حضور! میں اور میری اہلیہ حج کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہمارے پاس دس ہزار درہم ہیں آپ یہ درہم رکھ لیں اور ہمارے لئے بصرہ میں ایک اچھا سا گھر خرید لیں۔'' یہ کہہ کر اس نے ساری رقم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے کی اور اپنی زوجہ کے ہمراہ حج کے لئے روانہ ہوگیا۔ حضرتِ سیِّدُنا حبیب عجمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ اگر ہم ان دس ہزار درہم کا آٹا خرید لیں اور فقیروں پر صدقہ کردیں تو کیسا رہے گا؟ لوگوں نے کہا:''حضور! یہ رقم تو اس شخص نے آپ کے پاس اس لئے رکھوائی تھی کہ آپ کوئی مکان اس کے لئے خرید لیں۔'' ارشاد فرمایا:''میں یہ تمام رقم صدقہ کرکے اس شخص کے لئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے جنت میں گھر خریدوں گا، اگر وہ اس گھر پر راضی ہوا تو ٹھیک، ورنہ ہم اس کی رقم واپس کردیں گے۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آٹا اور روٹیاں منگوا کر فقراء و مساکین میں تقسیم فرمادیں۔''

جب وہ خُراسانی، حج کرکے واپس بصرہ آیا تو حضرتِ سیِّدُنا حبیب عجمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس حاضر ہوکر عرض کی: ''اے ابومحمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! میں نے دس ہزار درہم آپ کے پاس رکھوائے تھے کہ آپ میرے لیے مکان خرید لیں اگر آپ نے مکان نہیں خریدا تو میری رقم مجھے واپس کردیں تاکہ میں خود کوئی مکان خرید لوں۔'' حضرتِ سیِّدُنا حبیب عجمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: ''اے میرے بھائی! میں نے تیرے لئے ایسا شاندار گھر خریدا ہے جس میں بہت عمدہ محل، نہریں، میوے اور پھل دار درخت ہیں۔'' یہ سن کر وہ خُراسانی اپنی زوجہ کے پاس گیا اور کہا:''حضرتِ سیِّدُنا حبیب عجمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ہمارے لئے ہمارے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے جنت میں ایک گھر خرید لیا ہے۔'' اس کی زوجہ نے کہا:''ٹھیک ہے یہ تو بہت اچھا ہوا۔ میں امید رکھتی ہوں کہ **اللہ**

عَزَّوَجَلَّ حبیب عجمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے عہد کو پورا فرمائے گا۔ لیکن کیا معلوم کہ ہم ان سے پہلے ہی سفر آخرت کی طرف روانہ ہو جائیں، تم ایسا کرو حبیب عجمی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے ایک رقعہ لکھوا لو کہ وہ ہمیں جنت میں ایک گھر دلوانے کے ضامن ہیں۔''

چنانچہ وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا اور کہا: ''اے ابو محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! آپ نے جو گھر ہمارے لئے خریدا ہے وہ ہمیں قبول ہے، آپ ہمارے لئے رقعہ لکھ دیں کہ آپ جنت میں گھر دِلوانے کے ضامن ہیں۔'' فرمایا: ''ٹھیک ہے میں رقعہ لکھ دیتا ہوں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرح رقعہ لکھا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

''یہ ضمانت نامہ ہے اس بات کا کہ حبیب ابو محمد نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے فلاں خُراسانی شخص کے لئے دس ہزار درہم کے عوض جنت میں ایک ایسا گھر خریدا ہے جس میں محلات، نہریں اور پھلدار درخت ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذمہ کرم پر ہے کہ فلاں شخص کو ایسی صفات سے متصف گھر دے کر حبیب عجمی کو اس کے عہد سے بری کر دے۔''

خُراسانی وہ رقعہ لے کر خوشی خوشی اپنے گھر آ گیا۔ ابھی اس واقعہ کو چالیس (40) دن ہی ہوئے تھے کہ وہ بیمار ہو گیا۔ اس نے اپنی زوجہ کو وصیت کی ''جب مجھے غسل دے کر کفن پہنایا جائے تو یہ رقعہ میرے کفن میں رکھوا دینا۔'' حسبِ وصیت رقعہ اس کے کفن میں رکھ دیا گیا۔ دفن کے بعد لوگوں کو اس کی قبر پر ایک پرچہ ملا جس پر لکھا تھا:

''یہ حبیب عجمی کے لئے اس گھر کا براءت نامہ ہے جسے اس نے فلاں شخص کے لئے خریدا تھا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے خُراسانی کو ایسا گھر دے دیا ہے جس کا حبیب عجمی نے عہد کیا تھا۔''

لوگ یہ پرچہ لے کر حضرتِ سیِّدُنا حبیب عجمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ رقعہ پڑھ کر رونے لگے پھر اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور فرمایا: ''یہ میرے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے میرے لئے براءت نامہ ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 219:

لاکھ درہم کے بدلے جنتی محل

حضرتِ سیِّدُنا جعفر بن سلیمان علیہ رحمۃ اللہ المنّان فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں حضرتِ سیِّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کے ساتھ جا رہا تھا۔ ایک جگہ ایک عظیم الشان محل کی تعمیر جاری تھی۔ ایک حسین وجمیل نوجوان مزدوروں، معماروں کو تعمیر سے متعلق

حکم دے رہا تھا۔ حضرتِ سیِّدُ نا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے مجھ سے فرمایا: ''اے جَعْفَر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! دیکھو تو سہی! یہ نوجوان اس محل کی تعمیر میں کتنی دلچسپی لے رہا ہے۔ میں اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے دعا کروں گا کہ وہ اسے دنیوی محبت سے چھٹکارا عطا فرمائے۔ مجھے امید ہے کہ میرا مولیٰ عَزَّوَجَلَّ اس نوجوان کو جنتی نوجوانوں کی صف میں شامل فرمائے گا۔ آؤ! ہم اسے نیکی کی دعوت دیتے ہیں۔''

ہم نوجوان کے پاس آئے اور سلام کیا۔ اس نے بیٹھے بیٹھے ہی سلام کا جواب دیا وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کے سامنے ایک ولی کامل کھڑا ہے۔ جب لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرتِ سیِّدُ نا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار ہیں تو وہ فوراً کھڑا ہوا اور بڑے مؤدِّبانہ انداز میں عرض گزار ہوا: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مجھ سے کوئی کام ہے؟'' فرمایا: ''اے نوجوان! تیرا اس محل کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ کرنے کا ارادہ ہے؟'' کہا: ''ایک لاکھ درہم۔'' فرمایا: ''کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ تم ایک لاکھ درہم مجھے دے دو میں یہ تمام رقم اس کے حق داروں، یتیموں اور مساکین میں تقسیم کر دوں اور اس کے بدلے ایک ایسے محل کا ضامن بن جاؤں جس میں بہترین خدمت گزار، سرخ یاقوت کے قُبّے اور عمدہ قمقمے ہونگے، وہاں کی مٹی زعفران کی اور فرش مُشک کا ہوگا، وہ محل تیرے اس محل سے بہت زیادہ وسیع و عالی ہوگا، اس کے درودِیوار میلے نہ ہونگے، اسے معماروں اور مزدوروں نے نہیں بنایا بلکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حکم فرمایا اور وہ محل بن گیا۔ بتاؤ تمہیں یہ سودا منظور ہے؟''

نوجوان نے کہا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک رات کی مہلت دے دیں، کل صبح میں آپ کو بتاؤں گا کہ میں نے کیا فیصلہ کیا۔'' حضرتِ سیِّدُ نا جَعْفَر بن سلیمان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں کہ: ''وہ رات حضرتِ سیِّدُ نا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے بڑی بے چینی کے عالم میں گزاری، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ساری رات اسی نوجوان کے بارے میں سوچتے رہے، تہجد کے وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس نوجوان کے لئے خوب دعا کی۔ فجر کی نماز کے بعد ہم دوبارہ اس کے پاس گئے۔ وہ ہمارا منتظر تھا جیسے ہی اس کی نظر حضرتِ سیِّدُ نا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار پر پڑی وہ انتہائی خوشی کے عالم میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف لپکا اور بڑی گرم جوشی سے ملاقات کی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے نوجوان! تو نے کیا فیصلہ کیا؟ اس نے ایک لاکھ درہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے کہا: ''مجھے جنتی محل کا سودا منظور ہے، آپ مجھے ضمانت نامہ لکھ دیجئے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قلم، دوات منگوا کر ایک کاغذ پر یہ الفاظ لکھے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

''یہ ضمانت نامہ اس بات کا ہے کہ مالک بن دینار نے فلاں بن فلاں سے یہ اقرار کیا کہ ''بے شک میں اس بات کا ضامن ہوں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے اس محل کے بدلے ایک ایسا محل عطا فرمائے گا جو اس سے بدر جہا بہتر ہوگا۔ اور اس کی یہ، یہ صفات

ہونگی۔ میں نے **اللہ** تبارک وتعالیٰ سے تیرے لئے اس مال کے ذریعے جنت میں ایک ایسا محل خریدا ہے جو عرش کے قریب ہے۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ کاغذ نوجوان کو دیا۔ اور شام سے پہلے پہلے تمام مال فقرا و مساکین میں تقسیم فرما دیا۔ اس واقعہ کے چالیس دن بعد آپ کو مسجد کی محراب میں ایک پرچہ ملا، دیکھا تو بڑے حیران ہوئے کیونکہ یہ وہی پرچہ تھا جو اس نوجوان کو لکھ کر دیا تھا۔ اس کی دوسری طرف بغیر روشنائی کے یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے:

''یہ براءت نامہ، خدائے بزرگ و برتر کی جانب سے مالک بن دینار کے لئے ہے۔ بے شک ہم نے اس نوجوان کو وہ تمام چیزیں دے دیں ہیں جن کا مالک بن دینار نے اس سے اقرار کیا تھا بلکہ ہم نے اس سے ستر گنا زیادہ دیا۔'' ہم وہ رقعہ لے کر اس نوجوان کے گھر گئے تو وہاں سے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لوگوں سے نوجوان کے بارے میں پوچھا تو پتا چلا کہ کل اس نوجوان کا انتقال ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی موت کی خبر سن کر بہت غمگین ہوئے پھر غسّال کو بلا کر پوچھا: کیا تو نے اس نوجوان کو غسل دیا؟'' کہا: ''ہاں۔'' فرمایا: ''نوجوان کی موت کا پورا واقعہ بیان کرو۔''

کہا: ''مرنے سے پہلے اس نوجوان نے مجھ سے کہا تھا کہ جب میں مرجاؤں اور غسل کے بعد مجھے کفن دینے لگیں تو یہ پرچہ میرے بدن اور کفن کے درمیان رکھ دینا، میں کل بروزِ قیامت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے وہ چیز طلب کروں گا جس کی ضمانت حضرتِ سیِّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے مجھے دی تھی۔'' میں نے حسبِ وصیت پرچہ اس کے کفن میں رکھ دیا، غسّال کی یہ بات سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پرچہ نکالا اور غسّال کو دکھایا، وہ پکار اٹھا: ''یہ وہی پرچہ ہے، قسم ہے اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں نے خود اپنے ہاتھوں سے یہ پرچہ اس نوجوان کے کفن میں رکھا تھا۔''

یہ سن کر حضرتِ سیِّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار زار و قطار رونے لگے۔ لوگ بھی رونے لگے۔ اتنے میں ایک نوجوان کھڑا ہوا اور کہا: ''اے مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار! آپ مجھ سے دو لاکھ درہم لے لیں اور اس نوجوان کی طرح مجھے بھی ضمانت نامہ لکھ دیں۔'' فرمایا: ''افسوس! اب وہ وقت گزر چکا، اب جو ہونا تھا وہ ہو گیا، **اللہ** ربُّ العزت جس طرح چاہتا ہے اپنی مخلوق میں فیصلہ فرماتا ہے۔''

حضرتِ سیِّدُنا جعفر بن سلیمان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں کہ ''حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کو جب بھی اس نوجوان کا واقعہ یاد آتا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زار و قطار رونے لگتے اور اس کے لئے دعا فرماتے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! **اللہ** و رسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خوشنودی، جنت کی دائمی نعمتوں کے حصول اور باکردار مسلمان بننے کے لئے ''**دعوتِ اسلامی**'' کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ سے ''**مدنی انعامات**'' نامی رسالہ حاصل کر کے اس کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کیجئے۔ اور اپنے اپنے شہروں میں ہونے والے دعوت اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے

اجتماع میں پابندئ وقت کے ساتھ شرکت فرما کر خوب خوب سنتوں کی بہاریں لُوٹئے۔ دعوت اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے لیے بے شمار مدنی قافلے شہر بہ شہر، گاؤں بہ گاؤں سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی سنتوں بھرا سفر اختیار فرما کر اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کریں۔ان شاء اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ اپنی زندگی میں حیرت انگیز طور پر مدنی انقلاب برپا ہوتا دیکھیں گے۔)

؎ اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں اے دعوتِ اسلامی تیری دھوم مچی ہو !

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 220: کم سِن بچوں میں بھی اولیاء اللہ ہوتے ہیں

حضرتِ سیِّدُ نا ابو عبداللہ احمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ''ایک مرتبہ میں حضرتِ سیِّدُ نا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس بیٹھا تھا۔ایک شخص آیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا:''اے ابو محفوظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! آج ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے بتاؤ کیا واقعہ پیش آیا؟''اس نے اپنا واقعہ کچھ اس طرح بیان کیا:

''میرے گھر والوں نے مجھ سے مچھلی کھانے کی فرمائش کی۔ میں نے بازار جا کر مچھلی خریدی اور اسے گھر پہنچانے کے لئے ایک کمسن مزدور بلایا، اس نے مچھلی اٹھائی اور میرے پیچھے پیچھے چل دیا۔راستے میں اذان کی آواز سنائی دی اس مزدور لڑکے نے کہا:''چچا جان! اذان ہو رہی ہے کیا ہم نماز نہ پڑھ لیں؟''اس کی یہ بات سن کر مجھے ایسا لگا جیسے وہ نوعمر لڑکا مجھے خوابِ غفلت سے بیدار کر رہا ہے۔میں نے کہا:''کیوں نہیں! آؤ پہلے نماز پڑھ لیتے ہیں۔''

اس نے مچھلی وضو خانے پر رکھی اور مسجد میں داخل ہو گیا۔ہم نے باجماعت نماز ادا کی اور گھر کی طرف چل دیئے۔گھر پہنچ کر میں نے گھر والوں کو اس نیک کمسن مزدور کے بارے میں بتایا تو وہ کہنے لگے:''اس سے کہو آج دو پہر کا کھانا ہمارے ساتھ کھالے۔''میں نے اسے دعوت دی تو اس نے کہا کہ:''میرا روزہ ہے۔''میں نے کہا:''افطاری ہمارے ساتھ کر لینا۔'' کہا:''ٹھیک ہے، آپ مجھے مسجد کا راستہ بتا دیں۔'' میں نے اسے مسجد پہنچا دیا وہ مغرب تک مسجد ہی میں رہا۔نماز کے بعد میں نے کہا:''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحم فرمائے، آؤ گھر چلتے ہیں۔اس نے کہا:''کیا ہم عشاء کی نماز پڑھ کر نہ چلیں؟'' میں نے اپنے دل میں کہا:''اس کی بات مان لینے ہی میں بھلائی ہے۔''

چنانچہ مَیں مسجد میں رُک گیا، نمازِ عشاء کے بعد ہم گھر آئے۔ ہمارے گھر میں تین کمرے تھے ایک میں، مَیں اور میری زوجہ رہتے تھے۔دوسرے کمرے میں ایک پیدائشی معذور لڑکی رہتی تھی جو چلنے پھرنے سے بالکل عاجز تھی اور اسی حالت میں بیس سال گزر چکے تھے۔تیسرا کمرہ مہمانوں کے لئے تھا، ہم سب نے کھانا کھایا اور اپنے اپنے کمروں میں سو گئے نوعمر نیک لڑکے کو ہم نے مہمانوں

والے کمرے میں سلادیا۔رات کے آخری پہر دروازے پر کسی نے دستک دی، میں نے کہا:''کون ہے؟''اس نے اپنا نام بتا کر کہا: ''میں فلاں لڑکی ہوں۔''میں نے کہا:''وہ تو چلنے پھرنے سے بالکل عاجز ہے، گویا وہ تو گوشت کے ٹکڑے کی طرح ہے اور ہر وقت اپنے کمرے ہی میں رہتی ہے تم وہ کیسے ہوسکتی ہو؟''اس نے کہا:''میں وہی ہوں تم دروازہ تو کھولو۔''ہم نے دروازہ کھولا تو واقعی ہمارے سامنے وہی لڑکی موجود تھی۔میں نے کہا:''تم ٹھیک کیسے ہوگئی ہو؟''کہا:''میں نے تمہاری آوازیں سنیں تھیں کہ آج ہمارے ہاں ایک نیک مہمان آیا ہے، میرے دل میں خیال آیا کہ اس نیک مہمان کے وسیلے سے دعا کروں شاید اسی کے صدقے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے شفاء عطا فرمادے۔''

لہٰذا میں نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح دعا کی:''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اس مہمان کے صدقے بیماری کو زائل کردے اور مجھے تندرستی عطا فرما۔''یہ دعا کرتے ہی میں فوراً ٹھیک ہوگئی اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے میرے ہاتھ پاؤں میں حرکت شروع ہوگئی، دیکھو میں تمہارے سامنے صحیح وسالم موجود ہوں۔میں خود چل کر یہاں آئی ہوں۔''لڑکی کی یہ بات سن کر میں فوراً اس کمرے کی طرف گیا جس میں وہ نوعمر مزدور لڑکا تھا۔دیکھا تو کمرہ بالکل خالی تھا اس میں کوئی بھی نہیں۔میں باہر دروازے کی طرف گیا تو وہ بھی بند تھا، نجانے ہمارا نوعمر مہمان کہاں غائب ہوگیا۔حضرتِ سیِّدُنا ابوعبداللہ احمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرتِ سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے یہ واقعہ سن کر مجھ سے فرمایا:''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اولیاء میں کم عمر بچے بھی ہوتے ہیں اور بڑی عمر والے بھی وہ لڑکا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ولی تھا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر221: مرشِد پر مرید کا حال پوشیدہ نہیں ہوتا

حضرتِ سیِّدُنا ابوعمرو بن عَلْوَان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں:''ایک مرتبہ میں کسی کام سے ''رَحْبَہ'' کے بازار میں گیا۔ دیکھا کہ کچھ لوگ جنازہ اٹھائے جارہے ہیں۔میں نمازِ جنازہ کے ارادے سے ان کے ساتھ ہولیا۔تدفین کے بعد جب واپس ہوا تو بلا ارادہ ایک حسین وجمیل عورت پر نظر پڑ گئی اور میں اسے دیکھنے لگا پھر نادِم ہوکر'' اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن '' کہتے ہوئے نگاہ پھیر لی۔اور **اللہ** ربُّ العزت جَلَّ جَلَالُہٗ سے اپنے اس فعل کی معافی چاہتے ہوئے گھر چلا آیا۔

گھر پہنچا تو بوڑھی خادمہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا:''یہ آپ کا چہرہ سیاہ کیوں ہوگیا؟''میں نے گھبرا کر آئینہ دیکھا تو

واقعی میرا چہرہ سیاہ ہو چکا تھا۔ میں سوچنے لگا کہ آخر ایسا کونسا گناہ سرزد ہو گیا جس کی نحوست سے مجھ پر یہ مصیبت آپڑی؟۔ پھر خیال آیا کہ اس غیر عورت کو دیکھنے کی وجہ سے اس عذاب میں گرفتار ہوا ہوں۔ چنانچہ میں چالیس روز تک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے معافی مانگتا رہا۔ پھر خیال آیا کہ مجھے اپنے مرشدِ کامل حضرتِ سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کی بارگاہ میں حاضر ہونا چاہئے۔ چنانچہ، میں عروس البلاد ''**بغداد شریف**'' کی جانب چل دیا۔ جب مرشدِ کامل کے آستانہ عالیہ پر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو شیخِ کامل حضرتِ سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کی آواز سنائی دی:

''اے ابو عمر! اندر آجاؤ تم نے ''رَحْبَہ'' میں گناہ کیا، اور ہم یہاں بغداد میں تمہارے لئے استغفار کر رہے ہیں۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 222: اچھے اشعار بخشش کا ذریعہ بن گئے

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن نافع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ابونُوَّاس علیہ رحمۃ اللہ الرزاق میرے قریبی دوست تھے ہم ایک ہی علاقے میں رہا کرتے تھے۔ پھر وہ دوسرے شہر چلے گئے اور آخری عمر تک ان سے ملاقات نہ ہوسکی۔ ایک دن اطلاع ملی کہ ابو نوَّاس علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس خبر نے مجھے بہت غمگین کیا، میں بہت زیادہ پریشان تھا، اسی حال میں مجھے اونگھ آگئی۔ میں نے ابونُوَّاس علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کو دیکھا تو پکار کر کہا: ''ابونواس؟'' انہوں نے کہا: ''یہاں کُنیَّت نہیں۔'' میں نے کہا: ''آپ حسن بن ہانی ہیں؟'' کہا: ''ہاں۔'' میں نے پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ؟'' (یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟) کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے میرے ان چند اشعار کی وجہ سے بخش دیا جو میں نے اپنی موت سے کچھ دیر قبل کہے تھے۔''

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن نافع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''پھر میری آنکھ کھل گئی، میں فوراً ان کے گھر پہنچا۔ جب اہلِ خانہ نے مجھے دیکھا تو ان کا غم تازہ ہو گیا اور وہ بِلَک بِلَک کر رونے لگے۔ میں نے انہیں تسلی دی اور پوچھا: ''کیا میرے بھائی ابونواس علیہ رحمۃ اللہ الرزاق نے انتقال سے قبل کچھ اشعار لکھے تھے؟'' انہوں نے کہا: ''ہمیں نہیں معلوم، ہاں! اتنا ضرور ہے کہ موت سے قبل انہوں نے قلم، دوات اور ورق منگوائے تھے۔ میں نے کہا: ''مجھے ان کی خوابگاہ (یعنی آرام کے کمرہ) میں جانے کی اجازت دو تا کہ ان اوراق کو ڈھونڈ سکوں۔'' گھر والوں نے مجھے ان کی خوابگاہ تک پہنچایا۔ میں نے تکیہ ہٹا کر دیکھا تو وہاں کوئی چیز نہ ملی پھر دوبارہ تکیہ ہٹایا تو وہاں ایک پرچہ ملا جس پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

یَارَبِّ اِنْ عَظُمَتْ ذُنُوْبِیْ کَثْرَۃً فَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ عَفْوَکَ اَعْظَمُ

اِنْ کَانَ لَایَرْجُوْکَ اِلَّامُحْسِنٌ فَمَنِ الَّذِیْ یَدْعُوْوَیَرْجُوالْمُجْرِمُ

اَدْعُوْکَ رَبِّ کَمَااَمَرْتَ تَضَرُّعًا فَاِذَا رَدَدتَّ یَدِیْ فَمَنْ ذَایَرْحَمُ

مَالِیْ اِلَیْکَ وَسِیْلَۃٌ اِلَّاالرَّجَا وَجَمِیْلُ عَفْوِکَ ثُمَّ اِنِّیْ مُسْلِمُ

ترجمہ:(۱)......اے میرے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! بے شک میرے گناہ بے شمار ہوگئے، مگر میں جانتا ہوں کہ تیرا عفو وکرم سب سے بڑھ کر ہے۔

(۲)......اگر نیک لوگ ہی تجھ سے امید رکھ سکتے ہیں تو پھر مجرم کسے پکاریں؟ اور کس سے امید رکھیں؟۔

(۳)......اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میں تیرے حکم کے مطابق گریہ وزاری کرتے ہوئے تیری بارگاہ میں فریاد کرتا ہوں اگر تُو نے مجھے خالی ہاتھ لوٹا دیا تو پھر کون رحم کرے گا۔؟

(۴)......تیری بارگاہ میں باریابی کے لئے میرے پاس امید اور تیرے عفو وکرم کے سوا کوئی وسیلہ نہیں پھر یہ کہ میں تجھے ماننے والا ہوں۔

(**پیارے اسلامی بھائیو:** اس حکایت میں ان شعراء کرام کے لئے مسرت کا سامان ہے جو قرآن وسنت کی روشنی میں اچھے اشعار (یعنی حمدِ الٰہی، ثنائے مصطفٰے اور نصیحت بھرے اشعار) لکھتے ہیں۔ اور یقیناً ایسوں کے لکھے ہوئے اشعار پڑھنے اور سننے سے خوفِ خدا اور عشقِ مصطفٰے کی لازوال دولت ملتی، حفاظتِ ایمان کے لئے کُڑھنے کا ذہن بنتا اور نیک بننے کا جذبہ ملتا ہے۔ اس کی ایک مثال شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس عطّارؔ قادری** دامت برکاتہم العالیہ کے لکھے ہوئے کلام بھی ہیں جو دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ سے ''**مغیلانِ مدینہ**'' اور ''**ارمغانِ مدینہ**'' کے نام سے ہدیۃً خریدے جاسکتے ہیں۔)

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

حکایت نمبر223: نیک لوگوں کی نظر میں عہدے کی حیثیت

حَمَّاد بن مُؤَمَّل ابو جَعْفَر کَلْبِی کہتے ہیں کہ ''مجھے میرے شیخ نے بتایا: ''ایک مرتبہ میں نے حضرتِ سیِّدُنا وَکِیْع علیہ رحمۃ اللہ القوی سے پوچھا: ''حضور! کچھ عرصہ قبل خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے آپ تینوں یعنی وکیع، ابن ادریس اور حفص بن غیاث رحمہم اللہ تعالیٰ کو شاہی دربار میں کیوں بلوایا تھا؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''تم نے مجھ سے وہ سوال کیا ہے جو تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا، چلو میں تمہیں سارا واقعہ بتاتا ہوں: ''ہوا یوں کہ امیر المؤمنین ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے ہم تینوں کو اپنے

دربار میں بلاکر شاہی مسندوں پر بٹھایا، پھر مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا: ''اے وکیع!'' میں نے کہا: ''امیر المؤمنین! وکیع حاضر ہے۔''

خلیفہ نے کہا: ''تمہارے شہر والوں نے مجھ سے ایک قاضی طلب کیا ہے، انہوں نے مجھے جن لوگوں کے نام دیئے ان میں تمہارا نام بھی ہے، میں چاہتا ہوں کہ تجھے اپنی امانت اور رعایا کی بھلائی کے کاموں میں معاون بنالوں۔ میں تجھے قاضی بناتا ہوں، جاؤ! اور اپنا عہدہ سنبھالو۔'' میں نے کہا: ''اے امیر المؤمنین! میری ایک آنکھ کی بینائی ختم ہوچکی ہے اور دوسری سے بہت کم دکھائی دیتا ہے اب میری عمر بھی کافی ہوگئی ہے، لہٰذا مجھے اس عہدے سے معافی دیں۔'' امیر المؤمنین نے کہا: ''تم یہ عہدہ قبول کر لو۔'' میں نے کہا: ''اے امیر المؤمنین! **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر میں اپنے بیان میں سچا ہوں تو چاہئے کہ میرا عذر قبول کیا جائے اور مجھے یہ عہدہ نہ دیا جائے۔ اگر جھوٹا ہوں تو جھوٹا شخص اس لائق نہیں کہ اسے قاضی بنایا جائے۔'' خلیفہ نے جھنجھلا کر کہا: ''جاؤ! یہاں سے چلے جاؤ۔'' میں نے موقع غنیمت جانا اور فوراً چلا آیا۔

پھر عبداللہ بن ادریس رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو اپنے پاس بلایا، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بہت دھیمی آواز میں خلیفہ کو سلام کیا۔ خلیفہ نے کہا: ''کیا تم جانتے ہو کہ ہم نے تمہیں کیوں بلایا؟'' فرمایا: ''نہیں۔'' خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے کہا: ''تمہارے شہر والوں نے مجھ سے ایک قاضی طلب کیا ہے اور جن لوگوں کے نام بھجوائے ہیں ان میں تمہارا نام بھی ہے۔ میں تمہیں تمہارے شہر کا قاضی بناتا ہوں، جاؤ! اور اپنا عہدہ سنبھالو۔'' حضرت عبداللہ بن ادریس رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کہا: ''میں اس عہدہ کے لائق نہیں۔'' خلیفہ نے غضبناک ہوکر کہا: ''چلے جاؤ! میں تمہارا چہرہ بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔'' خلیفہ کی یہ بات سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بھی انتہائی جرأت مندی سے جواب دیا، اے خلیفہ میری بھی یہ خواہش ہے کہ میں تمہارا چہرہ نہ دیکھوں۔'' اتنا کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ وہاں سے چلے آئے۔

پھر حفص بن غیاث کو بلایا گیا تو انہوں نے یہ عہدہ قبول کرلیا۔ پھر ہم تینوں واپس اپنے شہر کی طرف چل دیئے۔ اتنے میں ایک خادم تین تھیلیاں لے کر آیا ہر تھیلی میں پانچ پانچ ہزار درہم تھے۔ خادم نے تھیلیاں ہمیں دیتے ہوئے کہا: ''امیر المؤمنین نے آپ تینوں کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ ''آپ کو یہاں آنے تک سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں، یہ کچھ رقم لے لو تاکہ دورانِ سفر کام آسکے۔''

حضرتِ سیِّدُنا وَکِیْع علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں نے تھیلی واپس کرتے ہوئے کہا: ''میری طرف سے امیر المؤمنین کو سلام کہنا اور کہنا کہ آپ کا ہدیہ ہم تک پہنچ چکا ہے، فی الحال مجھے ان درہموں کی ضرورت نہیں۔ آپ کی رعایا میں جو محتاج ہو یہ رقم اسے دے دیجئے۔'' جب خادم نے درہموں کی تھیلی عبداللہ بن ادریس رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو دی تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ایک زوردار چیخ ماری اور کہا: ''یہاں سے چلے جاؤ، مجھے یہ رقم نہیں چاہئے، پھر حفص بن غیاث کو تھیلی دی گئی تو انہوں نے قبول کرلی۔

خادم نے ایک رقعہ حضرت سیِّدُ نا عبداللہ ابن ادریس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیا جس میں یہ کلمات لکھے تھے:

''اے عبداللہ بن ادریس! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے اور آپ کو سلامت رکھے، ہم نے سوال کیا کہ ہمارے کاموں میں ہمارے معاون بن جاؤ لیکن آپ نے انکار کیا، پھر ہم نے مال بھیجوایا آپ نے وہ بھی قبول نہ کیا، میری ایک بات ضرور مان لینا، جب تمہارے پاس میرا بیٹا مامون آئے تو اسے علمِ حدیث سکھانا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رقعہ پڑھ کر خادم سے کہا: ''خلیفہ سے کہہ دینا کہ اگر تمہارا لڑکا سب لوگوں کے ساتھ مل کر پڑھنا چاہے تو اسے بھیج دیں، میں علیحدہ سے اسے نہیں پڑھاؤں گا۔ اگر دوسرے طالب علموں کے ساتھ مل کر پڑھے گا تو ان شاء **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے ضرور علمِ حدیث سکھاؤں گا۔''

پھر ہم وہاں سے چل دیئے ایک جگہ نماز کے لئے رکے تو سپاہی کو سوتے ہوئے دیکھا جو سردی سے ٹھٹھرا جا رہا تھا۔ میں نے اپنی چادر اس پر ڈالتے ہوئے کہا: ''جب تک ہم وضو ونماز سے فراغت پائیں تب تک میری یہ چادر اس کے جسم کو سردی سے بچائے رکھے گی۔'' اتنے میں حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن ادریس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی آ گئے انہوں نے حفص بن غیاث کو مخاطب کر کے کہا: ''اے حفص! اپنے شہر سے چلتے وقت جب تم اپنی داڑھی کو مہندی لگا کر حمام میں گئے تھے تو میں اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ عنقریب تمہیں قاضی کا عہدہ پیش کیا جائے گا اور تم اسے قبول کر لو گے، دیکھو ایسا ہی ہوا۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اب مرتے دم تک میں تم سے کلام نہیں کروں گا۔''

حضرتِ سیِّدُ نا وَکِیع علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ: ''پھر واقعی حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن ادریس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرتے دم تک حفص بن غیاث سے گفتگو نہ کی۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 224: حق فیصلہ پر قائم رہنے کا صلہ

حضرتِ سیِّدُ نا یحییٰ بن لَیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے: ''ایک خُراسانی شخص نے اُمِّ جَعفَر (خلیفہ ہارون الرشید کے وزیر جَعفَر بن یحییٰ کی ماں) کے مجوسی وکیل ''مرزبان'' کو اپنے اونٹ، تیس ہزار درہم کے بدلے بیچے۔ مجوسی وکیل نے رقم دینے میں شَشْ وپنج سے کام لیا۔ خُراسانی جب بھی رقم کا مطالبہ کرتا مجوسی اسے ٹال دیتا۔ بار بار مطالبہ کرنے پر مجوسی نے صرف ایک ہزار درہم دیئے۔ بالآخر پریشان ہو کر خُراسانی اپنے ایک دوست کے پاس گیا اور سارا واقعہ کہہ سنایا۔ اس کے دوست نے کہا: ''تم دوبارہ

مرزبان مجوسی کے پاس جاؤ اور کہو کہ کل قاضی کی عدالت میں حاضر ہو جانا، میں نے اپنے مال کی وصولی کے لئے فلاں شخص کو وکیل بنادیا ہے۔'' پھر جب مرزبان مجوسی قاضی کی عدالت میں آئے تو تم دعوی کرنا کہ اس پر میرا اتنا اتنا مال، قرض ہے۔ جب مرزبان قاضی کے سامنے اقرار کرلے گا اور رقم نہیں دے گا تو وہ اسے گرفتار کر کے تجھے تیرا مال دلوادے گا۔''

خُرَاسانی فوراً مرزبان کے پاس گیا اور کہا: ''کل قاضی کی عدالت میں حاضر ہو جانا میں اپنے مال کی وصولی کے لئے فلاں شخص کو اپنا وکیل بنا رہا ہوں۔'' صبح جب مرزبان اور خُرَاسانی قاضی حفص بن غیاث کی عدالت میں پہنچے تو خُرَاسانی نے کہا: ''قاضی صاحب! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو سلامت رکھے، اس شخص پر میرے انتیس (29) ہزار درہم ہیں۔'' قاضی صاحب نے مجوسی سے کہا: ''اے مجوسی تم کیا کہتے ہو؟ کیا اس کا دعویٰ درست ہے؟'' مجوسی نے کہا: ''قاضی صاحب! **اللہ** تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اس شخص کا دعویٰ درست ہے۔'' قاضی صاحب نے کہا: ''اے خُرَاسانی! اس نے تمہارے مال کا اقرار کرلیا ہے، اب تم کیا چاہتے ہو؟'' کہا: ''حضور! اس سے میرا مال دلوادیجئے۔'' قاضی صاحب نے کہا: ''اے مجوسی اس کا مال ادا کرو۔'' مجوسی نے کہا: ''مال کی ادائیگی تو وزیر (جعفر بن یحییٰ) کی والدہ کے ذمہ ہے۔'' قاضی صاحب نے اسے ڈانتے ہوئے کہا: ''تُو تو احمق ہے، ابھی تو نے اقرار کیا ہے اور اب کہہ رہا ہے کہ وزیر کی والدہ کے ذمہ ہے۔ اے خُرَاسانی تم بتاؤ اب اس مجوسی کا کیا کیا جائے؟'' کہا: ''حضور! اگر یہ میرا مال ادا کرتا ہے تو ٹھیک، ورنہ اسے قید کرلیجئے۔'' قاضی صاحب نے کہا: ''تم کیا کہتے ہو؟'' اس نے پھر وہی جواب دیا کہ مال تو وزیر کی والدہ کے ذمے ہے۔'' قاضی صاحب نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اسے قید کرلو۔

جب اُمِ جَعْفَر کو مجوسی کی خبر ہوئی تو بڑی غضبناک ہوئی اور جیلر کی طرف یہ پیغام بھیجا: ''قاضی نے مرزبان کو گرفتار کرلیا ہے، اس کی طرف توجہ کرو اور اسے رہا کردو۔'' جیسے ہی جیلر کو اُمِ جَعْفَر کا حکم ملا اس نے فوراً مرزبان مجوسی کو رہا کردیا۔ جب قاضی حفص بن غیاث کو معلوم ہوا کہ مجوسی کو رہا کردیا گیا ہے تو اس نے کہا: ''میں قید کرتا ہوں اور جیلر آزاد کردیتا ہے۔ اب میں اس وقت تک عدالت نہ جاؤں گا جب تک مرزبان مجوسی دوبارہ قید میں نہ آجائے۔'' جیلر کو قاضی صاحب کی یہ بات معلوم ہوئی تو فوراً اُمِ جَعْفَر کے پاس گیا اور کہا: ''میں تو بڑی مصیبت میں پھنس گیا ہوں، اگر امیر المؤمنین نے مجھ سے پوچھ لیا کہ تم نے کس کے حکم سے مرزبان مجوسی کو آزاد کیا ہے؟ تو میں کیا جواب دوں گا؟ براہ کرم مرزبان کو واپس جیل بھیج دیں۔'' چنانچہ مرزبان دوبارہ قید کرلیا گیا۔

اُمِ جَعْفَر خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کے پاس گئی اور کہا: ''آپ کا قاضی نادان ہے، اس نے میرے وکیل کو گرفتار کر کے بہت ذلیل ورُسوا کیا ہے۔ آپ قاضی کو حکم دیں کہ وہ یہ مقدمہ حضرت سیِّدُنا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عدالت میں بھیج دے۔'' ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے اُمِ جَعْفَر کے اصرار پر حکم جاری فرمادیا کہ تم یہ مقدمہ، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے کردو۔ اور مجوسی کا یہ مقدمہ سرکاری رجسٹروں میں درج نہ کیا جائے۔ جب قاضی حفص بن غیاث کو معلوم ہوا کہ خلیفہ نے یہ

حکم جاری کیا ہے اور قاصد میرے پاس پہنچنے ہی والا ہے تو فوراً وہ عدالت گئے اور اس مجوسی کے خلاف تمام ریکارڈ سرکاری کاغذات میں لکھنے لگے۔ ابھی یہ کام جاری تھا کہ خلیفہ کا قاصد آ گیا اس نے آتے ہی کہا: ''امیر المؤمنین کی طرف سے آپ کو پیغام آیا ہے۔ قاضی نے کہا: ''تھوڑی دیر رک جاؤ میں ایک بہت اہم کام میں مصروف ہوں اس سے فارغ ہو کر خط پڑھوں گا۔'' قاصد نے کہا: ''آپ پہلے یہ خط پڑھ لیں کہ اس میں امیر المؤمنین نے آپ کو کیا حکم دیا ہے۔'' لیکن قاضی حفص بن غیاث اپنے کام میں مصروف رہے۔

جب تمام ریکارڈ سرکاری کاغذات میں درج کر دیئے تو قاصد سے خط لے کر پڑھا اور کہا: ''امیر المؤمنین کو میرا سلام کہنا اور عرض کرنا کہ آپ کا خط پڑھنے سے پہلے ہی میں تمام ریکارڈ درج کر چکا تھا۔'' قاصد نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کیا کیا ہے، آپ نے امیر المؤمنین کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔'' کہا: ''جاؤ اور جو تمہیں پسند ہو وہی امیر المؤمنین سے کہہ دینا۔'' قاصد خلیفہ کے پاس آیا اور سارا واقعہ کہہ سنایا۔ قاصد کی بات سن کر امیر المؤمنین نے ہنستے ہوئے کہا: ''کوئی ایسا شخص لے کر آؤ جو حفص بن غیاث کے پاس تیس ہزار درہم پہنچا دے۔'' پیغام ملتے ہی یحییٰ بن خالد حاضر ہوا اور رقم لے کر قاضی حفص بن غیاث کے پاس پہنچا آپ عدالت سے واپس آ رہے تھے۔ یحییٰ نے کہا: ''قاضی صاحب! آج تو تم نے امیر المؤمنین کو خوش کر دیا ہے اور انہوں نے تمہارے لئے تیس ہزار درہم بھجوائے ہیں، آخر تم نے ایسا کون سا عمل کیا ہے؟'' قاضی صاحب نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ امیر المؤمنین کی خوشیاں دوبالا کرے اور ان کی حفاظت فرمائے۔ میں نے تو روزانہ کے معمولات سے زیادہ کوئی کام نہیں کیا۔''

یحییٰ بن خالد نے کہا: ''ذرا سوچو! تم نے ضرور کوئی خاص کام کیا ہے۔'' قاضی صاحب نے غور و فکر کر کے کہا: ''اور تو کچھ خاص کام نہیں کیا، ہاں! اتنا ضرور ہے کہ آج میں نے مجوسی کے خلاف ریکارڈ سرکاری کاغذات میں درج کیا ہے کہ اس نے ناحق ایک خُراسَانی کی رقم دبائی ہوئی تھی۔'' یحییٰ بن خالد نے کہا: ''بس تیرے اسی کام نے امیر المؤمنین کو خوش کیا ہے۔'' یہ سن کر قاضی صاحب نے **اللہ** ربُّ العزَّت کا شکر ادا کیا۔

جب اُمِّ جَعْفَر کو معلوم ہوا کہ خلیفہ نے قاضی صاحب کو انعام و اکرام سے نوازا ہے تو وہ خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کے پاس گئی اور کہا: ''امیر المؤمنین! آپ قاضی کو معزول کر دیں۔ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے انکار کیا۔ وہ اصرار کرتی رہی۔ بالآخر خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جگہ حضرت سیِّدُنا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قاضی مقرر کر دیا اور آپ کو کوفہ کا قاضی بنا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تیرہ سال تک کوفہ کے قاضی رہے۔

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

حکایت نمبر225:

میرا دِل اُسے قبول نہیں کرتا

حضرتِ سیِّدُنا جنید بن محمد علیہ رحمۃ اللہ الاحد نقل فرماتے ہیں: ''میرے چچا حضرت سیِّدُنا حَارِث علیہ رحمۃ اللہ الوارث بہت زیادہ غمگین رہنے والے بزرگ تھے۔ایک مرتبہ میں اپنے گھر کے دروازے کے قریب بیٹھا تھا کہ حضرتِ سیِّدُنا حَارِث علیہ رحمۃ اللہ الوارث کا وہاں سے گزر ہوا، میں نے دیکھا کہ بھوک کی وجہ سے ان کے چہرے پر تکلیف کے آثار نمایاں ہیں۔میں نے فوراً قریب جا کر عرض کی: ''چچا جان! آپ ہمارے گھر تشریف لا کر خدمت کا موقع دیجئے۔'' چنانچہ، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لے آئے۔ میرے چچا کا گھر ہمارے گھر سے کافی بڑا تھا اوران کے گھر ہر وقت انواع واقسام کے کھانے موجود رہتے۔میں فوراً وہاں سے قسم قسم کے کھانے لے آیا۔

حضرتِ سیِّدُنا حَارِث علیہ رحمۃ اللہ الوارث نے ہاتھ بڑھا کر ایک لقمہ لیا، میں نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لقمے کو چباتے رہے لیکن حلق سے نیچے نہ اتار پائے۔ پھر لقمہ منہ سے باہر نکالا اور مجھ سے کوئی بات کئے بغیر تشریف لے گئے۔ جب دوسرے دن ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کی: ''چچا جان! کل آپ نے ہمارے گھر قدم رنجہ فرما کر ہمیں خوش کیا، پھر اچانک کیا ہوا؟ کیوں تشریف لے گئے؟'' فرمایا: ''اے میرے بیٹے! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا مجھ پر خاص کرم ہے کہ جب کوئی ایسا کھانا میرے سامنے آتا ہے جس میں اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی رضا شامل نہ ہو تو اس کھانے سے ایک بُو نکلتی ہے **اور میرا دل اسے قبول نہیں کرتا**۔جیسے ہی میں نے تمہارے پیش کردہ کھانے سے ایک لقمہ لیا تو مجھے وہی بُو محسوس ہوئی لہٰذا میں نے وہ لقمہ نہ کھایا اور تمہارے گھر کے باہر پھینک کر واپس چلا آیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر226:

لشکرِ اسلام کا عظیم مجاہد

حضرتِ سیِّدُنا حبیب بن صُہبان علیہ رحمۃ اللہ الحنّان فرماتے ہیں کہ میں جنگِ قادسیہ میں شریک ہوا۔ ہمارے دشمن ''مدائن'' کی طرف بھاگے تو ہم نے ان کا تعاقب کیا۔ راستے میں دریائے ''دِجلَہ'' حائل تھا۔ دشمن نے پُل توڑ دیا اور کشتیوں میں سوار ہو کر دریا عبور کر لیا۔ جب ہم پل کے قریب پہنچے تو وہ پانی میں بہہ رہا تھا۔کوئی راہ نظر نہ آئی۔ کشتیاں تھیں نہیں کہ ان کے ذریعے دریا عبور کرتے۔ بالآخر لشکرِ اسلام میں سے ایک عظیم مجاہد نے اپنا گھوڑا لشکر سے نکالا اور دریا میں دوڑا دیا وہ مردِ مجاہد قرآنِ پاک کی یہ

آیت پڑھتا جارہا تھا:

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا (پ٤، اٰلِ عمران:١٤٥)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کوئی جان بے حکمِ خدا مر نہیں سکتی سب کا وقت لکھا رکھا ہے۔

دیکھتے ہی دیکھتے اس عظیم مجاہد نے دریا عبور کرلیا۔ اس کے پیچھے پیچھے تمام لشکر نے اپنی اپنی سواریاں دریا میں اتار دیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے سب لشکر بمعہ ساز وسامان صحیح وسالم دوسرے کنارے پر پہنچ گیا۔ یہاں تک کہ کسی کی رسی یا ایک تیر بھی گم نہ ہوا۔ جب دشمن نے ہمیں دیکھا تو ان کا پورا لشکر بغیر جنگ کئے بہت سارا مالِ غنیمت چھوڑ کر بھاگ گیا۔ لشکرِ اسلام میں سے ہر مجاہد کو تیرہ تیرہ جانور اور بہت سے سونے چاندی کے برتن ملے۔ بغیر جنگ کئے مسلمانوں کو یہ عظیم فتح حاصل ہوئی اور مالِ غنیمت بھی بے انتہا ملا۔

؎ دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر227: باحیا نوجوان

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن سعید علیہ رحمۃ اللہ المجید اپنے والدِ محترم سے نقل کرتے ہیں: ''کوفہ میں ایک عبادت گزار، خوبصورت ونیک سیرت نوجوان رہتا تھا۔ وہ اپنا زیادہ تر وقت مسجد میں گزارتا اور ہر وقت یادِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مشغول رہتا۔ ایک مرتبہ ایک حسین وجمیل اور عقل مند عورت نے اسے دیکھ لیا۔ دیکھتے ہی اس پر عاشق ہوگئی اور اسی کے خیال میں گم رہنے لگی۔ بالآخر جب اس کی محبت شدت اختیار کرگئی تو وہ راستے میں کھڑی ہوگئی۔ کچھ دیر بعد وہ عبادت گزار نوجوان مسجد کی طرف جاتا دکھائی دیا۔ وہ اس کی طرف لپکی اور کہا: ''اے نوجوان! میں تجھ سے ایک بات کرنا چاہتی ہوں، میری بات سن لو، پھر جو چاہے کرنا۔'' اس شرم وحیا کے پیکر نوجوان نے جب ایک غیر محرم اجنبیہ عورت کی آواز سنی تو اس طرف بالکل متوجہ نہ ہوا اور نگاہیں جھکائے تیزی سے مسجد کی طرف بڑھ گیا۔''

جب مسجد سے گھر کی طرف آنے لگا تو وہی عورت ملی اور کہنے لگی: ''اے نوجوان! میری بات سن! میں تجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔'' نوجوان نے نگاہیں جھکائے جواب دیا: ''یہ تہمت کی جگہ ہے، میں نہیں چاہتا کہ لوگ مجھ پر تہمت لگانے میں

مبتلا ہوں۔'' عورت نے کہا: ''وَاللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تیری حالت سے اچھی طرح خبردار ہوں، لیکن میں اپنے نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر یہاں آئی ہوں، میں خوب جانتی ہوں کہ اتنا معمولی سا تعلق بھی لوگوں کے نزدیک بہت بڑا ہے، تجھ جیسے نیک خصلت اور پاکیزہ لوگ آئینہ کی مثل ہوتے ہیں کہ ادنی سی غلطی بھی ان کو عیب دار بنا دیتی ہے۔ لیکن کیا کروں میں اس معاملے میں بے بس ہوں، میرے دل کا حال یہ ہے کہ ہروقت تیری یاد میں تڑپتا ہے اور میرے جسم کے تمام اعضاء تیری ہی طرف متوجہ ہیں۔''

نوجوان اس کی یہ گفتگو سن کر کچھ کہے بغیر اپنے گھر کی جانب چلا گیا۔ گھر جا کر اس نے نماز پڑھنا چاہی لیکن اسے خشوع وخضوع حاصل نہ ہوسکا۔ بالآخر اس نے ایک خط لکھا اور باہر آیا تو دیکھا کہ وہ عورت اسی جگہ کھڑی ہے۔ نوجوان نے جلدی سے خط اس کی طرف پھینکا اور واپس چلا گیا۔ عورت نے خط اٹھایا اور بے تاب ہو کر پڑھنے لگی تو اس میں لکھا تھا:

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم،

''اے عورت! یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلے کہ بندہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ اس سے درگزر فرماتا ہے۔ جب دوبارہ گناہ کرتا ہے تو اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے لیکن جب بندہ اتنا نافرمان ہوجاتا ہے کہ گناہوں کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے سخت ناراض ہوتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی کو زمین وآسمان، پہاڑ، جانور، شجر وحجر کوئی بھی چیز برداشت نہیں کرسکتی پھر کس میں ہمت ہے کہ وہ اس کی ناراضگی کا سامنا کرے۔ اے عورت! اگر تو اپنے بیان میں جھوٹی ہے تو میں تجھے وہ دن یاد دلاتا ہوں کہ جس دن آسمان پگھل جائے گا اور پہاڑ روئی کی طرح ہوجائیں گے، اور تمام مخلوق اللہ جبّار وقہّار کے سامنے گھٹنے ٹیک دے گی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں تو اپنی اصلاح میں کمزور ہوں پھر بھلا میں دوسروں کی اصلاح کیسے کرسکتا ہوں؟ اور اگر تو اپنی باتوں میں سچی ہے اور واقع تیری کیفیت وہی ہے جو تو نے بیان کی، تو میں تجھے ایک ایسے طبیب کا پتہ بتاتا ہوں جو اُن دلوں کا بہترین علاج جانتا ہے جو مرضِ عشق کی وجہ سے زخمی ہوگئے ہوں اور ان زخموں کا علاج کرنا بھی خوب جانتا ہے جو رنج والم کی بیماری میں مبتلا کردیتے ہیں۔ جان لے! وہ طبیبِ حقیقی، اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے، تو سچی طلب کے ساتھ اس کی بارگاہ میں حاضر ہوجا۔ بے شک میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان کی وجہ سے تجھ سے تعلق نہیں رکھ سکتا:

وَاَنۡذِرۡهُمۡ یَوۡمَ الۡاٰزِفَةِ اِذِ الۡقُلُوۡبُ لَدَی الۡحَنَاجِرِ كٰظِمِیۡنَ ۬ؕ مَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ حَمِیۡمٍ وَّلَا شَفِیۡعٍ یُّطَاعُ ؕ﴿۱۸﴾ یَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡیُنِ وَمَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرُ ﴿۱۹﴾

(پ ۲۴، المؤمن: ۱۸۔۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی آفت کے دن سے جب دل گلوں کے پاس آجائیں گے غم میں بھرے اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔

اے عورت! جب یہ معاملہ ہے تو خود سوچ لے کہ بھاگنے کی جگہ کہاں ہے اور راہِ فرار کیوں کر ممکن ہے؟ عورت نے خط پڑھ کر اپنے پاس رکھ لیا۔ کچھ دنوں بعد پھر اسی راستے پر کھڑی ہوگئی۔ جب نوجوان کی نظر اس پر پڑی تو وہ واپس اپنے گھر کی طرف جانے لگا۔ عورت نے پکار کر کہا: ''اے نوجوان! واپس نہ جا، اس ملاقات کے بعد پھر کبھی ہماری ملاقات نہ ہوگی، سوائے اس کے کہ بروزِ قیامت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ہماری ملاقات ہو۔ اتنا کہہ کر وہ زور زور سے رونے لگی۔ اور روتے ہوئے کہنے لگی: ''جس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے دستِ قدرت میں تیرے دل کے اختیارات ہیں، میں اسی سے سوال کرتی ہوں کہ تیرے بارے میں مجھ پر جو معاملہ مشکل ہوگیا ہے وہ اسے آسان فرمادے۔'' پھر وہ عورت نوجوان کے قریب آئی اور بولی: ''مجھ پر احسان کر اور کوئی ایسی نصیحت کر جس پر عمل کرسکوں۔ باحیا نوجوان نے سر جھکائے نگاہیں نیچی کئے جواب دیا: خود کو اپنے نفس سے باز رکھ، نفس کی خواہشات سے بچ۔ میں تجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان یاد دلاتا ہوں:

وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَ یَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ (پ۷، الانعام: ۶۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ دن میں کماؤ۔

یہ آیتِ کریمہ سن کر عورت نے اپنا سر جھکا لیا اور پہلے سے بھی زیادہ زور زور سے رونے لگی۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو دیکھا کہ نوجوان جاچکا تھا۔ وہ اپنے گھر چلی آئی اور پھر عبادت و ریاضت کو اپنا مشغلہ بنالیا۔ اور ہر وقت یادِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مشغول رہنے لگی۔ جب بھی نوجوان کی یاد آتی اس کا خط منگوا کر آنکھوں سے لگالیتی۔ ایک مرتبہ کسی نے پوچھا: ''تجھے اس طرح کرنے سے کیا ملتا ہے؟'' کہا: ''کیا کروں، کیا میرے لئے اس کے علاوہ بھی کوئی علاج ہے؟'' وہ دن بھر یادِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مصروف رہتی۔ جب رات ہوجاتی تو نوافل میں مشغول ہوجاتی اور بالآخر اسی طرح عبادت و ریاضت کرتے کرتے اس دارِ فانی سے رخصت ہوگئی۔''

یہ بھی منقول ہے کہ وہ عورت ایک خطرناک بیماری میں مبتلا ہوگئی جس کی وجہ سے اس کے جسم سے متاثرہ حصہ کاٹ دیا جاتا۔ ورنہ وہ بیماری پورے جسم میں پھیل جاتی۔ طبیب اس کے جسم سے گوشت کاٹتے تو عورت کو بہت تکلیف ہوتی اور وہ انہیں روک دیتی لیکن جب اس کے سامنے نوجوان کا ذکر کیا جاتا تو اسے تکلیف محسوس نہ ہوتی اور طبیب آرام سے اس کا گوشت کاٹ لیتے۔ بالآخر اسی بیماری میں اس کی موت واقع ہوگئی۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر228:
ایثار کی انوکھی مثال

حضرتِ سیِّدُ نا ابوعیسیٰ محمد بن ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم سے منقول ہے، میں نے ابو حنیفہ محمد بن عبدالرحمٰن علیہ رحمۃ اللہ المنان کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''عید قریب تھی، میرے پاس ان دنوں صرف تین ہزار درہم تھے۔ میرے ایک بہت قریبی دوست حَکَم بن موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پیغام بھجوایا کہ میرے پاس خرچے کے لئے رقم وغیرہ نہیں، اگر تمہارے پاس کچھ رقم ہو تو بھجوا دو۔ پیغام ملتے ہی میں نے تین ہزار درہم ان کی طرف بھجوا دیئے۔ جب ان کے پاس رقم پہنچی تو انہیں خَلَّاد بن اَسْلَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کا پیغام ملا کہ مجھے عید کے خرچ کے لئے رقم کی ضرورت ہے، ہو سکے تو مجھے کچھ رقم بھجوا دو۔ پیغام ملتے ہی انہوں نے درہموں کی تمام تھیلیاں بغیر کھولے خَلَّاد بن اَسْلَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی طرف بھجوا دیں۔

اب میرے پاس بالکل بھی خرچہ وغیرہ نہ تھا۔ میں نے خَلَّاد بن اَسْلَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کو پیغام بھجوایا کہ اگر تمہارے پاس کچھ رقم ہو تو بھجوا دو تاکہ ہم عید کے موقع پر اہل وعیال کے لئے اشیاءِ خورد ونوش خرید سکیں۔ انہوں نے درہموں کی تھیلیاں بھجوائیں۔ جب میں نے انہیں کھولنا چاہا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ تھیلیاں تو وہی تھیں جو میں نے حکم بن موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھجوائیں تھیں۔ میں فوراً خَلَّاد بن اَسْلَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کے پاس گیا، سارا واقعہ سنایا اور پوچھا: ''آپ کے پاس یہ رقم کہاں سے آئی؟'' انہوں نے فرمایا: ''مجھے حکم بن موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھجوائی تھی۔'' اب میں سارا معاملہ سمجھ چکا تھا کہ یہ درہموں کی تھیلیاں واپس مجھ تک کیسے پہنچیں۔ میں حکم بن موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس گیا اور انہیں ایک ہزار درہم دیئے۔ پھر خَلَّاد بن اَسْلَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کو ایک ہزار درہم بھجوائے اور بقیہ ایک ہزار درہم اپنے پاس رکھ لئے۔ اس طرح ہم تینوں کو عید کے اخراجات کے لئے کچھ نہ کچھ رقم میسر آ گئی۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر229:
مصیبت زدوں کا مَسکَن

حضرتِ سیِّدُنا ابوعبداللہ بن خَفِیف علیہ رحمۃ اللہ الرفیق سے منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابوطالب خَزْرَج بن علی شِیْر از تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت زیادہ بیمار تھے، میں ان کی خدمت کیا کرتا۔ ان دنوں میں بہت زیادہ ریاضت کیا کرتا تھا، اور باقلاء (یعنی مٹر اور لوبیا) کی چند خشک پھلیّاں چبا کر گزارہ کر لیتا۔ میں دانتوں سے باقلاء کی خشک پھلیاں کاٹنے لگا تو اس کی

آواز حضرتِ سیِّدُ ناخزرج بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے سن لی۔انہوں نے پوچھا:''یہ کیا معاملہ ہے؟''میں نے انہیں بتایا:''ان دنوں میں ریاضت کررہاہوں اورافطار کے وقت صرف باقلاء کی چند پھلیاں کھالیتاہوں۔''

انہوں نے روتے ہوئے فرمایا:''اے ابوعبداللہ! اپنے اس فعل پر ثابت قدم رہنا۔ پہلے میں بھی تمہاری طرح ریاضت کیا کرتا تھا۔ایک رات اپنے دوستوں کے ساتھ کسی دعوت پر بغداد گیا۔وہاں ہماری ضیافت میں اونٹ کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا گیا۔سب کھانے لگے لیکن میں نے اپنا ہاتھ روکے رکھا۔ جب میرے دوستوں نے دیکھا تو کہا:تم کیوں نہیں کھاتے؟ بلا تکلف کھاؤ۔میں نے ان کے اصرار پر ایک لقمہ کھالیا۔اس کے بعد سے میں ایسا محسوس کرتا ہوں جیسے چالیس سال پیچھے چلاگیا ہوں۔''

ابنِ خفیف علیہ رحمۃ اللہ اللطیف فرماتے ہیں:''پھر حضرتِ سیِّدُ ناخزرج بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی باہر تشریف لے گئے اور ایک دیہات میں جا کر پرانے سے مکان میں رہائش اختیار کرلی اور پورے گھر کو اندر اور باہر سے سیاہ کردیا۔اور فرمایا:''مصیبت زدوں کی رہائش گاہیں ایسی ہی ہوتی ہیں، پھر اسی مکان میں اپنی ساری زندگی گزار دی اور یہیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر230:

انوکھی سزا

حضرتِ سیِّدُ ناجَعْفَر خُلْدِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ''حضرتِ سیِّدُ ناخَیْرُ النَّسّاج علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق سے پوچھا گیا:''آپ خیرُ النساج کے نام سے کیوں مشہور ہیں؟ کیا نساج (یعنی کپڑا بننا) آپ کا پیشہ رہا ہے؟''انہوں نے نفی میں سر ہلا دیا۔میں نے پوچھا:''پھر یہ نام کیسے پڑا؟''فرمایا:''میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے عہد کر رکھا تھا کہ کبھی بھی نفس کی خواہش پر تازہ کھجور نہیں کھاؤں گا۔کافی عرصہ میں اپنے عہد پر قائم رہا۔ایک مرتبہ نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر میں نے کچھ کھجوریں خریدیں اور کھانے کے لئے بیٹھ گیا، ابھی ایک ہی کھجور کھائی تھی کہ ایک شخص میری طرف بڑی کڑی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔پھر میرے پاس آیا اور کہا:اے خیر! تُو تو میرا بھاگا ہوا غلام ہے۔''میں بہت حیران ہوا کہ آخر یہ کیا معاملہ ہے۔پھر مجھے سمجھ آگیا کہ اس شخص کا ایک غلام تھا جو بھاگ گیا تھا اور اس کے شبہ میں یہ مجھے اپنا غلام خیال کر رہا ہے اور واقعتاً میری رنگت اس غلام جیسی ہوگئی تھی۔وہ شخص زور زور سے کہہ رہا تھا کہ تُو تو میرا بھاگا ہوا غلام ہے۔شور سن کر بہت سارے لوگ جمع ہوگئے۔جیسے ہی انہوں نے مجھے دیکھا تو بیک زبان بولے:''**واللہ (اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم)! یہ تو تیرا غلام''خیر''ہے۔''

میں اچھی طرح سمجھ گیا کہ مجھے کس جرم کی سزا مل رہی ہے۔ وہ شخص مجھے اپنا غلام سمجھ کر اپنی دکان پر لے گیا۔ وہاں اس کے اور بھی غلام موجود تھے جو کپڑے بنتے تھے۔ مجھے دیکھ کر دوسرے غلام کہنے لگے: اے بُرے غلام! تو اپنے آقا سے بھاگتا ہے۔؟ چل، یہاں آ، اور اپنا وہ کام کر جو تو کیا کرتا تھا۔'' پھر مالک نے مجھے حکم دیا کہ جاؤ اور فلاں کپڑا بُنو۔ جیسے ہی میں کپڑا بننے لگا تو ایسا محسوس ہوا جیسے میں بہت ماہر کاری گر ہوں اور کئی سالوں سے یہ کام کر رہا ہوں۔ چنانچہ میں دوسرے غلاموں کے ساتھ مل کر کام کرنے لگا۔ وہاں کام کرتے ہوئے جب کئی مہینے گزر گئے تو ایک رات میں نے خوب نوافل پڑھے اور ساری رات عبادت میں گزار دی پھر سجدے میں جا کر یہ دعا کی: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! مجھے معاف فرما دے اب کبھی بھی اپنے عہد سے نہ پھروں گا۔ اسی طرح دعا کرتا رہا، جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ میں اپنی اصلی صورت میں آچکا تھا۔ پھر مجھے چھوڑ دیا گیا۔ بس اس طرح میرا نام ''خیرُ النساج'' پڑ گیا۔''

(سُبْحَانَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ! ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کیسے کیسے مجاہدات کیا کرتے تھے۔ وہ حرام غذا سے تو ہر دم بچتے ہی تھے۔ ساتھ ساتھ حلال چیزیں بھی رضائے الٰہی کے لئے ترک کر دیا کرتے، نفسانی خواہشات کی ہرگز اتباع نہ کرتے۔ ہر کام میں حکمِ خدا عَزَّوَجَلَّ کو پیشِ نظر رکھتے۔ پیٹ کا بلکہ، ہر ہر عضو کا قفلِ مدینہ لگاتے۔

الحمدللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوت اسلامی کا مشکبار مدنی ماحول ہمیں بزرگان دین رحمہم اللہ المبین کی یاد دلاتا ہے۔ اس ماحول میں آ کر ہر ہر عضو کا قفلِ مدینہ لگانے کا ذہن بنتا ہے۔ دعوتِ اسلامی کی اصطلاح میں ''اپنے پیٹ کو حرام غذا سے بچانا اور حلال خوراک بھی بھوک سے کم کھانا پیٹ کا ''**قفلِ مدینہ**'' کہلاتا ہے۔)

یا الٰہی پیٹ کا قفلِ مدینہ کر عطا ‏ ‏ ‏ از پئے غوث و رضا کر بھوک کا گوہر عطا

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 231:

باکرامت نوجوان بزرگ

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن داؤد دِیْـنَـوَرِی علیہ رحمۃ اللہ الجلی کہتے ہیں: ''میں نے حضرت سیِّدُنا ابوبَکْر مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو فرماتے ہوئے سنا: ''کہ ایک مرتبہ جب میں ''عسویہ'' سے ''رملہ'' کی طرف جا رہا تھا تو راستے میں ایک ایسا شخص ملا جو ننگے پاؤں، ننگے سر تھا۔ اس کے پاس دو چادریں تھیں ایک کا تہبند باندھا ہوا تھا اور ایک کندھوں تک اوڑھی ہوئی تھی۔ موسم گرما عروج پر تھا میں اس شخص کو دیکھ کر بہت حیران تھا کہ اس قدر گرمی میں اس کی یہ حالت! اس کے پاس نہ تو زادِ راہ تھا اور نہ ہی کوئی ایسا برتن یا

پیالہ وغیرہ جسے بوقت ضرورت استعمال کر سکے ۔ میں نے اپنے دل میں کہا: ''اگر اس شخص کے پاس رسی اور ڈول ہوتا جس کے ذریعے یہ پانی نکال کر وضو وغیرہ کر سکتا تو یہ اس کے لئے بہتر تھا۔''

میں دوپہر کے وقت اس کے پاس گیا اور کہا: ''اے نوجوان! تو نے جو چادر اپنے کندھوں تک اوڑھی ہوئی ہے اگر اسے سر پر اوڑھ لیتا تو سورج کی تپش سے بچ جاتا۔ میری بات سن کر وہ خاموش رہا اور آگے چل دیا۔ کچھ دیر بعد میں نے پھر کہا: تم اتنی سخت گرمی میں ننگے پاؤں ہو، کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ کچھ دیر میں جوتے پہن لوں اور کچھ دیر تم؟'' اس نے کہا: ''تم بہت فضول گو ہو، کیا تم نے کبھی حدیثِ پاک لکھی ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں۔'' بولا: ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کسی شخص کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ جو بات کام کی نہ ہو اُسے چھوڑ دے۔'' (جامع الترمذی،ابواب الزھد،باب من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ،الحدیث ۲۳۱۷، ص ۱۸۸۵)

یہ حدیثِ پاک سنا کر وہ کچھ دیر خاموش کھڑا رہا پھر آگے چل دیا۔ اب میرے پاس پانی ختم ہو چکا تھا۔ جب میں ساحل سمندر کے پاس پہنچا تو پیاس لگنے لگی۔ وہ میری طرف آیا اور کہا: ''کیا تم پیاسے ہو؟'' میں نے نفی میں سر ہلا دیا۔ یہ دیکھ کر وہ آگے چل دیا چلتے چلتے مجھے بہت زیادہ پیاس محسوس ہونے لگی۔ وہ پھر میری طرف آیا اور کہا: ''کیا تمہیں بہت زیادہ پیاس لگی ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں! لیکن تم یہاں میٹھا پانی کہاں سے لاؤ گے؟'' اس نے کوئی جواب نہ دیا اور میرا ڈول اٹھا کر سمندر میں ڈال دیا اور اسے بھر کر میرے پاس لے آیا پھر کہا: ''پانی پی لو۔'' میں نے پیا تو سمندر کا وہ کھارا پانی دریائے ''نیل'' کے میٹھے اور صاف پانی سے زیادہ شیریں اور عمدہ تھا۔ اس ڈول میں تھوڑی سی گھاس پڑی ہوئی تھی۔ میں نے کہا: ''یہ شخص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ولی معلوم ہوتا ہے۔ میں ضرور اس کی صحبت اختیار کروں گا۔

چنانچہ منزل پر پہنچ کر میں نے اس سے کہا: ''میں تمہارے ساتھ سفر کرنا چاہتا ہوں۔'' کہا: ''اچھا تمہیں کیا پسند ہے، تم آگے چلو گے یا میں؟'' میں نے کہا: ''اگر تم آگے چلو گے تو مجھے بہت پیچھے چھوڑ دو گے۔'' چنانچہ، میں آگے آگے چلنے لگا۔ میں تھوڑی دور چل کر آرام کے لئے رُک جاتا پھر چلنے لگتا۔ میں اسی طرح چلتا رہا۔ جب وہ میرے قریب آیا تو میں نے کہا: ''میں تمہارے ساتھ چلنا چاہتا ہوں، مجھے اپنے ساتھ رکھ لیجئے۔''

اس نے کہا: ''اے ابوبکر! اگر تم اس بات پر راضی ہو کہ تم چلتے رہو اور میں بعض جگہ بیٹھ جاؤں پھر تو ٹھیک ہے ورنہ تم میرے رفیق نہیں بن سکتے۔'' پھر وہ مجھے چھوڑ کر چل دیا اور منزل پر پہنچ کر قیام کیا۔ وہاں میرے کچھ دوست رہتے تھے۔ ان کے پاس ایک بیمار شخص تھا میں نے ان سے کہا: ''اس بیمار پر ڈول میں موجود پانی کے کچھ چھینٹے ڈالو۔'' انہوں نے جیسے ہی پانی اس کے اوپر ڈالا وہ فوراً صحت یاب ہو گیا اور اس کی بیماری دور ہو گئی۔ پھر میں نے اپنے دوستوں سے اس شخص کے متعلق پوچھا کہ وہ کہاں

ہے تو انہوں نے جواب دیا ہمیں تو وہ کہیں بھی نظر نہیں آ رہا۔ میں حیران تھا کہ نہ جانے وہ باکرامت بزرگ کہاں چلا گیا تھا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر232: سخت گرمی میں نفلی روزے رکھنے والا اَعرابی

حضرت سعید بن ابی عُرُوَہ سے منقول ہے کہ ''ایک مرتبہ '' حَجَّاج'' نامی شخص حج کے ارادے سے نکلا۔ مکۂ مکرمہ اور مدینۂ منورہ زَادَھُمَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّتَعْظِیْمًا کے درمیان پانی کے قریب قیام کیا۔ پھر دستر خوان بچھوا کر کھانا منگوایا اور اپنے خادم سے کہا: ''جاؤ! دیکھو! آس پاس کوئی شخص نظر آئے تو اسے میرے پاس لے آؤ، تاکہ وہ میرے ساتھ کھانا کھالے اور میں اس سے کچھ گفتگو کرلوں۔'' خادم کسی آدمی کی تلاش میں ادھر ادھر گھومنے لگا۔ بالآخر پہاڑ کے قریب اسے ایک اَعرابی، بکری کے بالوں کی چادر اوڑھے سویا ہوا نظر آیا۔ اس نے پاؤں مار کر اعرابی کو جگایا اور کہا: ''چلو، تمہیں ہمارا امیر بُلا رہا ہے۔'' وہ اَعرابی حَجَّاج کے پاس آیا تو اس نے کہا: ''اپنے ہاتھ دھولو اور میرے ساتھ کھانا کھاؤ۔'' اعرابی نے جواب دیا: ''تجھ سے پہلے میں ایک ایسی ہستی کی دعوت قبول کرچکا ہوں جو تجھ سے بہتر ہے۔''

حَجَّاج نے پوچھا: ''وہ کون ہے؟'' اعرابی نے کہا: ''وہ **اللہ** تبارک وتعالیٰ ہے۔ اس نے مجھے روزہ رکھنے کی دعوت دی میں نے اس کی دعوت قبول کرتے ہوئے روزہ رکھ لیا۔'' حَجَّاج نے کہا: ''اتنی شدید گرمی میں تو نے روزہ رکھا ہے؟'' کہا: ''ہاں! میں نے روزِ محشر کی گرمی کے پیشِ نظر روزہ رکھا ہے جو آج کے دن سے بہت زیادہ ہوگی۔'' حَجَّاج نے کہا: ''تو ابھی کھانا کھالے، کل روزے کی قضا کرلینا۔'' اعرابی نے کہا: ''کیا تم اس بات کی ضمانت دیتے ہو کہ میں کل تک زندہ رہوں گا؟'' حَجَّاج نے کہا: ''میں بھلا اس بات کی ضمانت کیسے دے سکتا ہوں؟'' اعرابی نے کہا: ''اگر تم اس بات کی ضمانت نہیں دے سکتے تو پھر مجھے ایسی مدت کی اُمید کیوں دلاتے ہو جس پر تم قادر ہی نہیں؟''

حَجَّاج نے کہا: ''کھاؤ! یہ کھانا بہت عمدہ ہے۔'' اعرابی نے کہا: ''نہ تو تُو نے اسے عمدہ کیا ہے اور نہ ہی باورچی نے لیکن عمدہ تو یہ اس وقت ہوگا جب برائی سے بچائے، اتنا کہہ کر اعرابی وہاں سے چلا گیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر233:

نصیحت آموز کلام

حضرتِ سیِّدُنا اَبُــوْ ھَیْثَـم خالد بن ابوصقر سدُوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ''جب حضرتِ سیِّدُنا داؤد بن نصر طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوا تو حضرتِ سیِّدُنا ابن سمّاک علیہ رحمۃ اللہ الرزاق تشریف لائے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر کے قریب بیٹھ گئے۔ پھر لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا: ''اے لوگو! بے شک دنیا سے بے رغبت رہنے والے دنیا میں بھی آرام وسکون سے رہتے ہیں اور کل بروزِ قیامت ان پر حساب وکتاب بھی آسان ہوگا۔ اور دنیا میں رغبت کرنے والے دنیا دار لوگ یہاں بھی تھکن سے چُور چُور ہیں اور کل قیامت میں ان پر حساب وکتاب بھی سخت ہوگا۔ دنیا سے بے رغبتی دنیا اور آخرت میں راحت وسکون کا باعث اور اس میں رغبت کرنا دنیا وآخرت میں تھکاوٹ اور پریشانی کا باعث ہے۔''

پھر کہنے لگے: ''اے ابوسلمان! **اللہ** تبارک وتعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے، تیرا مرتبہ کتنا بلند ہے کہ تُو نے اپنے نفس پر صبر کو لازم کرلیا، یہاں تک کہ نفس تیرا تابع ہوگیا۔ تو نے نفس کو بھوکا وپیاسا رکھا اگر تو چاہتا تو اسے کھلا پلا سکتا تھا۔ تو نے اپنا کھانا انتہائی سادہ رکھا اگر تو چاہتا تو عمدہ کھانا کھا سکتا تھا۔ تو نے کُھر درا لباس پہنا اگر چاہتا تو نرم لباس پہن سکتا تھا۔

اے ابوسلمان! تو نے نہ تو ٹھنڈا پانی طلب کیا۔ نہ ہی کبھی نرم وعمدہ لباس اور عمدہ کھانے کی خواہش کی۔ تو نے یہ تمام چیزیں آخرت کے لئے ذخیرہ کرلیں۔ میں تو یہی خیال کرتا ہوں کہ تو اپنی طلب میں کامیاب ہوگیا۔ جو تو نے چاہا تجھے مل گیا۔ ایسا کون ہے جس نے تیرے جیسا عزم کیا اور تیری طرح صبر کیا؟ تو نے احادیثِ مبارکہ سنیں اور لوگوں کو حدیث بیان کرتا ہوا چھوڑ آیا۔ تو نے دِین کی سمجھ بوجھ حاصل کی اور لوگوں کو فتویٰ دیتا ہوا چھوڑ آیا۔ حرص وطمع تجھے تیرے راستے سے نہ بہکا سکے۔ نہ تو تُو نے لوگوں کے کاروبار میں دلچسپی لی، نہ اچھے لوگوں سے حسد کیا، نہ عمدہ لوگوں کو عیب لگایا اور نہ ہی بادشاہوں اور دوستوں کے تحائف وغیرہ قبول کئے۔ تو نے اپنے آپ کو اپنے گھر میں قید رکھا، نہ کوئی تجھ سے گفتگو کرنے والا تھا اور نہ ہی تیرے لئے کوئی نیا واقعہ رونما ہوا۔ تیرے گھر کے دروازے پر پردہ تک نہ تھا، نہ تو تیرے پاس پانی ٹھنڈا کرنے کے لئے مٹکا تھا نہ ہی رات کا کھانا ٹھنڈا کرنے کے لئے کوئی بڑا پیالہ تھا۔ اگر تو اپنے جنازہ میں شرکت کرنے والوں اور اپنی پیروی کرنے والوں کو دیکھ لیتا تو تجھے معلوم ہوجاتا کہ انہوں نے تیری کتنی تعظیم وتوقیر کی۔ تُو نے ہمیشہ زُہد کی چادر اوڑھے رکھی۔

اے لوگو! تم میں سے کوئی شخص بھی دنیا میں رہنے کی رغبت نہ کرے مگر اس جیسے لوگوں سے محبت کرے۔ یقیناً بڑا فرمانبردار وہ ہے جو حقیقی زاہد اور امورِ آخرت کے لئے خوب کوشش کرنے والا ہو۔ پاکی ہے اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے لئے جو فرمانبرداروں کا اجر ضائع نہیں کرتا اور نہ ہی کسی کے عمل کو بھولتا ہے۔ میرا پروردگار عَزَّوَجَلَّ بڑی عظمتوں والا ہے۔'' اتنا کہنے کے

بعدابن سماک علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق لوگوں کے ہمراہ قبرستان سے واپس چلے آئے۔

{اللہ عزّوجلّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم }

حکایت نمبر234:

مال ودولت کا بہترین استعمال

حضرتِ سیِّدُ نا ابوحسین احمد بن حسین واعظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ'' ابوعبداللہ بن ابوموسیٰ ہاشمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس ایک یتیم بچے کے دس ہزار دینار امانت رکھے گئے ،انہیں تنگ دستی نے آلیا اور نوبت فاقوں تک پہنچنے لگی۔ بالآخر مجبور ہوکر امانت رکھی ہوئی رقم اپنے استعمال میں لے آئے۔جب یتیم بچہ بڑا ہوگیا تو سلطان نے حکم دیا کہ اس کا مال اس کے سپرد کر دیا جائے۔

حضرتِ سیِّدُ نا ابوموسیٰ ہاشمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:'' جب مجھے یہ حکم ملا تو میں بہت پریشان ہوا، زمین اپنی تمام تر وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہونے لگی۔سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ میں کہاں جاؤں اور کس طرح رقم کی ادائیگی کروں۔اسی پریشانی کے عالم میں صبح صبح گھر سے نکلا اور اپنے خچر پر سوار ہوگیا۔میرا ارادہ تھا کہ میں'' کَرْخ'' جاؤں شاید کوئی راہ نکل آئے۔میں بے خیالی کے عالَم میں اپنے خچر پر سوار نہ جانے کس سمت جا رہا تھا۔بالآخر میرا خچر ''سَلُولِیّ''کی سمت جانے والے راستہ پر چلتا ہوا حضرتِ سیِّدُ نا دَعْلَج بن احمد علیہ رحمۃ اللہ الاحد کی مسجد کے دروازے کے پاس رک گیا۔میں نیچے اترا اور مسجد میں داخل ہوگیا۔فجر کی نماز میں نے حضرتِ سیِّدُ نا دَعْلَج بن احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اقتداء میں ادا کی۔نماز کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میری طرف آئے، مجھے خوش آمدید کہا اور اپنے گھر لے گئے۔ہم ابھی بیٹھے ہی تھے کہ ایک لونڈی بہترین دسترخوان لے آئی پھر ہریسہ (یعنی گوشت اور کُوٹی ہوئی گندم ملا کر پکایا ہوا سالن) لے آئی ،حضرتِ سیِّدُ نا دَعْلَج بن احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: کھائیے!میں نے بُجھے بُجھے دل سے چند لقمے کھائے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میری یہ حالت دیکھی تو فرمایا: آپ کھانا کیوں نہیں کھا رہے اور اتنے پریشان کیوں ہیں؟''

میں نے انہیں سارا واقعہ بتادیا اور کہا:''اب میں پریشان ہوں کہ اتنا مال کہاں سے لاؤں؟''میری روداد سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا:'' آپ بے فکر ہوکر کھانا کھائیں،آپ کی حاجت پوری کر دی جائے گی۔'' پھر انہوں نے میٹھا منگوایا ہم نے مل کر کھانا کھایا پھر ہاتھ دھوئے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی لونڈی سے فرمایا:''فلاں کمرے کا دروازہ کھولو جیسے ہی دروازہ کھلا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں بہت سے تھیلے اور دیناروں سے بھرے ہوئے کافی سارے ٹوکرے رکھے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے کچھ تھیلے لے آئے میرے سامنے لا کر کھولے تو وہ دیناروں سے بھرے ہوئے تھے۔پھر غلام کو حکم دیا

کہ ترازو لے آؤ۔ غلام ترازو لے آیا اور دس ہزار دینار وزن کر کے تھیلیوں میں بھر دیئے گئے۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''رقم لے جایئے اور اپنا قرض ادا کیجئے۔''

میں نے احسان مندانہ انداز میں کہا: ''آپ کی یہ رقم مجھ پر قرض ہے۔ میں یہ ضرور واپس کروں گا۔'' پھر میں ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے وہاں سے چلا آیا۔ گھر پہنچ کر سبز عمدہ چادر اوڑھی، خچر پر سوار ہوا اور بادشاہ کے دربار پہنچ کر بڑے پُر وقار انداز میں کہا: ''میرے متعلق لوگوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ میں یتیم کا مال کھا کر بھاگ گیا ہوں۔ یہ دیکھئے! یہ سارا مال حاضرِ خدمت ہے۔'' یہ دیکھ کر بادشاہ نے قاضی، گواہ اور تمام ریکارڈ طلب کئے۔ پھر تمام مال اس یتیم کو ادا کر دیا۔ پھر میری تعریف کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا اور مجھے گھر آنے کی اجازت دے دی۔

جب میں گھر پہنچا تو ایک رئیس زادے نے مجھے بلایا اور کہا: ''میں اپنی زمین تجھے ٹھیکے پر دیتا ہوں، اس سے جو فصل ہوگی ہم ایک مقررہ مقدار میں آپس میں تقسیم کرلیں گے۔ کیا تم راضی ہو؟'' میں نے ہاں کردی اور زمین کی دیکھ بھال کرنے لگا۔ ایک سال پورا ہوا تو میں نے فصل اس کے حوالے کردی اسے اس سال کافی نفع ہوا، میں نے تین سال کے لئے اس کی زمین لی تھی، تین سال بعد جب میں نے حساب لگایا تو میرے حصے میں تیس ہزار دینار آئے۔ میں نے دس ہزار دینار لئے اور حضرتِ سیِّدُنا **دَعْلَج** بن احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف چل دیا۔ صبح کی نماز ان کی اقتداء میں ادا کی۔ نماز کے بعد وہ مجھے اپنے گھر لے گئے۔ دستر خوان بچھایا گیا اور ہمارے سامنے ''ہریسہ'' رکھ دیا گیا۔ میں نے اطمینان اور خوش دلی سے کھانا کھایا۔ جب فراغت پا چکے تو حضرتِ **دَعْلَج** بن احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''آپ کا کیا حال ہے اور کیا خبر ہے؟'' میں نے کہا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم اور آپ کے تعاون سے میں نے تمام قرضہ اتار دیا اور اس وقت میری ملکیت میں تیس ہزار دینار ہیں۔ جو دس ہزار دینار میں نے آپ سے قرض لئے تھے وہ واپس کرنے آیا ہوں۔''

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''**سُبْحَانَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جس وقت میں نے رقم دی تھی تو اس نیت سے نہ دی تھی کہ واپس لوں گا۔ جایئے! اور یہ تمام رقم اپنے بچوں پر خرچ کیجئے۔'' میں نے حیران ہو کر پوچھا: ''اے شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! آخر اتنا مال آپ کے پاس کہاں سے آیا کہ آپ دس ہزار دینار مجھے ہدیہ دے رہے ہیں؟'' فرمایا: ''بات دراصل یہ ہے کہ میں نے چھوٹی عمر میں ہی قرآنِ کریم حفظ کرلیا تھا۔ پھر احادیثِ کریمہ یاد کیں۔ اس طرح میں مشہور ہو گیا، پھر مجھے ایک بہت مال دار بحری تاجر ملا۔ اس نے مجھ سے پوچھا: ''کیا تم ہی **دَعْلَج** بن احمد ہو؟''

میں نے کہا: ''ہاں۔'' تو وہ کہنے لگا: ''میں چاہتا ہوں کہ اپنا مال تمہیں دوں تاکہ تم اس کے ذریعے تجارت کرو۔ **اللّٰہ** رب العزت ہمیں جو بھی نفع دے گا وہ ہم دونوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔ پھر میرے مال سے مزید تجارت کرتے رہنا۔'' پھر اس نے ہزار ہزار درہم کی تھیلیاں دیتے ہوئے کہا: ''یہ سارا مال اپنے پاس رکھو اور تجارت شروع کردو۔ اور یہ مزید کچھ رقم

رکھو۔ جہاں تم دیکھو کہ خرچ کرنا مناسب ہے بلا جھجک خرچ کرنا اور جو تمہیں مستحق نظر آئے اسے دے دینا۔'' چنانچہ، میں نے تجارت شروع کردی۔ جتنا نفع ہوتا میں اس میں سے نصف اسے بھجوادیتا اور وہ اتنا ہی مال مزید اس میں شامل کرکے واپس میری طرف بھیج دیتا۔ اسی طرح کئی سال گزر گئے۔ معاہدے کا آخری سال آیا تو وہ تاجر میرے پاس آیا اور کہا: ''میں اکثر سمندری سفر میں رہتا ہوں۔ بے شک مجھے بھی موت آنی ہے جو وقت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مقرر کیا ہے وہ ضرور مجھ پر بھی آئے گا۔ یہ سارا مال تم رکھ لو، اس میں سے صدقہ کرو، مساجد بناؤ اور خیر کے کاموں میں خرچ کرو۔'' اتنا کہا اور بے انتہا مال چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ بس اس طرح میرے پاس یہ سارا مال آیا اور میں اسے ایسے ہی نیک کاموں میں خرچ کرتا ہوں۔ سارا واقعہ سنانے کے بعد حضرتِ سیِّدُنا دَغْلَج بن احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے ابوموسیٰ! جب تک میں زندہ رہوں تب تک یہ بات کسی کو نہ بتانا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر235: ایک عارفہ کی معرفت بھری گفتگو

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن محمد بن مَسْرُوق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ایک مرتبہ دورانِ سفر ایک عورت نے مجھ سے پوچھا: ''تمہارا تعلق کہاں سے ہے؟'' میں نے کہا: ''میں پردیسی ہوں۔'' بولی: ''افسوس ہے تم پر! **اللہ** ربُّ العزَّت کے ہوتے ہوئے بھی تمہیں اَجْنَبِیَّت محسوس ہو رہی ہے، وہ پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ تو کمزوروں اور غریبوں کا مُونِس ومددگار ہے۔'' یہ سن کر میں رونے لگا۔ اس نے کہا: ''تمہیں کون سی چیز رُلا رہی ہے؟'' میں نے کہا: ''میرے زخمی دل پر مرہم رکھ دی گئی ہے، اب میں جلدی نجات پا جاؤں گا۔'' کہا: ''اگر تو اپنی بات میں سچا ہے تو پھر رویا کیوں؟'' میں نے کہا: ''کیا سچا شخص روتا نہیں؟'' کہا: ''نہیں! کیونکہ آنسو بہہ جانے کے بعد دل کو سکون مل جاتا ہے۔''

اُس کی اس بات نے مجھے تعجب میں ڈال دیا۔ پھر وہ کہنے لگی: ''تم اتنے حیران کیوں ہو رہے ہو؟'' میں نے کہا: ''مجھے تمہاری باتوں سے بہت تعجب ہو رہا ہے۔'' کہا: ''کیا تم اپنے زخم کو بھول گئے؟'' میں نے کہا: ''نہیں، میں اپنے زخموں کو نہیں بھولا۔ تم مجھے کوئی ایسی بات بتاؤ جس کے ذریعے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے نفع دے۔'' کہا: ''جو فائدہ تجھے حکماء کی باتیں سن کر ہوا کیا وہ تمہارے لئے کافی نہیں؟'' میں نے کہا: ''نہیں، میں ابھی نیک باتوں کی طلب سے بے نیاز نہیں ہوا۔'' کہا: ''تو نے سچ کہا، پس اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے سچی محبت کر، اس کا سچا عاشق بن جا۔ کل بروزِ قیامت جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کو

اپنی محبت کے جام پلائے گا تو پھر وہ کبھی بھی پیاس محسوس نہیں کریں گے۔'' میں رونے لگا اور میرے سینے سے گھُٹی گھُٹی سی آواز آنے لگی۔ پھر وہ عورت مجھے وہیں روتا چھوڑ کر یہ کہتی ہوئی چلی گئی: ''اے میرے آقا! تو کب تک مجھے ایسے گھر میں باقی رکھے گا جہاں میں کسی بھی ایسے شخص کو نہیں پاتی جو رونے میں میرا مددگار ثابت ہو۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم }

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر 236: باعمل مریدنی کا بیٹا ڈوب کر بھی بچ گیا

حضرتِ سیِّدُنا علّان علیہ رحمۃ اللہ الحنّان سے منقول ہے کہ ''حضرت سیِّدُنا سَری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ایک مریدنی کا لڑکا مدرسے جاتا تھا۔ایک دن استاذ نے آٹا پسوانے کے لئے اسے چکّی پر بھیجا۔راستے میں نہر تھی۔جب وہ نہر سے گزرنے لگا تو اس میں ڈوب گیا۔جب استاذ کو اس کے ڈوبنے کی اطلاع ملی تو وہ بہت پریشان ہوا اور حضرت سیِّدُنا سَرِی سَقَطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس حاضر ہو کر سارا واقعہ کہہ سنایا۔حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: ''آؤ میرے ساتھ چلو! ہم چل دیئے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہاں پہنچ کر اس عورت کو صبر کے فضائل بتائے۔پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا پر راضی رہنے کی ترغیب دلائی۔

عورت نے کہا: ''حضور! آج آپ مجھے صبر و رضا کے متعلق خاص طور پر نصیحت کر رہے ہیں، اس میں کیا حکمت ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مُریدنی سے فرمایا: ''تمہارا بیٹا نہر میں ڈوب گیا ہے۔'' اس نے متعجب ہو کر پوچھا: ''میرا بیٹا؟'' فرمایا: ''ہاں۔'' عورت نے کہا: ''بے شک میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے ایسا نہیں کیا ہوگا۔'' حضرتِ سیِّدُنا سَرِی سَقَطی علیہ رحمۃ اللہ القوی اسے صبر و رضا کی تلقین کرنے لگے۔عورت نے کہا: ''آؤ! میرے ساتھ چلو۔'' چنانچہ، تمام لوگ اس عورت کے ساتھ چل دیئے۔ جب نہر پر پہنچے تو عورت نے لوگوں سے پوچھا: ''بتاؤ! وہ کہاں ہے؟'' لوگوں نے بتایا: ''تمہارا لڑکا فلاں جگہ ڈوبا ہے۔'' عورت نے بلند آواز سے پکارا: ''اے میرے بیٹے محمد!'' فوراً نہر سے اس کے بیٹے نے پکار کر کہا: ''امّی جان! میں یہاں ہوں، امی جان! میں یہاں ہوں۔'' عورت فوراً نہر میں اتری، اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے آئی اور خوشی خوشی اپنے گھر چلی گئی۔''

حضرتِ سیِّدُنا علّان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرتِ سیِّدُنا سَرِی سَقَطی علیہ رحمۃ اللہ القوی حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کے پاس گئے اور پوچھا یہ کیا معاملہ ہے، اور ایسا کیونکر ہوا؟ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی نے حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے فرمایا: ''کہو، قُلْ۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''قُلْ'' کہا۔

پھر حضرت سیِّدُ نا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی نے فرمایا: ''بات دراصل یہ ہے کہ وہ عورت احکاماتِ الٰہیہ عَزَّوَجَلَّ کو پورا کرنے والی تھی اور جو شخص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے احکامات پر عمل پیرا ہوا سے کوئی ایسا حادثہ پیش نہیں آتا جسے وہ نہ جانتا ہو۔ جب اس عورت کا بیٹا ڈوبا تو اسے معلوم نہ تھا، اس لئے اسے یقین نہ آیا اور اس نے کہا: بے شک میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے ایسا نہیں کیا۔ اسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ذات پر یقینِ کامل تھا۔ اس لئے اس کا بیٹا اسے واپس کر دیا گیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 237: ستائیس سال مسلسل جہاد کرنے والا

حضرتِ سیِّدُ نا عبدالوَہَّاب بن عَطَاء خَفَّاف علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق سے مروی ہے کہ ''مجھے مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کے مشائخ نے بتایا کہ حضرت سیِّدُ نا ابو عبدالرحمٰن فَرُّوخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بنو اُمیہ کے دورِ خلافت میں سرحدوں کی حفاظت کے لئے خُراسان گئے۔ آپ کی زوجۂ محترمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اُمید سے تھیں اور آپ کا بیٹا ربیعہ ماں کے پیٹ میں تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی زوجہ کے پاس تیس (30) ہزار دینار چھوڑ کر گئے۔ ستائیس سال بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا آئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ میں نیزہ تھا اور آپ گھوڑے پر سوار تھے۔ گھر پہنچ کر نیزے سے دروازہ اندر دھکیلا تو حضرتِ سیِّدُ نا ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باہر نکلے۔ جیسے ہی انہوں نے ایک مسلَّح شخص کو دیکھا تو بڑے غضب ناک انداز میں بولے: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! کیا تو میرے گھر پر حملہ کرنا چاہتا ہے؟''

حضرتِ سیِّدُ نا فَرُّوخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''نہیں، میں حملہ نہیں کرنا چاہتا۔ تم یہ بتاؤ کہ تمہیں میرے گھر میں داخل ہونے کی جراءَت کیسے ہوئی۔'' پھر دونوں میں تلخ کلامی ہونے لگی۔ قریب تھا کہ دونوں دست وگریبان ہو جاتے۔ لیکن ہمسائے بیچ میں آگئے اور لڑائی نہ ہوئی۔ جب حضرت سیِّدُ نا مالک بن اَنس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دوسرے بزرگ حضرات کو خبر ہوئی تو وہ فوراً چلے آئے۔ لوگ انہیں دیکھ کر خاموش ہو گئے۔ حضرت سیِّدُ نا ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شخص سے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس وقت تک تمہیں نہ چھوڑوں گا جب تک تمہیں سلطان کی عدالت میں نہ لے جاؤں۔''

حضرتِ سیِّدُ نا فَرُّوخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں بھی تجھے سلطان کی عدالت میں لے جائے بغیر نہ چھوڑوں گا۔ ایک تو تم میرے گھر میں بلا اجازت داخل ہوئے اور پھر مجھی سے جھگڑا کر رہے ہو۔'' حضرت سیِّدُ نا مالک بن انس

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابوعبدالرحمٰن فَرُّوخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا: ''اے شیخ! یہ گھر تمہارا نہیں ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میرا نام فَرُّوخ ہے اور یہ میرا ہی گھر ہے۔'' یہ سن کر آپ کی زوجہ محترمہ جو دروازے کے پیچھے ساری گفتگو سن رہی تھیں، باہر آئیں اور کہا: ''یہ میرے شوہر ہیں اور ربیعہ ان کا بیٹا ہے۔ جس وقت یہ جہاد پر گئے تھے تو ربیعہ میرے پیٹ میں تھا۔'' یہ سن کر دونوں باپ بیٹے گلے ملے اور ان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو چھلک پڑے۔ حضرتِ سیِّدُنا ابوعبدالرحمٰن فَرُّوخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خوشی خوشی گھر میں داخل ہوئے اور خوش ہوتے ہوئے اپنی زوجہ محترمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے پوچھا: ''یہ میرا بیٹا ہے؟'' انہوں نے فرمایا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! یہ تمہارا ہی بیٹا ہے۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''اچھا وہ تیس ہزار دینار کہاں ہیں جو میں چھوڑ کر گیا تھا؟'' عرض کی: ''وہ میں نے ایک جگہ دفنا دیئے تھے، کچھ دن بعد نکال لوں گی۔'' پھر حضرت سیِّدُنا ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد چلے گئے اور اپنے حلقۂ درس میں بیٹھ گئے۔ حضرت سیِّدُنا مالک بن انس، حسن بن زید، ابن ابی علی لَھَبِی، مُسَاحِقِی اور مدینہ شریف کے دوسرے معزز حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ درسِ حدیث دینے لگے۔

حضرتِ سیِّدُنا فَرُّوخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گھر ہی میں تھے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجہ محترمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے کہا: ''آپ مسجد نبوی شریف عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں جا کر نماز ادا فرمالیں۔'' چنانچہ، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں گئے تو دیکھا کہ ایک حلقہ لگا ہوا ہے اور لوگ بڑے ادب و توجہ سے علمِ دین سیکھ رہے ہیں اور ایک خوبرو نوجوان انہیں درس دے رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قریب گئے تو لوگوں نے آپ کے لئے جگہ کشادہ کی۔ آپ بیٹھ گئے۔ حضرتِ سیِّدُنا ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا سر تھوڑا اینچے کرلیا۔ حضرتِ سیِّدُنا ابوعبدالرحمٰن فَرُّوخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کو پہچان نہ سکے۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا: ''یہ کون صاحب ہیں، جو علم کے موتی لٹا رہے ہیں؟'' لوگوں نے بتایا: ''یہ ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن ہیں۔'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے حد خوش ہوئے اور فرمایا: ''اللّٰہ ربُّ العزَّت نے میرے بیٹے کو کیسا عظیم مرتبہ عطا فرمایا۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خوشی خوشی گھر تشریف لائے اور اپنی زوجہ سے فرمایا: ''میں نے تمہارے لختِ جگر کو آج ایسے عظیم مرتبے پر فائز دیکھا کہ اس سے پہلے میں نے کسی علم والے کو ایسے مرتبے پر نہیں دیکھا۔ وہ تو علم کے موتی لٹانے والا سمندر ہے۔''

آپ کی زوجہ محترمہ نے کہا: ''آپ کو اپنے تیس ہزار دینار چاہئیں یا اپنے بیٹے کی یہ عظمت و رفعت۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے تو اپنے بیٹے کی اس عظیم نعمت کے بدلے کچھ بھی نہیں چاہئے۔'' آپ کی زوجہ محترمہ نے کہا: ''تو پھر سنئے! میں نے وہ تمام مال تمہارے بیٹے پر خرچ کر کے اسے علمِ دین سکھایا۔'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تم نے مال ضائع نہیں کیا بلکہ بہت اچھی جگہ خرچ کیا ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم }

(اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے زیرِ انتظام علم وعمل کی دولت لوگوں کو منتقل کرنے کے لئے کئی جامعات ومدارس بنام **جامعۃ المدینہ** اور **مدرسۃ المدینہ** قائم ہیں۔ یہاں نہ صرف علم کی لازوال دولت تقسیم ہوتی ہے بلکہ عمل کا جذبہ بھی دیا جاتا ہے۔ ہزارہا طلباء وطالبات یہاں سے فیض یاب ہوکر اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے مصروفِ عمل ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کو دن دُگنی رات چُگنی ترقی عطا فرمائے۔(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اے **دعوتِ اسلامی** تیری دھوم مچی ہو ۔۔۔ اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر238: جذبۂ شہادت

حضرتِ سیِّدُنا قاسم بن عثمان جوعی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے کہ''میں نے ایک شخص کو طواف کرتے ہوئے دیکھا اس کی زبان پر بس یہی دعا جاری تھی:''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو ہی محتاجوں کی حاجتیں پوری فرماتا ہے، لوگوں کی حاجتیں تو نے پوری کردیں، میری حاجت ابھی تک پوری نہیں ہوئی۔''

وہ شخص بار بار یہی کہہ رہا تھا اس کے علاوہ کچھ اور نہ کہتا۔ میں نے پوچھا:''بھائی! تم اس کے علاوہ کوئی اور دعا کیوں نہیں مانگتے؟'' کہا:''میں تمہیں سارا واقعہ بتاتا ہوں۔ بات دراصل یہ ہے کہ ہم سات مجاہد مختلف شہروں سے جمع ہوکر ایک غزوہ میں شریک ہوئے، دشمن ہمیں قید کرکے اپنے سردار کے پاس لے گئے۔ وہ ہمیں شہید کرنے ایک ویران سی جگہ لے گئے۔ میری نظر آسمان کی طرف اٹھی تو دیکھا کہ سات دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ہر دروازے پر ایک حور کھڑی ہے۔ جب ہم سات مجاہدوں میں سے ایک کو دشمنوں نے شہید کردیا۔

تو میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک حور اپنے ہاتھوں میں رومال لئے زمین کی طرف اُتری۔ پھر دوسرے مجاہد کو بھی شہید کردیا گیا۔ اب دوسری حور اس طرح ہاتھوں میں رومال لئے زمین کی طرف اتری۔ الغرض میرے چھے رفقاء کو باری باری اسی طرح شہید کیا گیا۔ جب بھی کوئی مجاہد شہید ہوتا تو فوراً ایک حور ہاتھوں میں رومال لئے زمین کی طرف اترتی۔ بالآخر میرا نمبر بھی آگیا۔ اب صرف ایک دروازہ کھلا تھا اور اس پر ایک حور باقی تھی۔ جب مجھے شہید کیا جانے لگا تو بعض لوگوں نے فدیہ دے کر مجھے چھڑوالیا۔ اس حور کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا:''اے محروم! تجھے کس چیز نے پیچھے رکھا؟'' اتنا کہہ کر اس نے دروازہ بند کر

دیا۔اے میرے بھائی! میں اس وقت سے آج تک اس فضیلت کے نہ ملنے پر افسردہ وغمگین ہوں۔''

حضرت سیِّدُ نا قاسم جوعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''میں اس شخص کو ان سب سے افضل سمجھتا ہوں کیونکہ اس نے وہ چیز دیکھ لی جو انہوں نے نہ دیکھی۔اب یہ حسرت زدہ چھوڑ دیا گیا تاکہ اس نعمت کے حصول کی خاطر عمل کرتا رہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 239: سمجھدار و پارسا عورت

حضرتِ سیِّدُ نا حسن بن عبدالرحمٰن علیہ رحمۃ اللہ الحنّان فرماتے ہیں کہ''بصرہ میں ایک مالدار شخص رہتا تھا۔ایک دن جب وہ اپنے باغ میں گیا تو دیکھا کہ اس کا نوکر اپنی حسین وجمیل بیوی کے ساتھ باغ میں موجود ہے۔نوکر کی خوبصورت بیوی کو دیکھ کر مال دار کی نیت خراب ہوگئی۔اس نے عورت کو محل میں بھیجا اور نوکر سے کہا:''جاؤ! ہمارے لئے کھجوریں توڑ لاؤ، جب کھجوریں توڑ چکو تو فلاں فلاں کو میرے پاس بلا لانا۔''نوکر حکم پاتے ہی کھجوریں لینے چلا گیا۔اب یہ اپنے محل میں آیا اور نوکر کی بیوی سے کہا:''تمام دروازے بند کردو۔''عورت نے تمام دروازے بند کر دیئے تو مال دار نے کہا:''کیا تمام دروازے بند کر دیئے؟''

سمجھ دار نیک عورت نے کہا:''صرف ایک دروازہ میں بند نہ کرسکی۔''مال دار نے کہا:''کون سا دروازہ تو نے بند نہیں کیا؟''اس نے کہا:''وہ دروازہ جو ہمارے اور ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ کے درمیان ہے، میں اسے بند نہیں کرسکی۔''یہ جملہ اس مال دار کے دل میں تاثیر کا تیر بن کر پیوست ہوگیا۔وہ گناہ سے بچ گیا اور رو،رو کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 240: مردِ قلندر کی ایمان افروز تقریر

حضرتِ سیِّدُ نا عِکْرِمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرتِ سیِّدُ نا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ''روم کی جنگ میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ صحابیٔ رسول حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن حُذَافَہ سَہْمِی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی قید کرلیا گیا۔رومی سردار نے تمام مسلمانوں کو اپنے دربار میں بلایا اور حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن حُذَافَہ سَہْمِی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:''نصرانی ہوجاؤ، ورنہ

میں تمہیں تانبے کی دیگ میں ڈال کر جلادوں گا۔'' یہ سن کر صحابئ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جرأت مندانہ جواب دیا: ''ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا، میں کبھی بھی نصرانی نہیں بنوں گا۔'' ظالم سردار نے جب یہ سنا تو تانبے کی دیگ منگوا کر اس میں تیل ڈلوایا، پھر اس کے نیچے آگ جلانے کا حکم دیا۔ جب تیل خوب گرم ہو کر اُبلنے لگا تو ایک مسلمان قیدی کو بلا کر کہا: ''نصرانی ہو جاؤ، اس مردِ مجاہد نے انکار کیا تو اسے اُبلتے ہوئے تیل میں ڈلوا دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا سارا گوشت جل گیا اور ہڈیاں اوپر تیرنے لگیں۔''

پھر حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن حُذَافَہ سَہْمِی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا: ''عیسائی ہو جاؤ، ورنہ اس شخص کی طرح تمہیں بھی اس اُبلتے ہوئے تیل میں ڈال دیا جائے گا۔ صحابئ رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاف انکار کر دیا۔ ظالم سردار نے حکم دیا کہ اسے بھی تیل کی دیگ میں ڈال دو۔ حکم پاتے ہی جلادوں نے آپ کو پکڑا اور اُبلتے ہوئے تیل میں ڈالنے کے لئے لے چلے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اچانک رونا شروع کر دیا۔ جلاد، ظالم سردار کے پاس آئے اور بتایا کہ وہ قیدی رو رہا ہے۔ سردار بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ اسے ہمارے پاس لے آؤ۔ وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ شاید آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ موت کے ڈر سے اس کی بات ماننے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے سامنے آئے تو فرمایا: ''کیا تم لوگ یہ سمجھ رہے ہو کہ میں موت کے خوف سے رو رہا ہوں۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں موت کے خوف سے نہیں بلکہ میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ میرے جسم میں صرف ایک جان ہے جو میں دینِ اسلام کے لئے قربان کر رہا ہوں۔ مجھے تو یہ پسند تھا کہ میرے جسم میں اگر سو جانیں ہوتیں تو ایک ایک کر کے سب کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نام پر قربان کر دیتا۔''

؎ یہ اک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں ترے نام پہ سب کو وارا کروں میں

سردار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ ایمان افروز تقریر سن کر بہت متعجب ہوا کہ اس مردِ قلندر کے اندر اپنے دِین کی کتنی محبت ہے اور یہ خوشی سے دِین کی خاطر اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔ سردار نے لالچ دیتے ہوئے کہا: ''اگر تم نصرانی ہو جاؤ تو میں اپنی بیٹی کی شادی تم سے کر دوں گا اور حکومت میں بھی تمہیں حصہ دوں گا۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی یہ پیش کش بھی ٹھکرا دی اور صاف انکار کر دیا۔ پھر اس نے کہا: ''اچھا اس طرح کرو کہ تم میرے سر پر بوسہ دو اگر تم یہ کرو گے تو میں تمہیں بھی آزاد کر دوں گا اور تمہارے ساتھ تمہارے اسّی (80) مسلمان قیدیوں کو بھی آزاد کر دوں گا۔''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اگر واقعی تم ایسا کرو گے تو میں تمہارے سر کو بوسہ دینے کے لئے تیار ہوں۔'' سردار نے یقین دہانی کرائی کہ میں اپنی بات ضرور پوری کروں گا۔ چنانچہ، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کی آزادی کی خاطر اس ظالم کے سر کا بوسہ لیا۔ سردار نے حسبِ وعدہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور اسّی مسلمان قیدیوں کو آزاد کر دیا۔

جب یہ تمام مجاہدین امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پہنچے تو امیر المؤمنین آپ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کا بوسہ لیا اور بہت خوش ہوئے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر241: فصیح وبلیغ کلام کرنے والا متوکل اژدھا

حضرتِ سیِّدُ نا حامد اَسْوَد علیہ رحمۃ اللہ الاحد نقل فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُ نا ابراہیم خوَّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''توَکُّل کے بارے میں میرے یقین کی پختگی کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ میں جنگلوں اور صحراؤں میں سفر کرتا اور اپنے توکل کو پختہ کرتا۔ مجھے ویران اور غیر آباد علاقوں سے محبت ہوگئی۔ ایک دن میں ایک ویران جنگل کی طرف گیا اور اس جنگل میں تین دن تین رات قیام کیا۔ جب چوتھی صبح ہوئی تو بھوک وپیاس کی وجہ سے کمزوری محسوس ہونے لگی۔ بتقاضائے بشریت مجھے رزق کے معاملے میں کچھ تردّد ہونے لگا۔ میں بڑا دِل گیر (غمگین) ہوا۔ اچانک میرے سامنے چار بڑے بڑے اژدھے نمودار ہوئے۔ وہ اپنے منہ سے سیٹی کی سی آواز نکالنے لگے پھر بھنبھناہٹ سی سنائی دینے لگی۔ ان کی اس آواز میں ایسا غم وسوز تھا کہ ایسی غمگین آواز میں نے آج تک نہ سنی تھی۔ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ وہ چاروں میری طرف آئے، ان میں سے ایک نے اپنا سر بلند کیا اور بڑا فصیح وبلیغ کلام کرتا ہوا مجھ سے یوں گویا ہوا: ''اے ابراہیم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! کیا تو اپنے خالق کے بارے میں شک میں مبتلا ہے؟''

میں نے کہا: ''نہیں! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں بالکل مطمئن ہوں۔'' اس نے کہا: ''پھر تو رزق کے بارے میں شک میں کیوں مبتلا ہوا؟'' وہ اژدھا میری حالت سے واقف ہوگیا تھا۔ میں نے متعجب ہوکر پوچھا: ''تم میرے حال سے کیسے واقف ہوئے؟'' اس نے کہا: ''مجھے اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے آگاہ کیا جو ہر وقت میرے ساتھ ہے۔ سنو! ہم چار اژدھے مختلف مقامات کے رہنے والے ہیں اور ہم توکل جمع کرنے آئے ہیں۔''

میں نے کہا: ''یہ تو بہت ضروری ہے۔ بے شک میں نے بھی کھانے پینے کے متعلق توکل کیا۔ اس دوران اکثر اوقات بھوک وپیاس کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟'' اس نے کہا: ''اے ابراہیم! پوشیدہ باتوں کی ٹوہ میں نہ پڑو۔ بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کچھ ایسے بندے بھی ہوتے ہیں جنہیں اس کا ذکر سیراب کرتا ہے اور اس سے ان کی بھوک جاتی رہتی ہے۔ پھر وہ کسی ایسی چیز کی پرواہ نہیں کرتے جس کے ذریعے دوسرے لوگ اپنی زندگی گزارتے ہیں اور ان لوگوں کے دلوں میں ایسی چیزوں کے متعلق کبھی

پریشانی نہیں ہوتی جس کے نہ ملنے پر دوسروں کو پریشانی لاحق ہوتی ہے ۔ ہاں ! وہ تو صرف فتنہ وفساد سے ڈرتے ہیں ۔'' اس اژدھے کا ایسا فصیح وبلیغ کلام سن کر میں نے اپنے دل میں کہا: ''سُبْحَانَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ ! یہ اژدھا کتنا پیارا کلام کررہا ہے اور میں اس کی بات کو کتنی اچھی طرح سمجھ رہا ہوں ۔''

پھر میں رونے لگا۔ میں یہ باتیں سوچ ہی رہا تھا کہ وہ اژدھا پھر بولا: ''اے ابراہیم ! پوشیدہ باتوں کی ٹوہ میں نہ رہو، کیا تم اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق میں کسی کو حقیر سمجھتے ہو؟ بے شک مجھے قوتِ گویائی اسی پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے عطا فرمائی ہے جس نے تمہارے باپ آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو مٹی سے پیدا فرمایا۔تم میرے بولنے سے متعجب ہورہے ہو! حالانکہ زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ہم ایک ایسی وادی سے تیرے پاس آئے ہیں جو یہاں سے ایک ماہ کی مسافت پر ہے ۔ہمیں ہمارے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے یہاں بھیجا ہے ۔''

یہ سن کر میں بہت حیران ہوا اور اس اژدھے سے پوچھا: ''کیا وجہ ہے کہ ان چاروں اژدھوں میں سے صرف تم ہی کلام کررہے ہو اور باقی سب خاموش ہیں؟'' اس نے کہا: ''اے ابو اِسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق ! بے شک ! اللّٰه عَزَّوَجَلَّ اور اس کی مخلوق کے درمیان حجاب ہے ۔مخلوق میں کچھ لوگ ایک دوسرے کے گہرے دوست ہیں ۔ کچھ وزراء اور کچھ لوگ بعض کے شاگرد و مرید ہیں ۔ان چاروں اژدھوں نے مجھے اپنا امیر مان لیا اور اپنے آپ کو میرے حوالے کردیا ہے ۔اب میں ہی ان کی نمائندگی و رہبری کررہا ہوں ۔ میری ایک بات توجہ سے سن لیجئے ! اگر آپ کسی کے امیر بنو اور تمہارے رفقاء آدابِ سفر ملحوظ رکھیں تو عنقریب تم اور تمہارے تمام رفقاء صدق واِخلاص کی اعلیٰ منازل تک رسائی حاصل کرلو گے ۔لیکن جب امیرِ قافلہ ہی راہ سے بھٹک جائے اور اس کے رفقاء اس پر برتری چاہیں تو سمجھو کہ وہ قافلہ ناکام ہوگیا۔ ناکامی کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ ماتحت اپنے امیر پر غالب آجائیں اور اس کی طرف توجہ نہ دیں ۔ جب تم دیکھو کہ ماتحت اپنے امیر ونگران کے سامنے بڑی بے باکی سے بول رہا ہے اور امیر ونگران خوش ہے تو سمجھ لو کہ اب برکت اُٹھالی گئی ۔''

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خَوَّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں: ''اتنا کہنے کے بعد اچانک وہ چاروں اژدھے میری نظروں سے غائب ہوگئے ۔ پھر میں چالیس روز اسی ویران وغیر آباد وادی میں رہا اور جو منظر میں نے دیکھا اس کے بارے میں سوچ سوچ کر حیران ہوتا رہا۔ یہ چالیس دن ایسے گزرے کہ نہ تو مجھے کھانے پینے کی فکر رہی اور نہ ہی کسی اور قسم کی حاجت درپیش آئی ۔ میں چالیس دن تک بالکل نہ سویا اور کئی دن تک ایک ہی وضو سے نماز پڑھتا رہا۔ یہ وادی بہت زیادہ غیر آباد اور ویران تھی ۔کوئی چیز اس میں ایسی نہ تھی جس سے اُنسیّت حاصل کی جاتی ۔ بہرحال چالیس دن بعد ایک صبح وہ چاروں اژدھے پھر میرے سامنے ظاہر ہوئے ۔انہوں نے مجھے سلام کیا۔ میں نے سلام کا جواب دیا۔ان میں سے وہی اژدھا جو پہلے مجھ سے مخاطب ہوا تھا، کہنے لگا:

''اے ابواسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق! میرا گمان تھا کہ ان چالیس دنوں میں کسی نہ کسی دن تو منتخب کرلیا جائے گا میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کی تھی کہ وہ تجھے صادقین کی بعض غذا کا ذائقہ چکھا دے اور اب میں تیرا حال **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حوالے کرتا ہوں۔''

پھر اس اژدھے نے اپنے منہ سے نرگس کے کچھ پھول میری طرف پھینکے۔ میں نے انہیں اٹھالیا۔ جب سامنے دیکھا تو وہ تمام اژدھے غائب ہوچکے تھے۔ میں ان کی جدائی سے بڑا غمگین ہوا۔ پھر چالیس دن تک میں کیف وسرور کے عالم میں رہا نہ تو مجھے بھوک لگی نہ پیاس۔ اور میرے جسم سے ایسی خوشبو آتی تھی جیسے میں نے پورے جسم پر عطر لگایا ہوا ہو۔ اسی طرح وہ پوری وادی خوشبو سے معطر اور معنبر رہی۔ یہ وہ پہلا واقعہ تھا جو **اللہ** ربُّ العزَّت نے میرے لئے ظاہر فرمایا اور مجھے عجیب وغریب چیزیں دکھائیں۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 242:

با کرامت نوجوان

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن علی اَخْمِیمِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ہم حضرتِ سیِّدُنا ذُوالنُّون مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی محفل میں حاضر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کرامات کے متعلق ارشادات فرما رہے تھے۔ اتنے میں حاضرین میں سے کسی نے پوچھا: ''اے ابوفَیض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! کیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کسی صاحبِ کرامت ولی کو دیکھا ہے؟'' یہ سن کر حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی یوں گویا ہوئے: '' ایک مرتبہ ایک خُراسانی نوجوان سات دن تک میرے ساتھ مسجد میں رہا۔ اس دوران اس نے کچھ بھی نہ کھایا۔ میں نے کئی مرتبہ کھانے کی دعوت دی مگر اس نے ہر بار انکار کردیا۔ ایک مرتبہ ایک سائل نے کوئی چیز مانگی تو خُراسانی نوجوان نے کہا: ''اگر تو مخلوق کو چھوڑ کر خالق عَزَّوَجَلَّ سے مانگتا تو وہ تجھے مخلوق سے بے نیاز کردیتا۔''

سائل نے کہا: میں ابھی اس مقام تک نہیں پہنچا۔ کہا: بتا تو کیا چاہتا ہے؟ کہا: میرا فاقہ دور ہوجائے اور میری ستر پوشی رہے۔'' خُراسانی نوجوان نے محراب کی جانب جاکر دو رکعت نماز ادا کی۔ جب واپس آیا تو عمدہ پھلوں سے بھرا ہوا تھال اور بالکل نئے کپڑے اس کے پاس تھے، جو اس نے سائل کو تھما دیئے۔ حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: میں نے نوجوان سے کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اتنا بلند مرتبہ ہونے کے باوجود تو نے ایک لقمہ بھی نہیں کھایا حالانکہ تو سات دن سے بھوکا ہے۔'' میری یہ بات سن کر اسے متلی سی ہونے لگی۔ پھر مجھ سے کہا: ''اے ابوفیض! یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ دل رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے نور سے منور ہو پھر بھی زبان اس سے کوئی چیز طلب کرے؟'' میں نے کہا: ''جو لوگ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے راضی ہوں کیا وہ اس سے سوال نہیں کرتے؟'' کہا: ''رضا کے کئی درجے ہیں۔ بعض لوگ اس درجے میں ہیں کہ ولولۂ شوق ومحبت میں اس سے سوال کرتے ہیں، بعض ایسے ہیں کہ کسی طرح سوال نہیں کرتے، بعض ایسے ہیں کہ اپنے لئے تو اس

سے کچھ نہیں مانگتے لیکن دوسروں پر رحم کرتے ہوئے ان کے لئے سوال کرتے ہیں۔''

ابھی گفتگو جاری تھی کہ جماعت کھڑی ہوگئی۔اس نے ہمارے ساتھ عشاء کی نماز ادا کی۔پھر پانی کا برتن اُٹھا کر مسجد سے باہر چلا گیا، ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ طہارت کے لئے جا رہا ہو لیکن پھر وہ واپس نہ آیا اور نہ ہی دوبارہ میں نے کبھی اسے دیکھا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 243:

نعرۂ تکبیر کی برکت

حضرتِ سیِّدُنا محمد سَمِیْن علیہ رحمۃ اللہ المبین فرماتے ہیں:''اَیامِ ریاضت میں میری کیفیت یہ تھی کہ جو بھی عمل کرتا اسے مستقل کرتا۔ایک مرتبہ میں مجاہدین کے ایک لشکر کے ساتھ جہاد پر گیا۔دشمنوں کے بہت بڑے رومی لشکر نے مسلمانوں پر زبردست حملہ کیا اور غالب آنے کی بھرپور کوشش کرنے لگے۔رومی لشکر کی کثرت دیکھ کر مسلمان مجاہدین پر خوف کی سی کیفیت طاری ہونے لگی۔میں بھی خوف محسوس کر رہا تھا، میرا نفس مجھے اپنے وطن کی یاد دلا رہا تھا۔جب نفس نے بہت زیادہ بزدلی کا مظاہرہ کیا تو میں نے اسے ڈانٹا اور شرم دلاتے ہوئے کہا: اے نفسِ کذّاب! تُو تو دعویٰ کرتا تھا کہ تو بہت عبادت گزار اور مجاہدات کا شوقین ہے۔اب جب وطن سے دور آ گیا ہے تو بزدلی کا مظاہرہ کر رہا ہے حالانکہ یہی تو موقع ہے کہ تو اپنے شوق کا مظاہرہ کرے لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے تجھے شرم آنی چاہئے۔

پھر میرے دل میں خیال آیا کہ سامنے نہر میں اُتر جاؤں اور غسل کروں۔چنانچہ، میں نے غسل کیا اور باہر آ گیا۔اب میری کیفیت ہی کچھ اور تھی۔جذبۂ شوق میرے روئیں روئیں سے عیاں تھا۔میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر میرے اندر اتنا جذبہ کہاں سے آ گیا۔میں نے اپنا اسلحہ زیبِ تن کیا اور میدانِ جنگ میں گھس کر بڑی شدت سے دشمنوں کی صفوں پر حملہ کیا۔میں خود نہیں جانتا تھا کہ کس طرح لڑ رہا ہوں۔میں دشمن کی صفوں کو چیرتا ہوا ان کے پیچھے چلا گیا اور نہر کے قریب پہنچ کر''اَللّٰہُ اَکْبَر، اَللّٰہُ اَکْبَر، اَللّٰہُ اَکْبَر،اَللّٰہُ اَکْبَر'' کی صدائیں بلند کیں۔دشمنوں نے تکبیر کی آواز سنی تو ان کے ہوش اُڑ گئے، وہ سمجھے کہ شاید مسلمانوں کی کُمک (یعنی مدد) کے لئے مجاہدین کی فوج پہنچ چکی ہے۔پھر رومی فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے اور وہ دُم دَبا کر بھاگ گئے۔مسلمان مجاہدین نے ان پر بھرپور حملہ کیا۔نعرۂ تکبیر کی برکت سے اس جنگ میں رومیوں کے چار ہزار سپاہی مارے گئے اور **اللہ** ربُّ العزّت نے میرے اس نعرہ کو مسلمانوں کی فتح و نصرت کا سبب بنا دیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر244: **خوبصورت دُولہا اور بدصورت دُلہن**

حضرتِ سیِّدُ نا محمد بن نُعَیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی والدہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ''میں نے حضرتِ سیِّدُ نا ابو عثمان حِیْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی زوجۂ محترمہ حضرتِ سیِّدَتُنا مریم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ مجھے میرے سرتاج حضرتِ سیِّدی ابو عثمان حِیْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ساتھ تنہائی میسر آئی تو میں نے موقع غنیمت جان کر پوچھا: اے ابو عثمان! اپنی زندگی کا کون سا عمل آپ کو سب سے زیادہ پیارا اور محبوب ہے؟ فرمایا: ''اے مریم! جب میں عالمِ شباب میں تھا تو اس وقت میری رہائش ''رَے'' میں تھی۔ لوگ مجھے بہت پسند کرتے۔ سب کی خواہش تھی کہ میری شادی ان کے گھر ہو جائے لیکن میں سب کو انکار کر دیتا۔ ایک دن ایک عورت میرے پاس آئی اور یوں گویا ہوئی: ''میں تیری محبت میں بہت زیادہ بے قرار ہو گئی ہوں، میری رات کی نیندیں اور دن کا چین برباد ہو گیا ہے، میں تجھے اس کا واسطہ دے کر التجا کرتی ہوں جو دلوں کو پھیرنے والا ہے کہ تو مجھ سے شادی کر لے۔''

اس کے یہ جذبات دیکھ کر میں نے پوچھا: ''کیا تمہارا باپ زندہ ہے؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں، میرا باپ درزی ہے اور فلاں محلے میں رہتا ہے۔ میں نے اس کے والد کو نکاح کا پیغام بھجوایا تو وہ بہت خوش ہوا، اس نے فوراً گاؤں کے معزز لوگوں کو بلا کر میرا نکاح اپنی بیٹی سے کر دیا۔ جب میں حجرۂ عروسی میں داخل ہوا تو دیکھا کہ میری نئی نویلی دلہن ایک آنکھ سے محروم، پاؤں سے لنگڑی اور انتہائی بدشکل تھی، اسے دیکھ کر میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں تو نے جو میرا مقدر بنایا میں اس پر تیرا شکر گزار ہوں۔'' پھر جب میرے گھر والوں کو میری زوجہ کی کیفیت معلوم ہوئی تو مجھے برا بھلا کہا اور خوب ڈانٹا۔ لیکن میں نے اپنی زوجہ سے کبھی کوئی ایسی بات نہ کی جو اسے بری لگتی بلکہ میں اس پر بہت زیادہ مہربان ہو گیا اور اسے ضرورت کی ہر شئے مہیا کرتا۔

میری محبت وشفقت کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہو گئی کہ لمحہ بھر کے لئے بھی مجھ سے جدائی برداشت نہ کرتی۔ چنانچہ، اپنی اس مجبور و بے کس، محبت کی پیاسی اور معذور بیوی کی خاطر میں نے دوستوں کی محفل میں جانا چھوڑ دیا اور زیادہ وقت اسی کے پاس گزارنے لگا، تاکہ اس بیچاری کا دل خوش رہے اور یہ احساسِ کمتری کا شکار نہ ہو۔ اور اس طرح میں نے اپنی زندگی کے **پندرہ سال** اپنی اس معذور بیوی کے ساتھ گزار دیئے۔ بعض اوقات مجھے اتنی تکلیف ہوتی جیسے مجھے سُلگتے انگاروں پر ڈال دیا گیا ہو لیکن میں نے کبھی بھی اس کیفیت کا اظہار اس پر نہ کیا۔ یہاں تک کہ پندرہ سال بعد وہ اس دارِفانی سے رخصت ہو گئی۔ میری اس معذور بیوی کو مجھ سے جو محبت تھی اسے نبھانے اور اس کو ہر طرح سے خوش رکھنے کی خاطر میں نے جو عمل کیا وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

{ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

حکایت نمبر245:

اُخروی حساب کا خوف

حضرتِ سیِّدُ نامُبَا رَک بن سعید علیہ رحمۃ اللہ المجید سے منقول ہے کہ ایک شخص حضرتِ سیِّدُ ناسُفْیَان علیہ رحمۃ اللہ المنّان کے پاس سات سات ہزار دینار کی دو تھیلیاں لے کر حاضر ہوا۔ اس شخص کا والد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بہت گہرا دوست تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر اس کے پاس جا کر قیلولہ فرماتے اور وہ بھی اکثر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا کرتا تھا۔ دینار لانے والے نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا: ''اے ابو عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! کیا آپ کے دل میں میرے والد کی کچھ محبت ہے؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے والد کی خوب تعریف کی اور فرمایا: ''**اللہ** تبارک وتعالیٰ تمہارے والد پر رحم کرے، وہ بہت اچھے انسان اور بہت سی خوبیوں کے حامل تھے۔ کہا: اے ابو عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! آپ تو جانتے ہی ہیں کہ یہ مال میرے پاس کیسے آیا؟ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ یہ تمام دینار قبول فرمالیں اور ان کے ذریعے اپنے اہل وعیال کی کفالت پر مدد حاصل کریں۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے ساری رقم لے لی۔ جب وہ جانے لگا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے فرمایا: ''جاؤ اور اس کو میرے پاس بلا لاؤ۔'' میں گیا اور اسے بلا لایا۔ فرمایا: ''اے بھتیجے! تمہارا مال میں نے قبول کرلیا، اب میری خواہش ہے کہ یہ مال تم قبول کرلو۔'' اس نے انکار کرتے ہوئے کہا: ''اے ابو عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! کیا آپ کے دل میں اس مال کے بارے میں کوئی کھٹکا ہے؟'' فرمایا: ''نہیں، لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم یہ واپس لے لو۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی طرح تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ اس نے مال واپس لے لیا۔

جب وہ چلا گیا تو میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا، اس وقت میرے پاس کچھ بھی نہ تھا میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے کھڑا ہوا اور کہا: ''اے بھائی! افسوس ہے! آپ کا دل کیسا ہے؟ کیا آپ کے اہل وعیال نہیں، کیا آپ مجھ پر رحم نہیں کریں گے؟ کیا آپ ہمارے بچوں پر رحم نہیں کریں گے؟ آپ ہمارے لئے ہی وہ مال قبول کرلیتے، میں کافی دیر تک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اسی طرح کہتا رہا بالآخر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو وہ مال لے لو اور خوش دلی سے کھاؤ، میں کبھی بھی اسے قبول نہیں کروں گا، کیونکہ اگر میں نے وہ قبول کرلیا تو اس کے متعلق سوال بھی مجھ ہی سے ہوگا، کسی اور سے نہیں۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

حکایت نمبر246: **ایک توجہ سے سارے برتن بھر گئے**

حضرتِ سیِّدُ نا احمد بن محمد بن جَعْد علیہ رحمۃ اللہ الاحد فرماتے ہیں: جس رات حضرتِ سیِّدُ نا شُرَیح بن یُونُس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی۔ اس رات وہ میرے پاس تشریف لائے اور تین درہم دیتے ہوئے کہا: ''ایک درہم کا شہد، ایک کا گھی اور ایک درہم کے ستّو دے دو۔'' میرے پاس اس وقت تمام اشیاء ختم ہو چکی تھیں اور میں تمام برتن خالی کر چکا تھا تاکہ صبح سویرے بازار سے اشیاء لاکر ان میں رکھوں۔ میں نے عرض کی: ''حضور! اس وقت تمام سامان ختم ہو چکا ہے اور دُکان کے سارے برتن خالی ہیں۔ میں صبح سویرے سامان خریدنے جاؤں گا اس وقت آپ کی مطلوبہ اشیاء میرے پاس موجود نہیں۔''

فرمایا: ''جاؤ، **دیکھو تو سہی!** شاید برتنوں میں کوئی چیز مل جائے۔'' میں نے دیکھا تو سب برتن بھرے ہوئے تھے اور ستّوؤں کا تھیلا بھی بھرا ہوا ہے۔ میں نے بہت سارے ستّو اور دیگر اشیاء آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے لاکر رکھ دیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''تم تو کہہ رہے تھے کہ تمام برتن خالی ہیں، اب یہ سامان اتنی جلدی کہاں سے آ گیا؟'' میں نے کہا: ''حضور! آپ سکوت فرمائیں اور اپنی مطلوبہ اشیاء لے جائیں۔'' فرمایا: ''سچ سچ بتاؤ، معاملہ کیا ہے؟ ورنہ میں یہ چیزیں ہرگز نہیں لوں گا۔'' میں نے عرض کی: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس فرمان کے بعد کہ ''جاؤ، دیکھو تو سہی! شاید برتنوں میں کچھ مل جائے'' جب میں نے برتن دیکھے تو سب کے سب بھرے ہوئے تھے اور یہ سب کچھ آپ ہی کی برکت سے ہوا۔ فرمایا: ''خبردار! جب تک میں زندہ رہوں، یہ واقعہ کسی کو نہ بتانا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر247: **حضرت صالح مُرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خلیفہ مہدی کو نصیحت**

حضرتِ سیِّدُ نا صالح مُرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں خلیفہ مہدی کے پاس گیا اور کہا: ''آج میری گفتگو برداشت کرنا، بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں لوگوں میں سے زیادہ قرب والا شخص وہ ہے جو لوگوں کی سخت نصیحتوں پر صبر کرے، اور جسے حضور نبئ پاک، صاحبِ لَوْ لاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے قرابت کا رشتہ ہو تو وہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اَخلاق کو اپنائے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سنتوں پر عمل پیرا ہو۔

اے خلیفہ! بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تجھے علم کی فہم اور واضح دلائل کا وارث بنایا اور اب تیرا عذر ختم ہو چکا ہے، حجتیں قائم

ہوتی رہیں گی، اگراب بھی تو شبہات میں پڑا رہے تو کوئی دلیل وحجت تجھے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی سے نہیں بچاسکے گی۔ جب تجھے علم مل گیا تو جہالت کا عذر قابلِ قبول نہیں۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لے کہ جو شخص حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اُمت میں مخالفت اور فساد پیدا کرے اور لوگوں کو دینی احکام سے بیزار کرے، تو وہ رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا دشمن ہے، اور جو رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا دشمن ہے وہ **اللّٰہ** تبارک وتعالیٰ کا دشمن ہے۔ لٰہذا **اللّٰہ** وسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی دشمنی سے بچ اور ایسی نشانیاں اپنالے جو تیری نجات کا باعث بنیں۔ اگر تو نے اس کا اُلٹ کیا تو سمجھ لے کہ اپنے آپ کو ہلاکت کے لئے پیش کردیا۔

اے خلیفہ! جان لے، بے شک پچھاڑنے والے طاقتوروں میں کمزور ترین شخص وہ ہے جو ایسے شخص کو پچھاڑے جو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف بلانے والا ہو۔ بیشک بروزِ قیامت لوگوں میں سب سے زیادہ ثابت قدم وہ ہوگا جس نے کتاب اللہ اور سنتِ نبوی کو مضبوطی سے تھاما۔ اور تیرے جیسے لوگ مَعْصِیَّت (مَعْ۔صِیْ۔یَتْ) کی وجہ سے غالب نہیں آسکتے۔ ہاں یہ ہے کہ نافرمان کے لئے برائی نیکی کا روپ دھار کر ظاہر ہوتی ہے۔ ایسوں سے بے تَوَجُّہی برتنا اور انہیں نیکی کی دعوت نہ دینا ان کے لئے سہارا بنتا ہے۔ میری ان باتوں کو اچھی طرح سمجھ کر محفوظ کرلے۔ بے شک میں نے تجھے احسن انداز میں سمجھا دیا ہے۔''

حضرت سیِّدُنا صالح مُـرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: یہ باتیں سن کر خلیفہ مہدی زار وقطار رونے لگا۔ ابو ہمام کہتے ہیں: ''مجھے بعض کاتبوں نے بتایا کہ حضرت سیِّدُنا صالح مُـرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا یہ نصیحت آموز کلام ہم نے خلیفہ مہدی کے خاص رجسٹروں میں لکھا ہوا دیکھا۔''

{اولیاء کرام پر اللہ عزوجل کی رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 248: اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی نشانیاں

حضرت سیِّدُنا اَوفٰی بن دَلْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم سے منقول ہے کہ ''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی، شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: ''علم حاصل کرو اس کے ذریعے تمہاری پہچان ہوگی، علم پر عمل کرو تم اس کے اہل ہو جاؤ گے، بے شک تمہارے بعد ایسا زمانہ آئے گا، جس میں حق نو حصے گمنام ہو جائے گا، اس وقت وہی لوگ نجات پائیں گے جو لوگوں سے الگ تھلگ رہیں گے اور گوشہ نشین ہو جائیں گے۔ یہی لوگ ہدایت یافتہ لوگوں کے امام اور علم کے چراغ ہیں، یہ فحاشی پھیلانے

والے، فضول خرچ اور جلد باز نہیں۔ دنیا پیٹھ پھیر چکی، اور آخرت بالکل سامنے ہے۔ دنیا اور آخرت دونوں کے مُحِبِّیْن (یعنی محبت کرنے والے) موجود ہیں۔ تم آخرت چاہنے والوں میں ہونا، دنیا کے عاشق ہرگز نہ بننا۔ جو لوگ دنیا سے بے رغبت ہو چکے ہیں انہوں نے زمین کو چٹائی، مٹی کو بچھونا اور پانی کو خوشبو بنا لیا۔ جو شخص جنت کا مشتاق ہے وہ شہوات سے بچتا ہے، جو جہنم کی آگ سے خوفزدہ ہے وہ ہمیشہ حرام چیزوں سے بچتا ہے، اور جو دنیا سے بے رغبت ہو جائے مصیبتیں اس پر آسان ہو جاتی ہیں۔

خوب توجہ سے سنو! بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کچھ ایسے خوش نصیب بندے ہیں گویا وہ اہلِ جنت کو اس کی دائمی نعمتوں میں اور جہنمیوں کو آگ کے عذاب میں دیکھ رہے ہیں۔ یہ لوگ فتنہ وفساد نہیں پھیلاتے۔ لوگ ان کی طرف سے امن میں ہیں۔ ان کے دل غموں سے پُر ہیں اور یہ پاک دامن و نیک سیرت لوگ ہیں۔ ان کی حاجات بہت کم ہیں، یہ آخرت کی طویل راحت کی خاطر دنیا کی چند روزہ مصیبتوں پر صبر کر لیتے ہیں۔ ان کی رات اس طرح گزرتی ہے کہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں قیام کی حالت میں کھڑے رہتے ہیں، آنسو ان کے رخساروں پر بہتے ہیں اور یہ گڑ گڑا کر اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو یوں پکارتے ہیں: ''اے ہمارے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! ہمیں جہنم کی آگ سے محفوظ رکھ، اس کی قید سے بچا۔'' جب دن ہوتا ہے تو یہ بہترین علماء، بردبار، نیکوکار اور لوگوں کے راہنما ہوتے ہیں، ان کی جسمانی حالت ایسی ہوتی ہے کہ دیکھنے والا ان کو بیمار سمجھتا ہے حالانکہ انہیں کوئی بیماری نہیں ہوتی، لوگ انہیں مجنون سمجھتے ہیں، حالانکہ آخرت کے عظیم دن کے خوف سے ان کے ہوش اُڑ جاتے ہیں اور ان کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 249:

کاش! تیری ماں مجھے نہ جنتی

حضرتِ سیِّدُنا فَتْح بن شَخْرَف علیہ رحمۃ الرَّبّ سے مروی ہے کہ'' مجھے حضرتِ سیِّدُنا بِشْر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے بھانجے حضرتِ سیِّدُنا عمر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بتایا:'' بھوک کی وجہ سے میرے ماموں حضرتِ سیِّدُنا بِشْر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے پیٹ میں شدید درد ہوا اور پہلو میں بھی بہت تکلیف ہوئی۔ میری والدۂ محترمہ سے ان کی یہ تکلیف دیکھی نہ گئی تو کہا:'' بھائی جان! اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے ہاتھوں سے کچھ جَو پیس کر دلیہ پکا لاؤں، نرم غذا پیٹ میں جائے گی تو تکلیف میں کمی ہو جائے گی۔''

فرمایا:''افسوس! مجھے تو یہ خوف ہے، اگر مجھ سے پوچھ لیا گیا کہ تیرے پاس یہ **جَو کا آٹا کہاں سے آیا؟** تو میں کیا جواب دوں گا؟'' پھر انہوں نے دلیہ پکانے سے منع کر دیا۔ میری والدہ ان کی یہ حالت دیکھ کر رونے لگی، ماموں بھی رونے لگے اور ان

کے ساتھ میں بھی رو دیا۔ ان کا سانس گُھٹ گُھٹ کر آرہا تھا، بڑی بے کسی کا عالم تھا۔ میری والدہ نے کہا: ''اے میرے بھائی! کاش میری ماں نے تجھے نہ جنا ہوتا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ کی تکلیف وغم دیکھ کر میرا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہے۔'' میری والدہ کی یہ بات سن کر ماموں جان نے کہا: ''اے کاش! ایسا ہی ہوتا کہ تیری ماں مجھے نہ جنتی، اور جب میں پیدا ہو ہی گیا تھا تو کاش! وہ مجھے دودھ ہی نہ پلاتی۔''

حضرت سیِّدُنا عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میری والدہ میرے ماموں کی حالت دیکھ کر دن رات روتی رہتی تھی۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر250: امیرِ قافلہ ہو تو ایسا......!

حضرتِ سیِّدُنا مُصْعَب بن احمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد فرماتے ہیں: ایک مرتبہ زمانے کے مشہور ولی حضرتِ سیِّدُنا ابو محمد عبداللہ رِبَاطی علیہ رحمۃ اللہ الکافی بغداد تشریف لائے، ان کا مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا جانے کا ارادہ تھا۔ کافی عرصہ سے میری خواہش تھی کہ ان کی رفاقت میں سفرِ حرمینِ شریفین کیا جائے۔ اب موقع اچھا تھا میں فوراً آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوگیا اور عرض کی: ''حضور! مجھے اپنی رفاقت میں سفر کرنے کی اجازت عطا فرما دیں۔'' مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سال مجھے اپنی رفاقت عطا نہ فرمائی۔ دوسرے سال بھی مجھے یہ سعادت نصیب نہ ہوسکی۔ تیسرے سال میں پھر حاضر ہوا اور اپنی خواہش کا اظہار کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اس شرط پر تم میرے ساتھ سفر کرسکتے ہو کہ ہم میں سے ایک امیر ہوگا اور اس کی اطاعت لازم ہوگی۔ میں نے بخوشی یہ شرط قبول کرلی اور کہا: حضور آپ امیر ہیں۔ فرمایا: ''نہیں، بلکہ تم امیر ہو۔'' میں نے پھر عرض کی: ''حضور آپ کا مقام ومرتبہ بڑا ہے لہٰذا آپ ہی امیر ہیں۔'' فرمایا: ''ٹھیک ہے، میں ہی امیر ہوں لیکن میری نافرمانی نہ کرنا۔'' میں نے کہا: ''ٹھیک ہے میں ہرگز آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔''

پھر میں اس ولیٔ کامل کے ہمراہ سوئے حرم چل دیا۔ جب کھانے کا وقت ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے بٹھایا اور خود بڑی عاجزی وانکساری کے ساتھ میرے لئے کھانا لائے۔ میں نے چاہا کہ انہیں روکوں اور ان کی خدمت کروں لیکن معاملہ برعکس تھا۔ وہ مجھے بہت زیادہ تعظیم دے رہے تھے۔ میں جب بھی انہیں روکنا چاہتا تو فرماتے: کیا تم نے یہ شرط منظور نہ کی تھی کہ تم حکم عدولی نہیں کروگے؟'' اسی طرح وہ میرا سب کام کرتے رہے۔ میرا سارا سامان بھی انہوں نے اٹھائے رکھا۔ اب میں دل

میں کہنے لگا میری وجہ سے انہیں بہت تکلیف ہو رہی ہے۔اے کاش! میں ان کا رفیقِ سفر نہ بنتا مگر اب مجبور ہوں، کیا کروں۔

سفر طے ہوتا رہا اور وہ ولیٔ کامل ہر طرح سے میری خاطر مدارات کرتے رہے۔ پھر ایسا ہوا کہ دورانِ سفر ہمیں بارش نے آلیا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اے ابو احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! میل (یعنی راستے کی پہچان کیلئے بنائے ہوئے نشانات) تلاش کرو، جب ہم میل (نشان) کے قریب پہنچ گئے تو مجھے چھوٹی سی بُرجی (یعنی گنبد یا ستون) کی آڑ میں بٹھایا اور خود مجھ پر چادر تان کر کھڑے ہو گئے۔ میرے منع کرنے کے باوجود خود سخت سردی میں بھیگتے رہے لیکن مجھے نہ بھیگنے دیا۔ میں کچھ عرض کرتا تو فرماتے، میں تمہارا امیر ہوں اور ہم نے یہ بات طے کر لی تھی کہ تم میرے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرو گے، لہٰذا جو میں کہوں تمہیں اس پر عمل کرنا ہو گا۔ اب میں ان کی رفاقت پر بہت پچھتا رہا تھا کہ میری وجہ سے انہیں کتنی دشواری ہو رہی ہے۔اے کاش! میں ان کا رفیق نہ بنا ہوتا۔ الغرض بغداد شریف سے مکۂ معظّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا تک وہ نیک خصلت ولیٔ کامل میری ہر طرح سے خاطر مدارات کرتے رہے یہاں تک کہ ہم مکہ معظّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں داخل ہو گئے۔''

(**اللہ** عَزَّوَجَلَّ اُن پر اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور ان کے صدقے ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں کی خوب خوب خدمت و خیر خواہی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔'')

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 251: حق فیصلے کی زبردست مثال

حضرتِ سیِّدُنا عمر بن ہَیَّاج بن سعید علیہ رحمۃ اللہ الوحید سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ اسلام کے نامور قاضی حضرتِ سیِّدُنا شَرِیک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کمرۂ عدالت میں مسندِ قضا پر جلوہ فرما تھے، اتنے میں ایک عورت حاضرِ خدمت ہوئی اور اس طرح فریاد کی: ''میں پہلے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتی ہوں پھر قاضی کی، مجھ مظلومہ کو میرا حق دِلوایا جائے۔'' قاضی شَرِیک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس عورت کی فریاد سن کر بے چین ہو گئے اور فرمایا:''بلا جھجک بتاؤ، تم پر کس نے ظلم کیا ہے؟'' کہا:''امیر موسیٰ بن عیسیٰ نے۔ دریائے فرات کے کنارے میرا کھجوروں کا ایک باغ ہے جو ہمیں وراثت میں ملا ہے، میں نے اپنے بھائیوں سے اپنا حصہ علیحدہ کر کے درمیان میں دیوار تعمیر کروا دی اور ایک فارسی شخص کو اس کی نگہبانی کے لئے مقرر کر دیا۔ امیر موسیٰ بن عیسیٰ نے میرے بھائیوں سے ان کے حصہ کا تمام باغ خرید لیا، پھر اس نے مجھے بھی اپنا حصہ بیچنے کو کہا اور خطیر (بہت) رقم کا لالچ دیا، میں نے اپنا حصہ بیچنے سے انکار کر

دیا،اس نے کل رات پانچ سو آدمی بھیج کراس دیوار کو گروادیا، میں نے صبح جا کر دیکھا تو دیوار بالکل ختم کر دی گئی تھی اوراب میرے اور میرے بھائیوں کے درختوں میں کوئی نشانی باقی نہ رہی۔ خدارا! مجھے انصاف دِلایئے۔''

اس مظلومہ کی فریاد سن کر وہ عظیم قاضی بے تاب ہو گیا اور خادم کو حکم فرمایا: مٹی اور مُہر لاؤ۔ پھر مُہر لگا کر حکم نامہ اس عورت کے سپرد کر دیا اور کہا: ''تم امیر موسیٰ بن عیسیٰ کے پاس جاؤ اور یہ حکم نامہ دے کر کہو کہ قاضی صاحب کی عدالت میں حاضر ہو جاؤ۔'' چنانچہ، وہ عورت حکم نامہ لے کر موسیٰ بن عیسیٰ کی رہائش گاہ پر پہنچی اوراس کے دربان کو قاضی صاحب کا پیغام دیا۔ دربان حکم نامہ لے کر موسیٰ بن عیسیٰ کے پاس گیا اور کہا: ''آپ کے خلاف قاضی شَرِیک کی عدالت میں دعویٰ کیا جا چکا ہے، آپ کو عدالت میں طلب کیا گیا ہے، یہ دیکھئے! قاضی صاحب کی طرف سے مُہر شدہ حکم نامہ آیا ہے۔'' موسیٰ بن عیسیٰ نے دربان سے کہا: ''جاؤ اور شہر کے پولیس آفیسر کو ہمارے پاس بلا لاؤ۔ جب پولیس افسر آیا تو کہا: ''تم قاضی شَرِیک کے پاس جاؤ اور کہو کہ تم سے زیادہ عجیب معاملہ میں نے کسی کا نہیں دیکھا۔ایک عورت نے مجھ پر ناحق دعویٰ کیا اور تم اس کے دعوے پر مجھے عدالت میں طلب کر کے اس کی مدد کر رہے ہو۔'' پولیس آفیسر نے ڈرتے ہوئے کہا: ''حضور مجھے اس معاملے سے دور ہی رکھیں تو بہتر ہوگا۔ امیر نے غضب ناک ہو کر کہا: ''جاؤ اور ہمارے حکم پر عمل کرو۔''

مجبوراً اسے جانا ہی پڑا۔ جاتے ہوئے اس نے اپنے غلاموں سے کہہ دیا کہ میرے لئے جیل میں بستر وغیرہ کا انتظام کر دو۔ آج میں ضرور جیل بھیج دیا جاؤں گا۔ پولیس افسر کو معلوم تھا کہ اسلام کا یہ انصاف پسند قاضی ایک مجرم کا پیغام لانے پر مجھے ضرور قید میں ڈال دے گا۔ جب پولیس آفیسر نے قاضی شَرِیک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو امیر موسیٰ بن عیسیٰ کا پیغام دیا تو قاضی صاحب نے سپاہی کو حکم دیا: ''اسے گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دو۔'' افسر نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے معلوم تھا کہ آپ ایسا ہی کریں گے، اس لئے جیل میں جانے کے لئے پہلے ہی انتظام کر کے آیا ہوں۔'' جب امیر موسیٰ بن عیسیٰ کو اپنے پولیس آفیسر کی گرفتاری کی خبر پہنچی تو اس نے دربان کو بلا کر قاضی صاحب کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا: ''آپ نے ہمارے قاصد کو گرفتار کر لیا، اس نے تو صرف پیغام پہنچایا تھا، اس کا قصور کیا ہے؟'' پیغام پا کر قاضی صاحب نے حکم دیا کہ اسے بھی اس کے ساتھی کے پاس پہنچا دو۔

چنانچہ، اسے بھی قید کر لیا گیا۔ موسیٰ بن عیسیٰ کو اپنے دربانِ خاص کی گرفتاری کی اطلاع بھی پہنچ گئی۔ اس نے عصر کی نماز کے بعد کوفہ کے بااثر اور نمایاں لوگوں کے گروہ جن میں قاضی صاحب کے دوست اِسحاق بن صَبَّاح اَشْعَثِی بھی شامل تھے، کو پیغام بھیجا کہ جاؤ قاضی صاحب کو میرا اسلام کہنا اور انہیں آگاہ کر دینا کہ آپ نے میری بے عزّتی کی ہے، میں کوئی عام آدمی نہیں۔ کوفہ کے بااثر لوگوں کی یہ جماعت قاضی صاحب کے پاس آئی، تو انھیں مسجد میں پایا۔ ان لوگوں نے سلام و آداب کے بعد امیر کا پیغام سنانا شروع کیا۔ جیسے ہی ان کا کلام ختم ہوا۔ فرمایا: ''کیا بات ہے کہ میں تمہیں ایک ایسے شخص کی طرف داری میں کلام کرتے

ہوئے دیکھ رہا ہوں جو حق پر نہیں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باآواز بلند فرمایا: کیا یہاں قبیلے کے جوان موجود ہیں؟ اگر ہوں تو جلدی سے آجائیں، تھوڑی ہی دیر میں چند نوجوان آگئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ایک ایک کا ہاتھ پکڑو اور جیل پہنچا دو۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آج کی رات یہ لوگ جیل میں گزاریں گے۔'' کہا: ''کیا آپ سچ مچ ہمیں جیل بھجوا رہے ہیں؟'' فرمایا: ''ہاں! واقعی میں تمہیں جیل بھجوا رہا ہوں تاکہ آئندہ تم کسی ظالم کی طرف داری کرتے ہوئے اس کا پیغام نہ لاؤ۔''

امیر موسیٰ بن عیسیٰ کو ان کی گرفتاری کی اطلاع ملی تو بہت غضب ناک ہوا اور خود جا کر جیل کا دروازہ کھولا اور سب کو رہا کر دیا۔ صبح جب انصاف پسند، جرأت مند قاضی کمرۂ عدالت میں جلوہ گر ہوا تو داروغۂ جیل نے گزشتہ رات کا تمام واقعہ کہہ سنایا۔ قاضی صاحب نے رجسٹر منگوا کر مہر لگائی اور تمام ریکارڈ گھر بھجوا کر غلام کو سواری لانے کا حکم دیا اور کہا: ''اب ہم کوفہ میں نہیں رہیں گے، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم نے امیر المؤمنین سے یہ عہدہ طلب نہیں کیا تھا بلکہ ہمیں تو مجبور کیا گیا تھا، اور ہماری حفاظت و سرپرستی کی ذمہ داری لی گئی تھی۔ اب کوفہ میں انصاف قائم کرنا مشکل ہو گیا ہے لہٰذا مجھے یہ عہدہ نہیں چاہئے۔ یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوفہ کے اس پل کی طرف چل دیئے جو بغداد جاتا تھا۔ جب موسیٰ بن عیسیٰ کو قاضی صاحب کے جانے کی اطلاع ملی تو وہ فوراً آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف دوڑا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ دیتے ہوئے کہا: ''اے ابو عبداللہ! رک جائیں۔ خدارا! آپ بغداد نہ جائیں، دیکھیں تو سہی کہ آپ نے اپنے ہی بھائیوں کو قید کر دیا تھا۔'' فرمایا: ''ہاں! جب انہوں نے ایک ایسے معاملے میں دخل اندازی کی جس کی انہیں اجازت نہ تھی تو میں نے انہیں قید کر دیا لیکن تم نے انہیں آزاد کر دیا ہے، جب تک وہ سب کے سب واپس جیل میں نہ بھیج دیئے جائیں میں ہرگز واپس نہ جاؤں گا اور بغداد جا کر امیر المؤمنین کی طرف سے دی جانے والی اس ذمہ داری سے استعفیٰ دے دوں گا۔''

امیر موسیٰ بن عیسیٰ نے قاضی صاحب کا یہ پُرعزم فیصلہ سنا تو سپاہیوں کو حکم دیا کہ جن جن کو میں نے رِہا کیا تھا ان سب کو واپس جیل بھیج دیا جائے۔ حکم پاتے ہی سپاہی شہر کی طرف چلے گئے لیکن قاضی صاحب اسی جگہ کھڑے رہے۔ جب داروغۂ جیل نے آ کر اطلاع دی کہ ان تمام کو جیل میں بھیج دیا گیا ہے تب آپ وہاں سے واپس پلٹے۔

امیر موسیٰ بن عیسیٰ نے اپنے ایک غلام سے کہا: ''قاضی صاحب کی سواری کی لگام پکڑ کر آگے آگے چلو۔ چنانچہ، وہاں موجود تمام لوگ اور امیر موسیٰ بن عیسیٰ قاضی صاحب کے پیچھے پیچھے چل دیئے۔ مسجد میں پہنچ کر قاضی صاحب نے مجلسِ قضا قائم کی امیر موسیٰ بن عیسیٰ کو مظلوم عورت کے برابر کھڑا کیا اور عورت سے فرمایا: ''جس پر تم نے دعویٰ کیا تھا وہ تمہارے سامنے موجود ہے۔ امیر موسیٰ بن عیسیٰ نے کہا: ''اے انصاف پسند قاضی! اب میں خود حاضر ہوں لہٰذا میری وجہ سے قید کئے جانے والوں کو آزاد کیا جائے۔'' فرمایا: ''ہاں! اب انہیں آزاد کیا جاتا ہے۔'' یہ کہہ کر ان کی رِہائی کا پروانہ جاری کر دیا اور فرمایا: ''اے موسیٰ بن عیسیٰ! اس

عورت نے تم پر جو دعویٰ کیا ہے اس بارے میں کیا کہتے ہو؟'' کہا: ''یہ سچ کہتی ہے۔'' فرمایا: ''وہ تمام چیزیں جو اس سے لی گئی تھیں اسے واپس کی جائیں اور جو دیوار گرائی گئی تھی اسے فوراً تعمیر کروایا جائے۔'' امیر نے کہا: ''ٹھیک ہے میں ابھی یہ کام کروا دیتا ہوں کیا اس کے علاوہ بھی کوئی دعویٰ ہے؟'' قاضی صاحب نے اس عورت سے پوچھا: ''کیا تمہارا کوئی اور دعویٰ ہے؟'' کہا: ''ہاں! میرے فارسی خادم کا گھر بھی گرا دیا گیا ہے اور اس کا سامان بھی ٹوٹ پھوٹ گیا ہے۔ امیر نے کہا: ''میں اس نقصان کا بھی ازالہ کئے دیتا ہوں۔'' قاضی صاحب نے پھر پوچھا: ''کیا کوئی اور دعویٰ باقی ہے؟'' عورت نے کہا: ''اب میرا کوئی دعویٰ باقی نہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو اچھی جزا عطا فرمائے۔ پھر وہ عورت دعائیں دیتی ہوئی چلی گئی۔

اب حق ظاہر ہو گیا تھا اور مظلوم کو اس کا حق مل چکا تھا۔ چنانچہ، قاضی صاحب فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور امیر موسیٰ بن عیسیٰ کا ہاتھ تھام کر اپنی نشست پر بٹھایا، خود اس کے سامنے کھڑے ہو گئے اور کہا: ''اے امیر! اے موسیٰ بن عیسیٰ! السلام علیکم، شرعی فیصلہ ہو گیا ہے، اب آپ امیر ہیں، میرے لائق کوئی حکم ہو تو ارشاد فرمائیں۔'' امیر موسیٰ بن عیسیٰ نے ہنستے ہوئے کہا: ''اب آپ کو کیا حکم دوں؟ پھر اسلام کے اس عظیم قاضی کی عدالت سے چلا گیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم }

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 252: سمندر پر نماز پڑھنے والا عارف

حضرتِ سیِّدُنا حارِث اَوْلاسی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا سے شام کی طرف روانہ ہوا، دورانِ سفر ایک قافلہ نظر آیا میں قریب گیا تو سب لوگ کسی بات پر گفتگو کر رہے تھے میں نے سلام کیا اور کہا: ''میں بھی آپ کے ہمراہ سفر کرنا چاہتا ہوں، کیا آپ مجھے اپنے ساتھ رکھنے کو تیار ہیں؟'' کہا: ''جیسے تمہاری مرضی۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔'' چنانچہ، میں بھی اس قافلے میں شامل ہو گیا۔ مسافر اپنی اپنی مطلوبہ منزل پر ٹھہرتے رہے۔ آخر میں میرے ساتھ صرف ایک شخص بچا۔ اس نے مجھ سے پوچھا: ''اے جوان! کہاں کا ارادہ ہے؟'' میں نے کہا: ''ملک شام میں ''کوہِ لُکام'' میری منزل ہے، وہاں حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن سعد عَلَوِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں۔''

میرا وہ رفیق چند دن میرے ساتھ رہا پھر مجھ سے جدا ہو گیا۔ میں اکیلا ہی سفر کرتا ہوا ''اَوْلَاس'' پہنچا اور سمندر کی جانب چلا گیا، وہاں کا منظر ہی عجیب تھا۔ ایک شخص سمندر کی لہروں پر اتنے سکون سے نماز پڑھ رہا تھا گویا زمین پر ہے۔ یہ عجیب وغریب

منظر دیکھ کر مجھ پر ہَیبَت طاری ہونے لگی ۔ جب اس نے محسوس کیا کہ کوئی مجھے دیکھ رہا ہے تو نماز کو مختصر کر کے میری طرف متوجہ ہوا۔ میں نے دیکھا تو فوراً انہیں پہچان لیا وہ حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم بن سعد عَلَوِی علیہ رحمۃ اللہ القوی تھے۔انہوں نے مجھ سے فرمایا: ''ابھی تم یہاں سے چلے جاؤ تین دن بعد آنا۔'' میں فوراً واپس چلا آیا اور حسبِ ارشاد (حکم کے مطابق) تین دن بعد دوبارہ ساحلِ سمندر پر پہنچا تو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ میرے قدموں کی آہٹ سن کر انہوں نے نماز مختصر کی اور فراغت کے بعد میرا ہاتھ پکڑ کر سمندر کے پانی کے بالکل قریب کھڑا کر دیا۔ پھر ان کے ہونٹوں نے جُنبش (یعنی حرکت) کی اور وہ آہستہ آہستہ کچھ پڑھنے لگے، میں نے دل میں کہا: ''اگر آج یہ سمندر کے پانی پر چلے تو مجھے بھی ان کے ساتھ سمندر کے پانی پر چلنے کا موقع مل جائے گا۔'' میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک سمندر کے پانی میں دو اژدھے ظاہر ہوئے۔ وہ سر اٹھائے منہ کھولے ہماری طرف بڑھنے لگے، میں نے اپنے دل میں کہا: ''کاش! یہاں کوئی شکاری ہوتا جو انہیں پکڑ لیتا۔ جیسے ہی میرے دل میں یہ خیال آیا، فوراً وہ دونوں اژدھے پانی میں غائب ہو گئے۔ حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم بن سعد عَلَوِی علیہ رحمۃ اللہ القوی میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: یہاں سے چلے جاؤ، ابھی تم اپنی طلب کو نہیں پہنچ سکتے۔ جاؤ، ابھی پہاڑوں میں گوشہ نشینی اختیار کرو، دنیوی زندگی کو بہت کم سمجھو اور جو کچھ مل جائے اسی پر صبر کرو یہاں تک کہ تمہیں پیغامِ اَجل آجائے۔ اتنا کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مجھے وہیں چھوڑ کر ایک سمت تشریف لے گئے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 253: حضرت ابراہیم خوّاص رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا سفرِ مدینہ

حضرتِ سیِّدُ نا علی بن محمد سِیرَوانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم خوّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ ایک وادی میں مجھے بہت زیادہ پیاس لگی، شدتِ پیاس سے میں نیم بے ہوش ہو کر گر پڑا، اچانک میرے چہرے پر پانی کے قطرے گرے جن کی ٹھنڈک میں نے اپنے دل پر محسوس کی۔ آنکھیں کھولیں تو خوبصورت سفید گھوڑے پر سوار سبز کپڑے زیبِ تن کئے، زرد عمامے کا تاج سر پر سجائے ایک شکیل وجمیل نوجوان نظر آیا۔ جس کے ہاتھ میں ایک پیالہ تھا ایسا خوبصورت نوجوان میں نے آج تک نہ دیکھا تھا۔ اس نے مجھے پیالے میں سے شربت پلایا اور کہا: ''میرے پیچھے سوار ہو جاؤ۔'' میں گھوڑے پر اس کے پیچھے سوار ہو گیا۔ ابھی وہ گھوڑا اپنی جگہ سے چلا ہی تھا کہ اس نوجوان نے مجھ سے پوچھا: ''تم سامنے کیا دیکھ رہے ہو۔'' میں نے کہا: ''میرے سامنے اس وقت مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کا پُر کَیف نظارہ ہے، سُبْحَانَ

اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تو اپنے آقا و مولیٰ محمدِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے شہر میں پہنچ چکا ہوں۔''

نوجوان نے کہا: ''اب اُتر جاؤ، اور جب روضۂ رسول عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر حاضری ہو تو میرا بھی باادب سلام عرض کر دینا اور کہنا: ''کہ رضوانِ جنّت آقائے نامدار، مدینے کے تاجدار، باذن پروردگار دو عالم کے مالک ومختار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں خوب خوب سلام عرض کرتا ہے۔'' اتنا کہہ کر وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 254:
حضرت ابوذَرّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصالِ باکمال

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَشْتَر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر اپنے والدِ محترم کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ''حضرتِ سیِّدُنا ابوذَرّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجۂ محترمہ حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ ذَرّ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: جب حضرتِ سیِّدُنا ابوذَرّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ صحرائی سفر پر تھے، میں بھی ان کے ساتھ تھی، میں رونے لگی۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیوں روتی ہو؟ میں نے کہا: ''آپ اس بے آب وگیاہ ویران صحراء میں انتقال کر رہے ہیں اور اس وقت نہ تو میرے پاس کوئی ایسی چیز ہے جس سے آپ کے کفن و دفن کا انتظام ہو سکے اور نہ ہی آپ کے پاس، پھر میں کیوں نہ رووٗں؟'' فرمایا: ''رونا چھوڑ، تیرے لئے خوشخبری ہے۔'' ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کوئی بھی دو مسلمان جن کے دو یا تین بچے فوت ہو جائیں اور وہ اس پر صبر کریں اور اجر کی امید رکھیں تو وہ کبھی بھی جہنم میں داخل نہ ہوں گے۔'' اور سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار، باذنِ پروردگار غیبوں پر خبردار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہم چند لوگوں کو مخاطب کر کے (غیب کی خبر دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا: ''تم میں سے ایک شخص صحراء میں مرے گا اور اس کی وفات کے وقت مؤمنین کا ایک گروہ اس کے پاس پہنچے گا۔'' (مسند احمد،حدیث ابی ذر الغفاری،الحدیث ۲۱٤۳۱،ج۸،ص۸٦۔ الطبقات الکبرٰی لابن سعد،ابو ذرجندب بن جنادۃ، الرقم٤۳۲، ج٤، ص۱۷٦)

اب ان تمام صحابۂ کرام علیہم الرضوان میں سے کوئی زندہ نہیں رہا۔صرف میں اکیلا باقی ہوں اور ان سب کی وفات یا تو شہر میں ہوئی یا آبادی میں۔اور میں صحراء میں فوت ہو رہا ہوں۔ یقیناً وہ شخص میں ہی ہوں، اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! نہ میں نے جھوٹ کہا اور نہ ہی مجھے جھوٹی خبر ملی، تُو جا اور دیکھ، ضرور کوئی نہ کوئی ہماری مدد کو آئے گا۔''

میں نے کہا: ''اب تو حُجّاجِ کرام بھی جا چکے اور راستہ بند ہو گیا۔'' فرمایا: ''تو جا کر دیکھ تو سہی۔'' چنانچہ، میں ریت کے ٹیلے

پر چڑھی اور راستے کی طرف دیکھنے لگی، تھوڑی دیر بعد واپس ان کے پاس آ گئی اور تیمارداری کرنے لگی پھر دوبارہ ٹیلے پر چڑھ کر راہ تکنے لگی۔ اچانک کچھ دور مجھے چند سوار نظر آئے، میں نے کپڑا ہلا کر انہیں اس طرف متوجہ کیا تو وہ بڑی تیزی سے میری طرف آئے اور پوچھا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی! کیا بات ہے؟'' میں نے کہا: ''مسلمانوں میں سے ایک مرد، داعیٔ اَجل کو لَبَّیْک کہنے والا ہے، کیا تم اسے کفن دے سکتے ہو؟'' انہوں نے کہا: ''وہ کون ہے؟'' میں نے کہا: ''ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔'' کہا: ''وہی ابوذر جو پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے صحابی ہیں؟'' میں نے کہا: ''ہاں! وہی ابوذر جو صحابیٔ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم و رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔'' یہ سنتے ہی وہ کہنے لگے: ''ہمارے ماں باپ ان پر قربان! وہ عظیم ہستی کہاں ہے؟'' میں نے انہیں بتایا تو وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تیزی سے لپکے اور حاضرِ خدمت ہو کر سلام عرض کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیتے ہوئے انہیں ''مرحبا'' کہا اور فرمایا: ''تمہیں خوشخبری ہو! میں نے مدینے کے تاجدار، غیبوں پر خبردار، دو عالم کے مالک و مختار باِذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''کوئی بھی دو مسلمان جن کے دو یا تین بچے فوت ہو جائیں اور وہ اس پر صبر کریں اور اجر کی امید رکھیں تو وہ کبھی بھی جہنم میں داخل نہ ہوں گے۔'' اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم ایک گروہِ مسلمین سے مخاطب ہو کر فرما رہے تھے جس میں میں بھی موجود تھا کہ ''تم میں سے ایک شخص صحراء میں وفات پائے گا اور مؤمنین کا ایک قافلہ اس کے پاس پہنچ جائے گا۔'' (المرجع السابق)

اب میرے علاوہ ان میں سے کوئی زندہ نہیں ان میں سے ہر ایک یا تو آبادی میں فوت ہوا یا پھر کسی بستی میں، اب میں ہی وہ اکیلا شخص ہوں جو صحراء میں انتقال کر رہا ہوں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! نہ میں نے جھوٹ بولا اور نہ ہی مجھے جھوٹ بتایا گیا۔ جب میں مر جاؤں اور میرے پاس یا میری زوجہ کے پاس کفن کا کپڑا ہو تو مجھے اسی میں کفنا دینا اگر ہمارے پاس کفن کا کپڑا نہ ملے تو میں تمہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے جو شخص حکومتی عہدے دار ہو یا کسی امیر کا دربان ہو یا کسی بھی حکومتی عہدے پر ہو تو وہ مجھے ہرگز ہرگز کفن نہ دے۔ اتفاق کی بات تھی کہ ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی حکومتی عہدے پر رہ چکا تھا یا ابھی عہدے پر قائم تھا۔ صرف ایک انصاری نوجوان بچا جو کسی طرح بھی حکومت کا نمائندہ نہ تھا۔ وہ نوجوان آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''میرے پاس ایک چادر اور دو کپڑے ہیں جنہیں میری والدہ نے کاٹ کر بنایا ہے، میں اِنہیں کپڑوں میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفن دوں گا۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''ہاں! تم ہی مجھے کفن دینا۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا تو اسی انصاری نوجوان نے کفن دیا اور نمازِ جنازہ کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہیں دفنا دیا گیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر255:

خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ سے آنکھ نکال دی

حضرتِ سیِّدُ نا کَعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ''ایک مرتبہ حضرت سیِّدُ نا موسیٰ کلیم اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل قحط سالی میں مبتلا ہوگئے۔ اس سال بارش بالکل نہ ہوئی۔ لوگ پریشانی کے عالَم میں حضرت سیِّدُ نا موسیٰ کلیم اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی ''آپ علیہ السلام ہمارے لئے بارش کی دعا فرمائیں۔''

حضرت سیِّدُ نا موسیٰ کلیم اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''تم لوگ میرے ساتھ فلاں پہاڑ کی طرف چلو، چنانچہ، لوگ آپ علیہ السلام کے ساتھ چل دیئے۔ آپ علیہ السلام نے پہاڑ پر چڑھ کر ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی بھی ایسا شخص میرے ساتھ نہ رہے جس نے کبھی کوئی گناہ کیا ہو۔ یہ سن کر آدھے سے زیادہ لوگ واپس پلٹ گئے۔ آپ علیہ السلام نے دوبارہ ارشاد فرمایا: جس سے کبھی بھی کوئی گناہ سرزد ہوا ہو وہ واپس پلٹ جائے، سب واپس چلے گئے۔ صرف ''بُرْخ'' نامی شخص باقی بچا۔ جس کی ایک آنکھ ضائع ہو چکی تھی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''کیا تم نے میری بات نہیں سنی؟'' عرض کی: ''حضور! میں آپ علیہ السلام کی بات سن چکا ہوں۔'' فرمایا: ''کیا تم سے کبھی کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا؟'' کہا: ''حضور! مجھ سے ایک فعل سرزد ہوا ہے۔ میں آپ علیہ السلام کے سامنے عرض کئے دیتا ہوں، اگر وہ گناہ ہے تو میں واپس چلا جاؤں گا۔'' آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''بتاؤ، تم سے کون سا فعل سرزد ہوا ہے؟'' کہا: ''ایک مرتبہ میں ایک ایسے گھر کے قریب سے گزرا جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اچانک میری نظر گھر میں موجود ایک شخص پر پڑی، میں نہیں جانتا کہ وہ مرد تھا یا عورت۔ مجھے احساس ہوا تو میں نے اپنی آنکھ سے کہا: ''تو نے ایک غلط کام میں جلدی کی، اب تو میرے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ چنانچہ، میں نے اپنی وہ آنکھ نکال ڈالی۔ اگر میرا دیکھنا گناہ تھا تو میں واپس چلا جاتا ہوں؟'' حضرت سیِّدُ نا موسیٰ کلیم اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''تمہارا یہ فعل گناہ نہیں، اب تم ہی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے بارش طلب کرو۔ یہ سن کر اس ''برخ'' نامی عابد نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کر دیئے اور بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح عرض گزار ہوا:

''**یا قُدُّوس** عَزَّوَجَلَّ! **یا قُدُّوس** عَزَّوَجَلَّ! اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تیرے خزانوں میں کوئی کمی نہیں، اگر تو کوئی چیز عطا فرما دے تو تیرے خزانوں میں کمی نہ ہوگی۔ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تو بُخل سے پاک ہے، کوئی ایسی چیز نہیں جسے تو نہ جانتا ہو۔ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں بارانِ رحمت سے سیراب کر دے۔'' ابھی دعا ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ چھما چھم رحمت کی برسات ہونے لگی۔ ہر طرف جَل تھَل ہوگیا، اور یہ دونوں حضرات بارش میں بھیگتے ہوئے واپس پلٹے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر256:

شانِ اولیاء

حضرتِ سیِّدُ نا عمر بن وَاصِل علیہ رحمۃ اللہ القادر سے منقول ہے، ایک مرتبہ حضرت سیِّدُ نا سَہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا: ''اے ابومحمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! لوگ کہتے ہیں کہ دنیا میں ایسے عظیم بزرگ بھی ہیں جن کی صبح ''بصرہ'' ہوتی ہے اور شام مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا میں ۔کیا واقعی ایسا ہے؟'' فرمایا: ''ہاں! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں، جو پہلو کے بل لیٹے ہوتے ہیں اور کروٹ بدلتے ہیں تو جہاں چاہتے ہیں پہنچ جاتے ہیں۔'' پھر کچھ دیر خاموش رہے اور فرمایا: ''کیا ہم دیکھتے نہیں کہ بادشاہ اپنے وزیروں اور مُشیروں میں سے جسے زیادہ فرمانبردار، بہادر اور اچھی نیت والا دیکھتے ہیں اسے اپنے خزانوں کی چابیاں دے دیتے ہیں اور اجازت دے دیتے ہیں کہ امورِ مملکت میں جو چاہے کرو، تم بااختیار ہو۔'' اسی طرح بندہ جب اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا رہتا ہے، جن کاموں کا حکم دیا گیا انہیں بجالاتا ہے۔ جن سے منع کیا گیا ان سے باز رہتا ہے اور ہر اس کام کو بخوشی کرتا ہے جس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا ہو تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اپنا مُقرَّب بنالیتا ہے۔

اے لوگو! بے شک تم غفلت کا شکار ہو۔ ارے! یہ دنیا تم سے رخصت ہونے والی اور تم اس سے کُوچ کرنے والے ہو۔ جلدی کرو، غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاؤ۔ بے شک معاملہ (آخرت) بہت قریب ہے جو کچھ کرنا ہے جلدی جلدی کرلو۔

کوچ، ہاں! اے بے خبر ہونے کو ہے — کب تلک غفلت سحر ہونے کو ہے
کچھ نیکیاں کمالے جلد آخرت بنالے — کوئی نہیں بھروسہ اے بھائی زندگی کا

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر257:

کفن کی واپسی

حضرت سیِّدُنا ابوبَکر کَتَّانِی اور مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے ایک گروہ سے منقول ہے: ''حضرت سیِّدُ نا جَعْفَر دِیْنَوَرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا ایک بھائی ملکِ ''شام'' میں رہتا تھا۔ وہ کسی بھی بستی یا شہر میں ایک دن یا ایک رات سے زیادہ نہ ٹھہرتا۔ ایک مرتبہ وہ ایک گاؤں میں گیا تو بیمار ہو گیا۔ سات دن بیمار رہا، نہ تو گاؤں والوں میں سے کوئی اس کی بیمار پُرسی کے لئے آیا نہ ہی کھانے پینے کا پوچھا۔ آٹھویں رات بھوک و پیاس کی شدت میں اس کا انتقال ہو گیا۔ صبح گاؤں والوں نے اسے مردہ پایا تو غسل دے کر خوشبو لگائی، کفن پہنایا اور نمازِ جنازہ ادا کرنے چل پڑے، اتنے میں آس پاس کی بستیوں کے لوگ جوق در جوق وہاں پہنچ گئے اور کہنے لگے: ''ہم نے آج ایک غیبی آواز سنی، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ''تم میں سے جو کوئی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ولی کے جنازہ

میں حاضر ہونا چاہے وہ فلاں بستی میں چلا جائے۔''بس وہی آواز سن کر ہم یہاں آئے ہیں۔'' پھر سب نے نمازِ جنازہ ادا کی اوراس ولی کو دفنا کر اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔

صبح کی نماز کے بعد لوگوں نے مسجد کی محراب میں ایک کفن دیکھا اور ساتھ ہی ایک پرچہ تھا جس پر یہ لکھا ہوا تھا: ''تمہارے درمیان **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ایک ولی سات دن تک بھوکا پیاسا اور بیمار پڑا رہا، مگر تم نے اس کا حال تک نہ پوچھا نہ اس کی بیمار پُرسی کی، نہ ہی کھانا وغیرہ کھلایا۔ ہمیں تمہارے کفن کی کوئی حاجت نہیں، تمہارا کفن تمہیں واپس کیا جا رہا ہے۔''

لوگوں نے یہ رقعہ پڑھا تو بہت شرمندہ ہوئے۔ پھر اپنے علاقے میں ایک عمدہ مکان بنا کر مہمانوں اور مسافروں کے لئے خاص کر دیا۔ اور مہمانوں اور مسافروں کی خوب خاطر مَدارات کرنے لگے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر 258:

وقت کے قدرداں

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن محمد بن زِیاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد سے منقول ہے: میں نے حضرت سیِّدُنا ابوبَکْر **عطَّار** علیہ رحمۃ اللہ الغفار کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جب حضرت سیِّدُنا جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوا تو میں اور میرے کچھ رفقاء وہاں موجود تھے، ہم نے دیکھا کہ انتقال سے کچھ دیر قبل ضُعف (یعنی کمزوری) کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ کے دونوں پاؤں مُتَـــوَرِّم (یعنی سوجھے ہوئے) تھے۔ جب رکوع وسجود کرتے تو ایک پاؤں موڑ لیتے جس کی وجہ سے بہت تکلیف اور پریشانی ہوتی۔ دوستوں نے یہ حالت دیکھی تو کہا: ''اے ابو قاسم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم! یہ کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاؤں مُتَــوَرِّم کیوں ہیں؟''
فرمایا: ''اَللّٰہُ اَکْبَر، یہ تو نعمت ہے۔''

حضرت سیِّدُنا ابو محمد حَرِیرِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''اے ابو قاسم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم! اگر آپ لیٹ جائیں تو کیا حرج ہے؟''
فرمایا: ''ابھی وقت ہے جس میں کچھ نیکیاں کر لی جائیں، اس کے بعد کہاں موقع ملے گا۔'' پھر اللہ اکبر کہا اور آپ کی روح اس دارِفانی سے عالَمِ بالا کی طرف پرواز کر گئی۔'' یہ بھی منقول ہے کہ ''جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا گیا: حضور! اپنی جان پر کچھ نرمی کیجئے، تو فرمایا: اب میرا نامۂ اعمال بند کیا جا رہا ہے، اس وقت نیک اعمال کا مجھ سے زیادہ کون حاجت مند ہو گا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 259:
دو عظیم بزرگ

حضرتِ سیِّدُنا حُذَیفَہ مَرْعَشِی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے مروی ہے کہ ''جب حضرتِ سیِّدُنا شَقِیق بَلْخِی علیہ رحمۃ اللہ القوی مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیمًا آئے تو حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم بھی وہاں موجود تھے، دونوں عظیم بزرگ مسجدِ حرام میں جمع ہوئے۔ حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے حضرتِ سیِّدُنا شَقِیق بَلْخِی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے پوچھا: ''رزق کے معاملے میں تمہارا کیا حال ہے؟'' فرمایا: ''جب کھانے کو مل جاتا ہے تو کھالیتے ہیں، اگر نہ ملے تو صبر کرتے ہیں۔'' حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے فرمایا: ''یہ حال تو ہمارے بَلْخ کے کتوں کا ہے کہ جب کھانے کو مل جائے تو کھالیتے ہیں اور نہ ملے تو صبر کرتے ہیں۔'' پھر حضرتِ سیِّدُنا شَقِیق بَلْخِیّ علیہ رحمۃ اللہ القوی نے پوچھا، ''اچھا، آپ کی اس معاملے میں عادت کیا ہے؟'' فرمایا: ''ہمارا تو حال یہ ہے کہ کوئی چیز کھانے کو ملے تو صدقہ کردیتے ہیں اور جب بھوکے رہتے ہیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی تعریف بجالاتے اور شکر ادا کرتے ہیں۔'' جب حضرتِ سیِّدُنا شَقِیق بَلْخِیّ علیہ رحمۃ اللہ القوی نے یہ سنا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے بیٹھ گئے اور کہا: ''اے ابو اسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق! آج سے آپ ہمارے اُستاذ ہیں۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 260:
اچانک دیوار شق ہوگئی

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن محمد صوفی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے استاذ حضرتِ سیِّدُنا ابوعبداللہ بن ابوشَیبَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ میں بَیْتُ الْمُقَدَّس میں تھا۔ میری خواہش تھی کہ آج رات مسجد میں ہی قیام کروں اور تنہا عباداتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مصروف رہوں۔ لیکن مجھے وہاں رات گزارنے کی اجازت نہ ملی۔ کچھ دنوں بعد دوبارہ مسجد میں گیا تو برآمدے میں کچھ چٹائیاں رکھی دیکھیں، میں عشاء کی نمازِ باجماعت ادا کرکے چٹائیوں کے پیچھے چھپ گیا۔ نمازیوں کے چلے جانے کے بعد دروازے بند کردیئے گئے۔ جب مجھے اطمینان ہوگیا کہ اب کوئی نہیں تو میں صحن میں آگیا۔ اچانک محراب کی دیوار شق ہوئی اور ایک شخص اندر داخل ہوا پھر دوسرا اور تیسرا اسی طرح سات آدمی وہاں جمع ہوکر نماز پڑھنے لگے۔ انہیں دیکھ مجھ پر ہیبت طاری ہورہی تھی۔ میں سکتہ کے عالم میں اپنی جگہ کھڑا انہیں دیکھتا رہا۔ پھر صبح صادق سے کچھ دیر قبل وہ جس راستے سے آئے تھے اسی سے باہر چلے گئے پھر دیوار برابر ہوگئی۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر261:

ایمان افروز خواب

حضرتِ سیِّدُ ناشَقِیق بن ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ الکریم فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ رات کے پچھلے پہر مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا میں مَوْلِدِ رَسُوْل (یعنی حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی پیدائش کی جگہ) کے قریب میری ملاقات حضرت سیِّدُ نا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم سے ہوئی۔ وہ ایک جگہ بیٹھے رو رہے تھے، میں ان کے قریب جا کر بیٹھ گیا اور کہا: ''اے ابواِسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق! خیریت تو ہے، آپ کیوں رو رہے ہیں؟'' میں نے دو تین مرتبہ پوچھا تو فرمایا: ''اے شَقِیق علیہ رحمۃ اللہ الرفیق! اگر میں بتا دوں تو میرے معاملے کو چھپائے رکھو گے یا لوگوں سے بیان کر دو گے؟'' میں نے کہا: ''آپ بے فکر ہو کر بتائیں۔'' فرمایا: ''میرا نفس تیس سال سے مسلسل سِکْبَاج (یعنی گوشت اور سرکہ ملا کر پکایا ہوا سالن) کھانے کی خواہش کر رہا تھا۔ میں نے اسے تیس سال تک روکے رکھا، آج رات بیٹھے بیٹھے مجھے اُونگھ آئی تو دیکھا کہ ایک نوجوان ہاتھوں میں سبز پیالہ لئے کھڑا ہے جس سے گرم گرم سِکْبَاج کی خوشبو آرہی ہے، نوجوان نے وہ پیالہ میرے قریب کرتے ہوئے کہا: ''اے ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ الکریم! یہ سکباج کھالو۔'' میں نے کہا: ''جس چیز کو میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے ترک کر چکا ہوں اسے ہرگز نہیں کھاؤں گا۔''

وہ کہنے لگا: ''اگر یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے نہیں ملا تو بے شک نہ کھاؤ، ارے! یہ بھی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا عطا کردہ ہے پھر تم کیوں نہیں کھا رہے۔'' اب میرے پاس رونے کے سوا کوئی جواب نہ تھا۔ میں زار و قطار رونے لگا تو اس نے کہا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم کرے، یہ کھالو۔'' میں نے کہا: ''ہمیں یہ تاکید کی گئی ہے کہ جب تک معلوم نہ ہو کہ کھانا کن ذرائع سے حاصل کیا گیا ہے تب تک اس کی طرف ہاتھ نہ بڑھاؤ۔'' کہا: اے ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم! مجھے یہ کھانا دے کر کہا گیا: ''اے خضر علیہ السلام! یہ کھانا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کے پاس لے جا کر اسے کھلاؤ۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کی جان پر رحم کیا کیونکہ انہوں نے عرصۂ دراز تک اپنے نفس کو سکباج نہ کھلایا اور صبر سے کام لیا۔'' اے ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم! میں نے ملائکہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''ایسا کون ہوگا کہ رزق دیا جائے اور وہ قبول نہ کرے اور ایسا کون ہے جو طلب کرے اور اسے عطا نہ کیا جائے؟'' میں نے نوجوان سے کہا: ''اگر واقعی یہ کھانا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے آیا ہے اور معاملہ اسی طرح ہے جس طرح آپ نے بتایا تو پھر میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نعمت سے انکار نہیں کر سکتا۔ پھر میں کھانے کی طرف متوجہ ہوا تو اچانک ایک اور نوجوان نمودار ہوا۔ اس نے پہلے نوجوان (حضرت سیِّدُ نا خضر علیہ السلام) سے کہا: ''اے خضر علیہ السلام! آپ اپنے مُبارَک ہاتھوں سے انہیں یہ کھانا کھلائیں۔''

چنانچہ، حضرت سیِّدُ نا خضر علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے مُبارَک ہاتھوں سے مجھے کھلانا شروع کیا یہاں تک کہ میں خوب سیر ہو گیا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی لیکن اس کھانے کی مٹھاس اب تک میں اپنے منہ میں محسوس کر رہا ہوں۔'' حضرتِ سیِّدُ نا

شَقِیق بن ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ الکریم فرماتے ہیں: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ ایمان افروز خواب سن کر میں نے ان کی ہتھیلی چوم لی اور بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس ولیٔ کامل کو وسیلہ بناتے ہوئے اس طرح عرض گزار ہوا: ''اے بھوکوں کو ان کی پسندیدہ اشیاء کھلانے والے! اے مُحِبِّیْن کو اپنی محبت کے جام بھر بھر کر پلانے والے! کیا تیرے ہاں شَقِیق کا کوئی مرتبہ ہے؟ اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تجھے اپنے اس ولی اور اس کے ہاتھ کا واسطہ! اور تجھے تیرے اس کرم کا واسطہ جو تو نے اپنے اس ولی پر فرمایا اپنے اس بندے پر بھی ایک نگاہِ کرم فرمادے جو تیرے فضل اور احسان کا محتاج ہے، اگرچہ وہ اس قابل نہیں کہ اس کو یہ نعمتیں عطا کی جائیں تُو محض اپنی رحمت سے فضل فرمادے۔'' جب میں دعا سے فارغ ہوا تو حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم اُٹھ کر مسجدِ حرام کی طرف چل دیئے اور میں بھی ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 262: مکۂ معظّمہ کی شان

حضرتِ سیِّدُنا عبدالعزیز اَھْوَازِی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا سَہْل بن عبداللہ علیہ رحمۃ اللہ نے مجھ سے فرمایا: ''بے شک کسی ولی کا لوگوں سے میل جول رکھنا اس کے لئے ذلت کا باعث ہے اور لوگوں سے علیحدگی باعثِ عزت۔ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے بہت کم ایسے ہوں گے جنہوں نے گوشہ نشینی اختیار نہ کی ہو۔ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مقبول ولی تھے، ان پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بہت عطائیں تھیں، وہ لوگوں سے دور رہنا پسند کرتے اسی لئے کبھی کسی شہر میں تو کبھی کسی شہر میں ہوتے۔ بالآخر وہ مکۂ معظّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا میں آئے اور وہیں مقیم ہوگئے۔ میں ان کی عادت سے واقف تھا کہ یہ کسی شہر میں زیادہ دن نہیں ٹھہرتے لیکن مکہ شریف میں قیام کئے ہوئے انہیں کافی دن گزر چکے تھے، میں نے پوچھا: ''آپ تو کسی شہر میں اتنا زیادہ رکتے ہی نہیں پھر مکۂ معظّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں اتنے دن کیوں رک گئے؟''

فرمایا: ''بھلا میں اس عظمتوں والے شہر میں کیوں نہ رکوں؟ میں نے کوئی ایسا شہر نہیں دیکھا جس میں مکۂ معظّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا سے زیادہ رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہو۔ لہٰذا مجھے یہ بات محبوب ہے کہ میں ایسے بابرکت شہر میں ٹھہروں جہاں دن رات ملائکہ کی آمد و رفت رہتی ہے، بے شک یہاں بہت سے عجائبات ہیں۔ ملائکہ مختلف صورتوں میں خانۂ کعبہ کا طواف کرتے رہتے ہیں۔ اگر میں وہ تمام باتیں بتادوں جو میں نے دیکھی ہیں تو لوگ ان پر یقین نہ کریں۔'' میں نے کہا: ''خدارا! ان

باتوں میں سے مجھے بھی کچھ بتائیے۔

فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کا ہروہ بندہ جو ولایتِ کاملہ کے درجے پر فائز ہووہ ہر جمعرات کواس بابرکت شہر میں آتا ہے اور کبھی بھی ناغہ نہیں کرتا۔** میں اسی لئے یہاں رکا ہوا ہوں تا کہ ان اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی ولیٔ کامل کی زیارت سے فیضیاب ہو سکوں۔ میں نے مالک بن قاسم جَبَلِی علیہ رحمۃ اللہ الولی نامی ایک شخص کو دیکھا ان کے ہاتھ میں کچھ کھجوریں تھیں، میں نے ان سے کہا: ''کیا آپ کھانا کھا کر آرہے ہیں؟'' انہوں نے کہا ''اَستَغفِرُ اللّٰہ'' میں نے تو کئی ہفتوں سے کچھ بھی نہیں کھایا، ہاں! میں نے اپنی والدہ کو کھجوریں کھلائی ہیں اور اب فجر کی نماز پڑھنے کے لئے حرم شریف آیا ہوں۔'' حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ''حرم شریف اور اس کے گھر کا درمیانی فاصلہ سات سو(700) فرسخ (یعنی 2100 میل) تھا، وہ وہاں سے فجر کی نماز پڑھنے مسجدِ حرام میں آیا تھا، کیا تم اس بات پر یقین کرلو گے؟ میں نے کہا: ''کیوں نہیں، فرمایا: ''تمام تعریفیں اسی پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے مجھے ایسے مسلمان شخص سے ملوایا جو اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کرامات کا ماننے والا اور انہیں حق جاننے والا ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر263:

تیرتی ہوئی ہنڈیا

حضرتِ سیِّدُ نا ابو مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ ''میں نے حضرتِ سیِّدُ نا اَسوَد بن سَالِم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ میں اپنے ایک دوست کے ساتھ ''طَرسُوس'' کی طرف روانہ ہوا، جب وہاں پہنچے تو جہاد کے لئے صدائیں بلند ہورہی تھیں، کفار سے لڑنے کے لئے طَرسُوس کے مجاہد روم کی طرف جارہے تھے۔ ہم بھی مجاہدین کے ساتھ دشمن کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوگئے، روم کے کسی علاقے میں میرا رفیق بیمار ہوگیا میں نے اس سے پوچھا: ''کیا تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے؟''

کہا: ''ہاں! میں بھُنی ہوئی بکری اور اخروٹ کھانا چاہتا ہوں۔'' میں نے کہا: ''بیماری کی وجہ سے تمہارا دماغ چل گیا ہے، اس لئے ایسی باتیں کررہے ہو؟ ذرا سوچو تو سہی، ہم اس وقت دشمنوں کے علاقے میں ہیں اور تم بھنی ہوئی بکری کی خواہش کررہے ہو، یہ بہت مشکل ہے کہ تمہاری خواہش پوری ہوجائے۔'' کہا: ''آپ نے میری خواہش پوچھی تو میں نے اظہار کردیا۔''

حضرت سیِّدُ نا اَسوَد بن سَالِم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک جگہ مجاہدین کے لشکر نے قیام کیا، میں اپنے گھوڑے کو پانی پلانے قریبی نہر پر لے گیا۔ میں نے نہر کے پانی پر ایک ہنڈیا تیرتی دیکھی جس کے اوپر چھ(6) اخروٹ تھے۔ میں دوڑتا ہوا اپنے

دوست کے پاس گیا سارا واقعہ سنایا اور اسے اپنے ساتھ لے کر واپس نہر پر آیا۔ اس نے ہنڈیا دیکھی تو اس میں بکری کا بھنا ہوا گوشت تھا اور اخروٹ ہنڈیا کے اوپر رکھے ہوئے تھے۔ اس نے اخروٹوں کو اُلٹ پلٹ کرتے ہوئے کہا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میری طلب پوری ہوگئی جو چیز میں نے چاہی مجھے مل گئی۔''

پھر اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہا: ''اے نفس! تو نے جس چیز کی خواہش کی وہ تیرے سامنے موجود ہے، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں تجھے اس میں سے کچھ بھی نہ چکھاؤں گا۔'' یہ کہہ کر وہ واپس پلٹ آیا اور اس میں سے کچھ بھی نہ کھایا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم }

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر 264: ماتحتوں کی زبردست خیر خواہی

حضرت سیِّدُنا محمد بن علی بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''حضرت سیِّدُنا ابن مُبارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب حج کا ارادہ کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رفقاء ''اَھْلِ مَرْو'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: ''اے ابوعبدالرحمٰن علیہ رحمۃ اللہ المنان! ہم حرمین شریفین کا سفر آپ کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں، آپ ہمیں اپنی رَفاقت کی اجازت عطا فرما دیجئے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اپنا تمام زادِ راہ میرے پاس لے آؤ۔'' وہ اپنا زادِ راہ لے آئے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام زادِ راہ لیا اور ایک صندوق میں بند کر کے تالا لگا کر ایک محفوظ جگہ رکھ دیا۔ پھر ان کے لئے سواریاں کرائے پر لیں اور یہ قافلہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اَمارَت (یعنی نگرانی) میں سوئے حرم چل دیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے کھانے پینے کا انتظام اپنی طرف سے کرتے رہتے، انہیں عمدہ سے عمدہ کھانا کھلاتے، بہترین پانی فراہم کرتے۔ جب یہ قافلہ بغداد پہنچا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام قافلے والوں کے لئے بہترین لباس خریدا۔ اور کھانے پینے کا وافر سامان ساتھ لے کر یہ قافلہ دوبارہ جانبِ منزل چل دیا۔ بالآخر یہ قافلہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ایک ولی کامل کی رہنمائی میں نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مُبارَک شہر مدینہ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا پہنچا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ہر ہر رفیق سے پوچھا: ''تمہارے گھر والوں نے تمہیں مدینہ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا سے کون سا تحفہ لانے کو کہا؟'' ہر ایک نے اپنی اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر ایک کو اس کی مطلوبہ شئے خرید کر دیتے رہے۔

پھر مکہ مُعظّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا کی پُر نور فضاؤں میں پہنچ کر مناسکِ حج ادا کئے، حج مکمل ہوجانے کے بعد آپ رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رفقاء سے فرمایا: ''بتاؤ، تمہارے گھر والوں نے مکۂ معظّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا سے کیا چیز خرید کرلانے کو کہا تھا، اسی طرح آپ نے ہرایک سے پوچھا: جس نے جو چیز بتائی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خرید کردی۔ واپسی پر بھی دل کھول کرخرچ کیا۔ جب یہ قافلہ اپنے علاقے میں پہنچ گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے گھروں پر پلستر کرواکر چونا کروایا، تین دن بعد اپنے تمام رفقائے سفر کی دعوت کی اورانہیں بہترین کپڑے پہنائے۔ جب وہ کھانا کھاچکے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صندوق منگوا کر کھولا اور ہرایک کا زادِراہ واپس کردیا۔

راوی کہتے ہیں، میرے والد نے مجھے بتایا: حضرت سیِّدُنا ابن مُبَارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک خادم نے مجھے بتایا کہ ''آخری سفر کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رفقاء کی دعوت کی اوراس میں 25 دسترخوانوں پر فالودہ رکھا گیا۔ (راوی مزید فرماتے ہیں کہ) حضرت سیِّدُنا ابن مُبَارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیِّدُنا فُضَیْل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق سے فرمایا: ''اگر آپ اور آپ کے رفقاء نہ ہوتے تو میں تجارت نہ کرتا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہرسال فقراء پر ایک لاکھ درہم خرچ کیا کرتے۔''

{اللہ عزّوجلّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر265: اُستاذ ہوتو ایسا......!

حضرت سیِّدُنا محمد بن عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مُبَارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر ''طَرَسُوْس'' کی طرف جاتے اور وہاں ایک مسافر خانے میں ٹھہرتے، ایک نوجوان آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر حدیث سنا کرتا، جب بھی آپ ''رِقَّہ'' (نامی شہر میں) تشریف لاتے وہ نوجوان حاضرِ خدمت ہوجاتا۔ ایک مرتبہ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''رِقَّہ'' پہنچے تو اس نوجوان کو نہ پایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت جلدی میں تھے کیونکہ مسلمانوں کا ایک لشکر جہاد کے لئے گیا ہوا تھا آپ بھی اس میں شرکت کے لئے آئے تھے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لشکر میں شامل ہوگئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! مسلمانوں کو فتح ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غازی بن کر واپس طَرَسُوْس آئے اور ''رِقَّہ'' پہنچ کر اپنے اس نوجوان شاگرد کے بارے میں پوچھا تو پتا چلا کہ نوجوان مقروض تھا اور اس کے پاس اتنی رقم نہ تھی کہ وہ قرض ادا کرتا لہٰذا قرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے اسے گرفتار کرلیا گیا ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''میرے اس نوجوان شاگرد پر کتنا قرض تھا؟'' کہا: ''دس ہزار درہم۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پوچھتے پوچھتے قرض خواہ کے گھر پہنچے، اسے دس ہزار درہم دے کر اپنے شاگرد کی رہائی کا مطالبہ کیا اور کہا: ''جب تک میں زندہ رہوں اس وقت تک

کسی کو بھی اس واقعہ کی خبر نہ دینا۔'' پھر راتوں رات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے رخصت ہوگئے۔قرض خواہ نے صبح ہوتے ہی مقروض نوجوان کو رہا کر دیا۔نوجوان جب باہر آیا تو لوگوں نے کہا:''حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن مُبارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے متعلق پوچھ رہے تھے، اب وہ واپس جاچکے ہیں، یہ سن کر نوجوان آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تلاش میں نکل پڑا اور تین دن کی مسافت طے کرکے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس پہنچا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے دیکھا تو پوچھا:''اے نوجوان! تم کہاں تھے؟ میں نے تمہیں مسافر خانے میں نہیں پایا۔'' نوجوان نے کہا:''اے ابوعبدالرحمٰن علیہ رحمۃ اللہ المنان! مجھے قرض کے عوض قید کرلیا گیا تھا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا:''پھر تمہاری رہائی کا کیا سبب بنا؟'' کہا:''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کسی نیک بندے نے میرا قرض ادا کر دیا، اس طرح مجھے رہائی مل گئی۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''اے نوجوان! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرو کہ اس نے کسی کو تیرا قرض ادا کرنے کی توفیق دی اور تجھے رہائی عطا فرمائی۔''

راوی کہتے ہیں: جب تک حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن مُبارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زندہ رہے تب تک اس قرض خواہ نے کسی کو بھی خبر نہ دی کہ نوجوان کا قرض کس نے ادا کیا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد اس نے سارا واقعہ لوگوں کو بتا دیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 266: اُڑتا ہوا دستر خوان

حضرتِ سیِّدُ نا یوسف بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالنُّون مِصرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا:''میں ملکِ شام کے پہاڑی علاقوں میں تھا۔ وہاں چند ایسے لوگوں کو دیکھا جنہوں نے اُونی چوغے پہنے ہوئے تھے، ہر ایک کے ہاتھ میں پانی پینے کا ڈول اور لاٹھی تھی۔ انہوں نے مجھے دیکھا تو کہنے لگے: آؤ، ابوفیض ذُوالنُّون مِصرِی کی طرف چلتے ہیں۔ وہ میرے پاس آئے اور سلام کیا: میں نے جواب دیا اور پوچھا:''تم کہاں سے آئے ہو؟'' ایک نے جواب دیا:''ہم الفت ومحبت کے باغات سے آئے ہیں۔'' میں نے پوچھا:''کس کی مدد سے تم یہاں پہنچے؟'' کہا:''اس پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی مدد سے جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔''

میں نے پوچھا:''تم وہاں کیا کرتے ہو؟'' دوسرے شخص نے کہا:''ہم وہاں وَجد کے پیالوں سے اُلفت ومحبت کے جام پیتے ہیں۔'' میں نے کہا:''آخر وہ کون ہے جو اس معاملے میں تمہاری مدد کرتا ہے؟'' کہا:''دلوں کو بزرگی بخشنے والی محبوب کی ہمدردی پیدا کرنے والی، خالص کوشش اور انتہائی اشکباری اس معاملے میں ہماری مددگار ہے۔ جب ہم محبت کا جام پی لیتے ہیں تو اس کے

سببِ غفلت کے اندھیرے ہم سے دور ہو جاتے اور ابرِ رحمت ہم پر چھما چھم برستے ہیں۔'' پھر وہ آپس میں کہنے لگے:'' یہ ذُو النُّوْن مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی ہیں جو اُلفت ومحبت کے بارے میں بہترین کلام کرنے والے ہیں۔'' وہ لوگ یہ بات کر ہی رہے تھے کہ بہت تیز ہوا چلی، میں نے دیکھا کہ ہوا اپنے ساتھ ایک بڑا دسترخوان لے کر آئی جس پر انواع واقسام کے کھانے بہت سلیقے سے رکھے ہوئے تھے۔ وہ دسترخوان ہمارے سامنے آکر بچھ گیا۔ میں نے کہا:'' پاک ہے وہ پروردگار عَزَّوَجَلَّ جو اپنے اولیاء کی ضیافت کرنے والا اور ان پر کرم فرمانے والا ہے۔'' پھر وہ لوگ مجھ سے کہنے لگے:'' اے ذُو النُّوْن! تم تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی ہو۔''

میں نے کہا:'' میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ درجۂ وِلایت مجھے مل جائے۔'' یہ سن کر انہوں نے مجھے بڑی گہری نظروں سے دیکھا۔ میں نے کہا:'' مجھے نصیحت کرو اور میرے لئے خصوصی دعا کرو۔ ابھی ہم یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ پہاڑ سے کچھ نوجوان ہماری طرف آئے، سلام کیا اور کہا:

'' اے ہمارے بھائیو! نا کارہ ذُو النُّوْن کا کیا حال ہے؟ اس کی خواہشیں پوری ہی نہیں ہوتیں اور نہ وہ اپنی خواہشات سے باز آتا ہے۔'' اتنا کہہ کر وہ سب دسترخوان کے گرد بیٹھ گئے اور کھانا شروع کر دیا۔ دوسرے لوگ بھی ان نوجوانوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے لگے، لیکن مجھے کسی نے بھی نہ بلایا، پھر ان نوجوانوں نے مجھ سے کہا:'' اے ذُو النُّوْن مِصْرِی! اگر تم کمزور یقین والے ہو تو حق کی محافل میں حاضر کیوں نہیں ہوتے؟ اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی صحبت میں کیوں نہیں بیٹھتے۔'' کھانا کھا کر وہ سب تو چلے گئے لیکن میں حیران ومتعجب وہیں کھڑا رہا۔

{ اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 267: ذِکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی برکت

حضرتِ سیِّدُنا علی بن محمد حَلْوَانی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خَوَّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق '' رَے'' کی جامع مسجد میں اپنے رفقاء کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک ہمسائے کے گھر سے گانے باجے کی آواز سنائی دی، اس آواز سے مسجد میں موجود تمام لوگ پریشان ہو گئے۔ کسی نے کہا:'' اے ابو اِسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق! اب کیا کیا جائے؟'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد سے نکلے اور اس گھر کی طرف چل دیئے جہاں سے گانے کی آواز آرہی تھی، آپ گلی کا موڑ مڑنے لگے تو سامنے ایک بیمار وکمزور سا کتا بیٹھا ہوا نظر آیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے قریب سے گزرے تو وہ کھڑا ہو کر آپ رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ کو بھونکنے لگا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس مسجد میں آگئے اور کچھ سوچنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد دوبارہ اسی مکان کی طرف چل دیئے۔ جب اسی کمزور وضعیف کتے کے قریب سے گزرے تو وہ دُم ہلانے لگا اور بالکل نہ بھونکا۔ جب اس گھر کے پاس پہنچے جہاں سے گانے کی آواز آرہی تھی تو ایک خوبصورت نوجوان باہر آیا اور کہا: ''اے محترم بزرگ! آپ پریشان کیوں ہیں؟ مجھے جب آپ کے ایک ساتھی نے بتایا کہ میری وجہ سے آپ لوگوں کو پریشانی ہو رہی ہے تو اسی وقت میں نے اپنے گناہوں سے توبہ کرلی، اب آپ جو چاہیں گے میں وہی کروں گا۔ میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے عہد کرلیا ہے کہ اب کبھی بھی شراب نہ پیؤں گا۔ اس کے بعد اس نوجوان نے تمام آلاتِ لہو ولعب اور شراب کے برتن توڑ دیئے اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کر کے اعمالِ صالحہ کی طرف راغب ہونے کی نیت کرلی۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس مسجد آئے تو لوگوں نے پوچھا: ''حضور! پہلی مرتبہ وہ کمزور کتا آپ پر بھونکا اور دوسری مرتبہ چاپلوسی کرتے ہوئے دم ہلانے لگا، اس کی کیا وجہ ہے؟'' فرمایا: ''جب میں پہلی مرتبہ باہر گیا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے کئے ہوئے وعدے میں کوتاہی ہوئی اور میں ذکر اللہ سے غافل ہوگیا، اسی لئے وہ کمزور سا کتا بھی مجھ پر دلیر ہو کر بھونکنے لگا۔ جب کوتاہی کا احساس ہوا تو میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اپنی اس غلطی کی معافی مانگی، پھر دوبارہ گیا تو وہی کتا میری چاپلوسی کرنے لگا اور تم یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو۔ یاد رکھو! ہر وہ شخص جو کسی بُری چیز کے خاتمے کے لئے جائے اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے کئے ہوئے کسی وعدے میں اس سے کوتاہی ہوجائے تو تمام چیزیں اس پر دلیر ہوجاتی ہیں۔ لیکن جب وہ اس غلطی وکوتاہی کا ازالہ کرلے تو کوئی چیز اسے نقصان نہیں پہنچاسکتی اور یہ دونوں باتیں تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو۔''

سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ہر گھڑی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت میں رہتے ہیں۔ ان عظیم لوگوں کے لئے خوشخبری ہے جو ہر گھڑی حکمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی بجا آوری کے لئے کوشاں رہتے ہیں اور انہیں راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاسکتی۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم}

حکایت نمبر 268:

عجیب وغریب واقعہ

علامہ وَاقِدِی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے، ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا امیر مُعاوِیَہ بن ابوسُفْیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے قبیلہ ''جُرْھُمِی'' کے ایک شخص سے فرمایا: ''اگر تم نے اپنی زندگی میں کوئی عجیب وغریب بات دیکھی ہو تو اس کے متعلق کچھ بتاؤ۔''

اس نے اپنا عجیب وغریب واقعہ کچھ اس طرح بیان کیا کہ ''ایک مرتبہ میں ایک وادی میں گیا تو دیکھا کہ لوگ ''بَنِی عُذْرَہ'' کے ''حَرْب'' نامی ایک شخص کا جنازہ لئے جا رہے تھے، میں بھی ان کے ساتھ چل دیا جب اسے قبر میں اتار دیا گیا تو میں لوگوں سے ایک طرف ہو گیا۔ مجھے اس شخص کی موت پر خود بخود نہ جانے کیوں رونا آ رہا تھا، میری آنکھوں سے سیلِ اَشک رواں تھا، مجھے کسی شاعر کے چند اشعار عرصۂ دراز سے یاد تھے لیکن شاعر کے متعلق معلوم نہ تھا اس شخص کی موت سے مجھ پر غم طاری تھا۔ چنانچہ، میں یہ اشعار پڑھنے لگا جن کا مفہوم یہ ہے:

(۱)......میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اچھے نصیب کی بھیک مانگی، اور میں اس کی عطا پر راضی ہوں، جب بار بار آسانیاں ملتی ہیں تو تنگی بھی قریب ہے۔

(۲)......انسان جب دنیا میں ہوتا ہے تو خوش حال اور قابلِ رشک ہوتا ہے، جب قبر میں پہنچ جاتا ہے تو زمانے کی تُند و تیز ہوائیں اسے زمین میں چھپا دیتی ہیں۔

(۳)......(موت کے بعد) اس کی قبر پر ایک مسافر تو آنسو بہاتا ہے حالانکہ وہ اسے جانتا بھی نہیں۔ لیکن مرنے والے کے عزیز واقارب اس کی موت پر خوش نظر آتے ہیں۔

راوی کہتے ہیں: ''میں انہیں اشعار کا تکرار کر رہا تھا جب میرے قریب کھڑے ایک شخص نے یہ اشعار سنے تو کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ کس کے اشعار ہیں؟'' میں نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ اشعار مجھے عرصۂ دراز سے یاد ہیں لیکن یہ نہیں جانتا کہ یہ کس شاعر کے ہیں؟'' یہ سن کر اس شخص نے ایک عجیب وغریب انکشاف کرتے ہوئے کہا: ''اے مسافر! اس ذات کی قسم جس کی تو نے قسم کھائی ہے! بے شک یہ اشعار ہمارے اسی رفیق نے کہے تھے جسے ہم نے تمہارے سامنے ابھی قبر میں اتارا ہے، پھر اس نے چند لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''وہ اس کے قریبی رشتہ دار ہیں جو اس کی موت پر مسرور ہیں، اور تم ایک مسافر ہو لیکن پھر بھی آنسو بہا رہے ہو۔ آج بالکل ایسا ہی ہو گیا جیسا اس نے اشعار کی صورت میں بیان کیا۔'' مجھے اس عجیب وغریب بات سے بڑا تعجب ہوا، ایسا لگتا ہے جیسے شاعر کو اپنی موت کے بعد کا علم ہو گیا تھا کہ میرے ساتھ یہ سلوک کیا جائے گا۔ (پھر اس شخص نے کہا:) ''اے امیر المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہ! یہ واقعہ میری زندگی کا سب سے عجیب وغریب واقعہ ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 269: **مامون کی ذہانت**

حضرت عبداللہ بن محمود فرماتے ہیں: میں نے قاضی یحییٰ بن اَکْثَم کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''میں نے مامون الرشید سے زیادہ فہیم وتجربہ کار شخص کوئی نہیں دیکھا۔ ایک رات میں مامون الرشید کے ساتھ احادیث اور دیگر مسائل کا تکرار کررہا تھا۔ اس پر نیند کا غلبہ ہوا اور وہ سوگیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ گھبرا کر اُٹھ بیٹھا اور مجھ سے کہا: اے یحییٰ! دیکھو میرے پاؤں کے پاس کوئی چیز ہے؟ میں نے دیکھا تو مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی، میں نے کہا: یہاں کوئی چیز نہیں، شاید! آپ کا وَہم ہے۔ میرے اس جواب سے وہ مطمئن نہ ہوا اور خادموں کو بلا کر کہا: ''میرے بستر کو اچھی طرح دیکھو کہ اس میں کوئی موذی شئے تو نہیں؟'' خادموں نے جب بستر اُٹھایا تو اس کے نیچے ایک سانپ نکلا جسے خادموں نے مار ڈالا۔

میں نے مامون الرشید سے کہا: ''ویسے ہی آپ ہر فن میں ماہر اور جامعِ کمالات ہیں، اب تو آپ کی طرف غیب جاننے کی نسبت بھی کی جاسکتی ہے۔ مامون الرشید نے کہا: ''**معاذ اللہ** عَزَّوَجَلَّ! مجھ میں ایسی کوئی بات نہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ جب میں سویا تو ہاتفِ غیبی سے میں نے یہ آواز سنی:

یَا رَاقِدَ اللَّیْلِ انْتَبِہْ   اِنَّ الْخُطُوْبَ لَھَا سُرَی

ثِقَۃُ الْفَتٰی بِزَمَانِہٖ   ثِقَۃٌ مُحَلِّلَۃُ الْعُرَی

ترجمہ: اے سونے والے! بیدار ہوجا! بے شک مصیبتیں رات ہی میں آتی ہیں۔ نوجوان کا اپنے زمانے پر اعتماد کرنا آفت ومصیبت پر اعتماد کرنا ہے۔

یہ اشعار سن کر میری آنکھ کھل گئی اور میں سمجھ گیا کہ ابھی یا کچھ دیر بعد کوئی بڑا معاملہ پیش ہونے والا ہے، لہٰذا میں نے اپنے ارد گرد کا جائزہ لیا تو جو کچھ ہوا وہ سب تو نے دیکھ لیا۔''

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 270: **ایک عبادت گزار خادمہ**

بصرہ کے قاضی عبیداللہ بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ''میرے پاس ایک حسین وجمیل عجمی لونڈی تھی، اس کے حُسن وجمال نے مجھے حیرت میں ڈال رکھا تھا۔ ایک رات وہ سورہی تھی۔ جب رات گئے میری آنکھ کھلی تو اسے بستر پر نہ پاکر میں نے کہا: ''یہ تو بہت بُرا ہوا۔'' پھر میں اسے ڈھونڈنے کے لئے جانے لگا تو دیکھا کہ وہ اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی عبادت

میں مشغول ہے۔اس کی نورانی پیشانی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سجدہ ریز تھی۔وہ اپنی پُرسوز آواز سے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح عرض گزار تھی:''اے میرے خالق! تجھے مجھ سے جو محبت ہے میں اسی کا واسطہ دے کر التجا کرتی ہوں کہ تو میری مغفرت فرمادے۔'' جب میں نے یہ سنا تو کہا:''اس طرح نہ کہہ، بلکہ یوں کہہ''اے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تجھے اس محبت کا واسطہ جو مجھے تجھ سے ہے،تو میری مغفرت فرمادے۔'' یہ سن کر وہ عابدہ وزاہدہ لونڈی جو حقیقت میں ملکہ بننے کے لائق تھی کہنے لگی:''اے غافل شخص! اللہ عَزَّوَجَلَّ کو مجھ سے محبت ہے اسی لئے تو اس کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے مجھے شرک کی اندھیری وادیوں سے نکال کر اسلام کے نور بار شہر میں داخل کیا،اس کی محبت ہی تو ہے کہ اس نے اپنی یاد میں میری آنکھوں کو جگایا اور تجھے سلائے رکھا۔اگر اسے مجھ سے محبت نہ ہوتی تو وہ مجھے اپنی بارگاہ میں حاضری کی ہرگز اجازت نہ دیتا۔'' قاضی عبیداللہ بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں:''میں اس کے حسن وجمال اور چہرے کی نورانیت سے پہلے ہی بہت متاثر تھا۔اب جب اس کی یہ عارفانہ گفتگو سنی تو میری حیرانگی میں مزید اضافہ ہوا اور میں سمجھ گیا کہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ولیہ ہے۔

میں نے کہا:''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نیک بندی! جا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے آزاد ہے۔جب لونڈی نے یہ سنا تو کہا:''میرے آقا! یہ آپ نے اچھا نہیں کیا کہ مجھے آزاد کردیا۔اب تک مجھے دوہرا اَجر مل رہا تھا(یعنی ایک آپ کی اطاعت کا اور دوسرا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کا)لیکن اب آزادی کے بعد مجھے صرف ایک اجر ملے گا۔''

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم﴾

(اے ہمارے پیارے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اپنے نیک اور مُحِبِّین بندوں کے صدقے ہمیں بھی اپنی محبت کی دولتِ عُظمیٰ سے مالا مال فرما کر دن رات عبادت کرنے کی سعادت عطا فرما۔'')

میرے غوث کا واسطہ یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ! ؎ تو اپنی ولایت کی خیرات دے دے

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

درسِ زہد وتوکُّل

حکایت نمبر271:

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن حَوَارِی علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں:میں نے حضرتِ سیِّدُنا ابو سلمان علیہ رحمۃ الرحمٰن کو یہ فرماتے ہوئے سنا:''ایک مرتبہ میں ''لُکَام'' کے پہاڑوں میں گیا،وہاں ایک نوجوان اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس طرح مناجات کررہا تھا:''اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اے امیدوں کو پورا کرنے والے! اے امید دلانے والے! اے وہ ذات جس کی

عطا سے میرے اعمال مکمل ہوتے ہیں! میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس دعا سے جو تیری بارگاہ تک نہ پہنچے۔ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بدن سے جو تیری عبادت کے لئے کھڑا نہ ہو۔ الٰہی عَزَّوَجَلَّ! میں پناہ چاہتا ہوں ایسے دل سے جو تیرا مشتاق نہ ہو، میں پناہ چاہتا ہوں ایسی آنکھ سے جو تیری یاد میں نہ روئے۔''

حضرتِ سیِّدُنا ابوسلمان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ''جب میں نے اس کا یہ جملہ سنا ''میں پناہ چاہتا ہوں ایسی آنکھ سے جو تیری یاد میں نہ روئے'' تو میں سمجھ گیا کہ اس شخص کو مقامِ معرفت حاصل ہے۔ میں نے کہا: ''اے نوجوان! بے شک عارفین کے لئے مقامات و مراتب اور مشتاقوں کے لئے نشانیاں ہیں۔'' نوجوان نے پوچھا: وہ علامتیں اور مراتب کیا ہیں؟ میں نے کہا: ''مصائب کو چھپانا، کرامات دکھانے سے بچنا۔'' کہا: ''مجھے کچھ اور نصیحت کیجئے۔'' میں نے کہا: ''ابھی تشریف لے جایئے اور اُس (پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ) کے علاوہ کسی کی طرف نہ جاؤ اور اُس کے علاوہ کسی سے اُمید نہ رکھو۔ اس راستے میں فقر غِناء ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے آنے والی آزمائش درحقیقت شفاء ہے۔ اور توکُّل زندگی کا بہترین سرمایہ ہے، بے شک ہر مصیبت کا ایک مقررہ وقت ہے۔ نہ اس کی طرف سے ملنے والی خیر کو ٹھکرا، نہ ہی اس کی عطا کردہ اشیاء میں بخل کر۔ دنیوی خواہشات کی طرف ہرگز نہ جا۔ میری یہ باتیں سن کر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور آہ وزاری کرنے لگا۔ میں اسے اسی حالت میں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ کچھ دور مجھے ایک اور نوجوان سویا ہوا نظر آیا، میں نے اسے جگا کر کہا: ''اے نوجوان! اب بیدار ہوجا، بے شک مرنے کے بعد دوبارہ دنیا میں نہیں آنا، مرنے کے بعد آرام کرلینا۔''

؎ جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سائے تلے   حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سائے تلے

نوجوان نے میری آواز سن کر اپنا سر اٹھایا اور کہا: ''اے ابوسلمان علیہ رحمۃ الرحمٰن! مرنے کے بعد موت سے بھی زیادہ سختیاں ہیں۔'' میں نے کہا: ''اے نوجوان! جو موت پر یقین رکھتا ہے وہ اعمالِ صالحہ کے لئے ہر دم کوشاں رہتا اور اپنے آپ کو تیار رکھتا ہے اور پھر اسے دُنیوی نعمتوں کی خواہش نہیں ہوتی۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** یقیناً خوش نصیب وخوش بخت ہیں وہ لوگ جو آنے والے وقت سے قبل اس کی تیاری کر لیتے ہیں۔ جسے ہر وقت موت کا ڈر ہو اس کے لئے اعمالِ صالحہ کی کوشش آسان ہوجاتی ہے۔ جسے اس بات کی فکر ہو کہ موت تمام آسائشوں کو ختم کردے گی اس کا دل دنیوی چیزوں کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ جسے فکرِ آخرت ہو اسے دنیوی افکار سے نجات مل جاتی ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں دنیاوی فکروں سے نجات عطا فرما کر فکرِ آخرت عطا فرمائے۔ نفسانی خواہشات کے شر سے ہر دم ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حکایت نمبر272:

بیٹے کا قاتل آزاد کر دیا

حضرتِ سیِّدُ نا ابوعَمر و بن علاء اور حضرتِ سیِّدُ ناسُفْیَان بن علاء رحمہما اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرتِ سیِّدُ نا اَحْنَف بن قَیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا: ''آپ نے حِلْم و بردباری کہاں سے سیکھی''؟ فرمایا: ''حضرتِ سیِّدُ نا قَیس بن عاصم مِنْقَری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے۔ وہ حلم وبردباری میں یگانہ روزگار تھے۔'' ہم حلم وبردباری کے حصول کی خاطر ان کی بارگاہ میں اس طرح حاضر رہتے جیسا کہ ایک فقہ کا طالب کسی فقیہ کے پاس حاضر رہتا ہے۔ ایک مرتبہ ہم حضرتِ سیِّدُ نا قَیس بن عاصم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، وہ اپنی چادر سے اِحْتِبَاء کئے (یعنی گھٹنے کھڑے کر کے چادر سے باندھ کر سرین پر) بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک کچھ لوگ آئے، انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا: ''حضور! آپ کے بیٹے کو آپ کے چچازاد بھائی نے قتل کر دیا ہے، یہ دیکھیں آپ کے بیٹے کی لاش اور یہ آپ کا چچازاد بھائی ہے، ہم اسے رسیوں سے باندھ کر آپ کے پاس لے آئے ہیں۔''

راوی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ غم ناک خبر سن کر بالکل چیخ وپکار نہ کی بلکہ لوگوں کی پوری بات توجہ سے سنی پھر گھٹنوں پر بندھی ہوئی چادر کھولی اور مسجد کی طرف چل دیئے۔ وہاں پہنچ کر اپنے بڑے بیٹے سے کہا: ''جاؤ، میرے چچا زاد بھائی کو آزاد کر دو اور اپنے بھائی کی تجہیز وتکفین کرو۔ اور میرے چچازاد بھائی کی والدہ کے لئے سو اونٹ ہدیۃً لے جاؤ، وہ بیچاری انتہائی غریب وتنگ دست ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے درج ذیل اشعار پڑھے:

ترجمہ: (۱)......میں ایسا مرد ہوں کہ جس کی خاندانی شرافت کو کسی بھی گندگی وعیب نے داغ دار نہیں کیا۔

(۲)......میں منقر قبیلے کے انتہائی معزّز گھرانے کا معزز فرد ہوں اور ٹہنیوں کے گرد ٹہنیاں ہی نکلتی ہیں۔

(۳)......اور میں ان فصحاء میں سے ہوں کہ جب ان میں سے کوئی کلام کرتا ہے تو بہترین چہرے والا اور فصیح زبان والا ہوتا ہے۔

(٤)......وہ پڑوسیوں کے عیبوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور ان کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنا جانتے ہیں۔

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوا تو کسی شاعر نے آپ کی شان میں یہ اشعار کہے:

ترجمہ: (۱)......اے قیس بن عاصم! تجھ پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے سلامتی ہو اور اس کی رحمت ہو جب تک وہ رحم کرنا چاہے۔

(۲)......مبارک ہو اُسے جس نے غضب وناراضی اور شدید غصہ دِلانے والا کام کیا لیکن پھر بھی تجھ سے نعمتیں پائیں اور امن وسکون میں رہا۔

(۳)......قیس کی وفات صرف اس اکیلے کی وفات نہیں بلکہ وہ تو پوری قوم کی عمارت تھا جو اس کی وفات سے منہدم ہوگئی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! کیا حلم ہے میرے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے غلاموں کا کہ اپنے بیٹے کے قاتل کو نہ صرف معاف کیا بلکہ اس کی والدہ کو سو اونٹ تحفۃً بھجوائے حالانکہ انہیں اختیار تھا کہ اپنے بیٹے کے قتل کے بدلے قاتل

سے قصاص لیتے (یعنی قتل کے بدلے قتل کرتے) یا پھر دیت (یعنی سواونٹوں) پر صلح کر لیتے لیکن یہ دونوں کام نہ کئے بلکہ سواونٹ ان کے گھر والوں کے لئے بھجوائے۔ یہ بزرگ واقعی حلم وبردباری کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔ یہ بزرگ اس کریم آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے غلام ہیں جو دشمنوں کے لئے بھی چادر بچھادیتے، ظلم کرنے والوں کو دعائیں دیتے، جن کی طرف سے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹے انہیں پیار ومحبت سے نوازا، جس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے قطع تعلق کیا آپ نے ان سے تعلق جوڑا۔ جنہوں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے کچھ چھینا انہیں بہت کچھ عطا فرمایا۔

(الغرض سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سراپا حلم تھے اسی لئے ان کے غلاموں نے بھی حلم اپنا کر ایسی مثالیں قائم کیں جن کی نظیر بہت کم ملتی ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان بزرگ ہستیوں کے صدقے ہمیں بھی اُس پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی پیاری پیاری سنتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، جن کے خُلق کو خود خالقِ کائنات نے عظیم کہا اور جن کی خِلق کو خالقِ حقیقی نے جمیل کیا اور ہمیں بھی اخلاقِ صالحہ اور حلم وبُردباری کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

حکایت نمبر 273: باجماعت نماز کی فضیلت

حضرتِ سیِّدُنا عبیداللہ بن عمر قَوَارِیْرِی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں: ''میں نے ہمیشہ عشاء کی نماز باجماعت ادا کی، مگر افسوس! ایک مرتبہ میری عشاء کی جماعت فوت ہوگئی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ میرے ہاں ایک مہمان آیا، میں اس کی خاطر مُدارات (مہمان نوازی) میں لگا رہا۔ فراغت کے بعد جب مسجد پہنچا تو جماعت ہو چکی تھی۔ اب میں سوچنے لگا کہ ایسا کون سا عمل کیا جائے جس سے اس نقصان کی تلافی ہو۔ یکایک مجھے **اللہ** کے پیارے حبیب، حبیب لبیب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا یہ فرمانِ عالیشان یاد آیا کہ ''باجماعت نماز، منفرد کی نماز پر اکیس درجے فضیلت رکھتی ہے۔ اسی طرح پچیس اور ستائیس درجے فضیلت کی حدیث بھی مروی ہے۔''

(صحیح البخاری، کِتَابُ الاذان، باب فضل صلاۃ الجماعۃ، الحدیث ٦٤٥۔٦٤٦، ص ٥٢، "لم اجد "باحدی وعشرین")

میں نے سوچا، اگر میں ستائیس مرتبہ نماز پڑھ لوں تو شاید جماعت فوت ہوجانے سے جو کمی ہوئی وہ پوری ہو جائے۔ چنانچہ، میں نے ستائیس مرتبہ عشاء کی نماز پڑھی، پھر مجھے نیند نے آلیا۔ میں نے اپنے آپ کو چند گُھڑ سواروں کے ساتھ دیکھا، ہم سب کہیں جا رہے تھے۔ اتنے میں ایک گھڑ سوار نے مجھ سے کہا: ''تم اپنے گھوڑے کو مشقت میں نہ ڈالو، بے شک تم ہم سے نہیں

مل سکتے۔'' میں نے کہا: ''میں آپ کے ساتھ کیوں نہیں مل سکتا؟'' کہا: ''اس لئے کہ ہم نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** باجماعت نماز کی سعادت بہت بڑی دولت ہے۔نیکیوں کے حریص کے لئے جماعت سے محروم ہونا ایسا نقصان ہے جس کی تلافی بہت مشکل ہے۔اس بزرگ کا جذبہ دیکھیں کہ ایک مجبوری کی بناء پر ان کی جماعت نکل گئی تو انہوں نے اپنی نماز ستائیس مرتبہ اس اُمید پر دہرائی کہ شاید! مجھے جماعت کی فضیلت مل جائے۔لیکن ایسا نہ ہوا۔جماعت کی اپنی ہی برکتیں ہیں اور جو وقت ہاتھ سے نکل جائے پھر حاصل نہیں ہوتا۔) بقولِ شاعر:

؎ سدا عیش دوراں دِکھاتا نہیں   گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حکایت نمبر274:

آسمانی زنجیر

حضرتِ سیِّدُنا حُذَیْفَہ بن قَتَادَہ مَرْعَشِی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے: ''ہمارا بحری جہاز جھومتا ہوا سوئے منزل چلا جا رہا تھا۔مسافروں کی نظریں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بنائی ہوئی اشیاء کو دیکھ رہی تھیں،سمندر کا سکوت ماحول کو سوگوار بنا رہا تھا۔اچانک تند و تیز ہواؤں نے جہاز کو تباہ کر دیا۔مسافروں میں سے ایک عورت اور میں جیسے تیسے ایک ٹوٹے ہوئے تختے تک پہنچ کر اس پر بیٹھ گئے۔ہم سات دن بھوکے پیاسے آسمان کی چھت تلے سمندر کے سینے پر تختے کے سہارے اِدھر اُدھر گھومتے رہے۔پیاس کی ماری عورت نے مجبور ہو کر کہا: ''میں بہت پیاسی ہوں اگر کچھ کر سکتے ہو تو کرو۔'' مجھے اس پر بڑا ترس آیا، میں نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی: ''الٰہی عَزَّوَجَلَّ اس بے کس و مجبور عورت کی پیاس بجھادے'' ابھی میں دعا سے فارغ بھی نہ ہوا تھا کہ آسمان سے ایک زنجیر آئی جس کے ساتھ عمدہ پانی سے بھرا ایک ڈول لٹک رہا تھا۔عورت نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتے ہوئے وہ پانی پی لیا۔میں اس زنجیر کو دیکھنے لگا مجھے فضا میں ایک شخص بیٹھا ہوا دکھائی دیا۔میں نے اس سے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' کہا: ''میں ایک انسان ہوں۔'' میں نے کہا: ''تمہیں یہ مرتبہ کس عمل کے سبب ملا۔'' کہا: ''میں نے ہمیشہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اَحکامات کو اپنی خواہشات پر ترجیح دی تو اُس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے مجھے وہ مقام عطا فرمایا جو تم دیکھ رہے ہو۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

(سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! جو شخص اپنے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کے فرامین کو اپنی خواہشات پر ترجیح دے تو اسے ایسے ایسے انعامات ملتے ہیں جنہیں دیکھ کر عقلیں دَنگ رہ جاتی ہیں۔ اگر اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے احکام کی پیروی کی جائے تو انسان کے لیے ہوائیں، دریا، پہاڑ، بَرگ و بار سب مُسَخَّر کر دیئے جاتے ہیں۔ مگر نیک اعمال پر استقامت بے حد ضروری ہے، جس کی طلب سچی ہو وہ اپنا مطلوب پا لیتا ہے۔)

حکایت نمبر275:

فقراء کے تین کامیاب طبقے

حضرتِ سیِّدُنا عباس بن دِہْقان علیہ رحمۃ اللہ الحنّان کہتے ہیں کہ ''مجھے حضرتِ سیِّدُنا احمد بن زَیّات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا: ''ایک مرتبہ میں حضرتِ سیِّدُنا بِشْر بن حارِث حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صبر و رضا کا درس دے رہے تھے۔ اچانک ایک صوفی نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مخاطب کر کے کہا: ''اے ابونَصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! کہیں تم حُبِّ جاہ کی خاطر تو لوگوں کے سامنے نیک اعمال نہیں کرتے؟ اگر تم زُہد میں کامل ہو گئے ہو تو دُنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لو اور لوگوں کے عطیات وغیرہ قبول کرو، تاکہ ان کے نزدیک تمہارا جو مقام ہے اس میں کمی واقع ہو۔ ان کی طرف سے جو چیزیں تمہیں بطورِ نذرانہ ملیں انہیں فقراء پر خرچ کر دو۔ اور توکل کی رسی مضبوطی سے تھام لو اگر ایسا کرو گے تو غیب سے رزق دیا جائے گا۔'' اس صوفی کا یہ اندازِ گفتگو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معتقدین پر بہت گراں گزرا۔ لیکن وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ادب کی وجہ سے خاموش رہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے! بے شک فقراء تین طرح کے ہوتے ہیں:

(۱)......ایک فقیر تو وہ ہے جو سوال نہیں کرتا، اگر بغیر سوال کئے کچھ مل جائے تو اسے بھی قبول نہیں کرتا۔ ایسا شخص پاکیزہ خصلت وَلی ہے۔ جب وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو رحمٰن و رحیم پروردگار عَزَّوَجَلَّ اس کی طلب پوری فرما دیتا ہے۔ اگر وہ کسی بات کی قسم کھالے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی قسم کو پورا فرما دیتا ہے۔

(۲)......دوسرا فقیر وہ ہے جو سوال تو نہیں کرتا لیکن بغیر سوال کئے کچھ مل جائے تو قبول کر لیتا ہے۔ ایسا شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ پر توکل کرنے والوں میں درمیانی درجہ پر ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے ہے جنہیں حضوریٔ دربارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی عظیم نعمت حاصل ہے۔

(۳)......تیسرا فقیر وہ ہے جو صبر پر یقین رکھتا ہے اور بسا اوقات حالات سے بھی موافقت کر لیتا ہے۔ جب اسے کوئی شدید حاجت درپیش ہوتی ہے تو لوگوں سے بقدرِ حاجت لے لیتا ہے، لیکن اس کا دل اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی سے مانگ رہا ہوتا ہے۔ لہٰذا اللہ عَزَّوَجَلَّ

سے کئے جانے والے سوال کی سچائی مخلوق سے کئے ہوئے سوال کا کفّارہ ہوجاتی ہے۔اور فقراء کے یہ تینوں طبقے کامیاب ہیں۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر276:

انوکھا مسافر

حضرتِ سیِّدُنا مَعْرُوْف کَرْخِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:''ایک مرتبہ دورانِ سفر ایک وادی میں میری ملاقات ایک ایسے اجنبی سے ہوئی جو بالکل تنہا تھا۔ پہنے ہوئے لباس کے علاوہ اس کے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ میں نے اسے سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا، میں نے کہا:''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحم کرے! کہاں کا ارادہ ہے؟'' کہا:''میں نہیں جانتا۔'' میں نے کہا:''کیا تو نے کبھی کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے جو کسی نامعلوم جگہ جارہا ہو؟'' کہا:''جی ہاں! میں انہیں میں سے ایک ہوں۔'' میں نے کہا:''پھر بھی تمہارا کہاں کا ارادہ ہے؟'' کہا:''مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا۔'' میں نے کہا:''تُو مکہ شریف کی نیت کئے ہوئے ہے لیکن تُو جانتا نہیں کہ کس طرف جانا ہے؟'' اس نے کہا:''ہاں! واقعی ایسا معاملہ ہے کیونکہ بارہا ایسا ہوا کہ میں مکہ شریف کے قصد سے چلا لیکن ''طَرَسُوْس'' پہنچ گیا۔ اور کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ میں طَرَسُوْس کی طرف چلا لیکن ''مکہ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا'' پہنچ گیا۔ اور ایسا بھی ہوا کہ میں بصرہ کی طرف چلا لیکن کسی اور مقام پر جا پہنچا۔ ایسے معاملات میرے ساتھ ہوتے رہتے ہیں، اس مرتبہ بھی مکہ شریف کے قصد سے چلا ہوں، دیکھو! اب کہاں پہنچتا ہوں۔''

میں نے کہا:''تمہارے کھانے کا انتظام کیسے ہوتا ہے؟'' کہا:''یہ معاملہ ایک کریم کے ذمۂ کرم پر ہے۔ جب وہ مجھے بھوکا رکھنا چاہتا ہے تو کھانا موجود ہونے کے باوجود میں بھوکا ہی رہتا ہوں۔ جب کھلانا چاہتا ہے تو بغیر کھانے کے بھی میں سیر ہو جاتا ہوں۔ کبھی وہ میری عزت افزائی فرماتا ہے تو کبھی آزمائش میں مبتلا کرتا ہے۔ کبھی کبھی مجھے یہ غیبی آواز سنواتا ہے:''اے چور! زمین پر تجھ سے بڑا شریر کوئی نہیں۔'' اور کبھی یہ آواز سنائی دیتی ہے:''زمین پر تیری مثل کوئی نہیں اور نہ ہی تجھ سے بڑھ کر کوئی زاہد ہے۔'' میرا مالک کبھی تو مجھے بہترین بستر پر سُلاتا ہے، کبھی اس سے دور پھینک کر ویران جگہوں میں سُلاتا ہے۔'' میں نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحم فرمائے! وہ کون ہے جس کے متعلق تو گفتگو کر رہا ہے؟'' کہا:''وہ تمام جہانوں کا پالنے والا، خدائے بزرگ و بَرتَر ہے، اس نے مجھے ایسے سمندر میں ڈال دیا ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔'' اتنا کہہ کر وہ شخص زاروقطار رونے لگا، مجھے اس پر بڑا ترس آیا یہاں تک کہ اس کے رونے نے مجھے بھی رُلا دیا۔ پھر میں نے آس پاس کی تمام وادیوں سے رونے کی آواز سنی

حالانکہ بظاہر وہاں کوئی شخص موجود نہ تھا۔ میں نے حیران ہو کر اس سے کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحم فرمائے، میں تیرے علاوہ دیگر رونے والوں کی آوازیں بھی سن رہا ہوں، یہ آوازیں کہاں سے آ رہی ہیں؟'' کہا: ''کچھ جِنّات میرے گہرے دوست ہیں، جب بھی میں روتا ہوں وہ بھی میرے ساتھ رونے لگ جاتے ہیں۔''

حضرتِ سیِّدُنا **مَعْرُوف کَرْخِی** علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''اتنا کہنے کے بعد وہ شخص وہاں سے غائب ہو گیا اور میں اکیلا حیران و پریشان کھڑا رہا۔ اس وقت میں اپنے آپ کو بہت کمتر محسوس کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ نمودار ہوا تو میں نے کہا: ''مجھے ذرا تفصیل سے بتاؤ کہ تمہارے ساتھ یہ معاملات کیوں اور کیسے ہوتے ہیں؟'' یہ سن وہ بہت گھبرایا اور چونک کر بڑے سخت لہجے میں کہا: ''اے چور! کیا تو میرے اور میرے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ کے درمیان رکاوٹ بننا چاہتا ہے، خدائے بُزُرگ و برتر عَزَّوَجَلَّ اور اس کی عزت کی قسم! میں اپنا راز ہرگز اس کے علاوہ کسی اور کو بتانا پسند نہیں کرتا۔ اتنا کہہ کر وہ بندۂ خدا دوبارہ غائب ہو گیا۔''

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم﴾

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ** رَبُّ العزَّت اپنے بندوں کو طرح طرح کی صفات سے مُتَّصِف فرماتا اور طرح طرح سے ان پر اپنی رحمتیں نچھاور فرماتا ہے۔ کسی کو رُلاتا ہے تو کسی کو ہنساتا ہے۔ کبھی خوشیوں سے دامن بھر دیتا ہے تو کبھی رنج وغم میں مبتلا فرما دیتا ہے۔ کبھی بھوک و پیاس کے ذریعے اپنے اولیاء کے درجات بلند فرماتا ہے تو کبھی ایسی ایسی جگہ سے رزق کے خزانے عطا فرماتا ہے جہاں سے وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔ بہترین انسان وہی ہے جو اس کی رضا پر راضی رہے اور اس کے حکم پر اپنی تمام خواہشات قربان کر دے۔ جو خوش نصیب ایسا کرتے ہیں وہ دنیا وآخرت میں سُرخرو ہو جاتے ہیں اور ہر قدم پر کامیابی ان کے قدم چوم لیتی ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی دائمی رضا سے مالا مال فرمائے اور ناشکری سے بچائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

حکایت نمبر 277: انصاف پسند چیف جسٹس

حضرتِ سیِّدُنا حَبِیب زَارِع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ ہم عہدِ شباب میں قاضی ابو حَازِم عبدالحمید بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ عہدۂ قضاء سے پہلے بھی ہم انہیں قاضی گمان کیا کرتے اس لئے لڑائی جھگڑوں کے فیصلے انہیں سے کرواتے۔ پھر کچھ ہی عرصہ بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسندِ قضاء پر مُتمکّن ہو گئے۔ عبدالواحد بن محمد **خَصِیْبِی** علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: قاضی ابو حَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم انصاف کے معاملہ میں بہت سخت تھے۔ آپ ہمیشہ حق بات کہتے اور درست فیصلے

فرماتے۔ایک مرتبہ خلیفۂ وقت ''مُعْتَضِد باللّٰہ'' نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف پیغام بھیجا:''فلاں تاجر نے ہم سے بیع کی اور نقد رقم نہ دی۔وہ میرے علاوہ دوسروں کا بھی مقروض ہے، مجھے خبر پہنچی ہے کہ دوسرے قرض خواہوں نے آپ کے پاس گواہ پیش کئے تو آپ نے اس تاجر کا مال ان میں تقسیم کردیا ہے۔مجھے اس مال سے کچھ بھی نہیں ملا حالانکہ جس طرح وہ دوسروں کا مقروض تھا اسی طرح میرا بھی تھا،لہٰذا میرا حصہ بھی دیا جائے۔''

پیغام پا کر قاضی ابوحَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے قاصد سے کہا:''خلیفہ سے کہنا کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ کی عمر دراز فرمائے، وہ وقت یاد کرو جب آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ میں نے فیصلوں کی ذمہ داری کا بوجھ اپنی گردن سے اُتار کر تمہارے گلے میں ڈال دیا ہے۔اے خلیفہ! اب میں فیصلہ کرنے کا مختار ہوں اور میرے لئے جائز نہیں کہ گواہوں کے بغیر کسی مُدَّعِی کے حق میں فیصلہ کروں۔'' قاصد نے قاضی صاحب کا پیغام سنایا تو خلیفہ نے کہا:''جاؤ! قاضی صاحب سے کہو کہ میرے پاس بہت معتبر اور معزز گواہ موجود ہیں۔جب قاضی صاحب کو یہ پیغام ملا تو فرمایا:''گواہ میرے سامنے آکر گواہی دیں، میں ان سے پُوچھ گُچھ کروں گا شہادت کے تقاضوں پر پورے اُترے تو ان کی گواہی قبول کرلوں گا ورنہ وہی فیصلہ قابل عمل رہے گا جو میں کر چکا ہوں۔''

جب گواہوں کو قاضی صاحب کا یہ پیغام پہنچا تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خوف کھاتے ہوئے عدالت آنے سے انکار کردیا۔لہٰذا قاضی صاحب نے خلیفہ مُعْتَضِد باللّٰہ کا دعویٰ رَدّ کرتے ہوئے اسے کچھ بھی نہ بھجوایا۔''

{اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

حکایت نمبر278: قاضی ابوحَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کا عدل وانصاف

قاضی وَکِیع علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے کہ''مُعْتَضِد باللّٰہ کے زمانۂ خلافت میں قاضی ابوحَازِم عبدالحمید بن عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید نے حسن بن سَہْل کی وقف کردہ زرعی زمین کی دیکھ بھال اور دیگر معاملات پر مجھے نگہبان مقرر کردیا۔اس سے جو آمدنی ہوتی میں اسے شرعی احکام کے مطابق بیت المال اور غرباء وغیرہ میں تقسیم کردیتا۔جب خلیفہ مُعْتَضِد باللّٰہ نے اپنے لئے محل تعمیر کروایا تو حسن بن سَہْل کی کچھ مَوْقُوفہ (یعنی وقف کی ہوئی) زمین بھی عمارت میں شامل کرلی۔سال ختم ہونے پر میں نے تمام زمین کا حساب کر کے مال وصول کرلیا،صرف شاہی محل میں شامل کی گئی زمین کا حساب باقی تھا۔خلیفہ سے اس زمین کی آمدنی کا مطالبہ کرنے کی مجھے جرأت نہ ہوئی۔میں تمام جمع شدہ مال وغلّہ لے کر قاضی ابوحَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے پاس آیا اور کہا:''میں نے

اوقاف کی تمام زمین سے غلّہ وغیرہ وصول کرلیا ہے اور تمام آمدنی میرے پاس موجود ہے، آپ مجھے اسے تقسیم کرنے کی اجازت دیں تاکہ جتنا غلہ بیج کے لئے درکار ہے اتنا علیحدہ کرکے باقی مستحقین میں تقسیم کردوں۔''

قاضی صاحب نے کہا: ''کیا جو زمین خلیفہ مُعْتَضِد باللّٰہ نے اپنے محل کے اِحاطہ میں شامل کی ہے، اس کی آمدنی بھی وصول کرلی گئی ہے؟'' میں نے کہا: ''حضور! خلیفہ سے کون مطالبہ کرسکتا ہے؟'' فرمایا: ''خدائے بزرگ وبرتر کی قسم! میں اس وقت تک کچہری ختم نہ کروں گا جب تک وہ تمام رقم وصول نہ کرلوں جو خلیفۂ وقت کے ذمہ ہے، بخدا اگر خلیفہ نے غلہ یا اس کی قیمت ادا نہ کی تو میں کبھی بھی عہدۂ قضاء قبول نہ کروں گا۔ اے وَکِیْع! تم فوراً خلیفہ کے پاس جاؤ اور رقم کا مطالبہ کرو! میں نے کہا: ''مجھے دربارِ شاہی تک کون پہنچائے گا؟'' فرمایا: فلاں سرکاری نمائندے کے پاس جاؤ اور کہو کہ ''میں قاضی صاحب کا قاصد ہوں، ایک بہت ہی اہم کام کے سلسلے میں اِسی وقت خلیفہ کے پاس حاضر ہونا چاہتا ہوں تم مجھے دربارِ شاہی تک لے چلو۔'' وَکِیْع کہتے ہیں کہ میں اس سرکاری نمائندے کے پاس پہنچا تو وہ مجھے لے کر خلیفہ کے محل پہنچا۔ رات کا آخری پہر تھا، ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ پورا شہر خوابِ خرگوش کے مزے لے رہا تھا۔ جب خلیفہ کو بتایا گیا کہ ایک بہت ضروری کام کے سلسلے میں قاضی ابو حَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کا قاصد آیا ہے تو خلیفہ نے فوراً مجھے اپنے پاس بلالیا اور کہا: ایسا کون سا ضروری کام ہے جس کی خاطر اتنی رات گئے آنا پڑا۔ میں نے کہا: ''حضور! آج میں نے تمام موقوفہ زمینوں کا حساب کیا اور ان کی آمدنی قاضی ابو حَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم تک پہنچا کر مستحقین میں تقسیم کرنے کی اجازت طلب کی، قاضی صاحب نے تفتیش کی تو اس زمین کی آمدنی اس مال میں شامل نہ تھی جو آپ کے محل کے احاطہ میں داخل کردی گئی ہے، قاضی صاحب نے فرمایا: اس وقت تک یہ آمدنی کہیں بھی صرف نہ ہوگی جب تک خلیفہ کے محل میں شامل کردہ زمین کی آمدنی وصول نہ ہوجائے۔ بس اسی سلسلے میں حاضر ہوا ہوں۔''

خلیفہ مُعْتَضِد باللّٰہ کچھ دیر خاموش رہا، پھر کہا: ''بے شک قاضی صاحب نے صحیح کیا، اور وہ حق کو پہنچ گیا۔'' یہ کہہ کر اس نے خادمین سے کہا، جاؤ اور فلاں صندوق اٹھالاؤ، حکم کی تعمیل ہوئی دراہم ودنانیر سے بھرا صندوق لایا گیا، خلیفہ نے کہا: ''بتاؤ، ہمارے ذمہ کتنا مال ہے؟'' میں نے کہا: ''جب سے وہ زمین محل میں شامل کی گئی ہے اس وقت سے اب تک اس زمین سے تقریباً چارسو دینار آمدنی ہوسکتی تھی، آپ اتنی ہی رقم ادا کردیں۔'' خلیفہ نے کہا: ''بتاؤ گِن کر ادا کروں یا وزن کرواکر؟'' میں نے کہا: جو طریقہ زیادہ بہتر ہو وہی اختیار فرمائیے۔'' خلیفہ نے ترازو منگوایا اور چارسو دینار تول کر میرے حوالے کردیئے گئے۔ میں تمام رقم لے کر قاضی ابو حَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے پاس پہنچا اور سارا واقعہ کہہ سنایا۔'' فرمایا: ''یہ رقم فوراً وقف کی آمدنی میں شامل کردو اور صبح ہوتے ہی بیج کے لئے غلہ نکال کر بقیہ مال مستحقین میں تقسیم کردینا۔ خبردار! اس معاملے میں ذرا سی بھی تاخیر نہ کرنا۔''

قاضی وَکِیْع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: ''جب لوگوں کو قاضی ابو حَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی جراءَت مندی، عدل وانصاف اور

خلیفۂ وقت سے حق داروں کا حق لینے کے متعلق معلوم ہوا تو انہوں نے قاضی صاحب کو خوب داد دی اور پورے شہر میں قاضی صاحب کی جراءَت مندی اور خلیفہ مُعْتَضِد باللہ کے عدل وانصاف کا شُہرہ ہو گیا۔ اور لوگ قاضی ابو حَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے لئے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں دستِ دُعا دراز کرتے ہوئے نظر آنے لگے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! کیسے جُرأت مند وحق گو ہوا کرتے تھے ہمارے اسلاف۔ انہیں حق گوئی اور انصاف پسندی سے کوئی نہ روک سکتا تھا۔ بڑی سے بڑی طاقت بھی انہیں اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف اور نَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر سے نہ روک سکتی۔ تاریخ گواہ ہے کہ اسلام کے ایسے سَپوت بھی اس مادَرِ گیتی پر جلوہ افروز ہوئے جو بظاہر عام سے عہدے پر فائز تھے لیکن بادشاہِ وقت سے بھی حق کے معاملہ میں نہ گھبراتے، کسی بھی رعایت کے بغیر ان کے بارے میں بھی وہی فیصلہ کرتے جو ایک عام غریب کے ساتھ کیا جاتا۔ پھر ان لوگوں کی بے لوث خدمت اور بے غرض کوششیں رنگ بھی لائیں۔ ایسے بڑے بڑے اُمرا کہ جن کے ایک اشارے پر گردنیں اڑا دی جاتیں، جن کے غیض وغضب کے سامنے بڑے بڑے دلیر لرزتے تھے، لیکن ان مردانِ حق کے سامنے ان کا رعب ودبدبہ دَب جاتا اور حق بات پر انہیں صلح کرنا ہی پڑتی، حق دار کو ان کا حق دینا ہی پڑتا، بلکہ یہ امراء وخلفاء ان مردانِ حق سے خائف رہتے، بلاتَاَمُّل ان کے فیصلوں پر سرِ تسلیم خم کر دیتے۔)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر279: احکامِ شریعت کی پابندی

قاضی ابو طاہر محمد بن احمد بن عبداللہ بن نَصْر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: '' مجھے یہ خبر پہنچی کہ ''جس علاقے میں حضرت ابو حَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم قاضی تھے، وہاں کے دو شخص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس اپنے جھگڑے کا فیصلہ کروانے آئے، ان کا جھگڑا انتہا کو پہنچ چکا تھا، وہ کمرۂ عدالت میں بھی ایک دوسرے پر جَھپٹ رہے تھے۔ قاضی صاحب کے ہوتے ہوئے کمرۂ عدالت میں ایک دوسرے پر جھپٹنا ایک مذموم حرکت تھی۔ ان کی یہ حرکتیں بڑھتی گئیں بالآخر ان میں سے ایک شخص نے کوئی ایسی نازیبا حرکت کی جو سخت تادیبی کاروائی کے لائق تھی۔ چنانچہ، قاضی صاحب نے حکم دیا کہ اسے توہینِ عدالت کی سزا دی جائے تاکہ اسے معلوم ہو کہ اَدَب کتنا ضروری ہے۔ سپاہیوں نے اسے سزا دی تو اتفاقاً اس کی موت واقع ہو گئی اور موت کا سبب تادیبی کاروائی بنی۔

قاضی صاحب نے جب یہ صورتحال دیکھی تو خلیفہ مُعْتَضِد باللہ کو یہ خط بھیجا:

'' اللّٰہ تبارک وتعالیٰ خلیفہ کی عمر دراز فرمائے! میرے پاس دو شخص اپنا مقدمہ لے کر آئے ۔ان میں سے ایک نے ایسی غلطی کی جس پر اسے ادب سکھانے کے لئے سزا ضروری تھی۔ میں نے اسے سزا دلوائی تو اتفاقاً وہ ہلاک ہوگیا۔جب مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور ادب سکھانے کے لئے کسی کو سزا دی جائے اور اس کی موت واقع ہوجائے تو اس کی دِیَت ، بیت المال سے ادا کی جاتی ہے۔ ہمارے ہاں بھی ایسا ہی ہوا ہے۔لہٰذا بیتُ المال سے رقم بھجوا دیں تاکہ میں اسے بطورِ دیت مقتول کے وُرَثاء کو دے دوں۔اللّٰہ تعالیٰ آپ کو عمرِ دراز عطا فرمائے۔'' والسّلام

جب خلیفہ مُعْتَضِد باللّٰہ کے پاس قاضی ابو حَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کا یہ خط پہنچا تو اس نے جواباً یہ پیغام بھجوایا:

''اے قاضی ابو حَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم! ہمیں تمہارا خط ملا جس میں دیت بھجوانے کا کہا گیا۔لہٰذا میں تمہاری طرف دیت کا مال بھجوا رہا ہوں۔'' والسّلام

خلیفہ نے دس ہزار درہم قاضی صاحب کے پاس بھجوائے۔قاضی صاحب نے مقتول کے ورثاء کو بلوایا اور ساری رقم بطورِ دیت انہیں دے دی۔''

(اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قاضی ابو حَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔)

حکایت نمبر280:

شاہی مال کا وبال

حضرتِ سیِّدُنا بِشْر بن حارِث علیہ رحمۃ اللہ الوارث سے منقول ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا ابو جَعْفَر رَازِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اور حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی آپس میں بہت گہری دوستی تھی اور دونوں مشترکہ کاروبار کرتے اور ایک دوسرے کا بہت ادب واحترام کرتے۔حضرتِ سیِّدُنا ابو جَعْفَر رَازِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی ہر سال حرمینِ شریفین جایا کرتے۔ جب وہ کوفہ سے گزرتے تو حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کافی دور تک ان کے ساتھ جاتے۔اور ایک مرتبہ انہیں الوداع کہنے نجف شریف تک گئے۔

کچھ عرصہ بعد جب دوبارہ سفرِ حج کا ارادہ کیا تو کسی علاقے کے لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شکایت کی کہ'' خلیفہ نے ہم پر جو عامل مقرَّر کیا ہے وہ انصاف سے کام نہیں لیتا۔ بے جا ہمارے کاروبار میں دَخیل ہو کر ہمیں پریشان کر رکھا ہے۔اگر آپ خلیفہ تک ہمارا مسئلہ پہنچا دیں تو کرم نوازی ہوگی۔لوگوں کی بات سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کوئی جواب نہ دیا اور جانبِ منزل چل دیئے۔اس واقعہ کی خبر جب حضرت سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سے ملنے کوفہ کے

پُل پر گئے۔خوب انکساری سے پیش آئے اور نجف شریف تک ان کے ساتھ گئے۔اگلے سال جب حضرت سیِّدُ نا ابو جَعْفَر رَازِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی دوبارہ حج کے ارادے سے گزرے تو لوگوں نے پھر عرض کی: ''حضور! ہمیں اس عامل سے نجات دلوادیں اور خلیفہ کے پاس ہماری سفارش کریں۔'' اس مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی درخواست قبول کر لی اور ان کا معاملہ حل کرنے کے لئے خلیفہ کے دربان سے کہا: ''خلیفہ کو پیغام دو کہ ابو جَعْفَر آپ سے ملنا چاہتا ہے۔'' خلیفہ کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آنے کی خبر ملی تو دربان سے کہا: ''انہیں نہایت ادب واحترام سے ہمارے پاس لے آؤ۔'' چنانچہ، خُدَّام فوراً آپ کو خلیفہ کے پاس لے گئے۔ خلیفہ منصور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بڑی عاجزی وانکساری سے پیش آیا، خوب تعظیم وتوقیر کی۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حال دریافت کرتے ہوئے پوچھا: ''حضور! اگر میرے لائق کوئی خدمت ہو تو ارشاد فرمائیے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''ہاں! مجھے تم سے ایک ضروری گفتگو کرنی ہے۔ یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سارا قصہ بیان کیا۔'' خلیفہ نے فوراً کہا: ''ہم نے اسے معزول کیا، اب اس علاقے والے جسے چاہیں اپنی خوشی سے عامل مقرر کر لیں مجھے ان کا مقرَّر کردہ عامل قبول ہوگا۔''

خلیفہ نے یہ حکم نامہ جاری کیا اور خادموں سے کہا: ''حضرت کو ہماری طرف سے دس ہزار درہم بطور ہدیۃً پیش کرو۔ ہم ان کے احسان مند ہیں کہ انہوں نے ہم سے کسی کام کے متعلق سوال کیا۔'' حضرت سیِّدُ نا ابو جَعْفَر رَازِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کو رقم دی گئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ سے کچھ دِرہم گر گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوراً سمجھ گئے کہ یہ درہم قبول کر کے میں نے بہت بڑی خطا کی ہے۔ لگتا ہے یہ دولت میرے حق میں نقصان دہ ثابت ہوگی۔ اسی سوچ کے پیشِ نظر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محل کی دیوار کے قریب بیٹھ گئے اور کچھ کپڑے منگوا کر تھیلیاں بنائیں، انہیں دراھم سے بھرا اور تمام رقم لوگوں میں تقسیم کر دی۔ جب آپ واپس کوفہ آئے تو ان دراہم میں سے کچھ بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس موجود نہ تھا۔ حضرتِ سیِّدُ نا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ اطلاع ملی کہ حضرتِ سیِّدُ نا ابو جَعْفَر رَازِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی نے شاہی خزانے سے ہدیہ قبول کیا ہے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے ملنے کا ارادہ ترک کر دیا اور لوگوں کو بتائے بغیر ایک مکان میں علیحدگی اختیار کر لی۔

جب حضرتِ سیِّدُ نا ابو جَعْفَر رَازِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کوفہ آئے تو حضرتِ سیِّدُ نا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو نہ پا کر لوگوں سے ان کے متعلق پوچھا تو سب نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ انہیں بہت تشویش ہوئی۔ بالآخر کافی تگ ودو کے بعد حضرتِ سیِّدُ نا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ایک بہت قریبی دوست نے ان سے پوچھا: ''کیا آپ کو حضرتِ سیِّدُ نا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے کوئی بہت ضروری کام ہے؟'' فرمایا: ''ہاں۔'' کہا: ''آپ ان کے نام ایک رقعہ لکھ دیں، میں وہ رقعہ ان تک پہنچا دوں گا۔ میں آپ کے ساتھ اس سے زیادہ تعاون نہیں کر سکتا۔'' آپ نے ایک رقعہ لکھ کر اسے دے دیا۔

وہ شخص کہتا ہے: ''میں رقعہ لے کر حضرتِ سیِّدُ نا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

دیوار سے ٹیک لگائے قبلہ رُخ بیٹھے تھے۔ میں نے سلام کیا اور رقعہ نکال کر دکھایا۔ فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' میں نے کہا: ''ابو جعفر رازی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کا خط۔'' فرمایا: ''سناؤ! اس میں کیا لکھا ہے؟'' میں نے پڑھ کر سنایا تو فرمایا: ''اس کی دوسری جانب جواب لکھو۔'' میں نے دوسری جانب ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم'' لکھی اور عرض کی: حضور! کیا لکھوں؟'' فرمایا: ''پہلے یہ آیت لکھو:

لُعِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ (پ٦،المائدۃ:٧٨)

ترجمۂ کنزالایمان: لعنت کئے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد کی زبان پر۔

پھر لکھو: ''ہمیں ہمارا مالِ تجارت واپس کردو۔ ہمیں اب اس کے نفع کی کوئی حاجت نہیں۔''

پھر مجھ سے فرمایا: ''جاؤ، یہ خط انہیں دے آؤ۔'' میں خط لے کر ان کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ بہت سے لوگ جمع ہیں۔ سب نے خط پڑھا لیکن اس کا مفہوم کوئی بھی نہ سمجھ سکا۔ بالآخر یہ طے ہوا کہ دونوں خط حضرت سیِّدُنا ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس لے چلتے ہیں تاکہ ان کی رائے معلوم ہوسکے۔ لیکن انہیں بتایا نہ جائے کہ یہ خط کس کا ہے۔ جب ان کے پاس خط پہنچا تو دیکھتے ہی فرمایا: ''جس نے پہلے خط لکھا وہ ایسا شخص ہے جس کے قول وفعل میں تضاد ہے اور جواب دینے والا ایسا شخص ہے جو اپنے عمل کے ذریعے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کا طالب ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر281:

قناعت پسند صوفی

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن محمد بزّاز علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ عاشورہ کی رات میں ایک مسافر خانے میں داخل ہوا تو وہاں ایک درویش جَو کی روٹی نمک کے ساتھ کھا رہا تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر میں تڑپ اٹھا۔ میرے پاس اس وقت ایک ہزار دینار تھے جو میں نے عبادت گزاروں کو نذرانہ دینے کی غرض سے جمع کر رکھے تھے۔ میں نے لوگوں سے اس درویش کے متعلق پوچھا تو پتا چلا کہ وہ علم تصوُّف کا بہت بڑا عالم اور یہاں کے تمام زاہدوں پر فوقیت رکھتا ہے۔ میں نے سوچا کہ یہ تمام دینار اسے دے دینے چاہئیں کیونکہ اس سے بہتر کوئی نہیں جس پر مال خرچ کیا جائے۔

چنانچہ، صبح ہوتے ہی میں چند رفقاء کے ساتھ اس درویش کے پاس گیا۔ وہ بڑی خندہ پیشانی سے ملا، میں بھی خوش رُوئی سے پیش آیا۔ میں نے کہا: ''کل میں نے آپ کو نمک کے ساتھ جَو کی روٹی کھاتے دیکھا۔ میرا خیال ہے کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور

افطاری میں صرف نمک کے ساتھ جو کی روٹی کھاتے ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں کچھ ہدیہ پیش کروں۔'' یہ کہہ کر میں نے دیناروں کی تھیلی اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا:'' یہ ایک ہزار دینار ہیں انہیں قبول فرما کر مجھ پر احسان فرمائیں۔'' یہ سن کر اس درویش نے میری طرف بڑی غضب ناک نظروں سے دیکھا اور کہا:'' اپنے دینار واپس لے جاؤ! بے شک یہ تو اس کی جزاء ہے جس نے اپنا راز لوگوں پر ظاہر کر دیا ہو، جاؤ! ہمیں تمہارا یہ مال نہیں چاہئے۔'' میں نے بہت اصرار کیا لیکن اس نے ایک دینار بھی قبول نہ کیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ! ہمارے بزرگانِ دین میں کیسی خودداری ہوا کرتی تھی کہ نمک کے ساتھ جو کی روٹی کھانا تو منظور کر لیتے لیکن کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کرتے۔ اگر کوئی بن مانگے دیتا تب بھی اس سے گریز کرتے، ذرا سا بھی خیال آجاتا کہ یہ ہدیہ ہمیں اس لئے دیا جا رہا ہے کہ لوگوں پر ہماری عبادت کا حال ظاہر ہو گیا ہے اور ہماری عبادت و ریاضت سے متاثر ہو کر ہدیہ دیا جا رہا ہے تو ہر گز قبول نہ کرتے۔ بس اپنے پاس جو رزقِ حلال ہوتا اسی پر اکتفاء کر کے صابر و شاکر رہتے۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان کے صدقے ہمیں بھی قناعت کی دولت سے مالا مال فرمائے اور ہر حال میں اپنا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 282: شیطان میرا خادم ہے

حضرتِ سیِّدُنا ایوب حَمَّال علیہ رحمۃ اللہ الغفار سے منقول ہے کہ ہمارے علاقے میں ایک مُتَوَکِّل (مُ.تَ.وَ.کْ.کِ.لْ) نوجوان رہتا تھا۔ وہ عبادت و ریاضت اور تَوَکُّل (تَ.وَ.کْ.کُ.لْ) کے معاملے میں بہت مشہور تھا۔ لوگوں سے کوئی چیز نہ لیتا۔ جب بھی کھانے کی حاجت ہوتی اپنے سامنے سِکّوں سے بھری ایک تھیلی پاتا۔ اسی طرح وہ اپنے شب و روز عبادتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں گزارتا اور اسے غیب سے رزق دیا جاتا۔ ایک دفعہ لوگوں نے اس سے کہا:'' اے نوجوان! تو سِکّوں کی وہ تھیلی لینے سے ڈر! ہو سکتا ہے شیطان تجھے دھوکا دے رہا ہو اور وہ تھیلی اسی کی طرف سے ہو۔''

نوجوان نے کہا:'' میری نظر تو اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کی طرف ہوتی ہے، میں اس کے علاوہ کسی سے کوئی چیز نہیں مانگتا، جب میرا مولیٰ عَزَّوَجَلَّ مجھے رزق عطا فرماتا ہے تو میں قبول کر لیتا ہوں۔ بالفرض اگر وہ سکوں کی تھیلی میرے دشمن شیطان کی طرف سے ہو تو اس میں میرا کیا نقصان بلکہ مجھے فائدہ ہی ہے کہ میرا دشمن میرے لئے مُسَخَّر کر دیا گیا ہے۔ اگر واقعی ایسا ہے تو اللّٰہ تبارک وتعالیٰ اُسے میرا خادم بنائے رکھے۔ اس سے زیادہ اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ میرا سب سے بڑا دشمن خادم

بن کر میری خدمت کرے اور میں اس کی طرف نظر نہ رکھوں بلکہ یہ سمجھوں کہ میرا پروردگار عَزَّوَجَلَّ مجھے دشمن کے ذریعے رزق عطا فرما رہا ہے۔ اور واقعی تمام جہانوں کو وہی خالقِ کائنات رزق عطا فرماتا ہے جو میرا معبود ہے۔'' متوکل نوجوان کی یہ بات سن کر لوگ خاموش ہو گئے اور سمجھ گئے کہ اس کو واقعی غیب سے رزق دیا جاتا ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم }

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** یہ ایک مُسلَّمہ حقیقت ہے کہ جو شخص اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کے لئے اپنے آپ کو فارغ کر لیتا ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے دنیوی پریشانیوں سے نجات عطا فرما دیتا ہے۔ جو اُس خالقِ **لَم یَزَلْ** عَزَّوَجَلَّ کے کاموں میں لگ جاتا ہے تو وہ مُسَبِّبُ الاسباب اسے ایسے ایسے اسباب مہیا فرماتا ہے کہ جن کے بارے میں وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی ایسا یقینِ کامل عطا فرمائے کہ ہماری نظر اسباب پر نہ ہو بلکہ خالقِ اسباب کی طرف ہو۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں توکل کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 283: ایک کنیز کا عارِفانہ کلام

حضرتِ سیِّدُنا جَعْفَر خُلْدِی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ میں اکیلا ہی سفرِ حج پر روانہ ہوا، منزلوں پر منزلیں طے کرتا حرم شریف کی مشکبار فضاؤں میں جا پہنچا۔ جب شام ہوئی اور رات نے اپنے پر پھیلا دیئے تو دن بھر کے تھکے ماندے لوگ بسترِ آرام پر خوابِ خرگوش کے مزے لینے لگے، محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے سرشار دل والے عبادت گزاروں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں آہ وزاری کرنا شروع کر دی۔ میں بھی اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے پیارے گھر ''خانۂ کعبہ'' کا طواف کرنے لگا۔ ایک کنیز بھی طواف کر رہی تھی اور اس کی زبان پر چند عربی اشعار جاری تھے، جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

''محبت نے پوشیدہ رہنے سے انکار کیا اور کتنی ہی مرتبہ میں نے اسے چھپایا مگر وہ ظاہر ہو گئی پھر اس نے میرے ہی پاس ڈیرہ ڈال لیا اور مجھے اپنا مسکن بنا لیا۔ جب میرا شوق بڑھتا ہے تو میرا دل اسے یاد کرنے کی خوب خواہش کرتا ہے اور جب میں اپنے حبیب کا قرب چاہتی ہوں تو وہ میرے قریب ہو جاتا ہے۔ اور وہ سامنے آتا ہے تو میں فنا ہو جاتی ہوں پھر اس کی وجہ سے اسی کے لئے زندہ ہو جاتی ہوں اور وہ میری مدد کرتا ہے یہاں تک کہ میں خوب لطف محسوس کرتی ہوں اور کیف وسرور سے جھومنے لگتی ہوں۔''

حضرت سیّدُ نا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: میں نے کہا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندی! تجھے خوف نہیں آتا کہ ایسے بابرکت مکان میں اس طرح کا کلام کررہی ہے؟'' وہ میری طرف متوجہ ہوئی اور اس مفہوم کے چند اشعار پڑھے:

''اگر اس سے ملاقات کا معاملہ نہ ہوتا تو تُو مجھے پُرسکون نیند سے دور نہ دیکھتا، جب وہ مل گیا تو اس نے مجھے وطن سے بہت دور کردیا جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے، میں اسے پانے سے ڈرتی ہوں لیکن اس کی محبت مجھے شوق دلاتی ہے۔''

پھر پوچھا: ''اے جنید! تُو کعبہ کا طواف کر رہا ہے یا پھر ربِّ کعبہ کا؟'' میں نے کہا: ''خانۂ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں۔'' کنیز نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا اور کہا: ''اے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تیرے لئے پاکی ہے، تو پاک ہے تونے جیسا چاہا اپنی مخلوق کو پیدا فرمایا، تیری حکمتیں بہت عظیم ہیں، یہ لوگ تو پتھروں جیسے ہیں جن کی نظر صرف مخلوق تک محدود ہے۔ پھر کچھ اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

''لوگ قربِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ پانے کے لئے طواف کرتے ہیں اور حال یہ ہے کہ ان کے دل چٹان سے بھی زیادہ سخت ہوتے ہیں، وہ چٹیل میدانوں میں راستہ بھٹک کر اپنی پہچان بھی کھو بیٹھے اور یہ گمان کرلیا کہ ہم تو بہت مقرب ہوگئے ہیں، اگر وہ محبت میں خالص ہوجاتے تو ان کی اپنی صفات غائب ہوجاتیں اور ذِکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی بدولت حق سے محبت کی صفات ان میں ظاہر ہوجاتیں۔''

حضرت سیّدُ نا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ''اس کا عارفانہ کلام سن کر مجھ پر غشی طاری ہوگئی، جب افاقہ ہوا تو میں نے اسے بہت تلاشا مگر کہیں نہ پایا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر284: امام کسائی کی علمی مہارت

حضرتِ سیّدُ نا ابوحاتم سَہل بن محمد سِجِستَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ کوفہ کی ایک ایسی شخصیت کو ہم پر عامل (یعنی گورنر) مقرر کیا گیا کہ بصرہ کے سرکاری عہدے داروں میں اس سے زیادہ ذہین اور قابل شخص میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ میں ملاقات کے لئے گیا تو اس نے مجھ سے پوچھا: ''اے سِجِستَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی! بصرہ کے مایۂ ناز علماء کرام کون ہیں؟ میں نے کہا: ''حضرتِ سیّدُ نا زِیَادِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی حاضر دِماغی، معاملہ فہمی اور تکلّم میں سب پر فوقیت رکھتے ہیں۔ علمِ نحو میں سب سے زیادہ مہارت حضرت سیّدُ نا ابوعثمان مَازِنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو حاصل ہے۔ حضرت سیّدُ نا ہِلَال رَائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقہ میں سب

سے زیادہ مہارت رکھتے ہیں۔علمِ حدیث کے سب سے بڑے عالم حضرت سیِّدُ ناشَاذَکُونی علیہ رحمۃ اللہ الولی ہیں۔اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، قرآن کا بڑا عالم مجھے سمجھا جاتا ہے۔''ابنِ کَلْبِی کاتب تمام باتیں لکھ رہا تھا۔عامل نے کاتب (یعنی لکھنے والے) سے کہا:''کل ان تمام کو میرے ہاں آنے کی دعوت دو، میں ان علماء کرام رحمہم اللہ السلام کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔''

دوسرے دن جب تمام حضرات تشریف لائے تو عامل نے کہا:''آپ میں سے مَازِنی کون ہے؟ حضرتِ سیِّدُ نا ابو عثمان علیہ رحمۃ اللہ المنان نے کہا:''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، میں یہاں ہوں۔'' کہا:''یہ بتایئے کہ کَفَّارۂ ظِہار (1) میں اگر کانا غلام آزاد کردیا جائے تو کیا یہ کفایت کرے گا؟'' حضرتِ سیِّدُ نا مَازِنی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا:''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے! میں فقہ میں مہارت نہیں رکھتا بلکہ میں تو عربی لغت کا ماہر ہوں۔'' عامل نے حضرتِ سیِّدُ نا زِیَادِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی سے پوچھا:''اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے مہر کے تہائی حصے کے عوض خُلَع لے تو اس مسئلہ میں آپ کا کیا فیصلہ ہے؟'' حضرتِ سیِّدُ نا زِیَادِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی نے فرمایا:''یہ مسئلہ میرے علم سے متعلق نہیں، اس کا صحیح حل تو ہِلَال رَائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی بتائیں گے۔'' عامل نے حضرتِ سیِّدُ نا ہِلَال رَائی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا:''اے ہلال! یہ بتایئے کہ ابن عَوف نے حضرتِ سیِّدُ نا حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کتنی روایات لی ہیں۔'' حضرتِ سیِّدُ نا ہِلَال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''اس کا صحیح جواب تو حضرتِ سیِّدُ نا شَاذَکُونی علیہ رحمۃ اللہ الولی ہی دے سکتے ہیں کیونکہ انہیں اس علم میں مہارت حاصل ہے۔'' پھر حضرتِ سیِّدُ نا شَاذَکُونی علیہ رحمۃ اللہ الولی سے کہا:''اے شَاذَکُونی علیہ رحمۃ اللہ الولی! یہ کس کی قراءت ہے:

یَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ (پ ۱۱، هود: ۵) ترجمۂ کنزالایمان: اپنے سینے دوہرے کرتے (منہ چھپاتے) ہیں۔

فرمایا:''مجھے قراءَت کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں، علمِ قراءَت کے بہترین عالم تو ابو حاتم ہیں۔'' پھر عامل نے مجھ سے کہا:''اے ابو حاتم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم! اہلِ بصرہ کی محتاجی، مفلسی، ان کی فصلوں پر آنے والی موسمی بیماری کی اطلاع اور اہلیانِ بصرہ کی مالی معاوَنَت کے سلسلے میں آپ امیر المؤمنین کو کس طرح پیغام لکھیں گے۔'' میں نے کہا:''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، میں کاتب وصاحبِ بلاغت نہیں کہ امیر المؤمنین کو فصاحت بھرا خط لکھ سکوں میں تو قرآنِ کریم کا عالم ہوں، اس کے متعلق کوئی سوال کرنا ہے تو کیجئے۔''

---

(1)......ظِہار کے یہ معنی ہیں کہ اپنی زوجہ یا اُس کے کسی جزءِ شائع یا ایسے جز کو جو کُل سے تعبیر کیا جاتا ہو ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو یا اس کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو مثلاً کہا تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے۔ یہ ظِہار کہلاتا ہے، اس کا کفارہ یہ ہے کہ ایک سالم غلام آزاد کرنا یا مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر کر دو وقت کا کھانا کھلانا ہے۔''
(بہارِ شریعت، حصہ ۸، ص ۵۲، ملخصاً)

یہ سن کروہ عامل کچھ اس طرح گویا ہوا، اس سے زیادہ ناپسندیدہ شخص کون ہوگا کہ پچاس سال تک حصولِ علم میں مشغول رہا، پھر بھی صرف ایک فن میں مہارت حاصل کی اگر اس فن کے علاوہ کسی اور علم کے متعلق اس سے سوال کیا جائے تو وہ اس کا جواب نہ دے سکے۔ ایسا شخص لائق افسوس ہے، ہاں! ہمارے کوفہ کے عالم ''امام کسائی'' ایسے ماہر عالم ہیں کہ ان سے کسی بھی علم کے متعلق کوئی بھی سوال کیا جاتا تو وہ اس کا تسلّی بخش جواب دیتے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

(میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! علم دین **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بہت بڑی نعمت ہے، پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ علیم وخبیر ہے جسے چاہے علم دین کی دولت سے بیش بہا خزانہ عطا فرمائے۔ عرصۂ دراز تک انسان کسی قابل وماہر استاذ کے سامنے زَانُوئے تَلَمُّذ (تَ۔لَم۔مُذ) طے کرتا (یعنی شاگردی اختیار کرتا) ہے تب جاکر اسے کسی فن میں مہارت حاصل ہوتی ہے، جب تک کسی ماہر تیراک کی خدمت میں رہ کر مسلسل تیراکی کی مشق نہ کی جائے تب تک سمندر کی تہہ میں چھپے ہوئے جواہر (یعنی موتیوں) تک رسائی نہیں ہوسکتی۔ کسی بھی فن میں مہارتِ تامہ کے لئے اَنتھک محنت بہت ضروری ہے۔ اور ہر فن میں مہارت حاصل ہوجانا عطیۂ خداوندی ہے۔

ہر دور میں ایسے عظیم لوگ پیدا ہوئے جن کی رہنمائی میں کتنے بھٹکے ہوؤں کو منزلِ مقصود مل گئی۔ کتنے تشنگانِ علم حصولِ علم کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہیں رہبروں میں ایک عظیم رہبر اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت شاہ **امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ اللہ المنّان بھی ہیں کہ جن کے علم کا ڈنکا چاردانگ عالم میں بج رہا ہے۔ آپ ایسے عظیم بزرگ تھے کہ جس علم کی طرف بڑھتے اس کے حصول میں کامیاب ہوجاتے آپ کو بیسیوں علوم میں مہارتِ تامہ حاصل تھی۔ تاریخ گواہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جہاں فقہ کی دنیا کے شہنشاہ ہیں، وہیں علمِ قرآن، علم حدیث، علمِ ہندسہ، علمِ فلسفہ اور مُرَوَّجہ تمام علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل تھی، آپ اکیلے ہی اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، جس نے بھی آپ کی سیرت کا مطالعہ کیا وہ آپ کی خداداد علمی صلاحیت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوگیا۔)

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر 285: قرآن سُن کر روح نکل گئی

حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر شِیْرَازِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی سے منقول ہے کہ مکہ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا سے واپسی پر میں کئی دن عراق کے غیر آباد و یران جنگلوں میں پھرتا رہا۔ مجھے کوئی شخص نظر نہ آیا جس کی رَفاقت اختیار کرتا۔ کافی دنوں بعد مجھے ایک خیمہ نظر آیا، ایسا لگتا تھا جیسے جانوروں کے بالوں سے بنایا گیا ہو۔ میں خیمہ کے قریب گیا تو دیکھا کہ وہ ایک خستہ حال پرانا مکان تھا

جسے کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔ میں نے سلام کیا تو اندر سے ایک بوڑھی عورت کی آواز سنائی دی، اس نے پوچھا: ''اے ابنِ آدم! تم کہاں سے آرہے ہو؟'' میں نے کہا: ''میں مکہ معظّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا سے آرہا ہوں۔'' پوچھا: ''کہاں کا ارادہ ہے؟'' میں نے کہا: ''شام جارہا ہوں۔''

کہا: ''میں تیرے جیسے انسان کو جھوٹا اور غلط دعویٰ کرنے والا دیکھ رہی ہوں۔ کیا تو ایسا نہ کرسکتا تھا کہ ایک کونہ سنبھال لیتا اور اسی میں بیٹھ کر عبادت و ریاضت کرتا یہاں تک کہ تجھے پیغامِ اجل آپہنچتا؟ اے شخص! تو یہی سوچ رہا ہے نا کہ یہ بڑھیا اس بیابان جنگل میں ایک ٹوٹے پھوٹے مکان میں رہتی ہے، یہ کھاتی کہاں سے ہوگی؟'' میں خاموش رہا۔ اس نے پوچھا: ''کیا تمہیں قرآن یاد ہے۔'' میں نے کہا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے قرآن یاد ہے۔'' کہا: ''سورۂ فرقان کی آخری آیات پڑھو۔'' میں نے جیسے ہی تلاوت شروع کی وہ چیخنے لگی اور غش کھا کر گر پڑی۔ کافی دیر بعد رات گئے افاقہ ہوا تو وہی آیات پڑھتی رہی اور شدید آہ وزاری کرتی رہی۔ دوبارہ مجھے وہی آیات پڑھنے کو کہا۔ میں نے تلاوت کی تو پہلے کی طرح پھر بے ہوش ہوکر گر پڑی۔

جب کافی دیر تک ہوش نہ آیا تو میں بہت پریشان ہوگیا اور سوچنے لگا کہ کیسے معلوم کیا جائے کہ یہ بے ہوش ہے یا انتقال کرگئی ہے؟ اسے وہیں چھوڑ کر میں ایک سمت چل دیا۔ تقریباً نصف میل چلنے کے بعد مجھے اعرابیوں کی ایک وادی نظر آئی۔ جب وہاں پہنچا تو ایک لونڈی اور دو نوجوان میرے پاس آئے۔ ان میں سے ایک نے مجھ سے پوچھا: ''اے مسافر! کیا تو جنگل میں موجود گھر کی طرف سے آرہا ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں۔'' پوچھا: ''کیا تو نے وہاں قرآن کی تلاوت کی۔'' میں نے کہا: ''ہاں۔'' نوجوان نے کہا: ''ربِّ کعبہ کی قسم! تو نے اس بڑھیا کو قتل کردیا'' پھر ہم اس گھر کی طرف آئے، لونڈی نے بڑھیا کو دیکھا تو وہ اس دارِفانی سے کوچ کرچکی تھی۔ مجھے نوجوان کے اندازے نے تعجب میں ڈال دیا، میں حیران تھا کہ اس نے کیسے جانا کہ قرآن سن کر بڑھیا کا انتقال ہوجائے گا۔'' میں نے لونڈی سے پوچھا: ''یہ نوجوان کون ہے اور بڑھیا سے اس کا کیا رشتہ تھا۔'' کہا: ''یہ خدا رسیدہ بڑھیا ان کی بہن تھی، تیس سال سے اس نے کسی انسان سے گفتگو نہ کی، بھوکی پیاسی اسی جنگل میں عبادتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مشغول رہتی۔ تین دن بعد تھوڑا سا پانی پی کر اور تھوڑا سا کھانا کھا کر گزارہ کرتی یہاں تک کہ آج اپنے خالقِ حقیقی سے جاملی۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! پہلے کی اسلامی بہنوں میں بھی عبادتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا کیسا جذبہ ہوا کرتا تھا۔ انہیں قرآن کی محبت وتلاوت، عبادت کا ذوق، خلوَت سے اُلفت، مجاہدات کی طرف رغبت اور اعمالِ صالحہ پر استقامت جیسی بیش بہا نعمتیں حاصل تھیں۔ ان تمام امور کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ نیکوں کی صحبت اختیار کی جائے اور ایسا ماحول اپنایا جائے جس میں ہر دم قرآن وسنت کی باتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہوں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! آج کے پُرفتن دور میں تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر

سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' اسلامی بھائیوں کے ساتھ ساتھ اسلامی بہنوں کی اصلاح کے لئے بھی سنتوں بھرا پاکیزہ ماحول مہیا کر رہی ہے۔اس ماحول میں آکر نہ جانے کتنے گناہ گاروں کو توبہ کی توفیق ملی اور اب وہ صلوٰۃ وسنت کے پابند ہو کر ایک باعمل باکردار مسلمان کی حیثیت سے زندگی گزار رہے ہیں۔**اللہ** عَزَّوَجَلَّ دعوت اسلامی کو دن دُگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔اور تمام علماء اہلسنت اور بالخصوص امیرِ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس** عطارؔ قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کا سایۂ شفقت قائم ودائم رکھے کہ گلشنِ دعوتِ اسلامی کی بہاریں انہیں کی انتھک محنت وکوشش کا ثمر ہیں۔**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں دعوتِ اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول میں استقامت عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

؎ اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں ———— اے **دعوتِ اسلامی** تیری دھوم مچی ہو!

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

عظیم باپ کی عظیم بیٹیاں

حکایت نمبر286:

حضرت **مُحَمَّد بن سُوَیْد طَحَّان** سے منقول ہے کہ ''جس دن علم وعمل کے پیکر، مردِ قلندر، امامِ جلیل امام احمد بن حَنْبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خَلقِ قرآن کے مسئلہ پر نہایت بے دردی سے کوڑے مارے جا رہے تھے اور آپ کوہِ استقامت بن کر ظلم وستم کی خطرناک آندھیوں کا سامنا کر رہے تھے۔اس دن ہم حضرتِ سیِّدُنا عاصم بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس تھے۔ابن عبید قاسم بن سلام، ابراہیم بن ابو اللیث کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ وہاں موجود تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لوگوں سے فرمایا:''کیا تم میں کوئی ایسا مردِ مجاہد ہے جو میرے ساتھ ظالم حاکم کے پاس چلے، تاکہ ہم اس سے پوچھیں کہ وہ امامِ جلیل علیہ رحمۃ اللہ الوکیل پر ظلم وستم کیوں کر رہا ہے؟'' حضرتِ سیِّدُنا عاصم بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ساتھ چلنے کے لئے کوئی بھی تیار نہ ہوا۔ظالم حاکم کے پاس جانے سے سب گریز کر رہے تھے۔ابراہیم بن ابو اللیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھڑے ہوئے اور کہا:''اے ابوالحسن! میں آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔''

ان کا یہ جذبہ دیکھ کر حضرتِ سیِّدُنا عاصم بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے حیران ہوتے ہوئے کہا: اے نوجوان! کیا تم میرے ساتھ چلو گے، اچھی طرح سوچ لو کہ ہم کس کے پاس جا رہے ہیں؟'' کہا:''اے ابوالحسن! میں نے خوب سوچ لیا ہے، میں ضرور بالضرور آپ کے ساتھ اس ظالم حاکم کے پاس جاؤں گا۔مجھے تھوڑی سے مہلت دیجئے تاکہ گھر جا کر اپنی بیٹیوں کو وصیت اور انہیں دین پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کر آؤں۔'' یہ کہہ کر وہ اپنے گھر کی طرف چلے گئے، ہم سمجھ رہے تھے کہ یہ اپنے لئے کفن وغیرہ کا

انتظام کرنے گئے ہیں، کیونکہ ظالم حاکم کے پاس جانا موت کو دعوت دینا تھا۔ بہرحال کچھ دیر بعد واپس آئے تو حضرتِ سیِّدُ نا عاصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''کیاتم تیار ہو؟'' کہا: ''ہاں! میں بالکل تیار ہوں، بچیوں کو نصیحت کر آیا ہوں جب میں نے انہیں بتایا کہ میں حاکم کے پاس جا رہا ہوں تو وہ رونے لگیں، میں انہیں روتا چھوڑ آیا ہوں، ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ قاصد حضرت سیِّدُ نا عاصم بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی صاحبزادیوں کا خط لے کر آیا، خط میں لکھا تھا:

''اے ہمارے محترم والد! ہمیں خبر پہنچی ہے کہ ایک ظالم شخص، امام احمد بن حَنْبَل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کر کے کوڑے لگوا رہا ہے تاکہ وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں کہ کَلَامُ اللّٰہ (یعنی قرآنِ پاک) مخلوق ہے، اے ابا جان! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنا، ہمت واستقامت سے کام لینا، باطل کے سامنے ہرگز ہرگز سر نہ جھکانا، امامِ جلیل علیہ رحمۃ اللہ الوکیل کے حوصلہ وثابت قدمی کو پیشِ نظر رکھنا، اگر حاکمِ بد آپ کو ناحق بات کہلوانا چاہے تو ہرگز غلط بات نہ کرنا، خدائے بزرگ و برتر کی قسم! آپ کی موت کی خبر آنا ہمیں اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ آپ موت کے خوف سے ناحق بات تسلیم کرلیں۔ جان جاتی ہے تو جائے مگر ایمان نہ جائے۔''

وَالسَّلَام: عظیم باپ کی بیٹیاں

(سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! کیسی عظیم اولاد تھی اس عظیم ولی کی، یہ سب اچھی تربیت کا نتیجہ تھا۔ حضرت سیِّدُ نا عاصم بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اسلامی نَہَج (یعنی طریقہ) پر اپنی عظیم بیٹیوں کی تربیت کی۔ انہیں دین کی حفاظت کا ذہن دیا، ظلم و جبر کے سامنے نہ جھکنے کی ترغیب دی، یہی وجہ تھی کہ وہی بیٹیاں اپنے باپ کا حوصلہ بڑھا رہی تھیں، ظالم کے سامنے ڈٹ جانے کی تلقین کر رہی تھیں، انہیں باپ کی شہادت اس زندگی سے عزیز تھی جو ظالم کے سامنے جھک کر گزرتی۔ وہ واقعی عظیم باپ کی عظیم بیٹیاں تھیں۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہر مسلمان کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اپنے گھر میں سنتیں اپنانے کا ذہن دے۔ اپنے بچوں کو صلوٰۃ وسنت کا پابند بنانے کے لئے خوب تگ ودَو (یعنی کوشش) کرے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہماری آنے والی نسلوں کو ایسا جذبہ عطا فرمائے کہ ہر دم دینِ متین کی خدمت کریں اور دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے ہر دم کوشاں رہیں۔)

؎ میری آنے والی نسلیں تیرے عشق ہی میں مچلیں انہیں نیک تم بنانا مدنی مدینے والے!

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

حکایت نمبر287:

حق پر قائم رہنے کا انعام

حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم بن حسین بن دِیْزِیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ جن دنوں خلقِ قرآن کا مسئلہ زوروں پر تھا۔ علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کو سخت اذیتوں کا سامنا تھا، ظالم خلیفہ ہر اس شخص کو سخت سزا دے رہا تھا جو خلقِ قرآن کے عقیدے میں اس کا مخالف تھا، حضرتِ سیِّدُ نا عفَّان علیہ رحمۃ اللہ المنّان کو بھی شاہی دربار میں بلایا گیا۔ وہ خچر پر سوار ہوئے، میں نے خچر کی لگام تھامی اور ہم دونوں شاہی دربار پہنچے۔ بھرے دربار میں جب ان سے پوچھا گیا: ''کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ کَلَامُ اللّٰہ مخلوق ہے؟'' انہوں نے جواب دینے سے انکار کر دیا اور خاموش رہے۔ انہیں بار بار مجبور کیا گیا کہ ''کَلَامُ اللّٰہ کو مخلوق کہو۔'' لیکن انہوں نے یہ غلط بات تسلیم نہ کی اور اس عقیدے پر ڈٹے رہے کہ قرآن پاک، اللّٰہ تعالیٰ کا کلام ہے اور کلام اس کی صفت ہے نہ کہ مخلوق۔ ان سے کہا گیا: اگر تم نے قرآن پاک کو مخلوق نہ مانا تو ایک ہزار درہم جو ہر ماہ تمہیں بطورِ وظیفہ دیئے جاتے ہیں وہ بند کر دیئے جائیں گے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ آیتِ مبارکہ پڑھی:

وَ فِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ (پ ۲۶، الذٰریٰت: ۲۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گھر تشریف لائے تو گھر کے تمام افراد جو کم وبیش چالیس تھے سب نے آپ سے دوری اختیار کر لی۔ آپ اکیلے رہ گئے۔ پھر دروازہ کھٹکھٹا کر ایک اجنبی شخص اندر آیا جو گھی فروش لگ رہا تھا۔ اس کے پاس ہزار درہم کی ایک تھیلی تھی اس نے وہ تھیلی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے رکھی اور کہا: ''اے ابوعثمان علیہ رحمۃ اللہ المنّان! جس طرح آپ نے دین کو قائم رکھا اسی طرح اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو بھی قائم رکھے، یہ ہزار درہم آپ کی بارگاہ میں تحفۃً پیش کر رہا ہوں قبول فرمالیں اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسی طرح ہر ماہ آپ کی خدمت میں ہزار درہم پیش کیا کروں گا۔ یہ کہہ کر وہ شخص وہاں سے چلا گیا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر288:

سارا گھرانہ مسلمان ہو گیا

حضرتِ سیِّدُ نا احمد بن عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: ''مجھے حضرت ابو صالح عبداللہ بن صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا کہ ابو محفوظ حضرتِ سیِّدُ نا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو بچپن سے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں چن لیا گیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والدین نصرانی تھے اس لئے انہوں نے آپ کو اور آپ کے بھائی عیسیٰ کو ایک نصرانی عالم کے پاس بھیجنا شروع کر دیا۔ وہ نصرانی

معلّم بچوں کو شرک کی تعلیم دیتا اور کہتا: ''خدا صرف ایک نہیں بلکہ تین ہیں (مَعَاذَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ)۔'' جب مَعرُوف کَرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے سنا تو پکار کر کہا: ''خدا صرف ایک ہے باقی سب اس کی مخلوق ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ معلّم نے یہ بات سن کر آپ کو بہت مارا۔ دوسرے دن پھر اس نے شرک کی تعلیم دی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پھر علی الاعلان **اللہ** تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا۔ نصرانی معلّم کو بہت غصہ آیا اور بڑی بے دردی سے آپ کو مارنے لگا آپ مار کھاتے رہے لیکن کفریہ کلمات نہ کہے بلکہ آپ کی زبان پر اَحَد، اَحَد کا وِرد جاری رہا۔ پھر آپ وہاں سے بھاگ گئے۔

آپ کی والدہ جو ابھی ایمان نہ لائی تھی آپ کی محبت میں روتی رہتی۔ وہ کہتی اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے میرا بیٹا لوٹا دے تو میں بھی اس کا دین اختیار کرلوں گی۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میرا بیٹا میری آنکھوں کی ٹھنڈک مجھے واپس کردے۔ کافی سال بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے گھر تشریف لائے تو ماں نے پوچھا: ''بیٹا! تمہارا کون سا دین ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میرا دین اسلام ہے اور یہی دین سچا ہے۔'' یہ سن کر ان کی والدہ نے کہا: ''میرے بیٹے! گواہ رہنا کہ میں بھی نصرانیت سے توبہ کرتی ہوں اور کلمۂ شہادت ''اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ'' پڑھ کر اسلام قبول کرتی ہوں۔

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی برکت سے آپ کے تمام خاندان والے دائرہ اسلام میں داخل ہو کر صلوٰۃ وسنت کے پابند بن گئے۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے اس ولی کامل کے صدقے ہمیں اپنی دائمی رضا سے شادکام فرمادے۔

بہرِ معروف وسَری معروف دے بیخود سَری | جُندِ حق میں گِن جنیدِ باصفا کے واسطے

ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ

حکایت نمبر 289:

نصیحت آموز باتیں

ابو العباس ولید بن مسلم سے منقول ہے، کسی خلیفہ نے لوگوں کو اس طرح نصیحت کی: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندو! بقدرِ اِستِطَاعَت (یعنی جتنا تم سے ہوسکے) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو! ان لوگوں کی طرح ہو جاؤ جو سستی وغفلت کا شکار تھے پھر بیدار ہوگئے اور انہوں نے یہ بات اچھی طرح سمجھ لی کہ یہ دنیا ہمارا دائمی ٹھکانہ نہیں۔ ہمیں اس سے پلٹ جانا ہے۔ اس لئے انہوں نے آخرت کی تیاری شروع کردی۔ اے بندگانِ خدا! موت کے لئے تیار ہو جاؤ، بے شک وہ تم پر چھائی ہوئی ہے۔ زادِ راہ تیار رکھو، کجاوے کَس لو، بے شک تمہیں کُوچ کا حکم مِل چکا ہے۔ بے شک منزل لمحہ بہ لمحہ قریب ہوتی جارہی ہے۔ ہر ہر منٹ طویل مدت میں کمی کررہا ہے۔

زندگی کی مدت کم ہوتی جارہی ہے، زندگی کے قلعہ کو وقت کی ضربیں کمزور کر رہی ہیں، جانے والے جارہے ہیں، نئے لوگ آرہے ہیں۔ بے شک دن اور رات بڑی تیزی سے واپسی کے لئے پَر تول رہے ہیں۔ جو پیش قدمی کا مظاہرہ کرے گا وہ زندگی کی دوڑ میں کامیاب ہوجائے گا اور جو زندگی کے دنوں کو گننے میں لگا رہا اور بیٹھے بیٹھے سوچتا رہا وہ یقیناً ناکام ہوجائے گا۔

سمجھدار انسان اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا، اپنے آپ کو نصیحت کرتا اور اپنی توبہ پر ثابت قدم رہتا ہے۔ اپنی خواہشات کے دھارے میں نہیں بہتا بلکہ ان پر غالب رہتا ہے۔ بے شک انسان کی موت اس سے پوشیدہ ہے، لمبی لمبی امیدیں اسے دھوکے میں رکھے ہوئے ہیں۔ شیطان ہر دم انسان کے ساتھ رہتا ہے، اسے توبہ کی اُمید دِلا کر معصیت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پھر اسے توبہ بھی نہیں کرنے دیتا اور اس طرح ٹال مٹول کرواتا رہتا ہے کہ کل توبہ کر لینا، فلاں وقت کر لینا اس طرح کی کھوکھلی امیدوں میں اسے جکڑے رکھتا ہے۔ گناہ کو آراستہ کر کے پیش کرتا ہے تاکہ انسان گناہوں پر دلیر ہوجائے حالانکہ موت اس پر اچانک چھا جائے گی۔ پھر سوائے حسرت کے کچھ نہ ہوگا۔ انسان کو موت کی طرف سے بے خبری نے غافل کر رکھا ہے۔

اے لوگو! تمہارے اور جنت یا دوزخ کے درمیان صرف موت کی دیوار آڑ ہے۔ جیسے ہی یہ دیوار گری غافل انسان کفِ افسوس ملتا رہ جائے گا۔ پھر تمنا کرے گا کہ کاش! کچھ وقت مہلت مل جائے، لیکن پھر یہ خواہش کبھی پوری نہ ہوگی۔ اب انسان سمجھ جائے گا کہ وقت کے ضیاع نے اسے ناکامی کی طرف دھکیل دیا۔

(**اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ ہمیں ان لوگوں میں سے نہ بنائے جو دنیوی نعمتوں کے بل بوتے پر اکڑ جاتے اور مغرور وسرکش ہوجاتے ہیں، بلکہ ان لوگوں میں سے بنائے جو نعمتوں پر مغرور نہیں ہوتے، اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی نہیں کرتے، جنہیں موت کے بعد حسرت وافسوس نہیں ہوتا۔ اے ہمارے خالق عَزَّوَجَلَّ! ہماری دعاؤں کو قبول فرما، بے شک تو دعاؤں کو قبول فرمانے والا، بہت مہربان ہے! اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! ہماری خالی جھولیاں گوہرِ مراد سے بھر دے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم)

اللّٰه اللّٰه اللّٰه اللّٰه اللّٰه اللّٰه اللّٰه اللّٰه اللّٰه اللّٰه اللّٰه

حکایت نمبر 290:

مامون الرشید کا عدل وانصاف

قَحطَبَہ بن حمید بن حسین کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں خلیفہ مامون الرشید کے دربار میں تھا۔ خلیفہ مظلوموں کی فریاد سن کر انہیں ظالموں سے بدلہ دلوا رہا تھا۔ لوگ اپنے اپنے مسائل حل کروا رہے تھے۔ دوپہر ڈھلنے تک یہی سلسلہ رہا، خلیفہ بڑے عدل وانصاف سے فیصلے کر رہا تھا۔ مجلسِ قضاء ختم ہونے والی تھی، اچانک پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس ایک عورت دربار میں آئی

اور بآوازِ بلند خلیفہ کو سلام کیا: ''خلیفہ نے یحیٰی بن اَکْثَم کی طرف دیکھا: یحیٰی نے عورت سے کہا: ''بتاؤ، تمہارا مسئلہ کیا ہے؟'' عورت نے کہا: ''اے خلیفہ! مجھ سے میری زمین ظلماً چھین لی گئی ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا میرا کوئی حامی وناصر نہیں۔'' یہ سن کر یحیٰی بن اَکْثَم نے کہا: ''ابھی تو دربار کا وقت ختم ہو چکا ہے، جمعرات کو آجانا۔''

عورت واپس چلی گئی، مجلسِ قضاء برخاست کر دی گئی، جمعرات کو خلیفۂ وقت فیصلہ کرنے تخت پر بیٹھا اور کہا: ''آج سب سے پہلے اس عورت کی فریاد سنی جائے گی، وہ عورت کہاں ہے؟'' عورت کو لایا گیا تو خلیفہ نے کہا: ''بتاؤ، تمہارا کیا معاملہ ہے؟ تم پر کس نے ظلم کیا؟ اپنے مدِّ مقابل کو سامنے لاؤ۔'' عورت نے خلیفہ کے بیٹے عباس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''میرا دعویٰ اسی پر ہے اور یہی میرا مدمقابل ہے۔'' خلیفہ نے احمد بن ابو خالد کو حکم دِیا کہ عباس کا ہاتھ پکڑ کر اس عورت کے ساتھ کھڑا کر دو۔'' حکم کی تعمیل ہوئی اور خلیفۂ وقت کے شہزادے کو مجرموں کی طرح اس عورت کے ساتھ کھڑا کر دیا گیا۔ عباس کے خلاف بیان دیتے ہوئے عورت کی آواز بلند ہونے لگی۔ جبکہ عباس دبی دبی آواز میں بات کر رہا تھا۔ جب عورت کی آواز مزید بلند ہوئی تو احمد بن ابو خالد نے کہا: ''محترمہ اپنی آواز پست کرو تمہیں معلوم نہیں کہ اس وقت تم خلیفۂ وقت کے سامنے موجود ہو، دربارِ شاہی میں اتنی بلند آواز سے بات کرنا بہت نازیبا ہے۔''

خلیفہ مامون الرشید نے کہا: ''اسے بولنے دو! بے شک اِس کی سچائی نے اِس کی آواز بلند کر دی ہے اور عباس کے جرم نے اُس کو گونگا کر دیا ہے۔ کافی دیر تک عباس اور اس عورت کا مُکَالَمَہ ہوتا رہا۔ بالآخر خلیفہ نے حکم دیا کہ اس عورت کی زمین اسے واپس لوٹا دی جائے اور اس عورت کو دس ہزار درہم دیئے جائیں۔ یہ فیصلہ سن کر وہ مظلومہ خوشی خوشی اپنے گھر چلی گئی۔

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 291: ہم خود کو کھلاتے تو یہ مچھلی نہ نکلتی

حضرتِ سیِّدُنا عمر بزّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار سے منقول ہے کہ ''میں نے منصور ماہی گیر کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ عید کے دن جب میں مچھلیاں پکڑنے جا رہا تھا تو راستے میں حضرتِ سیِّدُنا بِشر بن حارِث حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی سے ملاقات ہوئی وہ عید کی نماز پڑھ کر آ رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر پوچھا: آج عید کے دن بھی تم مچھلیاں پکڑنے جا رہے ہو؟ میں نے کہا: ''حضور! کیا کروں ہمارے گھر مُٹھی بھر آٹا بھی نہیں اور نہ ہی کوئی اور ایسی چیز ہے جسے پکا کر بھوک مٹائی جا سکے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: ''گھبراؤ مت! بے شک ہمارا پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ مدد فرمانے والا ہے، چلو اپنا جال اٹھاؤ، میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔''

میں جال اُٹھا کر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے ساتھ چل دیا۔ دریا پر پہنچ کر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: ''اے منصور علیہ رحمۃ اللہ الغفور! وضو

کر کے دو رکعت نماز پڑھو۔''

جب میں نماز پڑھ چکا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اب بِسْمِ اللّٰہ شریف پڑھ کر جال پھینکو! میں نے بِسْمِ اللّٰہ شریف پڑھ کر جال پھینکا۔ کچھ ہی دیر بعد محسوس ہوا کہ جال میں کوئی بھاری چیز پھنس گئی ہے، میں سمجھا کہ شاید کوئی وزنی پتھر ہے۔ جب جال کھینچا تو بہت بھاری تھا میں نے پکار کر کہا: ''اے ابونصر! میری مدد کیجئے، جال میں کوئی بھاری چیز پھنس گئی ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ جال ہی نہ ٹوٹ جائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوراً میری طرف آئے ہم نے مل کر جال کھینچنا شروع کر دیا۔ جب باہر آیا تو اس میں ایک بہت بڑی مچھلی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اے منصور علیہ رحمۃ اللہ الغفور! اسے بیچ کر اپنے اہل وعیال کے لئے ضرورت کی اشیاء خریدو۔

حضرتِ منصور علیہ رحمۃ اللہ الغفور فرماتے ہیں: میں نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کیا اور مچھلی لے کر بازار کی طرف چل دیا۔ راستہ میں ایک خچر سوار ملا اس نے پوچھا: ''یہ مچھلی کتنے میں بیچو گے؟ میں نے کہا: دس درہم میں۔ اس نے فوراً دس درہم ادا کئے اور مچھلی لے کر چلا گیا۔ میں کھانے کا سامان خرید کر گھر چلا آیا، کھانا تیار ہوا اور سب گھر والوں نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر میں نے گھر والوں سے کہا: دو چپاتیاں اور حلوہ لے کر آؤ تا کہ حضرت سیِّدُنا بِشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی خدمت میں پیش کروں، مطلوبہ اشیاء تیار کی گئیں۔ میں انہیں لے کر حضرت سیِّدُنا بِشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے دروازے پر پہنچا اور دستک دی، پوچھا: کون؟ میں نے کہا: منصور: فرمایا: اے منصور! جو چیزیں تم اپنے ساتھ لائے ہو انہیں دروازے کے باہر ہی رکھ دو اور خود اندر آجاؤ، میں نے کہا: ''حضور! میں اور تمام گھر والے کھانا کھا چکے ہیں۔ میں آپ کی بارگاہ میں چپاتیاں اور حلوہ لے کر حاضر ہوا ہوں، یہ قبول فرمالیں'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے منصور علیہ رحمۃ اللہ الغفور! اگر ہم اپنے آپ کو کھلاتے تو یہ مچھلی ہرگز نہ نکلتی، جاؤ! یہ چیزیں تمہیں اور تمہارے بچوں کو مُبارَک ہوں، ہمیں ان کی حاجت نہیں۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

حکایت نمبر 292: بداخلاقی پر بھی حسنِ سلوک

حضرتِ سیِّدُنا عمیر بن عبدالباقی علیہ رحمۃ اللہ الکافی بہت بڑے زمیندار تھے۔ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم اپنی سلطنت چھوڑ کر درویشی زندگی اختیار کر چکے تھے اور رزقِ حلال کے حصول کے لئے اُجرت پر لوگوں کی کھیتی وغیرہ کاٹا کرتے

تھے۔ حضرتِ سیِّدُنا عمیر بن عبدالباقی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے ہاں آپ اور آپ کے ایک دوست نے مزدوری کی اور بیس دینار کمائے۔ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے اپنے رفیق سے کہا:'' آؤ، ہم حلق کروالیں (یعنی سر منڈوالیں)۔'' چنانچہ، دونوں حجام کے پاس آئے، حجام نے انہیں کوئی وقعت نہ دی اور بڑے تحقیر آمیز لہجے میں کہا:'' تم لوگوں سے زیادہ ناپسندیدہ میرے نزدیک دُنیا بھر میں کوئی نہیں، کیا میرے علاوہ کوئی اور شخص تمہیں نہ ملا جو تمہاری خدمت کرتا۔'' یہ کہہ کر وہ دوسرے گاہکوں میں مصروف ہوگیا۔ آپ کے رفیق کو حجام کا ذِلت آمیز لہجہ بہت برا لگا تھا اس لئے اس نے حلق کروانے سے انکار کردیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خاموشی سے بیٹھے رہے۔ جب سب لوگ چلے گئے تو حجام نے نفرت بھرے لہجے میں کہا:'' تم کیا چاہتے ہو؟'' فرمایا:'' میں اپنا حلق کروانا چاہتا ہوں۔''

حجام نے بڑی حقارت سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حلق کیا۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی شان کہ دوٹکے کا حجام بھی آج اس مردِ قلندر کو دُرویشانہ لباس میں دیکھ کر حقارت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا جس نے اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی خاطر سلطنت، شان وشوکت، شاہی محلات اور زَر وزمین سب کچھ ٹھکرا دیا تھا۔ کسی نے درست کہا ہے کہ موتی کی قدر جوہری ہی جانتا ہے۔ وہ نادان حجام اس گوہرِ بے بَہا کی قدر نہ جان سکا۔ بہرحال جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حلق کروالیا تو اپنے رفیق سے کہا:'' جو بیس دینار تمہارے پاس ہیں وہ سب اس حجام کو دے دو۔'' اس نے کہا:'' حضور! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ اتنی شدید گرمی میں خون پسینہ ایک کر کے آپ نے مزدوری کی پھر یہ رقم ملی، اب اس حجام کو اتنی بڑی رقم دے رہے ہیں۔'' فرمایا:'' یہ رقم اس حجام کو دے دو تا کہ پھر کبھی یہ کسی درویش کو حقیر نہ جانے۔'' آپ کے رفیق نے ساری رقم حجام کو دے دی۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''طَرَسُوْس'' کی طرف لوٹ آئے۔ صبح ہوئی تو اپنے دوست سے فرمایا:'' یہ چند کتابیں کسی کے پاس رہن رکھ کر قرض لو اور کھانے کے لئے کچھ خرید لاؤ۔'' آپ کا دوست حسبِ ارشاد کتابیں لے کر بازار کی جانب چل دیا۔ راستے میں ایک شخص کو دیکھا جو بڑی شان وشوکت سے خیمہ لگائے بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے غلے کا ڈھیر، قیمتی گھوڑے، خچر اور ایسے بڑے بڑے صندوق تھے، جن میں ساٹھ ہزار سے زیادہ دینار ہوں گے۔ وہ شخص اس طرح صدائیں بلند کر رہا تھا:'' ان تمام چیزوں کا مالک سفیدی مائل سرخ رنگت والا شخص ہے جو ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کے نام سے مشہور ہے۔ کوئی ہے جو مجھے اس کے متعلق بتائے۔'' یہ اعلان سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دوست اس شخص کے پاس گیا اور کہا:
'' جسے تم ڈھونڈ رہے ہو وہ ایسی شہرت وثروت کو پسند نہیں کرتا، آؤ، میں تمہیں اس کے پاس لے چلتا ہوں۔''

وہ دونوں حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے پاس آئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مزدوروں کے لباس میں دیکھ کر وہ شخص ہکّا بکّا رہ گیا، ہاتھ جوڑ کر عرض کی: میرے آقا! میرے سردار! خُراسان کی سلطنت چھوڑ کر آپ اس حالت کو پہنچ گئے ہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:'' ان باتوں کو چھوڑو اور یہ بتاؤ، تمہارا معاملہ کیا ہے؟'' کہا:'' حضور! آپ کے بعد جو شخص

تخت نشین ہوا اس کا انتقال ہوگیا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر رحم فرمائے، جس طرح اسے موت آئی اسی طرح ہر ذی روح کو موت آئے گی۔ جس نے خوشیوں کا گنج پایا وہ موت کے رنج سے بھی دوچار ہوگا۔ اب یہ بتاؤ تم کیا چاہتے ہو اور یہاں کیوں آئے ہو؟'' کہا: ''میرے آقا! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد جب تخت نشین شیخ کا انتقال ہوگیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سارے غلاموں نے جو چاہا وہ کیا، تمام شاہی چیزیں لوگوں نے آپس میں تقسیم کرلیں۔ میں نے بھی بہت سی چیزیں لے لیں، یہ تمام چیزیں جو میرے پاس ہیں سب آپ کی ہیں اور میں بھی آپ کا بھاگا ہوا غلام ہوں۔ اب معافی طلب کرنے آیا ہوں، میں نے علماء کرام علیہم رحمۃ اللہ المنان سے اپنے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ''جب تک تم اپنے آقا کے پاس واپس نہ جاؤ گے اس وقت تک تمہارے اعمال قبول نہ ہوں گے تم مال ومتاع لے کر اپنے آقا کے پاس جاؤ وہ جس طرح چاہے تمہارے ساتھ معاملہ کرے۔'' میرے آقا! اب میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے حاضر ہوں، میرے بارے میں جو چاہیں فیصلہ فرمائیں۔''

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے فرمایا: ''اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو میں نے تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی خاطر آزاد کیا۔ اور جو کچھ مال ومتاع تمہارے پاس ہے وہ سب تمہیں دیا، اب جہاں چاہو یہ مال خرچ کرو۔ جاؤ! یہ سارا مال تمہیں مُبَارَک ہو۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دوست کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''جاؤ! کسی کے پاس یہ کتابیں رہن رکھ کر قرض لو اور کھانے کے لئے کچھ خرید لاؤ۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! صد ہزار آفریں ان مُبَارَک ہستیوں پر جنہوں نے خدائے بزرگ وبَرتر کی رضا کے لئے شاہی شان وشوکت، محلات وباغات، غِلمان وخُدّام اور دنیوی زیب وزینت کو ٹھکرا کر سادگی وعاجزی اختیار کی۔ بھوک وپیاس کی مصیبتیں ہنس کر برداشت کیں، کبھی بھی حرفِ شکایت لب پر نہ لائے اور رزقِ حلال کی خاطر محنت مزدوری کی۔ یقیناً یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کی قدر جان لی۔ ان پر دنیا کی حقیقت آشکار ہو چکی تھی کہ دنیا بے وفا ہے اس کی نعمتیں زوال پذیر ہیں۔ ان عارضی لذتوں کی خاطر دائمی خوشیوں کو نظر انداز کر دینا عقل مندوں کا کام نہیں۔ سمجھدار وہی ہیں جو باقی رہنے والی خوشیوں کو فانی خوشیوں پر ترجیح دیتے ہیں اور دُنیوی مصائب وتکالیف کو صبر وشکر کے ساتھ برداشت کرتے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان پاکیزہ ہستیوں کے صَدْقے ہمیں بھی اعمالِ صالحہ پر استقامت عطا فرمائے۔ ہر حال میں اپنی رضا پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بے صبری وناشکری سے بچا کر صبر وشکر کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

ہر شخص کو چاہئے کہ ہر آنے والی مصیبت پر صبر کر کے اجر کا مستحق ہو۔ مصائب وآلام کے ذریعے ہمیں آزمایا جاتا ہے اور مردانگی یہی ہے کہ امتحان وآزمائش آجائے تو منہ نہ پھیرا جائے بلکہ خوش دِلی سے آزمائشوں سے نمٹا جائے۔ مصیبت خود نہ مانگی

جائے بلکہ عفو وکرم کی بھیک طلب کی جائے۔ اگر مصیبت آجائے تو اس پر صبر کیا جائے۔ **اللہ** کریم ہمیں اپنے حفظ وامان میں رکھے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

میری مشکلیں گر تیرا امتحاں ہیں — تو ہر غم قسم سے خوشی کا سماں ہے
گناہوں کی میرے اگر یہ سزا ہے — تو سب مشکلوں کو مٹا میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ!

ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ

حکایت نمبر 293: خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ سے کھجوریں قبول نہ کیں

حضرتِ سیِّدُنا اسماعیل بن اسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق سے منقول ہے کہ'' حضرت سیِّدُنا عافیہ قاضی علیہ رحمۃ اللہ الہادی بہت بڑے عابد وزاہد تھے۔ خلیفہ مَہدِی نے انہیں ایک علاقے کا قاضی مقرر کردیا۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوپہر کے وقت خلیفہ کے پاس گئے۔ خلیفہ نے اپنے پاس بلا کر حال دریافت کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سرکاری کاغذات سے بھرا ہوا تھیلا خلیفہ کے سامنے رکھتے ہوئے کہا:'' اے خلیفہ! میں عہدۂ قضاء سے اِستِعفٰی دیتا ہوں، آپ میری جگہ جسے چاہیں قاضی مقرر کردیں، اب میں یہ ذمہ داری نہیں سنبھال سکتا۔'' خلیفہ نے سُنا تو سمجھا کہ شاید کسی سرکاری نمائندے یا صاحبِ اَثر شخص نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تنگ کیا ہوگا۔ خلیفہ نے پوچھا:'' آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو کس نے تنگ کیا؟ کون ہے! جو آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے معاملات میں دخیل ہو کر آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو تنگ کررہا ہے کہ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اِستعفٰی دینے کو تیار ہوگئے ہیں؟''

قاضی عافیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:'' اے خلیفہ! ایسی کوئی بات نہیں۔ اصل بات کچھ اور ہے۔ ہوا یوں کہ دو شخصوں کا مقدمہ تقریباً دو ماہ سے میرے پاس تھا۔ وہ مقدمہ ایسا مشکل وحیران کُن تھا کہ ابھی تک حل نہیں ہوا۔ ان میں سے ہر ایک ثبوت وگواہ پیش کرچکا ہے۔ دونوں کے پاس اپنے اپنے دعویٰ پر دلائل وگواہ موجود ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ ان کا فیصلہ کس طرح کروں۔ دو ماہ تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر میں نے ان سے کہا، تم دونوں اپنے اپنے دعویٰ پر دلائل وگواہ پیش کرچکے ہو، تمہارا فیصلہ کچھ دن بعد فلاں تاریخ کو ہوگا، میں تمہارے معاملے میں غور وفکر کروں گا۔ جاؤ، فلاں دن آجانا۔ وہ دونوں چلے گئے اور میں غور وفکر کرنے لگا۔ میں نے یہ مقدمہ اس لئے مؤخر کیا تھا کہ شاید یہ دونوں آپس میں صلح کرلیں گے ورنہ کم ازکم مجھے ان کے مقدمے میں غور وفکر کا موقع مل جائے گا۔ مجھے تازہ اور عمدہ کھجوریں بہت پسند تھیں ان دونوں میں سے ایک شخص کو میری اس پسند کے بارے میں معلوم ہوگیا۔ ابھی کھجوریں پکنا شروع ہی ہوئی تھیں اور تازہ کھجوریں ان دنوں بڑے بڑے روساء وامراء کو بھی بڑی مشکل سے میسر آتی تھیں۔ وہ شخص نہ جانے کہاں سے اعلیٰ قسم کی تازہ کھجوروں سے بھرا تھال لے آیا۔ اس نے میرے خادم کو

چند درہم رشوت دے کر اس بات پر راضی کرلیا کہ کھجوروں کا وہ تھال مجھ تک پہنچادے۔اس نے اس بات کی پرواہ نہ کی کہ میں یہ کھجوریں واپس کردوں گا۔اس نے کھجوروں کا تھال مجھے بھجوا دیا، میں نے ان میں سے ایک کھجور بھی نہ لی اور خادم سے کہا کہ جہاں سے لائے ہو وہیں واپس لے جاؤ۔میں ہرگز قبول نہ کروں گا۔

چنانچہ، وہ شخص اپنی کھجوریں لے کر واپس چلا گیا۔دوسرے دن وہ اپنے مخالف فریق کے ساتھ میرے پاس آیا۔آج ان کا فیصلہ ہونا تھا جب وہ دونوں میرے سامنے آئے، میری نظر اور میرے دل میں وہ دونوں برابر کی حیثیت سے نہ آئے۔مجھے ایسا لگا کہ میری توجہ اس شخص کی طرف زیادہ ہو رہی ہے جو کھجوریں لے کر آیا تھا۔اے خلیفہ! مجھے اپنی یہ کیفیت ہرگز ہرگز قبول نہیں۔میں نے وہ کھجوریں قبول نہ کیں تب میری یہ حالت ہے۔اگر خدانخواستہ قبول کر لیتا تو میرا کیا بنتا؟ میں نہیں چاہتا کہ کسی وجہ سے میں دینی معاملات میں رکاوٹ وفساد کا باعث بنوں اور ہلاکت میرا مقدّر بن جائے۔مجھے یہ بات بالکل پسند نہیں کہ میری وجہ سے لوگوں میں فساد و بدامنی پھیلے۔خدارا! مجھے معاف فرمائیں اور میری جگہ کسی اور کو قاضی مقرر کردیں، آپ کا مجھ پر احسان ہو گا۔'' خلیفہ نے جب ان کی اخلاص بھری باتیں سنیں تو اِستعفٰی قبول کر کے ان کی جگہ کسی اور کو قاضی بنا دیا۔اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے اس طرح واپس ہوئے جیسے بہت بڑا بوجھ آپ کے سر سے اُتر گیا ہو۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم }

؎ اللہ اس سے پہلے ایمان پہ موت دے دے　　　نقصاں میرے سبب سے ہو سنتِ نبی کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حکایت نمبر 294: انڈے اور روٹی کھانے کی خواہش

حضرت سیِّدُنا یوسف بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے، میں نے حضرت سیِّدُنا ابوتُراب نَخْشَبِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے کبھی نفسانی خواہشات کو اپنے اوپر غالب نہ ہونے دیا اور ہمیشہ اپنی خواہشات کی مخالفت کرتا۔ایک مرتبہ دورانِ سفر میرے نفس نے بڑی شدت سے روٹی اور انڈا کھانے کا مطالبہ کیا، باوجود کوشش کے میں اس خواہش پر قابو نہ پاسکا۔نفس بار بار انڈا اور روٹی کھانے کی خواہش کر رہا تھا۔چنانچہ، میں ایک قریبی بستی کی طرف گیا جیسے ہی میں بستی میں داخل ہوا ایک شخص مجھ پر جھپٹا اور شور مچانے لگا: ''پکڑو! پکڑو! یہ بھی چوروں کا ساتھی ہے''۔لوگ مجھ پر ٹوٹ پڑے اور کوڑے مارنے لگے۔جب ستر کوڑے مار چکے تو ایک جاننے والے شخص نے مجھے پہچان لیا اور کہا: ''اے لوگو! یہ تم کسے مار رہے ہو؟ ارے! یہ تو زمانے کے مشہور ولی حضرت سیِّدُنا ابوتراب

نَخْشَبِی علیہ رحمۃ اللہ القوی ہیں۔'' جب لوگوں نے یہ سنا تو مجھے چھوڑ دیا اور معافی مانگنے لگے۔ پھر ایک شخص مجھے اپنے گھر لے گیا اور میرے سامنے گرم گرم روٹیاں اور انڈے لاکر رکھ دیئے۔ یہ دیکھ کر میں نے اپنے نفس سے کہا:

''اے نفس! ستر (70) کوڑے کھانے کے بعد تیری خواہش پوری ہوگئی ہے، لے! اب انڈے اور روٹی کھالے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** دیکھا آپ نے! ہمارے اَسلاف کس طرح نفسانی خواہشات کی مخالفت کرتے، حرام تو دَر کنار مشتبہ بلکہ مباح اشیاء بھی ترک کرکے نفس کی مخالفت کرتے ہوئے **پیٹ کا قفلِ مدینہ** لگایا کرتے۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! دعوتِ اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول میں بھی یہ ترغیب دلائی جاتی ہے کہ حرام ومشتبہ چیزوں سے بچا جائے اور جائز ومباح کھانے بھی بھوک سے کم کھائے جائیں تاکہ بھوک کی بدولت عبادت میں دل لگ جائے اور برے کاموں کی طرف ذہن نہ جائے۔ جب پیٹ بھرا ہوتا ہے تو عبادت میں سُستی ہوجاتی ہے۔ اس کے برعکس بھوک کی حالت میں سوز وگداز مزید بڑھ جاتا ہے۔ آپ سے گزارش ہے مکتبۃ المدینہ سے شائع کردہ کتاب **''آدابِ طعام اور پیٹ کا قفلِ مدینہ''** کا ضرور مطالعہ فرمائیں اس کی برکت سے **ان شاء اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو کھانے کے آداب اور بھوک سے کم کھانے سے کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں سیکھنے کو ملیں گے۔)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر295:

غیبی آواز

حضرت سیِّدُنا سعید اٰدَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میرا گزر حضرت سیِّدُنا لَیث بن سعد علیہ رحمۃ اللہ الاحد کے قریب سے ہوا تو انہوں نے مجھے اپنے پاس بلا کر فرمایا: ''اے سعید علیہ رحمۃ اللہ المجید! یہ رجسٹر لو اور اس میں ان لوگوں کے نام لکھ کر لاؤ جو ہر وقت مسجد میں عبادتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مشغول رہتے ہیں۔ عبادت وریاضت کی وجہ سے انہیں کاروبار وتجارت کا وقت نہیں ملتا اور نہ ہی ان کے پاس کوئی زرعی زمین ہے جس سے غلہ حاصل کرسکیں۔ ایسے تمام عبادت گزاروں کے نام لکھو (تاکہ ان کا کچھ وظیفہ وغیرہ مقرر کیا جاسکے) میں نے یہ سنا تو ان کا شکریہ ادا کیا، اس فعلِ حَسَن پر انہیں دعائیں دیں اور رجسٹر لے کر گھر چلا آیا۔ عشاء کی نماز کے بعد میں نے چراغ کی روشنی میں رجسٹر کھولا اور ایسے لوگوں کے نام یاد کرنے لگا جن کے بارے میں مجھے بتایا گیا تھا۔ ایک ایک کرکے ان عبادت گزاروں کے نام میرے ذہن میں آنا شروع ہوگئے، میں نے (رجسٹر پر) ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم''، لکھی، ابھی میں پہلا نام لکھنے ہی لگا تھا کہ ایک غیبی آواز سنائی دی: ''اے سعید! خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تم ایسے لوگوں کا راز

منکشف کرنا چاہتے ہو جو چھپ کر اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے ہیں اور یہ سب کچھ تم ایک آدمی کے لئے کر رہے ہو، شُعَیب بن لَیث مر گیا ہے اور کیا یہ تمام لوگ اپنے معبودِ برحق کی طرف لوٹ کر نہیں جائیں گے۔''

یہ غیبی آواز سن کر میں نے رجسٹر بند کر دیا اور کسی کا نام نہ لکھا۔ صبح جب میں حضرت سیِّدُنا لَیث بن سعد علیہ رحمۃ اللہ الاحد کے پاس گیا تو مجھے دیکھ کر ان کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں ہوگئے، انہوں نے بڑے شوق سے رجسٹر لیا اور ورق گردانی شروع کر دی۔ ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم '' کے علاوہ انہیں کوئی اور چیز نظر نہ آئی۔ میں نے کہا: ''حضور! آپ کو اس میں بِسْمِ اللّٰہ شریف کے علاوہ کچھ نظر نہ آئے گا کیونکہ میں نے صرف ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم '' ہی لکھی ہے۔'' یہ سن کر انہوں نے کہا: ''اے سعید! کیا وجہ ہے؟'' تو میں نے سارا واقعہ کہہ سنایا: میری بات سنتے ہی انہوں نے ایک زوردار چیخ ماری اور تڑپنے لگے، یہ دیکھ کر لوگوں کا ہجوم ہوگیا، انہوں نے مجھ سے پوچھا: ''اے ابوحارِث علیہ رحمۃ اللہ الوارث! انہیں کیا ہوا، خیر تو ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں! سب ٹھیک ہے۔'' پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے سعید! بہت اچھا ہوا کہ تجھے مُتَنَبِّہ (یعنی خبردار) کر دیا گیا اور ہم اس معاملے میں نہ پڑے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روتے رہے اور اس طرح کہتے رہے: ''لَیث مر گیا تو وہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف پلٹ کر جائے گا اور ہم سب بھی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔'' حضرتِ سیِّدُنا سعید اٰدَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ اَبدال تھے۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 296: غیرت مند شوہر

حضرت سیِّدُنا ابو عبداللہ محمد بن احمد بن موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ''ایک مرتبہ میں ''رَے'' (ایران کے دار الخلافہ، موجودہ نام تہران) کے قاضی موسیٰ بن اِسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کی محفل میں تھا۔ قاضی صاحب لوگوں کے مسائل حل کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک عورت ان کے پاس لائی گئی، اس کے سرپرستوں کا دعویٰ تھا کہ اس عورت کے شوہر نے اس کا پانچ سو دینار مہر ادا نہیں کیا۔ جب اس کے شوہر سے پوچھا گیا تو اس نے انکار کر دیا اور کہا: ''مجھ پر مہر کا دعویٰ بے بنیاد ہے۔'' شوہر کے انکار پر قاضی صاحب نے عورت سے گواہ طلب کئے، گواہ حاضر کئے گئے تو ان میں سے ایک نے کہا: ''میں اس عورت کو دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ اسے پہچان کر گواہی دوں۔'' چنانچہ، وہ عورت کی طرف بڑھا اور کہا: ''تم اپنا نقاب ہٹاؤ تاکہ تمہاری پہچان ہو سکے۔'' یہ دیکھ کر اس کے شوہر نے کہا: ''یہ شخص میری زوجہ کے پاس کیوں آیا ہے؟'' وکیل نے کہا: ''یہ گواہ تمہاری زوجہ کا چہرہ دیکھنا چاہتا ہے تاکہ پہچان ہو جائے۔''

یہ سن کر غیرت مند شوہر پکار اُٹھا: ''اس شخص کو روک دو، میں قاضی صاحب کے سامنے اقرار کرتا ہوں کہ جو دعویٰ میری زوجہ نے مجھ پر کیا ہے وہ مجھ پر لازم ہے، میں پانچ سو دینار ادا کرنے کو تیار ہوں، خدارا! میری زوجہ کا چہرہ کسی غیر مرد پر ظاہر نہ کیا جائے۔'' چنانچہ، گواہ کو روک دیا گیا۔ جب عورت نے اپنے غیرت مند شوہر کا یہ جذبہ دیکھا تو کہا: ''سب گواہ ہو جاؤ! میں نے اپنا مہر معاف کر دیا، میں دنیا و آخرت میں اس کا مطالبہ نہ کروں گی، یہ مہر میرے غیرت مند شوہر کو مُبَارَک ہو۔'' محفل میں موجود تمام لوگ میاں بیوی کے اس فیصلے پر عَش عَش کر اُٹھے۔ قاضی صاحب نے فرمایا: ''ان دونوں کا یہ معاملہ بہترین اوصاف اور اعلیٰ اخلاق پر دلالت کرتا ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس واقعہ میں ہمارے لئے بہترین سبق ہے۔ کیسا غیرت مند تھا وہ شخص! کہ اپنے اوپر لازم پانچ سو (500) دینار کا اقرار تو کر لیا لیکن اس کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ میری زوجہ کا چہرہ کسی غیر مرد کے سامنے ظاہر ہو۔ یہ حیاء کا اعلیٰ درجہ ہے۔ **اَلْحَمْدُلِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! دعوت اسلامی کے مدنی ماحول میں یہ ترغیب دلائی جاتی ہے کہ غیر مَحْرَم سے پردہ کیا جائے اور بے پردگی کی نحوست سے خود بھی بچا جائے اور اپنے گھر والوں کو بھی بچایا جائے۔ اسی عنوان یعنی پردے کے بارے میں احکام سے متعلق امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولٰینا ابو بلال محمد الیاس عطارؔ قادری دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب **''پردے کے بارے میں سوال جواب''** دعوت اسلامی کے اِشاعتی ادارے ''مکتبۃ المدینہ'' سے حاصل فرمائیں خود بھی پڑھیں اور مسلمانوں کی خیر خواہی کی نیت سے تحفۃً پیش کریں۔)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 297:

مغفرت کا سبب

حضرتِ ابوبَکْر صَیْدَلَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی سے منقول ہے، میں نے سُلَیْم بن مَنْصُور بن عَمَّار علیہم رحمۃ اللہ الغفار کو یہ کہتے ہوئے سنا: میں نے اپنے والد منصور علیہ رحمۃ اللہ الغفور کو بعدِ وصال خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' انہوں نے جواب دیا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اپنی بارگاہ میں بلایا اور فرمایا: ''اے بدعمل بُڈھے! تو جانتا ہے ہم نے تجھے کیوں بخشا؟'' میں نے کہا: ''اے میرے رحیم و کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں نہیں جانتا۔'' فرمایا: ''ایک دن تو نے اجتماع میں بیان کیا اور اہل اجتماع کو رُلا دیا، اس اجتماع میں ہمارا ایک ایسا بندہ بھی موجود تھا جو ہمارے خوف سے کبھی نہ رویا تھا، تمہارا بیان سن کر وہ بھی میرے خوف سے رونے لگا۔ پس میں نے اس کی، تمہاری اور تمام شرکاءِ اجتماع کی مغفرت فرما دی۔''

ایک روایت میں اس طرح منقول ہے کہ کسی نے انتقال کے بعد حضرت سیِّدُ نا منصور بن عمّار علیہما رحمۃ اللہ الغفار کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' کہا: ''میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے ان تین سوساٹھ (360) اجتماعات کے متعلق پوچھا جن میں، میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پاکی بیان کی تھی، پھر ارشاد فرمایا: ''اے منصور! ہم نے تمہاری تمام خطائیں اور گناہ معاف کر دیئے۔ کھڑے ہو جاؤ! جس طرح زمین میں تم ہماری پاکی بیان کرتے تھے اسی طرح آسمان والوں کے سامنے ہماری پاکی بیان کرو۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

؎ رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگدا تیرا ‏ ‏ ‏ ‏ جے اک قطرہ بخشیں مینوں کم بن جاوے میرا

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس حکایت سے معلوم ہوا کہ نیک اجتماعات میں شرکت کرنا کتنی سعادت کی بات ہے۔ نہیں معلوم کس لمحے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت برسے اور مغفرت کا ذریعہ بن جائے۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! جگہ بہ جگہ دعوتِ اسلامی کے سنتوں بھرے اجتماعات ہوتے ہیں۔ ہر جمعرات مغرب کی نماز کے بعد اپنے اپنے شہروں میں ہونے والے دعوت اسلامی کے سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت فرمائیں۔ **اِنْ شَاءَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ دین ودنیا کی ڈھیروں بھلائیاں ہاتھ آئیں گی۔)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر298: حضرت معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی برکت

حضرت سیِّدُ نا ابوعباس مُؤَدِّب (م۔ءَ۔دِّ۔بْ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے، ''میرے ایک ہاشمی پڑوسی کے معاشی حالات ٹھیک نہ تھے انہوں نے اپنا ایک واقعہ کچھ اس طرح سنایا: ''ہمارے ہاں بچے کی ولادت ہوئی تو گھر میں کوئی ایسی چیز نہ تھی جو اپنی زوجہ کو کھلاتا۔ اس دُکھیاری نے مجھ سے کہا: میرے سرتاج! آپ میری حالت وکیفیت سے خوب واقف ہیں، اس وقت مجھے غذا کی اشد ضرورت ہے تاکہ میری کمزوری دور ہو، اب میں مزید صبر کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ خدارا! کچھ کیجئے۔ اپنی زوجہ کی یہ حالت دیکھ کر میں بے تاب ہو گیا اور عشاء کی نماز کے بعد ایک دُکان دار کے پاس گیا۔ میں غلہ وغیرہ اسی سے خریدتا تھا، مجھ پر اس کا کچھ قرض بھی تھا۔ میں نے اسے اپنے گھر کی حالت بتائی اور کچھ سامانِ خورد ونوش (یعنی کھانے پینے کا سامان) طلب کیا اور کہا کہ میں جلد ہی اس کی قیمت ادا کر دوں گا۔

لیکن اس نے صاف انکار کر دیا۔ میں ایک دوسرے دکاندار کے پاس گیا اور اپنی حالت سے آگاہ کر کے کچھ چیزیں

طلب کیں۔اس نے بھی انکار کردیا۔الغرض! جس جس سے بھی امید تھی میں اس کے پاس گیالیکن کسی نے میری مدد نہ کی۔میں بہت رنجیدہ ہوااور سوچنے لگا کہ اب کس کے پاس جاؤں، کس سے اپنی حاجت طلب کروں۔پھر میں دریائے دجلہ کی طرف چلا گیا، میں نے ایک ملاح کو دیکھا جو اپنی کشتی میں بیٹھا ہوا مسافروں کا انتظار کررہا تھا۔مجھے دیکھ کر اس نے آواز لگائی:''میں فلاں فلاں علاقے کی سواریاں بٹھاتا ہوں اگر کوئی مسافر ہے تو آجائے۔''

میں اس کی طرف گیا تو وہ کشتی کنارے پرلے آیا، میں کشتی میں سوار ہوااور ہماری کشتی دریائے دجلہ کا سینہ چیرتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔ملاح نے مجھ سے پوچھا:''تم کہاں جانا چاہتے ہو؟''میں نے کہا:''کچھ معلوم نہیں۔''ملاح نے متعجب ہوکر کہا: ''تجھ جیسا عجیب شخص میں نے نہیں دیکھا تم اتنی رات گئے میرے ساتھ کشتی میں بیٹھے ہو اور تمہیں معلوم ہی نہیں کہ کہاں جانا ہے؟''ملاح کی یہ بات سن کر میں نے اسے اپنی حالت سے آگاہ کیا تو وہ ہمدردانہ لہجے میں بولا: میرے بھائی! غم نہ کرو، میں فلاں علاقے میں رہتا ہوں، جہاں تک ہوسکا میں تمہاری پریشانی حل کرنے کی کوشش کروں گا۔پھر اس نے ایک جگہ کشتی روکی اور مجھے دریائے دجلہ کے کنارے واقع ایک مسجد میں لے گیا اور کہا:''میرے بھائی! اس مسجد میں حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی دن رات عبادت میں مشغول رہتے ہیں، تم وضو کر کے مسجد میں چلے جاؤ اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس نیک بندے سے دعا کراؤ، **اِنْ شَاءَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ ضرور کوئی راہ نکل آئے گی۔''

میں وضو کر کے مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی محراب میں نماز ادا فرمارہے ہیں۔میں نے بھی دو رکعت ادا کیں اور سلام کر کے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریب بیٹھ گیا۔فراغت کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلام کا جواب دیا اور کہا:''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے! تم کون ہو؟''میں نے اپنا واقعہ کہہ سنایا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بڑی توجہ سے میری بات سنی پھر نماز کے لئے کھڑے ہوگئے۔باہر موسم خراب ہونے لگا، بارش زور پکڑتی جارہی تھی۔میں بہت گھبرایا اور سوچنے لگا کہ میں اپنے گھر سے کتنا دور آگیا ہوں، بارش بڑھتی ہی جارہی ہے، نہ جانے گھر والے کس حال میں ہوں گے۔میں اس شدید بارش میں اپنے گھر کیسے پہنچوں گا۔میں انہیں خیالات میں گم تھا کہ اچانک مسجد سے باہر کسی جانور کی آواز سنائی دی، ایک سوار اپنی سواری سے اُتر کر مسجد میں داخل ہوا اور حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے قریب آکر بیٹھ گیا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نماز سے فراغت کے بعد اس سے پوچھا:''مَنْ اَنْتَ رَحِمَکَ اللہُ؟ یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم کرے، تم کون ہو؟''

اس نے کہا:''حضور! میں فلاں شخص کا قاصد ہوں، انہوں نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور کہا ہے کہ ''میں چادر اوڑھ کر سو رہا تھا، میں نے اپنے آپ کو اچھی حالت میں دیکھا اور اپنے اوپر ایسی رحمت کی برسات دیکھی ہے کہ اس پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے، میں آپ کی بارگاہ میں کچھ نذرانہ پیش کررہا ہوں، اسے قبول فرما کر مجھ پر احسان فرمائیں، آپ جیسے مستحق

پائیں اسے یہ رقم عطا فرمادیں۔''

قاصد کا پیغام سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: ''یہ ساری رقم اس ہاشمی شہزادے کی خدمت میں پیش کردو۔'' قاصد نے کہا: ''حضور! یہ پانچ سو(500) دینار ہیں۔'' فرمایا: ''ہاں! یہ سب اسے دے دو۔'' قاصد نے ساری رقم مجھے دے دی۔ میں نے تمام رقم اپنی چادر میں رکھی، حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا شکریہ ادا کیا اور اسی وقت گھر کی طرف چل دیا، بارش میں بھیگتا گرتا پڑتا اپنے علاقے میں پہنچا، سیدھا دُکان دار کے پاس گیا اور کہا: ''یہ دیکھو! یہ پانچ سو(500) دینار ہیں، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے رزق کے خزانوں میں سے مجھے عطا فرمائے ہیں۔ تمہارا جتنا مجھ پر قرض ہے وہ لے لو اور مجھے کھانے کا سامان دے دو۔ دکاندار نے کہا: ''کل تک یہ رقم اپنے پاس ہی رکھو، جو چیزیں تمہیں چاہئیں وہ لے جاؤ۔ پھر اس نے شہد، شکر، تِلوں کا تیل، چاول چربی اور بہت سی کھانے کی اشیاء مجھے دیتے ہوئے کہا: ''آپ یہ تمام چیزیں اپنے گھر لے جائیں۔'' میں نے کہا: ''اتنا سارا سامان میں کیسے اٹھاؤں گا۔'' کہا: ''میں آپ کی مدد کروں گا۔'' کچھ سامان اس نے اُٹھایا کچھ میں نے پھر ہم دونوں گھر کی طرف چل دیئے۔ گھر پہنچے تو دیکھا کہ دروازہ کھلا ہوا تھا کیونکہ میری زوجہ اتنی کمزور ہوگئی تھی کہ دروازہ بند کرنے کی طاقت بھی نہ تھی۔ مجھے دیکھ کر شکوہ کرتے ہوئے بولی: ''اس نازک حالت میں مجھے چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے؟ بھوک اور کمزوری سے میری حالت خراب ہوگئی ہے۔

میں نے کہا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے ہماری پریشانی دور ہوگئی، یہ دیکھو! گھی، چربی، شکر، تیل اور بہت سی کھانے کی اشیاء کثیر مقدار میں ہمارے گھر میں موجود ہیں۔ یہ سن کر وہ بہت خوش ہوئی، اس کی تکلیف جاتی رہی۔ میں نے اسے دیناروں کے بارے میں نہ بتایا اس خوف سے کہ کہیں خوشی سے ہلاک نہ ہوجائے۔ پھر کھانا تیار ہوا سب نے کھانا کھا کر خدائے بزرگ وبَرتر کا شکر ادا کیا۔ صبح میں نے اپنی زوجہ کو وہ دینار دکھائے اور سارا قصہ سنایا۔ وہ بہت خوش ہوئی اور اس غیبی امداد پر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی پاکی بیان کی۔ پھر ہم نے کاشت کے لئے کچھ زمین خرید لی تاکہ اس سے حاصل شدہ آمدنی کے ذریعے ہمارے اخراجات پورے ہوتے رہیں۔ اس طرح کچھ ہی عرصہ بعد حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی برکت سے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہماری تنگدستی ومفلسی دور فرمادی اور اب ہم بفضلہٖ تعالٰی خوشحال زندگی گزار رہے ہیں۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو ہماری طرف سے اچھی جزا عطا فرمائے۔'' (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر299: # مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ کہنے پر انعام

حضرت سیِّدُنا ابوبکر بن زَیّات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ''ایک شخص حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: ''حضور! آج صبح ہمارے ہاں بچے کی ولادت ہوئی، میں سب سے پہلے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس یہ خبر لے کر آیا ہوں تاکہ آپ کی برکت سے ہمارے گھر میں خیر نازل ہو۔'' حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ یہاں بیٹھ جاؤ اور سو مرتبہ یہ الفاظ کہو: ''**مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ یعنی اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے جو چاہا وہی ہوا۔'' اس نے سو مرتبہ یہ الفاظ دہرائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''دوبارہ یہی الفاظ کہو۔'' اس نے سو مرتبہ پھر وہی الفاظ دہرائے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر وہی الفاظ دہراؤ۔'' اس طرح پانچ مرتبہ اس کو حکم دیا۔ چنانچہ، اس نے پانچ سو مرتبہ وہ الفاظ دہرائے۔ اتنے میں وزیر کی والدہ اُمِّ جَعْفَر کا خادم ایک خط اور تھیلی لے کر حاضر ہوا اور کہا: ''اے مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی! اُمِّ جَعْفَر آپ کو سلام کہتی ہے، اس نے یہ تھیلی آپ کی خدمت میں بھجوائی ہے اور کہا ہے کہ غرباء و مساکین میں یہ رقم تقسیم فرمادیں۔''

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قاصد سے فرمایا: ''رقم کی تھیلی اس شخص کو دے دو، اس کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی ہے۔'' قاصد نے کہا: ''یہ پانچ سو (500) درہم ہیں، کیا سب اسے دے دوں؟'' فرمایا: ''ہاں! ساری رقم اسے دے دو۔ اس نے پانچ سو مرتبہ ''مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ'' کہا تھا۔'' پھر اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''یہ پانچ سو درہم تمہیں مُبارَک ہوں، اگر اس سے زیادہ مرتبہ کہتے تو ہم بھی اتنی ہی مقدار مزید بڑھا دیتے۔ جاؤ! یہ رقم اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو۔''

(میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اولیائے کرام کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے صفاتی اسماء کی بھی بہت زیادہ برکات ہیں۔ ان کا ورد کرنے سے جہاں نیکیوں کا بیش بَہا خزانہ ملتا ہے وہیں دنیوی مسائل بھی حل ہوتے ہیں۔ بانئ دعوت اسلامی، امیرِ اہلسنت ابو بلال حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی کے لئے مسلمانوں کی خیر خواہی کے عظیم جذبے کے تحت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بعض صفاتی ناموں کی برکتوں پر مشتمل ''**چالیس (40) روحانی علاج**'' نامی رسالہ مُرتَّب فرمایا ہے۔ جسے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** نے شائع کیا ہے۔ اس رسالے میں ہمارے مسائل کا روحانی علاج بتایا گیا ہے۔ چند روحانی علاج درج ذیل ہیں: ''(1)......**یَا حَکِیْمُ**: جو کوئی روزانہ پانچوں نمازوں کے بعد اسّی (80) بار پڑھے کسی کا محتاج نہ ہو۔ (2)......**یَا قَابِضُ**: جو کوئی ہر روز تیس (30) بار پڑھے وہ دشمن پر فتح پائے۔ (3)......**یَا مُحیِی**: سات بار پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیجئے، گیس ہو یا پیٹ یا کسی بھی جگہ درد ہو یا کسی عُضو کے ضائع ہو

جانے کا خوف ہو اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فائدہ ہوگا اور (4)......یَا مُمِیْتُ : سات بار پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلیا کیجئے اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جادو اثر نہیں کرے گا۔)

حکایت نمبر 300: مفلسی وتنگدستی دور کرنے کا وظیفہ

حضرت سیِّدُنا ابنِ شِیرَ وَیْہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ''ایک دن میں حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمتِ بابرکت میں حاضر تھا، اتنے میں ایک پریشان حال، تنگدست، غریب شخص آیا اور اپنی مفلسی کی شکایت کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تجھے اپنی حفظ وامان میں رکھے، اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹ جا اور یہ الفاظ بار بار پڑھ: ''مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ، (اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے جو چاہا وہی ہوا) مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ، مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ۔''

حضرت سیِّدُنا ابن شِیرَ وَیْہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر وہ شخص چلا گیا۔ جب ایک پُل کے قریب پہنچا تو ایک سوار بہت تیز رفتاری سے آتا دکھائی دیا۔ اس نے قریب آکر کہا: ''اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے! ٹھہر جاؤ۔'' تو وہ محتاج وعیال دار شخص ٹھہر گیا، سوار نے اسے ایک تھیلی دی اور چلا گیا۔'' غریب شخص نے اپنے رفیق سے کہا: ''دیکھو! اس تھیلی میں کیا ہے؟'' جب تھیلی کھولی تو دیناروں سے بھری ہوئی تھی۔ وہ بہت خوش ہوا اور اپنے رفیق سے کہا: ''آؤ، حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمت میں حاضر ہوکر سارا واقعہ سناتے ہیں۔'' چنانچہ، وہ دونوں حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ میں پہنچے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شخص کو دیکھتے ہی فرمایا: ''اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے! جب تیری حاجت پوری ہوگئی تو واپس آنے کی کیا ضرورت تھی؟ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تجھے اپنے حفظ وامان میں رکھے، اہل وعیال کی طرف یہ کہتے ہوئے لوٹ جاؤ: ''مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ، مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ، مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس حکایت سے ہمیں درس ملا کہ جب کبھی کوئی دینی یا دنیوی پریشانی آئے تو بزرگوں کی بارگاہ میں حاضر ہوکر دعا کروانی چاہئے، اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان نیک ہستیوں کے صدقے ہماری مصیبتیں دور ہوں گی، خوشحالی اور سکون کی دولت میسر ہوگی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پریشان حالوں کی مدد کرنا اور ان کی پریشانیاں دور کرنا نیک لوگوں کا ہمیشہ سے وطیرہ رہا ہے۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ جتنا ہوسکے اپنے مسلمان بھائیوں، پڑوسیوں اور رشتہ داروں کی خیرخواہی کرے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! دعوتِ اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول میں یہ سوچ دی جاتی ہے کہ جہاں تک ہوسکے اپنے مسلمان

بھائیوں کی پریشانیاں دور کرنی چاہئیں۔ ''**اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح**'' کے مقدس جذبے کے تحت دعوت اسلامی کے مدنی قافلے سفر کرتے رہتے ہیں۔ آپ بھی اس مشکبار مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر دارین کی سعادتیں حاصل کریں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہر مسلمان کو دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے۔ ہم سب کو ایک دوسرے کی خیر خواہی کی توفیق عطا فرمائے۔)

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

حکایت نمبر 301: دعائے معروف علیہ رحمۃ اللہ الرؤف کی برکت

حضرتِ سیِّدُنا ابوسلیمان رُومی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے خلیل صیّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ میرا بیٹا شہر سے باہر کھیتوں کی طرف گیا اور گم ہو گیا، خوب ڈھونڈا لیکن کہیں نہ ملا، بیٹے کی جدائی پر اس کی والدہ غم سے نڈھال ہو گئی۔ میں حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے ابو محفوظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! میرا بیٹا لاپتہ ہو گیا ہے۔ اس کی والدہ بیٹے کی جدائی میں غم سے ہلکان ہوئی جا رہی ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اب تم کیا چاہتے ہو؟'' میں نے کہا: ''حضور! دعا فرمائیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمارے بیٹے کو ہم سے ملوا دے۔ یہ سن کر ولیٔ کامل، مقبولِ بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ، حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اس طرح التجا کی:

''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! بے شک تمام آسمان تیرے ہیں، زمین تیری ہے اور جو کچھ بھی ان کے درمیان ہے سب کا مالک و خالق تو ہی ہے۔ میرے مالک! ان کا بچہ انہیں لوٹا دے۔''

حضرت سیِّدُنا خلیل صیّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد کہتے ہیں: پھر میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اجازت سے شہر کے دروازے پر آیا تو اپنے بیٹے کو وہاں موجود پایا اس کا سانس پھول رہا تھا۔ میں نے جب اپنے بیٹے کو دیکھا تو فرطِ محبت سے پکارا: ''اے محمد! اے میرے بیٹے!'' میری آواز سن کر وہ میری طرف لپکا۔ میں نے اسے سینے سے لگا کر پوچھا: ''میرے لختِ جگر تم کہاں تھے؟'' کہا: ''ابا جان میں گندم کے کھیتوں میں مارا مارا پھر رہا تھا کہ اچانک یہاں پہنچ گیا۔'' میں اپنے بچے کو لے کر خوشی خوشی گھر کی طرف چل دیا۔ یہ سب حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی دعا کی برکت تھی کہ مجھے میرا بیٹا مل گیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** دیکھا آپ نے کہ نیک لوگوں کی دعاؤں سے مصیبتیں کیسے ٹلتی اور غم دور ہوتے ہیں۔ **اللہ** کریم اپنے بندوں پر ہر آن کرم کی بارش برسا رہا ہے جو چاہے اس بارانِ رحمت میں نہا لے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنے اولیاء کرام

کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اوران کی برکت سے ہمارے مصائب وآلام دُور فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

؎ دعائے ولی میں یہ تاثیر دیکھی   بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر302: امامِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی نگاہِ بصیرت

کروڑوں حنفیوں کے عظیم پیشوا، سراج الاُمّہ ، کاشف الغُمّہ حضرتِ سیِّدُ نا امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگردِ رشید حضرت سیِّدُ نا امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب علیہ رحمۃ اللہ الحسیب اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ابھی میں چھوٹا سا تھا کہ میرے سر سے باپ کا سایہ اُٹھ گیا۔ گھریلو حالات سازگار نہ تھے۔ میری والدہ نے مجھے ایک دھوبی کے پاس بھیج دیا تاکہ وہاں کام کروں اور جو اجرت ملے اس سے گھر کا خرچہ چلتا رہے۔ میں وہاں جاتا اور کام کرتا۔ میں ایک مرتبہ علم وعمل کے روشن چراغ حضرتِ سیِّدُ نا امامِ اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حلقہ درس میں بیٹھ گیا۔ مجھے ان کی باتیں بہت پسند آئیں۔ چنانچہ، میں نے دھوبی کے پاس جانا چھوڑ دیا اور اس حلقۂ درس میں شریک ہونے لگا۔ میری والدہ کو معلوم ہوا تو مجھے وہاں سے لے گئی اور دھوبی کے پاس چھوڑ دیا۔ میں چھُپ چھُپ کر امام صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہوتا جیسے ہی میری والدہ کو معلوم ہوتا مجھے وہاں سے اٹھا کر دھوبی کے پاس لے جاتی۔ حضرتِ سیِّدُ نا امامِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم میرا شوقِ علمی دیکھ کر میری طرف خاص توجہ فرماتے۔

جب معاملہ بڑھا تو ایک دن میری والدہ استاذِ محترم حضرت سیِّدُ نا امامِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے پاس آئی اور کہا: ''میرے اس بچے کو آپ نے بگاڑ دیا ہے۔ یہ بچہ یتیم ہے۔ کوئی ایسا نہیں جو اس کی پرورش کرے۔ میں سارا دن سُوت کاتتی ہوں جو اُجرت ملتی ہے اس سے اس کی پرورش کرتی ہوں۔ اس امید پر کہ یہ بڑا ہو جائے اور کچھ کما کر لائے۔ اسی لئے میں نے اسے دھوبی کے پاس بھیجا تھا کہ اس طرح کچھ نہ کچھ رقم مل جایا کرے گی اور ہمارا گزارہ ہوتا رہے گا۔ اب یہ سب کچھ چھوڑ کر آپ کے پاس آبیٹھتا ہے۔''

میری والدہ کی یہ باتیں سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا'' اے خوش بخت! اپنے اس بچے کو علم کی دولت حاصل کرنے دے، وہ دن دور نہیں کہ یہ باداموں اور دیسی گھی کا حلوہ اور عمدہ فالودہ کھائے گا۔'' یہ سن کر میری والدہ بہت ناراض ہوئی اور کہا: ''لگتا ہے بڑھاپے کی وجہ سے آپ کا دماغ چل گیا ہے، ہم جیسے غریب لوگ باداموں اور دیسی گھی کا حلوہ کیسے کھا سکتے ہیں؟'' یہ کہہ کر میری والدہ گھر چلی آئی۔ میں حضرتِ سیِّدُ نا امامِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی بارگاہ میں حاضر رہ کر علمِ دین سیکھتا رہا۔ آپ رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ مجھ پر بھرپور توجہ فرماتے ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! آپ کی برکت سے مجھے علم وعمل کی بے انتہاء دولت نصیب ہوئی، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے رِفعت وبلندی عطا فرمائی ۔ میرے محسن ومُربّی استاذِ محترم دنیا سے پردہ فرما چکے تھے ۔ پھر وہ وقت بھی آیا جب خلیفہ ہارون الرشید نے عہدۂ قضاء میرے سپرد کردیا۔

خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید اکثر میری دعوت کرتے اور اپنے ساتھ کھانا کھلاتے ۔ ایک مرتبہ خلیفہ نے پُر تکلُّف دعوت کا اہتمام کیا، انواع واقسام کے کھانے چُنے گئے ۔ خلیفہ نے باداموں اور دیسی گھی کا حلوہ اور عمدہ فالودہ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا: ''اے امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! یہ حلوہ کھایئے، روز روز ایسا حلوہ تیار کروانا ہمارے لئے آسان نہیں۔'' یہ سن کر میں ہنسنے لگا۔ پوچھا: ''آپ ہنس کیوں رہے ہیں؟'' میں نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ خلیفہ کو سلامت رکھے، میرے استاذِ محترم حضرتِ سیِّدُنا امام اَعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے برسوں پہلے میری والدہ سے فرمایا تھا کہ تمہارا یہ بیٹا باداموں اور دیسی گھی کا حلوہ اور فالودہ کھائے گا'' آج میرے استاذِ محترم کا فرمان پورا ہوگیا۔ پھر میں نے اپنے بچپن کا سارا واقعہ خلیفہ کو سنایا تو وہ بہت متعجب ہوئے اور فرمایا: ''بے شک علم ضرور فائدہ دیتا اور دین ودنیا میں بلندی دِلواتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ حضرتِ سیِّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، جس چیز کو ان کے سر کی آنکھ نہ دیکھ سکتی اسے اپنی عقل کی آنکھ سے دیکھ لیا کرتے تھے ۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس حکایت میں ہمارے لئے بے شمار مدنی پھول ہیں ۔ علمِ دین، دنیا وآخرت میں رفعت وسُرخروئی کا باعث ہے ۔ بڑے بڑے دنیاداروں کو وہ مقام ومرتبہ نہیں ملتا جو دین کے شیدائیوں کو بآسانی حاصل ہوجاتا ہے ۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اولیاء کرام نگاہِ فراست سے آنے والے واقعات کو دیکھ لیتے ہیں ۔ استاذِ کامل کی توجہ خاص انسان کو کیا سے کیا بنادیتی ہے ۔ ہمیں چاہئے کہ علمِ دین خود بھی سیکھیں اور اپنی اولاد کو بھی سکھائیں ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے زیرِ انتظام علم وعمل کی دولت لوگوں کو منتقل کرنے کے لئے کئی جامعات ومدارس بنام **جامعۃ المدینہ** اور **مدرسۃ المدینہ** قائم ہیں ۔ یہاں نہ صرف علم کی لازوال دولت تقسیم ہوتی ہے بلکہ عمل کا جذبہ بھی دیا جاتا ہے ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! ہزارہا طلباء وطالبات علمِ دین کی دولت سے منور ہورہے ہیں اور سینکڑوں طلباء زیورِ علم وعمل سے آراستہ ہوکر اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے مصروفِ عمل ہیں ۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کو دن دُگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے ۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

دعوتِ اسلامی کی قیُّوم دونوں جہاں میں مچ جائے دھوم   اس پہ فدا ہو بچہ بچہ یااللہ! میری جھولی بھردے ۔ (آمین)

حکایت نمبر303:

خوش بختوں کا حصہ

حضرتِ سیِّدُ ناعبدُ الصَّمَد علیہ رحمۃ اللہ الاحد فرماتے ہیں:''ایک رات حضرت سیِّدُ نافُضَیل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الوھاب اللہ ربُّ العزَّت کی بارگاہ میں اس طرح عرض گزار ہوئے:''اے میرے رحیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو نے مجھے اور میرے اہل وعیال کو بھوکا رکھا، میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تو نے مجھے اور میرے اہل وعیال کو کپڑوں کے بغیر رکھا، تین دن ہمیں اسی حالت میں گزر گئے، میں نے اور میرے گھر والوں نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا، مسلسل تین راتیں ہمارے گھر چراغ نہ جلا، آخر میرا کون سا عمل تیری بارگاہ میں مقبول ہوا ہے جس کی وجہ سے ہمارے ساتھ ایسا مبارک معاملہ ہو رہا ہے جو تیرے اولیاء کے ساتھ ہوتا ہے؟ ایسی سعادت تو تیرے پسندیدہ وبرگزیدہ بندوں کو نصیب ہوتی ہے، میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اگر چوتھا دن بھی اسی حالت میں گزرا تو میں سمجھوں گا کہ تیری بارگاہ میں میرا بھی کچھ مقام ومرتبہ ہے۔''

راوی کہتے ہیں:''جب صبح ہوئی اور چوتھا دن شروع ہوا تو کسی نے دروازے پر دستک دی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا:''کون ہے؟'' جواب ملا:''میں حضرت سیِّدُ ناعبداللہ ابن مُبَارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قاصد ہوں، انہوں نے آپ کو دیناروں کی یہ تھیلی اور ایک رقعہ بھجوایا ہے۔'' جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خط پڑھا تو اس میں لکھا تھا۔''اس سال میں حج کے لئے نہیں آسکا، میں آپ کو اتنے اتنے دینار بھجوا رہا ہوں قبول فرمالیں۔'' وَالسَّلَام! عبداللہ بن مُبَارَک۔

خط پڑھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زار وقطار رونے لگے اور کہا:''میں تو پہلے ہی جانتا تھا کہ میں اتنا خوش قسمت نہیں کہ مجھے بھی وہی نعمت ملے جو اولیاء کرام کو ملا کرتی ہے۔ ہم اس قابل کہاں کہ ہمیں فقر کی لازوال دولت حاصل ہو۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** مصائب وتکالیف کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہئے اور راضی برضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ رہنا چاہئے۔اور یہ سعادت اہلِ حق کا حصہ ہے۔انہیں چاہے کیسی ہی مصیبت پہنچتی، کیسی ہی پریشانی لاحق ہوتی وہ ہرگز ہرگز ناشکری اور بے صبری کا مظاہرہ نہ کرتے بلکہ اس حالت کو بہت بڑی سعادت سمجھتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! دعوتِ اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول میں ہر طرح کی آزمائش پر صبر کرنے کی ترغیب دلائی جاتی ہے۔آپ بھی دعوت اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہئے، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ دنیا وآخرت سنور جائے گی۔)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 304:
عارضی عیش وعشرت

محمد بن جَعْفَر بن یحییٰ بن خالد بن بَرْمَک سے منقول ہے کہ'' جب میرا دادا یحییٰ بن خالد بن برمک قید میں تھا تو میرے والد نے اس سے پوچھا:'' ابا جان! ہمیں حکومت وشان وشوکت ملی، ہمارے احکامات پر عمل کیا جاتا رہا، ہماری بڑی ٹھاٹھ باٹھ تھی، اب زمانے نے ہمیں قید کردیا اور اُونی کپڑے پہننے تک نوبت آگئی، اس کی کیا وجہ ہے؟'' میرے دادا نے کہا:'' اے میرے بیٹے! مظلوم کی پکار رات کے اندھیرے میں بلند ہوتی رہی اور ہم اس سے غافل رہے، لیکن علیم وخبیر پروردگار عَزَّوَجَلَّ اس سے غافل نہیں، پھر چند اشعار پڑھے۔ جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:'' کتنی ہی ایسی قومیں ہیں کہ ان کے صبح وشام نعمتوں اور آسائشوں میں گزرے اور زمانہ ان پر عیش وعشرت کی خوب بارش برساتا رہا، زمانہ ان سے خاموش رہا پھر جب بولا تو انہیں خون کے آنسو رُلانے لگا۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے، ظالموں سے ہماری حفاظت فرمائے اور مظلوموں کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** انسان کو ہر دم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بے نیازی سے ڈرتے رہنا چاہئے۔ گناہوں میں ہر وقت مستغرق رہنے کے باوجود اگر ہمیں ڈھیل دی جاتی رہے تو اس ڈھیل سے خوش نہیں ہونا چاہئے، بلکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پکڑ سے ہر دم لرزاں وترساں رہنا چاہئے۔ بے شک اس کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ طاقت ودولت کے نشے میں آکر کسی غریب ومظلوم کی بددعا نہیں لینی چاہئے، کسی بے گناہ پر ظلم وستم کے تیر چلانے والا ظالم وسخت دل شخص جب عذابِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں گرفتار ہوتا ہے تو اس کی سب اَکڑ نکل جاتی ہے اور مظلوم کی دعا بہت جلد مقبول ہوتی ہے۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ ظلم وستم اور تمام برے افعال سے اجتناب کرے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بے نیازی سے ہر دم ڈرتا رہے کہ نہ جانے ہمارے بارے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر کیا ہے؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی دائمی رضا عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 305:
جا! ہم نے تجھے بخش دیا

حضرت محمد بن سلم خوّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق سے منقول ہے کہ'' میں نے قاضی یحییٰ بن اَکْثَم کو خواب میں دیکھ کر پوچھا:'' مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ ؟ یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' کہا:'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اپنی بارگاہ میں کھڑا کیا اور فرمایا: اے

بدعمل بڈھے!''اگر تیرے بال سفید نہ ہوتے تو میں تجھے ضرور آگ میں جلاتا۔'' یہ فرمان سن کر میری کیفیت وہ ہوگئی جو ایک مجرم کی اپنے آقا کے سامنے ہوتی ہے، میں بری طرح کانپنے لگا۔ جب افاقہ ہوا تو دوبارہ ارشاد ہوا: ''اے بدعمل بڈھے! تو سفید ریش نہ ہوتا تو میں ضرور تجھے آگ میں جلاتا۔'' مجھ پر پھر ہیبت طاری ہوگئی اور میں بری طرح کانپنے لگا۔ جب حالت کچھ سنبھلی تو تیسری مرتبہ پھر اسی طرح فرمایا۔ میں نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی: ''اے میرے خالق ومالک! اے رحیم وکریم! اے عفو ودرگزر فرمانے والے! میں نے عبدالرزاق بن ہمام سے، انہوں نے مَعْمَر بن راشد سے، انہوں نے ابنِ شِہَاب زُہرِی سے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے تیرے نبیٔ مُکَرَّم، نورِ مُجَسَّم، رسولِ محتشم، شافعِ اُمم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے اور انہوں نے جبرائیلِ امین علیہ السلام سے تیرا یہ فرمان سنا: ''میرا وہ بندہ جسے اسلام میں بڑھاپا آئے، اسے جہنم کا عذاب دینے سے مجھے حیا آتی ہے۔'' تو میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ''عبدالرزاق، مَعْمَر، زُہرِی اور اَنس سب نے سچ کہا، میرے نبی نے سچ کہا، جبریل نے سچ کہا اور میرا قول سچا ہے، اے فرشتو! اسے جنت میں لے جاؤ۔''

(اللآلئُ المصنوعة فی الأحادیث الموضوعة، کتاب المبتداء، ج۱، ص۱۲۵)

ایک روایت میں اس طرح ہے، قاضی یحییٰ بن اَکثَم سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ''اے بوڑھے! تیرے لئے برائی ہے۔'' عرض کی: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تیرے نبیٔ برحق صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''تو اس بات سے حیاء کرتا ہے کہ اَسّی (80) سال والے بوڑھوں کو عذاب دے۔ (الجامع الصغیر، الحدیث ۱۸۹۱، ص۱۱٦، مفهومًا) اے میرے خالق! میں بھی اَسّی سال دنیا میں گزار کر آیا ہوں، مجھ پر بھی کرم فرمادے۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ''میرے نبی آخر الزماں نے سچ فرمایا ہے، جا! ہم نے تجھے بخش دیا۔''

ہر خطا تُو درگزر کر بیکس ومجبور کی　　　یا الٰہی مغفرت کر بیکس ومجبور کی

(آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 306: دِین کے لئے بہترین سہارا

قاضی ابوعمر محمد بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے، ایک مرتبہ میرے والدِ محترم لوگوں کے فیصلے کر رہے تھے۔ اتنے میں خلیفہ مُعْتَضِدْ باللہ کا خاص غلام فیصلہ کروانے کے لئے فریقِ مخالف کے ساتھ کمرۂ عدالت میں داخل ہوا اس کا کسی معاملہ میں ایک شخص کے ساتھ جھگڑا ہوگیا تھا وہ اپنے مخالف فریق کے ساتھ کھڑا ہونے کے بجائے خاص لوگوں کی نشست پر جا بیٹھا۔

حاجب (یعنی دربان) نے اس سے کہا: ''عدالت کے اصولوں میں سے ہے کہ فریقین ایک ساتھ کھڑے ہوں لہٰذا آپ بھی اپنے مدِّ مقابل کے پاس اسی جگہ چلے جائیں جہاں وہ کھڑا ہے۔''

حاجب کی بات کا اس نے کوئی جواب نہ دیا اور وہیں بیٹھا رہا، خلیفہ کا خاص غلام ہو کر فیصلے کے لئے ایک عام آدمی کے ساتھ کھڑا ہونا اس کے نفس نے گوارا نہ کیا۔ اس کی اس حرکت پر میرے والد کو بہت غصہ آیا، انہوں نے پکار کر کہا: ''تیری یہ جرأت کیسے ہوئی، تجھے تیرے فریقِ مخالف کے ساتھ کھڑے ہونے کو کہا جا رہا ہے اور تو انکار کر رہا ہے؟ اے خادم! کاغذ لاؤ تا کہ میں اس شخص کو عمرو بن ابو عمر کے ہاتھوں بیچ دوں اور اسے لکھ دوں کہ اس کی قیمت خلیفہ کو بھجوا دو۔ پھر حاجب کو حکم دیا کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھاؤ اور دونوں فریقوں کو برابر کھڑا کر دو۔'' حاجب نے اسے زبردستی اٹھایا اور فریقِ ثانی کے ساتھ کھڑا کر دیا۔ جب مجلس قضاء برخاست ہوئی تو وہ غلام خلیفہ کے پاس جا کر رونے لگا۔ خلیفہ نے وجہ پوچھی تو کہا: ''حضور! قاضی صاحب نے آج میری بہت بے عزتی کی اور مجھے ایک گھٹیا شخص کے ساتھ کھڑا کر دیا حالانکہ میں آپ کا خاص خادم ہوں، میری ایک عام آدمی سے کیا برابری؟

خلیفہ نے غضب ناک ہو کر کہا: ''اگر قاضی صاحب تجھے بیچ دیتے تو میں اس بیع کو نافذ رکھتا اور کبھی بھی تجھے اپنے پاس نہ بلاتا۔ میرے ہاں تیرا خاص مقام ہونا عدل وانصاف کے لئے آڑ نہیں بن سکتا۔ **بے شک عدل وانصاف سلطانوں کے لئے مضبوط ستون اور دین کے لئے بہترین سہارا ہے**، قاضی صاحب نے جو کیا دُرست کیا۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر مسلمان کو حق گوئی اور حق کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 307: اسمِ اعظم کے مُتَمَنّی کا امتحان

حضرتِ سیِّدُنا یوسف بن حسن رازی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ''مجھے بتایا گیا کہ حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّوْن مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی ''اسمِ اعظم'' جانتے ہیں۔ چنانچہ، میں مصر کی طرف روانہ ہوا۔ سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا ہوا بالآخر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ میری داڑھی کافی بڑھی ہوئی تھی۔ ایک بڑا سا پیالہ میرے پاس تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک نظر میری طرف دیکھا پھر دوسری طرف متوجہ ہو گئے پھر میری طرف بالکل التفات نہ فرمایا۔ میں بھی آس لگائے بیٹھا رہا کہ کبھی نہ کبھی تو نظرِ کرم ضرور فرمائیں گے، اسی آس میں کافی دن گزر گئے۔

ایک دن ایک تیز طرار چرب زبان شخص جو علمِ کلام میں ماہر تھا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا اور مناظرہ کرنے لگا۔ آپ

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دلائل سے گفتگو کی لیکن وہ اپنی چرب زبانی کی وجہ سے قابو نہ آیا۔ جب میں نے یہ صورت حال دیکھی تو اس سے مناظرہ کیا اوراسے لاجواب کردیا، وہ شکست کھا کروہاں سے چلا گیا۔ اب حضرت سیّدُ ناذُو النُّون مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی میرا مقام جان چکے تھے، آپ میرے پاس آئے مجھے گلے سے لگایا اور میرے سامنے بیٹھ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ضعیفُ العمر جبکہ میں عالَمِ شباب میں تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کمالِ انکساری کا مظاہرہ کیا اور معذرت کرتے ہوئے فرمایا: ''اے نوجوان! میں تجھے پہچان نہ سکا میں اپنے رویّے پر معذرت خواہ ہوں۔'' میں نے کہا: ''حضور! کوئی بات نہیں، میں آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔''

چنانچہ، ایک سال تک میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت کرتا رہا، ایک دن موقع پا کر میں نے عرض کی: ''حضور! میں ایک سال مسلسل آپ کی خدمت کرتا رہا ہوں، اب میرا حق آپ پر لازم ہوگیا ہے، مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ ''اسمِ اعظم'' جانتے ہیں۔ ایک سال کے عرصہ میں آپ مجھے اچھی طرح جان چکے ہوں گے، حضور! مجھے یقین ہے کہ میری مثل آپ کسی ایسے کو نہ پائیں گے جسے اسمِ اعظم سکھایا جائے، میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے ''اسمِ اعظم'' کی تعلیم دے دیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا لیکن مجھے ایسا محسوس ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے ''اسمِ اعظم'' سکھانے کے لئے راضی ہوگئے ہیں۔

میں چھ ماہ تک مزید آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت کرتا رہا، ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک تھال اور رومال میں بندھی ہوئی کوئی چیز دے کر فرمایا: ''اے نوجوان! شہرِ فُسطَاط میں رہنے والے ہمارے فلاں دوست کو تم جانتے ہو؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں۔'' فرمایا: ''ہماری خواہش ہے کہ تم یہ تھال اس تک پہنچا دو، میں نے وہ تھال اُٹھایا اور فُسطَاط کی طرف چل پڑا، میں سوچ رہا تھا کہ ذُوالنُّون مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی جیسا شخص فلاں شخص کو ہدیہ بھیج رہا ہے، اس تھال میں ضرور کوئی خاص چیز ہوگی، دیکھوں تو سہی کہ آخر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے دوست کو کیا تحفہ بھجوایا ہے۔ میں بے صبرا ہوگیا، ایک پُل کے قریب پہنچ کر تھال نیچے رکھا اس میں نہ جانے کیا چیز تھی جسے رومال سے باندھ دیا گیا تھا، میں نے رومال کھول کر اوپر اٹھایا تو ایک چوہا نکل کر بھاگا یہ دیکھ کر مجھے بہت غصہ آیا اور دل میں کہنے لگا: ''حضرت ذُوالنُّون مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی جیسے بندے نے مجھ جیسے شخص کے ہاتھوں اپنے دوست کو تحفہ میں چوہا بھجوا کر میرے ساتھ مذاق کیا ہے۔'' چنانچہ، اسی غصہ کی حالت میں، مَیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس پہنچا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میری حالت دیکھ کر فرمایا: ''اے نادان! ہم نے تجھے آزمایا اور ایک چوہا تیرے پاس امانت رکھوایا لیکن تو چوہے کے معاملے میں بھی خیانت کر بیٹھا، اگر میں نے ''اسمِ اعظم'' امانتاً تیرے پاس رکھ دیا تو تیرا کیا حال ہوگا، جا مجھ سے دور ہو جا۔ تو اس قابل نہیں کہ تجھے یہ دولت دی جائے۔''

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر308:

دو عظیم مُحَدِّث

حضرت سیِّدُ نا محمد بن مُنْذِر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مشہور محدث حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن اِدْ رِیس رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے پڑوس میں رہا کرتے تھے۔ان کا بیان ہے کہ''ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید اپنے دونوں بیٹوں امین اور مامون کو ساتھ لے کر حج کے لئے روانہ ہوئے،جب''کوفہ'' پہنچے تو حضرت سیِّدُ نا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے کہا:''کوفہ کے تمام مُحَدِّثِین (مُحَد۔دِ۔ثِین) کو پیغام بھجوائیں کہ وہ ہمارے پاس آکر حدیث سنائیں۔خلیفہ کا پیغام سن کر سوائے حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن اِدْ رِیس اور حضرت سیِّدُ نا ابن یُونُس کے تمام محدثین خلیفہ کے پاس پہنچ گئے اور حدیثیں بیان کیں۔امین اور مامون کو جب معلوم ہوا کہ دو محدث خلیفہ کے پاس نہیں آئے تو انہوں نے خود ان کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا۔پہلے حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن اِدْ رِیس رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے پاس پہنچ کر حدیثِ رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم سننے کی خواہش ظاہر کی،آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے انہیں 100 حدیثیں سنائیں۔حدیث سننے کے بعد مامون نے کہا:''چچا جان!اگر آپ اجازت عطا فرمائیں تو یہ سو حدیثیں آپ کو سنائیں۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اجازت دی تو مامون نے جیسے سنی تھیں حرف بحرف اسی طرح سنا دیں۔حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن اِدْ رِیس رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ جو خود بہت زیادہ مضبوط حافظہ کے مالک تھے۔مامون الرشید کی ذہانت و فطانت دیکھ کر بہت متعجب ہوئے۔مامون نے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے کہا:''چچا جان!آپ کی مسجد کے برابر میں دو گھر ہیں اگر آپ اجازت عطا فرمائیں تو انہیں خرید کر آپ کی مسجد کو وسیع کر دیا جائے۔''آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا:''جس نے مجھ سے پہلے والوں کی کفایت کی وہ میری بھی کفایت کرے گا،مجھے ان گھروں کی خریداری کی رغبت نہیں۔''مامون الرشید نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے جسم پر پھنسی نکلی ہوئی ہے تو کہا:''چچا جان!ہمارے ساتھ ماہر طبیب اور بہترین دوائیں ہیں،اگر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اجازت دیں تو ہم کسی ماہر طبیب کو بلائیں جو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا علاج کرے؟''آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا:''پہلے بھی اس کی مثل زخم ہوا تھا،جو خود بخود ٹھیک ہو گیا،اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ یہ بھی ٹھیک ہو جائے گا۔''مامون نے بہت سا مال آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو دینا چاہا لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے لینے سے انکار کر دیا اور ایک درہم بھی قبول نہ کیا۔

پھر امین و مامون حضرت سیِّدُ نا ابنِ یُونُس رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور احادیث سنیں۔جب واپس ہونے لگے تو خدام کو حکم دیا کہ''حضرت سیِّدُ نا ابن یُونُس رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو دس ہزار درہم پیش کئے جائیں۔''آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے انکار کر دیا،مامون نے سمجھا کہ شاید دس ہزار درہم کم ہیں اس لئے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ انکار فرما رہے ہیں۔چنانچہ،اس نے بیس ہزار درہم پیش کئے،آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا:''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم!مَیں حدیثِ نبوی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ

وسلَّم سنانے کے عوض پانی کے چند گھونٹ اور روٹی کا ٹکڑا بھی قبول نہیں کروں گا، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر تم اس مسجد کو چھت تک سونے سے بھر دو تب بھی میں حدیث کے عوض یہ دولت قبول نہیں کروں گا۔'' یہ سن کر امین و مامون اس عظیم مُحدِّث کے پاس سے واپس چلے آئے، اس مردِ قلندر نے ان سے ایک درہم بھی نہیں لیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم}

(سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! ہمارے بزرگانِ دین کیسے خود دار اور مُتوَکِّل ہوا کرتے تھے۔ان کی نظروں میں دنیوی دولت وشہرت کی کچھ بھی اہمیت نہ تھی۔وہ کسی بھی دنیادار کی دنیوی آسائشوں اور نعمتوں کو دیکھ کر مرعوب نہ ہوتے بلکہ بڑے بڑے امراء ووزراء پران بزرگ ہستیوں کا رُعب ودبدبہ ہوتا۔سچ ہے کہ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہے ہر چیز اس سے ڈرتی ہے، جو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر توکل کرتا ہے اسے کسی کی محتاجی نہیں ہوتی۔ہمارے اسلاف اپنے دینی منصب کو کبھی بھی اپنے دنیوی فائدے کے لئے استعمال نہ کرتے۔انہیں اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ پر یقینِ کامل تھا۔)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر309: جان کی قربانی دینے والی مؤمنہ

حضرتِ سیِّدُ ناسَدِی علیہ رحمۃ اللہ الولی سے منقول ہے کہ''ایک بادشاہ بڑی عیش وعشرت سے شاہانہ زندگی گزار رہا تھا۔اس کا ایک ہی بیٹا تھا جس کا نام''خِضَر'' تھا۔وہ بہت مُتَّقی وپرہیز گار تھا۔ایک دن بادشاہ کے پاس اس کا بھائی الیاس گیا اور کہا:''بھائی جان! اب آپ کی عمر بہت ہوگئی ہے، آپ کا بیٹا خضر حکومت میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا، آپ خضر کی شادی کرادیں تاکہ اس کی اولاد میں سے کوئی آپ کا جانشین بن کر تختِ شاہی سنبھال لے اور اس طرح حکومت ہمارے ہی خاندان میں رہے۔'' بھائی کی بات بادشاہ کو پسند آئی اس نے اپنے بیٹے کو بلا کر کہا:''بیٹا! تم شادی کرلو۔'' شہزادے نے انکار کیا تو بادشاہ نے کہا:''تمہیں شادی ضرور کرنا پڑے گی۔سعادت مند بیٹے نے جب باپ کا اصرار دیکھا تو شادی کے لئے تیار ہوگیا۔بادشاہ نے ایک دوشیزہ سے اس کی شادی کردی۔شہزادہ اپنی رفیقۂ حیات کے پاس گیا اور کہا:''مجھے عورتوں میں کچھ رغبت نہیں، اگر تو چاہے تو میرے ساتھ رہ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کر، تیرا نان ونفقہ شاہی خزانے سے ادا کیا جائے گا۔لیکن ہمارے درمیان ازدواجی تعلق قائم نہ ہو سکے گا، اگر اس بات پر راضی ہے تو میرے ساتھ رہ اور اگر چاہے تو میں تجھے طلاق دے دیتا ہوں؟''

سعادت مند بیوی نے کہا:''میرے سرتاج! آپ سے دوری مجھے گوارا نہیں، میں آپ کے ساتھ رہ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی

عبادت کروں گی۔'' شہزادے نے کہا:'' اگر یہی بات ہے تو میرا راز کسی پر ظاہر نہ کرنا، اگر تو میرا راز چھپائے گی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے اپنے حفظ وامان میں رکھے گا۔ اگر میرا راز فاش کرے گی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے ہلاکت میں مبتلا کر دے گا۔'' اس نے یقین دہانی کرائی کہ میں یہ راز پوشیدہ رکھوں گی۔ چنانچہ، دونوں میاں بیوی دن رات اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں مشغول رہنے لگے۔ ایک سال گزرنے کے باوجود ان کے ہاں اولاد نہ ہوئی تو بادشاہ نے اپنی بہو کو بلایا اور کہا:'' میرا بیٹا بالکل نوجوان ہے تم بھی جوان ہو، پھر بھی تمہارے ہاں اولاد کیوں نہ ہوئی ؟'' سعادت مند و وفاشِعار بیوی نے کہا:'' اولاد اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے ہوتی ہے، جب وہ چاہے گا اولاد عطا فرمائے گا۔'' پھر بادشاہ نے اپنے بیٹے خضر کو بلایا اور کہا:'' ایک سال گزرنے کے باوجود تمہارے ہاں اولاد کیوں نہ ہوئی ؟'' کہا:'' اولاد حکمِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ سے ہوتی ہے، جب وہ چاہے گا عطا فرما دے گا۔''

پھر بادشاہ سے کہا گیا: شاید! یہ عورت بانجھ ہے اسی لئے اولاد نہ ہوئی، آپ شہزادے کی شادی کسی ایسی عورت سے کرائیں جو بانجھ نہ ہو اور اس کے ہاں اولاد ہو چکی ہو۔ بادشاہ نے شہزادے کو بلایا اور حکم دیا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو، شہزادے نے کہا:'' ابا جان ! اسے مجھ سے جدا نہ کریں، وہ بڑی بابرکت اور قابلِ رشک عورت ہے۔'' بادشاہ نے کہا:'' تجھے میری بات ماننا پڑے گی، بالآخر شہزادے نے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے مجبوراً طلاق دے دی۔'' بادشاہ نے شہزادے کی شادی ایک بیوہ سے کرادی جس کے ہاں پہلے بھی اولاد ہو چکی تھی۔ شہزادہ جب اپنی اس نئی دلہن کے پاس پہنچا تو اس سے بھی وہ بات کہی جو پہلی بیوی سے کہی تھی۔ اس نے بھی شہزادے کے ساتھ رہ کر عبادت کرنا منظور کر لی، دن رات دونوں عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے، ان کے درمیان ایک مرتبہ بھی ازدواجی تعلق قائم نہ ہوا۔ سال گزرنے کے باوجود جب اولاد کے آثار نظر نہ آئے تو بادشاہ نے اس عورت کو اپنے پاس بلایا اور کہا:'' اپنے پہلے خاوند سے تیرے ہاں اولاد ہوئی، اب میرے بیٹے کی اولاد تجھ سے کیوں نہ ہوئی، حالانکہ میرا بیٹا خوبرو نوجوان ہے اور تو بانجھ بھی نہیں۔'' اس نے کہا:'' اولاد جبھی ہوتی ہے جب میاں بیوی کے درمیان ازدواجی تعلق قائم ہو آپ کا بیٹا تو ہر وقت عبادت و ریاضت میں مشغول رہتا ہے، اس نے ایک مرتبہ بھی وظیفۂ زوجیت ادا نہیں کیا۔''

بادشاہ یہ سن کر بہت غصہ ہوا، اس نے خادم بھیج کر شہزادے کو بلوایا، لیکن شہزادہ وہاں سے بھاگ گیا۔ تین سپاہی اس کے پیچھے گئے تو شہزادہ مل گیا۔ سپاہیوں نے بادشاہ کے پاس لے جانا چاہا تو اس نے جانے سے انکار کر دیا۔ دو سپاہی لے جانے پر بضد رہے تو تیسرے نے کہا:'' شہزادے پر سختی نہ کرو، اگر ہم اس وقت اسے بادشاہ کے پاس لے گئے تو ہو سکتا ہے کہ بادشاہ غصہ میں آ کر اپنے اس نیک بیٹے کو قتل کروا دے۔ بہتری اسی میں ہے کہ شہزادے کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ دونوں سپاہی تیسرے کی بات سے متفق ہو گئے اور شہزادے کو وہیں چھوڑ کر بادشاہ کے پاس پہنچے۔ بادشاہ نے شہزادے کے متعلق پوچھا: تو دو سپاہی کہنے لگے: عالی جاہ ! ہم نے تو اسے پکڑ لیا تھا لیکن ہمارے رفیق نے اسے چھڑوا دیا۔ بادشاہ نے غصہ میں آ کر تیسرے سپاہی کو قید میں

ڈال دیا۔ پھر بادشاہ شہزادے کے متعلق سوچنے لگا، اچانک اس نے دونوں سپاہیوں کو بلوایا جب وہ سامنے آئے تو کہا: ''تم دونوں نے میرے بیٹے کو خوفزدہ کیا اسی لئے وہ مجھ سے دور چلا گیا، اے جلّاد! انہیں پکڑ کرلے جا اور ان کے سر قلم کردے۔'' پھر شہزادے کی دوسری بیوی کو بلوایا اور کہا: ''تو نے میرے بیٹے کا راز فاش کیا تیری وجہ سے وہ مجھ سے دور چلا گیا اگر تو اس کے راز کو چھپاتی تو آج وہ میری آنکھوں کے سامنے ہوتا، اے جلاد! اسے بھی قتل کردے۔'' پھر بادشاہ نے تیسرے سپاہی اور شہزادے کی مُطلَّقہ کو بلایا اور کہا: ''تم دونوں جہاں چاہو جاؤ، میری طرف سے تم آزاد ہو۔''

وہ نیک سیرت عورت اپنے شہر کے دروازے کے پاس ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں رہنے لگی۔ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بیچتی اور اپنا گزارہ کرتی۔ ایک دن ایک غریب شخص اس طرف آنکلا اس نے جھونپڑی دیکھی تو قریب آیا اور ''**بسم اللّٰہ**'' شریف پڑھنے لگا، عورت اس کی آواز سن کر باہر آئی اور کہا: ''اے مسافر! کیا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے متعلق جانتا ہے؟ کیا تو اس ''**وَحدَہٗ لاشریک**'' ذات پر ایمان رکھتا ہے؟'' اس نے کہا: ''ہاں! میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو مانتا ہوں، میں شہزادہ خضر کا دوست ہوں۔'' عورت نے یہ سنا تو کہا: ''میں خضر کی مُطلَّقہ ہوں۔'' پھر ان دونوں نے شادی کرلی، **اللہ** ربُّ العزَّت نے انہیں اولاد کی دولت سے نوازا اس طرح ان کی زندگی کے شب و روز خیریت سے گزرتے رہے۔

اس عورت کو فرعون کی بیٹی نے اپنی خادمہ رکھ لیا ایک دن اس کے سر میں کنگھی کرتے ہوئے کنگھی ہاتھ سے گر گئی، تو اس نیک سیرت عورت کی زبان سے بے اختیار ''**سُبْحَانَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ'' کی صدا بلند ہوئی، فرعون کی کافرہ بیٹی نے جب یہ آواز سنی تو کہا: ''کیا تُو نے میرے باپ فرعون کی تعریف کی ہے؟'' اس مؤمنہ نے جواباً کہا: ''نہیں! میں نے تیرے باپ کی تعریف نہیں کی بلکہ میں نے تو اس پاک پرودرگار عَزَّوَجَلَّ کی پاکی بیان کی ہے جو میرا، تیرے باپ فرعون کا اور تمام کائنات کا خالق ہے، عبادت کے لائق صرف وہی ''**وَحدَہٗ لاشریک**'' ذات ہے۔'' اس مؤمنہ کی ایمان بھری گفتگو سن کر فرعون کی بیٹی نے کہا: ''میں تمہارے بارے میں اپنے والد کو بتاؤں گی کہ تم اسے خدا نہیں مانتی۔'' عورت نے کہا: ''بے شک بتادو۔'' فرعون کی بیٹی نے اپنے باپ کو بتایا تو اس نے نیک سیرت مؤمنہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا: ''ہم نے سنا ہے کہ تُو ہمارے علاوہ کسی اور کو خدا مانتی ہے، تیری سلامتی اسی میں ہے کہ تُو اس نئے مذہب کو چھوڑ کر ہماری عبادت کر اور ہمیں خدا مان ورنہ تجھے دردناک سزا دی جائے گی۔'' عورت نے کہا: ''جو چاہے کر، میں کبھی بھی شرک کی طرف نہ آؤں گی۔'' فرعون نے جب ایک ایمان دار اور نیک سیرت عورت کی ایمان افروز گفتگو سنی تو بہت غضب ناک ہوا اور تانبے کی دیگ میں تیل گرم کرنے کا حکم دیا۔ جب تیل خوب کھولنے لگا تو اس کے بچے کو اُبلتے ہوئے تیل میں ڈال دیا، کچھ ہی دیر میں بچے کی ہڈیاں تیل پر تیرنے لگیں۔ ظالم فرعون نے عورت سے کہا: ''کیا تو مجھے خدا مانتی ہے؟'' اس نے کہا: ''ہرگز نہیں، میرا خدا وہی ہے جو تمام جہانوں کا خالق و مالک ہے۔''

فرعون نے اس کا دوسرا لڑکا منگوایا اور اُبلتی ہوئی دیگ میں ڈال دیا۔ پھر اس عورت کو شرک کی دعوت دی اس نے صاف انکار کر دیا۔ فرعون نے اس کے ایک اور بچے کو تیل میں ڈال دیا۔ اسی طرح اس باہمت صابرہ وشاکرہ عورت کے تمام بچوں کو ابلتے ہوئے تیل میں ڈال دیا لیکن اس نے اپنا ایمان نہ چھوڑا۔ ظالم فرعون نے حکم دیا کہ اسے بھی اس کے بچوں کی طرح تیل میں ڈال دو! سپاہی جب اسے لے جانے لگے تو فرعون نے کہا: ''اگر تمہاری کوئی آرزو ہو تو بتاؤ۔'' کہا: ''ہاں! میری ایک خواہش ہے اگر ہو سکے تو یہ کرنا کہ جب مجھے تیل کی ابلتی ہوئی دیگ میں ڈال دیا جائے اور میرا سارا گوشت جل جائے تو اس دیگ کو شہر کے دروازے پر بھجوا دینا وہاں میری ایک جھونپڑی ہے دیگ اس میں رکھوا کر جھونپڑی گرا دینا تاکہ ہمارا گھر ہی ہمارے لئے قبرستان بن جائے۔'' فرعون نے کہا: ''ٹھیک ہے، تمہاری اس خواہش کو پورا کرنا ہمارے ذِمّہ ہے۔'' پھر اس جرأت مند، مؤمنہ کو اُبلتے ہوئے تیل میں ڈال دیا گیا کچھ ہی دیر بعد اس کی ہڈیاں بھی تیل کی سطح پر تیرنے لگیں۔

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ''نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم، شافِعِ اُمَم رسولِ مُحتَشَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''شبِ معراج، میں نے ایک بہترین خوشبو سونگھی تو کہا: اے جبریل (علیہ السلام)! یہ خوشبو کیسی؟ کہا: فرعون کی بیٹی کی خادمہ اور اس کے بچوں کی خوشبو ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الفضائل، باب فی فضائل من لیسوا من الصحابة و ذکرھم، الحدیث ٣٧٨٣٤، ج١٤، ص٩)

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم }

(**سُبْحَانَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ! کیسا پختہ ایمان تھا اس مؤمنہ، صابرہ وشاکرہ عورت کا کہ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو ایک ایک کر کے شہید ہوتا دیکھا لیکن پھر بھی اس کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ خود اپنی جان دے دی لیکن ایمان کی دولت ہاتھ سے نہ جانے دی۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جنہیں ایمان کی قدر معلوم ہوتی ہے وہ کسی بھی قیمت پر لمحہ بھر کے لئے ایمان نہیں چھوڑتے، انہیں دین وایمان کی خاطر سر کٹانے میں لذتِ ایمانی ملتی ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں جان دینا انہیں محبوب ہوتا ہے، دنیا کی تمام مصیبتیں اور غم اس وقت کافور ہو جائیں گے جب جنت کی نعمتوں میں غوطہ دیا جائے گا۔

خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر دنیا میں انسان کے پاس دنیوی نعمتوں کی بہت زیادہ کمی ہو لیکن ایمان کی دولت اس کے سینے میں ہو اور ایمان سلامت لے کر دنیا سے چلا جائے تو وہ کامیاب ہے۔ ہر مسلمان کو اپنے ایمان کی حفاظت کرنا بہت ضروری ہے۔ گناہوں کی نحوست سے ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ جب بھی کوئی گناہ سرزد ہو فوراً سچے دل سے توبہ کر لینی چاہئے۔ ہو سکے تو سونے سے پہلے ''صلوٰۃُ التوبہ'' پڑھ لی جائے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارا ایمان سلامت رکھے اور اپنی دائمی رضا سے مالا مال فرمائے اور سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ مُعَطَّر پسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا سچا عشق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر310: کفن چور کا اِنکشاف

حضرتِ سیِّدُنا ابنِ خُبَیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ''حضرتِ سیِّدُنا یوسف بن اَسْبَاط علیہ رحمۃ اللہ الجواد ایک ایسے نوجوان سے ملاقات کے لئے جاتے جو تنِ تنہا ایک جزیرے میں رہا کرتا تھا۔ دس سال تک اس نے حضرتِ سیِّدُنا یوسف بن اَسْبَاط علیہ رحمۃ اللہ الجواد سے گفتگو نہ کی۔ جب کبھی دن یا رات میں آپ اس سے ملنے جاتے اسے روتا گڑگڑاتا ہوا پاتے۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے پوچھا: ''اے نوجوان! کیا بات ہے؟ میں ہر وقت تجھے روتا اور گڑگڑاتا ہوا دیکھتا ہوں، آخر تم اتنا کیوں روتے ہو؟'' نوجوان نے اپنا حالِ دل بیان کرتے ہوئے کہا: ''توبہ سے قبل میں لوگوں کے کفن چُرایا کرتا تھا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''جب تُو قبر کھودتا تو مردے کو کس حالت میں پاتا؟'' کہا: ''میں نے جب بھی قبر کھودی سوائے چند کے اکثر کے منہ قبلہ سے پھرے ہوئے دیکھے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ سنا تو بہت غمگین ہوئے اور آپ کے منہ سے بے اختیار نکلا: ''سوائے چند کے اکثر کے منہ پھرے ہوئے تھے!''

اس خبر سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دماغ پر بہت اثر ہوا حتیٰ کہ صدمے کی وجہ سے آپ کی عقل زائل ہوگئی۔ اب ضرورت تھی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا علاج کروایا جائے۔ چنانچہ، ہم نے مشہور طبیب سلیمان کو بلایا۔ طبیب نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جب بھی افاقہ ہوتا یہی کہتے: ''سوائے چند کے اکثر کے منہ قبلہ سے پھرے ہوئے تھے۔'' طبیب نے آپ کا علاج شروع کیا: اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! آپ کو شفا مل گئی۔ صحتیابی کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہم سے پوچھا: ''میرا علاج کرنے پر طبیب کو کیا دو گے؟'' ہم نے کہا: ''حضور! وہ طبیب آپ کے علاج پر کچھ بھی اُجرت نہیں چاہتا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! تم میرے علاج کے لئے شاہی طبیب لے کر آئے، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں اسے کچھ بھی نہ دوں۔'' ہم نے کہا: ''اگر دینا ہی چاہتے ہیں تو سونے کی ایک اشرفی دے دیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک تھیلی ہماری طرف بڑھاتے ہوئے کہا: ''یہ اس طبیب کو دے دینا اور کہنا کہ اس وقت میرے پاس صرف اتنا ہی مال ہے یہ نہ سمجھنا کہ ہم مُرُوَّت میں بادشاہوں سے کم ہیں، اگر میرے پاس اس وقت مزید مال ہوتا تو تیری اجرت میں اضافہ کر دیتا۔'' جب ہم نے تھیلی کھول کر دیکھی تو اس میں پندرہ (15) اشرفیاں تھیں، ہم نے وہ رقم طبیب کو دے دی۔

راوی کہتے ہیں: ''حضرتِ سیِّدُ نا یوسف بن اَسْبَاط علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق اپنے ہاتھوں سے کھجور کے پتوں کی ٹوکریاں بنا کر رزقِ حلال کمایا کرتے اور مرتے دم تک یہی کام کرتے رہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر311:

دو بزرگ اور دو پرندے

حضرتِ سیِّدُ نا خَلَف بن تَمِیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم سے منقول ہے، ایک مرتبہ دو عظیم بزرگ حضرت سیِّدُ نا ابراہیم بن اَدْہَم اور حضرتِ سیِّدُ نا شَقِیق بَلْخِی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما مکہ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّتَعْظِیْماً پہنچے۔ جب دونوں کی ملاقات ہوئی تو حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے حضرتِ سیِّدُ نا شَقِیق علیہ رحمۃ اللہ الرفیق سے پوچھا: ''وہ کون سا پہلا واقعہ ہے جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو یہ عظمت و بزرگی نصیب ہوئی؟''

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: ایک مرتبہ میں جنگل میں تھا اچانک مجھے ایک پرندہ نظر آیا جس کے پَر ٹوٹے ہوئے تھے، میں نے اپنے دل میں کہا: یہ پرندہ اپنی غذا کیسے حاصل کرتا ہوگا؟ بس اس خیال کے آتے ہی میں وہیں کھڑا ہو گیا اور ارادہ کیا کہ آج یہ دیکھ کر جاؤں گا کہ اس پرندے کو غذا کہاں سے ملتی ہے؟ میں وہیں کھڑا سوچتا رہا۔ کچھ دیر بعد ایک پرندہ اپنی چونچ میں ایک ٹِڈی پکڑے ہوئے وہاں آیا اور اس ٹُوٹے پروں والے پرندے کے منہ میں وہ ٹڈی ڈال کر واپس اڑ گیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اس شانِ رزّاقی پر میں عَش عَش کر اٹھا اور اپنے نفس سے کہا: ''اے نفس! جس خدائے بزرگ و بَرتر، خالق و مالک نے صحیح وسالم پرندے کے ذریعے جنگل و بیابان میں اس پرٹوٹے ہوئے پرندے کو رزق عطا فرمایا وہ پروردگار عَزَّوَجَلَّ مجھے رزق عطا فرمانے پر قادر ہے، چاہے میں کہیں بھی ہوں۔'' بس اس دن سے میں نے تمام دنیوی مشاغل ترک کر دیئے اور عبادتِ الٰہی میں مصروف ہو گیا اور آج آپ کے سامنے ہوں۔''

یہ سن کر حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے فرمایا: ''اے شَقِیق علیہ رحمۃ اللہ اللطیف! تم اس پرندے کی طرح کیوں نہ ہو گئے جو تندرست تھا اور بیمار پرندے تک اس کا رزق پہنچا رہا تھا۔ اگر تم اس جیسے ہوتے تو تمہارے لئے بہت اچھا تھا، کیا تم نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا یہ فرمانِ تقرب نشان نہیں سنا: ''**اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔**''

(صحیح البخاری، کِتَابُ الزَّکَاۃِ، بَاب لَا صَدَقَۃَ إِلَّا عَنْ ظَھْرِ غِنًی، الحدیث ۱۴۲۷، ص ۱۱۲)

اے شَقِیق علیہ رحمۃ اللہ اللطیف! مومن کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ اپنے تمام اُمور میں اُس مرتبے ومقام کو پسند کرتا ہے جو اعلیٰ ونفیس ہو یہاں تک کہ وہ نیکو کاروں کے مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے۔'' حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کی حکمت بھری باتیں سن کر حضرتِ سیِّدُ نا شَقِیق بَلْخِی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہاتھ پکڑا اور بڑی محبت سے بوسہ دیتے ہوئے کہا: ''حضور! آج سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ استاذ اور میں شاگرد ہوں۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** خدائے بزرگ وبَرتر تمام جہانوں کا پالنے والا اپنی تمام مخلوق کو رزق عطا فرماتا ہے۔ جسے جیسے چاہتا ہے رزق دیتا ہے۔ انسان کو اس معاملے میں توکُّل کرنا چاہئے کیونکہ جس کے مُقَدَّر میں جو ہے وہ اسے ضرور مل کر رہے گا۔ بس انسان اپنی سی کوشش کرتا رہے، رزقِ حلال کے لئے تگ ودو کرتا رہے لیکن یہ خیال ضرور رکھے کہ فرائض وواجبات کو ہرگز ہرگز ترک نہ کرے ورنہ خسارہ ہی خسارہ ہے۔ رزق وہی اچھا جس کی وجہ سے اعمالِ صالحہ میں تقویت ملے، اگر معاملہ برعکس ہو یعنی مال و کاروبار کی وجہ سے اعمالِ دینیہ میں کمی ہو رہی ہو تو ایسا مال وکاروبار کچھ کام نہ آئے گا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں رزق حلال عطا فرمائے، دنیوی اور اُخروی زندگی میں سلامتی عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر312:

بدبخت حکمران

حضرتِ سیِّدُ نا عبدُ الصَّمَد بن مَعْقِل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ''میں نے حضرتِ سیِّدُ نا وہب بن مُنَبِّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بنی اسرائیل کا ایک نوجوان تختِ شاہی پر مُتَمَکِّن ہوا۔ ایک دن اس نے سوچا: ''مجھے تو اپنی حکومت ومملکت میں بہت کیف وسرور محسوس ہوتا ہے۔ کیا میری رعایا بھی میری حکومت اور تخت نشینی سے اسی طرح خوش ہے؟ جب تک مجھے معلوم نہ ہو جائے کہ لوگ میری حکومت سے خوش ہیں اور میں ان کے درمیان فیصلوں میں عدل وانصاف سے کام لیتا ہوں اس وقت تک مجھے سکون میسَّر نہ آئے گا۔'' لوگوں نے کہا: ''عوامُ الناس بھی ملک کی بہتری چاہتے ہیں، بس آپ عدل وانصاف سے کام لیجئے۔''

بادشاہ نے کہا: ''وہ کون سی چیز ہے جسے میں اختیار کروں تو میرے تمام معاملات درست ہو جائیں؟'' کہا گیا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی فرمانبرداری کرنا اور اس کی نافرمانی سے ہر دم بچنا، یہ عمل آپ کو فلاح وکامرانی کی طرف لے جائے گا۔'' بادشاہ نے شہر کے نیک لوگوں کو بلایا اور کہا: ''آپ لوگ میرے شاہی دربار میں بیٹھا کریں، جب آپ کوئی نیک عمل دیکھیں تو مجھے اسے اختیار

کرنے کا حکم دیں، اگر میں کوئی برا کام کروں تو مجھے زجر و توبیخ کریں، میں آپ کی باتوں پر دل وجان سے عمل کروں گا۔''

چنانچہ، یہ نیک لوگ بادشاہ کے پاس رہتے جب بھی وہ کوئی کام کرتا تو ان بزرگوں سے مشورہ کرتا اگر اجازت دیتے تو کرتا ورنہ ترک کر دیتا۔ اس طرح اس کے ملک میں امن وامان قائم ہو گیا۔ وہ ملک ہر طرح سے مضبوط و مستحکم ہو گیا۔ چار سو سال تک یہ بادشاہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت میں رہ کر حکومت کرتا رہا، لوگ اسے بہت پسند کرتے۔ پھر شیطان لعین اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: ''میں نے ایک بادشاہ کو چھوڑے رکھا یہاں تک کہ وہ چار سو سال سے **اللہ** کی عبادت کر رہا ہے، اب میں اسے ضرور بہکاؤں گا۔'' چنانچہ، شیطان اس بادشاہ کے پاس انسانی صورت میں آیا، بادشاہ اسے دیکھ کر خوفزدہ سا ہو گیا پھر ڈرتے ہوئے پوچھا: ''تو کون ہے؟'' کہا: ''میں ابلیس ہوں، اگر خیریت چاہتے ہو تو بتاؤ کہ تم کون ہو؟'' بادشاہ نے کہا: ''میں آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں۔'' شیطان نے اپنا خطرناک وار کرتے ہوئے کہا: ''اگر تو آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوتا تو کب کا مر چکا ہوتا جیسے دوسرے انسان مر گئے۔ تو خود دیکھ لے کہ تیرے سامنے کتنے لوگ اس دنیا سے جا چکے ہیں اگر تو بھی ان کی طرح ہوتا تو کب کا مر چکا ہوتا، تُو انسان نہیں بلکہ خدا ہے (مَعَاذَ اللہ) تو لوگوں کو اپنی عبادت کی طرف بلا۔''

شیطان لعین کی یہ کفریہ باتیں بیوقوف و بدبخت بادشاہ کے دل میں اُتر گئیں اور وہ اپنے آپ کو خدا سمجھنے لگا، پھر منبر پر کھڑے ہو کر اس نے لوگوں سے کہا: ''اے لوگو! ایک بہت بڑا راز میں نے تم سے چھپائے رکھا، آج تک میں نے تمہارے سامنے اس کا اظہار نہ کیا، میں چار سو سال سے تم پر حکومت کر رہا ہوں اگر میں انسان ہوتا تو جس طرح دوسرے انسان مر گئے اسی طرح میں بھی مر چکا ہوتا، میں انسان نہیں بلکہ خدا ہوں (مَعَاذَ اللہ) آج سے تم سب میری عبادت کیا کرو۔'' جب بدبخت بادشاہ نے یہ کفریہ کلمات زبان سے نکالے تو اس کو ایک جھٹکا لگا اور اچانک اس پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اس کے دربار میں موجود کسی شخص کو حکم الٰہی پہنچا کہ ''اس سے کہہ دے کہ تو نے ایسی چیز کا دعویٰ کیا ہے جو صرف ہمارے لائق ہے تُو میری اطاعت چھوڑ کر میری نافرمانی کی طرف چل پڑا ہے، مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں اس پر (انتہائی ظالم بادشاہ) ''بُخْتُ نَصَّر'' کو مسلّط کروں گا جو اس کو واصلِ جہنم کر کے اس کا تمام خزانہ لے لے گا۔''

اس دور میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جس سے ناراض ہوتا اس پر ''بُخْتُ نَصَّر'' کو مسلط کر دیتا، بادشاہ کفریہ کلمات بک کر ابھی منبر سے اُترنے بھی نہ پایا تھا کہ اس پر ''بُخْتُ نَصَّر'' کو مسلط کر دیا گیا۔ اس نے بدبخت و نامراد بادشاہ کو قتل کر کے اس کے خزانوں پر قبضہ کر لیا، حاصل شدہ خزانے میں اتنا سونا تھا کہ اس سے ستر کشتیاں بھر گئیں۔

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس حکایت میں ہمارے لئے عبرت ہی عبرت ہے ۔ چار سو سال تک عبادتِ الٰہی میں مصروف رہنے والے بادشاہ پر جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر غالب آئی تو ایمان جیسی عظیم دولت سے محروم ہو کر دائمی عذابِ نار کا مستحق

مستحق ہوگیا۔شیطان لعین جوانسان کا عدوِّ مبین (یعنی کھلا دشمن) ہےاس کی سب سے بڑی خواہش یہی ہوتی ہے کہ مرتے وقت کسی طرح اس کا ایمان برباد ہوجائے۔ وہ ہرطرح سے انسان کوراہِ ایمان سے ہٹا کرکفر کے تنگ وتاریک گڑھوں میں دھکیلنے کی کوشش کرتا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں شیطانی حملوں سے محفوظ رکھے، ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے، وقت نزع ہمارے پاس شیطان نہ آئے بلکہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، بِاِذنِ پروردگار دوعالَم کے مالک ومختار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لائیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ایمان کی سلامتی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو ۔۔۔ جب پڑے مشکل شہِ مشکل کُشا کا ساتھ ہو !
یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو ۔۔۔ شادیٔ دیدارِحسنِ مصطفٰی کا ساتھ ہو!

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر313: حضرتِ ابنِ مُبارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور سیاہ فام غلام

حضرتِ سیِّدُنا حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مُبارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''ایک مرتبہ جب میں مکہ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا گیا تو معلوم ہوا کہ اس سال وہاں بالکل بارش نہیں ہوئی۔ پورے شہر میں قحط کی سی کیفیت تھی، لوگ مسجد حرام میں جمع ہوکر بارش طلب کررہے تھے۔ میں ''بابِ بنی شیبہ'' کے قریب کھڑا تھا اتنے میں ایک سیاہ فام غلام آیا اس کے جسم پر دوموٹی کھردری چادریں تھیں ایک کا تہبند باندھا ہوا تھا اور دوسری کندھے پر اوڑھی ہوئی تھی وہ ایک جگہ چھپ گیا، مجھے اس کی آواز سنائی دی وہ بارگاہ ٔ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح مناجات کررہا تھا:

''الٰہی عَزَّوَجَلَّ! تو نے ہرطرح کے لوگ پیدا فرمائے، کچھ تو ایسے ہیں کہ گناہوں کا انباران کے سروں پر ہے اور وہ بُرے اعمال کے مرتکب ہیں۔ میرے رحیم وکریم پروَرْدگار عَزَّوَجَلَّ! تو نے ہم سے بارش کو روک لیا تا کہ لوگوں کو ان کے اعمال کی سزا ملے اور وہ راہِ راست پر گامزن ہوں۔ اے حلیم ولطیف! اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تیری ذات ایسی ہے کہ لوگ تجھی سے کرم کی امید رکھتے ہیں، میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اپنے بندوں کو بارانِ رحمت عطا فرما۔''

حضرتِ سیِّدُنا ابن مُبارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''اس غلام کی دعا مکمل بھی نہ ہونے پائی تھی کہ ہرطرف گھنگور گھٹائیں چھاگئیں، ٹھنڈی ہوائیں بارانِ رحمت کا مژدہ سنانے لگیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے رحمت کی برسات چھما چھم ہونے لگی مرجھائی کلیاں کِھل اُٹھیں اور ہرطرف خوشی کا سماں ہوگیا۔ وہ سیاہ فام غلام جو حقیقتاً مقبولِ بارگاہِ خداوندی تھا، اپنی جگہ بیٹھا ذکرِ الٰہی میں مشغول رہا۔ میرا دل بھر آیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ پھر وہ نیک غلام اپنی جگہ سے اٹھا اور ایک جانب چل دیا۔ میں

بھی اس کے پیچھے ہولیا بالآخر وہ ایک گھر میں داخل ہوگیا میں نے اس گھر کی پہچان کرلی اور حضرت سیِّدُنا فُضَیل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الوھّاب کے پاس چلا آیا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: ''اے ابن مُبَارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! کیا بات ہے میں تمہارے چہرے پر غم کے آثار دیکھ رہا ہوں؟'' میں نے کہا: ''ہم لوگ پیچھے رہ گئے اور ہمارے علاوہ کوئی اور ہم پر سبقت لے گیا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے اپنی ولایت کی دولتِ عظمیٰ عطا فرمادی۔''

حضرتِ سیِّدُنا فُضَیل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الوھاب نے فرمایا: ''مجھے اصل بات بتاؤ کہ آخر معاملہ کیا ہے؟'' میں نے اس صالح غلام کا سارا واقعہ کہہ سنایا۔ جیسے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے واقعہ سنا ایک زوردار چیخ ماری اور زمین پر گر کر تڑپنے لگے۔ پھر فرمایا: ''اے ابنِ مُبَارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! تمہارا بھلا ہو، مجھے فوراً اس صالح غلام کے پاس لے چلو۔'' میں نے کہا: ''اب تو وقت بہت کم ہے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کل کچھ کریں گے۔'' اگلے دن صبح صبح میں اس گھر کی طرف چل دیا جس میں نیک سیرت غلام داخل ہوا تھا۔ وہاں پہنچا تو ایک بوڑھے شخص کو دروازے کے پاس بیٹھا پایا، وہ مجھے دیکھتے ہی پہچان گیا اور خوش آمدید کہتے ہوئے بڑے پُرتپاک انداز میں ملاقات کی اور کہا: ''حضور! کوئی حکم ہو تو ارشاد فرمایئے؟'' میں نے کہا: ''مجھے ایک سیاہ فام غلام درکار ہے۔'' اس نے کہا: ''میرے پاس بہت سے سیاہ فام غلام ہیں میں سب کو بلالیتا ہوں، آپ جسے چاہیں پسند فرمالیں۔'' یہ کہہ کر اس نے ایک غلام کو آواز دی تو ایک طاقتور غلام باہر آیا، بوڑھے نے کہا: ''حضور! یہ غلام آپ کے لئے بہت مناسب رہے گا۔'' میں نے کہا: ''مجھے یہ نہیں چاہئے۔'' پھر اس نے دوسرا غلام بلایا میں نے انکار کردیا، اس طرح اس نے سب غلام بلائے لیکن میرا مطلوب کوئی اور تھا۔ سب سے آخر میں وہی نیک سیرت غلام آیا تو اسے دیکھتے ہی میری آنکھیں نمناک ہوگئیں میں وہیں بیٹھ گیا بوڑھے نے مجھ سے پوچھا: ''کیا آپ اسی غلام کے طالب تھے؟''

میں نے کہا: ''ہاں! مجھے اسی ہیرے کی تلاش تھی۔'' بوڑھے نے کہا: ''حضور! میں اسے نہیں بیچ سکتا، اس کے علاوہ آپ جس غلام کو چاہیں لے جائیں۔'' میں نے کہا: ''آخر آپ اس غلام کو کیوں نہیں بیچنا چاہتے؟'' کہا: ''اس کا ہمارے گھر میں رہنا باعث برکت ہے، اس مردِ صالح سے ہم برکت حاصل کرتے ہیں، اس نے مجھ سے کبھی بھی کوئی چیز نہیں مانگی۔'' میں نے کہا: ''پھر یہ کھانا وغیرہ کہاں سے کھاتا ہے؟'' کہا: ''یہ روزانہ اتنی رسیاں بٹتا ہے کہ نصف درہم یا اس سے کچھ زیادہ کی فروخت ہو جائیں، انہیں بیچ کر یہ اپنا کھانا وغیرہ خریدتا ہے، اگر اس دن فروخت ہوجائیں تو ٹھیک ورنہ دوسرے دن کے لئے انہیں لپیٹ رکھتا ہے، مجھے میرے غلاموں نے بتایا کہ یہ ساری ساری رات عبادت میں گزار دیتا ہے، نہ کسی سے میل جول رکھتا اور نہ ہی فضول باتیں کرتا ہے۔ اس کی اپنی ہی دنیا ہے جس میں ہر وقت مگن رہتا ہے۔ جب سے میں نے اس کے ان پاکیزہ خصائل کے متعلق سنا اور اس کی یہ خوبیاں دیکھیں میں اسے دل کی گہرائیوں سے چاہنے لگا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میں اسے خود سے دور نہیں کرنا چاہتا۔''

مَیں نے کہا: ''مَیں حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی اور حضرتِ سیِّدُنا فُضَیْل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الوھاب کے حکم پر آیا تھا، کیا ان کا کام پورا کئے بغیر واپس چلا جاؤں؟''

یہ سن کر بوڑھے نے کہا: ''آپ کے مجھ پر بہت احسانات ہیں آپ اسے لے جائیں۔'' میں نے فوراً غلام کی قیمت ادا کی اور اسے لے کر حضرتِ سیِّدُنا فُضَیْل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الوھاب کے گھر کی طرف چل دیا۔ ابھی ہم کچھ ہی دیر چلے تھے کہ اس نیک سیرت غلام نے مجھے پکارا: میرے آقا!'' میں نے کہا: ''لَبَّیْک (میں حاضر ہوں)'' اس نے کہا: ''حضور! یہ آپ کے شایانِ شان نہیں کہ مجھے لَبَّیْک کہیں، میں تو آپ کا غلام ہوں اور غلام پر لازم ہے کہ وہ اپنے آقا کو لَبَّیْک کہے۔'' میں نے کہا: ''اے میرے دوست! بتاؤ، کیا چاہتے ہو؟'' کہا: ''حضور! میں کمزور وضعیف ہوں، مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ آپ کی خدمت کرسکوں، آپ میرے علاوہ کوئی اور غلام خرید لیتے، مجھ سے کہیں زیادہ طاقتور صحت مند غلام آپ کے سامنے لائے گئے، آپ نے ان میں سے کوئی غلام کیوں نہ خرید لیا تاکہ وہ آپ کی خوب خدمت کرتا۔'' میں نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ جانتا ہے کہ میں نے تجھے اس لئے نہیں خریدا کہ تجھ سے خدمت کراؤں، میرے دوست میں تو تیرے لئے مکان خرید کر تیری شادی کراؤں گا اور دل وجان سے تیری خدمت کروں گا۔''

یہ سن کر وہ نیک سیرت غلام زاروقطار رونے لگا میں نے سببِ گریہ (یعنی رونے کا سبب) دریافت کیا تو کہا: ''آپ نے مجھے اسی لئے خریدا ہے کہ آپ نے میرے اور میرے پروَرْدگار عَزَّوَجَلَّ کے درمیان جو پوشیدہ معاملات ہیں ان میں سے کسی معاملہ کو جان لیا اگر ایسا نہ ہوتا تو بقیہ تمام غلاموں کو چھوڑ کر مجھے نہ خریدتے۔ میں آپ کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں، مجھے بتائیے کہ آپ میرے کون سے راز پر مُطَّلِع ہوئے ہیں؟'' میں نے کہا: ''بارگاہِ خداوندی میں تمہاری قبولیتِ دعا کو دیکھ کر۔'' اس نے کہا: ''میرا حسن ظن ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے اور آپ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے ہیں، بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ وہ ان کی شان صرف انہیں پر ظاہر فرماتا ہے جو اس کے پسندیدہ اور مقبول بندے ہوتے ہیں۔'' پھر کہا: میرے آقا! اگر آپ اجازت عطا فرمائیں تو میں اشراق کی نماز ادا کرلوں۔'' میں نے کہا: ''حضرتِ سیِّدُنا فُضَیْل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الوھاب کا گھر قریب ہی ہے وہیں چل کر ادا کر لینا۔'' کہا: ''حضور! مجھے یہیں ادا کرنے کی اجازت دے دیں، میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کو مؤخَّر نہیں کرنا چاہتا۔'' پھر وہ قریب ہی ایک مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھنے لگا، کافی دیر نماز میں مشغول رہا اچانک اس پر عجیب کیفیت طاری ہوگئی، اس نے مجھ سے کہا: ''اے ابوعبدالرحمٰن! کیا آپ کی کوئی حاجت ہے؟'' میں نے کہا: ''تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟'' کہا: ''میرا کُوچ کا ارادہ ہے۔'' میں نے کہا: ''کہاں جا رہے ہو؟'' کہا: ''آخرت کی طرف روانگی ہے۔'' میں نے کہا: ''میرے دوست ایسی باتیں نہ کر میں تیرا راز پوشیدہ رکھوں گا۔''

اس نے کہا: ''اس وقت میری زندگی کتنی خوشگوار تھی جب معاملہ میرے اور میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے درمیان تھا۔ اب جب آپ پر میرا معاملہ ظاہر ہو چکا عنقریب کسی اور پر بھی میرا حال ظاہر ہو جائے گا اور میں اس حالت میں زندہ رہنا پسند نہیں کرتا۔'' اتنا کہہ کر وہ منہ کے بل زمین پر تشریف لے آیا اور تڑپتے ہوئے بڑے دردمندانہ انداز میں یوں مناجات کرنے لگا: ''میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! مجھے ابھی ہی اپنے پاس بلا لے'' پھر اچانک وہ ساکت ہو گیا، میں قریب گیا تو اس کی بے قرار روح قَفَسِ عُنصُری سے پرواز کر کے خالقِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سجدہ ریزی کے لئے روانہ ہو چکی تھی۔ **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب بھی اس نیک سیرت غلام کا خیال آتا ہے میں بہت غمگین ہو جاتا ہوں اور دنیا میری نظر میں انتہائی حقیر ہو جاتی ہے۔

{اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** کتنا مخلص و مقبول تھا وہ نیک سیرت غلام! حقیقت میں وہ غلام نہیں بلکہ ہمارا سردار تھا۔ جو بھی **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کا مقبول بندہ ہے وہ واقعی سرداری کے لائق ہے۔ اور جو سردار و بادشاہ، خدائے اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن کی اطاعت نہیں کرتے وہ اس لائق کہاں کہ انہیں عزت کی نظر سے دیکھا جائے، ایسے بدبخت تو قابلِ نفرت و مستحقِ عذاب ہیں۔ **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ ہمیں اخلاص عطا فرمائے اور اس مقبول، مخلص و بے ریا کے صدقے ریاکاری کی تباہ کاری سے محفوظ فرمائے، ہر گھڑی عبادت کی توفیق عطا فرمائے، نیکوکار اور مخلص و فرمانبردار بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حدیث قدسی

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''جس نے میرے کسی ولی کو اذیت دی اس نے اپنے لئے میری جنگ حلال ٹھہرا لی۔'' (الزھد الکبیر للبیھقی، فصل فی قصر الامل والمبادرۃ بالعمل......، الحدیث ۶۹۹، ص ۲۷۰)

حکایت نمبر314:
غلامئ سادات کی برکات

حضرت سیِّدُنا احمد بن خَصِیب علیہ رحمۃ اللہ الحسیب وزیر بننے سے قبل کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''میں خلیفہ مُتَوَکِّل کی والدہ کا کاتب تھا، ایک دن میں کچہری میں بیٹھا ہوا تھا کہ خادم ایک تھیلا لئے ہوئے میرے پاس آیا اور کہا: ''اے احمد! خلیفہ کی والدہ آپ کو سلام کہتی ہے، اس نے یہ ہزار دینار بھجوائے ہیں اور کہا ہے کہ'' یہ دینار میرے حلال وطیب مال میں سے ہیں، انہیں مُسْتَحِقِّیْن میں تقسیم کر کے ان کے نام ونسب اور مکمل پتہ لکھ کر ہمیں بھجوادو تا کہ جب کبھی ان علاقوں سے کوئی ہمارے پاس آئے تو ہم ان کی طرف ہدیہ بھجوادیں۔''

میں نے وہ دینار لئے اور اپنے گھر چلا آیا۔ اب میں اس فکر میں تھا کہ ایسا کون ہے جو مجھے ان لوگوں کے نام بتائے جو تنگدستی وغربت کے باوجود سفید پوش ہیں اور کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کرتے، کیونکہ ایسے لوگ ہی مالی امداد کے زیادہ مستحق ہیں۔ بالآخر شام تک میرے پاس غریب وتنگدست اور سفید پوش وخوددار لوگوں کی ایک فہرست تیار ہوگئی۔ میں نے تین سو (300) دیناران میں تقسیم کردیئے، اب کوئی اور ایسا نہ تھا جسے رقم دی جاتی، رات نے آہستہ آہستہ اپنے پر پھیلا دیئے۔ میرے پاس سات سو (700) دینار موجود تھے لیکن اب کوئی بھی ایسا شخص معلوم نہ تھا جس کی مدد کی جاتی۔ رات کا ایک حصہ گزر چکا تھا۔ میرے سامنے کچھ سرکاری غلام موجود تھے، باہر پہرے دار پھر رہے تھے، برآمدے کے دروازے بند کردیئے گئے تھے۔ میں بقیہ دیناروں کے بارے میں فکرمند تھا کہ دروازے پر کسی نے دستک دی، پھر چوکیدار کی آواز سنائی دی وہ آنے والے سے پوچھ گچھ کررہا تھا۔ میں نے خادم بھیجا تو اس نے بتایا کہ دروازے پر ایک سیدزادہ ہے جو آپ کے پاس آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ میں نے کہا: ''اسے اندر بلا لاؤ پھر اپنے پاس موجود تمام لوگوں سے کہا: ''اس وقت یہ ضرور کسی حاجت کے پیشِ نظر آرہا ہوگا، ہوسکتا ہے تمہارے سامنے حاجت بیان کرنے میں اسے جھجک محسوس ہو تم ایک طرف ہوجاؤ۔'' جب وہ سب چلے گئے تو سیدزادہ میرے پاس آیا اور سلام کرکے بیٹھ گیا، پھر کہنے لگا: ''اس وقت آپ کے سامنے ایسا شخص موجود ہے جسے حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے خاص قربت ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہمارے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جس سے ہمارا گزارہ ہوسکے اور نہ ہی ہمارے پاس دیگر لوگوں کی طرح درہم ودینار ہیں کہ ہم اپنے لئے کھانے کی کوئی چیز خرید سکیں۔ ہمارے پڑوس میں آپ کے علاوہ ایسا کوئی شخص نہیں جو اس کڑے وقت میں ہماری مدد کرسکے۔''

میں نے اس کی گفتگو سن کر ایک دینار اسے دے دیا اس نے میرا شکریہ ادا کیا اور دعائیں دیتا ہوا رخصت ہوگیا۔ پھر میری زوجہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی: ''اے بندۂ خدا عَزَّوَجَلَّ! تجھے کیا ہوگیا؟ خلیفہ کی والدہ نے تجھے یہ دینار مستحقین میں تقسیم

کرنے کو دیئے تھے، ایک سیدزادے نے تجھ سے عیال داری اور تنگدستی کی شکایت کی تو تُو نے صرف اسے ایک دینار دیا، افسوس ہے! کہ آلِ رسول رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ ہرگز مناسب نہیں۔'' اہل بیت رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کی محبت سے سرشار نیک سیرت بیوی کی گفتگو نے میرے دل پر بہت گہرا اثر کیا۔ میں نے بے قرار ہو کر پوچھا: ''اب کیا ہوسکتا ہے اس غلطی کا اِزالہ کس طرح کیا جائے۔'' اس نے کہا: ''یہ سارے دینار اس سیدزادے کی خدمت میں پیش کر دیجئے۔'' میں نے غلام سے کہا: ''جاؤ اور فوراً اس سیدزادے کو بلا لاؤ، وہ گیا اور اسے لے آیا۔ میں نے اس سے معذرت کی اور سات سو دیناروں سے بھرا تھیلا اس کے حضور پیش کر دیا۔ وہ دعائیں دیتا اور شکریہ ادا کرتا ہوا رخصت ہو گیا۔'' پھر مجھے شیطانی وسوسہ آیا کہ خلیفہ مُتوکِّل سادات کرام سے زیادہ خوش نہیں، اس کی والدہ'' شجاع'' نے غریبوں، مسکینوں میں تقسیم کرنے کے لئے جو رقم دی تھی اس کا بڑا حصہ تو ایک سیدزادے کی خدمت میں پیش کر دیا گیا کہیں ایسا نہ ہو کہ خلیفہ مجھ پر غضب ناک ہو اور مجھے سزا کا سامنا کرنا پڑے۔ میں نے اس پریشانی کا اظہار اپنی بیوی پر کیا تو اس مُتوکِّلہ وصابرہ خاتون نے کہا: ''آپ ان ساداتِ کرام کے نانا جان پر بھروسہ رکھیں اور سارا معاملہ ان پر چھوڑ دیں۔''

میں نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندی! تو اچھی طرح جانتی ہے کہ خلیفہ متوکل ساداتِ کرام سے کیسا برتاؤ کرتا ہے۔ جب وہ مجھ سے اس رقم کے متعلق پوچھے گا تو میں کیا جواب دوں گا؟'' اس نے کہا: ''میرے سرتاج! آپ سارا معاملہ حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے سپرد کر دیں۔ جس سیدزادے کی آپ نے مدد کی ان کے نانا جان ہی آپ کا بدلہ چکائیں گے، آپ ان پر بھروسہ رکھیں۔'' وہ اس طرح میری ڈھارس بندھاتی رہی پھر میں اپنے بستر پر جا لیٹا۔ ابھی میں سونے کی کوشش کر رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی، میں نے خادم سے کہا: ''جاؤ! دیکھو! اس وقت کون آیا ہے؟'' وہ گیا اور واپس آ کر کہا: ''خلیفہ کی والدہ شجاع نے پیغام بھجوایا ہے کہ فوراً میرے پاس پہنچو۔'' میں صحن میں آیا تو دیکھا کہ آسمان پر ستارے جگمگا رہے تھے۔ رات کافی بیت (یعنی گزر) چکی تھی ابھی میں صحن میں ہی تھا کہ دوسرا قاصد آیا پھر تیسرا۔ میں نے تینوں کو اپنے پاس بلایا اور کہا: ''کیا اتنی رات گئے جانا ضروری ہے؟'' انہوں نے کہا: ''ہاں! آپ فوراً! خلیفہ کی والدہ کے پاس چلیں۔''

چنانچہ، میں سواری پر سوار ہو کر محل کی طرف چل دیا ابھی تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ بہت سارے قاصد ملے جو مجھے بلانے آ رہے تھے۔ میں محل میں پہنچا تو خادم مجھے ایک سمت لے کر گیا۔ ایک جگہ جا کر وہ ٹھہر گیا، پھر خادمِ خاص آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر بولا: ''اے احمد! خلیفہ کی والدہ آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہے جہاں آپ کو ٹھہرایا جائے وہیں ٹھہرنا اور جب تک سوال نہ کیا جائے اس وقت تک کچھ نہ بولنا۔'' پھر وہ مجھے ایک خوبصورت کمرے میں لے گیا جس میں بہترین پردے لٹک رہے تھے اور کمرے کے وسط میں شمع دان رکھا ہوا تھا، مجھے ایک دروازے کے پاس کھڑا کر دیا گیا۔ میں چپ چاپ وہاں کھڑا رہا، پھر کسی نے بلند آواز سے

پکارا: اے احمد! میں نے آواز پہچان کر کہا: ''اے خلیفہ کی والدہ! میں حاضر ہوں۔'' پھر آواز آئی: ''ہزار دیناروں کا حساب، بلکہ سات سو دیناروں کا حساب دو، اتنا کہہ کر خلیفہ کی والدہ کے رونے کی آواز آنے لگی، میں نے اپنے دل میں کہا: ''اس سیدزادے نے کسی دکان سے کھانے کا سامان اور غلہ وغیرہ خریدا ہوگا اور کسی مخبر نے خلیفہ کو خبر دی ہوگی کہ مَیں نے اس سیدزادے کی مدد کی ہے، تو خلیفہ نے مجھے قتل کرنے کا حکم دیا ہوگا، جس کی وجہ سے اس کی والدہ مجھ پر ترس کھاتے ہوئے رو رہی ہے، میں انہیں سوچوں میں گُم تھا کہ دوبارہ آواز آئی: اے احمد! ہزار دیناروں کا حساب دو، بلکہ سات سو دیناروں کے متعلق مجھے بتاؤ۔

اتنا کہہ کر وہ پھر زاروقطار رونے لگی۔ اس طرح اس نے کئی مرتبہ کیا اور دیناروں کے متعلق بار بار پوچھا۔ میں نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ جب سیدزادے کا ذکر آیا تو وہ رونے لگی اور کہا: ''اے احمد! اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے اور جو تیرے گھر میں نیک خاتون ہے اسے بہترین جزاء عطا فرمائے، کیا تو جانتا ہے کہ آج رات میرے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا ہے؟ میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو کہا: ''آج رات جب میں سوئی تو میری سوئی ہوئی قسمت جاگ اٹھی میں نے خواب میں حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت کی، لب ہائے مبارکہ کو جُنبش ہوئی، رحمت کے پھول جھڑنے لگے اور الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ احمد بن خَصِیب اور اس کے گھر میں موجود نیک خاتون کو بہترین جزاء عطا فرمائے، آج رات تم لوگوں نے میری اولاد میں سے تین ایسے شخصوں کی تنگدستی دور کی جن کے پاس کچھ بھی نہ تھا، اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔''

خواب سنانے کے بعد کہا: ''اے احمد بن خَصِیب! یہ زیورات، کپڑے اور دیناروں کی تھیلیاں اس سیدزادے کو دے دینا جس کی برکت سے مجھے نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا دیدار نصیب ہوا۔ اس سے کہہ دینا کہ جب کبھی ہمارے پاس مال آئے گا ہم تمہارے لئے بھجوا دیا کریں گے۔ پھر خلیفہ کی والدہ شجاع نے کچھ اور سامان دیتے ہوئے کہا: ''یہ زیورات، کپڑے اور دینار اپنی زوجہ کو دینا اور کہنا: ''اے نیک و مُبارَک خاتون! اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں اچھی جزاء عطا فرمائے۔ تمہارے ہی مشورے پر اس سیدزادے کو رقم دی گئی اور اس طرح مجھے دیدارِ نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نصیب ہوا، یہ نذرانہ قبول کر لیجئے۔ اور اے احمد! یہ کپڑے اور رقم تم اپنے پاس رکھو یہ تمہارے لئے ہیں۔'' میں تمام سامان لے کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا راستے میں ہی اس سیدزادے کا گھر تھا میں نے دل میں کہا: ''جس کی برکت سے مجھے اتنا انعام ملا اسی سے خیر کی ابتداء کرنی چاہئے۔''

چنانچہ، میں اس کے گھر گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا، اندر سے پوچھا گیا: ''کون؟'' میں نے اپنا نام بتایا تو وہی سیدزادہ باہر آیا اور کہا: ''اے احمد! ہمارے لئے جو مال لے کر آئے ہو وہ ہمیں دے دو۔'' میں نے حیران ہو کر پوچھا: ''تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں تمہارے لئے ہدیہ لایا ہوں؟'' کہا: ''بات دراصل یہ ہے کہ جب میں تمہارے پاس سے رقم لایا اس وقت ہمارے پاس کچھ نہ

تھامیں نے تمہاری دی ہوئی رقم اپنی زوجہ کودی تو وہ بہت خوش ہوئی اور کہا: ''آؤ! ہم اس شخص کے لئے دعا کریں جس نے ہماری مدد کی ،تم نماز پڑھواور دعا کرو میں آمین کہوں گی۔'' پس میں نے نماز پڑھ کر دعا کی اور اس نے ''آمین'' کہی۔ پھر مجھ پر غنودگی طاری ہوگئی میری آنکھیں تو کیا بند ہوئیں دل کی آنکھیں کھل گئیں میں خواب میں اپنے نانا جان، رحمتِ عالمیان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت سے مشرف ہوا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا: ''جنہوں نے تمہارے ساتھ بھلائی کی ہم نے ان کا شکریہ ادا کر دیا ہے اب وہ دوبارہ تمہیں کچھ چیزیں بطورِ خیر خواہی دیں گے تم قبول کر لینا۔''

حضرت سیِّدُنا احمد بن خَصِیب علیہ رحمۃ اللہ الحسیب فرماتے ہیں: ''اس وقت میرے پاس جو کچھ بھی مال واسباب تھا سب اس سید زادے کے حضور پیش کر کے خوشی خوشی گھر چلا آیا۔ میں نے اپنی زوجہ کو مشغولِ دعا ومناجات پایا وہ کافی بے چین ومضطرب نظر آرہی تھی۔ جب اسے میرے گھر آنے کا علم ہوا تو میرے پاس آئی اور خیریت معلوم کی میں نے جانے سے لے کر واپسی تک کا تمام واقعہ کہہ سنایا۔'' اس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکریہ ادا کیا اور کہا: ''میں نہ کہتی تھی کہ آپ ان کے نانا جان، رحمتِ عالمیان، سرورِ ذیشان، سرکارِ کون ومکان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر بھروسہ رکھیں اور معاملہ ان کے سپرد کر دیں، دیکھیں! انہوں نے کیسا لطف وکرم فرمایا اور کیسے ہماری دستگیری فرمائی، پھر میں نے اپنی زوجہ سے کہا: اچھا! حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صدقے مجھے جو انعام ملا ہے اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟'' حالانکہ میں نے اس کا حصہ اس کے حوالے کر دیا جو اس نے بخوشی قبول کر لیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم }

سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ! کیا شان ہے ساداتِ کرام اور ان کے نانا جان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی! اس سخی گھرانے کے ساتھ جو بھی حسنِ سلوک کرتا ہے وہ محروم ومایوس نہیں ہوتا بلکہ اس پر انعام واکرام کی ایسی بارش ہوتی ہے کہ محتاجوں اور غمگینوں کے دلوں کی مُرجھائی کلیاں کِھل اٹھتی ہیں، گردشِ ایام کی زد میں آکر سنسان وویران ہوجانے والے باغات میں بہار آجاتی ہے۔ جس نے بھی ان مُبَارَک ہستیوں سے حُسنِ سلوک کیا وہ بے شمار پریشانیوں سے نجات پا کر شاداں وفرحاں ہو گیا۔ اور کیوں نہ ہو کہ کریموں سے تعلق رکھنے والے پر بھی ضرور کرم کیا جاتا ہے۔ ساداتِ کرام چمنستانِ کرم کے مہکتے پھول ہیں ان کی خوشبو سے عالَمِ اسلام مہک رہا ہے، انہیں درخشاں ستاروں کی روشنی سے نہ جانے کتنے بھولے بھٹکے مسافروں کو نشانِ منزل ملا۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، عظیم المرتبت، عظیم البرکت، پروانۂ شمعِ رسالت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن، اہل بیتِ اطہار کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

؎ کیا بات رضاؔ اس چمنستانِ کرم کی   زہراء ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اِن نُفُوسِ قُدْسِیَّہ کے صدقے دین ودنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے، ان سادات کرام کا باادب بنائے، بے ادبوں سے ہم سب کو محفوظ فرمائے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں ان کی غلامی میں استقامت عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

؎ صحابہ کا گدا ہوں اور اہلِ بیت کا خادم — یہ سب ہے آپ کی نظرِ عنایت یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر 315:

شریر جِنّ

حضرتِ سیِّدُنا عبدُالصَّمَد بن مَعْقِل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ''میں نے حضرتِ سیِّدُنا وَہْب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''گزشتہ اُمتوں میں ایک شخص تھا، اس کی بیٹی مرگی کے مرض میں مبتلا ہوگئی۔ بہت علاج کرایا مگر کچھ افاقہ نہ ہوا۔ وہ جس معالج کے متعلق بھی سنتا، اپنی بیٹی کو لے کر اس کے پاس پہنچ جاتا۔ لیکن اس کے علاج سے سب عاجز رہے۔ بالآخر اُسے بتایا گیا کہ فلاں شخص اس وقت سب سے زیادہ متقی وپرہیز گار ہے، اگر اس کے پاس جاؤ تو تمہاری مشکل حل ہوجائے گی۔ چنانچہ، وہ اپنی بیٹی کو لے کر اس کے پاس گیا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ دے کر علاج کا سوال کیا اور بتایا کہ میں زمانے بھر کے طبیبوں اور عاملوں سے ملا، لیکن کوئی بھی اس بیچاری کا علاج نہ کرسکا۔

اس نیک شخص نے دکھیارے باپ کی فریاد سنی تو کہا: ''مجھے اس بات کا خدشہ ہے کہ اگر میں نے تمہاری بیٹی کا علاج کردیا تو تم لوگوں کو بتاؤ گے، اس طرح میری شہرت ہوجائے گی اور لوگ مجھے مصیبت میں مبتلا کردیں گے۔'' لڑکی کے باپ نے عہد کیا کہ میں ہرگز کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ چنانچہ، وہ نیک شخص علاج کرنے پر آمادہ ہوگیا۔ دراصل ایک شریر جن نے لڑکی کے جسم میں داخل ہوکر اسے اذیّت میں مبتلا کر رکھا تھا، نیک شخص نے عمل کیا اور شریر جن کو مخاطب کر کے کہا: ''اس لڑکی کے جسم سے باہر نکل آ۔'' جن نے کہا: ''ہرگز نہیں! یہ صرف اس صورت میں ہوسکتا ہے کہ اس کے جسم سے نکل کر تیرے جسم میں آجاؤں۔'' نیک شخص نے کہا: ''ٹھیک ہے! تو اسے چھوڑ دے اور میرے جسم میں داخل ہوجا۔'' چنانچہ جن لڑکی کو چھوڑ کر نیک شخص کے جسم میں داخل ہوگیا، اس نے دَم کر کے اپنے جسم کا حصار کیا اور تمام مَسام بند کر کے اسے اپنے جسم میں قید کرلیا، پھر لڑکی کے والد سے کہا: ''اپنی بیٹی کو لے جاؤ! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے اب یہ ٹھیک ہوگئی ہے۔'' اس نے کہا: ''مجھے ڈر ہے کہ یہ شریر جن دوبارہ میری بیٹی کو تنگ کرنے نہ آجائے۔'' تو نیک آدمی نے کہا: ''جاؤ! اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! اب کبھی بھی یہ اس کی طرف نہ آئے گا۔''

دُکھیارا باپ دعائیں دیتا ہوا وہاں سے رخصت ہوگیا۔ شریر جن اس مردِ صالح کے جسم میں قید تھا، اس نے پورے ہفتے مسلسل روزے رکھے اور راتیں عبادت و ریاضت میں گزاریں، ساتویں دن شریر جن نے اس سے کہا: ''تو کھانا وغیرہ کیوں نہیں کھاتا کہ تقویت حاصل ہو؟'' کہا: ''جلدی نہ کر! ابھی مجھے کھانے کی حاجت نہیں۔'' جن نے کہا: ''پھر مجھے چھوڑ دے تاکہ تیرے جسم سے نکل جاؤں۔'' کہا: ''ہرگز نہیں! اب تو نہیں نکل سکتا۔'' پھر نیک بندے نے مزید ایک ہفتہ روزے رکھے اور راتیں عبادت میں گزاریں اور نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ جن نے کہا: تو کوئی چیز کھاتا کیوں نہیں؟ کیا تو اپنے آپ کو ہلاک کرنا چاہتا ہے؟'' کہا: ''مجھے ابھی کھانے پینے کی حاجت نہیں۔''

جن نے کہا: ''مجھے چھوڑ دو تاکہ تمہارے جسم سے نکل جاؤں۔'' کہا: ''ہرگز نہیں۔'' جن نے عاجز ہوکر کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر تو نے مجھے اپنے جسم سے نہ نکلنے دیا تو بھوک و پیاس کی وجہ سے میں تمہارے جسم میں مرجاؤں گا اور تو بھی ہلاک ہوجائے گا، خدارا! مجھے چھوڑ دے۔'' نیک شخص نے کہا: ''مجھے خدشہ ہے کہ اگر میں نے تجھے چھوڑ دیا تو تُو دوبارہ اس لڑکی کے پاس جاکر اسے تنگ کرے گا۔'' جن نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اب میں کبھی بھی نہ اس لڑکی کے پاس جاؤں گا اور نہ ہی کسی اور انسان کی طرف، تو نے میرا جو حشر کیا ہے، اس کی وجہ سے انسان میرے نزدیک سب سے زیادہ خطرناک ہوچکا ہے، اب مجھے انسانوں سے ڈر لگنے لگا ہے۔''

جب نیک شخص نے جِنّ کی یہ باتیں سنیں تو اسے اپنے جسم سے نکلنے کا راستہ دے دیا، جن فوراً بھاگ کھڑا ہوا اور پھر کسی انسان کو تنگ نہیں کیا بلکہ جب بھی کسی انسان کو دیکھتا تو ڈر کر بھاگ جاتا۔

(جنات کے بارے میں مزید معلومات کے لئے دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے **''مکتبۃ المدینۃ''** سے کتاب **''قوم جنات اور امیر اہلسنّت''** خرید فرما کر مطالعہ فرمائیں۔ **ان شاء اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ معلومات کا ڈھیروں خزانہ ہاتھ میں آئے گا۔)

حکایت نمبر 316:

نہر کی صدائیں

حضرتِ سیِّدُنا کَعْبُ الْاَحْبَار علیہ رحمۃ اللہ الغفار سے منقول ہے کہ ''بنی اسرائیل کا ایک شخص توبہ کرنے کے بعد پھر ایک بدکار عورت سے منہ کالا کرکے غسل کرنے کے لئے نہر میں داخل ہوا تو نہر سے صدائیں آنے لگیں، ''اے فلاں! تجھے شرم نہیں آتی؟ کیا تو نے توبہ کر کے یہ عہد نہ کیا تھا کہ اب کبھی یہ گناہ نہ کروں گا؟'' نہر کی صدائیں سن کر خوفزدہ ہوکر پانی سے باہر نکل آیا اور یہ کہتا ہوا وہاں سے بھاگا: ''اب کبھی بھی اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔'' روتا ہوا ایک پہاڑ پر پہنچا جہاں بارہ افراد

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں مشغول تھے یہ بھی ان کے ساتھ عبادتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مشغول ہوگیا، کچھ عرصہ بعد وہاں قحط پڑا تو تیرہ (13) افراد پر مشتمل نیک لوگوں کا وہ قافلہ غذا کی تلاش میں پہاڑ سے نیچے اترا اور آبادی کی طرف چل دیا اتفاق سے ان کا گزر اسی نہر کی طرف سے ہوا، وہ شخص خوف سے تھرّا اٹھا اور کہنے لگا: ''میں اس نہر کی طرف نہیں جاؤں گا کیونکہ وہاں میرے گناہوں کو جاننے والا موجود ہے، مجھے اس کے سامنے جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔'' یہ کہہ کر وہ وہیں رک گیا۔

باقی بارہ افراد جب نہر پر پہنچے تو نہر سے صدائیں آنا شروع ہوگئیں: ''اے نیک بندو! تمہارا رفیق کہاں ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''وہ کہتا ہے کہ اس نہر پر میرے گناہوں کو جاننے والا موجود ہے، مجھے اس کے سامنے جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔'' نہر سے آواز آئی: ''**سُبْحَانَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر تمہارا کوئی عزیز تمہیں تکلیف پہنچائے پھر نادِم ہوکر تم سے معافی مانگ لے اور اپنی غلط عادت ترک کردے تو تم اس سے صلح نہ کرلوگے؟ تمہارا رفیق بھی اپنے گناہ سے تائب ہوکر عبادت میں مشغول ہوگیا ہے لہٰذا اب اس کی اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے صلح ہوچکی ہے۔ اب میں اس سے راضی ہوں۔'' جاؤ! اسے یہاں لے آؤ اور تم سب میرے کنارے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرو۔'' انہوں نے اپنے رفیق کو خوشخبری دی اور پھر یہ سب مل کر وہاں مشغولِ عبادت ہوگئے۔ وہیں اس نیک شخص کا انتقال ہوا، نہر سے آوازیں آنے لگیں ''اے نیک بندو! اسے میرے پانی سے غسل دو اور میرے ہی کنارے دفن کرو تاکہ بروزِ قیامت بھی وہ یہیں سے اٹھایا جائے۔''

چنانچہ، انہوں نے ایسا ہی کیا اور ساری رات اس کے مزار کے قریب عبادت کرتے اور روتے ہوئے گزاری، وقتِ سحر انہیں نیند نے آلیا، جب جاگے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس نیک شخص کے مزار کے اطراف میں سَرْو(1) کے بارہ درخت کھڑے تھے، زمین پر سب سے پہلے سرو کے درخت یہیں اُگے، یہ سب سمجھ گئے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے یہ درخت ہمارے لئے ہی پیدا فرمائے ہیں، تاکہ ہم کہیں اور جانے کی بجائے ان کے سائے میں ہی رہیں اور یہیں رہ کر اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کریں۔ چنانچہ وہ لوگ وہیں عبادت میں مشغول ہوگئے۔ جب ان میں سے کسی کا انتقال ہوتا تو اسی شخص کے پہلو میں دفن کردیا جاتا حتیٰ کہ سب وفات پاگئے۔ اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد حضرت سیِّدُنا کَعْبُ الْاَحْبَار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: **''بنی اسرائیل ان کے مزارات کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے۔''**

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کتنا مہربان اور رحمٰن و رحیم ہے، جب کوئی بندہ سچے دل

---

(1)......ایک خوبصورت مخروطی (گاجر کی) شکل کا قدآور درخت جو اکثر باغات میں لگایا جاتا ہے (جسے صنوبر کا درخت کہا جاتا ہے)۔

سے تائب ہوتا ہے تو اس سے خوش ہو جاتا ہے۔ یہ درس بھی ملا کہ گناہ کرنے والا اگرچہ لاکھ پردوں میں چھپ کر گناہ کرے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تو دیکھ ہی رہا ہے۔ لہٰذا انسان کو ہر وقت رب عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہنا چاہئے اور گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے اعمالِ صالحہ کو اپنا وَطِیرہ بنانا چاہئے۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں گناہوں سے بچا کر اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین ﷺ))

ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ

حکایت نمبر 317: حضرتِ سیِّدُنا ابو جُعْفَر مجذوم علیہ رحمۃ اللہ القیُّوم

حضرتِ سیِّدُنا ابوالحسین دَرَّاج علیہ رحمۃ اللہ الوہاب سے منقول ہے کہ ''ایک مرتبہ مَیں حاجیوں کے ایک قافلے کے ساتھ سوئے حرم روانہ ہوا۔ جہاں قافلہ ٹھہرتا مجھے بھی ٹھہرنا پڑتا اور دیگر معاملات میں بھی ان کے ساتھ کام وغیرہ کرنا پڑتا۔ اس طرح اس سال میرا تمام سفر ان قافلے والوں کے ساتھ رہا اور حج سے واپسی بھی انہیں کے ساتھ ہوئی۔ پھر ایک سال میں اکیلا ہی سفرِ حج پر روانہ ہو گیا اور منزلوں پر منزلیں طے کرتا ہوا ''قادسیہ'' پہنچا۔ میں ایک مسجد میں گیا تو محراب میں ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کے جسم کو کوڑھ کے مرض نے بہت زیادہ متاثر کر رکھا تھا۔

اس نے مجھے دیکھ کر سلام کیا اور کہا: ''اے ابوالحسین! کیا تمہارا حج کا ارادہ ہے؟'' مجھے اسے دیکھ کر بہت زیادہ کراہت محسوس ہو رہی تھی، اس بات پر غصہ بھی آیا کہ اس نے مجھے مخاطب کیوں کیا؟ میں نے بڑی بے رُخی سے کہا: ''ہاں! میرا حج کا ارادہ ہے۔'' کہا: ''پھر مجھے بھی اپنا رفیق بنا لیں۔'' میں نے دل میں کہا: ''یہ کیسی مصیبت آ گئی میں تو تندرست لوگوں کی رفاقت پسند نہیں کرتا، وہاں سے بھاگا ہوں تو اس کوڑھی و بیمار شخص سے واسطہ پڑ گیا، میں نے کہا: ''میں تمہیں اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا۔'' اس نے کہا: ''مہربانی کرو، مجھے اپنے ساتھ رکھ لو۔'' میں نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں ہرگز تجھے اپنا رفیق نہ بناؤں گا۔'' اس نے کہا: ''اے ابو الحسین! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ناتوانوں اور کمزوروں کو ایسا نوازتا ہے کہ طاقتور بھی تعجب کرنے لگتے ہیں۔''

میں نے کہا: ''تمہاری بات ٹھیک ہے، لیکن میں تمہیں اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا۔'' عصر کی نماز پڑھ کر میں سفر پر روانہ ہوا، صبح ایک بستی میں پہنچا تو اسی شخص سے ملاقات ہوئی اس نے مجھے سلام کیا اور وہی الفاظ کہے، ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ضعیف وناتواں بندوں کو ایسا نوازتا ہے کہ طاقتور بھی تعجب کرنے لگتے ہیں۔'' اس کی یہ بات سن کر میں بڑا حیران ہوا مجھے اس کوڑھی شخص کے بارے میں عجیب وغریب خیال آنے لگے، میں وہاں سے اگلی منزل کی طرف روانہ ہوا۔ جب مقامِ ''قَرْعاء'' پہنچ کر نماز پڑھنے مسجد میں داخل ہوا تو اسے وہاں بیٹھا دیکھا، اس نے کہا: ''اے ابوالحسین! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ضعیف ناتواں بندوں کو ایسا نوازتا ہے کہ

طاقتوروں کی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔'' میں فوراً اس کے پاس گیا اور قدموں میں گر کر عرض کی: ''حضور! میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے معافی کا طلبگار ہوں اور آپ سے بھی معافی کی درخواست کرتا ہوں مجھے معاف فرما دیں۔''

اس نے کہا: ''تجھے کیا ہوا؟'' میں نے کہا: ''مجھ سے غلطی ہوگئی کہ آپ کو اپنے ساتھ نہ رکھا، اب کرم فرمائیں مجھے معاف فرما دیں آپ بخوشی میرے ساتھ سفر کریں۔'' اس نے کہا: ''کیا تو نے مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنے کی قسم نہ کھائی تھی؟'' میں تمہاری قسم نہیں تڑوانا چاہتا۔'' میں نے کہا: ''اچھا پھر اتنا کرم فرمائیں کہ ہر منزل پر اپنا دیدار کرا دیا کریں۔'' اس نے کہا: ''ہاں! یہ ہوسکتا ہے، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہاری یہ خواہش پوری ہو جائے گی۔'' پھر وہ مجھ سے جدا ہوگیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس نیک بندے کی برکت سے میرا بھوک و پیاس اور تھکاوٹ کا احساس جاتا رہا۔ جب بھی میں کسی منزل پر ٹھہرتا تو اس نیک بندے کی زیارت کا شوق بڑھ جاتا۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! مجھے ہر منزل پر اس بزرگ کی زیارت ہوتی رہی یہاں تک کہ میں مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں داخل ہوگیا۔ اس کے بعد مجھے وہ نظر نہ آیا۔

جب مکۂ معظّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا میں حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر کتّانی اور حضرتِ سیِّدُنا ابو الحسن مُزَیِّن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور انہیں اپنے سفر کا سارا واقعہ سنایا تو انہوں نے فرمایا: ''ارے نادان! جانتے ہو، وہ کون تھے؟ وہ زمانے کے مشہور ولی حضرت سیِّدُنا ابو جعفر مجذوم علیہ رحمۃ اللہ القیُّوم تھے۔'' ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا گو ہیں کہ اپنے اس ولی کا ہمیں دیدار کرا دے۔ سنو! اب جب بھی تمہاری ان سے ملاقات ہو تو ہمیں ضرور بتانا، شاید ہمیں بھی ان کے دیدار کی دولت نصیب ہو جائے۔ میں نے کہا: ''ٹھیک ہے۔'' پھر ہم ''**مِنیٰ وعرفات**'' کی طرف گئے لیکن میں ان کا دیدار نہ کرسکا، دسویں **ذُوالْحِجَّةُ الْحَرَام** کو جب میں رمیٔ جمار کرنے (یعنی شیطان کو کنکریاں مارنے) لگا تو کچھ دیر بعد کسی شخص نے مجھے اپنی طرف کھینچا اور کہا: ''اے ابو الحسن! **السلام علیکم**۔'' جیسے ہی میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو میرے سامنے وہی بزرگ حضرت سیِّدُنا ابو جعفر مجذوم علیہ رحمۃ اللہ القیُّوم موجود تھے۔ انہیں دیکھتے ہی مجھ پر رِقّت طاری ہوگئی میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب میرے حواس بحال ہوئے تو وہ وہاں سے جا چکے تھے۔ میں مسجد ''خیف'' آیا اور اپنے رفقاء کو سارا واقعہ بتایا۔'' یومِ وَدَاع کو مقامِ ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد میں نے جیسے ہی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اچانک کسی نے مجھے اپنی طرف کھینچا، دیکھا تو وہی بزرگ حضرت سیِّدُنا ابو جعفر مجذوم علیہ رحمۃ اللہ القیُّوم موجود تھے اور فرما رہے تھے، ''اے ابو الحسن! بالکل نہ گھبرانا اور نہ ہی شور مچانا۔'' میں نے کہا: ''ٹھیک ہے، میں شور نہیں کروں گا، آپ میرے لئے دعا فرما دیں۔'' انہوں نے فرمایا: ''جو مانگنا چاہتے ہو، مانگو۔'' چنانچہ، میں نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں تین مرتبہ دعا کی اور انہوں نے میری دعا پر آمین کہا۔ پھر وہ میری نظروں سے اوجھل ہوگئے اور دوبارہ نظر نہ آئے۔

جب مجھ سے کسی نے میری تین دعاؤں کے متعلق پوچھا تو میں نے بتایا: ''میری پہلی دعا یہ تھی کہ اے میرے پاک

پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میرے نزدیک فقر کو ایسا محبوب بنادے کہ دنیا میں مجھے اس سے زیادہ محبوب کوئی شئے نہ ہو۔ اور دوسری یہ تھی کہ مجھے ایسا نہ بنانا کہ میری کوئی رات اس حالت میں گزرے کہ صبح کے لئے کوئی چیز ذخیرہ کررکھی ہو۔'' اور پھر ایسا ہی ہوا کئی سال گزر گئے لیکن میں نے کوئی چیز اپنے پاس ذخیرہ کر کے نہ رکھی۔ اور تیسری دعا یہ تھی: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! جب تو اپنے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو اپنے دیدار کی دولتِ عظمیٰ سے مشرف فرمائے تو مجھے بھی ان اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں شامل فرمالینا۔''

مجھے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے اُمید ہے کہ میری ان دعاؤں کو ضرور پورا فرمائے گا کیونکہ ان پر ایک ولی کامل نے آمین کہا تھا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ** عَزَّوَجَلَّ بے نیاز ہے وہ اپنے اولیاء کرام کو جس حال میں چاہے رکھے، چاہے تو ایسا مشہور فرمائے کہ چہار دانگِ عالَم میں ان کی ولایت کے ڈنکے بجنے لگیں اور چاہے تو ایسا پوشیدہ رکھے کہ بالکل قریب رہنے والے بھی نہ پہچان سکیں، بلکہ عام لوگ ان کو حقارت بھری نظروں سے دیکھیں اور اپنے ساتھ رکھنا بھی پسند نہ کریں۔ وہ خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ اپنے نیک بندوں کو جس حال میں بھی رکھے وہ اس سے خوش رہتے ہیں، کبھی بھی حرفِ شکایت لب پر نہیں لاتے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم کسی بھی مسلمان کو حقیر نہ سمجھیں، نہیں معلوم، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کس کا کیا مقام ہو، بعض پراگندہ حال، بکھرے بالوں والے بظاہر کچھ بھی نظر نہ آنے والے اس مقام پر فائز ہوتے ہیں کہ اللہ ربُّ العزَّت اُن کے منہ سے نکلی ہوئی بات کو رد نہیں فرماتا۔

بکھرے بال، آزُردہ صورت، ہوتے ہیں کچھ اہلِ محبت ۔۔۔ بدر مگر یہ شان ہے اُن کی، بات نہ ٹالے ربُّ العزَّت

ان کے خالی ہاتھوں میں دین و دنیا کی دولت ہوتی ہے اور جو اُن سے عقیدت رکھتا ہے اسے بہت کچھ مل جاتا ہے۔ بلاشبہ وہ **گدڑی کے لعل** ہوتے ہیں۔)

نہ پوچھ! اِن خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 318:

نافرمان بیٹے کا عبرت ناک انجام

حضرتِ سیِّدُنا ابو حازِم علیہ رحمۃ اللہ الدائم فرماتے ہیں: ''مجھے کسی شخص نے ایک عبرت ناک واقعہ کچھ یوں سنایا: ''ایک مرتبہ جنگل بیابان میں مجھے رات ہوگئی، ہر طرف سناٹا طاری تھا، دُور دُور تک آبادی کا نام و نشان نہ تھا، کچھ دور دو جھونپڑیاں نظر آئیں۔ میں نے وہاں پہنچ کر بلند آواز سے سلام کیا۔ جھونپڑی سے ایک نوجوان عورت اور ایک بڑھیا باہر آئی۔ میں نے کہا: ''میں مسافر

ہوں، کیا رات کے کھانے کو کچھ مل سکتا ہے؟'' نوجوان عورت نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس ویران جنگل میں ہمارے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جس سے ضیافت کی جا سکے اور نہ ہی ہمارے پاس کوئی حلال جانور ہے جسے ذبح کر کے تمہاری مہمانی کی جاسکے۔''

میں نے کہا: ''پھر تم دونوں اس ویران جنگل میں کس طرح گزر بسر کرتی ہو؟'' اس نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا، اس کے نیک بندوں اور مسافروں کے سہارے ہماری زندگی کے دن گزر رہے ہیں۔'' یہ سن کر میں وہاں سے کچھ دُور ایک جگہ ٹھہر گیا۔ جب آدھی رات گزر گئی تو اچانک ایک سمت سے گدھے کے چیخنے کی آواز آنے لگی۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! صبح تک وہ آواز مجھے سنائی دیتی رہی، نیند مجھ سے کوسوں دور تھی۔ میں نے وہ رات جاگ کر گزاری۔ صبح ہوتے ہی میں اس سمت چل دیا جہاں سے آواز آرہی تھی، وہاں پہنچا تو ایک عجیب وغریب منظر دیکھ کر میں حیران رہ گیا، وہاں ایک قبر تھی جس میں ایک گدھا گردن تک دفن تھا۔ اس کے سر اور پیٹھ سے مٹی ہٹ چکی تھی، اس بھیانک منظر کو دیکھ کر مجھ پر کپکپی طاری ہوئی گئی۔ میں وہاں سے واپس آگیا اور ان دونوں عورتوں کے پاس پہنچ کر گدھے اور قبر کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا: ''اگر تم اس کے متعلق نہ پوچھو تو کیا حرج ہے؟'' میں نے کہا: ''میں اس بھیانک منظر کے متعلق ضرور دریافت کروں گا، برائے کرم! مجھے صورتحال سے آگاہ کرو۔''

عورت نے کہا: ''اچھا! اگر تم سننا ہی چاہتے ہو تو سنو! خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ گدھا جو تم نے قبر میں دفن دیکھا، وہ میرا شوہر اور اس بڑھیا کا بیٹا تھا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے گذشتہ رات تمہیں یہ منظر دکھایا! میرا یہ شوہر اپنی ماں کا بہت زیادہ نافرمان تھا۔ مَیں نے اس سے زیادہ ماں کا نافرمان دنیا میں کوئی نہ دیکھا۔ جب بھی اس کی ماں اسے کسی بری بات سے منع کرتی تو وہ اسے اس طرح بدکلامی کرتا، اور کہتا: ''دفع ہوجا! کیا گدھی کی طرح چیخ وپکار کررہی ہے، جا! مجھے تیری بات نہیں سننی۔'' آخر کار دکھیاری ماں نے تنگ آکر کہا: ''**اللہ** تعالیٰ تجھے گدھے کی طرح بنادے۔'' جب یہ نافرمان مرگیا تو ہم نے اسے دفنا دیا۔ اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی قسم جس نے ہمیں اس ویران جنگل کا مکین بنایا! جس دن ہم نے اسے دفنایا اسی دن سے یہ گدھے کی شکل اختیار کر گیا۔ ماں کا نافرمان اور اپنی ماں کو گدھی کہنے والا اب روزانہ اپنی قبر میں گدھے کی طرح چیختا ہے اور ہر رات اس کی قبر سے یہ آواز سنائی دیتی ہے۔'' (الامان والحفیظ)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو والدین کی نافرمانی سے محفوظ رکھے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** کتنا بدنصیب ہے وہ شخص جو اپنی ماں کو بُرا بھلا کہے اور وہ بھی اس بات پر کہ اسے برے کام سے کیوں منع کیا جارہا ہے۔ ایسے نافرمانوں کا انجام بھی پھر ایسا بھیانک ہوتا ہے کہ زمانے کے لئے عبرت کی علامت بن جاتا ہے۔ بعض اوقات انسان کی عبرت کے لئے برزخ کے مناظر ظاہر کر دیئے جاتے ہیں تاکہ گناہوں پر مُصِر رہنے والے اِن ہولناک مناظر سے عبرت حاصل کریں اور توبہ کی طرف مائل ہوں۔ والدین کا مقام ومرتبہ دینِ اسلام نے بہت زیادہ معظّم بنایا، **اللہ** و رسول عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں والدین کی اطاعت کا حکم دیا، بدبخت ونامراد ہے وہ شخص جس سے اس کے والدین

ناراض ہوں۔ والدین کی ناراضی میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی ہے۔ والدین سے حسنِ سلوک کی بار ہا تاکید کی گئی ہے بلکہ اُن کو ''اُف'' تک کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ جو لوگ والدین کی نافرمانی کرتے ہیں وہ آخرت میں تو سزا کے مستحق ہیں ہی، لیکن دنیا میں بھی انہیں نشانِ عبرت بنا دیا جاتا ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں والدین کی نافرمانی سے محفوظ رکھے اور ان کا مطیع وفرمانبردار بنائے۔)

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

عقل مند شہزادہ

حکایت نمبر319:

حضرتِ سیِّدُنا بکر بن عبداللہ مُزَنی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے کہ ''بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کو کثرتِ مال و اولاد اور بہت لمبی عمر عطا کی گئی۔ اس کی اولاد میں یہ عادتِ حسنہ تھی کہ جب بھی ان میں سے کوئی جوان ہوتا اُون کا لباس پہن کر پہاڑوں میں چلا جاتا، دنیوی رونقوں کو خیر باد کہہ کر دُرویشانہ زندگی اختیار کر لیتا، درختوں کے پتے اور جھاڑیاں کھا کر اپنا گزارہ کرتا اور اسی حالت میں اس دارِفانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر جاتا۔ سب شہزادوں نے یہی طریقہ اختیار کیا۔ جب بادشاہ کی عمر بہت زیادہ ہوگئی اور اس کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی تو اس نے اپنی قوم کو بُلا کر کہا: ''اے میری قوم! دیکھو میری عمر اب بہت ہو گئی ہے، اس عمر میں مجھے بیٹے جیسی نعمت نصیب ہوئی، میں تم لوگوں سے جتنی محبت کرتا ہوں تم خوب جانتے ہو، مجھے ڈر ہے کہ میرا یہ بیٹا بھی اپنے دوسرے بھائیوں کا راستہ اختیار نہ کر لے، اگر ایسا ہوا تو ہمارے خاندان میں سے میرے بعد تمہارا کوئی حاکم نہ رہے گا اور پھر تم ہلاکت میں پڑ جاؤ گے۔ اگر بہتری چاہتے ہو تو اس شہزادے کو چھوٹی عمر ہی میں سنبھال لو، اسے دنیوی نعمتوں اور آسائشوں کی طرف مائل کرو، اگر ایسا کرو گے تو شاید میرے بعد یہ تمہارا حاکم بن جائے، جتنا ہو سکے اس کا دل دنیا میں لگا دو۔''

یہ سن کر لوگوں نے کئی میل لمبا چوڑا ایک خوبصورت قلعہ بنایا اس میں دنیوی آسائش کا تمام سامان شہزادے کو مہیا کیا۔ شہزادے نے کئی سال اس وسیع وعریض قلعے کی چار دیواری میں گزار دیئے یہاں اسے ہر طرح کی سہولت میسر تھی۔ اس کے سامنے کوئی غم و پریشانی کی بات نہ کی جاتی۔ لوگوں کو اس سے دور رکھا جاتا، ہر وقت خُدَّام اس کی خدمت پر مامور رہتے۔ ایک مرتبہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر ایک سمت چل دیا جب آگے دیوار دیکھی تو خادموں سے کہا: ''میرا گمان ہے کہ اس دیوار کے پیچھے ضرور ایک نیا جہاں ہوگا وہاں ضرور آبادی ہوگی مجھے یہاں سے باہر نکالو تا کہ میری معلومات میں اضافہ ہو سکے اور میں لوگوں سے ملاقات کروں۔'' جب شہزادے کی یہ خواہش بادشاہ کو بتائی گئی تو بادشاہ ڈر گیا کہ باہر جا کر کہیں یہ بھی اپنے بھائیوں کی طرح دَرویشانہ زندگی اختیار نہ کر لے۔ اسی خوف کے سبب اس نے حکم دیا کہ شہزادے کو ہر دنیوی کھیل کود کا سامان مہیا کرو جس طرح

بھی ہو اسے دنیوی مشاغل میں مصروف رکھو تا کہ اسے باہر جانے کا خیال ہی نہ آئے ۔

حکم کی تعمیل ہوئی اور شہزادے کو دوبارہ دنیوی عیش وعشرت میں اُلجھا دیا گیا۔ اسی طرح ایک سال کا عرصہ گزر گیا۔ ایک دن وہ پھر دیوار کی طرف گیا اور کہا: ''اب تو میں ضرور باہر جا کر دیکھوں گا، مجھے جلدی سے اس دیوار کے پار لے چلو۔ جب بادشاہ کو شہزادے کی ضد کا بتایا گیا تو اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی اجازت دے دی۔ لوگ شہزادے کو ایک بہترین سواری پر بٹھا کر باہر لے گئے ۔ سواری کو سونے چاندی سے خوب مُزَیَّن کیا گیا، لوگ اس کے اردگرد ننگے پاؤں چلنے لگے۔ شہزادہ گرد وپیش کے مناظر دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا یکایک اسے ایک بہت ہی بیمار شخص نظر آیا، بیماری کی وجہ سے وہ انتہائی لاغر و کمزور ہو چکا تھا، پوچھا: ''اس کو کیا ہوا؟'' لوگوں نے بتایا کہ یہ بیماری میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔ شہزادے نے پھر پوچھا: ''کیا اس کی طرح دوسرے لوگ بھی بیمار ہوتے ہیں؟ کیا تمہیں بھی بیماری لاحق ہونے کا خوف لگا رہتا ہے؟'' لوگوں نے کہا: ''ہاں۔'' شہزادے نے پوچھا: ''کیا میں جس سلطنت میں ہوں وہاں بھی یہ بیماری آسکتی ہے؟'' کہا: ''ہاں! بالکل آسکتی ہے۔'' عقل مند شہزادے نے کہا: ''اے لوگو! تمہاری یہ دنیوی عیش وعشرت بدمزہ ہے۔'' یہ کہہ کر شہزادہ غم والم میں واپس لوٹ آیا۔ جب اس کی یہ حالت بادشاہ کو بتائی گئی تو اس نے کہا: ''شہزادے کو ہر طرح کا سامانِ لہو ولعب مہیا کرو، اسے دنیوی آسائشوں میں ایسا مگن کر دو کہ اس کے دل سے سب رنج وملال جاتا رہے۔''

لوگ شہزادے کو دنیوی مشاغل میں اُلجھانے کی انتھک کوشش کرتے رہے۔ اسی طرح ایک سال کا عرصہ گزر گیا۔ شہزادے نے پھر باہر جانے کی خواہش ظاہر کی۔ پہلے کی طرح اس مرتبہ بھی ہیرے جواہرات اور سونے چاندی سے مُرَصَّع سواری پر سوار کر کے اسے قلعے سے باہر لے جایا گیا۔ شہزادہ مختلف مناظر دیکھتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ آگے پیچھے خادموں اور سپاہیوں کا ہجوم تھا، یکایک ایک بوڑھے پر نظر پڑی، بڑھاپے نے اس کا برا حال کر رکھا تھا، منہ سے رال ٹپک رہی تھی، جسم کانپ رہا تھا۔ شہزادے نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو پوچھا: ''اسے کیا ہوا؟'' لوگوں نے کہا: ''حضور! ایامِ جوانی گزار کر اب یہ بڑھاپے کی زَد میں آچکا ہے۔'' شہزادے نے کہا: ''کیا دیگر لوگ بھی اس مصیبت میں گرفتار ہوئے ہیں؟ کیا ہر شخص بڑھاپے سے ڈرتا ہے؟'' لوگوں نے کہا: ''ہم میں سے ہر شخص بڑھاپے سے ڈرتا ہے۔'' شہزادے نے کہا: تمہاری یہ عیش وعشرت کتنی بدمزہ اور کیسی بھیانک ہے کہ کسی ایک کو بھی اس کے فساد سے چھٹکارا نہیں۔''

یہ کہہ کر شہزادہ مغموم و پریشان واپس اپنے قلعے کی طرف آ گیا۔ بادشاہ کو جب شہزادے کی یہ کیفیت بتائی گئی تو اس نے نے پھر وہی حکم دیا کہ اسے دنیوی آسائشوں میں الجھا دو تا کہ غم وملال اس کے دل سے جاتا رہے۔ ایک سال پھر شہزادے نے قلعے میں گزار دیا، اس کے بے قرار دل میں پھر باہر جانے کی خواہش ابھری۔ چنانچہ، خادموں اور سپاہیوں کے ہجوم میں اسے باہر لے جایا گیا۔ راستے میں کچھ لوگ ایک جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے جا رہے تھے، شہزادے نے لوگوں سے پوچھا: ''یہ شخص

چار پائی پر اس طرح کیوں لیٹا ہوا ہے؟'' لوگوں نے کہا: ''یہ شخص موت کا شکار ہو چکا ہے۔'' شہزادے نے پوچھا: ''موت کیا چیز ہے؟ مجھے اس شخص کے پاس لے چلو۔'' شہزادے کو مردے کے پاس لے جایا گیا تو کہا: ''لوگو! اس سے کہو کہ یہ بیٹھ جائے۔'' لوگوں نے کہا: ''حضور! اس میں بیٹھنے کی طاقت نہیں۔'' شہزادے نے کہا: ''اس سے کہو کہ بات کرے۔'' لوگوں نے کہا: ''موت نے اس کی زبان بند کر دی ہے، اب یہ ایک لفظ بھی نہیں بول سکتا۔'' شہزادے نے پھر پوچھا: ''اب تم اسے کہاں لے جا رہے ہو؟'' لوگوں نے کہا: ''قبر میں دفنانے کے لئے لے جا رہے ہیں۔'' شہزادے نے پوچھا: ''اس کے بعد پھر کیا ہوگا؟'' لوگوں نے کہا: ''موت کے بعد ''حشر'' ہوگا۔'' شہزادے نے پوچھا: ''یہ حشر کیا ہے؟'' لوگوں نے کہا: ''حشر وہ دن ہے کہ اس دن سب لوگ، خالقِ کائنات عزوجل کے حضور کھڑے ہوں گے، وہ خالِقِ لَمْ یَزَل ہر ایک کو اس کے اچھے برے اعمال کا بدلہ دے گا اور اس دن ہر شخص سے ذرّے ذرّے کا حساب لیا جائے گا۔'' شہزادے نے کہا: ''کیا اس دنیا کے علاوہ بھی کوئی ایسا جہان ہے جہاں تم دنیا کو چھوڑ کر چلے جاؤ گے؟'' لوگوں نے کہا: ''ہاں! دنیا میں جو بھی آیا اسے آخرت کی طرف ضرور کوچ کرنا ہے۔''

یہ سن کر شہزادہ گھوڑے سے نیچے گر کر تڑپنے لگا، وہ روتا جاتا اور اپنے چہرے کو مٹی سے رگڑتا جاتا، پھر اس نے روتے ہوئے کہا: ''اے لوگو! مجھے یہ خوف لاحق ہو گیا ہے کہ جس طرح یہ شخص موت کا شکار ہوا، اسی طرح مجھے بھی اچانک موت آ جائے گی اور میں دیکھتا ہی رہ جاؤں گا۔ اس خدائے بزرگ و بَرتر کی قسم جو بروزِ قیامت تمام لوگوں کو جمع فرما کر جزا و سزا دے گا! میرے اور تمہارے درمیان یہ آخری عہد ہے، آج کے بعد تم مجھ سے کبھی نہ مل سکو گے۔'' لوگوں نے کہا: ''ہم آپ کو واپس آپ کے والد کے پاس لے جائیں گے، ان کی اجازت کے بغیر آپ کہیں بھی نہیں جا سکتے۔'' پھر شہزادے کو بادشاہ کے پاس اس حالت میں لے جایا گیا کہ اس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا، بادشاہ نے شہزادے سے کہا: ''میرے لال! تم اتنے خوف زدہ کیوں ہو اور یہ رونا کس لئے؟'' شہزادے نے کہا: ''ابا حضور! میں اس دن کے خوف سے رو رہا ہوں جس دن ہر ایک کو اس کے اچھے، برے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔'' پھر شہزادے نے اُون کا لباس منگوا کر پہنا اور کہا: ''آج رات میں اس محل کو چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔'' پھر واقعی آدھی رات کو وہ سمجھ دار شہزادہ تاج و تخت ٹُھکرا کر دَرْ ویشانہ لباس پہنے آخرت کی تیاری کے لئے جنگل کی طرف جا رہا تھا، جب قصرِ شاہی سے نکلنے لگا تو بارگاہِ خداوندی میں اس طرح التجا کی:

''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے ایسی زندگی مانگتا ہوں جس میں میری سابقہ زندگی کی آسائشوں میں سے کچھ نہ ہو اور میں پسند کرتا ہوں کہ چاہے دُنیا اِدھر سے اُدھر ہو جائے مگر میں لمحہ بھر کے لئے بھی دنیوی آسائشوں کی طرف نظر نہ کروں۔''

پھر وہ شہزادہ تمام دنیوی آسائشوں اور نعمتوں کو خیر باد کہہ کر اُخروی نعمتوں کے حصول کے لئے جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔''

حضرت سیِّدُنا بَکْر بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''یہ شہزادہ گناہوں کے خوف

سے دنیوی نعمتوں کو چھوڑ کر چلا گیا حالانکہ اسے معلوم بھی نہ تھا کہ کس گناہ کی کتنی سزا ہے؟ اس شخص کا کیا حال ہوگا جو دردناک سزائیں جانتے ہوئے بھی گناہوں سے کنارہ کشی نہیں کرتا، نہ گناہوں پر شرمندہ ہوتا ہے اور نہ ہی توبہ کی طرف مائل ہوتا ہے، **اللہ** تعالیٰ ہمیں گناہوں سے نفرت عطا فرما کر اپنا ڈر اور خوف عطا فرمائے۔'' (آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** جو آخرت کے معاملے میں غور وفکر کرتا ہے اسے کامیابی کی راہیں نظر آ ہی جاتی ہیں۔ سچے دل سے جو بھی کام کیا جائے اس کے اثرات بہت جلد مرتَّب ہوتے ہیں۔ عقل مند شہزادے نے لوگوں کے مختلف احوال میں غور وفکر کیا تو اسے فلاح کا راستہ مل گیا۔ ہمیں بھی چاہئے کہ اپنے اردگرد کے ماحول سے عبرت حاصل کریں۔ اس نیرنگیٔ دنیا سے دل نہ لگائیں یہ بظاہر تو بڑی مُنَقَّش لیکن حقیقت میں بڑی خاردار و بے کار ہے۔ اکھیاروں کے لئے اس دنیا میں ہر طرف عبرت ہی عبرت ہے مگر کیا کریں دنیا کی رنگینیوں نے آنکھوں پر غفلت کا پردہ ڈال رکھا ہے۔

؎ جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سُو نمونے — مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ وبو نے
کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تو نے — جو آباد تھے وہ محل اب ہیں سُونے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں موت سے پہلے اس کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین ﷺ))

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 320: احکاماتِ الٰہی کو پامال کرنے کا انجام

ابراہیم بن عیسیٰ بن ابوجُعْفَر منصور سے منقول ہے کہ میں نے اپنے چچا سلمان بن ابوجُعْفَر منصور کو یہ کہتے ہوئے سنا: ایک مرتبہ خلیفہ منصور کے دربار میں اسماعیل بن علی بن صالح بن علی، سلمان بن علی اور عیسیٰ بن علی موجود تھے۔ میں بھی وہیں تھا کہ بنواُمَیّہ کی حکومت کے زوال کا تذکرہ چھڑ گیا۔ عبداللہ نے بنوامیہ کے ساتھ جو سلوک کیا اس کا بھی ذکر ہوا، خلیفہ نے بنواُمَیّہ کے متعلق کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان پر احسان فرمایا یہاں تک کہ انہوں نے ہماری حکومت کی طرف نظر اٹھائی جیسا کہ ہماری نظر ان کی حکومت کی طرف اٹھی، جیسے ہم ان کی طرف راغب ہوئے ایسے ہی وہ بھی ہماری طرف راغب ہوئے، قسم ہے مجھے اپنی جان کی! انہوں نے خوش بختی کی زندگی گزاری لیکن فقیروں کی حالت میں مرے۔'' اسماعیل بن علی جو دربار میں ہی موجود تھا اس نے کہا: ''اے خلیفہ! بے شک عبیداللہ بن مَرْوَان بن محمد آپ کی قید میں ہے اس کے پاس مُلکِ ''نوبہ'' کے بادشاہ کا عجیب وغریب

قصہ ہے، اسے بلا کر وہ واقعہ سنیں۔'' خلیفہ نے مسیّب کو حکم دیا کہ عبیداللہ بن مَرْ وَان کو ہمارے سامنے حاضر کیا جائے۔

حکم کی تعمیل ہوئی، مضبوط و بھاری زنجیروں میں جکڑے ایک نوجوان کو خلیفہ کے سامنے لایا گیا۔ نوجوان کی گردن میں بہت وزنی طوق تھا اس نے آتے ہی بآواز بلند ''**السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ**'' کہا۔ خلیفہ منصور نے کہا: ''اے عبیداللہ! سلام کا جواب دینا امن وسلامتی دینا ہے اور میرا نفس اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ تجھے امن وسلامتی دی جائے۔ تو زنجیروں میں جکڑا ہوا میرے سامنے کھڑا رہ۔'' پھر خُدَّام خلیفہ کے لئے تکیہ لائے خلیفہ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور کہا: ''اے عبیداللہ! مجھے پتا چلا ہے کہ تیرے پاس ''نوبہ'' کے بادشاہ کا کوئی عجیب وغریب قصہ ہے، بتا! وہ کیا ہے؟'' عبیداللہ بن مَرْ وَان نے کہا: ''اے خلیفہ! اس پرورد گار عَزَّوَجَلَّ کی قسم جس نے آپ کو مسندِ خلافت پر فائز کیا! لوہے کی یہ مضبوط و بھاری زنجیریں وضو وطہارت کا پانی لگنے کی وجہ سے زنگ آلود ہو کر بہت زیادہ تکلیف دہ ہوگئی ہیں، ان کے ہوتے ہوئے میں کس طرح کلام کرسکوں گا۔'' خلیفہ نے اسے بیڑیوں اور طوق سے آزاد کرا دیا۔

عبیداللہ نے کہا: ''ہاں! اے خلیفہ! اب میں آپ کو ''نوبہ'' کے بادشاہ کا واقعہ سناتا ہوں، سنئے! جب عبداللہ بن علی نے ہم پر حملہ کیا تو اس کا مطلوبِ اوّل میں ہی تھا کیونکہ اپنے والد مَرْ وَان بن محمد کے بعد میں ہی ان کا ولی عہد تھا۔ چنانچہ، میں نے خزانے سے دس ہزار دینار لئے، دس خادموں کو اپنے ساتھ لیا ہر ایک کو ہزار ہزار دینار دے کر علیحدہ علیحدہ سواریوں پر بٹھایا۔ مزید پانچ خچروں پر قیمتی سامان رکھا پھر ان سب کو لے کر میں سلطنتِ ''نوبہ'' کی طرف بھاگ گیا۔ تین دن مسلسل سفر جاری رہا بالآخر ''نوبہ'' کے قریب ایک ویران قلعے میں پہنچ کر میں نے خُدَّام کو حکم دیا کہ اسے اچھی طرح صاف کرو پھر بہترین قالین بچھادو۔ کچھ ہی دیر میں بہترین قالین بچھا دیئے گئے۔

میں نے اپنے سب سے زیادہ بااعتماد و عقل مند خادم کو بلا کر کہا: ''تم ''نوبہ'' کے بادشاہ کے پاس جاؤ، اسے میرا سلام کہنا اور میرے لئے امان طلب کرنا، پھر کچھ اناج وغیرہ شہر سے خرید لانا۔'' خادم میرا پیغام لے کر بادشاہ کے پاس چلا گیا، کافی دیر گزر گئی لیکن وہ واپس نہ آیا۔ مجھے اس کے بارے میں بدگمانی ہونے لگی، پھر کچھ دیر بعد وہ آیا تو اس کے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا۔ اس نے نہایت ادب و تعظیم سے پیش آتے ہوئے ملاقات کی، پھر میرے سامنے بیٹھ گیا اور کہا: ''ہمارے بادشاہ نے آپ کو سلام کہا ہے، وہ پوچھتے ہیں کہ تمہیں ہمارے ملک آنے کے لئے کس چیز نے مجبور کیا۔ کیا ہم سے جنگ کا ارادہ رکھتے ہو یا ہمارے مذہب کی محبت تمہیں یہاں کھینچ لائی یا تم پناہ چاہتے ہو؟'' میں نے اس قاصد سے کہا: ''اپنے بادشاہ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو: میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں تم سے جنگ کروں، باقی رہا دین ومذہب تبدیل کرنے کا معاملہ تو میں کبھی بھی اپنا دین چھوڑ کر تمہارا دین قبول نہ کروں گا، ہاں میں پناہ کا طلب گار ہوں، اگر مجھے پناہ مل جائے تو احسان ہوگا۔''

قاصد یہ پیغام لے کر بادشاہ کے پاس گیا پھر واپس آکر کہا: ''ہمارے بادشاہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ ''کل میں

خود تمہارے پاس آؤں گا، تم اپنے دل میں کسی قسم کا خدشہ پیدا نہ ہونے دینا اور نہ ہی غلہ وغیرہ خریدنا جس چیز کی تمہیں ضرورت ہے وہ تمہارے پاس پہنچا دی جائے گی۔'' بادشاہ کا یہ پیغام سن کر میں نے اپنے خادموں کو حکم دیا کہ بہترین قسم کے قالین بچھاؤ دو اور ان قالینوں پر بادشاہ اور میرے لئے ایک جیسی نشست گاہ بناؤ، کل میں خود بادشاہ کے استقبال کے لئے جاؤں گا۔'' خادموں نے جتنا ہو سکا خوب سجاوٹ کی دوسرے دن میں بادشاہ کا انتظار کر رہا تھا کہ خادموں نے اس کے آنے کی اطلاع دی۔ میں ایک اونچی جگہ کھڑا ہو کر بادشاہ کو دیکھنے لگا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص دو موٹی چادروں میں ملبوس ننگے پاؤں پیدل ہی ہماری طرف آ رہا تھا اس کے ساتھ دس سپاہی تھے تین اس کے آگے اور سات پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ میں نے جب بادشاہ کو اس حالت میں دیکھا تو وہ مجھے بہت معمولی سا آدمی لگا، میرے دل میں آیا کہ اس کو قتل کر دوں اور خود اس کی جگہ لے لوں۔ جب وہ قریب آیا تو میں نے ایک بہت بڑا لشکر دیکھا، میں نے پوچھا: ''یہ کیا ہے۔'' کہا: ''گھوڑوں کا لشکرِ جرار ہے۔''

اے خلیفہ! میں نے دیکھا کہ کچھ ہی دیر بعد دس ہزار گھڑ سوار اسلحے سے لیس ہمارے قلعے کی طرف آئے اور اسے چاروں طرف سے گھیر لیا، پھر فقیرانہ لباس میں ملبوس وہ بادشاہ اندر آیا اور پوچھا: ''وہ شخص کہاں ہے؟'' ترجمان نے میری طرف اشارہ کیا۔ بادشاہ نے میری طرف دیکھا تو میں ادب بجالانے کے لئے اس کی طرف دوڑا۔ بادشاہ نے میرا ہاتھ چوم کر اپنے سینے پر رکھ لیا، پھر اپنے پاؤں سے قالین لپیٹا اور خالی زمین پر بیٹھ گیا۔ میں نے ترجمان سے کہا: ''سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہم نے یہ تمام چیزیں بادشاہ کے لئے بچھوائیں ہیں، پھر یہ قالین پر کیوں نہیں بیٹھ رہا؟ جب ترجمان نے بادشاہ سے پوچھا تو اس نے جواب دیا: ''میں بادشاہ ہوں اور ہر بادشاہ پر حق ہے کہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عظمت و بزرگی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس کے سامنے تواضع اختیار کرے۔''

بادشاہ کافی دیر تک زمین کو اپنی اُنگلی سے کُریدتا رہا اور کچھ سوچتا رہا۔ پھر سر اوپر اٹھایا اور کہا: ''تم سے یہ ملک کیوں چھن گیا؟ تم سے اقتدار کیوں جاتا رہا؟ حالانکہ دوسرے لوگوں کی نسبت تم اپنے نبی سے زیادہ قربت رکھتے ہو۔'' میں نے کہا: ''اے بادشاہ! ایک ایسا شخص آیا جو ہماری نسبت ہمارے نبی صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کا زیادہ قریبی تھا اس نے ہم پر حملہ کیا تو ہمارا اقتدار جاتا رہا اور ہم لاوارث ہوگئے۔ اب میں بھاگ کر تمہارے پاس پناہ لینے آیا ہوں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بعد مجھے تمہارا ہی سہارا ہے۔''

بادشاہ نے کہا: ''تم لوگ شراب کیوں پیتے ہو؟ حالانکہ تمہاری کتاب (یعنی قرآنِ کریم) میں اس کو حرام ٹھہرایا گیا ہے۔'' میں نے کہا: ''یہ کام ہمارے غلاموں، عجمیوں اور دوسرے لوگوں کا ہے جو ہماری سلطنت میں ہماری رضا مندی کے بغیر گھس آئے ہیں۔''

بادشاہ نے کہا: ''تم لوگ سونے چاندی اور ریشم سے مزیّن سواریوں پر کیوں سوار ہوتے ہو؟ حالانکہ تمہارے مذہب میں یہ چیزیں جائز نہیں۔'' میں نے کہا: ''یہ بھی ہمارے غلاموں اور عجمی لوگوں کا کیا دھرا ہے، وہ ہی ایسے ناجائز امور میں مبتلا ہیں۔''

بادشاہ نے پھر کہا: ''تم لوگ کہیں سفر پر یا شکار کے لئے جاتے وقت جب کسی وادی سے گزرتے ہو تو اس کے رہائشیوں کو کیوں

پریشان کرتے ہواوران پر بے جاٹیکس کیوں لگاتے ہو؟ جب تک ان کی فصلوں کو اپنی سواریوں سے روند نہ ڈالو تمہیں سکون نہیں ملتا، نصف درہم کے لئے بھی خوب نقصان کرتے اور فساد برپا کرتے ہو، آخر ایسا کیوں؟ حالانکہ تمہارے دِین میں ایسا فساد حرام کیا گیا ہے۔'' میں نے وہی جواب دیا کہ یہ سب کام ہمارے خُدَّام اور غلام وغیرہ کرتے ہیں۔''

بادشاہ نے کہا: ''نہیں، بلکہ تم لوگوں نے اُن چیزوں کو حلال سمجھ لیا ہے جنہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حرام فرمایا تھا، جن باتوں سے اس نے روکا تم نے وہی اختیار کرلیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تم سے عزت چھین کر ذلت کا لباس پہنا دیا۔ خدائے بزرگ وبَرتر کا انتقام ابھی تمہارے متعلق پورا نہیں ہوا۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر تم میرے ملک میں رہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا عذاب آیا تو کہیں وہ تمہارے ساتھ مجھے بھی اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔ بے شک عذاب کہہ کر نہیں آتا، جب وہ آئے گا تو سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا، سنو! مہمان نوازی کا حق تین دن ہی ہوتا ہے تین دن بعد تم یہاں سے چلے جانا تمہیں جو ضرورت ہے وہ لے لو۔ اگر تین دن کے بعد یہاں رُکو گے تو تمہارا سارا سامان چھین لوں گا۔'' اتنا کہہ کر بادشاہ وہاں سے چلا گیا۔ میں تین دن وہاں ٹھہر کر واپس آیا تو مجھے قید کر کے آپ کے پاس بھیج دیا گیا۔ اب میں آپ کے سامنے موجود ہوں، زندگی سے زیادہ اب مجھے موت پیاری ہے، کاش! مجھے موت آجائے۔ عبیداللہ بن مَرْوَان کی یہ عبرت ناک روداد سن کر خلیفہ منصور کو اس پر ترس آنے لگا جب اسے آزاد کرنا چاہا تو اسماعیل بن علی نے منع کرتے ہوئے کہا: ''اس کی گردن میں بنوامیہ کی بیعت ہے۔'' خلیفہ نے کہا: ''پھر تمہاری کیا رائے ہے؟'' اسماعیل بن علی نے کہا: ''اسے ہمارے قید خانوں میں ہی رہنے دیں اور جس سزا کا یہ مستحق ہے وہ اس پر جاری کردیں۔''

راوی کا بیان ہے، ''پھر عبیداللہ بن مَرْوَان کو واپس قید خانے میں بھیج دیا گیا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے معلوم نہیں کہ وہ منصور کی خلافت میں ہی مرگیا یا مہدی نے اسے آزاد کردیا۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو ظالموں سے محفوظ رکھے اور دنیا وآخرت میں ہمارے ساتھ عَفْو وکرم والا معاملہ فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر321: حضرت بشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی ہمشیرہ

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن احمد بن حَنْبَل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے منقول ہے کہ ایک دن میں اپنے والدِ محترم حضرتِ سیِّدُنا احمد بن حَنْبَل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ اپنے گھر میں تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میرے والد نے فرمایا: ''بیٹے، جاؤ! دیکھو! کون ہے؟'' میں باہر گیا تو ایک باپردہ خاتون کھڑی تھی اس نے مجھ سے کہا: ''اے عبداللہ! احمد بن حَنْبَل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے میرے اندر

آنے کی اجازت طلب کرو۔'' میں والد صاحب کے پاس آیا اور اس خاتون کے متعلق بتایا تو انہوں نے اجازت عطا فرما دی۔ وہ آئی اور سلام کر کے بیٹھ گئی پھر پوچھا: ''اے ابو عبداللہ! میں رات کو چراغ کی روشنی میں سوت کاتتی ہوں، جب کبھی چراغ بجھ جائے تو چاند کی روشنی میں بھی سوت کات لیتی ہوں، کیا سوت فروخت کرتے وقت خریدار کے سامنے یہ ظاہر کر دینا مجھ پر لازم ہے کہ یہ سوت چاند کی روشنی میں تیار کیا گیا ہے اور یہ چراغ کی روشنی میں؟''

میرے والدِ محترم حضرتِ سیِّدُنا احمد بن حَنْبَل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اگر آپ ان دونوں اونوں میں فرق کر سکتی ہیں تو ضروری ہے کہ دونوں کو علیحدہ علیحدہ فروخت کریں۔'' خاتون نے پھر سوال کیا: ''اے ابو عبداللہ! کیا شدتِ مرض کی وجہ سے مریض کا کراہنا یا آہیں بھرنا شکوہ کہلائے گا؟'' فرمایا: ''میں امید کرتا ہوں کہ یہ شکوہ نہیں، لیکن تمام غموں اور مصیبتوں کی فریاد **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کی جاتی ہے۔'' متقی خاتون رخصت ہوگئی۔ میرے والد نے مجھ سے فرمایا: ''میرے بیٹے! میں نے آج تک ایسا شخص نہیں دیکھا جس نے اس خاتون کی مثل سوال کیا ہو۔ جاؤ! دیکھو! یہ خاتون کون ہے اور کہاں رہتی ہے؟'' میں اس کے پیچھے پیچھے گیا تو دیکھا کہ وہ حضرت سیِّدُنا بِشْر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے گھر میں داخل ہوگئی وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہمشیرہ تھی۔ میں نے واپس آکر والد صاحب کو بتایا تو انہوں نے فرمایا: ''بِشْر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی ہمشیرہ کے علاوہ کوئی اور عورت اتنی متقی و پرہیزگار نہیں ہو سکتی۔''

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن احمد بن حَنْبَل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ہمیں نہیں معلوم کہ حضرتِ سیِّدُنا بِشْر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی تین بہنوں ''زُبْدَہ، مُضْغَہ، مُخَّہ'' میں سے یہ کون سی تھی۔ زبدہ کو اُمِّ علی کہا جاتا تھا، مضغہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عمر میں بڑی تھی اور آپ کی زندگی ہی میں اس کا انتقال ہو گیا تھا۔ اس کے وصال پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت روئے اور بہت غمگین ہوئے۔ جب اتنے زیادہ رنج و ملال کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا: ''میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ جب بندہ اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں سستی کرتا ہے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اس کی سب سے زیادہ محبوب شئے سے محروم کر دیتا ہے۔ میری یہ ہمشیرہ مجھے دنیا میں سب سے زیادہ پیاری تھی، اب وہ مجھ سے جدا ہوگئی۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 322: تقویٰ ہو تو ایسا ہو......!

حضرتِ سیِّدُنا ابوبَکْر اَحْنَف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ ''میں نے عبداللہ بن احمد بن حَنْبَل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ حضرتِ سیِّدُنا بِشْر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی ہمشیرہ حضرت سیِّدَتُنا ''مُخَّہ'' رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا میرے والد کے پاس

آئیں اور پوچھا: میرے پاس دو دانق (یعنی درہم کا چھٹا حصہ) تھے میں نے ان کا اون خرید کر کاتا اور نصف درہم کا بیچ دیا۔ میرا کھانے پینے کا پورے ہفتے کا خرچ ایک دانق ہے۔ ہوا یوں کہ حاکم شہر ابن طاہر ہمارے گھر کے قریب سے گزرا اس کے ساتھ مشعلیں بھی تھیں۔ ہمارے گھر کے قریب کھڑا ہو کر وہ چند کارندوں سے گفتگو کرنے لگا۔ میں نے ان مشعلوں کی روشنی میں کچھ اون کات لیا تھا۔ جب حاکم وہاں سے چلا گیا تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ ''حاکمِ شہر کی مشعلوں کی روشنی میں کاتی ہوئی اُون کا حساب دینا ہوگا۔'' بس اس خیال کے آتے ہی میں پریشان ہوگئی، اب آپ کے پاس اپنا مسئلہ لے کر آئی ہوں مجھے اس پریشانی سے نجات دلائیں، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کی پریشانی دور فرمائے۔ مجھے بتائیں کہ اب میں اس اون کی قیمت کا کیا کروں۔'' میرے والدِ محترم نے فرمایا: ''تم دو دانق رکھ لو اور نفع چھوڑ دو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس نفع کے بدلے تمہیں اچھا بدلہ عطا فرمائے گا۔ یہ سن کر وہ چلی گئی۔''

میں نے اپنے والدِ محترم سے کہا: ''حضور! اگر آپ اسے یہ کہہ دیتے کہ اس روشنی میں جتنا اون کاتا وہ علیحدہ کر لو، باقی اُون تمہارے لئے جائز ہے تو کیا حرج تھا۔'' فرمایا: ''بیٹے! اس خاتون کا سوال اس تاویل کا احتمال نہیں رکھتا تھا۔ پھر فرمایا: ''تم جانتے ہو، وہ کون تھی؟'' میں نے کہا: ''ہاں! وہ زمانے کے مشہور ولی حضرتِ سیِّدُنا بِشْرِ حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی ہمشیرہ ''مُخّہ'' تھی۔'' فرمایا: ''جبھی تو وہ یہ مسئلہ پوچھنے آئی تھی۔ واقعی ایسی عظمت و شان والی عورت بِشْر جیسے ولی کی بہن ہی ہو سکتی ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 323: حضرتِ عیسیٰ بن زَاذَان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی بخشش

حضرت سیِّدُنا عَمَّار بن رَاہِب علیہ رحمۃ اللہ الغالب سے منقول ہے کہ ''حضرت سیِّدَتُنا مسکینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اجتماعِ ذکر میں پابندی سے شرکت کیا کرتی تھیں۔ اُن کے انتقال کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو کہا: ''اے مسکینہ! مرحبا۔'' مسکینہ نے کہا: ''اے عمّار! تمہارا بھلا ہو، میں مسکین نہیں اب تو بہت زیادہ غِنیٰ مل چکا ہے محتاجی ختم ہوگئی اور کشادگی آچکی ہے۔'' میں نے کہا: ''اچھا! ان باتوں کو چھوڑو اپنا حال بیان کرو، تمہیں کیا کیا نعمتیں عطا کی گئیں؟'' مسکینہ نے کہا: ''تم اُس سے سوال کر رہے ہو جسے جنت اپنی کثیر نعمتوں کے ساتھ عطا کر دی گئی ہے۔ اب وہ جہاں چاہے جنت کے درختوں کے سائے میں رہے۔'' حضرت سیِّدُنا عَمَّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کا بیان ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی یہ نیک بندی ہمارے ساتھ حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ بن زَاذَان علیہ رحمۃ اللہ المنّان کی محفلِ ذکر میں حاضر ہوا کرتی تھی۔ میں نے پوچھا: ''اے مسکینہ! حضرت سیِّدُنا عیسیٰ بن زَاذَان علیہ رحمۃ اللہ المنّان کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟'' یہ سن کر وہ ہنسنے لگی اور دو عربی اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے:

''انہیں خوبصورت وبیش بہا جنتی لباس پہنایا گیا۔ جنّتی خدّام ہاتھوں میں آبخورے لئے ہر وقت ان کے اردگرد موجود رہتے ہیں۔ پھر انہیں جنتی زیور سے آراستہ کیا گیا اور کہا گیا: ''اے قاری! تلاوت کر، بخدا تجھے تیرے روزوں نے چھٹکارا دلا دیا۔''

راوی کہتے ہیں کہ ''حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ بن زَاذَان علیہ رحمۃ اللہ المنّان آخری عمر تک اس کثرت سے روزے رکھتے رہے کہ آپ کی کمر بالکل جھک گئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز بند ہوگئی۔ ان کی یہ عبادت و ریاضت اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ایسی مقبول ہوئی کہ مغفرت و بخشش کا سبب بن گئی۔''

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم﴾

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نفلی عبادت کا بھی خوب اہتمام کرتے تھے۔ جیسا کہ ہم نے ابھی حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ بن زَاذَان علیہ رحمۃ اللہ المنّان کے بارے میں پڑھا کہ وہ کثرت سے نفلی روزے رکھا کرتے تھے۔ ہمیں بھی چاہئے کہ وقتاً فوقتاً نفلی روزے رکھ کر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا طلب کریں۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے، اپنی رضا والے کاموں پر گامزن فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ اگر ہم چند روزہ زندگی میں تھوڑی سے مشقت برداشت کر کے فرض عبادت کے ساتھ ساتھ نفلی عبادت پر بھی مواظبت (''مُوَا۔ظَ۔بَت''، یعنی ہمیشگی) اختیار کرتے رہے تو اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جنت میں خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ہماری مہمانی کی جائے گی۔ جن خوش نصیبوں کے لئے ''نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ'' (پ۲۴، حٰمٓ السجدۃ ۳۲) ترجمۂ کنزالایمان: مہمانی بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔ کا مژدۂ جانفزا سنایا گیا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی ان میں شامل فرمائے۔ ہم بھی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے امید لگائے اس یومِ عید کے منتظر ہیں۔ **یا اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں جنت الفردوس میں اپنے پیارے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا پڑوس عطا فرما۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم))

؎ گدا بھی منتظر ہے خُلد میں نیکوں کی دعوت کا　　خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا

حکایت نمبر 324:

گائے پر ٹیکس

حضرتِ سیِّدُنا ہِشَام بن مُحَمَّد بن سَائِب کَلْبِی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں: ''ایک مرتبہ شاہِ فارس (یعنی ایران کا بادشاہ) اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ شکار کے لئے نکلا۔ گھنے جنگل میں اچانک ایک شکار نظر آیا، بادشاہ نے گھوڑا شکار کے پیچھے لگا دیا کافی دور تک پیچھا کرنے کے باوجود بادشاہ اس جانور کا شکار کرنے میں ناکام رہا۔ وہ جانور کے پیچھے اتنی تیزی سے آیا کہ

اسے معلوم ہی نہ ہو سکا کہ میں اپنے ہمراہیوں سے بہت دور ویران جنگل میں ایک انجانی جگہ پہنچ چکا ہوں۔ آہستہ آہستہ شام اپنے سائے گہرے کر رہی تھی پھر یکا یک آسمان پر سیاہ بادل چھا گئے اور کچھ ہی دیر بعد موسلا دھار بارش برسنے لگی۔ بادشاہ کسی محفوظ جگہ کی تلاش میں ایک سمت چل دیا۔ کچھ دور ایک جھونپڑی نظر آئی جلدی سے وہاں پہنچا تو ایک بوڑھی عورت دروازے پر بیٹھی تھی۔ بادشاہ نے کہا: ''میں مسافر ہوں، کیا اس اندھیری و طوفانی رات میں مجھے تمہاری جھونپڑی میں پناہ مل سکتی ہے؟'' بڑھیا نے کہا: '' آج رات آپ ہمارے مہمان ہیں، آیئے! اندر تشریف لے آیئے۔''

بادشاہ اپنا گھوڑا لے کر بڑھیا کے ساتھ اس کی جھونپڑی میں داخل ہو گیا۔ کچھ ہی دیر بعد بڑھیا کی بیٹی چند گائیں لے کر جھونپڑی میں داخل ہوئی۔ وہ دن بھر اپنے جانوروں کو چراگاہ میں چراتی اور شام کو واپس آجاتی، ساری ہی گائیں بہت فربہ اور دودھ والی تھیں۔ بادشاہ نے جب ایسی موٹی تازی دودھ والی گائیں دیکھیں تو دل میں کہا: '' ان گایوں پر ضرور کچھ ٹیکس لگایا جانا چاہئے، یہ بہت دودھ والی ہیں، ان کا دودھ دربارِ شاہی میں ضرور پہنچنا چاہئے۔ بادشاہ ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ بڑھیا نے اپنی بیٹی سے کہا: ''بیٹی! فلاں گائے کا دودھ نکالو۔'' جب اس کی بیٹی گائے کے پاس پہنچی تو اسے دودھ سے بالکل خالی پایا، اس نے پکار کر کہا: ''اے میری ماں! خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آج ہمارے بادشاہ نے ہمارے بارے میں کوئی برا فیصلہ کیا ہے۔'' بڑھیا نے کہا: ''بیٹی کیا ہوا؟'' کہا: '' امی جان! ابھی کچھ دیر قبل جس گائے کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے اب دودھ کا ایک قطرہ بھی نہیں۔'' بڑھیا نے کہا: ''صبر کرو، صبح تک اس معاملے کو چھوڑ دو۔'' بادشاہ جو ماں بیٹی کی گفتگو سن رہا تھا اس نے دل میں کہا: ''اس لڑکی کو کیسے معلوم ہو گیا کہ میں نے ان کے بارے میں ظالمانہ فیصلہ کرنے کا ارادہ کیا ہے؟ میں اپنے اس ارادے سے باز آیا اب میں انہیں تنگ نہیں کروں گا، لیکن ان کے بارے میں تحقیق ضرور کروں گا۔''

جب صبح ہوئی تو بڑھیا نے کہا: ''بیٹی! جاؤ دودھ نکالو۔'' جب لڑکی، گائے کے پاس گئی تو اسے دودھ والی پایا، اس نے پکار کر کہا: ''امی جان! بادشاہ نے ہمارے بارے میں جو ناانصافی والی بات سوچی تھی اب اس کے دل سے وہ نکل چکی ہے، ہماری گائے کے تھن اب دودھ سے بھر چکے ہیں۔'' پھر اس نے دودھ نکالا اور رکھ دیا۔ اتنی ہی دیر میں بادشاہ کے ساتھی اسے ڈھونڈتے ہوئے وہاں پہنچ گئے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ان دونوں ماں بیٹی کو ہمارے دربار میں لے چلو۔ سپاہی انہیں دربار میں لے گئے۔ بادشاہ نے ان کی خوب خاطر مدارات کی، پھر پوچھا: ''تم نے کیسے جان لیا کہ بادشاہ نے کسی بری بات کا ارادہ کیا اور پھر اس کے دل سے وہ ارادہ جاتا رہا؟'' بڑھیا نے کہا: ''ہم اس جنگل میں عرصۂ دراز سے سکونت پذیر ہیں، جب بھی دربارِ شاہی سے کوئی عدل وانصاف والا حکم جاری ہوتا ہے تو ہمارے شہروں، دیہاتوں اور چراگاہوں میں خوشحالی آجاتی اور ہماری زندگی خوشگوار ہو جاتی ہے۔ لیکن جب کوئی ظالمانہ حکم جاری ہوتا ہے تو تنگدستی اور مفلسی آجاتی ہے اور ہماری اشیاء سے ہمارا نفع منقطع (یعنی ختم) ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہم جان لیتے ہیں کہ کس وقت کس طرح کا

حکم جاری ہوا ہے۔'' یہ سن کر بادشاہ بڑا حیران ہوا پھر ماں بیٹی کوانعام واکرام کے ساتھ واپس بھیج دیا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے اور اچھوں کے دامن سے وابستہ فرمائے۔(آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر325:

بوڑھے مجاہد کی دعا

حضرتِ سیِّدُنا عُـکَّـلِـی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''مجھے بصرہ کے رہنے والے ایک شخص نے بتایا کہ میں نے ایک پُرکشش وبارُعب شخص کواون کالباس پہنے دیکھا۔اس کا نام پوچھا تو علی بن محمد بتایا۔میں اس کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرنے لگا،اس نے بتایا کہ میں ایک مرتبہ ''**مصیصہ**'' کی طرف جہاد کے لئے گیا، وہاں مسجد میں ایک حسین وجمیل بزرگ کو دیکھا لوگ اس کے گرد بیٹھے تھے اور وہ انہیں حدیث سنا رہا تھا۔میں بھی حلقۂ درس میں شامل ہوگیا،اس نے مجھ سے میرا حال دریافت کیا تو میں نے کہا: ''میں عراق کا رہنے والا ہوں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا اور آخرت کی طلب میں یہاں آیا ہوں۔'' یہ سن کر بزرگ نے مجھے دعائیں دیتے ہوئے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں پاکیزہ زندگی اور آخرت میں عزت والا گھر عطا فرمائے،اے بندۂ خدا! مجھے تم سے ایک حاجت ہے، میری اس حاجت کو رد نہ کرنا۔'' میں نے کہا: ''جی بتایئے! کیا حاجت ہے؟'' کہا: ''ہمارے ہاں قیام کرو اور ضیافت کا موقع دو۔''

میں اس کے پاس رک گیا میں نے دیکھا کہ میرے میزبان کو **اللہ** ربُّ العزَّت نے **صِیَامُ النَّھَارِ وَقِیَامُ اللَّیل** (یعنی دن کو روزہ رکھنے اور رات کو عبادت کرنے) اور اعمالِ صالحہ کی دولت سے مالا مال کیا ہوا ہے۔میں اس کے پاس ہی ٹھہرا رہا۔ہمارا لشکر جہاد کے لئے روانہ ہونے لگا تو میرے اس بزرگ میزبان نے مجاہدین کے لئے کثیر سامانِ خورد ونوش فراہم کیا۔اور خود بھی لشکر میں شامل ہوگیا اس کے ساتھ دس ہزار مجاہدین بھی لشکر میں شامل ہوئے۔اس کا جوان بیٹا جو اس کے گھر کے انتظامات سنبھالتا تھا، وہ بھی مجاہدین میں شامل ہوگیا۔ہمارا یہ لشکر دشمن کی سرحدوں کی طرف آندھی وطوفان کی طرح بڑھنے لگا۔جب دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا تو ہم نے دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ محسوس کی، کفار کو انجامِ بد تک پہنچانے کے لئے مجاہدینِ اسلام، کفار کے ٹِڈّی دَل لشکر کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح جم گئے۔اس بزرگ کے جوان بیٹے نے مجاہدین کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے انہیں جہاد پر خوب اُبھارا۔پھر اس کے بوڑھے باپ نے مجاہدین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''اے نوجوانانِ اسلام! جنت کے دروازے تمہارے سامنے ہیں، اپنی شمشیروں کے ذریعے انہیں کھولو اور دشمن پر ٹوٹ پڑو۔'' یہ سنتے ہی اس کا نوجوان بیٹا کمال دلیری سے تن تنہا دشمن کی صفوں میں گھس گیا اور بہادری وجوانمردی کے وہ جوہر دکھائے کہ دشمنوں کی عقلیں دنگ رہ گئیں۔بالآخر یہ مردِ مجاہد شجرِ اسلام کی آبیاری کے لئے مرتبہ شہادت پر فائز ہوا۔پھر اس کا بوڑھا باپ دشمنوں پر غضب ناک شیر کی طرح حملہ آور ہوا اور داد شجاعت دیتے ہوئے یہ

بھی جامِ شہادت نوش کرگیا اور اس کی روح بھی جنت کے باغات کی طرف پرواز کرگئی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں فتح عطا فرمائی، دشمن پیٹھ پھیر کر خائب وخاسر لوٹا۔ہم نے بہت سوں کو واصلِ جہنم کیا۔ بہت سے دشمن قید ہوگئے۔ پھر ہم نے مجاہدین کی مُبارَک لاشیں سپردِ خاک کیں۔ بوڑھے مجاہد کے لئے بھی ایک قبر کھودی گئی جب اسے دفنا کر ہم واپس ہونے لگے تو زمین ہلنے لگی اور اس بزرگ مجاہد کی لاش زمین سے باہر آ گئی۔ہم یہ سمجھے کہ شاید زلزلے کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔لہٰذا ہم نے ایک اور قبر کھودی اور اسے دفن کر دیا۔ابھی مٹی برابر ہی کی تھی کہ دوبارہ زمین ہلنے لگی اور ایک پُر ہول آواز سنائی دی۔زمین نے پہلے کی طرح اسے پھر باہر نکال دیا۔ہم نے تیسری قبر کھود کر اسے دفنایا تو یہ دیکھ کر ہماری عقلیں حیران ہو گئیں کہ اس مرتبہ بھی زمین نے اسے باہر نکال دیا۔ پھر ہم نے ہاتفِ غیبی کی آواز سنی: ''اے لوگو! یہ نیک بندہ اپنی زندگی میں ہمیشہ یہ دعا کرتا رہا کہ اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! **میرا حشر درندوں اور پرندوں کے پیٹوں میں کرنا** اس کی دعا بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں قبول ہوگئی ہے، لہٰذا اب یہ قبر میں دفن نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کی خواہش کے مطابق اس کے جسمِ نازنین کو جنگلی درندے اور پرندے کھائیں گے۔ یہ غیبی آواز سن کر ہم اسے وہیں چھوڑ کر واپس لوٹ آگئے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر326: عالمِ ربّانی

حضرتِ سیِّدُنا عبدالجبّار بن عبدالعزیز بن ابوحازِم علیہم الرحمۃ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ خلیفہ سلیمان بن عبد الملک مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّتَعْظِیْماً میں تین دن ٹھہرا اور لوگوں سے کہا: ''کیا یہاں کوئی ایسا شخص ہے جس نے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی زیارت کی ہو، ہم اس سے حدیث سننا چاہتے ہیں؟'' اسے بتایا گیا کہ یہاں ایک جلیل القدر تابعی بزرگ حضرت سیِّدُنا ابوحازِم علیہ رحمۃ اللہ الناصر رہتے ہیں۔ چنانچہ، انہیں بلایا گیا، جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے تو خلیفہ نے کہا: ''اے ابوحازِم علیہ رحمۃ اللہ الناصر! آخر اتنی بے وفائی کیوں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''آپ نے مجھ میں کون سی بے وفائی دیکھی ہے؟''

خلیفہ نے کہا: ''مدینۂ منورہ کے تمام علماء ومُعزَّزین میرے پاس آئے لیکن آپ نہیں آئے؟'' فرمایا: ''میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتا ہوں کہ آپ ایسی بات کہیں جو سرے سے ہی نہ ہو، میرے اور آپ کے درمیان پہلے واقفیت ہی نہ تھی کہ جس کی وجہ سے میں یہاں آتا، پھر بے وفائی کا الزام کیوں؟'' خلیفہ نے کہا: ''بے شک آپ نے سچ وحق بات کہی: اچھا یہ بتائیے کہ ہم موت کو

کیوں ناپسند کرتے ہیں؟'' فرمایا: ''اس لئے کہ تم لوگوں نے اپنی آخرت برباد کرڈالی ہے اور دنیا میں خوب عیش وعشرت کی زندگی گزار رہے ہو، اب تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ عیش وعشرت کے گھر کو چھوڑ کر عذاب والی جگہ جائیں۔'' خلیفہ نے کہا: ''آپ نے حق فرمایا۔'' اچھا یہ بتایئے کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضری کی کیا کیفیت ہوگی؟'' فرمایا: ''نیک لوگ تو اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ایسے جائیں گے جیسے برسوں کا بچھڑا ہوا اپنے اہل وعیال کی طرف خوشی خوشی جاتا ہے۔ جبکہ گناہ گار و نافرمان اس طرح ہوں گے جیسے بھاگے ہوئے غلام کو واپس اس کے مالک کے پاس لایا جارہا ہو۔''

یہ سن کر خلیفہ سلیمان نے روتے ہوئے کہا: ''اے کاش! مجھے معلوم ہوجاتا کہ ہمارے لئے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ کے ہاں کیا کچھ ہے؟'' فرمایا: ''اپنے آپ کو کتاب اللہ پر پیش کرو، تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ تمہارے لئے کیا کچھ ہے۔'' خلیفہ نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پاکیزہ کتاب میں کس مقام پر یہ باتیں تلاش کروں؟'' فرمایا: ''دیکھو! اللہ عَزَّوَجَلَّ نیکوں اور بدوں کے اُخروی مقامات کا واضح بیان فرما رہا ہے:

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ﴿۱۳﴾ وَ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ﴿۱۴﴾
(پ ۳۰، الانفطار: ۱۳۔۱۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک نکوکار ضرور چین میں ہیں اور بے شک بدکار ضرور دوزخ میں ہیں۔

خلیفہ نے پوچھا: ''اے ابو حازِم! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کہاں ہے؟'' فرمایا: اس کی رحمت محسنین کے قریب ہے۔'' خلیفہ نے کہا: ''لوگوں میں سب سے زیادہ سمجھدار کون ہے؟'' فرمایا: ''جس نے علم وحکمت کی باتیں سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں۔'' خلیفہ نے پوچھا: ''لوگوں میں بے وقوف ترین شخص کون ہے؟'' فرمایا: ''جو ظالم کی پیروی میں لگا، ظالم کی ہاں میں ہاں ملائی اور اس کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت داؤ پر لگادی۔'' خلیفہ نے کہا: اچھا یہ بتایئے کہ مقبول ترین دعا کون سی ہے؟'' فرمایا: ''مُتَوَاضِعِیْن (یعنی عاجزی کرنے والوں) کی دعا۔'' خلیفہ نے کہا: ''اے ابو حازِم! سب سے بہترین صدقہ کیا ہے؟'' فرمایا: ''تنگدست محتاج کی مدد کرنا۔'' خلیفہ نے کہا: ''حضور! یہ بتایئے کہ جس حالت میں ہم ہیں اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟'' فرمایا: ''اس معاملے میں مجھے معافی دو۔''

سلیمان نے کہا: ''اچھا! مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔'' فرمایا: ''بے شک حکمرانوں نے ظلم وزیادتی کرکے مسلمانوں کی رائے کے بغیر من مانی کرتے ہوئے خلافت حاصل کی، بے وفا دنیا کے حصول کے لئے بے گناہوں کا بے دریغ خون بہایا پھر کفِ افسوس ملتے ہوئے حکومت ومملکت کو چھوڑ کر آخرت کی طرف کوچ کرگئے۔ اے کاش! مجھے معلوم ہوتا کہ ان سے وہاں کیا کیا پوچھا گیا اور انہوں نے کیا جواب دیا؟ اب وہ اپنی کرنی کا پھل بھگت رہے ہوں گے۔'' یہ سن کر کسی خوشامدی درباری نے کہا: ''اے شیخ! یہ آپ نے بہت بری بات کی۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: ''تو نے جھوٹ کہا، میں نے وہی کیا جو مجھ پر لازم تھا، بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے علماء کرام سے عہد لیا ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے دین ظاہر کریں گے اور کچھ بھی نہیں چھپائیں گے۔'' خلیفہ سلیمان نے کہا: ''اے

ابوحَازِم! کیاہماری اصلاح کی کوئی صورت ہے؟'' فرمایا: ''ہاں! تم لوگ تکلُّفات اور ریا کاری کو چھوڑ کر مروت واخلاص کو اپنالو۔'' خلیفہ نے کہا: ''اس کی کیا صورت ہے؟'' فرمایا: ''جن سے لینے کا حق ہے ان سے لو اور مستحقین کو ان کا حق دو۔''

خلیفہ نے کہا: ''اے محترم! آپ ہمارے ہاں قیام فرمائیں تا کہ ہم آپ سے مستفیض ہوں۔'' آپ نے فرمایا: ''میں اس بات سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتا ہوں۔'' خلیفہ نے کہا: ''آپ ہم سے دور کیوں رہنا چاہتے ہیں؟'' فرمایا: ''اگر میں تمہارے ساتھ رہوں تو اندیشہ ہے کہ کسی معاملے میں تمہاری طرف مائل ہو جاؤں، شاہی عیش وعشرت سے کچھ فائدہ اٹھالوں اور اس طرح اپنی دنیا وآخرت برباد کر بیٹھوں لہٰذا دُوری ہی میں عافیت ہے۔'' خلیفہ نے کہا: ''مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔'' فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے خوف کر اور جس جگہ جانے سے اس نے روکا ہے وہاں ہرگز نہ جا۔ اور ایسی جگہ سے ہرگز غیر حاضر نہ رہ جہاں حاضر رہنے کا اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے تجھے حکم دیا ہے۔'' خلیفہ نے کہا: ''اے ابوحَازِم! ہمارے لئے دعا کیجئے۔'' فرمایا: ''ہاں! میں دعا کرتا ہوں، ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر سلیمان تیرا پسندیدہ بندہ ہے تو اس کے لئے خیر کی راہ آسان فرمادے اور اگر یہ تیرے دشمنوں میں سے ہے تو اسے پیشانی سے پکڑ کر خیر کی راہ پر ڈال دے۔''

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دعا سے فارغ ہوئے تو خلیفہ نے ایک ہزار دینار آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف بڑھاتے ہوئے عرض کی: ''حضور! یہ حقیر سا نذرانہ قبول فرمائیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''مجھے اس کی حاجت نہیں، میرے علاوہ اس مال کے اور بھی بہت سے حق دار ہوں گے۔ میں ڈرتا ہوں کہ یہ مال میری اس نیکی کی دعوت کا بدلہ نہ ہو جائے جو میں نے تجھے دی۔ میں نے یہ تمام باتیں رضائے الٰہی کے لئے کیں اور اسی سے اجر کا طلبگار رہوں، دنیا والوں سے ہرگز بدلہ نہیں چاہتا۔ جیسا کہ حضرت سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جب فرعون کے ملک سے مدین کی طرف تشریف لے گئے تو ایک کنوئیں کے قریب بیٹھ گئے وہاں دولڑکیاں اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے لئے کھڑی تھیں، آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: ''کیا کوئی مرد نہیں ہے کہ تم پانی پلا رہی ہو؟'' کہا: ''نہیں۔'' یہ سن کر آپ علیہ السلام نے انہیں پانی بھر کر دیا اور پھر ایک درخت کے سائے تلے بیٹھ کر بارگاہِ خداوندی میں اس طرح عرض گزار ہوئے: ''رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ ﴿۲۴﴾ (پ ۲۰، القصص: ۲۴) ترجمۂ کنزالایمان: اے میرے رب! میں اس کھانے کا جو تو میرے لئے اُتارے محتاج ہوں۔'' اے خلیفہ! دیکھ! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نبی برحق نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے دِین کے بدلے کوئی دنیوی شئے نہ مانگی۔ جب وہ دونوں صاحبزادیاں اپنے والد حضرت سیِّدُنا شُعَیب علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس گئیں تو آپ علیہ السلام نے پوچھا: ''میری بیٹیو! آج تم خلافِ معمول جلدی کیوں آگئیں؟'' عرض کی: ''ابا حضور! آج ایک مردِ صالح نے ہمارے جانوروں کو پانی پلا دیا اسی لئے ہم جلدی آگئیں۔'' آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''کیا تم نے اسے کچھ کہتے ہوئے سنا۔'' عرض کی: ''ہاں! وہ نوجوان اس طرح مُلْتَجی (التجا کر رہا) تھا:

رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ ﴿۲۴﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اے میرے رب میں اس کھانے کا جو تو میرے لئے اتارے محتاج ہوں۔

(پ ۲۰،القصص:۲٤)

حضرتِ سیِّدُ نا شُعَیب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ و السلام نے فرمایا: ''وہ نوجوان ضرور بھوکا ہوگا، تم میں سے کوئی ایک جائے اور اس نوجوان سے جا کر کہے: ''بے شک میرا والد آپ کو بلاتا ہے تا کہ جو بھلائی آپ نے ہمارے ساتھ کی اور ہمارے جانوروں کو پانی پلایا آپ کو اس کا بدلہ عطا فرمائے۔'' جب صاحبزادی نے حضرت سیِّدُ نا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ و السلام کو اپنے والد کا پیغام دیا تو آپ علیہ السلام زار و قطار رونے لگے، آپ علیہ السلام اس صحرائی علاقے میں اجنبی و مسافر تھے، کئی دنوں سے کھانا نہ کھایا تھا، آپ علیہ السلام ان کے پیچھے پیچھے ان کے گھر کی جانب چل دیئے۔ تیز ہوا کی وجہ سے ان کے کپڑے اڑنے لگے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندی! تو میرے پیچھے چل۔'' جب آپ علیہ السلام حضرتِ سیِّدُ نا شُعَیب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے کھانا پیش کرتے ہوئے فرمایا: ''اے نوجوان! کھانا کھالیجئے۔'' حضرتِ سیِّدُ نا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ و السلام نے فرمایا: ''میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتا ہوں۔'' پوچھا: ''آپ کھانے سے کیوں انکار کر رہے ہیں؟'' فرمایا: ''ہمارا تعلق ایسے خاندان سے ہے اگر ہمارے لئے ساری زمین کو سونے سے بھر دیا جائے تو پھر بھی ہم اپنا دِین نہیں بیچیں گے۔'' حضرتِ سیِّدُ نا شُعَیب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ایسا ہرگز نہیں کہ ہم آپ کی نیکی خرید رہے ہیں، بلکہ ہم نے تو بطورِ ضیافت یہ کھانا پیش کیا ہے اور مہمانوں کو کھانا کھلانا ہمارے آباء و اجداد کا طریقہ رہا ہے، آپ بلا جھجک کھانا تناول فرمائیں۔'' پھر آپ علیہ السلام نے کھانا تناول فرمایا۔

اے خلیفہ سلیمان بن عبدالملک! اگر آپ کی یہ دنیا میری نیکی کی دعوت کا بدلہ ہے تو حالتِ اضطرار میں مردار کا گوشت کھالینا مجھے ان دیناروں کے لینے سے زیادہ پسند ہے۔'' خلیفہ اس بزرگ کی شانِ بے نیازی دیکھ کر بہت متعجب ہوا۔ زُہری نے کہا: ''ابو حازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم میرے پڑوسی ہیں تیس سال کا طویل عرصہ گزر گیا لیکن میں ان سے کلام کرنے کا شرف حاصل نہ کر سکا۔'' حضرتِ سیِّدُ نا ابو حازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے فرمایا: ''تو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو بھول گیا تو نے مجھے بھی بھلا دیا۔ اگر تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت میں کامل ہوتا تو مجھ سے ضرور محبت کرتا۔'' زُہری نے کہا: ''کیا آپ مجھے برا بھلا کہہ رہے ہیں؟'' خلیفہ سلیمان نے کہا: ''اے زُہری! انہوں نے تجھے برا بھلا نہیں کہا بلکہ تو نے خود اپنے آپ کو برا بھلا کہا ہے۔ کیا تو پڑوسی کے حقوق سے آگاہ نہ تھا؟'' پھر حضرتِ سیِّدُ نا ابو حازِم علیہ رحمۃ اللہ الناصر نے فرمایا: ''بنی اسرائیل اس وقت تک سیدھی راہ پر گامزن رہے جب تک امراء وسلاطین، علماء کی بارگاہ میں حاضری دیتے رہے۔ وہ علماءِ رَبَّانِیِّین اپنے دِین کی وجہ سے دربارِ سلاطین سے دور بھاگتے تھے۔ پھر بھی حکمران و امراء علماء کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔ جب ذلیل لوگوں نے علماء کرام کی عزت و توقیر دیکھی تو انہوں نے بھی علم

حاصل کیا پھر دین کو لے کر بادشاہوں کے درباروں میں جانے لگے اس طرح ان امراء وسلاطین نے علماءِ رَبَّانِیِّیْن کو چھوڑ دیا پھر وہ قوم گناہوں پر جمع ہوگئی تو ان کی عزت جاتی رہی اور تنگدستی و مفلسی ان کا مقدر بن گئی۔ اگر علماء اپنے دین کی حفاظت کرتے اور لالچ کرتے ہوئے اسے بادشاہوں کے دربار میں نہ لے جاتے تو سلاطین وامراء سرکش و باغی نہ ہوتے۔''

زُہری نے کہا: ''اے ابوحَازِم! ایسا لگتا ہے کہ تم یہ ساری باتیں مجھے سنانے کے لئے کہہ رہے ہو اور مجھے طعنہ دے رہے ہو۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میں ہرگز تمہاری بے عزتی نہیں کررہا لیکن حقیقت وہی ہے جو تم نے سنی۔'' اتنا کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دربار سے واپس چلے آئے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب ہِشَام بن عبدالملک مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا آیا تو اس نے حضرتِ سیِّدُنا ابوحَازِم علیہ رحمۃ اللہ الناصر کو اپنے پاس بلایا اور کہا: ''مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔'' فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈر، دنیا سے بے رغبتی اختیار کر، بے شک اس کی حلال اشیاء کا حساب اور حرام پر عذاب ہوگا۔'' ہِشَام نے کہا: ''اے ابوحَازِم علیہ رحمۃ اللہ الناصر! آپ نے مختصر مگر بہت جامع نصیحت کی۔'' اچھا یہ بتائیے کہ آپ کا سرمایہ کیا ہے؟'' فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر پختہ یقین رکھنا اور اس چیز سے ناامید رہنا جو لوگوں کے پاس ہے۔'' کہا: ''آپ اپنی کوئی حاجت خلیفہ سے کہنا چاہیں تو کہیں۔'' فرمایا: ''افسوس صد افسوس! سنو! میں اپنی حاجتیں اسی پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی اور حاجتیں پوری نہیں کرتا۔ پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے مجھے جو عطا ہوتا ہے اسی پر قناعت کرتا ہو۔ اور جو چیز مجھ سے روک لی جاتی ہے اس پر صبر وشکر کرتا ہوں۔ میں نے کسب اور مال ودولت کے معاملے میں غور کیا تو میرے سامنے دو باتیں واضح ہوئیں۔

پہلی یہ کہ جو چیز میرے مقدر میں ہے وہ ضرور بالضرور مجھے مل کر رہے گی اور اپنے وقت پر ہی ملے گی وقت سے قبل ہرگز نہیں مل سکتی چاہے میں ایڑی چوٹی کا زور لگالوں۔ اور جو چیز میرے علاوہ کسی اور کے مقدر میں ہے، وہ مجھے کبھی بھی نہیں مل سکتی۔ جس طرح مجھے کسی اور کا رزق نہیں مل سکتا اسی طرح کسی اور کو بھی میرے حصے کا رزق ہرگز ہرگز نہیں مل سکتا، میں خواہ مخواہ اپنے آپ کو ہلاکت و پریشانی میں کیوں ڈالوں۔ وہ خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ سب کو رزق دینے والا ہے، مجھے اسی کی ذات کافی ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** عظیم وکامیاب لوگ کبھی بھی اپنے اصولوں کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ دنیوی مال ودولت کی خاطر ہرگز اپنا سرمایۂ ایمان وعلم داؤ پر نہیں لگاتے۔ بھوک پیاس، تنگدستی اور لوگوں کی طرف سے کی جانے والی ظلم وزیادتی سب برداشت کرلیتے ہیں لیکن کبھی بھی حالات سے مجبور ہوکر دنیا کی حقیر دولت کے بدلے اپنے علم وعمل کا سودا نہیں کرتے۔ ایسے باہمت بامُرَوَّت اور خوددار لوگ ہی درحقیقت لوگوں کے سالار ورہنما ہوئے ہیں۔)

؎ شاہین کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا پُردم ہے اگر تُو تو نہیں خطرۂ اُفتاد

حکایت نمبر327:

صابرہ خاتون

حضرتِ سیِّدُ نا اَصْمَعِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں اپنے ایک دوست کے ساتھ سفر پر تھا، جنگل سے گزرتے ہوئے ہم راستہ بھول گئے، کچھ دور ایک خیمہ نظر آیا تو اس طرف گئے وہاں پہنچ کر بلند آواز سے سلام کیا، تو ایک عورت خیمے سے باہر آئی اور ہمارے سلام کا جواب دیتے ہوئے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' ہم نے کہا: ''ہم راستہ بھول گئے ہیں خیمہ دیکھا تو اس طرف چلے آئے۔'' عورت نے کہا: ''تم لوگ تھوڑی دیر یہیں ٹھہرو یہاں تک کہ میں تمہارا حق پورا کروں جس کے تم حق دار ہو۔'' ہم وہیں کھڑے رہے۔ وہ پردے کے پیچھے چلی گئی اور کہا: ''تم اپنا منہ دوسری طرف کرو یہاں تک کہ تمہیں تمہارا حق دیا جائے۔'' ہم دوسری طرف دیکھنے لگے، اس نے اپنی چادر اُتار کر بچھائی اور خود پردے کی اَوٹ میں ہی رہی اور کہنے لگی: ''اس چادر پر بیٹھ جاؤ، میرا بیٹا ابھی آتا ہی ہوگا پھر تمہاری ضیافت کا اہتمام کر دیا جائے گا۔'' ہم چادر پر بیٹھ گئے کچھ دور ایک سوار آتا دکھائی دیا تو بولی: ''یہ اونٹ تو میرے بیٹے کا ہے لیکن اس پر سوار ہونے والا میرے بیٹے کے علاوہ کوئی اور ہے۔'' کچھ ہی دیر بعد سوار خیمے کے پاس پہنچ گیا اس نے عورت سے کہا: ''اے اُمِّ عقیل! اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے بیٹے کے معاملے میں تمہیں عظیم اجر عطا فرمائے۔'' یہ سن کر اس عورت نے کہا: ''تمہارا بھلا ہو، کیا میرا بیٹا مر گیا؟'' کہا: ''ہاں۔'' پوچھا: ''اس کی موت کا سبب کیا بنا؟'' کہا: ''وہ اونٹوں کے درمیان پھنس گیا تھا، اونٹوں نے اسے کنوئیں میں دھکیل دیا جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوگئی۔'' بیٹے کی موت کی خبر سن کر وہ صابرہ خاتون نہ روئی اور نہ ہی کسی قسم کا واویلا کیا بلکہ اس اونٹ والے سے کہا: ''نیچے اُترو ہمارے ہاں کچھ مہمان آئیں ہیں ان کی ضیافت کا اہتمام کرو، وہ سامنے مینڈھا بندھا ہوا ہے اسے ذبح کر کے مہمانوں کو پیش کرو۔''

چنانچہ، مینڈھا ذبح کیا گیا اور اس کے گوشت سے ہماری دعوت کی گئی۔ ہم کھانا کھاتے ہوئے سوچ رہے تھے کہ یہ عورت کتنی صبر والی ہے کہ جوان بیٹے کی موت پر کسی طرح کا غیر شرعی کام نہ کیا اور نہ ہی کسی قسم کا شور شرابہ کیا۔ جب ہم کھانا کھا چکے تو صابرہ خاتون نے کہا: ''تم میں سے کوئی شخص مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کتاب میں سے کچھ آیات سنا کر مجھ پر احسان کرے گا؟'' میں نے کہا: ''ہاں! میں تمہیں قرآنی آیات سناتا ہوں۔'' صابرہ خاتون نے کہا: ''مجھے کچھ ایسی آیات سناؤ جن سے صبر وشکر کی دولت نصیب ہو۔ میں نے سورۂ بقرہ کی درج ذیل آیات بینات کی تلاوت کی:

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ (پ۲، البقرۃ:۱۵۵۔۱۵۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔

خاتون نے یہ آیاتِ قرآنیہ سنیں تو کہا: ''جو تم نے پڑھا کیا قرآن میں بالکل اسی طرح ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں! خدا

عَزَّوَجَلَّ کی قسم! قرآن میں اسی طرح ہے۔'' صابرہ خاتون نے کہا: ''تم پر سلامتی ہو، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں خوش رکھے۔'' پھر اس نے نماز پڑھی اور کہا: ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن '' بے شک میرا بیٹا عقیل **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پہنچ گیا ہوگا، تین مرتبہ اس نے یہی کلمات کہے پھر اس طرح مُلتَجِی ہوئی: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! جیسا تو نے حکم دیا میں نے ویسا ہی کیا اب تو بھی اپنے اس وعدے کو پورا فرما دے جو تو نے کیا ہے، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

(سُبحَانَ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! صبر ہو تو ایسا اور یقین ہو تو ایسا۔ اس خوش بخت ماں نے اپنے جگر کے ٹکڑے، اپنے جوان بیٹے کی موت پر بے وقوف اور جاہل عورتوں کی طرح نوحہ، چیخ و پکار اور کوئی بھی غیر شرعی کام نہ کیا۔ بلکہ حکمِ خداوندی سن کر نماز ادا کی اور وہی کیا جو حکمِ خداوندی تھا۔ وہ خوش نصیب ماں اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی کتنی فرمانبردار تھی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی مصائب وآلام پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو نیک بندے مصیبت میں حرفِ شکایت زبان پر نہیں لاتے اور نہ ہی مصائب سے گھبراتے ہیں ان عاشقانِ رسول کا صدقہ! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی دولتِ صبر و شکر سے مالا مال فرما دے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم))

؎ زباں پر شکوۂ رنج والم لایا نہیں کرتے　　نبی کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر328: درسِ صبر و شکر

حضرتِ سیِّدُنا عبدالرحمٰن علیہ رحمۃ اللہ المنّان اپنے چچا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ''ایک بوڑھی عورت جو جنگل میں چراگاہ کے قریب رہتی تھی اس کے متعلق مجھے ایک شخص نے بتایا کہ وہ بڑھیا بہت عقل مند اور صابرہ وشاکرہ تھی۔ لوگ اس کے صبر و شکر اور دانائی کی مثالیں دیا کرتے تھے۔ اس کا ایک بیٹا تھا جو انتہائی وجیہ وخوبصورت تھا کافی عرصہ بیمار رہا، بوڑھی ماں نے بہت اچھے طریقے سے اس کی تیمارداری کی۔ عرصۂ دراز تک بسترِ عَلالت پر اپنے زندگی کے ایام گزارنے کے بعد بالآخر اس کا نوجوان جمیل و شکیل اکلوتا بیٹا اس دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر گیا۔ اس کی موت کے بعد بڑھیا اپنے گھر کے صحن میں بیٹھی ہوئی تھی۔ لوگ تعزیت کے لئے آئے تو بڑھیا نے ایک ضعیف العمر شخص سے کہا: ''کتنا اچھا ہے وہ خوش بخت جس نے عافیت کا لباس پہن لیا، جس پر نعمتوں کا رنگ چڑھ گیا، جسے ایسی فطرت عطا کی گئی کہ جب تک وہ اپنے مسائل حل نہ کرلے اسے توفیق وہمت دی جاتی رہے۔ پھر بڑھیا نے دو عربی اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے:

''وہ میرا بیٹا تھا مجھے معلوم نہیں کہ اس کی وجہ سے مجھے کتنا اجر ملا، میری مدد اس کے لئے یہ تھی کہ میں نے اس کی پرورش کی

اور میں اس کی دیکھ بھال کرنے والی تھی، اگر میں اس کی موت پر صبر کروں تو اجر دی جاؤں گی اور اگر گریہ وزاری اور چیخ وپکار کروں تو اس رونے والی کی طرح ہو جاؤں گی جسے اس کے رونے دھونے نے کچھ فائدہ نہ دیا۔''

بڑھیا کی یہ حکمت بھری باتیں سن کر ضعیف العمر شخص نے کہا:''اب تک تو ہم یہی سنتے آئے ہیں کہ رونا دھونا، واویلا کرنا عورتوں کی عادت ہے، لیکن تم تو مردوں سے بھی زیادہ صبر والی ہو، تمہارا صبر عظیم ہے اور عورتوں میں تمہاری نظیر ملنا مشکل ہے۔'' یہ سن کر بڑھیا نے کہا:''جب بھی کوئی شخص دو چیزوں یعنی صبر و شکر اور جزع فزع (یعنی بے صبری) کے درمیان ہو تو اس کے سامنے دو راستے ہوتے ہیں۔ بہر حال صبر تو ہر حال میں اچھا ہے، وہ ظاہراً حسین اور اس کا انجام محمود ہے۔ جب کہ بے صبری، اس پر تو کوئی ثواب ہی نہیں ہے۔ اگر صبر و بے صبری انسانی شکل میں ہوتے تو **صبر**، حسن و عادات اور دین کے معاملے میں **بے صبری** سے بدرجہا افضل ہوتا۔ **صبر** دینی معاملات اور نیکی کے کاموں میں جلدی کرنے والا ہے۔ جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ دولتِ صبر عطا فرمائے اسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا وعدہ کافی ہے۔ صبر میں بھلا ہی بھلا اور بے صبری میں نقصان ہی نقصان ہے۔''

(**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں صبر کی دولت سے مالا مال فرمائے، بے صبری و بے شکری کی نحوست سے محفوظ رکھے۔ راضی برضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ رہنے والا اور حرفِ شکایت لب پر نہ لانے والا خوش نصیب ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں صابر و شاکر بنائے۔)

(آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 329: ہائے! میں تو نماز پڑھتا تھا

حضرتِ سیِّدُنا عبیداللہ بن محمد مَدِینی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:''ہمارے ایک دوست نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں اپنی زرعی زمین کی طرف گیا، مغرب کا وقت ہوا تو نمازِ مغرب ادا کی۔ قریب ہی ایک طرف ایک قبر تھی ابھی میں نماز سے فارغ ہوا ہی تھا کہ اچانک رونے کی آواز آنے لگی میں نے غور سے سنا تو قبر سے یہ درد بھری آواز آئی:''ہائے! میں تو نماز بھی پڑھتا تھا، میں تو روزے بھی رکھتا تھا۔'' یہ آواز سن کر مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا میں نے ایک شخص کو بلایا تو اس نے بھی وہی آواز سنی جو میں سن رہا تھا۔ پھر میں خوفزدہ و متعجب ہوا۔ دوسرے دن میں نے پھر اسی مقام پر نمازِ عصر ادا کی، غروبِ آفتاب تک وہیں بیٹھا رہا اور نمازِ مغرب ادا کی، قبر سے پھر یہ دردناک آواز سنائی دی:''ہائے! میں تو نماز بھی پڑھتا تھا، میں تو روزے بھی رکھتا تھا۔'' مسلسل اسی طرح آواز آتی رہی۔ میں غمگین و پریشان اپنے گھر کی طرف چلا آیا، مجھے بخار چڑھ گیا اور دو مہینوں تک اسی میں مبتلا رہا۔''

(**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں تمام گناہوں سے محفوظ رکھے، نماز روزے کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ گناہوں سے بچنے کی بھی

توفیق عطا فرمائے۔ مذکورہ حکایت میں جس مردے کا ذکر ہوا وہ نماز روزے کا پابند تھا لیکن اس کا کوئی گناہ ایسا ہوگا جس کی اسے سزا مل رہی تھی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں عذابِ قبر سے محفوظ رکھے اور ہمارے گناہوں کو معاف فرما کر سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔)

کب گناہوں سے کنارہ میں کروں گا یارب عَزَّوَجَلَّ! نیک کب اے میرے اللہ! بنوں گا یارب عَزَّوَجَلَّ!

کب گناہوں کے مرض سے میں شفا پاؤں گا کب میں بیمار مدینے کا بنوں گا یارب عَزَّوَجَلَّ!

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

حکایت نمبر 330: رحمتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی برسات

حضرتِ سیِّدُنا اُبَی بن کَعب حارِثی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں اپنے گمشدہ اونٹوں کو تلاش کرنے کے لئے نکلا تو اپنے برتنوں کو دودھ سے بھر لیا پھر میں نے دل میں کہا: ''یہ میں نے اچھا نہیں کیا، سارے برتن دودھ سے بھر لئے لیکن وضو کے لئے پانی وغیرہ بھرا ہی نہیں، میرا یہ عمل غیر منصفانہ ہے (یعنی اس میں انصاف نہیں) اس خیال کے آتے ہی میں نے برتنوں کو دودھ سے خالی کیا اور پانی بھر لیا۔ پھر اونٹوں کی تلاش میں چل دیا۔ میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے ایسا کرم فرمایا کہ جو برتن وضو کے لئے بھرے تھے ان میں تو پانی ہی رہا لیکن جو پینے کے لئے بھرے تھے وہ بھی سب دودھ میں تبدیل ہوگئے۔ میں تین دن اونٹوں کی تلاش میں رہا اور تینوں دن مجھ پر اسی طرح رحمتِ خداوندی کی برسات ہوتی رہی۔ پھر میں دریا کی طرف گیا تو ایک آواز سنائی دی:

''اے ابو کَعب! بھنا ہوا گوشت چاہئے یا دودھ ہی بہتر ہے؟ بے شک وہی پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ بھوک و پیاس سے نجات دینے والا ہے۔'' پھر میں اپنی قوم کی طرف آیا اور انہیں یہ واقعہ بتایا تو قبیلہ بنو قنان کے سردار علی بن حارِث نے کہا: ''میرا خیال ہے کہ جو کچھ تو کہہ رہا ہے یہ بس کہنے کی حد تک ہے۔'' میں نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ حقیقتِ حال کو بہتر جانتا ہے۔'' پھر میں اپنے گھر آیا اور سو گیا۔ نمازِ فجر کے وقت کسی نے میرے دروازے پر دستک دی میں باہر آیا تو سامنے قبیلہ بنو قنان کے سردار علی بن حارِث کو پایا۔ میں نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، مجھے حکم فرمایا ہوتا تو میں خود حاضر ہو جاتا، آپ نے کیوں تکلیف کی؟'' کہا: ''میں اس بات کا زیادہ حق دار ہوں کہ تمہارے پاس چل کر آؤں، سنو! آج رات جب میں سویا تو کسی نے میرے خواب میں آکر کہا: ''تو وہی ہے نا جس نے اس شخص کی تکذیب کی جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں اور عطاؤں کا تذکرہ کرتا ہے۔'' میری توبہ! میں آئندہ کبھی بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطاؤں اور نعمتوں کا ذکر کرنے والے کی باتوں میں شک نہیں کروں گا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر331:
بادشاہوں کی کھوپڑیاں

حضرتِ سیِّدُ نا عبدالرحمٰن بن عبداللہ خُـزَاعِـی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے: ایک مرتبہ عظیم سلطنت کے عظیم بادشاہ حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالقرنَین علیہ رحمۃُ ربِّ الکَوْنَین ایک ایسی قوم کے پاس پہنچے جن کے پاس دنیوی ساز وسامان وغیرہ کچھ بھی نہ تھا۔ انہوں نے ایک جگہ بہت سی قبریں کھودی ہوئی تھیں، صبح سویرے ان قبروں کے پاس جاتے، انہیں صاف کرتے اور ان کے قریب ہی نماز پڑھتے۔ یہ ان کا روز کا معمول تھا۔ ان کی غذا درختوں کے پتے اور گھاس تھی۔ جنگل میں ان کے لئے گھاس اور سبزہ وافر مقدار میں موجود تھا وہ اسے کھا کر اور تالابوں کا پانی پی کر گزارہ کرتے اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتے۔ حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالقرنَین علیہ رحمۃ ربِّ الکَوْنَین نے ان کے سردار کو پیغام بھیجا کہ ہم سے آکر ملو۔ قاصد نے بادشاہ کا پیغام دیا تو سردار نے کہا: ''ہمیں ان سے ملنے کی کوئی حاجت نہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ جواب ملا تو خود سردار کے پاس گئے اور کہا: ''میں نے تمہاری طرف پیغام بھیجا کہ ہم سے آکر ملو لیکن تم نے انکار کر دیا تو میں خود ہی تمہارے پاس چلا آیا۔''

سردار نے کہا: ''اگر مجھے آپ سے کوئی حاجت ہوتی تو میں ضرور آپ کے پاس آتا، نہ مجھے آپ سے کوئی حاجت تھی نہ میں آیا۔'' حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالقرنَین علیہ رحمۃ ربِّ الکَوْنَین نے کہا: ''کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں ایسی خستہ حالت میں دیکھ رہا ہوں کہ کسی قوم کو ایسی حالت میں نہیں دیکھا؟'' سردار نے کہا: ''آپ نے ہمیں کس حالت میں دیکھا۔'' کہا: ''تمہارے پاس دنیوی ساز وسامان میں سے کچھ بھی نہیں، تم لوگ سونا وچاندی حاصل کر کے اس سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتے؟'' سردار نے کہا: ''ہمیں دنیوی مال ودولت سے نفرت ہے کیونکہ جب بھی کسی شخص کو یہ چیزیں ملیں اس کے نفس نے لالچ کیا اور ان سے بھی اچھی چیزوں کا مطالبہ شروع کر دیا۔'' حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالقرنَین علیہ رحمۃ ربِّ الکَوْنَین نے کہا: ''میں نے دیکھا کہ تم لوگوں نے قبریں بنا رکھی ہیں، روزانہ وہاں جھاڑو دے کر نماز پڑھتے ہو، تمہارے اس عمل کی کیا وجہ ہے؟'' کہا: ''ان قبروں کو دیکھ کر ہم عبرت حاصل کرتے ہیں، انہیں دیکھ کر ہماری لمبی لمبی امیدیں ختم ہو جاتی ہیں اور یہ ہمیں سامانِ عبرت مہیا کرتی ہیں۔''

حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالقرنَین علیہ رحمۃ ربِّ الکَوْنَین نے کہا: ''کیا وجہ ہے کہ تم لوگ گھاس اور پتّے بطورِ غذا استعمال کرتے ہو؟ تم جانور کیوں نہیں پالتے کہ ان کا گوشت کھاؤ، دودھ پیؤ اور دیگر فوائد حاصل کرو؟'' سردار نے کہا: ''ہم وہ نہیں کہ ہمارے پیٹ ان کی قبر بنیں، ہم نے زمین پر گھاس اور سبزہ دیکھا تو اسی کو اپنی غذا بنا لیا۔ ابن آدم کو جینے کے لئے اس قدر غذا کافی ہے، لذیذ وعمدہ کھانوں کا مزہ صرف زبان کی حد تک ہوتا ہے جیسے ہی غذا حلق سے نیچے جاتی ہے تمام مزہ ختم ہو جاتا ہے۔'' پھر سردار نے قبر سے ایک بوسیدہ کھوپڑی نکالی اور کہا: ''اے عظیم بادشاہ! کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کون ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''نہیں۔''

سردار بولا: ''یہ دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے حکومت وطاقت عطا فرمائی، لوگوں پر اسے حاکم بنایا لیکن اس نے مخلوقِ خدا پر ظلم کیا اور بلا وجہ انہیں تنگ کیا۔ جب اس کی سرکشی بڑھی تو موت کے ذریعے اس کی گرفت ہوئی پھر یہ پھینکے ہوئے بے جان پتھر کی طرح بے بس ہوگیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے تمام کاموں سے واقف ہے، اب اس کے ہر عمل کا بدلہ قیامت کے دن دیا جائے گا۔''

؎ جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سو نمونے	مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بُو نے
کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تو نے	جو آباد تھے وہ مکاں اب ہیں سُونے
جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے	یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے
ملے خاک میں اہلِ شاں کیسے کیسے	مکیں ہو گئے لامکاں کیسے کیسے
ہوئے نامور بے نشان کیسے کیسے	زمین کھا گئی نوجوان کیسے کیسے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے	یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

سردار نے ایک اور کھوپڑی اٹھائی اور کہا: ''اے عظیم بادشاہ! کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کس کی کھوپڑی ہے؟'' حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالْقَرْنَیْن علیہ رحمۃ ربِّ الکَوْنَیْن نے کہا: ''بتاؤ! یہ کون ہے؟'' کہا: ''یہ بھی ایک بادشاہ تھا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے حکومت وبادشاہت عطا فرمائی اس نے جب دیکھا کہ مجھ سے پہلے جن بادشاہوں نے ظلم وستم سے کام لیا اور سرکشی اختیار کی وہ ذلیل وخوار ہوئے، تو اِس نے ان سے عبرت حاصل کی، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عاجزی وانکساری اختیار کی، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرا، اپنے ملک میں عدل وانصاف قائم کیا اور شریعت کی پابندی کرتے ہوئے اس دنیائے ناپائیدار سے رخصت ہوگیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے تمام اعمال سے باخبر ہے۔ وہ **مَالِکِ یَوْمِ الدِّین** بروزِ قیامت اسے اس کے اعمال کا بدلہ عطا فرمائے گا۔ پھر سردار نے حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالْقَرْنَیْن علیہ رحمۃ ربِّ الکَوْنَیْن کے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''یہ بھی ان دونوں (کھوپڑیوں) کی طرح ہے۔ اے ہمارے عظیم بادشاہ! غور فرمالیں کہ آپ کا عمل اپنی رعایا کے ساتھ کیسا ہے؟''

؎ قبر میں میت اُترنی ہے ضرور	جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب اس سردار کی فکرِ آخرت سے مَمْلُو (یعنی بھری ہوئی) حکیمانہ گفتگو سنی تو کہا: ''کیا تم میرے ساتھ رہنا پسند کروگے، میں تمہیں اپنا وزیر بناؤں گا، میرے تمام معاملات میں تم میرے ساتھ رہوگے، جو مال ودولت میرے پاس ہے اس میں تم میرے برابر کے شریک رہوگے۔'' سردار نے کہا: ''اے ہمارے عظیم بادشاہ! آپ اپنی جگہ ٹھیک ہیں اور میں اپنی جگہ۔ ہم دونوں ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''آخر اتنے بڑے عہدے سے تم اعراض کیوں کررہے ہو؟'' سردار نے کہا: ''اس لئے کہ تمام لوگ آپ کے دشمن اور میرے دوست ہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''لوگ میرے دشمن کیوں

ہیں۔'' سردار نے کہا: ''اے عظیم بادشاہ! دنیوی مال ومتاع، حکومت وسلطنت کی وجہ سے، اور اسی دنیوی دولت کے حصول کی خاطر وہ آپ کے دشمن ہوگئے ہیں۔ اور میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے دشمنی کریں۔ نہ لوگوں سے مجھے واسطہ پڑتا ہے اور نہ ہی وہ میرے دشمن بنتے ہیں۔ مجھے میری یہی زندگی پسند ہے۔''

سمجھدار و مخلص سردار کی یہ باتیں سن کر عظیم بادشاہ **حضرت سیِّدُ نا ذُوالْقَرْنَیْن** علیہ رحمۃُ ربِّ الکَوْنَین **وہاں سے واپس تشریف لے آئے۔ اللہ** عَزَّوَجَلَّ **ہمیں اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے، دنیوی غموں اور پریشانیوں سے نجات اور فکرِ آخرت عطا فرمائے۔**

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس حکایت میں ہمارے لئے عبرت کے بے شمار مدنی پھول ہیں، انسان کو گردوپیش کے ماحول سے عبرت حاصل کرتے رہنا چاہئے، سمجھدار وہی ہے جو موت سے پہلے اُس کی تیاری کرلے، دنیوی زندگی بے حد مختصر ہے۔ ہر سانس موت کو ہم سے قریب کرتا جارہا ہے، جیسے ہی سانس کی مالا ٹوٹی ہمارا سلسلۂ عمل منقطع ہوجائے گا، پھر حسرت وافسوس کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا، اتنی بھی مہلت نہ دی جائے گی کہ ایک مرتبہ ''**سُبْحَانَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ'' کہہ کر اپنی نیکیوں میں اضافہ کرلیں۔ بس پھر ہم ہوں گے اور ہمارے اعمال۔ ہر ذی شعور پر یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ وقت کا ضیاع باعثِ ندامت ہے، سمجھدار لوگ کبھی بھی اپنا وقت ضائع نہیں کرتے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **ہمیں موت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔** (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

؎ کچھ نیکیاں کما لے جلد آخرت بنا لے کوئی نہیں بھروسہ اے بھائی زندگی کا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! فکرِ آخرت کے حصول کا ایک بہترین ذریعہ تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' کے مدنی ماحول سے وابستگی بھی ہے۔ اپنے اپنے شہروں میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں پابندئ وقت کے ساتھ شرکت فرما کر خوب خوب سنتوں کی بہاریں لُوٹئے۔ سنتوں کی تربیت کے بے شمار مدنی قافلے شہر بہ شہر، گاؤں بہ گاؤں سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی سنتوں بھرا سفر اختیار فرما کر اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کریں۔ **اِنْ شَاءَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ اپنی زندگی میں حیرت انگیز طور پر مدنی انقلاب برپا ہوتا دیکھیں گے۔)

؎ اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں اے **دعوتِ اسلامی** تیری دھوم مچی ہو! (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 332:

مُردہ بول اٹھا

حضرت سیِّدُ نا بشر بن عبد اللہ بن بَشَّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار سے منقول ہے: بنی اسرائیل کے ایک شخص پر نزع کی کیفیت طاری ہوئی تو اس کی بیوی غمِ فرقت میں رونے لگی۔ اس نے بیوی سے کہا: ''کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ موت کے بعد بھی میں تجھ سے

دور نہ جاؤں۔'' اس نے ہاں میں سر ہلایا تو اس کے شوہر نے کہا: ''جب میں مرجاؤں تو میری لاش ایک تابوت میں رکھ دینا اور تابوت کو اپنے مکان ہی میں رکھنا، میرا جسم گلنے سڑنے سے محفوظ رہے گا۔'' موت کے بعد اس کی بیوی نے ایسا ہی کیا اور تابوت کو اپنے کمرے میں محفوظ کرلیا۔ کچھ عرصہ بعد جب تابوت کھول کر دیکھا تو اس کے شوہر کا ایک کان گل کر ختم ہو چکا تھا۔ عورت نے کہا: ''اس شخص نے اپنی زندگی میں کبھی بھی مجھ سے غلط بیانی نہیں کی، اس نے تو کہا تھا کہ میرا جسم مرنے کے بعد سلامت رہے گا لیکن اس کا تو ایک کان گل کر ختم ہوگیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟'' ابھی یہ انہی خیالات میں گم تھی کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مردے کے جسم میں روح لوٹادی، اس نے اپنا کان گل جانے کی وجہ بتاتے ہوئے کہا: ''ایک مرتبہ کسی مصیبت زدہ شخص نے مجھے مدد کے لئے پکارا میں نے اس کی آواز سنی لیکن مدد نہ کی، بس اسی وجہ سے میرا وہ کان گل گیا جس سے میں نے مصیبت زدہ کی آواز سنی اور باوجودِ قدرت اس کی مدد نہ کی۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنے غضب سے محفوظ رکھ کر رحم وکرم والا معاملہ فرمائے۔ اور جب کوئی مصیبت زدہ ہم سے مدد چاہے تو ہمیں اس کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو شخص مصیبت میں کسی کی مدد کرتا ہے تو مشکل وقت میں اس کی بھی مدد کی جاتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

؎ دُنیا نہ سمجھ اس کو میاں! دریا کی یہ منجدھار ہے　　اَوروں کا بیڑا پار کر تیرا بھی بَیڑا پار ہے

حکایت نمبر333: سعید وشقی کی پہچان کا انوکھا طریقہ

حضرتِ سیِّدُنا عبید اللہ اَحلافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی سے منقول ہے: بنی اسرائیل میں جب کوئی قاضی (یعنی جج) مرجاتا تو وہ اُسے بڑے کمرے میں چالیس سال تک رکھتے۔ اس دوران اگر اس کا جسم گل سڑ جاتا تو وہ سمجھتے کہ اس نے ضرور کسی فیصلے میں ناانصافی اور ظلم وستم سے کام لیا ہے اسی لئے اس کا جسم خراب ہوگیا۔ جب ایک عادل قاضی کا انتقال ہوا تو حسبِ طریقہ انہوں نے میت کو ایک کمرے میں رکھ دیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کمرے کی دیکھ بھال پر مامور نگران جب کمرے میں آیا تو خادم کمرے کی صفائی کررہا تھا کہ اچانک اس کے جھاڑو کا ایک تنکا میت کے کان میں لگا، کان سے پیپ اور خون بہنے لگا۔ جب لوگوں کو یہ بات بتائی گئی تو وہ بڑے پریشان ہوئے کیونکہ وہ قاضی بظاہر بہت عادل وصالح تھا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس دور کے نبی علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ ''میرا یہ بندہ واقعی عدل وانصاف پسند تھا، لیکن ایک مرتبہ اس کے پاس دو شخص اپنا فیصلہ کروانے آئے تو ایک شخص کی بات اس نے زیادہ توجہ سے سنی اور دوسرے کی طرف کچھ کم توجہ دی اسی لئے ہم نے اسے یہ سزا دی ہے۔''

اے ہمارے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! ہم پر رحم وکرم فرما، تیرا عذاب سہنے کی ہم میں طاقت نہیں۔ ہمارے بدن جہنم کی

بھڑکتی ہوئی آگ کیسے برداشت کریں گے۔اے ہمارے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! ہماری خطاؤں سے درگزر فرما، ہمیں متقی و پرہیز گار، والدین کا فرمانبردار اور سچا پکا عاشقِ رسول بنا، دنیا وآخرت میں اپنی ناراضگی سے بچا۔ہم سے سدا کے لئے راضی ہو جا۔اے ہمارے مالک! تیری قسم! اگر تو ہم سے ناراض ہو گیا تو ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے پھر جہنم کی وہ بھڑکتی ہوئی آگ جس کے بارے میں قرآنِ پاک میں فرمایا جا رہا ہے:

اَلَّتِیۡ تَطَّلِعُ عَلَی الۡاَفۡـِٕدَۃِ ؕ﴿۷﴾ (پ ۳۰، الھمزہ: ۷) ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو دلوں پر چڑھ جائے گی۔

(اے ہمارے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! کرم والا معاملہ فرما۔نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا صدقہ! ہم سے سدا کے لئے راضی ہو جا۔)

گر تو ناراض ہوا میری ہلاکت ہو گی ہائے میں نارِ جہنم میں جلوں گا یا رب عَزَّوَجَلَّ
عفو کر اور سدا کے لئے راضی ہو جا یہ کرم کردے تو جنت میں رہوں گا یا رب عَزَّوَجَلَّ

(آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

حکایت نمبر 334: پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے کا وبال

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: ایک مرتبہ میں سفر پر روانہ ہوا تو میرا گزر زمانۂ جاہلیت کے قبرستان سے ہوا۔اچانک ایک مردہ قبر سے باہر نکلا اس کی گردن میں آگ کی زنجیر بندھی ہوئی تھی میرے پاس پانی کا ایک برتن تھا۔جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا: ''اے عبداللہ! مجھے تھوڑا سا پانی پلا دو۔'' میں نے دل میں کہا: ''اس نے میرا نام لے کر مجھے پکارا ہے یا تو یہ مجھے جانتا ہے یا عربوں کے طریقے کے مطابق عبداللہ کہہ کر پکار رہا ہے۔'' پھر اچانک اسی قبر سے ایک اور شخص نکلا اس نے مجھ سے کہا: ''اے عبداللہ! اس نافرمان کو ہرگز پانی نہ پلانا، یہ کافر ہے۔'' دوسرا شخص پہلے کو گھسیٹ کر واپس قبر میں لے گیا۔میں نے وہ رات ایک بڑھیا کے گھر گزاری، اس کے گھر کے قریب ایک قبر تھی میں نے قبر سے یہ آواز سنی: ''پیشاب! پیشاب کیا ہے؟ مشکیزہ! مشکیزہ کیا ہے؟''

جب اس آواز کے متعلق بڑھیا سے پوچھا تو اس نے کہا: ''یہ میرے شوہر کی قبر ہے۔اسے دو خطاؤں کی سزا مل رہی ہے۔پیشاب کرتے وقت یہ پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا، میں اس سے کہتی کہ تجھ پر افسوس! جب اونٹ پیشاب کرتا ہے تو وہ بھی اپنے پاؤں کشادہ کر کے پیشاب کے چھینٹوں سے بچتا ہے، لیکن تو اس معاملے میں بالکل بھی احتیاط نہیں کرتا، میرا

شوہر میری ان باتوں پر کوئی توجہ نہ دیتا، پھر یہ مر گیا تو مرنے کے بعد سے آج تک اس کی قبر سے روزانہ اسی طرح کی آوازیں آتی ہیں۔'' میں نے پوچھا: ''مشکیزہ کیا ہے؟'' بڑھیا نے کہا: ''ایک مرتبہ اس کے پاس ایک پیاسا شخص آیا اس نے پانی مانگا تو کہا: ''جاؤ، اس مشکیزے سے پانی پی لو، وہ پیاسا بے تابانہ مشکیزے کی طرف دوڑا جب اٹھایا تو وہ خالی تھا پیاس کی شدت سے وہ بے ہوش ہو کر گر گیا اور اس کی موت واقع ہو گئی۔ پھر میرا شوہر بھی مر گیا اس کی وفات سے آج تک روزانہ اس کی قبر سے آواز آتی ہے، مشکیزہ! مشکیزہ کیا ہے؟'' حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''میں نے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کیا تو سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے تنہا سفر کرنے سے منع فرما دیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم }

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر335: حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر کا تقویٰ

حضرتِ سیِّدُنا وُہَیب بن وَرْد علیہ رحمۃ اللہ الرَّب فرماتے ہیں: ''ہمیں یہ خبر پہنچی کہ عالَمِ اسلام کے عظیم خلیفہ امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر نے مسافروں، مسکینوں اور فقراء کے لئے ایک مہمان خانہ بنا رکھا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر والوں کو تنبیہ کی ہوئی تھی کہ اس مہمان خانے سے تم کوئی چیز بھی نہ کھانا، اس کا کھانا صرف مسافروں اور غرباء و فقراء کے لئے ہے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر آئے تو ایک کنیز کے ہاتھ میں پیالہ دیکھا جس میں صرف دو گھونٹ دودھ تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' کنیز نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ حاملہ ہے، اسے چند گھونٹ دودھ پینے کی خواہش ہو رہی تھی اور جب حاملہ عورت کو وہ چیز نہ دی جائے جس کی اسے خواہش ہو تو ڈر ہوتا ہے کہ اس کا حمل ضائع ہو جائے لہٰذا اسی خوف سے میں یہ دو گھونٹ دودھ مہمان خانے سے لے آئی ہوں۔''

حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنیز کا ہاتھ پکڑا اور اپنی زوجۂ محترمہ کے پاس لے کر چلے، جاتے ہوئے بآوازِ بلند فرمایا: ''اگر اس کا حمل فقیروں، محتاجوں اور مسافروں کا حق کھائے بغیر نہیں رُک سکتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے نہ روکے۔'' پھر اپنی زوجہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے عرض کی: ''میرے سرتاج! کیا بات ہے؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اس کنیز کا یہ خیال ہے کہ جو تیرے بطن میں حمل ہے وہ مسکینوں، محتاجوں اور مسافروں کا حق کھائے بغیر نہیں رُک سکتا، اگر یہی بات

ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ تیرے حمل کو نہ روکے۔'' سعادت مند زوجہ نے جب یہ سنا تو کنیز سے کہا: ''جا! یہ دودھ واپس لے جا، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اسے ہرگز نہ پیوں گی۔'' چنانچہ، کنیز دودھ کا پیالہ واپس لے گئی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

(سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! خلیفۂ اسلام کیسی عظیم صفات کے مالک تھے جن کی حکومت کے ڈَنکے عرب وعجم میں بج رہے تھے، ان کے گھر والوں کی کیفیت کیا تھی؟ اسلام کے وہ پاسبان کیسے انصاف پسند تھے کہ بھوکا پیاسا رہنا منظور تھا لیکن کسی کے حق میں سے ایک گھونٹ پینے کو بھی تیار نہ تھے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ایسے خلفاء کے صدقے ہمیں بھی امانت کی پاسداری، دیانت، اخلاص اور اپنا خوف عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم))

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر336:

حیاتِ برزخی

حضرتِ سیِّدُ نا ابوحَمزَہ انصاری علیہ رحمۃ اللہ الباری، حضرتِ سیِّدُ نا ابومُصرِ خی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں جہاد کے لئے گیا تو میرا گزر ملکِ شام کے ایک قلعے کے قریب سے ہوا جس کا دروازہ بند تھا۔ دروازے کے ساتھ ہی ایک قبر تھی۔ رات ہو چکی تھی لہٰذا میں نے یہیں رات گزارنے کا فیصلہ کیا اور قبر کے قریب لیٹ گیا۔ میں سویا ہوا تھا کہ ایک غیبی آواز سن کر میری آنکھ کھل گئی۔ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ''اے اُمیمہ! تُو ہمارے پاس آ، اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھ سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی کرے۔'' آواز سن کر میں خوفزدہ ہو گیا اور نماز پڑھنے لگا۔ پھر جب صبح کا اُجالا پھیلنے لگا تو میں دوبارہ سو گیا، میں نے پھر وہی آواز سنی: ''اے اُمیمہ! ہمارے پاس آ، اللہ عَزَّوَجَلَّ دونوں حالتوں میں تجھ سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی کرے، ہماری قبروں کے اندھیرے سے تعجب نہ کر تو مٹی کے نیچے ہمارے پاس آجا۔''

میں پھر گھبرا کر اٹھ بیٹھا، قلعے کے دروازے کی طرف دیکھا وہ کھل چکا تھا اور لوگ ایک جنازہ لئے آرہے تھے۔ ان کے آگے ایک بوڑھا شخص تھا، میں نے اس سے کہا: ''یہ جنازہ کس کا ہے؟'' کہا: ''یہ میری بیٹی کا جنازہ ہے۔'' میں نے کہا: ''اس کا نام کیا ہے؟'' کہا: ''اُمیمہ۔'' میں نے قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''یہ قبر کس کی ہے؟'' کہا: ''میرے بھتیجے کی، یہ میری بیٹی کا شوہر تھا فوت ہو گیا تو ہم نے اسے دفنا دیا، اب میری بیٹی بھی انتقال کر گئی ہے ہم اسے دفن کرنے آئے ہیں۔'' میں نے جب یہ سنا تو وہاں موجود لوگوں کو اس آواز کے بارے میں بتایا جو میں نے رات کو دو مرتبہ سنی تھی، لوگ یہ سن کر حیران رہ گئے۔

حضرتِ سیِّدُ نا عبدالرحمٰن ابن جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''اس سے ثابت ہوا

کہ مردے زندوں کے احوال جانتے ہیں۔‘‘

چنانچہ، حضرتِ سیِّدُنا محمد بن عباس وَرَّاق علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق سے مروی ہے کہ ’’ایک شخص اپنے والد کے ساتھ سفر پر روانہ ہوا، راستے میں دَوْم (یعنی سیب کی طرح سرخ رنگ کے پھلوں والے خاص درخت) کے پاس اس کے والد کا انتقال ہو گیا۔ بیٹا اسے درخت کے قریب ہی دفنا کر سفر پر روانہ ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد جب اس نوجوان کا گزر اس درخت کے قریب سے ہوا تو اپنے والد کی قبر پر نہ ٹھہرا، یکا یک ہاتفِ غیبی کی آواز نے اسے چونکا دیا، فضا میں آواز گونجنے لگی:

’’میں نے تجھے رات کے وقت دَوْم کے درخت کے قریب سے گزرتا ہوا پایا تجھ پر لازم ہے کہ دوم والے سے گفتگو کر، دوم کے درخت کے قریب ایک شخص رہتا ہے، کاش! تو اس کی جگہ ہوتا، کچھ دیر دوم والے کے پاس ٹھہر اور اسے سلام کر۔‘‘

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں آخرت میں اچھی جزا عطا فرمائے اور اپنے عفو وکرم کے سائے میں رکھے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 337:

ویران محل

حضرتِ سیِّدُنا صالح مُرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی ایک مرتبہ ایک محل کے قریب سے گزرے تو ایک نوجوان کنیز ہاتھوں میں دَف اٹھائے یہ نغمہ گا رہی تھی: ’’ہم لوگ ایسی نعمتوں اور خوشیوں میں ہیں جو کبھی زائل (یعنی ختم) نہ ہوں گی۔‘‘ یہ سن کر حضرتِ سیِّدُنا صالح مُرِّیّ علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس کنیز سے کہا: ’’**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تو جھوٹ بول رہی ہے، پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے روانہ ہو گئے۔‘‘ کچھ عرصہ بعد جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا گزر دوبارہ اس محل کے قریب سے ہوا تو دیکھا کہ اس محل پر بوسیدگی و شکستگی کے آثار نمایاں تھے نوکر چاکر سب غائب تھے، محل کی تمام زیب وزینت خاک میں مل چکی تھی، گردشِ ایام کی زد میں آ کر وہ زیب وزینت کا شاہکار خراب وبیکار ہو چکا تھا گویا وہ ویران محل پکار پکار کر زبانِ حال سے یوں کہہ رہا تھا:

؎ اَجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا	اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر اک لے کے کیا کیا نہ حسرت سِدھارا	پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے	یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے محل کے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر باآوازِ بلند کہا: ’’اے ویران محل! تیرے مکین کہاں ہیں؟ کہاں گئے تیرے خدام؟ تیری زیب وزینت کو کیا ہوا؟ کہاں ہے وہ جھوٹی کنیز جس کا یہ گمان تھا کہ ہماری نعمتیں اور خوشیاں ختم نہ ہوں گی؟ کہاں گئیں اب وہ نعمتیں اور خوشیاں؟‘‘ ابھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ محل کے اندر سے یہ غیبی آواز

سنائی دی: ''اے صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! جب مخلوق کا مخلوق پر اتنا غضب ہے تو مخلوق پر خالق کے غضب کا عالَم کیا ہوگا؟'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور زارو قطار روتے ہوئے یوں گویا ہوئے: اے لوگو! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جہنمی اس طرح پکاریں گے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو جو چاہے ہمیں عذاب دے، لیکن ہم پر غضب نہ فرما، بے شک تیرا قہر و غضب ہم پر آگ سے زیادہ شدید ہے۔ اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! جب تو ہم پر غضب فرماتا ہے تو عذاب کی زنجیریں، بیڑیاں اور جہنمی طوق ہم پر تنگ ہو جاتے ہیں۔''

؎ عفو کر اور سدا کے لئے راضی ہو جا گر کرم کر دے تو جنت میں رہوں گا یارب عَزَّوَجَلَّ!

(**پیارے اسلامی بھائیو!** یہ حکایت اپنے اندر عبرت کے بے شمار مدنی پھول لئے ہوئے ہے۔ انسان کو دنیا کی ظاہری زیب وزینت کے دھوکے میں پڑ کر اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ افسوس ہے اس پر جو دنیا کی نیرنگیاں دیکھنے کے باوجود بھی اس کے دھوکے میں پڑ کر اپنی موت اور قبر وحشر کو بھول جائے اور **اللہ** تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اعمالِ صالحہ کی طرف راغب نہ ہو، ایسا شخص واقعی قابلِ مذمت ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں دنیا کے دھوکے سے بچنے کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرما رہا ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ٙ وَ لَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۵﴾ (پ۲۲، الفاطر:۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے تو ہرگز تمہیں دھوکہ نہ دے دنیا کی زندگی اور ہرگز تمہیں اللہ کے حکم پر فریب نہ دے وہ بڑا فریبی۔

خوش نصیب ہے وہ شخص جو دنیا کے دھوکے سے بچے اور آخرت کی تیاری کے لئے ہر دم کوشاں رہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں دنیا کے دھوکے سے بچا کر آخرت کی تیاری کے لئے اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے، اپنی ناراضگی سے بچا کر رضائے دائمی کی لازوال دولت سے مالا مال فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم))

حکایت نمبر 338:

ہائے! میرا دل کہاں ہے....؟

حضرتِ سیِّدُنا ابوالحسن فارسی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے: حضرتِ سیِّدُنا ذُوالنُّون مِصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے معتقدین میں سے ایک شخص کی عقل جاتی رہی اور وہ مجنون ہو کر گلی کوچوں میں اس طرح صدائیں لگاتا پھرتا: ''**ہائے! میرا دل کہاں ہے؟** ہائے! میرا دل کہاں ہے؟ کیا کسی کو میرا دل ملا ہے؟ کیا کسی کو میرا دل ملا ہے؟ میرا دل کہاں ہے؟'' بچے اس کا مذاق اُڑاتے اور پتھر مارتے۔ ایک دن وہ بچوں سے تنگ آ کر ایک گلی میں داخل ہو کر ایک جگہ بیٹھ گیا، کچھ دیر بعد ایک بچے کے رونے

کی آواز سنائی دی، نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک چھوٹا سا بچہ زار وقطار رو رہا تھا، اس کی والدہ نے کسی غلطی پر اسے مارا اور ناراض ہوکر گھر سے باہر نکال کر دروازہ بند کر دیا تھا۔ اب وہ چھوٹا سامُنّا کبھی دروازے کی دائیں جانب جا رہا تھا کبھی بائیں جانب لیکن اسے اندر جانے کا کوئی راستہ نظر نہ آ رہا تھا۔ بچہ بڑے دردمندانہ انداز میں رو رہا تھا اور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے؟ کہاں جائے؟ بالآخر تھک ہار کر اپنے گھر کے دروازے کی چوکھٹ پر گردن رکھ کر لیٹ گیا، لیٹے لیٹے اسے نیند آ گئی۔ جب بیدار ہوا تو رونے لگا اور بڑی آہ وزاری کرتے ہوئے یوں التجائیں کرنے لگا:

''اے میری پیاری ماں! اگر تو ہی میرے لئے دروازہ بند کر دے گی تو پھر کون میرے لئے اپنا دروازہ کھولے گا؟ جب تو ہی مجھے ٹھکرا دے گی تو کون مجھے اپنے قریب کرے گا؟ میری پیاری ماں! جب تو ہی مجھ سے ناراض ہوگئی تو کون مجھے پیار دے گا؟ میری پیاری ماں! مجھے اپنی آغوشِ رحمت میں لے لے۔''

بچے کی آنکھوں سے سَیلِ اشک رواں تھا اور بڑے ہی دردمندانہ انداز میں آہ وزاری کر رہا تھا۔ اپنے جگر کے ٹکڑے کی یہ درد بھری آواز سن کر ماں کا دل بھر آیا، وہ دوڑتی ہوئی اپنے جگر پارے کے پاس آئی تو دیکھا کہ بچے کی آنکھیں آنسوؤں سے تر بَتر تھیں، چہرے پر مٹی لگی ہوئی تھی اور وہ زمین پر سر رکھ کر زار وقطار رو رہا تھا۔ ماں نے فوراً اپنی آغوش میں لے لیا، پیار سے چومنے لگی اور مامتا بھری آواز میں کہا: ''میرے لال! میری آنکھوں کی ٹھنڈک! تُو تو مجھے جان سے بھی زیادہ محبوب ہے تو نے ایسی غلطی کی جس کی وجہ سے مجھے تجھ پر غصہ آیا اور تجھے سختی برداشت کرنی پڑی، میرے لال! اگر تو میری اطاعت وفرمانبرداری کرتا تو ہرگز میری طرف سے تجھے ناپسندیدہ بات نہ پہنچتی۔''

وہ مجنون، ماں بیٹے کی باتیں سن رہا تھا، جب اس نے ماں کی بیٹے پر شفقت دیکھی تو اسے وجد آ گیا وہ کھڑا ہو گیا اور زور زور سے چیخنے لگا۔ چیخ وپکار سن کر لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور وجہ پوچھی تو مجنون نے کہا: ''مجھے میرا دل مل گیا ہے۔ مجھے میرا دل مل گیا ہے۔'' جب اس نے حضرتِ سیِّدُنا ذُو النُّون مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو دیکھا تو کہا: ''حضور! مجھے میرا کھویا ہوا دل مل گیا ہے، فلاں گلی فلاں مکان کے پاس مجھے میرا دل مل گیا۔'' پھر اس نے ماں بیٹے والا واقعہ سنایا۔'' جب بھی وہ مجنون یہ واقعہ سناتا اس پر وجد طاری ہو جاتا، گویا ماں بیٹے کی محبت دیکھ کر اسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق پر رحمتیں وعنایتیں یاد آ جاتیں۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس رِقّت انگیز حکایت میں ہماری اصلاح کے لئے بے شمار مدنی پھول ہیں، بچے کی کسی غلطی پر ماں نے ناراض ہوکر اسے گھر سے باہر نکال دیا تو وہ چھوٹا سامُنّا ماں کی ناراضگی و دوری لمحہ بھر کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکا۔ گھر کے دروازے پر سر رکھ کر روتا رہا اسے اپنی ماں کی رحمت وشفقت سے امید تھی کہ وہ ضرور بلا لے گی میری غلطی کو معاف کر کے

مجھے اپنے دامن میں چھپالے گی، بالآخر بچے کی گریہ وزاری دیکھ کر ماں نے اسے اپنی مامتا بھری گود میں اُٹھالیا اوراس کی خطا کو معاف کردیا۔ ہمارا پروردگار جو ہم پر ستر ماؤں سے بھی زیادہ مہربان ورحیم ہے وہ ہم سے کتنی محبت کرتا ہوگا۔

ہمیں بھی چاہئے کہ کوئی بھی ایسا کام نہ کریں جس میں ہمارے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی ہو پھر بھی بتقضائے بَشرِیَّت جب بھی کوئی خطا سرزد ہو فوراً اس رحیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سجدہ رَیز ہوکر رو رو کر اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کو راضی کرلینا چاہئے۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر خدانخواستہ وہ مالکِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ ہم سے ناراض ہوگیا تو ہم کہیں کے بھی نہ رہیں گے، دُنیا وآخرت تباہ وبرباد ہوجائے گی۔ ہمیں اپنے پیارے، رحیم وکریم، ستار وغفار رب عَزَّوَجَلَّ سے اُمیدِ واثق ہے کہ وہ مولیٰ عَزَّوَجَلَّ ہماری خطاؤں کو ضرور معاف فرمائے گا اور اپنے رحمت کے سائے میں ضرور جگہ عطا فرمائے گا۔ جو اس پر بھروسہ کرتا ہے وہ کبھی مایوس نہیں ہوتا، وہ اتنا عطا فرماتا ہے کہ عقلیں اس کی عطاؤں کا اِدراک نہیں کرسکتیں۔

ہم اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں ہمیشہ اپنی ناراضگی سے بچائے رکھے اور اپنی رضا والے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم))

؎ عفو کر اور سدا کے لئے راضی ہو جا یہ کرم کردے تو جنت میں رہوں گا یارب عَزَّوَجَلَّ!

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر339:

اچانک قبر کُھل گئی

حضرتِ سیِّدُنا ابو یوسف غَسُّوْلِی علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں: ''میں ملکِ شام میں حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے ساتھ رہتا تھا، ایک دن وہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اے غَسُّوْلِی! آج میں نے ایک بہت عجیب وغریب بات دیکھی۔'' میں نے کہا: ''اے ابو اسحاق (علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق)! آپ نے کون سی عجیب بات دیکھی ہے؟'' فرمایا: ''آج میں قبرستان میں کھڑا تھا کہ ایک قبر اچانک کھل گئی اور ایک سفید ریش شخص نمودار ہوا اس کے سفید بالوں میں سرخ مہندی لگی ہوئی تھی، اس نے مجھ سے کہا: اے ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم! اللہ ربُّ العزَّت نے مجھے آپ کی خاطر زندہ کیا ہے، آپ مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھئے۔''

میں نے کہا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔'' اس سفید ریش بزرگ نے کہا: ''میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملا کہ میرے اعمالِ سیِّۂ (یعنی بُرے اعمال) میرے ساتھ تھے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے فرمایا:

''میں نے تین باتوں کی وجہ سے تجھے بخش دیا: (۱)......تو مجھ سے اس حال میں ملا کہ جس سے میں محبت کرتا تھا تو نے بھی اسے محبوب رکھا (۲)......تو مجھ سے اس حال میں ملا کہ تیرے پیٹ میں شراب کا ایک قطرہ بھی نہ تھا اور (۳)......تو مجھ سے اس حال میں ملا کہ تیرے سفید بالوں میں سرخ خضاب لگا ہوا تھا اور مجھے حیا آتی ہے کہ اس شخص کو آگ کا عذاب دوں جس کے سفید بالوں میں سرخ خضاب لگا ہوا ہو۔'' اتنا کہہ کر وہ بزرگ واپس قبر میں چلا گیا اور قبر بند ہوگئی۔'' حضرتِ سیِّدُنا غَسُّولِی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے کہا: ''اے ابو اسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق! کیا آپ مجھے اس قبر پر نہیں لے چلیں گے؟'' فرمایا: ''اے غَسُّولِی علیہ رحمۃ اللہ القوی! تیرا بھلا ہو! تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ اپنے معاملات درست کر لے تو وہ تجھے بھی عجیب و غریب چیزیں دکھائے گا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 340:

سادات کی دستگیری پر انعام

حج کا پُر بہار موسم تھا، خوش نصیب حُجَّاج اپنی دیرینہ آرزو کی تکمیل کے لئے قافلوں کی صورت میں سوئے حرم رواں دواں تھے۔ جو پہلی مرتبہ جا رہے تھے ان کی کیفیت کچھ اور تھی جو بار بار زیارتِ حرمینِ شریفین سے مشرَّف ہو چکے تھے ان کی کیفیت کچھ اور تھی۔ بار بار حاضری دینے کے باوجود دل بھرتا ہی نہیں۔ یہ مُبَارَک سفر ہر سال ہی بہت پیارا ہوتا ہے چاہے کوئی پہلی بار جائے یا بار بار جائے کسی کی بھی محبت و دیوانگی میں کمی نہیں آتی۔ حُجَّاج کرام کا ایک قافلہ جب عُرُوْسُ الْبِلَاد بغداد شریف پہنچا تو حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن مُبَارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دل مچلنے لگا، تمنائے زیارت نے دل کو بے چین کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حُجَّاج کے قافلے کے ہمراہ جانے کا عزمِ مُصَمَّم (یعنی پختہ ارادہ) کر لیا اور سفر کا ضروری سامان خریدنے کے لئے پانچ سو دینار لے کر بازار کی جانب روانہ ہوگئے، راستے میں ایک خاتون ملی جس کی حالت بتا رہی تھی کہ یہ غربت و افلاس کا شکار ہے۔ اس خاتون نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا: ''اے بندۂ خدا! اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحم فرمائے، میں سیدزادی ہوں، حوادثاتِ زمانہ کے ہاتھوں مجبور ہو کر دستِ سوال دراز کر رہی ہوں۔ میری چند بیٹیاں ہیں ان بیچاریوں کے پاس تن ڈھانپنے کے لئے کوئی کپڑا نہیں، آج چوتھا دن ہے ہم ماں بیٹیوں میں سے کسی نے ایک لقمہ بھی نہیں کھایا۔''

سیدزادی کی درد بھری داستان سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دل بھر آیا۔ آپ نے پانچ سو دینار اس کی چادر میں ڈال دیئے اور کہا: ''اپنے گھر جلدی سے جاؤ اور یہ رقم اپنے استعمال میں لاؤ! اللہ ربُّ العزَّت تمہارا حامی و ناصر ہو۔'' وہ غریب سیدزادی حمدِ خداوندی بجا لائی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دعائیں دیتی ہوئی اپنے گھر روانہ ہوگئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اس سال

میں حج کو نہ جاسکا، حُجّاج کا قافلہ روانہ ہوگیا اور میں رہ گیا۔ لیکن مجھے اس سیدزادی کی مدد کرنے پر ایسا دِلی سکون ملا کہ اس سے قبل کبھی ایسا سکون نہ ملا تھا۔ حج کی سعادت حاصل کر کے حُجّاجِ کرام کے قافلے واپس آرہے تھے۔ جب ہمارا قافلہ آیا تو میں نے دل میں کہا: ''مجھے اپنے دوستوں سے مل کر انہیں حج کی مبارک باد دینی چاہئے۔''

چنانچہ، میں اپنے دوستوں کے پاس گیا، میں اپنے جس بھی حاجی دوست سے مل کر حج کی قبولیت کی دعا اور مُبارَک باد دیتا تو وہ کہتا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کا حج بھی قبول فرمائے اور آپ کی سعی قبول فرمائے۔'' میں جتنے دوستوں سے ملا سب نے مجھے حج کی مبارکباد اور قبولیتِ حج کی دعا دی۔ میں بڑا حیران ہوا اور سوچنے لگا کہ جب میں نے اس سال حج کیا ہی نہیں تو یہ لوگ مجھے کس بات کی مُبارَک دے رہے ہیں؟ بہر حال میں حیران ومتعجب اپنے گھر لوٹ آیا، رات کو سویا تو میری سوئی ہوئی قسمت انگڑائی لے کر جاگ اٹھی۔ ہم غریبوں کے آقا، مدینے والے مصطفٰی، رسولِ خدا، احمدِ مجتبٰی عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم اپنا نورانی چہرہ چمکاتے ہوئے تشریف لائے، لبہائے مبارَکہ کو جنبش ہوئی، رحمت کے پھول جھڑنے لگے اور الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے:

''لوگ جو تجھے حج کی مبارکباد دے رہے ہیں اس پر تعجب نہ کر، تو نے ایک حاجت مند کی مدد کی، مسکین کو غنی کر دیا، میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی، **اللہ** تبارک وتعالیٰ نے تیری صورت کا ایک فرشتہ پیدا فرما دیا اب وہ ہر سال تیری طرف سے حج کرتا رہے گا، اب اگر تو چاہے تو (نفلی) حج کر چاہے نہ کر۔''

؎ جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا ۔۔۔ یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ** ربُّ العزّت نے اس جہاں میں ہر طرح کے لوگ پیدا فرمائے، کسی کو غریب بنایا تو کسی کو امیری عطا کی، کسی کو طاقتور بنایا تو کسی کو کمزور، وہ مالکِ لَم یَزَل بے نیاز ہے جو چاہے کرے، ہمیں اس کی رضا پر راضی رہنا چاہئے۔ اس نے ہمیں غرباء وفقراء کی مدد کا حکم دیا ہمیں اپنے خالق عَزَّوَجَلَّ کے فرمان پر دل وجان سے عمل کرنا چاہئے، اگر ہم مستحقین کی امداد کرتے رہیں گے تو اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہماری دنیا وآخرت سنور جائے گی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں دوسروں کا معاون ومددگار بنائے اور ہمیشہ اپنا محتاج رکھے اپنے علاوہ کسی اور کا محتاج نہ کرے۔)

؎ نہ محتاج کر تو جہاں میں کسی کا ۔۔۔ مجھے مفلسی سے بچا میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ!

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

﷽ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر 341:

بیماری بلندیٔ درجات کا سبب

حضرت سیِّدُ ناوَہب بن مُنَبِّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے: دوعبادت گزار پچاس سال تک **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے رہے پچاسویں سال کے آخر میں ان میں سے ایک کے جسم میں ایک خطرناک بیماری لگ گئی، اس نے آہ وزاری کی اور بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح مُلتَجِی ہوا (یعنی التجا کرنے لگا): ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں نے اتنے سال مسلسل تیرا حکم مانا، تیری عبادت بجالایا پھر بھی مجھے اتنی خطرناک بیماری میں مبتلا کر دیا گیا، اس میں کیا حکمت ہے؟ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میں تو آزمائش میں ڈال دیا گیا ہوں۔''

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے فرشتوں کو حکم فرمایا: اس سے کہو، ''تو نے جو عبادت وریاضت کی وہ ہماری ہی عطا کردہ توفیق ہے، وہ میرے احسان اور میری مدد کا نتیجہ ہے۔ باقی رہی بیماری تو اس میں میں نے تجھے اس لئے مبتلا کیا تا کہ تجھے اَبراروں کے مرتبہ پر فائز کر دوں۔ تجھ سے پہلے کے لوگ تو بیماری ومصائب کے خواہش مند ہوا کرتے تھے۔ اور تجھے تو میں نے بِن مانگے عطا کر دی۔''

(اے ہمارے پیارے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمیں عافیت عطا فرما اور جب بیماری وغیرہ آئے تو اس پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرما۔)

میری مشکلیں گر ترا امتحان ہیں — تو ہر غم قسم سے خوشی کا سماں ہے
گناہوں کی میرے اگر یہ سزا ہے — تو پھر مشکلوں کو مٹا میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ!

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر 342:

دُعا قبول نہ ہونے کا سبب

حضرتِ سیِّدُ ناعُبّاد خوّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق سے منقول ہے: ایک مرتبہ حضرت سیِّدُ ناموسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کسی مقام سے گزرے تو دیکھا کہ ایک شخص ہاتھ اٹھائے رو رو کر بڑے رِقّت انگیز انداز میں مصروفِ دعا تھا۔ حضرت سیِّدُ ناموسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اسے دیکھتے رہے پھر بارگاہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں عرض گزار ہوئے: ''اے میرے رحیم وکریم پرورد گار عَزَّوَجَلَّ! تو اپنے اس بندے کی دعا کیوں نہیں قبول کر رہا؟'' **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی: ''اے موسیٰ! اگر یہ شخص اتنا روئے، اتنا روئے کہ اس کا دم نکل جائے اور اپنے ہاتھ اتنے بلند کرلے کہ آسمان کو چھو لیں تب بھی میں اس کی دُعا قبول نہ کروں گا۔'' حضرتِ سیِّدُ ناموسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: ''میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اس کی کیا وجہ ہے؟'' ارشاد ہوا: ''یہ حرام کھاتا اور حرام پہنتا ہے اور اس کے گھر میں حرام مال ہے۔''

(اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں حرام مال، حرام کام اور تمام گناہوں سے محفوظ رکھے۔ برائیوں، برے اور گمراہ لوگوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔ رزقِ حلال کمانے اور حلال کھانے کی توفیق عطا فرمائے۔) (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر343: صَدَقہ کی روٹی نے اژدھے سے بچالیا

حضرتِ سیِّدُنا سالم ابوجَعْد علیہ رحمۃ اللہ الاحد سے منقول ہے: حضرتِ سیِّدُنا صالح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی قوم کا ایک جھگڑالو شخص لوگوں کو بہت تنگ کیا کرتا تھا۔ جب لوگ اس کی اِیذارسانیوں سے بہت زیادہ تنگ ہوئے تو حضرت سیِّدُنا صالح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے عرض کی: ''حضور! اس شخص کے لئے بددعا کیجئے، ہم اس سے بہت تنگ آچکے ہیں۔'' آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''جاؤ! اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! تمہیں اس کے شَر سے خلاصی مل جائے گی۔'' لوگ واپس چلے گئے۔ وہ شخص روزانہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتا اور انہیں بیچ کر اس کا اور اس کے اہل وعیال کا گزر بسر ہوتا۔ حسبِ معمول اُس دن بھی وہ جنگل گیا، اس کے پاس دو روٹیاں تھیں ایک خود کھالی اور دوسری صدقہ کردی۔ پھر لکڑیاں کاٹ کر صحیح وسالم واپس گھر چلا آیا۔ لوگوں نے جب اسے صحیح وسالم آتا دیکھا تو حضرتِ سیِّدُنا صالح علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں عرض کی: ''حضور! وہ شخص صحیح وسالم ہے، ابھی تک اس پر کسی قسم کی کوئی مصیبت نازل نہیں ہوئی۔''

آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اس شخص کو بلا کر فرمایا: ''اے نوجوان! آج تو نے کون سا نیک کام کیا ہے؟'' کہا: ''آج حسبِ معمول جب میں جنگل گیا تو میرے پاس دو روٹیاں تھیں ایک میں نے کھالی اور دوسری صدقہ کردی، اس کے علاوہ تو کوئی اور نیک کام مجھے یاد نہیں۔'' آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''لکڑیوں کا گٹھا کھولو! جب گٹھّا کھولا تو اس میں کھجور کے تنے جتنا موٹا بہت ہی زہریلا سیاہ اژدہا موجود تھا۔ حضرتِ سیِّدُنا صالح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اے شخص! تجھے اس خطرناک زہریلے اژدھے سے تیری صدقہ کی ہوئی ایک روٹی نے بچالیا۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں کثرت سے صدقہ وخیرات کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! دعوتِ اسلامی کا اشاعتی ادارہ ''مکتبۃ المدینہ'' مسلمانوں کی خیر خواہی کے مقدس جذبے کے تحت عقائد و شرعی مسائل اور مختلف اعمالِ صالحہ کے فضائل پر مبنی بہترین کتب شائع کرتا ہے۔ صدَقات کے فضائل پر مبنی ایک بہترین کتاب ''ضیائے صدَقات'' اور دیگر دینی کتب ''مکتبۃ المدینہ'' سے ہدیۃً حاصل کرکے مطالعہ فرمائیں۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

آپ اپنی زندگی میں ایک خوشگوار تبدیلی محسوس کریں گے اور آپ کی زندگی میں مدنی انقلاب برپا ہوگا۔)

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں — اے دعوتِ اسلامی تیری دھوم مچی ہو!

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر344: مدینے والے صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کا مہمان

حضرتِ سیِّدُنا ابوعبدالرحمٰن سُلَمِی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے، حضرتِ سیِّدُنا منصور بن عبداللہ اَصْبَہانی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرتِ ابوالخیر اَقطع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ جب میں مدینہ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّتَعْظِیْماً گیا تو مسلسل پانچ دن کا فاقہ تھا، پانچ دن سے ایک لقمہ بھی نہ کھایا تھا اب جان لبوں پر آچکی تھی۔ چنانچہ، میں حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوا۔ آپ کے روضۂ مبارکہ کے سامنے کھڑے ہو کر سلام عرض کیا، پھر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا صدیقِ اکبر اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سلام عرض کیا پھر پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں فریاد کی: ''میرے آقا! میرے سردار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آج رات میں آپ کا مہمان ہوں۔''

اتنا کہہ کر میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے منبر شریف کے پیچھے جا کر سو گیا۔ سر کی آنکھیں تو کیا بند ہوئیں، دل کی آنکھیں کُھل گئیں، میرا سویا ہوا نصیب جاگ اُٹھا، میرے مشکل کُشا آقا اپنے غلام کی حالتِ زار دیکھ کر مشکل کُشائی کے لئے تشریف لے آئے۔ خواب میں پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ کے دائیں جانب امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق، بائیں طرف امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور آپ کے سامنے امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم حاضر تھے۔

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے مجھے بیدار کیا اور فرمایا: ''اٹھو! دیکھو! حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لائے ہیں۔'' اتنا سنتے ہی میں اپنے رحیم و کریم آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف دوڑ پڑا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی مُبارَک پیشانی کا بوسہ لیا۔ پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے ایک روٹی عطا فرمائی اور تشریف لے گئے۔ میں نے ابھی آدھی روٹی ہی کھائی تھی کہ آنکھ کھل گئی، حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی عطا کردہ بقیہ آدھی روٹی میرے ہاتھ میں موجود تھی۔''

مرادیں مانگنے سے پہلے ملتی ہیں مدینہ میں　　ہجومِ جُودنے روکا ہے، بڑھنا دستِ حاجت کا
غنی ہے دل، بھرا ہے نعمتِ کونین سے دامن　　گدا ہوں میں فقیر، آستانِ خود بدولت کا
حسنؔ سرکارِ طیبہ کا عجب دربار عالی ہے　　درِ دولت پہ اک میلا لگا ہے اہلِ حاجت کا

(**سُبْحَانَ اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ! ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے خود آکر روٹی عنایت فرمائی اور اپنے دیوانے کی کس طرح مشکل کشائی فرمائی۔ ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو **اللّٰہ** ربُّ العزَّت نے بے شمار اختیارات عطا فرمائے، جس طرح آپ وصالِ ظاہری سے قبل لوگوں کی رہنمائی و مشکل کشائی فرماتے تھے بعد از وصال بھی ربِّ قدیر کی عطا سے اپنے غلاموں کی مشکلیں حل کرتے ہیں۔

رَبّ ہے مُعْطِی، یہ ہیں قاسم　　رزق اس کا ہے، کِھلاتے یہ ہیں
ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا　　پیتے ہم ہیں، پِلاتے یہ ہیں

اللّٰہ ربُّ العزَّت ہمیں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سچی محبت عطا فرمائے۔ جنت البقیع میں مدفن اور جنت الفردوس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پڑوس عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

حکایت نمبر345: امام احمد بن حَنْبَل علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی چادر

حضرتِ سیِّدُنا صالح بن احمد بن حَنْبَل علیہ رحمۃ اللہ الاکرم سے منقول ہے کہ ایک دن ہماری کنیز آئی اور کہنے لگی: ''میرے آقا! ایک شخص کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی یہ ٹوکری لایا ہے اس میں خشک میوے اور ایک خط ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا اور خط پڑھنے لگا، اس میں کچھ اس طرح کا مضمون لکھا تھا:

''اے ابو عبداللہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! میں نے آپ کے لئے کچھ رقم جمع کر رکھی تھی، میں نے اسے سمرقند بھیج دیا تاکہ اس کے ذریعے سرمایہ کاری کروں اور کچھ کاروبار کروں، کاروبار میں کچھ خسارہ ہوگیا، جو رقم آپ کے لئے جمع کر رکھی تھی دوبارہ بھیج کر سرمایہ کاری کی، اس میں پھر کچھ نقصان ہوگیا، اب میں آپ کی طرف چار ہزار درہم اور کچھ پھل بھیج رہا ہوں یہ پھل میں نے اپنے باغ سے چنے ہیں اور یہ مال اور باغ مجھے اپنے والد کی طرف سے ورثہ میں ملا اور میرے والد کو دادا کی طرف سے بطورِ ورثہ ملا، حضور یہ حقیر سا نذرانہ قبول فرمالیں۔''　　وَالسَّلَام

میں خط پڑھ کر اپنے والدِ محترم حضرتِ سیِّدُنا امام احمد بن حَنْبَل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتظار کرنے لگا۔ پھلوں کی ٹوکری دیکھ کر

بہت سے بچے جمع ہوگئے تھے۔ جب میرے والد صاحب گھر تشریف لائے تو ہم سب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ پڑے، روتے ہوئے عرض کی: ''ابا جان! کیا آپ میری وجہ سے زکوۃ کا مال لینے پر مجبور ہو گئے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''بیٹا! تم سے کس نے کہا کہ یہ پھل اور درہم جو ہمیں بطورِ نذرانہ بھیجے گئے ہیں، زکوۃ کے ہیں؟ اچھا! ابھی اس ٹوکری کو نہ کھولنا، آج رات میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اِستخارہ کروں گا۔'' دوسرے دن میرے والد صاحب نے مجھے بلایا اور کہا: ''میں نے رات استخارہ کیا تو یہی حکم ہوا کہ مَیں اس میں سے کوئی چیز بھی نہ لوں۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ٹوکری کھولی اور سارے پھل بچوں میں تقسیم کر دیئے اور اپنے لئے ایک دانہ بھی نہ رکھا، ٹوکری میں موجود چار ہزار درہم سارے کے سارے واپس لوٹا دیئے اور اپنی ایک چادر بھی اس شخص کو بھجوائی جس نے یہ نذرانہ بھجوایا تھا۔ بعد میں مجھے پتا چلا کہ اس شخص نے میرے والد کی بھجوائی ہوئی وہ چادر اپنے پاس محفوظ رکھی اور **وصیت کی کہ مجھے اسی چادر کا کفن دینا۔**

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم}

حکایت نمبر346: امامِ وقت کے دیدار کی تڑپ

حضرت سیِّدُنا زُہَیر بن صالح بن احمد بن حَنْبَل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ جب میں گھر آیا تو معلوم ہوا کہ میرے والدِ محترم حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حَنْبَل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑی شدت سے میرا انتظار کر رہے تھے، میں فوراً حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی: ''اے میرے والدِ محترم! کیا آپ میرا انتظار کر رہے ہیں؟'' فرمایا: ''ہاں! تمہاری غیر موجودگی میں ایک شخص مجھ سے ملنے آیا تھا، میری خواہش تھی کہ تم بھی اسے دیکھ لیتے لیکن اب تو جا چکا۔ چلو! میں تمہیں اس کے متعلق کچھ بتا دیتا ہوں۔ آج دوپہر کے وقت میں گھر میں تھا کہ دروازے پر کسی کے سلام کرنے کی آواز سنائی دی، میں نے دروازہ کھولا تو سامنے ایک مسافر تھا جس نے پیوند لگا جُبَّہ پہنا ہوا تھا۔ جُبّے کے نیچے قمیص پہنی ہوئی تھی، نہ تو اس کے پاس زادِ راہ رکھنے کا تھیلا تھا، نہ پانی پینے کے لئے کوئی برتن۔ سورج کی تیز دھوپ نے اس کا چہرہ جُھلسا دیا تھا۔ میں نے فوراً اسے اندر بلایا اور پوچھا: ''تم کہاں سے اور کس حاجت کے تحت آئے ہو۔''

کہنے لگا: ''حضور! میں مشرقی وادیوں سے آیا ہوں، میری دِلی خواہش تھی کہ اس علاقے میں حاضری دوں، اگر یہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مکان نہ ہوتا تو ہرگز یہاں نہ آتا۔ میں صرف آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔'' میں نے کہا: ''تم اتنی شدید گرمی میں

تنِ تنہا بے سروسامانی کے عالَم میں سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے صرف مجھ سے ملاقات کے لئے آئے ہو؟'' کہا: ''جی حضور! مجھے آپ کی زیارت کا شوق یہاں تک لے آیا ہے، اس کے علاوہ میرا یہاں آنے کا کوئی اور مقصد نہیں۔'' مسافر کی باتیں سن کر میں بہت حیران ہوا۔ اور دل میں کہا: ''میرے پاس نہ تو درہم ہیں نہ ہی دینار کہ میں اس غریب مسافر کی مدد کرتا۔'' اس وقت میرے پاس صرف چار روٹیاں تھیں میں نے اسے دیتے ہوئے کہا: ''اے بندۂ خدا! میرے پاس درہم و دینار نہیں ورنہ ضرور تمہیں دیتا، صرف یہ چار روٹیاں میں نے کھانے کے لئے رکھی تھیں، تم یہ قبول کرلو۔'' مسافر نے کہا: ''حضور! آپ کی دِید کا شربت پی لیا اب مجھے درہم و دینار کی فکر نہیں، باقی رہا روٹیوں کا معاملہ تو اگر میرا ان روٹیوں کو لے لینا آپ کی خوشی کا باعث ہے تو تبرُّکاً لے لیتا ہوں۔''

میں نے کہا: ''اگر تم یہ روٹیاں قبول کرلو گے تو مجھے دلی خوشی ہوگی۔'' مسافر نے وہ روٹیاں لیں اور کہا: ''حضور! مجھے امید ہے کہ آپ کی دی ہوئی روٹیاں مجھے اپنے شہر تک کافی ہیں۔ **اللہ** تبارک وتعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے۔'' پھر میرے ہاتھوں کو چوم کر واپسی کی اجازت طلب کرنے لگا۔ میں نے اسے روانہ کیا اور کہا: ''جاؤ! میں نے تمہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کیا۔'' پھر وہ رخصت ہوگیا میں باہر کھڑا اسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ میری نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ حضرتِ سیِّدُنا صالح بن احمد بن حَنْبَل فرماتے ہیں: ''میرے والد اکثر اس مسافر کا تذکرہ کیا کرتے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** ہمیں اس حکایت سے یہ درس ملا کہ بزرگانِ دین کی زیارت کرنے سے ان مقدس ہستیوں کی خصوصی توجہ ہوتی ہے اور جس کو اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اپنی نظروں میں رکھیں وہ کبھی ذلیل و رسوا نہیں ہوتا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہمیشہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا ادب کرنے اور ان سے خوب خوب برکتیں لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم))

ہم کو تو ہر اک ولی سے پیار ہے　　اِنْ شَاءَ اللہ اپنا بیڑا پار ہے عَزَّوَجَلَّ
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو غلام ہے　　ہمارا وہ امام ہے

حکایت نمبر 347:

بابرکت اجتماع کے صدقے مغفرت

حضرت سیِّدُنا رَجَاء بِنْ مَیْسُوْر مُجَاشِعِی علیہ رحمۃ اللہ الولی سے منقول ہے: ایک دن ہم حضرت سیِّدُنا صالح مُرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی محفل میں موجود تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعظ و نصیحت سے ہمارے دِلوں کو منور فرما رہے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

ایک نوجوان سے فرمایا: ''اے بندۂ خدا! قرآنِ پاک کی کچھ آیات تلاوت کرو۔ نوجوان نے پڑھنا شروع کیا:

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۬ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ؕ﴿۱۸﴾

(پ ۲۴، المؤمن: ۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی آفت کے دن سے جب دل گلوں کے پاس آجائیں گے غم میں بھرے اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے۔

جیسے ہی نوجوان نے یہ آیت مکمل کی آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: ''بھلا ظالم کا شفیع و دوست کون ہوگا، کیسے کوئی اس کی شفاعت کرے گا جبکہ خود ربُّ الْعٰلَمِین اسے سزا دینا چاہے۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! بروزِ قیامت ظالموں اور گناہ گاروں کا بہت برا حال ہوگا۔ تُو دیکھے گا کہ انہیں بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف کھینچا جائے گا، وہ ننگے پاؤں، ننگے بدن ہونگے، ان کے چہرے کالے سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوجائیں گی، وہ پکارتے ہوں گے: ''ہائے ہماری بربادی! ہائے ہماری مصیبت! نہ جانے ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ ہمیں کہاں لے جایا جارہا ہے؟ ہائے بربادی! ہائے ہلاکت!'' فرشتے انہیں آگ کے گُرزوں سے مارتے ہوئے ہانکیں گے، ان کے آنسو ان کے چہروں پر بہیں گے اور اتنے بہیں گے کہ ختم ہوجائیں گے۔ پھر وہ خون کے آنسو روئیں گے اور ان کی حالت اُن خوفزدہ پرندوں کی طرح ہوگی جنہیں بہت بڑے خوف نے دہشت میں مبتلا کردیا ہو۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر تو ان کی اس حالت کو دیکھ لے تو اس ہولناک منظر سے تیری آنکھیں سلامت نہ رہیں تیرا دل پھٹ جائے، اس منظر کی ہولناکی سے تیرے قدم ایسے لرزیں گے کہ انہیں قرار نہ آئے گا۔'' اتنا کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے پھر ایک زوردار چیخ ماری اور کہا: ''ہائے! کتنا برا ہے وہ منظر ہائے! کتنا برا ہے ان کا ٹھکانا!'' پھر روتے روتے آپ کی ہچکیاں بندھ گئیں اور وہاں موجود تمام لوگ بھی زاروقطار رونے لگے۔''

پھر ایک نوجوان کھڑا ہوا اور کہا: ''اے صالح مُرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی! کیا یہ تمام معاملات قیامت کے دن ہوں گے؟'' فرمایا: ''ہاں، میرے بھتیجے! واقعی یہ تمام واقعات بروزِ قیامت ہوں گے بلکہ وہاں کے حالات کی جو خبر مجھے پہنچی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جو میں نے بیان کی۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ جہنمی نارِ جہنم میں چیختے رہیں گے یہاں تک کہ ان کی آواز ختم ہوجائے گی پھر ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جو اس مریض کی طرح آہیں اور سسکیاں نہ بھرے جسے برسوں سے شدید بیماری لاحق ہو۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی زبانی جہنم کی ہولناک کہانی سن کر وہ نوجوان اس طرح گڑگڑانے لگا: ''ہائے افسوس! ہائے میری غفلت! میں نے اپنی زندگی کے قیمتی لمحات ضائع کردیئے۔ اے میرے مالک! میں تیری اطاعت سے غافل رہا مجھے ان کوتاہیوں پر افسوس ہے۔ ہائے! میں نے اپنی زندگی غفلت میں گزار دی۔'' پھر اس نے اپنا منہ جانبِ قبلہ کیا اور روتے ہوئے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح مناجات کرنے لگا:

''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! آج کے دن میں تیری بارگاہ میں سچی توبہ کرتا ہوں، میری یہ توبہ اخلاص پر مبنی ہے، میں تیرے علاوہ کسی اور کی طرف متوجہ نہیں۔ اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! مجھ سے آج تک جو عبادت ہوسکی اسے قبول فرمالے، میری سابقہ خطاؤں کو معاف فرمادے، مجھ سے گناہوں کی گندگی دور فرمادے۔ میرے رحیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ! مجھ پر رحم فرما۔ میرے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اب میں تیری فرمانبرداری اور اطاعت کا پٹا اپنی گردن میں ڈالتا ہوں، میرے جسم کا رُواں رُواں تیری بارگاہ میں معافی کا طلب گار ہے۔ میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا تو میں برباد ہوجاؤں گا۔'' اتنا کہہ کر وہ نوجوان منہ کے بل زمین پر گر پڑا، لوگوں نے اسے اٹھایا تو بے ہوش ہوچکا تھا، پھر وہ ایسا بیمار ہوا کہ سنبھل نہ سکا۔ حضرت سیِّدُنا صالح مُرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی اور آپ کے دیگر رفقاء اس نوجوان کی عیادت کو جاتے رہے۔ بالآخر وہ نوجوان اس دنیائے فانی سے رخصت ہوکر دارِ بقا کی طرف کُوچ کرگیا۔ اس کے جنازہ میں کثیر لوگوں نے شرکت کی۔ حضرتِ سیِّدُنا صالح مُرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی اکثر اپنی محفل میں اس کا ذکر کیا کرتے اور فرماتے: ''قرآن کی آیات اور فکرِ آخرت سے معمور بیان سن کر وہ نوجوان موت کی آغوش میں پہنچ گیا۔''

مرنے کے کچھ دن بعد کسی نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟'' کہا: ''حضرتِ سیِّدُنا صالح مُرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے بابرکت اجتماع کے صدقے میری مغفرت ہوگئی اور میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اُس رحمت کے سائے میں پہنچ گیا جو ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

؎ رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وَگدا تیرا   جے اک قطرہ بخشیں مینوں کم بن جاوے میرا

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** نیکوں کی صحبت دنیا وآخرت میں کامیاب وکامران کردیتی ہے۔ جہاں نیکوں کا تذکرہ ہو وہاں رحمت کی چھما چھم بارش ہوتی ہے۔ تو جہاں نیک لوگ خود جلوہ افروز ہوں وہاں رحمتِ خداوندی کا کیا عالَم ہوگا۔ **الحمد للہ** عَزَّوَجَلَّ! قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں ہزاروں مسلمان شرکت کرتے ہیں اور جہاں (40) مسلمان جمع ہوں وہاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ایک ولی ضرور ہوتا ہے۔ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ کے فیض سے مستفیض ہونے کے لئے اپنے اپنے شہروں میں ہونے والے دعوت اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں پابندیٔ وقت کے ساتھ شرکت فرما کر خوب خوب سنتوں کی بہاریں لُوٹئے۔)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر348:

شیخین کریمین کے گستاخ کا عبرتناک انجام

حضرتِ سیِّدُنا ابو محمد خُراسانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کا بیان ہے کہ ''ایک خُراسانی تاجر کا غلام بہت نیک و پارسا تھا۔ موسمِ حج میں جب حاجیوں کے قافلے سوئے حرمین جانے لگے تو اس نیک غلام کے دل میں بھی حاضری کی خواہش جوش مارنے لگی۔ اس نے مالک کے پاس جاکر حالِ دل سنایا اور حاضری کی اجازت طلب کی۔ بد بخت و گستاخ تاجر نے انکار کر دیا۔ غلام نے کہا: ''میں اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی فرمانبرداری کی اجازت مانگ رہا ہوں، تم اجازت کیوں نہیں دیتے۔'' تاجر نے کہا: ''اگر تم میرا ایک کام کرو تو میں اجازت دے دوں گا ورنہ ہرگز اجازت نہ دوں گا، پکا وعدہ کرو کہ تم وہ کام کروگے۔'' غلام نے کہا: ''بتاؤ! کیا کام ہے؟'' بد بخت تاجر بولا: ''میں تمہارے ساتھ بہترین سواریاں، خدام، اچھے رفقاء اور دیگر بہت سی اشیاء بھیجوں گا۔ جب روضۂ رسول عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر جاؤ تو وہاں جاکر یہ کہنا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میرے آقا نے یہ پیغام بھجوایا ہے کہ میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دونوں دوستوں ابوبکر صدیق وعمرِ فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے بیزار ہوں۔'' اگر میرا یہ پیغام پہنچانے کی حامی بھر لو تو مَیں تمہیں بخوشی اجازت دیتا ہوں۔ غلام کا بیان ہے کہ اپنے بد بخت مالک کی یہ گستاخانہ باتیں سن کر میرا دل بہت جلا، میں بہت غمگین ہوگیا۔ بظاہر تو میں نے کہہ دیا کہ میں فرمانبردار و طاعت گزار ہوں لیکن جو میرے دل میں تھا اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے بہتر جانتا ہے۔ بہر حال میں قافلے کے ہمراہ مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا پہنچا، دھڑکتے دل، لرزتے قدموں، پُرنم آنکھوں کے ساتھ روضۂ رسول عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی جانب بڑھنے لگا:

ہوئیں اُمیدیں بار آور مدینہ آنے والا ہے ۔۔۔ جھکا لو اب ادب سے سر مدینہ آنے والا ہے

قبرِ انور پر پہنچ کر جانِ عالم، سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں سلام عرض کیا۔ پھر امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا۔ مجھے اپنے بد بخت و گستاخ مالک کا قبیح الفاظ پر مشتمل پیغامِ بد، حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں پہنچانے سے بہت شرم آرہی تھی لہٰذا میں باز رہا۔ اور مسجدِ نبوی میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قدمینِ شریفین میں سو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ قبرِ انور کی دیوار شق ہوئی اور حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نور بار چہرہ چمکاتے ہوئے باہر تشریف لے آئے۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے سبز لباس زیبِ تن کیا ہوا تھا اور جسمِ اطہر سے مشک کی خوشبو آرہی تھی۔ سارا ماحول مشکبار ہوگیا۔ مسجدِ نبوی کا ذرہ ذرہ گواہی دے رہا تھا کہ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لا چکے ہیں۔

عنبر زمیں، عبیر ہوا، مشک تر غبار ۔۔۔ ادنیٰ سی یہ شناخت تری راہ گزر کی ہے

حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی دائیں جانب امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا صدیقِ اکبر اور بائیں جانب امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما تھے۔ حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی اتباع میں انہوں نے بھی سبز لباس پہنا ہوا تھا۔ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے میری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: ''اے عقل مند شخص! تو نے اپنے مالک کا پیغام ہم تک کیوں نہیں پہنچایا؟'' حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی ہیبت اور رُعب ودبدبہ اتنا تھا کہ میں نے سر جھکائے دست بستہ عرض کی: ''میرے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے شرم آتی تھی کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو آپ کے پہلو میں آرام فرما دوستوں کے متعلق اپنے بد بخت مالک کا گستاخانہ پیغام سناؤں۔''

سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے خوش بخت! اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تو حج کرنے کے بعد بخیر وعافیت ''خُرَاسَان'' واپس جائے گا۔ جب تو اپنے مالک کے پاس پہنچے تو کہنا: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''بے شک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اُس سے بیزار ہیں جو صدیق وفاروق (رضی اللہ تعالٰی عنہما) سے بیزار ہے۔'' کیا تو سمجھ گیا ہے؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں، میرے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! میں سمجھ گیا۔'' پھر فرمایا: ''جان لے! جب تو وہاں پہنچے گا تو چوتھے دن وہ مر جائے گا، کیا تو سمجھ گیا؟'' میں نے عرض کی: ''جی ہاں، میرے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! میں سمجھ گیا۔'' فرمایا: ''توجہ سے سن! مرنے سے پہلے اس کے منہ سے پیپ وخون نکلے گا، کیا تو سمجھ گیا؟'' میں نے عرض کی: ''میرے آقا! میں خوب سمجھ گیا۔''

پھر آقائے نامدار، ہم غریبوں کے مالک ومختار، باذن پروردگار غیبوں پر خبردار، مکی مدنی سرکار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم واپس تشریف لے گئے اور میں بیدار ہو گیا۔ حضور نبیٔ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا صدیقِ اکبر وفاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما کی زیارت ہونے پر میں نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا خوب شکر ادا کیا۔ پھر میں نے حج کیا اور مُخبرِ صادق صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے فرمان کے مطابق اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ بخیر وعافیت واپس ''خُرَاسَان'' آ گیا۔ میں اپنے ساتھ بہت سے موسمی پھل وغیرہ بھی لایا۔ میرے بد بخت مالک نے دو دن تک مجھ سے کوئی بات نہ کی، تیسرے دن پوچھنے لگا: ''میرا پیغام پہنچایا یا نہیں؟'' میں نے کہا: ''میں نے تمہارا کام پورا کر دیا۔'' کہا: ''وہاں سے کیا جواب ملا؟'' میں نے کہا: ''اگر وہاں سے ملا ہوا پیغام نہ سنو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔'' کہنے لگا: ''نہیں، مجھے بتاؤ! تمہارے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟'' میں نے واقعہ سنانا شروع کیا۔ جب میں نے یہ بتایا کہ رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''اپنے مالک سے کہہ دینا کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اس سے بیزار ہیں جو میرے دونوں دوستوں صدیق وفاروق (رضی اللہ تعالٰی عنہما) سے بیزار ہے۔'' میرا یہ قول سن کر وہ بد بخت ونامراد قہقہے مار کر ہنسنے لگا۔ پھر اس طرح بکواس کی: ''ہم ان سے بیزار ہیں اور وہ ہم سے بیزار ہو گئے، اب ہم سکون سے رہیں گے۔'' اس بد بخت کی یہ بات سن کر میں نے دل میں کہا: ''اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے دشمن! جلد ہی تو اپنے انجام کو پہنچنے والا ہے۔'' حضور

صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے فرمانِ عبرت نشان کے عین مطابق چوتھے دن اس بد بخت کے چہرے پر گندے پھوڑے نکل آئے اور اس کے منہ سے پیپ اور خون بہنے لگا۔ بالآخر ظہر کی نماز سے قبل وہ گستاخ و نامراد بڑی ذلت آمیز اور عبرتناک موت مرگیا۔

؎ جسے مصطفیٰ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) نے نظر سے گرا کر چھوڑ دیا　　نہ اُٹھ سکے گا قیامت تلک خدا کی قسم!

(**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے، بے اَدبوں اور گستاخوں سے ہمیشہ محفوظ فرمائے۔ ہم سے کبھی کوئی ادنیٰ سی گستاخی بھی سرزد نہ ہو۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! گستاخوں کا انجام بڑا دردناک و عبرتناک ہوتا ہے۔ ایسے نامراد، زمانے بھر کے لئے عبرت کا سامان بن جاتے ہیں۔ جو نامراد و بد بخت **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی شان میں نازیبا کلمات بکتا یا صحابۂ کرام اور اولیاءِ عُظام رحمہم اللہ تعالیٰ کی بے ادبی کرتا ہے آخرت میں تو تباہی و بربادی اس کا مقدر ضرور ہو گی لیکن وہ دنیا میں بھی ذلیل و رُسوا ہو کر زمانے بھر کے لئے نشانِ عبرت بن جاتا ہے اور عقلمند لوگ کبھی بھی اس کے عقائد و اعمال کی پیروی نہیں کرتے۔ **اللّٰہ** ربُّ العزّت ہمیں ہمیشہ با ادب لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

ہم اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے سچی محبت کرتے ہیں۔ ہمیں تمام انبیاء کرام، صحابۂ کرام اور اولیاءِ عُظام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے سچی محبت ہے۔ ہمیں یقینِ کامل ہے کہ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسی محبت کے صدقے ہماری مغفرت ہو گی۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہر گھڑی بے ادبوں سے محفوظ رکھے، امیرِ اہلسنت حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں استغاثہ کرتے ہیں:

؎ محفوظ سدا رکھنا شہا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! بے ادبوں سے　　اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو!

(آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

حکایت نمبر 349: تین عبادت گزار اسرائیلی

حضرتِ سیِّدُنا کَعْبُ الْاَحْبَار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے تین عبادت گزار جمع ہوئے اور کہنے لگے: ''آؤ! ہم میں سے ہر ایک اپنا سب سے بڑا گناہ یاد کرے۔ چنانچہ، پہلا شخص اپنی زندگی کا سب سے بڑا گناہ بتاتے ہوئے کہنے لگا: ''ایک مرتبہ میں اور میرا ایک دوست کہیں جا رہے تھے۔ ہمارا آپس میں کسی بات پر اختلاف ہو گیا۔ راستے میں ہمارے درمیان ایک درخت حائل ہوا، میں اچانک درخت کی اوٹ سے نکل کر اس کے سامنے آیا تو وہ مجھ سے خوفزدہ ہو گیا اور کہنے لگا: ''میں تجھ سے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتا ہوں۔'' بس یہی مجھے اپنی زندگی کی سب سے بڑی خطا معلوم ہوئی، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے معاف فرمائے۔''

دوسرے نے کہا: ''میں اسرائیلی ہوں، ہماری شریعت میں حکم ہے کہ ''اگر کسی کے جسم پر نجاست لگ جائے تو جسم کا وہ حصہ کاٹنا ضروری ہے''۔ ایک مرتبہ میرے جسم پر پیشاب لگ گیا تو میں نے آلودہ حصہ کاٹ دیا لیکن کاٹنے میں زیادہ مبالغہ نہیں کیا۔ بس یہی گناہ میری زندگی کا سب سے بڑا گناہ ہے۔ **اللّٰہ** ربُّ العزّت میرے اس گناہ کو معاف فرمائے۔''

تیسرے نے کہا: ''ایک مرتبہ میری والدہ نے مجھے پکارا تو میں نے فوراً ''لَبَّیْک'' کہا، لیکن تیز ہَوا کی وجہ سے آواز والدہ تک نہ پہنچ سکی تو وہ غصے میں آکر مجھے پتھر مارنے لگی۔ میں لاٹھی لے کر اس کی طرف گیا تا کہ وہ اس کے ذریعے مجھے مارے اور اس کا غُصَّہ ٹھنڈا ہو جائے، لاٹھی دیکھ کر وہ خوف زدہ ہو کر بھاگی اور اس کا سر درخت سے ٹکرا کر زخمی ہو گیا۔ بس یہی میری زندگی کا سب سے بڑا گناہ ہے۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ میرے اس گناہ کو معاف فرمائے۔''

{اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اپنے اعمال کا محاسبہ کر کے گناہوں پر شرمندہ ہو کر معافی مانگنا مغفرت کا باعث ہے۔ ہو سکے تو روزانہ رات کو سونے سے قبل دو رکعت ''صَلٰوۃُ التَّوبَہ'' پڑھ کر دن بھر کے بلکہ سابقہ تمام گناہوں سے توبہ کر لینی چاہیے۔)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

حکایت نمبر 350:

تلاوت ہو تو ایسی ہو......!

یزید بن محمد بن مَسْلَمَہ بن عبدالمَلِک سے منقول ہے کہ ہمیں ہمارے ایک غلام نے بتایا: حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر کے انتقال کے بعد ان کی زوجۂ محترمہ حضرتِ سیِّدَتُنا فاطمہ بنتِ عبدالمَلِک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہا بہت زیادہ روتیں یہاں تک کہ اُن کی بینائی جاتی رہی۔ ایک مرتبہ ان کے بھائی مَسْلَمَہ اور ہشام آئے اور کہا: ''پیاری بہن! آخر آپ اتنا کیوں روتی ہیں؟ اگر آپ اپنے شوہر کی جدائی پر روتی ہیں تو وہ واقعی ایسے مردِ مجاہد تھے کہ ان کے لئے رویا جائے۔ اگر دنیوی مال و دولت کی کمی رُلا رہی ہے تو ہم اور ہمارے اموال سب آپ کے سامنے حاضر ہیں؟'' حضرتِ سیِّدَتُنا فاطمہ بنتِ عبدالمَلِک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہا نے فرمایا: ''میں ان دونوں باتوں میں سے کسی پر بھی نہیں رو رہی۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے تو وہ عجیب وغریب اور درد بھرا منظر رُلا رہا ہے جو میں نے حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر کے ساتھ ایک رات دیکھا۔ اس رات میں یہ سمجھی کہ کوئی انتہائی ہولناک منظر دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی یہ حالت ہو گئی ہے اور آج رات آپ کا انتقال ہو جائے گا۔''

بھائیوں نے پوچھا: ''پیاری بہن! ہمیں بتائیے کہ آپ نے حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر کو اُس رات کس

حالت میں دیکھا۔'' فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نماز پڑھ رہے تھے، جب قراءت کرتے ہوئے اس آیت پر پہنچے:

یَوْمَ یَکُوْنُ النَّاسُ کَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ﴿۴﴾ وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ﴿۵﴾ (پ ۳۰، القارعۃ: ۴۔۵)

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن آدمی ہوں گے جیسے پھیلے پتنگے اور پہاڑ ہوں گے جیسے دُھنکی اُون۔

تو یہ آیت پڑھتے ہی ایک زوردار چیخ مار کر فرمایا: ''ہائے! اس دن میرا کیا حال ہوگا۔ ہائے! وہ دن کتنا کٹھن و دشوار ہو گا۔'' پھر منہ کے بل گر پڑے اور منہ سے عجیب وغریب آوازیں آنے لگیں پھر آپ ساکت ہوگئے۔ میں سمجھی کہ شاید آپ کا دم نکل گیا ہے۔ کچھ دیر بعد آپ کو ہوش آیا تو فرمانے لگے: ''ہائے! اس دن کیسا سخت معاملہ ہوگا۔'' اور چیختے چلاّتے صحن میں چکر لگاتے ہوئے فرمایا: ''ہائے! اس دن میری ہلاکت ہوگی جس دن آدمی پھیلے ہوئے پتنگوں کی طرح اور پہاڑ دھنکی ہوئی اُون کی طرح ہو جائیں گے۔'' ساری رات آپ کی یہی کیفیت رہی۔ جب صبح کی اذانیں شروع ہوئیں تو آپ گر پڑے، میں سمجھی کہ شاید آپ کی روح پرواز کرگئی ہے۔ اے میرے بھائیو! خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب بھی مجھے وہ رات یاد آتی ہے تو میری آنکھیں بے اختیار آنسو بہانے لگتی ہیں باوجود کوشش میں اپنے آنسو نہیں روک پاتی۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالٰی خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ سے کس طرح لرزاں وترساں رہا کرتے تھے۔ ہر گھڑی قیامت کا ہولناک منظر ان کے سامنے ہوتا۔ بہت زیادہ عبادت وریاضت اور گناہوں سے حد درجہ دوری کے باوجود وہ پاکیزہ خصلت لوگ اپنے آپ کو گناہ گار وعصیاں شعار تصور کرتے، حالانکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ان کا مرتبہ ومقام بہت اعلیٰ وارفع ہوتا۔ وہ لوگ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سچی عاجزی کیا کرتے، صغیرہ گناہوں بلکہ خلافِ اولیٰ باتوں سے بھی کوسوں دور بھاگتے، جہنم کا ہولناک گڑھا ہر لمحہ ان کے پیشِ نظر ہوتا، وہ کبھی بھی کوئی ایسا کام نہ کرتے جو باعثِ ہلاکت ہوتا۔ اور ایک ہم ہیں کہ اپنی آخرت اور حساب وکتاب کو بھول بیٹھے ہیں، شیطان کے بہکاوے میں آکر ہم اپنے آپ کو گناہوں کے عمیق گڑھے میں گراتے چلے جارہے ہیں۔ نہ گناہوں پر ندامت، نہ کسی قسم کی شرمندگی۔ اگر خطاؤں کو یاد کرکے چند آنسو بہالیتے تو گناہوں کا مَیل کچھ تو دُھل جاتا مگر آہ،

ہمیں رونا بھی تو آتا نہیں ہائے ندامت سے ؎ ندامت سے گناہوں کا ازالہ کچھ تو ہوجاتا

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے حالِ زار پر رحم فرمائے۔ گناہوں سے سچی توبہ پھر اس پر اِستقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمارے بزرگوں کے صدقے ہماری کامل مغفرت فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر351:

چاندی کے بدلے سونا

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن فُیَض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ ''حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم بیتُ المقدس جانا چاہتے تھے۔آپ کی رفاقت کے خواہش مند ایک نوجوان نے عرض کی: ''حضور! میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ہمراہ بیتُ المقدس جاؤں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی درخواست منظور کرتے ہوئے فرمایا: ''آؤ! پہلے ہم حجامت کروالیں پھر سفر پر روانہ ہوں گے۔'' چنانچہ، دونوں حجام کے پاس گئے حجامت کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نوجوان سے فرمایا: ''اے نوجوان! تیرے پاس کتنا زادِراہ ہے؟'' عرض کی: ''حضور! اٹھارہ (18) درہم ہیں۔'' فرمایا: ''یہ سب حجام کو دے دو۔'' نوجوان نے حکم کی تعمیل کی پھر دونوں اپنی منزل کی طرف چل دیئے۔ راستے میں نوجوان نے کہا: ''حضور! اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حجام کو کم رقم دلوا دیتے اور کچھ ہم اپنے پاس رکھ لیتے تو اس میں کیا حرج تھا؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے جانبِ منزل چلتے رہے۔ بیت المقدس پہنچ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسجد کے خادم سے کہا: ''کیا یہاں کوئی ایسا شخص ہے جو اپنی کھیتی کٹوانا چاہتا ہو؟ ہم دونوں اجرت پر فصل کاٹنے کے لئے تیار ہیں؟'' خادم نے کہا: ''حضور! ایک نصرانی جاگیردار کے علاوہ میں کسی اور زمیندار کو نہیں جانتا، اگر کہیں تو اس کے پاس لے چلتا ہوں؟'' فرمایا: ''ٹھیک ہے، ہمیں اس کے پاس لے چلو۔''

تینوں اس نصرانی جاگیردار کے پاس پہنچے اور آنے کا مقصد بیان کیا۔نصرانی جاگیردار نے اپنے کھیت دکھائے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اس کی کٹائی پر ہمیں کتنی اجرت ملے گی؟'' کہا: ''ایک دینار۔'' فرمایا: ''ٹھیک ہے، ہم فصل کاٹنے کے لئے تیار ہیں، تُو ایک دینار مسجد کے خادم کے حوالے کر دے، کام مکمل ہونے پر یہ ہمیں دے دے گا۔'' نصرانی نے ایک دینار مسجد کے خادم کے حوالے کر دیا۔ رات نے اپنے پر پھیلا دیئے تھے لیکن چودھویں رات کے چاند کی اُجلی اُجلی روشنی نے ہر طرف اُجالا بکھیر رکھا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رفیق سے فرمایا: ''اے جوان! میں نماز پڑھوں اور تم فصل کاٹو یا تم نماز پڑھو اور میں فصل کاٹوں، بتاؤ! تمہیں کون سی بات پسند ہے؟'' نوجوان نے نماز کی حامی بھر لی اور نماز پڑھنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا نام لے کر فصل کاٹنا شروع کی اور صبح تک کاٹتے رہے جبکہ نوجوان نماز میں مشغول رہا۔ فراغت کے بعد جاگیردار کے پاس پہنچ کر کہا: ''ہم نے اپنا کام ختم کر دیا ہے۔''

جاگیردار بڑا حیران ہوا کہ اتنی جلدی اتنی ساری فصل کس طرح کاٹ لی۔ اس نے متعجب ہو کر کہا: ''تم نے ضرور کھیتی خراب کر دی ہوگی ورنہ اتنی جلدی تم کام سے کیسے فارغ ہو سکتے ہو؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''تو جا کر اپنی فصل دیکھ لے تاکہ تجھے اطمینان ہو جائے۔'' وہ گیا تو دیکھا کہ بہت اَحسن طریقے سے فصل کاٹی گئی ہے، جب وہ مطمئن ہو گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ نے فرمایا:''مسجد کے خادم سے کہو کہ ہماری اُجرت ہمیں دے دے۔'' جاگیردار نے مسجد کے خادم سے کہا:''ان کی اُجرت ان کے حوالے کردو۔'' جب خادم دینار دینے لگا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''یہ دینار (یعنی سونے کی اشرفی) میرے رفیق کو دے دو کہ اس نے حجام کو اٹھارہ (18) درہم (یعنی چاندی کے سکے) دیئے تھے۔'' چنانچہ، خادم نے وہ دینار نوجوان کو دے دیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

(سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! کیسے خوددار اور باکرامت ہوا کرتے تھے ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ۔ اس نوجوان کے دل میں جب یہ بات آئی کہ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے حجام کو اتنی رقم کیوں دلوائی؟ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو چاندی کے اٹھارہ سکّوں کے بدلے سونے کی اشرفی عطا فرمادی تاکہ اسے اپنے مال کا مَلال نہ ہو۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ حلال رزق کماتے، خود کم کھاتے لیکن دوسروں کی بہت امداد فرماتے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے صدقے ہمیں بھی اتنا رزقِ حلال عطا فرمائے کہ حرام کی طرف ہماری نظر ہی نہ اُٹھے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

حکایت نمبر 352: حضرت اِبراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کا جذبۂ خیر خواہی

حضرتِ سیِّدُنا شَقِیق بن اِبراہیم علیہ رحمۃ اللہ الکریم سے منقول ہے کہ''ایک مرتبہ ہم حضرتِ سیِّدُنا اِبراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی محفل میں حاضر تھے، اتنے میں آپ کے معتقدین میں سے ایک شخص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سلام کئے بغیر ہمارے قریب سے گزر گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاضرین سے پوچھا:''کیا یہ فلاں شخص نہیں؟'' عرض کی گئی:''جی ہاں۔'' فرمایا:''جاؤ! اس سے پوچھو:''آج تم نے ہمیں سلام کیوں نہیں کیا؟ کیا تم ناراض ہو؟'' جب اسے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ پیغام ملا تو کہا:''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ابھی ہمارے ہاں بچے کی ولادت ہوئی ہے اور ہمارے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہیں (یعنی کچھ بھی نہیں)، اب میں کھانے کی تلاش میں نکلا ہوں، میں اتنا پریشان ہوں کہ مجھے کچھ ہوش ہی نہیں۔'' جب حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کو اس کی یہ حالت بتائی گئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تڑپ اٹھے اور''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن'' پڑھ کر کہا:''ہائے افسوس! ہم اپنے رفیق کے حال سے غافل رہے اور بات اتنی بڑھ گئی۔ ہائے! اسے اتنی پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک شخص سے فرمایا:''جاؤ! فلاں باغ کے مالک کے پاس جا کر دو دینار قرض حاصل کرو اور بازار جا کر ایک دینار کی اشیاءِ خورد ونوش (یعنی کھانے پینے کا سامان) خرید کر سارا سامان اور بقیہ ایک دینار ہمارے اس پریشان حال رفیق کے گھر دے آؤ۔''

وہ شخص فوراً تعمیلِ حکم کے لئے چل دیا اسی کا بیان ہے: ''میں نے دو دینار قرض لئے، کھانے پینے کا سامان خریدا پھر اس کے گھر پہنچ کر دروازے پر دستک دی۔ اس کی زوجہ نے پوچھا: ''کون ہے؟'' میں نے اپنا تعارف کرایا اور اس کے شوہر کے متعلق پوچھا۔ اس نے کہا: ''وہ تو گھر پر موجود نہیں۔'' میں نے کہا: ''اچھا! آپ دروازہ کھول کر ایک طرف ہو جائیں، میں کچھ سامان دینے آیا ہوں۔'' وہ دروازہ کھول کر ایک طرف ہوگئی، میں نے سامان صحن میں رکھا اور دینار اس عورت کو دے دیا۔ اس نے پوچھا: ''اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! یہ سامان کس کی طرف سے ہے؟'' میں نے کہا: ''اپنے شوہر کو سلام کہنا اور کہنا کہ یہ سارا سامان ابراہیم بن اَدْہَم کی طرف سے ہے۔''

یہ سن کر اس غریب خاتون کی زبان پر یہ دعائیہ کلمات جاری ہوئے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! آج اس مشکل وقت میں حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے ہماری مدد کی، اے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اِس کی اُسے اچھی جزاء عطا فرما، اسے کبھی اپنی نظرِ رحمت سے دور نہ کرنا۔'' وہ اسی طرح دعائیں کرتی رہی اور میں واپس چلا آیا۔ جب حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کو اس کی دعا کے متعلق بتایا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتنا خوش ہوئے کہ اس سے قبل ہم نے کبھی آپ کو اتنا خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ جب رات کے آخری پہر اس بیچاری غریب خاتون کا شوہر گھر آیا تو اس کے پاس کچھ بھی نہ تھا، باوجودِ کوشش کے اسے کوئی چیز نہ مل سکی۔ جیسے ہی وہ گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ صحن میں بہت سارا سامان رکھا ہوا ہے۔ خاتون نے آگے بڑھ کر اپنے شوہر کو ایک دینار دیا تو اس نے پوچھا: ''یہ سب چیزیں کس نے بھجوائی ہیں؟'' کہا: ''حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے۔'' یہ سنتے ہی اس غریب کے منہ سے بھی یہ دعائیہ کلمات نکلے: ''اے ہمارے پرودگار عَزَّوَجَلَّ! حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کو آج کے دن کی اچھی جزاء عطا فرما! اسے کبھی اپنی نظرِ رحمت سے دور نہ کرنا، اسے کبھی اپنی نظرِ رحمت سے دور نہ کرنا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ مؤمن بڑا خوش بخت ہے جو محتاجوں کی مدد کرے، روتوں کو ہنسائے اور پریشان حال لوگوں کی پریشانی دور کرے۔ مخلوقِ خدا پر شفقت کرنا رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ پانے کا بہت اچھا راستہ ہے۔ جو مخلوق پر رحم کرے گا خالقِ لَمْ یَزَل اس پر رحم وکرم کی ایسی بارش فرمائے گا کہ اس کی زندگی میں ہر طرف بہاریں ہی بہاریں آجائیں گی۔ اور یہ تجربہ شدہ بات ہے کہ جب کسی غریب انسان کی مدد کی جائے تو انسان کو ایسی اَنجانی سی خوشی ہوتی ہے جسے الفاظ کا جامہ پہنانا مشکل ہے۔ اسے وہی سمجھ سکتا ہے جسے یہ دولت نصیب ہوئی ہو۔ جسے یقین نہ آئے وہ کسی دُکھیارے کا دُکھ دور کر کے دیکھ لے۔)

حکایت نمبر353:

پُراَسرار بزرگ

حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن ابونُوح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت عبادت گزار تھے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے:ایک مرتبہ مکہ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا جاتے ہوئے مجھے ایک بزرگ نظر آئے، ان کی بارُعب وباوقار شخصیت نے مجھے تعجب میں ڈال دیا۔ میں نے ان سے کہا:''میں آپ کی رفاقت کا طالب ہوں۔''فرمایا:''جیسے تمہاری مرضی، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ چنانچہ، میں اُن کے ساتھ ہولیا، وہ سارا سارا دن چلتے اور جہاں چاہتے ٹھہر جاتے۔بہت زیادہ گرمی کے باوجود، دن کو روزہ رکھتے، افطار کے وقت اپنے تھیلے سے کوئی چیز نکال کر اپنے منہ میں ڈال لیتے۔روزانہ افطار کے وقت نہ جانے کون سی چیز تھیلے سے نکال کر صرف دو تین مرتبہ اپنے منہ میں ڈالتے پھر مجھے بلاتے اور کہتے:''آؤ!تم بھی اس میں سے کچھ کھالو۔''میں اپنے دل میں کہتا:''اے بندۂ خدا! یہ تو تمہیں بھی کفایت نہ کرے گا پھر بھی تمہارے ایثار کا یہ عالَم ہے کہ مجھے بھی کھانے کی دعوت دے رہے ہو، تمہارے جذبے کو سلام۔''وہ باصرار مجھے کچھ نہ کچھ کھلا دیتے۔ان کے صبر اور عبادت وریاضت کو دیکھ کر ان کا رعب ودبدبہ میرے دل میں گھر کر چکا تھا۔

ہم منزلوں پر منزلیں طے کرتے سوئے حرم رواں دواں تھے۔ایک دن راستے میں ایک شخص ملا جس کے پاس ایک گدھا تھا، بزرگ نے مجھ سے فرمایا:''جاؤ اور وہ گدھا خرید لاؤ۔''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم!بزرگ کی یہ بات سن کر ان کے جلال کی وجہ سے مجھ سے انکار نہ ہوسکا۔میں نے گدھے والے سے قیمت معلوم کی تو اس نے کہا:''میں تیس(30) دینار سے ایک درہم بھی کم نہ لوں گا۔''میں نے بزرگ کو بتایا تو فرمایا:''جاؤ!اتنے ہی میں خرید لو اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے بھلائی طلب کرو۔''میں نے کہا: ''اس کی قیمت کہاں سے ادا کروں۔''فرمایا:''**بِسْمِ اللہ** شریف پڑھ کر اپنا ہاتھ میرے تھیلے میں ڈالو اور اپنی مطلوبہ رقم حاصل کرلو۔''میں نے جیسے ہی **بِسْمِ اللہ** شریف پڑھ کر تھیلے میں ہاتھ ڈالا میرے ہاتھ میں ایک تھیلی آئی جس میں پورے تیس دینار تھے نہ کم نہ زیادہ۔میں دینار دے کر گدھا لے آیا تو فرمایا:''تم اس پر سوار ہوجاؤ۔''میں نے کہا:''حضور! آپ مجھ سے زیادہ عمر رسیدہ وکمزور ہیں، اس لئے آپ سوار ہو جائیں اور میں پیدل چلتا ہوں۔''بہرحال میرے اصرار پر وہ سوار ہوگئے اور میں ان کے ساتھ چلنے لگا، ہم سارا دن سفر اور رات کو قیام کرتے، وہ بزرگ پوری رات نماز پڑھتے ہوئے گزار دیتے۔

جب ہم''**عُسفان**''پہنچے تو ایک شخص اس بزرگ سے ملا، سلام کیا اور دونوں نے ایک طرف ہو کر کچھ گفتگو کی پھر دونوں نے رونا شروع کردیا، کافی دیر روتے رہے۔جب جدا ہونے لگے تو بزرگ نے اس شخص سے کہا:''مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔''فرمایا: ''ہاں! دل کے تقویٰ کو لازم کرلو۔ ہر گھڑی قیامت کا ہولناک منظر تمہارے پیش نظر ہونا چاہیے۔''عرض کی:''مزید کچھ نصیحت فرمائیے۔''فرمایا:''ہاں!جب آخرت کی طرف جاؤ تو اچھے اعمال لے کر جانا۔اپنے دل کو دنیوی مال ودولت کی محبت سے پاک

کرلو۔سنو! سمجھ دار لوگ وہ ہیں جو اُس وقت دنیا کے عیب اور دھوکے کو پہچان لیتے ہیں جب وہ اپنے چاہنے والوں کو ہر طرف سے گھیر لیتی ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی تم پر رحمت، سلامتی اور برکت ہو۔'' (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

پھر دونوں جدا ہوگئے۔ میں نے اپنے رفیق بزرگ سے پوچھا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے! یہ شخص کون تھا؟'' میں نے آج تک اس سے بہتر کلام کرنے والا کسی کو نہیں پایا؟'' فرمایا: ''یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندوں میں سے ایک خاص بندہ تھا۔'' پھر ہم ''**عُسفَانَ**'' سے مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا پہنچے، مقامِ ''**اَبْطَح**'' کے قریب وہ سواری سے اُترے اور کہا: ''تم یہیں ٹھہرنا میں بیتُ اللہ شریف پر ایک محبت بھری نظر ڈال کر اِنْ شاء **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جلد ہی واپس آجاؤں گا۔'' اتنا کہہ کر وہ چلے گئے میں وہیں کھڑا رہا۔ کچھ دیر بعد میرے پاس ایک شخص آیا اور کہا: ''کیا یہ گدھا فروخت کروگے؟'' میں نے کہا: ''ہاں! یہ تیس دینار کا ہے۔'' اس نے کہا: ''مجھے منظور ہے۔'' میں نے کہا: ''یہ گدھا میرا نہیں، میرے رفیق کا ہے، وہ مسجد حرام کی طرف گئے ہیں ابھی آتے ہی ہوں گے۔'' ابھی میں یہ بات کر ہی رہا تھا کہ وہ آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ میں ان کی طرف بڑھا اور کہا: ''میں نے یہ گدھا تیس (30) دینار میں فروخت کردیا ہے۔'' فرمایا: ''اگر تم چاہتے تو اس سے زیادہ میں بھی بیچ سکتے تھے۔ لیکن اب بیچ دیا تو کوئی بات نہیں، اپنا قول پورا کرو۔''

چنانچہ، میں نے تیس دینار لے کر گدھا اس شخص کے حوالے کردیا۔ پھر بزرگ سے پوچھا: ''ان دیناروں کا کیا کروں؟'' فرمایا: ''یہ تمہارے لئے ہیں، انہیں اپنے استعمال میں لاؤ۔'' میں نے کہا: ''مجھے ان کی حاجت نہیں۔'' فرمایا: ''اچھا تو پھر انہیں میرے تھیلے میں ڈال دو۔'' میں نے وہ دینار تھیلے میں ڈال دیئے۔ مقامِ ''**اَبْطَح**'' کے قریب ایک جگہ قیام کیا تو فرمایا: ''قلم، دوات اور ورق لے کر آؤ۔'' میں نے یہ اشیاء حاضرِ خدمت کیں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو خط لکھے، پھر ایک خط مجھے دیتے ہوئے کہا: ''جاؤ! فلاں جگہ حضرتِ سیِّدُنا عَبَّاد بن عَبَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد ہوں گے، یہ خط دے کر انہیں اور وہاں موجود تمام لوگوں کو میرا سلام کہنا۔ پھر دوسرا خط دیتے ہوئے فرمایا: ''اس کو اپنے پاس رکھنا اور یومِ نحر (یعنی قربانی کے دن) پڑھنا۔ جاؤ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہارا حامی و ناصر ہو۔''

میں خط لے کر حضرتِ سیِّدُنا عَبَّاد بن عَبَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ لوگوں کو حدیث سنا رہے ہیں، بہت سے مسلمان ان کے اردگرد بیٹھے حدیثِ نبوی سن رہے تھے۔ میں نے سلام کیا اور کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ کے ایک بھائی نے یہ خط بھیجا ہے۔'' انہوں نے خط پڑھا تو اس میں کچھ اس طرح کا مضمون لکھا تھا:

''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم''

اَمَّا بَعْد! اے عَبَّاد! میں تجھے اس دن کی مفلسی و محتاجی سے ڈراتا ہوں جس دن لوگ (جمع شدہ نیکیوں کے) ذخیرے کے

محتاج ہوں گے ۔ بے شک آخرت کی محتاجی و مفلسی کو دنیا کا غنا نہیں روک سکتا ۔ اگر آخرت میں اعمالِ صالحہ کم ہوئے تو مصیبت کا اِزالہ بہت مشکل ہے۔ میں تیرا مسلمان بھائی ہوں ۔ جب تم میرے پاس پہنچوں گے تو میں مرنے والا ہوں گا پس تم میرے پاس آؤ، میری تجہیز و تکفین کرواور نماز جنازہ پڑھ کر مجھے میری قبر میں اُتار دو۔ میں تمہیں اور تمام مسلمانوں کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حفاظت میں چھوڑتا ہوں ۔ دو جہاں کے تاجور، حبیبِ ربِّ اکبر، محبوبِ داور عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں میرا سلام ہو۔ سب کو میری طرف سے سلام اور تم سب پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت ہو۔ **والسَّلام**: ''آپ کا بھائی''

خط پڑھ کر حضرتِ سیِّدُنا عَبَّاد بن عَبَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد نے مجھ سے فرمایا: ''جس نے یہ خط بھجوایا ہے، وہ کہاں ہے؟'' میں نے کہا: ''مقامِ ''اَبْطَح'' کے قریب۔'' فرمایا: ''کیا وہ بیمار ہے؟'' میں نے کہا: ''میں تو بالکل تندرست چھوڑ کر آیا ہوں۔'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھڑے ہوگئے ۔ آپ کے ساتھ تمام حاضرین بھی کھڑے ہوئے اور ہم سب مقامِ ''اَبْطَح'' میں اس بزرگ کے پاس پہنچے، دیکھا تو ان کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی ۔ ان کی میت ایک چادر میں لپٹی قبلہ رخ رکھی ہوئی تھی ۔ حضرتِ سیِّدُنا عَبَّاد بن عَبَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد نے مجھ سے فرمایا: ''کیا یہ تمہارا رفیق ہے؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں۔'' فرمایا: ''کیا تم اسے تندرست چھوڑ کر گئے تھے؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں''۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بزرگ کی میت کے سرہانے کھڑے ہو کر کافی دیر روتے رہے پھر نمازِ جنازہ پڑھا کر دفن کر دیا۔ لوگوں نے دور دور سے آکر جنازہ میں شرکت کی ۔ جب یومِ نحر (یعنی قربانی کا دن) آیا تو میں نے کہا: ''**واللہ**! اپنے رفیق کے حکم کے مطابق ان کا دیا ہوا دوسرا خط میں آج ضرور پڑھوں گا۔'' چنانچہ، میں نے خط کھولا تو اس میں لکھا تھا:

''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم''

اَمَّا بَعْد! اے میرے بھائی! **اللہ** ربُّ العالمین اس دن تجھے تیری نیکی کا بہترین صلہ عطا فرمائے جس دن لوگوں کو اپنے اعمالِ صالحہ کی شدید ضرورت ہوگی ۔ **اللہ** جَلَّ شَانُہٗ تجھے ہماری رفاقت کا بہترین اجر عطا فرمائے ۔ بے شک نیک شخص اپنی نیکی کو اپنے بالکل قریب پائے گا۔ میرے بھائی! مجھے تجھ سے ایک حاجت ہے۔ جب **اللہ** تبارک وتعالیٰ تیرا حج مکمل فرمادے تو بیتُ المقدس جا کر میری میراث میرے وارث کے حوالے کر دینا۔ **اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ**

خط پڑھ کر میں نے اپنے دل میں کہا: ''اے میرے رفیق! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے ۔ آپ کا ہر کام عجیب ہے، اور یہ وصیت نامہ تو بہت ہی زیادہ تعجب خیز ہے ۔ میں بیتُ المقدس کس کے پاس جاؤں گا؟ نہ تو مجھے وارث کا نام بتایا گیا نہ کسی خاص علاقے کی نشاندہی کی گئی ۔ میں آپ کا سامان کسے دوں گا؟ مجھے کیا معلوم کہ آپ کا وارث کون ہے؟ کافی دیر اسی طرح سوچتا رہا ۔ بالآخر میں نے ان کا سامان اپنی چادر میں لپیٹا، سامان کیا تھا ایک پیالہ، ایک تھیلا اور ایک لاٹھی جس سے وہ ٹیک لگایا

کرتے تھے۔ یہ سامان محفوظ مقام پر رکھ کر مناسک حج ادا کئے اور پختہ ارادہ کرلیا کہ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ میں بیتُ المقدس ضرور جاؤں گا۔ ہوسکتا ہے میری ملاقات ان کے وارث سے ہوجائے۔''

چنانچہ، بیتُ المقدس پہنچ کر میں مسجد میں داخل ہوا تو بہت سے فقراء ومساکین کا ہجوم دیکھا۔ میں ان لوگوں کے درمیان گھومتا رہا سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کس سے پوچھوں۔ اچانک ایک شخص نے مجھے میرا نام لے کر پکارا، میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ بالکل میرے رفیق کی طرح تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: ''فلاں کی میراث مجھے دے دو۔'' میں عصا، پیالہ اور تھیلا اس شخص کو دے کر واپس آنے لگا۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ابھی میں مسجد سے باہر بھی نہ نکلا تھا کہ میرے دل میں خیال آیا میں نے اپنے بزرگ رفیق کے عجیب وغریب معاملات دیکھے۔ پھر میں مکۂ مکرمہ سے بیتُ المقدس آیا یہاں بھی بہت عجیب بات دیکھی کہ ایک انجان شخص نے میرا نام لے کر پکارا، یہ سارے معاملات بہت حیران کُن ہیں اور میرا یہ حال ہے کہ میں نے نہ تو ان دونوں سے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور نہ ہی لوگوں سے ان کے متعلق معلومات کیں کہ یہ کون ہستیاں ہیں۔ مجھے چاہئے کہ جس کی طرف مجھے بھیجا گیا ہے تادمِ آخر اس کے ساتھ رہوں۔ بس اسی خیال کے تحت میں واپس پلٹا اور اس شخص کو ڈھونڈنے لگا لیکن وہ کہیں نظر نہ آیا ہر جگہ تلاش کیا مگر ناکامی ہوئی لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا۔ میں کافی دن بیتُ المقدس ٹھہرا رہا لیکن مجھے کوئی ایسا نہ ملا جو اس شخص کے متعلق میری رہنمائی کرتا۔ بالآخر اس کے دیدار کی حسرت دل ہی میں لئے، مَیں واپس عراق آگیا۔''

؎ جس کی خاطر دل تھا بے چین ہر جگہ ڈھونڈا مگر کہیں نہ ملا

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر354: جرأت مند حاجی

حضرتِ سیِّدُنا علی بن زید علیہ رحمۃ اللہ الاحد سے منقول ہے، حضرت سیِّدُنا طاءُوس علیہ رحمۃ اللہ القدُّوس نے فرمایا: ''ایک مرتبہ موسمِ حج میں حَجَّاج بن یوسف مکۂ مکرمہ (زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا) آیا تو مجھے اپنے پاس بلوایا۔ میں گیا تو مجھے اپنے برابر بٹھایا اور ٹیک لگانے کے لئے تکیہ دیا، ہم ابھی بیٹھے باتیں کررہے تھے کہ کسی طواف کرنے والے کی صدا فضا میں بلند ہوئی:

''لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ ترجمہ: میں حاضر ہوں، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں حاضر ہوں (ہاں) میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک تمام خوبیاں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں اور تیرا ہی مُلک ہے، (میرے مولیٰ) تیرا کوئی شریک نہیں۔''

حَجَّاج بن یوسف نے جب یہ آواز سنی تو خادم کو حکم دیا کہ اس حاجی کو ہمارے پاس بلا لاؤ۔ خادم ایک باوقار شخص کو ساتھ لے آیا۔ حَجَّاج نے اس سے پوچھا: ''تو کن لوگوں میں سے ہے؟'' کہا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! میں مسلمان ہوں۔'' حَجَّاج نے کہا: ''میں تجھ سے اِسلام کے متعلق نہیں پوچھ رہا۔'' کہا: ''پھر کس کے متعلق پوچھ رہا ہے؟'' کہا: میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تیرا تعلق کس ملک سے ہے۔'' کہا: ''میں یمن کا رہنے والا ہوں۔'' حجاج نے کہا: ''میرا بھائی محمد بن یوسف کیسا ہے؟'' کہا: ''بہت اچھے لباس والا، بہت اچھے جسم کا مالک اور خوب گھومنے پھرنے والا سوار ہے۔'' حَجَّاج نے کہا: ''میں ان چیزوں کے متعلق نہیں پوچھ رہا۔'' کہا: ''تو پھر کس چیز کے متعلق پوچھ رہا ہے؟'' کہا: ''میں تو اس کی سیرت وکردار کے متعلق پوچھ رہا ہوں۔'' یہ سن کر اس مرِدِقلندر، جرأت مند حاجی نے بڑی بے خوفی سے کہا: ''وہ انتہائی ظالم وسرکش ہے، مخلوق کا پیروکار اور'' خَالِقِ لَمْ یَزَل'' کا نافرمان ہے۔'' حَجَّاج نے اپنے بھائی کے خلاف یہ باتیں سنیں تو غصے سے تڑپ کر بولا: ''تجھے اس طرح کا کلام کرنے پر کس چیز نے اُبھارا؟ کیا تو جانتا نہیں کہ وہ میرا بھائی ہے اور اس کا مرتبہ میرے نزدیک کتنا بلند ہے؟'' جرأت مند حاجی نے بڑی دلیری سے کہا: ''تیرا کیا خیال ہے کہ اگر تیرا بھائی تیری نظر میں مقام ومرتبے والا ہے تو کیا اس وجہ سے میں اسے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا مقرب جان لوں گا؟ ہرگز نہیں، بلکہ عظیم وبلند تو وہی ہے جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں مقرب ہے اور میں تیرے ظالم وسرکش بھائی کو مُعَظَّم ومُکَرَّم کیوں سمجھوں؟ حالانکہ میں تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے گھر کا قصد کرکے آیا ہوں، میں تو اس کے دِین کو سمجھنے والا، اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر ایمان لانے والا اور ان کی تصدیق کرنے والا ہوں۔''

دلیر وجرأت مند حاجی کی باتیں سن کر حَجَّاج بن یوسف خاموش رہا، اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ پھر بلند ہمت، جرأت مند حاجی کھڑا ہوا اور اجازت لئے بغیر وہاں سے چلا گیا۔ حضرتِ سیِّدُنا طاءُوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں بھی اس مرِدِقلندر کے پیچھے ہولیا، میں نے کہا: ''یہ شخص بہت حکیم ودانا ہے۔'' پھر میں نے دیکھا کہ وہ خانۂ کعبہ کا غلاف پکڑے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح التجائیں کررہا ہے: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنے فضل وکرم سے پریشانی اور مصیبت سے نجات عطا فرما، ہر معاملے میں بخیلوں کے شر سے محفوظ رکھ اور حق بات کہنے کی توفیق عطا فرما۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** ظالم وجابر حاکم کے سامنے حق بات کہنا عظیم جہاد ہے۔ اس مرِدِقلندر نے ایک انتہائی سفّاک وظالم حکمران کے سامنے اس کے بھائی کی حقیقت کا علی الاعلان اظہار کیا۔ حَجَّاج بن یوسف کا رُعب ودبدبہ اس مردِمجاہد کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ نہ بن سکا۔ اسے خوف تھا تو بس خدائے بزرگ وبرتر کا اور یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہے وہ مخلوق سے نہیں ڈرتا بلکہ مخلوق اس سے ڈرتی ہے۔ ہر معاملہ میں اِخلاص شرط ہے، جو مخلص ہے وہ کامیاب وکامران

ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی حق بات کہنے، سننے کی توفیق عطا فرمائے۔ حق پر عمل کرنے اور حق کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔)

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

حکایت نمبر 355: حضرت زَیْنَب بنت جَحش رضی اللہ عنہا کی سخاوت

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا **عمر فاروقِ اعظم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں بَحْرَیْن سے واپسی پر میں نے عشاء کی نماز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے ادا کی، نماز سے فراغت کے بعد میں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے جواب دے کر پوچھا: ''اے ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! بحرین سے کیا لے کر آئے ہو؟'' میں نے کہا: ''پانچ لاکھ درہم۔'' فرمایا: ''جانتے ہو، تم کتنی رقم کہہ رہے ہو؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں! ایک سو ہزار، ایک سو ہزار، ایک سو ہزار۔ اس طرح میں نے پانچ مرتبہ گنا۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! شاید تمہیں نیند آرہی ہے، جاؤ! ابھی گھر جا کر آرام کرلو کل صبح میرے پاس آنا۔'' چنانچہ، میں گھر چلا آیا۔ صبح جب دربارِ خلافت میں پہنچا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر پوچھا: ''اے ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! بحرین سے کیا لائے ہو؟'' میں نے کہا: ''پانچ لاکھ درہم۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعجب ہو کر پوچھا: ''کیا واقعی تم ٹھیک کہہ رہے ہو؟'' میں نے کہا: ''حضور! میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں، میں واقعی پانچ لاکھ درہم لایا ہوں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے فرمایا: ''اے لوگو! بے شک میرے پاس کثیر مال آیا ہے، بتاؤ گن کر تمہارے درمیان تقسیم کروں یا تول کر۔''

ایک شخص نے کہا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میں نے عجمیوں کو دیکھا ہے کہ وہ رجسٹر وغیرہ میں لوگوں کے نام لکھ لیتے ہیں اور پھر اس رجسٹر کو دیکھ کر حق داروں میں غلہ وغیرہ تقسیم کیا جاتا ہے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہاجرین صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے لئے پانچ ہزار، انصار صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے لئے چار ہزار اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے لئے بارہ ہزار درہم مقرر کئے۔ حضرتِ سیِّدَتُنا بَرْزَہ بنت رَافِع رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جزیہ وغیرہ کا مال آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا زَیْنَب بنت جَحْش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے بہت سا مال بھجوایا۔ انہوں نے مالِ کثیر دیکھ کر فرمایا: ''**اللّٰہ** تبارک وتعالیٰ حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مغفرت فرمائے۔ میرے علاوہ میرے اور مسلمان بھائی بھی ہیں جو اس مال کے مجھ سے زیادہ محتاج ہوں گے۔'' لوگوں نے کہا: ''یہ سب کا سب آپ کے لئے ہے (دیگر حق داروں کو اپنا حصہ مل چکا ہے)۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے **سُبْحَانَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ! کہہ کر زمین پر ایک کپڑا بچھاتے ہوئے

کہا: ''سارا مال یہاں ڈال کر اس پر ایک کپڑا ڈال دو۔'' لوگوں نے تمام درہم وہاں ڈال دیئے۔

حضرتِ سیِّدَتُنا بَرْزَہ بنت رَافع رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھ سے فرمایا: ''اس کپڑے کے نیچے اپنا ہاتھ ڈال کر ایک مُٹھی درہموں کی بھرو اور فلاں یتیم کو دے آؤ، ایک مٹھی فلاں غریب کو دے آؤ، ایک مٹھی فلاں رشتہ دار کو دے آؤ۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حکم فرماتی جاتیں اور میں لوگوں میں تقسیم کرتی جاتی۔ یہاں تک کہ چند درہموں کے علاوہ باقی تمام درہم تقسیم فرما دیئے۔ پھر میں نے عرض کی: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کی مغفرت فرمائے۔ کیا اس میں ہمارا کچھ حصہ نہیں؟'' فرمایا: ''ہاں! جو باقی بچا ہے وہ تمہارے لئے ہے۔'' میں نے کپڑا اٹھایا تو اس کے نیچے صرف پچاسی (85) درہم باقی تھے۔'' پھر اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا زَیْنَب بنت جَحْش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہاتھ اٹھا کر اس طرح دعا کی: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی جانب سے مجھے اس کے بعد کوئی ہدیہ نصیب نہ ہو۔'' پھر اسی سال آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو گیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کروڑوں رحمتیں ہوں مؤمنین کی ان ماؤں پر جنہوں نے ہر حال میں ربِ کریم کا شکر ادا کیا۔ خود بھوک و پیاس برداشت کر کے امت کے غرباء وفقراء کی پریشانیاں دور فرمائیں۔ انہیں مال و دولت اور دنیوی ساز و سامان سے محبت نہ تھی بلکہ وہ تو خالقِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی محبت میں سرشار تھیں۔ دنیوی مال و دولت کی آمد انہیں خوش نہ کرتی بلکہ اس کی فراوانی ان کے لئے پریشانی کا باعث بنتی۔ ان کے پاس جو مال آتا اسے فوراً صدقہ کر دیتیں۔ یہ سب ہمارے مکی مدنی آقا، مدینے والے مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تربیت وصحبت کا اثر تھا۔ جس طرح آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے کسی امتی کی پریشانی نہیں دیکھی جاتی اسی طرح آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے گھر والے بھی اُمتِ مُسلِمہ کو پریشانی میں مبتلا دیکھ کر بے قرار ہو جاتے۔ اِنہیں پاکیزہ ہستیوں کے رحم وکرم سے ہم جیسے گناہ گاروں کا گزارہ ہو رہا ہے۔ ہمارے مکی مدنی آقا، مدینے والے مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہی ہماری ثروت وعزت ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ان کے دامنِ کرم سے ہمیشہ ہمیشہ وابستہ رکھے۔)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود — ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر356:

خچرّ کیسے زندہ ہوا......؟

حضرتِ سیِّدُ نا امام شَعْبِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:'' ایک مرتبہ مجاہدینِ اسلام کا لشکر، دشمنانِ اسلام سے جہاد کے لئے نعرۂ تکبیر و نعرۂ رسالت بلند کرتا ہوا جانبِ منزل رواں دواں تھا۔ایک جگہ پڑاؤ کیا تو ایک مجاہد کا خچر مرگیا دوسرے مجاہدوں نے اسے اپنی سواریاں پیش کیں اور اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔لیکن اس نے انکار کردیا۔جب بے حد اصرار کے باوجود بھی وہ تیار نہ ہوا تو اسے وہیں چھوڑ کر سارا لشکر آگے روانہ ہوگیا۔کچھ دیر بعد اس مجاہد نے وضو کر کے خوب خشوع وخضوع سے دو رکعت نماز ادا کی اور پھر بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح التجا کی:'' اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تیری خوشنودی کے لئے تیری راہ کا مجاہد بنا ہوں۔میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔تو ہی انہیں قبروں سے زندہ کر کے اٹھائے گا۔اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! میرے اس خچر کو میرے لئے زندہ کردے۔''

دعا کے بعد اس نے اپنے خچرّ کو ٹھوکر ماری تو خچر فوراً کان جھاڑتے ہوئے کھڑا ہوگیا۔مجاہد نے خچر پر زین ڈالی اور سوار ہوگیا۔خچر ہوا سے باتیں کرتا ہوا سرپٹ دوڑنے لگا، چند ہی گھڑیوں میں وہ مجاہد اپنے دوستوں سے جاملا۔انہوں نے اپنے رفیق کو اسی خچر پر دیکھا تو حیران ہوکر ماجرا دریافت کیا۔مجاہد نے سارا واقعہ بتایا اور کہا:'' میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے میرے لئے اس خچر کو زندہ فرمادیا۔'' (یہ سن کر تمام شرکاءِ قافلہ گویا زبانِ حال سے یوں کہہ رہے تھے:)

؎ دعاءِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی   بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر357:

خونخوار رومی

حضرتِ سیِّدُ نا عُمر ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں تجارت کی غرض سے ملکِ شام کی طرف روانہ ہوا۔ایک شہر میں پہنچ کر آرام کی غرض سے ایک درخت کے سائے تلے لیٹ گیا۔تھکاوٹ بہت زیادہ تھی کچھ دیر میں نیند نے آلیا۔اچانک کسی نے میرے پاؤں کو زور سے ہلایا، میں گھبرا کر کھڑا ہوا تو سامنے ایک عجمی رومی موجود تھا،اس نے مجھ سے کہا:'' اے عربی! تجھے تین باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے۔مجھ سے نیزہ زنی کر یا تلوار زنی کر یا پھر مجھ سے کُشتی لڑ۔جلدی بتا تو کون سی بات پسند کرتا ہے؟''

اس ناگہانی مصیبت سے میں بہت پریشان ہوا اور سمجھ گیا کہ اس کی بات مانے بغیر چھٹکارا نہیں۔ بالآخر میں نے اس سے کہا:

''اے عجمی! تلوار زنی اور نیزہ زنی کے نتیجے میں موت واقع ہوسکتی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ ہم کشتی کرلیں۔'' اتنا سنتے ہی وہ میری طرف بڑھا اور دیکھتے ہی دیکھتے مجھے پچھاڑ کر میرے سینے پر سوار ہوگیا اور بڑے سخت لہجے میں کہا: ''بتا! تجھے کس طرح قتل کروں؟'' وہ مجھے ذبح کرنے ہی والا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف دیکھا اور بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح عرض گزار ہوا:

''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں گواہی دیتا ہوں کہ (تیرے سوا) عرش سے لے کر زمین کے نچلے حصے تک سب معبود باطل ہیں، صرف تو اکیلا ہی اسی لائق ہے کہ تیری عبادت کی جائے۔ بے شک تو جانتا ہے کہ اس وقت میں کس مصیبت میں گرفتار ہوں۔ میرے کریم عَزَّوَجَلَّ! مجھ سے اس مصیبت کو دور فرما۔'' بس یہ دعا کرنی تھی کہ مجھ پر غشی طاری ہوگئی۔ جب ہوش آیا تو دیکھا کہ وہ خونخوار رومی میرے قریب مردہ حالت میں پڑا ہوا ہے۔ میں نے اس مصیبت سے چھٹکارے پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کیا اور جانب منزل روانہ ہوگیا۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر358: دُعا کی تاثیر

جب صَفْوَان بن مُحْرِز کے بھتیجے کو زمانے کے ظالم و جابر حاکم ابنِ زیاد نے قید کرلیا تو آپ بہت پریشان ہوئے اور اپنے بھتیجے کی رہائی کے لئے بصرہ کے امراء اور با اثر لوگوں سے سفارش کروائی لیکن کامیابی نہ ہوسکی۔ ابنِ زیاد نے سب کی سفارشوں کو رد کردیا۔ صَفْوَان بن مُحْرِز نے بڑی تکلیف دِہ حالت میں رات گزاری۔ رات کے پچھلے پہر انہیں اچانک اونگھ آگئی تو خواب میں کسی کہنے والے نے کہا: ''اے صَفْوَان بن مُحْرِز! اٹھ اور اپنی حاجت طلب کر۔''

یہ خواب دیکھ کر ان کی آنکھ کھل گئی۔ ایک انجانے سے خوف نے ان کے جسم پر لرزہ طاری کردیا تھا۔ انہوں نے وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کی اور پھر رو رو کر بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں دعا کرنے لگے۔ یہ اپنے گھر میں مصروف دعا تھے اور وہاں ابنِ زیاد بے چینی اور کرب میں مبتلا تھا۔ اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ''مجھے صَفْوَان بن مُحْرِز کے بھتیجے کے پاس لے چلو۔'' سپاہی فوراً مشعلیں لے کر ابن زیاد کے پاس آئے، ظالم حکمران اپنے سپاہیوں کے ساتھ جیل کی جانب چل دیا، وہاں پہنچ کر اس نے جیل کے دروازے کھلوائے اور بلند آواز سے کہا: ''صَفْوَان بن مُحْرِز کے بھتیجے کو فوراً رہا کردو، اس کی وجہ سے میں نے ساری رات بے چینی کے عالم میں گزاری ہے۔'' حاکم کی آواز سن کر سپاہیوں نے فوراً صَفْوَان بن مُحْرِز کے بھتیجے کو جیل سے نکالا اور ابنِ زیاد کے سامنے لا کھڑا کیا۔ ابنِ زیاد نے بڑی نرمی سے گفتگو کی اور کہا: ''جاؤ! خوشی خوشی اپنے گھر چلے جاؤ، تم پر کسی قسم کا کوئی جرمانہ وغیرہ نہیں۔'' اتنا کہہ کر ابنِ زیاد نے اسے رہا کردیا۔

وہ سیدھا اپنے چچا صَفْوَان بن مُحْرِز کے پاس پہنچا اور دروازے پر دستک دی، اندر سے آواز آئی: ''کون؟'' کہا: ''آپ کا بھتیجا۔'' اپنے بھتیجے کی اس طرح اچانک آمد پر آپ بہت حیران ہوئے اور دروازہ کھول کر اندر لے گئے۔ پھر حقیقتِ حال دریافت کی تو اس نے رات والا سارا واقعہ سنا دیا۔ صَفْوَان بن مُحْرِز نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کیا اور اپنے بھتیجے سے گفتگو کرنے لگے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر359:

بخل کا بھیانک انجام

مُنِیفَہ بنتِ رومی کا بیان ہے، مَیں مکہ معظّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں مقیم تھی۔ ایک دن میں نے ایک بارونق مقام پر لوگوں کا ہجوم دیکھا۔ قریب جانے پر معلوم ہوا کہ ایک عورت کا سیدھا ہاتھ مفلوج ہو چکا ہے اور لوگ اس سے مختلف قسم کے سوالات پوچھ رہے ہیں۔ جب اس عورت سے پوچھا: ''تمہارا ہاتھ کیسے مفلوج ہوا؟'' تو اس عورت نے اپنی داستانِ عبرت نشان کچھ اس طرح سنائی: ''آج سے کچھ عرصہ قبل میں اپنے والدین کے ساتھ رہتی تھی۔ میرے والد بہت نیک و پارسا تھے۔ کثرت سے صدقہ وخیرات کرتے اور غرباء کی حتی الوسع امداد کیا کرتے۔ جبکہ میری والدہ انتہائی کنجوس تھی۔ پوری زندگی میں صرف ایک پرانا سا کپڑا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں دیا اور ایک مرتبہ جب میرے والد نے گائے ذبح کی تو اس کی کچھ چربی کسی غریب کو دی اس کے علاوہ کبھی بھی کوئی چیز راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں خرچ نہ کی۔

اپنے والدین کے انتقال کے کچھ دن بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا والد ایک حوض (یعنی تالاب) کے کنارے کھڑا ہے اور لوگوں کو پیالے بھر بھر کر پانی پلا رہا ہے۔ میں وہاں کھڑی سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ اچانک میری نظر اپنی والدہ پر پڑی جو زمین پر پڑی ہوئی تھی اس کے ہاتھوں میں وہی چربی تھی جو اس نے صدقہ کی تھی اور اسی پرانے کپڑے سے اس کا ستر ڈھانپا ہوا تھا جو اس نے صدقہ کیا تھا۔ وہ شدتِ پیاس سے ''ہائے پیاس! ہائے پیاس!'' کی صدائیں بلند کر رہی تھی۔ یہ دردناک منظر دیکھ کر میں تڑپ اٹھی۔ میں نے کہا: ''ہائے! یہ تو میری والدہ ہے اور جو دیگر لوگوں کو پانی پلا رہا ہے وہ میرا والد ہے۔ میں حوض سے ایک پیالہ بھر کر اپنی والدہ کو پلاؤں گی۔ پھر جیسے ہی پیالہ بھر کر اپنی والدہ کے پاس آئی تو آسمان سے منادی کی یہ ندا سنائی دی: ''خبردار! جو اس کنجوس عورت کو پانی پلائے گا اس کا ہاتھ مفلوج ہو جائے گا۔'' پھر میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت سے میرا ہاتھ ایسا ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ الامان والحفیظ۔

؎ دولتِ دُنیا کے پیچھے تو نہ جا آخرت میں مال کا ہے کام کیا
مالِ دُنیا دو جہاں میں ہے وبال کام آئے گا نہ پیشِ ذوالجلال

(یا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمیں مال کے وبال سے محفوظ رکھ اور اپنی رضا کی خاطر نیک امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرما۔ حلال مال کمانے اور خوب صدقہ وخیرات کرنے کی سعادت عطا فرما۔ مدنی آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے رُخِ روشن کے صدقے قبر وحشر کی سختیاں آسان فرما اور ہمیں جنت الفردوس میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا پڑوس عطا فرما۔ بروزِ محشر ساقئ کوثر، تمام نبیوں کے سرور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مبارک ہاتھوں سے جامِ کوثر پینے کی سعادت عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

آدمی خرگوش کیسے بنا......؟

حکایت نمبر 360:

حضرتِ سیِّدُنا عثمان بن عبداللہ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ''ایک شخص حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ کلیم **اللہ** علیٰ نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام کی خدمتِ اقدس میں رہ کر علمِ دین سیکھا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام سے اپنے علاقے میں واپس جانے کی اجازت چاہی اور کہا: ''میں جلد ہی دوبارہ حاضر ہو جاؤں گا۔'' آپ علیہ السلام نے اسے اجازت عطا فرما دی۔

وہ چلا گیا اور اپنے علاقے میں لوگوں سے کہتا پھرتا: ''حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ علیہ السلام نے یہ فرمایا، آپ علیہ السلام نے مجھے یہ بات بتائی۔'' اس طرح کی باتیں کر کے وہ لوگوں سے مال جمع کرتا۔ لوگ حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا مقرب سمجھ کر اس کی تعظیم کرتے اور اسے مال ودولت دیتے۔ وہ بڑا خوش ہوتا اور جگہ جگہ جا کر کہتا، ''میں نے حضرت سیِّدُنا موسیٰ علیٰ نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔'' الغرض! اس طرح اس نے بہت سا مال جمع کر لیا۔ کافی دن گزر جانے کے باوجود جب وہ حاضرِ خدمت نہ ہوا تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا لیکن کسی کو اس کی خبر نہ تھی کہ اب وہ کہاں ہے؟ ایک دن آپ علیہ السلام ایک جگہ تشریف فرما تھے کہ ایک دیہاتی گزرا جس نے رسّی سے بندھا ہوا خرگوش اپنی گردن میں لٹکا رکھا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اس سے پوچھا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! تو کہاں سے آ رہا ہے؟'' عرض کی: ''فلاں گاؤں سے۔'' فرمایا: ''کیا تو فلاں شخص کو جانتا ہے جس نے مجھ سے علمِ دین سیکھا؟''

دیہاتی نے اپنی گردن میں لٹکے ہوئے خرگوش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''یہی وہ شخص ہے جس کے متعلق آپ علیہ السلام پوچھ رہے ہیں۔ **اللہ** ربُّ العزَّت نے اسے خرگوش بنا دیا ہے۔'' یہ سن کر آپ علیہ اسلام نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی: ''اے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اسے اس کی اصلی حالت پر لوٹا دے تاکہ میں اس سے پوچھوں کہ کس جرم کی وجہ سے اسے جانور بنا دیا گیا؟'' بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ سے وحی نازل ہوئی: ''اے موسیٰ (علیہ السلام)! جو سوال تم نے کیا ہے، اگر یہی سوال

مقرَّب رسولوں میں سے کوئی اور بھی کرے تب بھی میں اسے اس کی اصلی حالت پر نہیں لوٹاؤں گا۔اسے میں نے جانور اس لئے بنایا ہے کہ ''یہ دین کے ذریعے دنیا کی حقیر دولت طلب کیا کرتا تھا۔(نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ)

(**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمیں اپنی ناراضگی سے محفوظ رکھ، ہمارے گناہوں سے درگزر فرما۔ سچی توبہ اور اس پر استقامت کی توفیق عطا فرما۔صرف اپنی ہی رضا کی خاطر علمِ دین سیکھنے اور دوسروں کو سکھانے کی توفیق عطا فرما۔ریاکاری،حبِ مال،طلب جاہ، اور دیگر بڑے بڑے گناہوں سے ہمیں محفوظ فرما۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر361: جب بلایا آقا صلَّی اللہ علیہ وسلَّم نے خود ہی انتظام ہو گئے

حضرتِ سیِّدُنا قاسم بن محمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا: ''آؤ! ابو ہمّام نامی شخص کے پاس چلیں جو حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر کے متعلق ایک واقعہ بیان کرتا ہے۔'' ہم دونوں اس کے پاس پہنچے تو میں نے حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر کے متعلق دریافت کیا۔اس نے کہا: ''مجھے فلاں پرہیز گار شخص کہ جس کی سچائی لوگوں میں مشہور ہے، نے کچھ اس طرح بتایا: ''میں مسلسل تین سال سے حج کی دعا کر رہا تھا لیکن میری یہ حسرت دل ہی میں رہی۔''

کر رہے ہیں جانے والے، حج کی اب تیّاریاں　　رہ نہ جاؤں میں کہیں، کردو کرم پھر یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم!

مجھ پہ کیا گزرے گی آقا! اس برس گر رہ گیا　　میرا حال دل تو ہے، سب تم پہ ظاہر یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم!

چوتھے سال حج کا موسم قریب تھا۔میرے دل میں زیارتِ حرمینِ شریفین کی خواہش مچل رہی تھی۔**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا کرم ہوا میری دعا کی قبولیت کچھ اس انداز میں ہوئی کہ ایک رات جب میں سویا تو میری دل کی آنکھیں کھل گئیں،سوئی ہوئی قسمت انگڑائی لے کر جاگ اٹھی، مجھے رحمتِ عالم،نورِ مجسّم ،رسولِ محتشم،شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت نصیب ہوئی۔آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**تم اس سال حج کے لئے چلے جانا۔**''

میری آنکھ کھُلی تو دل خوشی سے جھوم رہا تھا۔بارگاہِ نبوت سے حج کی اجازت مل چکی تھی۔سرکارِ مدینہ،راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی میٹھی میٹھی آواز اب تک کانوں میں رَس گھول رہی تھی، میں بہت شاداں وفرحاں تھا۔اچانک مجھے یاد آیا کہ میرے پاس زادِراہ تو ہے نہیں، میں تو بالکل بے سروسامان ہوں۔بس اس خیال کے آتے ہی میں غمگین ہوگیا۔دوسری رات پھر خواب میں حضور نبیٔ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا دیدار ہوا لیکن میں اپنی بے سروسامانی کا ذکر نہ کرسکا۔اسی طرح تیسری رات

بھی بارگاہِ نبوت سے حکم ہوا کہ ''**تم اس سال حج کو چلے جانا**۔'' میں نے سوچا اگر دوبارہ خواب میں میرے آقا و مولیٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم تشریف لائے تو میں اپنی بے سروسامانی کے متعلق عرض کروں گا۔ بقولِ شاعر:

پاس مال وزر نہیں، اُڑنے کو بھی پَر نہیں ۔۔۔ کر دو کوئی انتظام، تم پر کروڑوں سلام

چوتھی رات پھر مدینے کے تاجْوَر، سلطانِ بحروبر، محبوبِ ربِّ اکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے میرے گھر میں جلوہ گری فرمائی، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم مجھ سے یہی ارشاد فرمارہے تھے: ''**تم اس سال حج کو چلے جانا**۔'' میں نے دست بستہ عرض کی: ''میرے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم! میرے پاس تو زادِ راہ بھی نہیں۔'' ارشاد فرمایا: ''کیوں نہیں! تم اپنے مکان کی فلاں جگہ کھودو وہاں تمہارے دادا کی زِرہ موجود ہوگی۔'' اتنا فرما کر نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم تشریف لے گئے۔ صبح جب میری آنکھ کھلی تو میں بہت خوش تھا۔ نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کی بتائی ہوئی جگہ کھودی تو وہاں واقعی ایک قیمتی زِرہ موجود تھی۔ وہ ایسی نئی تھی گویا اسے کسی نے استعمال ہی نہ کیا ہو۔ میں نے اسے چار ہزار دینار میں بیچا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کیا۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کی نظرِ عنایت سے اسبابِ حج کا خود ہی انتظام ہوگیا: **جب بلایا آقا ﷺ نے......................خود ہی انتظام ہوگئے**

میں زادِ راہ خرید کر حجاج کے قافلے میں شامل ہوگیا۔ اب ہمارا قافلہ سوئے حرم رواں دواں تھا۔ حرم شریف پہنچ کر مناسکِ حج ادا کئے۔ اب واپسی کا ارادہ تھا میں وہاں کے مناظر پر الوداعی نظر ڈال رہا تھا۔ جدائی کا وقت قریب آتا جارہا تھا۔ میں نوافل ادا کرنے ''اَبْطَح'' کی جانب گیا۔ وہاں کچھ دیر آرام کے لئے بیٹھا تو اونگھ آگئی، سر کی آنکھیں بند ہورہی تھیں اور دل کی آنکھیں کھل رہی تھیں۔ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم اپنا نورانی چہرہ چمکاتے مسکراتے ہوئے تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''اے خوش بخت! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تیری سعی کو قبول فرمالیا ہے۔ تو عمر بن عبدالعزیز کے پاس جا اور اسے کہنا: ''ہمارے ہاں تمہارے تین نام ہیں: عمر بن عبدالعزیز، امیر المؤمنین، **اَبُو الْیَتَامٰی** (یعنی یتیموں کا والی)، اے عمر بن عبد العزیز! قوم کے سرداروں اور ٹیکس وصول کرنے والوں پر اپنا ہاتھ سخت رکھنا۔'' اتنا فرما کر **سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم واپس تشریف لے گئے۔ میں بیدار ہوا اور اپنے رفقاء کے پاس پہنچ کر کہا: ''جاؤ! **اللہ** تبارک وتعالیٰ کی برکت کے ساتھ اپنے وطن لوٹ جاؤ! میں کسی وجہ سے تمہارے ساتھ نہیں جاسکتا۔''

پھر میں ''شام'' جانے والے قافلے میں شامل ہوگیا۔ دمشق پہنچ کر امیر المؤمنین کا گھر معلوم کیا اور زوال سے کچھ دیر قبل وہاں پہنچ گیا۔ باہری دروازے کے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا میں نے اس سے کہا: ''امیر المؤمنین سے میرے لئے حاضری کی اجازت طلب کرو۔'' وہ بولا: ''امیر المؤمنین کے پاس جانے سے تمہیں کوئی نہیں روکے گا، لیکن ابھی وہ لوگوں کے مسائل حل فرما

رہے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ تم کچھ دیر انتظار کرلو جیسے ہی وہ فارغ ہوں گے میں تمہیں بتا دوں گا اور اگر ابھی حاضر ہونا چاہو تو تمہاری مرضی۔'' میں انتظار کرنے لگا، کچھ دیر بعد بتایا گیا: ''امیر المؤمنین لوگوں کے مسائل سے فارغ ہو چکے ہیں۔'' چنانچہ، میں نے حاضرِ خدمت ہو کر سلام پیش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' میں نے عرض کی: ''میں رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا قاصد ہوں اور آپ کی طرف پیغام لے کر آیا ہوں۔'' یہ سنتے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میری طرف دیکھا اس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پانی پی رہے تھے۔ فوراً پیالہ ایک طرف رکھا، مجھے سلامتی کی دعا دی پھر اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا: ''تم کہاں سے آئے ہو؟'' میں نے کہا: ''بصرہ کا رہنے والا ہوں۔'' پوچھا: ''کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو۔'' میں نے کہا: ''فلاں قبیلے سے۔'' فرمایا: ''وہاں اس سال گندم کیسی ہوئی ہے؟ تمہارے جَو کی فصلیں کیسی ہوئی ہیں؟ وہاں کے انگور کیسے ہیں؟ وہاں کی کھجوریں کیسی ہیں؟ گھی کیسا ہے؟ وہاں کے ہتھیار اور بیج کی کیا حالت ہے؟'' الغرض! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خرید وفروخت سے متعلقہ تمام چیزوں کے بارے میں سوال کیا۔ جب ان تمام چیزوں کے متعلق پوچھ چکے تو پہلی بات کی طرف آئے اور کہا: ''تیرا بھلا ہو تُو تو بہت عظیم معاملہ لے کر آیا ہے۔'' میں نے عرض کی: ''حضور! مجھے خواب میں جو پیغام ملا میں وہی لے کر حاضر ہوا ہوں۔'' پھر میں نے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت سے یہاں پہنچنے تک تمام واقعات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کہہ سنائے، مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے انہیں مجھ پر اعتماد ہو گیا ہے اور ان کے نزدیک میری تمام باتیں ثابت ہو چکی ہیں۔'' فرمایا: ''تم ہمارے پاس ٹھہرو، ہم تمہاری خیر خواہی کریں گے۔'' میں نے کہا: ''حضور! میں پیغام لے کر حاضر ہوا تھا، اب میں اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکا ہوں، مجھے اجازت عطا فرمایئے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے وہیں چھوڑ کر اندر تشریف لے گئے۔ واپسی پر چالیس دیناروں سے بھری ایک تھیلی میری طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا: ''اس وقت میرے پاس ان دیناروں کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں تم بطورِ تحفہ یہ قبول کرلو۔''

میں نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں کبھی بھی حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا پیغام پہنچانے کے عوض کوئی چیز نہیں لوں گا۔ بے حد اصرار کے باوجود میں نے ان دیناروں کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ میں نے واپسی کی اجازت چاہی اور جب میں الوداع کہہ کر اٹھا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے سینے سے لگا لیا اور دروازے تک چھوڑنے آئے اور اَشک بار آنکھوں سے مجھے رخصت کیا۔ میں اس ولی کامل سے ملاقات کے بعد اپنے شہر کی جانب آرہا تھا اور دل میں ان کی محبت و تعظیم مزید بڑھ گئی تھی۔ بصرہ پہنچنے کے کچھ ہی دن بعد مجھے یہ جان لیوا خبر ملی: ''ولیٔ کامل، امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر ہزاروں آنکھوں کو سوگوار چھوڑ کر اس دنیا سے پردہ فرما گئے اور دارِ عقبیٰ کی طرف روانہ ہو گئے۔'' اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کی جدائی پر ہر آنکھ اشک بار تھی اور ہر زبان گویا یوں کہہ رہی تھی:

؎ عرش پر دھومیں مچیں، وہ مومنِ صالح ملا　　فرش سے ماتم اٹھے، وہ طیب و طاہر گیا

پھر میں مجاہدین کے ہمراہ جہاد کے لئے روم چلا گیا۔ وہاں مجھے وہی شخص ملا جو حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا اور جس کے ذریعے میں نے اجازت طلب کی تھی۔ میں اسے پہچان نہ سکا لیکن اس نے مجھے پہچان لیا میرے قریب آکر سلام کیا اور کہا: ''اے بندۂ خدا! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کا خواب سچا کر دیا ہے۔ امیر المؤمنین کے بیٹے عبدالمَلِک بیمار ہو گئے تھے۔ میں رات کے وقت ان کی خدمت پر مامور تھا۔ جب میں ان کے پاس ہوتا تو امیر المؤمنین چلے جاتے اور نماز پڑھتے رہتے۔ جب وہ اپنے بیٹے کے پاس آجاتے تو میں جا کر سو جاتا۔ میرے جاتے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دروازہ بند کر لیتے اور نماز میں مشغول ہو جاتے۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ایک رات میں نے اچانک امیر المؤمنین کے رونے کی آواز سنی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے درد بھرے انداز میں بلند آواز سے رو رہے تھے۔ میں گھبرا کر دروازے کی طرف لپکا دروازہ اندر سے بند تھا۔ میں نے کہا: ''اے امیر المؤمنین! کیا عبدالمَلِک کو کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسلسل روتے رہے اور میری بات کی طرف بالکل توجہ نہ دی۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کچھ افاقہ ہوا تو دروازہ کھول کر فرمایا: ''اے بندۂ خدا! جان لے! بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس بصری کا خواب سچا کر دکھایا۔ ابھی ابھی مجھے خواب میں حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ سے وہی ارشاد فرمایا جو اس بصری نے پیغام دیا تھا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم}

حکایت نمبر 362: سب سے خوبصورت حور

حضرتِ سیِّدُنا ثابت بُنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں کہ: ''ایک دن میں حضرت سیِّدُنا اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ اتنے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے جو ابوبکر کے نام سے مشہور تھے جہاد سے واپس آئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے جہاد کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جہاد میں پیش آنے والے بہت سے واقعات بتائے اور کہا: ''ابا جان! کیا میں آپ کو اپنے ایک مجاہد ساتھی کی عجیب وغریب وایمان افروز حالت کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' حضرتِ سیِّدُنا اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''ضرور بتاؤ۔'' کہا: ''ہمارے لشکر میں ایک خوبرو نوجوان بھی تھا۔ جب ہم دشمن کے بالکل سامنے پہنچ گئے تو حملے کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ اتنے میں اس نوجوان کے یہ الفاظ فضاء میں گونجے: ''واہ! میری زوجہ ''عَیْنَاء'' کیسی

خوبصورت ہے، واہ میری زوجہ ''عَیْنَاء'' کیسی خوبصورت ہے''۔ یہ آواز سن کر ہم فوراً اس کی طرف دوڑے، ہم سمجھے کہ شاید اسے کوئی عارضہ لاحق ہوگیا ہے۔ ہم نے پوچھا: ''اے نوجوان! کیا ہوا؟'' کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے شہسوارو! سنو! میں ہمیشہ اپنے آپ سے یہ کہتا تھا کہ میں ہرگز شادی نہ کروں گا یہاں تک کہ میں کسی غزوہ میں شہید ہوجاؤں گا اور **اللہ** ربُّ العزّت جنت کی سب سے خوبصورت حور سے میری شادی کردے گا۔ میں ہر مرتبہ شہادت کی آرزو لئے جہاد میں شریک ہوتا، کئی جہادوں میں شرکت کے باوجود مجھے شہادت کی دولت نہ مل سکی۔ اب اس لشکر کے ساتھ جہاد میں آگیا۔ راستے میں میرے نفس نے مجھے اس ارادے پر ابھارا، ''اگر اس مرتبہ بھی مجھے شہادت نہ ملی تو واپسی پر میں شادی کرلوں گا۔''

ابھی کچھ دیر قبل مجھے اونگھ آئی میرے خواب میں کوئی آنے والا آیا اور کہا: ''تم ہی ہو جو یہ کہہ رہے ہو کہ اگر اس مرتبہ میں شہید نہ ہوا تو واپسی پر شادی کرلوں گا؟'' سنو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ''**حورِ عیناء**'' کے ساتھ تمہاری شادی کردی ہے۔ اٹھو! میرے ساتھ چلو'' وہ مجھے لے کر ایک انتہائی سرسبز وشاداب وسیع باغ میں پہنچا، وہاں کا منظر بڑا ہی دِلرُبا تھا اس میں دس (۱۰) ایسی حسین وجمیل لڑکیاں موجود تھیں کہ اس سے قبل میری آنکھوں نے ایسا حسن نہ دیکھا تھا۔ میں نے کہا: ''شاید ان میں سے کوئی ایک ''**حورِ عَیْنَاء**'' ہوگی۔'' یہ سن کر ان دوشیزاؤں نے کہا: ''ہم تو اس کی کنیزیں ہیں ''**حورِ عَیْنَاء**'' تمہارے سامنے کی جانب ہے۔''

میں آگے بڑھا تو ایک بہت ہی خوبصورت اور سرسبز باغ نظر آیا یہ پہلے باغ کی نسبت زیادہ خوبصورت و وسیع تھا۔ اس میں بیس (20) حسین وجمیل دوشیزائیں تھیں ان کے حسن وجمال کے سامنے پہلی دس لڑکیوں کے حسن کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ میں نے کہا: ''ان میں سے کوئی ایک ''**حورِ عَیْنَاء**'' ہے۔'' جواب ملا: ''آگے چلے جاؤ ''**حورِ عَیْنَاء**'' تمہارے سامنے ہے۔ ہم تو اس کی کنیزیں ہیں۔'' میں آگے بڑھا تو سامنے ایک ایسا وسیع وعریض اور خوبصورت باغ تھا جو پہلے دو باغوں کی نسبت بہت زیادہ پُر بہار تھا۔ اس میں چالیس (40) ایسی خوبصورت لڑکیاں تھیں کہ ان کے سامنے پہلی دوشیزاؤں کی خوبصورتی کچھ بھی نہ تھی۔ میں نے کہا: ''ان میں کوئی ایک ضرور ''**حورِ عَیْنَاء**'' ہوگی۔''

یہ سن کر انہوں نے اپنی پُرترنُّم آواز میں کہا: ''ہم تو اس کی کنیزیں ہیں ''**حورِ عَیْنَاء**'' تمہارے سامنے ہے، آگے چلے جاؤ۔'' میں آگے بڑھا تو اپنے آپ کو یاقوت کے بنے ہوئے ایک خوبصورت کمرے میں پایا جس میں ایک تخت پر سابقہ تمام لڑکیوں سے زیادہ حسین وجمیل نوجوان لڑکی موجود تھی اس کا حسن آنکھوں کو خیرہ کررہا تھا۔ وہ بڑی شان وشوکت سے تخت پر بیٹھی میری جانب دیکھ رہی تھی۔ میں نے بے تاب ہوکر پوچھا: ''کیا تم ہی ''**حورِ عَیْنَاء**'' ہو؟'' اس نے اپنی مسحورکُن آواز میں کہا: ''خوش آمدید! میں ہی ''**حورِ عَیْنَاء**'' ہوں۔'' یہ سن کر میں نے اسے چھونے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو اس کی مترنم آواز گونجی: ''ٹھہر جایئے! ابھی آپ کے اندر روح موجود ہے۔ کچھ دیر انتظار کیجئے! اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آج آپ افطاری ہمارے ساتھ کریں گے۔'' میں ابھی اس ہوشرُبا منظر میں

ہی گم تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔بس اب میں بہت جلد وہاں پہنچنے والا ہوں۔

نوجوان نے اپنی بات ختم ہی کی تھی کہ منادی نے پکار کر کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے شہسوارو! دشمن پر حملہ کرنے کا وقت آگیا۔**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا نام لے کر اسلام کے دشمنوں پر ٹوٹ پڑو!'' یہ سن کر ہم دشمن کے مقابلے میں صفیں بنا کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑے ہوگئے۔وہ نوجوان بڑی بے جگری سے دشمنوں سے نبرد آزما تھا۔ مجھے اس کی بات یاد تھی، میں کبھی سورج کی طرف دیکھتا کبھی اس کی طرف۔ جیسے ہی سورج غروب ہوا اس کی گردن تن سے جدا کر دی گئی۔وہ راہِ خدا میں اپنا سر قربان کر اچکا تھا۔میں نہیں جانتا کہ سورج پہلے غروب ہوا یا وہ نوجوان پہلے شہید ہوا۔ یقیناً اس نے افطاری ''حورِ عِیْناء'' کے ساتھ کی ہوگی۔

حضرتِ سیِّدُنا اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالٰی علیہ نے جب اپنے بیٹے کی زبانی اس نوجوان کی ایمان افروز کہانی سنی تو بے ساختہ دعا گو ہوئے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اس مجاہد پر رحمت ہو۔''

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم﴾

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر363: حضرت عبداللہ بن رَوَاحہ رضی اللہ عنہ کی جاں نثاری

حضرتِ سیِّدُنا حَکَم بن عبدالسَّلام بن نعمان بن بشیر اَنصاری رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مروی ہے: (جنگِ موتہ) میں جب حضرتِ سیِّدُنا جَعْفَر بن ابوطالب رضی اللہ تعالٰی عنہ شہید کر دیئے گئے تو لوگوں نے باآواز بلند حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن رَوَاحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو پکارا۔آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ اس وقت لشکر کی ایک طرف موجود تھے۔تین دن سے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کچھ بھی نہ کھایا تھا۔آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی جسے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ بھوک کی وجہ سے چوس رہے تھے۔ جب حضرتِ سیِّدُنا جَعْفَر بن ابوطالب رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت کی خبر سنی تو بے تاب ہو کر ہڈی پھینک دی اور یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے: ''اے عبداللہ (رضی اللہ تعالٰی عنہ)! ابھی تک تیرے پاس دنیاوی شئے موجود ہے۔'' پھر بڑی بے جگری سے دشمن پر ٹوٹ پڑے تلوار کے وار سے آپ کی انگلی کٹ گئی تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ اشعار پڑھے:

تو نے صرف یہ انگلی کٹوائی ہے اور راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں یہ کوئی بڑا کارنامہ نہیں۔اے نفس! شہید ہو جا ورنہ موت کا فیصلہ تجھے قتل کر ڈالے گا اور تجھے ضرور موت دی جائے گی۔تو نے جس چیز کی تمنا کی تجھے وہ چیز دی گئی۔اب اگر تو بھی ان دونوں (زید بن حارِث اور جَعْفَر بن ابوطالب رضی اللہ تعالٰی عنہما) کی طرح شہید ہو گیا تو کامیاب ہے اور اگر تو نے تاخیر کی تو تحقیق بدبختی تیرا مقدر ہوگی۔''

پھر اپنے نفس کو مخاطب کر کے فرمانے لگے: ''اے نفس! تجھے کس چیز کی تمنا ہے؟ کیا فلاں کی؟ تو سن! اسے تین طلاق۔'' کیا تجھے فلاں فلاں لونڈی وغلام اور فلاں باغ سے محبت ہے؟ تو سن! اپنی یہ سب چیزیں **اللہ** اور اس کے رسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے لئے چھوڑ دے۔ اے نفس! تجھے کیا ہو گیا کہ تو جنت کو ناپسند کر رہا ہے؟ میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم کھاتا ہوں کہ تجھے اس میں ضرور جانا پڑے گا، اب تیری مرضی چاہے خوش ہو کر جا یا مجبور ہو کر، جا! خوش ہو کر جا! بے شک تو وہاں مطمئن رہے گا، تو نہیں ہے مگر پانی کا قطرہ۔ بے شک لوگ جمع ہو گئے اور ان کی چیخ وپکار شدید ہو گئی۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمن کی صفوں میں گھس گئے۔ بالآخر لڑتے لڑتے جامِ شہادت نوش فرما گئے۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 364: ایک مجاہد کی دُعائے شہادت

حضرتِ سیِّدُنا حُمَیْد بن ہِلَال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے: حضرتِ سیِّدُنا اَسْوَد بن کُلْثُوم علیہ رحمۃ اللہ القیوم بہت ہی باحیا اور صالح نوجوان تھے۔ چلتے وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہیں ہمیشہ اس طرح جھکی رہتیں کہ پاس سے گزرنے والوں کی بھی خبر نہ ہوتی۔ اس وقت گھروں کی دیواریں اتنی بلند نہ ہوتی تھیں۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گھروں کے قریب سے گزر رہے تھے کہ کسی عورت نے دوسری عورتوں سے کہا: ''جلدی سے گھروں کے اندر چلی جاؤ، ایک نوجوان آرہا ہے۔'' یہ سن کر دوسری عورتوں نے کہا: ''ارے! یہ تو حضرتِ سیِّدُنا اَسْوَد بن کُلْثُوم علیہ رحمۃ اللہ القیوم ہیں، ان کی نظریں تو زمین سے اٹھتی ہی نہیں پھر یہ کسی غیر عورت پر نظر کیونکر ڈالیں گے۔''

ایک مرتبہ حضرتِ سیِّدُنا اَسْوَد بن کُلْثُوم علیہ رحمۃ اللہ القیوم مجاہدینِ اسلام کے ساتھ جہاد کے لئے روانہ ہوئے، چلتے وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرح دعا کی: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میرا نفس گمان کرتا ہے کہ اسے تیری ملاقات بہت عزیز ہے۔ اگر یہ اپنے دعوے میں سچا ہے تو اس کی اس خواہش کو پورا فرما دے۔ اور اگر یہ جھوٹا ہے تو اسے اپنے دعویٰ میں سچا ہونے کی توفیق عطا فرما۔ اگرچہ یہ اس بات کو ناپسند کرے۔ اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اسے اپنی راہ میں شہادت کی توفیق عطا فرما۔ اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! شہادت کے بعد میرے گوشت کو پرندوں اور درندوں کی خوراک بنا دے۔''

یہ دعا کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لشکر کے ساتھ دشمن کی جانب روانہ ہو گئے لشکر ایک ایسے باغ کے قریب جا کر رکا

جس کے چاروں طرف دیوار تھی اور دیوار میں ایک بڑا سا سوراخ تھا۔ سارا لشکر اس سوراخ کے ذریعے اندر داخل ہوگیا۔ اتنے میں دشمنوں کا لشکر بھی اس سوراخ کے قریب آ کر کھڑا ہوگیا۔ حضرتِ سیِّدُنا اَسْوَد بن کُلْثُوم علیہ رحمۃ اللہ القیّوم اپنے گھوڑے سے اس حالت میں اترے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چہرہ گرد آلود تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوڑتے ہوئے باغ میں موجود ایک تالاب کے پاس آئے، وضو کیا اور نماز پڑھی۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دشمنوں کی صفوں پر ٹوٹ پڑے اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔ دونوں لشکروں میں گھمسان کی جنگ ہوئی، مسلمانوں کو کامیابی نصیب ہوئی۔ اس لشکر میں حضرتِ سیِّدُنا اَسْوَد بن کُلْثُوم علیہ رحمۃ اللہ القیّوم کے بھائی بھی موجود تھے۔ جب لشکرِ اسلام واپسی کے لئے کوچ کرنے لگا تو کچھ افراد نے دیوار پر چڑھ کر پکارا: ''اے اَسْوَد بن کُلْثُوم علیہ رحمۃ اللہ القیّوم کے بھائیو! یہاں آ کر دیکھو! تمہارے بھائی کے گوشت اور ہڈیوں کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔'' یہ سن کر ان کے بھائی غمگین ہوگئے اور مغموم لہجے میں کہا: ''ہمارے بھائی نے جو دعا کی تھی وہ قبول ہوگئی، ہم میں ایسی دعا کرنے کی ہمت نہیں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

حکایت نمبر365:

خوشیوں کا گھر

اپنے زمانے کے بہت ہی متقی وصالح بزرگ حضرتِ سیِّدُنا سَالِم بن زُرْعَہ بن حَمَّاد ابومرضی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے کہ ''ہم جس علاقے میں رہتے تھے وہاں کا پانی تقریباً ساٹھ سال سے نمکین تھا۔ وہاں سے گزرنے والی نہر کا پانی بھی انتہائی کڑوا تھا۔ نہر کے قریب ہی ایک عبادت گزار نوجوان رہتا تھا۔ اس کے گھر میں نہ تو کوئی پانی کی ٹینکی وغیرہ تھی اور نہ ہی کوئی ایسا بڑا برتن جس میں پانی رکھا جا سکے۔ ایک مرتبہ سخت گرمی کے دن رمضان کے مہینے میں افطار کے وقت میں نے اس نوجوان کو نہر کی جانب بڑھتے ہوئے دیکھا۔ میں بھی اس نوجوان کے ساتھ ہولیا۔ اس نے نماز کے لئے وضو کیا پھر اس طرح التجا کی: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! کیا تو میرے اعمال سے خوش ہے کہ میں تجھ سے سوال کروں؟ اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! گرم اور کھولتا ہوا پانی اس کے لئے ہوگا جس نے تیری نافرمانی کی ہوگی۔ اگر مجھے تیرے غضب کا خوف نہ ہوتا تو میں کبھی بھی افطار نہ کرتا، بے شک پیاس کی شدت نے مجھے مشقت میں ڈال دیا ہے۔''

یہ دعا کرنے کے بعد اس نوجوان نے اپنا ہاتھ بڑھا کر نہر سے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ میں حیران تھا کہ یہ اس کڑوے پانی پر کس طرح صبر کر رہا ہے؟ جب وہ وہاں سے چلا گیا تو میں نے بھی اسی جگہ سے پانی پیا، میری حیرت کی انتہاء نہ رہی کیونکہ

وہاں کا پانی انتہائی لذیذ اور شکر کی طرح میٹھا تھا۔ میں نے خوب پیا یہاں تک کہ سیر ہوگیا۔

حضرتِ سیِّدُ نا ابومرضی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اس نوجوان نے مجھ سے کہا:''آج رات میں نے ایک خواب دیکھا، کوئی کہہ رہا تھا، ''ہم تیرے گھر کی تعمیر سے فارغ ہو چکے ہیں وہ گھر ایسا خوبصورت ہے کہ اسے دیکھ کر تیری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی، اب ہم نے اس کی آرائش کا حکم دے دیا ہے، ایک ہفتے بعد مکمل تیار ہو جائے گا، اس کا نام ''سرور'' ہے، تجھے اچھائی وبھلائی کی خوشخبری ہو۔'' پھر میری آنکھ کھل گئی۔'' حضرتِ سیِّدُ نا ابومرضی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اس نوجوان کا یہ خواب سن کر میں واپس آ گیا۔ ساتویں دن جمعہ تھا، نوجوان نمازِ فجر کے لئے وضو کرنے نہر پر گیا۔ اس کا پاؤں پھسلا تو نہر میں ڈوب گیا۔ ہم نے اسے نکالا تو اس کی روح قفسِ عُنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ فجر کی نماز کے بعد ہم نے اسے دفنا دیا۔ تین دن بعد میں نے اسے خواب میں ایک پل کی جانب آتے ہوئے دیکھا۔ اس نے بہترین سبز لباس زیبِ تن کر رکھا تھا۔ اور بلند آواز سے ''اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر'' کہہ رہا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا:''اے ابومرضی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! میرے رحیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے ''دَارُ السُّرُوْر'' میں میری مہمان نوازی فرمائی اور مجھے وہ بہترین گھر عطا فرما دیا ہے۔ تم جانتے ہو اس میں میرے لئے کیا کیا نعمتیں تیار کی گئی ہیں؟'' میں نے کہا:''وہاں کی نعمتوں کی صفات بیان کرو۔''

کہا:''تمہارا بھلا ہو! تعریف کرنے والوں کی زبانیں اس سے عاجز ہیں کہ وہاں کی نعمتوں کی صفات بیان کریں۔ اگر تجھے وہاں کی نعمتیں چاہئیں تو تُو بھی میری طرح عبادت وریاضت کر۔ اے کاش! میرے گھر والے جانتے کہ ان کے لئے میرے ساتھ کیا کیا نعمتیں تیار کی گئی ہیں؟ یہاں پر ایسے خوبصورت ومُزَیَّن گھر ہیں کہ ان کے دل جن چیزوں کی خواہش کریں گے وہ تمام اشیاء وہاں موجود ہوں گی اور اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تم بھی ان کے ساتھ ہوگے۔'' پھر میری آنکھ کھل گئی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر366: نفس پرستی کا عبرتناک انجام

حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن مُسْلِم بن قُتَیْبَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ''سِیَرُ الْعَجَم'' میں پڑھا کہ ''جب ''اَرْدَشِیر'' نامی بادشاہ نے اپنی حکومت کو مستحکم کرلیا تو چھوٹے چھوٹے بادشاہوں نے اس کے تابع رہنے کا اقرار کرلیا۔ اب اس کی نظر سلطنتِ ''سُرْیَانِیَہ'' کی طرف تھی۔ یہ بڑا ملک تھا۔ چنانچہ ''اَرْدَشِیر'' نے اس ملک پر چڑھائی کر دی۔ وہاں کا بادشاہ

ایک بڑے شہر میں قلعہ بند تھا۔ اَرْدَ شِیْر نے شہر کا محاصرہ کرلیا۔ کافی عرصہ گزرنے کے باوجود وہ اس شہر کو فتح نہ کرسکا۔ ایک دن بادشاہ کی بیٹی قلعہ کی دیوار پر چڑھی تو اچانک اس کی نظر اَرْدَ شِیْر پر پڑی۔ اس کی مردانی وجاہت وخوبصورتی دیکھ شہزادی اس کی محبت میں گرفتار ہوگئی اور عشق کی آگ میں جلنے لگی بالآخر نفس کے ہاتھوں مجبور ہوکر اس نے ایک تیر پر یہ عبارت لکھی:

''اے حسین وجمیل بادشاہ! اگر تم مجھ سے شادی کرنے کا وعدہ کرو تو میں تمہیں ایسا خفیہ راستہ بتاؤں گی جس کے ذریعے تم تھوڑی سی مشقت کے بعد بآسانی اس شہر کو فتح کرلو گے۔'' پھر شہزادی نے وہ تیر اَرْدَ شِیْر بادشاہ کی جانب پھینک دیا۔ اس نے تیر پر لکھی عبارت پڑھی اور ایک تیر پر یہ جواب لکھا: ''اگر تم نے ایسا راستہ بتادیا تو تمہاری خواہش ضرور پوری کی جائے گی یہ ہمارا وعدہ ہے۔'' اور تیر شہزادی کی جانب پھینک دیا۔

شہزادی نے یہ عبارت پڑھی تو فوراً خفیہ راستے کا پتہ لکھ کر تیر بادشاہ کی طرف پھینک دیا۔ شہوت کے ہاتھوں مجبور ہونے والی اس بے مُرُوَّت شہزادی کے بتائے ہوئے راستے سے اَرْدَ شِیْر بادشاہ نے بہت جلد اس شہر کو فتح کرلیا۔ غفلت وبے خبری کے عالم میں بہت سارے سپاہی ہلاک ہوگئے اور شہر کا بادشاہ بھی قتل کردیا گیا۔ حسبِ وعدہ اَرْدَ شِیْر نے شہزادی سے شادی کرلی۔ شہزادی کو نہ تو اپنے باپ کی ہلاکت کا غم تھا اور نہ ہی اپنے ملک کی بربادی کی کوئی پرواہ۔ بس اپنی نفسانی خواہش کے مطابق ہونے والی شادی پر وہ بے حد خوش تھی۔ دن گزرتے رہے۔ اس کی خوشیوں میں اضافہ ہوتا رہا۔ ایک رات جب شہزادی بستر پر لیٹی تو کافی دیر تک اسے نیند نہ آئی وہ بے چینی سے بار بار کروٹیں بدلتی رہی۔ اَرْدَ شِیْر نے اس کی یہ حالت دیکھی تو کہا: ''کیا بات ہے، تمہیں نیند کیوں نہیں آرہی؟'' شہزادی نے کہا: ''میرے بستر پر کوئی چیز ہے جس کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آرہی۔'' اَرْدَ شِیْر نے جب بستر دیکھا تو چند دھاگے ایک جگہ جمع تھے ان کی وجہ سے شہزادی کا انتہائی نرم ونازک جسم بے چین ہورہا تھا۔ اَرْدَ شِیْر کو اس کے جسم کی نرمی ونزاکت پر بڑا تعجب ہوا۔ اس نے پوچھا: ''تمہارا باپ تمہیں کون سی غذا کھلاتا تھا جس کی وجہ سے تمہارا جسم اتنا نرم ونازک ہے؟'' شہزادی نے کہا: ''میری غذا مکھن، ہڈیوں کا گودا، شہد اور مغز ہوا کرتی تھی۔'' اَرْدَ شِیْر نے کہا: ''تیرے باپ کی طرح آسائش وآرام تجھے کسی نے نہ دیا ہوگا۔ تو نے اس کے احسان اور قرابت کا اتنا برا بدلہ دیا کہ اسے قتل کروا ڈالا۔ جب تو اپنے شفیق باپ کے ساتھ بھلائی نہ کرسکی تو میں بھی اپنے آپ کو تجھ سے محفوظ نہیں سمجھتا۔'' پھر اَرْدَ شِیْر نے حکم دیا: ''اس کے سر کے بالوں کو طاقتور گھوڑے کی دُم سے باندھ کر گھوڑے کو تیزی سے دوڑایا جائے۔'' حکم کی تعمیل ہوئی اور چند ہی لمحوں میں اس نفس پرست شہزادی کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو نفسانی خواہشوں کی تباہ کاریوں سے محفوظ فرمائے۔

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اگر انسان اپنی قبر وآخرت کو بھول جائے تو پھر اسی طرح کی ذلت ورسوائی میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

ایسا شخص نہ تو دنیا میں کامیاب ہوتا ہے اور نہ ہی آخرت میں۔ اگر بالفرض دنیا میں چندروزہ عیش وعشرت مل بھی جائے تب بھی اسے قلبی سکون اور اطمینان نصیب نہیں ہوتا۔ جس نے اپنے نفس کی پیروی کی نفس نے اسے ہمیشہ تباہی وبربادی کے عمیق گڑھے میں ڈال دیا۔ عزت ودولت اور شان وشوکت سب کی سب خاک میں مل گئی۔ اور یہ تو حقیقت ہے کہ ''**جیسی کرنی ویسی بھرنی**۔'' آج جو کسی کے ساتھ دھوکا دہی وبدعہدی کرے گا تو اس کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا جائے گا۔ انسان چاہے کچھ بھی کرے بالآخر اُسے موت سے ہمکنار ہونا پڑے گا۔ ؎ **کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے**

وہی انسان سمجھدار ہے جو اپنے انجام کو پیشِ نظر رکھے۔ اپنے گناہوں پر شرمندگی وندامت کے چند آنسو بہا کر رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ والے کاموں میں لگ جائے۔ اپنے لئے کوئی ایسا وقت متعین کرلے جس میں قبر وآخرت اور حشر کے ہولناک منظر کو یاد کرے اور اپنے اعمال کی اصلاح کی تدابیر پر غور کرے۔ چند ہی روز ایسا کرنے سے آخرت کی تیاری اور گناہوں سے نفرت کا جذبہ ملے گا۔)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر367: پُراسرار قتل

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن علی سَمَّان علیہ رحمۃ اللہ المنّان فرماتے ہیں: ''میں نے رضوان سَمَّان علیہ رحمۃ الرحمٰن کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''میرا ایک پڑوسی تھا۔ ہم اکٹھا کاروبار کرتے اور دیگر معاملات مِل جُل کر حل کیا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد پتا چلا کہ میرا وہ بدبخت پڑوسی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا صدیق اکبر اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں بکتا ہے۔ یہ سنتے ہی میرے دل میں اس کے خلاف شدید نفرت پیدا ہوگئی۔ اب وہ مجھے ایک آنکھ نہ بھاتا اور ہمارے درمیان اکثر جھگڑا رہتا۔ ایک دن میری موجودگی میں جب اس بدزبان نے شیخینِ کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالی دی تو میرے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ میں نے اسے پکڑ کر مارنا چاہا تو اس نے بھی جوابی کاروائی کی۔ ہم ایک دوسرے سے گُتھَّم گُتھَّا ہوگئے لیکن لوگوں نے بیچ میں آکر ہمیں چھڑا دیا۔ اسی غیظ وغضب کی حالت میں، میں گھر آ گیا۔ جب مجھ پر غنودگی طاری ہوئی تو خواب میں **اللّٰہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت ہوئی۔ میں اپنے پیارے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے نورانی اور مبارک جلووں میں گم ہوگیا:

؎ کرے چارہ سازی زیارت کسی کی بھرے زخم دل کے ملاحت کسی کی

چمک کر یہ کہتی ہے طَلعَت کسی کی کہ دیدارِ حق ہے زیارت کسی کی

نہ رہتی جو پردوں میں صورت کسی کی　　نہ ہوتی کسی کو زیارت کسی کی
عجب پیاری پیاری ہے صورت کسی کی　　ہمیں کیا خدا کو ہے الفت کسی کی

پھر بارگاہِ رسالت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم میں اس طرح عرض گزار ہوا: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم! میرا فلاں پڑوسی آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کے اصحاب کو گالیاں دیتا ہے۔'' یہ سن کر حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے پوچھا: ''وہ میرے کس صحابی کو گالی دیتا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدنا صدیقِ اکبر اور حضرتِ سیِّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما کو۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے مجھے ایک چُھری دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''جاؤ! اور اس چُھری سے اسے ذَبح کر ڈالو۔'' میں نے چُھری لی اور اپنے اس بد بخت پڑوسی کو زمین پر لٹا کر گردن تن سے جدا کر دی۔ اس کا ناپاک خون میرے ہاتھ سے لگ گیا میں نے چُھری وہیں پھینکی اور اپنا ہاتھ زمین پر رگڑنے لگا، پھر میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے باہر چیخ و پکار کی آواز سنی تو گھر والوں سے کہا: ''جاؤ! دیکھو! یہ چیخ و پکار کیسی ہے؟'' وہ باہر گئے اور واپسی پر بتایا کہ میرے بد بخت پڑوسی کو کسی نے اچانک ذبح کر ڈالا ہے۔ قاتل کا بالکل بھی پتا نہ چل سکا کہ کون تھا اور کب قتل کیا۔'' صبح جب میں وہاں گیا اور اس کو دیکھا تو وہ اسی انداز میں ذبح کیا گیا تھا جس طرح میں نے خواب میں اسے ذبح کیا تھا اور اس کی حالت بعینہٖ وہی تھی جو خواب میں مَیں نے دیکھی۔ اس طرح وہ بد بخت اپنے انجامِ بَد کو پہنچا اور لوگوں کو معلوم بھی نہ ہوا کہ اسے کس نے قتل کیا ہے۔''

(اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں انبیاءِ کرام علٰی نبینا وعلیہم الصلٰوۃ والسلام، صحابۂ کرام اور اولیاءِ عظام علیہم الرضوان کے گستاخوں کے شر سے محفوظ رکھے اور ہمیں باادب و باعمل بنائے۔ ہم نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں بھی استغاثہ کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بے ادبوں سے محفوظ رکھیں۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

؎ محفوظ سدا رکھنا شہا بے ادبوں سے　　اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو! (آمین)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 368:

چاندی کا لباس

حضرتِ سیِّدنا جنید بغدادی، ابوالعبَّاس بن مَسْرُوْق، ابواحمد مَغَازِلی اور حَرِیری علیہم رحمۃ اللہ الجلی فرماتے ہیں: ہم نے حضرتِ سیِّدنا حسن مسُوْحی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: ''میں اکثر مسجد کے قریب ایک دیوار کے سائے تلے آرام کیا کرتا۔ دوپہر تک نوافل وغیرہ پڑھتا اور گرمی سے بچاؤ کے لئے اسی دیوار کو آڑ بنالیتا، یہی دیوار موسمِ سرما میں مجھے سرد ہواؤں سے بچاتی۔ ایک دن میں گرمی کی شدت سے بے تاب ہو رہا تھا، مسجد کی صفائی اور نوافل وغیرہ سے فارغ ہو کر میں دیوار کے سائے کی

جانب بڑھا گرمی نے میرا برا حال کر رکھا تھا لیکن میں نے نہ تو اپنے نوافل ترک کئے اور نہ ہی مسجد کی صفائی کرنے میں کوتاہی کی۔ جیسے ہی میں سائے میں پہنچا مجھے نیند نے آلیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ مسجد کی چھت شق ہوئی اور اس میں سے ایک حسین وجمیل دوشیزہ ظاہر ہوئی۔ اس کے خوبصورت جسم پر باریک و نرم چاندی کی قمیص تھی۔ اس کے خوبصورت لمبے سیاہ بال دو حصوں میں تقسیم ہو کر سینے پر لٹک رہے تھے وہ میرے پاؤں کے قریب آکر بیٹھ گئی۔ میں نے جلدی سے اپنے پاؤں سمیٹ لئے۔ اس نے اپنے نرم ونازک ہاتھوں سے میرے پاؤں دبانا شروع کر دیئے۔ میں نے اس سے کہا: ''اے لڑکی! تو کس کے لئے ہے؟'' اس نے اپنی مسحور کُن آواز میں جواب دیا: ''اس کے لئے جو آپ کی طرح نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کرے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** ''مسجد کی صفائی کرنا بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کا حق مہر ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث ۲۵۲۱، ج۳، ص۱۹) جو شخص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے گھر کی صفائی کرتا ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے دل کو تمام گندگیوں سے پاک کر کے آئینہ کی مثل صاف وشفاف کر دیتا ہے پھر اسے ہر جگہ قدرتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے جلوے نظر آتے ہیں۔ سخت گرمیوں میں روزے رکھنا اور رات کو قیام کرنا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک بہت پسندیدہ عمل ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں فرائض کی پابندی کے ساتھ ساتھ کثرت سے نوافل پڑھنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر369: حضرتِ بِشْر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی اور نوجوان عابد

حضرتِ سیِّدُنا بِشْر بن حارِث حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں: میں نے ملکِ ''شام'' کی پہاڑیوں میں ''اَقْرَع'' نامی پہاڑ پر ایک نوجوان کو دیکھا جس کا جسم سوکھ کر کانٹا ہو چکا تھا۔ اس نے اُون کا لباس پہن رکھا تھا۔ اگرچہ جسم انتہائی کمزور تھا لیکن چہرہ عبادت کے نور سے جگمگا رہا تھا۔ دِل خود بخود اس کی تعظیم کی طرف مائل ہو رہا تھا۔ میں نے قریب جا کر سلام کیا، اس نے جواب دیا۔ میں نے دل میں کہا: ''میں اس نوجوان سے کہوں گا کہ مجھے وعظ ونصیحت کرے۔'' میں اپنی اس خواہش کا اظہار کرنے ہی والا تھا کہ اس نوجوان نے میری دلی کیفیت جانتے ہوئے کہا: ''اے نصیحت کے طالب! اپنے نفس کو خود ہی نصیحت کر۔ اپنا نفس قابو میں رکھ، غیروں کو نصیحت کرنے کی بجائے اپنی اصلاح میں لگ جا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر تنہائیوں میں کر وہ تجھے برائیوں سے محفوظ رکھے گا۔ تجھ پر جُہدِ مسلسل (یعنی لگاتار کوشش کرنا) لازم ہے۔''

پھر روتے ہوئے کہا:''دل فانی ہوجانے والی قلیل اشیاء میں مشغول ہوگئے۔جسموں کو لمبی لمبی امیدوں اور سہل پسندی (یعنی آرام طلبی) نے بڑھا کر موٹا کر دیا۔'' پھر نوجوان نے مجھے میرا نام لے کر مخاطب کیا حالانکہ آج سے قبل نہ تو اس نے مجھے دیکھا تھا نہ ہی وہ مجھے جانتا تھا۔اس نے مجھ سے کہا:''بِشر! بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جن کے دل غموں سے چُور چُور ہیں،غم نے ان کی راتوں کو بے چین اور دنوں کو پیاسا رکھا (یعنی وہ لوگ سونے کی بجائے ساری ساری رات عبادت میں مشغول رہے اور دن بھر روزے سے رہے)۔ان کی آنکھیں یادِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں ہر وقت آنسو بہاتی رہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کی صفات بیان کرتے ہوئے اپنی لاریب کتاب میں یوں ارشاد فرماتا ہے:

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ (پ۲۶، الذّٰریٰت:۱۷۔۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان:وہ رات میں کم سویا کرتے اور پچھلی رات استغفار کرتے۔

یہ آیتِ کریمہ پڑھ کر وہ نوجوان پھر زار و قطار رونے لگا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر370: عہدۂ قضا کو ٹھکرانے والا مردِ قلندر

حضرتِ سیِّدُنا ابو عبداللہ حسین بن محمد فقیہ کَشْفُلِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:**مُقْتَدِر بِاللہ** کے وزیر علی بن عیسیٰ نے گورنر کو حکم دیا:''مشہور شافعی فقیہہ بزرگ حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابو علی بن خَیرُ ان علیہ رحمۃ اللہ الرحمٰن کو اپنے پاس بلا کر قاضی کا عہدہ قبول کرنے کی دعوت دو۔'' جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک یہ خبر پہنچی تو آپ نے گھر سے باہر نکلنا بالکل ترک کر دیا۔سپاہیوں نے گھر کا محاصرہ کرلیا،دس سے زیادہ دن گزر جانے کے باوجود آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باہر تشریف نہ لائے۔جب گھر میں ایک بوند بھی پانی نہ بچا اور شدتِ پیاس سے گھر والے بے چین ہونے لگے تو سوائے پڑوسیوں سے پانی لینے کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔

وزیر کو جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس حالت کی خبر پہنچی تو اس نے سپاہیوں کو محاصرہ ختم کرنے کا حکم دیا۔پھر بھرے دربار میں کہا:''ہم شیخ ابو علی بن خَیرُ ان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے متعلق صرف خیر کا ارادہ رکھتے تھے،ہم نے محاصرہ اس لئے کیا تھا تاکہ ہم جان جائیں کہ ہمارے ملک میں کوئی ایسا مردِ قلندر بھی ہے جس کے سامنے تخت و تاج پیش ہوں اور وہ انہیں ٹھکرا دے یہ جان کر ہمیں بڑی خوشی ہوئی کہ اب بھی ہمارے ملک میں شیخ ابو علی بن خَیرُ ان علیہ رحمۃ اللہ الرحمٰن کی صورت میں ایسی عظیم ہستی موجود ہے۔

؎ موت وحیات میری دونوں ترے لئے ہیں　　مرنا تیری گلی میں جینا تری گلی میں
تختِ سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں　　بستر لگا ہوا ہے جن کا تری گلی میں

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 371: اجنبی مسافروں کی زبردست خیر خواہی

حضرتِ سیِّدُ ناعبداللہ بن جَعْفَر علیہ رحمۃ اللہ الرَّب کے غلام بُدَیح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ''ایک سفر میں ،مَیں حضرتِ سیِّدُ ناعبداللہ بن جَعْفَر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ تھا۔ہم نے بالوں سے بنے ایک خیمے کے قریب قیام کیا جو قبیلہ بنی عُذْرَہ کے ایک شخص کا تھا۔تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص عمدہ اونٹنی لے کر ہمارے پاس آیا اور کہا:''اے قافلے والو!اگر تمہارے پاس چُھری ہوتو مجھے دو۔''ہم نے اسے چُھری دی،اس نے فوراً اپنی اونٹنی کو''نَحْر (یعنی ذبح)''کیا اور کہا:''میرے بھائیو!یہ گوشت تمہارے لئے ہے۔''اتنا کہہ کر وہ چلا گیا۔ہم سب نے سیر ہوکر گوشت کھایا لیکن پھر بھی بہت سا بچ گیا۔دوسرے دن وہی شخص ایک اور بہترین اونٹنی لے کر آیا اور کہا:''اے لوگو!مجھے چُھری دو۔''ہم نے کہا:''ہمارے پاس کل کا گوشت کافی مقدار میں موجود ہے،تم یہ اونٹنی ذبح نہ کرو۔''اس نے کہا:''تم میرے مہمان ہوکر باسی گوشت کھاؤ،یہ نہیں ہوسکتا،لاؤ!مجھے چُھری دو۔''ہم نے چُھری دے دی۔اس نے اونٹنی نحر کی اور کہا:''کھاؤ!یہ سب تمہارے لئے ہے۔''تیسرے دن پھر ایک اونٹنی لے کر آیا اور کہا:''اے اہلِ قافلہ!مجھے چُھری دو۔''ہم نے کہا:''اے بھائی!ابھی ہمارے پاس بہت گوشت ہے،تم یہ اونٹنی ذبح نہ کرو۔''اس نے کہا:''یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تم میرے مہمان ہوکر باسی گوشت کھاؤ،یہ مُرُوَّت کے خلاف ہے،لاؤ!چُھری دو۔''ہم نے چُھری دی تو اس نے فوراً اونٹنی نحر کی اور کہا:''کھاؤ!یہ سب تمہارے لئے ہے۔''یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

سب قافلے والے اس عُذْرِی کی مہمان نوازی دیکھ کر بہت حیران ہو رہے تھے کہ اس نے تین دن متواتر ہماری ضیافت کے لئے عمدہ ترین اونٹنیاں ذبح کیں۔یہ واقعی تعجب خیز بات تھی۔بہر حال اب کوچ کا وقت ہوچکا تھا۔ہم نے تیاری شروع کر دی۔حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن جَعْفَر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے خادم سے کہا:''تمہارے پاس کیا کچھ ہے؟''اس نے کہا:''حضور!کپڑوں کی ایک گٹھڑی اور چار سو دینار۔''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''جاؤ!یہ سب چیزیں ہمارے اس عُذْرِی میزبان کو تحفتاً دے آؤ۔''خادم کپڑوں کی گٹھڑی اور چار سو دینار لے کر خیمے کی جانب گیا۔وہاں ایک کنیز ملی،خادم نے سامان اس کی طرف بڑھاتے ہوئے

کہا: ''یہ ہمارے آقا عبداللہ بن جَعْفَر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب سے آپ لوگوں کے لئے ہدیہ ہے۔''

کنیز نے کہا: ''یہ سامان واپس لے جاؤ، ہم لوگ مہمان نوازی پر قیمت نہیں لیتے۔'' خادم واپس آ گیا اور حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن جَعْفَر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو صورتحال سے آگاہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''دوبارہ جاؤ! اگر وہ یہ مال قبول کرلیں تو ٹھیک ہے ورنہ خیمے کے پاس رکھ کر واپس چلے آنا۔'' خادم دوبارہ آیا تو لونڈی نے سامان لینے سے انکار کرتے ہوئے کہا: ''واپس لے جاؤ! **اللہ** تعالیٰ تمہارے لئے اس میں برکت دے۔ ہم مہمان نوازی کی قیمت نہیں لیتے۔ خدارا! جلدی سے چلے جاؤ، اگر ہمارے شیخ نے تمہیں یہاں دیکھ لیا تو بہت ناراض ہوں گے۔'' خادم کپڑوں کی گٹھڑی اور دیناروں کی تھیلیاں خیمے کے قریب رکھ کر واپس آ گیا۔ ہم نے سفر شروع کر دیا ابھی تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ اپنے پیچھے خاک اڑتی دیکھی۔ کوئی سوار بڑی تیزی سے ہماری جانب چلا آ رہا تھا۔ جب قریب آیا تو وہ ہمارا عُذْرِی میزبان تھا۔ اس نے دینار اور کپڑے ہماری جانب پھینکے اور فوراً واپس پلٹ گیا۔ ہم اسے جاتا دیکھتے رہے لیکن اس عظیم میزبان نے ایک مرتبہ بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔ اس عُذْرِی میزبان کی مہمان نوازی کا انوکھا طرزِ عمل دیکھ کر حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن جَعْفَر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے اختیار پکار اُٹھے: **''ہم پر آج تک کوئی غالب نہ آسکا سوائے اس عُذْرِی میزبان کے، کہ آج یہ ہم پر سبقت لے گیا۔''**

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 372: میزبان ہو تو ایسا......!

حضرتِ سیِّدُ نا ابو عاصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد بیان کرتے ہیں: ایک بار حضرتِ سیِّدُ نا قَیْس بن سَعْد علیہ رحمۃ اللہ الاحد نے فرمایا: ''کاش! میں اس شخص کی طرح ہو جاؤں جسے میں نے دیکھا تھا۔'' پھر اپنا واقعہ کچھ اس طرح بیان کیا:

''ایک مرتبہ ہم چند رفقاء شام سے واپس آ رہے تھے۔ جب ہمارا گزر ایک خیمے کے قریب سے ہوا تو ہم نے کہا: ''اگر اجازت مل گئی تو ہم یہاں قیام کرلیں گے۔ ہم خیمے کے پاس پہنچے تو اندر سے ایک عورت آئی ہم نے کہا: ''ہم مسافر ہیں، اگر آپ اجازت دیں تو ہم یہاں قیام کرلیں۔'' ہم یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ایک شخص عمدہ اونٹنی لے کر ہمارے پاس آیا۔ اس نے آتے ہی اس عورت سے پوچھا: ''یہ کون ہیں؟'' عورت نے کہا: ''مسافر ہیں، آپ کے مہمان بننا چاہتے ہیں۔'' یہ سنتے ہی اس نے فوراً اپنی اونٹنی کو گرا کر کہا: ''اسے نَحر کرو اور کھالو، یہ سب تمہارے لئے ہے۔'' ہم نے اونٹنی نحر کی اور سارے قافلے والوں نے مل کر

اس کا گوشت کھایا۔ دوسرے دن پھر وہ ایک بہترین اونٹنی لے کر آیا اسے گرایا اور کہا: ''اے اہلِ قافلہ! آؤ، اسے نحر کرو۔'' ہم نے کہا: ''ابھی ہمارے پاس کل کا بچا ہوا بہت سا گوشت موجود ہے۔''

اس نے کہا: ''ہم اپنے مہمانوں کو باسی گوشت نہیں کھلاتے، جلدی سے اُسے ذبح کرو اور تازہ گوشت کھاؤ۔'' ہم نے اُسے ذبح کیا اور عمدہ گوشت کھایا۔ پھر میں نے اپنے رفقاء سے کہا: ''اگر ہم اس شخص کے ہاں ٹھہرے رہے تو ایک ایک کر کے یہ اپنے تمام جانور ذبح کر دے گا۔ بہتر یہی ہے کہ ہم یہاں سے آگے چل پڑیں۔'' چنانچہ، ہم نے سامان سمیٹا، کجاوے کسے اور چلنے کی تیاری کرنے لگے۔ میں نے اپنے خادم سے کہا: ''جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ جمع کرو۔'' اس نے کہا: ''حضور! چار سو درہموں کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔'' میں نے وہ درہم اور جو کچھ رقم میرے پاس تھی سب جمع کر کے اپنے اس میزبان کے ہاں بھجوا دی۔'' اس وقت خیمے میں صرف عورت تھی۔ میزبان کہیں گیا ہوا تھا۔ ہم نے ساری رقم اس عورت کو دی اور اپنی منزل کی طرف چل دیئے۔

ابھی ہم کچھ دور چلے تھے کہ تیزی سے کسی سوار کو اپنی جانب آتے دیکھا۔ میں نے رفقاء سے کہا: ''یہ کون ہے؟'' انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ قریب آنے پر معلوم ہوا کہ یہ تو ہمارا میزبان ہے۔ وہ ہاتھ میں نیزہ لئے بڑی تیزی سے ہمارے قریب آ رہا تھا۔ میں نے اپنے دوستوں سے کہا: ''ہم نے جو رقم دی تھی وہ بہت تھوڑی تھی۔ شاید قلیل رقم کی وجہ سے ہمارا میزبان ناراض ہو گیا اس لئے نیزہ لئے آ رہا ہے۔'' اتنے میں وہ بالکل قریب پہنچ گیا اور ہماری رقم واپس کرتے ہوئے کہا: ''اپنی رقم واپس لے لو، ہم یہ ہرگز نہیں لیں گے۔'' میں نے کہا: ''بخدا! ہمارے پاس اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں جو کچھ تھا سب جمع کر کے تمہیں پیش کر دیا۔'' یہ سن کر اس میزبان نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک تم یہ رقم واپس نہ لے لو۔'' ہم نے کہا: ''ہم اپنی دی ہوئی رقم واپس نہیں لیں گے ہم نے بخوشی یہ رقم تمہیں دی ہے۔'' عظیم میزبان نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تم یہ رقم واپس لے لو ورنہ اس نیزے سے تمہاری خبر لوں گا یہاں تک کہ تم میں سے کوئی بھی باقی نہ بچے گا۔'' ہم نے اس کا اصرار و غصہ دیکھ کر رقم لینے میں ہی عافیت سمجھی۔ رقم دے کر وہ فوراً واپس چلا گیا۔ جاتے وقت اس کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے: **''ہم مہمان نوازی کی قیمت نہیں لیتے۔ ہم مہمان نوازی کی قیمت نہیں لیتے۔''**

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر373: عربی غلام کی سخاوت

حضرتِ سیِّدُ ناحسن بن محمد علیہ رحمۃ اللہ الاحد کہتے ہیں، میں نے حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکر بن عَیَّاش علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص نے حاتم طائی سے کہا: ''کیا عربوں میں تجھ سے زیادہ بھی کوئی سخاوت کرنے والا ہے؟'' اس نے کہا: ''ہر عربی مجھ سے زیادہ سخی ہے۔'' پھر اس نے اپنا ایک واقعہ کچھ اس طرح بیان کیا: ''ایک رات میں ایک عربی غلام کے ہاں مہمان بنا۔ اس کے پاس عمدہ قسم کی سو بکریاں تھیں۔ اس نے ایک بکری میرے لئے ذبح کی اور گوشت پکا کر میری ضیافت کی۔ جب اس نے بکری کا مغز میری طرف بڑھایا تو وہ بہت لذیذ تھا۔ میں نے کہا: ''کتنا لذیذ ہے!'' پھر وہ چلا گیا اور بکریاں ذبح کر کے ان کا مغز پکا پکا کر مجھے کھلاتا رہا یہاں تک کہ میں خوب سیر ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنی سو کی سو بکریاں ذبح کر کے ان کا مغز مجھے کھلا چکا تھا۔ اب اس کے پاس ایک بکری بھی نہ بچی تھی۔ یہ تو ایک عربی غلام کی میزبانی کا حال ہے، اب تم خود ہی سوچو کہ عرب کتنے مہمان نواز ہوں گے۔

سائل نے حاتم طائی سے کہا: ''اس کی میزبانی کا تم نے کیا صلہ دیا؟'' اس نے کہا: ''اگر میں اپنی تمام چیزیں بھی اسے دے دیتا تو اس کے احسان کا بدلہ نہ چکا سکتا تھا۔'' سائل نے کہا: ''وہ تو ٹھیک ہے لیکن تم نے اسے کیا دیا تھا؟'' حاتم طائی نے کہا: ''میں نے اپنی پسندیدہ اونٹنیوں میں سے سو اونٹنیاں اسے دے دیں۔''

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر374: حاتم طائی کی سخاوت

حضرتِ سیِّدُ ناملحان طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے، ''حاتم طائی کی زوجہ ''نَوَار'' سے کہا گیا: ''ہمیں حاتم طائی کے متعلق کچھ بتاؤ۔'' اس نے کہا: ''حاتم طائی کا ہر کام عجیب تھا۔ ایک مرتبہ قحط سالی نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، زمین نے بالکل سبزہ نہ اُگایا۔ آسمان سے پورا سال بارش نہ ہوئی۔ بھوک اور کمزوری نے دودھ پلانے والیوں کو دودھ پلانے سے روک دیا۔ اونٹ سارا سارا دن پانی کی تلاش میں پھرتے لیکن انہیں ایک قطرہ پانی نہ ملتا۔ ہر ذی روح بھوک و پیاس سے بے تاب تھا۔ ایک رات سردی نے اپنا پورا زور دکھا رکھا تھا اور ہمارے گھر میں کھانے کے لئے ایک لقمہ بھی نہ تھا۔ ہمارے بچے، عبداللہ، عدی، اور سفّانہ بھوک سے بلبلا رہے تھے۔ **وَاللہ** (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم)! ہمارے پاس انہیں دینے کے لئے کچھ بھی نہ تھا۔ بچوں کی آہ و بکا سن کر ایک کو حاتم طائی اور دوسرے کو میں نے گود میں اٹھا لیا، ہم انہیں کافی دیر تک بہلاتے رہے۔ لیکن بھوک نے ان کا برا حال کر رکھا تھا۔

بالآخررات کافی دیر بعد تھک ہار کر دونوں بچے سو گئے۔ ہم نے انہیں ایک چٹائی پرلٹا دیا پھر تیسرے کو بہلانے لگے بالآخر وہ بھی سو گیا۔''

حاتم طائی نے کہا: '' آج نہ جانے مجھے نیند کیوں نہیں آرہی ؟'' پھر وہ ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔ رات کی سیاہی کو آسمان پر چمکنے والے ستارے دور کررہے تھے، جنگلی جانوروں کے چیخنے کی آوازیں فضا میں بلند ہورہی تھیں۔ ہر چلنے والا مسافر ٹھہر چکا تھا، رات کا پُر ہول منظر بڑھتا ہی جارہا تھا۔ اچانک ہمارے گھر کے باہر کسی کی آہٹ سنائی دی، حاتم طائی نے بلند آواز سے کہا: ''کون ہے؟'' لیکن کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے کہا: ''ہمارے ساتھ یا تو کسی نے مذاق کیا ہے یا کوئی دھوکہ ہونے والا ہے۔'' میں باہر گئی اور حالات کا جائزہ لے کر واپس آئی تو حاتم طائی نے پوچھا: ''کون ہے؟'' میں نے کہا: '' آپ کی فلاں پڑوسن ہے، اس کڑے وقت میں آپ کے علاوہ کوئی اور اسے نظر نہ آیا جس کے پاس جا کر پناہ لیتی۔ اپنے بھوکے بچوں کو آپ کے پاس لائی ہے۔ وہ بھوک سے اس طرح بلبلا رہے ہیں جیسے کسی جانور کے بچے چیختے ہیں۔'' یہ سن کر حاتم طائی نے کہا: '' اسے جلدی سے میرے پاس لاؤ۔'' میں نے کہا: ''ہمارے اپنے بچے بھوک سے مرے جارہے ہیں، انہیں دینے کے لئے ہمارے پاس کچھ نہیں تو پھر بیچاری پڑوسن اور اس کے بچوں کی ہم کیا مدد کریں گے؟'' حاتم طائی نے کہا: ''خاموش رہو، **اللہ** تعالیٰ ضرور تمہارا اور ان سب کا پیٹ بھرے گا۔ جاؤ! جلدی سے اس دُکھیاری ماں کو اندر بلا لاؤ۔'' میں اسے بلا لائی۔ اس غریب نے دو بچے اپنی گود میں اٹھائے ہوئے تھے اور چار بچے اس سے لپٹے اس کے پیچھے اس طرح آرہے تھے جیسے مرغی کے بچے مرغی کے گرد جمع ہو کر چلتے ہیں۔

حاتم طائی نے انہیں کمرے میں بٹھایا اور گھوڑے کی طرف بڑھا، برچھی سے گھوڑا ذبح کر کے آگ جلائی گئی۔ جب شعلے بلند ہونے لگے تو چُھری لے کر گھوڑے کی کھال اتاری پھر اس عورت کی طرف چُھری بڑھاتے ہوئے کہا: ''کھاؤ! اور اپنے بچوں کو بھی کھلاؤ پھر مجھ سے کہا: ''تم بھی کھاؤ اور بچوں کو بھی جگا دو تا کہ وہ بھی اپنی بھوک مٹا سکیں۔'' ہماری پڑوسن تھوڑا تھوڑا گوشت کھا رہی تھی اس کی جھجک کو محسوس کرتے ہوئے حاتم طائی نے کہا: ''کتنی بری بات ہے کہ تم ہماری مہمان ہو کر تھوڑا تھوڑا کھا رہی ہو۔'' یہ کہہ کر وہ ہمارے قریب ہی ٹہلنے لگا۔ ہم سب کھانے میں مصروف تھے اور حاتم طائی ہماری جانب دیکھ رہا تھا۔ ہم نے خوب سیر ہو کر کھایا لیکن بخدا! حاتم طائی نے ایک بوٹی بھی نہ کھائی حالانکہ وہ ہم سب سے زیادہ بھوکا تھا۔ صبح زمین پر ہڈیوں اور کُھرُوں کے سوا کچھ نہ بچا تھا۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر375:

حضرتِ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کی بے نیازی

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن حسّان علیہ رحمۃ اللہ المنّان فرماتے ہیں کہ مجھے میرے چچا نے بتایا: جب محمد بن قَحْطَبَہ ''کوفہ'' آیا تو اس نے کہا: ''ہمیں ایک ایسے عالم وفاضل استاذ کی ضرورت ہے جو احادیثِ مبارکہ اور فرامینِ صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے باخبر، حافظِ قرآن، زبردست نحوی وفقیہہ اور شعروادب وتاریخ کا ماہر ہو، اگر ان صفات کا حامل کوئی عالم مل جائے تو ہم اسے اپنے بچوں کا استاذ بنائیں گے۔'' لوگوں نے کہا: ''جناب! ایسا مُتبَحِّر عالم حضرتِ سیِّدُنا داؤد طائی کے علاوہ کوئی اور نہیں ہوسکتا۔''

حضرتِ سیِّدُنا داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محمد بن قَحْطَبَہ کے چچازاد بھائی تھے۔ چنانچہ، اس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس قاصد بھیجا اور اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے پیغام دیا: ''اگر آپ میرے بچوں کو پڑھانے آجائیں تو میں آپ کو اچھا خاصہ وظیفہ دوں گا۔'' حضرتِ سیِّدُنا داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انکار کردیا۔ پھر اس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس دس ہزار درہم بھجوائے اور کہا: ''ان کے ذریعے اپنی حاجات پوری کرتے رہنا، یہ زندگی بھر کام دیں گے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام رقم واپس بھجوادی۔ پھر محمد بن قَحْطَبَہ نے اپنے دو غلاموں کو بیس ہزار درہم دے کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بھیجا اور غلاموں سے کہا: ''اگر حضرتِ سیِّدُنا داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ درہم قبول کرلیے تو تم آزاد ہو۔'' دونوں غلام بیس ہزار درہم لے کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: ''حضور! اگر آپ یہ رقم قبول فرمالیں تو ہماری گردنیں آزاد ہوجائیں گی۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے یہ رقم قبول کرلی تو کہیں میری گردن جہنم کی آگ کی لپیٹ میں نہ آجائے۔ جاؤ! یہ رقم اپنے سردار کو واپس کردو اور کہو: ''اگر یہ درہم تم اُن لوگوں کو لوٹا دیتے جن سے تم نے لئے ہیں تو یہ میرے پاس بھیجنے سے بہتر تھا۔'' یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام رقم واپس بھجوادی اور ایک درہم بھی قبول نہ کیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر376:

باہمت قاضی

حضرتِ عبدالرحمٰن بن عبداللہ اپنے چچا عبدُ المَلِک بن قُرَیْب اَصْمَعِی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: ''خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کے دربار میں کئی روز سے ایک قاضی صاحب کی شکایت کی جارہی تھی (کہ وہ فیصلہ کرنے میں رعایت کرتا اور لوگوں کا منہ دیکھ کر فیصلہ کرتا ہے)۔ ایک دن خلیفہ کے دربار میں بہت سے لوگ جمع تھے۔ میں بھی وہاں موجود تھا۔ خلیفہ نے قاضی صاحب

کو بلایا اور پُوچھ گچھ کرنے لگا۔ اسی دوران خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کو چھینک آئی تو قاضی صاحب کے علاوہ تمام لوگوں نے چھینک کا جواب دیتے ہوئے ''یَرْحَمُکَ اللّٰہ'' کہا۔ خلیفہ نے قاضی سے کہا: ''کیا بات ہے، تم نے میری چھینک کا جواب نہیں دیا حالانکہ تمہارے سامنے تمام لوگوں نے جواب دیا ہے؟'' قاضی صاحب نے کہا: ''اے امیرالمؤمنین! آپ نے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ'' نہیں کہا تو میں نے بھی ''یَرْحَمُکَ اللّٰہ'' نہیں کہا۔ سنئے! اس کے متعلق آپ کو ایک حدیثِ پاک سناتا ہوں:

''دو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر تھے۔ دونوں کو چھینک آئی ایک نے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ'' کہا لیکن دوسرے نے نہ کہا۔ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجْوَر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک کی چھینک کا جواب دیتے ہوئے ''یَرْحَمُکَ اللّٰہ'' کہا جبکہ دوسرے کو جواب نہ دیا۔ اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ نے اس کی چھینک کا جواب دیا لیکن میری چھینک پر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ''یَرْحَمُکَ اللّٰہ'' نہ فرمایا، اس کی کیا وجہ ہے؟'' حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس نے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ'' کہا تو میں نے جواب دے دیا جبکہ تم نے نہ کہا لہٰذا تمہاری چھینک کا جواب نہیں دیا گیا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب لا یشمت العاطس إذا لم یحمد اللّٰہ، الحدیث ٦٢٢٥، ص ٥٢٤)

جب قاضی صاحب یہ حدیثِ پاک سنا چکے تو خلیفہ نے کہا: ''جاؤ! تم اپنے عہدے پر قائم رہو۔ جب تم خلیفہ سے مرعوب نہیں ہوئے تو کسی اور سے مرعوب ہو کر غلط فیصلہ کیونکر کر سکتے ہو۔'' یہ کہہ کر خلیفہ نے اس باہمت **قاضی** کو بڑے ادب واحترام سے واپس بھیج دیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 377:

حسد کا علاج

قاضی تَنُوْخِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: ایک مرتبہ جمعہ کے دن نمازِ جمعہ سے کچھ دیر قبل میں ''جامع منصور'' میں موجود تھا، میری سیدھی طرف حضرتِ سیِّدُنا علی بن طلحہ بن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی تھے، میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو میرے بہت ہی قریبی دوست عبدُ الصَّمَد بھی کچھ فاصلے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان کی طرف جانے کا ارادہ کیا، چونکہ نماز کا وقت بالکل قریب تھا لہٰذا میں ان کے پاس نہ جا سکا لیکن وہ اٹھے اور میری طرف بڑھنے لگے تو میں کھڑا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے کہا: ''قاضی صاحب! آپ

تشریف رکھیں، میں نے آپ کی طرف آنے کا ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی میں آپ کے لئے آیا ہوں بلکہ میں تو حضرتِ سیِّدُ نا علی بن طلحہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خاطر اٹھ کر آیا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے نفس نے مجھے ان کے متعلق حسد میں مبتلا کرنے کی کوشش کی اور انہیں دیکھ کر میرے نفس کو ناگواری محسوس ہوئی تو میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنے نفس کو ذلیل ورُسوا کروں اور اس کی بات ہرگز نہ مانوں، بس اسی لئے میں حضرتِ سیِّدُ نا علی بن طلحہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا ہوں۔'' یہ سن کر حضرت سیِّدُ نا علی بن طلحہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھڑے ہوئے اور اُن کے سر کا بوسہ لے لیا۔

قاضی تَنُوخِی کا بیان ہے کہ مجھے ایک شخص نے بتایا: ''جب حضرتِ سیِّدُ نا عبدُ الصَّمد علیہ رحمۃ اللہ الاحد کا آخری وقت قریب آیا تو قاضی ابو محمد اَکْفَانِی کی بیٹی ''اُمِّ حسن'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئی اور کہنے لگی: ''میں آپ کو قسم دے کر کہتی ہوں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھ سے اپنی کوئی حاجت طلب کریں اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ میں اسے ضرور پورا کروں گی۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''ہاں! آج میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں کہ جس طرح میری زندگی میں تم میری بیٹی کی دیکھ بھال کرتی تھی اسی طرح میرے مرنے کے بعد بھی اس کا خیال رکھنا، بس مجھے تم سے یہی حاجت ہے۔'' اُمِّ حسن نے کہا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے فکر رہیں، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیٹی کی بہت اچھی طرح دیکھ بھال کروں گی۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ دیر خاموش رہے پھر بے قرار ہو کر بار بار اِسْتِغْفَار پڑھنے لگے اور کہنے لگے: ''اے اُمِّ حسن! اللہ تعالیٰ میری خطا سے درگزر فرمائے۔ وہ پروردگار عَزَّوَجَلَّ میری بیٹی کا تجھ سے بہتر کارساز اور حفاظت کرنے والا ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

حکایت نمبر 378:

شہادت ہے مطلوبُ ومقصودِ مؤمن

حضرتِ سیِّدُ نا ابو اُمَیَّہ عبداللہ بن قَیس غِفَارِی علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ ہم لشکرِ اسلام کے ساتھ جہاد کے لئے گئے۔ جب دشمن سامنے آیا تو لوگوں میں شور برپا ہوگیا۔ اس دن ہوا بہت تیز تھی۔ تمام مجاہدین دشمن کے سامنے صف بہ صف سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے ہوگئے۔ اچانک میرے سامنے ایک نوجوان آیا جس کا گھوڑا اُچھل کود رہا تھا اور وہ اسے دشمن کی طرف دوڑا رہا تھا اور اپنے آپ سے یوں مخاطب تھا:

''اے نفس! کیا تو فلاں حاضر ہونے کی جگہ حاضر نہ ہوگا؟ کیا تو مرتبۂ شہادت کا طلب گار نہیں کہ تو کہہ رہا ہے: ''تیرے

بچوں اور اہل وعیال کا کیا بنے گا؟'' کیا ایسی چیزوں کی طرف توجہ دِلا کر تو مجھے واپس لے جانا چاہتا ہے؟ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ اے نفس! کیا تو مرتبہ شہادت سے منہ موڑتا ہے؟ تیرا کیا خیال ہے کہ میں تیرے بہکاوے میں آکر اہل وعیال کی فکر میں جہاد سے پیٹھ پھیر لوں گا؟ ہرگز نہیں! تیری یہ خواہش کبھی پوری نہ ہوگی۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آج تو میں ضرور تجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کروں گا اب چاہے وہ تجھے قبول کر کے مرتبۂ شہادت سے نواز دے، چاہے چھوڑ دے۔''

وہ نوجوان یہ کہتا ہوا دشمن کی طرف بڑھنے لگا۔ میں نے کہا: ''آج میں اس کی نگرانی کروں گا اور دیکھوں گا کہ یہ کیا کرتا ہے؟ اب میری توجہ اسی نوجوان کی طرف تھی۔ اسلام کے شیروں نے دشمن پر بڑھ چڑھ کر حملہ کیا تو وہ نوجوان صفِ اوّل میں بڑے دلیرانہ انداز میں حملہ کر رہا تھا، اُدھر سے دشمن بھی شدید حملے کر رہے تھے۔ میدانِ کارزار میں ہر طرف چیخ وپکار اور تلواروں کے ٹکرانے کا شور برپا تھا۔ میں نے اس نوجوان پر اپنی نظریں جما رکھی تھیں۔ وہ بڑی بے جگری اور ہمت سے لڑ رہا تھا، دشمن کی تلواریں اس کے جسم کو زخمی کر رہی تھیں، اس کا گھوڑا بھی زخموں سے نڈھال ہو چکا تھا لیکن وہ مردانہ وار بڑھ بڑھ کر دشمن پر حملہ کر رہا تھا۔ بالآخر لڑتے لڑتے زخموں سے چُور چُور ہو کر زمین پر گر پڑا اور اس کی روح قفسِ عنصری سے عالَمِ بالا کی طرف پرواز کر گئی۔ جب میں نے دیکھا تو اس کے جسم پر تلواروں اور نیزوں کے ساٹھ (60) سے بھی زائد گہرے زخم تھے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم}

جنّتی کا جنازہ

حکایت نمبر 379:

حضرتِ سیِّدُنا شُہر بن حَوْشَب علیہ رحمۃ اللہ الرب فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں نے جہاد پر جانے کا ارادہ کیا میرا بھتیجا ابھی کم عمر تھا میں نے اسے اکیلا چھوڑنا مناسب نہ سمجھا اور اپنے ساتھ لے کر مجاہدین کے لشکر میں شامل ہو گیا۔ اسلام کے شیروں کا لشکر دشمنانِ اسلام کی سرکوبی کے لئے دشمن کی سرحد کی جانب آندھی وطوفان کی طرح بڑھتا جا رہا تھا۔ دورانِ سفر میرے بھتیجے کی حالت خراب ہو گئی شدتِ مرض سے وہ جاں بلب تھا۔ جب لشکرِ اسلام نے ایک جگہ قیام کیا تو میں اپنے بھتیجے کو لے کر قریب ہی موجود ایک کھنڈر نما عمارت میں گیا اور نماز ادا کرنے لگا۔ اچانک عمارت کی چھت شَق ہوئی اور چار فرشتے عمارت کے اندر داخل ہوئے، دو انتہائی خوبصورت جبکہ دو انتہائی سیاہ تھے۔ خوبصورت فرشتے میرے بھتیجے کی دائیں جانب اور کالے فرشتے بائیں جانب بیٹھ گئے۔ سفید فرشتوں نے اپنے ہاتھوں سے میرے بھتیجے کے بدن کو چھوا تو سیاہ فرشتوں نے کہا: ''ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں۔''

خوبصورت فرشتوں نے کہا: ''ہر گز نہیں! تم اس کے حق دار نہیں۔'' پھران میں سے ایک فرشتے نے اپنی دو انگلیاں میرے بھتیجے کے منہ میں ڈال کراس کی زبان پلٹی تو اس نے فوراً ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہا۔ تکبیر کی صدا سن کر سفید رنگ کے خوبصورت فرشتوں نے کہا: ''اس نے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہا ہے لہٰذا ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں، تم یہاں سے چلے جاؤ۔'' جب میں نے اپنے بھتیجے کی طرف نظر کی تو اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ میں نے باہر آکر بلند آواز سے کہا: ''اے لوگو! تم میں سے جو یہ چاہے کہ جنتی شخص کا جنازہ پڑھے تو وہ میرے بھتیجے کے جنازے میں حاضر ہو جائے۔'' لوگوں نے جب یہ سنا تو کہنے لگے: ''شاید! شُہر بن حَوْشَب پر جنون طاری ہو گیا ہے۔ کل بھی نہ جانے کیا کہہ رہے تھے اور آج بھی عجیب وغریب بات کہہ رہے ہیں کہ ''جنتی شخص کے جنازے میں شریک ہو جاؤ۔'' لوگوں میں اس طرح کی چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ امیرِ قافلہ کو خبر ہوئی تو اس نے مجھے اپنے پاس بلایا اور صورتحال دریافت کی۔ میں نے تمام واقعہ کہہ سنایا حقیقتِ حال جان کر امیرِ قافلہ اور تمام لشکر والوں نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 380: لکڑیاں سونا کیسے بنیں......؟

حضرتِ سیِّدُنا دَاوٗد بن رَشید علیہ رحمۃ اللہ المجید فرماتے ہیں: ملکِ شام میں دو حسین وجمیل عبادت گزار نوجوان رہتے تھے۔ کثرتِ عبادت اور تقویٰ و پرہیزگاری کی وجہ سے انہیں ''صَبِیح اور مَلِیح'' کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ انہوں نے اپنا ایک واقعہ کچھ یوں بیان کیا: ''ایک مرتبہ ہمیں بھوک نے بہت زیادہ تنگ کیا۔ میں نے اپنے رفیق سے کہا: ''آؤ! فلاں صحرا میں چل کر کسی شخص کو دینِ متین کے کچھ احکام سکھا کر اپنی آخرت کی بہتری کے لئے کچھ اقدام کریں۔'' چنانچہ، ہم دونوں صحراء کی جانب چل پڑے، وہاں ہمیں ایک سیاہ فام شخص ملا جس کے سر پر لکڑیوں کا گٹھا تھا۔ ہم نے اس سے کہا: ''بتاؤ! تمہارا ربّ کون ہے؟'' یہ سن کر اس نے لکڑیوں کا گٹھّا زمین پر پھینکا اور اس پر بیٹھ کر کہا: ''مجھ سے یہ نہ پوچھو کہ تیرا رب کون ہے؟ بلکہ یہ پوچھو: ایمان تیرے دل کے کس گوشے میں ہے؟'' اس دیہاتی کا عارفانہ کلام سن کر ہم دونوں حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ وہ پھر مخاطب ہوا: ''تم خاموش کیوں ہو گئے، مجھ سے پوچھو، سوال کرو، بے شک طالبِ عِلم سوال کرنے سے باز نہیں رہتا۔'' ہم اس کی باتوں کا کچھ جواب نہ دے سکے اور خاموش رہے۔ جب اس نے ہماری خاموشی دیکھی تو بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح عرض گزار ہوا:

''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو خوب جانتا ہے کہ تیرے کچھ ایسے بندے بھی ہیں کہ جب وہ تجھ سے سوال کرتے ہیں تو تو انہیں ضرور عطا فرماتا ہے۔ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میری ان لکڑیوں کو سونا بنا دے۔'' ابھی اس نے یہ الفاظ ادا ہی کئے تھے کہ لکڑیاں چمک دار سونا بن گئیں۔ اس نے پھر دعا کی: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! بے شک تو اپنے اُن بندوں کو زیادہ پسند فرماتا ہے جو شہرت کے طالب نہیں ہوتے۔ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اس سونے کو دوبارہ لکڑیاں بنا دے۔'' اس کا کلام ختم ہوتے ہی وہ سارا سونا دوبارہ لکڑیوں میں تبدیل ہوگیا۔ اس نے لکڑیوں کا گٹھا اپنے سر پر رکھا اور ایک جانب روانہ ہوگیا۔

بکھرے بال آزردہ صورت، ہوتے ہیں کچھ اہلِ محبت
بدتر مگر یہ شان ہے اُن کی، بات نہ ٹالے ربُّ العزّت

ہم اپنی جگہ ساکت کھڑے رہے اور کسی کو اس کے پیچھے جانے کی جرأت نہ ہوئی۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس نیک بندے کا ظاہری رنگ اگرچہ سیاہ تھا لیکن اس کا باطن نورِ معرفت وایمان سے منور وروشن تھا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 381:

جرأت مند اِمام

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن عبداللہ سَائح رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرتِ سیِّدُنا طلحہ بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: **مُفْلِح اَسْوَد** کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ مامون نے قاضی یحییٰ بن اَکْثَم سے کہا: ''میری خواہش ہے کہ میں حضرتِ سیِّدُنا بِشْر بن حَارِث علیہ رحمۃ اللہ الوارث سے ملاقات کروں۔'' قاضی نے کہا: ''حضور! جیسا آپ چاہیں۔'' کہا: ''آج رات ہی ملاقات کا متمنّی ہوں اور چاہتا ہوں کہ ہماری ملاقات کے دوران ان کے پاس ہمارے علاوہ کوئی نہ ہو۔'' قاضی نے کہا: ''ٹھیک ہے، ہم آج رات ان کے پاس چلیں گے۔'' جب رات ہوئی تو دونوں اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرتِ سیِّدُنا بِشْر بن حَارِث علیہ رحمۃ اللہ الوارث کے آستانۂ عالیہ کی جانب روانہ ہوگئے۔ وہاں پہنچ کر قاضی یحییٰ بن اَکْثَم نے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے حضرتِ سیِّدُنا بِشْر بن حَارِث علیہ رحمۃ اللہ الوارث نے پوچھا: کون ہے؟ قاضی نے کہا: ''آپ کے دروازے پر وہ آیا ہے جس کی اطاعت آپ پر واجب ہے۔'' فرمایا: ''وہ کیا چاہتا ہے؟'' کہا: ''آپ سے ملاقات کا خواہش مند ہے۔'' فرمایا: ''اس معاملے میں میری خوشی کا لحاظ رکھا جائے گا یا مجھے مجبور کیا جائے گا؟'' خلیفہ نے جب یہ سنا تو سمجھ گیا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ملاقات نہیں کرنا چاہتے۔ لہٰذا اس نے یحییٰ کو واپس چلنے کا حکم دیا۔

چنانچہ، دونوں واپس چل دیئے۔ راستے میں ان کا گزر ایک مسجد کے قریب سے ہوا تو وہاں ایک شخص عشاء کی نماز پڑھا رہا تھا یہ دونوں بھی نماز پڑھنے مسجد میں داخل ہوئے اور باجماعت نماز ادا کی امام صاحب کی قراءت بہت اچھی تھی۔ اس نے بڑے اَحْسن انداز میں قرآنِ پاک پڑھا۔ نماز پڑھ کر خلیفہ اور قاضی اپنے محل میں آ گئے۔ صبح ہوتے ہی خلیفہ مامون نے اس امام کو اپنے دربار میں بلا کر مسائلِ فقہ میں اس سے مناظرہ شروع کر دیا۔ اس باہمت امام نے جہاں محسوس کیا کہ خلیفہ غلطی کر رہا ہے فوراً ٹوک دیا اور اس کی مخالفت کرتے ہوئے کہا: ''اصل مسئلہ اس طرح ہے، آپ نے غلط بیان کیا۔'' خلیفہ مسائل بیان کرتا رہا، امام اس کی غلطیاں بتاتا رہا۔ جب معاملہ طول پکڑ گیا تو خلیفہ غضب ناک ہو کر کھڑا ہو گیا اور کہا:

''آج تم نے میری بہت مخالفت کی ہے، اب تم اپنے دوستوں کے پاس جا کر کہو گے کہ میں نے امیر المؤمنین کو لاجواب کر دیا اور مسائل میں اس کی بہت ساری غلطیاں نکالی ہیں۔ کیا خیال ہے تم ایسا ہی کرو گے نا؟'' اس امام نے کہا: ''اے خلیفہ! **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس بات سے حیا کرتا ہوں کہ میرے دوست یہ بات جانیں کہ میں نے تم سے ملاقات کی ہے۔'' یہ سن کر خلیفہ مامون الرشید نے کہا: ''**اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے جس نے میری رعایا میں ایسے لوگ پیدا فرمائے جو میرے پاس آنے سے حیا کرتے ہیں۔'' یہ کہہ کر خلیفہ سجدہ میں گر گیا۔ امام صاحب دربار سے واپس آ گئے۔ وہ امام کوئی عام شخص نہیں بلکہ مشہور و معروف ولی حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اِسحاق حَرْبِی علیہ رحمۃ اللہ القوی تھے۔

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم﴾

حکایت نمبر382: متبرَّک تربوز

حضرتِ سیِّدُنا ابوعلی رُوذَبَارِی علیہ رحمۃ اللہ الباری کی بہن فاطمہ بنتِ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا بیان ہے: بغداد میں دس نوجوان ایک ساتھ رہتے تھے۔ ان کی آنکھوں پر غفلت کا پردہ پڑا ہوا تھا دن رات دنیوی مشاغل میں مصروف رہتے۔ ایک دن انہوں نے اپنے ایک دوست کو کسی کام سے بازار بھیجا۔ اس نے آنے میں کافی دیر کر دی سب اس پر بہت ناراض ہو رہے تھے۔ پھر وہ ہاتھوں میں ایک تربوز لئے ہنستا ہوا اپنے دوستوں کے پاس آیا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر دوستوں نے کہا: ''ایک تو تم آئے بہت دیر سے ہو اور ہنس بھی رہے ہو؟'' نوجوان نے کہا: ''میں آپ کے پاس ایک بہت ہی عجیب چیز لے کر آیا ہوں۔ یہ دیکھو! تربوز پر زمانے کے مشہور ولی حضرتِ سیِّدُنا بِشر بن حارِث حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے اپنا مُبارَک ہاتھ رکھا تھا، میں نے اسے بیس دینار میں خرید لیا۔''

یہ سن کرسب باری باری تربوز کو بڑی عقیدت ومحبت سے چوم کراپنی آنکھوں پر ملنے لگے۔ پھران میں سے کسی نے کہا: ''کیاتم میں سے کسی کومعلوم ہے کہ حضرتِ سیِّدُ نابِشْر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کواس عظیم مقام ومرتبے تک کس چیز نے پہنچایا؟'' سب نے کہا: ''تقویٰ وپرہیزگاری نے۔'' یہ سن کراس نوجوان نے بآوازِ بلند اپنے دوستوں سے کہا: ''تم سب گواہ رہنا کہ میں اپنے تمام گناہوں سے تائب ہوکر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف رجوع کررہاہوں۔'' یہ سن کربقیہ دوستوں نے بھی بیک زبان کہا: ''ہم سب بھی اپنے گناہوں سے تائب ہوکر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہماری خطاؤں سے درگزرفرمائے۔'' پھردس کے دس نوجوان شب وروز عبادتِ الٰہی میں مشغول رہنے لگے۔ایک قول کے مطابق انہوں نے ''طَرَسُوْس'' کی طرف جہاد میں شرکت کی اورلڑتے لڑتے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں جان دے دی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پررحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر383:

شافی لُعابِ دہن

حضرتِ ابوالوَفا ابن عَقِیْل وَاعِظ کا بیان ہے کہ میں اپنی جوانی میں حضرتِ سیِّدُ نا ابنِ بَشْرَان وَاعِظ کی محفل میں اکثر حاضر ہوجایا کرتا تھا۔ان دنوں میری آنکھ میں بہت زیادہ تکلیف رہتی اوراکثر سرخ رہا کرتی تھی، میں اس بیماری کی وجہ سے بہت زیادہ پریشان تھا۔ایک دن حسبِ معمول جب میں محفل میں شریک ہواتو'' بَکَّار'' نامی ایک شخص جوابنِ بَشْرَان وَاعِظ کے منبرپرقالین بچھایا کرتا تھا۔ مجھے بڑے غور سے دیکھتارہاپھرمیرے قریب آیااورکہا:''کیاوجہ ہے کہ میں تمہیں اس محفل میں باقاعدگی سے آتا ہوا دیکھتاہوں؟'' میں نے کہا:''میں اس غرض سے آتاہوں کہ کوئی ایسی بات سیکھوں جومجھے میرے دین میں فائدہ دے۔''

اس نے کہا: ''تم محفل کے اختتام پرمجھ سے ملنا۔ جب محفل ختم ہوئی تواس نے میراہاتھ پکڑااورمجھےایک دروازے کے پاس لے گیا، دستک دی تواندر سے پوچھا گیا:''کون ہے؟'' کہا: ''بَکَّار۔'' پھرآوازآئی: اے بَکَّار!تم آج ایک مرتبہ یہاں آتو گئے ہو،اب دوبارہ کیوں آئے ہو؟'' بَکَّار نے کہا:''میں ایک خاص حاجت سے آیاہوں۔'' کسی نے ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم'' کہتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔ہم اندرداخل ہوئے تو سامنے ایک بزرگ سرپرچمڑے کی چادرڈالے قبلہ رُو بیٹھے ہوئے تھے۔ہم نے سلام کیا بزرگ نے جواب دیا پھرمیرے رفیق بَکَّار نے کہا:''یاسیدی! یہ لڑکا باقاعدگی سے محفل میں حاضر ہوتاہےاوربھلائی کا طالب ومحبّ ہے،حضور!اس کی آنکھوں کا مرض دائمی ہوگیاہے۔آپ اس کے لئے دعافرمادیں۔''

میں بزرگ کے قریب گیا تو اس نے اپنے منہ میں اُنگلی ڈال کر باہر نکالی اور میری آنکھوں پرمَل دی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! اُن کے لُعابِ دَہن (یعنی تھوک) کی برکت سے مجھے ایسی شفا ملی کہ ساٹھ (60) سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود آج تک میری آنکھ میں دوبارہ تکلیف نہ ہوئی۔ جب میں نے ان کے بارے میں لوگوں سے پوچھا تو بتایا گیا: ''یہ زمانے کے مشہور ولی حضرتِ سیِّدُنا ابو بَکْر دِیْنَوَرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی ہیں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 384: غیبی کنوئیں کا قیدی

حضرتِ سیِّدُنا شَیْبَان بن حسن رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا بیان ہے: میرے والدِ محترم اور عبدُ الوَاحِد بن زَیْد جہاد کے ارادے سے ایک لشکر کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ہم نے ایک ایسے کنوئیں کے قریب قیام کیا جو بہت چوڑا اور گہرا تھا۔ لوگوں نے پانی نکالنے کے لئے کنوئیں میں ڈول ڈالا تو رسی کھل گئی اور ڈول کنوئیں میں ہی رہ گیا۔ لوگوں نے رسیاں باندھ کر ایک آدمی کو ڈول نکالنے کے لئے کنوئیں میں اُتارا۔ جب وہ کنوئیں میں اُترا تو کسی کی درد بھری آوازیں آنے لگیں۔ ایسا لگتا تھا جیسے کوئی شدید مرض کی حالت میں کراہ رہا ہے۔ آواز سن کر وہ شخص واپس آ گیا اور لوگوں سے کہا: ''کیا تم نے بھی وہ آواز سنی ہے جو میں نے سنی؟'' لوگوں نے کہا: ''ہاں! ہم نے بھی وہ آواز سنی ہے۔'' پھر وہ لوہے کی ایک سلاخ لے کر واپس کنوئیں کی طرف گیا تا کہ اس کی مدد سے اندر پھنسے ہوئے مصیبت زدہ کو نکال سکے۔ جب پانی کی سطح کے قریب پہنچا تو ایک شخص تختے پر بیٹھا تھا، اس نے پکار کر کہا: ''تو جِنّ ہے یا انسان؟'' تختے پر بیٹھے ہوئے شخص نے کہا: ''میں انسان ہوں۔'' پوچھا: ''کہاں کا رہنے والا ہے۔'' کہا: ''میں ''اَنْطَاکِیَہ'' کا رہائشی تھا۔ قرض ادا نہ کرنے کے جرم میں انتقال کے بعد مجھے اس کنوئیں میں قید کر دیا گیا۔ اَنْطَاکِیَہ میں میری اولاد ہے جو نہ تو مجھے یاد کرتی اور نہ ہی میرا قرض ادا کرتی ہے۔ بس اب میں اس کنوئیں میں قید ہو کر اپنے جرم کی سزا پا رہا ہوں۔''

یہ سن کر وہ شخص باہر نکل آیا اور اپنے دوستوں سے کہا: ''ایک بہت اہم مسئلہ درپیش ہے۔ پہلے اسے حل کرتے ہیں پھر جہاد کے لئے چلیں گے۔ چنانچہ، لشکر کے کچھ افراد اَنْطَاکِیَہ گئے اور کنوئیں میں قید شخص کا نام لے کر اس کے بیٹوں کا پتہ معلوم کر کے ان کے پاس پہنچے اور صورتحال سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا: ''بخدا! وہ واقعی ہمارا والد ہے۔ آ ؤ! ہم اپنی زمین بیچ کر ابھی اپنے والد کا قرض ادا کر دیتے ہیں۔ یہ کہہ کر انہوں نے زمین بیچی اور سارا قرض ادا کر دیا۔'' لشکر سے گئے ہوئے افراد جب اَنْطَاکِیَہ

سے واپس اسی مقام پر پہنچے جہاں لشکر نے کنوئیں کے قریب قیام کیا تھا تو یہ دیکھ کران کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہاں دور دور تک کسی کنوئیں کا نام ونشان نہ تھا۔ وہ بڑے حیران ہوئے اور سفر پر روانہ ہونے لگے لیکن سورج غروب ہونے کو تھا لہٰذا انہوں نے وہ رات وہیں گزاری رات کو ان کے خواب میں وہی شخص آیا اور بہت شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا:

''اے راہِ خدا کے مسافرو! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں اچھی جزا عطا فرمائے۔ تمہاری کوشش اور خیر خواہی کی وجہ سے جب میرے بیٹوں نے میرا قرض ادا کیا تو میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے مجھے کنوئیں کی قید سے نجات عطا فرما کر جنت کے اعلیٰ درجات میں جگہ عطا فرما دی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ لوگوں کو اچھا ٹھکانہ عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 385:

مال جمع کرنا توکُّل کے منافی نہیں

حضرت سیِّدُ ناعبدُ الْوَاحِد بن بَکْر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں حضرت رَقّی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس موجود تھا۔ دورانِ گفتگو انہوں نے بتایا کہ میں نے محمد بن صَلْت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ میں حضرتِ سیِّدُ نابِشْر بن حَارِث حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی خدمتِ بابرکت میں حاضر تھا۔ اتنے میں ایک شخص نے آکر سلام کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسے دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھ کر میں بھی کھڑا ہونے لگا تو آپ نے منع فرما دیا۔ جب وہ شخص بیٹھ گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے ایک درہم دیتے ہوئے کہا: ''جاؤ! روٹی، مکھن اور برنی کھجوریں خرید لاؤ۔'' میں نے مطلوبہ چیزیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر کر دیں۔ آپ نے آنے والے کے سامنے رکھیں، اس نے کچھ کھائیں اور باقی چیزیں اپنے پاس رکھ لیں۔ کچھ دیر بعد وہ واپس چلا گیا۔ حضرتِ سیِّدُ نابِشْر بن حَارِث حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے مجھ سے فرمایا: ''اے بیٹے! کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کھڑا ہونے سے کیوں منع کیا؟'' میں نے کہا: ''نہیں۔'' فرمایا: ''تمہارے اور اس شخص کے درمیان کوئی معرفت نہیں تھی میں نے چاہا کہ تمہارا کھڑا ہونا صرف رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہونا چاہئے تم چونکہ مجھے دیکھ کر کھڑے ہو رہے تھے اس لئے میں نے تمہیں منع کر دیا۔''

پھر پوچھا: ''تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں درہم دیتے ہوئے یہ کیوں کہا کہ فلاں فلاں چیز لے آؤ۔'' میں نے کہا: ''نہیں۔'' فرمایا: ''بے شک اچھا کھانا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرنے کا سبب ہے۔'' پھر کہا: ''اچھا یہ بتاؤ کہ وہ شخص بقیہ کھانا اپنے ساتھ کیوں لے گیا؟'' میں نے کہا: ''حضور! مجھے نہیں معلوم۔'' فرمایا: ''اِن لوگوں کے نزدیک جب تَوَکُّل درست ہو جائے تو پھر

کسی چیز کو اپنے پاس جمع کرنا کوئی ضرر نہیں دیتا۔'' پھر فرمانے لگے: جانتے ہو وہ آنے والا کون تھا؟ وہ حضرتِ سیِّدُ نافتح مَوْصِلِی علیہ رحمۃ اللہ القوی تھے جو ہم سے ملاقات کے لئے آئے تھے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر386: سونے کا محل

حافظ مُطَهَّر سَعْدِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی بہت متقی و پرہیزگار شخص تھے۔ مسلسل ساٹھ (60) سال تک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کے شوق میں آنسو بہاتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک رات میں نے اپنے آپ کو خواب میں ایک ایسی نہر کے کنارے پایا جس میں عمدہ مشک بہہ رہا تھا۔ اس کے دونوں کناروں پر انتہائی قیمتی موتی بکھرے ہوئے تھے۔ پھر میں نے سونے کی اینٹوں سے بنا ہوا محل دیکھا۔ جس میں خوبصورت لڑکیاں بہترین لباس و زیورات سے آراستہ بلند آواز میں اس طرح **اللہ** ربُّ العزَّت کی پاکی بیان کر رہی تھیں: ''پاک ہے وہ پروردگار جس کی ہر زبان میں پاکی بیان کی جاتی ہے، وہ پاک ہے۔ پاکی ہے اس کے لئے جس کے جلوے ہر جگہ ہیں، وہ پاک ہے، اس کے لئے پاکی ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ پاک ہے وہ پروردگار عَزَّوَجَلَّ۔''

میں نے جب ان کی تسبیح سنی تو پوچھا: ''تم کون ہو؟'' انہوں نے اپنی دلربا مسحور کُن آواز میں کہا: ''ہم رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہیں۔'' میں نے کہا: ''تم یہاں کیا کرتی ہو؟'' انہوں نے بیک زبان کہا: ''حضرت سیِّدُنا محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے رب، لوگوں کے معبود، خدا عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں ان لوگوں کے لئے پیدا فرمایا ہے جو رات کو قیام کرتے ہیں اور اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے مناجات کرتے ہیں جبکہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔'' میں نے کہا: ''آفرین ہے ان لوگوں پر! وہ خوش نصیب لوگ کون ہیں؟ جن کی آنکھیں اللہ تبارک وتعالیٰ تم سے ٹھنڈی کرے گا۔'' انہوں نے کہا: ''کیا تم ان لوگوں کو نہیں جانتے؟'' میں نے کہا: ''نہیں، میں انہیں نہیں جانتا۔'' کہا: کیوں نہیں! بے شک یہ وہ لوگ ہیں جو قرآن کی تلاوت کرتے، تہجد پڑھتے اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ ایسے ہی خوش نصیب عبادت گزاروں کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں پیدا فرمایا ہے۔''

جب حافظ مُطَهَّر سَعْدِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی نے اپنا یہ خواب لوگوں کو سنایا تو کسی کہنے والے نے کہا: ''تعجب ہے ان لوگوں پر جن کی آنکھیں اس مختصر نیند کے جھونکے سے لذت پاتی ہیں کہ جس کے بعد موت تیار کھڑی ہے۔ بے شک رات کو طویل قیام پر صبر کرنا جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جانے سے بدرجہا بہتر و آسان ہے۔''

حکایت نمبر387:
ایک ولیّہ کا عارفانہ کلام

حضرتِ سیِّدُ نا اَبُو الْاَشْہَب ابراہیم بن مُھَلَّب علیہ رحمۃ اللہ الرب فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ دورانِ طواف میں نے ایک عورت کو دیکھا جو خانۂ کعبہ کا غلاف تھامے بڑے درد بھرے انداز میں یہ صدائیں بلند کر رہی تھی: ''اے اُنسیت کے بعد آنے والی وحشت! ہائے، عزت کے بعد ذلت! اے غناء کے بعد آنے والی تنگدستی ومحتاجی!'' اس کی درد بھری آواز سن کر میں نے پوچھا: ''تمہیں کیا غم ہے؟ کیا تمہارا مال واسباب گم ہو گیا ہے یا تمہیں کوئی بڑی مصیبت آ پہنچی ہے؟''

وہ میری جانب متوجہ ہوئی اور کہا: ''مال واسباب نہیں بلکہ میرا دل گم ہو گیا ہے۔'' میں نے کہا: ''صرف اس مصیبت کی وجہ سے تم پریشان ہو؟'' اس نے کہا: ''دل گم ہو جانے اور محبوب سے جدا ہو جانے سے بڑی اور کیا مصیبت ہو گی؟'' میں نے کہا: ''تیری بلند آوازی وخوش آوازی نے سامعین کو طواف سے روک دیا ہے، اپنی آواز پست رکھ۔'' اس نے کہا: ''اے شیخ! یہ تیرا گھر ہے یا اس (پروردگار عَزَّوَجَلَّ) کا؟'' میں نے کہا: ''یہ گھر اسی کا ہے۔'' کہا: ''یہ تیرا حرم ہے یا اس کا؟'' میں نے کہا: ''یہ حرم بھی اسی خدائے بزرگ و بَرتر کا ہے۔'' کہا: ''اے شیخ! ہمیں چھوڑ دے! ہمیں اپنے محبوب سے جتنی اُلفت ومحبت اور ملاقات کا شوق ہے اسی قدر ہم اس کی بارگاہ میں عرض وناز کرتے ہیں۔'' پھر کہا: ''اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ تجھے مجھ سے محبت کا واسطہ! مجھے میرا گمشدہ دل عطا فرما دے۔'' میں نے کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی! تجھے کیسے معلوم ہوا کہ وہ تجھ سے محبت کرتا ہے۔'' کہا: مجھ پر اس کی عظیم عنایتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ دیکھو! اس نے میرے لئے لشکر تیار کئے، جنہوں نے مال واسباب خرچ کیا پھر یہاں اس کے گھر تک پہنچے۔ میرے رحیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے مجھے کفر وشرک کی تنگ وتاریک وادیوں سے نجات عطا فرما کر توحید کے مضبوط ومنور قلعہ میں داخل فرمایا، اور میں اس سے ناواقف تھی اس نے مجھے اپنی معرفت عطا فرمائی یہ تمام انعامات دے کر اس نے مجھ پر بے شمار بخششیں فرمائیں، کیا یہ اس کا عظیم کرم نہیں؟''

میں نے کہا: ''تجھے اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے کتنی محبت ہے؟'' کہا: ''مجھے تمام اشیاء سے زیادہ اس سے محبت ہے۔'' میں نے کہا: ''کیا تو محبت سے واقف ہے؟'' کہا: ''اے شیخ! اگر میں محبت ہی کو نہ پہچانوں گی تو پھر کس چیز کو پہچانوں گی۔'' میں نے کہا: ''محبت کیسی ہوتی ہے۔'' بولی: ''شراب سے بھی زیادہ رقیق (یعنی پتلی)۔'' میں نے پوچھا: ''محبت کیا ہے؟'' جواب دیا: ''وہ ایسی شئے ہے جسے حلاوت ومٹھاس سے گوندھا گیا، عظمت وجلال کے برتنوں میں اس کا خمیر تیار ہوا، اس کی مٹھاس نہ ختم ہونے والی ہے۔ جب محبت کی زیادتی ہوتی ہے تو وہ ایسا سرکہ بن جاتی ہے جو ہلاک اور جسم کو بے کار کر دیتا ہے۔ محبت ایسا شجر ہے کہ جس کا اُگانا نہایت دشوار لیکن اس سے حاصل ہونے والے پھل نہایت لذیذ ہوتے ہیں۔'' پھر وہ عورت ایک جانب روانہ

ہوگئی اوراس کی زبان پر چند اشعار جاری تھے،جن کا مفہوم یہ ہے:

''پریشان حال شخص جو مصیبت اوراس پر صبر کرنا نہ جانے تو اس کے لئے آنکھوں میں ایسے آنسو بھر آتے ہیں جن کے ساتھ رونا بہت تکلیف دہ ہوتا ہے،اور جس کا جسم غم وحزن کی وجہ سے نحیف ولاغر ہوگیا اور محبت کی آگ نے اسے جلا ڈالا ہو تو وہ اپنے زخموں کا علاج غم اور مصیبتوں کو برداشت کرنے کے ذریعے کرے۔خاص طور پر وہ محبت جس کا ارادہ بھی مشکل ہوتا ہے تو جب محبت وکرم کی زیادتی کی امید، فنا ہوجانے پر موقوف ہو تو زندگی دوبھر ودشوار ہوجاتی ہے۔''

وہ اشعار پڑھتی ہوئی جارہی تھی اور میں حیرت سے اسے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا کہ اس عورت نے کیسا عارفانہ کلام کیا ہے۔ **اللہ** تبارک وتعالیٰ جسے چاہے نوازے،جس پر چاہے اپنی خاص عنایت فرمادے۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی اپنی سچی محبت عطا فرمائے ہم پر ایسا خاص لطف وکرم فرمائے کہ ہم ہر آن ہر گھڑی اس کی یاد میں مگن رہیں،بس ہر وقت ہماری آنکھوں کے سامنے اسی کے جلوے اور دل میں اسی کی یاد موجزن رہے۔ہر ہر لمحہ اس کی عبادت واطاعت میں گزرے۔اے کاش! ہمیں ایسی محبت ملے کہ ہمیں اپنا ہوش نہ رہے بس اسی کی محبت میں گم رہیں۔)

؎ محبت میں اپنی گما یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ نہ پاؤں میں اپنا پتا یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

حکایت نمبر 388: دردِ دل کی دوا

حضرتِ سیِّدُنا ذُوالنُّوْن مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:''ایک مرتبہ میں ایک جنگل سے گزر رہا تھا کہ ایک عورت کو دیکھا جس کے چہرے سے عبادت وریاضت کا نور ٹپک رہا تھا۔اس نے قریب آکر سلام کیا اور میں نے جواب دیا۔اس نے مجھ سے کہا:''تم کہاں سے آرہے ہو؟''میں نے کہا:''میں ایسے حکیم کے پاس سے آرہا ہوں جس جیسا کوئی اور نہیں۔''یہ سن کر عورت نے ایک زوردار چیخ ماری اور کہا:''افسوس ہے! ایسے حکیم کے ساتھ رہتے ہوئے تمہیں کیا سوجھی کہ تم نے اس سے دوری اختیار کرلی اور سفر پر چلے آئے۔حالانکہ وہ تو غرباء کا انیس،کمزوروں کا مددگار اور غلاموں کا مولیٰ ہے۔پھر تیرے نفس نے اس سے جدائی کی جرأت کیسے کی۔''

اس عورت کے عارفانہ کلام سے میرا دل بھر آیا اور میں زور زور سے رونے لگا۔مجھے روتا دیکھ کر اس نے پوچھا:''تجھے

کس چیز نے رُلایا؟'' میں نے کہا: ''مرض کو دوا مل گئی اب جلد ہی شفا مل جانے کی امید ہے۔'' کہا: ''اے مسافر! اگر تو اپنی بات میں سچا ہے تو پھر رویا کیوں؟'' میں نے کہا: ''کیا سچے لوگ روتے نہیں۔'' کہا: ''نہیں، کیونکہ رونا تو دل کی راحت ہے اور اہلِ عقل کے ہاں تو یہ نقص (یعنی خامی) شمار ہوتا ہے۔'' میں نے کہا: ''اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی نیک بندی! مجھے کوئی ایسی چیز سکھا جس سے **اللّٰہ** ربُّ العزَّت مجھے نفع عطا فرمائے۔'' کہا: ''ہائے افسوس! جس حکیم کے پاس تو رہتا ہے اس کی قربت مل جانا ہی بہت بڑا فائدہ ہے۔ کیا اس عظیم دولت کے مل جانے کے باوجود تو مزید کسی اور شئے کا طالب بنتا ہے؟'' میں نے کہا: ''**اللّٰہ** تبارک وتعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اگر تو مناسب سمجھے تو مجھے کوئی نفع بخش چیز سکھا دے۔'' اس نے کہا: ''اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات کا شوق رکھتے ہوئے اس کی خوب عبادت کر، بے شک وہ اپنے اولیاء کے لئے تجلّی فرمائے گا۔ یہ اس لئے ہے کہ اس نے اپنے اولیاء کو دُنیا میں اُلفت کا ایسا جام پلایا ہے کہ اس کے بعد انہیں کبھی پیاس نہیں لگتی۔'' یہ کہہ کر وہ زار وقطار روتے ہوئے اس طرح التجائیں کرنے لگی:

''اے میرے مالک! اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تو کب تک مجھے اس ناپائیدار دُنیا میں رکھے گا جہاں میں کسی کو بھی ایسا نہیں پاتی جو میری مصیبت میں میرا مددگار ثابت ہو۔'' پھر وہ اس حال میں رخصت ہوئی کہ اس کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں اور زبان پر ایک شعر جاری تھا جس کا مفہوم یہ ہے: ''بندہ جب اپنے مالکِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی محبت میں گم ہو جائے تو پھر اسے کسی ایسے طبیب کی امید نہیں رہتی جس سے وہ علاج کروائے۔''

{اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم}

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

حکایت نمبر389: کھنڈرات کا مکین

حضرتِ سیِّدُنا علی بن عبداللّٰہ بن سَہل رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے محمد بن اَخْوَم کو یہ فرماتے سنا: ''ایک مرتبہ میں ساحلِ سمندر پر چلا جا رہا تھا کہ راستے میں میری ملاقات ایک عورت سے ہوئی جو قریبی علاقے سے آ رہی تھی۔ میں نے پوچھا: ''اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی! کہاں جا رہی ہو۔'' کہا: ''سامنے کھنڈرات میں موجود ایک عمارت میں میرا بیٹا رہتا ہے میں اسی کے پاس جا رہی ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ کھنڈرات کی جانب روانہ ہو گئی، میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ کھنڈرات میں موجود ایک بوسیدہ عمارت کے پاس پہنچ کر میں نے کسی کو یہ کہتے سنا:

''مشتاق (یعنی شوقِ دیدار رکھنے والے) کے لئے سکون وقرار نہیں ہوتا وہ گھومتا رہتا ہے اور خوشیاں اس کی مِلک نہیں

ہوتیں۔اس کے دل کی مونس وغم خوار طویل رات ہوتی ہے جو اسے لذت وسکون فراہم کرتی ہیں اور دن کی روشنی اسے وحشت میں مبتلا کر دیتی ہے اسی طویل رات سے وہ اپنا مقصد ومدّعا پورا کرتا ہے اور معرفت حاصل کرتا رہتا ہے۔عبادت وریاضت اور صحراؤں میں گھومنے پھرنے کو وہ اپنا شیوا بنالیتا ہے اور یہ اس کا ہر وقت کا مشغلہ بن جاتا ہے۔''

یہ اس عورت کا بیٹا تھا جو اس طرح کلام کر رہا تھا۔میں نے عورت سے پوچھا:''تمہارا بیٹا یہاں کتنے عرصے سے رہ رہا ہے۔''اس نے کہا:''جب سے میں نے اسے اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے لئے وقف کیا اور اس نے اسے اپنی عبادت کے لئے قبول فرمایا ہے اس وقت سے یہ اس ویرانے میں مصروفِ عبادت ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر390: سیاہ فام خادمہ کی نصیحت بھری گفتگو

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کہتے ہیں: میں نے حضرتِ سیِّدُنا ذُوالنُّوْن مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے سنا:''ایک مرتبہ میں بنی اسرائیل کے''تِیہ''نامی جنگل میں گھوم رہا تھا کہ میری ملاقات ایک سیاہ فام لونڈی سے ہوئی۔وہ یادِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں ایسی مگن تھی کہ آس پاس کی خبر ہی نہ تھی۔وہ مسلسل آسمان کی جانب دیکھے جارہی تھی۔میں نے قریب جا کر کہا:''اے میری بہن!اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔''اس نے کہا:''وَعَلَیْکُمُ السَّلَام،اے ذُوالنُّوْن مِصْرِی!''جب میں نے اس کی زبان سے اپنا نام سنا تو حیران ہوکر پوچھا:''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی!تو نے میرا نام کیسے جانا؟ حالانکہ آج سے قبل ہماری کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔''اس نے کہا:''بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے جسموں کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل روحوں کو پیدا فرمایا،پھر وہ روحیں عرشِ معلّٰی کے گرد گھومتی رہیں۔ان میں سے جن روحوں نے ایک دوسرے کو وہاں پہچانا وہ دنیا میں بھی ایک دوسرے سے اُنس رکھتی ہیں اور جنہوں نے وہاں نہ پہچانا ان میں آپس میں اختلاف ہے۔میری روح نے تیری روح کو عرشِ معلّٰی کے گرد پہچان لیا تھا اسی لئے آج بھی وہ تجھ سے واقف ہے۔''

حضرتِ سیِّدُنا ذُوالنُّوْن مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:''میں اس سیاہ فام لونڈی کی یہ حکیمانہ گفتگو سن کر حیران ہوگیا۔''میں نے اس سے کہا:''اے نیک بی بی!میں تجھے دانا وعقلمند سمجھتا ہوں۔**اللہ** ربُّ العزّت نے جو چیز تجھے سکھائی ہے اس میں سے مجھے بھی کچھ سکھا دے۔''اس نے کہا:''اے ابوفیض!اپنے اعضاء پر میزان کا خوف طاری کر لے یہاں تک کہ تیرے جسم کی ہر وہ چیز پگھل جائے جو غیر اللہ کے لئے ہو۔بس تیرا دل باقی رہے اور اس کی بھی یہ حالت ہو کہ اس میں **اللہ** ربُّ العزّت کے علاوہ کسی کا

خیال نہ ہو۔ اگر تو ایسا کرے گا تو وہ تجھے ایک عظیم الشان دروازے تک لے جائے گا اور تجھے ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے گا اور تیرے پڑوسیوں کو تیری اطاعت کا حکم دے گا۔'' میں نے کہا:''اے میری بہن! مجھے مزید کچھ نصیحتیں کر۔'' کہا:''اے ابوفیض! اپنے نفس کو اپنے لئے نصیحت کرنے والا بنالے۔ جب تو خلوت میں ہو تو اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کر، وہ تیری ہر پکار پر تجھے جواب دے گا۔'' یہ کہہ کر وہ ایک طرف روانہ ہوگئی۔ میں کافی دیر تک وہیں کھڑا اس کی حکمت بھری باتوں میں غور وفکر کرتا رہا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

حکایت نمبر 391:

مُردہ بول اُٹھا......!

حضرتِ سیِّدُنا ابوعلی رُوذَبَارِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: میں حضرتِ سیِّدُنا مَرْعَشِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس اَنْطَاکِیَہ گیا، ان کا ایک شاگرد گورکن (یعنی قبر کھودنے والا) تھا۔ اب اس نے اس پیشے کو بالکل ترک کر دیا تھا۔ جب میں نے وجہ پوچھی تو اس نے اپنا ایک واقعہ کچھ یوں بیان کیا:''میں اُجرت پر لوگوں کی قبریں کھودا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ قبر کھودتے ہوئے میں ایک کافی پرانی قبر میں جا گرا اور میرا پھاؤڑا قبر پر رکھی ہوئی اینٹ پر لگا تو قبر کا اندرونی منظر ظاہر ہوگیا۔ میں نے ایک نوجوان کو قبر میں لیٹے ہوئے دیکھا اس کا جسم بالکل تر وتازہ تھا، بہترین خوشبودار ہوا نے اس کی نورانی داڑھی کے سیاہ بالوں کو ایک سمت کر رکھا تھا۔ اس کا کفن بالکل صحیح وسالم تھا گویا آج ہی پہنایا گیا ہو۔ اچانک اس نے آنکھیں کھول دیں اور میری طرف متوجہ ہو کر کہا: ''اے میرے بھائی! کیا قیامت قائم ہوگئی؟'' میں نے ڈرتے ہوئے کہا:''نہیں، ابھی قیامت قائم نہیں ہوئی۔''

یہ سن کر اس نے بڑی ہی پیاری آواز میں کہا:''میرے بھائی! میری قبر کو بند کردو۔'' میں نے فوراً اس کے چہرے پر کفن ڈالا اور قبر بند کر کے واپس چلا آیا اور پھر قسم کھالی کہ آئندہ کبھی بھی کسی کی قبر نہیں کھودوں گا۔''

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللّٰہ** ربُّ العزَّت نے انسان کو دنیا میں ایک مقررہ مدت کے لئے بھیجا ہے جب اس کی موت کا وقت آجاتا ہے تو وہ اپنے اعمال کے ذخیرہ کے ساتھ قبر میں منتقل ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے مطابق اس کا حشر ہوتا ہے۔ اگر نیک ہو تو اس کے لئے قبر میں جنت کی کھڑکیاں کھول دی جاتی ہیں اور وہ پُرسکون نیند سو جاتا ہے۔ موت سے لے کر قیامت تک کی ہزار ہا سال کی مدت اس کے لئے بہت قلیل کر دی جاتی ہے۔ جبکہ گناہ گاروں کی قبر میں طرح طرح کے عذابات تیار ہوتے ہیں اور اس پر یہ مدت بہت طویل کر دی جاتی ہے۔ **اللّٰہ** ربُّ العزَّت اعمالِ صالحہ کو ہماری اندھیری قبر کا چراغ بنائے اور ہمیں عذابِ قبر سے محفوظ فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

حکایت نمبر392: **اہلِ ایلیاء پر غضبِ جبّار عَزَّوَجَلَّ**

حضرتِ سیِّدُ نا عبدالرحمٰن بن زِیَاد بن اَنْعُم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں:''**اللہ** تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے انبیاءِ کرام علیھم السلام میں سے ایک نبی حضرت سیِّدُ نا اَرْمِیَا علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی:''اے اَرْمِیَا! اپنی قوم کو میرے عذاب سے ڈراؤ! بے شک ان کے پاس ایسے دل ہیں جو سمجھتے نہیں، ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ حق کو نہیں دیکھتے، نہ ہی اپنے کانوں سے حق بات سنتے ہیں۔ ان سے پوچھو کہ انہوں نے میری اطاعت کا کیا صلہ پایا اور میری نافرمانی کا انہیں کیسا عذاب ملا؟ ان سے پوچھو کیا کسی نے میری نافرمانی کر کے خوش بختی حاصل کی ہے؟ کیا کبھی کوئی میری اطاعت وفرمانبرداری کے باوجود بدبخت ہوا ہے؟ بے شک جانوروں میں بھی اتنی سمجھ ہوتی ہے کہ وہ اپنے باڑوں کو پہچان لیتے اور شام کو واپس اپنے مقامات پر آ جاتے ہیں۔ بے شک اس قوم نے میرے ان احکامات کو پسِ پشت ڈال دیا جن پر عمل پیرا ہو کر ان کے آباؤ اجداد نے کرامت و بزرگی حاصل کی۔ لیکن یہ لوگ بغیر کسی اچھائی اور نیک اعمال کے بزرگی وعظمت کے خواہاں ہیں حالانکہ ان کے سردار و بادشاہ میری نعمتوں کا انکار کرتے ہیں۔ ان کے علماء نے باوجودِ علم میرے حکمت بھرے احکام سے فائدہ نہ اٹھایا، انہوں نے اپنے دلوں میں بیکار باتوں کو جمع کیا اور اپنی زبانوں کو جھوٹ کا عادی بنالیا ہے۔

مجھے اپنی عزّت وجلال کی قسم! میں ان پر ایسے شدید لشکر مسلّط کروں گا جو انہیں نہ پہچانیں گے۔ ان کی کچھ رعایت نہ کریں گے۔ نہ یہ اُن کی زبان سمجھیں گے نہ وہ اِن کی۔ وہ اِن کی آہ و بُکا سن کر ان پر رحم نہیں کھائیں گے۔ میں ان پر ایسا سخت غضب ناک وسنگ دل بادشاہ مسلط کروں گا کہ جس کے پاس بادلوں کی طرح لشکر ہوں گے۔ ان کا حملہ عقاب کے حملوں کی طرح تیز ہوگا۔ ان کے گھوڑوں کی پیٹھیں بڑے بڑے پرندوں کے پروں کی طرح ہوں گی۔ وہ ان کی آبادی کو تباہ وبرباد کر ڈالیں گے۔ ان کی بستیوں کو ویران کر دیں گے۔ بربادی ہے''ایلیاء'' اور اس کے مکینوں کے لئے! میں نے ان پر ''سبایہ'' کو کس طرح مسلط کیا۔ انہیں کس طرح قتل وغارت کے ذریعے ذلیل کیا۔ ان کے خوشی وحسرت کے شور وغل کو پرندوں اور جانوروں کی آوازوں سے بدل دیا یعنی ان کے مرنے کے بعد اب وہاں ایسی ویرانی ہے کہ اُلّو بول رہے ہیں۔ ان کی عورتوں کو عزّت کے بعد کیسی ذِلّت کا سامنا کرنا پڑا۔ شکم سیری کے بعد جان لیوا بھوک ان پر مسلّط ہوگئی۔ میں ضرور ان کے گوشت کو زمین کے لئے کھاد بنادوں گا پھر ان کی ہڈیاں سورج کی روشنی میں بغیر گوشت کے چمکتی ہوں گی۔''

حضرتِ سیِّدُ نا اَرْمِیَا علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی:''اے خالق کائنات! اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! کیا تو اس قوم کو ہلاک اور اس شہر کو تباہ وبرباد کردے گا؟ حالانکہ اس کے مکین تو تیرے خلیل حضرتِ

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد، تیرے نبی حضرتِ موسیٰ وداؤد علیہما الصلوٰۃ والسلام کی امت اور قوم میں سے ہیں۔ میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! جب تو ایسی امت کو بھی ہلاک کردے گا تو پھر تیری خفیہ تدبیر سے کون محفوظ رہے گا۔ پھر کون ہوگا جو تیری نافرمانی کی جرأت کرے گا؟''

اللہ ربُّ العزَّت نے وحی نازل فرمائی: ''اے اَرْمِیَا! میں نے ابراہیم، موسیٰ اور داؤد کو اپنی اطاعت وفرمانبرداری کی وجہ سے عظمت وبزرگی سے نوازا۔ انہوں نے یہ بلند مرتبہ میری اطاعت کے ذریعے ہی حاصل کیا۔ بے شک پہلے لوگوں میں بھی ایسے لوگ تھے جو میری نافرمانی پر جری ہوئے۔ اب تیرے زمانے میں بھی نافرمان لوگ موجود ہیں۔ انہوں نے پہاڑوں کی چوٹیوں، درختوں کے سایوں اور وادیوں کے دامن میں میری نافرمانی کی تو میں نے آسمان کو حکم دیا تو وہ ان پر لوہے کی طرح ہوگیا اور زمین کو حکم دیا تو وہ تانبے کی مانند ہوگئی۔ پھر نہ ان پر آسمان نے پانی برسایا، نہ زمین نے کھیتی اگائی۔ اگر بارش ہوتی تھی تو فقط اس وجہ سے کہ میں نے جانوروں پر رحم وکرم کیا۔ اور جب کبھی زمین نے فصل اگائی تو میں نے فصلوں پر گردوغبار، تیز ہوائیں اور ٹڈیاں مسلط کر دیں جن سے ان کی فصلیں تباہ وبرباد ہوگئیں اور جو تھوڑی بہت فصل انہوں نے کاٹ کر گھروں میں رکھی تو میں نے اس سے برکت اٹھالی، انہوں نے میری راہ کو چھوڑ دیا تو میں بھی نہ تو ان کی پکار سنوں گا اور نہ ہی ان کی مدد کروں گا۔'' **(الامان والحفیظ)**

(**اللہ** ربُّ العزَّت ہم سب کو اپنے قہر وغضب سے محفوظ رکھے۔ اپنی دائمی رضا عطا فرمائے اور اپنے رحم وکرم کے سائے میں ہمیشہ امن وامان سے رکھے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 393: حضرت سلیمان تَمِیْمِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا دِلنشین کلام

حضرتِ سیِّدُنا اسماعیل بن نُصَیْبِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: میں نے سخت گرمیوں کی آگ برساتی دوپہر میں حضرتِ سیِّدُنا سلیمان تَمِیْمِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کرتے ہوئے فرما رہے تھے: ''جب محبت سچی ومستحکم ہو تو گرمی کو دور کردیتی ہے۔ بے شک **اللہ** تبارک وتعالیٰ اپنے مُحِبِّیْن کے دلوں کو گرمی وسردی برداشت کرنے کی قوت عطا فرما کر ان کی شدت سے محفوظ رکھتا ہے۔ ان کے دلوں میں محبت کی جو ٹھنڈک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ڈالی ہے وہ اس سے سرور پاتے ہیں۔ ہر وقت اس کی محبت میں گُم رہنا اور گڑگڑا کر رونا ان کا معمول ہوتا ہے۔''

یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک آہِ سرد دلِ پُر درد سے کھینچی اور فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی محبت میں گُم رہنے والے

خوش بخت لوگ ہمیشہ محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی لذّت سے مسرور رہتے اور اسی حالت میں اس دارِفانی سے دارِعقبیٰ کی طرف کُوچ کر جاتے ہیں۔ ہائے! کتنا عمدہ ہے وہ مرض جس کی دوا معلوم نہ ہو۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک زوردار چیخ مار کر فرمایا: ''اُن پاکیزہ صفات لوگوں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اخلاص والا معاملہ رکھا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے بھی ان پر محبت وکرم کی خوب برسات فرمائی۔ آہ! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے محبّین پر جود وکرم کی جو بارش برساتا ہے لوگ اگر اس کی انتہائی قلیل مقدار کو بھی جان لیتے تو حسرت سے مر جاتے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے محبین کو جو سعادتیں عطا فرماتا ہے کوئی اس کا اندازہ نہیں کرسکتا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر394: کفن چور کی توبہ

حضرتِ سیِّدُنا ابو اِسحاق فَزَاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: ''ایک شخص اکثر ہماری محفل میں آیا کرتا تھا مگر اس کا آدھا چہرہ ہمیشہ چُھپا رہتا۔ ایک مرتبہ میں نے اس سے پوچھا: ''تم اپنا آدھا چہرہ چھپائے رکھتے ہو، اس کی کیا وجہ ہے؟ مجھے اس راز سے آگاہ کرو۔''

اس نے کہا: ''اگر آپ امان عطا فرمائیں تو میں اپنا معاملہ بتاتا ہوں۔'' میں نے کہا: ''بتاؤ! اصل معاملہ کیا ہے؟'' اجازت ملنے پر اس نے اپنی داستانِ عبرت نشان کچھ اس طرح سنائی: ''میں کفن چور تھا، میں نے کئی قبروں سے کفن چُرائے۔ جب بھی کسی نئی قبر کے متعلق معلوم ہوتا فوراً وہاں پہنچ کر کفن چُرا لاتا۔ ایک مرتبہ ایک عورت کا انتقال ہوا جب اسے دفنا دیا گیا تو میں رات کو قبرستان پہنچا اور قبر کھودنا شروع کی۔ جب اینٹیں ہٹا کر کفن کی ایک چادر نکالی اور دوسری چادر کھینچنے لگا تو اچانک اس عورت کے بے جان جسم نے حرکت کی اور چادر کو تھام لیا۔ میں نے کہا: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ تم مجھ پر غالب آجاؤ گی؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔'' یہ کہہ کر میں گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور پوری قوت سے کفن کھینچنے لگا۔ یکایک عورت نے ایک زوردار تھپڑ میرے چہرے پر مارا۔ درد کی شدت سے میں بے قرار ہوگیا اور میرے چہرے پر بہت زیادہ جلن ہونے لگی۔'' یہ کہہ کر اس کفن چور نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو اس کے گال پر انگلیوں کے نشان بالکل واضح تھے۔ میں نے کہا: ''اچھا، پھر کیا ہوا؟'' کہا: ''پھر میں نے چادر واپس اس عورت پر ڈال دی اور جلدی جلدی قبر پر مٹی ڈال کر برابر کردیا اور پختہ ارادہ کیا کہ جب تک زندہ رہوں گا کبھی بھی کفن نہیں چراؤں گا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ میرے سابقہ گناہوں کو معاف فرمائے اور مجھے توبہ پر استقامت عطا فرمائے۔''

حضرتِ سیِّدُنا ابو اِسحاق فَزَاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: ''اس کفن چور کا سارا واقعہ لکھ کر میں نے حضرتِ سیِّدُنا امام اَوْزَاعِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف روانہ کیا۔ انہوں نے یہ جواب لکھ کر بھیجا: ''تیرا بھلا ہو اس سے پوچھ! جو مسلمان قبلہ رُو دفنائے

گئے کیا سب کے چہرے قبلہ سمت ہی تھے یا قبلہ سے پھر چکے تھے۔'' میں نے کفن چور سے جب یہ سوال کیا تو اس نے کہا: ''میں نے جن لوگوں کے کفن چرائے ان میں سے اکثر کے چہرے قبلہ سے پھر چکے تھے۔'' حضرتِ سیِّدُنا ابو اِسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں: ''میں نے یہ بات لکھ کر امام اَوْزَاعِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بھیجی تو انہوں نے جواباً یہ تحریر بھجوائی: ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ'' اے اِسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق! جن لوگوں کے چہرے قبلہ سے پھر چکے تھے ان کا خاتمہ سنت پر نہیں ہوا۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی حفظ وامان میں رکھے، ہمارا خاتمہ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سنت پر فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس داستانِ عبرت نشان میں ہمارے لئے عبرت کے بے شمار مدنی پھول ہیں۔ کتنا تشویش ناک معاملہ ہے کہ جو لوگ سنتوں سے منہ موڑ لیتے ہیں، احکامِ شریعت پر عمل پیرا نہیں ہوتے اور دُنیا کو دین پر ترجیح دیتے ہیں ان کے ساتھ قبر میں انتہائی وحشت ناک معاملہ ہوتا ہے۔ قبر وآخرت میں لمحہ بھر کا عذاب بھی برداشت سے باہر ہے۔ ہمارے نازک جسم جہنم کی بھڑکتی ہوئی دِلوں تک پہنچنے والی سخت آگ کا سامنا نہیں کر سکتے۔ اگر اسی طرح غفلت ومعصیت بھری زندگی گزارتے رہے اور اسی حالتِ بد میں پیغامِ اَجل آ پہنچا تو بہت ذلت ورسوائی اور دردناک عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جھٹ پٹ اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر لیجئے اور رو رو کر خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ سے معافی مانگ لیجئے۔ مؤمنوں پر رحم وکرم فرمانے والے نبیِّ کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سنّتوں کو اپنا کر ان کے دامنِ کرم سے وابستہ ہو جائیے۔ درود وسلام کی کثرت کیجئے اور عبادت وریاضت کی طرف راغب ہو جائیے۔)

؎ عاصیو! تھام لو دامن اُن کا وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 395:

کنیز کا علمی مقام

حضرتِ سیِّدُنا ذُوالنُّوْن مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ دورانِ طواف اچانک ایک نور ظاہر ہوا جو آسمان تک بلند تھا۔ میں اس منظر کو دیکھ کر بہت متعجب ہوا۔ طواف مکمل کر کے اس نور کے متعلق غور وفکر کرنے لگا یکا یک ایک دردناک وغمگین آواز سنائی دی، میں نے اس سمت رُخ کیا تو ایک کنیز خانۂ کعبہ کا غلاف تھامے چند اَشعار پڑھ رہی تھی جن کا مفہوم یہ ہے: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو جانتا ہے کہ تو ہی میرا محبوب ہے۔ ایک سال اور گزر گیا، میرا جسم اور آنسو میرے راز پر نوحہ کرتے ہیں۔ اے میرے محبوب! میں نے اب تک محبت کو چھپائے رکھا۔ اب میں عاجز آ گئی ہوں۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اس کی درد بھری فریاد نے میرا دل غمگین کر دیا میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے۔ وہ پھر بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں ملتجی ہوئی: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تجھے اس محبت کا واسطہ جو تو مجھ سے کرتا ہے مجھے بخش دے۔ میری مغفرت فرمادے۔''

وہ مسلسل اسی جملے کا تکرار کر رہی تھی۔ مجھے یہ بات بہت بڑی معلوم ہوئی میں نے اس سے کہا: ''تو جو اتنی بڑی بات کہہ رہی ہے کہ ''اس محبت کا واسطہ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھ سے کرتا ہے'' کیا تجھے یہ کافی نہیں تھا کہ تو اس طرح کہتی ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے تجھ سے جو محبت ہے اس کا واسطہ۔'' کہا: ''اے ذُوالنُّون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! مجھ سے دُور ہو جا، کیا تو نہیں جانتا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے محبت کرنے سے پہلے ہی ان سے محبت کرتا ہے؟ کیا تو نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان نہیں سُنا؟ ''فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗۤ (پ۶، المآئدۃ: ۵۴) ترجمۂ کنز الایمان: تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا۔'' دیکھو! اس آیتِ مبارکہ میں پہلے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان سے محبت کا ذکر ہوا بعد میں ان کی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کا ذکر ہوا۔'' حضرتِ سیِّدُنا ذُوالنُّون مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''کنیز کا علمی مقام دیکھ کر میں نے پوچھا: ''تجھے کیسے معلوم ہوا کہ میں ذُوالنُّون مِصْرِی ہوں؟''

کہا: ''اے ذُوالنُّون! دِل، رموز واَسرار کے میدان میں گھومتے رہتے ہیں۔ میں نے خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کی معرفت کی بدولت تجھے پہچانا۔ اب ذرا پیچھے کی جانب دیکھو۔'' میں نے پیچھے دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا۔ جب دوبارہ اس کی طرف نظر کی تو وہ وہاں موجود نہ تھی۔ نہ جانے اسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا۔ میں نے اُسے خوب تلاش کیا مگر وہ کہیں نظر نہ آئی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

حکایت نمبر 396: محبت کا لباس

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن ابوحَوَارِی علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: ایک مرتبہ مَیں مُوسِمِ سرما میں حضرتِ سیِّدُنا ابوسلیمان دَارَانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کے ہمراہ سفرِ حج پر تھا۔ سردی سے جسم اَکڑا جا رہا تھا بہت موٹا لباس پہننے کے باوجود سردی کی شدت سے جسم کپکپا رہا تھا۔ جب کھانے کے لئے ایک جگہ قیام کیا تو معلوم ہوا کہ سامان کا تھیلا راستے میں کہیں گر گیا ہے۔ میں نے حضرتِ سیِّدُنا ابوسلیمان دَارَانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کو بتایا تو انہوں نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح التجا کی:

''اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ'' اے گمشدہ چیزوں کو لوٹانے والے! اے گمراہیوں سے بچا کر ہدایت دینے والے!

ہمارا گمشدہ سامان ہمیں لوٹا دے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ابھی اپنی مناجات ختم بھی نہ کر پائے تھے کہ یکا یک کسی منادی کی ندا سنائی دی: ''کیا کسی کا تھیلا گم ہوا ہے؟'' میں نے سنا تو اپنا تھیلا لے لیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: ''ہمارا رحیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ ہمیں ایسی حالت میں نہیں چھوڑے گا کہ ہم پانی سے محروم رہیں، وہ ہمیں پیاسا نہیں رکھے گا۔'' ہم کھانا وغیرہ کھا کر اپنی منزل کی طرف چل دیئے۔ راستے میں ایک ایسا شخص ملا کہ جس نے عام سا باریک لباس پہنا ہوا تھا۔ انتہائی گرم لباس میں بھی ہم پر کپکپاہٹ طاری تھی مگر اس کے جسم پر پسینہ نمودار ہو رہا تھا۔ ہم بڑے حیران ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس سے کہا: ''اگر تم قبول کرو تو ہم تمہیں گرم لباس اور چادریں پیش کریں؟''

اس نے کہا: ''اے دَارَانِی! سردی اور گرمی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق ہیں۔ اگر وہ خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ انہیں حکم دے گا کہ وہ مجھ پر چھا جائیں تو وہ ضرور مجھ تک پہنچ کر رہیں گی اور اگر حکم فرمائے گا کہ وہ مجھے چھوڑ دیں تو ضرور مجھ سے دور رہیں گی۔'' اے ابوسلیمان دَارَانِی! تم تو زاہد مشہور ہو، پھر بھی سردی سے خوفزدہ ہو؟ میں اس جنگل میں تقریباً تیس (30) سال سے رہ رہا ہوں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! نہ تو مجھ پر کبھی لرزہ طاری ہوا اور نہ ہی میں کبھی سردی کی شدت سے کانپا۔ میرا پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سردیوں میں مجھے اپنی محبت کا گرم اور گرمیوں میں اپنی محبت کی ٹھنڈک کا سرد لباس پہناتا ہے۔'' پھر وہ یہ کہتے ہوئے واپس پلٹ گیا: ''اے ابوسلیمان دَارَانِی! تم روتے اور چیختے بھی ہو اور آرام دہ چیزوں سے سکون بھی حاصل کرتے ہو! تمہارا بھی بڑا عجیب معاملہ ہے۔''

اس اجنبی عارف کی یہ بات سُن کر حضرت سیِّدُنا ابوسلیمان دَارَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے فرمایا: ''اس شخص کے علاوہ مجھے کسی نے نہیں پہچانا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 397: اہلِ سنت پر کرمِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ کی برسات

حضرتِ سیِّدُنا ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عَمْرَوَیْہ صَفَّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار جو کہ اِبْنِ عَلَم کے نام سے جانے جاتے ہیں، کا بیان ہے کہ میں نے حضرت محمد بن نَصْر صَایِغ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو یہ فرماتے سنا: ''میرے والدِ محترم نمازِ جنازہ پڑھنے کے بہت دِلدادہ (یعنی شوقین) تھے۔ جاننے والے ہوں یا انجان سب کے جنازوں میں شریک ہوتے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا: ''اے میرے لختِ جگر! ایک مرتبہ میں کچھ ضروری سامان خریدنے بازار گیا تو ایک جنازہ دیکھا جس کے ساتھ بہت ہجوم تھا۔ میں بھی لوگوں کے ساتھ شامل ہو گیا، ان میں سے کوئی بھی میرا جاننے والا نہ تھا، سب اجنبی معلوم ہو رہے تھے۔ نمازِ جنازہ ادا کرنے کے

بعد ہم قبرستان گئے۔ جب میت کو قبر میں اتارا جارہا تھا تو میں نے دو آدمیوں کو قبر میں اُترتے دیکھا ایک تو باہر نکل آیا مگر دوسرا قبر ہی میں رہ گیا۔ لوگ جب واپس جانے لگے تو میں نے پکار کر کہا: ''اے میرے بھائیو! میت کے ساتھ ایک زندہ شخص بھی دفنا دیا گیا ہے۔'' لوگوں نے کہا: ''یہ تمہارا وَہم ہے ورنہ ایسی کوئی بات نہیں۔'' میں نے بھی اسے اپنا وہم سمجھا اور واپس پلٹ آیا۔ پھر سوچا کہ میں نے اپنی جیتی جاگتی آنکھوں سے خود دو آدمی قبر میں اترتے دیکھے جن میں سے ایک تو نکل آیا مگر دوسرا قبر ہی میں موجود ہے۔ اب میں قبر کے پاس ہی موجود رہوں گا یہاں تک کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ یہ راز منکشف فرما دے۔ چنانچہ، میں دوبارہ قبر کے پاس آیا۔ دس، دس مرتبہ سورۂ یٰسین اور سورۂ مُلک کی تلاوت کی، پھر بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے اور روتے ہوئے یوں التجا کی:

''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! جو کچھ میں نے دیکھا اس کا راز مجھ پر منکشف فرما۔ بے شک! میں اپنے دِین اور عقل کے زائل ہونے سے خوفزدہ ہوں، اے پروردگارِ عالَم عَزَّوَجَلَّ! مجھ پر یہ راز منکشف فرما دے۔'' ابھی میں مصروفِ اِلتجا ہی تھا کہ اچانک قبر شق ہوئی اور اس میں سے ایک شخص نکل کر ایک جانب چل دیا۔ میں اس کے پیچھے دوڑا اور کہا: ''اے شخص! تجھے تیرے معبود کا واسطہ! رُک جا اور میرے سوال کا جواب دے۔'' لیکن اس نے میری طرف توجہ نہ دی اور مسلسل چلتا ہی رہا، دوسری اور تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا میں نے پھر پکار کر کہا: ''اے شخص! میں تیری رفتار کا مقابلہ نہیں کرسکتا، تجھے تیرے معبود کی قسم! رُک کر میرے سوال کا جواب دے۔'' اس مرتبہ وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہا: ''کیا تم ہی نَصر صَایِغ ہو؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں! میں ہی نَصر صَایِغ ہوں۔'' کہا: ''کیا تم مجھے نہیں پہچانتے؟'' میں نے کہا: ''نہیں۔'' کہا: ''ہم رحمت کے فرشتے ہیں۔ ہمارے ذمے یہ کام ہے کہ **اہلِ سنّت** میں سے جب بھی کوئی فوت ہوتا ہے اور اسے قبر میں رکھا جاتا ہے تو ہم اس کی قبر میں اُتر کر اسے حجت (یعنی دلیل) کی تلقین کرتے ہیں۔'' اتنا کہہ کر وہ شخص غائب ہو گیا۔

جو سینے کو مدینہ اُن کی یادوں سے بناتے ہیں وہی تو زندگانی کا حقیقی لُطف اُٹھاتے ہیں
جو اپنی زندگی میں سنّتیں اُن کی سجاتے ہیں انہیں محبوب میٹھے مصطفیٰ ﷺ اپنا بناتے ہیں

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ}

حکایت نمبر398:

پوری سلطنت کی قیمت پانی کا ایک گلاس

محمد بن عَمرو بن خالد کوان کے والد نے بتایا: ''ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے شَعْبَانُ الْمُعَظَّم کے آخر میں حضرتِ سیِّدُنا محمد بن سَمَّاک علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کو اپنے پاس بلوایا، جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شاہی دربار میں پہنچے تو یحیٰ بن

خالد نے کہا: ''کیا آپ جانتے ہیں کہ امیر المؤمنین نے آپ کو کیوں بلوایا ہے؟'' فرمایا: ''مجھے نہیں معلوم۔'' یحییٰ نے کہا: ''امیر المؤمنین تک آپ کے متعلق یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر عام و خاص کے لئے بہت اچھی دعا فرماتے ہیں۔اسی لئے آپ کو بلایا گیا ہے۔''

فرمایا: ''امیر المؤمنین کو میرے متعلق جو بات پہنچی ہے وہ صرف اس لئے ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میری پردہ پوشی فرمائی۔ اگر میرا ستّار وغفار پروردگار عَزَّوَجَلَّ میری پردہ پوشی نہ فرماتا تو مجھے عزت وعظمت کا لباس نہ ملتا۔اے امیر المؤمنین! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میرے عیوب پر پردہ ڈال رکھا ہے۔اسی پردہ پوشی نے مجھے تمہارے سامنے لا بٹھایا ہے۔اے امیر المؤمنین! بخدا! میں نے تم سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں دیکھا۔خدارا! تم اپنے چہرے کو جہنم کی آگ میں ہرگز نہ جلانا۔'' حضرتِ سیِّدُنا ابن سَمَّاک علیہ رحمۃ اللہ الرزاق جیسے مخلص اور خوفِ خدا رکھنے والے مبلِّغ کی زبانی یہ حکمت بھری باتیں سُن کر خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے زور زور سے رونا شروع کر دیا اور کافی دیر تک روتے رہے۔ان کے پاس پانی کا پیالہ لایا گیا۔جب انہوں نے پینا چاہا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین! پانی پینے سے پہلے میری ایک بات سُن لیجئے۔'' خلیفہ رُک گیا اور کہا: ''فرمایئے! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔'' فرمایا: ''اگر یہ پانی کا پیالہ آپ سے روک دیا جائے اور اس قیمت پر دیا جائے کہ آپ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب کچھ دے دیں،تو آپ کیا کریں گے؟ امیر المؤمنین نے کہا: ''میں سب کچھ دے کر پانی حاصل کروں گا۔'' فرمایا: ''اچھا اب پانی پی لو، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں برکتیں عطا فرمائے۔'' جب امیر المؤمنین پانی پی چکے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اگر یہ پانی آپ کے جسم سے باہر نہ نکلے اور پیشاب بند ہو جائے تو کیا اس مرض سے نجات پانے کے لئے آپ ساری دنیا مع ساز و سامان فدیہ دینے کو تیار ہو جائیں گے؟'' کہا: ''ہاں! میں ساری سلطنت دے کر بھی اپنا علاج کراؤں گا۔'' فرمایا: ''اے امیر المؤمنین! اس چیز پر کیا اِترانا جس سے پانی کا ایک پیالہ بھی بہتر ہے۔''

خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے جب فکرِ آخرت دلانے والا یہ جملہ سُنا تو رونے لگے پھر یہ رونا بڑھتا ہی گیا۔یحییٰ بن خالد نے کہا: ''اے ابن سَمَّاک علیہ رحمۃ اللہ الرزاق! آپ نے امیر المؤمنین کو تکلیف میں مبتلا کر دیا ہے۔'' فرمایا: ''اے یحییٰ! خبردار! اپنے آپ کو بچانا! کہیں دنیا کا عیش و آرام تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے۔'' یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس چلے آئے۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** دنیا کی چند روزہ فانی زندگی پر کیا اِترانا،اس کی رنگینیاں اور بہاریں بہت جلد ختم ہونے والی ہیں۔دنیا بڑی بے وفا ہے یہ کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتی۔جس نے بھی دنیا کی حقیر دولت سے دل لگایا وہ حقیقی سکون و آرام کی دولت سے محروم ہی رہا۔عقل مند و سمجھ دار وہی ہے جو دنیا میں رہتے ہوئے اس کی تباہ کاریوں سے اپنے آپ کو بچائے اور ہمہ

وقت آخرت کی تیاری میں مشغول رہے اور ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرے جن کے دلوں میں خوفِ خدا اور عشقِ مصطفی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی شمع فروزاں ہے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزَّوَجَلَّ چند ہی دنوں میں سکونِ قلبی کی دولت نصیب ہو جائیگی۔)

باغِ جنت میں محمد صلَّی اللہ علیہ وسلَّم مسکراتے جائیں گے پھول رحمت کے جھڑیں گے ہم اُٹھاتے جائیں گے

خُلد میں ہوگا ہمارا داخلہ اس شان سے یا رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کا نعرہ لگاتے جائیں گے

حکایت نمبر 399: امتِ محمدیہ کے پانچ طبقے

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اسحاق نَیْشَاپُوری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں نے حضرتِ سیِّدُنا مُسَیَّب بن وَاضِح علیہ رحمۃ اللہ الخالق کو یہ فرماتے سُنا: ''میں حضرتِ سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن مُبَارَک صُورِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ساتھ ''ملکِ رُوم'' کی طرف جا رہا تھا، راستے میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے مُسَیَّب! عام لوگ فساد میں مبتلا نہیں ہوتے مگر خواص کی وجہ سے۔'' میں نے کہا: ''حضور! اللّٰہ عزَّوَجَلَّ ! آپ پر رحم فرمائے، اس قول کی وضاحت فرما دیں کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟'' فرمایا: ''اس کی وجہ یہ ہے کہ اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پانچ طبقوں پر مشتمل ہے۔ پہلا طبقہ علماء کرام کا، دوسرا عابدوں اور زاہدوں کا، تیسرا غازیوں کا، چوتھا تاجروں کا جبکہ پانچویں طبقے میں حاکم وقاضی شامل ہیں۔ علماء کرام تو انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔ عابد وزاہد، اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بادشاہ ہیں۔ غازی، اللّٰہ عزَّوَجَلَّ کے سپاہی ولشکر ہیں۔ تاجر، اللّٰہ عزَّوَجَلَّ کی طرف سے خزانچی ہیں۔ رہے والی وحکمران تو وہ محافظ ونگران ہیں۔ اور جب عالم ہی لالچی اور مال جمع کرنے والا ہو جائے تو جاہل کس کی پیروی کریں؟ عابد وزاہد دنیا کی طرف راغب ہو جائے تو تائب کس کی اقتداء کریں؟ جب غازی ومجاہد ہی رُو رعایت اور نرمی سے کام لیں گے تو دشمن پر غلبہ کیسے پاسکیں گے؟ تاجر جو اللّٰہ عزَّوَجَلَّ کے خزانچی ہیں وہ خود ہی خائن ہو جائیں تو پھر کون ہے جو خائن پر اعتماد کرے گا؟ اگر رعایا کی حفاظت کرنے والے حاکم ونگران اور محافظ، بھیڑیئے بن جائیں تو رعایا کی دیکھ بھال اور ان کی حفاظت کون کرے گا؟''

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللّٰہ** عزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی حفظ وامان میں رکھے اور دینِ متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خدا کرے کہ ہماری وجہ سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے، ہمارے ہاتھ وزبان سے تمام مسلمان محفوظ رہیں۔ ہم لوگوں کے بدخواہ نہ ہوں بلکہ خیر خواہ ہوں۔ خوش بخت ہیں وہ لوگ جو اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت کر کے اللّٰہ ورسول عزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی رضا کے طالب ہوتے ہیں۔ ایسوں کو قلبی سکون اور حقیقی سرور نصیب ہوتا ہے کسی کے ساتھ خیر خواہی کر کے انسان کو ایک عجیب سی خوشی اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ جو دوسروں کے ساتھ بھلائی کرتے ہیں، ان کے ساتھ بھی بھلائی ہی کا معاملہ ہوتا ہے۔)

وہ لوگ کبھی ٹوٹ کے بکھرا نہیں کرتے اوروں کے لئے رکھتے ہیں جو پیار کا جذبہ

حکایت نمبر 400: **حضرت ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم اور محبتِ الٰہی**

حضرت سیِّدُ نا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں: ایک روز مجھے اتنا اطمینان وسکون نصیب ہوا کہ کیف وسرور کی اس کیفیت نے مجھے شاداں وفرحاں کردیا۔ **اللہ** ربُّ العزّت کی اس عظیم عطا پر میرا دل باغ باغ ہو گیا۔ میں نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اگر تو نے اپنے محبّین میں سے کسی کو بھی کوئی ایسی شئے عطا فرمائی ہے جو تیری ملاقات سے قبل اسے آرام وسکون پہنچائے تو مجھے بھی اس خوشی میں سے کچھ عطا فرمادے۔ میرا دل اس کا بہت مشتاق ہے۔ اس خوشی نے مجھے بے تاب کردیا ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جیسے ہی میں دعا سے فارغ ہوا، مجھے نیند آ گئی۔ میں خواب میں اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے جلووں سے مشرف ہوا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اپنے دربار میں بلا کر فرمایا: ''اے ابراہیم! کیا تجھے مجھ سے حیاء نہیں آتی کہ میری ملاقات سے قبل ہی کسی ایسی شئے کا طالب ہے جو تیرے دل کو اطمینان وسکون دے؟ اے ابراہیم! کیا کسی عاشق کا دل اپنے محبوب کے علاوہ بھی کسی چیز کو چاہتا ہے؟ کیا کوئی مُحِبّ اپنے محبوب کے علاوہ کسی اور شئے سے چین وسکون پاتا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں صرف تیرا ہی مشتاق ہوں اور تیری ہی محبت میں مستغرق ہوں لیکن مانگنے کا انداز نہیں جانتا، میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! میری اس خطا کو معاف فرما کر مانگنے کا سلیقہ سکھا دے۔''

ارشاد ہوا: ''اے ابراہیم! اس طرح کہہ! ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنے فیصلے پر راضی رکھ۔ تیری طرف سے جو آزمائشیں آئیں ان پر صبر کی توفیق عطا فرما، نعمتوں پر شکر کرنے والا بنا۔ اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے تیری دائمی نعمت اور ابدی عافیت کا طلب گار ہوں۔ میرے کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنی محبت پر ثابت قدمی عطا فرما اور اس محبت کو ہمیشہ باقی رکھ۔''

مانندِ شمع تیری طرف لَو لگی رہے ۔۔۔ دے لطف میری جان کو سوز وگداز کا

کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ ۔۔۔ بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

(اے ہمارے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! ہمیں اپنی محبت کی لازوال دولت سے سرفراز فرما اور ہر گھڑی اپنی یاد میں گم رہنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

حکایت نمبر 401: **شیطان کو کمزور کرنے والے لوگ**

حضرتِ سیِّدُ نا حسین بن محمد سَرَّاج علیہ رحمۃ اللہ الوھاب سے منقول ہے: ''میں نے حضرتِ سیِّدُ نا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی کو یہ فرماتے سُنا: ''ایک مرتبہ میں نے خواب میں ابلیسِ لعین کو بالکل برہنہ دیکھا تو اس بے شرم سے کہا: ''کیا تجھے لوگوں سے

حیاء نہیں آتی ؟'' شیطان نے کہا: ''بخدا! یہ جو آپ کے نزدیک انسان موجود ہیں یہ انسان کہاں؟ اگر یہ انسان ہوتے تو میں ان سے اس طرح نہ کھیلتا جس طرح بچے گیند سے کھیلتے ہیں۔ انسان ایسے نہیں ہوتے۔'' میں نے کہا: ''تو کن لوگوں کو انسان سمجھتا ہے؟'' بولا: ''وہ جو **مسجدِ شُونیزِی** میں ہیں، انہوں نے میرے دل کو غم میں مبتلا کر رکھا ہے اور میرے جسم کو انتہائی کمزور کر دیا ہے۔ میں جب بھی انہیں بہکانے کا ارادہ کرتا ہوں وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے مدد طلب کرتے ہیں اور میں جلنے لگتا ہوں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میری آنکھ کھلی تو ابھی کافی رات باقی تھی۔ میں فوراً لباس تبدیل کر کے **مسجدِ شُونیزِی** پہنچا تو وہاں تین آدمیوں کو سر پر چادر ڈالے مسجد کے صحن میں بیٹھے دیکھا۔ جب انہوں نے محسوس کیا کہ میں مسجد میں داخل ہوا ہوں تو ایک نے اپنا سر چادر سے باہر نکالا اور فرمایا: ''اے ابوالقاسم! تو وہی ہے کہ جب بھی تجھ سے کوئی بات کہی جائے تو اسے قبول کر لیتا ہے۔''

حضرتِ ابنِ **جَھْضَم** فرماتے ہیں: مجھے ابوعبداللہ بن جبّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے بتایا کہ تین شخص جو ''**مسجدِ شُونیزِی**'' میں تھے، وہ ابوحمزہ، ابوالحسین **ثَوْرِی** اور ابو **بَکْر دَقَّاق** علیہم رحمۃ اللہ الرزّاق تھے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 402: حکمت و دانائی کی باتیں

حضرتِ سیِّدُنا یوسف بن حسین علیہ رحمۃُ ربِّ الکونین سے منقول ہے: میں نے حضرتِ سیِّدُنا **ذُوالنُّوْن مِصْرِی** علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے سُنا: ''مجھے ایک مغربی کے متعلق بتایا گیا کہ وہ بہت حکمت و دانائی کی باتیں کرنے والا مردِ صادق ہے''۔ اس خبر نے مجھے اس کی ملاقات پر اُبھارا۔ میں نے رختِ سفر باندھا اور مطلوبہ منزل کی جانب چل پڑا، وہاں پہنچ کر ان کے دروازے پر تقریباً چالیس (40) دن تک ٹھہرا رہا۔ وہ نماز کے وقت گھر سے نکلتے نماز پڑھ کر واپس چلے آتے۔ کسی کی طرف متوجہ نہ ہوتے۔ ایک دن میں نے ان سے کہا: ''اے بندۂ خدا! میں چالیس دن سے آپ کے دروازے پر ٹھہرا ہوا ہوں لیکن آپ نے ایک مرتبہ بھی مجھ سے گفتگو نہیں کی۔

اس نے کہا: ''اے میرے بھائی! میری زبان خونخوار درندہ ہے۔ اگر میں اسے چھوڑ دوں گا تو یہ مجھے کھا جائے گی۔'' میں نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے! مجھے کچھ نصیحت کرو تاکہ میں اسے یاد کر لوں۔'' کہا: ''کیا تم ایسا کر سکو گے؟'' میں نے کہا: ''اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔'' فرمایا: ''سنو! دنیا سے محبت نہ کرو۔ فقر کو غناء سمجھو۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے آنے والی آزمائش کو

نعمت جانو، اگراس کی طرف سے کچھ نہ ملے تو اس نہ ملنے کو عطا سمجھو۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ساتھ ہوتے ہوئے تنہائی بھی اُنس ہے۔ اے بھائی! ذلت کو عزّت جانو۔ زندگی کو موت سمجھو۔ اطاعت وفرمانبرداری کو پیشہ اور توکل کو معاش سمجھو۔ بخدا! ہر شدت کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔'' اتنا کہہ کر وہ شخص چلا گیا۔ پھر ایک ماہ تک اس نے مجھ سے کلام نہ کیا۔ میں نے کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! اب میں اپنے وطن واپس جانا چاہتا ہوں اگر مناسب سمجھو تو مزید کچھ نصیحت کرو۔'' کہا: ''جان لو! بے شک زاہد (یعنی دنیا کو چھوڑنے والا) وہ ہے کہ اسے جو ملے اسی پر گزارہ کرے۔ جہاں چاہے رہے۔ اس کا لباس اتنا ہی ہو جو ستر پوشی کا کام دے سکے۔ تنہائی اس کی مجلس اور تلاوتِ قرآن اس کا مشغلہ ہو۔ **اللہ** ربُّ العزّت اس کا محبوب، ذکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ اس کی غذا، خاموشی اس کی جنت، خوف اس کی عادت وفطرت، شوق اس کا مطلوب، نصیحت اس کی ہمت اور اس کا غور وفکر عبرت، صبر اس کا تکیہ اور صدیقین اس کے بھائی ہوں۔ اس کا کلام حکمت، عقل اس کی دلیل، حلم اس کا دوست، بھوک اس کا سالن اور آہ وزاری اس کی عادت ہوتی ہے اور اس کا مطلوب ومقصود صرف اور صرف **اللہ** ربُّ العزّت کی ذات ہوتی ہے۔''

حضرتِ سیِّدُنا ذُوالنُّوْن مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''اس کی یہ حکمت بھری عارفانہ باتیں سن کر میں نے اس سے پوچھا: ''انسان اپنی غلطیوں اور نقصان پر کب مطلع ہوتا ہے؟'' فرمایا: ''جب وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرنے والے لوگوں کے پاس بیٹھے گا تو اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں سے خوب واقف ہو جائے گا۔'' اتنا کہہ کر وہ حکیم ودانا شخص اپنے گھر میں داخل ہو گیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 403: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا پیغام بشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے نام

حضرتِ سیِّدُنا بِشر بن حارِث حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے بھانجے حضرتِ سیِّدُنا ابوحفص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے، مجھے میری والدہ نے بتایا: ''ایک مرتبہ کسی نے ہمارا دروازہ کھٹکھٹایا تو حضرتِ سیِّدُنا بِشرِ حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے پوچھا: ''کون ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''میں بِشر علیہ الرحمۃ سے ملنا چاہتا ہوں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے پاس گئے اور کہا: ''**اللہ** تبارک وتعالیٰ تجھے اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ کیا تمہیں کوئی حاجت ہے؟'' اس نے کہا: ''کیا آپ ہی بِشر ہیں؟'' فرمایا: ''ہاں! میں ہی بِشر ہوں، بتاؤ! کیا کام ہے؟'' کہا: ''آج رات میں نے خواب میں **اللہ** ربُّ العزّت کا دیدار کیا، میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے فرمایا: ''بِشر کے پاس جاؤ اور اس سے کہو، '' اگر تم اَنگاروں پر بھی سجدہ کرو تب بھی جو عزت وشہرت اور مقام ومرتبہ لوگوں کے

درمیان تمہیں عطا کیا گیا اور جو نعمتیں تمہارے لئے تیار کی گئی ہیں ان کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: ''کیا واقعی تم نے یہ خواب دیکھا ہے؟'' کہا: ''جی ہاں! میں مسلسل دوراتوں سے یہی خواب دیکھ رہا ہوں۔'' فرمایا: ''اے شخص! کسی اور کو اس خواب کے متعلق ہرگز کچھ نہ بتانا۔'' یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اسے رخصت کر دیا اور واپس آ کر اپنا منہ قبلہ کی جانب کرتے ہوئے زور زور سے رونا شروع کر دیا اور بڑی بے چینی کے عالم میں یہ دعا کرنے لگے:

''اے میرے رحیم و کریم پرورد گار عَزَّوَجَلَّ! تو نے دنیا میں مجھے جو عزَّت عطا فرمائی ہے، میرا نام لوگوں میں بلند کیا ہے، اور میرے مرتبے کو رفعت عطا فرمائی ہے اگر یہ دنیوی آسائشیں اس لئے ہیں کہ بروزِ قیامت تو مجھے رسوا کرے گا، تو میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! مجھے ابھی موت دے دے اور مجھ سے میرے اعضاء کی قدرت وطاقت چھین لے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم }

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 404: جنَّتِ عدْن کی بادشاہت

حضرتِ سیِّدُنا واحدی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے کہ ''ایک مرتبہ بعد نمازِ عصر میں اپنے چچا حضرتِ سیِّدُنا ابنِ ریَّان علیہ رحمۃ اللہ الحنّان کے پاس ان کی مسجد میں حاضر تھا۔ اتنے میں ایک معمار آیا۔ اسے دیکھ کر حضرتِ سیِّدُنا ابن ریَّان علیہ رحمۃ اللہ الحنان نے فرمایا: ''اے ابوالحسن! اس وقت آنے کا کوئی خاص مقصد؟'' عرض کی: ''حضور! میں چاہتا ہوں کہ آج رات آپ کے ہاں قیام کروں۔'' مجھے چچا نے فرمایا: ''جاؤ! گھر میں کچھ گندم موجود ہے، کنیز سے کہو اسے پیس کر آٹا بنالے۔'' میں نے عرض کی: ''چچا جان! اس کو کب گوندھا اور پکایا جائے گا؟'' فرمایا: ''جاؤ! **اللہ** ربُّ العزَّت آسانی فرمائے گا۔''

میں نے کنیز کو آپ علیہ الرحمۃ کا حکم سنایا تو اس نے گندم پیس کر آٹا گوندھا اور مغرب سے پہلے ہی دو روٹیاں تیار کر دیں۔ ہم نے نماز ادا کی اور گھر آ گئے۔ ایک روٹی چچا جان نے لی اور دوسری اس مہمان کو دے دی۔ جب دونوں کھانا کھا چکے تو رات گئے تک آپس میں گفتگو کرتے رہے۔ پھر عشاء کی نماز پڑھی اور مزید نوافل پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے تو مہمان نے کہا: ''حضور! میں جس مقصد کے لئے آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں، وہ سُن لیں تا کہ میں چلا جاؤں اور آپ کی عبادت میں رکاوٹ نہ بنوں۔ سنئے! میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا مجھ سے کہہ رہا تھا: ''تم ابنِ ریَّان کے پاس جاؤ اور اس سے کہو'' تمہارے سامنے امارت وحکومت پیش کی گئی لیکن تم نے اُسے ٹھکرا دیا، مجھے میری عزَّت کی قسم! میں تجھے جنتِ عدْن کی بادشاہت وحکمرانی عطا فرماؤں گا۔'' یہ سُن کر

حضرتِ سیِّدُ نا ابن ریّان علیہ رحمۃ اللہ الحنان نے زاروقطار رونا شروع کر دیا۔اور فرمایا:''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔''

سچ ہے انسان کو کچھ کھو کے مِلا کرتا ہے　　آپ کو کھو کے تجھے پائے گا جویا تیرا

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم }

حکایت نمبر405: امیر کی سخاوت

حضرتِ سیِّدُ نا ابوحَسَّان زِیَادِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کا بیان ہے: ایک دن میں مسجد میں تھا کہ بہت تیز بارش ہوئی اچانک مجھے وہاں ایک شخص نظر آیا جو بہت پریشان لگ رہا تھا۔جب میں نیچے دیکھتا تو وہ میری جانب دیکھنے لگ جاتا پھر جب میں اسے دیکھتا تو وہ گردن جھکا لیتا۔ایسا کئی مرتبہ ہوا۔ بالآخر میں نے اسے اپنے پاس بلایا اور پوچھا:''بھائی! تم کون ہو؟'' اس نے کہا:''میں ایک مصیبت زدہ، مجبور شخص ہوں۔شدید بارش نے میرا مکان گرا دیا ہے اب میں اسے دوبارہ بنانے کی قدرت نہیں رکھتا۔'' مجبور مسافر کی درد بھری داستان سن کر میں اس کے بارے میں متفکر ہو گیا اور سوچنے لگا کہ ایسا کون ہے جو اس کی مدد کر سکے۔اچانک میرے دل میں امیر غَسَّان بن عَبَّاد کا خیال آیا۔

چنانچہ، میں اس مجبور مسافر کو لے کر غَسَّان بن عَبَّاد کے پاس پہنچا اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔اس نے کہا:''اس مسافر کے لئے میرے دل میں ہمدردی پیدا ہوگئی ہے۔میرے پاس دس ہزار درہم ہیں، میں چاہتا ہوں کہ یہ رقم اسے دے دوں۔'' غَسَّان بن عَبَّاد کی یہ بات سن کر میں باہر آ گیا اور اس غریب و مجبور مسافر کو دس ہزار درہم ملنے کی خوشخبری سنائی تو وہ سنتے ہی خوشی کے مارے بے ہوش ہو گیا۔لوگوں نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو مجھے ملامت کرتے ہوئے کہنے لگے:''تم نے اسے ایسی کون سی تکلیف دہ خبر سنائی ہے کہ جس کی تاب نہ لا کر یہ مسافر بے ہوش ہو گیا ہے؟'' میں جواب دیئے بغیر واپس غَسَّان بن عَبَّاد کے پاس آیا اور مسافر کی بے ہوشی کے متعلق خبر دی۔اس نے مسافر کو اپنے پاس بلوایا اس کے منہ پر عرقِ گلاب کے چھینٹے مارے تو اسے ہوش آ گیا۔میں نے کہا:''تیرا بھلا ہو، تو بے ہوش کیوں ہو گیا تھا؟'' کہا:''خوشی کی وجہ سے۔'' پھر ہم کچھ دیر باتیں کرتے رہے۔ غَسَّان نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا:''اس مسافر کے متعلق میرے دل میں بہت ہمدردی پیدا ہو گئی ہے۔'' میں نے کہا:''آپ کا کیا ارادہ ہے؟'' کہا:''جاؤ اور ہماری طرف سے اسے سواری پیش کرو۔''

میں مسافر کے پاس آیا اور کہا:''اے میرے بھائی! بے شک امیر غَسَّان بن عَبَّاد نے تمہارے متعلق کچھ حکم صادر کیا ہے۔اگر میں تمہیں وہ خوشخبری سناؤں تو تم مر تو نہیں جاؤ گے؟'' کہا:''نہیں۔'' میں نے کہا:''تو سنو! امیر نے تمہارے لئے ایک

گھوڑا دیا ہے۔'' مسافر نے کہا: ''اللہ ربُّ العزَّت امیر کو اچھی جزا عطا فرمائے۔'' میں پھر امیر غَسَّان بن عَبَّاد کے پاس آیا تو اس نے کہا: ''تُم نے اس مسافر کو میرے پاس لا کر میرے دل میں اس کے متعلق ہمدردی ڈال دی ہے، اب میں اس کے ساتھ مزید تعاون کرنا چاہتا ہوں۔'' میں نے کہا: ''اب کیا ارادہ ہے؟'' کہا: ''میں اس کے لئے ایک سال کے غلّے کا کفیل ہوں۔ اور عنقریب اسے سرکاری ملازمت بھی دلواؤں گا۔'' میں نے امیر کی یہ بات سُنی تو اس غریب مسافر سے کہا: ''امیر نے تمہارے لئے مزید کچھ اشیاء کا حکم دیا ہے۔ یہ خبر سن کر کہیں تم مر تو نہیں جاؤ گے؟'' کہا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: ''امیر نے عزم کیا ہے کہ وہ تمہیں سال بھر کا غلہ دے گا اور ملازمت بھی دلوائے گا۔''

مسافر نے کہا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ امیر کو اچھی جزا عطا فرمائے۔'' پھر ہم دونوں سوار ہوئے، رقم کی تھیلیاں غلام کے حوالے کیں اور واپس آنے لگے۔ کچھ دور پہنچ کر اس مسافر نے کہا: ''یہ تھیلیاں مجھے دے دو۔'' میں نے کہا: ''غلام اکیلا ہی انہیں اٹھا کر چل سکتا ہے اسی کے پاس رہنے دو۔'' کہا: ''اگر یہ میرے کندھے پر ہوں تو کیا حرج ہے؟'' یہ کہہ کر اس نے رقم کی تھیلیاں اپنے کندھے پر اُٹھا لیں اور شکریہ ادا کرتا ہوا اپنے گھر چلا گیا۔ دوسری صبح میں اس مسافر کو لے کر دوبارہ امیر غَسَّان بن عَبَّاد کے پاس گیا تو اس نے اسے بہت اچھی ملازمت دلوائی اور اپنے خاص ملازمین میں شامل کر لیا۔ اس مسافر نے محنت ولگن سے کام کیا اور بہت ہی جلد امیر کا منظورِ نظر بن گیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 406: سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکل کُشائی فرمائی

حضرتِ سیِّدُنا ابوسَہل رَازِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کا بیان ہے: مجھے حضرتِ سیِّدُنا ابوحَسَّان زِیَادِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی نے بتایا: ''ایک مرتبہ مجھے شدید فقر وفاقہ اور مفلسی نے آلیا اور میری تنگدستی انتہاء کو پہنچ گئی۔ قصاب، سبزی فروش اور دیگر دکان دار بار بار اپنے قرض کا مطالبہ کرتے لیکن میرے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ ایک دن میں اسی پریشانی کے عالم میں اپنے گھر بیٹھا ہوا تھا کہ غلام نے کہا: ''ایک حاجی صاحب دروازے پر موجود ہیں اور ملاقات کی اجازت چاہتے ہیں۔'' میں نے اسے بلوایا تو وہ خُراسانی شخص تھا، اس نے سلام کیا اور کہا: ''کیا آپ ہی ابوحَسَّان ہیں؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں! میں ہی ابوحَسَّان ہوں۔ آپ کو مجھ سے کیا کام ہے؟'' کہا: ''میں حج کے ارادے سے آیا ہوں میرے پاس دس ہزار درہم ہیں آپ یہ رقم بطورِ امانت اپنے پاس رکھ لیں میں حج سے واپسی پر لے لوں گا۔''

میں نے کہا:''لاؤ، اپنی رقم میرے سامنے رکھو۔'' اس نے رقم کی تھیلیاں میرے سامنے رکھیں ان کا وزن کیا اور مہر لگا کر میرے حوالے کر دیں پھر سلام کر کے واپس چلا گیا۔ میں نے سوچا کہ میں بہت تنگدست اور مجبور ہوں ،قرض خواہوں کے تقاضوں نے میرا سکون برباد کر دیا ہے، اگر اس مجبوری کی حالت میں اس خُرَاسَانِی حاجی کی رقم میں اپنے استعمال میں لاؤں تو میرا سارا معاملہ درست ہو جائے گا۔ پھر اس حاجی کے آنے تک **اللہ** ربُّ العزَّت نے کشادگی فرما دی تو میں با آسانی اس مال کا ضمان ادا کر دوں گا۔ پس میں نے تھیلیاں کھولیں ،قرض خواہوں کا سارا قرض ادا کیا، پھر کچھ اشیائے خورد و نوش اور دیگر ضروری سامان خرید لیا۔آج ہمارے ہاں کافی دنوں بعد خوشی آئی تھی ۔ مجھے یقین تھا کہ وہ خُرَاسَانِی حاجی جانبِ حرم اپنی منزل پر روانہ ہو گیا ہوگا۔ اور اس کے آنے تک میں رقم کا انتظام کر کے پوری رقم واپس کر دوں گا۔ ہمارا وہ دن بڑی فرحت و مسرت میں گزرا۔

دوسرے دن صبح صبح غلام نے کہا:''وہی خُرَاسَانِی حاجی دروازے پر موجود ہے اور اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے۔'' میں نے کہا:''اسے اندر بلا لاؤ۔'' وہ آیا اور کہا:''میں حج کے ارادے سے آیا تھا لیکن یہاں سے جانے کے بعد مجھے اپنے بیٹے کی وفات کی خبر ملی ہے۔اب میں اپنے شہر جانا چاہتا ہوں، جو رقم بطورِ امانت آپ کے پاس رکھوائی تھی وہ واپس کر دیجئے۔'' خُرَاسَانی کی اس بات نے مجھے ایسی پریشانی میں مبتلا کیا کہ اس سے قبل مجھے کبھی ایسی پریشانی کا سامنا نہ ہوا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اسے کیا جواب دوں؟ بالآخر میں نے کہا:''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو عافیت عطا فرمائے۔ میرا گھر غیر محفوظ تھا میں نے آپ کی رقم کسی کو دے دی ہے۔ آپ کل آ کر اپنی رقم لے لینا۔'' یہ سن کر خُرَاسَانِی تو چلا گیا، لیکن میں پریشانی میں مبتلا ہو گیا، مجھے کچھ سُجھائی نہ دیتا تھا کہ میں کیا کروں؟ کہاں جاؤں؟ اگر انکار کرتا ہوں تو یہ میرے لئے دنیا وآخرت کی ذلت ہے، اگر کہتا ہوں کہ تمہاری رقم خرچ ہو گئی تو وہ شور مچائے گا اور سختی کرے گا۔ اور یہ بات میرے لئے انتہائی اذیت ناک ہے۔ اسی سوچ و فکر اور پریشانی میں شام ہو گئی۔ رات نے آہستہ آہستہ اپنے پَر پھیلانے شروع کر دیئے۔ مجھے یہ فکر کھائے جا رہی تھی کہ کل صبح میں اسے کیا جواب دوں گا؟ نیند کوسوں دور تھی ، میرے لئے آنکھیں بند کرنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ میں نے غلام کو سواری تیار کرنے کا حکم دیا تو اس نے حیران ہو کر کہا:''حضور! رات بہت ہو چکی ہے اس وقت آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ مناسب یہی ہے کہ آپ ابھی باہر نہ جائیں۔''

چنانچہ، میں واپس بستر پر آ گیا۔لیکن نیند تھی کہ آنے کا نام ہی نہ لے رہی تھی میں بے چینی کے عالم میں کروٹیں بدلتا رہا۔ بارہا باہر جانے کی کوشش کی لیکن ہر مرتبہ غلام باہر جانے سے روک دیتا۔اسی بے چینی کے عالم میں پوری رات گزر گئی،طلوعِ فجر کے فوراً بعد میں اپنے خچر پر سوار ہوا اور نامعلوم منزل کی جانب چل دیا۔ میں کوئی فیصلہ نہ کر پا رہا تھا کہ کس طرف جاؤں؟ بالآخر میں نے سواری کی لگام چھوڑ دی۔ کچھ ہی دیر بعد میں نہر کے پُل پر آ پہنچا۔ خچر پل کی جانب بڑھنے لگا تو میں نے اسے نہ روکا یہاں تک کہ پل پار کر لیا۔اب میں سوچنے لگا کہ کہاں جاؤں؟ اگر گھر جاتا ہوں تو خُرَاسَانی میرے دروازے پر موجود ہوگا۔ میں اسے کیا جواب

دوں گا؟ اسی پریشانی کے عالم میں، مَیں نے خچر کو اس کے حال پر چھوڑ دیا کہ اب جہاں چاہے یہ مجھے لے جائے۔ میرا خچر خلیفہ مامون کے محل کی جانب بڑھنے لگا۔ محل کے دروازے کے قریب پہنچ کر میں سواری سے نیچے اُتر آیا۔ اتنے میں ایک شہسوار میرے قریب سے گزرا مجھے بغور دیکھا اور آگے بڑھ گیا۔ کچھ دیر بعد دوبارہ وہی شہسوار آیا اور کہنے لگا: ''کیا تم ابوحَسَّان زِیَادِی ہو؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں! میں ہی ابوحَسَّان زِیَادِی ہوں۔'' کہا: ''آؤ، تمہیں امیر حسن بن سَہل بلا رہے ہیں۔'' میں نے دل میں کہا: ''امیر حسن بن سَہل کو مجھ سے کیا کام۔'' بہرحال میں اس کے ساتھ حسن بن سَہل کے پاس پہنچا تو اس نے مجھ سے کہا: ''اے ابوحَسَّان! تمہیں کیا ہوا کہ ہم سے ملنے نہیں آتے؟ میں نے مصروفیات کی وجہ سے نہ آنے کا کہا تو اس نے کہا: ''تم اصل بات چھپا رہے ہو، سچ سچ بتاؤ! کیا معاملہ ہے؟ یا تو تم کسی بہت بڑی مصیبت میں پھنس گئے ہو یا تمہیں کوئی اور پریشانی لاحق ہے، جلدی بتاؤ! اصل معاملہ کیا ہے؟ کس چیز نے تمہیں پریشان کر رکھا ہے، میں نے آج رات تمہیں خواب میں بہت پریشان دیکھا ہے۔'' امیر کی یہ بات سن کر میں نے شروع سے آخر تک سب قصہ کہہ سُنایا۔ میری غم ناک آپ بیتی سُن کر اس نے کہا: ''اے ابوحَسَّان! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے غم میں مبتلا نہ کرے۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے تیری مصیبت دور کر دی ہے۔ یہ لو یہ دس ہزار درہم اس خُرَاسَانِی کو دے دینا۔ اور یہ مزید دس ہزار درہم اپنے خرچ میں لانا۔ جب ختم ہو جائیں تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔'' یہ کہہ کر اس نے مجھے بڑی عزت واحترام کے ساتھ واپس کر دیا۔ میں اپنے گھر آیا تو خُرَاسَانی میرے دروازے پر موجود تھا میں نے دس ہزار درہم اس کے حوالے کر دیئے۔ اس طرح **اللّٰہ** ربُّ العزَّت نے مجھے غم وحزن سے نجات دے کر وسعت وفراخی عطا فرما دی بے شک وہی تمام تعریفوں کے لائق ہے۔

☆......اس حکایت کو علامہ تَنُوخِی نے کچھ اس طرح بیان کیا ہے کہ ''جب حضرتِ سیِّدُنا ابوحَسَّان زِیَادِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی پریشانی کے عالم میں اپنے گھر سے باہر نکلے تو راستے میں کچھ لوگ ملے، انہوں نے آپ سے پوچھا: ''کیا آپ ابوحَسَّان زِیَادِی نامی شخص کو جانتے ہیں؟'' میں نے کہا: ''میں ہی ابوحَسَّان زِیَادِی ہوں۔ بتایئے! آپ کو مجھ سے کیا کام ہے؟'' انہوں نے کہا: ''خلیفہ مامون الرشید نے آپ کو بلوایا ہے۔'' چنانچہ، وہ مجھے لے کر خلیفہ مامون الرشید کے پاس پہنچے۔ خلیفہ نے مجھ سے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' میں نے کہا: ''میں قاضی ابویوسف مدظلہ العالی کے دوستوں میں سے ہوں۔'' خلیفہ نے پھر پوچھا: ''تمہاری کنیت کیا ہے؟'' میں نے کہا: ''ابوحسان۔'' کہا: ''کس نام سے مشہور ہو؟'' میں نے کہا: ''زیادی کے نام سے۔'' کہا: ''بتاؤ! تمہارا کیا معاملہ ہے؟'' میں نے اوّل سے آخر تک سارا واقعہ خلیفہ کو سنا دیا۔ میری درد بھری داستان سُن کر خلیفہ نے زاروقطار روتے ہوئے کہا: ''تیرا بھلا ہو! آج رات تیری وجہ سے مجھے کئی مرتبہ **سرکارِ نامدار، بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، باِذنِ پروردگار دوعالم کے مالک ومختار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا دیدار نصیب ہوا ہے**۔ ہوا یوں کہ جب میں سویا تو خواب میں **مکّی مدنی مشکل کشا نبی** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت نصیب ہوئی، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''ابوحَسَّان زِیَادِی کی مدد کرو۔''

میں اس حال میں بیدار ہوا کہ تم سے واقف نہ تھا لیکن تمہارا نام اچھی طرح یاد کرلیا تھا تا کہ صبح تمہارے متعلق معلومات کرواسکوں، میں دوبارہ سوگیا۔خواب میں پھر حضورِانور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لائے اور حکم فرمایا: ''ابوحَسَّان زِیَادِی کی مدد کرو۔'' میں گھبرا کر بیدار ہوا کچھ دیر بعد دوبارہ آنکھ لگ گئی۔اس مرتبہ پھر شفیعِ روزِ شمار، بِاِذنِ پروردگار دوعالَم کے مالک ومختار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: ''جاؤ اور ابوحَسَّان زِیَادِی کی مدد کرو۔'' اس کے بعد میں دوبارہ نہیں سویا اور ابھی تک جاگ رہا ہوں۔ میں نے رات ہی سے تمہاری تلاش میں خدَّام بھیج رکھے ہیں۔ پھر خلیفہ مامون الرشید نے دس ہزار (10,000) درہم دیتے ہوئے کہا: ''یہ رقم اس خُرَاسانی کو دے دینا۔مزید دس ہزار درہم دیتے ہوئے کہا: ''ان کے ذریعے اپنی ضروریات پوری کرلینا۔مزید تیس ہزار (30,000) درہم دیتے ہوئے کہا: ''اس رقم سے اپنے بچوں کی شادی وغیرہ کے لئے سامان خرید کران کی شادی کردینا۔'' پھر بڑی عزت وتکریم کے ساتھ مجھے روانہ کردیا۔میں نے صبح کی نماز پڑھ کر خُراسانی کو دس ہزار دراہم کی تھیلیاں واپس کیں تو اس نے کہا: ''یہ وہ تھیلیاں نہیں ہیں جو میں نے دی تھیں۔''

میں نے اسے ساری صورتحال سے آگاہ کیا تو اس نے زاروقطار روتے ہوئے کہا: ''خداعَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر آپ مجھے پہلے ہی اپنا واقعہ بتادیتے تو میں کبھی بھی آپ سے رقم کا مطالبہ نہ کرتا، خداعَزَّوَجَلَّ کی قسم! اب تو میں ایک درہم بھی آپ سے نہ لوں گا۔یہ رقم آپ کو مُبَارَک ہو! میرا آپ پر اب کوئی مطالبہ نہیں۔ یہ کہہ کر وہ اپنے وطن چلا گیا۔میں جب ایک شاہی تقریب کے موقع پر مامون کے دربار گیا تو اس نے سرکاری کاغذات تھماتے ہوئے کہا: ''جاؤ، آج سے تم فلاں فلاں علاقے کے قاضی ہو۔ ہمیشہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہنا۔اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھ پر ہمیشہ عنایتِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے بادل سایہ فگن رہیں گے۔'' راوی کہتے ہیں: ''حضرتِ سیِّدُنا ابوحَسَّان زِیَادِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تادمِ آخر عہدۂ قضاء پر فائز رہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم }

(برادرِ اعلیٰ حضرت حسن رضا خان علیہ رحمۃ الحنان بارگاہِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میں یوں عرض کرتے ہیں:

؎ تمہارے در کے ٹکڑوں سے پڑا پلتا ہے اِک عالَم　　گزارا سب کا ہوتا ہے اسی محتاج خانے سے

مزید فرماتے ہیں:

؎ فقیرو بے نواؤ! اپنی اپنی جھولیاں بھر لو　　کہ باڑا بٹ رہا ہے فیض پر سرکارِ عالی ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خدائے حنّان ومنّان کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں نبیِ آخرالزماں، سلطانِ کون ومکان، رحمتِ عالَمِیَان، سرورِ ذیشان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دامن سے وابستگی عطا فرمائی۔ یہ تو وہ نبی ہیں جنہیں ہماری تکلیفوں اور پریشانیوں سے رَنج ہوتا ہے۔ ہمارا مصیبت میں پڑنا ان پر گراں گزرتا ہے۔ ہماری خوشی سے ان کے دلِ دلبہار کو خوشی نصیب

ہوتی ہے۔ جب بھی ان کا کوئی امتی پریشان ومصیبت زدہ ہوتا ہے تو مشکل کشائی فرما کر اپنے اس غلام کا دل خوش کر دیتے ہیں۔

جس طرح حیاتِ ظاہری میں وہ نورِ مُجَسَّم اپنے نور سے عاصیوں کے سیاہ دلوں کو نور بار کیا کرتے تھے، اسی طرح وصال ظاہری کے بعد بھی ان کے لطف وکرم کا بادل سوکھے اور مرجھائے ہوئے غمگین دلوں کو پُر بہار کر رہا ہے۔ ان کا جود وکرم ہم پر جاری وساری ہے۔ جو امتی اس دربارِ گُہر بار میں اپنا حالِ دل سناتا ہے اس کی پریشانیاں حل ہو جاتی ہیں اور اس پر نعمتوں کی خوب برسات ہوتی ہے۔ بلکہ وہ نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تو ایسے رحیم وکریم ہیں کہ منگتوں کو مانگنے سے قبل ہی عطا فرما دیتے ہیں۔

؎ کبھی ایسا نہ ہوا ان کے کرم کے صدقے ہاتھ کے پھیلنے سے پہلے نہ بھیک آئی ہو!

اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ وہ ہمیشہ ہماری نسبت سلامت رکھے۔ اپنی دائمی رضا عطا فرمائے اور جنت الفردوس میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا پڑوس عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 407:

عارِفین کی شان

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن عبداللہ زَرَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد کا بیان ہے: میں نے حضرتِ سیِّدُنا ذُو النُّوْن مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے سُنا: ''بے شک **اللہ** ربُّ العزَّت کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ جنہوں نے پہلے خطا کے درخت لگائے جن کی جڑیں دلوں میں قائم ہوگئیں پھر توبہ کے آنسوؤں سے انہیں سیراب کیا تو ان کو ندامت وپریشانی اور غم کے پھل حاصل ہوئے۔ وہ لوگ بغیر جنون کے دیوانے ہوگئے۔ نیکی کے معاملے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کیا۔ نہ کسی کو دھوکہ دیا نہ ہی انہیں گمراہی ودھوکے کا سامان کرنا پڑا۔ بے شک ان میں ایسے فُصَحاء، بُلَغاء اور خوش بخت لوگ بھی ہیں جو **اللہ** ورسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی معرفت ومحبت رکھتے اور احکامِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ کو پہچانتے ہیں۔ انہوں نے اخلاص کے خالص جام پیے، بلاؤں اور مصیبتوں پر صبر کیا یہاں تک کہ اپنے خدائے قدوس کی عظمت وبزرگی کے بحرِ ناپیدا کنار کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہو کر جبروت کے پردوں کے گرد گھومنے لگے۔ انہوں نے ندامت وخجالت (یعنی شرمندگی) کے سائبان تلے اپنی خطاؤں کے صحیفے پڑھے اور اپنے اوپر خوف اور گریہ وزاری کو لازم کرلیا۔

جب وَرَع (یعنی تقویٰ) کی سیڑھی کے ذریعے مقامِ زہد تک پہنچ گئے تو پھر دُنیا کو ترک کر دینے کی کڑواہٹ بھی انہیں شیریں محسوس ہونے لگی۔ کُھردرے لباس اور بستروں کو انہوں نے نرم محسوس کیا یہاں تک کہ وہ سلامتی اور نجات کی رسی کو تھام کر کامیاب ہوگئے۔ ان کی روحیں عالَمِ بالا کی سیر کرنے لگیں تو وہاں انہوں نے نعمتوں والے باغات کو اپنا مقام پایا۔ وہاں انہوں نے

نسیم کے پھل چُنے ۔ جب زندگی کے سمندر میں گھسے تو جزع وفزع اور شکایتوں کی خندقوں کو بند کیا اور شہوات کے پل کو عبور کیا۔ جب علم کے میدان میں ٹھہرے تو وہاں سے حکمت کے موتی حاصل کئے ۔ پھر عقلمندی وہوشیاری کے سفینے میں سوار ہوکر سلامتی کے سمندر میں اترے تو فلاح وکامرانی کی ہواؤں نے انہیں راحت وسکون کے باغات اور عزت وکرامت کے خزانوں میں پہنچا دیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر 408:

عبادت کی لذَّت جاتی رہی

حضرت عبداللہ بن ابراہیم کا بیان ہے: ''میں نے حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خَوَّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کے رفیق حضرتِ سیِّدُنا ابوحسین بَحْرَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کو یہ فرماتے سُنا: ''ایک عابدہ وزاہدہ خاتون نے حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خَوَّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق سے اپنے دل اور احوال میں پیدا ہونے والے تَغَیُّر وتبدُّل کے متعلق سوال کرتے ہوئے دریافت کیا: ''ایسا کیوں ہو رہا ہے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''کیا تمہاری کوئی چیز گُم ہوئی ہے یا تمہارے کسی عمل میں کمی آئی ہے؟'' خاتون نے کہا: ''میں نے خوب غور وفکر کیا مگر کسی چیز میں کمی نہیں پائی۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ دیر کے لئے سر جھکایا پھر فرمایا: ''کیا تجھے مشعل والی رات یاد نہیں؟'' عرض کی: ''کیوں نہیں! مجھے وہ رات اچھی طرح یاد ہے۔'' فرمایا: ''بس اسی مشعل کی وجہ سے تم بے چین ہو اور لذتِ عبادت میں کمی محسوس کر رہی ہو۔''

یہ سن کر اس نے روتے ہوئے کہا: ''جی ہاں! ایک رات میں اپنے گھر کی چھت پر سُوت کات رہی تھی کہ ایک دھاگہ ٹوٹ گیا اندھیرے کی وجہ سے میں اسے نہ جوڑ سکی، اتنے میں بادشاہ کی سواری گزری تو سرکاری مشعلوں کی روشنی سے کافی اُجالا ہو گیا میں نے اسی روشنی میں ٹوٹا ہوا دھاگہ جوڑ کر اُون میں شامل کرلیا۔ پھر اُس اُون کی قمیص بنا کر پہن لی، یہی وجہ ہے کہ میں اس ایک دھاگے کی وجہ سے عبادت میں لذت کی کمی محسوس کرنے لگی اور اپنی حالت کو متغیر پا رہی ہوں۔ یہ کہہ کر وہ خاتون پردے کے پیچھے گئی، وہ قمیص اتار کر دوسری پہنی اور عرض کی: ''اے ابراہیم خَوَّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق! اگر میں اس قمیص کو بیچ کر اس کی ساری رقم صدقہ کردوں تو کیا میرا دل اپنی پہلی حالت پر آجائے گا؟ کیا پھر سے مجھے عبادتِ الٰہی میں خشوع وخضوع نصیب ہوجائے گا؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر ایسا کرو گی تو اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی پہلی حالت پر لوٹ آؤ گی۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر409:
ایک بَدَوِی کی التجائیں

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن عبید بن یُونُس بن محمد بن صالح رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ دورانِ طواف میری نظر ایک بَدَوِی (دیہاتی) پر پڑی جو غلافِ کعبہ تھامے آسمان کی جانب نظر اُٹھا کر اس طرح التجائیں کر رہا تھا:

''اے وہ بہتر ذات جس کی طرف لوگ وَفد دَر وَفد (یعنی گروہ درگروہ) آتے ہیں! میری زندگی کے دن گزر گئے، مجھ پر کمزوری نے غلبہ پالیا۔ اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تیرے معظَّم ومکرَّم گھر کی طرف اتنے گناہوں کے ساتھ آیا ہوں کہ وسعتِ اَرض (یعنی زمین کی چوڑائی) بھی ان کے لئے تنگ پڑ گئی ہے۔ سمندر بھی میرے گناہوں کی گندگی کو نہیں دھو سکے۔ میرے کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تیرے عفوو کرم کے بھروسے پر تیری پناہ میں آیا ہوں۔ میں نے اپنی سواری تیرے حرم میں لا کر روک دی ہے۔ اپنا مال تیری رضا کی خاطر خرچ کر دیا ہے۔ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! یہ سب تیری عطاؤں کے خزانے سے ہے۔''

پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر بآوازِ بلند کہا: ''اے لوگو! اس کے لئے دعا کرو جسے اس کی خطاؤں نے گھیرا ہوا ہے، جس پر مصیبتوں اور پریشانیوں نے غلبہ پالیا ہے۔ میرے بھائیو! غریب ومفلس بیچارے پر رحم کرو، میں تمہیں اسی شوق و رغبت کا واسطہ دیتا ہوں جو تمہیں دربارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ تک کھینچ لایا ہے۔ میرے لئے دعا کرو کہ میرا پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ میرے جرموں کو معاف فرما کر میرے گناہوں سے درگزر فرمائے۔'' یہ کہہ کر وہ دوبارہ خانۂ کعبہ کا غلاف پکڑ کر مصروفِ التجا ہو گیا اور عرض گزار ہوا: ''اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! تیرا بندہ بڑے بڑے گناہوں کی وجہ سے کرب وغم میں مبتلا ہو گیا ہے، کچھ بھی نیکیاں پلّے نہیں۔ اے میرے کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ! مجھ غریب ونادار کو اپنی رحمتِ خاصہ کے سائے میں جگہ عطا فرما۔''

؎ یاخدا! رحمت تیری حاوی ہے تیرے غضب پر تیری رحمت کے سہارے جی رہا بدکار ہے

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے میدانِ عرفات میں پھر اسی بدوی کو دیکھا، وہ اپنا بایاں ہاتھ سر پر رکھے ہچکیاں لے لے کر رو رہا تھا اور اس کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے:

''میرے خالق ومالک عَزَّوَجَلَّ! باغات کلیوں کے ساتھ مسکراتے ہیں۔ آسمان رحمت کی بارش برساتا ہے۔ اس انعام واِکرام کا واسطہ جو تو اپنے محبین کو عطا فرماتا ہے۔ میرا اس بات پر پختہ یقین ہے کہ تو اپنے چاہنے والوں کو اپنی رضا عطا فرماتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو تُو تو ہر اس شخص سے محبت کرتا ہے جو تجھ سے محبت کرتا ہے۔ جو تیری طرف لَو لگاتا ہے تو اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتا ہے۔ میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! ہر ہر شئے تیری مشتاق ہے۔ میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے دل کو بھی اپنا مشتاق بنالے۔ مجھے بھی اپنی رحمت کی دولت عطا فرمادے۔ میری گردن کو جہنم کی آگ سے آزادی عطا فرمادے۔''

حکایت نمبر410:
اسرائیلی عابد اور شیطان کا جال

حضرتِ سیِّدُنا سعید بن فضل بن مَعْبَد علیہ رحمۃ اللہ الاحد کہتے ہیں: میں نے اپنے والد کو یہ ارشاد فرماتے سنا: میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ ایک مرتبہ شیطان لعین ایک اسرائیلی عابد کے پاس بہت سے جال لے کر آیا۔ اسرائیلی عابد نے پوچھا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! یہ جال کیسے ہیں؟'' شیطان ملعون بولا: ''اے شخص! میں مفلس ہوں، نہ تو میرے پاس کھانا وغیرہ ہے اور نہ ہی کوئی ذریعۂ معاش۔ میں گھوم پھر کر معاش تلاش کرتا ہوں۔ جب بھوک لگتی ہے تو ان جالوں میں سے ایک جال نصب کر دیتا ہوں اور پرندے شکار کر کے کھالیتا ہوں۔ اسی طرح گزر بسر ہو رہی ہے۔''

عابد نے کہا: ''اگر واقعی ایسا ہے تو مجھے بھی ایک جال بنادے میں اس کا زیادہ محتاج ہوں۔'' شیطان نے کہا: ''ٹھیک ہے میں تمہارے لئے ایک عمدہ جال بناؤں گا۔'' یہ کہہ کر شیطان لعین چلا گیا۔ راستے میں عابد کو ایک گھر کے قریب حسین وجمیل عورت نظر آئی۔ اس نے عابد سے کہا: ''مجھ پر احسان کرو، مجھے میرے شوہر کا یہ خط پڑھ کر سُنا دو۔'' عابد نے کہا: ''لاؤ، خط مجھے دو۔'' عورت نے کہا: ''اس طرح دروازے پر کھڑا ہونا مناسب نہیں، اندر آ کر سکون سے بیٹھو پھر خط سناؤ۔'' عابد جیسے ہی گھر میں داخل ہوا عورت نے دروازہ بند کر دیا اور اسے گناہ کی دعوت دی۔ اس نے خوب منت سماجت کی اور قسم وغیرہ دے کر عورت کو گناہ سے باز رکھنا چاہا لیکن اس پر شہوت غالب تھی۔ وہ اسے مسلسل گناہ کی دعوت دیتی رہی۔ بالآخر عابد کو اس گناہ سے بچنے کی تدبیر سوجھی اس نے اپنے آپ کو پاگل ظاہر کیا اور عجیب وغریب حرکتیں کرنے لگا۔ عورت نے پاگل سمجھ کر فوراً دروازہ کھول دیا۔ اور سمجھدار عابد فوراً وہاں سے بھاگ نکلا۔

راستے میں شیطان لعین نظر آیا تو عابد نے کہا: ''اس جال کا کیا ہوا جس کا تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔'' کہا: ''میں نے تو تیرے لئے بہت مضبوط جال تیار کیا تھا مگر تیرے جنون اور اندازِ دیوانگی نے تجھے اس میں پھنسنے نہ دیا۔'' جب عابد نے یہ سُنا تو گناہ سے بچنے پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتا ہوا اپنے گھر کی جانب چل دیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر411:

بچوں کی فریاد اور بوڑھے کا توکل

حضرتِ سیِّدُنا عبیداللہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں حضرتِ سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کی خدمتِ بابرکت میں حاضر تھا۔ اتنے میں حضرتِ سیِّدُنا ابو حَفْص نَیشاپوری علیہ رحمۃ اللہ القوی تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے پُرتپاک طریقے سے استقبال کرتے ہوئے گلے ملے۔ حضرتِ سیِّدُنا ابو حَفْص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! بتاؤ! کیا تمہارے پاس کوئی ایسی چیز ہے جو مجھے کھلا سکو؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''آپ جو حکم فرمائیں گے وہی چیز پکادی جائے گی۔'' یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے ابن زِیْـــرِی! تم نے شیخ کی بات سُنی ہے، اب جلدی سے کھانے کا انتظام کرو۔ حکم پاتے ہی ابن زِیْرِی چلے گئے اور کچھ دیر بعد مطلوبہ اشیاء خورد و نوش لے کر حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرتِ سیِّدُنا ابو حَفْص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا: ''جو چیزیں آپ نے طلب کی تھیں وہ حاضرِ خدمت ہیں۔'' فرمایا: ''اے میرے بھائی! میں چاہتا ہوں کہ یہ سارا کھانا ایثار کردوں تم اس معاملے میں میری مدد کرو۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''جو آپ کی پسند وہی میری پسند۔'' اے ابن زِیْرِی! تم نے شیخ کا کلام تو سن ہی لیا ہے۔ جاؤ! یہ کھانا کسی مستحق فقیر کو دے آؤ۔''

ابن زِیْرِی نے مزدور سے سامان اٹھوایا اور کہا: ''میرے ساتھ ساتھ چلو، جہاں تھک جاؤ وہیں رُک جانا، مزدور سامان اٹھا کر چل دیا اور کچھ دور دو گھروں کے قریب رُک گیا۔ ابن زِیْـــرِی نے قریبی مکان پر دستک دی۔ اندر سے آواز آئی: ''اگر تمہارے پاس کھانے کی فلاں فلاں چیزیں موجود ہیں تو اندر آجاؤ۔'' یہ کہہ کر اس نے ان تمام اشیاء کا نام گنوا دیا جو ہم لے کر آئے تھے۔ جب بتایا گیا کہ تمہاری بتائی ہوئی ہر ہر شئے ہمارے پاس موجود ہے تو دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر بوری سے بنا ہوا پردہ تھا اور سامنے ایک بوڑھا موجود تھا۔ ابن زِیْـــرِی کہتے ہیں کہ ''میں نے آگے بڑھ کر سامان اتروایا اور مزدور کو اجرت دے کر روانہ کردیا۔ بوڑھے نے مجھ سے کہا: ''اس پردے کے پیچھے چھوٹے چھوٹے بچے اور بچیاں ہیں، جنہیں اسی کھانے کی حاجت ہے جو تم لے کر آئے ہو۔'' میں نے کہا: ''اے بزرگ! میں اُس وقت تک یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک آپ حقیقت سے آگاہ نہ کردیں۔'' کہا: ''میرے یہ بچے عرصۂ دراز سے کھانے کی چیزیں مانگ رہے ہیں لیکن میرا ضمیر اس معاملے میں دعا کرنے کے لئے میری موافقت نہ کرتا تھا۔ لہٰذا میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ان اشیاء کا سوال نہیں کیا۔ آج رات میرا دل اس کھانے کی دعا کرنے پر راضی ہوگیا، میں نے جان لیا کہ میرے دل کی موافقت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اگر میں دعا کروں تو ضرور قبول ہوگی۔ لہٰذا امیدِ واثق کے ساتھ میں نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں دعا کردی۔ جب دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو میں سمجھ گیا کہ میری دعا

قبول ہوگئی ہے اور ہمیں وہی چیزیں ملیں گی جن کی خواہش میرے بچے کررہے تھے۔ اسی لئے دروازہ کھولنے سے پہلے میں نے ان چیزوں کا نام گنوایا تھا جو تم لے کر آئے ہو۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر412: انمول غیبی پیالہ

حضرتِ سیِّدُنا ابو العباس شَرْقِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''سفرِ حج میں ہم حضرتِ سیِّدُنا ابوتراب نَخْشَبِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ہمراہ تھے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیمار ہوئے تو راستہ چھوڑ کر ایک وادی کی طرف تشریف لے گئے۔ ہمراہیوں میں سے کسی نے کہا:'' مجھے پیاس نے شدید پریشان کررکھا ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا پاؤں زمین پر مارا تو ٹھنڈے اور شیریں پانی کا چشمہ اُبل پڑا۔ پیاسے مرید نے عرض کی:'' حضور! میں پیالے سے پانی پینا چاہتا ہوں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا تو سفید شیشے کا خوبصورت پیالہ آپ کے ہاتھ میں آگیا۔ میں نے اس سے قبل ایسا پیالہ کبھی نہ دیکھا تھا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود بھی پانی پیا اور ہمیں بھی سیراب کیا۔ وہ **غیبی پیالہ** مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا تک ہمارے پاس رہا۔ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے فرمایا:'' **اللہ** ربُّ العزَّت اپنے بندوں کی عزت وتکریم بڑھانے کے لئے انہیں جو کرامات عطا فرماتا ہے اس کے متعلق تمہارے دوست کیا کہتے ہیں؟''

میں نے کہا:'' ہمارے سب دوست **صحیح العقیدہ** ہیں، وہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کرامات پر کامل یقین رکھتے ہیں۔'' فرمایا: ''اگر ایسا نہ کریں گے تو انکار کرنے والوں میں شمار کئے جائیں گے۔ میں تو تم سے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کیفیت واحوال کے بارے میں لوگوں کی رائے معلوم کررہا ہوں۔'' میں نے کہا:'' حضور! میں اس بارے میں ان کے کسی قول سے واقف نہیں۔'' فرمایا:'' اے میرے بچے! تمہارے دوست گمان کرتے ہیں کہ یہ جِنّوں کی طرف سے دھوکے بازی وچالبازی ہوتی ہے۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ جنوں کی طرف سے نظر بندی یا دوسری کیفیات اس وقت ہوتی ہیں جب حالتِ سکون ہو۔جبکہ نیک لوگ اس کیفیت وحالت کے وقت بے خودی اور جذب کے عالم میں ہوتے ہیں۔اور یہ مقام **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر413:
قیمتی خزانہ

حضرتِ سیِّدُ ناذُو النُّوْن مِصْری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے بھائی حضرتِ سیِّدُ ناذُو الْکِفْل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں: ''میں نے حضرتِ سیِّدُ ناذُو النُّوْن مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے سنا: ''مغربی پہاڑیوں میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر میری ملاقات ایک عابد سے ہوئی جو سر جھکائے بیٹھا تھا میں نے سلام کیا، اس نے جواب دیا۔ میں نے پوچھا: ''تم اس ویران جگہ میں کیوں رہتے ہو؟'' کہا: ''میرے پاس نہایت قیمتی سرمایہ ہے جسے بچانے کے لئے میں آبادی سے دُور آ گیا ہوں میں چاہتا ہوں کہ اپنا یہ خزانہ اس ویران جگہ میں دفنا دوں۔'' میں نے کہا: ''آخر تمہارے پاس ایسا کون سا قیمتی خزانہ ہے جس کی تمہیں اتنی فکر ہے؟''

اس نے کہا: ''توحید کا قیمتی ہار اور اخلاص کا گوہرِ نایاب میرا قیمتی خزانہ ہے۔'' میں نے کہا: ''اگر تم لوگوں سے اُنس ومحبت رکھتے تو کیا حرج تھا؟'' کہا: ''میں لوگوں سے بھاگ کر اس کی طرف آ گیا ہوں جس کی طرف تمام امید وار آتے ہیں۔ میں نے اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کو بہت محبت وکرم کرنے والا پایا لہٰذا میں اسی کی طرف امید لگائے بیٹھا ہوں۔'' پھر اس نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور ''اَنْتَ اَنْتَ یعنی تو ہی تو ہے۔'' کی صدائیں بلند کرنے لگا۔ اس کی دیکھا دیکھی میں بھی آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ جب دوبارہ میں نے اسے دیکھنا چاہا تو وہ موجود نہ تھا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر414:
حقیقی عزت اور حقیقی بادشاہت

حضرتِ سیِّدُ نا رِیَاشی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کا بیان ہے، میں نے حضرتِ سیِّدُ نا اَصْمَعِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے سُنا: خلیفہ عبدالملک بن مَرْوَان حج کے دنوں میں اپنے وزیروں، مشیروں اور اُمراء کے ساتھ مکہ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں بڑی شان وشوکت سے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک حضرتِ سیِّدُ نا عَطاء بن رَبَاح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے، خلیفہ انہیں دیکھتے ہی استقبال کے لئے کھڑا ہو گیا، بڑے ادب واحترام سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور خود سامنے بیٹھ گیا۔ پھر عرض گزار ہوا: ''حضور! اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کوئی حاجت ہے تو ارشاد فرمائیے۔''

خوفِ خدا وعشقِ مصطفیٰ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی دولت سے مالا مال مبلغ حضرتِ سیِّدُ نا عَطاء بن رَبَاح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نیکی کی دعوت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے خلیفہ! **اللہ** ورسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے حرم میں مہاجرین وانصار

کی اولاد کے متعلق **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈر! بے شک تو انہی کی وجہ سے اس مجلس میں بیٹھا ہے۔ اے خلیفہ! سرحد والوں کے بارے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈر! بے شک یہ مسلمانوں کے قلعے ہیں۔ ان کے معاملات حل کیا کر! بے شک تجھ اکیلے سے ان سب کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔ جو سائل تیرے دروازے پر آئیں ان سے غفلت نہ برتنا، ان کے معاملے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے خوب ڈر اور اپنے دروازے سائلین کے لئے بند مت کر۔'' نیکی کی دعوت سُن کر خلیفہ نے کہا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو حکم فرمایا میں اس پر ضرور عمل کروں گا۔'' جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس جانے لگے تو خلیفہ نے آپ کا دامن تھام کر کہا: ''اے ابو محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! آپ نے دوسروں کی حاجات کے متعلق سوال کیا ہے ہم انہیں پورا کریں گے۔ آپ اپنی بھی کسی حاجت کے متعلق ارشاد فرمائیں۔'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ فرماتے ہوئے دربارِ شاہی سے واپس تشریف لے گئے: ''اے خلیفہ! مجھے مخلوق سے کوئی حاجت نہیں۔'' خلیفہ نے درباریوں سے مخاطب ہو کر کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ ہے **حقیقی عزت**، یہ ہے **حقیقی بادشاہت**۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

آفریں اہلِ محبت کے دلوں کو اے دوست! ایک کوزے میں لیے بیٹھے ہیں دریا تیرا
اتنی نسبت بھی مجھے دونوں جہاں میں بس ہے تو مرا مالک و مولیٰ ہے میں بندہ تیرا

حکایت نمبر 415: قاضی شَرِیک کی جرأت و بہادری

حضرت عمر بن ہَیَّاج بن سعید سے منقول ہے: میں حضرتِ سیِّدُنا قاضی شَرِیک علیہ رحمۃ اللہ الرفیق کے قریبی دوستوں میں سے تھا۔ ایک دن صبح سویرے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرے پاس اس حالت میں تشریف لائے کہ چادر اوڑھی ہوئی تھی اور چمڑے کا لباس پہنا ہوا تھا جس کے نیچے قمیص نہ تھی۔ میں نے کہا: ''کیا وجہ ہے کہ آج آپ نے مجلس قضاء منعقد نہیں فرمائی؟'' فرمایا: ''کل میں نے اپنے کپڑے دھوئے تھے جو ابھی تک سوکھے نہیں، میں ان کے خشک ہونے کا انتظار کر رہا ہوں۔ تم یہاں بیٹھو، ہم کچھ دینی مسائل پر گفتگو کرتے ہیں۔'' حکم پا کر میں بیٹھ گیا تو ہمارے درمیان غلام کے نکاح سے متعلق گفتگو ہونے لگی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''جو غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے اس کا کیا حکم ہے؟ کیا اس بارے میں تمہیں کچھ معلومات ہیں۔''

ابھی سلسلۂ کلام جاری تھا کہ ''خَیزُرَان'' کی طرف سے مقرر ایک نصرانی (شاہی ملازم کوفہ میں جس کا ہر حکم مانا جاتا تھا اور موسیٰ بن عیسیٰ کو بھی اس کی ہر بات ماننے کا حکم دیا گیا تھا) ہمارے پاس آیا اس کے ساتھ شاہی سپاہی اور دوسرے بہت سے لوگ تھے۔ وہ چراگاہ کی طرف

جانے کا ارادہ رکھتا تھا، انتہائی قیمتی جُبّہ پہنے، ایک طاقتور عجمی گھوڑے پر بڑے شاہانہ انداز سے بیٹھا ہوا تھا۔ قاضی نے دیکھا کہ ایک پریشان حال شخص ہاتھ جوڑے بڑے دردمندانہ انداز میں پکار رہا ہے: ''ہائے! کوئی میری مدد کرے، میں اولاً **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور پھر قاضی سے انصاف طلب کرتا ہوں۔'' اس سائل کا جسم کوڑوں کی مار سے چھلنی تھا۔ نصرانی (شاہی ملازم) نے قاضی کو سلام کیا قاضی صاحب نے اسے اپنے پاس بٹھالیا۔

زخمی سائل نے عرض کی: ''میں پہلے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پھر قاضی صاحب کی پناہ چاہتا ہوں۔ قاضی صاحب! میں کپڑے بُنتا ہوں اور میرے جیسے مزدور ماہانہ سو درہم اجرت لیتے ہیں۔ اس نصرانی نے مجھے تقریباً چار ماہ سے قید کر رکھا ہے میں سارا دن کام کرتا ہوں لیکن اجرت میں اتنی کم رقم ملتی ہے کہ بمشکل کھانے کی اشیاء خرید سکتا ہوں۔ میرے گھر والے فقر و فاقہ اور تنگدستی میں مبتلا ہیں، آج موقع پا کر میں قید سے بھاگ آیا تو راستے میں اس نصرانی نے مجھے پکڑ لیا اور اتنا مارا کہ میری ساری پیٹھ لہولہان کر دی۔ خدارا! مجھ پر رحم کیجئے۔'' مظلوم سائل کی یہ درد بھری فریاد سُن کر قاضی شَرِیک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نصرانی کو ڈانٹتے ہوئے کہا: ''اے نصرانی! اُٹھ اور اپنے مقابل کے سامنے کھڑا ہو جا۔''

نصرانی نے کہا: ''قاضی صاحب! **اللہ** تعالیٰ آپ کا بھلا کرے، یہ ''خَیْزُرَان'' کے خادموں میں سے ہے اور بھاگ آیا ہے، اسے قید کر لیجئے۔'' قاضی شَرِیک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''تیرا ناس ہو! جو تجھ سے کہا گیا ہے اس پر عمل کر اور سائل کے برابر کھڑا ہو جا۔'' نصرانی ملازم بادلِ ناخواستہ سائل کے برابر جا کھڑا ہوا۔ قاضی صاحب نے فرمایا: ''اس فریادی کی پیٹھ پر یہ زخم کے نشانات کیسے ہیں؟'' کہا: ''قاضی صاحب! **اللہ** تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے میں نے اپنے ہاتھوں سے اسے کوڑے مارے ہیں، ابھی تو اس کو کم سزا ملی ہے یہ تو اس سے بھی زیادہ کا حق دار ہے، آپ جلدی سے اسے جیل بھجوا دیجئے۔''

یہ سُن کر قاضی شَرِیک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کمرے میں داخل ہوئے، واپسی میں ان کے ہاتھ میں ایک زبردست قسم کا سخت کوڑا تھا۔ آپ نے نصرانی کی پیٹھ سے کپڑا ہٹا کر خوب کوڑے لگائے۔ پھر اس مظلوم فریادی سے کہا: ''تم بے خوف و خطر اپنے اہل و عیال کے پاس چلے جاؤ'' وہ دعائیں دیتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ قاضی صاحب نے پھر کوڑا بلند کیا اور پے در پے کئی کوڑے نصرانی کی پیٹھ پر لگاتے ہوئے کہا: ''آئندہ تجھے کسی پر ظلم کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تو آئندہ کبھی بھی کسی مسلمان پر ظلم نہیں کرے گا۔ تیری پیٹھ کے زخم تجھے اس بُری حرکت سے باز رکھیں گے۔'' اس کے رفقاء نے جب اس کی دُرگَت بنتی دیکھی تو اسے چھڑانے کے لئے آگے بڑھے۔ قاضی صاحب نے بآوازِ بلند فرمایا: ''اگر قبیلے کے نوجوان یہاں موجود ہوں تو جلدی سے آئیں اور اس کے دوستوں کو جیل میں ڈال دیں۔'' یہ سُن کر سارے حمایتی بھاگ گئے اور نصرانی اکیلا رہ گیا۔ قاضی صاحب نے اسے خوب سزا دی۔ وہ روتا ہوا کہہ رہا تھا، عنقریب تم اپنا انجام دیکھ لو گے۔ قاضی صاحب نے اس کی دھمکی کی طرف

کوئی توجہ نہ دی، کوڑا دہلیز پر پھینک کر میرے پاس آئے اور فرمایا: ''اے ابوحَفْص! ہاں، تو میں تم سے یہ پوچھ رہا تھا کہ اس غلام کے بارے میں تم کیا کہتے ہو جو اپنے مالک کی اجازت کے بغیر شادی کرلے۔ قاضی صاحب اس طرح گفتگو کر رہے تھے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ نصرانی مار کھا کر عجمی گھوڑے پر سوار ہونے لگا تو گھوڑا بدکنے لگا اب وہاں اس کا کوئی رفیق بھی نہ تھا جو اسے سوار کراتا۔ نصرانی غصے میں آکر گھوڑے کو مارنے لگا تو قاضی صاحب نے فرمایا: ''اے نصرانی! اس بے زبان جانور پر نرمی کر! تیری خرابی ہو، یہ اپنے رب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا تجھ سے زیادہ مطیع و فرمانبردار ہے۔''

نصرانی چلا گیا تو قاضی صاحب نے فرمایا: ''آؤ! ہم اپنے مسئلے پر گفتگو کرتے ہیں۔ بتاؤ! ایسے غلام کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟'' میں نے کہا: ''مجھے اس بارے میں معلوم نہیں۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آج آپ نے بہت بڑی جرأت کی ہے۔ شاید! عنقریب آپ کو اس کی بہت کڑی سزا ملے۔'' فرمایا: ''اے ابوحَفْص! تُو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم کی تعظیم کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے عزت و بلندی عطا فرمائے گا۔ آؤ ہم اپنے مسئلے پر گفتگو کرتے ہیں۔'' پھر قاضی صاحب مجھے اس غلام والے مسئلے کے متعلق بتانے لگے۔ نصرانی (شاہی ملازم) مار کھا کر سیدھا امیر موسیٰ بن عیسیٰ کے پاس گیا۔ امیر نے جب اسے زخمی حالت میں دیکھا تو پوچھا: ''یہ تجھے کیا ہوا؟'' نصرانی نے کہا: ''قاضی شَرِیک نے مار مار کر میری یہ حالت کی ہے۔'' پھر اس نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ امیر موسیٰ بن عیسیٰ نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں قاضی شَرِیک کے معاملے میں ہرگز دخل اندازی نہیں کرسکتا۔ یہ سُن کر نصرانی اپنا سا منہ لے کر بغداد چلا گیا اور پھر واپس نہ آیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

حکایت نمبر 416: مددگار اژدھا

حضرت ابوعبداللہ بن خَفِیف علیہ رحمۃ اللہ الرفیق کہتے ہیں: میں نے حضرتِ سیِّدُنا ابوحسین مُـزَیِّن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مکۂ مکرمہ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَّ تَعْظِيْمًا میں یہ فرماتے سُنا: ''ایک مرتبہ میں ''تبوک'' کے ویرانوں کی طرف گیا، راستے میں ایک کنواں نظر آیا، پانی پینے کی غرض سے کنوئیں کے قریب گیا تو میرا پاؤں پھسل گیا اور میں کنوئیں میں گر گیا۔ وہاں ایک وسیع ابھری ہوئی جگہ دیکھی تو اس پر بیٹھ گیا تاکہ اگر میرے جسم یا کپڑوں وغیرہ پر کوئی نجس شئے لگی ہوئی ہو تو پانی اس سے محفوظ اور لوگوں کے لئے قابلِ استعمال رہے۔ کنوئیں کی گہرائی اور وحشت کے باوجود میرا دل بالکل مطمئن تھا، مجھے کسی قسم کا کوئی خوف محسوس نہ ہو رہا تھا۔ وہاں بیٹھے

ہوئے ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ کسی شئے کی آہٹ سنائی دی۔ میں سوچنے لگا کہ یہ آواز کیسی ہے؟ جب اوپر دیکھا تو ایک بہت بڑا اژدھا میری جانب آرہا تھا۔

لیکن اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! اس خطرناک اژدھے کو دیکھ کر بھی میرا دل مطمئن تھا۔خوف ووحشت کا نام تک نہ تھا۔اژدھا قریب آیا اور میرے گرد دائرہ بنا کر بیٹھ گیا۔ میں سوچ ہی رہا تھا کہ کنوئیں سے باہر کیسے نکلا جائے؟ اژدھے نے اپنی دم میرے گرد لپیٹی اور مجھے کنویں سے باہر نکال دیا پھر میرے جسم سے علیحدہ ہوکر لمحہ بھر میں میری آنکھوں سے اوجھل ہوگیا خوب اِدھر اُدھر دیکھا مگر وہ کہیں نظر نہ آیا۔ نہ جانے اس مددگار اژدھے کو زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا؟ پھر میں اٹھ کھڑا ہوا اور اس غیبی امداد پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتا ہوا اپنی منزل کی جانب چل دیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 417:

مؤمن کی نصیحت

حضرت سیدنا عُبَیْدُاللہ بن شُمَیْط بن عَجْلَان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں، میں نے اپنے والدِمحترم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: مؤمن اپنے نفس کو اس طرح سمجھاتا ہے:

''اے نفس! یہ دنیوی فانی زندگی صرف تین دن ہی تو ہے۔ایک تو گزر گیا۔ایک وہ ہے جس میں تو ہے، سمجھ لے کہ بس یہ بھی گزر گیا۔کل کا دن تو ایک ایسی کھوکھلی اُمید ہے جسے شاید تو نہ پاسکے، اگر تو کل تک زندہ رہا تو کل کا دن تیرا رزق ساتھ لے کر آئے گا اور کل نہ جانے کتنے لوگوں کو موت کا پیغام مل جائے گا، ہوسکتا ہے تو بھی انہی میں شامل ہو جنہیں پیغامِ اَجل (یعنی موت کا پیغام) ملنے والا ہے۔اے نفس! ہر دن کے لئے اس دن کا غم ہی بہت ہے۔ پھر اگر مزید زندگی ملی تو تیرے کمزور وناتواں دل پر قحط سالی اور گردشِ ایام کا غم مسلّط رہے گا۔کبھی اشیاء کا ارزاں وقیمتی مزہ تجھے پریشان کرے گا تو کبھی گرمیوں میں ہی تو سخت سردی آنے کے غم میں مبتلا ہوجائے گا۔اسی طرح سردیوں میں گرمی آنے سے قبل ہی تجھے اس کا غم نڈھال کردے گا۔ جب تجھے اتنے سارے غم ہوں گے تو تیرا دل آخرت کے غم کی طرف کیسے متوجہ ہوگا؟ یادرکھ! ہر ہر دن تیری مدّتِ عمر کو کم کررہا ہے، لیکن تجھے کوئی پرواہ نہیں۔ تیرا رزق ہر روز پورا ہوتا جارہا ہے، لیکن تجھے کوئی غم نہیں! تجھے بقدرِ کفایت روزی مل جاتی ہے، لیکن پھر بھی تو دھوکہ دینے والی اشیاء کی طلب میں سرگرداں ہے۔

قلیل پر قناعت نہیں ملتی، کثیر سے تیرا پیٹ نہیں بھرتا، آخر یہ غفلت کب تک؟ تو ان باتوں سے خوب واقف ہے، پھر بھی اپنی جہالت سے آگاہ کیوں نہیں ہوتا؟ حالانکہ تو بخوبی جانتا ہے کہ جن نعمتوں کی خوشگوار برسات میں تو نہا رہا ہے ان کا شکرادا کرنے سے تو عاجز ہے۔ ان نعمتوں کا شکرادا نہیں ہوسکتا، لیکن پھر بھی تجھے زیادہ کی طلب نے دھوکے میں مبتلا کر رکھا ہے۔ وہ شخص اپنی آخرت کے لئے کیا تیاری کرے گا؟ جس کی دنیوی خواہشات ہی پوری نہیں ہوتیں، جس کے دنیوی مطالبات ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتے۔ انتہائی تعجب ہے اس پر جو ہمیشہ کے گھر (یعنی جنت) کی تصدیق کرنے کے باوجود دھوکے کی زندگی کے لئے سرگرداں ہے! صد ہزار افسوس ایسے شخص پر!''

؎ دِلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
باغیچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سمانا ہے

ترا نازک بدن بھائی جو لیٹے سیج پھولوں پر
ہو گا اک دن بے جان اسے کیڑوں نے کھانا ہے

جہاں کے شُغل میں شاغل خدا کے ذکر سے غافل
کرے دعویٰ کہ یہ دنیا ترا دائم ٹھکانہ ہے

غلامؔ اِک دم نہ کر غفلت حیاتی پر نہ ہو غُرّہ
خدا کی یاد کر ہر دم کہ جس نے کام آنا ہے

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** آخرت کی تیاری کے لئے قبر وحشر کی یاد بہت ضروری ہے جب ان دشوار گزار گھاٹیوں کا پُرہول منظر ہر وقت پیشِ نظر ہوگا تو ان سے بچنے کا ذہن بنے گا۔ قبر وحشر کی تیاری کے لئے ''**دعوتِ اسلامی**'' کے مدنی ماحول سے وابستگی اور امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ کے عطا کردہ ''**مدنی انعامات**'' پر عمل بہت مفید ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں مدنی قافلوں کا مسافر اور مدنی انعامات کا عامل بنائے۔) (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر418: حضرتِ سوّار اور نابینا نوجوان

حضرتِ سیِّدُنا سوّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ''ایک دن جب میں ''**خلیفہ مہدی**'' کے دربار سے واپس آیا تو نہ جانے کیوں بے قراری و بے چینی سی محسوس ہونے لگی، نیند میری آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ میں اٹھا سواری تیار کی اور باہر آ گیا راستے میں اپنے کاروباری وکیل سے ملاقات ہوئی، اس کے پاس دراہم کی تھیلیاں تھیں میں نے پوچھا: ''یہ رقم کہاں سے آئی؟'' کہا: ''یہ کاروباری نفع کے دو ہزار (2000) درہم ہیں۔'' میں نے کہا: ''انہیں اپنے پاس رکھو اور میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔'' اتنا کہہ کر میں نہر کی جانب چل پڑا، پُل عبور کر کے شارع ''**دارِ رفیق**'' کی طرف صحراء کے قریب پہنچ کر کچھ دیر ''**بابِ انبار**'' کے گرد گھومتا رہا، پھر بابِ انبار کی سڑک پر چلتا ہوا ایسے صاف ستھرے مکان کے قریب رُکا جو سرسبز و شاداب اور درختوں سے بھرا ہوا تھا۔

دروازے پر خادم موجود تھا۔ میں نے پانی مانگا تو وہ خوشبودار میٹھے پانی سے بھرا ایک بہترین گھڑا لے آیا۔ میں نے پانی پی کر اس کا شکریہ ادا کیا اور نمازِ عصر کے لئے قریب ہی ایک مسجد میں چلا گیا۔

نمازِ عصر کے بعد ایک نابینا شخص نظر آیا جو کسی کو ڈھونڈ رہا تھا۔ میں نے کہا: ''اے بندۂ خدا! تجھے کس کی تلاش ہے؟'' کہا: ''میں آپ ہی کو ڈھونڈ رہا ہوں۔'' میں نے کہا: ''کہو! کیا کام ہے؟'' اس نے بیٹھتے ہوئے کہا: ''میں نے آپ سے بہت عمدہ خوشبو سونگھ کر یہ گمان کیا ہے کہ آپ مالدار لوگوں میں سے ہیں۔ میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں، اگر اجازت ہو تو عرض کروں؟'' میں نے کہا: ''بتاؤ! کیا بات ہے؟'' اس نے قریب ہی موجود ایک عمدہ محل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''آپ اس محل کو دیکھ رہے ہیں؟'' میں نے کہا: ''ہاں۔'' کہا: ''یہ عظیم الشان محل میرے والد کا تھا اسے بیچ کر ہم خراسان چلے گئے۔ گردشِ ایام کی زَد میں آ کر ہم اپنی نعمتوں سے محروم ہوتے چلے گئے، تنگدستی و مفلسی نے ہمارے آنگن میں ڈیرے ڈال لئے، بالآخر میں مجبور ہو کر یہاں آیا تاکہ اس نئے مالک سے کچھ امداد کا مطالبہ کروں اور اپنے والد کے بہترین دوست سَوّار کے پاس پہنچ کر اپنی حالت سے آگاہ کروں۔''

نابینے نوجوان کی گفتگو سُن کر میں نے پوچھا: ''تمہارے والد کا نام کیا ہے؟'' جب اس نے اپنے والد کا نام بتایا تو وہ واقعی میرا بہترین اور سچا دوست تھا۔ میں نے اس نوجوان سے کہا: ''اے نوجوان! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تجھے تیرے مطلوب تک پہنچا دیا، **اللہ** تبارک وتعالیٰ نے اس سے نیند اور کھانے پینے کو روکے رکھا یہاں تک کہ اسے تیرے پاس لے آیا۔ سنو! میں ہی تمہارے والد کا دوست **''سَوّار''** ہوں۔ آؤ! میرے قریب آ کر بیٹھو۔'' نوجوان یہ سن کر حیرانی وخوشی کے عالَم میں میرے قریب آ بیٹھا۔ میں نے اپنے کاروباری وکیل سے دو ہزار درہم لئے اور اس نوجوان کو دیتے ہوئے کہا: ''ابھی یہ رقم اپنے پاس رکھ لو اور کل میرے گھر چلے آنا۔ یہ کہہ کر میں وہاں سے چلا آیا۔ میں نے سوچا کیوں نہ اس واقعہ کی اطلاع خلیفہ مہدی کو دی جائے۔ چنانچہ، میں خلیفہ کے پاس پہنچا اور اوّل سے آخر تک سب واقعہ کہہ سُنایا۔ خلیفہ یہ سن کر بہت متعجب ہوا اور میرے لئے دو ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔ میں واپس آنے لگا تو کہا: ''بیٹھو اور یہ بتاؤ کہ کیا تم پر کسی کا قرض وغیرہ ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں! میں پچاس ہزار (50,000) دینار کا مقروض ہوں۔'' خلیفہ چند لمحے خاموش رہا پھر تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے بعد کہا: ''اب تم اپنے گھر چلے جاؤ۔'' میں واپس آنے لگا تو میرے ساتھ ایک غلام تھا جس کے پاس پچاس ہزار دینار تھے۔ اس نے مجھ سے کہا: ''خلیفہ نے حکم دیا ہے کہ اس رقم کے ذریعے اپنا قرض ادا کیجئے۔'' میں نے وہ رقم لے لی۔

آج دوسرا دن تھا لیکن وہ نابینا نوجوان ابھی تک نہ آیا تھا۔ میں اسی کے انتظار میں تھا کہ خلیفہ کی طرف سے بلاوا آ گیا۔ میں وہاں پہنچا تو خلیفہ نے کہا: ''ہم نے تمہارے معاملے میں غور کیا تو اس نتیجے پر پہنچے کہ تمہارا قرض تو ادا ہو جائے گا لیکن اس کے بعد دیگر ضروریات کے لئے تمہیں پھر کسی سے قرض لینا پڑے گا یا کسی اور امر کی طرف محتاجی ہوگی، لہٰذا میں تمہیں مزید پچاس ہزار

دینار دے رہا ہوں، جاؤ! یہ تمہیں مُبارَک ہوں۔" میں پچاس ہزار دینار لے کر دربار سے چلا آیا۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ وہ نابینا نوجوان آگیا۔ میں نے کہا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ بڑا **اجواد** و کریم ہے اس نے اپنے فضل و کرم کی خوب بارش برسائی ہے۔ یہ لو! یہ دو ہزار دینار لے جاؤ۔ **اللہ** تبارک و تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہے۔" نوجوان نے وہ رقم لی اور مجھے دعائیں دیتا ہوا رخصت ہوگیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

پاکدامن ملکہ

حکایت نمبر 419:

حضرتِ سیِّدُنا جَعْفَر بن محمد صادِق علیہ رحمۃ اللہ الرازق سے منقول ہے، بنی اسرائیل کا ایک شخص سفر پر جانے لگا تو اپنے بھائی سے عہد لیا کہ "تم میری بیوی کی خدمت اور دیکھ بھال کرو گے۔" اس نے اقرار کرلیا اور یقین دہانی کراتے ہوئے کہا: "بھائی جان! آپ بے فکر ہو کر سفر پر جائیں، آپ کو کسی قسم کی کوئی شکایت نہ ہوگی، میں ہر طرح سے آپ کی زوجہ کا خیال رکھوں گا۔" چنانچہ، وہ مطمئن ہو کر سفر پر روانہ ہوگیا۔ اس نے اپنی بھابھی کے ساتھ رہنا شروع کر دیا۔ عورت کے حسن و جمال نے اس کی آنکھوں پر غفلت کا پردہ ڈال دیا، وہ اپنی بھابھی پر عاشق ہوگیا اور اپنے بھائی سے کئے ہوئے عہد کو توڑ کر اس کی بیوی کو اپنے ارادے سے آگاہ کرتے ہوئے گناہ کی دعوت دی۔ عورت پاکدامن و باحیا تھی، اس نے انکار کر دیا۔ جب بدبخت وخائن دیوَر اپنی کوشش میں ناکام ہونے لگا تو دھمکی دیتے ہوئے کہا: "اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں تمہیں ہلاک کر دوں گا۔" عورت نے کہا: "خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں تمہاری گناہ بھری دعوت ہرگز ہرگز قبول نہ کروں گی، تم جو چاہے کرلو۔" پاکباز عورت کے ایمان افروز اور جراءت مندانہ انداز کو دیکھ کر وہ خاموش ہوگیا۔ جب اس کا بھائی سفر سے واپس آیا تو کہا: "میرے بھائی! جانتے ہو! تمہاری بیوی نے تمہارے جانے کے بعد کیا گُل کھلایا؟ سنو! وہ مجھے بدکاری کی دعوت دیا کرتی تھی، توبہ توبہ، وہ تو بڑی بدچلن ہے۔ اس نے تمہارے جانے کے بعد نہ جانے کیا کیا برے کام کئے ہیں۔"

بھائی کی یہ باتیں سن کر اسے بہت غصہ آیا اس نے کہا: "جانتے ہو! تم کیا کہہ رہے ہو؟" کہا: "بھائی جان! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔ میں نے حقیقت واضح کردی ہے، اب تمہاری مرضی۔" بھائی کی باتیں سُن کر اس کے دل میں یہ بات جم گئی کہ "واقعی میری بیوی نے خیانت کی ہے۔" غم و غصے کی وجہ سے اس نے اپنی بیوی سے بات چیت بالکل بند کردی۔ بالآخر ایک رات موقع پا کر اپنی پاکباز بیوی کو تلوار کے پے در پے وار کر کے شدید زخمی کر دیا۔ جب یقین ہوگیا کہ یہ مر چکی ہے تو

وہاں سے چلا گیا۔خدا عَزَّوَجَلَّ کی قدرت کہ شدید زخمی ہوجانے کے باوجود نیک خاتون ابھی زندہ تھی، وہ گرتی پڑتی ایک راہب کے عبادت خانے کے قریب پہنچی، اس کی درد بھری آہیں سن کر راہب نے اپنے غلام کو بلایا، دونوں اسے اُٹھا کر عبادت خانے میں لے آئے۔ نیک نیت راہب بڑی توجہ سے اس کا علاج کرتا رہا، جس کی وجہ سے وہ بہت جلد صحت یاب ہوگئی۔ راہب کی زوجہ فوت ہوگئی تھی اس کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ راہب نے عورت سے کہا: ''اب تم ٹھیک ہوگئی ہو اگر جانا چاہو تو بخوشی چلی جاؤ، اگر یہاں رہنا چاہو تو تمہاری مرضی۔''

عورت نے کہا: ''میں یہیں رہ کر آپ کی خدمت میں زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔'' راہب نے اپنا بچہ اس کے حوالے کر دیا۔ نیک و پارسا خاتون بڑی دل جمعی سے اس کی پرورش کرنے لگی۔ راہب کا سیاہ فام غلام عورت کے حسن کو دیکھ کر بدنیت ہوگیا اور موقع کی تلاش میں رہنے لگا۔ ایک دن اس نے اپنی نیتِ بد کا اظہار کرتے ہوئے اس پاکباز و باحیا عورت کو بدکاری کی طرف بلایا اور کہا: ''بخدا! یا تو میری بات مان لے اور میری خواہش پوری کر دے ورنہ میں تجھے ہلاک کر دوں گا۔'' خوفِ خدا رکھنے والی نیک عورت نے کہا: ''میں ہرگز ہرگز تیری بات نہیں مانوں گی تجھے جو کرنا ہے کرلے۔'' بدکار سیاہ فام اپنی ناکامی پر ماتم کرتا ہوا دل میں بغض لئے وہاں سے چلا گیا۔ رات کی سیاہی نے جب ہر شے کو ڈھانپ لیا تو سیاہ فام غلام عورت کے پاس آیا، بچہ اس کی گود میں رو رہا تھا اور وہ اسے بہلا رہی تھی۔ ظالم و شہوت پرست سیاہ فام غلام نے تیز چھری سے بچے کا گلا کاٹ دیا، چند ہی لمحوں میں اس نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ غلام دوڑ کر راہب کے پاس گیا اور کہا: ''حضور! کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کی اس مہمان خبیث عورت نے کیا کارنامہ کیا ہے؟ کیا آپ کو معلوم ہے اس نے آپ کے ننھے منے بچے کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے اس کے ساتھ احسان کیا لیکن اس نے آپ کے بچے کے ساتھ بہت برا سلوک کیا ہے۔ ہائے! ہائے! کیسی ظالم عورت ہے۔'' راہب غلام کی باتیں سن کر بہت متعجب ہوا اور پریشان ہو کر کہا: ''تیرا ناس ہو! بتا تو سہی اس نے میرے بچے کے ساتھ کیا کیا ہے؟'' کہا: ''حضور! اس نے آپ کے لاڈلے بچے کو ذبح کر ڈالا ہے، اگر یقین نہیں آتا تو چل کر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔'' راہب دوڑتا ہوا وہاں پہنچا تو دیکھا کہ واقعی بچے کا گلا کٹا ہوا ہے اور اس کا جسم خون میں لت پت ہے۔ راہب نے عورت سے پوچھا: ''میرے بچے کو کیا ہوا؟'' کہا: ''میں نے اس کے ساتھ کچھ نہیں کیا بلکہ آپ کے غلام نے مجھے گناہ کی دعوت دی جب میں نے انکار کیا تو اس نے بچے کو قتل کر دیا۔ میں اس معاملے میں بالکل بے قصور ہوں۔''

راہب نے کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی! تو نے اپنے معاملے میں مجھے شک میں مبتلا کر دیا ہے، اب میں نہیں چاہتا کہ تو میرے ساتھ رہے۔ یہ پچاس (50) دینار لے جا اور جہاں تیرا جی چاہے چلی جا، یہ دینار تیری ضروریات میں کام آئیں گے۔'' عورت نے پچاس دینار لئے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے امید لگائے غیر متعین منزل کی طرف چل دی۔ ایک بستی کے

قریب سے گزری تو دیکھا کہ مجمع لگا ہوا ہے اور ایک شخص کو پھانسی دینے کے لئے لایا جارہا ہے، بستی کا سردار بھی وہیں موجود تھا۔ عورت سردار کے پاس گئی اور کہا: ''کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ تم مجھ سے پچاس دینار لے لو اور اس شخص کو آزاد کردو۔'' سردار نے کہا: ''لاؤ! رقم میرے حوالے کرو۔'' عورت نے پچاس دینار دیئے تو سردار نے قیدی کو رِہا کردیا۔ وہ قیدی اس پاکباز صابرہ خاتون کے پاس آیا اور کہا: ''میری جان بچا کر تو نے جو احسان کیا ہے آج تک کسی نے مجھ پر ایسا احسان نہیں کیا۔ اب میں تیری خدمت کروں گا یہاں تک کہ موت ہمارے درمیان جدائی کردے۔''

چنانچہ، وہ شخص اس عورت کو لے کر ساحلِ سمندر پر پہنچا، کشتی چلنے ہی کو تھی دونوں کشتی میں سوار ہوگئے۔ عورت کا حسن وجمال دیکھ کر سارے مسافر حیران رہ گئے۔ وہ عورتوں والے حصے میں بیٹھ گئی۔ لوگوں نے قیدی سے کہا: ''یہ حسین وجمیل عورت کون ہے؟'' اس بد بخت نے کہا: ''یہ میری زرخرید لونڈی ہے۔'' کشتی میں موجود ایک شخص جو اس عورت کے حسن میں گرفتار ہوچکا تھا، اس نے کہا: ''کیا تم اپنی لونڈی فروخت کرو گے؟'' کہا: ''میں اسے بیچنا نہیں چاہتا کیونکہ وہ مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتی ہے، جب اسے معلوم ہوگا کہ میں نے اسے بیچ دیا ہے تو اسے میری طرف سے بہت تکلیف پہنچے گی، اس نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں اسے کبھی نہ بیچوں گا۔'' مسافر نے کہا: ''تو مجھ سے منہ مانگی قیمت لے لے اور خاموشی سے چلا جا! تجھے کیا ضرورت ہے کہ تو اسے بتائے۔'' لالچی واحسان فراموش، دھوکے باز قیدی نے مال کے وبال میں پھنس کر مسافر سے بہت سارا مال لیا اور کشتی سے اُتر گیا۔ مسافر نے اس خرید وفروخت پر تمام مسافروں کو گواہ بنالیا۔ عورت چونکہ مستورات والے حصے میں تھی اس لئے اس معاملے سے بے خبر رہی۔ جب مسافر کو یقین ہوگیا کہ اس کا مالک جاچکا ہے اب واپس نہیں آسکتا تو وہ عورت کے پاس آیا اور کہا: ''آج سے تم میری ملکیت میں ہو، میں نے تمہیں خرید لیا ہے۔''

عورت نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کا خوف کر! تو نے مجھے کیسے خرید لیا؟ جبکہ میں آزاد ہوں اور کسی کی ملکیت میں نہیں۔'' مسافر نے کہا: ''ان باتوں کو چھوڑ، تیرا مالک تجھے بیچ کر یہاں سے جاچکا ہے۔ اب نہ تو اپنے مالک کے پاس جاسکتی ہے نہ ہی وہ رقم واپس کرسکتی ہے جو تیرے مالک نے مجھ سے لی ہے، میں نے مالِ کثیر دے کر تجھے خریدا ہے اور تمام مسافر اس پر گواہ ہیں۔ اگر یقین نہیں آتا تو ان سے پوچھ لے۔ سب مسافروں نے کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی دشمن! اس نے واقعی تجھے خریدا ہے، ہم سب اس پر گواہ ہیں۔'' نیک وپاکباز، جرأت مند عورت نے کہا: ''تمہارا ناس ہو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں آزاد ہوں، آج تک کبھی کوئی میرا مالک نہیں بنا۔ میں کسی کی لونڈی نہیں کہ مجھے کوئی بیچے۔ تم اس معاملہ میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو۔ لوگوں نے اس مسافر سے کہا: ''یہ اس طرح باز نہیں آئے گی، اس کے ساتھ جو سلوک کرنا ہے کر ڈال، خود ہی مان جائے گی۔'' یہ سن کر مسافر اس کی طرف بڑھا۔ جب اس مظلومہ کو اپنی عزت کا خطرہ محسوس ہوا تو اس نے کشتی والوں کے لئے بددعا کی۔ فوراً کشتی ان سب کو لے کر ڈوب

گئی۔سب کے سب غرق ہو گئے اور کشتی کے تختے پر عورت کے علاوہ کوئی باقی نہ بچا۔

وہ عید کا دن تھا، بادشاہ اپنی رعایا کے ساتھ ساحلِ سمندر پر آیا ہوا تھا، تمام لوگ خوشیاں منا رہے تھے، جب بادشاہ نے کشتی کو ڈوبتے دیکھا تو فوراً تیراک سپاہیوں کو حکم دیا: ''جلدی سے کشتی والوں کی مدد کو پہنچو۔'' سپاہی گئے تو انہیں اس نیک عورت کے علاوہ کوئی اور زندہ نہ ملا۔ وہ اسے لے کر بادشاہ کے پاس آئے، بادشاہ نے حقیقتِ حال دریافت کرتے ہوئے نکاح کا پیغام دیا۔لیکن اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا: ''میرا قصّہ بڑا عجیب وغریب ہے، میرے لئے نکاح کرنا جائز نہیں۔'' بادشاہ نے جب یہ سنا تو اس کے لئے علیحدہ مکان بنوا دیا اور وہ اس میں رہنے لگی۔لیل ونہار (یعنی رات دن) گزرتے رہے، وقت کی گاڑی تیزی سے چلتی رہی۔ بادشاہ کو جب بھی کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو وہ اس پاکباز عورت سے مشورہ کرتا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے مشوروں میں ایسی برکت دی کہ ان پر عمل کر کے بادشاہ کو ہمیشہ کامیابی ہوتی۔اب بادشاہ کے نزدیک یہ پاکباز عورت بہت معظم ہوگئی تھی وہ اسے بہت بابرکت سمجھنے لگا۔ جب بادشاہ کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے وزیروں، مشیروں اور رعایا کو جمع کر کے کہا: ''اے لوگو! تم نے مجھے کیسا پایا؟'' سب نے بیک زبان جواب دیا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو اچھی جزا عطا فرمائے، آپ ہمارے لئے رحیم باپ کی طرح ہیں۔'' بادشاہ نے کہا: ''اے لوگو! توجہ سے میری بات سنو! تم نے محسوس کیا ہوگا کہ ہماری نیک سیرت مہمان خاتون کے قابلِ قدر مشوروں کی بدولت ہمارے ملک کا نظام بہت بہتر ہو گیا ہے۔میں نے اسے اپنے ہر معاملے میں بابرکت پایا۔میں تمہارے لئے ایک بہت اچھی تدبیر کرنا چاہتا ہوں۔'' لوگوں نے تجسُّس بھرے انداز میں کہا: ''عالی جاہ! حکم فرمائیں آپ کیا چاہتے ہیں؟'' کہا: ''میں چاہتا ہوں کہ اپنے بعد اس نیک سیرت خاتون کو تم پر ملکہ مقرر کر دوں۔'' شفیق ورحیم بادشاہ کے حکم پر ''لَبَّیْک'' کہتے ہوئے سب نے عرض کی: ''عالی جاہ! جیسا آپ چاہتے ہیں، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ویسا ہی ہوگا۔'' چنانچہ، بادشاہ نے اس باحیا، نیک سیرت وصابرہ خاتون کو پورے ملک کی سلطنت عطا کر دی اور خود دارِ فانی سے کوچ کر کے دارِ بقا کا راہی بن گیا۔

اس نے ملکہ بنتے ہی اعلان کر دیا کہ پورے ملک کے لوگ بیعت کے لئے جمع ہو جائیں۔حکمِ شاہی ملتے ہی ملک کے گوشے گوشے سے لوگ نئے بادشاہ کی بیعت کے لئے جمع ہو گئے۔ بیعت کا سلسلہ شروع ہوا۔جب اس کا شوہر اور دیور آئے تو حکم دیا کہ ان دونوں کو علیحدہ کھڑا کر دو۔پھر وہ شخص آیا جسے پھانسی دی جا رہی تھی (اور جس احسان فراموش نے اپنی اس محسنہ کو بیچ دیا تھا) ملکہ نے حکم دیا کہ اسے بھی ان دونوں کے ساتھ کھڑا کر دو۔پھر نیک سیرت راہب اور اس کا بدکردار سیاہ فام غلام آیا تو انہیں بھی لوگوں سے علیحدہ کر دیا گیا۔جب تمام لوگ بیعت کر چکے تو ملکہ نے ان پانچوں کو اپنے پاس بلوایا اور اپنے شوہر سے کہا: ''کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟'' اس نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ ہماری ملکہ ہیں۔'' کہا: ''میں تمہاری بیوی ہوں۔سنو! تمہارے بدکردار وخائن بھائی نے میرے ساتھ کیسا برا سلوک کیا تھا۔'' یہ کہہ کر سارا واقعہ اسے بتایا اور کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ خوب جانتا ہے کہ تم سے جدا ہونے سے لے کر

آج تک مجھے کسی مرد نے نہیں چھوا۔ میں آج بھی پاک دامن ومحفوظ ہوں۔'' پھر اس نے اپنے دیور کو بلا کر پھانسی کا حکم دے دیا۔ پھر راہب سے کہا: ''اگر آپ کی کوئی حاجت ہو تو بتاؤ، میں وہی عورت ہوں جو تمہارے پاس زخمی حالت میں آئی تھی۔'' تمہارے بیٹے کو تمہارے اس ظالم وشہوت پرست سیاہ فام غلام نے ذبح کیا تھا۔'' پھر غلام کو بلوا کر اسے بھی قتل کروا دیا۔ اب اس شخص کی باری تھی جسے پھانسی دی جارہی تھی اور ملکہ نے اسے بچایا تھا۔ جب وہ آیا تو اسے بھی قتل کر دیا گیا اور اس کی لاش چوراہے پر لٹکا دی گئی اور یوں وہ اپنے انجامِ بد کو پہنچ گیا۔ باحیا و پاک دامن خاتون نے ہر آن اپنی عزت کی حفاظت کی، احکامِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ کو پیشِ نظر رکھا اور صبر واستقامت سے کام لیا۔ آج اسے تاج وتخت اور عزت وعظمت کی دولت میسر تھی۔ جب تک خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ نے چاہا وہ بحسن وخوبی امورِ سلطنت انجام دیتی رہی پھر اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر گئی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم }

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس سبق آموز حکایت کے اندر عبرت کے بے شمار مدنی پھول ہیں۔ مثلاً: (۱)...... بغیر تحقیق کے کبھی کسی کے بارے میں بدگمانی نہیں کرنی چاہئے۔ (۲)...... کبھی بھی غیر محرم کے ساتھ تنہائی اختیار نہیں کرنی چاہئے اور دیور تو موت ہے۔ (۳)...... نیک لوگ مال و دولت دے کر بھی دوسروں کو مصیبتوں اور آفتوں سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ (۴)...... دولت کا حریص اپنے محسنوں کو بھول جاتا ہے اور اُن کے ساتھ ایسا سلوک کر گزرتا ہے جو کسی طرح بھی روا و جائز نہیں۔ (۵)...... بلاتحقیق کسی پر کوئی حکم نہیں لگانا چاہئے۔ (۶)...... شہوت پرستی گناہوں کے سمندر میں غرق کر دیتی ہے اور اس میں ڈوب کر انسان جہنم کی تہہ تک پہنچ جاتا ہے۔ (۷)...... انسان کیسی ہی حالت سے دوچار ہو پھر بھی احکامِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ کی پابندی کرے اور اپنی عزت وایمان کو کسی قیمت پر نہ چھوڑے۔ (۸)...... بندہ مصیبتوں، ظلم وستم کی آندھیوں اور غم وحزن کی دشوار گزار گھاٹیوں سے گزر کر ایک نہ ایک دن خوشیوں اور عزتوں کے گلشن میں ضرور پہنچتا ہے۔ (۹)...... انسان کو اس کے برے اعمال کا برا اور اچھے اعمال کا اچھا صلہ ضرور ملتا ہے۔ جو ہر حال میں **اللہ** ورسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے احکام کی پابندی کرتا ہے وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا، نصرتِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ ہر وقت اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں نیک امور پر استقامت عطا فرمائے۔ (۱۰)...... اپنی عزت وعصمت کی ہمیشہ حفاظت کرنی چاہئے۔ کسی بھی حالت میں دولتِ عزت کی چادر داغ دار نہیں ہونی چاہئے کیونکہ ایمان کے بعد عزت ہی سب سے بڑی دولت ہے۔ سب کچھ چھوٹے تو چھوٹ جائے لیکن ایمان وعزت ہاتھ سے نہ جانے پائے ورنہ دونوں جہاں کی بربادی ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں ایسی مدنی سوچ عطا فرمائے کہ ہم بھی ہر حال میں حکمِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ اور سنتِ نبوی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی پیروی کریں اور گناہوں سے نفرت کرتے رہیں۔)

(آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم)

حکایت نمبر420:

آئینِ جوانمرداں حق گوئی وبیباکی

حضرت جَعْفَر بن ابومُغِیْرَہ کا بیان ہے: کوفہ میں ''حُطَیْط'' نامی عابد رہا کرتا تھا۔اس کی عبادت کا یہ عالَم تھا کہ روزانہ دو قرآنِ پاک ختم کیا کرتا۔ ہر سال کوفہ سے برہنہ پا (یعنی ننگے پاؤں) ننگے سر مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا جاتا۔ظالم حاکم ''حَجَّاج'' کو اس کے بارے میں پتا چلا تو اس نے سپاہیوں کو اس کی تلاش میں بھیجا۔جب اس نوجوان کو لایا گیا تو اس نے حَجَّاج سے کہا: ''مجھے یہاں کیوں بلایا گیا ہے؟'' حَجَّاج نے کہا: ''میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں، سچ سچ بتانا۔'' کہا: ''میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے عہد کیا ہے کہ جب بھی مجھ سے کوئی بات پوچھی جائے گی میں سچ سچ جواب دوں گا، مصیبت میں مبتلا کر دیا گیا تو صبر کروں گا، معاف کر دیا گیا تو حمد وشکر بجالاؤں گا۔'' حَجَّاج نے کہا: ''تم میرے بارے میں کیا کہتے ہو؟'' کہا: ''اے حَجَّاج! تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا دشمن ہے تجھے تو قتل کر دینا چاہئے۔'' حَجَّاج نے پوچھا: ''اچھا خلیفہ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟'' کہا: ''تو اس کے شر کے انگاروں میں سے ایک انگارہ ہے وہ تیری نسبت زیادہ مجرم وقابلِ سزا ہے۔''

یہ سن کر حَجَّاج غیظ وغضب کی آگ میں جل اٹھا اور چِلّا کر بولا: ''اسے پکڑ لو اور طرح طرح کی دردناک سزاؤں کا مزا چکھاؤ۔'' خوشامدی سپاہیوں نے فوراً اس **دلیر و مجاہد مُبَلِّغ** کو پکڑ کر اذیت ناک سزائیں دینی شروع کر دیں مگر اس صبر و رضا کے پیکر نے بالکل چیخ وپکار تک نہ کی۔ جب حَجَّاج کو خبر دی گئی تو اس نے کہا: ''کچھ بانس چیر کر اس کے برہنہ جسم پر سختی سے باندھ دو پھر زخموں پر نمک وسِرکہ چھڑک کر بانسوں کی تیز دھاروں سے اس کی کھال نوچ ڈالو۔'' حکم ملتے ہی جلّادوں نے اس ولیٔ کامل کے جسمِ نازنین پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑ ڈالے، جب سارا جسم زخموں سے چُور چُور ہو گیا تو زخموں پر نمک اور سرکہ ڈالا گیا۔لیکن اس کوہِ استقامت کے پائے استقلال میں ذرہ برابر بھی تزلزل نہ آیا۔حَجَّاج کو جب یہ خبر پہنچی تو کہا: ''اسے بازار لے جاکر چوراہے پر اس کا سر قلم کر دو۔'' چنانچہ، اس حق گو مبلغ کو بازار لایا گیا، راوی کا بیان ہے کہ میں اس وقت وہاں پر موجود تھا۔ جب اس کی آخری خواہش پوچھی گئی تو اس نے کہا: ''مجھے پانی پلا دو۔'' اسے پانی دیا گیا تو پانی پیتے ہی اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ انتقال کے وقت اس عابد وزاہد نوجوان کی عمر اٹھارہ برس تھی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم}

حکایت نمبر 421:

شدَّاد کی جنت

حضرتِ سیِّدُ نا وَہب بن مُنَبِّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے، ''حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن قِلَابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گمشدہ اونٹوں کی تلاش میں نکلے۔ جب عدن کے صحرا میں پہنچے تو ایک عظیم الشان شہر ظاہر ہوا جس کے گرد قلعہ بنا ہوا تھا اور قلعے کے اردگرد بہت سے خوبصورت محل تھے۔ وہ یہ سوچ کر اس طرف گئے کہ کسی سے اپنے اونٹوں کے متعلق پوچھ لیں گے، لیکن وہاں کوئی نظر نہ آیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سواری سے اتر کر گلے میں تلوار لٹکائے قلعے میں داخل ہوئے تو دو بڑے بڑے دروازے دیکھے جن پر سفید وسرخ قیمتی موتی جڑے ہوئے تھے، ایسے مضبوط اور خوب صورت دروازے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے کبھی نہ دیکھے تھے۔ ویران صحرا میں عظیم ُالشّان خوب صورت شہر دیکھ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت گھبرائے۔ جب ایک دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تو اپنے آپ کو ایک ایسے شہر میں پایا جس میں بہت سے محلات تھے۔ ہر محل کے اوپر کمرے تھے جن کے اوپر سونے سے بنے ہوئے بہت سے کمرے تھے۔ ان کی تعمیر میں سونا، چاندی اور قیمتی جواہرات استعمال کئے گئے تھے۔ ان مکانوں کی بلندی، شہر میں تعمیر شدہ کمروں جتنی تھی۔ صحن میں جابجا قیمتی پتھر اور مشک وزعفران کی ڈَلیاں بکھری ہوئی تھیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں سے کچھ قیمتی موتی اور مشک وزعفران کی ڈلیاں اُٹھائیں، لیکن دروازوں اور صحن میں نصب موتیوں اور جواہرات کو جدا نہ کرسکے۔ پھر اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر اس کے قدموں کے نشانات پر چلتے ہوئے واپس یمن پہنچے اور لوگوں کو اس عجیب وغریب شہر کے متعلق بتاتے ہوئے وہاں سے لائی ہوئی چیزیں دکھائیں۔ طویل عرصہ گزرنے کی وجہ سے ان موتیوں کا رنگ پیلا ہو چکا تھا۔

جب یہ واقعہ پورے ملک میں مشہور ہو گیا تو امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا امیر مُعَاوِیَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس بُلا کر واقعہ دریافت کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عجیب وغریب شہر اور وہاں کی اشیاء کے متعلق سب کچھ بتا دیا۔ امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا امیر مُعَاوِیَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ باتیں بڑی عجیب معلوم ہوئیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مُتعجب ہو کر پوچھا: ''تم نے جو باتیں بیان کیں ان کے سچ ہونے کے بارے میں، مَیں کیسے یقین کرلوں؟'' عرض کی: ''حضور! میں وہاں کے موتی جواہرات اپنے ساتھ لے آیا تھا، کچھ چیزیں اب بھی میرے پاس موجود ہیں، یہ کہہ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ یاقوت پیش کئے جو عام یاقوتوں کی نسبت قدرے پیلے ہو چکے تھے۔ کچھ مشک کی ڈَلیاں پیش کیں جن میں خوشبو نہ تھی، لیکن جب انہیں توڑا گیا تو ان میں سے تیز خوشبو نکلی جسے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سونگھا اسی طرح زعفران کی خوشبو بھی سونگھی۔ اب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس واقعہ کا یقین ہو گیا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے پوچھا: ''ایسا کون ہے؟ جو مجھے اس عجیب وغریب شہر اور اس کے

بانی کا نام بتائے اور یہ بتائے کہ یہ کس قوم کا واقعہ ہے؟'' خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! حضرتِ سیِّدُ نا سلیمان بن داؤد علٰی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کی مثل کسی کو سلطنت عطا نہیں کی گئی، اس طرح کا شہر تو ان کے ملک میں بھی نہ تھا۔'' بعض لوگوں نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ! اس زمانے میں پوری دُنیا میں اس واقعہ کے متعلق صحیح معلومات صرف حضرتِ سیِّدُ نا کَعْبُ الْاَحْبَار رضی اللہ تعالٰی عنہ ہی فراہم کر سکتے ہیں۔ اگر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ مناسب سمجھیں تو انہیں بلوائیں اور حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن قِلَابَہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو چھپا دیں، اگر واقعی یہ اس شہر میں داخل ہوئے ہوں گے تو حضرتِ سیِّدُ نا کَعْبُ الْاَحْبَار رضی اللہ تعالٰی عنہ شہر اور اس میں داخل ہونے والے کے بارے میں ضرور بتائیں گے کیونکہ یہ ایسا عظیم معاملہ ہے کہ اس شہر میں داخل ہو کر اس کے اَسرار (یعنی رازوں) سے واقف ہونے والے کا ذِکر سابقہ کتب میں ضرور ہوگا۔ اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے جو اشیاء زمین پر پیدا فرمائیں، جو واقعات و حادثات رونما ہوئے اور مستقبل میں جو بھی عظیم واقعات ہوں گے وہ تمام کے تمام تورات میں مفصل بیان کر دیئے گئے۔ اور اس وقت حضرتِ سیِّدُ نا کَعْبُ الْاَحْبَار رضی اللہ تعالٰی عنہ سابقہ کتب کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ وہ آپ کو اس واقعہ کی خبر ضرور دیں گے۔''

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا امیرِ مُعَاوِیَہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرتِ سیِّدُ نا کَعْبُ الْاَحْبَار رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بلوا کر فرمایا: ''اے ابو اِسحاق رضی اللہ تعالٰی عنہ! میں نے تمہیں ایک بڑے کام کے لئے بلایا ہے، اُمید ہے کہ تمہارے پاس اس کا علم ضرور ہوگا۔'' آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ علیم وخبیر ہے، اس کے سامنے سب عاجز ہیں۔ میرا سارا علم اسی کی عطا سے ہے، فرمایئے! آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟'' فرمایا: ''اے ابو اِسحاق رضی اللہ تعالٰی عنہ! مجھے بتاؤ کہ کیا دنیا میں کسی ایسے شہر کے متعلق تمہیں کوئی خبر پہنچی ہے جو سونے چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا ہو۔ جس کے ستون زبرجد اور یاقوت کے ہوں۔ جس کے محلات اور بالاخانوں کو موتیوں سے مزین کیا گیا ہو، جس میں باغات اور نہریں جاری ہوں اور جس کے راستے کشادہ ہوں۔''

حضرتِ سیِّدُ نا کَعْبُ الْاَحْبَار رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! مجھے ظنِ غالب تھا کہ اس شہر اور اس کے بنانے والے کے متعلق مجھ سے ضرور سوال کیا جائے گا۔ اس شہر کی جو صفات آپ نے بیان کیں اور جو کچھ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بتایا گیا وہ حق ہے۔ اس کو ''شَدَّاد بن عاد'' نے بنایا اور اس کا نام ''اِرَم'' ہے۔ جس کے بارے میں **اللّٰہ** تعالٰی نے اپنی کتاب قرآنِ مجید میں اس طرح ارشاد فرمایا:

اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴿۷﴾ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ ﴿۸﴾ (پ ۳۰، الفجر: ۷۔۸)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ اِرَم حد سے زیادہ طول والے کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہ ہوا۔

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا امیرِ مُعاوِیَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے کَعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے، اس کے متعلق ذرا تفصیل سے بتائیے۔''

فرمایا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! عاد کے دو بیٹے تھے، شدید اور شَدَّاد۔ جب عاد کا انتقال ہوا تو دونوں بیٹوں نے سرکشی کی اور قہر وغضب سے تمام شہروں پر زبردستی مسلط ہوگئے۔ کچھ حکمران تو ڈر کر ان کی اطاعت پر مجبور ہوئے اور بقیہ سے جنگ وجدال کر کے اپنی سلطنت میں شامل کرلیا۔ یہاں تک کہ تمام لوگ ان کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوگئے۔ ان کے زمانے میں مشرق ومغرب میں کوئی ایسا نہ تھا جس نے طَوعاً یا کَرہاً (یعنی خوشدلی یا مجبوری سے) اُن کی حکمرانی قبول نہ کی ہو۔ جب دونوں کی سلطنت خوب مضبوط ہوگئی اور ہر جگہ ان کی بادشاہت کے سِکّے بیٹھ گئے تو ''شدید'' مرگیا۔ اب ''شَدَّاد'' اکیلا ہی پوری سلطنت کا بادشاہ تھا۔ کسی کو اس سے جنگ وجدال کرنے کی ہمت نہ تھی۔ شَدَّاد کو سابقہ کتب پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ ان کتابوں میں جب بھی جنت اور اس میں موجود محلات، یاقوت، جواہرات اور باغات کا تذکرہ پڑھتا یا سنتا تو اس کا شریر نفس اسے اس بات پر ابھارتا کہ تُو بھی ایسی جنت بنا سکتا ہے۔

جب اس بدبخت ونامراد کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی تو سو خزانچیوں کو بلایا اور ہر خزانچی کو ایک ایک ہزار مددگار دے کر کہا: ''جاؤ! اور روئے زمین کا سب سے بڑا اور عمدہ جنگل تلاش کرو۔ پھر اس میں ایک ایسا شہر بناؤ جو سونے، چاندی، یاقوت، زبرجد اور موتیوں سے مزین ہو۔ اس کے نیچے زبرجد کے ستون اوپر محلات اور بالا خانے ہوں، پھر ان کے اوپر مزید بہترین وعمدہ کمرے ہوں ان کمروں کے اوپر بھی بالا خانے ہوں۔ محلات کے نیچے گلی کوچوں میں ہر قسم کے ایسے میوہ دار درخت ہوں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں۔ کیونکہ میں نے سابقہ کتب میں جس جنت کے بارے میں پڑھا اور سنا وہ ایسی ہی ہے۔ اور میں ایسی جنت دنیا ہی میں بنانا چاہتا ہوں۔'' شَدَّاد ملعون کی یہ بات سن کر خزانچیوں نے کہا: ''آپ نے اس شہر کی جو صفات بیان کی ہیں اس کی تعمیر کے لئے اتنے سارے یاقوت، زبرجد، ہیرے جواہرات اور سونا چاندی کہاں سے لائیں گے۔'' کہا: ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس وقت ساری دنیا پر میری حکومت ہے؟'' انہوں نے کہا: ''کیوں نہیں! بے شک ایسا ہی ہے۔'' کہا: ''تو پھر پوری دنیا میں پھیل جاؤ! زمین پر، سمندر میں جہاں جہاں زبرجد، یاقوت اور ہیرے جواہرات کا خزانہ ہو سب لے لو اور ہر قوم پر ایک ایسا فرد مقرر کرو جو اپنی قوم کے تمام خزانے جمع کرلے۔ جتنا ہمیں مطلوب ہے اس سے کہیں زیادہ خزانہ دنیا میں موجود ہے۔'' یہ کہہ کر شَدَّاد نے پوری دنیا کے بادشاہوں کو پیغام بھجوایا کہ وہ اپنے اپنے ملک کا خزانہ میرے شہر میں بھجوادیں۔ حکم پاتے ہی ساری دنیا کے بادشاہ دس سال تک شَدَّاد کے شہر میں اپنے اپنے ملک کا خزانہ جمع کراتے رہے۔ جس میں سونا، چاندی، یاقوت، زبرجد، ہیرے جواہرات، الغرض ہر قسم کی زیب وزینت کا سامان تھا۔

حضرتِ سیِّدُ نا امیرِ مُعاوِیَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''اے کَعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ! ان بادشاہوں کی تعداد کتنی تھی؟'' فرمایا:

''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! وہ دوسوساٹھ (260) تھے، جب سب سامان جمع ہوگیا تو کام کرنے والے نکلے تاکہ ایسی جگہ تلاش کریں جہاں شَدَّاد کی جنت بنائی جاسکے کافی تلاش کے بعد وہ ایسے صحراء میں پہنچے جو ٹیلوں اور پہاڑوں وغیرہ سے خالی تھا وہ کہنے لگے کہ یہی وہ جگہ ہے جس کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ بس پھر کیا تھا! کاریگر اور مزدور جوق در جوق وہاں پہنچنے لگے جتنی جگہ درکار تھی اس کی حد مقرر کی، چشمے کھودے، گلی کُوچے بنائے، نہروں کے لئے گڑھے کھودے ان کی جڑوں میں خوشبودار سفید پتھر رکھے۔ پھر عمارتوں اور ستونوں کے لئے بنیادیں کھودی گئیں اور ان میں بھی بہت قیمتی اور مضبوط پتھر لگائے گئے۔ اب زبرجد، یاقوت، سونا چاندی اور ہیرے جواہرات منگوائے گئے۔ کاریگر ستون بنانے لگے، معمار سونے چاندی کی اینٹوں سے محلات تعمیر کرنے لگے، دودھ اور خوشبودار پانی کی نہریں جاری کی گئیں۔ اور اس طرح اس شہر کی تعمیر مکمل ہوئی۔

حضرتِ سیِّدُنا امیرِ مُعَاوِیَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''اے کَعْب! خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میرا خیال ہے کہ انہیں اس شہر کی تعمیر میں بہت عرصہ لگا ہوگا؟'' کہا: ''جی ہاں! میں نے ''تورات'' میں پڑھا کہ یہ سارا کام تین سو (300) سال میں مکمل ہوا۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''شَدَّاد بدبخت کی عمر کتنی تھی؟'' فرمایا: ''نوسو (900) سال۔'' فرمایا: ''اے ابو اِسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ نے ہمیں عجیب وغریب خبر دی ہے، اس بارے میں مزید کچھ بتایئے۔'' فرمایا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس کا نام ''**اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَاد**'' رکھا اس کے ستون زبرجد و یاقوت کے تھے، اس شہر کے علاوہ پوری دنیا میں کوئی اور شہر ایسا نہیں جو یاقوت و زبرجد سے بنایا گیا ہو۔ چنانچہ، فرمانِ خداوندی ہے:

اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ ۝ (پ ۳۰، الفجر: ۷-۸)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ اِرم حد سے زیادہ طول والے کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہ ہوا۔

اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اس جیسا کوئی اور شہر نہیں، جب شداد کو اس کی تکمیل کی خبر دی تو اس نے کہا: ''جاؤ! اس کے گرد مضبوط قلعہ بناؤ اور قلعہ کے گرد ایک ہزار محل بناؤ، ہر محل میں ایک ہزار جھنڈے گاڑو اور ہر ہر جھنڈے پر ایک مخصوص نشان بناؤ، یہ محلات میرے وزراء کے لئے ہوں گے۔'' حکم پاتے ہی کاریگر مصروفِ عمل ہوگئے۔ فراغت کے بعد جب کاریگروں نے شداد کو خبر دی تو اس نے اپنے خاص وزیروں میں سے ایک ہزار وزراء کو حکم دیا کہ میری اس بنائی ہوئی جنت کی طرف چلنے کی تیاری کرو۔'' ہر خاص وعام ''اِرَم'' کی طرف جانے کی تیاری میں لگ گیا۔ لوگوں نے جھنڈے اور نشانات اٹھالئے، حکم جاری ہوا کہ میرے وزراء اور خاص عہدے داران، اپنی عورتوں، خادموں اور کنیزوں کو لے جانے کی تیاری کریں۔ پھر شَدَّاد نے وزراء اور دوسرے لوگوں کو بہت ساری دولت وخورد ونوش کا سامان دینے کا حکم جاری کیا۔ تمام لوگ دس سال تک اس جنت میں جانے کی تیاری کرتے رہے۔ شَدَّاد نے دو آدمیوں کو اپنے شہر کا نگران مقرر کیا اور اجازتِ عام دے دی کہ جو آنا چاہے میرے ساتھ آ

جائے۔اب شدّاد بڑے جاہ وجلال اور متکبرانہ وفاتحانہ انداز میں بڑی شان وشوکت سے سپاہیوں کے جھرمٹ میں روانہ ہوا۔ جب وہ اس جنت سے صرف ایک دن اور ایک رات کے فاصلے پر رہ گیا تو خالقِ کائنات، مالکِ لَم یَزَل، قادرِ مطلق خدائے بزرگ وبرتر عَزَّوَجَلَّ نے ان پر عذاب بھیجا، آسمان سے ایک چیخ سنائی دی شَدّاد نامراد اپنی بنائی ہوئی جنت کی ایک جھلک دیکھے بغیر ہی اپنے تمام ہمراہیوں کے ساتھ ہلاک ہوگیا، سب لشکری تباہ وبرباد ہوگئے اور کوئی بھی اس شہر میں داخل نہ ہوسکا۔اور اب قیامت تک بھی کوئی اس میں داخل نہیں ہوسکتا۔اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ تھا ''اِرَم'' کا سارا واقعہ۔ہاں! آپ کے زمانے میں ایک شخص اس میں داخل ہوگا، وہ اس کی تمام چیزیں دیکھے گا اور واپس آکر بیان کرے گا۔لیکن اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی، کوئی اس کی بات ماننے کو تیار نہ ہوگا۔''

یہ سن کر امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا امیرِ مُعاوِیَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے ابو اِسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کیا آپ اس میں داخل ہونے والے شخص کی کچھ صفات بتاسکتے ہیں؟'' فرمایا: ''ہاں! وہ شخص سرخ وبھورا اور پست قد ہوگا اس کی آنکھیں نیلی ہوں گی اور اس کے ابرو پر ایک تِل ہوگا۔وہ اپنے گمشدہ اونٹ کی تلاش میں اس صحرا میں جائے گا تو اس پر وہ شہر ظاہر ہوگا۔وہ اس میں داخل ہوکر کچھ چیزیں وہاں سے اُٹھا لائے گا۔'' اس وقت حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن قِلَابَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرتِ سیِّدُنا امیرِ مُعاوِیَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔حضرتِ سیِّدُنا کَعْبُ الْاَحْبَار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی طرف دیکھا تو فرمایا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہی وہ شخص ہے جو اس میں داخل ہوا ہے، آپ اس سے وہ چیزیں پوچھ لیجئے جو میں نے آپ کو بتائیں۔'' حضرتِ سیِّدُنا امیرِ مُعاوِیَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے ابو اِسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ تو میرے خادموں میں سے ہے اور میرے پاس ہی ہے۔'' فرمایا: ''یا تو یہ اس شہر میں داخل ہوچکا ہے یا عنقریب داخل ہوگا، بس یہی وہ شخص ہے۔'' یہ سن کر حضرتِ سیِّدُنا امیرِ مُعاوِیَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے ابو اِسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ! **اللہ** تبارک وتعالیٰ نے تمہیں دوسرے علماء پر فضیلت دی ہے، بے شک! تمہیں اولین وآخرین کا علم دیا گیا ہے۔'' حضرتِ سیِّدُنا کَعْبُ الْاَحْبَار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''قسم ہے اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی جس کے قبضۂ قدرت میں کَعْب کی جان ہے! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی مگر اس کی تفسیر اپنے برگزیدہ رسول حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتادی۔'' بے شک قرآنِ کریم بہت بلند وعظیم اور وعید سنانے والا ہے۔''

حکایت نمبر422: **انوکھی رَسّیاں**

حضرت عُتبِی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ''رومیوں نے مسلمان عورتوں کو قید کرلیا۔ جب یہ خبر خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کو پہنچی تو انہوں نے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دلائی ، منصور بن عمّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار بھی لوگوں کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ابھارنے لگے۔ جذبۂ جہاد سے سرشار مسلمان ملک کے گوشہ گوشہ سے''رِقَّہ''میں جمع ہونے لگے، ہر کوئی حسبِ حیثیت جہاد میں شرکت کے لئے تیار تھا۔ جب مجاہدین کا لشکر دشمنانِ اسلام کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا تو منصور بن عمّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کی طرف ایک تھیلی پھینکی گئی جو اچھی طرح بند کی گئی تھی اس کے ساتھ ایک رقعہ بھی تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تھیلی اٹھائی اور اس میں موجود رقعہ پڑھا تو اس پر یہ عبارت درج تھی:

''میں عربی عورتوں میں سے ایک عورت ہوں، مجھے خبر ملی ہے کہ رومیوں نے میری مسلمان بہنوں کو قید کرلیا ہے اور اب دشمنوں کی سرکوبی کے لئے مجاہدین کا لشکر اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ جہاد پر روانہ ہو رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسلمانوں کو جہاد کی خوب ترغیب دلائی ہے۔ ہر ایک نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق جہاد میں حصہ لیا۔ میں بھی اپنے جسم کی عظیم شئے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں پیش کر رہی ہوں اس تھیلی میں میرے سر کے بال ہیں جنہیں میں نے کاٹ کر رسیاں بنادی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ! مجاہدین کے گھوڑوں کو ان رسیوں سے باندھنا، شاید! میرا یہی عمل **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں مقبول ہوجائے کچھ بعید نہیں کہ میرا پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ میری اس حالت اور میرے بالوں کو مجاہدین کی رسیوں میں دیکھ کر مجھ پر رحم فرمائے اور میری مغفرت فرمادے۔'' والسَّلام: ایک مسلمان عورت

منصور بن عمّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے یہ خط اور تھیلی خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کو دی تو وہ اس عورت کا جذبۂ ایمانی دیکھ کر زار و قطار رونے لگے اور پورے لشکر کو اس عورت کے عظیم کارنامے سے آگاہ کیا اور پھر لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر423: **بادشاہ درویش کیسے بنا......؟**

حضرتِ سیِّدُنا عَون بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید سے ایک واقعہ بیان کیا تو اس کا ان کے دل پر بڑا گہرا اثر ہوا۔ میں حضرتِ سیِّدُنا مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس گیا اور انہیں امیر المؤمنین علیہ رحمۃ اللہ المبین کی حالت سے آگاہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''تم نے ایسا کون سا واقعہ بیان کیا جس کی وجہ سے

امیر المؤمنین علیہ رحمۃ اللہ المبین کی یہ حالت ہوئی؟'' میں نے کہا: ''میں نے انہیں یہ واقعہ سنایا تھا کہ سابقہ بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ نے بڑا ہی خوبصورت شہر تعمیر کیا جس میں تمام سہولیات مہیا کیں۔ اس کی تعمیر وترقی کے لئے خوب کوشش کی اور حتَّی الامکان اس میں کوئی عیب والی چیز نہ چھوڑی۔ اس کی کوشش تھی کہ میں ایسا شہر بناؤں جس میں کوئی خرابی وخامی نہ ہو۔ جب اسے اطلاع دی گئی کہ شہر کی تعمیر مکمل ہوچکی ہے تو اس نے شہر میں ایک پُرتکلف دعوت کا اہتمام کیا اور لوگوں کو باری باری شہر میں بھیجتا رہا، دروازے پر سپاہی کھڑے کر دیئے تاکہ دعوت کھا کر آنے والے ہر شخص سے پوچھا جائے کہ ہمارے اس شہر میں کوئی نقص یا خرابی تو نہیں؟''

جس سے بھی پوچھا جاتا وہ یہی کہتا: ''اس شہر میں کوئی عیب نہیں یہ ہر لحاظ سے مکمل ہے۔'' دعوت کا سلسلہ چلتا رہا سب سے آخر میں چند ایسے لوگ شہر میں داخل ہوئے جن کے کندھوں پر تھیلے تھے۔ جب ان سے پوچھا گیا: ''کیا تم نے بادشاہ کے اس عظیم الشان شہر میں کوئی عیب دیکھا ہے؟'' تو انہوں نے کہا: ''ہاں! ہم نے اس میں دو بڑے بڑے عیب دیکھے ہیں۔'' یہ سن کر سپاہیوں نے ان خرقہ پوش بزرگوں کو پکڑ لیا اور بادشاہ کو اطلاع دی۔ بادشاہ نے کہا: ''میں تو اس شہر میں ایک ہلکے سے عیب پر بھی راضی نہیں، انہیں اس میں دو بڑے بڑے کون سے عیب نظر آ گئے، جاؤ! جلدی سے انہیں میرے پاس لاؤ۔'' جب بزرگوں کا قافلہ آیا تو بادشاہ نے پوچھا: ''کیا تم نے شہر میں کوئی عیب دیکھا ہے؟'' فرمایا: ''ہاں! اس میں دو عیب ہیں۔'' بادشاہ نے پریشان ہو کر پوچھا: ''جلدی بتاؤ! وہ کون سے عیب ہیں؟'' کہا: ''تیرا یہ شہر خراب اور فنا ہو جائے گا اور اس میں رہنے والا بھی مر جائے گا۔''

سمجھدار بادشاہ نے کہا: ''کیا تم کسی ایسے گھر کے بارے میں جانتے ہو جو کبھی فنا نہ ہو اور اس کا مالک کبھی موت کا شکار نہ ہو؟'' بزرگوں نے کہا: ''اگر اس گھر کے خواہش مند ہو تو تخت وتاج چھوڑ کر ہمارے ساتھ چلے آؤ۔'' بادشاہ نے کہا: ''ٹھیک ہے میں تیار ہوں، لیکن میں علانیہ تمہارے ساتھ گیا تو میرے وزراء نہیں جانے دیں گے۔ ہاں! فلاں وقت مَیں تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔'' چنانچہ، وہ بزرگ وہاں سے چلے آئے اور مقررہ وقت پر انتظار کرنے لگے۔ بادشاہ نے تخت وتاج چھوڑا، فقیرانہ لباس زیبِ تن کیا اور بزرگوں کے ساتھ شامل ہو گیا۔ کافی عرصہ وہ اس قافلہ کے ساتھ رہا۔ ایک دن انہیں متوجہ کر کے کہا: ''اب مجھے اجازت دو میں کہیں اور جانا چاہتا ہوں۔'' بزرگوں نے کہا: ''کیا تمہیں ہمارے درمیان کوئی ناگوار بات پیش آئی ہے؟'' کہا: ''ایسی کوئی بات نہیں۔'' پوچھا: ''پھر کیوں جانا چاہتے ہو؟'' کہا: ''بات دراصل یہ ہے کہ تم مجھے جانتے ہو اس لئے عزت واحترام کرتے ہو۔ اب میں ایسی جگہ جانا چاہتا ہوں، جہاں مجھے کوئی جاننے والا نہ ہو۔'' یہ کہہ کر بادشاہ ایک نامعلوم منزل کی جانب چلا گیا۔

حضرتِ سیِّدُنا عَوْن بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اس کے بعد میں نے حضرتِ سیِّدُنا مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا: ''یہ تھا وہ واقعہ جو میں نے امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید کو سنایا تھا۔'' پھر حضرتِ سیِّدُنا مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اجازت لے کر مَیں واپس آ گیا۔ ایک دن حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید مجھ سے یہی واقعہ سن رہے تھے کہ حضرتِ سیِّدُنا

مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاضر ہوئے تو امیر المؤمنین علیہ رحمۃ اللہ المبین نے فرمایا: ''اے مسلم! تمہارا بھلا ہو، اس شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے جس پر اس کی برداشت سے زیادہ بوجھ ڈال دیا گیا ہو۔ اگر ایسا شخص اس بوجھ (یعنی حکومت کی ذمہ داری) کو چھوڑ کر رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے خلوت نشین ہو جائے تو کیا اس پر کچھ حرج ہے؟'' حضرتِ سیِّدُنا مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''اے امیر المؤمنین علیہ رحمۃ اللہ المبین! امتِ محمدیہ عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بارے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈریئے۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کو چھوڑ کر چلے گئے تو یہ اپنی ہی تلواروں سے ایک دوسرے کو قتل کر ڈالیں گے۔'' امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید نے فرمایا: ''اے مسلم! میں کیا کروں؟ یہ خلافت کا بھاری بوجھ میری برداشت سے باہر ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بار بار یہی کہتے رہے اور حضرتِ سیِّدُنا مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کو تسلی دیتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طبیعت سنبھل گئی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 424: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آخری وصیت

حضرتِ سیِّدُنا ابو ابراہیم اِسحاق بن ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے، میں نے اپنے دادا حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر بن سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا: ''جب خلیفۂ اول امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقتِ وصال قریب آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح وصیت لکھوائی:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

یہ وہ عہد ہے جو ابو بکر صدیق نے اپنے آخری وقت میں کیا، یہ اس کا دنیا سے نکلنے کا آخری اور آخرت میں داخل ہونے کا پہلا وقت ہے۔ یہ ایسی حالت ہوتی ہے کہ کافر بھی ایمان لے آتا، فاسق و فاجر متقی بن جاتا اور جھوٹا تصدیق کرنے لگتا ہے۔ میں اپنے بعد عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر کر کے جا رہا ہوں۔ اگر وہ عدل وانصاف سے کام لیں تو میرا ان کے بارے میں یہی گمان ہے وہ میرے معیار کے مطابق ہوں گے۔ اور اگر ظلم و زیادتی کریں تو ان کا عمل انہیں کے ساتھ ہے، میں نے تو خیر ہی کا ارادہ کیا ہے اور **اللہ** عَلَّامُ الغیوب (یعنی غیبوں کا جاننے والا) ہے، مجھے غیب کا علم نہیں۔ **اللہ** تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۲۲۷﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

(پ ۱۹، الشعراء: ۲۲۷)

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرتِ سیِّدُنا عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر ارشاد فرمایا: ''اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! بے

شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کچھ حقوق ایسے ہیں جو رات میں ادا کئے جاتے ہیں دن میں کرنے سے وہ انہیں قبول نہیں فرماتا۔اسی طرح کچھ عمل دن کے ہیں جو رات میں کرنے سے قبول نہیں ہوتے۔اے عمر(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! بھاری پلڑے والے وہی لوگ ہیں جن کا پلڑا بروزِ قیامت بھاری ہوگا۔اس روز جن کا پلڑا ہلکا رہا وہی لوگ ہلکے اعمال ومیزان والے ہیں۔اور ایسے لوگوں کی اتباع بالکل باطل ہے جن کے اعمال کا وزن کم ہے۔اور ہلکا پلڑا وہی ہوگا جس میں باطل اشیاء ہوں گی۔اے عمر(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! سب سے پہلے میں تجھے تیرے بارے میں اور پھر لوگوں کے متعلق ڈراتا ہوں۔بے شک وہ نظریں جما کر دیکھ رہے ہیں،ان کے سینے پھول چکے ہیں اور وہ پھسلنے والے ہیں۔تم ان لوگوں میں شامل ہونے سے بچنا،جب تک تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہو گے لوگ تم سے ڈرتے رہیں گے۔اے عمر(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے جہنمیوں کا ذکر فرمایا تو ان کے برے اعمال کے ساتھ فرمایا اور ان کے اچھے عمل رد کر دیئے گئے۔میں نے جب بھی ان لوگوں کو یاد کیا تو ڈرا کہ کہیں میں بھی ان میں سے نہ ہو جاؤں۔اور جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اہلِ جنت کا ذکر فرمایا تو ان کے اچھے اعمال کے ساتھ فرمایا اور ان کی برائیوں سے درگزر فرمایا۔میں نے جب بھی ان لوگوں کو یاد کیا تو خوف زدہ ہوا کہ کہیں ان میں شامل ہونے سے رہ نہ جاؤں۔**اللہ** تعالیٰ نے جہاں آیتِ رحمت بیان فرمائی وہاں آیتِ عدل بھی بیان فرمائی تاکہ مؤمن امید وخوف کے درمیان رہے۔اے عمر(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! یہ میری تمہیں وصیت ہے اگر اسے یاد رکھو گے تو موت سے زیادہ تمہیں کوئی چیز محبوب نہ ہوگی اور وہ عنقریب آنے ہی والی ہے۔اور اگر تم نے میری وصیت کو ضائع کر دیا تو موت سے زیادہ ناپسندیدہ چیز تمہارے نزدیک کوئی نہ ہوگی اور اس سے چھٹکارا کسی صورت ممکن نہیں۔''

وَعَلَیْکَ السَّلَام

یہ امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آخری وصیت تھی۔

سایۂ مصطفٰی مایۂ اصطفٰی عزّ ونازِ خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل ثانی اثنینِ ہجرت پہ لاکھوں سلام

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر425: حضرتِ سیِّدُ ناذُو الْقَرْ نَیْن علیہ رحمۃ ربِّ الکونین اور دانا شخص

حضرتِ سیِّدُ نا سعید بن ابو ہلال علیہ رحمۃ اللہ الجلال سے مروی ہے کہ''ایک مرتبہ پوری دُنیا کے بادشاہ حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالْقَرْ نَیْن علیہ رحمۃ ربِّ الکونین دورانِ سفر ایک شہر میں داخل ہوئے تو تمام شہر والے زیارت کے لئے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی طرف بڑھنے لگے۔عورتیں، بچے، بوڑھے، جوان الغرض ہر شخص اپنے بادشاہ کے دیدار کے لئے کھچا چلا آ رہا تھا۔لیکن ایک بوڑھا شخص اپنے کام میں مصروف تھا۔جب آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس کے قریب سے گزرے اوراس نے آپ کی طرف توجہ نہ دی تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے متعجب ہوکر کہا:''کیا بات ہے سب لوگ مجھے دیکھنے کے لئے جمع ہوئے لیکن تم اپنے کام میں مگن رہے،تم نے ایسا کیوں کیا؟''اس نے جواب دیا:''اے ہمارے بادشاہ! جوحکومت آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو حاصل ہے، وہ مجھے تعجب میں نہیں ڈالتی۔کیونکہ میں نے دیکھا کہ ایک بادشاہ اور مسکین کا ایک ساتھ انتقال ہوا ہم نے انہیں دفنا دیا۔چند دن بعد ان کے کفن پھٹ گئے، پھر کچھ دِن بعد ان کا گوشت گل سڑ گیا،مزید کچھ دن گزرنے پر ان کی ہڈیاں جوڑوں سے علیحدہ ہوکر آپس میں مل گئیں۔اب بادشاہ اور مسکین میں پہچان نہیں ہوسکتی تھی کہ کون سی ہڈیاں بادشاہ کی ہیں اور کون سی مسکین کی۔لہٰذا اے ذُوالْقَرْ نَیْن علیہ رحمۃ ربِّ الکونین! مجھے آپ کی حکومت اور شان وشوکت تعجب میں نہیں ڈالتی،اسی لئے میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی طرف توجہ نہیں کی۔حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالْقَرْ نَیْن رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس بزرگ کی یہ باتیں سن کر بہت حیران ہوئے اور جاتے ہوئے یہ حکم صادر فرمایا کہ آئندہ یہ حکیم ودانا شخص اس شہر پر حاکم ہوگا۔

حکایت نمبر426: سب سے عقل مند شہزادہ

حضرتِ سیِّدُ نا حارِث بن محمد تَمِیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی ایک قریشی بزرگ کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں:''ایک مرتبہ شاہ سکندر ذوالْقَرْ نَیْن علیہ رحمۃ ربِّ الکونین ایک ایسے شہر سے گزرے جس پر سات بادشاہوں نے حکومت کی تھی اوراب سب انتقال کر چکے تھے۔آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے لوگوں سے پوچھا:''کیا اس شہر پر حکومت کرنے والے بادشاہوں کی نسل میں سے کوئی ایک شخص بھی باقی ہے؟''لوگوں نے کہا:''ہاں! ایک شخص باقی ہے،لیکن اب وہ قبرستان میں رہتا ہے۔''آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اسے بلوایا اور پوچھا:''کس چیز نے تجھے قبرستان میں رہنے پر مجبور کیا؟''کہا:''عالی جاہ! میں نے ارادہ کیا کہ قبرستان جاؤں اور ہلاک ہونے والے بڑے بڑے بادشاہوں اوران کے فوت شدہ غلاموں کی ہڈیوں کو علیحدہ علیحدہ کر دوں تا کہ بادشاہوں کا غلاموں سے امتیاز ہوجائے۔لیکن میں اپنی اس کوشش میں کامیاب نہ ہوسکا کیونکہ بادشاہوں اور غلاموں کی ہڈیاں ایک جیسی ہی ہیں۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''کیا تم میرے عہدے داران میں شامل ہونا چاہتے ہو؟ اس طرح تمہارے آباء واجداد کا وقار بحال ہوجائے گا، اگر تم میں طاقت ہے تو میری پیشکش قبول کرلو۔'' کہا: ''اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میری ایک خواہش پوری کردیں تو میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیش کش قبول کرلوں گا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''بتاؤ! تمہاری کیا خواہش ہے؟'' اس نے کہا: ''ایسی زندگی جس میں موت نہ ہو، ایسی جوانی جسے بڑھاپا لاحق نہ ہو، ایسی خوشحالی جس کے بعد تنگدستی نہ ہو اور ایسی خوشی جس کے ساتھ غم نہ ہوں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''ان میں سے کوئی بات بھی میں پوری نہیں کرسکتا۔'' اس نے کہا: ''پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جائیے اور مجھے ان چیزوں کو اسی کے پاس ڈھونڈنے دیجئے جو ان تمام چیزوں کا مالک اور انہیں دینے پر قادر ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی یہ حکمت بھری باتیں سن کر کہا: ''میں نے اسے تمام لوگوں سے زیادہ عقل مند پایا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 427: اَدُھورا کفن

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن یوسف فِرْیَابی علیہ رحمۃ اللہ الہادی سے منقول ہے، ''قَیْسارِیَہ'' میں ایک عورت فوت ہوگئی اور اس کی بیٹی نے اسے خواب میں یوں کہتے سنا: ''تم لوگوں نے مجھے بہت تنگ کفن پہنایا تھا جس کی وجہ سے میں اپنے ہمسایوں میں شرم محسوس کرتی ہوں۔ سنو! فلاں عورت فلاں دن ہمارے پاس آنے والی ہے۔ میں نے فلاں مقام پر چالیس دینار چھپا رکھے ہیں تم کفن خرید کر اسے دے دو، وہ ہم تک پہنچا دے گی۔'' اس کی بیٹی کہتی ہے کہ جس جگہ کے متعلق میری والدہ نے خواب میں بتایا تھا وہاں واقعی چالیس (40) دینار موجود تھے۔ لیکن جس عورت کے بارے میں بتایا تھا وہ بالکل تندرست تھی۔ پھر چند دن بعد وہ بیمار ہوگئی۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کی بیٹی کچھ لوگوں کے ساتھ میرے پاس آئی اور اپنا خواب بیان کرتے ہوئے کہا: ''آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟'' ان کی باتیں سن کر مجھے اُمّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی یہ حدیثِ پاک یاد آگئی: ''بے شک مُردے اپنے کفنوں میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔''

(مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الجنائز، ما قالوا فی تحسین الکفن......الخ، الحدیث ۳، ج ۳، ص ۱۵۳، باختلاف الراوی)

میں نے ان سے کہا: ''تم بزازین جاؤ، وہاں دو مشہور محدِّث ''ابنِ نَیْشَاپُورِی'' اور ''ابوتوبہ'' کے نام سے مشہور ہیں وہ تمہارا مسئلہ حل کردیں گے۔ لوگوں نے اس عورت کی لڑکی کو وہاں بھیجا تو ان محدِّثوں نے اسے ایک کفن خرید کردے دیا۔ پھر جس عورت

کے متعلق اس کی والدہ نے بتایا تھا وہ اس کے پاس پہنچی اور کہا: ''محترمہ! میں آپ کو ایک چیز دوں گی اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو وہ چیز میری والدہ کو دے دینا۔'' اس نے کہا: ''ٹھیک ہے! میں تمہاری امانت پہنچا دوں گی۔'' پھر جو وقت اور دن مرحومہ نے خواب میں بتایا تھا ٹھیک اسی وقت اس عورت کا انتقال ہو گیا۔ لوگوں نے لڑکی کا خریدا ہوا کفن عورت کے کفن میں رکھ دیا۔ چند دن بعد اس نے اپنی والدہ کو خواب میں یہ کہتے سنا: ''اے میری بیٹی! فلاں عورت ہمارے پاس پہنچ گئی ہے اور کفن بھی مجھے مل چکا ہے جو بہت اچھا ہے۔ **اللہ** تبارک وتعالیٰ تجھے اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 428: بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں حاضری کا خوف

حضرتِ سیِّدُنا عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جب حضرتِ سیِّدُنا ابو محمد حَبِیب علیہ رحمۃ اللہ المُجیب کا آخری وقت آیا تو بہت زیادہ آہ وزاری کی اور مسلسل ان کلمات کا تکرار کرنے لگے:

''ہائے! اب میں ایسے سفر پر جانے والا ہوں جہاں پہلے کبھی نہیں گیا، میں ایسے راستے پر چلنے والا ہوں جس پر کبھی نہیں چلا۔ اب میں اپنے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں جسے میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ ہائے! اب میں ایسے پُر ہَول مقام کی طرف جانے والا ہوں جہاں کبھی نہیں گیا۔ ہائے! اب میں مٹی کے نیچے چلا جاؤں گا اور قیامت تک وہیں رہوں گا۔ پھر مجھے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔ ہائے! مجھے یہ خوف کھائے جا رہا ہے کہ اگر مجھ سے یہ کہہ دیا گیا: ''اے حبیب! ساٹھ (60) سالہ زندگی میں اگر تُو نے کبھی کوئی ایک تسبیح بھی ایسی کی ہو جس میں شیطان تجھ پر کامیاب نہ ہوا ہو تو وہ تسبیح لے آ۔ اگر کوئی خالص عبادت تمہارے پاس ہے تو لے آ۔'' ہائے! اس وقت میں کیا جواب دوں گا وہاں کوئی میرے پاس نہ ہو گا۔ پس میں بصد عاجزی بارگاہِ خداوندی میں عرض کروں گا: میرے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! واقعی میرے پاس ایسا کوئی عمل نہیں، اے میرے رحیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تیرا گنہگار بندہ تیری بارگاہ میں حاضر ہے، اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن سے بندھے ہوئے ہیں۔ اے کریم! تُو کرم کر! تیرا کرم ہی میرا کام بنائے گا۔''

راوی کہتے ہیں کہ: ''یہ تو اس شخص کی آہ وبُکا ہے جس نے مسلسل ساٹھ سال **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اس طرح عبادت کی کہ دنیا کی کسی چیز کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ جی ہاں! یہ حضرتِ سیِّدُنا ابو عبداللہ حَبِیب علیہ رحمۃ اللہ المجیب اپنے زمانے کے مشہور اولیاء میں

سے تھے۔ جب وہ اس طرح آہ وزاری کررہے ہیں تو ہم جیسے گنہگاروں کا کیا حال ہوگا، ہمارا کیا بنے گا۔

ہم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے مدد ونصرت طلب کرتے ہیں۔ وہی ہمارا حافظ وناصر ہے۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم }

حکایت نمبر429:

باحیا خاتون

حضرتِ سیِّدُنا ابوہِلَال اَسْوَد علیہ رحمۃ اللہ الاحد فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ سفرِ حج میں میری ملاقات ایک ایسی عورت سے ہوئی جو حج کے لئے جارہی تھی لیکن اس کے پاس زادِراہ بالکل نہ تھا حتیٰ کہ پانی پینے کے لئے بھی کوئی برتن نہ تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: ''اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی! تو کہاں سے آرہی ہے؟'' کہا: ''بَلْخ'' سے۔'' میں نے کہا: ''کیا بات ہے کہ تیرے پاس نہ تو کوئی سواری ہے اور نہ ہی کھانے پینے کی کوئی چیز۔'' اس نے کہا: ''بَلْخ سے چلتے وقت میں نے دس درہم اپنے ساتھ لئے تھے، کچھ خرچ ہوگئے کچھ باقی ہیں۔'' میں نے کہا: ''جب یہ ختم ہوجائیں گے تو پھر کیا کروگی؟'' کہا: ''میرے جسم پر یہ جُبَّہ اضافی ہے اسے بیچ کر گزارہ کروں گی۔'' میں نے کہا: ''جب اس کی رقم بھی ختم ہوجائے گی تو کیا کروگی؟'' کہا: ''میں اپنی چادر بیچ کر گزارہ کرلوں گی۔'' میں نے کہا: ''ان اشیاء کے بدلے ملنے والی رقم تو بہت جلد ختم ہوجائے گی پھر تم کیا کروگی؟'' کہا: ''پھر میں اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے سوال کروں گی تو وہ مجھے عطا فرمادے گا۔'' میں نے کہا: ''ان تمام مراحل سے گزرنے کے بعد ہی کیوں سوال کروگی پہلے کیوں نہیں مانگ لیتی؟'' کہا: ''تیرا بھلا ہو! مجھے اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے حیا آتی ہے کہ دنیا کی کوئی بھی اضافی چیز میرے پاس ہو اور میں پھر بھی اس سے کچھ مانگوں۔''

عورت کی یہ حکمت بھری باتیں میرے دل میں اُترتی چلی گئیں۔ میں نے اس سے کہا: ''اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی! تم میرے اس گدھے کا خیال رکھو، تھوڑی دور اسے لے چلو، میں حاجت سے فارغ ہوکر ابھی آتا ہوں۔'' کہا: ''ٹھیک ہے! بےفکر ہوکر چھوڑ جاؤ۔'' چنانچہ، میں قضائے حاجت کے لئے چلا گیا۔ جب واپس آیا تو میرا گدھا موجود تھا اور انواع واقسام کے تازہ کھانوں سے بھرا تھیلا اس پر رکھا ہوا تھا، مَیں نے کبھی ایسے عمدہ کھانے دیکھے تک نہ تھے۔ جب متعجب ہوکر آس پاس دیکھا تو دور دور تک اس عورت کا نام ونشان نہ تھا، نہ جانے اتنی جلدی وہ کہاں غائب ہوگئی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم }

حکایت نمبر430: **رحمتِ حق عَزَّوَجَلَّ بہانہ ڈھونڈتی ہے**

حضرتِ سیِّدُنا فُضَیل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الجواد فرماتے ہیں: ''کل بروزِ قیامت **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ایک ایسے شخص کو پیش کیا جائے گا جس کے پاس صرف ایک نیکی ہوگی، **اللّٰہ** ربُّ العِزَّت اس سے فرمائے گا: ''میرے اولیاء کے پاس چلا جا، اگر تو ان میں سے کسی کو جانتا ہے تو ان کو پہچاننے کی وجہ سے میں تجھے بخش دوں گا۔'' وہ شخص تیس (30) سال گھومتا رہے گا لیکن ایسے کسی بھی ولی کو نہ پائے گا جسے وہ جانتا ہو۔ پس بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کرے گا: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میری کسی ولی سے ملاقات نہ ہوسکی۔''

اللّٰہ ربُّ العِزَّت فرشتوں کو حکم دے گا کہ اسے آگ میں ڈال دو۔ فرشتے اسے جہنم کی طرف گھسیٹیں گے، تو رحمٰن و رحیم عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اس بندے کی طرف متوجہ ہوگی اور رحمتِ خداوندی سے اس کے دل میں ایک بات آئے گی، وہ عرض کرے گا: ''اے میرے خالق و مالک عَزَّوَجَلَّ! اگر تیری مخلوق میں میرا کوئی جاننے والا ہوتا تو تُو میری مغفرت فرما دیتا۔ **اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! جب میں تیری وحدہٗ لاشریک ذات کو جانتا ہوں تو تیری رحمت کے زیادہ لائق ہے کہ تُو اپنی معرفت کی وجہ سے مجھے بخش دے۔**'' دریائے رحمت جوش میں آئے گا اور حکم ہوگا: ''اے فرشتو! میرے عارف کو واپس لے آؤ۔ بے شک! یہ تو مجھے جاننے والا ہے، یہ میرا عارف اور میں اس کا معروف ہوں۔ اسے جنتی لباس پہنا کر جنت میں لے جاؤ۔''

شُہرہ سنا جو رحمت بے کس نواز کا	اس بے کسی میں دل کو مِرے ٹیک لگ گئی
بندہ بھی تو ہوں کیسے بڑے کارساز کا	کیوں کرنہ میرے کام بنیں غیب سے حسؔن

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر431: **میں صدقے یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم!**

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن حَرْب ہِلالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں روضۂ رسول پر حاضر ہو کر نذرانۂ درود و سلام پیش کر رہا تھا کہ ایک اَعرابی نے مزارِ پُرانوار پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کیا اور حضور انور، شافعِ محشر، محبوبِ ربِّ اکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں اس طرح عرض گزار ہوا: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴿۶۴﴾ (پ ۵، النسآء: ٦٤)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

میرے آقا و مولیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں **اللہ** عزَّوَجَلَّ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہوئے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو **اللہ** عزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنا شفیع بناتا ہوں۔''

یہ کہہ کر وہ عاشقِ رسول رونے لگا اور اس کی زبان پر یہ اشعار جاری تھے:

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ ۔۔۔ فَطَابَ مِنْ طِیْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمٗ

رُوْحِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُهٗ ۔۔۔ فِیْهِ الْعِفَافُ وَفِیْهِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

ترجمہ: (۱)......اے وہ بہترین ذات جس کی مُبارَک ہڈیاں زمین میں دفن کی گئیں! تو ان کی عمدگی اور پاکیزگی سے میدان اور ٹیلے پاکیزہ ہوگئے۔

(۲)......میری جان فدا ہو اس قبرِ انور پر جس میں آپ (صلَّی اللہ علیہ وسلَّم) آرام فرما ہیں! جس میں پاک دامنی، سخاوت اور عفو وکرم کا بیش بہا خزانہ ہے۔

وہ عاشقِ رسول ان اشعار کا تکرار کرتا رہا۔ پھر استغفار کیا، گناہوں کی معافی مانگی اور روتا ہوا واپس چلا گیا۔ محمد بن حرب ہِلَالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: ''اس کے جاتے ہی میری آنکھ لگ گئی، میں نے خواب میں سرکارِ دو عالم، نورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت کی، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اُس اَعرابی سے مِلو اور اسے خوشخبری سناؤ کہ **اللہ** عزَّوَجَلَّ نے میری سفارش کی وجہ سے اس کی مغفرت فرمادی ہے۔''

{اللہ عزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم}

سرگزشتِ غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے ۔۔۔ کس کے در پہ جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر

بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہوگا کسے ۔۔۔ کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر432:

فکرِ آخرت

حضرتِ سیِّدُنا صالح مُرّی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا عَطا سُلَمِی علیہ رحمۃ اللہ الولی بہت زیادہ مجاہدہ کرنے والے بزرگ تھے، کثرتِ عبادت وروزہ اور مجاہدات کی وجہ سے ان کا جسم کافی کمزور ہوگیا تھا۔ میں نے ان سے کہا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے نفس کو بہت زیادہ تکلیف میں ڈال رکھا ہے، میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے کچھ چیزیں بھجواؤں گا اگر آپ رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ کی نظروں میں میری کچھ قدرو منزلت ہے تو انہیں واپس نہ کرنا۔'' فرمایا: ''ٹھیک ہے۔'' چنانچہ، میں نے گھی اور ستُّو کا بنا ہوا تھوڑا سا شربت اپنے بیٹے کو دیتے ہوئے کہا: ''یہ حضرتِ سیِّدُنا عَطَاسُلَمِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس لے جاؤ، جب تک وہ یہ شربت پی نہ لیں واپس نہ آنا۔'' میرا بیٹا شربت لے کر گیا اور واپس آ کر بتایا کہ ''حضرتِ سیِّدُنا عَطَاسُلَمِی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے شربت پی لیا ہے۔ دوسرے دن میں نے پھر شربت بھجوایا تو انہوں نے نہ پیا۔''

میں نے ان سے کہا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شربت کیوں نہیں پیا؟ اس کے استعمال سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسم کو تقویت ملتی، نماز وروزہ اور دیگر عبادات پر قدرت حاصل ہوتی۔'' فرمایا: ''اے ابوبشر! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہارا بھلا کرے، جب پہلے دن تم نے شربت بھجوایا تو میں نے پی لیا، دوسرے دن بھی وہی عمدہ وخوشگوار شربت آیا تو میرے نفس نے اس کی طرف رغبت کی، جب میں اسے پینے لگا تو مجھے یہ آیتِ کریمہ یاد آ گئی:

یَّتَجَرَّعُهٗ وَ لَا یَكَادُ یُسِیْغُهٗ وَ یَاْتِیْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ مَا هُوَ بِمَیِّتٍؕ-وَ مِنْ وَّرَآىٕهٖ عَذَابٌ غَلِیْظٌ ﴿۱۷﴾

(پ۱۳، ابراھیم:۱۷)

ترجمۂ کنزالایمان: بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا اور گلے سے نیچے اتارنے کی امید نہ ہوگی اور اسے ہر طرف سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں اور اس کے پیچھے ایک گاڑھا عذاب۔

اس آیت کے یاد آتے ہی مجھ سے وہ شربت نہ پیا گیا۔'' حضرتِ سیِّدُنا صالح مُرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا عَطَاسُلَمِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی یہ بات سن کر میں نے روتے ہوئے کہا: ''اے عَطَاسُلَمِی علیہ رحمۃ اللہ القوی! **تم کسی اور وادی میں ہو اور میں کسی اور وادی میں۔''**

(**پیارے اسلامی بھائیو!** دیکھا آپ نے کہ ہمارے بزرگان دین رحمہم اللہ المبین کس قدر اپنے نفس کی مخالفت کیا کرتے تھے۔ اور ایک ہم ہیں کہ اپنے نفس کی ہر خواہش کو پورا کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ جبکہ ہمارے بزرگان دین رحمہم اللہ المبین بھوک سے کم کھاتے ہوئے ''**پیٹ کا قفل مدینہ**'' لگائے رکھتے اور خواہشاتِ نفس کی بھرپور مخالفت فرماتے تھے۔ اس طرح کے کئی واقعات بزرگان دین رحمہم اللہ المبین سے منقول ہیں۔ بھوک کے فضائل اور بھوک سے کم کھاتے ہوئے ''**پیٹ کا قفل مدینہ**'' سے متعلق مفید معلومات کے لیے **امیر اہلسنّت حضرت علامہ مولٰینا محمد الیاس عطارؔ قادری رضوی** دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف لطیف **فیضان سنّت** کے **باب ''پیٹ کا قفل مدینہ''** کا مطالعہ کیجئے۔ ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ اس کی برکتیں خود اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمائیں گے۔)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر433:
اُڑنے والا تخت

حضرتِ سیِّدُنا زید بن اَسلم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم سے منقول ہے: بنی اسرائیل کا ایک عابد لوگوں سے الگ تھلگ پہاڑ کی چوٹی پراپنے خالق و مالک عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں مشغول رہتا تھا۔لوگ قحط سالی میں پریشان ہوکر اس سے مدد طلب کرتے ، وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتا تو رحمتِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ کی برسات ہونے لگتی اور لوگ خوب سیراب ہو جاتے۔

ایک مرتبہ کچھ لوگ انتہائی اہم کام کے سلسلے میں اس عابد کے پاس آئے ، وہ ایک چھڑی سے مُردوں کی کھوپڑیوں اور ہڈیوں کو اُلٹ پلٹ کر رہا تھا۔لوگوں نے اس کے عمل میں دخل اندازی مناسب نہ سمجھی اور ادب سے ایک جانب بیٹھ کر اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ اچانک اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور زمین پر گر کر تڑپنے لگا ، پھر کچھ دیر بعد ساقط ہو گیا۔لوگوں نے دیکھا تو اس کی روح قفسِ عُنصُری سے پرواز کر چکی تھی۔ سب کو بہت دکھ ہوا ، جب اس کے انتقال کی خبر مشہور ہوئی تو لوگ جوق در جوق جمع ہو کر اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کرنے لگے۔ جب اسے کفن پہنا دیا گیا تو آسمان کے کنارے سے ایک تخت اڑتا ہوا آیا اور عابد کی میت کے پاس آکر رُک گیا۔ یہ دیکھ کر ایک شخص کھڑا ہوا اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا: ''اے لوگو! تمام تعریفیں اس خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے اپنے نیک بندے کو اپنے اس کرم کے لئے خاص کیا جو تم دیکھ رہے ہو۔''

یہ کہہ کر اس نے عابد کی میت اس تخت پر رکھ دی۔تخت فوراً بلند ہوا اور اڑتا ہوا آسمان کی طرف بڑھتا چلا گیا،لوگ اسے دیکھتے رہے یہاں تک کہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر434:
مجاہدین کے لئے عظیم انعام

ولی کامل حضرتِ سیِّدُنا صَلْت بن زِیاد حَلَبِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: رمضانُ المُبارَک کی ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ''عَبَّادَان'' کے چند نیک لوگوں کے ہمراہ ہوں اور ہمارا قافلہ ایک جانب بڑھا چلا جا رہا ہے ، چلتے چلتے ہم ایک عظیم الشان محل کے دروازے کے قریب پہنچے۔محل میں ایک ایسا خوبصورت باغ تھا کہ اتنا حسین و جمیل باغ میری آنکھوں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔دروازے کے قریب لوگوں کا ہجوم تھا۔ہم بھی محل کے قریب چلے گئے اتنے میں کسی کہنے والے نے کہا: ''اس میں وہی داخل ہو گا جس نے اس میں رہنا ہے ، بقیہ سب لوگ دور ہٹ جائیں۔'' پھر وہاں رہنے والے ایک شخص سے کہا گیا: ''جاؤ! دارِ

فضال، سِبطَین اور فلاں فلاں علاقے کے لوگوں کو بُلا لاؤ، ان میں سے کوئی ایک بھی پیچھے نہ رہنے پائے۔''

وہ شخص لوگوں کو بلا لایا جب سب جمع ہو گئے تو انہیں اس عظیم الشان محل میں داخلے کی اجازت مل گئی۔ میں بھی ان کے ساتھ محل میں داخل ہو گیا اس کی خوبصورتی اور اس میں موجود اشیاء کو دیکھ کر میری آنکھیں چندھیانے لگیں، ایسا لگتا تھا کہ میری عقل زائل ہو جائے گی۔ میں نے وہاں عمدہ درخت دیکھے جن پر سونے چاندی کے برتن تھے۔ اُن میں طرح طرح کے شربت بھرے ہوئے تھے۔ پھر میں نے چند نوجوان لڑکیاں دیکھیں جنہوں نے چاندی کا باریک وخوبصورت لباس پہنا ہوا تھا۔ ان کا حسن دیکھ کر مجھے اپنی بینائی ضائع ہونے کا خوف ہونے لگا۔ جن لوگوں کو اس محل میں داخل ہونے سے روک دیا گیا تھا، انہوں نے کہا: ''ہمارا کیا قصور ہے جو ہمیں ان نعمتوں سے روک دیا گیا ہے؟ ہمیں ان چیزوں کے دیکھنے سے کیوں منع کیا گیا ہے؟'' وہ اسی طرح آوازیں بلند کر رہے تھے کہ یکا یک ایک بہت بڑا تخت نمودار ہوا۔ تمام دوشیزائیں اس پر بیٹھ گئیں، ان کے جسم خوشبوؤں سے مہک رہے تھے، ان کے ہاتھوں میں خوشبو کی انگیٹھیاں تھیں۔ جب وہ تخت فضا میں بلند ہوا تو باہر کھڑے لوگوں کی چیخ وپکار مزید بلند ہو گئی۔ ان دوشیزاؤں میں ایک ایسی حسین وجمیل لڑکی بھی تھی جس کا حُسن باقی سب پر غالب تھا۔ اچانک اس کے ہونٹوں کو حرکت ہوئی اور اس کی مسحور کُن آواز گونجنے لگی:

''اے لوگو! یہ تمام نعمتیں ان کے لئے ہیں جنہوں نے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں جہاد کی وجہ سے اپنی بیویوں سے دوری اختیار کی، اپنا وطن چھوڑا، اپنے پہلوؤں کو بستروں سے دور رکھا، راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں اپنا خون بہا کر سخاوت کی، مسلسل سفر کی وجہ سے یہ لوگ نہ تو اپنی اولاد سے پیار کر سکے اور نہ ہی اپنی بیویوں سے لُطف اندوز ہو سکے، انہوں نے فانی زندگی پر باقی کو ترجیح دی۔ اے نمازیو! اے مجاہدو! تمہیں مُبارَک ہو۔ تمہارا رب عَزَّوَجَلَّ تمہیں ایسی جگہ بٹھائے گا جہاں تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، تمہارا خوف جاتا رہے گا، وہاں امن ہی امن ہو گا۔''

پھر اس نے دوسری کو کہا: ''اے قرۃ العین! اب تُو بول۔'' اچانک ایک مسحور کُن اور دلکش آواز فضا میں بلند ہوئی:

وَحُوْرٌ عِیْنٌ ﴿۲۲﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّ لَا تَاْثِیْمًا ﴿۲۵﴾ اِلَّا قِیْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾ وَ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ ﴿۲۷﴾ فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾ (پ۲۷، الواقعۃ: ۲۲تا۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بڑی آنکھ والیاں حوریں جیسے چھپے رکھے ہوئے موتی۔ صلہ ان کے اعمال کا اس میں نہ سنیں گے نہ کوئی بیکار بات نہ گنہگاری ہاں یہ کہنا ہوگا سلام سلام اور داہنی طرف والے کیسے داہنی طرف والے بے کانٹوں کی بیریوں میں۔

پھر ایک منادی نے کہا: ''خوش آمدید! عرشِ عظیم کے مالک خدائے بزرگ وبرتر کی طرف سے ملنے والی نعمتیں تمہیں مُبارَک ہوں۔ اب ان نعمتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہو۔ وہ جواد وعظیم اور بزرگ وبرتر ہے، اس کی پاکی بیان کرو اور تکبیر کہو۔'' وہاں

موجود سب لوگوں نے تکبیر کہی، میں نے بھی باآوازِ بلند تکبیر کہی۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ میری زبان پر ابھی تک اَللّٰہُ اَکْبَر، اَللّٰہُ اَکْبَر کی صدائیں جاری تھیں، کافی اُجالا ہو چکا تھا۔ میں نے جلدی سے وضو کر کے نمازِ فجر ادا کی، کچھ لوگ مسجد میں بیٹھے بالکل اسی طرح باتیں کر رہے تھے جیسا میں نے خواب میں دیکھا تھا، وہ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے: ''میں نے تجھے فلاں جگہ دیکھا، میں نے تجھے فلاں جگہ دیکھا۔'' پھر مجھ سے بھی کہنے لگے: ہم نے تمہیں بھی فلاں جگہ دیکھا ہے۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہاں کی تمام اشیاء ہم نے سر کی آنکھوں سے دیکھی ہوں۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم}

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

حکایت نمبر435: غیبت کے اَسباب

حضرتِ سیِّدُنا بَکْر بن احمد علیہ رحمۃ اللہ الاحد فرماتے ہیں: میں نے حضرتِ سیِّدُنا یوسف بن احمد علیہ رحمۃ اللہ الاحد کو یہ فرماتے سنا: ''ایک مرتبہ میں نے حضرتِ سیِّدُنا حارِث مُحَاسِبی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے غیبت کے متعلق پوچھا تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: ''غیبت سے بچ! بے شک وہ ایسا شر ہے جسے انسان خود حاصل کرتا ہے۔ تیرا اس چیز کے بارے میں کیا خیال ہے جو تجھے اِحسان بھولنے پر اُبھارے، تجھ سے تیری نیکیاں چھین کر تیرے اُن مخالفین کو دے دے جن کی تُو نے غیبت کی ہے۔ یہاں تک کہ وہ تیری نیکیوں سے راضی ہو جائیں کیونکہ بروزِ قیامت درہم و دینار کام نہیں آئیں گے۔ بے شک! جتنا تُو مسلمانوں کی عزت سے لے گا اتنی مقدار میں تیرا دین تجھ سے لے لیا جائے گا، لہٰذا غیبت سے بچ، غیبت کے منبع (یعنی نکلنے کی جگہ) اور سبب کو پہچان کہ تجھ پر غیبت کن جگہوں سے آتی ہے۔

توجہ سے سن! بے شک بے وقوف اور جاہل لوگ غیبت میں ایسے پڑتے ہیں کہ گنہگاروں پر خواہ مخواہ غصّہ کرتے اور ان سے حسد اور بدگمانی کرتے ہیں اور اس غصے کو دینی غیرت کا نام دیتے ہیں۔ یہ ایسی برائیاں ہیں جو بالکل ظاہر ہیں پوشیدہ نہیں۔ اہلِ علم غیبت میں اس طرح مبتلا ہوتے ہیں کہ شیطان ان کو اپنے مکر میں پھنسا لیتا ہے، وہ کسی کی برائی بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں: ''ہم تو اس کی نصیحت کے لئے ایسا کر رہے ہیں۔ ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں۔'' حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ اگر واقعی وہ خیر کے طالب ہوتے تو کبھی غیبت جیسی برائی میں نہ پڑتے اور ان کی نصیحت غیبت پر معاون نہ ہوتی۔ علماء میں سے جب کوئی عالم کسی کی برائی بیان کرتا ہے تو کہتا ہے: کیا رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے یہ حدیث مروی نہیں: ''کیا تم برے شخص کا تذکرہ

کرنے سے بچتے ہو؟ اس کی برائی بیان کرو تا کہ لوگ اس سے اجتناب کریں (یعنی بچیں)۔''

(الموسوعة لابن أبی الدنیا، کتاب الغیبة و النمیمة، باب الغیبة التی یحل ......الخ، الحدیث ۸٤، ج٤، ص ۳۷٤)

اس حدیث کو دلیل بنا کر لوگوں کی غیبت کی جاتی ہے۔ حالانکہ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نفس کی خاطر کسی مسلمان کی برائی بیان کی جائے نہ ہی یہ ثابت ہوتا ہے کہ تو مسلمان کی اس برائی کو خواہ مخواہ لوگوں پر ظاہر کرے جس کا تجھ سے سوال ہی نہیں کیا گیا، ہاں! اگر کوئی تیرے پاس آئے اور کہے: ''میں فلاں شخص سے اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتا ہوں، آپ اس بارے میں کیا مشورہ دیتے ہیں؟'' تو اب اگر تُو اس شخص کی بری اور نامناسب باتیں جانتا ہے یا یہ جانتا ہے کہ یہ مسلمانوں کی حرمت کا خیال نہیں رکھتا تو اب تجھے جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کو مشورہ دینے میں خیانت سے کام لے۔ بلکہ اسے احسن طریقے سے اس جگہ شادی کرنے سے روک دے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص تیرے پاس آ کر کہے: ''میں فلاں کے پاس کچھ رقم امانت رکھنا چاہتا ہوں۔ آپ کا اس بارے میں کیا مشورہ ہے؟'' اگر تُو اس شخص کے بارے میں جانتا ہے کہ وہ امانت رکھنے کے قابل نہیں تو تیرے لئے جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کے مال کو ضائع کروائے بلکہ اسے احسن طریقے سے اس کے پاس امانت رکھنے سے روک دے۔ اسی طرح اگر کوئی پوچھے کہ ''فلاں کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتا ہوں یا فلاں کو استاد بنانا چاہتا ہوں، آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟'' تو اگر تُو اس کو امام یا استاد بننے کے قابل نہیں سمجھتا تو ضروری ہے کہ سائل کو اَحسن طریقے سے منع کر دے۔ لیکن ان تمام باتوں میں دل کی بھڑاس نکالنا مقصود نہ ہو بلکہ احسن طریقہ اختیار کیا جائے۔

توجہ سے سن! قاریوں، عابدوں اور زاہدوں کے غیبت میں پڑنے کا سبب ''تعجب'' ہے۔ وہ تعجب کا اظہار کرتے ہوئے اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کر بیٹھتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ ہم تو تعجب کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس تعجب ہی میں وہ مسلمان کی برائی بیان کر جاتے ہیں اور اس کی غیر موجودگی میں ایسی بات کرتے ہیں جو ایذاء کا سبب ہوتی ہے۔ پس یہ لوگ اس طرح اپنے مسلمان بھائیوں کا گوشت کھانے لگتے ہیں۔ رہے استاد، سردار اور حاکم وہ شفقت و رحمدلی کے طریقے سے غیبت کی گہری کھائیوں میں جا گرتے ہیں۔ مثلاً کوئی استاذ یا سردار اپنے شاگرد یا ماتحت کے بارے میں کہتا ہے: ''افسوس! بے چارہ مسکین فلاں فلاں کام میں پڑ گیا، ہائے ہائے! بے چارہ فلاں برائی کا مرتکب ہو گیا۔'' اس طرح کی باتیں کر کے وہ سمجھتا ہے کہ میں اس سے محبت اور شفقت کی وجہ سے ایسا کہہ رہا ہوں حالانکہ وہ غیبت جیسی برائی میں پڑ چکا ہوتا ہے۔ پھر یہ استاد اپنے شاگرد کی برائی کو دوسروں کے سامنے ظاہر کرتا اور کہتا ہے: ''میں نے تمہارے سامنے اس کی برائی اس لئے بیان کی تا کہ تم اپنے بھائی کے لئے کثرت سے دعا کرو۔'' اپنے گمان میں یہ اسے شفقت و محبت سمجھتا ہے لیکن حقیقت میں یہ غیبت کر رہا ہوتا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں شیطان کے خفیہ واروں سے بچائے۔ ہم اللہ ربُّ العِزّت کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں مسلمانوں کی غیبت کرنے سے محفوظ رکھے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

اے میرے بیٹے! غیبت سے کوسوں دور بھاگ! ہمیشہ اس سے بچتا رہ، بے شک قرآن مجید میں غیبت کو مُردار کا گوشت کھانے کی طرح کہا گیا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا

ترجمۂ کنزالایمان: کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے۔

(پ ۲۶، الحجرات: ۱۲)

اسی طرح غیبت کی مذمت پر حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بہت سی احادیثِ مبارکہ مروی ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں غیبت کی تباہ کاریوں سے محفوظ رکھے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غیبت ہمارے معاشرے کا ایک ایسا ناسُور ہے جس نے مسلمانوں کی محبت کے بندھن کو توڑنے میں بہت گھناؤنا کردار ادا کیا ہے۔ اسی برائی کے سبب مسلمان اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے درمیان ذلیل و رُسوا ہو رہا ہے۔ اس خصلتِ بد نے ایک دوسرے کی عزت وتکریم کے جذبے کو ملیامیٹ کر کے رکھ دیا ہے۔ نہ تو غیبت کرنے والا اس برائی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور نہ ہی سننے والے اس کو روکتے بلکہ خود بھی ہاں میں ہاں ملا کر اپنے آپ کو گندگی کے عمیق گڑھے میں گرا لیتے ہیں۔ غیبت صراحۃً بھی ہوتی ہے اور اشارۃً بھی، الفاظ سے بھی اور انداز سے بھی۔ غیبت کی تباہ کاریوں سے بچنے کے لئے امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرتِ علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کے انتہائی پُر اثر رسالے ''غیبت کی تباہ کاریاں'' کا مطالعہ کیجئے۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ غیبت جیسی خصلتِ بد سے توبہ کرنے اور دوسروں کو اس برائی سے بچانے کا ذہن بنے گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں غیبت اور دیگر تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔) (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

حکایت نمبر 436: خوفِ خدا کی اعلیٰ مثال

حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن زید بن اَسلم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عطا بن یسار اور حضرت سیِّدُنا سلیمان بن یسار علیہما رحمۃ اللہ الغفار اپنے چند رفقاء کے ہمراہ حج کے لئے حرمین شریفین زَادَهُمَا اللهُ شَرَفًا وَّتَعْظِيْمًا کی جانب روانہ ہوئے۔ مقامِ ''اَبْوَاء'' پر قافلے نے ایک جگہ قیام کیا۔ حضرت سیِّدُنا سلیمان علیہ رحمۃ الرحمٰن اور شرکائے قافلہ کسی کام سے چلے گئے اور

حضرتِ سیِّدُ ناعطابن یَسَار علیہ رحمۃ اللہ الغفار اکیلے ہی سامان کے قریب نماز پڑھنے لگے۔ کچھ دیر بعد قریبی بستی سے ایک حسین وجمیل عورت وہاں آئی اور قریب آکر بیٹھ گئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سمجھا کہ کوئی مجبور عورت ہے اور کسی حاجت سے آئی ہے۔ اس لئے نماز کو مختصر کیا اور سلام پھیرنے کے بعد پوچھا: ''کیا تمہیں کوئی حاجت ہے؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں۔'' پوچھا: ''کیا چاہتی ہو؟'' کہا: ''وہی چاہتی ہوں جو عورتیں مَردوں سے چاہتی ہیں، تم میری خواہش پوری کردو۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''جا! یہاں سے چلی جا! مجھے اور خود کو جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کا ایندھن نہ بنا۔ عورت پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس بات کا کچھ اثر نہ ہوا وہ مِنّت سماجت کرتے ہوئے مسلسل دعوتِ گناہ دیتی رہی۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہر بار اس کی بات کو رَد کیا۔ جب وہ بہت زیادہ اصرار کرنے لگی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خوفِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ کے باعث رونے لگے اور فرمانے لگے: ''تجھے خدا عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ! مجھ سے دُور چلی جا، جا! مجھ سے دور چلی جا۔'' جب عورت نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گریہ وزاری دیکھی تو وہ بھی رونے لگی۔ اتنے میں حضرتِ سیِّدُ ناسلیمان بن یَسَار علیہ رحمۃ اللہ الغفار آپہنچے۔ جب انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ایک عورت کو روتے دیکھا تو خود بھی رونے لگے حالانکہ وہ جانتے نہ تھے کہ یہ دونوں کیوں رو رہے ہیں۔ پھر شرکائے قافلہ میں سے جو بھی وہاں آتا انہیں روتا دیکھ کر رونا شروع کر دیتا کسی نے بھی رونے کا سبب نہ پوچھا۔ بس ایک دوسرے کو دیکھ کر ہر ایک روئے جا رہا تھا۔ پھر وہ عورت اُٹھی اور روتی ہوئی اپنی بستی کی طرف چلی گئی۔ دوسرے لوگ آہستہ آہستہ کھڑے ہوئے اور اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوگئے۔ کسی نے بھی حضرتِ سیِّدُ ناعَطَاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رعب وجلال کی وجہ سے ان سے اس عورت اور رونے کے متعلق نہ پوچھا۔

حضرتِ سیِّدُ ناسلیمان بن یَسَار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: بالآخر ایک دن میں نے ہمت کرکے پوچھا: ''اے میرے بھائی! اس عورت کا کیا قصہ تھا؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میں تمہیں سارا واقعہ بتاتا ہوں لیکن خبردار جب تک میں اس دنیا میں زندہ رہوں یہ واقعہ کسی کو نہ بتانا۔'' میں نے کہا: ''ٹھیک ہے! میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پورا واقعہ بتایا اور کہا: ''اس رات میں نے خواب میں حضرتِ سیِّدُ نایوسف علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کی، میں شوق سے ان کی زیارت کرتا رہا پھر ان کا حسن وجمال اور نورانیت دیکھ کر مجھ پر رقت طاری ہوگئی میں زاروقطار رونے لگا، یہ دیکھ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے برگزیدہ نبی حضرتِ سیِّدُ نایوسف علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے میری جانب نظرِ کرم فرمائی، لبہائے مبارکہ کو جُنبش ہوئی ارشاد فرمایا: ''اے شخص! تمہیں کس چیز نے رُلایا ہے؟'' میں نے دست بستہ عرض کی:

''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی! میرے ماں باپ آپ علیہ السلام پر قربان! مجھے آپ علیہ السلام کے عزیزِ مصر کی بیوی کے معاملے میں آزمائش میں مبتلا ہونے، قید میں جانے، حضرتِ سیِّدُ نایعقوب علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے آپ کی جدائی، آپ کی پاکدامنی اور صبر وشکر پر تعجب ہورہا ہے۔'' یہ سن کر حسن وجمال کے پیکر حضرتِ سیِّدُ نایوسف بن یعقوب علٰی نبینا وعلیہما الصلوۃ

والسلام نے ارشاد فرمایا: ''کیا تجھے اس شخص پر تعجب نہیں ہو رہا جسے مقام ''ابواء'' پر ایک دیہاتی عورت کا واقعہ پیش آیا۔ آپ علیہ السلام کی یہ بات سن کر میں سمجھ گیا کہ آپ علیہ السلام نے کس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ میں پھر رونے لگا جب بیدار ہوا تو میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور میں بلند آواز سے رو رہا تھا۔ اے سلمان! خبردار! میرے جیتے جی یہ واقعہ کسی کو نہ بتانا۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُ نا سلیمان بن یَسَار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے حضرتِ سیِّدُ نا عَطَاء بن یَسَار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کی زندگی میں یہ واقعہ کسی کو نہ سنایا۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے گھر والوں کو یہ واقعہ بتایا۔ پھر حضرتِ سیِّدُ نا سلیمان بن یَسَار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کی وفات کے بعد یہ واقعہ پورے شہر میں مشہور ہو گیا۔

حضرتِ سیِّدُ نا مُصْعَب بن عثمان علیہ رحمۃ الرحمٰن سے منقول ہے کہ یہ واقعہ حضرتِ سیِّدُ نا سلیمان بن یَسَار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کے ساتھ پیش آیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ ایک مرتبہ ایک حسین و جمیل نوجوان عورت نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر میں داخل ہو کر گناہ کی دعوت دی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انکار کر دیا۔ وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف بڑھی اور کہا: ''میرے قریب آ۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسے وہیں چھوڑ کر گھر سے بھاگ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''پھر ایک دن خواب میں مجھے حضرتِ سیِّدُ نا یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت ہوئی تو میں نے عرض کی: ''حضور! کیا آپ ہی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے برگزیدہ نبی حضرتِ سیِّدُ نا یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''ہاں! میں ہی یوسف (علیہ السلام) ہوں۔'' پھر فرمایا: ''اور تو وہی ہے کہ جسے گناہ کی دعوت دی گئی لیکن اس نے گناہ کا ارادہ بھی نہ کیا۔''

حضرتِ سیِّدُ نا عَطَاء اور حضرتِ سیِّدُ نا سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما دونوں بھائی تھے۔ حضرتِ سیِّدُ نا عَطَاء بڑے اور حضرتِ سیِّدُ نا سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما چھوٹے تھے۔ یہ دونوں اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا مَیْمُوْنَہ بنت حَارِث رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ غلام تھے۔ حضرتِ سیِّدُ نا عَطَاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرتِ سیِّدُ نا اُبی بن کَعب، حضرتِ سیِّدُ نا ابن مسعود، حضرتِ سیِّدُ نا ابوایوب، حضرتِ سیِّدُ نا ابوہریرہ، حضرتِ سیِّدُ نا ابوسعید، حضرتِ سیِّدُ نا ابن عبّاس، حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے احادیثِ مبارکہ سنیں۔ مَیں نے اور ان دونوں نے حضرتِ سیِّدَتُنا مَیْمُوْنَہ بنت حَارِث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے احادیثِ مبارکہ روایت کی ہیں۔ ممکن ہے ان دونوں بھائیوں میں سے ہر ایک کے ساتھ عورت والا واقعہ علیحدہ علیحدہ پیش آیا ہو۔

وَاللہ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 437: **حضرتِ سیِّدُ نا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی وصیّتیں**

حضرتِ سیِّدُ نا عبدالرحمٰن بن مَہْدِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: وصال سے قبل حضرتِ سیِّدُ نا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو پیٹ کا مرض لاحق ہوگیا۔ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے عرض کی: ''حضور! میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تیمارداری میں مشغول رہتا ہوں جس کی وجہ سے باجماعت نماز ادا نہیں کرسکتا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟'' فرمایا: ''کسی مسلمان کی لمحہ بھر کے لئے خدمت کرنا ساٹھ (60) سال کی باجماعت نمازوں سے افضل ہے۔ میں نے عرض کی: ''حضور! یہ بات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کس سے سنی؟'' ارشاد فرمایا: ''میں نے حضرتِ سیِّدُ نا عاصم بن عُبید اللہ بن عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا، انہوں نے حضرتِ سیِّدُ نا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ''کسی بیمار مسلمان بھائی کی ایک دن خدمت کرنا مجھے ان ساٹھ (60) سال کی باجماعت نمازوں سے زیادہ پسند ہے جن میں کبھی تکبیرِ اولیٰ بھی فوت نہ ہوئی ہو۔''

جب مرض طول پکڑ گیا تو آپ کو گھٹن سی محسوس ہوئی اور ''اے موت! اے موت!'' کہنے لگے۔ پھر فرمایا: ''میں نہ تو موت کی تمنا کر رہا ہوں نہ ہی موت کی دعا مانگ رہا ہوں۔ بلکہ میں تو ''لفظِ موت'' کہہ رہا ہوں۔'' جب وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زار و قطار رونے لگے۔ میں نے عرض کی: ''اے ابو عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! یہ رونا کیسا؟'' فرمایا: ''موت کے وقت کی شدید تکلیف کی وجہ سے رو رہا ہوں، اے عبدالرحمٰن! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ زبردست طاقت والا ہے۔'' میں نے دیکھا کہ کثرتِ بکاء (یعنی بہت زیادہ رونے) کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھیں ڈھلک گئی تھیں اور پیشانی پر پسینہ آرہا تھا۔ فرمایا: ''میری پیشانی سے پسینہ صاف کردو۔'' میں نے پسینہ صاف کیا تو دوبارہ آگیا تو آپ نے کہا: ''**اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ۔'' (پھر فرمایا) میں نے حضرتِ سیِّدُ نا منصور سے، انہوں نے حضرتِ سیِّدُ نا ہلال بن یَساف سے، انہوں نے حضرتِ سیِّدُ نا بُرَیدَہ اَسْلَمِی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے روایت کی: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، بِاِذْنِ پروردگار دوعالَم کے مالک و مختار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا: ''بے شک مؤمن کی روح پسینے کے ساتھ نکلتی ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الجنائز، باب ما جاء فی التشدید عند الموت، الحدیث ۹۸۰، ص ۱۷۴۵ "روح" بدلہ "نفس")

(پھر فرمایا) اے ابنِ مَہْدِی! میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے امید رکھتا ہوں کہ اس دنیا سے ایمان کے ساتھ جاؤں گا۔ اے ابنِ مَہْدِی! تیرا بھلا ہو! کیا تجھے معلوم ہے کہ عنقریب میری ملاقات کس سے ہوگی؟ سن! میں اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں جارہا ہوں جو اپنے بندوں پر رحم دل اور شفیق ماں سے زیادہ رحم فرمانے والا، سب سے زیادہ کریم و جواد ہے۔ اے عبدالرحمٰن! جب مجھے اپنے کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کا بہت زیادہ شوق ہے تو پھر میں موت کو کیوں مکروہ جانوں گا؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ

ایمان افروز باتیں سن کر مجھ پر رقت طاری ہوگئی، روتے روتے میری ہچکیاں بندھ گئیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر غشی طاری ہونے لگی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ ہائے موت کا درد! ہائے موت کا درد! لیکن یہ آواز اس وقت آئی جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہوش میں نہ تھے ورنہ بحالت ہوش آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ بھی درد واَلَم کی شکایت نہ کی۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہوش آیا تو فرمایا: ''

میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے قاصدوں (یعنی فرشتوں) کی آمد مرحبا! طَیِّبِین کو خوش آمدید!'' یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پھر بے ہوش ہوگئے۔ میں سمجھا کہ شاید آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوگیا ہے، میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیشانی سے پسینہ صاف کرنے لگا کچھ دیر بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن! پڑھو۔'' میں نے عرض کی: ''کیا پڑھوں؟'' فرمایا: ''رحمت کے فرشتوں کو لانے والی اور شیطانوں کو دور کرنے والی سورت (یٰسین شریف) کی تلاوت کرو۔''

میں نے سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت شروع کی، دورانِ تلاوت مجھ پر رقت طاری ہوگئی، رونے کی وجہ سے مجھ سے بعض حروف کی صحیح ادائیگی نہ ہوسکی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''جن الفاظ میں غلطی ہوئی ہے انہیں دوبارہ پڑھو۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ غلطی درست کرائی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر پھر غشی طاری ہوگئی۔ کچھ دیر بعد آنکھیں کھول کر اُوپر کی جانب دیکھنے لگے۔ گھر والے اور بچے رونے لگے، ان کی ہلکی ہلکی چیخیں بلند ہوئیں لیکن یہ آواز گھر تک ہی محدود تھی باہر سنائی نہ دیتی تھی۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کچھ ہوش آیا تو فرمایا: ''یہ چیخ وپکار اور رونا کیسا؟'' میں نے عرض کی: ''گھر کی عورتوں پر رقت طاری ہوگئی ہے۔'' فرمایا: ''**اللہ** تبارک وتعالیٰ تم پر رحم فرمائے، خاموش ہوجاؤ! چیخ وپکار اور رونا بند کرو! اپنے کپڑے ہرگز نہ پھاڑنا کیونکہ **نوحہ کرنا اور کپڑے پھاڑنا زمانہ جاہلیت کے کام ہیں**، ان چیزوں کو ترک کرو اور اس طرح کہو: ''اے سُفْیَان ثَوْرِی! **اللہ** تبارک وتعالیٰ قولِ ثابت کے ساتھ تجھے ثابت قدم رکھے۔ تیری حجتیں تجھے پہنچ جائیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحمت کے فرشتے نازل فرمائے۔'' میرے انتقال کے بعد کثرت سے یہ دعائیں کرنا۔ ابھی اس طرح دعا کرو: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! جو ہم دیکھ رہے ہیں ہمیں اس سے نصیحت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما اور اس پر یقینِ کامل عطا فرما۔'' (آمین)

حضرتِ سیِّدُنا عبدالرحمٰن علیہ رحمۃ المنّان فرماتے ہیں: پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے فرمایا: ''حَمَّاد بن سَلَمَہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو میرے پاس بلا لاؤ، میں پسند کرتا ہوں کہ وقتِ رخصت وہ میرے پاس موجود ہوں۔'' میں حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد بن سَلَمَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس گیا اور عرض کی: ''حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی حالتِ نزع میں ہیں۔ یہ سنتے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوراً ننگے پاؤں صرف ایک چادر پہنے جلدی جلدی وہاں پہنچے۔ اس وقت حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی پر غشی طاری تھی۔ حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد نے فرطِ محبت میں ان کی **پیشانی پر بوسہ دیا** اور روتے ہوئے کہنے لگے: ''اے ابوعبداللہ!

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو برکت عطا فرمائے۔ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بہت زیادہ مشتاق تھے۔حضرتِ سیِّدُ نا سُفیان ثَوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو ہوش آیا تو کہا: ''تمام تعریفیں اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے اپنی مخلوق کے فنا ہونے کا فیصلہ فرمایا۔'' میں نے عرض کی: ''حضور! دیکھئے! حضرتِ سیِّدُ نا حَمَّاد بن سَلَمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس موجود ہیں۔'' فرمایا: ''اے میرے بھائی! مرحبا، مرحبا! میرے قریب آجاؤ! اے حَمَّاد! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہنا اور حالتِ نزع کی تکالیف کو دیکھ لو عنقریب تم پر بھی یہ کیفیت طاری ہونے والی ہے۔تم نہیں جانتے کہ پیغامِ اَجَل تمہیں اپنے گھر میں آئے گا یا کہیں اور، صبح آئے گا یا شام کو۔

یہ سن کر میں اور حضرتِ سیِّدُ نا حَمَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد فکر میں مبتلا ہوگئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر غشی طاری ہوگئی۔جب اِفاقہ ہوا تو فرمایا: ''اے حَمَّاد! ذرا سوچ اور اس بارے میں غور وفکر کر، جب تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔اے حَمَّاد! اگر تو رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو دیکھ لیتا تو کبھی بھی دنیاوی زندگی کو پسند نہ کرتا، وہ لوگ وصال کے اتنے شوقین تھے کہ موت بھی ان کی اتنی خواہش مند نہ ہوگی۔وہ گمان کرتے تھے کہ گویا ہم جہنم میں داخل ہوں گے بس یہی سوچ کر وہ تڑپتے اور روتے رہتے اور ان کی آنکھوں سے سَیْلِ اَشک رَواں ہوجاتا حالانکہ جنت ان کے سامنے ہوا کرتی تھی، وہ ساری ساری رات قیام وسجود میں گزار دیتے تھے۔**اللّٰہ** ربُّ العزّت نے اپنی پاکیزہ کتاب قرآنِ پاک میں ان کی عمدہ صفات اور بہترین اوصاف کا ذکر فرمایا۔اے حَمَّاد! غرور وتکبر، ریاکاری اور خود پسندی سے بچتے رہنا، ان صفاتِ مذمومہ (یعنی بری صفات) کے ہوتے ہوئے دِین سلامت نہیں رہتا۔اے حَمَّاد! چھوٹوں کے لئے سراپا شفقت اور بڑوں کے لئے سراپا عاجزی ومحبت بن جاؤ۔لوگوں کے لئے وہی بات پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔جب تمہیں تنہائی میسر آئے تو سفرِ آخرت کے بارے میں غور وفکر کرکے اپنے آپ پر خوب رویا کرو اور سوچا کرو کہ تمہاری ابتداء وانتہاء کیا ہے۔غور وفکر کر کہ تجھے ایک امرِ عظیم درپیش ہے، وہ امر ایسا سخت ہے کہ اس کی سختی لوہا و پتھر بھی برداشت نہیں کرسکتے۔اگر تو اس دُشوار گزار گھاٹی سے نجات پا گیا تو سمجھ لے کہ تو کامیاب ہوگیا اور اگر خدانخواستہ اس گہری کھائی میں گر گیا تو بدبختوں میں سے ہوگا اور تجھے ایسا غم ملے گا جو کبھی ختم نہ ہوگا اور آگ میں جلنے والے کو سکون نہیں ملتا۔اے حَمَّاد! اغنیاء کی مجالس سے بچتے رہنا! بے شک وہ تیری زندگی تیرے لئے ناپسندیدہ بنادیں گے۔مغروروں کی مجالس میں ہرگز نہ بیٹھنا، ان کی صحبت سے بچتے رہنا۔اگر ان کے ساتھ بیٹھے گا تو وہ تجھے اپنی بری عادتیں سکھائیں گے۔ہاں! علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضری لازم کر۔ان کے سامنے نرمی سے گفتگو کر، انہیں گھور گھور کر ہرگز نہ دیکھنا، نہایت عاجزی واِنکساری کے ساتھ ان سے ملنا، اگر تو ایسا کرے گا تو ان کی بھلائیوں سے تجھے بھی حصہ ملے گا اور تو ان کی برکتوں سے فیض یاب ہوگا۔

ہائے! اب ایسے علماء کہاں ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام کے جانے کے بعد ان کے وارث بنتے ہیں۔ ہائے! وہ اس فانی دنیا کو اس کے چاہنے والوں کے لیے چھوڑ کر دارِ بقاء کی طرف چلے گئے، انہیں عالم اس لئے کہا گیا کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا جو حق ان پر ہے اسے پہچانتے ہیں اور ان کا اپنے اوپر جو حق ہے اسے بھی جانتے ہیں۔ پس یہ لوگ آگ سے دور بھاگتے اور جنت کی امید رکھتے ہیں۔ جو چیزیں **اللّٰہ** رَبُّ العِزَّت عَزَّوَجَلَّ کو ناپسند ہیں یہ بھی انہیں ناپسند کرتے ہیں اور جسے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ پسند فرماتا ہے یہ اس سے محبت کرتے ہیں۔ اے حَمَّاد! دنیا کی رنگینیوں میں کھوئے ہوئے علماء سے بچنا! بے شک جو بھی ان کے قریب جائے گا یہ اسے فتنے میں ڈال دیں گے۔ اگر کوئی جاہل ان کے پاس بیٹھے گا تو اس کی جہالت میں مزید اضافہ ہوگا، کوئی جاننے والا ان کے پاس جائے گا تو یہ اس کی فکرِ آخرت میں کمی کا سبب بنیں گے۔ ایسے ہی لوگوں کے کاموں سے رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ڈرایا اور ان کے ساتھ بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

اے حَمَّاد! تو جہاں بھی رہے ہر حال میں ہر جگہ صدق کو اپنے اوپر لازم رکھنا کیونکہ سچائی کی بدولت **اللّٰہ** تبارک وتعالیٰ تجھے عزت عطا فرمائے گا۔ صبر کو اپنے اوپر لازم کر لینا! بے شک یہ دین کا بادشاہ ہے، یقین کو مضبوطی سے تھام لینا کیونکہ یہ اسلام کی بلندی کا سرچشمہ ہے۔ اے حَمَّاد! علمِ دین کو مخلوق میں سے کسی کے ہاتھ نہ بیچنا بلکہ اس کے ذریعے اس رحیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہونا جو چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی قبول کرتا اور بڑے سے بڑے گناہ کو بھی معاف فرما دیتا ہے۔ یہ میری وصیت ہے، اسے مضبوطی سے تھام لینا۔ اتنا کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر غشی طاری ہوگئی ہم نے دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسم سے پسینہ نکل رہا تھا اور قدم ٹھنڈے ہو چکے تھے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہوش آیا تو فرمایا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ بے شک مؤمن ہر حال میں بھلائی کو پہنچتا ہے۔ مؤمن کی روح اس کے پہلوؤں سے نکلتی ہے اور وہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد کرتا ہے، تمام تعریفیں اسی خدائے بزرگ وبرتر کے لئے ہیں جو اکیلا ہی ہر حمدِ حقیقی کے لائق ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا: ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھیے۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کلمۂ طیبہ پڑھ کر یہ آیتِ کریمہ تلاوت کی:

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ

ترجمۂ کنزالایمان: اے ہمارے رب! ہمیں نکال کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے۔

(پ۲۲، الفاطر: ۳۷)

پھر یہ آیتِ مبارکہ پڑھی:

وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر واپس بھیجے جائیں تو پھر وہی کریں جس سے منع کئے گئے تھے اور بے شک وہ ضرور جھوٹے ہیں۔

(پ۷، الانعام: ۲۸)

پھر اُوپر دیکھا اور یہ آیتِ کریمہ پڑھی:

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ (پ ۲۵، الدخان: ۳۸۔۳۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر۔ ہم نے انہیں نہ بنایا مگر حق کے ساتھ۔

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی آواز بند ہوگئی۔ حضرتِ سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن مَہْدِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں نے حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد بن سَلَمَہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو یہ فرماتے سنا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس عظیم ولی کے بعد مشرق و مغرب میں اس کی مثل کوئی نہیں۔ یہ بزرگ انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتوں کے آئینہ دار تھے۔'' یہ کہہ کر حضرت سیِّدُنا حَمَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد رونے لگے، یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی آواز بلند ہوگئی۔ میں نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پر رحم فرمائے۔ اطمینان رکھئے اور رونا موقوف کر دیجئے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رَاجِعُوْن'' پڑھ کر کہا: ''اے عبدالرحمٰن بن مَہْدِی علیہ رحمۃ اللہ القوی! تیرا بھلا ہو! ان کے بعد ایسا کون ہے جس پر رویا جائے۔'' کچھ دیر بعد حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کلام کرنے لگے اور مجھے پکارا۔ میں نے کہا: ''میں حاضر ہوں۔'' فرمایا: ''دینار کا چوتھا حصہ دے کر میری قبر کھدوانا، دینار کے چوتھے حصے کی خوشبو وغیرہ خریدنا اور نصف دینار کی کفن کی چادر خرید لینا مجھے میری اسی چادر میں غسل دینا پھر اسے میرا ازار بنا دینا اور جو قمیص میں نے پہنی ہوئی ہے اسے پھاڑ کر دھو کر میرے کفن کی قمیص بنا دینا مجھ پر اس سے زائد بوجھ نہ ڈالنا اور یہ تمام کام اس وقت کرنا جب مجھے اس مکان سے دور لے جاؤ ورنہ اژدہام (یعنی لوگوں کا ہجوم) ہو جائے گا اور تجھے میری وجہ سے مشقت ہوگی اور میں نہیں چاہتا کہ تجھے مشقت ہو۔ پھر میری نمازِ جنازہ پڑھنا، خبردار چیخ و پکار ہرگز نہ کرنا۔'' اتنا کہہ کر ولیٔ کامل حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی داعیٔ اَجل کو لَبَّیْک کہتے ہوئے اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رَاجِعُوْن)

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

میں نے حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد کو دیکھا کہ روتے روتے ان کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ میں نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو اَجرِ عظیم عطا فرمائے۔ صبر کیجئے۔'' فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں بھی اجر عطا فرمائے۔'' پھر میں نے حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی پر کپڑا ڈال دیا، گھر کی عورتیں شدتِ غم سے رو رہی تھیں لیکن ان کی آواز پست تھی۔ میں نے حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد سے کہا: ''ان کے غسل وغیرہ کے متعلق آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی کیا رائے ہے۔'' فرمایا: ''اس وقت تک انہیں بالکل حرکت نہ دینا جب تک ہم انہیں اس مکان سے دور نہ لے جائیں۔'' چنانچہ، ہم آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے جسمِ مُبارَک کو لے چلے، راستے میں کچھ لوگوں نے دیکھا تو جمع ہو گئے اور کہا: ''یہ تو میِّت ہے۔'' جب انہوں نے چادر ہٹا کر دیکھا تو کہا: ''ہم اسی کوفی کی تلاش میں تھے۔'' کچھ دیر بعد حاکمِ وقت بھی آ گیا۔ لوگوں نے سمجھا کہ شاید یہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی میِّت کی

بے حرمتی کرے گا اور سر کاٹ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بدن کو لٹکا دے گا۔ اسی خطرے کے پیشِ نظر لوگوں نے اپنے اپنے ہتھیار نکال لئے اور پختہ ارادہ کرلیا کہ اگر حاکم نے ہلکی سی گستاخی بھی کی تو ہم اس سے جنگ کریں گے۔ حاکم مجمع کے قریب آیا، لوگوں کو دور کرتے ہوئے جنازے کے قریب پہنچا اور حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر بلند آواز سے رونے لگا۔ لوگ تو پہلے ہی غمزدہ تھے اب سارا مجمع رونے لگا۔ بچے، بوڑھے، جوان، مرد وعورت الغرض ہر شخص رو رہا تھا ہر آنکھ پُرنم تھی۔ حاکم نے فقہاء کرام علیہم الرحمۃ کو بلوا کر کہا: ''مجھے اس ولیٔ کامل کی تدفین کے بارے میں مشورہ دو۔''

حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد بن سَلَمَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں موجود تھے، انہوں نے فرمایا: ''اے امیر! میری رائے یہ ہے کہ انہیں ان کی چادر اور قمیص کا کفن دیا جائے اور ہم خود اپنے ہاتھوں سے انہیں غسل دیں، بے شک انہیں یہی بات پسند تھی۔ حاکم نے کہا: ''ٹھیک ہے، تم لوگ انہیں غسل دے کر انہی کپڑوں کا کفن پہناؤ لیکن اس کے بعد میں اپنی طرف سے کفن پہناؤں گا۔'' پھر حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد بن سَلَمَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فقہاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی جماعت کے ساتھ مل کر غسل دیا، قمیص کو کفنی اور آپ کی چادر کو ازار (یعنی کفن کی چادر) بنایا اور خوشبو وغیرہ لگائی۔ پھر حاکم نے سفید قیمتی کپڑا منگوا کر اپنی طرف سے کفن پہنایا۔ جب حاکم کی طرف سے دیئے جانے والے کفن کی قیمت معلوم کی گئی تو وہ دو سو (200) دینار تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جنازہ قبرستان لایا گیا اور بعد نمازِ مغرب اس ولیٔ کامل کو دفنا دیا گیا۔

حضرتِ سیِّدُنا عبدالرحمٰن کہتے ہیں: مجھ سے حضرتِ سیِّدُنا فُضَیْل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الوہاب نے فرمایا: ''مجھے حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے متعلق کچھ بتاؤ۔'' جب میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان کے اَخلاق وعبادات کے متعلق بتایا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روتے ہوئے فرمانے لگے: ''کیا تم جانتے ہو کہ حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کون تھے؟ سنو! ان کے بعد ان جیسا کوئی اور نہیں ملے گا، وہ امام تھے، فاضل تھے، اَدب سکھانے والے، نصیحت کرنے والے اور بہترین اُستاذ تھے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 438: سب سے بڑی بدبختی

حضرتِ سیِّدُنا اسماعیل بن ابو حکیم علیہ رحمۃ اللہ الحکیم کہتے ہیں: ''جب حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر خلیفہ بنے تو انہوں نے مجھے فدیہ دے کر مسلمان جنگی قیدیوں کو چھڑانے کے لئے بھیجا۔ جب میں ''قُسْطَنْطِیْنِیَّہ'' پہنچا تو ایک شخص کے گانے کی آواز سنی، میں نے پوچھا: ''تو کون ہے؟'' کہا: ''میں ابو وَابِصی ہوں، عیسائیوں نے مجھ پر بہت ظلم وستم کیا طرح

طرح کی سزائیں دیں بالآخران تکالیف سے تنگ آ کر میں نے عیسائی مذہب قبول کرلیا ہے۔''میں نے کہا:''امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُ ناعمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر نے مجھے فدیہ دے کر مسلمان قیدیوں کو چھڑانے کے لئے بھیجا ہے، اگر تو نے مجبور ہو کر صرف زبان سے کلمۂ کفر بَکا ہے اور تیرا دل ایمان سے بھرا ہوا ہے تو مجھے سب قیدیوں سے زیادہ تیری رہائی پسند ہے۔ جلدی بتا! کیا تو نے دل سے تو عیسائی مذہب قبول نہیں کیا؟''ابووَابِصی نے کہا:''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! کفر میرے دل میں داخل ہو چکا ہے، میں دل سے عیسائیت قبول کر چکا ہوں۔''(معاذاللہ عَزَّوَجَلَّ)

میں نے کہا:''اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے ہدایت دے، اسلام قبول کرلے۔''کہا:''میرے دو بیٹے ہیں اور اب میں نے ایک عورت سے شادی کی ہے اس سے بھی دو بیٹے ہوئے ہیں۔ اگر میں اسلام لے بھی آیا تب بھی مجھے نصرانی ہی کہا جائے گا۔ اسی طرح میرے بچوں اور ان کی ماں کو بھی نصرانی کہا جائے گا، مجھے یہ بات گوارا نہیں لہٰذا میں نصرانی رہنا ہی پسند کرتا ہوں۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اب میں ہرگز مسلمان نہیں ہوں گا۔''(معاذاللہ عَزَّوَجَلَّ) میں نے کہا:''کیا تجھے حالتِ ایمان میں کچھ قرآن یاد تھا؟''اس نے کہا:''بخدا! میں حالتِ اسلام میں بہترین قاری تھا۔''میں نے کہا:''کیا اب بھی تجھے کچھ یاد ہے؟''اس نے کہا:''نہیں میں سارا قرآن بھول چکا ہوں، صرف یہ ایک آیت یاد ہے:

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ۝ ترجمۂ کنزالایمان: بہت آرزوئیں کریں گے کافر کاش! مسلمان ہوتے۔

(پ ۱٤، الحجر: ۲)

ہم خدائے بزرگ وبرتر سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارا ایمان سلامت رکھے۔ ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہمیں دولتِ ایمان سے محروم نہ کرے بلکہ ہماری خطاؤں کو اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صدقے اپنی رحمت سے معاف فرمائے۔

ے مسلماں ہیں ہم سب تیری عطا سے ہو ایمان پر خاتمہ یا الٰہی

(آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم)

حکایت نمبر439: ثَرِید کا پیالہ

حضرت سیِّدُنا مُصعَب بن ثابت بن عبداللہ بن زُبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بہت زیادہ متقی وعبادت گزار تھے۔ روزانہ ایک ہزار نوافل پڑھا کرتے اور ہمیشہ روزہ رکھتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:''ایک رات میں مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں تھا۔ جب سب نمازی چلے گئے تو اچانک حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے حجرۂ مبارکہ کی طرف سے ایک شخص ظاہر ہوا اور مسجد کی دیوار

سے ٹیک لگا کر اس طرح مناجات کرنے لگا: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو خوب جانتا ہے کہ آج میرا روزہ تھا اور ابھی تک میں نے کوئی چیز نہیں کھائی۔ میرے خالق جَلَّ جَلَالُہٗ! اب ثَرِید کھانے کو بہت جی چاہ رہا ہے، مولیٰ! کرم فرمادے۔''

ابھی اس نے دعا مکمل بھی نہ کی تھی کہ مِنارہ کی جانب سے ایک عجیب وغریب شخص آیا جس میں انسانوں کی کوئی نشانی نہ تھی وہ کوئی اور ہی مخلوق تھی اس نے ایک بڑا سا پیالہ دعا مانگنے والے کے سامنے رکھ دیا اور خود ایک جانب کھڑا ہو گیا۔ وہ پیالے سے کھانے لگا اور مجھے بھی بلایا۔ میں سمجھا کہ شاید! یہ جنت کا بابرکت کھانا ہے، اسی لئے تھوڑا سا کھایا تو وہ ایسا عمدہ ولذیذ تھا کہ اہلِ دنیا کے کھانے اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ میں نے صرف چند لقمے کھائے پھر شرم کی وجہ سے واپس اپنی جگہ آ گیا۔ جب وہ شخص کھانا کھا چکا تو پاس کھڑے ہوئے عجیب وغریب شخص نے پیالہ اٹھایا اور جِدھر سے آیا تھا اسی سمت چلا گیا۔ جب دُعا مانگنے والا جانے لگا تو میں بھی اس کے پیچھے چل دیا تا کہ اس کے بارے میں معلومات کرسکوں۔ لیکن اچانک نہ جانے وہ کہاں غائب ہو گیا۔ میرا گمان ہے کہ شاید! وہ حضرتِ سیِّدُنا خضر علیہ السلام تھے۔

﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم﴾

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر440:

دانش منداعرابی

حضرتِ سیِّدُنا علی بن محمد مَدَائِنِی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کا بیان ہے: ایک دن حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر نے خلیفہ سلمان بن عبدالمَلِک سے کہا: ''باہر ایک اعرابی آیا ہوا ہے جو بڑا فصیح کلام کرتا ہے۔'' خلیفہ سلیمان بن عبدالمَلِک نے کہا: ''اسے میرے پاس لے آؤ۔'' اعرابی آیا تو خلیفہ نے کہا: ''تم کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟'' کہا: ''اے امیرالمؤمنین! میرا تعلق قبیلہ 'عبدُ القَیس بن اَفْصٰی' سے ہے، میری باتیں بظاہر تلخ ہوں گی مگر ضبط سے کام لیا جائے تو آپ کے لئے بہت مفید ہوں گی اگر اجازت ہو تو کچھ عرض کروں''؟ خلیفہ نے کہا: ''اے اَعرابی! جو کہنا چاہتے ہو کہو۔'' اعرابی کچھ اس طرح گویا ہوا: ''اے امیرالمؤمنین! بے شک آپ کے پاس ایسے لوگ بیٹھتے ہیں جنہوں نے اپنے دین کو دنیا کے بدلے بیچ ڈالا اور اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی مول لے کر آپ کو راضی رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ آپ سے تو ڈرتے ہیں لیکن آپ کے بارے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا خوف ان کے پیشِ نظر نہیں ہوتا۔ انہوں نے اپنی آخرت برباد کر کے دنیا کی عیش وعشرت حاصل کرلی ہے، وہ دنیا سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں لیکن آخرت سے جنگ کرتے ہیں۔ آپ اُس معاملے میں ان پر ہرگز اعتماد نہ کریں جس پر **اللہ** ربُّ العِزَّت نے آپ کو ذمہ

داربنایا ہے۔ اگران کو اقتدارمل گیا تو یہ امانتوں کو ہڑپ کریں گے اورامت پرظلم وجبر کریں گے۔ پھروہ جوبھی جُرم وظلم کریں گے اس کے بارے میں آپ سے سوال ہوگا۔ اوراگرآپ ظلم وستم کریں گے تو اُن سے آپ کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا۔ اپنی آخرت کو برباد کرکے ان کی دنیا کی اصلاح نہ کیجئے، بے شک! لوگوں میں سب سے زیادہ خسارہ پانے والا وہ ہے جوکسی کی دنیا کے لئے اپنی آخرت برباد کرے۔''

خلیفہ نے کہا:''اے اَعرابی! بے شک تیری زبان کے وار تیری تلوار کے واروں سے کہیں زیادہ تیز ہیں۔'' اَعرابی نے کہا:''جی ہاں! امیرالمؤمنین! معاملہ ایسا ہی ہے لیکن اس میں آپ کا فائدہ ہے نقصان نہیں۔'' خلیفہ نے کہا:''کیا تیری کوئی حاجت ہے؟'' کہا: ''مجھے عام لوگوں سے کوئی حاجت نہیں، میں تو خدائے بزرگ وبرتر جَلَّ جَلَالُہٗ ہی کا محتاج ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ اَعرابی واپس چلا گیا۔ خلیفہ نے کہا:''تمام خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں۔ یہ بندہ بہترین نَسَب والا، مضبوط دل، زبان کا صحیح استعمال کرنے والا، نیت کا سچا اور متقی وپرہیزگار ہے۔ ایسے ہی سمجھ دار لوگ شرف وبزرگی پاتے ہیں۔

﴿۲﴾...... اسی طرح حضرت سیِّدُنا عامر بن عبداللہ بن زُبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے: ایک اَعرابی کو خلیفہ سلیمان بن عبدالمَلِک نے بلایا اور کہا:'' کچھ کلام کرو۔'' اعرابی نے کہا:''میں کلام کروں گا مگر اسے برداشت کیجئے گا، اس میں آپ ہی کا فائدہ ہے۔'' خلیفہ نے کہا:''جب ہم ایسے شخص کی باتیں برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں جس سے خیرخواہی کی امید نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کے فریب سے اَمن ہوتا ہے تو تمہاری باتیں بھی برداشت کرلیں گے تم بے فکر ہوکر جو کہنا چاہو کہو۔'' کہا:''اے امیرالمؤمنین! جب آپ کے غضب سے امان مل گئی تو اب میں اس بارے میں اپنی زبان کھولوں گا جس کے متعلق لوگوں کی زبانیں آپ کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حقوق اور آپ کے اپنے حقوق کے متعلق نصیحت کرنے سے گونگی ہیں۔'' اس کے بعد اعرابی نے وہی کلام کیا جو سابقہ روایت میں گزرا۔

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم﴾

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر441:

وَلی کی وَلی کو نصیحت

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن ابوعبیدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والدِ محترم کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں:''جب حضرتِ سیِّدُنا مَکْحُوْل شامی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی بہت زیادہ بیمار ہوئے تو لوگوں میں یہ افواہ پھیل گئی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ لیکن

جلد ہی اطلاع ملی کہ یہ خبر غلط تھی ۔ چنانچہ، حضرتِ سیِّدُ نا حسن بن ابوحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ خط لکھا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَمَّابَعۡد! ہمیں پہلے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے انتقال کی افسوس ناک خبر پہنچی جس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائیوں کو غم میں مبتلا کر دیا۔ پھر جب معلوم ہوا کہ وہ خبر غیر یقینی اور غلط تھی تو ہم مسرور ہو گئے، اگر چہ یہ خوشی وسُرُور بھی بہت جلد رخصت ہو جائے گا اور کچھ عرصہ بعد پہلی خبر سچ ہو جائے گی ۔ تو کیا اب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس شخص کی طرح زندگی گزار رہے ہیں جو موت کا ذائقہ چکھ کر اس کے بعد کی ہولناکیوں کا مشاہدہ کر چکا ہے، منکر نکیر اس سے سوال کر چکے ہیں اور اب وہ ایسی جگہ ہے جہاں جو بھیجتا رہا وہی کام آئے گا ۔ اب وہ اپنے سامنے صرف اُنہیں اعمال کو دیکھ رہا ہے جو اس نے آگے بھیجے تھے ۔ **میرے بھائی!** بے شک اس دنیا میں سب سے زیادہ نقصان اُٹھانے والے وہ لوگ ہیں جن کے پاس دنیوی مال تو ہے لیکن آخرت کے لئے کوئی زادِ راہ نہیں ۔ ذرا توجُّہ کیجئے! جس دن آپ دنیا میں آئے تھے اس دن سے کہیں زیادہ آج آپ موت کے قریب ہیں ۔ دن اور رات کا مسلسل سفر، مدتِ حیات کی منزلوں کو کم کرتا جا رہا ہے یہاں تک کہ جس پر لَیۡل وَنَہار (یعنی دن رات) گزر رہے ہیں وہ فنا ہو جائے گا ۔ اسے موت آ پہنچے گی ۔ دن اور رات کا سفر جاری رہے گا، **عَاد و ثَمُود،** کنوئیں والے اور ان کے درمیان بہت سے بستیوں والے سب فنا ہو گئے، اب ان کے اَعمال ان کے سامنے ہیں اور وہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہیں ۔ وہ سب چلے گئے لیکن دن اور رات کا سفر جاری ہے، یہ نہ جانے کتنوں کو فنا کے گھاٹ اتار چکے مگر پھر بھی نہیں تھکے، یہ جس کے پاس سے بھی گزرے کبھی ٹھہرے نہیں ۔ یہ ہر ایک کے ساتھ وہی کرنے کو تیار ہیں جو پہلوں کے ساتھ کر چکے، جس جس پر یہ گزرے وہ دنیا سے بالآخر کوچ کر گیا اسی طرح اب بھی جس جس پر گزر رہے ہیں اسے بھی اس دارِ فانی سے کوچ کرنا پڑے گا ۔ نیک ہو یا بد سب یہاں سے چلے جائیں گے ۔

میرے بھائی! آپ بھی دوسرے لوگوں کی مثل ہیں ۔ جس طرح وہ چلے گئے آپ بھی چلے جائیں گے اور اب تو آپ لوگوں کے درمیان اس شخص کی طرح ہیں جس کے تمام اعضاء کاٹ دیئے گئے ہوں اور باقی ماندہ جسم میں صرف روح باقی ہو، آخری سانسیں چل رہی ہوں اور موت اسے صبح و شام پکار رہی ہو ۔ **میرے بھائی!** میں ایسی نصیحت سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتا ہوں جو میں دوسروں کو کروں لیکن خود اس پر عمل نہ کروں ۔ وَالسَّلَام

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

حکایت نمبر442:
اللہ والوں کی باتیں

ابو بِشر تَمِیمی کا بیان ہے، جب ہِشَام بن عبدالمَلِک خلیفہ بنا تو اس نے اپنے ماموں ابراہیم بن ہِشَام کو کئی شہروں پر امیر مقرر کر دیا۔ ایک مرتبہ ابراہیم بن ہِشَام دورے پر تھا۔ جب مدینہ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا کے قریب پہنچا تو وہاں کے لوگ استقبال اور مُبَارَک باد کے لئے آئے۔ امیر نے پوچھا: ''کیا تمام نیک لوگ اور علماء وفقہاء آگئے ہیں۔'' لوگوں نے کہا: ''عالی جاہ! حضرتِ سیِّدُنا ابوحَازِم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سوا سب آگئے ہیں۔'' امیر ابراہیم بن ہِشَام نے قاصد بھیج کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا: ''اے ابوحَازِم! **اللہ** تبارک وتعالیٰ آپ کو مزید عزت ورِفعت عطا فرمائے، آپ جانتے ہیں کہ میرا تعلق قبیلۂ قریش سے ہے، میں امیرالمؤمنین کا ماموں ہوں اور مجھے حرمین شریفین پر والی مقرر کیا گیا ہے۔ اب میں یہاں آیا تو سب لوگ مبارک باد اور استقبال کے لئے آئے مگر آپ تشریف نہ لائے، کیا وجہ ہے؟''

فرمایا: ''اے امیر! مجھے ایسی کوئی حاجت نہیں کہ جس کی وجہ سے مجھے آپ کی طرف محتاجی ہوتی، اسی طرح آپ کو بھی میری محتاجی نہیں۔ اے امیر! میرے اپنے کچھ معاملات ایسے ہیں جن میں مشغولیت کی وجہ سے مجھے کسی اور کی طرف دھیان دینے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ بات سن کر اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کمزور ونحیف جسم کو دیکھ کر امیر نے کہا: ''اے ابوحَازِم! آپ کے پاس کتنا مال ہے؟'' فرمایا: ''میرے پاس دو قسم کا خزانہ ہے جس کے ہوتے ہوئے مجھے تنگدستی و مفلسی کا خوف نہیں۔'' پوچھا: ''وہ دو خزانے کون سے ہیں؟'' فرمایا: ''(۱)...... ہر حال میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا اور (۲)...... لوگوں سے بے نیازی۔'' پوچھا: ''آپ کیا کھاتے ہیں؟'' فرمایا: ''روٹی اور زیتون کا تیل۔'' پوچھا: ''کیا مسلسل ایک ہی کھانا کھا کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُکتاتے نہیں؟'' فرمایا: ''جب اُکتا جاتا ہوں تو کھانا ترک کر دیتا ہوں، جب دوبارہ خواہش ہوتی ہے تو کھا لیتا ہوں۔'' امیر نے پوچھا: ''ہماری نجات کن اُمور میں ہے؟'' فرمایا: ''خالق عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے بغیر کسی سے کوئی چیز نہ لو اور کسی بھی حق دار کا حق نہ روکو۔'' امیر نے کہا: ''اس کی طاقت کون رکھتا ہے؟'' فرمایا: ''جو آگ سے نجات اور جنت کا طالب ہے اس پر یہ کام آسان ہے۔'' اس وقت مجمع میں حضرت سیِّدُنا ابن شِہَاب زُہری علیہ رحمۃ اللہ القوی بھی موجود تھے انہوں نے کہا: ''اے امیر! یہ تقریباً چالیس سال سے میرے پڑوسی ہیں، جیسی باتیں آج انہوں نے کی ہیں آج تک کبھی میں نے ان سے ایسی باتیں نہیں سنیں۔ ان کی یہ شان آج سے پہلے مجھ پر کبھی ظاہر نہ ہوئی۔'' حضرتِ سیِّدُنا ابوحَازِم مکی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے گھر آئے اور ابن شِہَاب زُہری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ خط لکھا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَمَّا بَعْد! اے زُہری! اب تم بہت بوڑھے ہوگئے ہو یہ ایسی عمر ہے کہ جو بھی تمہیں دیکھے گا دعا کرے گا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم کرے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ میری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔ تم خدائے بزرگ وبَرتر جَلَّ جلالُہٗ کی بے انتہا نعمتوں کے بوجھ

تلے دبے ہوئے ہو۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں درازئ عمر سے نوازا، اپنے دین کی سمجھ اور اپنی کتاب کے علم سے مالا مال کیا۔ **اللہ** تبارک وتعالیٰ ان نعمتوں کے ذریعے تمہیں آزمائے گا، تم پر اپنی نعمتوں کی برسات فرمائے گا، پھر ان نعمتوں پر تمہارے شکر کو آزمائے گا، **اللہ** ربُّ العِزَّت جَلَّ جَلَالُہٗ ارشاد فرماتا ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ۝ (پ ۱۳، ابرٰھیم: ۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔

ذرا سوچو تو سہی! جب بروزِ قیامت تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوگے اور وہ قادرِ مطلق عَزَّوَجَلَّ تم سے اپنی نعمتوں کے متعلق پوچھے گا کہ تم نے انہیں کیسے استعمال کیا؟ جو دلیل اس نے عطا فرمائی اس کے متعلق پوچھے گا کہ اس میں کس کس طرح فیصلہ کیا؟ ہرگز اس گمان میں نہ رہنا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس دن تمہارا عذر قبول کرے گا اور غفلتوں اور کوتاہیوں کے باوجود تم سے راضی ہو جائے گا۔ تمہارا یہ کہنا کافی نہیں کہ میں عالم ہوں، تم نے لوگوں سے علمی جھگڑا کیا تو اپنے زورِ بیان سے غالب رہے، تمہیں جو سمجھ بوجھ عطا کی گئی، جو فہم و فراست ملی اسے استعمال کرتے ہوئے بتاؤ کہ کیا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان علماء کے متعلق نہیں؟

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ٘ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَ اشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًاؕ فَبِئْسَ مَا یَشْتَرُوْنَ ۝ (پ ۴، اٰل عمران: ۱۸۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کر دینا اور نہ چھپانا تو انہوں نے اسے اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا اور اس کے بدلے ذلیل دام حاصل کئے تو کتنی بُری خریداری ہے۔

اے ابن شِہَاب زُہری! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہارا بھلا کرے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم ظالموں کے ساتھ بیٹھتے ہو، جب وہ تمہیں بلاتے ہیں تو ان کے پاس چلے جاتے ہو، وہ تحائف دیتے ہیں تو قبول کر لیتے ہو، حالانکہ وہ تحفے کسی صورت میں قبول کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔ ظالموں نے تمہیں ایسی چکی بنالیا ہے جس کے گرد اُن کی باطل خواہشات گھومتی ہیں۔ تمہیں ایسی سیڑھی اور پُل بنالیا ہے جس کے ذریعے وہ ظلم و گمراہی کی منزلوں کی طرف بڑھتے ہیں۔ وہ تمہارے ذریعے علماء کے خلاف شکوک وشبہات کا شکار ہوتے اور جاہلوں کے دِلوں کو ہانکتے ہیں۔ تم اب تک نہ تو ان کے خاص وزراء کی صف میں شامل ہو سکے نہ ہی خاص ہم نشین بن سکے۔ بس تم نے تو ان کی دنیا کو سنوارا اور عوام وخواص کو ان ظالموں کے گرد جمع کر دیا ہے، انہوں نے تمہارے لئے جو کچھ تیار کیا وہ اس سے کتنا کم ہے جو انہوں نے برباد کر دیا۔ تم سے کتنا زیادہ چھین کر کتنا کم دیا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے، اپنی فکر کرو۔ تمہیں تو اس ذات کا شکر ادا کرنا چاہئے جس نے تمہیں علمِ دین کی دولت سے نوازا، اپنی کتاب کا علم دیا اور ان لوگوں میں سے نہیں بنایا جن کے بارے میں ارشاد فرمایا:

فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَ یَقُوْلُوْنَ سَیُغْفَرُ لَنَاۚ وَ اِنْ یَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ یَاْخُذُوْهُؕ اَلَمْ یُؤْخَذْ عَلَیْهِمْ مِّیْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَ دَرَسُوْا مَا فِیْهِؕ وَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ(۱۶۹)

(پ۹،الاعراف:۱۶۹)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر ان کی جگہ ان کے بعد وہ ناخلف آئے کہ کتاب کے وارث ہوئے اس دنیا کا مال لیتے ہیں اور کہتے اب ہماری بخشش ہو گی اور اگر ویسا ہی مال ان کے پاس اور آئے تو لے لیں۔ کیا ان پر کتاب میں عہد نہ لیا گیا کہ اللہ کی طرف نسبت نہ کریں مگر حق اور انہوں نے اسے پڑھا اور بے شک پچھلا گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم کرے! ابھی جو عمر باقی ہے اس میں بیدار ہو جاؤ۔ تم بُری طرح پھنس چکے ہو۔ خدارا! اپنے آپ کو بچاؤ، اپنے دین کی دوا کرو۔ بے شک اس میں کمزوری آگئی ہے۔ زادِ راہ تیار کرلو، عنقریب تمہیں بہت طویل سفر طے کرنا ہے۔ تمہارا معاملہ اس کے ساتھ ہے جو حافظ و نگہبان ہے، وہ تم سے غافل نہیں۔ تم اپنی فکر کرو، تمہارے علاوہ کون تمہاری فکر کرے گا۔ تمام تعریفیں اُس مالکِ حقیقی کے لئے ہیں جس سے زمین و آسمان کی کوئی شئے پوشیدہ نہیں، وہ غالب و حکمت والا ہے۔ وَالسَّلَام

﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾

حکایت نمبر 443: خائف نوجوان کی انوکھی موت

حضرتِ سیِّدُ ناذُوالنُّون مِصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''مجھے بتایا گیا کہ یمن میں ایک عبادت گزار شخص ہے جو خائفین میں اعلیٰ مرتبہ اور مجاہدہ کرنے والوں میں بلند مقام رکھتا ہے۔ اس کی یہ صفات سن کر مجھے زیارت و ملاقات کا شوق ہوا، چنانچہ، حج سے فراغت کے بعد میں ''یمن'' گیا اور پوچھتا پوچھتا اس عابد کے گھر پہنچا۔ وہاں دروازے کے پاس بہت سے لوگ جمع تھے وہ سب بھی زیارت و ملاقات کرنے آئے تھے۔ ہمارے درمیان انتہائی کمزور و نحیف بدن اور زرد چہرے والا ایک متقی و پرہیزگار جوان بھی تھا، ایسا لگتا تھا جیسے کسی بہت بڑی مصیبت نے اسے موت کے قریب پہنچا دیا ہے۔

کچھ دیر بعد دروازے سے ایک بزرگ آیا اور نمازِ جمعہ کے لئے مسجد کی طرف چل دیا۔ **سُبْحٰنَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ! یہی وہ پرہیزگار و عبادت گزار شخص تھا جس کی ولایت کے ڈنکے دنیا بھر میں بج رہے تھے۔ ہم بھی اس کے پیچھے چل دیئے اور ایک جگہ اس کے گرد جمع ہو گئے تاکہ اس سے گفتگو کریں۔ اتنے میں وہ کمزور نوجوان آیا اور سلام کیا۔ بزرگ نے اسے خوش آمدید کہا اور بڑی گرم جوشی سے ملاقات کی۔ نوجوان نے کہا: ''اے شیخ! **اللہ** تبارک و تعالیٰ نے آپ جیسے لوگوں کو دلوں کی بیماری کا طبیب اور گناہوں کے درد کا مُعالج بنایا ہے۔ مجھے بھی ایک بہت گہرا زخم ہے جو بہت پھیل چکا ہے، اب میری بیماری عُروج کو پہنچ چکی ہے۔ **اللہ** تبارک و تعالیٰ

آپ پر رحم فرمائے! اگر مناسب سمجھیں تو اپنے مرہم سے میرے زخموں کا علاج فرما دیجئے اور مجھ پر احسان فرمائیے۔'' یہ سن کر بزرگ نے اپنے عصا سے ٹیک لگائی اور کہا: ''پوچھو! کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ بتاؤ! اصل مسئلہ کیا ہے؟'' کہا: ''حضور! یہ ارشاد فرمائیے کہ خوف کی علامت کیا ہے؟'' فرمایا: ''اس کی علامت یہ ہے کہ **اللہ** تبارک وتعالیٰ کا خوف تجھے ہر خوف سے نجات دے دے، اس کے علاوہ تجھے کسی کا خوف نہ رہے۔'' یہ سن کر نوجوان دردبھری آہیں بھرنے لگا، پھر بے ہوش ہوکر گر پڑا۔ جب افاقہ ہوا تو اپنے ہاتھ سے چہرہ صاف کیا اور کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے! یہ بتائیے کہ بندہ خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں کب پختہ ہوتا ہے؟ اسے خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں درجۂ کمال کب نصیب ہوتا ہے؟'' فرمایا: ''جب وہ دنیا میں اپنے آپ کو مریض کی طرح رکھے اور بیماری کے خوف سے ہر قسم کے کھانے سے اپنے آپ کو بچائے، مرض کے طویل ہو جانے کے خوف سے دوا کی کڑواہٹ برداشت کرے۔'' نوجوان نے پھر ایک دردبھری چیخ ماری اور منہ کے بل گر کر بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو کہا: ''حضور! مجھ پر نرمی فرمائیے۔ بزرگ نے کہا: ''پوچھو! جو پوچھنا ہے۔'' عرض کی: ''**اللہ رَبُّ الْعِزَّت** سے محبت کی علامت کیا ہے؟''

یہ سن کر اس بزرگ پر کپکپی طاری ہوگئی پھر روتے ہوئے کہا: ''میرے دوست! بے شک درجۂ محبت بہت اعلیٰ درجہ ہے۔'' نوجوان نے کہا: ''حضور! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اس کے متعلق کچھ بتائیں۔'' فرمایا: ''بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنے والوں کے دل محبت کی وجہ سے چاک ہوتے ہیں۔ وہ اپنے دلوں کے نور سے خالقِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ کی عظمت وجلال کی طرف نظر کرتے ہیں۔ ان کے اجسام تو دنیا میں ہوتے ہیں لیکن روحیں پردوں میں ہوتی ہیں۔ وہ امور کا مشاہدہ علمُ الیقین کے ساتھ کرتے ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے شدید محبت کی وجہ سے جتنا ہو سکے ہر لمحے اس کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ جنت کے حصول یا دوزخ سے بچنے کے لئے نہیں بلکہ خالص رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے اعمال کرتے ہیں۔'' بس یہ سننا تھا کہ وہ نوجوان تڑپ کر زمین پر گرا اور روتے روتے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔ بزرگ نے اس کی پیشانی اور ہاتھوں کو چومتے ہوئے کہا: ''یہی حالت خائفین کا میدان، مجاہدہ کرنے والوں کی راحت ہے اور انہیں اسی حالت میں سکون ملتا ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 444:

احسان فراموش

حضرتِ سیِّدُنا عبید اللہ بن محمد تَـمِیـمِی علیہ رحمۃ اللہ الغنی سے منقول ہے: ''ایک غریب ونادار شخص کسی کریم ونیک شخص کے پاس گیا تو اس نے پریشانیاں دور کر کے اسے خوشحال وغنی کر دیا۔ لیکن وہ ناشکرا کریم کی کثیر عطاؤں کے باوجود ناشکری کرتا۔ پھر ایک دن شہر کے امیر کے پاس جا کر شکایت کی: ''میں جس کے پاس رہتا ہوں اس میں یہ یہ برائی ہے، وہ تو بہت ہی بُرا ہے الغرض

اس نے بہت سی ایسی باتیں اس شخص کے بارے میں کہیں جو اس میں بالکل نہ تھیں بلکہ وہ تو ان تمام برائیوں سے بہت زیادہ دور رہتا تھا۔شکایت کرنے کے بعد جب وہ بے مُرَوَّت چلا گیا تو حاکمِ شہر نے اس کریم کو بلا کر کہا:''فلاں شخص نے تمہارے خلاف یہ یہ شکایتیں کی ہیں۔'' یہ سن کر وہ بہت حیران وپریشان ہوگیا۔حاکم نے کہا:''کیا ہوا،تم اتنا پریشان کیوں ہوگئے؟'' اس نے کہا:''مجھے خوف ہے کہ میں نے اس کے ساتھ اچھائی وبھلائی میں کمی کی ہے جبھی تو وہ میری برائی پر آمادہ ہوگیا۔افسوس! میں اس کی صحیح خدمت نہ کرسکا۔'' حاکم نے جب یہ سنا تو کہا:''سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ!تم دونوں کی طبیعتوں اور عادتوں میں کتنا تعجب خیز فرق ہے۔تم تو اس پر احسان وشفقت کئے جارہے ہو جبکہ وہ احسان فراموش ولئیم (یعنی کمینہ) ہے۔''

پھر نیک وکریم شخص نے حاکم سے واپسی کی اجازت چاہی جب واپس جانے لگا تو حاکم نے کہا:''اللّٰہ تبارک وتعالیٰ آپ جیسے نیک سیرت لوگوں کو لمبی عمر عطا فرمائے اور آپ کا فیض تادیر جاری وساری رہے۔(احسان فراموش کی مذمت میں شاعر نے کیا خوب کہا ہے:)

؎ جو اپنے محسنوں کو عیاری دکھاتا ہے ‏ نارِ حسد کے شُعلوں کو ہر دم بڑھاتا ہے
ایسا لئیم ذلت وخواری اٹھاتا ہے ‏ اپنی لگائی آگ میں خود کو جلاتا ہے
لیکن کریم پھر بھی کریمی دکھاتا ہے ‏ گرچہ بُروں کی طرف سے سَو غم اُٹھاتا ہے

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر445: جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے

حضرت سیِّدُنا مَعْدِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کا بیان ہے: ابو بُغَیْل نامی ایک شخص نے اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا:''ایک مرتبہ طاعون کے مرض نے لاشوں کے انبار لگا دیئے،ہم مختلف قبیلوں میں جاکر مُردوں کو دفن کرتے۔جب پورے پورے گاؤں ہلاک ہونے لگے اور لاشوں کی تعداد بہت بڑھ گئی تو ہم انہیں دفنانے سے عاجز آگئے۔چنانچہ،اب ہم جس گھر میں داخل ہوتے اور دیکھتے کہ اس کے رہائشی فوت ہوگئے ہیں اور ان کی لاشیں گھر کے اندر ہی ہیں تو تمام لاشیں ایک کمرے میں جمع کرکے دروازہ اور کھڑکیاں وغیرہ بند کردیتے۔اسی طرح گھر گھر جاکر ہم لاشیں جمع کرتے رہے پھر ایک گھر میں گئے تو دیکھا کہ گھر میں موجود سب لوگ مرچکے ہیں،ان میں کوئی ایک بھی زندہ نہ تھا۔ہم نے گھر کے تمام دروازے بند کئے اور واپس آگئے۔

جب طاعون کا مرض چلا گیا تو ہم نے بند گھروں کو کھولنا شروع کیا،پھر ہم ایک گھر میں گئے جس کے تمام رہائشی مرچکے تھے اور ہم نے اس کے دروازے اچھی طرح بند کئے تھے۔جب دروازہ کھولا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ صحن میں ایک تروتازہ،فربہ

اور صاف ستھرا بچہ موجود تھا۔ایسا لگتا تھا جیسے ماں کی گود سے ابھی ابھی لیا گیا ہو۔ہم بڑی حیرانگی کے عالم میں قدرت خداوندی عَزَّوَجَلَّ کا نظارہ کررہے تھے اور متعجب تھے کہ یہ بچہ کہاں سے آیا اور اب تک بغیر خوراک کے کیسے زندہ ہے؟ ہم حیرت کی وادیوں میں گم تھے کہ اچانک ایک مادہ جانور دیوار کے ٹوٹے ہوئے حصے سے اندر داخل ہوا اور بچے کے قریب آکر بیٹھ گیا، بچہ محبت سے اس کی طرف لپکا اور اس مادہ کا دودھ پینے لگا۔خالقِ کائنات ورزّاقِ مخلوقات جَلَّ جَلَالُہٗ کی اس شانِ رزاقی کو دیکھ کر ہم بہت حیران ہوئے کہ وہ جس طرح چاہتا ہے اپنے بندوں کو رزق کے اسباب مہیا کرتا ہے۔اس نے ایک بچے کی خوراک کا انتظام کس طرح کیا۔طاعون کی بیماری سے اس گھر کے تمام افراد عورتیں اور مرد موت کے گھاٹ اتر چکے تھے، انہیں افراد میں ایک حاملہ عورت بھی تھی جس کا انتقال ہوگیا پھر اس بچے کی ولادت ہوئی اور اس کے رزق کا انتظام ایک درندے کے ذریعے کیا گیا۔حضرتِ سیِّدُ نامَعْدِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کہتے ہیں: ''اس بچے نے خوب پرورش پائی اور جوان ہوگیا اور میں نے وہ دن بھی دیکھا کہ وہ بصرہ کی مسجد میں اپنی داڑھی کو اپنے ہاتھوں سے سنوار رہا تھا۔خالق کائنات جَلَّ مَجْدُہٗ سب کچھ کرسکتا ہے۔وہ اپنے بندوں پر جس طرح چاہتا ہے احسان فرماتا ہے۔''

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 446: آگ سے بچنے کا بہترین طریقہ

حضرتِ سیِّدُ ناعبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی علیہ رحمۃ اللہ الاعلٰی کا بیان ہے، حضرتِ سیِّدُ نامُعاذ بن عَفْراء رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس جو بھی دنیوی مال آتا سب صدقہ کر دیتے۔جب ان کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی تو ان کی اہلیہ محترمہ نے اپنے خاندان والوں سے کہا: ''اِن حضرت سے کہیں کہ گھر والوں کے لئے بھی کچھ مال جمع کرلیں۔'' چنانچہ، عزیز واقارب نے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہا: ''اب آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ صاحبِ اولاد ہوگئے ہیں، اگر اپنی اولاد کے لئے کچھ مال جمع کررکھیں تو اس میں کیا حرج ہے؟'' فرمایا: ''میں تو یہی چاہتا ہوں کہ آگ سے بچنے کے لئے اپنی ہر شئے خرچ کردوں، لہٰذا میں صدقہ وخیرات کرنے سے رُک نہیں سکتا۔''

راوی کہتے ہیں: ''جب آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا انتقال ہوا تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک شخص کے پڑوس میں زمین کا چھوٹا سا ٹکڑا میراث میں چھوڑا، وہ ایسی زمین تھی کہ میں اپنی تین درہم کی چادر کے عوض بھی خریدنے پر راضی نہ تھا۔پھر چند دن بعد پڑوسی نے وہی زمین تیس ہزار (30,000) درہم میں خرید لی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر447: **صَدَقہ وخیرات سے بَلائیں ٹلتی ہیں**

حضرتِ سیِّدُ ناسَلام بن مِسکین علیہ رحمۃ اللہ المبین فرماتے ہیں: ایک شخص ہر سال کبوتری کے گھونسلے سے اس کے بچے اُتار لیا کرتا تھا۔ کبوتر اور کبوتری نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس شخص کے خلاف شکایت کی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''میں اسے ہلاک کرنے والا ہوں۔'' اس سال جب کبوتری نے انڈے دیئے اور بچے نکلے تو وہ شخص گھر سے دو روٹیاں لے کر نکلا۔ راستے میں ایک مسکین ملا تو دونوں روٹیاں اسے دے دیں، پھر درخت پر چڑھا کبوتری کے بچے اُتارے اور واپس چلا آیا۔ کبوتر اور کبوتری نے بارگاہِ خداوندی میں شکایت کی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے عہد کر رکھا ہے کہ ''جو شخص کسی دن کوئی صدقہ کرے گا میں اسے اس دن ہلاک نہ کروں گا۔''

یہ حکایت حضرتِ سیِّدُ نا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح مروی ہے، رسولِ کریم رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا جو ہر مرتبہ پرندے کے گھونسلے سے بچے نکال لیتا۔ پرندے نے اس کے خلاف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں شکایت کی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''اگر وہ اسی حال پر باقی رہا تو ہلاک ہو جائے گا۔'' جب اس سال وہ شخص گھر سے سیڑھی لے کر پرندے کے بچوں کو پکڑنے کے لئے چلا تو راستے میں اسے ایک فقیر ملا اس نے اپنے زادِ راہ میں سے ایک روٹی اسے دے دی، پھر درخت کے اوپر چڑھا اور بچوں کو پکڑ لیا۔ پرندہ یہ منظر دیکھ رہا تھا اس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا کہ اس مرتبہ وہ ہلاک ہو جائے گا لیکن وہ تو صحیح وسالم جا رہا ہے؟'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم نہیں جانتے کہ جو شخص کسی دن کوئی صدقہ کرے میں اسے اس دن ہلاک نہیں کرتا اور نہ ہی اسے اس دن کوئی برائی پہنچتی ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الزکاۃ، قسم الاقوال، الحدیث ۱۶۱۱۲، ج۶، ص۱۵۹)

یہی حکایت اس طرح بھی مروی ہے: ''حضرتِ سیِّدُ نا سلیمان بن داؤد علٰی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کے ایک امتی کے گھر میں درخت تھا۔ ایک کبوتری نے اس پر گھونسلا بنا لیا، پھر اس کے اَنڈوں سے بچے نکلے تو اس شخص کی زوجہ نے کہا: ''اس درخت پر چڑھ کر پرندے کے بچوں کو پکڑ لو اور پکا کر اپنے بچوں کو کھلا دو۔'' چنانچہ، اس نے ایسا ہی کیا۔ پرندے نے حضرتِ سیِّدُ نا سلیمان بن داؤد علٰی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں شکایت کر دی۔ آپ علیہ السلام نے اسے بلایا اور سزا کی دھمکی دی، اس نے عرض کی: ''یا نبی اللہ علیہ السلام! آئندہ ایسا ہر گز نہ کروں گا۔'' آپ علیہ السلام نے اسے چھوڑ دیا اور وہ گھر چلا آیا۔

کبوتری نے جب دوبارہ انڈے دے کر بچے نکالے تو اس شخص کی زوجہ نے کہا: ''درخت پر چڑھو اور پرندے کے بچے پکڑ لاؤ۔'' اس نے کہا: ''مجھے حضرتِ سیِّدُ نا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرمایا ہے۔'' عورت نے کہا: ''تم کیا سمجھتے ہو کہ حضرتِ

سیِّدُ ناسلیمان علیہ الصلوۃ والسلام تمہارے اوراس کبوتری کے لئے فارغ بیٹھے ہوں گے، پوری دنیا پر ان کی حکومت ہے، وہ اپنی مملکت کے معاملات میں مصروف ہوں گے، جلدی کرو اور کبوتری کے بچوں کو پکڑ لاؤ۔'' بیوی کا جواب سن کر وہ بے چارہ درخت پر چڑھا اور کبوتری کے بچوں کو پکڑ لایا۔ کبوتری نے دوبارہ حضرتِ سیِّدُ ناسلیمان علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں شکایت کردی۔ آپ علیہ السلام کو بڑا اجلال آیا اور مشرق ومغرب کے کناروں سے دو جنّوں کو بُلا کر فرمایا: ''تم دونوں فلاں درخت کے پاس ٹھہرے رہو۔ جب وہ شخص درخت پر چڑھے تو اس کا ایک پاؤں مشرق کی طرف اور دوسرا مغرب کی طرف کھینچنا، اس طرح اس نافرمان کے دوٹکڑے کر دینا۔'' حکم پاتے ہی دونوں جنّ مطلوبہ درخت کے پاس پہنچ گئے۔ وہ شخص درخت پر چڑھنے کے لئے تیار ہوا ہی تھا کہ کسی فقیر نے روٹی مانگی، اس نے اپنی بیوی سے کہا: ''اگر گھر میں کچھ ہے تو اس فقیر کو دے دو۔'' عورت نے کہا: ''میرے پاس اس فقیر کو دینے کے لئے کچھ بھی نہیں۔'' تو وہ خود کمرے میں گیا اور اسے وہاں سے روٹی کا ایک لقمہ ملا، وہی لقمہ فقیر کو دیا اور درخت پر چڑھ کر بغیر کسی تکلیف کے بآسانی کبوتری کے بچوں کو پکڑ لایا۔ کبوتری نے پھر شکایت کی، تو آپ علیہ السلام نے دونوں جنّوں کو بلا کر ارشاد فرمایا: ''کیا تم دونوں نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''یانَبِیَّ اللہ علیہ السلام! ہم نے ہرگز آپ علیہ السلام کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کی، بات دراصل یہ ہے کہ ہم تو آپ علیہ السلام کا حکم پاتے ہی اس درخت کے پاس پہنچ گئے مگر جب وہ شخص درخت پر چڑھنے لگا تو کسی سائل نے روٹی مانگی، اس نے اسے روٹی کا ایک لقمہ دیا اور درخت پر چڑھنے لگا، ہم اسے پکڑنے کے لئے بڑھے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دو فرشتے ہماری طرف بھیجے۔ انہوں نے ہمیں گردن سے پکڑا اور مغرب ومشرق کی طرف پھینک دیا۔ اس طرح ایک لقمہ صدقہ کرنے کی برکت سے وہ ہلاکت سے محفوظ رہا۔''

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حکایت نمبر448: دوست کو کھانا کھلانے کی برکت

حضرتِ سیِّدُ ناسَلام بن مِسکِین علیہ رحمۃ اللہ المبین حضرتِ سیِّدُ ناثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں: ''ایک مرتبہ چند لڑکے لکڑیاں کاٹنے کے لئے جنگل کی طرف جارہے تھے۔ جب وہ حضرتِ سیِّدُ ناعیسٰی علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے قریب سے گزرے تو آپ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا: ''واپسی پر ان میں سے ایک لڑکا ہلاک ہو جائے گا۔'' جب ان کی واپسی ہوئی تو سب کے سب سلامت تھے اور کوئی بھی ہلاک نہ ہوا تھا۔ حواریوں نے عرض کی: ''یانبی اللہ علیہ السلام! آپ علیہ السلام تو ارشاد فرمارہے تھے کہ ان میں سے ایک لڑکا ہلاک ہو جائے گا لیکن یہ سب بالکل سلامت ہیں؟'' فرمایا: ''ان لڑکوں کو میرے پاس بلاؤ۔'' جب وہ حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اپنے سروں سے لکڑیوں کے گٹھے اُتار دو۔'' سب

نے لکڑیاں نیچے اُتار دیں، فرمایا:''اب انہیں کھولو۔'' جب گٹھے کھولے گئے تو اس میں سے ایک گٹھے میں ایک بہت خوفناک مُردہ سانپ ایک کانٹے کے ساتھ اُلجھا ہوا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اس لڑکے سے پوچھا:''تم نے کون سی بڑی نیکی کی ہے؟'' اس نے عرض کی:''میں نے آج کوئی بڑی نیکی تو نہیں کی، ہاں! اتنا ضرور ہے کہ آج ہمارے دوستوں میں سے ایک دوست اپنے ساتھ کھانا نہیں لایا تھا تو میں نے اسے اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرلیا۔'' لڑکے کی یہ بات سن کر آپ علیہ السلام زبان حال سے فرما رہے تھے:''بس اسی نیکی کی وجہ سے آج تو ہلاکت سے محفوظ رہا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 449: حضرتِ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی سادگی

خلیفۃ المسلمین، امیر المؤمنین، خلیفۂ ثانی حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بننے کے بعد انتہائی سادہ غذا استعمال فرمانے لگے جس کی وجہ سے بظاہر کمزور نظر آنے لگے۔ حضرتِ سیِّدُنا محمد بن قَیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''ایک مرتبہ کچھ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا حَفْصَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور عرض کی:''کمزوری کی وجہ سے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گردن نظر آنے لگی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم کافی کمزور ہوگیا ہے اور کپڑے بھی ایسے پہنتے ہیں کہ جن پر کئی کئی پیوند لگے ہوتے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سے عرض کریں کہ کچھ اچھا کھانا کھا لیا کریں اور عمدہ و نرم لباس پہن لیا کریں، اس طرح انہیں لوگوں کے معاملات پر تقویت ملے گی۔'' جب اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا حَفْصَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لوگوں کی باتیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیان کیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:''کیا میرے آقا و مولیٰ حضرت سیِّدُنا محمدِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کبھی اپنی زندگی میں کبھی عمدہ و نرم بستر استعمال فرمایا؟ تم تو بہتر جانتی ہو، بتاؤ! حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کیسا بستر استعمال فرماتے تھے؟'' عرض کی:''آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا بستر ایک کمبل تھا جسے دوہرا کر دیا جاتا، جب وہ سخت ہو جاتا تو میں اسے چار تہہ کر کے بچھا دیا کرتی اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا بستر یہی چادر تھی۔'' فرمایا:''اچھا مجھے بتاؤ! حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سب سے قیمتی و عمدہ لباس میں کیا چیز شامل تھی؟'' عرض کی:''ایک دھاری دار چادر تھی جسے ہم نے ہی بنایا تھا، حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم جب اسے زیبِ تن کر کے باہر تشریف لے گئے تو کسی نے وہ چادر مانگ لی، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے وہ چادر اسے عنایت فرما دی۔''

ے ہے چٹائی کا بچھونا کبھی خاک ہی پہ سونا کبھی ہاتھ کا سرہانہ مدنی مدینے والے!

تیری سادگی پہ لاکھوں تیری عاجزی پہ لاکھوں ہوں سلامِ عاجزانہ مدنی مدینے والے!

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ مجھے عمدہ کھانا کھانے کی خواہش نہیں ہوتی، اگر میں گھی کھانا چاہتا تو زیتون کے تیل کی جگہ گھی استعمال کرتا، میرے پاس زیتون کا تیل ہوتا ہے لیکن میں پھر بھی نمک استعمال کرتا ہوں الغرض! مجھے ان چیزوں کی خواہش ہوتی ہے لیکن میرے دونوں رہنما (حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک راستے پر چلے، میں نہیں چاہتا کہ میں ان کے راستے کی مخالفت کروں، میں ان کی مخالفت سے ڈرتا ہوں۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم}

حکایت نمبر 450: لوگوں کو گمراہ کرنے کی سزا

حضرتِ سیِّدُنا خالد رَبَعی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے، بنی اسرائیل کے ایک شخص نے شریعت کا علم حاصل کیا اور پھر اس دینی علم کی وجہ سے دنیوی دولت اور شہرت طلب کرتا رہا، اس کی ساری زندگی اسی کام میں گزر گئی۔ جب بڑھاپا آیا، موت کے سائے گھیرے ہوئے اور سفرِ دنیا ختم ہونے لگا تو اسے اپنی غلطی کا خوب احساس ہوا۔ اس نے اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا: ''تو نے دین میں جو بِگاڑ پیدا کیا لوگ تو اس سے ناواقف ہیں۔ لیکن تیرا کیا خیال ہے، کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی تیرے اس بگاڑ سے بے خبر ہے؟ وہ وحدہٗ لاشریک جَلَّ جَلَالُہٗ ذات تو ہر ہر شئے سے واقف ہے۔ اب تیری موت قریب آگئی ہے۔ تیرے لئے بہتر ہے کہ جلد از جلد اپنی بداعمالیوں سے توبہ کرلے۔'' چنانچہ، اس اسرائیلی عالم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کی، اور اس نے اپنی ہنسلی کی ہڈی میں زنجیر ڈال کر اپنے آپ کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا اور کہا: ''میں اس وقت تک اپنے آپ کو آزاد نہیں کروں گا جب تک مجھے یہ معلوم نہ ہوجائے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری توبہ قبول فرمالی ہے۔ اور اگر میری توبہ قبول نہ ہوئی تو اسی حالت میں اپنی جان دے دوں گا۔ جب اس نے اس طرح التجا کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس وقت کے نبی علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: ''اس اسرائیلی عالم سے کہہ دو کہ اگر تیرا گناہ ایسا ہوتا جو صرف میرے اور تیرے درمیان تک محدود ہوتا تو میں تیری توبہ قبول کرلیتا لیکن جن لوگوں کو تو نے گمراہ کیا ہے ان کا کیا حال ہوگا؟ تو نے انہیں گمراہ کر کے جہنم میں داخل کروادیا اب میں تیری توبہ ہرگز قبول نہیں کروں گا(۱)۔ (الامان والحفیظ)

(اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کروڑہا کروڑ احسان کہ اس حنّان ومنّان پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں نبی آخر الزماں کے دامن سے وابستہ فرمایا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے خاص کرم سے ہماری تمام خطاؤں کو معاف فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔) (آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

۱...... یہ حکایت بنی اسرائیل کے ایک شخص کی ہے اور اُن کے احکام ہم سے مختلف تھے۔ جبکہ امتِ محمدیہ عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خاص احسان ہے کہ ہمارے لئے توبہ کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔

حکایت نمبر451:

حضرتِ فاروقِ اَعظم رضی اللہ عنہ کا خوفِ آخرت

حضرت سیِّدُ ناسَلامَہ بن شُیَخ تَیۡمِی علیہ رحمۃ اللہ الغنی سے مروی ہے کہ حضرتِ سیِّدُ نااَحنَف بن قَیۡس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ہمارا لشکر ایک عظیم الشان کامیابی کے بعد مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعۡظِیۡمًا کی طرف آرہا تھا۔ جب مدینۂ پاک کے قریب پہنچا تو ہمارے بعض دوستوں نے مشورہ دیا: ''اگر ہم اپنے سفر کے کپڑے اتار کر عمدہ کپڑے پہنیں اور اچھی حالت میں شان وشوکت کے ساتھ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مسلمانوں کے سامنے جائیں تو اس سے لشکرِ اسلام کی شان وشوکت ظاہر ہوگی۔'' چنانچہ، ہم نے اچھے لباس پہنے اور سفر کے کپڑوں کو تھیلوں میں رکھ لیا۔ جب ہم مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعۡظِیۡمًا میں داخل ہوئے تو ایک شخص نے ہمارے لشکر کو دیکھ کر کہا: ''ربِّ کعبہ کی قسم! یہ لوگ غلطی پر ہیں۔'' حضرتِ سیِّدُ نااَحنَف بِنۡ قَیۡس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اس شخص کی بات نے مجھے نفع دیا اور میں سمجھ گیا کہ اس حالت میں امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا مناسب نہیں، اس خیال کے آتے ہی میں نے ایک منزل پر اپنی سواری روکی، عمدہ لباس اُتار کر تھیلے میں ڈالا مگر بے توجہی سے چادر کا کچھ حصہ تھیلے سے باہر رہ گیا تھا جس کی مجھے خبر نہ ہوئی، پھر میں سفر کا لباس پہن کر شرکائے قافلہ سے جاملا۔ جب لشکر امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ ناعمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن سے نظریں پھیر لیں اور مجھ سے فرمایا: ''تم لوگوں نے اپنی سواریوں کو کہاں کھڑا کیا ہے؟'' میں نے بتایا: ''فلاں جگہ پر۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرا ہاتھ پکڑ کر سواریوں کے پاس پہنچے دوسرے تمام لوگ بھی ہمراہ تھے، جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سواریوں کے جانوروں کو دیکھا تو لشکر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''کیا تم ان جانوروں کے بارے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے نہیں ڈرتے؟ کیا تمہیں خبر نہیں کہ ان کا تم پر کتنا حق ہے؟ تم انہیں سفر میں استعمال کرنے کے بعد کھول کیوں نہیں دیتے تاکہ یہ گھاس وغیرہ چر لیں۔ کیا تمہیں ان کا احساس نہیں جو ابھی تک باندھ رکھا ہے؟'' ہم نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! ہم ایک بہت بڑی فتح کی خوشخبری لے کر آئے ہیں، ہمیں اس بات کی جلدی تھی کہ مسلمانوں اور امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فوراً اطلاع دی جائے بس اسی جلدی میں ہم فوراً آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوگئے۔''

پھر امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جلال کچھ کم ہوا تو ان کی نظر میرے تھیلے پر پڑی جس میں سے چادر کا کچھ حصہ باہر نکلا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''یہ تھیلا کس کا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''میرا ہے۔'' فرمایا: ''یہ کپڑا کیسا؟'' عرض کی: ''یہ میری چادر ہے۔'' فرمایا: ''کتنے کی ہے؟'' میں نے اصل قیمت کا ایک تہائی حصہ بتایا تو پھر بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''چادر تو بہت اچھی ہے اگر اس کی قیمت زیادہ نہ ہوتی۔'' پھر ہم سب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ واپس آنے لگے تو راستے میں ایک شخص

ملا، اس نے پکار کر کہا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میرے ساتھ چلئے اور فلاں شخص سے میرا حق دلوایئے۔ بے شک اس نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔'' امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ لشکر کی کارکردگی لینے میں مصروف تھے اس لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی مداخلت سے بہت کوفت ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے سر پر ہلکی سی ضرب لگائی اور فرمایا: ''میں مسلمانوں کے کاموں میں مصروف ہوتا ہوں اور تم میں سے کوئی شخص آ کر کہتا ہے کہ میری بات سنئے! میری مدد کیجئے! حالانکہ میں اس وقت تمہارے ہی کاموں میں مصروف ہوتا ہوں، تم مجھے موقع بے موقع پکارتے ہو۔''

یہ سن کر وہ شخص ناراض ہو کر وہاں سے چلا گیا۔ ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے قرار ہو کر فرمایا: ''اس شخص کو فوراً بلا کر میرے پاس لاؤ۔'' جب وہ آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی طرف کوڑا پھینکتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''آؤ اور مجھ سے بدلہ لے لو۔'' اس نے عرض کی: ''یا امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا حق معاف کیا، میں بدلہ نہیں لوں گا۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''تم شاید میرے ڈر کی وجہ سے بدلہ نہیں لے رہے ہو، آؤ! بلا خوف وخطر بدلہ لے لو۔'' اس نے کہا: ''حضور! میں نے رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے اپنا حق معاف کیا۔'' یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا۔ امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے گھر کی طرف تشریف لے گئے۔ ہم بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو رکعت نماز ادا کی پھر بیٹھ گئے اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا: ''اے خطاب کے بیٹے! تُو پَست تھا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تجھے بلندی عطا فرمائی، تو بھٹکا ہوا تھا **اللہ** ربُّ العِزَّت نے تجھے سیدھی راہ پر چلایا، تو ذلیل تھا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تجھے عزت کا تاج پہنایا اور پھر تجھے مسلمانوں پر امیر مقرر فرمایا، اب اگر کوئی شخص تیرے پاس مدد لینے آتا ہے تو تُو اُسے مارتا ہے۔ اے خطاب کے بیٹے! کل بروزِ قیامت جب خدا عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں جائے گا تو کیا جواب دے گا؟'' نماز کے بعد کافی دیر تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آپ کو ڈانٹتے رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس وقت تمام اہلِ زمین میں سب سے بہتر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر452: میزانِ عمل میں روٹی کا وزن

حضرتِ سیِّدُنا مَسْرُوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''ایک راہب نے ستر (70) سال تک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی، ایک مرتبہ موسِمِ برسات میں خوب بارشیں ہوئیں۔ زمین پر ہر طرف ہریالی ہی ہریالی ہوگئی۔ وہ عابد اپنے عبادت خانے سے اتر کر بستی کی طرف گیا، راستے میں ایک عورت سے زنا کا مرتکب ہو گیا۔ پھر ایک سائل کے قریب سے گزرا تو ایک یا دو روٹی اسے صدقہ

کردیں۔ (اس کے مرنے کے بعد) جب اس کی ستر سالہ عبادت اور زنا کا موازنہ کیا گیا تو زنا کا گناہ بڑھ گیا۔ پھر اس کی صدقہ کی ہوئی روٹیاں اس کی نیکیوں میں شامل کی گئیں تو نیکیوں کا وزن زیادہ ہوگیا۔ گویا وہ صدقہ اس کی مغفرت کا سامان ہوگیا۔''

یہی حکایت اس طرح بھی مروی ہے: ''ایک اسرائیلی عابد ساٹھ (60) سال تک عبادتِ الٰہی میں مصروف رہا۔ ایک مرتبہ جب برسات کی وجہ سے زمین پر ہر طرف سبزہ ہی سبزہ چھا گیا تو اس منظر نے اسے بہت متعجب کیا، اس نے سوچا کہ اگر میں زمین پر جاؤں اور وہاں جا کر کچھ عبادت وغیرہ کروں تو یہ میرے لئے بہتر ہوگا۔ چنانچہ وہ اپنی عبادت گاہ سے سے نیچے اترا۔ راستے میں ایک عورت کے فتنے میں مبتلا ہوگیا اور اس سے منہ کالا کر بیٹھا۔ پھر ایک سائل ملا تو اپنی روٹی اس نے سائل کو صدقہ کر دی پھر اس کا انتقال ہوگیا۔ جب اس کی ساٹھ سالہ عبادت کا زنا کے گناہ سے موازنہ کیا گیا تو اس کا گناہ بڑھ گیا پھر صدقہ کی ہوئی روٹی اس کے نیک اعمال میں شامل کی گئی تو نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگیا جس کی وجہ سے اسے بخش دیا گیا۔''

رَحْمَتِ حَقْ ''بَہَا'' نَہ مِیْ جُوْیَدْ رَحْمَتِ حَقْ ''بَہَانَہ'' مِیْ جُوْیَدْ

ترجمہ: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت ''بھاؤ'' یعنی قیمت طلب نہیں کرتی بلکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت تو ''بہانہ'' ڈھونڈتی ہے۔

صبح و شام کا انتظار نہ کرو

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے میرے کندھے پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''دنیا میں ایک اجنبی اور مسافر بن کر رہو۔'' حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''جب تو شام کرے تو آنے والی صبح کا انتظار مت کر، اور جب صبح کرے تو شام کا منتظر نہ رہ، اور حالت صحت میں بیماری کے لئے اور زندگی میں موت کے لئے تیاری کرلے۔'' (صحیح البخاری، الحدیث: ٦٤١٦، ص ٥٣٩)

عذر قبول نہ ہوگا

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کا عذر قبول نہیں فرمائے گا جس کی موت کو مؤخر کر دیا حتی کہ اُسے ساٹھ سال تک پہنچا دیا۔'' (مطلب یہ کہ وہ اس عمر میں بھی گناہوں سے باز نہ آیا)

(صحیح البخاری، الحدیث: ٦٤١٩، ص ٥٣٩)

حکایت نمبر453:

شیطان کے تین ہتھیار

حضرتِ سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے منقول ہے، ''بنی اسرائیل کا ایک عابد اپنے عبادت خانے میں عرصۂ دراز سے مصروفِ عبادت تھا، وہ مجاہدات کرتا اور ہمیشہ گناہوں سے بچتا۔ اس کی عبادت و پارسائی کو دیکھ کر شیطان کے چیلے ابلیس کے پاس آئے اور کہا: ''فلاں شخص نے ہمیں عاجز کر دیا ہے اس سے ہمیں کچھ حصہ نہیں ملا۔'' اپنے کمینے چیلوں کی یہ بکواس سن کر ابلیس لعین نے اس عابد کو بہکانے کی ٹھانی اور اس کے عبادت خانے پر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ عابد نے پوچھا: ''کون ہے؟'' ابلیس بولا: ''میں مسافر ہوں، آج رات مجھے اپنے پاس پناہ دے دو۔'' کہا: ''یہاں بہت ہی قریب ایک بستی ہے تو وہاں چلا جا۔'' ابلیس نے کہا: ''خدا کا خوف کرو، میں مسافر ہوں مجھے درندوں اور چوروں کا خطرہ ہے، اتنی رات گئے میں کہاں مارا مارا پھروں گا۔'' عابد نے کہا: ''میں ہرگز دروازہ نہیں کھولوں گا۔'' یہ سن کر ابلیس خاموش ہوگیا۔ کچھ دیر بعد پھر دستک دی اور کہا: ''جلدی سے میرے لئے دروازہ کھولو۔'' عابد نے پوچھا: ''کون ہے؟'' کہا: ''میں مسیح (یعنی عیسٰی علیہ السلام) ہوں۔'' (معاذ اللہ عَزَّوَجَلَّ)

عابد نے کہا: ''اگر تُو مسیح ہے تو پھر تجھے میری حاجت ہی کیا ہے، تُو تو اپنے رب کی رسالت اور آخرت کے وعدے کو پہنچ چکا ہے۔'' ابلیسِ لعین پھر خاموش ہوگیا۔ کچھ دیر بعد پھر شیطانی طبیعت مچلی تو دروازہ کھٹکھٹایا۔ عابد نے پوچھا: ''کون ہے؟'' کہا: ''میں ابلیس ہوں۔'' عابد نے کہا: ''میں ہرگز تیرے لئے دروازہ نہیں کھولوں گا۔'' ابلیس لعین نے کہا: ''تجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ! تجھے تیرے ربّ کا واسطہ! دروازہ کھول دے۔'' ابلیسِ لعین کافی دیر تک منت سماجت کرتا رہا اور پختہ وعدہ کیا کہ میں تجھے کبھی بھی کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔'' بالآخر عابد نے دروازہ کھول دیا۔ ابلیس اس کے سامنے بیٹھ گیا اور کہا: ''مجھ سے جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو، میں تمہیں ہر سوال کا جواب دوں گا۔'' عابد نے کہا: ''مجھے تجھ سے کوئی سَرو کار نہیں۔'' یہ سن کر ابلیسِ لعین واپس جانے لگا تو عابد نے اسے پکار کر کہا: ''میں تجھ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں؟'' ابلیسِ لعین واپس آیا اور کہا: ''پوچھو! کیا پوچھنا چاہتے ہو؟'' کہا: ''بنی آدم کی ہلاکت میں تمہارے لئے سب سے زیادہ مددگار شئے کیا ہے؟'' ابلیس نے کہا: ''**نشہ** ہمارا سب سے کامیاب وار ہے، کیونکہ جب کوئی شخص نشے میں آجاتا ہے تو ہم جو چاہتے ہیں اس سے کرواتے ہیں پھر وہ ہم سے بچ نہیں سکتا، ہم اس سے اس طرح کھیلتے ہیں جیسے بچے گیند سے کھیلتے ہیں۔'' عابد نے کہا: ''دوسری ہلاکت خیز شئے کیا ہے؟'' کہا: ''**غصّہ وغضب** بھی ہمارے مہلک ترین ہتھیار ہیں۔ اگر انسان عبادت کر کے اس مقام و مرتبہ کو پہنچ جائے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرنے لگے تب بھی ہم اس سے مایوس نہیں ہوتے، ہمیں امید ہوتی ہے کہ اس کے غیظ و غضب کی وجہ سے ہمیں اس سے ضرور کچھ حصہ ملے گا۔'' عابد نے کہا: ''ان کے علاوہ تمہارے پاس اور کون سا مہلک ہتھیار ہے؟'' کہا: ''**بُخل** بھی ہمارا

بہترین ہتھیار ہے۔ انسان پر جو نعمتیں ہیں ہم انہیں تھوڑی کر کے دِکھاتے ہیں اور لوگوں کے پاس جو مال و دولت ہے اسے اس کی نظروں میں زیادہ کر دیتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے مال میں حقوقُ اللّٰہ کی ادائیگی کے معاملے میں کنجوسی سے کام لیتا اور ہلاکت کی وادیوں میں جا گرتا ہے۔'' (الامان والحفیظ)

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** شیطان لعین انسان کا کھلا دشمن ہے وہ ہر آن انسانوں کو بہکانے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ اس کے مکر و فریب سے بچنے کے لئے ایسے لوگوں کی صحبت ضروری ہے جو اس کے واروں سے بچنے کے طریقے جانتے ہوں اور ان کے سینے، خوف خدا و محبت مصطفیٰ عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے منوّر رہوں، ان کے ساتھ رہ کر سنتوں پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ ملے اور نیکیاں کرنا آسان ہو جائے۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں اچھے لوگوں کی صحبت عطا فرمائے اور نفس و شیطان کی شرارتوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 454:

ایک اسرائیلی عابد کی شہادت

حضرتِ سیِّدُنا بَکَّار بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ''میں نے حضرتِ سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا: ''ایک کافر و ظالم بادشاہ لوگوں کو خنزیر کا گوشت کھانے پر مجبور کرتا، جو انکار کرتا اسے سخت سزائیں دے کر ہلاک کروا دیتا۔ پھر اس زمانے کے سب سے بڑے عابد کو بادشاہ کے پاس لایا گیا، لوگ اس عابد کے مرتبے و فضیلت سے آگاہ تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ اس عبادت گزار بزرگ کو بادشاہ کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے۔ چنانچہ، ایک سپاہی نے عابد سے کہا: ''آپ مجھے ایک بکری کا بچہ ذبح کر کے دے دیں۔ جب بادشاہ کہے گا کہ اس عابد کے سامنے خنزیر کا گوشت رکھو تو میں وہ بکری کا گوشت آپ کے سامنے لے آؤں گا۔ بادشاہ یہ سمجھے گا کہ آپ نے اس کی خواہش کے مطابق خنزیر کا گوشت کھا لیا ہے۔ اس طرح آپ ہلاکت سے محفوظ رہیں گے۔'' عابد نے بکری کا بچہ ذبح کر کے اس کا گوشت سپاہی کو دے دیا۔ جب اسے بادشاہ کے سامنے لے جایا گیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ خنزیر کا گوشت لایا جائے۔ منصوبے کے مطابق وہ سپاہی بکری کا گوشت لے کر آ گیا۔ بادشاہ نے کہا: ''میرے سامنے خنزیر کا گوشت کھاؤ۔'' عابد نے کہا: ''میں ہرگز ہرگز نہیں کھاؤں گا۔'' یہ سن کر سپاہی نے اشاروں سے بتایا کہ ''یہ وہی گوشت ہے جو آپ نے دیا تھا، آپ بلا جھجک کھا لیں۔'' لیکن عابد نے بادشاہ کے سامنے وہ گوشت کھانے سے صاف انکار کر دیا۔ ظالم بادشاہ نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ''اسے قتل کر دو۔''

جب اسے قتل کے لئے لے جانے لگے تو وہی سپاہی قریب آیا اور کہا: ''آپ نے گوشت کیوں نہیں کھایا؟ بخدا! یہ وہی

گوشت تھا جو آپ نے دیا تھا، کیا آپ کو مجھ پر اعتماد نہ تھا؟'' عابد نے کہا: ''ایسی کوئی بات نہیں بلکہ میں اس بات سے ڈر گیا تھا کہ لوگ میری وجہ سے فتنے میں مبتلا ہو جائیں گے، کیونکہ جب بھی کسی کو خنزیر کا گوشت کھانے پر مجبور کیا جائے گا تو وہ کہے گا: ''فلاں عابد نے بھی تو مجبور ہو کر حرام گوشت کھا لیا تھا لہٰذا ہم بھی کھا لیتے ہیں۔'' اس طرح لوگ میری وجہ سے بہت بڑے فتنے میں پڑ جائیں اور میں لوگوں کے لئے فتنہ ہر گز نہیں بننا چاہتا۔'' یہ کہہ کر وہ عظیم عابد خاموش ہو گیا اور اس کا سر تن سے جدا کر دیا گیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

؎ تیری سنتوں پہ چل کر میری روح جب نکل کر چلے تم گلے لگانا مدنی مدینے والے صلی اللہ علیہ وسلم !

حکایت نمبر455: مرحوم والدین پر اولاد کے اعمال کی پیشی

حضرتِ سیِّدُنا صَدَقَه بن سُلَیْمَان جَعْفَرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میرا عنفوانِ شباب تھا اور میں بُری عادتوں اور دنیا کی رنگینیوں میں مگن تھا۔ مگر جب میرے والد صاحب کا انتقال ہوا تو میرا دل چوٹ کھا گیا۔ میں نے اپنی سابقہ خطاؤں پر شرمندہ ہوتے ہوئے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں توبہ کر لی اور اعمالِ صالحہ کی طرف راغب ہو گیا۔ پھر بد قسمتی سے ایک دن میں کسی برے کام کا مرتکب ہوا تو اسی رات والدِ محترم خواب میں آئے اور فرمایا: ''اے میرے بیٹے! تیرے اعمال میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں تو مجھے بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے کیونکہ وہ نیک لوگوں کے اعمال جیسے ہوتے ہیں۔ لیکن اس مرتبہ جب تیرے اعمال پیش کئے گئے تو مجھے بہت شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔ خدارا! مجھے میرے فوت شدہ دوستوں کے سامنے رسوا نہ کیا کرو۔'' بس اس خواب کے بعد میری زندگی میں انقلاب آ گیا۔ میں ڈر گیا اور توبہ پر استقامت اختیار کر لی۔

راوی کہتے ہیں: تہجد کی نماز میں ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس طرح التجائیں کرتے ہوئے سنتے تھے: ''اے صالحین کی اصلاح کرنے والے! اے بھٹکے ہوؤں کو سیدھی راہ چلانے والے! اے گناہگاروں پر رحم فرمانے والے! میں تجھ سے ایسی توبہ کا سوال کرتا ہوں جس کے بعد کبھی گناہ کی طرف نہ جاؤں۔ کبھی برائی و ظلم کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھوں۔ اے خالق و مالک عَزَّوَجَلَّ! مجھے سچی توبہ کی توفیق عطا فرما۔''

؎ گناہوں سے ہر دم بچا یا الٰہی مجھے نیک انساں بنا یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ!
تیرے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ میں تھر تھر رہوں کانپتا یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ!

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

حکایت نمبر 456:

غلام کو آزادی کیسے ملی......؟

حضرتِ سیِّدُنا زِیاد بن ابی زِیاد مَدِیْنِی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں: ''مجھے میرے آقا ابن عیاش بن ابی ربیعہ نے امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر کے پاس اپنے کسی کام سے بھیجا۔ جب میں ان کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اس وقت ایک کاتب ان کے پاس بیٹھا لکھ رہا تھا۔ میں نے ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ'' کہا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''وَعَلَیْکُمُ السَّلَام'' کہا اور کاتب کو احکامات لکھوانے میں مصروف رہے۔ میں نے پھر کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ اس وقت ایک خادم بصرہ سے آنے والی شکایت سنا رہا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا دوسرا سلام سن کر ارشاد فرمایا: ''اے ابنِ ابی زیاد! ہم تیرے پہلے سلام سے غافل نہیں۔'' پھر مجھ سے بیٹھنے کو کہا تو میں دروازے کی چوکھٹ کے پاس بیٹھ گیا۔ کاتب بصرہ سے آنے والی شکایات سنا رہا تھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرد آہیں بھر رہے تھے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کام سے فارغ ہوئے تو کمرے میں موجود تمام لوگوں کو باہر جانے کا حکم دیا، سوائے میرے وہاں کوئی بھی باقی نہ رہا۔ سردیوں کا موسم تھا میں نے اُونی جبہ پہنا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے سامنے بیٹھ گئے اور میرے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا: ''واہ بھئی! تم سردیوں میں گرم جبہ پہن کر کتنے پُرسکون ہو۔'' پھر مجھ سے اہلِ مدینہ کے صالحین، بچوں، عورتوں اور مردوں کے متعلق حال دریافت کیا یہاں تک کہ ہر ہر شخص کے بارے میں پوچھا۔ پھر مدینۂ منورہ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَّتَعْظِيْمًا کے حکومتی نظام کے متعلق پوچھا۔

میں نے تفصیل بتائی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے غور سے ہر ہر بات سنتے رہے پھر فرمایا: ''اے ابن زیاد! تم دیکھ رہے ہو کہ میں کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔'' میں نے کہا: ''امیر المؤمنین! آپ کو خوشخبری ہو، میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں خیر ہی کی امید رکھتا ہوں۔'' پھر عاجزی کرتے ہوئے فرمانے لگے: ''افسوس! ہائے افسوس! کیسی خیر، کیا بھلائی! میں لوگوں کو ڈانٹتا ہوں لیکن مجھے کوئی نہیں ڈانٹتا، میں لوگوں کو زَدوکوب کرتا ہوں لیکن مجھے کوئی نہیں مارتا، میں لوگوں کو تکلیف پہنچاتا ہوں لیکن مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچاتا'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کلمات دہراتے جاتے اور روتے جاتے یہاں تک کہ مجھے آپ پر ترس آنے لگا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری حاجات پوری فرمائیں اور میرے آقا کی طرف لکھ کر بھیجا: ''یہ غلام ہمارے ہاتھوں فروخت کردو۔'' پھر اپنے بستر کے نیچے سے بیس (20) دینار نکالے اور مجھے دیتے ہوئے فرمایا: ''یہ لو، انہیں اپنے استعمال میں لانا، اگر تمہارا غنیمت میں حصہ بنتا تو وہ بھی ضرور تمہیں دیتا لیکن کیا کروں تم غلام ہو اس لئے مالِ غنیمت میں تمہارا کچھ حصہ نہیں۔'' میں نے دینار لینے سے انکار کیا تو فرمایا: ''یہ میں اپنی ذاتی رقم میں سے تمہیں دے رہا ہوں۔'' میں نے پھر انکار کیا مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیہم (یعنی مسلسل) اصرار سے مجبور ہو کر مجھے وہ دینار لینے ہی پڑے۔ پھر میں واپس آ گیا پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے آقا کو

پیغام بھیجا: ''یہ غلام ہمارے ہاتھوں فروخت کردو۔'' لیکن انہوں نے مجھے بیچا نہیں بلکہ آزاد کردیا۔اس طرح امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید کی برکت سے ایک غلام کو آزادی نصیب ہوگئی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 457: اَنوکھا مُبلّغ

حضرتِ سیِّدُنا ابوموسیٰ اَشْعَرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ ہم لوگ سمندری راستے سے جہاد کے لئے جا رہے تھے، ہماری کشتی سمندر کا سینہ چیرتی ہوئی جانبِ منزل بڑھی جارہی تھی۔ اتنے میں ایک غیبی آواز نے سب کو حیران کردیا، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ''اے کشتی والو! رکو! میں تمہیں ایک اہم بات بتاتا ہوں۔'' یہی آواز چھ، سات بار سنائی دی تو میں کشتی کے چبوترے پر کھڑا ہوگیا اور کہا: ''تُو کون ہے اور کہاں ہے؟ کیا تُو جانتا ہے کہ ہم اس وقت کہاں ہیں؟ ہم بیچ سمندر میں کس طرح ٹھہر سکتے ہیں؟'' ابھی میں نے اپنی بات مکمل کی ہی تھی کہ **انوکھے مبلغ** کی غیبی آواز گونجی: ''کیا میں تمہیں ایک ایسی بات کی خبر نہ دوں جسے **اللہ** عزوجل نے اپنے ذمۂ کرم پر لازم کرلیا ہے؟'' میں نے کہا: ''کیوں نہیں! ہمیں ضرور ایسی شئے کے متعلق بتایئے۔'' آواز آئی: ''سنو! **اللہ** عزوجل نے اپنے ذمۂ کرم پر یہ بات لازم کرلی ہے کہ جو کوئی گرمیوں کے دنوں میں رضائے الٰہی عزوجل کے لئے اپنے آپ کو پیاسا رکھے گا **اللہ** عزوجل قیامت کی ہلاکت خیز گرمی میں اسے سیراب فرمائے گا۔'' پھر حضرتِ سیِّدُنا ابوموسیٰ اَشْعَرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ایسا معمول بنایا کہ ایسے شدید گرم دنوں میں بھی روزہ رکھتے جن میں انسان گرمی کی شدت میں بُھن جاتا تھا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

یاالٰہی! گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن — دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو!

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** روزِ محشر کی جان لیوا گرمی سے بچنے کے لئے فرض روزوں کے ساتھ ساتھ نفل روزوں کا اہتمام بھی کرتے رہنا چاہیے، ہر ہفتے کم از کم ایک دن کا نفلی روزہ تو رکھ ہی لینا چاہئے۔ ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ اس کا خوب اہتمام فرماتے اور اپنے متعلقین کو بھی اس کی ترغیب دلاتے رہتے۔ ہوسکے تو پیر شریف کو روزہ رکھیں کیونکہ پیر شریف کو روزہ رکھنا سنت بھی ہے۔ **اللہ** عزوجل ہمیں بھی نفلی روزے رکھنے کی سعادت عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

حکایت نمبر 458

جنّتی حوراور مَدَنی نوجوان

حضرتِ سیِّدُ نا اِدریس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ہمارالشکر دشمنانِ اسلام کی سرکوبی کے لئے''روم'' کی جانب رواں دواں تھا۔راستے میں مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا سے ایک نوجوان آیااور مجاہدین میں شامل ہوگیا۔دشمن کے علاقے میں پہنچ کرہم نے ایک شہر کا محاصرہ کرلیا۔ہم تین مجاہدایک ساتھ تھے،ایک میں اور دوسرا''زِیاد'' نامی مدنی نوجوان تھااور تیسرادوست بھی مدینۂ منورہ شریف کا رہنے والا تھا۔ایک دن ہم پہرادے رہے تھے کہ صبح کے وقت ہم میں سے ایک شخص کھانا لینے چلا گیا۔ اب میں اور زیاد نامی مدنی نوجوان ایک ساتھ تھے اتنے میں منجنیق سے پتھر پھینکا گیا جو زیاد کے قریب آ گرا، پتھر کا ایک ٹکڑا زیاد کے گھٹنے پر لگا۔جس سے اتنی شدید چوٹ لگی کہ وہ فوراً بے ہوش ہوگیا۔ہم کافی دیراس کے قریب کھڑے رہے لیکن اس نے حرکت نہ کی پھر بے ہوشی کی حالت میں یکا یک اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی، وہ اتنا ہنسا کہ داڑھیں ظاہر ہونے لگیں، پھر **اللہ** تبارک وتعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے دوبارہ ہنسا۔اس کے بعد رونے لگا پھر خاموش ہوگیا۔کچھ دیر بعد اسے ہوش آیا تو اُٹھ بیٹھا اور کہنے لگا: ''یہ مجھے کیا ہوا؟ میں کہاں ہوں؟'' ہم نے کہا: ''کیا تجھے یاد نہیں کہ منجنیق کا ایک پتھر تجھے لگا تھا۔'' اس نے کہا: ''کیوں نہیں! مجھے یاد ہے۔'' ہم نے کہا: ''اس کے بعد تجھ پر بے ہوشی طاری ہوگئی اور ہم نے بے ہوشی کے عالَم میں تجھے اس اس طرح دیکھا ہے۔ ہمیں بتاؤ! آخر معاملہ کیا ہے؟'' مدنی نوجوان نے کہا: ''ہاں! میں تمہیں ساری بات بتا تا ہوں،سنو! جب راہِ خدا میں مجھے پتھر لگا اور میں بے ہوش ہوگیا تو میں نے دیکھا کہ مجھے ایک ایسے وسیع وعالیشان کمرے میں لے جایا گیا جو زَبرجَد اور یاقوت سے بنا ہوا تھا۔پھر ایک ایسے بستر پر لے جایا گیا جس میں ہیرے جواہرات سے مزین بہترین چادریں بچھی ہوئی تھیں۔وہاں عمدہ قسم کے قیمتی تکیے رکھے ہوئے تھے۔ابھی میں اس بستر پر بیٹھا ہی تھا کہ میں نے زیورات کی جھنکار(یعنی آواز) سنی، مڑ کر دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ایک انتہائی حسین وجمیل لڑکی بہترین لباس میں ملبوس اور عمدہ زیورات سے مزین میرے سامنے موجود تھی، میں نہیں جانتا کہ وہ زیادہ خوبصورت تھی یا اس کے لباس وزیورات۔وہ میرے سامنے آکر بیٹھی، ''خوش آمدید'' کہا اور بڑے پیار بھرے انداز میں میری جانب دیکھتے ہوئے یوں گویا ہوئی: ''اے میری راحت وسکون! اے میرے سرتاج! مرحبا! میں تمہاری دُنیوی بیوی کی طرح نہیں ہوں، پھر اس نے میری بیوی کا اس انداز میں ذکر کیا کہ میں ہنسنے لگا۔پھر وہ میری دائیں طرف میرے پہلو میں آکر بیٹھ گئی۔'' میں نے پوچھا: ''تُو کون ہے؟'' کہا: ''میں تیری جنتی بیویوں میں ایک ناز والی بیوی ہوں۔''

میں نے اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھانا چاہا تو بولی: ''کچھ دیر رُک جاؤ! اِنْ شَاءَ اللّٰہ آج ظہر کی نماز کے وقت تم ہمارے پاس آجاؤ گے۔'' اس کی یہ بات سن کر میں رونے لگا، ابھی میں رو ہی رہا تھا کہ اپنی بائیں جانب زیورات کی جھنکار سنی، مڑ

کر دیکھا تو اسی کی طرح ایک اور خوبصورت دوشیزہ موجود تھی۔ اس نے بھی وہی کہا جو پہلی نے کہا تھا۔ جب میں نے ہاتھ بڑھانا چاہا تو بولی: ''تھوڑی دیر رُک جاؤ! اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ظہر کے وقت تم ہمارے پاس پہنچ جاؤ گے۔'' میں پھر رونے لگا۔ بس اس کے بعد مجھے ہوش آگیا اور اب میں تمہارے سامنے موجود ہوں۔ ہم اس کی بات سن کر بہت حیران ہوئے اور وقت کا انتظار کرنے لگے جیسے ہی ظہر کا وقت ہوا اور مؤذن نے اذان کہی، وہ مدنی نوجوان زمین پر لیٹا اور اس کی روح عالَمِ بالا کی طرف پرواز کرگئی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 459:

تین غیبی خبریں

حضرتِ سیِّدُ نا شُہر بن حَوْشَب علیہ رحمۃ اللہ الرَّب سے منقول ہے: حضرتِ سیِّدُ نا صَعْب بن جَثَّامَہ اور حضرتِ سیِّدُ نا عَوْف بن مالک علیہما رحمۃ اللہ الخالق میں دینی تعلق کی وجہ سے بہت گہری دوستی تھی۔ ایک دن حضرتِ سیِّدُ نا صَعْب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرتِ سیِّدُ نا عَوْف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا: ''اے میرے بھائی! ہم میں سے جو پہلے مرجائے اسے چاہیے کہ اپنے حال سے دوسرے کو آگاہ کرے کہ مرنے کے بعد اس پر کیا گزری؟'' حضرتِ سیِّدُ نا عَوْف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''کیا ایسا ہوسکتا ہے؟'' کہا: ''ہاں! ایسا بالکل ہوسکتا ہے۔'' پھر کچھ دنوں بعد حضرتِ صعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوگیا۔ حضرتِ سیِّدُ نا عَوْف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''مَا فُعِلَ بِکَ یعنی آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟'' فرمایا: ''میری بہت سی خطائیں بخش دی گئیں۔'' حضرتِ سیِّدُ نا عَوْف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ان کی گردن میں ایک سیاہ نشان دیکھ کر پوچھا: ''یہ سیاہ نشان کیا ہے؟'' فرمایا: ''میں نے فلاں یہودی سے دس دینار قرض لے کر اپنے تَرْکَش (یعنی تیر رکھنے کے تھیلے) میں رکھ دیئے تھے، تم وہ دینار اس یہودی کو واپس لوٹا دینا، یہ نشان اسی قرض کی وجہ سے ہے۔ اے میرے بھائی! خوب توجہ سے سن! میرے مرنے کے بعد ہمارے اہل وعیال میں چھوٹا یا بڑا کوئی واقعہ ایسا رونما نہیں ہوا جس کی مجھے خبر نہ ہوئی ہو، مجھے اُن کی ہر ہر بات پہنچ جاتی ہے حتیٰ کہ ابھی چند روز قبل ہماری بلّی مَری تھی مجھے اس کا بھی پتہ چل گیا ہے۔ اور سنو! میری سب سے چھوٹی بیٹی بھی چھ دن بعد انتقال کرجائے گی، تم اس سے اچھا برتاؤ کرنا۔'' حضرتِ سیِّدُ نا عَوْف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا تو کہا: ''یہ ضرور ایک اَہم امر ہے، میں اس کی تحقیق کروں گا۔''

پھر میں ان کے گھر پہنچا تو گھر والوں نے خوش آمدید کہتے ہوئے کہا: ''اے عَوْف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! کیا بات ہے؟ صَعْب

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے بعد آپ ایک مرتبہ بھی ہمارے پاس نہیں آئے۔ ''میں نے اپنی مصروفیات کا عذر بیان کرکے گھر والوں کو مطمئن کیا۔ پھر ترکش منگوایا تو اس میں دیناروں کی تھیلی موجود تھی، میں نے کہا: ''فلاں یہودی کو بلالاؤ۔'' جب وہ آیا تو میں نے کہا: ''کیا حضرتِ سیِّدُ نا صَعْب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اوپر تمہارا کوئی مال تھا؟'' یہودی نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ صَعْب پر رحم فرمائے وہ تو امتِ محمدیہ (عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام) کے بہترین افراد میں سے تھے، میرا ان سے کوئی مطالبہ نہیں۔'' میں نے کہا: ''سچ سچ بتا! کیا انہوں نے تجھ سے کچھ قرض لیا تھا؟'' یہودی بولا: ''ہاں! انہوں نے مجھ سے دس (10) دینار قرض لئے تھے۔'' میں نے دیناروں کی تھیلی اس کی طرف بڑھائی تو کہنے لگا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ وہی دینار ہیں جو انہوں نے مجھ سے لئے تھے۔'' میں نے دل میں کہا: ''حضرتِ سیِّدُ نا صَعْب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بتائی ہوئی ایک بات تو بالکل سچ ثابت ہو چکی ہے۔ پھر میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر والوں سے پوچھا: ''کیا حضرتِ سیِّدُ نا صَعْب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد تمہارے ہاں کوئی نئی بات ہوئی ہے؟'' کہا: ''جی ہاں۔'' میں نے پوچھا: ''وہ کیا ہے؟'' تو انہوں نے کچھ باتیں بتائیں اور کہا کہ ہماری ایک بلی تھی جو ابھی چند روز قبل مری ہے۔'' میں نے دل میں کہا: ''دوسری بات بھی بالکل حق ثابت ہوگئی۔'' پھر میں نے پوچھا: ''میرے بھائی صَعْب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی چھوٹی بچی کہاں ہے؟'' انہوں نے کہا: ''وہ باہر کھیل رہی ہے۔'' میں نے اسے بلوایا اور شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کا جسم بخار کی وجہ سے کافی گرم ہو رہا تھا۔ میں نے گھر والوں سے کہا: ''اس بچی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور اسے خوب پیار سے رکھنا۔'' پھر میں واپس چلا آیا، چھ (6) دن بعد اس بچی کا انتقال ہوگیا۔ اور یوں حضرتِ سیِّدُ نا صَعْب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بتائی ہوئی تینوں باتیں بالکل سچ ثابت ہوئیں۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 460:

بادشاہ کی توبہ

حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکر قُرَشِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: میں نے حضرتِ سیِّدُ نا عَبَّاد بن عَبَّاد مُھَلَّبِی کو ارشاد فرماتے سنا: ''بصرہ کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ نے امورِ سلطنت کو خیر باد کہہ کر زُہد و تقویٰ کی راہ اختیار کرلی مگر پھر دوبارہ سلطنت و حکومت کی طرف مائل ہوا اور دنیا کا عیش و عشرت طلب کرنے کی ٹھان لی۔ چنانچہ، اس نے ایک شاندار محل بنوایا اس میں اعلیٰ قسم کے قالین بچھوائے اور ہر طرح کے ساز و سامان سے اس عظیمُ الشان محل کو آراستہ کرایا، اور ایک کمرہ مہمانوں کے لئے خاص کر دیا،

وہاں عمدہ بستر بچھائے جاتے، انواع واقسام کے کھانے چُنے جاتے۔ بادشاہ لوگوں کو بلاتا تو وہ عظیمُ الشان محل اور بادشاہ کی ٹھاٹ باٹ (یعنی شان وشوکت) دیکھ کر تعریف وخوشامد کرتے ہوئے واپس چلے جاتے۔ یہ سلسلہ کافی عرصہ تک چلتا رہا، بادشاہ مکمل طور پر دنیا کی رنگینیوں میں گم ہو چکا تھا اس کے اس عظیم الشان محل میں ہر طرح کے آلاتِ موسیقی اور لہوولعب کا سامان تھا۔ وہ ہر وقت دنیوی مشاغل میں مگن رہتا۔ ایک دن اس نے اپنے خاص وزیروں، مشیروں اور عزیزوں کو بلا کر کہا: ''تم اس عظیم الشان محل میں میری خوشیوں کو دیکھ رہے ہو، دیکھو! میں یہاں کتنا پُرسکون ہوں، میں چاہتا ہوں کہ اپنے تمام بیٹوں کے لئے بھی ایسے ہی عظیم الشان محلات بنواؤں، تم لوگ چند دن میرے پاس رُکو، خوب عیش کرو اور مزید محلات بنانے کے سلسلے میں مجھے مفید مشورے دو، تاکہ میں اپنے بیٹوں کے لئے بہترین محلات بنانے میں کامیاب ہو جاؤں۔''

چنانچہ، وہ لوگ اس کے پاس رہنے لگے۔ دن رات لہوولعب میں مشغول رہتے اور بادشاہ کو مشورہ دیتے کہ اس طرح محل بنواؤ، فلاں چیز اس کی آرائش کے لئے منگواؤ، فلاں معمار سے بنواؤ، الغرض روزانہ اسی طرح مشورے ہوتے اور عظیمُ الشان محلات بنانے کی ترکیبیں سوچی جاتیں۔ ایک رات وہ تمام لوگ لہوولعب میں مشغول تھے کہ محل کی کسی جانب سے ایک غیبی آواز نے سب کو چونکا دیا۔ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا:

يَـا اَيُّهَـا الْبَانِـيُّ النَّـاسِـيُّ مَنِيَّتَـهٗ ۔۔۔ لَا تَـاْمُـلَـنْ فَـاِنَّ الْـمَـوْتَ مَكْتُوْبُ

عَـلَـى الْـخَلَائِقِ اِنْ سَرُّوْا وَاِنْ فَرِحُوْا ۔۔۔ فَـالْـمَوْتُ حَتْفٌ لِـذِى الْآمَـالِ مَنْصُوْبُ

لَا تَبْـنِيَـنْ دِيَـارًا لَسْـتَ تَسْـكُـنُهَـا ۔۔۔ وَرَاجِـعِ الـنُّسْكَ كَيْمَـا يُغْفَرُ الْحُوْبُ

ترجمہ: (۱)......اے اپنی موت کو بھول کر عمارت بنانے والے! لمبی لمبی امیدیں چھوڑ دے کیونکہ موت لکھی جا چکی ہے۔

(۲)......لوگ خواہ خود ہنسیں یا دوسروں کو ہنسائیں، بہر حال موت ان کے لئے لکھی جا چکی ہے اور بہت زیادہ امید رکھنے والے کے سامنے تیار کھڑی ہے۔

(۳)......ایسے مکانات ہرگز نہ بنا جن میں تجھے رہنا ہی نہیں تو عبادت وریاضت اختیار کر، تاکہ تیرے گناہ معاف ہو جائیں۔

دِلا غافل نہ ہو یکدم، یہ دُنیا چھوڑ جانا ہے ۔۔۔ باغیچے چھوڑ کر خالی، زمین اندر سمانا ہے

تو اپنی موت کو مت بھول، کر سامان چلنے کا ۔۔۔ زمیں کی خاک پر سونا ہے، اینٹوں کا سرہانا ہے

جہاں کے شُغل میں شاغل، خدا کے ذکر سے غافل ۔۔۔ کرے دعویٰ کہ یہ دنیا، مِرا دائم ٹھکانا ہے

غلامؔ اک دَم نہ کر غفلت، حیاتی پر نہ ہو غُرّہ ۔۔۔ خدا کی یاد کر ہر دم، کہ جس نے کام آنا ہے

اس غیبی آواز نے بادشاہ اور اس کے تمام ہمراہیوں کو خوف میں مبتلا کر دیا۔ بادشاہ نے اپنے دوستوں سے کہا: ''جو غیبی آواز میں نے سنی کیا تم نے بھی سنی؟'' سب نے یک زباں ہو کر کہا: ''جی ہاں! ہم نے بھی سنی ہے۔'' بادشاہ نے کہا: ''جو چیز میں محسوس کر رہا ہوں کیا تم بھی محسوس کر رہے ہو؟'' پوچھا: ''آپ کیا محسوس کر رہے ہیں؟'' کہا: ''میں اپنے دل پر کچھ بوجھ سا محسوس

کررہا ہوں۔ مجھے لگتا ہے کہ یہ میری موت کا پیغام ہے۔'' لوگوں نے کہا: ''ایسی کوئی بات نہیں، آپ کی عمر دراز اور اقبال بلند ہو! آپ پریشان نہ ہوں۔'' پھر بادشاہ نے لوگوں کی طرف توجہ نہ دی، اس کا دل چوٹ کھا چکا تھا۔غیبی آواز نے اس کا سارا عیش ختم کر دیا تھا، وہ روتے ہوئے کہنے لگا: ''تم میرے بہترین دوست اور بھائی ہو،تم میرے لئے کیا کچھ کرسکتے ہو؟'' لوگوں نے کہا: ''عالی جاہ! آپ جو چاہیں حکم فرمائیں، آپ کا ہر حکم مانا جائے گا'' بادشاہ نے شراب کے تمام برتن توڑ ڈالے۔اس کے بعد بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح عرض گزار ہوا:

''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تجھے اور یہاں موجود تیرے بندوں کو گواہ بنا کر تیری طرف رجوع کرتا اور اپنے تمام گناہوں اور زیادتیوں پر نادم ہوکر توبہ کرتا ہوں۔اے میرے خالق عَزَّوَجَلَّ! اگر تُو مجھے دنیا میں کچھ مدت اور باقی رکھنا چاہتا ہے تو مجھے دائمی اطاعت وفرمانبرداری کی راہ پر چلا دے۔اور اگر مجھے موت دے کر اپنی طرف بلانا چاہتا ہے تو مجھ پر کرم کر دے اور اپنے کرم سے میرے گناہوں کو بخش دے۔''

بادشاہ اسی طرح مصروفِ التجار ہا اور اس کا درد بڑھتا گیا۔پھر اس نے ان کلمات کا تکرار شروع کردی: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ''موت'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ''موت''۔بس یہی کلمات اس کی زبان پر جاری تھے کہ اس کا طائرِ روح قفسِ عُنْصُرِی سے پرواز کر گیا۔اس دور کے فقہاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرمایا کرتے تھے: ''اس بادشاہ کا خاتمہ توبہ پر ہوا ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 461:

سانپ نما جن

حضرتِ حسین بن خالد علیہ رحمۃ اللہ الخالق کہتے ہیں: ''ایک مرتبہ عُبَید بن اَبرَص اپنے رفقاء کے ہمراہ کسی کام سے جا رہے تھے۔راستے میں ریتلی زمین پر ایک سانپ لوٹ پوٹ ہو رہا تھا دوستوں نے پکار کر کہا: ''اے عبید! تیرے قریب خوفناک اژدہا ہے اس سے بچ اور اسے مار ڈال۔'' عبید نے کہا: ''شدتِ پیاس کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہوگئی ہے، یہ تو اس لائق ہے کہ اسے پانی پلایا جائے۔'' دوستوں نے کہا: ''اے عبید! یہ بہت خطرناک ہے یا تو تُو اسے قتل کردے ورنہ ہم اسے مار ڈالیں گے۔'' عبید نے کہا: ''میں تمہاری طرف سے اسے کافی ہوں، تم بے فکر رہو۔'' یہ کہہ کر اس نے سانپ کو پانی پلایا اور کچھ پانی اس کے سر پر ڈال دیا۔پھر سانپ ایک جانب روانہ ہوگیا۔دورانِ سفر عبید راستہ بھول گیا اور اس کا اونٹ بھی گم ہوگیا۔یہ بہت پریشان ہوا کیونکہ اس

ویران جگہ میں کوئی ایسا نہ تھا جو اسے راہ بتاتا ۔ اچانک اسے ایک غیبی آواز سنائی دی:

''اے رستہ بھٹکے ہوئے وہ مسافر جس کا اونٹ گم ہو چکا ہے اور کوئی بھی ایسا نہیں جو تیرا رفیقِ سفر بنے! یہ لے! ہماری طرف سے اونٹ لے جا اور اس پر سوار ہو کر چلتا رہ۔ جب رات ختم ہو جائے اور صبح کا اُجالا پھیلنے لگے تو اس اونٹ سے اُتر جانا۔''

جیسے ہی یہ آواز ختم ہوئی اچانک عبید کے پاس ایک اونٹ نمودار ہو گیا، وہ اس پر سوار ہوا اور ساری رات سفر کرتا رہا۔ جب صبح ہوئی تو اس راستہ تک پہنچ چکا تھا جس سے اچھی طرح واقف تھا۔ وہ اونٹ سے اُترا اور پکار کر کہنے لگا: ''اے اونٹ والے! تُو نے مجھے بہت بڑی تکلیف اور ایسے بیابان جنگل سے نجات دی جس میں اچھے اچھے واقف کار بھی رستہ بھول جاتے ہیں۔ کیا تُو ہمارے پاس صبح نہیں کرے گا؟ تاکہ ہم جان جائیں کہ اس وادی میں کس نے ہم پر نعمتوں کے ساتھ سخاوت کی ۔ ہمارے پاس آ اور تعریف پا کر امن سے واپس چلا جا۔'' اچانک ایک غیبی آواز سنائی دی:

''میں ایک جنّ ہوں، میں تیرے سامنے اژدھے کی صورت میں تپتی ہوئی ریت پر شدتِ پیاس سے تڑپ رہا تھا، میری حالت یہ تھی کہ مجھ پر حملہ کرنا بالکل آسان تھا ایسے کڑے وقت میں جبکہ پانی پینے والا بھی بخل کرتا ہے۔ لیکن تم نے پانی سے مجھے سیراب کیا اور کنجوسی نہ کی۔ نیکی باقی رہتی ہے اگرچہ طویل عرصہ گزر جائے اور برائی خبیث شئے ہے اسے کوئی اپنا زادِ راہ نہیں بناتا۔''

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** یہ ایک جنّ تھا جو اژدھے کی شکل میں شدتِ پیاس سے تڑپ رہا تھا۔ عبید نے ترس کھا کر اسے پانی پلایا اور اس پر احسان کیا تو جنّ نے بھی احسان فراموشی نہ کی اور جب عبید راستہ بھول گیا تو اس کی مدد کی اور اسے منزلِ مقصود تک پہنچا دیا۔ حقیقت ہے کہ جو کسی کے ساتھ احسان کرتا ہے اس پر بھی احسان کیا جاتا ہے۔ جو کسی کا بھلا سوچتا ہے اس کے ساتھ بھی بھلائی والا معاملہ کیا جاتا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں لوگوں کے لئے نقصان دہ نہ بنائے بلکہ فائدہ دینے والے عظیم لوگوں میں شامل فرمائے۔ اور ہمیں ایسا جذبہ عطا فرمائے کہ ہماری وجہ سے کسی اسلامی بھائی کو کوئی نقصان نہ پہنچے اور ہم اپنے مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کے لئے ہر دم کوشاں رہیں اور پوری دنیا میں دینِ اسلام کا ڈنکا بجا دیں۔)

عطارؔ سے محبوب کی سنت کی لے خدمت ڈنکا یہ تیرے دین کا دنیا میں بجا دے (آمین)!

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

حکایت نمبر 462:

احسان مند سانپ

منقول ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں مالک بن حَرِیم ھَمْدَانِی اپنی قوم کے چند افراد کے ہمراہ (مکہ شریف کے بازار) **عُکَاظ** کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں لوگوں کو شدید پیاس لگی، لیکن آس پاس کہیں پانی موجود نہ تھا بالآخر انہوں نے مجبور ہو کر ہرن شکار کیا اور اس کا خون پی کر گزارہ کیا۔ جب سارا خون ختم ہو گیا تو اسے ذَبح کیا اور لکڑیاں ڈھونڈنے چلے گئے۔ مالک اپنے خیمے میں

سو گیا اس کے ساتھیوں نے راستہ میں ایک سانپ دیکھا تو اسے مارنے کے لئے دوڑے، سانپ خیمے میں داخل ہو گیا۔ لوگوں نے پکار کر کہا: ''اے مالک! تیرے قریب خطرناک سانپ ہے، جلدی سے اسے مار ڈال۔'' لوگوں کی چیخ و پکار سن کر مالک جاگ گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا اژدھا اس کے خیمے میں پناہ لئے ہوئے ہے اور لوگ اسے مارنا چاہتے ہیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ''میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے کوئی بھی اسے نقصان نہ پہنچائے، میں تمہاری طرف سے اسے کافی ہوں۔'' چنانچہ، لوگ اسے مارنے سے رُک گئے اور اژدھا صحیح و سالم ایک جانب چلا گیا پھر مالک نے اس طرح کہا:

''مجھے میرے قابلِ تعظیم ساتھی نے پڑوسی کی تکریم کی وصیت کی، لہٰذا میں نے اپنے پڑوسی کی اس وقت حفاظت کی جب کوئی اس کا محافظ نہ تھا۔ اے لوگو! میں تم پر فدا ہو جاؤں کہ تم نے میرے پڑوسی کو چھوڑ دیا اگرچہ وہ سانپ ہے اور تم اس کا خون ہرگز نہیں بہا سکتے جو پناہ لے چکا، کیونکہ اس کو پناہ دینے والا اس کا ضامن ہے اور ہر طرف سے اس کی حفاظت کرنے والا ہے۔''

اس کے بعد مالک اور اس کے ساتھیوں نے جانبِ منزل کوچ کیا، راستہ میں انہیں ایسی شدید پیاس لگی کہ زبانیں خشک ہو گئیں۔ پھر اچانک ایک آواز سنائی دی:

''اے مسافرو! اگر تم سارا دن اپنے جانوروں کو چلاتے رہو تب بھی آج پانی تک نہیں پہنچ سکتے۔ ہاں! ایسا کرو کہ تم دن بھر چلو پھر ''**شامہ**'' چلے جاؤ! وہاں تمہیں ایک ریت کے ٹیلے کے پاس بہت سا پانی مل جائے گا اور تمہاری کمزوری دور ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ تم خوب پانی پینا اور اپنی سواریوں کو پلانا اور مشکیزے بھی بھر لینا۔'' یہ غیبی آواز سن کر سب لوگ ''شامہ'' پہنچے، وہاں ایک پہاڑ کی جڑ سے چشمہ بہہ رہا تھا۔ سب نے خوب سیر ہو کر پانی پیا، سواریوں کو پلایا، اپنے مشکیزے اور برتن بھی بھر لئے۔ اور ''**عُکَاظ**'' کی جانب چل دیئے۔ واپسی پر اسی مقام پر پہنچے جہاں پانی کا چشمہ تھا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اب وہاں چشمے کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ وہ ابھی حیرت کی وادیوں میں گم تھے کہ ایک غیبی آواز سنائی دی، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا:

''اے مالک! میری طرف سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے اچھی جزا عطا فرمائے۔ یہ میری طرف سے تمہیں الوداع اور سلام ہے۔ ہرگز کسی کے ساتھ نیکی کرنا نہ چھوڑنا، بے شک! جو کسی کو بھلائی سے محروم کرتا ہے وہ خود بھی ضرور محروم کیا جاتا ہے اور خیر خواہی و بھلائی کرنے والا اپنی موت تک قابلِ رشک رہتا ہے۔ فائدہ اٹھا کر ناشکری کرنا بہت بری عادت ہے۔ سنو! میں وہی سانپ ہوں جس کو تم نے موت سے نجات دی تھی، میں نے اس احسان کا شکریہ ادا کر دیا، کیونکہ شکریہ ادا کرنا قابلِ رشک شئے اور بہت ضروری امر ہے۔'' پھر وہ غیبی آواز بند ہو گئی اور سارے مسافر حیرت سے منہ کھولے رہ گئے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر463: **پرندے کے ذریعے رزق**

حضرتِ سیِّدُ نا مِسْعَر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ''ایک عابد پہاڑ پر رہ کر عبادت کیا کرتا تھا۔ اسے رزق اس طرح ملتا کہ ایک سفید پرندہ روزانہ اسے دو روٹیاں دے جاتا۔ عابد روٹیاں کھا کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتا اور دن رات عبادتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مشغول رہتا۔ ایک مرتبہ جب اسے دو روٹیاں دی گئیں تو ایک سائل آ گیا اس نے ایک روٹی اسے دے دی، پھر ایک اور سائل آیا تو آدھی روٹی اسے دے دی اور آدھی اپنے لئے رکھ لی، پھر اپنے آپ سے کہا: ''بخدا! آدھی روٹی نہ تو مجھے کفایت کرے گی اور نہ ہی سائل کا گزارہ ہوگا، بہتر یہی ہے کہ ایک بھوکا رہے تاکہ دوسرے کا گزارہ ہو جائے۔ پس اس نے سائل کو ترجیح دیتے ہوئے روٹی اسے دے دی، سائل دعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔ عابد نے وہ رات بھوک میں کاٹی۔ پھر خواب دیکھا، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ''جو مانگنا ہے مانگ لو۔'' عابد نے کہا: ''میں تو مغفرت کا طالب ہوں۔'' آواز آئی: ''یہ چیز تو تمہیں دی جا چکی ہے اس کے علاوہ کچھ چاہئے تو بتاؤ۔'' ان دنوں لوگ قحط سالی میں مبتلا تھے اور بارش بالکل نہ ہوئی تھی۔ عابد نے کہا: ''میں چاہتا ہوں کہ لوگ بارش سے سیراب ہو جائیں۔'' عابد کی دعا قبول ہوئی اور موسلا دھار بارش ہونے لگی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

﷽ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر464: **سات بابرکت کلمات**

حضرتِ سیِّدُ نا رَجَاء بن سُفْیَان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: خلیفہ عبدالملک بن مَرْوَان نے ایک شخص کے بارے میں اعلان کروا رکھا تھا کہ کوئی بھی اسے پناہ نہ دے، سب اس سے دُور رہیں۔ سب لوگ اس سے دور بھاگتے، وہ بیچارہ دَربدَر ٹھوکریں کھاتا پھرتا اور جنگل و صحرا میں رہ کر اپنا وقت پورا کرتا۔ ایک دن وہ جنگل میں گھوم رہا تھا کہ کچھ دُور ایک بزرگ چادر اوڑھے نماز پڑھتے دکھائی دیئے، وہ قریب جا کر بیٹھ گیا۔ بزرگ نے نماز مکمل کرنے کے بعد پوچھا: ''تم کون ہو؟ اور اتنے پریشان کیوں ہو؟'' اس نے کہا: ''میں دنیا کا دُھتکارا ہوا شخص ہوں۔ خلیفۂ وقت عبدالملک بن مَرْوَان نے میرے بارے میں لوگوں کو دھمکی دی ہوئی ہے کہ کوئی مجھے پناہ نہ دے۔ خلیفہ کو مجھ سے اتنی نفرت ہے کہ وہ میری شکل دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ لوگ بھی مجھے منہ نہیں لگاتے، بس ایسے ہی ویرانوں میں مارا مارا پھرتا ہوں۔'' یہ سن کر بزرگ نے کہا: ''تم سات کلمات سے غافل کیوں ہو؟'' عرض کی: ''کون سے سات کلمات؟'' فرمایا: ''وہ سات کلمات یہ ہیں: ''سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الَّذِیْ لَیْسَ غَیْرُہٗ اِلٰہٌ ۔ سُبْحَانَ الدَّائِمِ الَّذِیْ لَا نَفَادَ لَہٗ۔

سُبۡحَانَ الۡقَدِیۡمِ الَّذِیۡ لَا نِدَّ لَہٗ۔ سُبۡحَانَ الَّذِیۡ یُحۡیِیۡ وَیُمِیۡتُ۔ سُبۡحَانَ الَّذِیۡ ھُوَ کُلَّ یَوۡمٍ فِیۡ شَاۡنٍ۔سُبۡحَانَ الَّذِیۡ خَلَقَ مَا یُرٰی وَمَا لَا یُرٰی۔ سُبۡحَانَ الَّذِیۡ عَلَّمَ کُلَّ شَیۡءٍ مِنۡ غَیۡرِ تَعۡلِیۡمٍ یعنی پاک ہے وہ اکیلا جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پاک ہے وہ ہمیشہ رہنے والا جسے کبھی فنا نہیں۔ پاک ہے وہ قدیم ذات جس کا کوئی ہمسر نہیں۔ پاک ہے وہ جو مارتا اور زندہ کرتا ہے۔ پاک ہے وہ جسے ہر دن ایک کام ہے۔ پاک ہے وہ جس نے نظر آنے والی اور نہ نظر آنے والی اشیاء کو پیدا فرمایا۔ پاک ہے وہ جس نے ہر شے کو بغیر تعلیم کے سکھایا۔''

پھر اس بزرگ نے فرمایا: ان کلمات کو پڑھ کر اس طرح دعا کر: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے ان کلمات کے وسیلے اور ان کی حرمت کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ میرا فلاں فلاں کام بنا دے۔'' اس طرح تم جو بھی دعا مانگو گے قبول ہوگی۔'' یہ کہہ کر بزرگ نے کئی مرتبہ یہ کلمات دہرائے، یہاں تک کہ اس شخص کو یاد ہو گئے۔ پھر اچانک وہ بزرگ غائب ہو گیا۔ یہ شخص ان کلمات کو سیکھ کر اپنے آپ کو پُر امن و پُرسکون محسوس کرتے ہوئے فوراً خلیفہ عبدالملک بن مَرْوَان کے پاس پہنچا، کسی نے اس کو روکا اور نہ ہی خلیفہ کو اس پر غصّہ آیا۔ خلیفہ نے جب اپنی یہ کیفیت دیکھی تو کہا: ''کیا تُو نے مجھ پر جادو کروا دیا ہے؟'' اس نے کہا: ''نہیں عالی جاہ! میں نے کوئی جادو وغیرہ نہیں کروایا۔'' خلیفہ نے کہا: ''پھر کیا وجہ ہے کہ مجھے تجھ پر بالکل غصّہ نہیں آرہا؟''

اس نے بزرگ والی ساری بات بتائی اور وہ کلمات بھی سنا دیئے۔ خلیفہ بڑا حیران ہوا اور اسے معاف کر کے اپنے خاص عہدے داروں میں شامل کر لیا۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 465: حکیم کا کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا

حضرتِ سیِّدُنا عبدالصَّمَد بن مَعْقِل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کہتے ہیں، میں نے حضرتِ سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو فرماتے سنا: ''بنی اسرائیل کا ایک راہب اپنے عبادت خانے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کیا کرتا تھا۔ عبادت خانے کے نیچے ایک نہر تھی جہاں ایک دھوبی کپڑے دھویا کرتا تھا۔ ایک دن ایک گھڑ سوار نے نہر کے قریب گھوڑا روکا، کپڑے اور رقم کی تھیلی ایک جانب رکھی اور غسل کرنے کے لئے نہر میں اُتر گیا۔ غسل کرنے کے بعد باہر آکر کپڑے پہنے اور رقم کی تھیلی وہیں بھول کر آگے بڑھ گیا۔ راہب سارا معاملہ دیکھ رہا تھا۔ اتنے میں ایک شکاری ہاتھ میں جال لئے نہر کے قریب آیا، اس نے رقم کی تھیلی دیکھی تو اٹھا کر چلتا بنا۔ کچھ دیر بعد گھڑ سوار واپس آیا اور تھیلی ڈھونڈنے لگا لیکن اسے تھیلی نہ ملی۔ اس نے دھوبی سے کہا: ''میں یہاں اپنی رقم کی تھیلی بھول گیا تھا، بتاؤ! وہ کہاں گئی؟'' دھوبی نے کہا: ''مجھے نہیں معلوم، میں نے کوئی تھیلی نہیں دیکھی۔'' یہ سن کر گھڑ سوار نے تلوار نکالی اور دھوبی کا سر قلم کر دیا۔ راہب سارا منظر دیکھ رہا تھا، اسے وسوسے آنے لگے تو عرض گزار ہوا:

''یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! بڑا عجیب معاملہ ہے کہ تھیلی تو شکاری لے جائے اور دھوبی مارا جائے۔''

راہب کو اس طرح کے خیالات آتے رہے۔ جب سویا تو خواب میں کہا گیا: ''اے نیک بندے! وسوسوں کا شکار ہو کر پریشان نہ ہو، اور اپنے رَبّ عَزَّوَجَلَّ کے علم میں دخل اندازی مت کر، بے شک تیرا رب عَزَّوَجَلَّ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جیسے چاہتا ہے حکم فرماتا ہے۔ سن! اس گھڑسوار نے شکاری کے باپ کو قتل کر کے اس کا مال لے لیا تھا اور دھوبی کا نامۂ اعمال نیکیوں سے پُر تھا صرف اس کی ایک خطا تھی جبکہ اس گھڑسوار کے نامۂ اعمال میں ایک ہی نیکی تھی۔ جب اس نے بے گناہ دھوبی کو قتل کیا تو اس کی وہ نیکی مٹا دی گئی اور دھوبی کے نامۂ اعمال میں موجود خطا بھی مٹا دی گئی۔ رہا مال تو وہ اسی کے پاس پہنچ گیا جسے میراث میں ملنا تھا۔''

''سُبْحَانَ الَّذِیْ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ وَیَفْعَلُ مَا یَشَآءُ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ یعنی وہ پاک ہے، جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے اور نہ ہی اس کے جوڑ کا کوئی۔''

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر466: مُردوں کو زندوں کے نیک اعمال کا فائدہ

حضرتِ سیِّدُنا عثمان بن سَوْدَہ طُفَاوِی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی والدۂ محترمہ بہت زیادہ عابدہ وزاہدہ تھیں، کثرتِ مجاہدات کی وجہ سے ''راہبہ'' مشہور تھیں۔ جب موت کا وقت قریب آیا تو بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح عرض گزار ہوئیں:

''اے میرے اعمال کے مالک عَزَّوَجَلَّ! اے میری اُمید گاہ! اے وہ ذات جس پر قبل از موت و بعد اَز موت میرا اعتماد و بھروسہ ہے! اے میرے خالق و مالک عَزَّوَجَلَّ! موت کے وقت مجھے رُسوا نہ کرنا، قبر میں مجھے بے یارومددگار نہ چھوڑنا۔'' انہی الفاظ پر اس کا انتقال ہو گیا۔ ان کے بیٹے حضرتِ سیِّدُنا عثمان بن سَوْدَہ طُفَاوِی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں: ''اپنی والدہ کے وصال کے بعد میں ہر جمعہ اُن کی قبر پر جاتا، ان کے لئے اور تمام اہلِ قبور کے لئے دعائے مغفرت کرتا۔ ایک مرتبہ خواب میں والدہ کو دیکھا تو عرض کی: ''اے میری پیاری امی جان! آپ کا کیا حال ہے؟'' کہا: ''میرے بچے! بے شک موت بڑی دردناک ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے میرا انجام اچھا ہوا، میرے لئے خوشبوئیں، باغات اور بہترین نرم وملائم بستر ہیں جن پر سُنْدُس اور اِسْتَبْرَق[1] کے تکیے ہیں، میں روزِ محشر تک انہی آرام دہ نعمتوں میں رہوں گی۔'' میں نے کہا: ''پیاری امی جان! کیا آپ کو کوئی حاجت ہے؟'' کہا: ''جی ہاں۔'' میں نے پوچھا: ''بتائیے کیا حاجت ہے؟'' کہا: ''میری قبر پر حاضری اور ہمارے

---

[1] ...... یہ دونوں لفظ ریشمی لباس کے لئے بولے جاتے ہیں۔ سندس باریک ریشمی کپڑے کو اور استبرق موٹے ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں۔

لئے دعائے مغفرت کرنا ہرگز ترک نہ کرنا۔ کیونکہ جب تُو جمعہ کے دن میری قبر پر آتا ہے تو مجھے خوشی ہوتی ہے اور مجھ سے کہا جاتا ہے: ''اے راہبہ! دیکھ تیرا بیٹا تیری قبر پر آیا ہے۔'' یہ سن کر میں بھی خوش ہوتی ہوں اور میرے پڑوسی مُردے بھی خوش ہوتے ہیں۔ لہٰذا میری قبر کی زیارت ہرگز ترک نہ کرنا۔''

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 467:

انگوروں کا باغ

عبدالرحمٰن بن یزید کا بیان ہے، ایک مرتبہ ہمارا قافلہ ''روم'' کی جانب جہاد کے لئے جا رہا تھا، قافلے میں ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا۔ ہوا یوں کہ جب ہمارا گُزر انگوروں کے ایک باغ کے قریب سے ہوا تو ہم نے ایک نوجوان کو ٹوکری دیتے ہوئے کہا: ''جاؤ! اس باغ سے ہمارے لئے انگور لے آؤ، ہم چلتے ہیں، تم انگور لے کر ہمارے ساتھ مل جانا۔'' وہ نوجوان انگوروں کے باغ میں چلا گیا۔ وہاں پہنچا تو انگور کی بیل کے نیچے سونے کے تخت پر ایک حسین وجمیل خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی دیکھی، نوجوان نے فوراً نگاہیں جھکا لیں اور دوسری طرف چلا گیا۔ وہاں بھی ویسی ہی خوبصورت دوشیزہ سونے کے تخت پر بیٹھی ہوئی پائی۔ اس نے پھر نگاہیں جھکا لیں۔ یہ دیکھ کر وہ حسین وجمیل دوشیزہ مسکراتے ہوئے یوں گویا ہوئی: ''ہماری طرف دیکھئے! آپ کو ہماری طرف دیکھنا جائز ہے کیونکہ ہم ''**حورِعین**'' میں سے آپ کی جنتی بیویاں ہیں اور آج آپ ہمارے ہاں پہنچ جائیں گے۔''

اس کے بعد وہ انگور لئے بغیر اپنے رفقاء کی طرف واپس آ گیا۔ وہ خالی ہاتھ تھا اور اس کے چہرے سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں، ہم نے حیران ہو کر ماجرا دریافت کیا مگر اس نے ٹال مٹول سے کام لیا۔ جب دوستوں نے بہت اصرار کیا تو اس نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ سب لوگ اس واقعہ سے بہت حیران ہوئے۔ پھر جیسے ہی ہمارا لشکر دشمن کے سامنے پہنچا وہ نوجوان بپھرے ہوئے شیر کی طرح دشمنوں پر ٹوٹ پڑا اور لڑتے لڑتے جامِ شہادت نوش کر گیا۔ اس دن مسلمانوں کے لشکر میں سب سے پہلے شہید ہونے والا وہی نوجوان تھا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر468:
تین قبروں کا عجیب وغریب واقعہ

حضرتِ سیِّدُنا عبیداللہ بن صدقہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے والد کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں: ''ایک دفعہ میں اَنطابُلُس میں تھا وہاں میں نے تین قبریں دیکھیں جو کافی اونچی جگہ پر بنی ہوئی تھیں۔قریب گیا تو ایک قبر پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

وَکَیۡفَ یَلُذُّ الۡعَیۡشَ مَنۡ ھُوَعَالِمٌ ... بِاَنَّ اِلٰـہَ الۡخَلۡقِ لَا بُدَّ سَائِلُہٗ

فَیَاۡخُذُ مِنۡـہُ ظُلۡمَہٗ وَیَجۡزِیۡہِ ... بِالۡخَیۡرِ الَّذِیۡ ھُوَ فَاعِلُہٗ

ترجمہ: وہ زندگی کا مزا کیسے پاسکتا ہے جو جانتا ہے کہ خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ اس سے پوچھ گچھ کرنے والا اور اس کے اچھے برے اعمال کا بدلہ دینے والا ہے۔

دوسری قبر پر یہ اشعار درج تھے:

وَکَیۡفَ یَلُذُّ الۡعَیۡشَ مَنۡ کَانَ مُوۡقِنًا ... بِاَنَّ الۡمَنَایَا بَغۡتَۃً سَتُعَاجِلُہٗ

فَتَسۡلُبُہٗ مُلۡکًا عَظِیۡمًا وَنَخۡوَۃً ... وَتُسۡکِنُہُ الۡبَیۡتَ الَّذِیۡ ھُوَ اٰھِلُہٗ

ترجمہ: وہ شخص زندگی کا مزا کیسے پاسکتا ہے جسے پختہ یقین ہو کہ موت اس کو جلد ہی آدبوچے گی، اس کی سلطنت وتکبر چھین لے گی اور اس کو اندھیری کوٹھڑی میں ڈال دے گی۔

تیسری پر یہ اشعار درج تھے:

وَکَیۡفَ یَلُذُّ الۡعَیۡشَ مَنۡ کَانَ صَائِرًا ... اِلٰی جَدَثٍ تُبۡلِی الشَّبَابَ مَنَاھِلُہٗ

وَیَذۡھَبُ رَسۡمُ الۡوَجۡہِ مِنۡ بَعۡدِ صَوۡتِہٖ ... سَرِیۡعًا وَّیُبۡلِیۡ جِسۡمَہٗ وَمُفَاصِلَہٗ

ترجمہ: وہ شخص زندگی کا مزا کیسے پاسکتا ہے جو ایسی قبر کا مکین بننے والا ہو جو اس کے حسن وشباب کو خاک میں ملادے گی، اس کے چہرے کی چمک دمک ختم کردے گی اور اس کا جوڑ جوڑ علیحدہ کردے گی۔

یہ قبریں دیکھ کر میں بستی کی طرف آیا تو ایک ضعیفُ العمر شخص سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اسے کہا: ''مَیں نے تمہاری بستی میں ایک عجیب بات دیکھی ہے۔'' اس نے پوچھا: ''کون سی بات؟'' میں نے اسے قبروں کا معاملہ بتایا تو اس نے کہا: ''ان کا واقعہ انتہائی عجیب وغریب ہے۔'' میں نے کہا: ''اگر واقعی ایسی بات ہے تو مجھے بتاؤ کہ یہ تین قبریں کن کی ہیں اور ان پر یہ اشعار لکھنے کی کیا وجہ ہے؟'' یہ سن کر بوڑھے نے کہا: ''اس علاقے میں تین بھائی رہتے تھے، ایک بھائی کو بادشاہ نے شہروں اور فوجی لشکروں پر امیر مقرر کر رکھا تھا اور وہ بڑا ظالم وسفّاک تھا۔ دوسرا نیک دل تاجر تھا، جب بھی کوئی پریشان حال غریب اس سے مدد طلب کرتا تو وہ اس کی مدد کرتا۔ جبکہ تیسرا بھائی عابد وزاہد تھا اس نے دنیوی مشاغل چھوڑ کر عبادت وریاضت اختیار کرلی تھی۔ جب عابد کی وفات کا وقت قریب آیا تو دونوں بھائیوں نے کہا: ''پیارے بھائی! آپ ہمیں کوئی وصیت کیوں نہیں کرتے؟'' عابد

نے کہا:'' خداعَزَّوَجَلَّ کی قسم! میرے پاس نہ تو مال ہے، نہ ہی میرا کسی پر قرض ہے، نہ ہی کوئی دنیوی مال چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کے ضائع ہونے کا مجھے اندیشہ ہو، اب تم ہی بتاؤ کہ میں کس چیز کی وصیت کروں؟''

یہ سن کر اس کے حاکم بھائی نے کہا:'' اے میرے بھائی! میرا مال آپ کے سامنے موجود ہے، آپ جو بھی حکم فرمائیں گے میں اسے پورا کروں گا۔'' پھر اس کے تاجر بھائی نے کہا:'' اے میرے بھائی! آپ میری تجارت اور مالِ تجارت سے خوب واقف ہیں، میرے پاس مال کی فراوانی ہے، اگر کوئی ایسا عمل رہ گیا ہو جو صرف مال و دولت خرچ کر کے ہی پورا کیا جا سکتا ہے اور آپ وہ نیک عمل نہیں کر پائے تو میرا تمام مال آپ کی خدمت میں حاضر ہے، آپ جو حکم فرمائیں گے میں پورا کروں گا۔''

عابد نے کہا:'' اے میرے بھائیو! مجھے تمہارے مال کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہاں! میں تم سے ایک عہد لینا چاہتا ہوں، اگر ہو سکے تو اسے پورا کر دینا، اس میں کوتاہی نہ کرنا۔'' دونوں نے کہا:'' آپ جو چاہیں عہد لیں ہم آپ کی ہر خواہش پوری کریں گے۔'' عابد نے کہا:'' جب میں مر جاؤں تو غسل و کفن کے بعد مجھے کسی اونچی جگہ دفنانا اور میری قبر پر یہ اشعار لکھ دینا:

؎ وَكَيْفَ يَلَذُّ الْعَيْشَ مَنْ هُوَعَالِمٌ بِاَنَّ اِلٰهَ الْخَلْقِ لَا بُدَّ سَائِلُهُ

فَيَاْخُذُ مِنْهُ ظُلْمَهُ وَيَجْزِيْهِ بِالْخَيْرِ الَّذِیْ هُوَ فَاعِلُهُ

یہ اشعار لکھ کر تم دونوں میری قبر کی زیارت کے لئے روزانہ آتے رہنا، شاید! تمہیں نصیحت حاصل ہو۔'' جب عابد کا انتقال ہو گیا تو حسبِ وصیت اس کی قبر پر مندرجہ بالا اشعار لکھ دیئے گئے۔ اس کا حاکم بھائی اپنے لشکر کے ساتھ دو دن تک اس کی قبر پر آیا اور اشعار پڑھ کر روتا رہا۔ تیسرے دن بھی کافی دیر تک روتا رہا، جب واپس جانے لگا تو اس نے قبر کے اندر سے ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنی، قریب تھا کہ اس کا دل پھٹ جاتا۔ خوف کے مارے وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا اور گھر پہنچ کر دَم لیا۔ وہ بہت زیادہ غمگین و خوف زدہ تھا۔ رات کو خواب میں اپنے بھائی کو دیکھ کر پوچھا:'' اے میرے بھائی! تمہاری قبر سے جو آواز میں نے سنی وہ کس چیز کی تھی''؟ کہا:'' یہ جہنمی ہتھوڑے کی آواز تھی جو میری قبر میں مارا گیا اور مجھ سے کہا گیا:'' تو نے ایک مظلوم کو دیکھا اور باوجودِ قدرت اس کی مدد نہ کی، یہ اس کی سزا ہے۔'' یہ خواب دیکھ کر اس نے وہ رات بڑی بے چینی میں گزاری۔ صبح اپنے تاجر بھائی اور دوسرے عزیزوں کو بلا کر کہا:'' اے میرے بھائی! ہمارے عابد بھائی نے اپنی قبر پر عبرت آموز اشعار لکھوا کر ہمیں بہت اچھی نصیحت کی، میں تم سب کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اب میں تمہارے درمیان نہیں رہوں گا۔'' پھر اس نے اَمارت و حکومت چھوڑی اور پہاڑوں اور جنگلوں میں جا کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گیا۔ جب خلیفہ عبدالملک بن مَرْوَان کو اطلاع ملی تو اس نے کہا:'' اسے اس کی حالت پر چھوڑ دو۔'' جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو چند چرواہوں کے ذریعے اس نے اپنے تاجر بھائی کو بلوا بھیجا۔ اس نے آ کر کہا:'' اے میرے بھائی! آپ مجھے کوئی وصیت کیوں نہیں کرتے۔'' اس نے کہا:'' میرے پاس مال

و دولت نہیں جس کی وصیت کروں ، بس میں تو تم سے ایک عہد لینا چاہتا ہوں ۔ سنو! جب میں مرجاؤں تو مجھے میرے عابد بھائی کے پہلو میں دفنا کر میری قبر پر یہ اشعار لکھ دینا:

؎ وَکَیْفَ یَلُذُّ الْعَیْشَ مَنْ کَانَ مُوْقِنًا بِاَنَّ الْمَنَایَا بَغْتَۃً سَتُعَاجِلُہٗ

فَتَسْلُبُہٗ مُلْکًا عَظِیْمًا وَنَخْوَۃً وَتُسْکِنُہُ الْبَیْتَ الَّذِیْ ھُوَ آھِلُہٗ

یہ اشعار لکھنے کے بعد مسلسل تین دن تک میری قبر پر آنا اور میرے لئے دعا کرنا شاید **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھ پر رحم فرمائے اور مجھے بخش دے۔'' یہ کہہ کر اس کا انتقال ہوگیا۔ تاجر حسبِ وصیت مسلسل دو دن تک آیا۔ جب تیسرے دن آیا تو اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر دعا کرتا رہا اور مسلسل روتا رہا۔ جب واپس جانے کا ارادہ کیا تو اس نے قبر میں دیوار کے گرنے کی آواز سنی۔ آواز اتنی خطرناک تھی کہ عقل ضائع ہونے کا خطرہ تھا۔ وہ خوف زدہ اور غمگین ہو کر گھر آ گیا۔ جب سویا تو خواب میں اپنے بھائی کو دیکھ کر پوچھا: ''اے میرے بھائی! آپ ہمارے گھر کیوں نہیں آتے؟'' اس نے کہا: ''ہم ایسے مقامات پر ہیں کہ کہیں جانے کو جی نہیں چاہتا۔'' تاجر نے کہا: ''بھائی آپ کا کیا حال ہے؟'' کہا: ''توبہ کی برکت سے ہر خیر و بھلائی نصیب ہوئی ہے۔'' میں نے کہا: ''میرے عابد بھائی کا کیا حال ہے؟'' کہا: ''وہ ابراروں (یعنی نیک لوگوں) کے ساتھ ہے۔'' پوچھا: ''آپ کی طرف سے ہمیں کیا نصیحت و حکم ہے؟'' کہا: ''جو کوئی دنیا میں رہ کر آخرت کے لئے کچھ بھیجے گا اسے وہاں ضرور پائے گا۔ پس تُو اپنے لئے آخرت کا ذخیرہ اکٹھا کر اور موت سے پہلے کچھ اعمالِ صالحہ جمع کر لے۔''

تاجر نے صبح ہوتے ہی دنیا کو خیر باد کہہ کر تمام مال تقسیم کر دیا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کے لئے کمر بستہ ہوگیا۔ اس کا ایک بیٹا تھا جو انتہائی حسین و جمیل اور سمجھ دار تھا۔ اب اس نے تجارت شروع کر دی اور خوب مال دار ہوگیا۔ جب اس کے باپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے باپ سے کہا: ''ابا جان! کیا وجہ ہے کہ آپ مجھے کوئی وصیت نہیں کر رہے؟'' اس نے کہا: ''میرے بیٹے! خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تیرے باپ کے پاس مال نہیں ہے جس کے متعلق تجھے وصیت کرے۔ ہاں! میں تجھ سے ایک عہد لیتا ہوں کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے اپنے دونوں چچاؤں کے ساتھ دفنانا اور میری قبر پر یہ اشعار لکھ دینا:

؎ وَکَیْفَ یَلُذُّ الْعَیْشَ مَنْ کَانَ صَائِرًا اِلٰی جَدَثٍ تُبْلِی الشَّبَابَ مَنَاھِلُہٗ

وَیَذْھَبُ رَسْمُ الْوَجْہِ مِنْ بَعْدِ صَوْتِہٖ سَرِیْعًا وَّیُبْلِیْ جِسْمَہٗ وَمُفَاصِلَہٗ

اور جب تو تدفین سے فارغ ہو جائے تو کم از کم تین دن تک میری قبر پر آنا اور میرے لئے دعا کرنا۔'' بیٹے نے حسبِ وصیت باپ کو دونوں چچاؤں کے ساتھ دفن کیا اور روزانہ زیارت کے لئے آنے لگا۔ تیسرے دن قبر سے ایک خطرناک آواز سنی تو خوف زدہ و غمگین ہو کر گھر لوٹ آیا۔ جب سویا تو خواب میں اس کا والد کہہ رہا تھا: ''اے میرے بیٹے! تم ہمارے پاس بہت کم وقت

کے لئے آئے۔ سنو! موت بہت قریب ہے اور آخرت کا سفر بہت کٹھن ہے، جلدی سے سفرِ آخرت کی تیاری کرلو اور زادِراہ تیار کر لو۔ بس آخرت کی منزل کی طرف تمہارا کوچ ہونے والا ہے۔ جلد ہی تُم اس فانی دنیا کو چھوڑنے والے ہو، اس دھوکے باز دنیا سے اس طرح دھوکہ نہ کھانا جیسے تجھ سے پہلے لوگ بڑی بڑی اُمیدیں دل میں لئے یہاں سے چل بسے۔ انہوں نے حشر کے معاملے کو معمولی جانا تو موت کے وقت شدید نادم ہوئے اور گزری ہوئی زندگی پر انہیں بہت افسوس ہوا۔ جب موت منہ کو آجائے تو اس وقت کی ندامت کوئی فائدہ نہیں دیتی اور اس وقت کا افسوس قیامت کے نقصان سے ہرگز نہ بچائے گا۔ اے میرے بیٹے! جلدی کر، جلدی کر، جلدی کر! (موت کی تیاری کرلے)۔

راوی کہتے ہیں: ''جو بوڑھا مجھے یہ واقعہ بیان کر رہا تھا اس نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا: اس نوجوان نے ہمیں اپنا خواب سنایا اور کہا: ''معاملہ بالکل ویسا ہی ہے جیسا میرے والد نے بیان کیا، میرا غالب گمان ہے کہ موت نے مجھ پر اپنے پَر پھیلانا شروع کردیئے ہیں۔'' پھر اس نے اپنا قرض ادا کیا، کاروباری شریکوں سے معاملہ صاف کیا، اپنے دوستوں اور اہلِ قرابت سے معافی مانگی، انہیں سلامتی کی دعا دی، ان سے اپنی سلامتی کی دعا کا وعدہ لیا، پھر سب کو یوں ''اَلْــوَدَاع'' کہنے لگا جیسے کسی بہت بڑے حادثے سے دوچار ہونے والا ہو۔ پھر کہا: ''میرے والد نے مجھ سے تین مرتبہ کہا تھا: ''جلدی کر، جلدی کر، جلدی کر۔'' اگر اس سے مراد تین گھنٹے تھے تو وہ گزر گئے، اگر تین دن مراد ہیں تو میں تین دن بعد ہرگز تمہارے پاس نہ رہ سکوں گا، اگر تین مہینے مراد ہیں تو وہ بہت جلد گزر جائیں گے، اگر تین سال مراد ہیں تو اگرچہ یہ ایک بڑی مدت لگتی ہے لیکن یہ بھی جلد گزر جائے گی، خواہ مجھے پسند ہو یا نہ ہو موت بالآخر ضرور آکر رہے گی۔ وہ نوجوان یہ کہتا جاتا اور اپنا مال و دولت تقسیم کرتا جاتا۔ جب تین دن مکمل ہوئے تو اس نے اپنے اہلِ خانہ کو اور انہوں نے اسے الوداع کہا۔ پھر قبلہ رُخ لیٹ کر آنکھیں بند کیں، کلمۂ شہادت پڑھا اور اس کی روح دارِ فانی سے دارِ عقبیٰ کی طرف پرواز کرگئی۔ اس کی موت کی خبر سن کر کچھ ہی دیر میں مختلف علاقوں سے لوگ جمع ہوگئے۔ اور آج تک لوگوں کا یہ معمول ہے کہ وہ مختلف شہروں اور علاقوں سے آآکر اس کی قبر کی زیارت کرتے اور اسے سلام کرتے ہیں۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر469:

نُمَیر کی شہادت

حضرتِ سیِّدُ نا عباس بن محمد بن عبدالرحمٰن اَشْہَلِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: مجھے میرے والد نے حضرتِ ابنِ نُمَیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے بتایا کہ ''میرے بھانجے نُـمَیـر کا شمار کوفہ کے زاہدوں میں ہوتا تھا، وہ نماز وطہارت کا خوب خیال رکھنے والا حسین وجمیل نوجوان تھا۔ کچھ عرصہ بعد کسی عارضہ کی وجہ سے اس کی عقل جاتی رہی اور حالت یہ ہوگئی کہ سخت گرمیوں میں زوال کے وقت بھی سائے میں نہ بیٹھتا بلکہ کھلے میدان اور صحراء میں سارا سارا دن گزار دیتا۔ سخت سردی ہو یا تیز وتند آندھی وہ ہر موسم میں رات اپنے مکان کی چھت پر کھڑے کھڑے گزارتا، روزانہ اس کا یہی معمول تھا۔ ایک دن صبح صبح چھت سے اُتر کر قبرستان کی طرف جانے لگا تو میں نے کہا: ''اے نُـمَیر! کیا تم رات کو سوتے نہیں ہو؟'' کہا: ''جی ہاں۔'' میں نے کہا: ''کس چیز نے تمہیں سونے سے منع کر رکھا ہے؟'' کہا: ''ایک بہت بڑی مصیبت نے میری نیند اُڑا رکھی ہے۔'' میں نے کہا: ''اے نُمَیر! کیا تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے نہیں ڈرتے؟'' کہا: ''کیوں نہیں! میں اپنے خالق ومالک عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہوں اور مصیبتیں تو انسان پر آتی ہی ہیں۔ کیا حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد نہیں فرمایا کہ ''سب سے زیادہ آزمائشیں انبیاء کرام علیہم السلام پر آتی ہیں پھر ترتیب وار صاحب مرتبہ لوگوں پر آتی ہیں۔'' (السنن الکبرٰی للنسائی، کتاب الطب، أی الناس أشد بلاء، الحدیث ۷۴۸۲، ج۴، ص۳۵۲)

یہ سن کر میں نے کہا: ''کیا تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو؟'' اس نے نفی میں جواب دیا اور آگے بڑھ گیا۔ پھر ایک سخت سرد رات جب میں چھت پر گیا تو دیکھا کہ نُمَیر وہاں کھڑا ہے اور میری بہن (یعنی اس کی ماں) اس کے پیچھے بیٹھی رو رہی ہے۔ میں نے پوچھا: ''اے نُـمَیر! کیا اب بھی ایسی کوئی چیز باقی ہے جس کی تمہیں بہت زیادہ خواہش ہو اور تم اس میں کامل نہ ہوئے ہو؟'' کہا: ''جی ہاں! میں **اللہ** ورسول عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی کامل محبت کا بہت زیادہ طلب گار ہوں۔''

ایک مرتبہ رمضان المُبارَک کی سخت سرد رات میں مَیں چھت پر گیا تو نُمَیر سے کہا: ''اے نُمَیر! کیا تم کھانا نہیں کھاؤ گے۔'' کہا: ''کیوں۔'' میں نے کہا: ''مجھے پسند ہے کہ میری بہن تجھے میرے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے دیکھے۔'' کہا: ''اچھا! اگر یہی چاہتے ہیں تو کھانا لے آئیے۔'' میں نے کھانا منگوایا اور ایک ساتھ کھایا۔ فراغت کے بعد جب میں واپس آنے لگا تو یہ سوچ کر مجھے رونا آ گیا کہ میں تو جا رہا ہوں اور میرا بھانجا سردی اور اندھیرے میں ہے۔ مجھے روتا دیکھ کر اس نے کہا: ''**اللہ** تعالیٰ آپ پر رحم کرے، کیوں رو رہے ہیں؟'' میں نے کہا: ''میں تو مکان کی چھت تلے روشنی میں جا رہا ہوں اور تم یہاں اندھیرے اور سردی میں ہو، مجھے تم پر بہت ترس آ رہا ہے۔'' یہ سن کر وہ غضب ناک ہو کر کہنے لگا: ''میرا رب عَزَّوَجَلَّ مجھ پر آپ سے کہیں زیادہ مہربان ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ میرے لئے کون سی چیز فائدہ مند ہے۔ آپ مجھے اس کے ذمۂ کرم پر چھوڑ دیجئے، وہ جیسا چاہے میرے بارے میں فیصلہ فرمائے، مجھے

اس کے فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں۔'' میں نے اسے سمجھانے کے لئے کہا: ''تم قبر کے اندھیرے میں کیا کروگے۔''

کہا: ''**اللہ** ربُّ العِزَّت نیک لوگوں کی روحوں کو برے لوگوں کی روحوں کے ساتھ نہ ملائے گا۔ میری بات سنو! آج رات میرے والد اور تمہارے والد عبداللہ بن نُمَیر میرے خواب میں آئے اور کہا: ''اے نُمَیر! جمعہ کے دن تم شہید ہوکر ہمارے پاس پہنچ جاؤگے۔'' نُمَیر کی یہ بات میں نے اپنی بہن کو بتائی تو اس نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! بارہا میرا تجربہ ہے کہ اس کی بات کبھی جھوٹی نہیں ہوئی، یہ جو بات کہتا ہے وہ ضرور ہوکر رہتی ہے۔'' یہ سن کر میں خاموش ہوگیا۔ وہ بدھ کا دن تھا اور ہم متعجب وحیران ہوکر کہہ رہے تھے کہ کل جمعرات ہے اور پَرسوں جمعہ ہے بالفرض یہ کل بیمار ہوبھی گیا اور پرسوں مرگیا تو شہید کیسے ہوگا؟ اسی شش وپنج (یعنی سوچ بچار) میں جمعہ کی رات آگئی۔ تقریباً آدھی رات کے وقت اچانک ہم نے ایک دھماکے کی آواز سنی، ہم دوڑ کر گئے تو دیکھا کہ نُمَیر فرش پر مردہ حالت میں پڑا ہوا ہے۔ ہوا یوں کہ جب وہ چھت پر جانے کے لئے سیڑھیاں چڑھنے لگا تو اس کا پاؤں پھسل گیا اور گردن ٹوٹ گئی (اور اس طرح اسے شہادت کی موت نصیب ہوگئی) میں اسے اپنے والد کے پہلو میں دفنا کر والد صاحب کی قبر کے پاس آیا اور کہا: ''ابا جان! نُمَیر آپ کے پاس آگیا ہے اور یہ آج سے آپ کا پڑوسی ہے۔''

یہ کہہ کر میں غمزدہ وافسردہ گھر آگیا۔ رات کو خواب دیکھا کہ والدِ محترم گھر کے دروازے سے تشریف لائے اور فرمایا: ''اے میرے بیٹے! تم نے نُمَیر کے ذریعے مجھے اُنس فراہم کیا۔ **اللہ** تعالیٰ تمہیں اس کی اچھی جزاعطا فرمائے۔ سنو! جب تم نُمَیر کو ہمارے پاس چھوڑ آئے تو اس کا نکاح ''**حورِعین**'' سے کردیا گیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 470: حضرتِ داوٗد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خوفِ آخرت

حضرتِ سیِّدُنا حسن بن عبداللہ قُرَشی علیہ رحمۃ اللہ القوی ایک انصاری سے روایت کرتے ہیں: ''ایک مرتبہ حضرتِ سیِّدُنا داوٗد علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام عابدوں کی تلاش میں نکلے، پہاڑ کی چوٹی پر ایک راہب کے پاس پہنچ کر باآوازِ بلند اسے مخاطب کیا، لیکن اس کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ جب کئی مرتبہ آپ علیہ السلام نے باآوازِ بلند پکارا تو آواز آئی: ''کون ہے جو مجھے پکار رہا ہے؟'' فرمایا: ''میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا نبی داوٗد ہوں۔'' آواز آئی: ''اچھا آپ علیہ السلام ہی وہ ہیں جن کے بلند وبالا قلعے اور نشان زدہ گھوڑے ہیں۔'' آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''تم کون ہو؟'' کہا: ''میں دنیا کو ترک کرنے والا ہوں۔'' فرمایا:

''یہاں پر تمہارا انیس ورفیق کون ہے؟'' کہا: ''حضور! آپ علیہ السلام خود ملاحظہ فرمالیں۔'' آپ علیہ السلام اس کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ ایک کفن دیئے ہوئے مردے کے پاس موجود ہے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''کیا یہ تمہارا مونس ہے؟'' کہا: ''ہاں! یہی میرا مونس ومددگار ہے۔'' فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' کہا: ''اس کے سرہانے ایک تانبے کی تختی ہے جس پر اس کے بارے میں تفصیل لکھی ہوئی ہے۔'' آپ علیہ السلام نے تختی اٹھا کر دیکھی تو اس پر یہ عبارت درج تھی:

''میں فلاں بن فلاں بادشاہ ہوں، میں نے ہزار سال عمر پائی، ہزار شہر آباد کئے، ایک ہزار لشکروں کو شکست دی، ہزار عورتوں سے شادی کی، میرے پاس ہزار کنواری لونڈیاں تھیں، میں اپنی سلطنت اور زندگی کی عیش وعشرت میں مشغول تھا کہ ملک الموت علیہ السلام تشریف لے آئے اور مجھے نعمتوں سے نکال کر یہاں پہنچا دیا گیا۔اب خاک میرا بستر اور کیڑے مکوڑے میرے پڑوسی ہیں۔''

یہ تختی پڑھ کر آپ علیہ السلام بے ہوش ہو کر زمین پر تشریف لے آئے۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم}

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

حکایت نمبر471: حضرتِ حاتمِ اَصَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی نماز

حضرتِ سیِّدُنا اَزْہَر بن عبداللہ بَلْخِی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے: ایک مرتبہ جب حضرتِ سیِّدُنا حاتمِ اَصَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم حضرتِ سیِّدُنا عِصَام بن یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے پاس تشریف لے گئے۔انہوں نے پوچھا: ''اے حاتمِ اَصَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم! کیا آپ اچھی طرح نماز پڑھتے ہیں؟'' فرمایا: ''جی ہاں۔'' پوچھا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے یوں نماز پڑھنا کس سے سیکھا؟'' فرمایا: ''حضرتِ سیِّدُنا شَقِیق بن ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ القدیم سے۔'' انہوں نے عرض کی: ''اپنی نماز کا انداز تو بتا دیجئے۔'' فرمایا: ''جب نماز کا وقت قریب آتا ہے تو نہایت عمدگی سے وضو کرتا ہوں، پھر نماز پڑھنے کی جگہ پر پہنچ جاتا ہوں اور میرے جسم کا ہر عضو نماز کے لئے تیار ہو جاتا ہے، پھر میں خیال کرتا ہوں کہ ''کَعْبَۃُ اللہ شریف'' میرے بالکل سامنے ہے، میں میدانِ محشر میں خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والا ہوں۔میرے قدم پلِ صراط پر ہیں۔جنت میری دائیں طرف اور دوزخ بائیں جانب ہے۔ملک الموت علیہ السلام میرے پیچھے ہیں۔اور میں گمان کرتا ہوں کہ بس یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے۔پھر تکبیر کہہ کر بڑے غور وفکر کے ساتھ قراءَت کرتا ہوں۔نہایت تواضع سے رکوع کرتا اور بڑے خشوع وخضوع کے ساتھ گڑگڑاتے

ہوئے سجدہ ریز ہوتا ہوں، بڑی امید کے ساتھ تشہد پڑھتا ہوا اخلاص کے ساتھ سنت کے مطابق سلام پھیر دیتا ہوں۔ اور میں یہ نماز اس حالت میں ادا کرتا ہوں کہ میرا کھانا اور لباس بالکل حلال مال سے ہوتا ہے۔ میں خوف و امید کے درمیان ہوتا ہوں، میں نہیں جانتا کہ میری یہ نماز قبول کرلی جائے گی یا رد کردی جائے گی۔''

یہ سن کر حضرتِ سیِّدُنا عِصَام بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''اے حاتمِ اَصَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم! آپ کب سے اس طرح نماز پڑھ رہے ہیں؟'' فرمایا: ''تقریباً تیس (30) سال سے ایسی ہی نماز پڑھ رہا ہوں۔'' یہ سن کر حضرتِ سیِّدُنا عِصَام بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو گلے لگالیا اور اتنا روئے کہ چادر مُبَارَک آنسوؤں سے بھیگ گئی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 472:

درد بھری حقیقت

احمد بن صَبَّاح طَبَرِی کا بیان ہے کہ مجھے میرے والد نے بتایا: ''خلیفہ ہارُون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید جب خُرَاسَان کی طرف جانے لگے تو میں انہیں الوداع کہنے گیا۔ خلیفہ نے مجھ سے کہا: ''اے صباح! میرا گمان ہے کہ اس کے بعد تم مجھے کبھی نہ دیکھ سکوگے۔'' میں نے کہا: ''اے امیر المؤمنین! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو اپنی پناہ میں رکھے! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟'' بخدا! مجھے اُمید ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو امتِ محمدیہ عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی خیر خواہی کے لئے لمبی عمر عطا فرمائے گا۔'' خلیفہ نے مسکراتے ہوئے کہا: ''اے صباح! بخدا! میں مرنے کے بہت قریب ہوں۔'' میں نے کہا: ''اے امیر المؤمنین! **اللہ** تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کردے، ابھی تو آپ کا جسم طاقتور و مضبوط اور چہرہ صحیح وسالم ہے۔ **اللہ** تعالیٰ آپ کو ان بادشاہوں سے بھی لمبی عمر عطا فرمائے جو زمانۂ دراز تک دنیا پر حکومت کرگئے اور آپ کو ایسی کامیابی و کامرانی عطا فرمائے جیسی حضرتِ سیِّدُنا ذُوالقَرْنَین علیہ رحمۃ رَبِّ الکونین کو عطا فرمائی تھی۔ **اللہ** کرے آپ کبھی اپنی رعایا میں کوئی بہت بڑی خرابی نہ دیکھیں۔''

یہ سن کر خلیفہ نے اپنے پیچھے آنے والے امراء و وزراء کو ایک طرف جانے کا حکم دیا، پھر راستے سے ہٹ کر ایک درخت کے پاس آئے اور فرمایا: ''آج میں ایک راز تجھ پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں، یہ راز تمہارے پاس امانت ہے، اسے چھپائے رکھنا۔'' میں نے کہا: ''اے میرے سردار! آپ اپنے بھائی سے مخاطب ہیں، جو چاہیں ارشاد فرمائیں۔'' خلیفہ نے اپنے شِکَم (یعنی پیٹ) سے کپڑا اٹھایا تو اس پر زخموں کے نشانات تھے، جن پر پٹی بندھی ہوئی تھی، پھر مجھے کہا: ''کیا تم جانتے ہو کہ مجھے یہ مرض کب سے ہے؟'' میں نے کہا: ''نہیں۔''

کہا: ''مجھے یہ بیماری کافی عرصہ سے ہے، جسے میں نے تمام لوگوں سے چھپائے رکھا سوائے بَخْتَیَشُوْع، مسرور اور رَجاء کے۔ بہر حال بَخْتَیَشُوْع میرے بیٹے مامون کا مخبر ہے، اس سے راز کا چھپنا ممکن نہیں۔ اسی طرح مسرور نے میری بیماری کی خبر میرے بیٹے امین کو دے دی ہے اور ان میں سے کوئی ایسا نہیں جس کا مخبر وجاسوس مجھ پر متعین نہ ہو۔ میرے عزیز بیٹوں کی یہ حالت ہے کہ وہ میرے سانسوں کو شمار کر رہے ہیں کہ دیکھو یہ کب انتقال کرتا ہے۔ ان لوگوں کی خواہش ہے کہ میری بیماری میں اضافہ ہو، مجھے اس بات کا اندازہ اس طرح ہوا ہے کہ جب بھی میں نے ان سے توانا وقوی ہیکل اور مضبوط عجمی گھوڑا طلب کیا تو انہوں نے مجھے ضعیف وناتواں گھوڑا دیا تا کہ بیماری مزید بڑھے۔ مجھے سب کچھ معلوم ہے لیکن میں اپنا راز ان کے سامنے ظاہر نہیں کرنا چاہتا کیونکہ اس طرح وہ مجھ سے وحشت محسوس کرنے لگیں گے۔ اور جب وحشت ہوگی تو ان کے سینوں میں چُھپی عداوت ظاہر ہو جائے گی۔ خاص لوگ ان کی طرف مائل ہو جائیں گے اور عام لوگ ان سے امید لگا لیں گے۔ اور میں ان کے درمیان ایسا ہی ہوں گا جیسے کوئی شخص دشمنوں کے درمیان خوفزدہ ہوتا ہے۔ میری صبح اس حال میں ہوتی ہے کہ مجھے شام تک زندہ رہنے کی امید نہیں رہتی اور شام کو صبح کی اُمید نہیں ہوتی۔''

خلیفہ کی حسرت بھری پُر درد کیفیت وحقیقت جان کر میں نے کہا: ''حضور! ان کی اس حرکت کا بہترین جواب دیا جاسکتا ہے لیکن میں تو یہی کہتا ہوں کہ جو شخص آپ کے ساتھ مکر وفریب کرے گا **اللہ** تعالیٰ اسے اسی کے مکر وفریب میں پھنسا دے گا۔'' خلیفہ نے کہا: ''تیری یہ پکار **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سن رہا ہے۔ اب تُو واپس پلٹ جا، تیرے ذمہ بغداد میں اور بھی بہت سے کام ہیں۔'' پس میں نے خلیفہ کو الوداع کہا اور واپس لوٹ آیا۔ یہ واقعہ ان کی وفات کے قریب کا ہے۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم}

﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾

حکایت نمبر 473: بابرکت غلام

حضرتِ سیِّدُنا ابوجعفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: حضرتِ سیِّدُنا لُقْمان حکیم علیہ رحمۃ اللہ الکریم ایک شخص کے غلام تھے۔ وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بیچنے کے لئے بازار لایا۔ جب بھی کوئی شخص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خریدنے کے لئے آتا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سے پوچھتے: ''تم مجھے کس کام کے لئے خریدنا چاہتے ہو۔'' ہر کوئی اپنا مقصد بیان کرتا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر ایک سے کہتے، ''تم مجھے نہ خریدو تو بہتر ہے۔'' یہ سن کر لوگ واپس چلے جاتے، اسی طرح ایک شخص آپ کو خریدنے کے لئے آیا تو آپ نے پوچھا: ''مجھ سے کیا کام لو گے؟'' اس نے کہا: ''میں تمہیں اپنے گھر کا چوکیدار بناؤں گا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''ٹھیک ہے، مجھے

خریدلو۔'' چنانچہ، وہ آپ کوخرید کرگھر لے گیا۔بستی سے کچھ دور جب وہ اپنی زرعی زمین کی طرف جاتا تواس کی جوان بیٹیاں حرام کاری کے لئے چلی جاتیں۔ان کی نگہبانی کے لئے ہی حضرتِ سیِّدُ نالقمان حکیم علیہ رحمۃ اللہ الکریم کوخریدا گیا تھا۔آج جاتے وقت اس نے دروازہ بند کیا،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو باہر بٹھایا اور کہا:''گھر میں میری بیٹیاں موجود ہیں،مَیں نے ضرورت کی تمام اشیاء انہیں مہیا کردی ہیں،اگر وہ دروازہ کھولنے کوکہیں توہرگز نہ کھولنا۔''

یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نگہبانی کرنے لگے۔کچھ دیر بعد لڑکیوں نے دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے کہا:''جلدی سے دروازہ کھولو۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انکار کردیا۔انہوں نے بہت اصرار کیا لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دروازہ نہ کھولا۔بالآخرلڑکیوں نے پتھر مار کرآپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوزخمی کردیا،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سر سے خون بہنے لگا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے جسم اور فرش سے خون دھوکر صاف کردیا اور شام تک دروازے پر بیٹھے رہے۔جب مالک آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے کچھ نہ بتایا۔دوسرے دن لڑکیوں نے پھر دروازہ کھلوانا چاہا لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انکار کردیا۔انہوں نے دوبارہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوزخمی کردیا،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جسم اور فرش سے خون دھوڈالا اور شام تک دروازے پر بیٹھے رہے۔جب مالک آیا تو اسے کوئی بات نہ بتائی۔

تیسرے دن سب سے بڑی لڑکی نے کہا:''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم!اس حبشی غلام کی کیا شان ہے کہ یہ مجھ سے بہت زیادہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا اطاعت گزار ہے۔**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم!اب میں ضرور توبہ کروں گی۔'' یہ کہہ کر اس نے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرلی۔پھر سب سے چھوٹی نے کہا:''میری بہن اور اس حبشی غلام کی کیا شان ہے کہ یہ دونوں مجھ سے بہت زیادہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کرنے والے ہیں،پھر میں توبہ کیوں نہ کروں؟'' یہ کہہ کر اس نے بھی اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرلی۔یہ دیکھ کر تیسری نے کہا:''میری دونوں بہنوں اور اس حبشی غلام کی کیا شان ہے کہ وہ مجھ سے بہت زیادہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اطاعت گزار ہیں۔بس آج سے میں اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرتی ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ بھی تمام گناہوں سے تائب ہوگئی۔جب یہ خبر بستی کی دوسری فاحشہ عورتوں تک پہنچی تو انہوں نے کہا:''فلاں بن فلاں کی تینوں بیٹیوں اور ان کے حبشی غلام کی کیا شان ہے کہ وہ ہماری نسبت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے زیادہ اطاعت گزار ہیں،پھر ہم بھی توبہ کیوں نہ کریں؟'' یہ کہہ کر ان سب نے بھی اپنے سابقہ تمام گناہوں سے توبہ کرلی اور عبادت وریاضت میں اعلیٰ مقام حاصل کیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس حکایت سے ثابت ہوا کہ نیک لوگوں کی صحبت اور ان کا قرب انسان کو نیک بنانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔اچھوں کے اعمالِ صالحہ کا نور بُروں کی برائی کی ظلمت کو دور کردیتا ہے۔ہمیں چاہیے کہ نیک لوگوں کی

صحبت اختیار کریں، نیک لوگوں کے اجتماع میں جائیں تا کہ ہماری خالی جھولیاں خوفِ خدا وعشقِ مصطفٰی عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دولتِ عُظمٰی سے بھر جائیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! آج کے اِس پُرفتن دور میں تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** ہمیں ایسا پاکیزہ ماحول فراہم کرتی ہے کہ جس میں رہ کر نیکیاں کرنا آسان ہو جاتا ہے، گناہوں سے نفرت اور نیکیوں سے محبت ہونے لگتی ہے، آپ بھی اپنے اپنے شہروں میں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں پابندیٔ وقت کے ساتھ شرکت فرما کر خوب خوب سنتوں کی بہاریں لُوٹئے۔ دعوت اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے بے شمار مدنی قافلے شہر بہ شہر، گاؤں بہ گاؤں سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی سنتوں بھرا سفر اختیار فرما کر اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کریں۔ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **''مکتبۃ المدینہ''** سے مدنی انعامات نامی رسالہ حاصل کر کے اس کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کیجئے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ اپنی زندگی میں حیرت انگیز انقلاب برپا ہوتا دیکھیں گے۔)

؎ اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں اے **دعوتِ اسلامی** تیری دھوم مچی ہو (آمین)!

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 474: حضرتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ

حضرتِ سیِّدُنا جُمَیع بن عُمَیر تَیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ارشاد فرماتے سنا: ''ایک مرتبہ مالِ غنیمت سے چالیس (40) ہزار درہم میرے حصے میں آئے، میں نے سامان خریدا اور مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں اپنے والدِ محترم، خلیفۂ ثانی، امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سامان دیکھ کر پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''مجھے مالِ غنیمت سے چالیس ہزار درہم ملے یہ سامان اسی رقم سے خریدا ہے۔'' فرمایا: ''اے میرے بیٹے! اگر مجھے آگ کی طرف لے جایا جائے تو کیا تم یہ سامان فدیہ میں دے کر مجھے بچا لو گے؟'' میں نے کہا: ''کیوں نہیں! بلکہ میں اپنا سب کچھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قربان کر دوں گا۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میرے بیٹے! بے شک میں جھگڑے میں پھنسا ہوا ہوں، لوگوں نے یہ سمجھ کر کہ یہ رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور امیر المؤمنین کے لاڈلے بیٹے ہیں، تمہیں سستے داموں سامان بیچ دیا ہو اور ہو سکتا ہے ایک درہم نفع لینا بھی پسند نہ کیا ہو۔ میرے بیٹے سنو! عنقریب میں تمہیں ایسا نفع دوں گا کہ کسی قریشی مرد سے ایسا نفع نہ ملا ہوگا۔''

یہ کہہ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرتِ سیِّدَتُنا صَفِیَّہ بنتِ عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور کہا: ''اے ابو عبید کی بیٹی! میں

تجھے قسم دیتا ہوں کہ تم اپنے گھر سے کوئی چیز نہ نکالوگی۔'' انہوں نے عرض کی:''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکل بے فکر رہیں، میں وہی کروں گی جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمائیں گے۔'' حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''چند دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس معاملہ کو چھوڑے رکھا۔ پھر تاجروں کو بلایا تو انہوں نے چار لاکھ (4,00,000) درہم میں وہ سامان خرید لیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اَسّی ہزار (80,000) درہم مجھے دیئے اور بقیہ تین لاکھ بیس ہزار (3,20,000) درہم حضرتِ سیِّدُنا سَعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھجوائے اور پیغام دیا کہ یہ مال ان لوگوں میں تقسیم کردیا جائے جو جہاد میں شریک ہوئے، اگر ان میں سے کوئی فوت ہوگیا ہو تو اس کے وُرَثاء میں تقسیم کردیا جائے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 475: کُتّے نے مالک کی جان کیسے بچائی؟

حضرتِ سیِّدُنا ابوعبیدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے:''بصرہ کا ایک شخص اپنے انتہائی گہرے دوست اور سگے بھائی کے ساتھ کہیں سفر پر جانے لگا تو اس کا پالتو کتا بھی پیچھے پیچھے چل پڑا۔ اس نے کتے کو بھگایا لیکن وہ ساتھ ساتھ چلتا رہا، اس نے غُصّے میں آکر پتھر مارا، کتا زخمی ہوگیا مگر ساتھ نہ چھوڑا۔ پھر جب وہ شخص ایک بستی کے قریب سے گزرا تو دُشمنوں نے اسے پکڑ لیا۔ یہ دیکھ کر اس کا دوست اور بھائی اسے دشمنوں کے پاس ہی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ انہوں نے اسے خوب مارا اور زخمی کرکے ایک کنوئیں میں ڈال کر اوپر سے مٹی برابر کردی۔ کتا ان پر مسلسل بھونکتا رہا، انہوں نے کتے کو بھی زخمی کیا اور واپس چلے گئے۔ کتے نے کنوئیں کے پاس آکر اپنے پنجوں سے مٹی ہٹانا شروع کردی۔ بالآخر مسلسل جدوجہد کے بعد اس شخص کا سر ظاہر ہوا، اس میں ابھی زندگی کے آثار باقی تھے۔ کتا اس کے منہ تک مٹی صاف کرچکا تھا اتنے میں وہاں سے ایک قافلہ گزرا جب انہوں نے کتے کو دیکھا تو سمجھے کہ شاید یہ قبر کھود رہا ہے۔ مگر جب قریب آئے تو حقیقتِ حال جان کر بہت حیران ہوئے۔ اس شخص کو دیکھا تو زندگی کے آثار باقی تھے۔ انہوں نے اسے فوراً نکال کر اس کے گھر پہنچا دیا۔ جس کنوئیں میں اسے ڈالا گیا تھا اب وہ کنواں ''بِئرُ الْکَلْب'' کے نام سے مشہور ہے۔ کسی شاعر نے اس واقعہ کو اپنے شعر میں اس طرح بیان کیا:

یُعَرِّجُ عَنْهُ جَارُهُ وَشَقِيْقُهُ ۔۔۔ وَيَنْبُشُ عَنْهُ كَلْبُهُ وَهُوَ ضَارِبُهُ

ترجمہ: اس کا سگا بھائی اور پڑوسی اسے چھوڑ جاتے ہیں جبکہ اس کا کتا اسے زمین کھود کر نکالتا ہے حالانکہ وہ (کتے کو) مارنے والا ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر476:

جاں نثار کُتّے کی قبر

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن خَلَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد سے منقول ہے: ایک شخص کسی بادشاہ سے ملنے جارہا تھا کہ راستے میں اسے ایک قبر نظر آئی جس پر قُبَّہ بنا ہوا تھا۔ وہ قریب گیا تو ایک تختی پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی: ''یہ ایک کتے کی قبر ہے جسے یہ پسند ہو کہ اس قبر کے متعلق جانے تو اسے چاہیے کہ فلاں بستی میں چلا جائے وہاں اسے خبر دینے والا کوئی نہ کوئی مل جائے گا۔''

یہ تحریر پڑھ کر وہ مطلوبہ بستی میں گیا تو لوگوں نے اسے ایک گھر کا پتا بتایا۔ جب وہ بتائے ہوئے مکان پر پہنچا تو وہاں سو سال سے بھی زائد عمر کا ایک بوڑھا ملا۔ آنے کا مقصد بتایا تو بوڑھے نے کہا: ''ہاں! میں تجھے اس قبر کے متعلق بتاتا ہوں غور سے سن! ہمارے اس علاقے میں ایک عظیم الشان بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ اسے سیر وسیاحت اور شکار کا بہت شوق تھا، اس کا پالتو کتا ہر وقت اس کے ساتھ رہتا۔ بادشاہ صبح وشام اپنے کھانے میں سے اسے کھانا کھلاتا۔ ایک مرتبہ بادشاہ نے اپنے غلام سے کہا: ''باورچی سے کہو کہ ہم شکار کے لئے جارہے ہیں ہمارے لئے دودھ میں روٹیاں ڈال کر بہترین ثَرِید تیار کر رکھے ہم واپسی پر وہی ثرید کھائیں گے۔'' یہ کہہ کر وہ شکار کے لئے چلا گیا۔ باورچی نے ثرید تیار کیا اور اس کو کسی چیز سے ڈھانپے بغیر دوسرے کاموں میں مصروف ہوگیا۔ اچانک کہیں سے ایک خطرناک اژدھا آیا، اس نے برتن میں منہ ڈال کر دودھ پیا اور اپنے منہ کا زہر اس میں اُگل دیا۔ کتے اور گونگی کنیز نے یہ منظر دیکھ لیا۔ اور باقی کسی کو اس واقعہ کا علم نہ ہوا۔ بادشاہ نے واپسی پر کھانا طلب کیا تو باورچی نے وہی زہر ملا ثرید سامنے رکھ دیا۔ گونگی کنیز نے اشاروں سے سمجھانے کی کوشش کی کہ اس کھانے میں خطرناک اژدھے کا زہر شامل ہے، لیکن کوئی بھی اس کی بات نہ سمجھ سکا۔ کتا بھونک بھونک کر سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن کوئی نہ سمجھا۔ بادشاہ نے کتے کے سامنے روٹی ڈالی لیکن اس نے روٹی کو منہ تک نہ لگایا بلکہ مسلسل بھونکتا ہی رہا۔ یہ دیکھ کر بادشاہ نے کہا: ''نہ جانے اسے کیا مسئلہ ہے، اسے اپنے حال پر چھوڑ دو۔'' پھر جیسے ہی بادشاہ نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا، کتے نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور وہی زہر مِلا کھانا کھانے لگا، کچھ ہی دیر میں اس نے تڑپ تڑپ جان دے دی۔ اب گونگی کنیز نے اشاروں سے بتایا تو سب لوگ سمجھ گئے کہ اس دودھ میں اژدھے کا زہر شامل ہوگیا تھا اگر بادشاہ اسے کھالیتا تو فوراً مر جاتا۔ کتے نے اپنے مالک کو بچانے کے لئے اپنی جان دے دی تھی۔ بادشاہ اور وہاں پر موجود تمام لوگ کتے کی وفاداری پر بہت حیران ہوئے۔ بادشاہ نے اپنے وزیروں، مُشِیروں کو مخاطب کر کے کہا: ''دیکھو! اس بے زبان جانور نے مجھ پر اپنی جان قربان کردی۔ اب یہ ہماری طرف سے اچھی جزاء کا مستحق ہے، اسے کوئی بھی ہاتھ نہ لگائے، میں خود اسے اٹھاؤں گا اور اپنے ہاتھوں سے دفن کروں گا۔'' چنانچہ، بادشاہ

نے اس وفادار کتے کے لئے ایک قبر کھدوائی اور اپنے ہاتھوں سے دفن کر کے اس کی قبر پر قُبَّہ بنا دیا جسے تم دیکھ کر آرہے ہو۔ بوڑھے کی زبانی وفادار کتے کی کہانی سن کر وہ شخص بہت حیران ہوا۔

حکایت نمبر 477: اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر جگہ رزق دیتا ہے

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن حسین بن رَاشد علیہ رحمۃ اللہ الواحد سے منقول ہے: ''ایک شخص اپنے کتے کی بہت زیادہ دیکھ بھال کیا کرتا، سردیوں میں اسے عمدہ چادر میں چھپاتا اور بہترین اشیاء کھلاتا۔ میں نے اس سے پوچھا: ''تم اس کتے کی اتنی دیکھ بھال کیوں کرتے ہو؟'' کہا: ''میرے اس کتے نے مجھے بہت بڑی مصیبت سے نجات دلوائی ہے۔ سنو! میرا ایک انتہائی گہرا دوست تھا، ہم نے کافی عرصہ تک ایک ساتھ تجارت کی۔ ایک مرتبہ جہاد سے واپسی پر میرے پاس بہت زیادہ مالِ غنیمت اور بہت ہی قیمتی سامان تھا۔ راستے میں اس بے وفا دوست نے مجھے رسیوں سے باندھ کر ایک وادی میں پھینک دیا اور میرا سارا مال لے کر فرار ہو گیا۔ میرا یہ کتا بھی میرے ساتھ تھا یہ اس وادی میں میرے ساتھ ہی بیٹھا رہا۔ پھر کہیں چلا گیا جب واپس آیا تو اس کے پاس ایک روٹی تھی، اس نے وہ روٹی میرے سامنے رکھ دی۔ میں روٹی کھا کر اور گڑھے سے پانی پی کر وہیں پڑا رہا۔ کتا بھی ساری رات میرے قریب ہی بیٹھا رہا۔ صبح بیدار ہوا تو کتا نظر نہ آیا، ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ وہ میرے لئے روٹی لے آیا۔ تیسرے دن بھی وہ اسی طرح روٹی لایا اور میری طرف پھینک دی، جیسے ہی میں نے روٹی کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو میرے پیچھے میرا بیٹا موجود تھا۔ وہ مجھے اس حالت میں دیکھ کر رُو رہا تھا، اس نے روتے ہوئے میری رسیاں کھولیں اور حقیقتِ حال دریافت کی۔ میں نے سارا واقعہ بتایا اور پوچھا: ''تجھے کیسے معلوم ہوا کہ میں یہاں ہوں۔'' میرے بیٹے نے کہا: ''یہ کتا ہمارے پاس آتا تو ہم حسبِ عادت اسے روٹی ڈال دیتے۔ اب کی بار جب یہ ہمارے پاس آیا تو آپ اس کے ساتھ نہ تھے، ہمیں بڑی تشویش ہوئی۔ جب ہم نے اسے روٹی ڈالی تو اس نے اسے کھایا نہیں بلکہ اٹھا کر ایک طرف چل دیا۔ دوسرے دن بھی اسی طرح ہوا ہم بہت حیران ہوئے۔ آج جب یہ روٹی لے کر آنے لگا تو میں اس کے پیچھے پیچھے چلا آیا اور اس طرح مجھے آپ تک پہنچنے کی راہ ملی۔'' پھر ہم سب اپنے گھر آگئے۔ اب مجھے یہ کتا اپنے عزیزوں اور دوستوں سے بھی زیادہ پیارا ہے کیونکہ اس کی وجہ سے میں موت کے منہ سے نکل آیا ہوں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ جس طرح چاہتا ہے اپنے بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔ وہ حکیم و مہربان ہے۔

حکایت نمبر478:

بے وفا دنیا پہ مت کر اعتبار

حضرتِ سیِّدُ نا ابو بکر ھُذَلِی علیہ رحمۃ اللہ الولی کا بیان ہے: ''ایک مرتبہ ہم حضرتِ سیِّدُ نا حسن بَصَری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس حاضر تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اے ابو سعید علیہ رحمۃ اللہ المجید! ابھی کچھ دیر قبل ہم عبداللہ بن اَھْتَم کے پاس گئے، اس کا آخری وقت تھا۔ ہم نے پوچھا: ''اے اَبُو مَعْمَر! اپنے آپ کو کیسا محسوس کر رہے ہو؟'' کہا: ''بخدا میں اپنے آپ کو بہت مصیبت زدہ محسوس کر رہا ہوں اور میرا گمان ہے کہ شاید! اب زندہ نہ بچ سکوں، اچھا! یہ بتاؤ کہ ان ایک لاکھ دراہم کے بارے میں تم کیا کہتے ہو جو میں نے جمع کر رکھے ہیں؟ نہ تو ان کی زکوۃ ادا کی گئی اور نہ ہی کسی قریبی رشتہ دار پر خرچ کئے گئے۔'' ہم نے کہا: ''اے ابو مَعْمَر! تم نے یہ درہم کیوں جمع کئے تھے؟'' کہا: ''گردشِ ایام، اہل وعیال کی کثرت اور بادشاہ کی طرف سے جفاکشی کے خوف سے جمع کر رکھے تھے۔'' اس شخص کی یہ بات سن کر حضرتِ سیِّدُ نا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: ''اس غمزدہ پریشان شخص کو دیکھو جس کے پاس سے یہ آ رہا ہے۔ دراصل اس مرنے والے کے پاس شیطان آیا اور اسے بادشاہ کی طرف سے جفاکشی، اہل وعیال کی کثرت اور گردشِ ایام کا خوف دلایا اور خوف بھی اس چیز کے بارے میں کہ جو **اللہ** تبارک وتعالیٰ نے اس کے لئے مقرر فرما دی ہے اور اس دنیا میں اُس کی مدتِ حیات بھی مقرر فرما دی ہے۔ بخدا! وہ شخص اس دنیا سے اس حال میں جائے گا کہ غمگین، مصیبت زدہ، ملامت کیا ہوا اور پریشان حال ہو گا۔

توجہ سے سن! تو اس دنیا سے ہرگز دھوکا نہ کھانا جس طرح کہ تیرا مرنے والا دوست دھوکا کھا چکا۔ تیرے پاس حلال مال پہنچا ہے، مال کے فتنے سے بچتے رہنا ایسا نہ ہو کہ یہ تیرے لئے وبالِ جان بن جائے۔ یاد رکھ! جو شخص مال جمع کرنے میں لگا رہے اور کنجوسی سے کام لے، دن رات مال جمع کرنے کی تدبیر میں مصیبت بھرے سفر اور ہر طرح کا دکھ برداشت کرے پھر مال کو سنبھال کر گِن گِن کر رکھے، نہ اس کی زکوٰۃ ادا کرے، نہ کسی رشتہ دار پر خرچ کرے تو وہ شخص حسرت زدوں میں ہو گا۔ اور سب سے بڑی حسرت یہ ہے کہ کل بروزِ قیامت جب اعمال کا وزن کیا جا رہا ہو تو وہ اپنے مال کو دوسرے کے ترازو میں دیکھے۔ کیا تم جانتے ہو کہ ایسا معاملہ کب ہوتا ہے؟ سنو! یہ سب وبال اس طرح ہوتا ہے کہ انسان کو **اللہ** ربُّ العزَّت جَلَّ جَلَالُہٗ اپنے خزانوں میں سے مال دیتا اور اپنی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے لیکن انسان کنجوسی وبخل سے کام لیتا اور مال جمع کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے موت اُچک لیتی ہے اور اس کا سارا مال وارث لے جاتے ہیں، اس طرح وہ اپنے مال کو غیر کے ترازو میں دیکھتا ہے یا اسے ایسی ٹھوکر لگتی ہے کہ سنبھلنا بہت مشکل ہو جاتا ہے اور توبہ کی دولت بھی اس کے ہاتھ سے جاتی رہتی ہے اور وہ حسرت زدہ توبہ جیسی دولت سے بھی محروم رہتا ہے۔''

(ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے عافیت طلب کرتے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں مال کے وبال سے بچائے۔ نیکی کے کاموں میں دل کھول کر خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بخل جیسی خطرناک بیماری سے ہم سب کی حفاظت فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

حکایت نمبر 479:

فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انصاف

حضرتِ سیِّدُنا اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ'' ایک مرتبہ ہم امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر تھے کہ اتنے میں ایک مصری شخص آیا اور کہا:''مَیں امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:'' کیا ہوا؟ بلاخوف وجھجک بیان کرو۔'' کہا:'' ہمارے گورنر حضرتِ سیِّدُنا عَمر و بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے نے مجھے کوڑے مارے ہیں اور کہا ہے کہ تم میرا مقابلہ کرتے ہو؟ حالانکہ میں دو کریموں کا بیٹا ہوں۔'' خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ابھی اس مصری نے اپنی بات مکمل بھی نہ کی تھی کہ امیر المؤمنین نے فوراً حضرتِ سیِّدُنا عَمر و بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خط لکھا: ''اے عَمر و بن عاص جیسے ہی میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچے فوراً اپنے بیٹے کو لے کر میرے پاس پہنچو، اس کام میں تاخیر ہرگز نہیں ہونی چاہئے۔ جب حضرتِ سیِّدُنا عَمر و بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط ملا تو انہوں نے اپنے بیٹے کو بلا کر پوچھا: '' کیا تم کسی غیر قانونی کام یا کسی جرم کے مرتکب ہوئے ہو؟'' بیٹے نے کہا:'' ایسی کوئی بات نہیں۔'' فرمایا:'' پھر امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجھے کیوں بلایا ہے؟''

بہر حال یہ دونوں بارگاہِ خلافت میں پہنچے۔ جب امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرتِ سیِّدُنا عَمر و بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے کو دیکھا تو فرمایا:'' وہ مصری شخص کہاں ہے؟ اسے ہمارے پاس بلاؤ۔'' حکم پاتے ہی وہ شخص آ گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے کوڑا پکڑاتے ہوئے فرمایا:'' دو کریموں کے بیٹے کو مارو! دو کریموں کے بیٹے کو مارو۔'' مصری نے اسے اتنے کوڑے مارے کہ وہ شدید زخمی ہو گیا۔ پھر حضرتِ سیِّدُنا عَمر و بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا:'' **تم نے کب سے انسانوں کو غلام بنانا شروع کر دیا ہے حالانکہ ان کی ماؤں نے تو انہیں آزاد جَنا ہے۔**'' پھر مصری شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:'' جب بھی تمہیں کوئی تنگ کرے تم مجھے خط لکھ دینا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 480:

شاہِ ایران کا لباس

حضرتِ سیِّدُ نا قاسم بن محمد بن ابوبَکْر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر سے منقول ہے کہ ''جنگِ قادسیہ کے بعد حضرتِ سیّدُ نا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین حضرتِ سیِّدُ نا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کسریٰ (یعنی ایران کے بادشاہ) کی تلوار، قمیص، تاج، پٹکا اور دیگر اشیاء بھیجیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کی طرف دیکھا تو ان میں حضرتِ سیِّدُ نا سُرَاقہ بن مالک بن جُعْشُم مُدْلِجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے، وہ بہت طاقتور اور طویل القامت تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے سُرَاقہ! اٹھو اور یہ لباس پہن کر دکھاؤ۔'' حضرتِ سیِّدُ نا سُرَاقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میرے دل میں پہلے ہی خواہش تھی۔ چنانچہ، میں کھڑا ہوا اور شاہِ ایران کا لباس پہن لیا۔'' امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: ''اب دوسری جانب منہ کرو۔'' میں نے ایسا ہی کیا۔ فرمایا: ''اب میری طرف منہ کرو۔'' میں آپ کی طرف مڑ گیا تو فرمایا: ''واہ بھئی واہ! قبیلہ مُدْلِج کے اس جوان کی کیا شان ہے! دیکھو تو سہی، شاہِ ایران کا لباس پہن کر، اس کی تلوار گلے میں لٹکا کر کیسا لگ رہا ہے! اے سُرَاقہ! اب جس دن تو نے شاہِ ایران کا لباس پہنا وہ دن تیرے لئے اور تیری قوم کے لئے شرف والا تصور کیا جائے گا، اچھا! اب یہ لباس اُتار دو۔'' پھر امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ خداوندی جَلَّ جَلَالُہٗ میں اس طرح عرض گزار ہوئے:

''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تُو نے اپنے نبی ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس (دُنیوی مال) سے منع فرمایا، حالانکہ وہ تیری بارگاہ میں مجھ سے کہیں زیادہ محبوب ہیں اور مجھ سے بہت زیادہ بلند و بالا ہیں۔ پھر تُو نے امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا ابوبَکْر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اس (مال) سے منع فرمایا، حالانکہ وہ تیری بارگاہ میں مجھ سے زیادہ بلند مرتبے والے ہیں۔ پھر تُو نے مجھے مال عطا فرما دیا۔ اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اگر تیری طرف سے یہ خفیہ تدبیر ہے تو میں اس سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

یہ کہہ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرتِ سیِّدُ نا عبدالرحمٰن بن عَوْف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ''شام سے قبل اس تمام مال کو غرباء میں تقسیم کر دو۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر481:

خلیفہ کو نیکی کی دعوت

حضرتِ سیِّدُ نا محمد بن اِسحاق بن عبدالرحمٰن بَغَوِی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے:''میں نے سعید بن سلیمان کو یہ کہتے سنا: ''ایک مرتبہ مَیں حج کے پُر بہار موسم میں مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں تھا۔ میری ملاقات حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن عبد العزیز عُمری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے ہوئی۔ خلیفۂ وقت، خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید بھی اس سال حج کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ایک شخص حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن عبدالعزیز عُمری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس آیا اور کہنے لگا:''اے عبداللہ! امیر المؤمنین کو دیکھئے انہوں نے تمام لوگوں کو صفا و مروہ سے دور کر دیا ہے تاکہ پہلے خود سعی کریں بعد میں دیگر لوگ۔'' فرمایا:''اللہ عَزَّوَجَلَّ میری طرف سے تجھے اچھی جزاء نہ دے، تُو نے مجھے ایسے کام کا مکلَّف بنا دیا جس سے میں بے نیاز تھا۔'' یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صفا کی طرف چل دیئے۔ خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید مروہ سے صفا کی طرف آ رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پکار کر کہا:''اے ہارون! اے ہارون!'' خلیفہ نے جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا تو کہا:''اے چچا! میں حاضر ہوں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''جاؤ! ذرا صفا پر چڑھو۔'' خلیفہ صفا پر چڑھ گیا تو فرمایا:''ذرا خانہ کعبہ کی طرف دیکھو۔'' خلیفہ نے خانہ کعبہ کی طرف دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''بتاؤ! کتنے لوگ موجود ہیں؟'' کہا:''انہیں کون شمار کرسکتا ہے؟'' فرمایا:''اچھا! یہ بتاؤ ان جیسے اور کتنے انسان ہوں گے؟'' کہا:''ان کی صحیح تعداد اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی اور کیسے جان سکتا ہے؟''

فرمایا:''ان میں سے ہر ایک سے اس کی ذات کے متعلق سوال کیا جائے گا اور تجھ اکیلے سے ان تمام کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ ذرا غور کر اس وقت تیرا کیا بنے گا؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ بات سن کر خلیفہ زار و قطار رونے لگا۔ حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر نے فرمایا:''اے خلیفہ! میں ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں۔'' خلیفہ نے کہا:''جو کہنا ہے کہہ دیجئے۔'' فرمایا:''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! بے شک جو شخص اپنے مال میں جلدی کرتا ہے تو وہ (مال) اس سے روک دیا جاتا ہے، تو جو مسلمانوں کے مال میں جلدی کرے تو اس کا کیا حال ہوگا؟'' یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس چلے آئے اور خلیفہ وہیں بیٹھا روتا رہا۔ حضرتِ سیِّدُ نا محمد بن عبدالرحمٰن علیہ رحمۃ اللہ المنّان کہتے ہیں، خلیفۂ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کہا کرتے تھے:''میں ہر سال حج کرنا چاہتا ہوں اور مجھے کوئی نہیں روک سکتا، لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ایک شخص ایسا ہے، جس کی وجہ سے میں اپنی یہ خواہش پوری نہیں کرسکتا، وہ مجھے ایسی ایسی باتیں کہتا ہے جو میرے نفس پر بہت گراں گزرتی ہیں۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر482:

مغرور بادشاہ کی موت

حضرتِ سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''ایک بہت بڑی سلطنت کے بادشاہ نے ارادہ کیا کہ میں اپنے سارے ملک کا گشت کروں۔ چنانچہ، اس نے اپنا بہترین لباس منگوایا لیکن وہ پسند نہ آیا۔ پھر اس سے عمدہ لباس منگوایا، لیکن پسند نہ آیا۔ بالآخر سینکڑوں لباسوں میں سے اسے اپنی پسند کا جوڑا مل گیا۔ پھر گھوڑے لائے گئے تو ان میں سے کوئی گھوڑا پسند نہ آیا آخر کار ہزاروں گھوڑوں میں سے اسے اپنی پسند کا گھوڑا مل گیا۔ اب بادشاہ بڑی شان وشوکت سے لشکر کے ہمراہ سفر پر روانہ ہوا، راستے میں ابلیسِ لعین نے بہکایا تو غرور وتکبر کی آفت میں مبتلا ہو گیا اور گردن اکڑائے بڑے شاہانہ انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ غرور وتکبر کی وجہ سے لوگوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھتا تھا۔ راستے میں ایک ضعیف وناتواں شخص بوسیدہ کپڑوں میں نظر آیا، اس نے سلام کیا لیکن بادشاہ نے نہ تو جواب دیا نہ ہی اس کی طرف دیکھا۔ اس نے کہا: ''اے بادشاہ! مجھے تجھ سے ضروری کام ہے۔'' بادشاہ نے اس کی بات سُنی اَن سُنی کر دی۔ اس نے آگے بڑھ کر گھوڑے کی لگام پکڑ لی۔ بادشاہ نے تِلمِلا کر کہا: ''لگام چھوڑ! تو نے ایسی حرکت کی ہے کہ تجھ سے پہلے کسی نے ایسی جراءَت نہیں کی۔'' کہا: ''مجھے تجھ سے بہت ضروری کام ہے۔''

بادشاہ نے کہا: ''ابھی تو ہمارا مہمان بن جا! واپسی پر تیری بات سن لوں گا۔'' کہا: ''ہرگز نہیں! خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے ابھی تجھ سے کام ہے۔'' بادشاہ نے کہا: ''بتا! کیا کام ہے؟'' کہا: ''ایک راز کی بات ہے، میں چاہتا ہوں کہ صرف تجھے ہی معلوم ہو، لا، اپنا کان میرے قریب کر۔'' بادشاہ نے سر جھکایا تو اس نے کہا: ''میں **مَلَکُ الْمَوْت** (علیہ السلام) ہوں، تیری روح قبض کرنے آیا ہوں۔'' یہ سنتا تھا کہ بادشاہ مارے دہشت کے تھر تھر کانپنے لگا، رنگ متغیر ہو گیا، اس نے خوف زدہ لہجے میں کہا: ''اس وقت مجھے کچھ مہلت دے دو، تاکہ میں جس کام سے نکلا ہوں اسے پورا کر آؤں، پھر تم جو چاہے کرنا۔'' **ملک الموت** علیہ السلام نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تو اپنی سلطنت کو اب کبھی نہ دیکھ سکے گا۔'' بادشاہ نے منت سماجت کرتے ہوئے کہا: ''اچھا! مجھے میرے گھر والوں کے پاس ہی جانے کی مہلت دے دو۔'' **ملک الموت** علیہ السلام نے فرمایا: ''ہرگز نہیں، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اب تو کبھی بھی اپنے اہل وعیال سے نہ مل سکے گا۔'' یہ کہہ کر اس کی روح قبض کر لی اور اس کا بے جان جسم گھوڑے سے زمین پر آ پڑا۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں	سامان سو برس کا پَل کی خبر نہیں
کُوچ ہاں اے بے خبر ہونے کو ہے	کب تلک غفلت سحر ہونے کو ہے
جلد آخرت بنا لے کچھ نیکیاں کما لے	کوئی نہیں بھروسہ اے بھائی زندگی کا

حضرتِ سیِّدُنا جَرِیْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''پھر **ملک الموت** علیہ السلام ایک نیک شخص کے پاس گئے اور سلام کیا، اس مردِ صالح نے جواب دیا، **ملک الموت** علیہ السلام نے فرمایا: ''مجھے تم سے ضروری کام ہے۔'' پوچھا: ''بتائیے! کیا کام ہے؟'' کہا:

''راز کی بات ہے۔'' مردِ صالح نے اپنا کان قریب کیا تو اس نے کہا: ''میں ملک الموت ہوں، تیری روح قبض کرنے آیا ہوں۔'' نیک شخص نے کہا: ''خوش آمدید اس کے لئے جس کی جدائی بہت طویل ہوگئی تھی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھ سے دور رہنے والا کوئی شخص نہیں جس کی ملاقات میرے نزدیک آپ علیہ السلام کی ملاقات سے افضل ہو۔'' **ملک الموت** علیہ السلام نے کہا: ''اگر تمہارا کوئی کام ہے تو اسے پورا کرلو۔'' کہا: ''آپ کے ہوتے ہوئے مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں اور **اللہ** تبارک وتعالیٰ کی ملاقات سے بڑھ کر کوئی شئے مجھے محبوب نہیں۔'' **ملک الموت** علیہ السلام نے کہا: ''جس حال میں اپنی موت کو پسند کرتے ہو مجھے بتادو میں اسی حالت میں تمہاری روح قبض کروں گا۔'' نیک شخص نے کہا: ''کیا آپ علیہ السلام کو اس بات کا اختیار دیا گیا ہے؟'' کہا: ''ہاں! مجھے اسی طرح حکم دیا گیا ہے۔'' نیک شخص نے کہا: ''پھر مجھے وضو کر کے نماز پڑھنے دو جب میں سجدہ میں جاؤں تو میری روح قبض کرلینا۔'' **ملک الموت** علیہ السلام نے کہا: ''ٹھیک ہے میں ایسا ہی کروں گا۔'' چنانچہ، اس نے وضو کر کے نماز شروع کردی۔ جب سجدہ کیا تو اس کی روح قبض کرلی گئی۔ {اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

؎ جب تیری یاد میں دُنیا سے گیا ہے کوئی — جان لینے کو دُلہن بن کے قضا آئی ہے

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** جس نے اعمالِ صالحہ کے ذریعے اپنے پاک پروردگار عزوجل کی خوشنودی حاصل کر کے سفر آخرت کی تیاری کر رکھی ہو اس کے لئے موت کا فرشتہ نوید مُسرَّت ہوتا ہے، اس کی بے قرار روح بارگاہ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں سجدہ ریز ہونے کے لئے مچل رہی ہوتی ہے۔ اس کے برعکس جس نے موت کی تیاری نہ کی ہو، اسے موت کا پیغام بہت بڑا عذاب معلوم ہوتا ہے۔ سمجھ دار وہی ہے جو اعمالِ صالحہ کا ذخیرہ اکٹھا کر کے موت سے پہلے موت کی تیاری کرلے۔ اور یہ دولت اچھے ماحول میں رہ کر ہی حاصل ہوسکتی ہیں۔ موت کی تیاری کا ایک بہترین ذریعہ تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' کے مدنی ماحول سے وابستگی بھی ہے۔ اپنے اپنے شہروں میں ہونے والے دعوت اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں پابندیٔ وقت کے ساتھ شرکت فرما کر خوب خوب سنتوں کی بہاریں لُوٹئے۔ دعوت اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے بے شمار مدنی قافلے شہر بہ شہر، گاؤں بہ گاؤں سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی سنتوں بھرا سفر اختیار فرما کر اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کیجئے۔ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے ''مکتبۃ المدینہ'' سے مدنی انعامات نامی رسالہ حاصل کر کے اس کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کیجئے۔ اِنْ شَاءَ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ اپنی زندگی میں حیرت انگیز طور پر مدنی انقلاب برپا ہوتا دیکھیں گے۔)

؎ اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں — اے دعوتِ اسلامی تیری دھوم مچی ہو (آمین)!

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر483:
رعایا کی خبر گیری کا انوکھا واقعہ

حضرتِ سیِّدُنا اَسلم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں: ''میں ایک رات امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ تھا۔ آبادی سے باہر آگ کی روشنی نظر آئی، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ''اے اَسلم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم! شاید وہاں کوئی قافلہ ٹھہرا ہوا ہے، آؤ! وہاں چلتے ہیں، شاید! کسی کو کوئی حاجت ہو۔'' وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت نے آگ روشن کر کے دیگچی چولہے پر رکھی ہوئی ہے اور اس کے قریب ہی چھوٹے چھوٹے بچے بلند آواز سے رو رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا: ''اے روشنی والو!(1) اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم ''عورت نے کہا: ''خیر وسلامتی کے ساتھ آجاؤ۔'' امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے قریب جا کر پوچھا: ''تمہارا کیا معاملہ ہے؟'' عورت نے کہا: ''رات اور سردی کی وجہ سے ہم نے آگ روشن کر لی۔'' پوچھا: ''یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟'' کہا: ''بھوک کی وجہ سے۔'' فرمایا: ''اس دیگچی میں کیا ہے؟'' عورت نے غمگین ہو کر کہا: ''ہمارے پاس کھانے کو کوئی چیز نہیں، مَیں نے دیگچی میں پانی ڈال کر چولہے پر رکھ دی ہے تاکہ اسے دیکھ کر بچوں کو کچھ سکون ملے اور وہ سو جائیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمارے اور امیر المؤمنین کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے۔ ہمارے خلیفہ حضرتِ عمر کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پوچھے گا۔'' یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی! عمر کو کیا معلوم! تمہارا کیا حال ہے؟'' کہا: ''وہ ہمارا خلیفہ ہو کر بھی ہم سے بے خبر ہے؟''

آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی! تم یہیں ٹھہرنا، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ میں کچھ ہی دیر میں واپس آتا ہوں۔'' چنانچہ، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ گودام میں آئے، ایک بوری میں جَو کا آٹا، چربی اور گھی وغیرہ ڈال کر مجھ سے فرمایا: ''اے اسلم! یہ بوری میری پیٹھ پر رکھو۔'' میں نے کہا: ''حضور! غلام حاضر ہے، یہ بوری میں اٹھاؤں گا۔'' آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: ''جو کہا جا رہا ہے اس پر عمل کرو اور بوری میری پیٹھ پر لاد دو۔'' میں نے کہا: ''حضور! میں اُٹھا لیتا ہوں۔'' فرمایا: ''کیا قیامت کے دن بھی تو میرا وزن اٹھا کر چلے گا؟ جلدی کر یہ بوری میری پیٹھ پر رکھ دے۔'' میں نے نہ چاہتے ہوئے بھی بوری آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی پیٹھ پر رکھ دی۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ چلے اور عورت کے پاس پہنچ کر بوری اُتار کر زمین پر رکھ دی۔ پھر جو کا آٹا، چربی اور دیگر اشیاء ہانڈی میں ڈال کر خود ہی اسے ہلاتے رہے اور خود ہی چولہے میں پھونک مارتے رہے۔ میں نے دیکھا کہ امتِ مسلمہ کا عظیم خلیفہ، ایک غریب و بے سہارا عورت اور اس کے بچوں کے لئے اپنے ہاتھوں سے کھانا تیار کر رہا ہے۔

---

(1)...... یہ جملہ آپ کی کمالِ فصاحت پر دلالت کرتا ہے، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ان کو یَا اَصْحَابَ النَّار یعنی اے آگ والو! نہ کہا بلکہ یَا اَصْحَابَ الضَّوء یعنی اے روشنی والو! کہا۔

اور دُھواں اس کی گھنی داڑھی سے گزر رہا ہے۔ میں حیرت کی تصویر بنے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہاتھ سے برتن میں ڈالا اور اسے ٹھنڈا کرتے ہوئے کہا: ''زیادہ گرم کھانا بچوں کو نقصان دے گا۔'' جب کھانا ٹھنڈا ہو گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں تمہیں کھانا ٹھنڈا کر کے دیتا ہوں، اب تم اپنے ننھے منے بچوں کو کھلاؤ اور خود بھی کھاؤ۔'' امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ہاتھوں سے انہیں کھانا دیتے رہے یہاں تک کہ وہ سب سیر ہو گئے۔ پھر عورت نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے! تُو امیر المؤمنین سے زیادہ خلافت کا حق دار ہے'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی! امیر المؤمنین کے بارے میں اچھا کلام کر اور اچھا گمان رکھ۔ تو جب بھی امیر المؤمنین کے پاس آئے گی مجھے وہیں پائے گی میں ضرور تیری سفارش کروں گا۔'' عورت کو معلوم نہ تھا کہ امیر المؤمنین اس کے سامنے موجود ہے۔ اس نے پوچھا: ''اے نیک دل انسان! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحم فرمائے، تو کون ہے؟'' وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعائیں دیتی رہی اور پوچھتی رہی، لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنے متعلق کچھ نہ بتایا پھر کچھ دور جا کر چوپایوں کی طرح چار زانوں بیٹھ گئے اور ایسی آوازیں نکالنے لگے کہ بچے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر خوش ہو گئے۔

حضرتِ سیِّدُنا اَسلم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں کہ ''میں نے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حالت دیکھی تو متعجب ہو کر کہا: ''اے مسلمانوں کے عظیم خلیفہ! آپ کی شان اس سے بہت زیادہ بلند ہے، یہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیسی حالت بنالی ہے؟'' فرمایا: ''خاموش ہو جاؤ! میں نے ان ننھے مُنّے بچوں کو بھوک سے روتا دیکھا تھا اب مجھے اس وقت تک سکون نہیں ملے گا جب تک انہیں ہنستا نہ دیکھ لوں۔'' بچے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب آکر کھیلنے اور ہنسنے لگے، ان کا دل خوش ہو گیا۔ پھر جب وہ سو گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کیا۔ پھر فرمایا: ''اے اَسلم! بھوک نے ان بچوں کو رُلا دیا تھا، ان کو روتا دیکھ کر میں نے تہیّہ کر لیا تھا کہ میں اس وقت تک نہ جاؤں گا جب تک انہیں ہنستا نہ دیکھ لوں۔ اب میرے دل کو سکون مل گیا۔ آؤ! واپس چلیں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

نہیں خوش بخت محتاجانِ عالم میں کوئی ہم سا	ملا تقدیر سے حاجت روا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سا
مراد آئی، مرادیں ملنے کی پیاری گھڑی آئی	ملا حاجت روا ہم کو درِ سلطانِ عالم سا
تیرے جود و کرم کا کوئی اندازہ کرے کیوں کر	تیرا اِک اِک گدا فیض و سخاوت میں ہے حاتم سا

(**پیارے اسلامی بھائیو!** اسلام اور اس کے ماننے والے سب سے اعلیٰ ہیں، روئے زمین پر خیر خواہی کی ایسی عظیم مثال اسلام کے علاوہ اور کسی مذہب میں ہرگز نہ ملے گی۔ مسلمانوں کے علاوہ کائنات میں ایسا تاریخی واقعہ کہیں نہ ملے گا کہ بادشاہ ہو کر خود ہی اپنی کمر پر بوری لادے اور پھر ایک غریب عورت اور اس کے بچوں کی دل جوئی کے لئے اپنے آپ کو ان کے

لئے سواری بنائے ۔ یہ سب خوبیاں صرف اور صرف مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ دین اسلام ہی ایسی عاجزی وتواضع اور عدل وانصاف کا حکم دیتا ہے۔ یہ سب نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تعلیم وتربیت کا نتیجہ ہے کہ گلشنِ اسلام میں خلفاء راشدین جیسے گلِ بے مثال کھلے ،جنہوں نے اپنی خوشبو سے سارے عالم کو مہکا دیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ان پر کروڑ ہا کروڑ رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 484: ایک مظلوم کی حکمت بھری باتیں

حضرتِ سیِّدُنا حسن بن خضر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: مجھے ایک ہاشمی نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں خلیفہ ابوجَعْفَر منصور کے دربار میں تھا۔ وہ لوگوں کی فریادیں سُن کر ان کے لئے احکامات جاری کر رہا تھا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور کہا: ''اے امیر! یقیناً مجھ پر ظلم کیا گیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ اپنے اوپر کئے جانے والے ظلم کو بیان کرنے سے پہلے آپ کے سامنے ایک مثال پیش کروں۔'' امیر نے کہا: ''جو کہنا چاہتے ہو کہو۔''

کہا: ''**اللہ** تبارک وتعالیٰ نے اپنی مخلوق کے کئی طبقے بنائے اور انہیں مختلف مراتب میں رکھا۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اپنی ماں کے علاوہ نہ تو کسی کو پہچانتا ہے نہ ہی کسی اور سے کوئی چیز طلب کرتا ہے۔ اگر اسے خوف محسوس ہو تو ماں کی آغوش میں آجاتا ہے۔ جب کچھ بڑا ہوتا ہے تو باپ کو پہچانتا ہے، اگر کوئی اسے تنگ کرے یا ڈرائے تو اپنے باپ کی پناہ لیتا ہے۔ پھر جب بالغ ومستحکم ہو جاتا ہے اور اسے کوئی چیز ڈراتی یا نقصان پہنچاتی ہے تو وہ اپنے بادشاہ کی طرف رجوع کرتا اور ظالم کے خلاف بادشاہ کی مدد چاہتا ہے۔ اگر بادشاہ خود اس پر ظلم کرے تو وہ تمام جہانوں کے خالق و مالک، **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں استغاثہ کرتا اور اس کی پناہ چاہتا ہے۔ اے امیر! بے شک میں بھی مخلوق کے انہیں طبقوں میں شامل ہوں۔ ابن نَہِیک نے میری زمین کے معاملہ میں مجھ پر ظلم کیا ہے۔ اگر آپ میری مدد کریں گے تو بہت بہتر، ورنہ! میں اپنا مقدمہ، خالقِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ کی بارگاہ میں پیش کر دوں گا۔ اب آپ کی مرضی چاہیں تو میری مدد فرمائیں یا مجھے چھوڑ دیں۔'' اس شخص کی یہ حکمت بھری باتیں سن کر منصور نے کہا: ''اپنا کلام دہراؤ۔'' اس شخص نے دوبارہ اسی طرح بیان کیا، تو ابوجَعْفَر نے کہا: ''سنو! سب سے پہلے تو میں ابن نَہِیک کو معزول کرتا ہوں اور اسے حکم دیتا ہوں کہ وہ جلد از جلد تمہاری زمین تمہیں واپس کر دے۔''

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر485:

مقربین کی عاجزی

ھِشَام بِن کَلْبِی سے منقول ہے: ''ایک مرتبہ حضرتِ سیِّدُنا حاتم اور حضرتِ سیِّدُنا اَوْس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نعمان بن مُنْذِر کے پاس تشریف لے گئے۔ نعمان بن مُنْذِر نے دونوں کو علیحدہ علیحدہ مکانات میں ٹھہرایا۔ پھر حضرتِ سیِّدُنا حاتم اَصَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کو بلا کر کہا: ''آپ دونوں میں سے افضل کون ہے؟ میں اُسے کچھ انعامات دینا چاہتا ہوں۔'' فرمایا: ''ایسی بات کرنا آپ کے لئے جائز نہیں، کیا آپ مجھے ''حضرتِ اَوْس'' کے برابر شمار کرتے ہیں؟ وہ تو بہت عظیم انسان ہیں، ان کا سب سے کم عمر بیٹا بھی مجھ سے زیادہ عزت والا ہے۔'' پھر نعمان بن مُنْذِر نے تحفے تحائف حضرتِ سیِّدُنا اَوْس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بھجوادیئے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلا کر پوچھا: ''بتایئے! آپ دونوں میں سے افضل کون ہے؟'' حضرتِ سیِّدُنا اَوْس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تڑپ کر کہا: ''کیا تم مجھے اور حضرتِ حاتم کو برابر شمار کرتے ہو؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میری اور میری اولاد کی ملکیت میں جو مال ہے، اگر ہم سب کچھ خرچ کر ڈالیں تب بھی حضرتِ حاتم کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔'' یہ سن کر نعمان بن مُنْذِر نے دونوں حضرات کو اپنے سامنے بُلا کر کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ خوب جانتا ہے کہ میں نے آپ دونوں کو معظَّم، کریم اور سردار جانا ہے اور آپ دونوں ہی قابلِ تعظیم ہیں۔'' یہ کہہ کر اس نے دونوں کو انعام واکرام سے نوازا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر486:

موت کی یاد

حضرتِ سیِّدُنا سالم علیہ رحمۃ اللہ الحاکم فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ مُلکِ روم سے کچھ قاصد حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر کے پاس آئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''جب تم لوگ کسی کو اپنا بادشاہ بناتے ہو تو اس کا کیا حال ہوتا ہے؟'' کہا: ''جب ہم کسی کو اپنا بادشاہ بناتے ہیں تو اس کے پاس ایک گورکن (یعنی قبر کھودنے والا) آکر کہتا ہے: اے بادشاہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ تیری اصلاح فرمائے! جب تجھ سے پہلا بادشاہ تخت نشین ہوا تو اس نے مجھے حکم دیا: ''میری قبر اس اس طرح بنانا اور مجھے اس طرح دفن کرنا۔ چنانچہ، قبر تیار کرلی گئی۔ پھر اس کے پاس کفن فروش آکر کہتا ہے: اے بادشاہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ تیری اصلاح فرمائے! جب تجھ سے پہلا بادشاہ تخت نشین ہوا تو اس نے مرنے سے قبل ہی اپنا کفن، خوشبو اور کافور وغیرہ خرید لیا پھر کفن کو ایسی جگہ لٹکا دیا گیا جہاں ہر وقت نظر پڑتی رہے اور موت کی یاد آتی رہے۔ اے مسلمانوں کے امیر! ہمارے بادشاہ تو اس طرح موت کو یاد کرتے

ہیں۔'' رومی قاصد کی یہ بات سن کرحضرتِ سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر نے فرمایا: ''دیکھو! جوشخص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ملنے کی امید بھی نہیں رکھتا وہ موت کو کس طرح یاد کرتا ہے، اسے بھی موت کی کتنی فکر ہے؟'' اس واقعہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت زیادہ بیمار ہوگئے اوراسی بیماری کی حالت میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوگیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر487: کنیز کی محبت میں ہاتھ جلا ڈالا

حضرتِ سیِّدُ نا ابوالعبّاس بن عَطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے: ایک حسین وجمیل نوجوان میرے حلقۂ درس میں آکر بیٹھا کرتا، اس کا ایک ہاتھ ہمیشہ کپڑے سے ڈھکا رہتا۔ایک دن خوب بارش ہوئی اور ہمارے حلقۂ درس میں اس نوجوان کے علاوہ کوئی نہ آیا۔میں نے دل میں کہا کہ آج اس کے ہاتھ کے بارے میں ضرور پوچھوں گا۔ پہلے تو میں اپنے اس خیال کو دفع کرتا رہا، لیکن مجھ سے رہا نہ گیا بالآخر میں نے پوچھ ہی لیا: ''اے نوجوان! تمہارے ہاتھ کو کیا ہوا؟'' کہا: ''میرا واقعہ بہت عجیب وغریب ہے۔'' میں نے کہا: ''تم بیان کرو۔'' کہا: ''میں فلاں بن فلاں ہوں، میرے والد نے انتقال کے بعد میرے لئے تیس (30) ہزار دینار چھوڑے تھے، میں ان سے کاروبار کرتا رہا۔پھر میں ایک کنیز کی محبت میں گرفتار ہوا اور اسے چھ ہزار دینار میں خرید لیا۔جب اسے گھر لایا تو اس نے کہا: ''مجھے روئے زمین پر تجھ سے زیادہ ناپسند کوئی نہیں، تُو مجھے میرے سابقہ مالک کی طرف لوٹا دے، جب میں تجھ سے انتہائی بغض رکھتی ہوں تو اس حالت میں تو مجھ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔'' میں نے اسے سمجھانے کی خوب کوشش کی، ہر طرح کی راحت وعیش کا سامان اسے مہیا کیا، لیکن وہ میری طرف بالکل بھی متوجہ نہ ہوئی، میں جتنا اس سے پیار کرتا وہ اتنی ہی نفرت سے پیش آتی۔اس کے اس رویّے سے میرا دل غمگین ہوگیا، میں کسی بھی قیمت پر اسے دور نہیں کرنا چاہتا تھا۔میں دن رات اس کے خیالوں میں گم رہنے لگا۔میری یہ حالت دیکھ کر میری ایک عمر رسیدہ خادمہ نے کہا: ''تو اس کے غم میں اپنی جان کیوں دیتا ہے؟اس کنیز کو ایک کمرے میں بند کردے، کچھ ہی دنوں میں اس کے ہوش ٹھکانے آجائیں گے۔''

چنانچہ، کنیز کو ایک علیحدہ کمرے میں بھجوا دیا گیا۔اب اس کی یہ حالت تھی کہ نہ کچھ کھاتی، نہ پیتی بس ہر وقت روتی ہی رہتی، اس کا جسم نہایت کمزور ہوگیا، ایسا لگتا تھا کہ اب یہ انتقال کرجائے گی۔میں روزانہ اس کے پاس جاکر اسے خوش کرنے کی کوشش کرتا، لیکن وہ میری کسی بات کا جواب نہ دیتی۔چار دن بعد میں نے کہا: ''اگر کوئی چیز کھانے کو جی چاہ رہا ہے تو بتاؤ''

خلافِ توقع وہ میری جانب متوجہ ہوئی اور کہا:''میں دَلیہ کھانا چاہتی ہوں۔''میں اس کے کلام سے خوش ہوا اور قسم کھالی کہ میں اپنے ہاتھوں سے دلیہ تیار کروں گا۔ چنانچہ، میں نے آگ جلائی اور دیگچی میں آٹا وغیرہ ڈال کر اپنے ہاتھ سے پکانے لگا۔ وہ کنیز میرے قریب آکر بیٹھ گئی اور اپنی بیماری اور غم کے متعلق مجھے بتانے لگی۔ میں اس کی باتوں میں ایسا مگن ہوا کہ آگ نے میرا سارا ہاتھ جلا ڈالا اور مجھے خبر تک نہ ہوئی۔ اتنے میں میری خادمہ آئی اور پکار کر کہا:''اپنا ہاتھ اٹھا کر دیکھو! آگ نے جلا کر اسے بیکار کر دیا ہے۔''میں نے چونک کر ہاتھ اٹھایا تو واقعی وہ جل کر کوئلہ ہو چکا تھا۔''

حضرتِ سیِّدُنا ابوالعبّاس بن عَطَاء رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:''اس نوجوان کا حیرت انگیز واقعہ سن کر میں حیرت سے چیخ پڑا اور کہا:''مخلوق کی محبت میں تیرا کیا حال ہو گیا ہے، اگر ایسی محبت خالقِ حقیقی جَلَّ جَلَالُہٗ سے ہوتی تو کچھ اور ہی رنگ ہوتا۔''

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

انوکھی قناعت

حکایت نمبر 488:

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن شَبِیْب علیہ رحمۃ اللہ الحسیب کا بیان ہے:''ہر جمعہ کو ہمارا علم کا **مَدَنی مذاکرہ** ہوا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے ہماری محفل میں کوئی مسئلہ پوچھا۔ ہم اس بارے میں بحث کرتے رہے لیکن جواب نہ دے سکے۔ اگلے جمعہ وہ پھر آیا تو ہم نے جواب بتایا اور اس کی رہائش گاہ کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا:''میں''حَرْبِیَّہ''میں رہتا ہوں۔''ہم نے کہا:''تمہاری کُنْیَت کیا ہے؟''کہا:''ابوعبداللہ۔''ہمیں اس کے ساتھ بیٹھنے سے خوشی ہوتی۔ وہ ہر جمعہ ہماری محفلِ فقہ میں شرکت کرتا، اس کا آنا ہمیں بہت اچھا لگتا۔ پھر اچانک اس نے آنا چھوڑ دیا، اس طرح اچانک غیر حاضری کی وجہ سے ہم پریشان ہو گئے۔ ہم نے مشورہ کیا کہ ہمارا ایک رفیق ہم سے جدا ہو گیا ہے اس کے بارے میں ضرور معلومات کرنی چاہئے، کیا معلوم اسے کوئی بڑی پریشانی لاحق ہو گئی ہو؟ اگلی صبح ہم''حَرْبِیَّہ''گئے اور بچوں سے پوچھا:''کیا تم''ابوعبداللہ''کو جانتے ہو؟''بچوں نے کہا:''شاید! آپ ابوعبداللہ شکاری کے متعلق پوچھ رہے ہو؟''ہم نے کہا:''ہاں! ہم اسی کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔''کہا:''بس وہ آنے والے ہیں، آپ یہیں انتظار فرمائیں۔''

ہم وہیں ٹھہر گئے، کچھ دیر بعد ہم نے دیکھا کہ ایک موٹے کپڑے کا تہبند باندھے ایک چادر کندھوں پر اوڑھے وہ ہماری جانب چلا آ رہا تھا۔ اس کے پاس کچھ ذبح کئے ہوئے اور کچھ زندہ پرندے تھے۔ وہ مسکراتا ہوا ہمارے پاس آیا اور پوچھا:''خیریت تو ہے آج اس طرف کیسے آنا ہوا؟''ہم نے کہا:''تم ہمارے دوست تھے کئی دنوں تک مسلسل ہمارے پاس علمِ دین سیکھنے آتے

رہے، اب کچھ دنوں سے تم نہیں آرہے، اس کی وجہ کیا ہے؟'' کہا: ''میں آپ لوگوں کو سچ سچ بتاتا ہوں، میں جو کپڑے پہن کر آپ کی محفل میں حاضر ہوتا تھا وہ میرے ایک دوست کے تھے، جو مسافر تھا۔ جب وہ اپنے وطن واپس چلا گیا تو میرے پاس دوسرے کپڑے نہ تھے جنہیں پہن کر آپ کے پاس آتا، میرے نہ آنے کی وجہ یہی ہے، اچھا! ان باتوں کو چھوڑیں یہ بتائیے، آپ کیا پسند فرمائیں گے، میرے ساتھ گھر چلیں اور اس رزق سے کھائیں جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔'' ہم نے کہا: ''ٹھیک ہے! ہم چلتے ہیں۔'' پس ہم اس کے ساتھ چل دیئے، اس نے ایک مکان کے قریب رک کر سلام کیا اور اندر داخل ہو گیا۔ کچھ دیر بعد ہمیں اندر بلا کر بوریوں سے بَنی ہوئی ایک چٹائی پر بٹھایا۔ ذبح کئے ہوئے پرندے اپنی زوجہ کے حوالے کئے، زندہ پرندے بازار لے جا کر بیچے اور ان سے ملنے والی رقم سے روٹیاں خرید لایا، اتنی دیر میں اس کی زوجہ سالن تیار کر چکی تھی۔ اس نے روٹی اور پرندوں کا گوشت ہمارے سامنے رکھتے ہوئے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا نام لے کر کھایئے۔''

ہم نے کھانا کھاتے ہوئے آپس میں کہا: ''دیکھو! ہمارے اس دوست کی معاشی حالت کیسی ہے! ہمارا شمار بصرہ کے معززین میں ہوتا ہے، افسوس! ہمارے ہوتے ہوئے اس کی یہ حالت!'' یہ سن کر ہمارے ایک دوست نے کہا: ''پانچ سو (500) درہم میرے ذمہ ہیں۔'' دوسرے نے کہا: ''تین سو (300) درہم میں دوں گا۔'' اس طرح ہم سب نے حسبِ حیثیت درہم دینے اور دوسرے اہلِ ثروت سے دِلوانے کی نیتیں کیں۔ جب حساب کیا تو تقریباً پانچ ہزار (5000) درہم ہو چکے تھے۔ ہم نے کہا: ''ہم یہ ساری رقم اکٹھی کر کے اپنے اس دوست کی خدمت کریں گے۔''

چنانچہ، ہم اپنے میزبان کا شکریہ ادا کر کے شہر کی جانب چل دیئے۔ جب ہم کھجور سُکھانے کے میدان کے قریب سے گزرے تو بصرہ کے امیر محمد بن سلمان نے اپنا ایک غلام بھیج کر مجھے بلوایا۔ مَیں اس کے پاس پہنچا تو اس نے ہمارا حال پوچھا۔ میں نے سارا واقعہ کہہ سنایا اور بتایا کہ ہم اس غریب دوست کی امداد کرنا چاہتے ہیں۔ امیرِ بصرہ محمد بن سلمان نے کہا: ''میں تم سے زیادہ نیکی کرنے کا حق دار ہوں۔'' پھر اس نے دراہم سے بھری تھیلیاں منگوائیں اور ایک غلام سے کہا: ''یہ ساری تھیلیاں اٹھا لو اور جہاں رکھنے کا حکم دیا جائے، وہاں رکھ کر آ جانا۔'' میں بہت خوش ہوا اپنے دوست ابو عبداللہ کے مکان پر پہنچ کر دستک دی، دروازہ خود ابو عبداللہ نے کھولا۔ غلام اور رقم کی تھیلیاں دیکھ کر اس نے میری طرف یوں دیکھا جیسے میں نے اس پر بہت بڑی مصیبت توڑ دی ہو۔ اس کا انداز ہی بدل چکا تھا۔ وہ مجھ سے کہنے لگا: ''یہ سب کیا ہے؟ کیا تم مجھے مال کے فتنے میں ڈالنا چاہتے ہو؟'' میں نے کہا: ''اے ابو عبداللہ! ذرا ٹھہرو! میں تمہیں سب بات بتاتا ہوں۔'' یہ کہہ کر میں نے اسے ساری بات بتائی اور یہ بھی بتایا کہ یہ مال بصرہ کے امیر محمد بن سلمان نے بھجوایا ہے۔ بس یہ سننا تھا کہ وہ مجھ پر بہت غضبناک ہوا اور گھر میں داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا، میں باہر بے چینی کے عالم میں ٹہلتا رہا، سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ امیرِ بصرہ کو کیا جواب دوں۔ بالآخر یہی فیصلہ کیا کہ سچ ہی میں نجات ہے

اور مجھے سب کچھ سچ سچ بیان کر دینا چاہئے۔ یہی سوچ کر میں امیرِ بصرہ کے پاس آیا اور سارا واقعہ کہہ سنایا۔ میری بات سن کر امیرِ بصرہ غصے سے کانپتا ہوا بولا: ''میرے حکم کی نافرمانی کی گئی۔ اے غلام! جلدی سے تلوار لاؤ۔'' غلام تلوار لے کر حاضر ہوا تو امیر نے مجھ سے کہا: ''اس غلام کا ہاتھ پکڑ کر اس شخص کے پاس لے جاؤ، جب وہ باہر آئے تو اس کی گردن اُڑا دو اور سر ہمارے پاس لے آؤ۔'' میں یہ حکمِ شاہی سن کر بڑا پریشان ہوا، لیکن مجبور تھا، انکار نہ کر سکا، میں بادِلِ نخواستہ (یعنی نہ چاہتے ہوئے) واپس آیا اور دروازے پر پہنچ کر سلام کیا۔ اس کی زوجہ نے روتے ہوئے دروازہ کھولا اور ایک جانب ہٹ کر مجھے اندر بلا لیا۔ میں نے گھر میں داخل ہو کر پوچھا: ''تمہارا اور ابو عبداللہ کا کیا حال ہے؟'' کہا: ''آپ سے ملاقات کے بعد اس نے کنوئیں سے پانی نکال کر وضو کیا اور نماز پڑھی۔ پھر میں نے اس کی یہ آواز سنی:

''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اب مجھے مہلت نہ دے اور اپنی بارگاہ میں بلا لے۔'' یہ کہتے ہوئے وہ زمین پر لیٹ گیا، میں قریب پہنچی تو اس کی روح عالَمِ بالا کی طرف پرواز کر چکی تھی، یہ دیکھیں اب گھر میں اس کا بے جان جسم پڑا ہوا ہے۔ میں نے دیکھا تو واقعی ایک جانب اس کی میت رکھی ہوئی تھی۔ میں نے اس کی زوجہ سے کہا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندی! ہمارا قصہ بہت عجیب ہے۔ یہ کہہ کر میں امیرِ بصرہ محمد بن سلمان کے پاس آیا اور ساری بات بتائی۔'' اس نے کہا: ''میں اس کی نماز جنازہ ضرور پڑھوں گا۔'' کچھ دیر بعد اس کی موت کی خبر پورے بصرہ میں پھیل گئی۔ امیرِ بصرہ اور دوسرے بے شمار لوگوں نے اس کے جنازہ میں شرکت کی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 489: ملتِ ابراہیمی کا پیروکار

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن سلیمان قُرَشی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے کہ ''ایک مرتبہ یمن جاتے ہوئے راستے میں مجھے ایک خوبصورت نوجوان نظر آیا اس کے کانوں میں بالیاں تھیں، جن کے عمدہ وخوشنما موتیوں کی چمک سے اس کا چہرہ چمک رہا تھا۔ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پاکی بیان کرتے ہوئے یوں کہہ رہا تھا: ''آسمانوں کے بادشاہ کی وجہ سے میری عزت ووقار ہے۔ وہ غالب وقدرت والا ہے، اس میں کچھ نقص نہیں، اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔'' میں نے قریب جا کر سلام کیا۔ اس نے کہا: ''میں اس وقت تک سلام کا جواب نہیں دوں گا جب تک آپ میرا حق ادا نہ کریں۔'' میں نے کہا: ''تمہارا کون سا حق ہے؟'' کہا: ''میں حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کا پیروکار ہوں۔ میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاتا جب تک

ایک دو میل چل کر مہمان تلاش نہ کرلوں۔ آج آپ میرے مہمان ہیں۔'' نوجوان کی یہ بات سن کر میں اس کے ساتھ چل دیا۔ کچھ دور بالوں کا بنا ہوا ایک خیمہ نظر آیا، اس نے قریب پہنچ کر بلند آواز سے کہا: ''اے میری بہن! اے میری بہن۔'' اندر سے کسی لڑکی کی آواز آئی: لَبَّیْک! (میں حاضر ہوں) میرے بھائی! نوجوان نے کہا: ''مہمان کی تعظیم کرو۔''

لڑکی نے کہا: ''ٹھہرو! پہلے میں اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرلوں جس نے ہمارے ہاں مہمان بھیجا ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے نماز پڑھی۔ نوجوان مجھے خیمے میں بٹھا کر جانور ذبح کرنے چلا گیا۔ میری نظر اس لڑکی پر پڑی تو مجھے اس کا چہرہ سب سے زیادہ حسین نظر آیا۔ لڑکی نے کہا: ''میری طرف نہ دیکھئے! مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا کے شہنشاہ محمدِ مصطفٰی صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کا یہ فرمان ہم تک پہنچا ہے کہ ''آنکھوں کا زنا (غیر محرم کو) دیکھنا ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب مَا یُؤْمَرُ بِہٖ مِنْ غَضِّ الْبَصَر، الحدیث ۲۱۵۲، ص ۱۳۸۱) سنئے! میں آپ کی بے عزتی نہیں کررہی اور نہ ہی آپ کو ڈانٹ رہی ہوں بلکہ میرا مقصد آپ کو اَدَب سکھانا ہے تاکہ آپ دوبارہ ایسی حرکت نہ کریں۔'' لڑکی کی یہ بات سن کر میں بہت شرمندہ ہوا۔ جب رات ہوئی تو میں اور نوجوان خیمے سے باہر آگئے اور لڑکی خیمے میں ہی رہی۔ میں ساری رات خیمے کے اندر سے قرآنِ پاک کی تلاوت سنتا رہا، آواز میں سوز و گُداز تھا۔ صبح میں نے نوجوان سے پوچھا: ''قرآنِ پاک کی تلاوت کون کررہا تھا؟'' کہا: ''میری بہن اسی طرح ساری ساری رات عبادت کرتی ہے۔'' میں نے کہا: ''وہ عورت ہے اور تُو مرد، تجھے اس سے زیادہ عبادت کرنی چاہئے؟'' نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے! کیا آپ نہیں جانتے کہ وہی پروردگار عَزَّوَجَلَّ نیک اعمال کی توفیق دینے والا اور وہی عزت و ذلت دینے والا ہے۔''

حکایت نمبر 490: بااختیار درزی اور ظالم افسر

قاضی ابوالحسین محمد بن عبدالواحد ہاشمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بیان کرتے ہیں کہ ''خلیفہ مُعْتَضِد باللہ کے دورِ خلافت میں ایک تاجر کا کسی سرکاری عہدیدار پر بہت سا مال قرض تھا۔ جب بھی مطالبہ کیا جاتا وہ حیلے بہانے کرکے تاجر کو واپس کردیتا۔ اس تاجر کا بیان ہے: ''جب میں نے دیکھا کہ میرا مال کسی طریقے سے نہیں مل رہا تو میں نے اہلِ ثروت اور اعلیٰ عہدیداروں سے بات کی، حتی کہ وزیر سے بھی سفارش کروائی، لیکن مجھے میرا مال نہ مل سکا۔ اب صرف خلیفہ تک شکایت پہنچانا باقی تھی، لیکن یہ آسان کام نہ تھا۔ ایک دن مجھے میرے ایک دوست نے کہا: ''آؤ! میرے ساتھ چلو، میں تمہیں ایک ایسے شخص کے پاس لے چلتا ہوں

جوتمہارا مال واپس دلوادے گا اور تمہیں خلیفہ کے پاس شکایت کرنے کی حاجت نہ ہوگی۔ میں اس کے ساتھ چل دیا۔ وہ مجھے ایک درزی کے پاس لے گیا جو قریبی مسجد میں امام بھی تھے۔ میرے دوست نے میرا حال بیان کیا اور آنے کا مقصد بتایا تو امام صاحب فوراً ساتھ ہولئے، ہم اس افسر کے گھر کی طرف چل دیئے۔ میں نے اپنے دوست سے کہا: ''تم نے مجھے، اپنے آپ کو اور اس غریب درزی کو مصیبت میں ڈال دیا ہے۔ وہ ظالم افسر تو بڑے بڑے لوگوں کی باتوں پر کان نہیں دھرتا، وزیر جیسے بااثر شخص کی سفارش اس کے سامنے کچھ کام نہ کرسکی، پھر بھلا اس غریب درزی کی بات کو وہ کیا اہمیت دے گا۔ میری بات سن کر میرے دوست نے مسکراتے ہوئے کہا: ''تم خاموشی سے دیکھتے رہو ہوتا کیا ہے؟'' میں خاموش ہوکر چلتا رہا، جیسے ہی ہم اس ظالم افسر کے گھر کے قریب پہنچے، اس کے غلاموں نے بڑے باادب طریقے سے آگے بڑھ کر درزی کا ہاتھ چومتے ہوئے پوچھا: ''عالی جاہ! آپ کی تشریف آوری کا کیا مقصد ہے؟ ہمارا مالک ابھی ابھی سفر سے آیا ہے اگر آپ حکم دیں تو ہم فوراً اسے بلا لاتے ہیں اور اگر آپ چاہیں تو اندر تشریف لے چلیں اور خدمت کا موقع دیں، ہمارا مالک کچھ ہی دیر میں آجائے گا۔'' درزی نے کہا: ''چلو ہم اندر چل کر بیٹھ جاتے ہیں۔''

ہم ایک خوبصورت کمرے میں بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد وہ افسر آیا اور درزی کو دیکھتے ہی بہت تعظیم وتوقیر کرتے ہوئے بڑے خوشامدانہ لہجے میں بولا: ''حضور! ابھی ابھی سفر سے واپسی ہوئی ہے میں اس وقت تک سفر کے کپڑے تبدیل نہیں کروں گا جب تک آپ کے آنے کا مقصد پورا نہ کردوں، حکم فرمائیں میں آپ کی کیا خدمت کرسکتا ہوں؟'' امام صاحب نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''فوراً اس کا مال اسے دے دو۔'' افسر نے کہا: ''عالیجاہ! اس وقت میرے پاس صرف پانچ ہزار (5000) درہم ہیں، آپ اس سے کہیں کہ فی الحال یہی رقم قبول کرلے اور بقیہ رقم کے بدلے میرا سامانِ تجارت رہن (گروی) رکھ لے، میں ایک مہینے کے اندر اندر اس کی رقم واپس کردوں گا۔'' درزی (امام صاحب) نے میری طرف دیکھا تو میں نے فوراً یہ شرط قبول کرلی۔ افسر نے پانچ ہزار (5000) درہم اور سامانِ تجارت میرے حوالے کیا، میں نے امام صاحب اور اپنے دوست کو گواہ بنایا کہ ''اگر ایک ماہ کے اندر اندر اس نے میری رقم واپس نہ کی تو میں اپنی رقم کی مقدار کے مطابق اس کا سامانِ تجارت بیچنے کا اختیار رکھتا ہوں۔'' پھر دستاویز پر دستخط ہوئے اور ہم واپس آگئے۔ میں اپنا حق ملنے پر بہت خوش تھا اور حیران بھی تھا کہ نہ جانے اس امام صاحب میں ایسی کون سی طاقت ہے جس کی وجہ سے ظالم افسر اتنا مہربان ہوگیا اور اس کی اتنی تعظیم وتوقیر کی۔ بہرحال ہم واپس درزی کی دکان پر آئے، تو میں نے سارا مال درزی کے سامنے رکھتے ہوئے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کی بَرَکت سے مجھے میرا مال واپس دلوادیا ہے، میں اپنی خوشی سے کچھ مال آپ کی نذر کرنا چاہتا ہوں، آپ اس رقم میں سے تہائی مال یا نصف مال قبول فرمالیں۔''

امام صاحب نے کہا: ''کیا تم ایک اچھے کام کا بدلہ بُری چیز سے دینا چاہتے ہو؟ مَیں اس میں سے کچھ بھی نہیں لوں گا۔

جاؤ! اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں بَرَکت دے۔'' میں نے کہا: ''عالی جاہ! مجھے آپ سے ایک اور کام بھی ہے۔'' کہا: ''بتاؤ۔'' میں نے کہا: ''اس ظالم افسر کے سامنے بڑے بڑے لوگ بے بس ہوگئے، لیکن آپ کی بات اس نے فوراً مان لی، آخر وہ آپ کی اتنی تعظیم کیوں کرتا ہے؟'' امام صاحب نے کہا: ''تمہارا مال تمہیں مل چکا ہے۔ جاؤ! اب اپنا کام کرو اور مجھے بھی کام کرنے دو۔'' میں نے جب بہت اصرار کیا تو امام صاحب نے اپنا واقعہ کچھ یوں بیان کیا:

''ہمارے گھر کے راستے میں ایک ترکی افسر کا گھر ہے۔ ایک مرتبہ جب میں اپنے گھر جا رہا تھا تو دیکھا کہ نشے میں بدمست ترکی افسر ایک عورت کو پکڑ کر اپنے گھر کی جانب کھینچ رہا تھا، وہ بے چاری مدد کے لئے پکارتی رہی، لیکن کوئی بھی اس کی مدد کو نہ آیا۔ وہ رو رو کر کہہ رہی تھی: اے لوگو! مجھے اس ظالم سے بچاؤ! میرے شوہر نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں نے اُس کے گھر کے علاوہ کسی اور کے ہاں رات گزاری تو وہ مجھے طلاق دے دے گا۔ اگر یہ ظالم مجھے اپنے گھر لے گیا تو میرا گھر برباد ہو جائے گا اور میں رسوا ہو جاؤں گی، خدا کے لئے مجھے اس ظالم سے نجات دلاؤ۔ وہ مظلومہ اسی طرح فریاد کرتی رہی، لیکن کوئی بھی اس کی مدد کو تیار نہ ہوا۔ میں جذبۂ ایمانی کی بدولت اس ظالم کی طرف بڑھا اور عورت کو چھوڑنے کے لئے کہا، اس نے ایک لوہے کا ڈنڈا میرے سر میں مارا اور خوب طمانچے مارے پھر اس عورت کو زبردستی اپنے گھر لے گیا۔

میں زخمی حالت میں غمگین و پریشان اپنے گھر آیا زخم سے خون دھو کر پٹی باندھی اور کچھ دیر بستر پر لیٹ گیا۔ پھر عشاء کی نماز پڑھنے مسجد گیا اور نماز کے بعد تمام نمازیوں کو اس ظالم ترکی افسر کی حرکت سے آگاہ کرتے ہوئے کہا: ''تم سب میرے ساتھ چلو! یا تو وہ عورت کو چھوڑ دے گا ورنہ ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔'' لوگوں نے میری تائید کی اور ہم اس کے گھر کی جانب چل دیئے۔ وہاں پہنچ کر ہم نے عورت کی رہائی کا مطالبہ کیا تو اس ظالم ترکی افسر کے کئی غلاموں نے مل کر ہم پر ڈنڈوں سے حملہ کیا، سب مجھے اکیلا چھوڑ کر بھاگ گئے، چند غلاموں نے مجھے پکڑ کر خوب مارا اور شدید زخمی کر دیا۔ میرا ایک پڑوسی مجھے اٹھا کر گھر لے آیا۔ گھر والوں نے زخموں پر دوائی لگا کر پٹی باندھ دی، مجھے کچھ دیر نیند آ گئی، لیکن کچھ ہی دیر بعد درد کی شدت سے آنکھ کھل گئی۔ میں سوچ رہا تھا کہ اس بے چاری کو کس طرح بچایا جائے، اگر فجر طلوع ہونے تک وہ اسی ظالم کے قبضہ میں رہی تو اس کو طلاق ہو جائے گی اور اس کا گھر برباد ہو جائے گا۔ اے کاش! طلوعِ فجر سے قبل ہی وہ ظالم اسے چھوڑ دے۔ پھر اچانک مجھے خیال آیا کہ اس ظالم نے شراب پی رکھی ہے اسے اوقات کی معلومات بھی نہیں اگر میں ابھی اذان دے دوں تو وہ یہی سمجھے گا کہ فجر کا وقت ہو گیا ہے اور وہ اس عورت کو چھوڑ دے گا۔ اس طرح کم از کم اس بے چاری کا گھر تو بچ جائے گا۔ بس یہ خیال آتے ہی میں گرتا پڑتا مسجد پہنچا اور مینارے پر چڑھ کر بلند آواز سے اذان دی، اور اس ترکی افسر کے گھر کی طرف دیکھنے لگا۔ ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ باہر کی ساری سڑک گھوڑوں اور سپاہیوں سے بھر گئی۔ سپاہی بلند آواز سے کہہ رہے تھے: ''اس وقت اذان کس نے دی ہے؟'' پہلے

تو میں خاموش رہا پھر یہ سوچ کر کہ شاید اس عورت کی رہائی پر یہ سپاہی میری مدد کریں میں نے پکار کر کہا: ''میں یہاں موجود ہوں اور میں نے ہی اذان دی ہے۔'' سپاہیوں نے کہا: ''جلدی نیچے آؤ، تمہیں امیر المؤمنین بلا رہے ہیں۔'' میں ان سپاہیوں کے ساتھ خلیفہ **مُعْتَضِد باللہ** کے پاس آیا۔ اس نے بڑی شفقت سے مجھے اپنے قریب بٹھایا اور تسلی دینے لگا، میرا خوف جاتا رہا اور جب بالکل مطمئن ہو گیا تو کہا: ''تجھے کس نے مجبور کیا کہ تو وقت سے پہلے اذان دے کر مسلمانوں کو دھوکہ دے؟ ذرا سوچ تو سہی کہ مسافر تیری اذان سے دھوکہ کھا کر سفر شروع کر دیں گے، روزے دار کھانے پینے سے رک جائیں گے حالانکہ ابھی سحری کا وقت باقی ہے۔ بتا! کس چیز نے تجھے اس کام پر مجبور کیا؟'' میں نے ڈرتے ہوئے کہا: ''اگر امیر المؤمنین مجھے جان کی امان عطا فرمائیں تو میں کچھ عرض کرتا ہوں۔'' خلیفہ نے کہا: ''تمہیں امان دی جاتی ہے، سچ سچ بتاؤ۔''

میں نے اس ظالم ترکی افسر اور عورت کا سارا واقعہ کہہ سنایا اور اپنے زخم بھی خلیفہ کو دکھائے۔ خلیفہ نے غضبناک ہو کر سپاہیوں کو حکم دیا کہ ''ابھی ابھی اس ترکی افسر اور اس مظلومہ کو میرے سامنے حاضر کرو۔'' کچھ ہی دیر میں سپاہی اس ترکی افسر اور عورت کو خلیفہ کے پاس لے آئے۔ خلیفہ نے مجھے ایک کمرے میں بھیج کر عورت سے حقیقتِ حال دریافت کی تو اس نے بھی وہی کچھ بتایا جو میں نے بتایا تھا۔ خلیفہ نے چند قابلِ اعتماد عورتوں اور سپاہیوں کے ساتھ عورت کو اس کے گھر بھیج دیا اور اس کے شوہر کو پیغام بھجوایا کہ اس عورت کے ساتھ احسان اور بھلائی والا معاملہ کیا جائے کیونکہ یہ بے قصور ہے اگر اس پر سختی کی گئی تو سخت سزا دی جائے گی۔ پھر خلیفہ نے مجھے بلایا اور اس ترکی افسر کو مخاطب کر کے پوچھا: ''بتا! تجھے کتنی تنخواہ ملتی ہے؟ بتا! تجھے کاروبار سے کتنا نفع ملتا ہے؟ تیرے پاس کتنی کنیزیں اور لونڈیاں ہیں؟ تیری سالانہ آمدنی کتنی ہے؟'' ترکی افسر نے اپنی کثیر آمدنی اور کنیزوں کے بارے میں بتایا تو خلیفہ نے کہا: ''اتنی نعمتیں ملنے کے باوجود تو نے اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی ہے۔ کیا تجھے حلال چیزیں کافی نہ تھیں؟ جو تو نے حرام کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اب تجھے دردناک سزا دی جائے گی۔ اے سپاہیو! جلدی چمڑے کا تھیلا اور چونا لے کر آؤ۔'' چمڑے کا مضبوط تھیلا اور چونا لایا گیا، اس ترکی کو تھیلے میں بند کر کے اوپر سے چونا ڈال کر ہتھوڑوں سے ضربیں لگائی گئیں۔ کچھ ہی دیر میں اس ظالم کے جسم کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور وہ موت کے گھاٹ اُتر گیا۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ ''اس نامراد کی لاش دریائے دِجلہ میں پھینک دی جائے۔''

تمام فوجی افسر، وزراء و اعلیٰ عہدیداران یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ وہ افسر جس کے ذمے تیر امال تھا وہ بھی وہاں موجود تھا۔ خلیفہ نے مجھے مخاطب کر کے کہا: ''اے شیخ! ہمارے اس ملک میں آپ جہاں بھی کوئی برائی دیکھیں، جہاں کسی ظالم کو ظلم کرتا دیکھیں تو اسے روکیں، چاہے وہ کوئی بھی ہو۔'' پھر ایک بڑے افسر کی طرف اشارہ کر کے کہا: ''چاہے یہ اعلیٰ افسر ہی کیوں نہ ہو، تم اسے برائی سے روکنا اور اگر کوئی تمہارے خلاف جرأت کرے، تمہاری بات نہ مانے تو مجھے فوراً اطلاع کر دینا، ہمارے اور تمہارے

درمیان ''اذان'' نشانی ہوگی۔تم وقت سے پہلے اذان دے دینا میں سمجھ جاؤں گا اور تیری آواز سنتے ہی تیری مدد کو پہنچوں گا۔جو تجھے تکلیف پہنچائے گا اس ظالم تر کی افسر کی طرح میں اُسے عبرتناک سزا دوں گا۔اب جاؤ اور اپنے کام کی پابندی کرو۔'' خلیفہ کی یہ بات سن کر میں وہاں سے آگیا۔صبح ہوتے ہی یہ خبر پورے شہر میں پھیل گئی ہر خاص وعام کو میرے اختیارات کے متعلق معلوم ہوگیا اس دن سے لے کر آج تک ایک مرتبہ بھی ایسا نہ ہوا کہ میں نے کسی کو انصاف دلوایا ہو اور اسے انصاف نہ ملا ہو۔خلیفہ کے ڈر سے ہر شخص میری ہر بات فوراً مان لیتا ہے۔ابھی تک دوبارہ وقت سے پہلے اذان دینے کی نوبت نہیں آئی۔یہ ہے میرا واقعہ۔'' یہ کہہ کر درزی اپنے کام میں مصروف ہوگیا اور میں گھر چلا آیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر491: خلیفہ مُعْتَضِد باللّٰہ کی حکمتِ عملی

ابو محمد عبداللہ بن حمدون کا بیان ہے،ایک دفعہ خلیفہ مُعْتَضِد باللّٰہ شکار کے لئے گیا سپاہی ابھی پیچھے تھے میں خلیفہ کے ساتھ تھا کہ اچانک قریبی کھیت کے مالک نے چیخ وپکار شروع کردی۔خلیفہ نے اسے بلا کر شور مچانے کا سبب دریافت کیا تو اس نے کہا:''آپ کے لشکر کے چند سپاہیوں نے میرے کھیت سے کھیرے چرائے ہیں۔'' خلیفہ نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ''مجرموں کو ہمارے سامنے پیش کرو۔'' تین شخصوں کو لایا گیا۔خلیفہ نے کھیت والے سے پوچھا:''کیا یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے تمہارے کھیرے چُرائے ہیں؟'' اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔خلیفہ نے حکم دیا کہ''انہیں ہتھکڑیاں پہنا کر قید میں ڈال دو۔'' دوسرے دن خلیفہ نے تین مجرموں کو بلایا اور حکم دیا کہ''انہیں کھیرے کے کھیت میں لے جاکر قتل کردو۔'' لوگوں کو اس حکم سے بڑی کوفت ہوئی کہ صرف چند کھیروں کی خاطر تین جانوں کو قتل کروایا جارہا ہے،لیکن حکمِ شاہی کے سامنے کسی کو کچھ بولنے کی ہمت نہ ہوئی اور تین مجرموں کو قتل کردیا گیا۔لوگوں نے خفیہ طور پر اس واقعہ کی شدید مخالفت کی،لیکن آہستہ آہستہ بات رفع دفع ہوگئی۔کافی عرصے کے بعد ایک رات میں خلیفہ مُعْتَضِد باللّٰہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس نے مجھ سے کہا:''اگر لوگ ہمارے متعلق کوئی بری بات کہتے ہیں تو بتاؤ تاکہ ہم اپنی برائی کا ازالہ کریں۔'' میں نے کہا:''امیرالمؤمنین میں ایسی کوئی برائی نہیں۔'' خلیفہ نے کہا:''میں تجھے قسم دیتا ہوں سچ سچ بتاؤ۔'' میں نے کہا:''کیا آپ مجھے امان دیتے ہیں؟'' کہا:''ہاں! تمہیں امان ہے،بتاؤ! مجھ میں کیا برائی ہے؟'' میں نے کہا:''عالی جاہ! آپ خون بہانے میں بہت جلدی کرتے ہیں،یہ بہت بری بات ہے۔'' خلیفہ نے کہا:''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب سے

میں خلیفہ بنا ہوں کسی ایک کو بھی ناحق قتل نہیں کیا۔''

یہ سن کر میں خاموش ہو گیا تو خلیفہ نے کہا: ''اور بتاؤ۔'' میں نے کہا: ''لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے خادمِ خاص احمد بن ابوطیب کو قتل کروادیا حالانکہ اس کی کوئی خیانت ظاہر نہ ہوئی تھی۔'' خلیفہ نے کہا: ''اس نے مجھے کفر و اِلحاد کی دعوت دی تھی۔ اب تم بتاؤ کیا میں نے اسے قتل کروا کر برا کام کیا ہے؟ میں نے اسے اس کی باطل دعوت کی سزا دی تھی اس کے علاوہ کوئی اور برائی بتاؤ جو مجھ سے سرزد ہوئی ہو۔'' میں نے کہا: ''لوگ اُن تین شخصوں کے قتل کی وجہ سے آپ سے بیزار ہے جنہیں آپ نے صرف چند کھیروں کے بدلے قتل کروادیا تھا۔'' خلیفہ نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! قتل ہونے والے تینوں شخص وہ نہیں تھے جنہوں نے کھیرے چرائے تھے بلکہ قتل ہونے والے تو خطرناک ڈاکو تھے، انہوں نے فلاں جگہ چوری کی تھی، فلاں جگہ ڈاکہ ڈالا تھا، وہ تو بدترین مجرم تھے، یہ علیحدہ بات ہے کہ انہیں کھیت میں قتل کیا گیا۔ بات دراصل یہ ہے کہ ''جب کھیت کے مالک نے ان کی شکایت کی اور تین سپاہیوں کو پکڑوادیا تو میں نے انہیں قید میں ڈلوادیا اور دوسرے دن تین ڈاکوؤں کو کھیت میں لے جا کر قتل کروادیا اور ان کے چہروں کو ڈھانپنے کا حکم دیا تاکہ لوگ انہیں پہچان نہ سکیں اور تمام فوج یہ جان لے کہ جب کھیرے چوری کرنے کے جرم میں قتل کر دیا جاتا ہے تو بڑے جرموں کی کتنی دردناک سزا ملے گی، میں نے ظلم وزیادتی روکنے کے لئے یہ طریقہ اپنایا تھا۔ باقی وہ تینوں جنہوں نے کھیرے چرائے تھے وہ ابھی تک قید میں موجود ہیں۔'' یہ کہہ کر خلیفہ نے ان تینوں کو بلوایا قید میں رہنے کی وجہ سے ان کی حالت تبدیل ہو چکی تھی۔ خلیفہ نے ان سے کہا: ''بتاؤ تمہیں قید میں کیوں ڈالا گیا؟'' کہا ہمیں چند کھیروں کی چوری کے جرم میں قید کر دیا گیا تھا۔'' خلیفہ نے کہا: ''اگر میں تمہیں چھوڑ دوں تو کیا تم اپنی سابقہ غلطیوں سے تائب ہو جاؤ گے؟'' سب نے بیک زبان کہا: ''جی ہاں۔'' یہ سن کر خلیفہ نے انہیں چھوڑ دیا اور بہت سے تحائف دیئے اور ان کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کر دیا۔ کچھ ہی دنوں میں خلیفہ کی یہ بات سارے شہر میں پھیل گئی اور خلیفہ پر ناحق قتل کرنے کی جو تہمت تھی وہ دور ہو گئی اور حقیقت واضح ہو گئی۔

(اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کی مغفرت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر492: **بس! اب میں جواب کا منتظر ہوں**

حضرتِ سیِّدُنا محمد حاتم تِرمِذی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''حضرتِ سیِّدُنا احمد بن خَضرَوَیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال پچانوے (95) سال کی عمر میں ہوا۔ جب ان پر نزاع کی کیفیت طاری ہوئی تو اس وقت میں ان کے پاس موجود تھا۔ کسی نے

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کوئی مسئلہ پوچھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور روتے ہوئے فرمایا: ''میرے بیٹے! پچانوے(95) سال ہوگئے میں ایک دروازے کو کھٹکھٹا رہا ہوں، اب وہ میرے لئے کھلنے والا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ میرے لئے سعادت مندی کے ساتھ کھلے گا یا بدبختی کے ساتھ بس اب میں جواب کا منتظر ہوں۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر نوسو(900) دینار قرض تھا۔ قرض خواہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ہی موجود تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی طرف دیکھا اور بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح عرض گزار ہوئے: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ تو نے رَہن کو مالداروں کے لئے دستاویز بنایا۔ میرے خالق و مالک عَزَّوَجَلَّ! تُو میرے قرض خواہوں کو ان کا قرض ادا فرما دے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابھی دعا سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ کسی نے دروازے پر دستک دیتے ہوئے کہا: ''کیا یہ احمد بن خَضْرَوَیْہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا گھر ہے؟'' لوگوں نے کہا: ''ہاں! یہ انہی کا گھر ہے؟'' کہا: ''ان کے قرض خواہ کہاں ہیں؟'' یہ سن کر قرض خواہ باہر گئے تو آنے والے اجنبی نے سب کا قرض ادا کیا اور چلا گیا۔ پھر حضرتِ سیِّدُنا احمد بن خَضْرَوَیْہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوگیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر493: مخلص بندے

حضرتِ سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں کہ: ''ایک رات میں نے حضرتِ سیِّدُنا سَرِی سَقَطِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ہاں قیام کیا۔ جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! کیا تم سو گئے ہو؟'' میں نے عرض کی: ''حضور! میں جاگ رہا ہوں۔'' فرمایا: ابھی ابھی میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اپنی بارگاہ میں بُلا کر ارشاد فرمایا: ''اے سَرِی! کیا تُو جانتا ہے کہ میں نے مخلوق کو کیوں پیدا فرمایا؟'' میں نے عرض کی: ''اے میرے خالق عَزَّوَجَلَّ مجھے معلوم نہیں۔'' ارشاد فرمایا: ''میں نے مخلوق کو پیدا کیا تو سب نے مجھ سے محبت کا دعویٰ کیا۔ پھر میں نے دنیا کو پیدا کیا تو دس ہزار(10000) میں سے نو ہزار(9000) میری محبت سے غافل ہو کر دنیا کی محبت میں کھو گئے۔ پھر میں نے جنت کو پیدا فرمایا تو ہزار میں سے نوسو(900) میری محبت سے غافل ہو کر جنت کی محبت میں کھو گئے۔ میں نے ان پر کچھ آلام ومصائب نازل کیئے تو ان مصیبتوں کی وجہ سے سو میں سے نوے(90) میری یاد سے غافل ہوگئے۔ بقیہ دس(10) بچے۔ میں نے ان سے کہا: ''نہ تو تم نے دنیا کا ارادہ کیا، نہ جنت کی رغبت کی اور نہ ہی مصیبتوں کی وجہ سے بھاگے، بتاؤ تم کیا چاہتے ہو؟'' انہوں نے کہا: ''اے ہمارے علیم

وخبیر پروردگار عَزَّوَجَلَّ تُو ہماری چاہت کوخوب جاننے والا ہے۔'' ارشاد فرمایا:''میں تم پر ایسی ایسی آزمائشیں اور مصیبتیں ڈالوں گا کہ جنہیں بلند وبالا پہاڑ بھی برداشت نہیں کرسکتے، کیا اس صورت میں بھی تم صبر وشکر کے ساتھ استقامت پر قائم رہو گے؟'' عرض کی: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تُو جانتا ہے کہ اب تک تُو نے ہم پر جتنی مصیبتیں نازل کیں ہم ان سب پر راضی رہے اور آئندہ بھی ہر حال میں تجھ سے راضی رہیں گے۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:''تم ہی میرے مخلص بندے ہو۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر494:

ایک حاجت مند اور امیر شخص

حضرتِ سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن ابراہیم فِھْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے کہ:''ایک غریب شخص کسی امیر کے پاس اپنی حاجت طلب کرنے گیا تو دیکھا کہ وہ سجدہ کی حالت میں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعائیں مانگ رہا ہے۔ غریب شخص نے کہا:''یہ شخص تو خود محتاج ہے پھر میں اپنی حاجت اس سے کیوں بیان کروں؟ مجھے کیا ہوگیا کہ میں اُس کی بارگاہ میں اپنی حاجت بیان نہیں کرتا جو سب کی حاجتیں پوری کرنے والا ہے۔ امیر نے جب یہ آواز سنی تو اس غریب کو دس ہزار (10000) درہم دیتے ہوئے کہا:''یہ ساری رقم تجھے اس نے عطا کی ہے جس سے میں مانگ رہا تھا۔ جاؤ! یہ سارا مال لے جاؤ! **اللہ** تعالیٰ اس میں بَرَکت دے۔''

سلمان بن ایوب کا بیان ہے کہ''جب وہ غریب شخص واپس گیا تو راستہ میں ایک کنویں میں گر گیا۔ وہاں کوئی ایسا شخص نہ تھا جو اس کی مدد کرتا۔ جب اسے خلاصی کی کوئی راہ نظر نہ آئی تو بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح عرض گزار ہوا:''اے وہ ذات کہ عرش کے کناروں سے زمین کی سب سے نچلی تہہ تک اس کے سوا کوئی ایسا نہیں جو عبادت کے لائق ہو۔ بے شک تُو اکیلا ہی عبادت کے لائق ہے۔ میرے خالق عَزَّوَجَلَّ! تُو بہتر جانتا ہے کہ اس وقت مجھ پر کیا مصیبت نازل ہوئی ہے؟ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میری خلاصی کی راہ بنادے۔'' ابھی اس شخص کے دعائیہ کلمات مکمل بھی نہ ہونے پائے تھے کہ وہ کنوئیں سے نکل کر باہر زمین پر آ گیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر495:

حکومت کے طلبگاروں کو نصیحتیں

حضرتِ سیِّدُنا عبیداللہ بن محمد قُرَشی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''سابقہ لوگوں میں سے چند نیک لوگوں نے ایک کتاب کے بارے میں بیان کیا کہ اس میں بے شمار عبرت آموز باتیں اور فکرِ آخرت دلانے والی متعدد حکایات واَمثال (مثالیں) ہیں۔ عقلمند اس کے مطالعہ سے آخرت کی طرف راغب ہوتا اور فانی دنیا سے بیزار ہوجاتا ہے۔ وہ کتاب ''اُنطونس'' کی طرف منسوب ہے۔ ''اُنطونس'' کے بارے میں منقول ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ روح اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام کے مُبارَک زمانے کے بعد یہ ایک بادشاہ گزرا ہے، جس نے تین سوبیس (320) سال عمر پائی۔ جب وفات کا وقت آیا تو اس نے اپنی سلطنت کے تین نیک و پارسا اور صاحب علم سرداروں کو بلایا اور کہا: ''تم جانتے ہو کہ میں اب کس حالت میں ہوں اور مجھے کیا واقعہ پیش آنے والا ہے۔ تم لوگ سلطنت کے عظیم وافضل لوگوں میں سے ہو۔ میں نہیں جانتا کہ تم تینوں میں سے امورِ سلطنت کے لئے کون زیادہ بہتر رہے گا؟ اس لئے میں نے قوم کے بہترین لوگوں میں سے چھ (6) افراد کو منتخب کیا ہے، وہ تم میں سے جسے مناسب سمجھیں میرے بعد اپنا بادشاہ مقرر کرلیں۔ تم ان کے فیصلے کو بخوشی قبول کر لینا۔ خبردار! اختلاف سے بچنا ورنہ تم خود بھی ہلاک ہوجاؤ گے اور اپنی رعایا کو بھی ہلاکت میں مبتلا کر دو گے۔'' تینوں نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کی عمر دراز فرمائے۔'' بادشاہ نے کہا: ''موت ضرور آنی ہے اس سے بچا نہیں جاسکتا۔ تم میری باتوں پر ضرور عمل کرنا۔'' پھر اسی رات بادشاہ کا انتقال ہوگیا۔ جن چھ سرداروں کو نئے بادشاہ کے انتخاب کا اختیار دیا گیا تھا وہ سردار کسی ایک پر متفق نہ ہوئے بلکہ دو، دو، سردار ہر ایک کے ساتھ ہو گئے۔ جب ملک کے بزرگوں اور حکماء نے یہ اختلاف دیکھا تو کہا: ''تمہارے درمیان تو ابھی سے اختلاف شروع ہوگیا، سنو! ہمارے ملک میں ایک ایسا شخص ہے جو سب سے افضل ہے، اس کی حکمت ودانائی میں کسی کو شک نہیں۔ وہ جس کو بادشاہ مقرر کردے گا وہ باعثِ برکت ہوگا۔ جاؤ! تم اس کے پاس چلے جاؤ وہ فلاں پہاڑ پر ایک غار میں رہتا ہے۔

چنانچہ، ان تینوں نے چھ سرداروں میں سے ایک کو عارضی طور پر امورِ سلطنت کا نگران بنایا اور خود ''انطونس'' نامی راہب کے پاس چلے گئے اور حقیقتِ حال بیان کرتے ہوئے کہا: ''آپ ہم میں سے جس پر راضی ہوجائیں گے وہی بادشاہ ہوگا۔'' راہب نے کہا: ''لوگوں سے دور ہو کر مجھے کچھ فائدہ نہ پہنچا۔ میری اور لوگوں کی مثال تو اس شخص کی طرح ہے جس کے جانوروں کے باڑے میں بھیڑیئے گُھس آئے ہوں وہ بھیڑیوں سے جان بچا کر ایک اور گھر میں پہنچے تو وہاں شیر موجود ہوں۔'' یہ سن کر ان تینوں نے کہا: ''ہم جس کام کے سلسلے میں آئے ہیں اس کی طرف ہمارے ملک کے اہلِ علم حضرات نے راہنمائی کی ہے، ان کی رائے ہے کہ آپ کے مشورے میں برکت وبھلائی ہوگی۔ برائے کرم! آپ ہم میں سے جس کو بہتر گمان کرتے ہیں اس کی تعیین فرمادیں تاکہ وہ

ملک کے نظام کو سنبھال سکے۔'' راہب نے کہا: ''میں نہیں جانتا کہ تم میں سے افضل کون ہے؟ تم سب ایک ہی چیز کے طالب ہو اور اس طلب میں تم سب برابر ہو۔'' تینوں میں سے ایک نے سوچا کہ اگر میں اس عہدے سے بیزاری ظاہر کروں تو شاید مجھے ہی بادشاہی سونپ دی جائے۔ چنانچہ، اس نے راہب سے کہا: ''میں اس بادشاہی منصب کے بارے میں اپنے دونوں ساتھیوں سے ہرگز نہیں اُلجھوں گا۔'' راہب نے کہا: ''میرا تو یہ گمان ہے کہ تیرے دونوں ساتھیوں میں سے کوئی بھی تیرے علیحدہ ہوجانے کو ناپسند نہیں کرتا۔ اب تم ہی ان دونوں میں سے جسے چاہو بادشاہت کے لئے چن لو اور میرے کان میں بتادو، میں اُسی کو بادشاہ بنا دوں گا۔'' اس نے راہب کی یہ بات سنی تو کہا: ''عالیجاہ! آپ جسے چاہیں اختیار فرمالیں میں یہ کام نہیں کرسکتا۔'' راہب نے کہا: ''اس سے تو یہی ظاہر ہو رہا ہے کہ تم نے اپنی دستبرداری کے قول سے رجوع کرلیا ہے اور تم اب بھی بادشاہت کے مُتَمَنِّی (یعنی خواہش مند) ہو، اب پھر تم تینوں میری نظر میں برابر ہوگئے ہو۔ میری باتیں بڑی غور سے سننا! میں تمہیں نصیحت کروں گا، دنیا اور اس میں تمہاری موجودگی کی مثالیں پیش کروں گا۔ تم سب سمجھدار اور اہلِ علم ہو۔ مجھے بتاؤ کہ تمہاری بادشاہت اور تمہاری عمریں کتنی طویل ہوں گیں؟ تم کتنا عرصہ زندہ و باقی رہو گے؟'' تینوں نے کہا: ''ہمیں نہیں معلوم کہ ہم کتنا عرصہ زندہ رہیں گے؟ ہوسکتا ہے پلک جھپکنے کی مقدار بھی زندہ نہ رہ سکیں۔'' راہب نے کہا: ''پھر تم ایک غیر یقینی چیز کے دھوکے میں کیوں پڑے ہو؟'' کہا: ''صرف اس امید پر کہ شاید ہماری عمریں طویل ہوں۔'' راہب نے پوچھا: ''اچھا یہ بتاؤ تمہاری عمر کتنی ہے ؟'' کہا: ''ہم میں سے سب سے چھوٹا پینتیس (35) سال اور سب سے بڑا چالیس (40) سال کا ہے۔''

راہب نے پوچھا: ''اچھا یہ بتاؤ، زیادہ سے زیادہ تم کتنا عرصہ زندہ رہنا پسند کرتے ہو؟'' کہا: ''چالیس سے زیادہ زندہ رہنا ہمیں پسند نہیں اور نہ ہی اتنی عمر کے بعد زندہ رہنا فائدہ مند ہے۔'' راہب نے کہا: ''پھر تم اپنی بقیہ عمر میں اس ملک کو حاصل کرنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے جو کبھی برباد نہ ہوگا؟ ایسی نعمتیں کیوں نہیں چاہتے جو کبھی ختم نہ ہوں گی؟ ایسی لذت و زندگی کو محبوب کیوں نہیں رکھتے جسے موت بھی ختم نہیں کرے گی؟ نہ وہ زندگی ختم ہوگی، نہ وہاں غم و پریشانی ہوگی نہ بیماری۔ تم ایسی نعمتوں کے لئے کیوں کوشش نہیں کرتے؟'' کہا: ''ہمیں امید ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے ہمیں یہ چیزیں ضرور ملیں گی۔'' راہب نے کہا: ''تم سے پہلے بھی ایسے لوگ تھے جو ایسی ہی امیدیں کرتے تھے جیسی تم کرتے ہو۔ وہ بھی ایسی ہی خواہش کرتے تھے جیسی تم کرتے ہو۔ انہوں نے انہی امیدوں کی وجہ سے اعمالِ صالحہ ترک کردیئے یہاں تک کہ انہیں موت آپہنچی پھر سزا ان کا مُقدَّر بنی اور تم تک ان کی خبریں پہنچ چکی ہیں۔ جسے معلوم ہو کہ سابقہ لوگوں کا کیا انجام ہوا اس کے لئے مناسب نہیں کہ وہ بغیر عمل کے امید کرے۔ اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ جو شخص لَق ودَق (ویران) صحراء میں پانی ساتھ لئے بغیر سفر کرے تو قریب ہے کہ پیاس کی شدت سے مرجائے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنے جسموں کو ہلاک کرنے کے بارے میں امیدوں پر بھروسہ کرتے ہو لیکن

زندگی سنوارنے کے لئے امیدوں پر بھروسہ نہیں کرتے ،جس گھر کی بربادی کا تمہیں علم ہے تم اسی کے حصول کے لئے کوشاں ہو اور ہمیشہ رہنے والے گھر کو عارضی دنیا کی وجہ سے چھوڑ رہے ہو۔ اچھا یہ بتاؤ کہ جس شہر میں تم نے مکانات ومحلات تعمیر کئے اگر تم سے کہا جائے کہ عنقریب اس شہر پر ایک زبردست بادشاہ بہت بڑا لشکر لے کر حملہ آور ہوگا وہ تمام عمارتیں گرادے گا اور شہریوں کو قتل کردے گا'' تو کیا تم ایسے شہر میں رہنا پسند کرو گے؟ کیا ایسی عمارتوں میں رہائش اختیار کرو گے؟'' تینوں نے کہا: ''نہیں، ہم لمحہ بھر کے لئے بھی ایسے شہر میں رہنا پسند نہیں کریں گے۔'' راہب نے کہا: ''خداعَزَّوَجَلَّ کی قسم! تمام بنی آدم کا معاملہ کچھ ایسا ہی ہے، عنقریب سب کو موت کا سامنا کرنا پڑے گا، دُنیا کا ہر شہر بالآخر ختم ہوجائے گا۔ ہاں! میں تمہیں ایک ایسے شہر کے متعلق بتاتا ہوں جو کبھی فنا نہ ہوگا۔ اس میں اَمن ہی اَمن ہوگا۔ وہاں تمہیں کوئی ظالم اپنے ظلم کا نشانہ نہ بنا سکے گا اور نہ ہی کوئی جابر حاکم مُسلَّط ہوگا، وہاں کے پھل وباغات کبھی ختم وکم نہ ہوں گے۔''

تینوں نے کہا: ''آپ جو کہنا چاہتے ہیں ہم سمجھ گئے ہیں، لیکن ہمارے نفس تو دنیا کی محبت کا جام پی چکے ہیں، اب اس دائمی نعمتوں والے شہر (جنت) کا حصول اتنا آسان نہیں؟'' راہب نے کہا: ''بڑے سفروں کی وجہ سے بڑے بڑے منافع حاصل ہوتے ہیں۔ تعجب ہے کہ جاہل اور عالم اپنے آپ کو ہلاک کرنے کے بارے میں برابر کیسے ہوگئے۔ مگر ہاں! یہ بات ہے کہ جو چور چوری کی سزا سے ناواقف ہو وہ اس چور سے زیادہ معذور ہے جو سزا سے واقفیت کے باوجود چوری کرے۔ تعجب ہے اس شخص پر جو اپنی آخرت کی بھلائی کے لئے مال خرچ نہیں کرتا بلکہ دوسروں پر خرچ کرتا ہے۔ میں اس دنیا کے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ یہ اپنے لئے آخرت میں ذخیرہ تیار نہیں کرتے۔ ایسا لگتا ہے جیسے انہیں اُن باتوں پر یقین ہی نہیں جو انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام نے بتائیں اور جنہیں لے کر وہ پاک ہستیاں اس دنیا میں مبعوث ہوئیں۔'' تینوں نے کہا: ''ہم اس قوم میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جو انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی لائی ہوئی باتوں میں سے کسی کی تکذیب کرتا ہو۔'' راہب نے کہا: ''مجھے بہت زیادہ تعجب ہے کہ لوگ کہتے تو یہ ہیں کہ ہم تصدیق کرتے ہیں، لیکن ان کا عمل ان کے قول کے خلاف ہے گویا وہ بغیر اعمال کے ثواب کی امید رکھتے ہیں۔'' تینوں نے راہب سے کہا: ''ہمیں بتایئے کہ آپ کو امور کی معرفت کس طرح حاصل ہوئی؟ آپ کس طرح دنیا کی حقیقت سے آگاہ ہوئے؟'' کہا: ''جب میں نے اس دنیا کی ہلاکت کے بارے میں غور وفکر کیا تو یہ بات واضح ہوئی کہ ہلاکت چار ایسی چیزوں کی وجہ سے ہوتی ہے جن میں لذت رکھی گئی۔ اور یہ چار دروازے ہیں جو جسم میں ترکیب دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے تین سر میں اور ایک پیٹ میں ہے۔ دو آنکھیں، دو نتھنے اور گلا یہ سر کے دروازے ہیں۔ اور چوتھی راہ جو پیٹ میں ہے وہ شرمگاہ ہے۔ انہی دروازوں سے انسان پر بلائیں اور مصیبتیں آتی ہیں۔ پھر جب میں نے غور وفکر کیا کہ تکلیف کے اعتبار سے کون سا دروازہ زیادہ خفیف ہے؟ تو سب سے زیادہ خفیف دروازہ نتھنے محسوس ہوئے کیونکہ یہ خوشبو

اور دیگر سونگھنے والی چیزوں کو چاہتے ہیں ۔ بقیہ تین دروازوں کے بارے میں غور کیا تو گلا کی مشقت سب سے زیادہ ہلکی محسوس ہوئی کیونکہ یہ جسم کا ایسا راستہ ہے جس کے ذریعے سے غذا پیٹ تک پہنچتی ہے۔ اور جب پیٹ کا برتن بھر جاتا ہے تو یہ دروازہ برابر ہو جاتا ہے۔ لہٰذا میں نے نفسانی خواہشات والے کھانوں کو ترک کر دیا اور صرف ایسی غذا پیٹ کے برتن میں ڈالی جس سے جسم سلامت رہ سکے ۔ پھر میں نے شرمگاہ کی مصیبت کے بارے میں غور کیا تو یہ بات واضح ہوئی کہ شرمگاہ اور آنکھوں کا تعلق دل سے ہے اور آنکھوں کا دروازہ شہوت کا ساقی ہے اور یہ دونوں جسم کی ہلاکت کا بڑا سبب ہیں ۔ لہٰذا میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ میں ان دونوں مصیبتوں کو اپنے سے دور کر دوں گا ۔ کیونکہ ان کو چھوڑ دینا میرے نزدیک اپنے جسم کو ہلاکت میں ڈالنے سے آسان ہے۔ خوب غور وخوض کے بعد یہی بات سامنے آئی کہ ان مصیبتوں سے چھٹکارا پانے کا سب سے بہترین حل لوگوں سے دوری اختیار کرنا ہے ۔ پھر میں نے دنیا والوں کو چھوڑا اور اس مقام پر عبادتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مشغول ہو گیا، اس طرح مجھے گناہوں کی مصیبت سے نجات مل گئی۔ پھر میں نے اپنے اندر چار لذّتیں محسوس کیں تو چار اچھی خصلتوں سے انہیں دفع کر دیا۔''

پوچھا: ''وہ لذتیں کون سی ہیں؟ اور وہ خصلتیں کیا ہیں؟'' راہب نے کہا: ''لذتیں تو یہ ہیں (۱)...... مال کی لذت، (۲)...... اولاد کی لذت، (۳)...... بیویوں کی لذت اور (۴)...... سلطنت کی لذت ۔ اور چار خصلتیں یہ ہیں (۱)...... فکر (۲)...... غم (۳)...... خوف اور (۴)...... اس موت کا ذکر جو لذتوں کو ختم کرنی والی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ کسی بھی لذت میں کوئی خیر نہیں اور موت ہر لذت کو ختم کر دے گی اور کون سا گھر ایسا ہے جو اس مصیبتوں کے گھر سے زیادہ بُرا اور شر انگیز ہو گا؟ سنو! تم لوگ اس شخص کی طرح ہو جاؤ جو اپنے شہر سے رزق کی تلاش میں نکلا تو پیچھے سے دشمنوں نے اس شہر پر حملہ کر دیا، وہاں کے مکینوں کو سخت اِیذائیں پہنچائیں اور تمام مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔ لیکن وہ شخص پہلے ہی اپنے شہر سے چلا گیا اور اس طرح تکلیفوں اور مصیبتوں سے محفوظ رہا۔ سنو! مجھے اہلِ دنیا پر بہت زیادہ تعجب ہوتا ہے کہ وہ غم، پریشانی اور تکلیفوں کے ہوتے ہوئے لذات سے کیسے فائدہ اٹھاتے ہیں؟ تعجب اور شدید تعجب ہے ان عقل مندوں پر جو اپنے جسموں کی سلامتی نہیں چاہتے ۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس طرح ہلاک کرنا چاہتے ہیں جیسے ''سانپ والے'' نے اپنے آپ کو ہلاک کیا۔'' پوچھا: ''وہ ''سانپ والا'' کون تھا؟ ذرا تفصیل سے بتائیے!

سونے کا انڈہ دینے والا سانپ

راہب نے کہا منقول ہے کہ: ''ایک شخص کے گھر میں ایک سانپ رہتا تھا، سب گھر والوں کو اس کے بل کا معلوم تھا۔ سانپ روزانہ سونے کا ایک انڈہ دیتا جس کا وزن ایک مثقال ہوتا۔ صاحبِ مکان روزانہ اس کے بل سے سونے کا انڈہ لے آتا۔ اس نے گھر والوں کو بتا دیا کہ وہ اس معاملہ کو پوشیدہ رکھیں ۔ کئی ماہ یہ سلسلہ چلتا رہا اور وہ سونے کا انڈہ حاصل کرتا رہا۔ ایک دن سانپ اپنے بِل سے نکلا اور اس کی بکری کو ڈَس لیا۔ سانپ کا زہر ایسا جان لیوا تھا کہ فوراً بکری کی موت واقع ہو گئی۔ سب گھر

والے بہت غضبناک و پریشان ہوئے تو اس شخص نے کہا: ''ہمیں سانپ سے جو نفع حاصل ہوتا ہے وہ بکری کی قیمت سے کہیں زیادہ ہے، لہٰذا غم کی کوئی بات نہیں۔'' اس طرح معاملہ رفع دفع ہوگیا۔ سال کے شروع میں سانپ پھر باہر آیا اور اس کے پالتو گدھے کو ڈس لیا گدھا فوراً مر گیا۔ اس شخص نے گھبراتے ہوئے کہا: ''میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ سانپ ہمیں مسلسل نقصان پہنچا رہا ہے۔ جب تک یہ نقصان جانوروں تک محدود رہے گا میں صبر کروں گا اس کے بعد ہرگز صبر نہیں کروں گا۔'' پھر دو سال تک سانپ نے انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچائی، تمام گھر والے سانپ سے بہت خوش رہنے لگے اور اس کے معاملے کو لوگوں پر پوشیدہ رکھا۔ پھر ایک دن سانپ اپنے بل سے باہر نکلا اور ان کے سوتے ہوئے خادم کو ڈَس لیا۔ اس بے چارے نے مدد کے لئے اپنے مالک کو پکارا مالک پہنچا لیکن اتنے میں زہر کی وجہ سے غلام کا جسم پھٹ چکا تھا۔ اس نے کہا: ''میں دیکھ رہا ہوں کہ اس سانپ کا زہر بہت خطرناک ہے، یہ جسے ڈس لیتا ہے اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اب میں اپنے گھر والوں کے بارے میں اس سے مطمئن نہیں ہو سکتا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ان میں سے کسی کو ڈس لے۔ اسی سوچ و پریشانی میں کئی دن گزر گئے۔ پھر اس نے کہا: ''اس سانپ کی وجہ سے مجھے مالی نقصان ہو رہا ہے لیکن جو فائدہ اس کے سونے کے انڈوں کی وجہ سے مجھے حاصل ہو رہا ہے وہ نقصان سے کہیں زیادہ ہے، لہٰذا مجھے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔'' اس طرح اس لالچی شخص نے اپنے آپ کو مطمئن کر لیا۔

کچھ دنوں بعد سانپ نے اس کے بیٹے کو ڈس لیا۔ اس نے فوراً طبیب کو بلایا لیکن طبیب علاج نہ کر سکا اور اس کے بیٹے کی موت واقع ہوگئی۔ اب تو ماں، باپ کو بیٹے کی موت کا ایسا غم ہوا کہ سانپ سے پہنچنے والا تمام نفع بھول گئے اور غضبناک ہو کر کہا: ''اب اس سانپ میں کوئی بھلائی نہیں، بہتر یہی ہے کہ اس موذی کو فوراً قتل کر دیا جائے۔'' سانپ نے ان کی یہ باتیں سنیں تو کچھ دنوں تک غائب رہا اس طرح انہیں سونے کا انڈہ نہ مل سکا۔ جب زیادہ عرصہ ہوگیا تو انڈہ نہ ملنے کی وجہ سے ان کی لالچی طبیعت میں بے چینی ہونے لگی۔ چنانچہ وہ اور اس کی بیوی، سانپ کے بل کے پاس آئے، وہاں دھونی دی، خوشبو مہکائی اور اس طرح پکارنے لگے: ''اے سانپ تُو دوبارہ ہمارے پاس آجا! ہم نہ تو تجھے ماریں گے اور نہ ہی کسی قسم کا نقصان پہنچائیں گے، جلدی سے ہمارے پاس آجا۔'' سانپ نے یہ سنا تو واپس آگیا اور ان کی خوشیاں پھر لوٹ آئیں۔ وہ اپنے بیٹے اور غلام کی موت کو بھول گئے اور ایسے رہنے لگے گویا اس موذی جانور سے کوئی نقصان پہنچا ہی نہ ہو۔ پھر ایک دن سانپ نے سوتے ہوئے اس کی زوجہ کو ڈس لیا وہ شدتِ درد سے چیخنے لگی اور تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوگئی۔ اب وہ لالچی شخص اکیلا رہ گیا، نہ اولاد رہی اور نہ ہی بیوی۔ بالآخر اس نے سانپ والا معاملہ اپنے بھائیوں اور دوستوں کے سامنے ظاہر کر ہی دیا۔ سب نے یہی مشورہ دیا کہ ''اس موذی سانپ کو جلد از جلد قتل کر دے، تو نے اسے قتل کرنے کے معاملہ میں بڑی بے احتیاطی بَرتی اس کا دھوکہ اور برائی تیرے سامنے کب کی ظاہر ہو چکی تھی، تُو نے خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ جتنا جلدی ہو سکے اسے قتل کر دے۔''

چنانچہ، وہ شخص اپنے گھر آیا اور سانپ کی گھات میں بیٹھ گیا۔اچانک سانپ کے بل کے قریب اسے ایک نایاب موتی نظر آیا جس کا وزن ایک مثقال تھا۔موتی دیکھ کر اس کی لالچی طبیعت خوش ہوگئی ۔ وہ لالچ کے عمیق گڑھے میں گرتا ہی چلا گیا، شیطان نے اسے بہکایا تو دولت کی ہَوَس نے اس کی آنکھوں پر غفلت کا پردہ ڈال دیا۔وہ سب باتیں بھول کر کہنے لگا: ''زمانہ طبیعتوں کو مختلف کر دیتا ہے، اس سانپ کی طبیعت بھی مختلف ہوگئی ہوگی جس طرح سونے کے انڈوں کے بجائے یہ موتی دینے لگا ہے، اسی طرح اس کا زہر بھی ختم ہوگیا ہوگا، لہٰذا مجھے سانپ سے بے خوف ہوجانا چاہئے۔'' یہ کہہ کر اس نے سانپ کے بل کے قریب جھاڑو دی، خوشبو مہکائی، پانی چھڑکا تو سانپ دوبارہ اس کے پاس آنے لگا۔اب یہ لالچی شخص قیمتی موتی پا کر بہت خوش رہنے لگا اور سانپ کی سابقہ دھوکہ بازی کو بھول گیا۔ پھر اس نے سارا سونا اور موتی برتن میں ڈال کر ایک گڑھا کھود کر زمین میں دبا دیا اور اس پر سر رکھ کر سو گیا۔رات کو سانپ نے اسے بھی ڈس لیا۔شدتِ درد کی وجہ سے اس کی چیخیں بلند ہونے لگیں تو پڑوسی بھاگ کر آئے اور اسے ڈانٹتے ہوئے کہا: ''تم نے اسے قتل کرنے میں سستی کیوں کی، اور لالچ میں آکر اپنی جان کیوں دے دی؟'' لالچی شخص خاموش رہا اور سونے سے بھرا ہوا برتن نکال کر اپنے رشتے داروں اور دوستوں کے حوالے کرتے ہوئے اپنے فعل سے معذرت کی ۔ دوستوں اور عزیزوں نے کہا: ''آج کے دن تیرے نزدیک اس مال کی کوئی وقعت نہیں کیونکہ اب یہ دوسروں کا ہوجائے گا اور تُو خالی ہاتھ چلا جائے گا۔'' کچھ ہی دیر بعد وہ لالچی شخص ہلاک ہوگیا اور سارا مال دوسروں کے لئے چھوڑ گیا۔ لوگوں نے کہا: ''اس محروم شخص نے خود ہی اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا حالانکہ ہم سب نے اسے کہا تھا کہ اس موذی سانپ کو فوراً ہلاک کر دینا لیکن مال و دولت کے لالچ نے اسے اندھا کر دیا۔''

یہ واقعہ سنانے کے بعد راہب نے کہا: ''مجھے تعجب ہے ان لوگوں پر جو سانپ والی حکایت جاننے کے باوجود بھی عبرت حاصل نہیں کرتے ! ایسا لگتا ہے کہ ان کا یہ قول کہ ''ہمیں امید ہے کہ اعمال پر ثواب ملے گا'' صرف ان کی زبانوں تک محدود ہے کیونکہ ان کے اعمال اس قول کی مخالفت کرتے ہیں ۔ ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو جاننے کے باوجود غافل ہیں، اگر ان کو بھی وہ شے پہنچی جو'' **انگور والے**'' کو پہنچی تھی تو ان کے لئے ہلاکت و بربادی ہے۔'' پوچھا: ''حضور! ''**انگور والے**'' کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا ہمیں تفصیلاً بتائیے؟''

تین مزدوروں کا قصہ

راہب نے کہا: ''مشہور ہے کہ ایک مال دار شخص کے کھیت میں انگور کی بیلیں اور پھلوں کے درخت تھے ۔اس نے انگوروں کی دیکھ بھال کے لئے تین مزدوروں کو بلایا اور سب کو کھیت کا ایک ایک حصہ دیتے ہوئے کہا: ''تم میرے کھیت کی

حفاظت کرنا انگوروں میں سے جتنا کھاؤ کھالینا، لیکن بقیہ پھلوں سے ہرگز ہرگز نہ کھانا، ورنہ! تم پر سزا لازم ہو جائے گی۔ میں چند دنوں بعد آ کر کھیت کو دیکھوں گا، خبردار! میری نافرمانی سے بچنا اور انگوروں کے علاوہ کوئی بھی پھل ہرگز نہ کھانا۔'' یہ کہہ کر مالک چلا گیا۔ ایک مزدور نے تو اپنا ہر وہ کام کیا جس کا حکم دیا گیا تھا، اس نے صرف انگور کھانے پر ہی اکتفاء کیا اور ان درختوں کے قریب نہ گیا جن سے منع کیا گیا تھا۔ دوسرے نے بھی کھیت کی خوب دیکھ بھال کی، کچھ دن تو وہ دوسرے پھل کھانے سے رُکا رہا لیکن جلد ہی اس کے نفس نے پھل کھانے پر اُکسایا اور اس نے پھل کھانا شروع کر دیئے۔ تیسرے مزدور نے خوب پھل کھائے اور کھیت کی دیکھ بھال کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوا، نَتِیْـــجَۃً اس کے حصے کی کھیتی تباہ ہوگئی۔ جب کھیت کا مالک آیا تو پہلے مزدور کا عمل دیکھ کر بہت خوش ہوا کیونکہ نہ تو اس نے ممنوعہ پھل کھائے تھے اور نہ ہی کام میں سستی کی تھی۔ کھیت والے نے اس کی خوب تعریف کی اور مقررہ اجرت سے زیادہ مال دیا۔ پھر دوسرے مزدور کے پاس آیا تو اس کے کام کو دیکھ کر بہت خوش ہوا لیکن جب پھلوں میں کمی دیکھی تو کہا: ''پھلوں میں یہ کمی کیسی؟'' مزدور نے کہا: ''میں نے کچھ پھل کھائے ہیں۔'' مالک نے کہا: ''کیا میں نے منع نہ کیا تھا؟'' کہا: ''منع تو کیا تھا لیکن مجھے آپ سے عَفْو و درگزر کی اُمید تھی، بس اسی اُمید نے مجھے اس کام پر اُکسایا۔'' مالک نے کہا: ''عَفْو و دَرْگزر کا معاملہ اس وقت ہوتا جب منع نہ کیا ہوتا، سختی سے منع کرنے کے باوجود تو نے میری نافرمانی کی، لہٰذا تجھے سزا ضرور ملے گی، مگر تجھ پر ظلم ہرگز نہ ہوگا، جتنا جُرم اتنی ہی سزا۔'' پھر تیسرے مزدور کے پاس آیا تو دیکھا کہ اس کے حصے کا کھیت برباد ہو چکا ہے اور انگوروں کی بیل بھی ضائع ہو چکی ہے۔ مالک نے غضبناک ہو کر کہا: ''تیری خرابی ہو یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟'' مزدور نے کہا: ''سب کچھ آپ کے سامنے ہے۔'' مالک نے کہا: ''میں دیکھ رہا ہوں کہ نہ تو، تُو نے کھیت کی دیکھ بھال کی اور نہ ہی اس بات سے رُکے جس سے میں نے منع کیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تیرے حصے کا کھیت اور پھل برباد ہو گئے۔ میں تجھے ایسی سزا دوں گا جس کا تُو حق دار ہے۔''

جب لوگوں کے سامنے ان تینوں کا معاملہ پیش ہوا تو انہوں نے کہا: ''پہلا مزدور کتنا اچھا تھا کہ دیانت سے کام لیا لہٰذا مالک کی طرف سے اچھی جزا کا مستحق ہوا۔ اور دوسرے نے احمقانہ حرکت کی اگر وہ صبر کرتا اور ممنوعہ پھل نہ کھاتا تو یہ بھی پہلے مزدور کی طرح انعام واکرام کا مستحق ہوتا۔ اور تیسرا مزدور کتنا برا تھا کہ نہ تو وہ کام کیا جو اس پر لازم تھا بلکہ نافرمانی کرتے ہوئے ممنوعہ پھل بھی خوب کھائے اس کا شر بہت بڑا تھا۔

یہ حکایت سنانے کے بعد راہب نے کہا: ''دنیا میں تمہارے اعمال کی مثال بھی ان مزدوروں کی طرح ہے، روزِ جزاء ہر شخص کو اس کے عمل کے مطابق جزاء دی جائے گی۔ تعجب ہے ان لوگوں پر جو لمبی لمبی عمروں کی خواہش کرتے ہوئے، لمبی لمبی امیدیں باندھتے ہیں۔ میں نے لوگوں میں اولاد کو والدین کے لئے سب سے بڑا دشمن پایا۔ والدین اپنی اولاد کی خوشیوں کے

لئے کیا کچھ نہیں کرتے ، یہ اپنے بدنوں کو دوسروں کی دنیا سنوارنے کے لئے تھکا ڈالتے ہیں۔لذت وسرور میں دوسروں کو شامل کرلیتے اور پھر''**کشتی والے**'' کی طرح ہوجاتے ہیں۔''سرداروں نے کہا:''**کشتی والا کون تھا**''؟اوراس کا کیا معاملہ تھا؟''

کشتی بنانے والا کیسے ہلاک ہوا......؟

راہب نے کہا:''مشہور ہے کہ کسی شہر میں ایک بڑھئی رہتا تھا۔وہ روزانہ ایک درہم کماتا،آدھا درہم اپنے بوڑھے والد، بیوی اور دو بچوں پرخرچ کرتا اور آدھا سنبھال کر رکھ لیتا۔عرصہ دراز تک اسی طرح محنت ومزدوری کرکے وہ اپنے گھر کا نظام اَحسن طریقے سے چلاتا رہا۔ایک دن اس نے اپنی جمع کردہ رقم شمار کی تو وہ سو(100) دینار سے کچھ زائد تھی۔اس نے کہا:''میں تو بہت خسارے میں رہا،اگرمیں کشتی تیار کرکے تجارت کرتا تو آج خوب مال دار ہوتا،اب مجھے کشتی بنانی چاہئے۔''لہٰذااس نے اپنا ارادہ اپنے والد پرظاہر کیا تواس نے کہا:''اے میرے بیٹے!ہرگزیہ کام نہ کرنا، مجھے ایک ستارہ شناس(ستاروں کا علم رکھنے والے) نے بتایا تھا کہ تیرا یہ بیٹا سمندر میں غرق ہوکرمرے گااور یہ اس وقت کی بات ہے جب تُو پیدا ہوا تھا۔''بڑھئی نے کہا:''کیا اس نے یہ بتایا تھا کہ مجھے مال ودولت ملے گا؟''باپ نے کہا:''ہاں!اسی لئے تو میں نے تجھے تجارت سے منع کرکے ایسا کام تلاش کیا جس کے ذریعے روزانہ اجرت ملتی رہے۔''بڑھئی نے کہا:''ستارہ شناس کے قول کے مطابق اگر مجھے مال ملے گا تو یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ میں سمندری تجارت کروں۔''باپ نے کہا:میرے بچے!تُو اپنے اس ارادے سے باز آجا مجھے خوف ہے کہ تُو ہلاک ہو جائے گا۔''بیٹے نے کہا:''تجارت کے ذریعے مجھے مال تو ضرور حاصل ہوگا اگرمیں زندہ رہا تو بقیہ عمرخیر سے گزرے گی،اگرمرگیا تو اپنی اولاد کے لئے بہت سی دولت چھوڑ جاؤں گا۔''باپ نے کہا:''میرے بیٹے!اولاد کی وجہ سے اپنی جان ہلاکت میں نہ ڈال۔''بیٹے نے کہا:''خداعَزَّوَجَلَّ کی قسم!میں ہرگز اپنی رائے تبدیل نہ کروں گا،میں تجارت ضرورکروں گا۔''باپ مجبور ہوکر خاموش ہوگیا۔بڑھئی نے کشتی تیار کرکے اسے خوب سجایا پھراس میں کئی قسم کا سامانِ تجارت رکھ کرسفر پر روانہ ہوگیا۔ایک سال بعد جب واپس آیا تواس کے پاس سو(100) قنطار سونے جتنی رقم موجود تھی۔بیٹے کوصحیح سلامت دیکھ کرباپ نے **اللہ** تعالیٰ کا شکرادا کیااوراس کے لائے ہوئے مال کی تعریف کرتے ہوئے کہا:''میں نے نذر مانی تھی کہ اگرمیرا بیٹا اس سفر سے سلامتی کے ساتھ واپس آگیا تو میں اس کی بنائی ہوئی کشتی کوآگ لگادوں گا۔''بیٹے نے کہا:''ابا جان!آپ نے میری ہلاکت اورمیرے گھر کی بربادی کا ارادہ کرلیا ہے۔''باپ نے کہا:میرے بیٹے!میں نے یہ ارادہ تمہاری زندگی اور تمہارے گھر کی تادیر سلامتی کے لئے کیا ہے۔معاملات کو میں تجھ سے کہیں زیادہ جانتا ہوں۔میں دیکھ رہا ہوں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تجھے وسعت دی ہے اب تجھے چاہئے کہ اس کی رضا والے کام کراوراس کا شکر بجالا کہ اس نے تجھے مفلسی سے بچا کرامیر ترین شخص بنادیا ہے۔اب تُو اس کی

خوب عبادت کر میں تیرے بدن کی سلامتی چاہتا ہوں اور مجھے کوئی غرض نہیں ۔تُو میری بات مان لے۔''

بیٹے نے کہا:''میں چند دن کے لئے سفر پر جاؤں گا اور جلد ہی بہت زیادہ نفع لے کر آؤں گا۔'' یہ کہہ کر بڑھئی دوبارہ سفر پر روانہ ہوگیا۔ جب واپس آیا تو اس کے پاس پہلے سے کئی گنا زیادہ مال تھا۔ بڑھئی نے اپنے باپ سے کہا:''کیا خیال ہے اگر میں نے آپ کی بات مانی ہوتی تو کیا آج مجھے اتنی دولت ملتی؟'' باپ نے کہا:''میرے بچے! میں دیکھ رہا ہوں کہ تُو اپنے غیر کے لئے محنت وکوشش کر رہا ہے، اگر تُو جانتا اور حقیقتِ حال سے واقف ہوتا تو خواہش کرتا کہ:''اے کاش! میرے اور میرے اس مال کے درمیان مشرق و مغرب جتنا فاصلہ ہوتا۔'' بیٹے نے کہا:''ابا جان! آپ یہ ساری باتیں ایک ستارہ شناس کے قول کی وجہ سے کر رہے ہیں۔ میرا گُمان ہے کہ اس کا یہ قول کہ''**مجھے مال ملے گا**'' درست ہے اور یہ قول درست نہیں کہ''**میں غرق ہو کر مروں گا**''۔''

یہ کہہ کر بڑھئی نے دوسری کشتی بنانے کا حکم دیا۔ چالیس دن میں اس کا سامانِ تجارت بالکل تیار ہوگیا تو اس کے باپ نے کہا: ''میرے بیٹے! اس مرتبہ بھی مِنَّت سماجت کرنا تجھے نہ روک سکے گا کیونکہ میں نے ایسی نشانیاں دیکھ لی ہیں کہ جن کی وجہ سے میرے نزدیک ستارہ شناس کی بات سچ ہوگئی ہے۔'' اتنا کہہ کر بوڑھا باپ اپنے بیٹے کی جدائی پر زاروقطار رونے لگا تو بیٹے نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے آپ پر فدا کرے! صرف اس مرتبہ اور صبر کرلیں۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے صحیح وسالم واپس لوٹا دیا تو زندگی بھر کبھی بھی بحری سفر نہ کروں گا۔'' بوڑھے باپ نے کہا:''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے یقین ہو چلا ہے کہ اب تُو ضائع ہو جائے گا۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس مرتبہ تو واپس نہیں آئے گا۔ یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔'' پھر بوڑھے باپ نے اس کی مِنَّت سماجت کی اور خوب رو رو کر سمجھایا مگر اس نے اپنے بوڑھے باپ کی باتوں پر کوئی توجہ نہ دی اور دونوں کشتیوں کو لے کر سفر پر روانہ ہوگیا۔ جب کشتیاں بیچ سمندر میں پہنچیں تو اچانک طوفان آگیا اور دونوں کشتیاں آپس میں ٹکرا کر تباہ وبرباد ہوگئیں۔ غرق ہوتے وقت تاجر کو اپنے باپ کی باتیں یاد آرہی تھیں وہ سوچ رہا تھا کہ میں نے اپنے باپ کی نافرمانی کیوں کی؟ لیکن اب معاملہ اس کے ہاتھ سے نکل چکا تھا اس طرح وہ اور اس کے تمام ساتھی مع ساز وسامان سمندر میں غرق ہو کر موت کے گھاٹ اتر گئے۔

پھر اس کا بوڑھا باپ بھی چند ہی دنوں میں بیٹے کی جدائی کے غم میں اس دارِ فانی سے کوچ کر گیا۔ بڑھئی کی ساری دولت اس کی زوجہ، بیٹی اور بیٹے میں تقسیم ہوگئی۔ اس کی زوجہ نے دوسری شادی کرلی، بیٹی اور بیٹے کی بھی شادی ہوگئی۔ اور اب بڑھئی کے مال میں اس کی زوجہ (جو کہ بیوہ ہو چکی تھی) اس کا نیا شوہر، اس کی بیٹی کا شوہر اور اس کے بیٹے کی بیوی بھی شریک ہوگئی۔ ہر وہ مال جسے بد بخت لوگ جمع کرتے ہیں اس کا یہی انجام ہوتا ہے۔''

راہب نے کہا:''مجھے ان لوگوں پر شدید تعجب ہوتا ہے جو اپنے جسم سے بخل کرتے اور دوسروں پر خرچ کرتے ہیں۔

اے انسان! تُو کم مال پر ہی گزارہ کرلے، اس سے تھوڑی سی تکلیف تو ہوگی لیکن فائدہ بہت زیادہ ہے۔ اگر تُو زیادہ مال کے پیچھے نہ پڑے گا تو منزل تک پہنچ جائے گا۔ اگر کچھ جمع ہی کرنا ہے تو اپنی جان کے لئے ذخیرہ کر، غیروں کے لئے اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈال، ورنہ تجھے بھی وہی چیز لاحق ہوگی جو ''**مچھلیوں کے شکاری**'' کو لاحق ہوئی۔'' پوچھا: ''**مچھلی کے شکاری**'' کو کیا چیز لاحق ہوئی؟''

مچھلیوں کا شکاری

راہب نے کہا: ''مشہور ہے کہ ایک شکاری کے جال میں بہت بڑی مچھلی پھنسی تو اس نے کہا: ''اسے کھانے کا مجھ سے زیادہ کوئی حق دار نہیں۔'' پھر اسے خیال آیا کہ یہ مچھلی اپنے فلاں پڑوسی کو تحفہ دے دینی چاہئے۔ چنانچہ وہ مچھلی کو اپنے صاحبِ حکمت پڑوسی کے پاس لے گیا۔ اس نے اس کی قیمت دینا چاہی تو شکاری نے انکار کردیا۔ پڑوسی نے کہا: ''تم نے یہ سب کچھ کیوں کیا؟ کیا تمہاری کوئی حاجت ہے جسے میں پورا کروں؟'' اس نے کہا: ''نہیں، میں کچھ نہیں چاہتا، میں نے تو ایثار کی نیت کی تھی۔'' پڑوسی نے کہا: ''میں نے تمہارا تحفہ قبول کیا۔'' پھر اس نے خادم کو حکم دیا کہ یہ مچھلی اٹھاؤ اور ہمارے فلاں معذور و مسکین پڑوسی کو دے آؤ۔ جب شکاری نے یہ معاملہ دیکھا تو سر پکڑ کر رہ گیا اور کہا: ''افسوس ہے اس پر، جس نے اپنی مچھلی نہ کھائی اور وہ اس کے پاس پہنچ گئی جو اسے سب سے زیادہ ناپسند تھا''۔ جب صاحبِ حکمت پڑوسی نے شکاری کی یہ بات سنی تو کہا: ''میں نے وہ مچھلی، مسکین پر صدقہ کر کے اپنی محتاجی کے دن کے لئے ذخیرہ کرلی ہے۔'' شکاری نے کہا: ''وہ کون سا دن ہے؟'' حکیم پڑوسی نے کہا: ''وہ قیامت کا دن ہے لوگ اس دن اپنے اپنے ذخیروں کے محتاج ہوں گے۔'' یہ سن کر شکاری بہت زیادہ متعجب ہوا اور واپس اپنے گھر چلا آیا۔''

راہب نے کہا: ''مجھے تعجب ہے اس امر پر جس نے سمجھداروں اور جاہلوں کو دھوکے میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ وہ لمبی لمبی امیدوں اور لالچ کی وجہ سے ہلاک ہوگئے، جیسا کہ ''**یہودی و نصرانی**'' ایک ساتھ ہلاک ہوئے۔'' پوچھا: ''ہمیں بتایئے کہ ان دونوں کی ہلاکت کس طرح ہوئی؟''

یہودی اور نصرانی کی ہلاکت

راہب نے کہا: ''مشہور ہے کہ ایک یہودی اور نصرانی سفر پر روانہ ہوئے، راستے میں آبادی کے قریب کنواں تھا اور آگے ایک وسیع و عریض صحراء، جس کی وسعت چار دن کی راہ تھی۔ دونوں کے پاس مشکیزے تھے، یہودی نے اپنا مشکیزہ پانی سے بھرلیا، جب نصرانی بھرنے لگا تو کہا: ''ایک مشکیزہ پانی ہمیں کافی ہے تم اپنا مشکیزہ بھر کر خواہ مخواہ وزن میں اضافہ مت کرو۔'' نصرانی نے کہا: ''میں اس راستہ سے اچھی طرح واقف ہوں شاید یہ ایک مشکیزہ ہمیں کافی نہ ہو۔'' یہودی نے کہا: ''تم یہی چاہتے

ہو کہ جب تمہیں پیاس لگے تو میں تمہیں پانی پلاؤں۔'' اس نے کہا: ''ہاں۔'' یہودی نے کہا: ''بس پھر اپنا مشکیزہ نہ بھرو، جب تمہیں پیاس لگے گی پانی مل جائے گا۔'' یہ سن کر نصرانی نے اپنا مشکیزہ خالی ہی رکھا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ عنقریب اسے پیاس کی شدت کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن وہ یہودی کے مشکیزے کی امید پر پانی کے بغیر ہی صحرا کی طرف چل دیا۔ سخت گرم ہواؤں کی وجہ سے بار بار پیاس لگی اور بالآخر پانی ختم ہوگیا حالانکہ ابھی آدھا سفر باقی تھا۔ پیاس کی شدت نے انہیں نڈھال کر دیا، انہیں اپنی موت کا یقین ہو چلا تھا۔ نصرانی نے یہودی سے کہا: ''ہم صرف تیرے بُرے مشورے کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں اور تُو نے یہ اس لئے کیا کہ تم لوگ ہمارے نبی حضرت سیِّدُنا عیسیٰ روح اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے بُغض رکھتے ہو۔'' یہودی نے کہا: ''تیرا ناس ہو! کیا تو مجھے ایسا بُرا سمجھتا ہے؟ بھلا میں اپنے آپ کو اور تجھے جان بوجھ کر ہلاکت میں کیوں ڈالتا۔'' نصرانی نے کہا: ''تو، **اللہ** تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو! تُو نے مجھ پر رحم نہیں کیا۔'' یہودی نے کہا: ''تیرا ناس ہو! میں نے تجھے مشکیزہ بھرنے سے صرف اس لئے روکا تھا کہ تیرا گدھا بوجھ کی زیادتی سے بچا رہے اور تجھے پیدل نہ چلنا پڑے۔'' نصرانی نے کہا: ''تُو نے یہ سب کام ہم سے پرانی عداوت کی وجہ سے کئے ہیں، میرے نزدیک پیدل چلنے کی مشقت، موت کی مشقت سے کہیں زیادہ آسان تھی۔ اب ہماری موت یقینی ہے اور یہ بات مجھے غمگین کرے گی کہ ہم دونوں ایک ساتھ مَریں پھر کوئی نصرانی عالم گزرے اور وہ ہم دونوں کی اکٹھی نمازِ جنازہ پڑھے۔'' یہودی نے کہا: ''تیرا برا ہو! تُو اس بات کو کیوں ناپسند کرتا ہے کہ ہم پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے اور ہمیں ایک ساتھ دفن کیا جائے؟'' اس نے کہا: ''اس لئے کہ تو اپنے آپ کو اور اپنے ساتھی کو ہلاک کرنے والا ہے، اب یہ جائز نہیں کہ تیری نمازِ جنازہ پڑھی جائے۔''

یہ سن کر یہودی خاموش ہوگیا۔ لَق ودَق (یعنی چٹیل و ویران) صحراء میں گرم ہوائیں چل رہی تھیں اور پانی کا ایک قطرہ بھی نہ تھا۔ پیاس کی شدت سے موت ان کے سروں پر منڈلا رہی تھی۔ اتنے میں انہیں ایک شخص نظر آیا جو اپنے گدھے پر پانی کے دو مشکیزے رکھے ہوئے جا رہا تھے۔ یہ دونوں دوڑتے ہوئے اس کی طرف گئے اور کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! پانی پلا کر ہم پر احسان کر! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے عافیت عطا فرمائے۔'' اس نے کہا: ''یہ ایسا راستہ ہے جہاں پانی ملنے کی کوئی امید نہیں۔'' دونوں نے کہا: ''تیرا دین کیا ہے؟'' کہا: ''میرا وہی دین ہے جو تمہارا ہے۔'' انہوں نے کہا: ''ہم میں سے ایک تو یہودی ہے اور دوسرا نصرانی پھر تیرا دین ہماری طرح کیسے ہوسکتا ہے؟'' گدھے والے نے کہا: ''یہودی، نصرانی یا مسلمان جب اپنی کتاب و دین پر عمل نہ کریں اور لالچ و کھوکھلی امیدوں کے دھوکے میں پڑ جائیں تو انہیں وہی چیز لاحق ہوتی ہے جو تم دونوں کو لاحق ہوئی۔'' یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا اور پانی کا ایک قطرہ بھی انہیں نہ دیا۔

راہب نے کہا: ''راہِ آخرت کے مسافر کو چاہئے کہ وہ سفرِ آخرت کے لئے بھی ایسا اہتمام کرے جیسا دنیوی سفر کے لئے کرتا

ہے۔انسان کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ نہ تو گناہوں سے بچے اور نہ ہی کبھی نیک عمل کرے،اور پھر بھی رحمت ومغفرت کی آس پر سب نیک اعمال ترک کردے اور خوب گناہ کرے۔سمجھدار شخص ایسی ناروا حرکت کبھی نہیں کرتا،مجھے سخت تعجب ہوتا ہے ان لوگوں پر جو اپنی برائیاں مخلوق سے تو چھپاتے ہیں لیکن خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ سے حیا کرتے ہوئے کبھی کوئی گناہ ترک نہیں کرتے حالانکہ وہ پرور دگار عَزَّوَجَلَّ رزق دینے والا اور وہی جزاوسزادینے والا ہے۔کیا تم اس بات سے بے خوف ہوگئے ہو کہ تمہیں وہ مصیبت پہنچے جو ''**راہب**'' کو پہنچی تھی؟'' سرداروں نے کہا: ہمیں بتایئے کہ ''**راہب**'' کو کیا مصیبت پہنچی تھی؟''

بناوٹی راہب کی ہلاکت

کہا جاتا ہے کہ ''ایک شخص شہد، گھی، تیل اور شراب بیچا کرتا تھا۔خریدتے وقت تو صاف ستھری اور خالص چیزیں خریدتا لیکن بیچتے وقت خوب ملاوٹ کرتا اور مہنگے داموں بیچتا۔اس کی داڑھی بہت پیاری وحسین تھی جو بھی اسے دیکھتا تو کہتا کہ تجھے تو بہت بڑا راہب ہونا چاہئے تیری داڑھی بالکل راہبوں جیسی ہے۔لوگوں کی بات سن کر اس شخص کے دل میں یہ بات آئی کہ ''مجھے رہبانیت کا راستہ اختیار کرنا چاہئے تا کہ لوگوں میں میری قدر ومنزلت بڑھ جائے۔'' چنانچہ اس نے اپنی بیوی سے کہا: ''لوگ میری داڑھی کی خوب تعریف کرتے ہیں لیکن میرے عمل سے بے خبر ہیں،اگر میں رہبانیت کا راستہ اختیا کرلوں تو خوب مالامال ہوجاؤں گا اور لوگوں میں میرا مرتبہ بلند ہوجائے گا۔'' یہ سن کر اس کی زوجہ نے روتے ہوئے کہا: ''کیا تُو مجھے بیواؤں اور اپنے بچوں کو یتیموں کی طرح کردے گا۔'' اس نے کہا: ''تیرا ناس ہو! میں عبادت کی نیت سے کب رہبانیت اختیار کررہا ہوں۔میں تو یہ چاہتا ہوں کہ لوگوں میں میرا مرتبہ بلند ہو اور میں اپنی قوم کا مُعَزَّز شخص بن جاؤں۔'' عورت نے کہا: ''کہیں ایسا نہ ہو کہ جب تُو راہبوں سے ملے اور تجھے عبادت کی حلاوت نصیب ہو تو پھر تو بھی ان راہبوں کی طرح اپنے سب گھر والوں کو چھوڑ دے۔''

اس نے قسم کھا کر یقین دلایا کہ ایسا ہر گز نہیں ہوگا۔بالآخر اس نے انبیاءِ کرام علیھم السلام پر نازل ہونے والی کُتُب اور انجیل وغیرہ کی تعلیم حاصل کی،سر منڈایا اور بہت بڑے گرجا گھر میں چلا گیا جہاں راہبوں کی ایک جماعت پہلے ہی سے موجود تھی۔جب راہبوں نے اس کی داڑھی کا حسن وجمال دیکھا تو اسے اپنا امیر بنا کر گرجے کے تمام اُمور اس کی نگرانی میں دے دیئے۔گرجا گھر کے تمام اموال وخزانوں کی چابیاں پا کر وہ اپنی مراد کو پہنچ چکا تھا۔اس نے قوم کے شرفاء وسرداروں کے ساتھ مہربانی ونرمی کا رویہ اختیار کیا تو سب لوگوں کے دلوں میں اس کی قدر ومنزلت بڑھ گئی۔اب اس رِیاکار وبناوٹی راہب نے دوسرے راہبوں کو حقیر سمجھنا شروع کردیا۔ان کی خوراک میں کمی کردی اور ان کے مرتبوں کو بھی گھٹا دیا۔پھر ایک عابد وشریف النفس شخص کو گرجا گھر کے لئے آنے والی آمدنی پر نگران مقرر کیا اور خود عیش وعشرت میں مشغول ہوگیا۔اچھا اور نرم وملائم لباس پہننا اور شراب پی کر

عورتوں سے لطف اندوز ہونا اس کا معمول بن گیا۔ جب راہبوں نے اس بناوٹی راہب کی بداعمالیاں دیکھیں تو ان میں سے ایک راہب نے کہا: ''یہ فاسق وکمینہ شخص تم کو ذلیل کر رہا ہے اور تمہاری وجہ سے یہ فسق پر ڈٹا ہوا ہے، تم اپنے اس معاملے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو!'' راہبوں نے کہا: ''ہم نے دنیوی مال واسباب چھوڑ کر اپنے آپ کو عبادت کے لئے فارغ کرلیا ہے، اب اس بناوٹی راہب کی وجہ سے ہم غم وپریشانی اور امورِ دنیا میں پھنس چکے ہیں۔'' بغیر داڑھی والے راہب نے کہا: ''یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ تم لوگوں نے اس کی بڑی داڑھی دیکھ کر اس کے بارے میں اچھی رائے قائم کرلی، اب جس نے متقی وپرہیزگار لوگوں کو چھوڑ کر ایک ایسے شخص کی پیروی کرنا شروع کر دی ہے جو مکار وفاسق ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے اوپر ہونے والے ہر ظلم وستم کو برداشت کرے۔''

تمام راہب اس بات پر متفق ہوئے کہ اس راہب کی اصلاح کرنی چاہئے۔ پس ان سب کی طرف سے ایک راہب نمائندہ بن کر گیا اس نے بناوٹی راہب سے کہا: ''تُو نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، تیرے تمام کرتوت تیرے راہب ساتھیوں کو معلوم ہوچکے ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی سزا سے ڈر! بے شک کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہیں وہ آخرت سے قبل دنیا ہی میں سزا دے دیتا ہے۔'' بناوٹی راہب نے کہا: ''کیا بڑے بڑے عظیم لوگوں سے غلطیاں نہیں ہوئیں؟ میں بھی انسان ہوں مجھ سے غلطی ہوگئی تو کیا ہوا؟'' راہب نے کہا: ''تُو بڑے بڑے بزرگوں کی غلطیوں کو جانتا ہے لیکن ان کی توبہ سے واقف نہیں۔ ریاکار راہب نے کہا: ''امید ہے کہ میں بھی توبہ کرلوں گا۔'' اس نے کہا: ''کتنے لوگ ایسے تھے جو توبہ کرنے میں سستی کرتے رہے اور انہیں موت نے آلیا۔'' یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور ریاکار راہب سرکشی ہی میں مشغول رہا۔ پھر اس کی ہلاکت اس طرح ہوئی کہ ڈاکوؤں نے اس بستی پر حملہ کر دیا۔ ایک ڈاکو نے راہب کو اس حالت میں پایا کہ وہ ایک عورت کے ساتھ بستر پر موجود تھا۔ وہ اسے پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے آیا۔ ڈاکوؤں نے کہا: ''اگر یہ شخص راہب نہ ہوتا تو ہم اسے معاف کر دیتے لیکن اب اس کے معاملہ میں ہم حکمِ خداوندی کو ملحوظ رکھیں گے۔ کیونکہ اس نے ان عورتوں سے فائدہ اٹھایا جو اس کے لئے حرام تھیں۔'' ڈاکوؤں نے علماء سے اس بدکار شخص کا حکم پوچھا تو انہوں نے کہا: ''اسے آگ میں جلا دیا جائے۔'' چنانچہ اسے جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیا گیا اس طرح **اللہ** تعالیٰ نے راہبوں کو اس بدکار کے شر سے نجات عطا فرمائی اور دنیا ہی میں اسے آگ کا عذاب دے دیا۔ یہ اس کی اس عبادت کا صلہ تھا جس کے ذریعے دنیا کی رضا چاہی گئی تھی۔ (الامان والحفیظ)

یہ حکایت سنانے کے بعد راہب نے کہا: ''مجھے تعجب ہے ان مصیبت زدہ انسانوں پر جو صبر کے ذریعے مدد حاصل نہیں کرتے لیکن پھر بھی ثواب کی امید رکھتے ہیں۔ عنقریب مصیبت زدہ پر ایسا وقت آنے والا ہے کہ وہ ایسی خواہش کرے گا جیسی ''**نابینا**'' نے کی تھی۔ سرداروں نے کہا: ''**نابینا**'' نے کیا تمنا کی تھی؟''

نابینے کی خواہش

راہب نے کہا: ''مشہور ہے کہ کسی تاجر نے ایک جگہ اپنے سو(100) دینار دبا دیئے۔ اس کے پڑوسی نے اسے دیکھ لیا اور موقعہ ملتے ہی ساری رقم نکال کر اپنے گھر لے گیا۔ تاجر نے جب اپنی رقم نہ پائی تو خوب رویا اور پریشان ہوا۔ جب بڑھاپا آیا تو اس کی بینائی چلی گئی اور وہ شدید محتاج ہوگیا۔ جب پڑوسی کی موت قریب آئی تو اسے حساب کا خوف لاحق ہوا، اس نے وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے سو دینار اس نابینا کو دے دیئے۔ نابینا کو سارا واقعہ معلوم ہوا تو وہ مال ملنے پر اتنا خوش ہوا کہ پہلے کبھی اتنا خوش نہ ہوا تھا۔ اس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر بجالاتے ہوئے کہا: ''تمام تعریفیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے مجھے وہ چیز عطا فرمائی جس کا میں شدید محتاج تھا۔ اے کاش! اس دن مجھ سے سارا مال لے لیا گیا ہوتا اور آج لوٹا دیا جاتا کیونکہ آج کے دن میں اس کا زیادہ محتاج ہوں۔''

راہب نے کہا: ''جو شخص یہ جانتا ہے کہ اسے ایک ایسے دن کا سامنا ضرور کرنا پڑے گا جس میں اچھے اعمال کی طرف بہت زیادہ محتاجی ہوگی تو اسے چاہئے کہ وہ اعمالِ صالحہ کا ذخیرہ کرلے۔ مجھے سخت تعجب ہے ان لوگوں پر جو ان باتوں پر عمل نہیں کرتے جنہیں وہ جانتے ہیں۔ گویا کہ وہ اس طرح ہلاک ہونا چاہتے ہیں جیسے ''**سیلاب والا**'' ہلاک ہوا۔'' سرداروں نے پوچھا: ''وہ کیسے ہلاک ہوا؟''

اور وہ غرق ہوگیا......!

راہب نے کہا: ''اس کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک شخص نے سیلاب آنے کی جگہ اپنا گھر بنا رکھا تھا۔ جب اس سے کہا گیا کہ ''یہ بہت خطرناک جگہ ہے یہاں سے ہٹ جا۔'' تو اس نے کہا: ''مجھے معلوم ہے کہ یہ جگہ خطرناک ہے لیکن اس کی خوبصورتی وشادابی نے مجھے تعجب میں ڈال دیا ہے۔'' اس سے کہا گیا کہ ''تمام رونقیں اور خوبصورتیاں زندگی کے ساتھ ہیں، لہٰذا اپنی جان کی حفاظت کر، اپنے آپ کو خطرے میں نہ ڈال۔'' اس نے کہا: ''میں یہ جگہ ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔'' پھر ایک رات حالتِ نیند میں اسے سیلاب نے آلیا اور وہ غرق ہوکر مر گیا۔ لوگوں نے اس کا انجام دیکھ کر اس طرح کہا جس طرح زمانے والوں نے کہا: ''ہم پیدا ہوتے اور مر جاتے ہیں اور ہم میں سے جو مر جاتا ہے وہ واپس لوٹ کر نہیں آتا۔

راہب نے کہا: ''اگر ہم سمجھداری سے کام لیں تو ہم بھی ''**اَفْرَوْلِیَہ**'' والوں کی طرح ہوجائیں گے۔'' سرداروں نے کہا: ''**اصحابِ افرولیہ**'' کون تھے؟ اور ان کا معاملہ کیا تھا؟''

سفرِ آخرت کا توشہ تیار کرو......!

کہا: ''اُسقولیہ'' کے بادشاہ نے ایک بہت بڑا لشکر ''اَفرولیہ'' کی طرف بھیجا۔ وہاں تک کا سمندری سفر ساٹھ (60) دنوں کا تھا اور راستے میں کوئی ایسا مقام نہ تھا جہاں سے کھانے پینے کی کوئی چیز حاصل کی جاتی۔ اب جتنا سامانِ خورد ونوش یہ اپنے ساتھ لے جاتے اسی پر گزارہ کرنا پڑتا۔ اس لشکر میں دو کاہن بھی تھے۔ ایک نے کہا: ''یہ لشکر سات دن تک ''افرولیہ'' کا محاصرہ کر کے، منجنیق کے ذریعے سنگ باری کرتا رہے گا اور آٹھویں دن انہیں فتح نصیب ہوگی۔'' دوسرے کاہن نے کہا: ''ایسا نہیں ہے بلکہ یہ وہاں پر سات دن محاصرہ کریں گے اور آٹھویں دن واپس آجائیں گے۔'' لشکر والوں نے جب ان کی یہ باتیں سنیں تو لشکر کے سردار آپس میں کہنے لگے: ''ہمیں واپسی کا زادِراہ ساتھ لے چلنا چاہئے یا فتح کی اُمید پر واپسی کے زادِراہ کے بغیر چلنا چاہئے؟'' ایک قوم نے کہا کہ: ''ہمیں اس کاہن کی بات ماننی چاہئے جو فتح کی خوش خبری دے رہا ہے، لہٰذا زیادہ زادِراہ لے جا کر ہمیں اپنے آپ کو تھکانا نہیں چاہئے۔'' بقیہ لشکر والوں نے کہا: ''ہم صرف امید پر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہیں ڈال سکتے بلکہ ہمیں واپسی کا زادِراہ بھی احتیاطاً ساتھ لے چلنا چاہئے۔'' چنانچہ انہوں نے تو آنے جانے کا زادِراہ ساتھ لے لیا۔ لیکن لشکر کے دوسرے گروہ نے صرف جانے ہی کا سامان ساتھ لیا۔ وہاں پہنچ کر وہ مسلسل سات دن تک قلعے کا محاصرہ کئے سنگ باری کرتے (پتھر برساتے) رہے۔ آٹھویں دن دیوار میں بہت بڑا شگاف ہوا تو لشکر اندر داخل ہوگیا، آگے ایک اور بہت مضبوط دیوار موجود تھی۔ سات دن ہوچکے تھے آٹھواں دن شروع تھا اتنے میں قاصد آیا اور پیغام دیا کہ ''بادشاہ فوت ہوگیا ہے واپس چلو۔'' یہ خبر سن کر سب واپس ہولئے۔ جو لوگ اپنے ساتھ واپسی کا سامان لائے تھے وہ تو بخیریت اپنے ملک پہنچ گئے اور جنہوں نے سستی کرتے ہوئے زادِراہ ساتھ نہ لیا تھا وہ ہلاک ہوگئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد ستَّر ہزار (70,000) تھی۔ اس وقت سے اب تک ان کی حکایت بطورِ عبرت پیش کی جاتی ہے۔

یہ حکایت سنانے کے بعد راہب نے ان تینوں سرداروں کو سمجھاتے ہوئے کہا: ''انہی لوگوں کی طرح وہ بھی ہلاک ہو جاتا ہے جو آخرت کے لئے زادِراہ تیار نہیں کرتا۔ اور جو زادِراہ تیار رکھتا ہے وہ نجات پا جاتا ہے۔'' سرداروں نے کہا: ''آپ کا اندازِ تبلیغ بہت اچھا ہے۔ آپ کی انفرادی کوشش بہت خوب ہے۔'' راہب نے کہا: ''کہیں ایسا تو نہیں کہ میرے وعظ کی مٹھاس صرف تمہارے کانوں تک محدود ہو اور دلوں تک نہ پہنچی ہو۔ سنو! کیا تم نہیں جانتے کہ جو کتابیں حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوۃ والسلام، حضرتِ سیِّدُنا داوٗد علیہ الصلوۃ والسلام اور حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوۃ والسلام پر نازل ہوئیں اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام پر جو صحائف نازل ہوئے ان تمام میں یہ بات موجود تھی کہ ''تمہیں اسی کی جزا ملے گی جو تم نے عمل کئے'' پس تم اپنے اعمال میں نظر کرو۔ اپنے بارے میں صحیح فیصلہ کرو! اور میرے پاس سے ہدایت پانے

والے ہوکر واپس لوٹ جاؤ۔'' راہب کی یہ حکیمانہ باتیں سن کر وہ تینوں سردار واپس چلے آئے۔ پھر باہم مشورے سے ایک کو ملک کا حاکم بنایا اور سب اس پر راضی ہو گئے۔

(**اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے مقبول بندوں پر رحمت کی خوب برسات فرمائے اور ہم سب کی مغفرت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس عبرت آموز حکایت سے ہمیں یہ درس ملا کہ انسان کو ہمیشہ اپنے انجام پر نظر رکھنی چاہیے، آنے والے وقت سے پہلے تیاری کر لینی چاہیے۔ سمجھ دار وہی ہے جو موت سے پہلے موت کی تیاری کر لے اور اس فانی زندگی میں رہ کر ایسے اعمال کرے کہ جن کی بدولت دائمی زندگی میں خوب نعمتیں ملیں۔ طویل اُمیدوں کے دھوکے میں آ کر اعمالِ صالحہ کو مُؤَخَّر (مُ۔اَخ۔خَر) یا ترک کر دینا ہر گز عقل مندوں کا شیوہ نہیں۔ انسان کو چاہیے کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑے، نیکی کے کام میں ہر گز سستی نہ کرے اور اپنے آپ کو آخرت کی بہتری کے لئے مصروف رکھے۔ ان تمام باتوں پر عمل پیرا ہونے کے لئے انسان کو ایسے ماحول کی ضرورت ہے جہاں فکرِ آخرت اور اعمالِ صالحہ کی خوب ترغیب دلائی جاتی ہو۔ **الحمد للہ** عَزَّوَجَلَّ! آج کے اس پُرفتن دور میں تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' ہمیں ایسا پاکیزہ اور سنتوں بھرا ماحول فراہم کرتی ہے کہ اس میں آ کر دل خود بخود اعمالِ صالحہ کی طرف راغب ہوتا اور گناہوں سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ اس پاکیزہ ماحول میں خوفِ خدا اور عشقِ مصطفٰی کی عظیم نعمتیں نصیب ہوتی ہیں۔ عمل کا جذبہ بڑھتا اور بد عملی سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اس مدنی ماحول کو اپنا لیں اور ''**دعوتِ اسلامی**'' کے زیرِ اہتمام سفر کرنے والے ''**مدنی قافلوں**'' میں خوب خوب سفر کریں، **اجتماعات** میں شریک ہوں اور ''**مدنی انعامات**'' پر عمل پیرا ہوں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بانیٔ دعوتِ اسلامی، امیرِ اہلسنت حضرتِ علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کا سایہ ہمارے سروں پر تا دیر قائم رکھے اور **دعوتِ اسلامی** کو دن دُگنی اور رات چُگنی ترقی عطا فرمائے۔)

؎ اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں　　　اے **دعوتِ اسلامی** تیری دھوم مچی ہو (آمین)!

(آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

(**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہماری اس کوشش کو قبول و منظور فرمائے۔ اور اس کتاب کو ہمارے لئے ذریعۂ نجات بنائے۔ اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کے صدقے ہم سب مسلمانوں کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن، وَصَلَوَاتُهٗ وَسَلَامُهٗ عَلٰى

اَشْرَفِ الْمُرْسَلِيْن مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْن

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

مآخذ ومراجع

نمبرشمار	کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعہ
1	قرآنِ مجید	کلامِ باری تعالیٰ	ضیاء القرآن لاهور
2	کنزالایمان فی ترجمة القرآن	اعلیٰ حضرت امام احمدرضاخان علیه رحمة الرحمٰن المتوفّٰی ١٣٤٠ ھ	ضیاء القرآن لاهور
3	صحیح البخاری	امام محمدبن اسماعیل البخاری رحمة اللّٰه علیه المتوفّٰی٢٥٦ھ	دارالسلام ریاض
4	سنن ابی داؤد	امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث رحمة اللّٰه علیه المتوفّٰی٢٧٥ھ	دارالسلام ریاض
5	جامع الترمذی	امام محمدبن عیسٰی الترمذی رحمة اللّٰه علیه المتوفّٰی٢٧٩ھ	دارالسلام ریاض
6	المسند	امام احمدبن حنبل رحمة اللّٰه علیه المتوفّٰی ٢٤١ھ	دارالفکربیروت
7	السنن الکبریٰ	امام احمدبن شعیب النسائی رحمة اللّٰه تعالی علیه‌المتوفّٰی٣٠٣ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
8	الجامع الصغیر	امام جلال الدین السیوطی الشافعی رحمة اللّٰه تعالی علیه‌المتوفّٰی٩١١ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
9	المصنف	امام عبداللّٰه بن محمدبن ابی شیبة رحمة اللّٰه علیه المتوفّٰی٢٣٥ھ	دارالفکربیروت
10	کنزالعمال	علاء الدین علی المتقی الهندی رحمة اللّٰه علیه‌المتوفّٰی٩٧٥ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
11	موسوعة لابن أبی الدنیا	امام ابو بکرعبداللّٰه بن محمدالقرشی رحمة اللّٰه علیه المتوفّٰی٢٨١ھ	المکتبة العصریة بیروت
12	المجالسة وجواهر العلم	ابو بکراحمدبن مروان الدینوری المالکی رحمة اللّٰه تعالی علیه المتوفّٰی٣٣٣ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
13	اللآلی المصنوعة	امام جلال الدین السیوطی الشافعی رحمة اللّٰه تعالی علیه‌المتوفّٰی٩١١ھ	دارالکتب العلمیة بیروت

دعوتِ اسلامی کے سنّتوں کی تربیت کے **مدنی قافلوں** میں سفراور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذریعے **مدنی انعامات** کا رسالہ پُر کرکے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوت اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے **پابندسنت** بننے، **گناہوں** سے **نفرت** کرنے اور **ایمان کی حفاظت** کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ 148 کتب ورسائل
مع عنقریب آنے والی 20 کتب ورسائل

{شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت}

اردو کتب:

عربی کتب:

عنقریب آنے والی کتب

{شعبہ تراجمِ کتب}

عنقریب آنے والی کتب

{شعبہ درسی کتب}

عنقریب آنے والی کتب

1...... قصیده برده مع شرح خرپوتی
2......حسامی مع شرحه النامی
3...... شرح ،شرح العقائد مع جمع الفرائد

{شعبہ تخریج}

1......بہارِ شریعت، جلد اوّل (حصہ اول تا ششم، کل صفحات 1360)
2......جنتی زیور (کل صفحات:679)
3......عجائب القرآن مع غرائب القرآن (کل صفحات:422)
4......بہارِ شریعت (سولہواں حصہ، کل صفحات 312)
5......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (کل صفحات:274)
6......علم القرآن (کل صفحات:244)
7......جہنم کے خطرات (کل صفحات:207)
8......اسلامی زندگی (کل صفحات:170)
9......تحقیقات (کل صفحات:142)
10......اربعین حنفیہ (کل صفحات:112)
11......آئینۂ قیامت (کل صفحات:108)
12......اخلاق الصالحین (کل صفحات:78)
13 ......کتاب العقائد (کل صفحات:64)
14......اُمہات المؤمنین (کل صفحات:59)
15...... اچھے ماحول کی برکتیں (کل صفحات:56)
16...... حق و باطل کا فرق (کل صفحات:50)
17 تا 23......فتاوی اہل سنت (سات حصے)
24......بہشت کی کنجیاں (کل صفحات:249)
25......سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم (کل صفحات:875)
26...... بہارِ شریعت حصہ ۷ (کل صفحات:133)
27......بہارِ شریعت حصہ ۸ (کل صفحات:206)
28......کراماتِ صحابہ علیہم الرضوان (کل صفحات:346)
29......سوانح کربلا (کل صفحات:192)
30...... بہارِ شریعت حصہ ۹ (کل صفحات:218)

عنقریب آنے والی کتب

1...... بہارِ شریعت حصہ ۱۰، ۱۱
2......منتخب حدیثیں
3......معمولات الابرار
4......جواہر الحدیث

{شعبہ اصلاحی کتب}

1......ضیائے صدقات (کل صفحات:408)
2......فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات:325)
3......رہنمائے جدول برائے مدنی قافلہ (کل صفحات:255)
4 ......انفرادی کوشش (کل صفحات:200)
5...... نصاب مدنی قافلہ (کل صفحات:196)
6 ......تربیتِ اولاد (کل صفحات:187)
7......فکرِ مدینہ (کل صفحات:164)
8......خوفِ خدا عزوجل (کل صفحات:160)
9......جنت کی دو چابیاں (کل صفحات:152)
10......توبہ کی روایات و حکایات (کل صفحات:124)
11......فیضانِ چہل احادیث (کل صفحات:120)
12......غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے حالات (کل صفحات:106)
13...... مفتیٔ دعوتِ اسلامی (کل صفحات:96)
14......فرامین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (کل صفحات:87)
15 ......احادیثِ مبارکہ کے انوار (کل صفحات:66)
16......کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات: تقریباً 63)
17......آیاتِ قرآنی کے انوار (کل صفحات:62)
18 ......بدگمانی (کل صفحات:57)

19......کامیاب استاذ کون؟(کل صفحات:43) 20......نماز میں لقمہ کے مسائل (کل صفحات:39) 21......تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات:33)
22......ٹی وی اور مُووی (کل صفحات:32) 23......امتحان کی تیاری کیسے کریں؟(کل صفحات:32) 24......طلاق کے آسان مسائل (کل صفحات:30)
25......فیضانِ زکوۃ (کل صفحات:150) 26......ریا کاری (کل صفحات:170)

{شعبہ امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ}

1...... آدابِ مرشدِ کامل (مکمل پانچ حصے) (کل صفحات:275) 2......قومِ جِنّات اور امیر اہلسنّت (کل صفحات:262
3......دعوتِ اسلامی کی مَدَنی بہاریں (کل صفحات:220) 4......شرح شجرہ قادریہ (کل صفحات:215)
5......فیضان امیر اہلسنّت (کل صفحات:101) 6......تعارفِ امیر اہلسنّت (کل صفحات:100)
7...... گونگا مبلغ (کل صفحات:55) 8......تذکرۂ امیر اہلسنت قسط (1) (کل صفحات:49)
9...... تذکرۂ امیر اہلسنت قسط (2) (کل صفحات:48) 10......قبر کھل گئی (کل صفحات:48)
11 ......غافل درزی (کل صفحات:36) 12......میں نے مدنی برقع کیوں پہنا؟(کل صفحات:33)
13......کرسچین مسلمان ہوگیا (کل صفحات:32) 14......ہیرونچی کی توبہ (کل صفحات:32)
15......ساس بہو میں صلح کا راز (کل صفحات:32) 16......مردہ بول اٹھا (کل صفحات:32)
17......بدنصیب دولہا (کل صفحات:32) 18......عطاری جن کا غسلِ میّت (کل صفحات:24)
19......حیرت انگیز حادثہ (کل صفحات:32) 20...... دعوتِ اسلامی کی جیل خانہ جات میں خدمات (کل صفحات:24)
21......قبرستان کی چڑیل (کل صفحات:24) 22......تذکرۂ امیر اہلسنت قسط سوم (سنّت نکاح) (کل صفحات:86)
23......مدینے کا مسافر (کل صفحات:32) 24...... فلمی اداکار کی توبہ (کل صفحات:32)
25......معذور بچی مبلغہ کیسے بنی؟(کل صفحات: 32) 26......جنوں کی دنیا (کل صفحات:32)

عنقریب آنے والے رسائل

1......اعتکاف کی بہاریں (قسط 1) 2......اسلامی بہنوں میں مدنی انقلاب قسط 2 (معذور بچی مبلغہ کیسے بنی؟)
3......انفرادی کوشش کی مدنی بہاریں قسط 2 (نومسلم کی دردبھری داستان) 4......V.C.D کی مدنی بہاریں قسط 3 (رکشہ ڈرائیور کیسے مسلمان ہوا؟)

{شعبہ مدنی مذاکرہ}

1......وضو کے بارے میں وسوسے اور ان کا علاج (کل صفحات:48) 2......مقدس تحریرات کے ادب کے بارے میں سوال جواب (کل صفحات:48)
3...... پانی کے بارے میں اہم معلومات (کل صفحات:48) 4...... بُلند آواز سے ذکر کرنے میں حکمت (کل صفحات:48)

عنقریب آنے والے رسائل

1......اولیائے کرام کے بارے میں سوال جواب 2......دعوت اسلامی اصلاحِ امت کی تحریک

المدینۃ العلمیۃ کی کتب

شادی کی دعوت میں ثواب کمانے کا مَدَنی نُسخہ

شادی میں جہاں بَہُت سارا مال خرچ کیا جاتا ہے وہاں دعوتِ طعام کے اندر خواتین وحضرات میں ایک ایک **"مَدَنی بستہ"** (STALL) لگوا کر حسبِ توفیق مدنی رسائل و پمفلٹ اور سنّتوں بھرے بیانات کی کیسٹیں وغیرہ مُفت تقسیم کرنے کی ترکیب فرمایئے اور ڈھیروں نیکیاں کمایئے۔ آپ صرف **مکتبۃ المدینہ** کو آرڈر دے دیجئے۔ باقی کام اِن شاءَ اللّٰہ عزوجل اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں خود ہی سنبھال لیں گے۔ جزاکَ اللّٰہ خیراً۔

نوٹ: سوئم، چہلم و گیارھویں شریف کی نیاز کی دعوت وغیرہ مواقع پر بھی **ایصالِ ثواب** کے لئے اسی طرح "لنگرِ رسائل" کے مدنی بستے لگوایئے۔ **ایصالِ ثواب** کے لئے اپنے مرحوم عزیزوں کے نام ڈلوا کر **فیضانِ سنّت، نماز کے احکام** اور دیگر چھوٹی بڑی کتابیں، رسالے اور پمفلٹ وغیرہ تقسیم کرنے کے خواہشمند اسلامی بھائی **مکتبۃُ المدینہ** سے رُجوع فرمائیں۔

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

کراچی: شہید مسجد کھارادر۔ فون: 021-2203311-2314045
لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ۔ فون: 042-7311679
سردارآباد (فیصل آباد): امین پور بازار۔ فون: 041-2632625
کشمیر: چوک شہیداں، میرپور۔ فون: 058610-37212
حیدرآباد: فیضانِ مدینہ آفندی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 061-4511192
اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال۔ فون: 044-2550767
راولپنڈی: فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
پشاور: فیضانِ مدینہ گلبرگ نمبر 1، النور سٹریٹ، صدر۔
خان پور: دُرانی چوک، نہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
نواب شاہ: چکرا بازار، نزد مسلم کمرشل بینک۔ فون: 4362145
سکھر: فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ۔ فون: 5619195
گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ۔ فون: 055-4225653

مکتبۃ المدینہ فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ (کراچی)
فون: 4921389-93/4126999 فیکس: 4125858
Email:maktaba@dawateislami.net \ www.dawateislami.net